برہانِ ولایتِ محمدیہ، حجتِ شریعتِ مصطفویہ، کاشفِ اسرارِ سبع
مثانی، عالمِ علومِ مقطعاتِ قرآنی، عارفِ حقانی، قیومِ زمانی،
شیخ الاسلام والمسلمین، آیت اللہ فی الارضین، عظیم
البرکت امامِ ربانی، محبوبِ سبحانی، غوثِ صمدانی،
مجدد الف ثانی، شیخ احمد فاروقی، سرہندی
نقشبندی حنفیؒ کی سوانح حیات
پر ایک نادر روزگار تصنیف

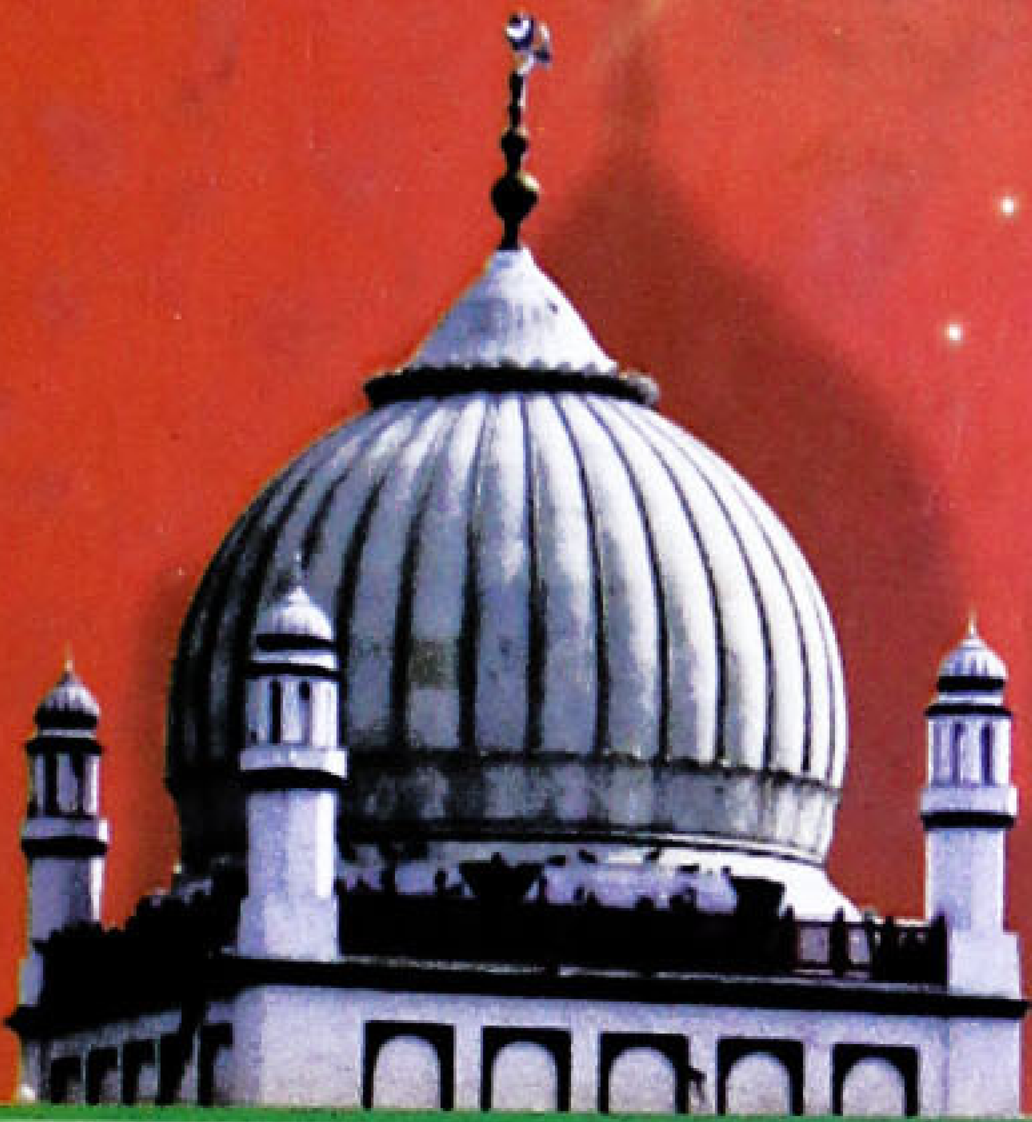

مجددِ اعظم

کتاب ہذا میں

آپ کے خاندانی حالات کے علاوہ دربارِ شاہی کے غیر اسلامی احکام مغل دربار کی
اسلام دشمنی نیز بدعات اور ملحدانہ عقائد کے خلاف آپ کے مساعی کو اجاگر کیا گیا ہے

مُرتب
صوفی محمد اشفاق اللہ واجد مجددی

مکتبۂ سراجیہ

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

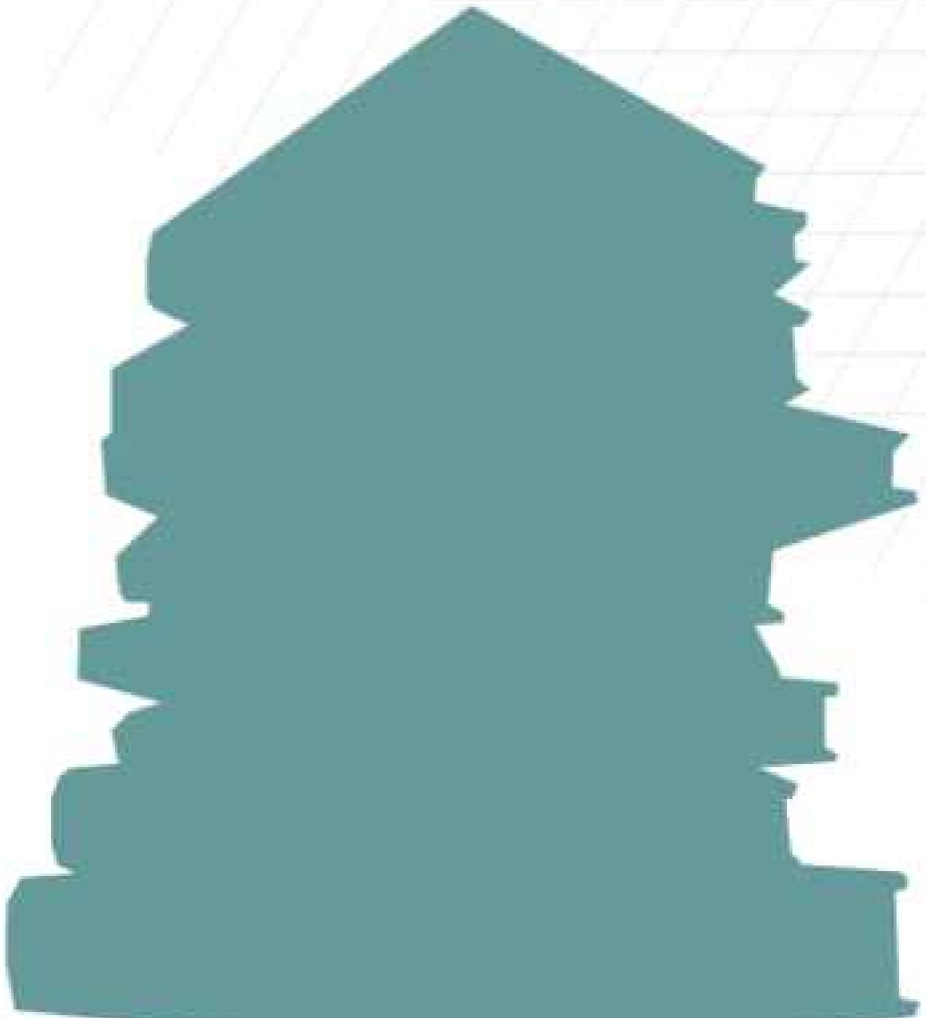

Marfat.com

برہانِ ولایتِ محمدیہ، حجتِ شریعتِ مصطفویہ، کاشفِ اسرارِ سبع
مثانی، عالم علوم مقطعات قرآنی، عارفِ حقانی، قیومِ زمانی،
شیخ الاسلام والمسلمین، آیت اللہ فی الارضین، عظیم
البرکت امامِ ربانی، محبوبِ سبحانی، غوثِ صمدانی،
مجدد الف ثانی، شیخ احمد فاروقی، سرہندی نقشبندی حنفیؒ
کی سوانح حیات پر ایک نادر روزگار تصنیف

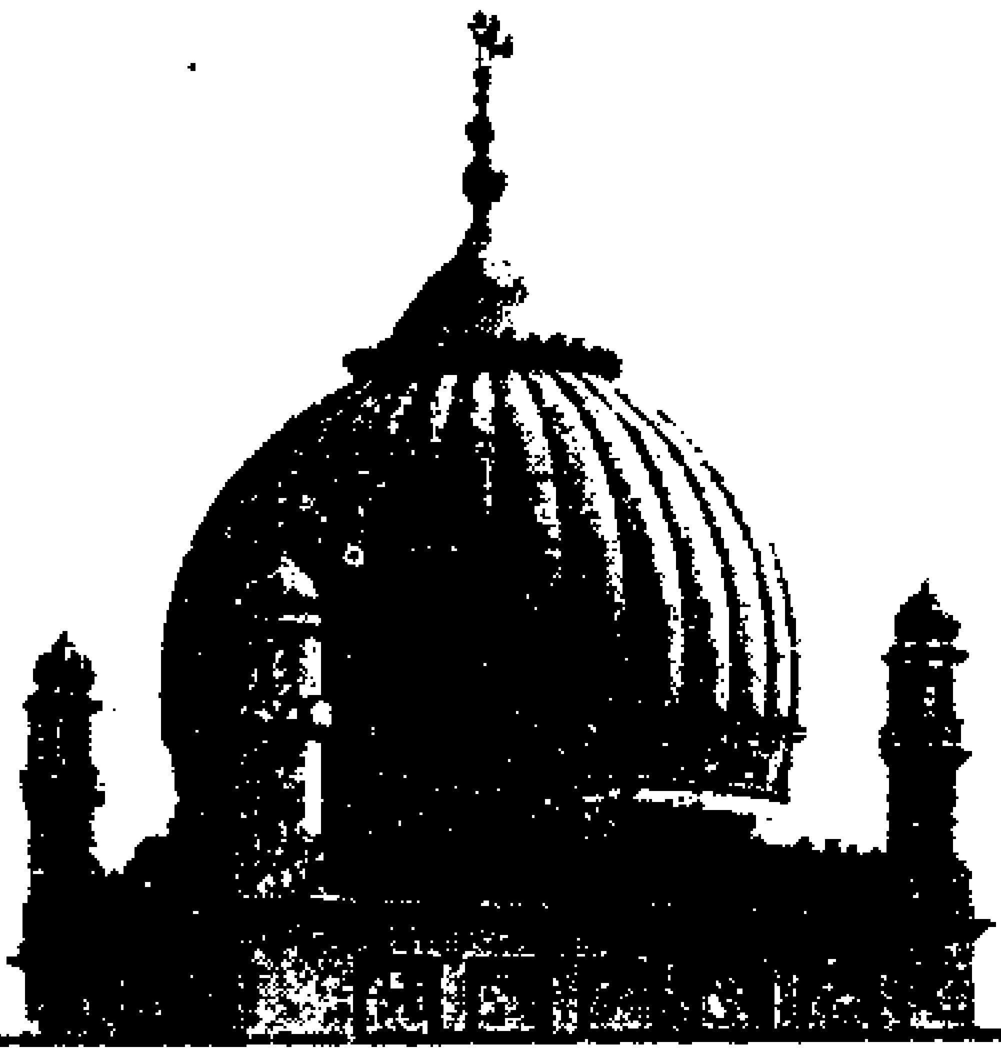

مجددِ اعظم

مرتب
صوفی محمد اشفاق اللہ واجد مجددی

مکتبہ سراجیہ

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ادارہ مکتبہ سراجیہ محفوظ ہیں

128868

نام کتاب: .... مجدد اعظم

مصنف: .... صوفی اشفاق اللہ واجد مجددی

طبع اوّل 500

ناشر .... مکتبہ سراجیہ، گوجرہ ضلع ٹوبہ

فون 0300-6550592, 0322/0313-7797405

پرنٹرز .... ایچ ایم آرٹ پریس، لاہور 042-37231566 0302-4329566

کمپوزنگ .... فاروق اعظم، لاہور: 0300-8089395

قیمت .... -/1,200 روپے

ملنے کے پتے

- مکتبہ سراجیہ، کندیاں شریف ضلع میانوالی
- مکتبہ سراجیہ جامع دار القرآن سراجیہ، احمد ٹاؤن، پینسرہ روڈ، نزد الحرمین سی این جی تحصیل گوجرہ، ضلع ٹوبہ
- انڈیا میں ملنے کا پتہ: ...... سید محمد صادق رضا صاحب، سجادہ نشین و خلیفہ مجاز، روضہ شریف سرہند، پنجاب (انڈیا)

نوٹ: ......حتی الامکان کوشش کی گئی ہے کہ کتاب معیاری زیورِ طباعت سے آراستہ ہو، تاہم یہ حسرت باقی رہی کہ کتاب جس شان سے آنی چاہئے تھی اس کا حق ادا نہ ہوسکا۔ قارئینِ کرام! دورانِ مطالعہ اگر کوئی بات اصلاح طلب پائیں تو ادارے کو مطلع فرمائیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ تہہ دل سے آپ کا مشکور رہوں گا اور آئندہ غلطی کی اصلاح کی جائیگی۔

Marfat.com

انتساب

قیومِ زماں، ہادیٔ دوراں، قطب الارشاد والمدار،
محبوبِ سبحانی حضرت مولانا خواجہ ابوسعد احمد خان صاحب
قدس سرہٗ کے نام

Marfat.com

قیومِ زماں، ہادیٔ دوراں، قطب الارشاد والمدار، محبوب سبحانی حضرت مولانا خواجہ ابوسعد احمد خان صاحب قدس سرہٗ کے الہامات

''من جاء ك زائراً مغفورا۔ انت مغفورا و من يصافحك مغفورا و من دفن حولك مغفورا انت مجدد هذه المائة انت خليفتنا فى الارض۔ تو قطب جميع ديار هستى خلقت الخلق لاجلك من اهانك فقد اهان الله''

ایں فقیر را به سیر مرادی مبشر ساختند و شرک از عبادت او برداشتند رندا اور دانه که انت من المخلصین بفتح ۔حضرت سرورِ کائنات ﷺ ابایں بشارت مبشر شد انت فی بمنزلة هارون من موسیٰ و ارشاد کردند که از نسبت خاصه من تراحظه وافرست۔

ترجمہ: (۱) جو تیری زیارت کے لئے آیا، بخشا گیا، (۲) تو بخشا ہوا ہے، (۳) جو تجھ سے مصافحہ کرے گا بخشا جائے گا۔ (۴) جو تیرے پاس مدفون ہوا اس کی مغفرت ہوئی۔ (۵) تو اس صدی کا مجدد ہے۔ (۶) تو زمین میں ہمارا خلیفہ ہے۔ (۷) تو سارے عالم کا قطب ہے، (۸) میں نے مخلوق کو تیرے لئے پیدا کیا، (۹) جس نے تیری توہین کی اس نے اللہ کی توہین کی۔

اس فقیر کو سیر مرادی سے سرفراز فرمایا گیا اور شرک اس کی عبادت سے رفع کر دیا گیا۔ اور غیب سے ندا آئی کہ تو مخلصین (بفتح لام) میں سے ہے۔ اور حضرت سرورِ کائنات ﷺ کی جانب سے یہ بشارت دی گئی کہ تیرا رابطہ مجھ سے ایسا ہے جیسا موسیٰ علیہ السلام سے ہارون علیہ السلام کا اور فرمایا کہ تجھے میری نسبت خاص سے بہر کامل نصیب ہے۔ [تحفۂ سعدیہ/کشکولِ اولیاء]

Marfat.com

فہرست عنوانات

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1	آغاز	43
2	ولادت مبارک	44
3	نسب شریف	47
4	قلعہ و شہر کی بنیاد	49
5	قلعہ کا گر جانا	52
6	قلعہ کی دوبارہ بنیاد	52
7	عظمت شہر سرہند شریف	54
8	آپ کے والد گرامی قدر شیخ عبدالاحد ﷫	56
9	اجازت نامہ حضرت شیخ رکن الدین گنگوہی﷫	58
10	شجرۂ عالیہ چشتیہ	60
11	شجرہ عالیہ قادریہ	61
12	حضرت مخدوم﷫ کی اتباع رسول اللہ ﷺ میں پختگی	63
13	حضرت شاہ کمال کیتھلی سے اخذ فیض	63
14	حضرت مخدوم قدس سرہٗ کی حضرت شاہ کمال کیتھلی سے ملاقات	64
15	خوارق و کرامات	65
16	حضرت شیخ عبدالاحد قدس سرہٗ کے عقائد و تعلیمات	65
17	تصانیف	66
18	حضرت مخدوم قدس سرہٗ کا وصال	67

Marfat.com

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
67	وصیت	19
68	قطعہ تاریخ وصال	20
69	حضرت شیخ مخدوم عبدالاحد قدس سرہٗ کی اولاد	21
69	بچپن کے واقعات	22
69	ایام بچپن میں شاہ کمال کیتھلی قدس سرہٗ کی خدمت میں کسب فیض	23
70	شاہ کمال کیتھلی قدس سرہٗ کی زبان مبارک	24
73	تعلیم	25
74	سند مصافحہ حضرت سیدنا رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم	26
74	دینی نصاب تعلیم سے فراغت	27
74	مسند تدریس	28
74	دارالخلافہ اکبر آباد تشریف لے جانا	29
75	ابوالفضل و فیضی بارگاہِ مجدد میں	30
75	ابوالفضل کی تفسیر بے نقط	31
76	ابوالفضل و فیضی کے عقائد باطلہ سے آگاہی	32
77	رسالہ ردِ روافض لکھنے کا سبب	33
79	والد گرامی قدر کا اشتیاق ملاقات	34
80	شہر تھانیسر میں قیام اور شادی مبارک	35
82	تحصیل طریقت	36
82	حضرت مخدوم قدس سرہٗ کے جانشین	37
82	سلسلۂ قادریہ کا خرقۂ خلافت	38

Marfat.com

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
83	قادریہ طریقہ کی اجازت حضرت شاہ کمال قدس سرہٗ	39
84	سلسلۂ سہروردیہ	40
85	حضرت مجددؒ کے علیل ہونے پر اہلیہ کی دعا	41
86	مخدوم زادوں کی ولادت مبارک	42
86	دارالاولیاء دہلی میں	43
87	بارگاہِ شیخ خواجہ باقی باللہؒ میں حاضری	44
87	حضرت خواجہ باقی باللہؒ کی نظر کیمیاء اثر	45
88	حضرت خواجہ قدس سرہٗ کا تصرف	46
88	منازل سلوک نقشبندیہ طے کرنے کے حالات مکتوب ۲۹۰ میں	47
89	تعلیم ذکر اسم ذات	48
89	بے خودی وفنائیت	49
89	فنائے فنا	50
90	مرتبہ علمی مقام حیرت وحضور نقشبندیہ	51
94	حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کا اظہار بشارت	52
99	اجازت طریقہ وخلعت	53
100	حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کا مکتوب بارگاہِ خواجہ قدس سرہٗ میں تحریر کرنا	54
102	سیر الی اللہ اور سیر فی اللہ	55
104	حضرت امام ربانی شیخ مجدد قدس سرہٗ کی عقیدت	56
106	سرہند شریف کی طرف مراجعت	57
106	حضرت خواجہ قدس سرہٗ خود بھی استفسار فرماتے	58

Marfat.com

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
110	حضرت شیخ احمد آفتاب	59
112	دہلی کا تیسرا سفر	60
113	حضرت خواجہ قدس سرہٗ کا خود توجہ شریف کیلئے حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ سے کہنا	61
116	حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کا طریقہ	62
117	حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کا سفرِ لاہور	63
117	مولانا جمال تلویؒ	64
119	حضرت خواجہ باقی باللہؒ کا وصال	65
120	منکرین کے باطنی چراغ گل ہوگئے	66
122	بیت اللہ شریف کا حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کی زیارت کے لئے آنا	67
124	حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کے خصوصی مقامات واعلیٰ درجات	68
124	حضرت غوث الاعظمؒ کا خرقہ پیش ہونا	69
126	ارواح اولیاء اُمت کا اجتماع	70
126	تجدید الف ثانی کی علامت	71
127	نزول خلعت تجدید	72
127	نزول خلعت قیومیت	73
131	مجددیت سے متعلق حدیث رسول	74
132	حضرت شیخ مجدد کا اپنی تحریر سے مقام عظمت	75
132	مجدد الف ثانی ہونے کا اظہار	76
137	حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کو تمام نسبتوں سے نوازا گیا	77
137	ولایت وکمالات نبوت کی نسبتیں	78

Marfat.com

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
137	آسمانوں کا علم	79
137	حضرت خضرؑ والیاسؑ سے ملاقات	80
137	علوم لدنی	81
138	علم کلام کا مجتہد	82
138	بخشش کی خوشخبری	83
138	آپ متقیوں میں ہو	84
138	تمام تہجد کے لئے غیبی آواز واذان	85
139	حضرت سیدنا خاتم النبیین ﷺ کی طرف سے پروانہ	86
142	فقہ حنفی اور فقہ شافعی کی حقیقت کا عیاں ہونا	87
143	ہندوستان میں انبیاءؑ کا وجود مبارک	88
144	متشابہات قرآنی وحروف مقطعات قرآنی کے رموز	89
146	انبیاءؑ کے کمالات ولایت، طالب کو دیکھتے ہی بتانا	90
148	قلوب خمسہ کے اسرار	91
151	حقیقت قرآنی وبیت المقدس کی حقیقت	92
151	انفس وآفاق کی حقیقت کا شاہد	93
151	حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کا حق الیقین	94
152	نیا راہِ سلوک	95
152	حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ پر ولایت کے مختلف درجے منکشف ہوئے	96
154	نسبت خاصہ	97
156	فرد کون ہوتا ہے؟	98

Marfat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
99	حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ قطب ارشاد کے متعلق فرماتے ہیں	157
100	فلسفہ وحدت الوجود	158
101	وحدت الشہود	158
102	ولایت ونبوت میں فرق	159
103	وحدت الوجودی علوم انبیاء کے معارف نہیں ہیں	159
104	بادشاہ اکبر کا دورِ حکومت اور ابتدائی زندگی	160
105	حُبِّ جاہ سے لبریز علماء وقت کا کردار	164
106	اکبر بادشاہ کی بے دینی الحاد	170
107	صوفیائے خام	182
108	دربار اکبری میں نبوت کا موضوع گفتگو	190
109	ہندو مزاج مسلمان	194
110	بادشاہ اکبر کا پہلا حکم	196
111	بادشاہ اکبر کو اسلام سے عناد	205
112	بعض دیگر احکامات	221
113	حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کا فتویٰ	229
114	اکبر اور جہانگیر بادشاہ کے دور میں تصوف وصوفیاء	236
115	فتنۂ رفض وتفضیلیت	245
116	حضرت مجدد الف ثانیؒ کی مجددیت اور تجدید دین	251
117	مجدد کون ہوسکتا ہے؟	256
118	حدیث تجدید کی مزید توضیحات	261

Marfat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
119	اپنی مجددیت کا کیا مجدد کو پتہ ہوتا ہے	269
120	کیا ہر مجدد کامیاب ہوتا ہے	275
121	کیا حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی ہیں	280
122	معاصرین کی شہادت	287
123	حضرت شیخ قدس سرہٗ کی عظمت کا اعتراف بعد از وصال	293
124	حضرت شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے تجدیدی کارنامے	302
125	عقل محض اور کشف خالص کی تنقید کا انقلابی کارنامہ	307
126	نبوت کے بغیر نہ وصول الی المعرفت ہوتا ہے نہ حصول نجات	322
127	فلاسفہ کی تعلیم اور حضرات انبیاء کی تعلیم میں تضاد ہے	324
128	مقام نبوت	332
129	شریعت کی حمایت ونصرت اصلاح عقائد اور ردِ شرک ورسوم جاہلیت	340
130	شریعت پر عمل کرنا ذکر میں شامل ہے	351
131	سنت کی ترویج اور بدعت حسنہ کی تردید	386
132	نظریہ وحدۃ الوجود اور نظریہ وحدت الشہود	371
133	عقیدۂ وحدت الوجود ہندوستان میں	387
134	مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اضافہ اور تجدید کارنامہ	390
135	فتنۂ رفض وتفضیلیت کے خلاف حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا جہاد	402
136	سارے مطاعن کا ایک اصولی جواب	422
137	حکمران طبقہ کی اصلاح	425
138	میری پیدائش سے مقصود اور ہے	428

Marfat.com

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
431	بادشاہ کی اصلاح	139
438	عمائدین سلطنت کے نام اصلاحی خطوط	140
449	علماء سوء اور اہل تشیع کی سازشیں	141
452	مکتوب نمبر ۱۱ دفتر اول	142
459	دربار شاہی میں حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی ناراضگی	143
465	گوالیار کی اسیری کے اسباب	144
478	لشکر میں آپ کا وجود مبارک باعثِ اصلاح بنا	145
483	مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بغاوت کیوں نہیں کی	146
486	حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی کامیابیاں	147
493	آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ذاتی فضائل	148
496	آپ کے تجدیدی کارنامے	149
502	مجدد الف ثانی (مہتمم دار العلوم دیوبند حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ کا خراجِ تحسین)	150
511	حضرت شیخ مجدد صاحب کے معترضین اور ان کا جواب	151
520	اعتراضات	152
520	جوابات	153
570	نواب صدیق حسن خانؒ کا خراجِ عقیدت	154
570	قیوم زماں مجدد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے معمولات	155
572	آپ کے آداب بیت الخلاء	156
572	آپ کے آداب وضو	157
576	آپ کی نماز تہجد و تر اور مراقبہ	158

Marfat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
159	آپ کی نماز فجر	577
160	آپ کا حلقۂ ذکر و توجہ	578
161	آپ کی نماز اشراق و استخارہ	579
162	آپ کی خلوت و صحبت	582
163	آپ کی نماز چاشت	583
164	آپ کا طعام و قیلولہ	583
165	آپ کی نماز ظہر	585
166	آپ کی نماز عصر و ختم خواجگان	585
167	آپ کی نماز مغرب و اوّابین	586
168	آپ کی نماز عشاء و وتر	586
169	استراحت	587
170	آپ کی نماز جمعہ، عیدین و تراویح	588
171	کیفیت نماز و دیگر مسائل	591
172	بعض ادعیہ مختلفہ	595
173	قیوم زماں رحمۃ اللہ علیہ مجدد اعظم کے کشف و کرامات	598
174	قدسیات	599
175	کرامات	602
176	وفات کے بعد کی کرامتیں	648
177	حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد امجاد	652
178	قیوم زماں مجدد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف	652

Marfat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
179	حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وصال	665
180	خلوت نشینی	665
181	آخری غسل	667
182	مدفن	668
183	حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء صفاء	671
184	قیوم زماں حضرت مجدد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات	672
185	توحید	672
186	توحید کی تعریف	672
187	اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات اور افعال میں واحد ہے	672
188	نفسانی خواہشوں کی نفی۔کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کی روح	673
190	فضیلت کلمہ طیبہ	674
191	ردِ شرک	675
192	باطنی امراض کی جڑ	677
193	مخلوق کے لئے خالق کی صفات ثابت کرنا شرک ہے	678
194	اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات میں کسی کو شریک نہ کرنا چاہئے	678
195	اتحاد وحلول کا عقیدہ	679
196	حق تعالیٰ اتحاد وحلول سے پاک ہے	680
197	غیر اللہ کی عبادت نہ کرنا اور شرک سے بچنا تمام انبیاء کی مخصوص تعلیم ہے	681
198	مخلوق خالق کا ظہور نہیں ہے	681
199	کوئی مخلوق خالق کا ظل نہیں ہے	682

Marfat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
200	انسان کے علم و دیگر صفات کو اللہ تعالیٰ کے علم و دیگر صفات سے کچھ نسبت نہیں	683
201	اہل توحید کی پہچان	683
202	مقصدِ رسالت۔انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا مقصد	684
203	انبیاء علیہم السلام اصول دین میں متفق ہیں	685
204	انبیاء علیہم السلام کی بشریت کا عقیدہ	685
205	نفس انسانیت میں انبیاء و غیر انبیاء سب برابر ہیں	686
206	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت	686
207	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دائرہ امکان میں ہیں	687
208	ہند میں انبیاء کا مبعوث ہونا	687
209	انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت سراسر رحمت ہے	688
210	شانِ محبوب	689
211	حقوق و مراتب و ثنائے مصطفیٰ	690
212	ختمِ نبوت	693
213	کوئی ولی کسی نبی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا	693
214	قرآن مجید و آسمانی کتب	694
215	قرآن مجید و دیگر آسمانی کتب حق تعالیٰ کا کلام ہیں...... مسئلہ خلق قرآن	695
216	مسئلہ قضاء و قدر	696
217	بندوں کے افعال کا خالق اللہ تعالیٰ ہے	697
218	قضائے مبرم و معلق	698
219	یوم آخرت پر ایمان	699

Marfat.com

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
701	شب معراج میں رویت باری کا حکم	220
702	بہشت میں رویت باری تعالیٰ کے متعلق حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا مکشوف	221
702	نفلی عبادت کا ایصال ثواب کرنا بہتر ہے	222
703	ارواح موتی کو صدقہ کرنے کی کیفیت	223
705	فضیلت حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم	224
707	ترتیب خلافت اور ترتیب مراتب	225
707	افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	226
708	منازعات واختلافات صحابہ اجتہاد پر مبنی ہیں	227
708	حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ امام عادل تھے	228
709	حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت	229
709	حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا	230
710	فضائل ومناقب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	231
710	خطبہ میں خلفائے راشدین کا ذکر اہل سنت کا شعار ہے	232
713	حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درجات قرب	233
714	اہل بیت کی محبت اہل سنت کے ایمان کا جزو ہے	234
714	حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا وحضرات حسنین رضی اللہ عنہما کی فضیلت	235
715	تقیہ کی حقیقت اور اس کے مفاسد	236
717	فضائل امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ	237
719	فرقہ ناجیہ اہل سنت والجماعت ہیں	238
720	اعتقادی خرابی میں مغفرت کی گنجائش نہیں	239

Marfat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
240	شخص معین کو جہنمی اور لعنتی کہنے کا حکم	720
241	اتباعِ سنت اور ردِّ بدعت	720
242	حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کو سنت نبوی ﷺ سے عشق	721
243	آنحضرت ﷺ کی متابعت کے مدارج	721
244	جس امر میں سنت اور بدعت دونوں احتمال ہو، اس کو ترک کیا جائے	730
245	بدعتی کی صحبت کا ضرر	731
246	نماز کی فضیلت	733
247	فرائض کے مقابلہ میں نوافل کا حکم	741
248	کلماتِ اذان کے اسرار	742
249	اسرارِ الصلوٰۃ-نماز کی بلندیٔ شان	744
250	تلاوت قرآن مجید افضل العبادات ہے	746
251	ماہِ رمضان المبارک کی فضیلت اور قرآن مجید کے ساتھ اس کی مناسبت	748
252	زکوٰۃ کی ادائیگی	750
253	راستہ کی استطاعت وجوب حج کے لئے شرط ہے	751
254	نفلی حج سے اگر دوسرے فرائض فوت ہو جائیں تو لایعنی میں داخل ہے	751
255	احکام اجتہادیہ	751
256	قرآن تمام احکام شرعیہ کا جامع ہے	752
257	حدیث نبوی ﷺ کی اہمیت	753
258	قرآن وسنت کے خلاف چلنا ضد وتعصب ہے	754
259	بخاری شریف، قرآن مجید کے بعد اصح الکتب ہے	754

Marfat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
260	صوفیائے کرام کا عمل حل وحرمت میں سند نہیں ہوسکتا	754
261	کسی مسئلہ میں علماء وصوفیہ کا اختلاف ہوتو حق علماء کی جانب ہوگا	754
262	کشف والہام کے بالمقابل مجتہد کے اجتہاد پر عمل کرنا چاہئے	755
263	نجات کا طریق شریعت کی پیروی میں ہے	756
264	شریعت کی جامعیت	756
265	شریعت دنیا وآخرت کی تمام سعادتوں کی ضامن ہے	757
266	موازنہ شریعت وتصوف	758
267	علماء راسخین وعلماء ظاہر	759
268	خواب وواقعات لائق اعتبار نہیں القائے شیطانی کا ہر جگہ احتمال ہے	760
269	کشف اور القائے شیطانی میں تمیز	762
270	احکام الہامیہ کی تشریح	764
271	سوال - جواب	766
272	اس گروہ سے محبت رکھنے اور ان کے بغض سے بچنے کی ترغیب	767
273	کاملین پر اعتراض کرنے کی ممانعت	767
274	ناقص پیر سے طریقہ اخذ کرنے کے نقصانات	768
275	سیر وسلوک سے مقصود دلی امراض کا دور کرنا ہے	769
276	نفس امارہ کی مذمت وعلاج - علاج کی فضیلت	770
277	فضیلت تقویٰ وورع	771
278	توبہ وانابت وورع وتقویٰ کی ترغیب	773
279	صلوٰۃ وسلام بھیجنے سے ذکر افضل ہے جو کسی مقبول شیخ سے حاصل کیا ہو۔	777

Marfat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
280	مرید کے لئے رابطہ ذکر سے زیادہ مفید ہے	778
281	نسبت رابطہ کی فضیلت	779
282	ہر عمل جو شریعت کے مطابق کیا جائے، ذکر ہے۔	780
283	صحبتِ شیخ کی ترغیب	780
284	اہل جمعیت کی صحبت کی ترغیب	781
285	اغنیاء کی صحبت سے بچنے اور فقراء کی صحبت پر ترغیب	782
286	عزلت گزینی کے لئے حقوق العباد کی ادائیگی شرط ہے	783
287	وساوس وخطرات کا آنا کمال ایمان کی علامت ہے	784
288	کمال ولایت کا مدار کثرت خوارق پر نہیں	785
289	ولی کو اپنی ولایت یا خوارق کا علم ہونا شرط نہیں	787
290	طریقہ عالیہ میں نئی نئی باتیں نکالنے والوں کی مذمت	789
291	شیخ مقتداء کے لئے نصائح	791
292	مقام تکمیل وارشاد کی ضروری شرطیں	793
293	پیر کا اُدب	794
294	شیخ کو تکلیف پہنچانا، پیر کی ایذا کیا ہے	797
295	پیری مریدی کے آداب ونصائح	798
296	رات اور دن کا محاسبہ	799
297	فضیلت سلسلہ نقشبندیہ	801
298	مجددیہ سلوک	804
299	لطائف عشرہ ولایت سرگانہ کی تشریح	805

Marfat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
300	اسم اللہ کی تعظیم کی برکات	813
301	کلمہ طیبہ کے فضائل و برکات	814
302	حضرت قیوم زماں مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز کے صاحبزادے	815
303	امام اولیاء حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ ولایت مبارک	815
304	کشف قلوب و کشف قبور	816
305	باطنی تکمیل۔فنائیت کے آثار	817
306	تسلیم و رضا	817
307	علوم عقلیہ، کتاب کا درس	818
308	حضرت قیوم زماں مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا مدح فرمانا	818
309	معارف کا مجموعہ۔خلافت و اجازت کا طریقہ	819
310	وفات	819
311	دفن، مقبرہ والی زمین کی عظمت	820
312	لحد مبارک پر گنبد	822
313	کرامات حضرت خواجہ محمد صادق قدس سرہٗ	823
314	کرامت ① کشف	823
315	کرامت ②	824
316	کرامت ③	824
317	حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کے نام مکتوبات شریفہ	825
318	قدسیہ۔قدسیہ	826
319	حضرت خواجہ محمد سعید المعروف خازن رحمۃ اللہ علیہ	827

Marfat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
320	ولادت مبارک۔حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی محبت	827
321	تحصیل علم،درس،تصنیف،فن مناظرہ،تکمیل سلوک	828
322	عظمت و بزرگی،رحمت رحمانی،مکشوف	829
323	عالم بیداری میں زیارت رسول صلی اللہ علیہ وسلم	830
324	معمولات	832
325	معارف وحقائق	833
326	معارف نمبر ① معارف نمبر ②	837
327	معارف نمبر ③ سوال	839
328	جواب معارف نمبر ④	840
329	سوال جواب	845
330	سوال جواب کرامات کرامت ①	849
331	کرامت ② کرامت ③	850
332	کرامت ④ کرامت ⑤ کرامت ⑥	851
333	کرامت ⑦ کرامت ⑧	852
334	کرامت ⑨ کرامت ⑩	853
335	کرامت ⑪ کرامت ⑫	854
336	کرامت ⑬	855
337	اولاد امجاد	856
338	تصنیفات،وصال	857
339	دفن اور لحد مبارک،نمازِ جنازہ،دفن	858

Marfat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
340	حضرت قیوم زماں قطب الاقطاب عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ	859
341	ولادت باسعادت	859
342	اسم، کنیت، لقب، منصب	860
343	مذہب فقہی، طریق، آپ کا بچپن	860
344	بچپن میں احترام، تعلیم وتربیت	861
345	شادی مبارک، خصائل وفضائل	862
346	بشارت	863
347	سجادہ نشینی،	867
348	حلیہ مبارک، عروۃ الوثقیٰ کا خطاب	868
349	حضرت عروۃ الوثقیٰ کے شب وروز	869
350	سرہند شہر کی فضیلت	872
351	حالات وواقعات	874
352	شہزادہ اورنگ زیب کا مرید ہونا، حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کا انتقال	876
353	حج پر روانگی	877
354	مشاہدات ۱ تا ۱۲	878
355	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت سروری واستغناء	887
356	مشاہدات نمبر ۱۳، ۱۴، ۱۵	888
357	حج سے واپسی	889
358	حضرت خواجہ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ کو بادشاہ کی تربیت کیلئے بھیجنا	890
359	شاہجہان کا انتقال	890

128868

Marfat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
360	کشف و کرامات	892
361	بیماری سے صحت پانا۔لعاب دہن کی برکت	892
362	طبیب ہو جانا، داماد کا وفات پانا	893
363	رافضی کا سر کاٹنا	893
364	حضرت قیوم زمان عروۃ الوثقیٰ رحمۃ اللہ علیہ	894
365	حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہٗ۔اولاد مبارک	894
366	صاحبزادے	894
367	صاحبزادیاں، خلفائے عظام	895
368	وصال	897
369	مدفن	898
370	امامت نماز جنازہ، حال قبر شریف، روضہ شریف	898
371	سلسلۂ مجددیہ معصومیہ اور اس کے مشائخ کبائر	899
372	حضرت خواجہ سیف الدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ	899
373	خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ سے مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ تک	902
374	مرزا مظہر جانِ جاناں اور حضرت شاہ غلام علی	904
375	حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خلیفہ حضرت شاہ رؤف احمد صاحب مجددی	906
376	مولانا خالد رومی	906
378	حضرت شاہ احمد سعید اور ان کے خلفاء	909
379	حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ	911
380	تعلیمات حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہٗ	913

Marfat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
381	کشف وکرامات اور معارف الٰہیہ	913
382	انسان کی پیدائش کا مقصد	914
383	نفس کے درجات	916
384	فنائے لطائف کیا ہے	917
385	حضرت خواجہ محمد فرخ رحمۃ اللہ علیہ	918
386	حضرت خواجہ محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ	918
387	بچپن ہی سے کرامات کا ظاہر ہونا	919
388	وصال کا واقعہ	919
389	حضرت خواجہ محمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ	919
390	حضرت خواجہ محمد یحییٰ قدس سرہٗ	920
391	ولادت مبارک	920
392	حضرت امام ربانی قدس سرہٗ کا الہام اور نام مبارک، تعلیم	920
393	نسبت قادریہ	921
394	تکمیل سلوک، آنسو	921
395	شادی خانہ آبادی	921
396	حج - وفات	922
397	حضرت قیوم زماں مجدد اعظم قدس سرہٗ کے خلفاء	922
398	حضرت شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ	922
399	ولادت مبارک، وطن	922
400	ولادت کا واقعہ، سلوک	923

Marfat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
401	ہزار سالہ سلوک سے بہتر	924
402	حضرت شیخ مجدد کا ارشاد	924
403	حقیقتِ محمدیہ ﷺ	924
404	حقیقتِ قرآن	924
405	مزارِ اقدس سے فیض	924
406	ہاتفِ غیب کی ندا	925
407	قادری نسبت	925
408	حرمین شریفین کا سفر	926
409	دست رسول اللہ ﷺ کا ظاہر ہونا	926
410	حضرت سیدنا رسول اللہ ﷺ کا فرمان	926
411	وصال	926
412	سلسلۂ احسنیہ اور اس کے شیوخ کبار	927
413	حضرت سید شاہ علم اللہ اور ان کا خاندان	928
414	شیخ سلطان بلیاوی	929
415	حافظ سید عبد اللہ اکبر آبادی اور سلسلۂ ولی اللہ	930
416	حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی جماعت	931
417	حضرت مولانا احمد برکی رحمۃ اللہ علیہ	934
418	حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے ایک مکتوب مولانا یوسف برکی رحمۃ اللہ علیہ کو تحریر فرمایا جس میں آپ کی تعریف اس طرح تحریر فرمائی	934
419	حضرت مولانا احمد دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ	937

Marfat.com

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
937	سلسلۂ بیعت، آگرہ	420
939	مولانا امان اللہ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ	421
940	مولانا بدر الدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ	422
943	شیخ بدیع الدین سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ	423
944	صحبت حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ	424
944	خلافت	425
945	آگرہ-قبولیت عامہ	426
945	لشکر میں ٹھہرنا دشوار	427
946	حفظ قرآن	428
948	غیرت فقیر	429
948	حضرت شیخ حسن برکی رحمۃ اللہ علیہ	430
952	حضرت شیخ حمید بنگالی رحمۃ اللہ علیہ	431
952	طریقہ مجددیہ میں بیعت ہونے کا واقعہ	432
956	حضرت حاجی خضر خان افغانی رحمۃ اللہ علیہ	433
957	حضرت صفر احمد رومی رحمۃ اللہ علیہ	434
957	حضرت سیدنا رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان	435
958	حضرت شیخ طاہر بدخشی رحمۃ اللہ علیہ	436
958	زیارت حضرت سیدنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم	437
959	حضوریٔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	438
960	حضرت شیخ مولانا طاہر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ	439

Marfat.com

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
961	صاحبزادگان مجددیہ کے استاد	440
961	دولت انکسار	441
962	راہِ سلوک میں رُکاوٹ	442
964	نسبت کا سلب ہونا	443
965	غیب سے آواز	444
966	حضرت خواجہ عبیداللہ عرف خواجہ کلاں رحمۃ اللہ علیہ	445
969	حضرت خواجہ عبداللہ عرف خواجہ خورد رحمۃ اللہ علیہ	446
969	تعلیم درسیہ	447
969	سلوک کی تکمیل	448
973	تصنیفات	449
974	اولاد، شاگرد، وفات	450
974	حضرت شیخ عبدالحی حصاری رحمۃ اللہ علیہ	451
974	خلافت	452
975	زیارت حرمین شریفین	453
976	حضرت مولانا عبدالواحد لاہوری رحمۃ اللہ علیہ	454
977	شیخ عبدالہادی فاروقی بدایونی رحمۃ اللہ	455
978	حضرت مولانا فرخ حسین ہروی رحمۃ اللہ علیہ	456
978	مولانا قاسم علی رحمۃ اللہ	457
979	حضرت شیخ کریم الدین بابا حسن ابدالی رحمۃ اللہ علیہ	458
979	تحصیل علم	459

Marfat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
460	تلاش مرشد کی کہانی	979
461	حضرت سید محب اللہ مانکپوری رحمۃ اللہ علیہ	981
462	ابتدائی تعلیم	981
463	نوٹ	982
464	حضرت شیخ محمد صادق کابلی رحمۃ اللہ علیہ	983
465	حضرت مولانا محمد صالح کولابی رحمۃ اللہ علیہ	983
466	غسالہ کو پی لیا	984
467	حضرت مولانا محمد صدیق کشمی رحمۃ اللہ علیہ	984
468	حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے وابستگی	985
469	حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی عنایت	985
470	تصور شیخ میں فنائیت	985
471	آستانہ مجددیہ کی غلامی	985
472	حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ ایک مکتوب میں مولانا محمد صالح کولابی رحمۃ اللہ علیہ کو آپ کے ترقی یافتہ احوال کی اطلاع دیتے ہوئے رقمطراز ہیں۔	986
473	حضرت خواجہ میر محمد نعمان بدخشی رحمۃ اللہ علیہ	987
474	نسب...... میر بزرگ کو فیض	987
475	شیخ بلبل	988
476	حضرت امام اعظم ابو حنیفہ قدس سرہٗ کی بشارت والد صاحب کا ارشاد	988
477	حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضری	988
478	توجہ شیخ	990

Marfat.com

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
990	حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی طرف رجوع	479
990	حضرت خواجہ کی ناراضگی	480
991	حضرت مجدد دہلی میں	481
992	حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا جواب	482
992	برہان پور کی طرف روانگی	483
995	حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کو فنائیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم	484
995	بادشاہ کے دربار میں	485
996	انتقال	486
997	حضرت مولانا محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ	487
997	نام ولادت تعلیم	488
997	تلاش مرشد خواب میں رہنمائی	489
998	شادی خانہ آبادی دربار مجدد میں طلبی	490
999	مجددی دربار میں حاضری	491
999	دربار مجدد سے رُخصتی	492
1000	عظمت	493
1000	خلافت واجازت کا طریقہ	494
1001	کتاب زبدۃ المقامات	495
1003	دیوان مدفن	496
1003	حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کی وفات کے بارے میں تحریر کرتے ہیں	497

Marfat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
498	حضرت شیخ مزمل رحمۃ اللہ علیہ	1004
499	حضرت حافظ محمود لاہوری رحمۃ اللہ علیہ	1005
500	حضرت شیخ نور محمد پٹنی رحمۃ اللہ علیہ	1006
501	دربار باقیہ میں حاضری	1006
502	حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضری	1006
503	حضرت مولانا یار محمد قدیم بدخشی طالقانی رحمۃ اللہ علیہ	1009
504	نام کے ساتھ قدیم کی وجہ	1009
505	لوگ درود پڑھتے	1009
506	حالت بیداری میں زیارتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم	1009
507	مدفن	1010
508	حضرت مولانا یار محمد جدید بدخشی طالقانی رحمۃ اللہ علیہ	1010
509	حضرت شیخ یوسف برکی رحمۃ اللہ علیہ	1010
510	حالت خواب میں اولیاء کی ترغیب	1010
511	دربار مجددی میں حاضری	1010
512	حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا تعریف فرمانا	1011
513	مدفن	1011
514	حضرت مولانا یوسف سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ	1011
515	فیضان مجدد کا اثر علامہ اقبال پر	1013
516	پنجاب کے پیرزادوں کے نام	1014
517	حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا ملی تشخص	1018

Marfat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
518	مغربی تصور قومیت	1019
519	اسلامی تصور قومیت	1020
520	انگریزوں کا تصور قومیت	1020
521	ڈاکٹر اکرم اکرام لکھتے ہیں	1021
522	شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کا نظریہ وحدت الوجود	1025
523	نظریہ وحدۃ الشہود	1026
524	نظریہ وجود سے نظریہ الشہود کی طرف سفر	1027
525	اقبال کا نظریہ وحدۃ الشہود	1031
526	حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سے اقبال کی عقیدت	1035
527	ڈاکٹر محمد مسعود احمد لکھتے ہیں	1036
528	علامہ اقبال مراقبہ مزارِ مجدد قدس سرہٗ پر	1041
529	ڈاکٹر محمد مسعود احمد تحریر فرماتے ہیں	1042
530	مقام عبدیت	1045
531	نفسیاتِ حاضرہ	1050
532	ڈاکٹر محمد مسعود احمد تحریر فرماتے ہیں	1052
533	شریعت و طریقت	1054
534	علامہ اقبال جن افکار سے متاثر ہوئے ایک نظر میں	1058
535	رافضیت کی نئی شکل طارق جمیل مبلغ تبلیغی جماعت	1060
536	قولہ نمبر ا	1060
537	الجواب قولہ نمبر ۲ الجواب	1061

Marfat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
538	نمبر۳قولہ الجواب	1062
539	نمبر۴قولہ الجواب	1063
540	نمبر۵قولہ الجواب	1064
541	نمبر۶قولہ الجواب نمبر۷قولہ	1065
542	الجواب	1066
543	الجواب نمبر۸قولہ	1067
544	نمبر۹قولہ الجواب	1068
545	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں مولوی صاحب کے نازیبا الفاظ سوءِ ادب پر مبنی ہیں۔	1068
546	نمبر۱۰قولہ	1068
547	الجواب	1069
548	نمبر۱۱قولہ الجواب نمبر۱۲قولہ الجواب	1071
549	الجواب نمبر۱۳قولہ	1073
550	تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تکفیر سے کافر نہیں ہوگا۔اس کا جواب	1074
551	نمبر۱۴قولہ الجواب	1074
552	فتاویٰ رشیدیہ میں ہے سوال	1075
553	الجواب نمبر۱۵ قولہ الجواب	1075
554	نمبر۱۶ قولہ الجواب	1076
555	نمبر۱۷ قولہ الجواب	1077
556	قولہ۱۸ الجواب	1078

Marfat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
557	تین ہزار مجاہدین نے ڈیڑھ لاکھ فوج کا مقابلہ کیا	1079
558	مولوی صاحب دور حاضر میں جہاد کا وقت نہیں سمجھتے	1080
559	نمبر۱۹ قولہ الجواب	1080
560	نمبر۲۰ قولہ الجواب	1082
561	نمبر۲۱ قولہ الجواب	1082
562	الجواب نمبر۲۲ قولہ الجواب	1083
563	تم لوگوں کی نظر میں علماء اسلام اور مدارس عربیہ کی وقعت کم ہو جاتی ہے	1084
564	یہ لوگ آیات جہاد فی سبیل اللہ کو مروجہ تبلیغی سرگرمیوں پر منطبق کرتے ہیں	1084
565	یہ لوگ جہاد کی طرح تبلیغ پر ایک نیکی کا ثواب سات لاکھ گنا سمجھتے ہیں	1085
566	نمبر۲۳ قولہ الجواب	1086
567	نمبر۲۴ قولہ الجواب	1087
568	نمبر۲۵ قولہ	1087
569	الجواب	1088
570	تفسیر کے بارے میں مودودی صاحب کی کھلی چھٹی	1089
571	مولانا مودودی کا عقل کے زور پر بخاری کی احادیث صحیحہ کو رَدّ کرنا	1090
572	نمبر۲۶ قولہ الجواب	1090
573	حدیث نمبر۱ نمبر۲۷ قولہ	1091
574	الجواب	1092
575	جہاد کے بارے میں تبلیغی جماعت کا موقف	1095
576	آج کل کا جہاد اقدامی ہے یا دفاعی ہے؟	1096

Marfat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
577	تبلیغی جماعت کی بے اعتدالیاں	1096
578	تبلیغی جماعت معصوم نہیں	1097
579	علماء کرام کے لئے لمحہ فکریہ	1100

Marfat.com

اظہارِ تشکر

ہاں! وہی خُدا...... وہی خدائے ذوالجلال عبادت و پرستش کے لائق ہے جس نے نیلے فلک کو خوشنما بنایا، اجرام فلکی سے سجایا، سطح زمین کو بمع تمام تر سرسبزی وشادابی کے بچھونا بنایا، زمین و آسمان کے درمیان اور مافوق و ماتحت ہر ذی روح و غیر ذی روح کو انسان کا خدمت گار بنایا۔ ہاں! اُسی خدائے حنان و منان نے نبی آخر الزمان جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرما کر بنی نوعِ انسان کی روحانی و جسمانی، دنیاوی و اُخروی الغرض تمام تر ضرورتوں کو پورا کرنے کا ذریعہ فرمایا اور بلاشک وشبہ وہ پاک ذات جس سے کام لیا گیا، عظمت و بزرگی کی اوجِ ثریا سے بھی اوپر...... بہت اوپر اُٹھتی ہوئی کیونکر نہ ہوئی۔

ہاں! وہی خُدا...... وہی خدا تمام خوبیوں کا مالک ہے جس نے اُمت محمدیہ میں بگاڑ، دینی واخلاقی، ظاہری و باطنی پستی پیدا ہونے کے باعث اُمت محمدیہ کو اس پستی سے نکال کر اُسی عظمت رفتہ کے حصول کو تیقن عطا فرمانے کی خاطر بصد عنایت وکرم و بے پایاں رحم رجالِ صوفیاء کو کام میں لگایا جو ہر زمانے میں اُمت کو پستی سے نکال کر عرفانِ خداوندی سے روشناس کراتے رہے۔ منجملہ ان صوفیاء کے بعضوں نے سخت فتنوں کے دور میں حق گوئی کا فرض نبھایا، جن میں ایک نام روشن و تابندہ ایک ایسے ستارے کی مانند، بیچ سمندر بھٹکے، دوریوں کا سفر کرتے، منزل کو قریباً ناپید پاتے، ملاح کو واضح راہ سُجھانے والے ستارے کی مانند ایک عظیم نام حضرت شیخ احمد سرہندی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جو اپنے زمانے میں ہندوستان کے طول و عرض میں بڑی تیزی سے پنپتے، باطل عقائد و نظریات کہ جن کی جڑیں کہیں نہ کہیں گذشتہ ہزار سال تک پھیلی ہوئی تھیں، کے خلاف میدان برہان میں اُترے اور ساری زندگی ان باطل عقائد واعمال کے خلاف بے باکی سے لڑے اور اپنی تبحر علمی اور روحانی فتوحات کو بروئے کار لاتے ہوئے راہ میں رُکاوٹ بننے والے ہر ظالم و جابر کے آگے ڈٹ گئے، اور عقائد و اعمال کے میدان میں اُگ آنے والی زہریلی، بدنما اور خاردار

Marfat.com

جھاڑیوں کو تلف کر کے اصل اسلامی افکار ونظریات پر مبنی عقائد واعمال کی ترجمانی فرمائی۔ سو بالفاظ دیگر تجدید دین کے کام کے لئے چنے گئے اس لئے مجدد اعظم اور مجدد الف ثانی کے نام سے جانے گئے۔

ہاں! وہی خدا...... وہی خدا! جملہ خوبیوں کا رب ہے جس نے بندۂ ناقص و ناکس کو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ ایسی عظیم المرتبت ہستی کی حیات مبارکہ، خدماتِ دینی اور آپ کے صاحبزادگان و خلفاء رحمۃ اللہ علیہما کے حالات پر لکھے جانے والے مسودہ کی نشر و اشاعت کے لئے قبول فرمایا جس کو میرے محترم ابو جان موصوف صوفی اشفاق اللہ واجد مجددی مدظلہ العالی نے بڑی عرق ریزی سے تالیف و تصنیف فرمایا جو بلاشبہ ایک نادرِ روزگار کاوش ہے۔ دعا ہے کہ رب کائنات اُن کی عمر دراز کرے اور اسی طرح تاحیات خدمت دین کے لئے کوشاں رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین

آخر میں یہ بہت ہی بے مروتی ہوگی اگر میں اپنے دوستوں کا شکر ادا نہ کروں خصوصاً مفتی عبید اللہ صاحب جامعہ اشرفیہ لاہور، جناب ذیشان حیدر مجددی صاحب جو کہ میرے دینی کام میں بہت ہی معاون و مددگار رہیں اور "مکتبہ سراجیہ" کے ان تمام سرپرست حضرات کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں اور ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے مال واولاد میں برکتِ کثیرہ عطا فرمائے۔ خصوصاً چوہدری اعجاز احمد صاحب لاہور، بھائی شکیل احمد صاحب لاہور، جناب زبیر صاحب، حاجی مقصود احمد صاحب مجددی لاہور، جناب بھائی جمیل صاحب جے۔ ایم لاہور، بزرگ شفیق و مہربان میاں عبد الطیف صاحب فیصل آباد اور میرے دینی راہنما حضرت مولانا حافظ مفتی محمد شفیق عارف صاحب مجددی کراچی مدظلہٗ۔

اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو وسیع رزق اور صحت و عافیت کیساتھ عمرِ دراز عطاء فرمائے اور ان کے دینی و دنیاوی تمام کاموں میں برکت و رحمت نازل فرمائے۔ اور ہمارے حق میں ان کی نیک دعاؤں کو قبول فرمائے! آمین یا رب العالمین۔

والسلام

حقیر فقیر میاں محمد باہو نقشبند مجددی

Marfat.com

انعامات

حضرت صوفی اشفاق اللہ واجد مجددی مدظلہٗ کو
خانقاہ سراجیہ شریف کی خاکروبی سے حاصل شدہ عنایات

① حضرت سیدی مرشدی و مولائی حضرت سید مخدوم علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عنایات عطا فرمائیں۔

② قیوم زماں، مجدد عصر حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان صاحب قدس سرہٗ نے صوفی صاحب کو اویسی طور پر قبول کرتے ہوئے سب سے پہلے نسبتِ سہروردیہ سے سرفراز فرمایا۔

③ حضرت مولانا عبدالستار صاحب خلیفۂ مجازِ طریقت حضرت خواجہ ابوالسعد احمد خان صاحب قدس سرہٗ نے صوفی صاحب کو حضرتِ اعلیٰ کے فرمانے پر اجازت طریقہ و خلافت سے سرفراز فرمایا اور ان کی دستار بندی فرمائی۔

④ نسبتِ قادریہ، حضرت سلطان العارفین، سلطان مُحمّد باہو قادری سروری رحمۃ اللہ علیہ نے اویسی طریق پر جنابِ غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ سے عطا فرمائی۔

⑤ چشتیہ نسبت اور حضرات چشتیہ کا اسم اعظم حضرت بابا فریدالدین المعروف گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اویسی طور پر عطا فرمایا۔

⑥ قلندری مجددی نسبت حضرت میاں عبدالرشید صاحب المعروف نوٹوں والی سرکار (سرگودھا) نے عطا فرمائی۔

⑦ 2010ء میں ہمارے صوفی اشفاق صاحب کی سرہند شریف بموقع عرس شریف حاضری ہوئی۔ اس سال ہمارے موجودہ شیخ خواجہ ابوالسعد خلیل احمد خان صاحب مدظلہٗ العالی

Marfat.com

کے ہمراہ تھے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ نے نہایت کرم نوازی اور غریب پروری فرماتے ہوئے اویسی طور پر اپنا مرید بنالیا۔

صوفی صاحب کو اویسی طور پر مجدد صاحب کی بارگاہ میں قبولیت پانے پر بہت ناز وفخر ہے۔ اب صوفی صاحب بہت زیادہ اطمینان قلبی رکھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اب میں اللہ تعالیٰ سے اُمید رکھتا ہوں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ روزِ محشر اکابرینِ مجددیہ کا ساتھ نصیب ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ بفضلہٖ الواسع!

عبیداللہ مجددی عفی عنہ
خادم حضرت صوفی صاحب مدظلہٗ

Marfat.com

وجہِ تصنیف

حقیر فقیر جنوری 2010ء میں اپنے شیخ حضرت خواجہ ابوالسعد خلیل احمد دامت برکاتہم کے ساتھ سرہند شریف عرس کے موقع پر حاضری و زیارت، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ کے لئے حاضر ہوا۔ ایک روز مراقبہ میں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ نے حکم فرمایا کہ ''میرے حالاتِ زندگی، میرے صاحبزادوں کے حالات زندگی نیز میرے خلفاء کے حالات بھی مرتب کرو۔'' اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے اللہ کے نام سے کتابیں اکٹھی کیں جن میں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ کی سیرت مبارکہ کا ذکر تھا، کتاب کا نام ''مجدد اعظم'' تجویز کیا اور کام شروع کر دیا۔

کتاب مجدد اعظم میں آپ کے خاندانی حالات کے علاوہ حکومت وقت کے دربار کا ماحول، اکبر بادشاہ کی ہندو نوازی اور اسلام دشمنی، رافضیت کی طرف داری، نیز شریعت اسلامیہ میں رائج بدعات، توحید وجودی کے نام پر ملحدانہ عقائد کا پھیلاؤ اور اس کی روک تھام تجدید دین اسلام کے لئے آپ کا اسلوب اور تن تنہا کوششوں کا مطالعہ کر سکیں گے۔

مجھے اللہ تعالیٰ سے اُمید واثق ہے کہ میری اس محنت و کوشش جو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی عظمت کو عیاں کرنے کے لئے کی ہے، قبول و منظور فرمائیں گے اور یہ کتاب ''مجدد اعظم'' نجات اُخروی کا ذریعہ بن جائے گی۔

خاکپائے خانقاہ سراجیہ

صوفی اشفاق اللہ واجد مجددی

جامع دار القرآن سراجیہ

احمد ٹاؤن پینسرہ روڈ نزد

تحصیل گوجرہ ضلع ٹوبہ

Marfat.com

اسمِ ذات اللّٰہ

طریقۂ ذکر اسمِ ذات

ذکر شروع کرنے سے پہلے

① ۲۵ مرتبہ استغفار پڑھیں
② سورۃ فاتحہ ایک مرتبہ پڑھیں
③ سورۃ اخلاص تین مرتبہ پڑھیں

اس کے بعد سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سعدیہ کے اولیاء اللہ کی ارواحِ مقدسہ کو ایصالِ ثواب کریں۔

❁❁❁

موت کو حاضر تصور کریں، پھر خیال سے زبان ہلائے بغیر دل میں اللّٰہ اللّٰہ کہیں۔ اپنی توجہ دل کی طرف اور دل کی توجہ اللّٰہ تعالیٰ کی طرف رہے۔ یہ وقوف قلبی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فیض آنے کا بھی انتظار کرتے رہیں۔ تھوڑی دیر بعد عجز و نیاز کے ساتھ دل میں کہیں "خداوند مقصود من تو ہی و رضاءِ تو محبت معرفت خُدے" اسے بازگشت کہتے ہیں۔ وقوف قلبی اور باز گشت ذکر کی شرائط میں سے ہیں۔ باوضو ہونا بے حد مفید مگر شرط نہیں۔ بوقت فرصت خواہ متعدد مجالس میں ہو۔

یہ ذکر ۲۴ ہزار بار کریں۔ تقریباً دو (۲) گھنٹے میں ہو جاتا ہے۔ ویسے چلتے پھرتے، اُٹھتے بیٹھتے ہر وقت ذکر کا دھیان رکھیں۔

وضو ہو یا نہ ہو، حتیٰ کہ ذکر دل کا وصفِ لازم بن جائے۔

Marfat.com

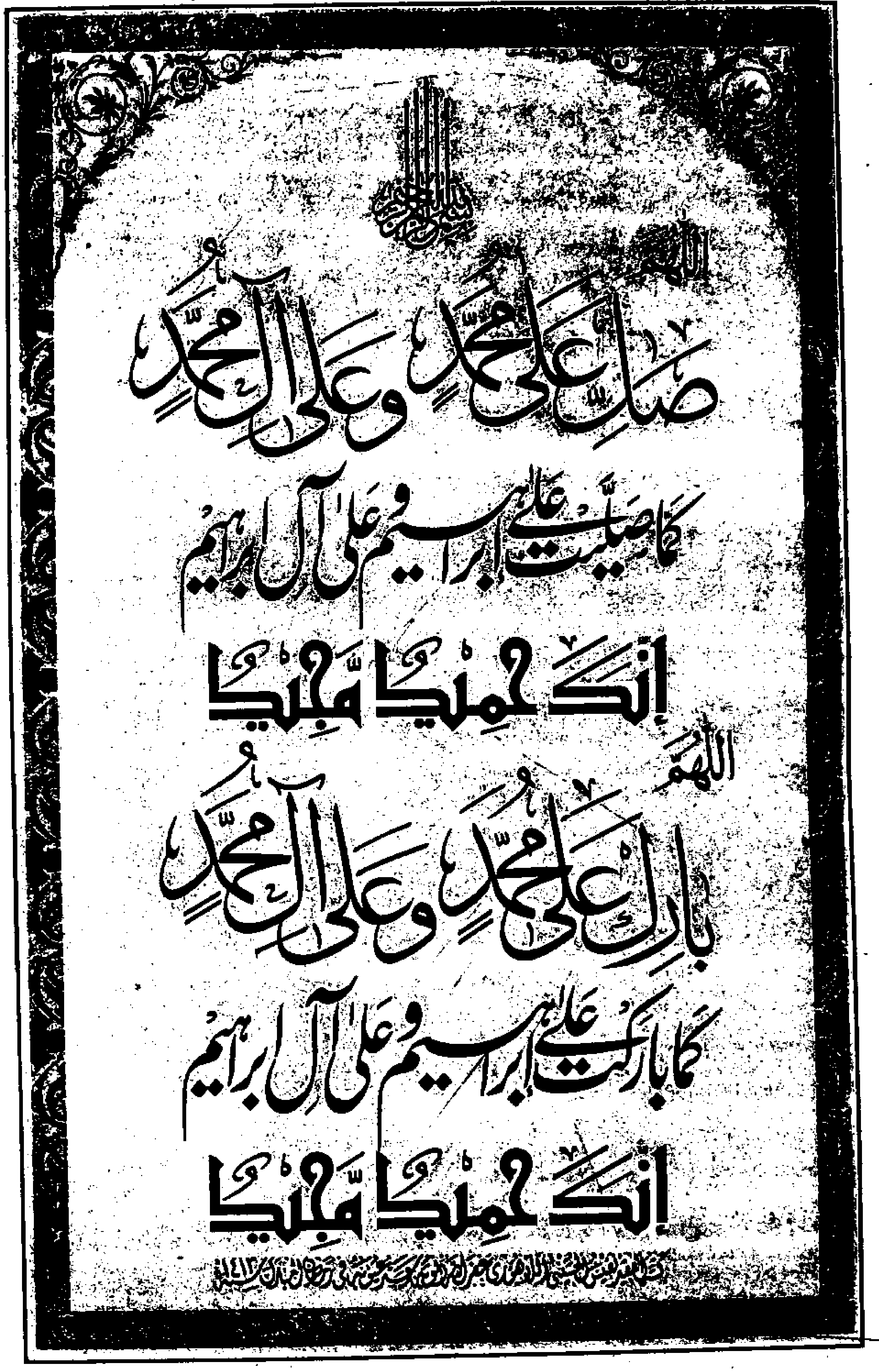
بسم اللہ الرحمن الرحیم
اللّٰھمّ
صلّ علیٰ محمّدٍ وعلیٰ آلِ محمّدٍ
کما صلّیتَ علیٰ ابراھیمَ وعلیٰ آلِ ابراھیمَ
انّکَ حمیدٌ مجیدٌ
اللّٰھمّ
بارِک علیٰ محمّدٍ وعلیٰ آلِ محمّدٍ
کما بارکتَ علیٰ ابراھیمَ وعلیٰ آلِ ابراھیمَ
انّکَ حمیدٌ مجیدٌ

Marfat.com

سلسلہ نقشبندیہ حضرت مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں

اللہ تعالیٰ ہمارے پیشوا و مقتداء، حضرت امام ربانی مجدّدِ الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو جزائے خیر عطا فرمائے...... کہ انہوں نے تصوف کے جُملہ مسالک پر عبُور حاصل کیا...... اور وصول الی اللہ کے تمام مدارج و مقامات کی تفصیلی سیر کے بعد طریقۂ عالیہ نقشبندیہ کو اپنایا...... آپ نے حسبِ ذیل الفاظ میں اس کی تعریف کرتے ہوئے طالبانِ حق کو اس کے اختیار کرنے کی ترغیب دی:

''واضح ہو کہ سب طریقوں میں قریب تر...... سابق تر...... موافق تر...... واثق تر...... سالم تر...... محکم تر...... صادق تر...... بہتر...... عالی تر...... جلیل تر...... رفیع تر...... کامل تر...... اور جمیل تر...... طریقۂ عالیہ نقشبندیہ ہے...... اللہ تعالیٰ اس کے اکابر کی ارواح اور اس کے بزرگوں کے اسرار کو پاکیزگی عطاء فرمائے...... اس طریقہ کی یہ بزرگی اور ان اکابر کی یہ سرفرازی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنتِ مطہرہ کے اتباع اور ناپسندیدہ بدعت سے پرہیز کے باعث ہے...... حضرات نقشبندیہ ہی وہ بزرگ ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح سلوک کا انتہائی مقصود ان کی ابتداء میں سمو دیا گیا ہے...... انہیں دائمی حضور و آگاہی سے نوازا گیا ہے...... اور مقامِ کمال پر فائز ہونے کے بعد ان کا حضور دوسروں پر سبقت لے گیا ہے۔'' [مکتوب ۲۹۰ دفتر اوّل]

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آغاز

ہندوستان کا مسلمان بادشاہ محبتِ کفار کی وجہ سے مرتد ہو گیا، بادشاہ کا ظلم وستم اور کفر کا غلبہ مسلمانوں پر حد سے بڑھ گیا، علماء سو کی وجہ سے دین اسلام کمزور ہو گیا۔ اس وقت کے درباری علماء بادشاہ کی نظر میں اپنے اعزاز و مرتبہ کو بڑھانے کی خاطر ایک دوسرے کی تکفیر و تذلیل کرنے لگے، باہمی اختلاف اور ملحدوں کی دراندازی کی وجہ سے علمائے اسلام کی وقعت کم ہوتی گئی، تو بادشاہ مسلمہ اعتقادات سے منکر ہو کر الحاد و بے دینی کی راہ پر چلنے لگا، دربار میں مختلف مذاہب و مسالک کے گمراہ عناصر نے اس سے بہت فائدہ اُٹھایا، بادشاہ کے سامنے دین کے معتقدات کو خلاف عقل ثابت کر کے انکار وانحراف کی طرف مائل کر دیا، اس بادشاہ کا نام ''اکبر'' تھا۔

بادشاہ اکبر عقیدہ تناسخ پر ایمان لے آیا۔ عقیدۂ تناسخ ہندوازم کا عقیدہ ہے، ہندو مذہب کے تمام طور طریقے یعنی آگ پرستی، آفتاب پرستی، ستاروں کی تعظیم اور پوجا، اور شعائر اسلام کو مٹانے کے لئے پوری کوشش ہونے لگی، گائے کا ذبیحہ بند کر دیا گیا اور گائے کے گوبر کو پاک سمجھا جانے لگا، گاؤ کشی کی سزا میں مسلمانوں کو قتل کیا جانے لگا، ہندو جوگیوں کی صحبت کی وجہ سے بھگتوں سے اکبر متاثر ہو چکا تھا، اکبر بادشاہ ہندوستانی راجاؤں کی لڑکیوں کی وجہ سے ہوَن کیا کرتا تھا۔ ہوَن ہندوؤں کی آتش پرستی کی ایک شکل ہے، اکبر جین مت کی حقانیت سے اتنا متاثر ہوا کہ اس نے جین مت کے سب سے بڑے پنڈت ہیراوجیا سوری سے ملاقات کا شوق ظاہر کیا اور اُس سے فتح پور سیکری کے قریب ملاقات کی، اکبر نے دارالاسلام ہندوستان کو ایک سیکولر اسٹیٹ یعنی لادینی مملکت میں تبدیل کر دیا۔

اس کے ساتھ ساتھ اکبر نے عیسائیت کی تصدیق کی اور عیسائیت پھیلانے کی ہمت افزائی کی۔ بادشاہ اکبر نے اپنے دربار میں ایران کے نقطوی شیعوں کو اعزاز واکرام سے نوازا اور اس کے ساتھ ہی عراق و عجم کے بہت سے شیعی علماء نے دربار اکبر میں بہت زیادہ رسوخ حاصل کر

Marfat.com

لیا تھا۔ بادشاہ اکبر کے دربار میں حضرات خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے خلاف عزو علل اور اُن کو کافر کہا جاتا تھا۔ غسل جنابت کو ختم کر دیا گیا، حج پر پابندی لگا دی گئی، ماہِ رمضان میں اکبر اپنے درباریوں کو روزے رکھنے سے منع کرتا تھا، غرض عقائد اسلامیہ، اصول و فروع کا تمسخر و استہزا کرتا تھا، بادشاہ اکبر کی نظر میں اہلسنت والجماعت کے عقائد کی کوئی اہمیت نہ تھی، اکبر کے خیالات پر اچھی خاصی چھاپ شیعیت کی پڑ چکی تھی، اس وقت کے ہندوستان کے حکمرانوں کے حالات ذہنی و قلبی بے دینی کی طرف پوری طرح مائل و قائل ہو چکے تھے۔

جب ہندوستان اور تمام عالم ظلمات و بے دینی میں ڈوب گئے، دین اسلام کی عمر مبارک ہزار سال ہونے کی بناء پر دین اسلام میں نئی نئی بدعات پیدا ہو گئیں، اور دین اسلام کا شجر بہت کمزور ہو گیا، تو رحمت خداوندی جوش میں آئی کیونکہ دین اسلام قیامت تک قائم رہنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی حقانیت اور احیاء کے لئے اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے اولاد حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اپنا مقبول ترین صاحبِ استقامت بندہ پیدا فرمایا، جسے دنیا امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ کے نام سے یاد کرتی ہے۔

ولادت مبارک

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد حضرت شیخ مخدوم عبدالاحد قدس سرہٗ بہت ہی بڑی عظمت کے ولی اللہ تھے۔ ان کی طبیعت سیر و سیاحت کی طرف مائل تھی، حضرت خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''زُبدۃ المقامات برکات احمدیہ'' میں حضرت شیخ مخدوم عبدالاحد قدس سرہٗ کے نکاح کا واقعہ کچھ اس طرح تحریر کرتے ہیں:

حضرت شیخ مخدوم الاولیاء عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ کا گذر قصبہ سکندرہ جو دہلی سے تقریباً ۳۱ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے ہوا۔ وہاں علماء حدیث سے حدیث کی کتابوں کا مزید مطالعہ فرمایا، قصبہ سکندرہ کے اہل علم نے حضرت شیخ عبدالاحد قدس سرہٗ میں صلاحیت و استعداد کے انوار کا مطالعہ کیا تو آپ کے دلدادہ ہو گئے اور نہایت ادب و احترام کرنے لگے، قیام سکندرہ میں ہی یہ واقعہ پیش آیا کہ شہر کی ایک صحیح نسب سیدہ اور پاک دامن حاکمہ، نے عالم رویاء میں یہ مشاہدہ فرمایا کہ حضرت شیخ مخدوم عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ کے سینہ اقدس سے ایک نور نمودار ہوا ہے، جن سے تمام زمین و آسمان منور ہو گئے

Marfat.com

ہیں، اور اس نور سے ایک تخت نکلا ہے جس پر ایک بزرگ تشریف فرما ہیں۔

صبح اُس نے یہ خواب اپنے خاوند کو سنایا، اس نے اپنی بیوی سے کہا ہمارے ہاں تو کوئی لڑکی نہیں جو حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ کے حبالۂ عقد میں دے دیں اور سعادت ابدی حاصل کریں، اس نیک خاتون نے اپنے خاوند سے عرض کیا، میری ایک بہن ہے جو جوہر عفت کی کان اور درج عصمت ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ اس کو آپ کے نکاح میں دے دوں، اس نیک مرد نے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی۔ آپ نے فوری لب کشائی نہ فرمائی، کیونکہ تفرید اور تجرید کا ذوق باطن پر غالب تھا، لیکن عقد کی درخواست والتماس بہت ہی اصرار اور منت وسماجت سے ہوتی رہی، کیونکہ تقدیر ورضائے خداوندی بھی اس ہی میں تھی کہ حضرت شیخ عقد کی درخواست قبول کرلیں، آخر کار حضرت شیخ مخدوم عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ نے اُس پاک دامن، نیک وصالحہ خاتون کو قبول کرلیا، اور اسے حبالۂ عقد میں لے آئے۔ کچھ دن قصبہ سکندرہ میں ہی قیام فرمایا، پھر حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ اپنی زوجہ محترمہ کے ساتھ شہر سرہند تشریف لے آئے، تو اس پاک دامن نیک وصالحہ زوجہ محترمہ کے بطن مبارک سے امام ربانی، مجدد الف ثانی، حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ ظہور میں آئے۔ (اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کی والدہ ماجدہ پر اپنی کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ (آمین یارب العالمین)

۲۔ نیز حضرت مخدوم شیخ عبدالاحد قدس سرہٗ نے ایک اور واقعہ میں دیکھا کہ تمام عالم میں ظلمت پھیلی ہوئی ہے، سؤر، بندر اور ریچھ مخلوق خدا کو ہلاک کر رہے ہیں، ایک نور ان کے سینہ سے نکلا، جس سے سارا جہان روشن ہوا ہے اور ایک تخت پر ایک شخص تکیہ لگائے بیٹھا ہے، اس کے سامنے تمام ظالموں اور زندیقوں اور ملحدوں کو بھیڑ بکری کی طرح ذبح کیا جارہا ہے۔ اور آواز آرہی ہے:

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا[1]

ترجمہ:...... (اور کہہ دیں) حق آیا اور باطل نابود ہوگیا، بے شک باطل ہے ہی مٹنے والا نیست ونابود ہونے والا۔"

حضرت شیخ مخدوم عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ نے اس خواب کی تعبیر حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہٗ سے پوچھی، حضرت شیخ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ قادریہ سلسلہ کے اس وقت سب سے بڑے بزرگ تھے،

[1] سورۃ الاسراء:۸۱

Marfat.com

انہوں نے خواب کی یہ تعبیر بیان کی، اللہ تعالیٰ کے فضل و انعام سے تمہارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا اس سے دین اسلام کا احیاء ہوگا، اور الحاد و بدعت کی ظلمت دور ہوگی، اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور ہر طرف پھیلے گا، سبحان اللہ! کیسا سچا خواب تھا، اور کیسی صحیح تعبیر تھی۔

حضرت امام ربانی، قطب ربانی، مجدد الف ثانی قدس سرہٗ آسمان بقاء سے جہانِ فنا میں جمعہ کی رات ۱۴ شوال ۹۷۱ھ بمطابق ۱۵۶۴ء میں تشریف فرما ہوئے، اپنے نوری وجود اقدس سے تمام جہان کو منور فرمایا، آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش شہر سرہند میں ہوئی، آپ کی تاریخ ولادت لفظ ''خاشع'' سے نکلتی ہے، شمسی حساب کے مطابق آفتاب برج حمل تھا، جو سورج کی تمام منزلوں سے اعلیٰ و اشرف ہے، آپ کا اسم مبارک شیخ احمد رکھا گیا، لقب بدرالدین اور کنیت حضرت مخدوم عبدالاحد کے الہام اور بشارت حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق ابوالبرکات تھی۔[1]

ولادت باسعادت میں ظاہر ہونے والے واقعات

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے والد گرامی قدر حضرت شیخ مخدوم عبدالاحد قدس سرہٗ فرماتے ہیں، میں نے نظر کشفی سے دیکھا کہ جب حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ میرے گھر میں پیدا ہوئے تو حضرت خاتم المرسلین والنبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے گھر میں تشریف فرما ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نومولود شیخ احمد کو اپنی گود میں اُٹھالیا اور دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر فرمائی۔

والدہ ماجدہ

آپ رحمۃ اللہ علیہا کی والدہ فرماتی ہیں جب حضرت شیخ احمد کی ولادت مبارک ہوئی تو مجھ پر غشی کی حالت طاری ہوئی، تو میں یہ دیکھتی ہوں کہ تمام اولیائے اُمت میرے گھر تشریف لائے ہیں اور وہ مجھے نومولود کی مبارک باد دے رہے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت مبارک کے روز سرہند شریف ہی میں موجود تھے، آپ نے نظر کشفی سے دیکھا کہ آسمان سے ملائکہ کا ہجوم اُتر رہا ہے۔[2]

۱۔ روضۃ القیومیہ زبدۃ المقامات، حضرت مجدد الف ثانی از سید زوار حسین شاہ

۲۔ زبدۃ المقامات، حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ، روضۃ القیومیہ

Marfat.com

نسب شریف

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا سلسلہ نسب حضرت امیر المؤمنین فاروق اعظم سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ واسطوں سے ہوتا ہوا جاملتا ہے۔ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلیفہ راشد ہیں اور روضۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ہی دائمی آرام فرمارہے ہیں۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے جلیل القدر بیٹے حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی شادی مبارک حضرت سیدہ فاطمہ بنت حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی اور حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔ حضرت سیدنا مولا علی کرم اللہ وجہہ کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ ہی خلیفۂ راشد تھے، لیکن حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دست بردار ہو گئے تھے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلۂ نسب میں حضرت شیخ ناصر الدین رحمۃ اللہ علیہ تابعین میں سے ہیں اور حضرت اسحاق رحمۃ اللہ علیہ وحضرت شیخ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ تبع تابعین میں سے ہیں۔

حضرت شیخ شہاب الدین المعروف بہ فرخ شاہ کابلی، حضرت مجدد صاحب قدس سرہٗ کے جد اعلیٰ ہیں، یہی بزرگ حضرت شیخ الاسلام بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے بھی جد اعلیٰ ہیں، یہاں پر حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا شجرۂ نسب حضرت بابا فرید الدین گنج شکر قدس سرہٗ سے مل جاتا ہے، حضرت فرخ شاہ کابلی رحمۃ اللہ علیہ سلاطین کابل میں سے تھے، آخر العمر حضرت فرخ شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے امارت ترک کر کے شہر کابل سے تھوڑے فاصلہ پر ایک درّہ میں عزلت اختیار فرمائی تھی جو بعد میں درّۂ فرخ شاہ کے نام سے مشہور ومعروف ہوا۔[1]

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ کا نسب مبارک کچھ اس طرح ہے:

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد بن شیخ عبدالاحد بن شیخ زین العابدین بن شیخ عبدالحی بن

---

[1] حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ زبدۃ المقامات، روضۃ القیومیہ، کتاب کشکول اولیاء

Marfat.com

محمد بن شیخ حبیب اللہ بن شیخ امام رفیع الدین بن شیخ نصیر الدین بن شیخ سلمان بن شیخ یوسف بن شیخ اسحاق بن شیخ عبداللہ بن شیخ شعیب بن شیخ احمد بن شیخ شہاب الدین معروف بہ فرخ شاہ کابلی بن شیخ نصیر الدین بن شیخ محمود بن شیخ سلمان بن شیخ مسعود بن شیخ عبداللہ واعظ اصغر بن شیخ عبداللہ واعظ اکبر بن شیخ ابوالفتح بن شیخ اسحاق بن شیخ ابراہیم بن شیخ ناصر بن صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

حضرت مولانا ابوالحسن زید فاروقی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''مقامات خیر'' میں حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ کا سلسلۂ نسب کچھ یوں بیان کرتے ہیں:

''حضرت شیخ احمد سرہندی بن حضرت مخدوم عبدالاحد بن شیخ زین العابدین بن عبدالحی بن محمد بن حبیب اللہ بن امام رفیع الدین بن نصیر الدین بن سلمان بن یوسف بن اسحاق بن عبداللہ بن شعیب بن احمد بن یوسف بن شہاب الدین فرخ شاہ کابلی بن نور الدین بن نصیر الدین بن محمود بن سلمان بن مسعود بن عبداللہ الواعظ الاصغر بن عبداللہ الواعظ الاکبر بن ابوالفتح بن اسحاق بن ابراہیم بن ناصر بن عبداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن حضرت عبداللہ بن حضرت سیدنا فاروق اعظم بن خطاب رضی اللہ عنہم اجمعین۔

حضرت مولانا فاروقی رحمۃ اللہ علیہ نے ''مقامات خیر'' میں جو شجرہ حضرت امام ربانی، مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا دیا ہے اس میں چار نام زیادہ ہیں، حضرت عبداللہ (۱) شیخ عمر (۲) شیخ حفص (۳) شیخ عاصم، حضرت زید الحسن فاروقی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بذات خود مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے ہیں، اس لئے اُن کی تحقیق کو بھی پیش نظر رکھا جانا چاہئے۔

بعض کتب میں شجرہ نسب حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ میں حضرت شیخ ناصر کی بجائے شیخ سالم کا نام دیا ہے، بہر حال اگر سالم صحیح نام ہے تو پھر حضرت سالم بن عبداللہ بن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم اجمعین کا اسم گرامی کتب احادیث سے ثابت ہو جاتا ہے۔

حضرت مولانا فضل اللہ مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''عمدۃ المقامات'' جو لاہور سے ۱۳۵۵ھ میں شائع ہوئی تھی، شیخ ناصر کی بجائے شیخ سالم رحمۃ اللہ علیہ کا ہی نام درج فرمایا ہے، اور وہ حوالہ بھی کتاب ''حضرات القدس'' ہی سے دیتے ہیں۔

Marfat.com

لیکن حضرت مولانا محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ جو خلیفہ مجاز حضرت خواجہ خواجگان خان محمد قدس سرہٗ سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ ہیں نے ۱۹۷۱ء میں جو نسخہ ''حضرات القدس'' لاہور سے شائع کیا تھا، اس میں شجرہ نسب حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ میں شیخ ناصر نام ہی دیا ہے، شیخ سالم نہیں ہے۔

مکرم احسان اللہ عباسی گورکھپوری نے بھی مولانا زید الحسن فاروقی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ پر شجرہ نسب حضرت مجدد صاحب قدس سرہٗ میں حضرت شیخ ابراہیم کے بعد چار ناموں کا اضافہ کیا ہے۔

''حضرت شیخ ابراہیم بن شیخ ناصر عرف شیخ ادھم شاہ بلخ بن شیخ عبداللہ بن شیخ عمر بن شیخ حفص بن شیخ عاصم بن حضرت سیدنا عبداللہ بن حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ۔ حضرت مولانا زید الحسن فاروقی مجددی رحمۃ اللہ علیہ مکرم ومحترم احسان اللہ عباسی گورکھپوری کا شجرہ نسب حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا یکساں ہے۔ کتاب ''جواہر مجددیہ'' کا مصنف بھی ۲۷ واسطوں سے ہی شجرہ نسب کو بیان کرتا ہے۔ صاحب حضرات القدس بھی وہی شجرہ نسب بیان کرتے ہیں۔

قلعہ وشہر کی بنیاد

حضرت امام رفیع الدین قدس سرہٗ

حضرت امام رفیع الدین قدس سرہٗ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے چھٹے دادا ہیں۔ حضرت امام رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ ہی وہ پہلے بزرگ ہیں جو متحدہ انڈیا میں سب سے پہلے تشریف لائے۔ ظاہری و باطنی علوم کی جامع شخصیت تھے۔ کہتے ہیں کہ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ نے چار سو مشائخ کبار سے ظاہری وباطنی علوم حاصل کئے تھے، لیکن روحانی پیاس ابھی باقی تھی کہ حضرت مخدوم سید جلال الدین بخاری المعروف جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کے زہد وتقویٰ کے پیش نظر اپنا امام نماز مقرر کر رکھا تھا، حضرت مخدوم گشت رحمۃ اللہ علیہ نے تلاش حق میں بکثرت سفر فرمائے تھے، اور چودہ خانوادوں یعنی سلاسل طریقت سے مجاز واجازت رکھتے تھے۔ آپ نے حضرت امام

Marfat.com

رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت سے نوازا اور کامل واکمل ہونے کی اجازت دے دی، آپ نے حضرت شیخ جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت طریقہ کے بعد علاقہ منام میں رہائش اختیار کر لی تھی۔

فیروز شاہ تغلق کے عہد سلطنت میں شہر سرہند آباد ہوا ہے، اس سے پہلے یہ ایک ویران و وحشت وخوف سے بھرپور جنگلی جانوروں کا ایک خطرناک جنگل تھا، اس میں زیادہ تر شیر مسکن کئے ہوئے تھے، اسی بنا پر ہندی زبان میں سرہند ہے، ہندی زبان میں سیہ شیر کو کہتے ہیں اور زند جنگل کو کہا جاتا ہے، یعنی ''شیروں کا مسکن'' اس جنگل کے گرد ونواح میں کوئی شہر آباد نہیں تھا، صرف ''براس'' نام کا ایک شہر کافی دور آباد تھا۔

براس شہر

آج کل وہاں صرف ایک چھوٹا سا گاؤں آباد ہے، شہر برباد ہو گیا ہے، حضرت امام ربانی، مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے مکشوف کے مطابق یہاں پر انبیاء علیہ السلام کے مقبرے ہیں، اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھیں کہ اپنے مقبول ومنظور بندے حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے مکشوف کو آج کے دور میں اس کی حقیقت کو کھول کر بیان کر دیا ہے ''مالیر کوٹلہ شہر سرہند شریف سے کوئی پچاس کلومیٹر دور ہے، وہاں پر ایک نیک دل، نیک فطرت انسان ڈاکٹر نظام صاحب حیات ہیں، براس میں ایک اونچے ٹیلے پر حضرات انبیاء علیہم السلام مدفون ہیں، ڈاکٹر نظام صاحب کو خواب میں زیارت کرواتے ہیں، اور ان سے فرماتے ہیں کہ ہماری قبریں کھول کر ان کو درست کرو، دو تین مرتبہ ان کو حضرات انبیاء علیہم السلام کی زیارت ہوتی رہی، آخر انہوں نے علماء سے مشاورت کے بعد گورنمنٹ انڈیا اور صوبائی حکومت پنجاب انڈیا سے کوشش کر کے اجازت حاصل کر لی، پھر انہوں نے چند آدمی ہمراہ لئے اور براس کے ٹیلے پر کھدائی شروع کر دی۔

اللہ تعالیٰ کی عظمت وکبریائی دیکھیں کہ ڈاکٹر نظام صاحب بیان کرتے ہیں کہ ان کے قد تقریباً ۳۰ فٹ کے قریب تھے، بڑے بڑے ہاتھ تھے، جو ہم بڑی مشکل سے اُٹھا سکتے تھے، بغیر وضو اُن کو ہاتھ بھی نہیں لگا سکتے تھے، ایک دن ایک مزدور کا وضو نہیں تھا، کہ اس کا ہاتھ رک گیا اور آگے نہ بڑھ سکا، ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے پوچھا کہ وضو ہے کہ نہیں، اس مزدور نے

Marfat.com

بتایا کہ میرا وضو نہیں ہے، میں نے اس سے وضو کرنے کا کہا، وہ مزدور وضو تازہ بنا کر آیا، تو پھر ہمارے ساتھ کام میں مشغول ہو گیا۔ اُن حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام بالکل صحیح و سالم حالت میں تھے۔ سچ فرمایا "حضرت سیدنا محبوب کبریا ختم الانبیاء، امام الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ انبیاء کے اجسام کو مٹی نہیں کھا سکتی۔"

ڈاکٹر صاحب بیان کرتے ہیں کہ کئی ماہ تک میرے ہاتھوں سے خوشبو آتی رہی ہے، اب ڈاکٹر صاحب نے حضرات انبیاء علیہم السلام کی لحدوں کو درست کر دیا ہے، وہاں پر چار دیواری بھی بنا دی ہے، ایک چھوٹی سی مسجد اور دینی مدرسہ حفاظ القرآن بھی بنا دیا ہے۔

یہ تمام واقعہ میں نے خود اور میرے ساتھ دوسرے زائرین جو پاکستان سے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس پر حاضری کے لئے گئے ہوئے تھے، سنا ہے۔ ڈاکٹر نظام صاحب نے ویڈیو فلم بھی بنائی ہے لیکن انڈیا حکومت وہاں سے فلم لانے نہیں دیتی۔

اس سائنسی دور میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبول بارگاہ بندوں کے مزارات کی حقیقت ظاہر فرما دی ہے، جو لوگ اس حقیقت کو تسلیم نہیں کرتے ان کے مقدر میں ہدایت ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دیں۔

شہر سرہند شریف کی آبادی کچھ اس طرح ہوئی کہ کوئی شہر قریب نہ ہونے کی بناء پر گرد و نواح کے لوگوں کو سلطانی مالیہ جو حکومت وقت کا ٹیکس تھا، کافی دور شہر "سامانہ" میں پہنچانا ہوتا تھا، کافی دقت و مشکل پیش آتی تھی۔

سلطان فیروز شاہ تغلق کی حکومت میں ایک مرتبہ سرکاری آدمی شاہی خزانہ پنجاب سے دہلی لے کر جا رہے تھے، وہ اس جنگل سرہند سے گزرے تو ان شاہی آدمیوں میں سے ایک صاحب مرد حق بھی تھے، ان کو نظر کشفی سے معلوم ہوا کہ اس شہر میں صاحب ارشاد قطب وقت کے انوار برس رہے ہیں، اس مرد حق نے اپنے ساتھیوں سے اپنا کشف بیان کیا، تمام سرکاری عملہ اس مرد حق کا معتقد تھا، انہوں نے آپس میں مشاورت کی کہ یہاں شہر آباد ہونا چاہئے، دوسرا اطراف کے لوگوں کو بھی معاملات کے لئے "سامانہ" جانا پڑتا تھا۔

سرکاری عملہ جو شاہی خزانہ لے کر جانے والا تھا، اس میں حضرت مخدوم جہانیاں جہاں

Marfat.com

گشت قدس سرہٗ کے مرید بھی تھے۔ حضرت مخدوم جلال الدین بخاری المعروف جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ سلطان فیروز شاہ تغلق کے پیر و مرشد تھے، سرکاری عملہ جب اپنے شیخ حضرت مخدوم گشت قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس اطراف کے لوگ جو سرہند کے گردونواح میں آباد تھے کی تکلیف اور اپنے ساتھی مردحق کا کشف عرض کیا، اور آپ سے درخواست کی کہ اس جنگل میں شہر آباد ہونا چاہئے۔ حضرت مخدوم گشت قدس سرہٗ نے مخلوق خدا کی التماس کو قبول فرمایا، اور اوچ شریف سے دہلی کے سفر کو اختیار کیا، بادشاہ سلطان فیروز شاہ نے دہلی سے سونی پت سے آگے علاقہ کنور تک آکر اپنے شیخ کا استقبال کیا، حضرت مخدوم جلال بخاری المعروف جہانیاں جہاں گشت قدس سرہٗ نے پہلی ملاقات ہی میں اپنا مدعا بیان فرمایا، جسے سلطان فیروز شاہ نے قبول فرما کر حکم دے دیا کہ سرہند کے جنگل میں شہر آباد کیا جائے۔

حضرت خواجہ فتح اللہ رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت مخدوم امام رفیع الدین قدس سرہٗ کے بڑے بھائی ہیں، سلطان فیروز شاہ نے اُن کو دو ہزار آدمیوں کے ساتھ اس کام پر مامور فرمایا، انہوں نے سرہند کے جنگل میں پہنچ کر قلعہ کی تعمیر شروع کر دی۔

قلعہ کا گر جانا

قلعہ کی تعمیر شروع ہونے کے بعد جس قدر بھی قلعہ کی تعمیر ہوتی صبح کو وہ منہدم ہو چکی ہوتی، بادشاہ تغلق کو اطلاع دی گئی، تو اس نے اپنے شیخ جہانیاں جہاں گشت قدس سرہٗ سے عرض کیا، تب حضرت مخدوم گشت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خلیفہ اور امام نماز حضرت امام رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ جو اس وقت شہر منام میں رہائش پذیر تھے، کو اپنے پاس بلایا اور حکم دیا کہ آپ خود وہاں جا کر قلعہ کی بنیاد رکھیں۔ نیز حضرت مخدوم گشت رحمۃ اللہ علیہ نے بنیاد میں رکھنے کے لئے ایک اینٹ بھی عطا فرمائی کہ اس کو بھی بنیاد میں رکھنا، اور اپنی رہائش بھی اب وہاں ہی رکھنا، کیونکہ شہر سرہند کی ولایت و قطبیت بھی آپ کے وجود اقدس سے وابستہ ہے۔

قلعہ کی دوبارہ بنیاد

حضرت امام رفیع الدین صاحب قدس سرہٗ اپنے شیخ و مرشد کے حکم کی تکمیل کرتے ہوئے جنگل سرہند میں تشریف لائے اور دوبارہ قلعہ کی بنیاد ۷۶۰ھ بمطابق ۱۳۵۸ء میں اپنے

Marfat.com

پیر بزرگوار کی عطا کردہ اینٹ سے رکھی، پھر قلعہ کے گرنے کی حقیقت کی طرف متوجہ ہوئے تو معلوم ہوا کہ قلعہ کی تعمیر میں سرکاری آدمیوں نے ایک مرد صاحب باطن کو بیگار میں پکڑ کر مزدور میں لگا رکھا ہے، وہ شب کو اپنی توجہ و تصرف سے قلعہ کی تعمیر کو گرا دیتا ہے، کیونکہ اس صاحب مرد حق نے اپنے آپ کو پوشیدہ رکھا ہوا تھا، اس لئے کسی کو معلوم نہ ہوسکتا تھا کہ یہ صاحب کون ہیں؟ اس صاحب مرد حق جذب و مستی کے امام کا اسم گرامی قدر حضرت شیخ بوعلی قلندر تھا۔ حضرت امام رفیع الدین قدس سرہٗ نے اپنے بڑے بھائی خواجہ فتح اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو ساتھ لیا اور حضرت شیخ بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے بھائی کے لئے معذرت چاہی، حضرت قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں فرمایا (جدید مؤرخین کی تحقیق کے مطابق یہ روایت صحیح نہیں ہے، حضرت شیخ بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام رفیع الدین قدس سرہٗ کے زمانہ میں کافی فرق ہے، ہوسکتا ہے کہ کوئی اور صاحب جذب و مستی کے کمالات کی انتہاء پر عبور رکھتے ہوں، اوران کا اسم مبارک بھی شرف الدین ہی ہو۔)

"اے رفیع الدین! آپ کی خوشنودی و لحاظ کے لئے یہ شہر آباد رہے گا، ورنہ قیامت تک کوئی اس شہر کو آباد نہ کرسکتا۔"

جب قلعہ کی تعمیر مکمل ہوگئی تو سلطان فیروز شاہ تغلق نے قلعہ کو حضرت امام رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کے تصرف میں دے دیا اور بہت سے گاؤں بطور نذر پیش کئے اور شہر سرہند شریف کا انتظام آپ کے سپرد فرمادیا، حضرت امام رفیع الدین قدس سرہٗ نے مستقل رہائش بھی سرہند میں ہی رکھ لی۔ وہ جنگل جو درندے شیروں کا مسکن تھا، اب قیامت تک حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد کا یہ شہر روحانیت کے شیروں کا مسکن ہے، ان شیروں کی روحانیت کی وجہ سے اب یہ شہر "سرہند شریف" کہلاتا ہے۔

حضرت امام رفیع الدین قدس سرہٗ نے اپنے انتقال تک اسی شہر میں زندگی کے دن پورے کئے۔ آپ کا مزار مبارک شہر میں ہے، آپ کا مزار مرجع خلائق ہے، یہ وہ شہر ہے جو تاریخی و مقدس ہے، مقدس و تاریخی اس بناء پر ہے کہ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی اولاد سے وہ روحانیت کا شیر و امام پیدا ہوا جن کی کوشش سے اطراف و اکناف عالم میں تجدید و احیائے دین کے نور کی کرنیں پھیلیں، جس صاحب ارشاد نے شہر سرہند شریف کو قیامت تک مرجع خلائق بنادیا ہے اور دائمی شہرت جس وجود اقدس سے نصیب ہوئی، اُسے دنیا امام ربانی، مجدد الف ثانی شیخ احمد

Marfat.com

سرہندی قدس سرہٗ کے نام نامی سے جانتی ہے۔[1]

عظمت شہر سرہند شریف

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ مکتوبات جلد دوم مکتوب نمبر ۲۲ میں خود شہر سرہند شریف کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی عنایت اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل شہر سرہند میری جائے پیدائش ہے، گویا میرے لئے اس ایک گہرے اور تاریک کنویں کو پر کر کے اس پر ایک بلند چبوترہ بنایا گیا ہے، اور اس کو اکثر شہروں اور مقاموں پر بلندی (فضیلت) بخشی گئی ہے اور اس زمین میں بے صفتی و بے کیفی کا ایک نور امانت کے طور پر رکھا گیا ہے، اور وہ نور اس نور کی طرح ہے جو بیت اللہ شریف کی پاک و مقدس زمین سے بلند اور روشن ہو رہا ہے...... مدت بعد ظاہر ہوا کہ وہ نور اس فقیر کے قلبی انوار کا ایک حصہ ہے، جس کو یہاں اقتباس کر کے اس زمین میں روشن کیا گیا ہے، جس طرح کہ شعلہ سے چراغ روشن کرتے ہیں، کہہ دیجئے یہ سب اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے، اللہ تعالیٰ ہی آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔''

نیز حضرت قیوم زمان خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہٗ اپنے مکتوبات دفتر اول مکتوب نمبر ۸۰ میں فرماتے ہیں:

''آج سرہند کی زمین فیوض و انوارات کی کثرت اور اسرار کے ظہور کی بہتات کی وجہ سے ہند اور غیر ہند کے لئے رشک کی جگہ ہے، لوگ اس کو ہندوستان سے نہ جانیں کیونکہ یہ ولایت کی کھڑکی ہے، ہند کی خاک ولایت کے پانی کے ساتھ مل گئی ہے، اور محبت کی شراب جمع کی افیون کے ساتھ اس کی طینت میں گھل مل گئی ہے، اس لئے سکر کے جوش سے عین واثر کو اس کے طالبوں سے دور کر دیا ہے، اس جگہ کے رقص کرنے والوں سے سرور اُٹھا دیا

---

[1] حضرت مجدد الف ثانی از سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ، روضۃ القیومیہ، زبدۃ المقامات

Marfat.com

ہے، کسی نے کیا اچھا کہا ہے:

ازاں افیون کہ ساقی درمے رفگند
حریفاں را نہ سرماند نہ دستار

ترجمہ:......اس افیون کی وجہ سے جو کہ ساقی نے شراب میں ڈال دی ہے حریفوں کو نہ سر کا ہوش رہا ہے اور نہ پگڑی کا۔

شہر سرہند شریف کے قریب ہی تقریباً ۵۰ کلومیٹر کے قریب براستہ سڑک ''براس'' نامی ایک گاؤں آباد ہے، وہاں پر حضرات انبیاء علیہم السلام کے مزارات ہیں، ان مزارات کی نشاندہی بھی سب سے پہلے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ نے ہی اپنے کشف سے انوارات انبیاء علیہم السلام کو محسوس فرما کر ان کے مقدس وجود کی خبر دی۔

حضرت مجدد صاحب قدس سرہٗ اپنے مکتوبات شریف میں فرماتے ہیں:

''مجھے فیضان نبوت سے نوازا گیا ہے۔'' اگرچہ میں نبی نہیں ہوں کیونکہ نبوت حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہو چکی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی خاتم النبیین اور ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی کامل اتباع کرنے والے کو نبوت تو نہیں لیکن فیضان نبوت دے سکتے ہیں۔''

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ انوار نبوت اور انوار ولایت کے فرق جانتے تھے، اس لئے جب ''براس'' میں چند مزارات شریف سے نظر کشفی سے انوار نبوت نظر آئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہاں پر مزارات انبیاء کے ہونے کا اعلان فرما دیا۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا اظہار اور فضل و کرم حضرت مجدد صاحب قدس سرہٗ پر دیکھیں کہ آپ کو حضرات انبیاء علیہم السلام کے قُرب میں پیدا فرمایا، کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ کو فیضان نبوت دینے کا ارادہ رکھتے تھے، اس لئے حضرات انبیاء علیہم السلام کے زیر سایہ پیدا فرمایا اور پروان چڑھایا......اللہ اکبر!

حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''حضرت مجدد الف ثانی'' میں تحریر کرتے ہیں:

برصغیر کا یہی وہ تاریخی اور مقدس مقام ہے جو اس خانوادۂ فاروقی کا مسکن بنا

Marfat.com

اور یہیں سے بعد میں تجدید واحیائے دین کی کرنیں اطراف اور اکناف عالم میں ضوفگن ہوئیں جس مبارک ہستی نے اس شہر کو دوامی شہرت سے ہمکنار کیا اور جو مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے لقب سے ملقب ہوئی ان کے اسلاف میں بھی برابر ایسے صاحب دل بزرگ ہوتے رہے، جو اس کی بنیاد رکھے جانے کے وقت سے ہی دین ورفعت کی راہیں دکھاتے اور ایک عالم کو اپنے باطنی فیوض سے متمتع کرتے رہے۔"

آپ کے والد گرامی قدر شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مجدد صاحب قدس سرہٗ کے والد ماجد حضرت مخدوم شیخ عبدالاحد قدس سرہٗ کو دوران تعلیم ہی عرفان الٰہی کا شوق پیدا ہوا۔ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ اس شوق کو پورا کرنے کے لئے اس وقت کے سب سے بڑے شیخ جو چشتیہ صابریہ سلسلے کے امام تھے، کی خدمت اقدس میں پہنچے، ان کا اسم گرامی قطب عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ تھا۔ حضرت قطب عالم باعمل، صاحب ذوق وحال اور شائق وجدوسماع تھے، آپ شیخ محمد بن عارف بن احمد عبدالحق چشتی صابری کے مرید وخلیفہ تھے، اور حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کے دست اقدس پر بیعت کرلی۔

حضرت مخدوم عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی خواہش کو بارگاہِ شیخ میں پیش کیا کہ میں خانقاہ کی خاک روبی کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں، تب حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ نے حضرت مخدوم عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ آپ پہلے علوم دینیہ وشرعیہ کی تکمیل کریں، کیونکہ بے علم درویش ایسا ہے، جیسے بے نمک کا کھانا۔ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ نے بارگاہِ شیخ میں درخواست کی کہ یا سیدی! آپ کی پیری وکمزوری کی بناء پر مجھے خوف ہے کہ علوم کی تکمیل میں مصروفیات کی بناء پر میں آپ کی صحبت سے محروم نہ ہو جاؤں، حضرت قطب عالم گنگوہی قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ تکمیل علم کے بعد اگر آپ مجھے نہ پائیں تو میرے فرزند حضرت رکن الدین سے استفادہ کریں، جو آپ چاہتے ہیں وہ مقصود آپ کو مل جائے گا، چنانچہ آپ یعنی شیخ مخدوم عبدالاحد قدس سرہٗ تحصیل علوم کے لئے وہاں سے آگئے۔ ابھی حضرت مخدوم عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ تحصیل علم میں ہی مصروف تھے کہ شیخ گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا۔

Marfat.com

حضرت مخدوم عبدالاحد قدس سرہ علم منقول و معقول کی تحصیل کے بعد سیر و سیاحت کے لئے نکل پڑے، اس سیر و سیاحت سے مقصد صرف اہل اللہ کی زیارت کرنا تھا، آپ نے عہد کیا کہ اس دوران نہ تو خود لب کشائی کروں گا اور نہ ہی اہل بدعت سے ارادت و صحبت رکھیں گے۔ دوران سیر و سیاحت حضرت مخدوم کو بہت سے باعمل علماء اور کاملین حضرات کی صحبت میسر آئیں، جب آپ کا ''رہتاس'' شہر سے گزر ہوا تو وہاں پر شیخ الہ داد سے شرف نیاز حاصل ہوا، شیخ الہ داد بہت بوڑھے تھے۔ حضرت شیخ الہ داد ایک دن مجلس ذاکرین کے پاس تشریف فرما تھے، وہ حضرات ذکر جہر کر رہے تھے، حضرت شیخ نے ارشاد فرمایا کہ

> ''ذکر، تصفیہ، دل اور انجلائے دل کے لئے ہوتا ہے، کیونکہ وہ مثل آئینہ کے ہے، کہ جب اس پر زنگ بیٹھ جاتا ہے تو اسے صیقل کرنا چاہئے تا کہ وہ جلا حاصل کرے اور یہ بات ذکر خفی ہی سے میسر آتی ہے کیونکہ دل لوہا نہیں ہوتا کہ اس پر شدید ضربوں کی ضرورت ہو۔''

''رہتاس'' شہر ہی میں حضرت مخدوم عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا شیخ الاجل محمد بن فخر کے درس میں بھی شریک ہوئے، یہ صاحب موضح الحواشی وغیرہ کے مصنف ہیں، اور تقویٰ و زہد میں بلند مقام رکھتے تھے۔

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ بنگال کے ایک شہر میں پہنچے، وہاں پر شیخ برہان نامی درویش سے ملاقات ہوئی، وہ درویش مسجد میں شب بیدار رہا کرتا اور تمام رات گریہ و زاری کرتا رہتا تھا، اور بہت بے قراری میں رات بسر کرتا تھا، بہت محبت و مہربانی سے پیش آیا، برہان نامی درویش بدعتوں کا مرتکب ہوتا تھا، اس لئے حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی صحبت گوارا نہ کی۔

سیر و سیاحت کے دوران ایک روز شہر ''جونپور'' سے بھی گزر ہوا، جونپور شہر میں حضرت سید علی قوام قدس سرہ قیام رکھتے تھے، حضرت سید علی قوام رحمۃ اللہ علیہ فکر و مستی، وجد، سماع، توکل، تبتل اور گوشہ نشینی والے بزرگ تھے، اور وہ حضرت شیخ بہاء الدین جونپوری کے مرید و خلیفہ تھے، حضرت بہاء الدین جونپوری تین واسطوں سے حضرت شیخ نصیر الدین محمود المعروف چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق تھے یعنی چشتیہ نظامیہ کے بہت بڑے شیخ کامل و اکمل تھے۔ حضرت سید علی قوام کو ایک روز حضرت سیدنا سرور عالم

Marfat.com

محبوب کبریاء سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی، تو حضرت سیدنا رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اے علی! تم ڈھول اپنے دروازے پر پیٹتے ہو اور خلق اللہ سے کچھ نہیں لیتے۔"

حضرت سید علی قوام رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! اگر وہ ڈھول ہے تو وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہے اور اگر دروازہ ہے تو وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ہے، علی بیچارہ درمیان میں کون ہے؟ (یعنی کیا حیثیت رکھتا ہے)"

حضرت سید فخر کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مخلوق کے لئے دعا کرو کہ تمہاری دعا ان کے لئے مقبول ہے۔"

حضرت شیخ سید علی قوام کا وصال ۹۵۰ھ میں ہوا۔[1]

حضرت مخدوم عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ علی قوام رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اختیار کی اور ان سے استفادہ کیا، وہاں سے حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہ کے ایما پر ان کے بیٹے حضرت شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو حضرت شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد گرامی قدر حضرت قطب عالم گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی ہدایت کے مطابق حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت شروع فرمادی، اور آپ کی استعداد باطنی کو دیکھتے ہوئے حضرت شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ نے رحمت و عنایت کی بارش کر دی، جب حضرت شیخ گنگوہی رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فوائد و برکات سے بہرہ ور فرمادیا تو حضرت مخدوم عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ کو چشتیہ، قادریہ کے سلسلوں کا خرقہ عطا فرمایا اور طالبوں کو تلقین و تربیت کے لئے اجازت نامہ تحریر فرمادیا۔[2]

اجازت نامہ از حضرت شیخ رکن الدین گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بُشری لقد انجز الاقبال ما وعدا — وکوکب المجد من الافق العلی صعدا

حسبِ وعدہ مل گیا اقبال تم کو مرحبا — اب اُفق سے ہے بزرگی کا ستارہ رونما

بشری ترا کہ دولت اقبال ونمود — انجاز وعدہ کردو نقابِ زرُخ کشود

[1] زبدۃ المقامات [2] ایضاً

Marfat.com

در آسمان رفعت شمسے بر آمده　　نورے ازلی بتلقتہ اندر جہاں نمود

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ ...... (ترجمہ) سب تعریف اللہ کے لئے ہے کہ جس نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا۔ اور اس کو اپنی نیابت سے مکرم فرمایا۔ اور اس سنت کو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء رحمۃ اللہ علیہم کے درمیان جاری رکھا اور اپنے احسان کو اپنے منشاء پر مقدم کیا اور اپنے لئے شکر کو اپنی نعمت سے مؤخر کیا۔ وہ اوّل ہے، وہ آخر ہے، وہ ظاہر ہے، وہ باطن ہے، جس کو وہ آگے کرے کوئی اس کو پیچھے نہیں کرسکتا اور جس کو وہ پیچھے ہٹادے، کوئی اسے آگے نہیں بڑھا سکتا۔ جس کو وہ پوشیدہ کرے کوئی ظاہر نہیں کرسکتا اور جس کو وہ ظاہر کرے کوئی اسے پوشیدہ نہیں کرسکتا۔ اس کے اولیاء کی ہمتیں موجودات کی طرف میلان کرنے سے عاری ہیں اور ان پر صبح وشام ان کے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کوثر سے محبت کی شراب کا دور چلتا ہے۔ جب اُن پر رات آتی ہے تو ان کے دلوں کو دوست کی ملاقات کے اشتیاق سے آگ (کی طرح) بنادیتا ہے، اُن کی آنکھیں رات دن آنسوؤں سے بہتی رہتی ہیں، اور ظاہر و باطن وہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتے ہیں اور علانیہ نیز پوشیدہ طور پر وہ اپنے محبوب (اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ) کی مناجات سے متمتع ہوتے ہیں۔ ان کے افکار، وحدت کے خیموں کے گرد چکر کھاتے ہیں، ان لوگوں میں ایسے بھی ہیں جن پر زوال نہیں کہ ہر وقت اُن کے چہروں سے معرفت کی تازگی ظاہر ہوتی ہے اور وہ تشنہ لب ہیں اور حیران ہیں، عشق کی فضاء میں اُڑنے کے لئے۔

اُن کے مقصود کی غایت صرف رحمٰن کی ملاقات ہے، اور ان کی رضا کی انتہائی منزل صرف منّان کی ذات ہے، جس کے آثار تمام آفاق میں ظاہر ہیں اور جس کے انوار تمام دنیا میں موجود ہیں، ایسے لوگوں کی زبان صرف حق بولتی ہے۔ وہ مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں تاکہ وہ اندھیروں سے اُجالوں کی طرف لے آئیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کا قرب اور محبت سکھاتے ہیں، اور صلوٰۃ وسلام ہو اُن پر جو مخلوق اور اس کے احباب میں سب سے افضل ہیں اور انبیاء علیہم السلام اور اصفیاء کے خاتم ہیں۔ وہ رحمت والے رسول ہیں، روشن شریعت اور واضح طریقت اور نورانی حقیقت والے ہیں۔ اُن کے چاروں خلفاء اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بھی (صلوٰۃ وسلام ہو)۔

اُما بعد! بے شک اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا اسلام کے مضبوط اصول سے ہے اور عمل و

Marfat.com

احسان کے راستوں میں سے بہت ہی بزرگ طریقہ ہے جیسا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ ارشاد ہے:

''مجھے قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جان ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سب سے پیارے بندے وہ ہیں جو اللہ کو دوست رکھتے ہیں، اور اللہ کے بندوں کو اللہ کا دوست بناتے ہیں اور زمین پر وعظ و نصیحت لے کر چلتے ہیں۔''

جیسا کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

''آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرمادیں یہ میرا راستہ ہے، میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔ میں اور جو میرے قدموں پر چلیں دل کی آنکھیں رکھتے ہیں۔''[1]

آپ کے پیروکار آپ کے اقوال واحوال کی رعایت سے ہوں گے۔ پھر بے شک برادرِ عزیز، پسندیدہ اور دوست پسندیدہ، جو رب العالمین کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، جو مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ پر توکل کرتے ہیں (یعنی) ہمارے بھائی العالم الشیخ عبدالاحد بن زین العابدین قصد صحیح کی طرف آئے اور ہم سے خرقہ پہنا اور علم سمجھا، ذکر میں اور فکر میں پورے شغف کے ساتھ مشغول ہوئے۔ تو ہم نے انہیں طالبوں کو خرقہ پہنانے کی اجازت دی (جیسا کہ ہم کو ہمارے شیخ اور والد نے اجازت دی تھی)۔

شجرۂ عالیہ چشتیہ

کما اجازلنا شیخنا وابونا شیخ الاسلام قطب الاقطاب الشیخ عبدالقدوس قدس سرہٗ العزیز

وھو من شیخه شیخ الاسلام الشیخ محمد عارف

وھو من شیخه شیخ الاسلام الشیخ احمد عبدالحق

وھو من شیخه الشیخ جلال پانی پتی

وھو من شیخه الشیخ شمس الدین ترك پانی پتی

---

[1] سورۃ یوسف:۱۰۸

Marfat.com

وهو من شيخه الشيخ فريد الحق والدين مسعود اجودهنى
وهو من شيخه قطب الملّة والدين خواجه قطب الدين بختيار اوشى
وهو من شيخه خواجه معين الدين سنجرى
وهو من شيخه الشيخ عثمان الهٰرونى
وهو من شيخه حاجى شريف زندنى
وهو من شيخه الشيخ مودود چشتى
وهو من شيخه الشيخ ابى يوسف الچشتى
وهو من شيخه الشيخ ابى محمد الچشتى
وهو من شيخه الشيخ ابى اسحٰق شامى
وهو من شيخه الشيخ حذيفة المرعشى
وهو من شيخه الشيخ سلطان البلخ ابراهيم الادهم
وهو من شيخه فضيل بن عياض
وهو من شيخه عبدالواحد بن زيد
وهو من شيخه الشيخ حسن بصرى
وهو من شيخه حضرت امير المؤمنين امام المسلمين على المرتضٰى
وهو من حضرت رسالة الرفيعة القدسية صلى الله عليه وسلم
وهو من الله تعالىٰ۔

شجره عاليه قادريه

اجزناله دامت بركاتهم وزيدت درجاته بالباس الخرقة المباركه القادريه المحمديه لمن يطلبها ويراه اهلا و مستحقا لها كما اجازنا بالباس الخرقة للطالبين استاذ علماء المشرق و المغرب علامة الورىٰ علم الهدىٰ المحقق المدقق الكامل المكمل سيد السادات امير سيد ابراهيم معين الحسن الحسينى الايرجى القادرى

Marfat.com

وهو من شيخه السيد السند الشيخ احمد الجلى القادرى
وهو من شيخه والدهٖ سيد السادات سيد موسیٰ القادرى
وهو من شيخه ووالدهٖ وسيدهٖ عبدالقادر
وهو من شيخه سيد السادات سيد حسن
وهو من شيخه ووالدهٖ سيد السادات محى الملة والدين ابى نصر
وهو من شيخه ووالدهٖ السيد الهسيب النسيب ابى صالح
وهو من والدهٖ السيد الجيد المستند عبدالرزاق
وهو من والدهٖ سيد السادات قبلة ارباب الكرامات قطب الكونين غوث الثقلين محى الحق والشريعة والطريقة والحقيقة ابى محمد عبدالقادر الحسنى الحسينى الجيلانى قدس الله روحه
وهو من شيخه الشيخ ابى سعيد المخزومى
وهو من شيخه شيخ الاسلام ابى الحسن القرشى الهنكارى
وهو من شيخه شيخ الاسلام ابى فرح يوسف الطرطوسى
وهو من شيخهٖ شيخ الاسلام عبدالواحد بن عبدالعزيز التميمى
وهو من شيخه الاسلام ابى بكر الشبلى
وهو من شيخه شيخ الاسلام سيد الطائفه الصوفيه جنيد البغدادى
وهو من شيخه شيخ الاسلام سرى المتس السقطى
وهو من شيخه شيخ االسلام معروف الكرخى
وهو من شيخهٖ شيخ الاسلام ابى سليمان داود الطائى
وهو من الامام على بن موسیٰ رضى الله عنه
وهو من ابيه الامام جعفر صادق رضى الله عنه
وهو من ابيه الامام على محمد الباقر رضى الله عنه
وهو من ابيه الامام السيد الشهيد حسين رضى الله عنه

Marfat.com

وھو من ابیہ امام المسلمین امیر المؤمنین اسداللہ الغالب علی بن ابی طالب رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ و عن اولادہٖ احفادہٖ وانصارہٖ

وھو من سید المرسلین امام المتقین خاتم النبیین والمرسلین المبعوث رحمۃ للعالمین محمد النبی العربی صلی اللّٰہ علیہ وبارک وعلیہ وعلیٰ الہ الطیبین الطاھرین۔[1]

حضرت مخدوم قدس سرہٗ کی اتباع رسول اللہ ﷺ میں پختگی

حضرت شیخ مخدوم عبدالاحد قدس سرہٗ باوجود کہ وحدت الوجودی مشرب رکھتے تھے اور اس مقام کے صاحب مشاہدہ و مغلوب الحال بھی تھے، لیکن آپ اتباع رسول ﷺ کا ہر وقت خیال رکھتے تھے۔ آپ سنن عادیہ میں بھی کوئی سنت ترک نہیں کرتے تھے۔ لباس و نعلین و خوراک میں حضرت سیدنا نبی کریم ﷺ کی اتباع کے ساتھ ساتھ عبادات مسنونہ بھی ادا کرتے تھے، کتاب و سنت نبویہ سے بال برابر بھی تجاوز کرنا پسند نہیں تھا۔ جس درویش کو ذرا بھی خلاف شریعت پاتے اس کے پاس آنا جانا فوراً ترک کر دیتے تھے اور ہرگز اس کو مقرب خدا نہ مانتے تھے۔

حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہٗ سے اخذ فیض

حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ بن حاجی سید عمر رحمۃ اللہ حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کی اولاد میں سے ہیں۔ حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نسب بارہویں پشت میں حضرت سیدنا امام الاولیاء شیخ عبدالقادر جیلانی المعروف غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

> "جب نظر کشفی سے دیکھا جاتا ہے تو سلسلہ عالیہ قادریہ کے مشائخ میں حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ کے بعد شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ کے مثل اور کوئی شخص نظر نہیں آتا۔"

حضرت شاہ کمال کیتھلی قادری قدس سرہٗ سرہند شریف سے کوئی ۱۸ کلومیٹر کے فاصلہ

---

[1] زبدۃ المقامات

Marfat.com

پر قصبہ پائل میں رہائش پذیر تھے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ غالباً ۸۹۵ھ میں بمقام بغداد میں پیدا ہوئے تھے۔

حضرت مخدوم قدس سرہٗ کی حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہٗ سے ملاقات

حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ جو مجاز طریقت حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ سے تھے، اور حضرت مخدوم عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ کے پیر بھائی بھی تھے، حضرت مخدوم قدس سرہٗ اکثر اپنے پیر بھائی حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے تھے۔ ایک دن حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ ملاقات کے لئے حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تشریف لائے، تو وہاں پر حضرت مخدوم شیخ عبدالاحد قدس سرہٗ کی ملاقات حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی۔ حضرت شیخ مخدوم عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ نے جذبہ الٰہی اور بے تعلقی کے آثار حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ میں پائے، تو طبیعت کی رغبت حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف ہوئی۔

آخر حضرت مخدوم شیخ عبدالاحد قدس سرہٗ قصبہ پائل تشریف لے گئے اور حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہٗ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ رفتہ رفتہ حضرت مخدوم قدس سرہٗ اور شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ میں بہت ہی ربط اور محبت والفت آپس میں ہوگئی۔ یہاں تک کہ دونوں حضرات مع اہل وعیال ایک دوسرے کے پاس کئی دن قیام پذیر رہتے تھے۔

حضرت مخدوم عبدالاحد قدس سرہٗ نے طریقہ قادریہ کا سلوک حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں طے کیا، اور بہت کچھ فوائد وبرکات حاصل کئے، بالخصوص نسبت ومقام "فردیت" جو سلسلہ قادریہ کا انتہائی کمال کا مقام ہے، کو حاصل کیا۔

حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہٗ نے ۸۰ سال کی عمر میں بتاریخ ۱۹ جمادی الثانی ۹۲۱ھ کو وفات پائی، قصبہ کیتھل ضلع کرنال (اب کیتھل خود ضلع بن چکا ہے) جو مضافات سرہند شریف ہے، میں دفن ہوئے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ اپنی کتاب "مبدو معاذ" میں ان الفاظ میں یاد کرتے ہیں کہ:

"صاحب جذبہ قویہ و خوارق عظمیہ" رکھتے تھے۔

Marfat.com

خوارق وکرامات

حضرت مخدوم قدس سرہٗ سے بے شمار خوارق وکرامات کا صدور ہوتا رہتا تھا۔آپ کا حلقہ عقیدت بھی بہت بڑھا ہوا تھا۔حضرت خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب زبدۃ المقامات میں تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ربانی مجدد قدس سرہٗ کے بھائیوں کی زبانی سنا ہے،ایک مرتبہ رات کے وقت ان کا خادم خاص جب حجرہ شریف کے اندر گیا تو دیکھا کہ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ کا ہر عضو علیحدہ علیحدہ پڑا ہوا ہے،وہ خادم روتا ہوا باہر آیا،اس نے خیال کیا کہ شاید کوئی شخص دشمن یا چور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو شہید کر گیا ہے،حجرہ شریف سے باہر آکر وہاں پر موجود درویشوں سے اس نے یہ ماجرا بیان کیا،تو سب درویش اس کے ساتھ حجرہ مخدوم قدس سرہٗ میں دیکھنے کے لئے گئے،تو انہوں نے آپ کو ذکر وشغل میں مصروف پایا اور زندہ وسلامت دیکھا۔سب درویش حیرانی کی حالت میں آپ کے قدموں پر گر پڑے،آپ سے واقعہ عرض کیا تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا،میری زندگی میں یہ راز کسی پر ظاہر نہ کرنا۔

اکثر آدمی حضرت مخدوم قدس سرہٗ سے عرض کیا کرتے تھے کہ ہم نے آپ کی زیارت مکہ شریف،مدینہ شریف میں کی ہے،اور شرف ملاقات بھی حاصل ہوا ہے،اس طرح آپ سے بہت سی کرامات ظاہر ہوتی رہتی تھیں۔

اللہ تعالیٰ جب کسی کو اپنے حلقۂ دوستی میں قبول فرماتے ہیں تو اُن کو بغیر حساب تصرف و کرامات سے نوازتے ہیں،ان کا وجود مبارک ہی رحمت الٰہی کا مظہر ہوتا ہے اور منبع برکات سے وہ لبریز ہوتے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالاحد قدس سرہٗ کے عقائد وتعلیمات

آپ اپنے وقت کے بہت بڑے عالم باعمل تھے،آپ کا حلقہ درس بہت بڑا تھا،بڑے بڑے علماء نے آپ سے سند فراغت حاصل کی تھی،حضرت شیخ میرک رحمۃ اللہ علیہ جو شہزادہ داراشکوہ کے استاد تھے،وہ آپ ہی کے ظاہری وباطنی علوم میں شاگرد خاص تھے۔آپ اصولاً وفروعاً حضرت شیخ

Marfat.com

محی الدین ابن عربی قدس سرہٗ کے متبع اور حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد ہی کے مقلد تھے۔ اور ان کے کلام کے اسرار دقائق بیان کرنے میں ان کا کوئی اس وقت ثانی نہیں تھا۔ کتب صوفیہ مثلاً عوارف المعارف، فصوص الحکم اور مواقع النجوم و دیگر کتب صوفیہ کا درس نہایت ذوق وشوق سے دیتے تھے، اس لئے ارباب ذوق و اصحاب شوق ان کتب صوفیہ کی قرأت واستماع کے لئے بہت بڑی تعداد میں دور دور سے آتے اور کثیر البرکت سے فیضیاب ہوکر کمال کے درجوں تک پہنچتے تھے۔ حضرت مخدوم قدس سرہٗ ''مسئلہ وحدت الوجود'' کی تفہیم وجودی طریقہ سے کرتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ ہمارا حال و مشرب یہ ہے کہ جو کچھ نظر آرہا ہے، واحد حقیقی ہے، کہ بعنوان کثرت نمودار ہوا ہے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرے شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ نے ایک روز فرمایا کہ اس عالم میں رویت و مشاہدہ حق تعالیٰ سبحانہٗ سے خواہ بچشم تر ہو یا بچشم سر، بلا ایقان فائدہ نہیں۔[1]

حضرت امام ربانی، مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ نے ایقان کے معنی پوچھے تو جواب میں فرمایا کہ ''اتحاد'' یعنی شاہد و مشہود مین اعتباری اُنسیت بھی باقی نہ رہے، قال شیخ عبداللہ بلیانی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۶۸۷ھ۔[2]

حقیقت جز خدا دیدن روا نیست
کہ بے شك در دو عالم جز خدا نیست
نے گوئیم کہ عالم او شدہ نہ
کہ این نسبت باد کہ دن ادا نیست
نہ او عالم شدد نے عالم او شد
ہمہ را ایں چینیں دیدن خلا نیست

تصانیف

آپ کئی رسالوں اور کتابوں کے صاحب تصنیف بزرگ ہیں۔ آپ کی مشہور کتابوں میں سے اسرار رشد، کنوز الحقائق مشہور و معروف ہیں۔ ان کتابوں میں حضرت شیخ قدس سرہٗ نے اپنے الہامی کلام کو ہی تحریر فرمایا ہے۔[3]

---

1. جواہر مجددیہ 2. ایضاً 3. ایضاً

Marfat.com

حضرت مخدوم قدس سرہٗ کا وصال

حضرت امام ربانی مجدد صاحب قدس سرہٗ بیان کرتے ہیں کہ زندگی کے آخری ایام اور آخری سانسوں میں آپ نے ارشاد فرمایا:

''بات وہی ہے جو شیخ بزرگوار نے فرمائی تھی، میں نے یہ خیال کیا کہ آپ کی مراد شیخ ابن عربی ہوں گے، میں نے پوچھا آپ کی مراد شیخ ابن عربی قدس سرہٗ ہیں، جواب میں فرمایا: ''نہیں'' میرے شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ ہیں۔ حضرت مجدد صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ وہ بات کیا ہے، کافی دیر خاموش رہنے کے بعد فرمایا: ''حقیقت حق سبحانہٗ وتعالیٰ ہستی مطلق ہے، لیکن لباس کونیہ کی خاک محجوبوں کی آنکھ میں ڈال کر انہیں دور و مہجور رکھتا ہے۔''

وصیت

حضرت امام ربانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ حضرت والد گرامی قدر کی زبان مبارک پر یہ الفاظ اکثر رہتے تھے کہ ''محبت اہل بیت رضی اللہ عنہم کو ایمان کی حفاظت و حسن خاتمہ میں بہت بڑا دخل ہے،'' پس تم کو یہی وصیت کرتا ہوں کہ محبت اہل بیت رضی اللہ عنہم سے اپنے کو لبریز رکھو۔'' حضرت مجدد صاحب قدس سرہٗ فرماتے ہیں، میں نے وقت نزع پوچھا اب کیا حال ہے؟ جواب میں فرمایا، الحمد للہ کہ محبت اہل بیت میں سرشار ہوں اور نعمت الٰہی کے اس دریا میں مستغرق ہوں۔

الٰہی بحق بنی فاطمہؓ — کہ بر قول ایمان کنی خاتمہ[1]

حضرت شیخ مخدوم قدس سرہٗ نے ۱۷ رجب المرجب ۱۰۰۷ھ کو اس جہان فانی سے ہمیشہ کے لئے سفر آخرت کو اختیار فرمایا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنے رب کریم کی زیارت میں محو ہو گئے۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ کی عمر مبارک اس وقت ۸۰ سال تھی۔

آپ کا مزار مطلع انوار روضۂ مبارک حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سے

[1] زبدۃ المقامات، جواہر مجددیہ

Marfat.com

تقریباً ایک دو کلومیٹر شمال کی طرف بسی گاؤں کے قریب واقع ہے۔

بعض حضرات آپ کی تاریخ وصال ۲۷ رجمادی الاخریٰ ۱۰۰۷ھ بھی بیان کرتے ہیں۔

حقیر فقیر فروری ۲۰۱۰ء میں عرس حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کی حاضری و قدم بوسی کے لئے زائرین سرہند شریف کے ہمراہ حضرت شیخ مخدوم عبدالاحد قدس سرہٗ کی خاک بوسی کے لئے ان کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔

قطعہ تاریخ وصال

آں شیخ کہ بود اَعْلَم اندر برفن
جانش گہر سرِ ازل را معدن
چوں شیخ زمانہ بود در علم و عمل
تاریخ وصال آں بگو شیخ زمن ۱۰۰۷ھ
رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ

حضرت شیخ مخدوم عبدالاحد قدس سرہٗ کی اولاد

① حضرت شیخ شاہ محمد رحمۃ اللہ علیہ

② حضرت شیخ مسعود رحمۃ اللہ علیہ

③ حضرت شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ

④ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، مراتب حساب میں بھی چوتھا، مرتبہ الف یعنی ہزار کا ہے، تو حضرت موصوف مجدد الف ہوئے۔ جیسا کہ آفتاب سب ستاروں سے انوار و اعظم ہے، اور اس کا مقام فلکِ رابع ہے۔ لہٰذا حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ بھی مثل شمس ہیں۔[۲]

⑤ حضرت شیخ غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ

---

[۱] زبدۃ المقامات۔ روضۃ القیومیہ [۲] عمدۃ المقامات

Marfat.com

④ حضرت شیخ مودود رحمۃ اللہ علیہ

⑤ آپ کے حالات وواقعات اور نام معلوم نہ ہوسکا[1]

بچپن کے واقعات

حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ مختون پیدا ہوئے تھے۔ کبھی بھی عام بچوں کی طرح ننگے نہ ہوئے، آپ کبھی نہ روتے تھے، ہر وقت خوش رہتے تھے، بچپن ہی میں جو شخص حضرت مجدد صاحب قدس سرہٗ کی زیارت کرتا تو اس کی زبان پر

یَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْلَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ [سورۃ النور:۳۵]

ترجمہ:...... ''قریب ہے کہ اس کا تیل روشن ہو جائے خواہ اُسے آگ نہ چھوئے۔''

ایام بچپن میں شاہ کمال کیتھلی قدس سرہٗ کی خدمت میں اور کسب فیض

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ ایام طفولیت میں علیل پڑ گئے تو آپ کے والدین حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لے گئے تا کہ شاہ صاحب کی توجہ و برکت سے آپ کو صحت ہو جائے، جب والدین گرامی قدر آپ کو شاہ کمال رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لے کر پہنچے تو اُن سے آپ کی صحت و عافیت کی دعا و توجہ شریف کے لئے کہا، تو اُسی وقت حضرت شاہ صاحب پورے جوش و جذبہ میں فرمانے لگے:

''خاطر جمع رکھو یہ بچہ عمر دراز پائے گا اور باعمل عالم و عارف کامل ہوگا، میرے اور تمہارے جیسے اس کے دامن سے بہت سے لوگ وابستہ ہوں گے۔''[2]

شاہ کمال کیتھلی قدس سرہٗ کی زبان مبارک

بعد ازاں حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زبان مبارک حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ سرہند کے دہن مبارک میں دے دی، زبان مبارک کو حضرت شیخ سرہند قدس سرہٗ نے خوب چوسا اور اپنے منہ مبارک میں دبائے رکھا۔ حضرت شاہ کمال قدس سرہٗ فرمانے لگے، کہ ''بابا

---

[1] جواہر مجددیہ [2] زبدۃ المقامات

Marfat.com

بس کرو اتنا ہی کافی ہے، کچھ تو ہماری اولاد کے لئے بھی چھوڑ دو، آپ نے تو ہماری ساری نسبت ہی کھینچ لی۔"[1]

حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ اکثر خوشخبری پر مبنی گفتگو حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق حضرت مخدوم عبدالاحد قدس سرہٗ سے فرمایا کرتے تھے۔

حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال اس وقت ہوا جب شیخ مجدد قدس سرہٗ آٹھ سال کی عمر میں تھے۔ آپ کو شاہ کمال قدس سرہٗ کا حلیہ مبارک ذہن نشین ہو چکا تھا، اور وہ گھر بھی یاد تھا جس میں اپنے والد گرامی قدر کے ساتھ حضرت شاہ کمال رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھتے تھے۔[2]

تعلیم

جب آپ کی عمر مبارک پڑھنے کے قابل ہوئی تو آپ کو مکتب میں داخل کرادیا گیا، تھوڑے ہی دنوں میں آپ نے قرآن پاک حفظ کرلیا۔ حضرت القدس کا مصنف اور زبدۃ المقامات کا مصنف بچپن ہی میں حفظ قرآن کرنا تحریر فرماتے ہیں لیکن مکتوبات دفتر سوم مکتوب نمبر ۴۳ سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے حفظ قرآن پاک دوران نظر بندی قلعہ گوالیار میں کیا ہے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دوبارہ حفظ اور منزل کو پختہ قلعہ گوالیار کی نظر بندی کے دوران ہی کیا ہو۔

حفظ قرآن پاک کے بعد کتب دینیہ اپنے والد گرامی قدر حضرت مخدوم قدس سرہٗ سے پڑھنی شروع فرمادیں۔ زیادہ تر علوم دینیہ اپنے والد گرامی قدر سے حاصل کئے، اس کے بعد معقولات کی بعض کتب مولانا کمال کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھنے کے لئے سیالکوٹ تشریف لے گئے، کیونکہ مولانا کمال کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اس فن میں بہت مشہور اور اپنے زمانہ میں محقق، مدقق علامہ، عابد و زاہد تھے۔ حضرت مولانا کمال کشمیری متوفی ۱۰۱۷ھ علوم ظاہری اور کمالات باطنی میں اسم بامسمیٰ تھے، سیالکوٹ اور لاہور میں عرصہ تک آپ کا درس جاری رہا تھا اور بکثرت علوم دینیہ کے طالب آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر ظاہری و باطنی علوم سے استفادہ کرتے تھے۔ علامہ سعداللہ (وزیر شاہجہاں بادشاہ) حضرت مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ مشہور و معروف شاگرد ہیں۔

---

[1] حضرت مجدد الف ثانی۔ روضۃ القیومیہ [2] زبدۃ المقامات

Marfat.com

حدیث شریف کی بعض کتابیں مولانا یعقوب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے سیالکوٹ ہی میں پڑھیں۔
حضرت مولانا یعقوب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ خوارزمی کبروی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے اور انہوں نے بڑے بڑے محدثین سے حرمین شریفین میں استفادہ کر کے سند فراغت حاصل کی تھی۔ نیز حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے واحدی کی تفسیر اور اُن کی تمام تالیفات مثلاً بسیط، وسیط اور اسباب نزول بیضاوی کی تفسیر اور ان کی تمام تصنیفات مثلاً منہاج الوصول اور غایۃ التحصول وغیرہ اور صحیح بخاری و دیگر مصنفاتِ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ مثل ثلاثیات امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ وادب المفرد افعال العباد و تاریخ وغیرہ اور مشکوۃ تبریزی، شمائل ترمذی، جامع صغیر سیوطی، قصیدہ بردہ شریف شیخ سعید بوصیری اور حدیث مسلسل کی روایت و اجازت مع اسناد جس کی سند سے آگے آتی ہے، عالم ربانی قاضی بہلول بدخانی سے حاصل کی۔[1]

حضرت قاضی بہلول بدخشانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کتابوں کی اجازت حضرت شیخ معظم عبدالرحمٰن بن فہد سے مع حدیث مسلسل حاصل کی تھی، ان کا گھرانہ بیت الحدیث تھا، حدیث مسلسل بالاوّلیت کی سند یہ ہے:

قال الشیخ عبدالرحمن بن فهد سمعته من لفظ سیدی والدی عبدالقادر بن عبدالعزیز بن فهد (ومن لفظ شقیقه سیدی عمّی الحافظ جارالله بن فهد)

وهو اوّل حدیث سمعته منه قال حدثنی به جدی الحافظ الرحلة تقی الدین محمد بن فهد الهاشمی العلوی

وهو اوّل حدیث سمعته من قال حدثنی به جمع من المشائخ الاعلام اجلهم العلامة برهان الدین الابناسی سماعا من لفظه وقاضی لقضات ابوالحامد المطری بقرأتی علیه بالحرم الشریف المکة واوّل حدیث سمعته منهما قَالا اخبرنا به الخطیب صدر الدین ابوالفتح محمد بن البردی قال الابناسی

---

[1] زبدۃ المقامات، حضرت مجدد الف ثانی از سید زوار حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

وهو اوّل حديث سمعته منه وقال المطرى
وهو اولّ حديثه ويته عنه قال اخبرنا به الشيخ نجيب الدين عبداللطيف الحرانى
وهو اول حديث سمعته من قال اخبرنا به الحافظ ابوالفراج ابن جوزى
وهو اول حديث سمعته من قال اخبرنا به ابوسعيد اسماعيل بن ابى صالح النيشاپورى
وهو اول حديث سمعته من قال اخبرنا به ابوصالح احمد بن عبدالملك المؤذن
وهو اوّل حديث سمعته منه قال حدثنا به ابوطاهر محمد بن لحمس الزمادنى
وهو اوّل حديث سمعته منه قال حدثنا به ابوحامد احمد البزاز
وهو اوّل حديث سمعته منه قال حدثنا به عبدالرحمن بشير ابن الحكيم الصدرى
وهو اوّل حديث سمعته منه قال حدثنا به سفيان بن عيسى
وهو اوّل حديث سمعته عن سفيان بن عمرو بن دينار عن ابى قابوس مولى عبدالله بن عمرو بن العاص عن عبدالله بن عمر و بن العاص رضى الله عنهما ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الراحمون يرحمهم الرحمن تبارك و تعالىٰ ارحموا من فى الارض يرحمكم من فى السماء۔

حدیث کی کتابوں میں مشکوٰۃ المصابیح زیادہ مستند اور مشہور ہے، حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ کی سند شیخ عزالدین بن فہد تک وہی ہے، جو حدیث کی سند گذشتہ درج کی گئی ہے، اس میں اتنا اضافہ ہے کہ حضرت شیخ عزالدین بن فہد کی سند مشکوٰۃ شریف حضرت شیخ تقی الدین بن فہد ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی سند رکھتے ہیں۔ اور حضرت شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی مشکوٰۃ شریف کی سند رکھتے ہیں۔

Marfat.com

مشکوٰۃ کی سند یہ ہے:

قال الشیخ تقی الدین اخبرنا به عالیا الشیخ الامام اشرف الدین عبدالرحیم بن عبدالکریم الحرمی قال اخبرنا به العلّامة امام الدین علی بن مبارك شاه الصدیقی الساوجی عرف بخواجه وقال الشیخ الاسلام ابن حجر اخبرنا به العلّامة البغوی قاضی الاقضیة المجد بن محمد بن یعقوب الفیروز آبادی الشیرازی الصدیقی الشافعی قال اخبرنا به الحافظ جلال الدین حسین والحجة الهمام شمس الدین محمد المقدسی قالا والصدیقی الساوجی اخبرنا به مؤلفه ناصر السنة ابو عبدالله محمد بن عبدالله الخطیب التبریزی قال الساوجی قرأة واجازة قال الآخران اذ نافقط

حدیث مبارک کی ان سندوں کے بعد حضرت امام ربانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کو طبقہ محدثین میں شامل کیا جانے لگا، اور آپ نے اپنے درس حدیث میں طلباء احادیث کی سند دینی شروع کردی، آپ نے مصنف زبدۃ المقامات حضرت محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ کو کتب احادیث اور حدیث مسلسل کی اجازت رجب ۱۰۳۳ھ میں عطا فرمائی۔

سند مصافحہ حضرت سیدنا رسول رحمت ﷺ

کتاب حضرات القدس کے مصنف حضرت مولانا بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجدد صاحب قدس سرہٗ کے مصافحہ رسول اللہ ﷺ کی سند بھی درج فرمائی، چار واسطوں سے آپ کے مصافحہ رسول اللہ ﷺ کی سند اس طرح تحریر ہے:

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ سرہندی قدس سرہٗ نے حاجی عبدالرحمٰن بدخشی کابلی معروف بہ حاجی رمزی رحمۃ اللہ علیہ سے مصافحہ کیا، حضرت حاجی رمزی رحمۃ اللہ علیہ نے مصافحہ حافظ سلطان ادھمی رحمۃ اللہ علیہ سے کیا، حافظ صاحب کی عمر ۱۱۰ سال تھی۔ حافظ سلطان ادھمی رحمۃ اللہ علیہ نے مصافحہ حضرت شیخ محمود الفرازی رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے مصافحہ حضرت سعید معمن حبشی رحمۃ اللہ علیہ سے، حضرت شیخ سعید رحمۃ اللہ علیہ نے

Marfat.com

مصافحہ حضرت سیدنا سرور کونین، رحمت دو عالم محبوب کبریا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا۔

دینی نصاب تعلیم سے فراغت

حضرت مجدد صاحب قدس سرہٗ سترہ (۱۷) سال کی عمر میں تمام دینی نصاب سے فارغ ہو گئے تھے، اتنی چھوٹی عمر میں بے شمار علوم پر عبور حاصل کر چکے تھے، بعدہٗ اپنے والد گرامی قدر سے کتب کا درس لینا شروع فرمادیا، اثنائے مطالعہ میں جہاں کہیں مشکل عبارات آتیں تو آپ اُن کو حواشی میں درج فرما لیتے تھے۔[1]

مسند تدریس

آپ جب تمام علوم میں علوم نقلیہ، عقلیہ اور اصول و فروع میں تکمیل کر چکے تو مسند درس پر تدریس کے لئے بیٹھے، ایک مدت تک طالبان علوم کو اپنے فیوض سے بہرہ ور فرماتے رہے۔

دار الخلافہ اکبر آباد تشریف لے جانا

آپ کو ابھی مسند تدریس پر طالبانِ علم کی پیاس بجھاتے ہوئے زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا کہ دار الخلافہ اکبر آباد کے اہل علم حضرات کا علم ہوا تو شوق علم کے حصول کے لئے اکبر آباد جو اکبر بادشاہ کا دار الخلافہ تھا، کے سفر کا ارادہ فرمایا، حالانکہ بادشاہ اکبر دین اسلام اور دینداروں سے بہت زیادہ عداوت رکھتا تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت مجدد صاحب قدس سرہٗ کو غیرت اسلامی کا جذبہ وافر عطا فرمایا تھا، آپ کے دل میں این و آن کا خیال بھی پیدا نہیں ہوتا تھا، آپ دار الخلافہ اکبر آباد تشریف لے گئے۔[2]

پایۂ تخت اکبر آباد میں آپ کے علم و فضل کی شہرت عام ہوئی تو بڑے بڑے علماء حدیث و تفسیر نے آپ سے ان کتابوں کی سند حاصل کرنا اپنے لئے سعادت جانا، اور آپ کی شاگردی پر ناز و فخر کرنے لگے۔ بڑے بڑے صاحب علم و فضل حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو مجتہد زمانہ ماننے لگے، آپ کی شہرت خواص و عوام میں بہت پھیل گئی۔

---

[1] حضرات القدس
[2] زبدۃ المقامات، روضۂ قیومیہ

Marfat.com

ابوالفضل وفیضی بارگاہِ مجددؒ میں

ابوالفضل اور فیضی دونوں بھائی تھے اور یہ دونوں شیخ ملا مبارک ناگوری کے بیٹے تھے۔ فیضی ۹۵۴ھ میں آگرہ میں پیدا ہوا، بیس سال کی عمر میں اکبر بادشاہ کے دربار میں پہنچ گیا اور ملک الشعراء کا خطاب پایا تھا، ابوالفضل ۹۵۸ھ میں پیدا ہوا، اپنے بھائی فیضی کی وجہ سے دربار اکبری میں پہنچ گیا، اور جلد ہی بادشاہ کی نظر میں مقبول ہوا۔

شیخ مبارک ناگوری مذہبا شیعہ تھے، ان تینوں باپ بیٹوں کی وجہ سے بادشاہ اکبر زیادہ ملحد و بے دین ہوا۔ اکبرنامہ اور آئین اکبری انہوں نے مرتب کی تھیں۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی شہرت جب عام ہوئی تو وزراء دربار اور اراکین سلطنت تک بھی پہنچی، تو علماء ومشائخ کے ساتھ ساتھ اراکین سلطنت اور وزراء بھی قدم بوسی کے لئے حاضری دینے لگے، تو آپ کی شہرت وعزت کا آوازہ بھی ابوالفضل وفیضی کے کانوں تک جا پہنچا، دونوں بھائی حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کے لئے مشتاق ہوئے، انہوں نے بہت کوشش کی کہ حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ ان کے گھر تشریف لائیں لیکن حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اُن کے گھر نہیں گئے۔ آخرکار دربار اکبری کے یہ دونوں نورتن آپ کی قیام گاہ پر حاضر ہوئے۔ آپ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ان دونوں بھائیوں سے شفقت ومہربانی سے پیش آئے۔ انہوں نے آپ کو دعوت کے لئے عرض کیا اور اس پر بہت ہی اصرار کیا، تو آپ نے اخلاق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق دعوت کو قبول کرلیا۔ اس طرح حضرت مجدد صاحب قدس سرہٗ سے ابوالفضل وفیضی کے مراسم شروع ہوئے۔[1]

ابوالفضل کی تفسیر بے نقط

ابوالفضل نے ان دنوں تفسیر بے نقط لکھنی شروع کی ہوئی تھی، جس کا نام ''سواطع الالہام'' رکھا تھا، تفسیر لکھتے ہوئے دونوں بھائی ایک جگہ تفسیر لکھنے سے عاجز آگئے، ان کو بے نقط الفاظ نہیں مل رہے تھے کہ وہ اپنے مضمون کو مکمل کرسکیں۔ بہت سے اہل علم سے مدد چاہی لیکن کامیابی نہ ہوئی، آخر انہوں نے بارگاہِ مجددیہ میں حاضری دی اور اپنی مشکل کے حل کے لئے عرض

[1] زبدۃ المقامات، حضرت مجدد الف ثانی، از حضرت سید زوار حسین شاہ صاحب۔

Marfat.com

کیا، اگرچہ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے پیشتر کبھی بے نقط تحریر نہیں لکھی تھی، ان کی درخواست پر قلم کو ہاتھ میں لیا اور پورا صفحہ تحریر کر دیا، جو نہایت فصیح و بلیغ عبارت میں بے نقط تھا۔[1]

ابوالفضل و فیضی کے عقائد باطلہ سے آگاہی

حضرت مولانا ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''زبدۃ المقامات'' میں ابوالفضل کے مصاحبین کی زبانی تحریر کرتے ہیں:

''ایک دن ایک علمی مجلس میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ اور ابوالفضل بھی موجود تھے، ابوالفضل نے فلاسفہ اور ان کے علوم کی تعریف میں زبان کھولی، اور اس میں بہت مبالغہ کیا اس حد تک کہ اس میں علمائے دین اسلام کی توہین ہوتی تھی، حضرت شیخ سرہندی قدس سرہٗ دین اسلام کی محبت و غیرت کی بناء پر برداشت نہ کر سکے، اور فوراً جواب میں فرمایا، حضرت امام غزالی قدس سرہٗ نے اپنے رسالہ ''شریفۃ المنقذ من الضلال'' میں تحریر فرمایا ہے:

''فلاسفہ جن علوم کا موجد اپنے آپ کو جانتے ہیں ان میں جو علوم کام آنے والے ہیں، مثلاً ہیئت و نجوم اور حکمت و طب وغیرہ ان علوم کو اگلے انبیاء کی کتابوں اور کلام سے چرایا ہے، اور جو علوم ان فلاسفہ کے طبع زاد ہیں مثلاً ریاضی وغیرہ وہ دین کے کس کام آتے ہیں؟ ابوالفضل نے امام غزالی قدس سرہٗ کی شان میں چند الفاظ بے ادبی کے کہے۔

ابوالفضل کی بات سن کر فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے اور طبیعت میں تغیر پیدا ہوا اور ابوالفضل سے حضرت شیخ سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''اگر اہل علم کی صحبت کا ذوق رکھتے ہو تو ادب سے دور ایسے کلمات سے اپنی زبان کو روکو۔''

---

[1] زبدۃ المقامات، حضرت مجدد الف ثانی، از حضرت سید زوار حسین شاہ صاحب۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ کے سینہ اقدس میں دینی غیرت وحمیت اور محبت اسلام و بزرگان دین کا ادب واحترام ازل سے ہی بھر دیا تھا، آپ پہلے دن سے ہی اپنے اسلاف اور دین کے خلاف کوئی بات سن نہیں سکتے تھے، حالانکہ آپ ابھی تک طریقہ صوفیہ میں شامل بھی نہیں ہوئے تھے۔

رسالہ ردّ روافض لکھنے کا سبب

عبدالمومن خان ابن عبداللہ خان ازبک والی توران نہایت نیک اور صحیح العقیدہ اہل سنت والجماعت میں سے تھا، اس وقت ایران پر عباس صفوی حکمرانی کر رہا تھا۔ اس نے اہل سنت والجماعت کے لوگوں کو جبراً شیعہ بنانا شروع کیا ہوا تھا، اور ہر شہر، قصبہ یا گاؤں ایسا نہ رہا تھا، جہاں شیعوں کی اکثریت نہ ہوگئی ہو، شاہ عباس صفوی کی حکومت کی بناء پر شیعہ حضرات مجلسوں اور جلسوں میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تبرا کیا کرتے تھے۔

ماوراء النہر کے سنی عوام نے عبدالمومن خان ابن عبداللہ خان ازبک کی خدمت میں تمام حالات تفصیلی بیان کئے اور التماس کیا کہ وہ شاہ عباس صفوی حکمران ایران کو سمجھائیں کہ وہ ان حرکات سے باز آئے، عبدالمومن خان نے ایرانی حکمران کو سمجھانے کے لئے بہت خطوط لکھے، لیکن بدبخت حکمران ایران پر کچھ اثر نہ ہوا۔ آخر کار عبدالمومن خان کی فوجوں اور ایرانی فوجوں کے درمیان آمنا سامنا ہوا اور ۱۰۰۱ھ میں خوب گھمسان کی جنگ ہوئی، فتح اہل حق یعنی عبدالمومن خان ابن عبداللہ خان ازبک کی ہوئی، ایرانی حکمران شاہ عباس صفوی بھاگ نکلا۔

عبدالمومن خان ازبک نے شاہ ایران کو اپنے پاس بلوایا اور اس سے کہا کہ میں نے یہ جنگ محض اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی حاصل کرنے کے لئے کی تھی، کسی دنیوی لالچ یا ذاتی غرض کے لئے نہیں تھی، اس لئے تمہارا ملک تم کو واپس دیتا ہوں، آئندہ ان بُری حرکتوں سے باز رہنا، شاہ عباس صفوی نے وعدہ کیا۔[1]

یہ تھے وہ حالات جن کی بناء پر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے رسالہ

[1] حضرت مجدد الف ثانی از حضرت سید زوار حسین شاہ صاحبؒ، زبدۃ المقامات

Marfat.com

ردِّ روافض تحریر فرمایا۔ رسالہ کے شروع ہی میں رسالہ تحریر کرنے کی غرض و غایت آپ تحریر فرماتے ہیں:

''اس دوران میں جب عبداللہ خاں اُزبک نے مشہد کا محاصرہ کیا تھا، شیعہ نے علمائے ماوراء النہر کو رسالہ لکھا تھا۔ ان کے رسالہ کے جواب میں جو شیعہ کی تکفیر اور ان کے قتل کے مباح ہونے اور مسلمانوں کے لئے اُن کے مالوں پر قبضہ کر لینے کے متعلق تھا، جب اس کم بضاعت حقیر کو معلوم ہوا کہ شیعوں کے رسالے میں ابلہ فریب مقدمات کی ترتیب کے بعد اس کا حاصل خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم کی تکفیر ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مذمت اور تشنیع ہے۔

ترسم ایں قوم کہ بر دُرد کشاں می خندند
در سر کار خرابات کنند ایماں را!

ترجمہ:...... میں ڈرتا ہوں کہ جو لوگ دُرد کشوں پر ہنستے ہیں وہ تو خود بھی اپنے ایمان کو خرابات کے کام میں صَرف کرتے ہیں۔

تو دل میں یہ بات طے پائی کہ ان لوگوں کے واہیات شکوک کو رفع کرنے اور فرقہ ناجیہ مذہب کی تحقیق میں ایک رسالہ تحریر کیا جائے تاکہ کوئی سادہ لوح شخص ان کے پُر فریب مقدمات سے غلطی میں نہ پڑ جائے اور صراطِ مستقیم سے منحرف نہ ہو۔ چنانچہ میں نے اللہ تعالیٰ کے حسنِ توفیق سے اس کام کو شروع کیا اللہ تعالیٰ سے مدد چاہتا ہوں اور اسی پر بھروسہ ہے۔ ویسے بعض شیعہ طلبہ جو اس علاقہ میں آمد و رفت رکھتے تھے اور ان کے مقدمات پر فخر و غرور کرتے تھے اور امراء و سلاطین کی محفلوں میں ان مغالطوں کو شہرت دیتے تھے، یہ ناچیز ہر حربس اور معرکہ میں معقول اور منقول مقدمات کے ذریعے بالمشافہ ان کا رَدّ کرتا تھا، اور ان کی صریح غلطیوں سے ان کا مطلع کرتا تھا، لیکن حمیت اسلام اور میری رگِ فاروقی صرف اسی قدر رَدّ و الزام

Marfat.com

پر کفایت نہیں کرتی تھی اور نہ اس بے کینہ سینہ کی سوزش کو اس سے تشفی ہوتی تھی۔ چنانچہ دل میں قرار پایا کہ ان لوگوں کے مفاسد کا اظہار اور بدکیشوں کے سرمایۂ ابطال جب تک قید کتابت اور معرض تحریر میں نہ آئے اس وقت تک پورا فائدہ اور نفع عام نہ ہوگا۔

حضرت مجدد قدس سرہٗ کی اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل شیعہ کا مسلک ازلی بدبختوں کا مسلک ہے۔ یہ شروع ہی سے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں اور ان کی تکفیر کرنا اپنا فرض جانتے ہیں، نیز اماں جان حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں گستاخی اور بکواس کرنا ان کا جزوِ ایمان ہے۔

اب آپ سوچیں اور فکر کی دنیا میں جائیں، کون اہلسنت والجماعت ہوگا جو یارانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں سن سکے، کیونکہ اس کے اندر محبت وغیرت خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم جاگے گی، اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت واتباع ہر سُنی مسلمان کا ایمان ہے، خواہ وہ حنفی ہو، حنبلی ہو، شافعی ہو، مالکی ہو شیعہ سنی فسادات ہونے کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ شیعہ اپنی تحریروں اور تقریروں میں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کو بُرا کہتے ہیں، جس سے سنیوں کے سینوں میں غیرت وجوش پیدا ہوتا ہے اور قتل وغارت گری شروع ہو جاتی ہے۔ ہمارے ارباب حکومت جب تک اہل شیعہ کی تحریرات کو ضبط و پابند نہیں کرتے اور ان کی زبانوں کو لگام نہیں دیتے تو خونریزی ملک میں ہوتی رہے گی، اور انسانیت کا خون بہتا رہے گا۔

والد گرامی قدر کا اشتیاق ملاقات

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کو گھر سے آئے ہوئے اور آگرہ میں ٹھہرے ہوئے کافی عرصہ گزر گیا۔ والد گرامی قدر حضرت مخدوم عبدالاحد قدس سرہٗ اپنے فرشتہ صفت فرزند کے فراق کو برداشت نہ کر سکے اور اپنے بیٹے کے دیدار کے لئے بڑھاپے میں آگرہ کا سفر اختیار فرمایا۔ حضرت مخدوم قدس سرہٗ کی آگرہ میں تشریف آوری کا سن کر علماء فضلاء اور اراکین سلطنت قدم بوسی اور زیارت کے لیے حاضر ہوئے۔ حضرت مخدوم قدس سرہٗ کی خدمت میں اہل علم حضرات نے عرض کیا کہ ضعف

Marfat.com

پیری اور مسافت کی دوری کے باوجود آپ نے سفر کر کے تکلیف کیوں اُٹھائی ؟ جواب میں فرمایا:

"کیا کروں فرزند شیخ احمد کی محبت کھینچ لائی ہے۔[1]

یوسف نرود کنعان یعقوب بروں آید

ترجمہ:......یوسف نہ جائیں کنعان یعقوب پھر تو آئیں۔

حضرت مولانا ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "زبدۃ المقامات" میں تحریر کرتے ہیں: "آپ کے والد ماجد کو آپ سے بہت زیادہ محبت تھی اور اپنی جان عزیز سے زیادہ عزیز رکھتے تھے اور ہمیشہ اپنی صحبت میں مشغول رکھتے اور دینی علوم کے دقائق اور یقینی اسرار کی باتیں ہوتی تھیں۔ اس لئے حضرت مجدد صاحب قدس سرہٗ بھی اس مذکورہ سفر کے بعد وطن کی طرف لوٹ گئے۔

اکبر آباد سے واپسی اور شادی مبارک

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد ماجد کے ہمراہ سرہند شریف کی طرف روانہ ہوئے۔

شہر تھانیسر میں قیام

دہلی اور سرہند شریف کے درمیان شہر تھانیسر پڑتا تھا۔ وہاں کا حاکم شیخ سلطان تھا جو اکبر بادشاہ کو بہت مقرب تھا، آپ کو کتب تاریخ میں حاجی سلطان تھانیسری کے نام سے لکھا جاتا ہے، آپ اپنے زمانہ میں علماء و فضلاء میں ممتاز و معروف تھے، زیارت حرمین شریفین سے بھی مشرف ہو چکے تھے، علوم نقلیہ پر کافی عبور حاصل تھا، اسی بناء پر شاہی خدمات پر مامور تھے، مہابھارت کا ترجمہ "رزم زمانہ" کے نام سے کیا تھا، اکبر بادشاہ آپ کی بہت قدر و منزلت کرتا تھا، آپ کو تھانیسر و کرنال کا کروڑی یعنی انچارج حاکم بنا دیا گیا تھا، تھانیسر کے ہندوؤں نے دربار اکبر میں شکایت کی کہ آپ گاؤ کشی کرتے ہیں، بادشاہ نے آپ کو جلاوطن کر دیا اور بھکر (سندھ) کی طرف روانہ کر دیا۔ صوبہ بھکر کا حاکم خان خاناں تھا، وہ حاجی سلطان تھانیسری سے بہت الفت و محبت سے پیش آئے اور مدد کا وعدہ فرمایا۔ برہان پور کی فتح کے بعد خان خاناں نے اکبر بادشاہ سے سفارش کی،

[1] زبدۃ المقامات، روضۃ القیومیہ

Marfat.com

اکبر نے سفارش قبول کرتے ہوئے حاجی سلطان تھانیسری کو دوبارہ تھانیسر و کرنال کا حاکم بنادیا۔

کافی عرصہ بعد ہندوؤں سے پھر کشمکش شروع ہوگئی، ہندوؤں نے پھر اکبر بادشاہ سے شکایت کی، اکبر نے آپ کو قتل کرنے کا حکم دے دیا اور یکم جنوری ۱۵۹۹ء مطابق ۲ر جمادی الاخریٰ ۷۰۰۱ھ کو شیخ سلطان کو پھانسی دے دی گئی۔ اس طرح حاجی سلطان تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ کو مقام شہادت نصیب ہوا۔

حضرت مجدد صاحب قدس سرہٗ اور حضرت مخدوم والد ماجد شیخ سلطان کے مہمان ہوئے، انہوں نے نہایت اعزاز و اکرام سے اپنے پاس رکھا۔ انہی دنوں عالم رؤیا میں شیخ سلطان تھانیسری کو زیارت حضرت سید محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلطان سے فرمایا کہ:

> ''تمہاری بیٹی اس زمانے میں سب سے زیادہ نیک خاتون ہے، تم اس کا نکاح میرے فرزند اور نائب شیخ احمد سے کردو، اس میں تمہارے اور تمہاری بیٹی کے لئے سعادت ہے۔''

اور حضرت مجدد صاحب قدس سرہٗ کا حلیہ مبارک بھی دکھادیا۔ یہ خواب تین مرتبہ حاجی سلطان تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ کو آیا تھا۔ جب حضرت شیخ سرہندی قدس سرہٗ اور اُن کے والد شیخ عبدالاحد قدس سرہٗ اُن کے مہمان ہوئے تو انہوں نے حضرت مجدد قدس سرہٗ کے حلیہ مبارک کو پہچان لیا اور دونوں باپ بیٹا کے زہد و تقویٰ اور علم و عمل سے بھی متاثر ہوئے، تو شیخ حاجی سلطان تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ حضرت مخدوم عبدالاحد قدس سرہٗ سے اپنا خواب اور ارادہ ظاہر کیا۔ حضرت مخدوم قدس سرہٗ نے بڑی خوشی سے منظور کرلیا۔[1]

چنانچہ نہایت تزک و احتشام کے ساتھ حضرت مجدد صاحب قدس سرہٗ کا عقد مسنون طریقہ پر ہوا، چند روز تھانیسر میں قیام کے بعد حضرت مجدد صاحب قدس سرہٗ اپنی دلہن اور والد گرامی قدر کے ہمراہ سرہند شریف تشریف لے گئے، اس شادی مبارک سے آپ کو ظاہری مال و دولت کی بھی بہت فراوانی ہوئی۔[2]

---

1. منتخب التواریخ، رود کوثر۔ 2. روضۃ القیومیہ، حضرت مجدد الف ثانی از شیخ زوار حسین شاہ

Marfat.com

تحصیل طریقت

اکبر آباد سے واپسی کے بعد آپ نے اپنے والد ماجد کی صحبت و خدمت کو لازم پکڑا، اور ان سے کمالات باطنیہ حاصل کرنے لگے اور تمام انوار و باطنی فوائد کا مشاہدہ حاصل کیا۔

حضرت مخدوم قدس سرہٗ کے جانشین

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ اپنے رسالہ "مبدو معاد" میں فرماتے ہیں:

"اس فقیر کو نسبت فردیت کا مرتبہ اپنے والد بزرگوار سے حاصل ہوا تھا اور ان کو یعنی والد ماجد قدس سرہٗ کو یہ مقام و نسبت اپنے ایک عزیز (بزرگ حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہٗ) سے جو جذبہ قوی رکھتے، اور کرامات و خوارق میں مشہور تھے، سے نسبت فردیت نصیب ہوئی تھی، نیز اس فقیر کو نفل عبادت خصوصاً نفل نمازوں کے ادا کرنے کی توفیق اپنے والد سے حاصل ہوئی تھی، اور میرے والد بزرگوار کو یہ سعادت اپنے شیخ حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے صاحبزادے شیخ رکن الدین قدس سرہما سے حاصل ہوئی تھی، جو سلسلۂ چشتیہ سے تعلق رکھتے تھے۔"[1]

حضرت مخدوم شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ کا جب وصال قریب آیا تو انہوں نے اپنے فرزندوں اور اصحاب طریقت کو اپنے پاس بلایا اور تمام کے سامنے حضرت مجدد صاحب قدس سرہٗ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا اور سلسلۂ سہروردیہ کا خرقۂ خلافت جو آباء و اجداد سے تھا عطا فرمایا، بعدہٗ خرقۂ چشتیہ صابریہ اور خرقہ خلافت قادریہ کے ساتھ کل ۱۵ سلاسل کی اجازت عطا فرمائی۔[2]

سلسلۂ قادریہ کا خرقۂ خلافت

حضرت مجدد قدس سرہٗ کو ایک اجازت تو سلسلۂ قادریہ میں اپنے والد گرامی حضرت شیخ مخدوم عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ سے ہے، جس کا شجرہ شریف اس طرح ہے:

---

[1] زبدۃ المقامات، مبداء و معاد، حضرات القدس۔ [2] جواہر مجددیہ، زبدۃ المقامات، حضرات القدس

Marfat.com

① حضرت شیخ مخدوم عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ ② حضرت شیخ رکن الدین گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ③ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ④ حضرت میر سید ابراہیم معین الحسنی الحسینی الارجی رحمۃ اللہ علیہ ⑤ حضرت شیخ بہاؤالدین الانصاری الحسینی رحمۃ اللہ علیہ ⑥ حضرت شیخ احمد چلپی رحمۃ اللہ علیہ ⑦ حضرت شیخ سید موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ ⑧ حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ ⑨ حضرت شیخ حسن رحمۃ اللہ علیہ ⑩ حضرت شیخ محی الدین ابونصر رحمۃ اللہ علیہ ⑪ حضرت شیخ ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ ⑫ حضرت شیخ سید عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ ⑬ حضرت امام الطریقہ حضرت شیخ غوث الثقلین عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ۔

قادریہ طریقہ کی اجازت حضرت شاہ کمال قدس سرہٗ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ کو بچپن ہی سے حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ سے نسبت قادریہ کا فیض اور وافر حصہ نصیب ہو چکا تھا، آپ کو خرقہ اور اجازت حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے پوتے شاہ سکندر رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعے نصیب ہوا تھا۔ اجازت طریقہ کا بیان کچھ اس طرح ہے:

> ''ایک دن حضرت امام ربانی مجدد صاحب قدس سرہٗ اپنے دوستوں کے ساتھ حالتِ مراقبہ میں تشریف فرما تھے، شاہ سکندر رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہٗ کے پوتے ہیں، حضرت شاہ کمال قدس سرہٗ کے فرمانے پر کیتھل سے سرہند شریف تشریف لائے اور حالت مراقبہ میں ہی خرقہ مبارک حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کاندھے مبارک پر ڈال دیا۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے نظر جو اوپر اٹھائی تو حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ کو سامنے پایا، آپ نے کھڑے ہو کر عجز وانکساری کے ساتھ معانقہ فرمایا، نیز حضرت شاہ سکندر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''چند روز سے اپنے دادا سے خرقہ شریف آپ کو پہنچانے کا حکم ملتا رہا ہے، لیکن میرے لئے یہ کافی مشکل تھا کہ خرقہ شیخ اور اس کی برکتیں گھر سے باہر دے دوں۔ اس مرتبہ دادا جان نے سختی سے حکم فرمایا ہے، اس لئے حکم بجالایا ہوں۔''

Marfat.com

شجرہ شریف کچھ یوں ہے:

(۱) حضرت سیدنا رسول رحمت شفیع المذنبین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (۲) امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم (۳) حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سید السادات حضرت حسن مثنیٰ قدس سرہٗ (۴) حضرت سید عبداللہ المحض قدس سرہٗ (۵) حضرت شاہ موسیٰ الجون قدس سرہٗ (۶) حضرت سید عبداللہ المورث قدس سرہٗ (۷) حضرت سید موسیٰ ثانی قدس سرہٗ (۸) حضرت سید داؤد قدس سرہٗ (۹) حضرت سید مورث قدس سرہٗ (۱۰) حضرت سید یحییٰ زاہد قدس سرہٗ (۱۱) حضرت سید عبداللہ جیلی قدس سرہٗ (۱۲) حضرت سید موسیٰ جنگی دوست قدس سرہٗ (۱۳) حضرت سید ابو صالح قدس سرہٗ (۱۴) امام الطریقہ غوث الثقلین حضرت شیخ سید محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ (۱۵) تاج الاولیاء سلطان الفقراء حضرت سید عبدالرزاق قدس سرہٗ (۱۶) حضرت سید شریف الدین قدس سرہٗ (۱۷) حضرت شیخ سید عبدالوہاب قدس سرہٗ (۱۸) حضرت سید بہاؤ الدین قدس سرہٗ (۱۹) حضرت سید عقیل قدس سرہٗ (۲۰) حضرت سید شمس الدین صحرائی قدس سرہٗ (۲۱) حضرت سید گدا رحمٰن قدس سرہٗ (۲۲) حضرت شاہ فضیل قدس سرہٗ (۲۳) حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہٗ (۲۴) حضرت شاہ سکندر قدس سرہٗ (۲۵) امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ

حضرت شیخ امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اپنے رسالہ "مبدا و معاد" میں فرماتے ہیں:

> "اس فقیر کو نسبت فردیت کا مرتبہ اپنے والد بزرگوار سے حاصل ہوا تھا اور ان کو ایک عزیز سے جو قوی جذبہ رکھتے تھے، اور خوارق میں مشہور تھے یہ مرتبہ حاصل ہوا تھا۔"

یہاں جذبہ قوی رکھنے والے عزیز سے مراد حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

سلسلہ سہروردیہ

سلسلہ سہروردیہ حضرت شیخ مجدد صاحب قدس سرہٗ کا آبائی و خاندانی سلسلہ ہے اس کی اجازت بھی آپ کو اپنے والد گرامی قدر حضرت شیخ مخدوم عبدالاحد قدس سرہٗ سے نصیب ہوئی ہے۔

شجرہ سہروردیہ اس طرح ہے:

Marfat.com

① حضرت سیدنا محبوب رب العالمین، حبیب کبریا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ② امیر المؤمنین حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ ③ حضرت شیخ خواجہ حسن بصری قدس سرہٗ ④ حضرت شیخ خواجہ حبیب عجمی قدس سرہٗ ⑤ حضرت شیخ داؤد طائی قدس سرہٗ ⑥ حضرت شیخ خواجہ معروف کرخی ⑦ حضرت شیخ خواجہ ابوالحسن سری سقطی قدس سرہٗ ⑧ حضرت شیخ ابوالقاسم جنید بغدادی قدس سرہٗ ⑨ حضرت شیخ خواجہ ممشاد علی دینوری قدس سرہٗ ⑩ حضرت شیخ خواجہ ابواسحاق شامی قدس سرہٗ ⑪ حضرت شیخ ابواحمد دینوری قدس سرہٗ ⑫ حضرت شیخ ابومحمد بن شیخ عبداللہ معروف بحمویہ قدس سرہٗ ⑬ حضرت شیخ خواجہ ابونجیب ضیاء الدین قدس سرہٗ ⑭ حضرت شیخ خواجہ شہاب الدین عمر سہروردی قدس سرہٗ ⑮ حضرت شیخ الاسلام خواجہ بہاؤ الدین زکریا ملتانی قدس سرہٗ ⑯ حضرت شیخ خواجہ صدرالدین قدس سرہٗ ⑰ حضرت شیخ خواجہ ابوالفتح رکن الدین قدس سرہٗ ⑱ حضرت شیخ مخدوم سید جلال الدین بخاری قدس سرہٗ ⑲ حضرت سید اجمل براچی قدس سرہٗ ⑳ حضرت سید بڈھن براچی قدس سرہٗ ㉑ حضرت شیخ خواجہ درویش محمد بن قاسم قدس سرہٗ ㉒ حضرت شیخ خواجہ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ (۲۳) حضرت شیخ خواجہ رکن الدین قدس سرہٗ ㉔ حضرت شیخ مخدوم عبدالاحد قدس سرہٗ ㉕ امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ خواجہ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہٗ۔

حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے علیل ہونے پر اہلیہ کی دعا

والد گرامی قدر کے وصال کے بعد آپ بہت بیمار ہوئے، ضعف و کمزوری بہت زیادہ بڑھ گئی، تو آپ کی اہلیہ محترمہ بہت زیادہ بے چین رہنے لگیں۔ ایک روز انہوں نے وضو بنا کر دو رکعت نماز حاجت ادا فرمائی، اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں خوب عاجزی وانکساری سے گریہ و زاری فرمائی، اسی گریہ میں نیند آگئی اور عالم غیب سے یہ واقعہ نظر آیا "کوئی شخص فرما رہا ہے کہ مطمئن رہو ہم کو اس مرد سے بڑے کام لینے ہیں، اس سے پہلے وہ کام کسی سے نہیں لئے۔" آخر حضرت شیخ مجدد صاحب قدس سرہٗ کو اس بیماری سے صحت نصیب ہوئی۔[1]

---

[1] حضرات القدس

Marfat.com

حضرت مجدد قدس سرہٗ کا
بارگاہِ شیخ خواجہ بیرنگ حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ میں پہنچنا

مخدوم زادوں کی ولادت مبارک

(۱) حضرت سید خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ ہجری ۱۰۰۰ھ میں اس جہانِ فانی میں تشریف لائے۔

(۲) حضرت سید خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ ماہ شوال ۱۰۰۵ھ میں اس دنیا فانی میں تشریف فرما ہوئے۔

(۳) حضرت سید خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ ۱۱ شوال ۱۰۰۷ھ میں اس عالم فنا میں رونق افروز ہوئے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کو حرمین شریفین کی زیارت و حاضری کا شوق بے چین و بے قرار رکھتا تھا۔ لیکن آپ کو اپنے والد ماجد کی خدمت سے بڑھاپے اور ضعف و بیماری کی وجہ سے دور جانا پسند نہیں تھا۔ آخر کار جب حضرت مخدوم شیخ عبد الاحد قدس سرہٗ دارِ فانی سے دارِ بقا میں ۱۰۰۷ھ میں تشریف لے گئے، والد ماجد کی رحلت کے بعد ایک سال تک گھر پر سرہند شریف میں ہی قیام پذیر رہے، پھر حرمین شریفین کی زیارت و حاضری کی آتش شوق دوبارہ بے چین کرنے لگی۔ ۱۰۰۸ھ میں حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ سفر حجاز مقدس کے لئے گھر سے روانہ ہوئے۔

دار الاولیاء دہلی میں

جب آپ دہلی پہنچے اور وہاں قیام پذیر ہوئے، دہلی کے علماء و فضلاء زیارت و ملاقات کے لئے حاضر خدمت ہوئے، آپ کے پرانے احباب میں سے مولانا حسن کشمیری رحمۃ اللہ علیہ بھی ملاقات کے لئے تشریف لائے، مولانا حسن کشمیری رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ قدس سرہٗ سے وابستہ تھے اور حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے مخلصوں میں سے تھے، آپ سے دوران گفتگو حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت کا تذکرہ فرمایا، نیز حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب و کرامات حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ سے بیان فرمائے۔

Marfat.com

مولانا حسن کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ مجدد صاحب قدس سرہٗ کی راہبری و رہنمائی فرماتے ہوئے کہا: "آج کل سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ سے اس طرح کا ایک گوہر اس علاقہ کے چاروں اطراف میں آیا ہوا ہے کہ طلب کرنے والے اس کی ایک نظر سے وہ پالیتے ہیں جو متواتر ریاضتوں کثیر چلوں میں بھی نہیں پاتے۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ جیسا کثیر البرکت کوئی اور نظر نہیں آتا۔"[1]

بارگاہِ شیخ خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ میں حاضری

حضرت شیخ مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد بزرگوار سے سلسلۂ نقشبندیہ اور اس کے بزرگوں کے اوصاف سنے ہوئے تھے اور والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کا ذوق وشوق بھی اس سلسلہ کے بزرگوں سے ملاقات کا مشاہدہ فرمایا ہوا تھا نیز حضرت امام ربانی شیخ مجدد صاحب قدس سرہٗ نے ان بزرگوں کی کتابیں و رسائل میں بھی ان کے شیوہ نازنین کو پڑھا ہوا تھا، اس لئے آپ میں مناسبت و استعداد اس نسبت کے ساتھ پیدا ہو چکی تھی۔

مولانا حسن کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات سے آپ میں حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت و ملاقات کا کمال درجہ اشتیاق پیدا ہوا۔ حضرت شیخ مجدد صاحب قدس سرہٗ اپنے پرانے ساتھی مولانا حسن کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کو ساتھ لے کر حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ قدس سرہٗ کی خدمت میں قدم بوسی کے لئے حاضر ہوئے، مولانا کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ قدس سرہٗ سے حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ سے تعارف کرایا۔ ساتھ ہی آپ کے سفر حجاز مقدس کے ارادہ کا بھی عرض کیا۔ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ نہایت ہی مہربانی و شفقت سے حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ سے پیش آئے۔

حضرت خواجہ باقی باللہ کی نظر کیمیاء اثر

حضرت خواجہ قدس سرہٗ کا یہ طریقہ نہیں تھا، کہ خود کسی سے اخذِ طریقہ وصحبت اختیار کرنے کو کہیں، لیکن حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی نظر کیمیاء اثر آنے والے شہباز بلند پرواز کی استعداد و مبارک قابلیت پر پڑ چکی تھی، اس لئے معرفت کے شہباز کو دیکھتے ہی اپنی عادت سے تجاوز کرتے ہوئے فرمایا، اگر چہ آپ کو حجاز مقدس کا سفر درپیش ہے۔ لیکن کیا آپ چند روز فقراء کی صحبت میں رہ سکتے ہیں، کم از کم ایک ماہ یا ایک ہفتہ ہی سہی، کیا حرج ہے؟ آپ نے حضرت

[1] زبدۃ المقامات، حضرات القدس جلد دوئم

Marfat.com

خواجہ کے حکم پر ایک ہفتہ ٹھہرنے کا ارادہ ظاہر کیا، اور خانقاہ شریف میں قیام اختیار کرلیا، رفتہ رفتہ یہ ٹھہرنا دو ماہ اور دو ہفتہ کا ہوگیا۔

حضرت خواجہ قدس سرہٗ کا تصرف

حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کی توجہ شریف وکشش اور تصرف کے آثار ظاہر ہوئے، ابھی دو روز بھی نہ گزرے تھے، کہ حضرت شیخ مجدد صاحب قدس سرہٗ پر خواجگان نقشبندیہ کا طریقہ اخذ کرنے کا غلبہ پیدا ہوا، تو آپ نے بارگاہِ اقدس خواجہ قدس سرہٗ میں عرض کیا کہ مجھے اخذ طریقہ اور توبہ کے لئے بیعت کیا جائے، بغیر کسی استخارہ وغیرہ کے خواجہ قدس سرہٗ نے اپنی خلوت گاہ میں حضرت مجدد صاحب قدس سرہٗ کو بلایا اور بیعت سے مشرف فرمایا اور ذاکر اسم ذات اللہ کی تلقین فرما کر ایسی توجہات سے اسی وقت مشرف فرمایا کہ اسی وقت آپ کے قلب میں ذکر اسم ذات اللہ اللہ جاری ہوگیا۔ قلبی ذکر سے آپ کے قلب اقدس میں سکون، حلاوت اور لذت ظاہر ہونے لگی روز بروز بلکہ ہر لحہ ترقیات اور عروجات ظاہر ہونے لگے، چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں تمام گذشتہ اور آئندہ اولیائے اُمت سے سبقت لے گئے۔

گویا حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ سرہند شریف زیارت کعبہ کے لئے نکلے تھے، لیکن راستہ ہی میں صاحب خانہ کعبہ خود ہی مل گئے۔ آپ حضرت سیدنا محبوب رب العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ اقدس کی روشنی کی بھیک کے لئے مدینہ منورہ کا سفر کررہے تھے، لیکن راستہ ہی میں روضہ مطہرہ کے مکین صاحب معراج صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انوارات مل گئے۔ کیا اچھا مقدر ہے نسل فاروقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا۔

منازل سلوک نقشبندیہ طے کرنے کے حالات

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ جلد اول مکتوب نمبر ۲۹۰ میں اپنے خلیفہ حضرت مولانا محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ کو تفصیلی حالات سلوک نقشبندیہ طے کرنے کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

''اے بھائی! خدا تجھے سیدھے راستے کی ہدایت دے، جاننا چاہئے کہ جب اس درویش کو اس راہ کی ہوس پیدا ہوئی تو حق تعالیٰ نے ہادیٔ راہ ہو کر

Marfat.com

ولایت پناہ، حقیقت آگاہ، اندراج النہایت فی البدایت کے طریقے کی ہدایت کرنے والے اور درجات ولایت تک پہنچانے والے، راستے کے والی اور پسندیدہ دین کی تائید کرنے والے، ہمارے شیخ آقا اور امام خواجہ محمد باقی قدس سرہٗ کی خدمت میں پہنچایا جو سلسلۂ حضراتِ نقشبندیہ قدس سرہم کے ایک بہت بڑے خلیفہ تھے۔

تعلیم ذکرِ اسم ذات

انہوں نے اس درویش کو ذکر اسم ذات تعلیم فرمایا اور مقررہ طریق سے ایسی توجہ فرمائی کہ مجھ کو کمال لذت نصیب ہوئی اور کمال شوق سے گریہ شروع ہوا۔

بے خودی وفنائیت

پھر ایک روز کے بعد بے خودی کی کیفیت جوان بزرگواروں کے نزدیک معتبر ہے اور غیبت سے موسوم ہے، مجھ پر طاری ہوئی، اس بے خودی کی حالت میں میں نے دیکھا کہ ایک محیط سمندر ہے جس میں تمام عالم کی صورتیں اور شکلیں اس طرح نمایاں ہیں جیسے پانی میں چیزوں کے عکس نظر آتے ہیں، یہ بے خودی آہستہ آہستہ غالب آتی گئی اور دیر تک رہنے لگی، کبھی ایک پہر اور کبھی دو پہر اور بعض مرتبہ رات بھر یہی حالت رہتی۔

فنائے فنا

جب میں نے یہ حالت حضرت پیر و مرشد خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ سے عرض کی تو آپ نے فرمایا: ''تھوڑی سی فنا حاصل ہوگئی ہے۔'' پھر آپ نے مجھے ذکر سے منع فرمایا اور اس آگاہی کی نگہداشت کا حکم دیا، دو دن کے بعد مجھے فنائے اصطلاحی حاصل ہوگئی۔ جب اس کی کیفیت حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی تو آپ نے فرمایا: ''اپنے کام میں لگے رہیں۔'' بعد ازاں فنائے فنا حاصل ہوئی۔ پھر عرض کیا تو آپ نے فرمایا: ''کیا آپ تمام جہان کو ایک دیکھتے ہیں اور ذاتِ واحد کے ساتھ متصل پاتے ہیں۔'' میں نے عرض کیا حضور ایسا ہی محسوس ہوتا ہے۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے

Marfat.com

فرمایا: ''فنائے فنا میں قابل اعتبار یہ بات ہے کہ اس اتصال کے دیکھنے کے باوجود بے شعوری حاصل ہو۔'' چنانچہ اسی شب اس قسم کی فنائے فنا حاصل ہو گئی۔ میں نے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اس کی کیفیت بھی عرض کی کہ میں اپنے علم کو حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی نسبت علم حضوری پاتا ہوں (یعنی علمِ حصولی پالینے کے بعد بلا توسطِ حصول صورت علمِ حضوری پاتا ہوں)۔ اور جو اوصاف میری طرف منسوب تھے حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف منسوب پاتا ہوں۔

مرتبہ علمی

پھر ایک سیاہ رنگ کا نور ظاہر ہوا جو تمام اشیائے عالم کو گھیرے ہوئے تھا۔ میں سمجھا کہ حق تعالیٰ یہی ہے، میں نے عرض کیا تو حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''حق جل سلطانہٗ مشہود ہے لیکن نور کے پردہ میں۔'' نیز فرمایا کہ ''یہ انبساط اور پھلاؤ جو اس نور میں دکھائی دیتا ہے (دراصل) علم میں ہے۔ کیونکہ ذاتِ حق جل شانہٗ کا تعلق متعدد اشیاء کے ساتھ ہے جو کہ اوپر نیچے واقع ہوئی ہیں اس لئے منبسط اور پھیلا ہوا دکھائی دیتا ہے اس انبساط کی بھی نفی کرنی چاہیے۔'' اس کے بعد وہ پھیلا ہوا سیاہ نور سکڑنے اور کم ہونے لگا حتیٰ کہ ایک نقطہ سا بن گیا۔

مقام حیرت وحضورِ نقشبندیہ

حضرت نے فرمایا: ''اس نقطہ کی بھی نفی کرنی چاہیے اور مقام حیرت میں آجانا چاہیے۔'' میں نے ایسا ہی کیا وہ نقطۂ موہوم بھی درمیان سے زائل ہو گیا اور مقام حیرت حاصل ہو گیا، کہ جس مقام میں حق تعالیٰ کا شہود (پردۂ نور کے بغیر) خود بخود ہے۔ جب میں نے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں یہ کیفیت عرض کی تو فرمایا کہ ''یہی حضور حضراتِ نقشبندیہ کا حضور ہے اور نسبت نقشبندیہ اسی حضور کو کہتے ہیں اور اس حضور کو حضورِ بے غیبت بھی کہتے ہیں او ہدایت میں نہایت کا مندرج ہونا اسی مقام میں حاصل ہوتا ہے اور اس طریقہ میں طالب کو اس ہدایت کا حاصل ہونا ویسا ہی ہے جیسا کہ دوسرے سلسلوں میں طالب کا اپنے پیر سے اذکار و اوراد اخذ کرنا تاکہ ان پر عمل کرکے مقصود تک پہنچے ع

قیاس کن ز گلستانِ من بہار مرا

Marfat.com

فنائے حقیقی

اس درویش کو یہ عزیز الوجود نسبت ذکر کی تعلیم کی ابتداء سے دو ماہ اور چند روز بعد حاصل ہو گئی تھی اور اس فنا کے حاصل ہونے کے بعد ایک اور فنا حاصل ہوئی جس کو فنائے حقیقی کہتے ہیں اور دل کو اس قدر وسعت حاصل ہوئی کہ عرش سے لے کر مرکز زمین تک تمام عالم (موجودات) کی اس وسعت کے مقابلہ میں رائی کے ایک دانہ کے برابر بھی قدر نہ تھی۔

مرتبہ حق الیقین و مرتبہ حق الجمع

بعد ازاں میں اپنے آپ کو اور ہر فرد عالم کو بلکہ ہر ذرہ کو دیکھتا تھا کہ یہ سب حق تعالیٰ ہے، اس کے بعد دنیا کے ہر ذرّہ کو الگ الگ اپنا عین دیکھا اور اپنے آپ کو ان سب کا عین پایا یہاں تک کہ تمام عالم کو ایک ذرہ میں گم پایا اس کے بعد اپنے آپ کو بلکہ ہر ذرّہ کو اس قدر منبسط اور وسیع دیکھا کہ تمام عالم بلکہ اس سے کئی گنا اور عالم اس میں سما سکیں، بلکہ اپنے آپ بلکہ ہر ایک ذرے کو تمام جہان کے قائم رہنے کا باعث معلوم کیا۔ جب یہ کیفیت حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی تو فرمایا کہ "توحید میں حق الیقین کا مرتبہ یہی ہے اور جمع الجمع اسی مقام کو کہتے ہیں۔

بعد ازاں جہان کی تمام صورتیں اور شکلیں جن کو پہلے حق تعالیٰ معلوم کرتا تھا اب وہ وہمی اور خیالی دکھائی دینے لگیں، پہلے ہر ذرّہ کو بغیر کسی فرق و تمیز کے حق تعالیٰ پاتا تھا، اور اب اُسی ذرہ کو موہوم پایا، نہایت حیرت حاصل ہوئی۔ اور اس اثناء میں فصوص الحکم کی وہ عبارت جو میں نے اپنے والد بزرگوار علیہ الرحمۃ سے سنی تھی، یاد آئی یہ کہ صاحب فصوص نے فرمایا ہے:

إِنْ شِئْتَ قُلْتَ إِنَّهُ اَيِ الْعَالَمَ حَقٌّ وَإِنْ شِئْتَ قُلْتَ إِنَّهُ خَلْقٌ وَإِنْ شِئْتَ قُلْتَ إِنَّهُ حَقٌّ مِنْ وَجْهٍ وَخَلْقٌ مِنْ وَجْهٍ وَإِنْ شِئْتَ قُلْتَ بِالْحَيْرَتِ لِعَدَمِ التَّمِيزِ بَيْنَهُمَا

ترجمہ:...... اگر تو چاہے کہ کہے کہ عالم حق ہے اور اگر چاہے تو کہے کہ عالم خلق ہے اور اگر چاہے تو کہے کہ یہ ایک اعتبار سے حق اور ایک اعتبار سے خلق ہے اور اگر تو چاہے تو ان دونوں میں تمیز نہ ہونے کے باعث حیرت کہے یعنی یہ سب بجا ہے۔

Marfat.com

اس عبارت سے اضطراب کو کسی قدر تسکین ہوگئی۔ اس کے بعد میں نے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی حالت عرض کی تو مرتبہ فرق بعد الجمع ارشاد فرمایا: ''ابھی تمہارا حضور صاف نہیں ہوا، اپنے کام میں مشغول رہیں حتیٰ کہ موجود اور موہوم میں تمیز ہو جائے۔'' میں نے فصوص کی وہ عبارت عرض کی جس سے عدم تمیز ظاہر ہوتی تھی۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ''شیخ ابن عربی قدس سرہٗ نے اپنی اس عبارت میں کامل شخص کا حال بیان کیا ہے، عدم تمیز بھی بعض اشخاص کی نسبت ثابت ہے۔'' حسب الارشاد میں اپنے کام میں مشغول ہوگیا۔ حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے محض آنجناب (پیر و مرشد) کی توجہ شریف سے دو روز کے بعد موجود اور موہوم کے درمیان تمیز ظاہر فرمادی یہاں تک کہ میں نے موجود حقیقی کو موہوم خیالی سے ممتاز پایا اور ان صفات وافعال وآثار کو جو موہوم دکھائی دیتے تھے میں نے حق سبحانہٗ وتعالیٰ سے دیکھا اور ان صفات وافعال وآثار کو بھی محض موہوم پایا اور خارج میں بجز ایک ذات کچھ موجود نہ تھا۔ جب میں نے یہ حالت حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کی تو ارشاد فرمایا کہ ''مرتبہ فرق بعد الجمع یہی ہے اور سعی وکوشش کی انتہاء یہیں تک ہے اس سے مزید جو کچھ کسی کی فطرت واستعداد میں مقدر کیا گیا ہے ظاہر ہو جاتا ہے اور اس مرتبہ کو مشائخ طریقت نے مقام تکمیل کہا ہے۔

سکر وصحو

جاننا چاہئے کہ اس درویش کو جب اوّل مرتبہ سکر سے صحو میں لائے اور فناء سے بقاء کے ساتھ مشرف فرمایا تو جب اپنے وجود کے ذرات میں سے ہر ذرّہ میں نظر کی تو حق تعالیٰ کے سوا کچھ نہ پایا اور ہر ذرّہ کو اس کے شہود کا آئینہ معلوم کیا۔ اس مقام سے پھر حیرت میں لے گئے جب ہوش میں لائے تو حق تعالیٰ کو اپنے وجود کے ذرات میں سے ہر ذرہ کے ساتھ پایا نہ کہ ہر ذرّہ میں اور پہلا مقام اس دوسرے مقام کی نسبت بہت نیچے نظر آیا۔ پھر حیرت میں لے گئے جب ہوش میں لائے تو اس مرتبہ میں حق سبحانہٗ وتعالیٰ کو نہ عالم کے متصل پایا نہ اس سے منفصل اور نہ عالم میں داخل اور نہ اس سے خارج معلوم کیا۔ معیت اور احاطہ اور سریان کی نسبت جس طرح کہ اوّل پاتا تھا بالکل منتفی ہوگئی، باوجود اس کے اسی کیفیت پر مشہود ہوا بلکہ اس طرح پر کہ گویا محسوس ہے اور عالم

Marfat.com

بھی اس وقت مشہود تھا لیکن حق تعالیٰ کے ساتھ اس نسبت مذکورہ سے کچھ نہ رکھتا تھا۔ پھر حیرت میں لے گئے، جب صحو میں لائے تو معلوم ہوا کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ کو عالم کے ساتھ اس نسبت مذکورہ کے علاوہ ایک اور نسبت ہے اور وہ نسبت مجہول الکیفیت ہے، حق سبحانہٗ وتعالیٰ مجہول الکیفیت نسبت سے مشہود ہوا۔

پھر حیرت میں لے گئے اور اس مرتبہ ایک قسم کا قبض طاری ہوگیا، پھر جب ہوش میں لائے تو حق تعالیٰ اس مجہول الکیفیت نسبت کے بغیر اس طرح مشہود ہوا کہ عالم کے ساتھ کوئی نسبت نہیں رکھتا نہ ہی معلوم الکیفیت اور نہ ہی مجہول الکیفیت، اور اس وقت عالم اسی خصوصیت سے مشہود تھا۔ اس وقت ایک خاص علم عنایت ہوا جس کے باعث ہر دو شہود کے حاصل ہونے کے باوجود خلق اور حق تعالیٰ کے درمیان کوئی مناسبت نہ رہی، اس وقت مجھے بتایا گیا کہ اس صفت وتنزیہ کا مشہود ذاتِ حق نہیں ہے، حق تعالیٰ اس سے برتر ہے، بلکہ یہ اس کے تکوین کے تعلق کی صورتِ مثالی ہے کیونکہ حق تعالیٰ تعلقات کونی سے بالاتر ہے خواہ وہ تعلق معلوم الکیفیت ہو یا مجہول الکیفیت ہیہات ہیہات۔

كَيْفَ الْوُصُوْلُ إِلَى سُعَادَ وَ دُوْنَهَا
قُلَلُ الْجِبَالِ وَدُوْنَهُنَّ خُيُوْفُ

(میں اپنی محبوبہ تک کس طرح پہنچوں جب کہ اس کے راستے میں پہاڑوں کی چوٹیاں اور بڑے بڑے غار حائل ہیں)۔

نیز حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ اپنے رسالہ "مبداء معاد" میں بھی اپنے منازل سلوک نقشبندیہ طے کرنے کے مختصر طور پر تحریر کرتے ہیں۔

"ماہ ربیع الثانی (۱۰۰۸ھ) کے آخری دنوں میں یہ فقیر ایک بزرگ (حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت سے شرف اندوز ہوا جو اس بزرگ خاندانِ نقشبندیہ کے خلیفہ تھے اور ان بزرگوں کے طریقہ کو حاصل کر کے اسی سال نصف ماہِ رجب میں اس فقیر کو (نقشبندی سلسلے کے) حضورِ (قلب) کی سعادت نصیب ہوئی اس مقام میں، آغاز میں انجام کی جلوہ

Marfat.com

فرمائی (اندراج نہایت در بدایت) کا منظر درپیش ہوتا ہے۔ان بزرگ (خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ نقشبندی نسبت دراصل اسی حضور (قلب) کا نام ہے اور پورے دس سال اور چند ماہ کے بعد ماہِ ذیقعدہ کے نصف اول میں وہ انتہا (نہایت) جو ابتدا (نہایت) ہی میں بے شمار ابتداؤں (ہدایات) اور درمیانی درجوں (اوساط) کے بے شمار پردوں کے پیچھے سے جلوہ گر ہوئی تھی، نقاب چاک کر کے عیاناً جلوہ گر ہوگئی اور یہ یقین حاصل ہوگیا کہ آغاز (بدایت) میں جو تجلی نظر آئی تھی وہ اسی اسم کی صورت تھی (جس کی حقیقت اب سامنے آئی ہے) اور وہ اسی پیکر کا سایہ یا پرچھائیں تھی اور اسی مسمیٰ کا ایک اسم تھا، ان دونوں (یعنی ابتداء و انتہاء) میں بہت بڑا فرق ہے حقیقت حال اس مقام پر پہنچ کر منکشف ہوئی اور معاملہ کا راز یہاں پہنچ کر ظاہر ہوا، جس نے اس ذوق کو چکھا ہی نہیں وہ اسے ہرگز نہیں سمجھ سکتا۔"

حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کا اظہار بشارت

اس معاملے کے چند روز بعد جب حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے بلند استعداد مرید میں رشد وہدایت کے آثار دیکھے تو ایک خلوت میں ان وقائع کے اظہار کے لئے زبان کھولی جو چند سال پیشتر آپ نے دیکھے تھے اور جو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے حال کی بلندی اور کمال واکمال کی بشارت دینے والے تھے، ان (وقائع) میں سے ایک یہ تھا۔

حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا: "جب ہمارے مخدوم مولانا نے بزرگ خواجگی املنگی قدس سرہٗ نے ہم کو حکم دیا کہ تم ہندوستان جاؤ تاکہ یہ سلسلہ شریفہ تمہاری وجہ سے رائج ہو اور ہم خود کو اس کام کے لائق نہ سمجھتے تھے اس لئے ہم نے عجز ظاہر کیا۔ آپ نے استخارہ کا حکم دیا۔ اس استخارہ میں ہم نے دیکھا کہ گویا ایک طوطا ایک شاخ پر بیٹھا ہے ہم نے اپنے دل میں نیت کی کہ اگر وہ طوطا شاخ سے اُتر کر ہمارے ہاتھ پر بیٹھ جائے تو ہم کو اس سفر میں کشائش

Marfat.com

حاصل ہوگی۔ اس خیال کے گزرتے ہی وہ طوطا اُڑ کر ہمارے ہاتھ پر آکر بیٹھ گیا۔ اور ہم اپنا لعاب دہن اس کی چونچ میں ڈال رہے تھے اور وہ طوطا میرے منہ میں شکر ڈال رہا تھا۔ اس شب کی صبح کو جب میں نے یہ واقعہ حضرت مولانا خواجگی قدس سرہٗ کی خدمت میں پہنچایا اور آپ نے فرمایا کہ طوطا ہندوستانی پرندہ ہے، ہندوستان میں تمہارے دامن سے ایک عزیز وجود میں آئے گا کہ ایک عالم اس سے منور ہوگا اور تم کو بھی اس سے حصہ ملے گا اور یہ آپ کے حال کی طرف اشارہ سمجھا۔

دوسرا واقعہ یہ تھا۔ آپ نے فرمایا کہ جب میں تمہارے شہر سرہند پہنچا تو واقعہ میں مجھ پر ظاہر ہوا کہ تم قطب کے جوار میں اُترے ہو اور اس قطب کے حلیہ سے بھی آگاہ کیا۔ اس روز کی صبح کو میں اس شہر کے گوشہ نشینوں اور درویشوں کی تلاش میں گیا۔ جس جماعت کو دیکھا اس کو اس حلیہ کے مطابق نہیں پایا اور نہ قطبیت کے آثار و حالات کسی میں دیکھے۔ میں نے سوچا کہ شاید اس شہر کے رہنے والوں میں کوئی شخص اس کی قابلیت رکھنے والا بعد میں ظاہر ہو۔ جس دن کہ میں نے تم کو دیکھا تمہارا سارا حلیہ اس کے مطابق پایا۔ اور اس قابلیت کا نشان بھی تم میں دکھائی دیا۔ نیز میں نے دیکھا کہ ہم نے ایک بڑا چراغ روشن کیا اور دکھائی دیا کہ ہر ساعت اس چراغ کی روشنی بڑھ رہی تھی، نیز دکھائی دے رہا تھا کہ لوگوں نے اس سے اتنے بہت سے چراغ روشن کئے ہیں کہ جب ہم سرہند کے اطراف میں پہنچے تو وہاں کے دشت وصحرا کو مشعل سے منور ہوا دیکھا۔ اس کو بھی ہم تمہارے معاملہ کی طرف اشارہ سمجھتے ہیں۔

مختصر یہ کہ دو تین مہینوں میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی عنایت سے خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر اور تربیت کی برکت جو حضرت (مجدد رحمۃ اللہ علیہ) کے حق میں ظاہر ہوئی زبان کا قلم اور قلم کی زبان اس کی تحریر وتقریر سے قاصر ہے۔

حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ مولانا حسن کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا شکریہ ان الفاظ میں ادا کرتے ہیں:

''فقیر کو آپ کی رہبری کی نعمت کے شکریہ کی ادائیگی میں کوتاہی کا اعتراف ہے اور آپ کے اس احسان کا بدلہ چکانے میں عاجزی کا معترف ہوں۔ یہ سارے کاروبار اُسی نعمت پر مبنی ہیں اور دے ودادا اسی احسان سے وابستہ ہے۔ آپ کے حسن توسط سے جو کچھ ملا ہے وہ کم کسی نے دیکھا

حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کے پیرو مرشد تھے۔ ان کا وصال ۱۰۰۸ھ میں ہوا۔

Marfat.com

ہے اور آپ کے توسل کی برکت سے جو کچھ مجھے بخشا ہے کم کسی نے چکھا ہے۔ مخصوص عطایا سے اس قدر عطا ہوا ہے کہ اکثر کو عام عطایا میں سے اس قدر میسر نہیں ہوا ہے۔ احوال و مقامات، اذواق و مواجید، علوم و معارف اور تجلیات وظہورات ان سبھوں کو عروج کے راستہ کے زینے بنا کر فقیر کو وصول کی منزلوں تک پہنچایا ہے۔ قرب و وصول کا لفظ عبارت کی تنگیٔ میدان کی وجہ سے اختیار کیا ہے ورنہ وہاں نہ قرب ہے نہ وصول ہے، نہ عبارت ہے نہ اشارہ، نہ شہود ہے نہ حلول اور نہ اتحاد، نہ تو کیف ہے نہ این ہے نہ زمان و مکان ہے، نہ احاطہ ہے نہ سریان نہ علم و معرفت ہے نہ جہل و حیرت۔

چگویم با تو از مرغے نشانہ — کہ با عنقا بود ہم آشیانہ
زعنقاہست نامے پیشِ مردم — زمرغ من بود آں نام ہم گم

ترجمہ:...... پتا کیا مرغ کا اپنے بتاؤں — کہ ہے عنقا سے جو ہم آشیانہ
مگر عنقا تو ہے لوگوں کو معلوم — نہیں اس مرغ کا میرے ٹھکانا

چونکہ خداوند ذوالجلال سلطانہ کے ان احسانات کا اظہار کہ عالم اسباب میں اس کا ظہور آپ کی اس نعمت پر مرتب ہوا تھا آپ کی نعمت کے شکر کو شامل رہا ہے اس لئے چند فقروں کے ضمن میں درج کر کے قید تحریر میں لایا کہ آپ کی اس نعمت کا شکر ادا ہو جائے۔

محبوبیت سبحانی سر دایت سبحانی

حضرت امام ربانی حضرت مجدد صاحب قدس سرہٗ اپنے مکتوب نمبر ۱۴ دفتر اول میں ارشاد فرماتے ہیں، یہ مکتوب آپ نے بارگاہِ شیخ حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی خدمت میں تحریر فرمایا ہے:

> ''اگر خاکسار میں محبوبیت کے معنی نہ ہوتے تو مقصود تک پہنچنے میں بہت توقف ہوتا، اور اس نسبت کو بھی جو خاکسار کی محبوبیت کو آپ کی عنایت کے ساتھ ہے، بیان فرمایا تھا، اس سے بڑی بھاری اُمید وابستہ ہے۔''

حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کا ارشاد

حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ نے بہت ہی کم مدت میں دقائق عالیہ، واردات مرفیہ اور احوال شریفہ حاصل فرمائے جو سالکوں کو بہت لمبی مدت میں بھی حاصل نہیں ہوتے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: "حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ کے اندر نسبت محبوبیت و مرادیت ہے، اور اس نسبت والوں کو مریدیت و محبیت کی نسبت والوں کے مقابلے میں بلا محنت و مشقت بہت جلد سلوک طے ہو جاتا ہے اور ان کے سیر کی تیز رفتاری اسی سبب سے ہے۔"

حضرت خواجہ قدس سرہٗ کا اعتراف عظمت

کتاب "کلیات باقی باللہ" مکتوب نمبر ۶۵ میں حضرت خواجہ قدس سرہٗ اپنے مرید حضرت شیخ مجدد صاحب قدس سرہٗ کی عظمت کا اظہار ان خوبصورت الفاظ میں کرتے ہیں کہ پڑھنے والے کے دل و دماغ میں عظمت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ نقش ہو جاتی ہے۔

حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

"شیخ احمد نامی سرہند کے ایک کثیر العلم اور قوی العمل شخص ہیں۔ کئی دن فقیر نے ان کے ساتھ نشست و برخاست کی۔ ان کے روزگار اوقات سے بہت سے عجائبات مشاہدہ کیے۔ وہ اس کے مشابہ ہیں کہ ایک چراغ ہیں کہ ایک عالم اس سے روشن ہو۔ الحمد للہ تعالیٰ ان کے احوال کاملہ نے مجھ کو یقین تک پہنچایا اور یہ شیخ جن کی طرف اشارہ کیا گیا، ان کے کئی بھائی اور رشتہ دار ہیں جو سب کے سب مرد صالح اور طبقہ علماء سے ہیں۔ ان میں سے کئی ایک کی خدمت میں یہ دعا گو رہا۔ جواہر عالیہ میں سے معلوم ہوئے۔ عجیب استعداد رکھتے ہیں اور شیخ کے فرزندان جو بچے ہیں، اسراء الٰہی ہیں۔ مختصر یہ کہ پاکیزہ درخت ہیں کہ انبتہ اللہ نباتا حسنًا اور باب اللہ کے فقراء ہیں عجیب دل رکھتے ہیں۔[1]

حضرت خواجہ قدس سرہٗ کا حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ سے احوال پوچھنا

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سے یہ بھی روایت ہے کہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ نے ہمارے برادر طریقت شیخ تاج کو اس خدمت پر مامور کر رکھا تھا کہ وہ یارانِ طریقت کے بعض

[1] زبدۃ المقامات۔

Marfat.com

احوال و وقائع کو ان سے سُن کر آپ سے بیان کیا کریں مگر میرے احوال سے مستثنیٰ کر رکھا تھا، آپ خود مجھ سے دریافت فرمایا کرتے تھے اور میں حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جا کر کچھ نہیں کہتا تھا۔ ایک دن آپ نے فرمایا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے جو تم اپنے احوال مجھ سے کچھ بھی بیان نہیں کرتے۔ میں نے تواضع کے طور پر عرض کیا کہ میرے ایسے حالات ہی کیا ہیں جو گوش گذار ہونے کے قابل ہوں۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا نہیں تم ضرور بیان کرو خواہ معمولی واقعہ ہی ہوا کرے۔ اتفاقاً انہی دنوں مجھے ایک واقعہ پیش آیا تھا کہ میں شیخ تاج رحمۃ اللہ علیہ کی طرف متوجہ ہوا اور ان پر میں نے اپنا تصرف کیا چنانچہ وہ بے خود ہو کر زمین پر گر پڑے۔ جب میں نے اظہار واقعہ کے بارے میں حضرت خواجہ کا اصرار دیکھا تو لا محالہ اس مذکورہ واقعہ کا اظہار کر دیا۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ یہ بات سن کر خاموش ہو رہے اور میں بھی خاموش ہو گیا۔[1]

اس واقعہ سے آپ کی بلندیٔ ہمت، علوِ استعداد و قابلیت اور آداب پیر کی کثرتِ رعایت اور تھوڑے عرصہ میں ایسے بلند مرتبہ پر فائز ہونے کا پتہ چلتا ہے۔

کتاب ''صاحبِ برکات احمدیہ'' حضرت مولانا محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''اس فقیر نے خود حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ فرماتے تھے جس روز سے حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے مجھے تعلیم طریقت دینی شروع کی اسی دن سے مجھے یقین ہو گیا تھا کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ اپنے فضل و کرم سے مجھے عنقریب اس راہ کی نہایت کو پہنچائے گا اگرچہ میں ہر چند اس یقین کی نفی کرتا تھا لیکن کسی طرح بھی یہ خیال میرے دل سے نہ نکلتا تھا اور اکثر یہ شعر زبان پر جاری ہو جاتا تھا''۔

ازیں نورے کہ از تو برد لم تافت　　　یقین دانم کہ آخر خواہمت یافت

اس بیان کے بعد آپ بانکسار و نیاز مندی و استغراق اور پرنم آنکھوں کے ساتھ کلمۂ تحمید (الحمد للہ) زبان پر لائے۔[2]

---

[1] زبدۃ المقامات　　[2] ایضاً

Marfat.com

اجازت طریقہ وخلعت

خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ابتداء سے انتہا تک ہمت وفطرت کی بلندی، استعداد وقابلیت کے علو، علم و عبادت کی کثرت اور رفیع المرتبت پیر قدس سرہٗ کے آداب کی رعایت کی وجہ سے تھوڑے ہی دنوں میں آپ پہنچے جس جگہ کہ پہنچے۔ اور حضرت خواجہ (باقی باللہ) قدس سرہٗ نے اس شکرانہ میں کہ اللہ تعالیٰ نے اس قدر بلند قابلیت اور کثیر الفضائل مرید کو ان کی صحبت میں پہنچایا تھا اور نظر تربیت کی برکت اور ان کی ہدایت کی برکات سے کمال وتکمیل تک پہنچایا تھا۔ قولی وفعلی محامد بجا لا کر ایسی ساعت میں کہ گویا مشتری بھی ان سے کسب سعادت کرے حضرت (مجددؒ) کو اجازت کاملہ کا خلعت پہنایا اور سرہند کی طرف جو آپ کا وطن مالوف تھا، رُخصت فرمایا اور اپنے طالبان صادق کی ایک جماعت کو آپ کی خدمت میں متعین فرمایا۔ چنانچہ حضرت (مجدد رحمۃ اللہ علیہ) کثیر نعمتوں کے ساتھ شاہباز بلند سیر ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ الاقطاب ابوالعباس قصاب قدس سرہما کے واپس لوٹنے کی طرح وطن واپس لوٹ گئے، جیسا کہ آپ نے خود فرمایا کہ ہم لاکھوں خلعت وفتوح کے ساتھ واپس لوٹے[1]

گوشہ نشینی وتعمیر مسجد

حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ جب اپنے وطن سرہند شریف تشریف لے آئے۔ اپنے گھر کے سامنے طالبان حق کے لیے مسجد تعمیر کروائی جس کا نام ''مسجد مردانِ خدا'' رکھا۔ مسجد ۱۰۰۸ھ میں تعمیر کروائی۔ یہی وہ مسجد شریف ہے۔ ۱۰۰۸ھ جس کا نورِ ہدایت قیامت تک کے لئے ساری دنیا میں چمکا ہے اسی مسجد شریف سے نقشبندی سلسلۂ طریقہ مجددیہ میں تبدیل ہوا اور چار عالم میں

---

[1] زبدۃ المقامات

Marfat.com

فلک ہدایت پر مہرہ درخشاں بن کر چمکا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کو طریقت کا نیا طریقہ عطا فرمایا جو سیڑھی بہ سیڑھی ہے جس کا ایک نصاب ہے، جس میں الف سے ی تک ذکر اسم ذات سے لے کر لاتعین تک اسباق ہیں۔ جو سالک طلب مولا کریم اپنے شیخ کی راہبری وراہنمائی میں سبقاً سبقاً طے کرتا ہے۔

حضرت مولانا خواجہ محمد احسان مجددی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''روضۃ القیومیہ'' میں تحریر کرتے ہیں:

''اور اس مسجد کو بیت اللہ امین سے پوری پوری فناء وبقا حاصل ہوئی، اور آپ کی خانقاہ میں زمین میں تمام علائق کعبہ مستحق ہو گئے، فرشتہ غیب نے آواز دی کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی مسجد تمام مسجدوں سے افضل ہے، جو ثواب ان تمام مسجدوں میں نماز ادا کرنے سے حاصل ہوتا ہے، وہ اس ایک ہی مسجد میں نماز ادا کرنے سے حاصل ہو جاتا ہے۔''

گوشہ نشینی

حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ جب طالبوں کی باطنی تربیت میں مشغول ہو گئے تو اس دوران اپنے کمال باطنی میں آپ کو کمی کا احساس ہوا، اس اعلیٰ کمال باطنی کو حاصل کرنے کے لئے آپ نے تمام طالبوں کو رخصت کر دیا اور خود گوشہ نشینی کے اس معاملہ کو حضرت خواجہ قدس سرہٗ کے سامنے دوسرے انداز سے پیش کیا۔

حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کا مکتوب بارگاہِ خواجہ قدس سرہٗ میں تحریر کرنا

جب حضرت امام ربانی حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کو معلوم ہوا کہ بارگاہ حضرت خواجہ قدس سرہٗ میں گوشہ نشینی کو دوسری نظر سے پیش کیا گیا ہے تو آپ نے مرشد حضرت خواجہ باقی باللہ فانی فاللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں یہ عرضیہ لکھا:

''جس روز سے خادم حضور کی خدمت سے واپس آیا فوق کی طرف رغبت

Marfat.com

ہونے کے سبب مقام ارشاد کے ساتھ چنداں مناسبت نہیں رکھتا۔ کچھ مدت تک یہ ارادہ رہا کہ گوشہ نشین ہو جائے کیونکہ لوگ صحبت میں شیر ببر کی طرح نظر آتے تھے، گوشہ نشینی کا ارادہ پختہ ہو چکا تھا لیکن استخارہ اس کے موافق نہیں آتا تھا۔ قرب کے مدارج میں اگرچہ ان کی کوئی انتہا نہیں ہے تاہم انتہاء درجہ تک عروج حاصل ہوا اور ہوتا ہے اور کبھی اوپر لے جاتے ہیں کبھی نیچے لے آتے ہیں۔ کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَاْنٍ (اللہ تعالیٰ ہر روز ایک نئی شان میں ہے) تمام مشائخ کے مقامات پر عروج میسر ہوا اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰہ۔

گلے بردند زیں دہلیزۂ پست بداں درگاہِ والا دست بردست

اس اثناء میں اگر مشائخ کی روحانیات کے واسطہ در واسطہ ہونے کو گننے لگوں تو بات لمبی ہو جائے، مختصر یہ ہے کہ تمام مقاماتِ اصلی سے ظلی مقامات کی مانند گذر کرایا۔ اللہ تعالیٰ کی عنایات کا کیا بیان کرے قُبِلَ بِلَا عِلَّۃٍ (جو شخص قبول ہوا ہے بلا سبب و وسیلہ قبول ہوا) اتنی قسم کی ولایت اور ان کے کمالات ظاہر کئے کہ بندہ کیا عرض کرے۔

ماہِ ذی الحجہ[1] میں نزول کے درجوں میں مقام قلب تک نیچے لے آئے اور یہ مقام تکمیل و ارشاد کا مقام ہے لیکن ابھی اس مقام کے لئے تمام و کمال تک پہنچانے والی چیزیں درکار ہیں، دیکھئے کب حاصل ہوتی ہیں یہ کام آسان نہیں ہے، مراد ہونے کے باوجود اس قدر منزلیں طے کرنی پڑتی ہیں کہ مریدوں کو عمرِ نوح میں بھی ان کا طے کرنا میسر نہیں ہوتا بلکہ اس قسم کے کمالات مرادین ہی کے ساتھ مخصوص ہیں، مرید اس جگہ قدم نہیں رکھتے۔ افراد کا نہایتِ عروج مقامِ اصل کی ابتدا تک ہے (بلکہ) بہت سے افراد کا بھی گذر نہیں ہے۔ ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذوالفضل العظيم

تکمیل و ارشاد کے مراتب میں توقف کی وجہ یہی ہے اور نورانیت کا نہ ہونا ظلمتِ غیب کا نور ظاہر ہونے کے سبب سے ہے اس کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں ہے، لوگ اپنے اپنے خیال کے

---

[1] غالباً ماہ ذی الحجہ ۱۰۰۸ھ مراد ہے۔

Marfat.com

مطابق کئی باتیں بناتے ہیں ان پر اعتبار نہیں کرنا چاہئے۔

در نیا بد حال پختہ ہیچ خام پس سخن کوتاہ باید والسلام

اس قسم کی ظنی باتوں کے اندیشہ میں ضرر کا احتمال غالب ہے۔ آپ ان لوگوں کو فرمادیں کہ اس خستہ دل کے حالات سے اپنی خیالی نظر کو بند کرلیں، نظر ڈالنے کے لئے اور بہت سے مواقع ہیں۔

من گم شدہ ام مرا مجوئید با گم شدگان سخن مگوئید

اللہ تعالیٰ کی غیرت سے ڈرنا چاہئے جس امر کو اللہ تعالیٰ کامل کرنا چاہتا ہے اس میں نقص نکالنے اور عیب لگانے کی گفتگو کرنا مناسب نہیں ہے۔ حقیقت میں یہ اللہ تعالیٰ کا مقابلہ کرنا ہے۔[1]

نیز حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ دفتر اول مکتوب نمبر ۱۳ میں اظہار خیال اس طرح فرماتے ہیں:

> ''چند روز ہوئے کہ اشیاء میں سیر واقع ہوئی ہے اور طالب علموں اور مریدوں نے پھر ہجوم کیا ہے (لہٰذا) ان کا کام شروع کر دیا گیا ہے، لیکن ابھی اپنے آپ کو اس مقام کے قابل نہیں پاتا صرف لوگوں کے اصرار سے مروت وحیا کے باعث کچھ نہیں کہتا۔'' (دفتر اول مکتوب نمبر ۱۳)

دوسری جگہ حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ مکتوبات شریف دفتر اول مکتوب نمبر ۲۹۰ میں اپنے خلیفہ مولانا ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ کو تحریر فرماتے ہیں:

سیر الی اللہ اور سیر فی اللہ

> ''آخر کار اپنے نقص کا علم پیدا ہوا اور ظاہر کیا گیا کہ تجلی ذاتی برقی ہے جس کو مشائخ کبار نے نہایت کہا ہے اس راہ میں کوئی پیدا نہیں ہوئی اور نیز معلوم ہوا کہ سیر الی اللہ اور سیر فی اللہ کیا چیز ہے؟ پس اس قسم کے کمالات کا حاصل کرنا ضروری ہے۔ اس وقت اپنے نقص کا علم روشن ہو گیا۔ وہ طالب جو میرے پاس جمع تھے سب کو اکٹھا کر کے اپنا نقص اُن سے بیان کیا

---

[1] دفتر اوّل مکتوب ۱۶۔

Marfat.com

اور سب کو رُخصت کر دیا لیکن طالب اس بات کو کسرِ نفسی سمجھتے ہوئے اپنے عقیدے سے نہ پھرے۔ کچھ مدت کے بعد حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے طفیل احوالِ منتظرہ (یعنی تجلی ذاتی برقی و معنیٰ سیر الی اللہ فی اللہ) کو عطا فرما دیا۔"

حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کے ان مکتوبات سے یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے۔ طالب مولا کو اپنے شیخ سے اجازت کے باوجود اپنی باطنی تکمیل کی کوشش میں لگے رہنا چاہئے اور اپنے شیخ و مرشد کی طرف متوجہ رہنا چاہئے۔ اپنی ذات کی نفی کرتے رہنا چاہئے۔ اگرچہ مخلوق خدا کا ہجوم کتنا بھی ہو جائے۔

ہمارے اس دور میں دوسرے سلسلوں کی تو بات کیا کرنی ہے، خود سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ میں بھی مشائخ کسی مصلحت کے تحت بعض مریدوں کو اجازت عطا فرما دیتے ہیں۔ لیکن مریدوں کا نفس ان کو گمراہ کرتا ہے، وہ اپنے آپ کو کامل واکمل سمجھنے لگتے ہیں جس سے ان کی باطنی ترقی رُک جاتی ہے اور آخر کار ان کا رابطہ اپنے شیخ کے مرکز سے ٹوٹ جاتا ہے جس سے وہ خود بھی خسارے میں رہتے ہیں اور اُن کے مرید بھی باطنی نعمت سے محروم ہی رہتے ہیں (الا ماشاءاللہ) کوئی صاحب ہمت ہو تو ہو۔

حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کو مرشد کی زیارت کا اشتیاق

۱۰۰۹ھ میں سینہ حضرت مجدد قدس سرہٗ میں اپنے مرشد حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا اشتیاق وشوق لبریز ہوا تو دہلی شریف کے سفر کو اختیار فرمایا، حضرت خواجہ باقی باللہ فانی فی اللہ قدس سرہٗ اپنے مرید وخلیفہ کے استقبال کے لئے اپنے خلفاء ومریدین کے ساتھ دہلی سے باہر آئے اور اپنی خانقاہ شریف میں نہایت اعزاز واحترام کے ساتھ لائے۔

اس مرتبہ حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ نے اپنے مرشد وشیخ طریقت کی خدمت میں کافی عرصہ قیام کیا اور اپنے شیخ ومرشد کی صحبت کی برکت سے اپنے باطن میں بہت عروج پایا، مقام و مرتبہ میں پہلے کی نسبت بہت رفعت نصیب ہوئی، ان کمالات کے باوجود اپنے مرشد و پیر بزرگوار

Marfat.com

کا ادب اس قدر کرتے تھے کہ اتنا ادب واحترام مرشد کے متصور نہیں ہو سکتا۔

حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کا رنگ متغیر ہو جاتا

حضرت مولانا ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''زبدۃ المقامات'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''خواجہ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ نے خود مجھ سے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی بہت تعریف وتوصیف کرنے کے بعد فرمایا کہ آپ (حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ) باوجود علوِ مرتبت وکثرتِ فضیلت، اپنے پیر دستگیر کے ادب کی کمال رعایت کرتے تھے اور خواجہ علیہ الرحمہ کے مریدوں میں آپ جیسا کوئی شخص نہ تھا، یہی وجہ ہے کہ اوروں سے پہلے آپ کو برکات نصیب ہوئے۔ نیز آپ (خواجہ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ) نے اس فقیر (خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ) سے یہ بھی فرمایا کہ جن دنوں حضرت خواجہ علیہ الرحمہ ان خلیفہٗ عالی درجات یعنی تمہارے شیخ پر نہایت التفات رکھتے تھے اور ان کی توقیر واحترام میں کمال مبالغہ کرتے تھے، مجھے آپ کے بُلانے کے لئے بھیجا جونہی میں نے آپ سے کہا کہ آپ کے پیرودستگیر آپ کو طلب کرتے ہیں، آپ کا چہرہ متغیر ہو گیا اور خوف وبیم سے اس قدر مضطرب ہوئے کہ قریب تھا کہ رعشہ پیدا ہو جاتا، میں نے اپنے دل میں کہا یہ جو میں نے سنا تھا کہ اہل قرب کو حیرانی زیادہ ہوتی ہے، تو میں نے اپنے آنکھوں سے دیکھ لیا۔''

حضرت امام ربانی شیخ مجدد قدس سرہٗ کی عقیدت

حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ اپنے مرشد وشیخ حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی عقیدت و احترام اپنے دل میں جو رکھتے تھے، اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کسی ولی اللہ کو وہ عقیدت نصیب نہیں ہوئی، اسی عقیدت قلبی کی بناء پر حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کو وہ باطنی عروج نصیب ہوا جو کسی ولی اللہ کو نصیب نہیں ہوا، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اپنے رسالہ ''مبداء ومعاد'' میں تحریر فرماتے ہیں:

Marfat.com

''ہم چار آدمی اپنے خواجہ (باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں ایسے تھے کہ لوگوں کی نگاہوں میں باقی دوستوں کی نسبت ہمیں خاص امتیاز حاصل تھا۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت ہم سے ہر ایک کا اعتقاد علیحدہ تھا اور معاملہ بھی جدا تھا۔ یہ فقیر تو یقین کے ساتھ سمجھتا تھا کہ اس قسم کی صحبت اور یکجائی اور اس طرح کی تربیت اور ہدایت آں سرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات کے زمانے کے بعد سے کبھی بھی کسی کو حاصل نہیں ہوئی، اور حق تعالیٰ کی اس نعمت کا شکرادا کرتا تھا کہ اگرچہ خیر البشر علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام کے شرفِ صحبت سے مشرف نہیں ہوسکا تاہم اس صحبت کی سعادت سے محروم نہیں رہا (چند سطور کے بعد) چنانچہ ہم میں سے ہر ایک کو اس کے اعتقاد کے اندازہ کے مطابق ہی حصہ ملا۔''

حضرت امام ربانی شیخ مجدد قدس سرہٗ کو آداب مرشد کی رعایت وصحبت بابرکت کی وجہ سے بڑا عروج حاصل ہوا۔ آخر کار حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے جو کچھ بلند نسبتوں کے جواہر عالیہ رکھتے تھے اپنے خلیفہ حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ پر نثار کردیئے، اور مرشد خواجہ قدس سرہٗ نے اس فاروقی نژاد مبارک کے سر پر لوائے تربیت رکھا، اور اپنے کارخانہ ارشاد کو حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ کے حوالے کیا اور طالبوں کی تربیت آپ پر چھوڑ دی۔[1]

حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی تحریر

حضرت خواجہ باقی باللہ فانی فی اللہ قدس سرہٗ نے ایک تحریر بھی آپ کو لکھ کردی:

''احباب کی ایک جماعت جو بار وجود میں گرفتار تھی اور چونکہ وَمَا مِنَّا إِلَّا لَهُ مَقَامٌ مَعْلُومٌ '' [الصافات:١٦٤] (ہم میں سے ہر ایک کے لئے ایک متعین مقام ہے) کی تنگ نائے میں بند تھی۔ اس لئے ہمارے فکر و عقل کی مصلحت کا تقاضا یہی ہوا کہ اس برسات میں رنگارنگ کے مقابلے سے دور رہ کر، آفتاب شہود کے تحت زندگی گزاریں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ نیکی

---

[1] زبدۃ المقامات۔

Marfat.com

اور پاکی پر خاتمہ ہوگا، صحبت اور جماعت کے فوائد ایک ثابت شدہ امر کی حیثیت رکھتے ہیں، ان کے اظہار کی کیا ضرورت ہے؟"

ہم تو قید و بند میں ہیں ہم پہ تم برسائو تیر
سوسن و گل اُن پہ برساؤ جو ہیں بے دار و گیر [1]

سرہند شریف کی طرف مراجعت

اس کے بعد حضرت خواجہ قدس سرہٗ سے اجازت حاصل کر کے آپ اپنے وطن سرہند شریف واپس تشریف لے آئے اور اپنے شہر میں سالکین الی اللہ کو فیض رسانیوں میں مشغول ہو گئے۔ اس دوران جو احوال عظمیہ آپ پر ظاہر ہوتے تھے وہ اور اپنے پیر بھائیوں و خادموں کے حالات سے اپنے شیخ و مرشد حضرت خواجہ قدس سرہٗ کو بتاتے رہے، خود بھی حضرت خواجہ قدس سرہٗ اپنے اُن احباب کے حالات جو دہلی سے آئے تھے، آپ سے دریافت فرماتے رہتے تھے۔ پوچھتے کہ آپ اُن احباب کی باطنی ترقیات اور صلاحیتوں کے متعلق تحریر فرماتے رہیں۔

حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کی خدمت میں ایک خادم نے بہت ہی عاجزی کے ساتھ عنایت خاصہ کی نظر کی درخواست کی تو حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے جواب میں فرمایا، جب شیخ مجدد قدس سرہٗ سرہند شریف سے آئیں گے تو اُن سے تمہارے لئے توجہ خاص کی درخواست و سفارش کریں گے، وہ تھوڑی ہی مدت میں تم کو بلند مقامات تک پہنچا دیں گے۔ [2]

حضرت خواجہ قدس سرہٗ خود بھی استفسار فرماتے

حضرت خواجہ قدس سرہٗ علوم طریقت کی باریکیاں اور ارباب معرفت و تحقیق کے مقامات و درجات کے متعلق استفسار فرماتے رہتے تھے، جو کچھ حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ جواب تحریر کرتے وہ حضرت خواجہ قدس سرہٗ کے دل کے لئے موجب اطمینان ہوتا تھا۔

حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے یہ خط حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کو لکھا تھا اس میں استفسارات ہیں، یہ خط حضرت خواجہ قدس سرہٗ کے مطبوعہ مکتوبات میں نہیں ملتا۔ لیکن ان استفسارات کا جواب حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کے دفتر اول مکتوب نمبر ۱۱ میں درج ہے۔

---

[1] کلیات باقی باللہ، مکتوب نمبر ۸۴ [2] زبدۃ المقامات

Marfat.com

یہ مکتوب حضرت مولانا ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''زبدۃ المقامات'' میں دیا ہے وہاں سے نقل کر رہے ہیں:

''مسند ارشاد وسیع اور روشن ہو، رسالہ جو طریقہ خواجگان کے متعلق مکمل ہو کر خواجہ برہان[1] نے مشتاقوں کی آنکھ کا سرمہ بنایا۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا شکر اور احسان ہے بہت بلند اور لطیف ہے لیکن دل میں ایک بات آتی ہے کہ عرض کیا جائے کہ خواجہ احرار قدس سرہٗ کے احوال کی تحقیق کریں شاید دوسرے امور بھی ظاہر ہوں۔ جس روز اس لطیفہ غیبیہ کے مطالعہ سے مشرف ہوا۔ اونگھ کے دوران خیال آیا کہ بایاں ہاتھ یعنی عالم ارواح آپ سے تعلق رکھتا ہے جب بیدار ہوا تو ضعف حافظہ کے باعث متردد ہو گیا کہ مشار الیہ کون تھے لیکن گمان غالب یہ ہے کہ اشارہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف تھا۔ ایک تو یہ کہ طبقۂ ائمہ میں دیکھے جاتے ہیں، ممکن ہے کہ کوئی چیز ظاہر ہو، دوسرے ان کی باتوں سے عصمت کے معنی سمجھ میں آتے ہیں اور یہ بھی بعض خوابوں سے معلوم ہوا کہ آپ پیدائش کے اعتبار سے نہایت در ہدایت پر مخلوق ہوئے ہیں کیا عجب اگر مقام وحدت علیا یعنی قابلیت مطلقہ کے نیچے نقطۂ علم کے اوپر مخلوق ہوئے ہوں۔ کرم کر کے وہاں بھی دیکھا جائے۔ نیز حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے مقام میں بھی نظر ڈالیں کہ اس مقام میں داخل ہو کر نزول میں آئے ہیں، یا دوسرے راستہ سے کنارے پر آئے ہیں۔ شاید البتہ کہ نقطہ سے فوق پیدا کیا جانا اس مقام میں عدم تقرر کے سبب سے ہوا ہو۔ ایک بار پھر ضرور عنایت فرمائیں اور اچھی طرح تحقیق کریں کہ بہت دل نگران ہے دوسری التماس یہ ہے کہ فنائے بشریت کے باب میں بھی توجہ فرمائیں کہ فنا فی اللہ کے مقام کے علاوہ بھی کوئی مقام ہے یا اسی مقام میں داخل ہونے میں منحصر ہے۔ ان تمام جماعتوں سے جو اس مقام کے فوق پر مخلوق ہوئی ہیں

---

[1] زبدۃ المقامات

Marfat.com

ظاہر ہے کہ اسی طرح محفوظ ہوں گے اور فنائی بشریت کے ظہور میں کسب کی حاجت نہ رکھتے ہوں گے۔ نیز جو جماعت کہ اسی مقام وحدت کے نیچے محو ہوگئی ہو اگرچہ جذبۂ قبولیت یا اس کے علاوہ دوسری راہ سے گئی ہو یہ بھی وجود بشریت کی طرف لوٹنے سے محفوظ ہوگی۔ نیز ایک نظر خانۂ جبروت پر بھی کریں جو انبیاء صلوٰۃ الرحمٰن علی نبینا وعلیہم کا مقام ہے کہ وہاں بھی ایک مقام ہوگا جو مذکورہ واپسی سے بے خوف کر دیتا ہے۔ نیز فنا فی اللہ کے مقام پر ایک نظر فرمائیں کہ شاید اسی ظاہری راہ کے علاوہ تفصیل میں کوئی دوسری راہ بھی ہو، اور بعض عزیز اس راہ سے داخل ہوئے ہوں۔ باقی اس راہ (موقف) کے احوال آپ کو بہتر معلوم ہیں۔ میں کیا لکھوں۔ مقامات کی علامتیں اور ان کے نام ہم کو معلوم نہیں، تغیرات کو کس طرح لکھ سکتے ہیں۔ ان شاء اللہ جو مرضی ہے وہی ہوگا۔ محمد صادق اور تمام برادران واعزہ نیاز مندی قبول فرمائیں۔"

حضرت مولانا ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "برکات احمدیہ زبدۃ المقامات" میں تحریر کرتے ہیں:

"یہ استفسارات اور خواجۂ بلند مرتبہ کی نوازشیں ایسے خلیفۂ بلند منزلت پر اس حد تک ہوئی تھیں اور ان کے یعنی حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے احوال بلند پرواز کا سننا آپ کو اس قدر عزیز تھا کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ اپنے وفور تعطش وتعشق سے یہ دو شعر اکثر اپنی زبانِ مبارک پر لاتے رہتے تھے:

در حسرت یکدمے آیم اے دوست — بس تشنہ و بس خرابم اے دوست
در العطش آیم و نشینم — ہر جا کہ ترشح تو بینم

ترجمہ:...... میں ہوں پیاسا اور مست اے میرے دوست۔ گھونٹ اک مل جائے یہ ارمان ہے۔
جس جگہ ہے تیری بخشش کی پھوار۔ پیاس لگنے لگتی ہے (ہر آن میں)

پھر نوبت یہاں تک پہنچی کہ تازہ اور مخصوص احوال جو حضرت (مجدد) کی استعداد کے

Marfat.com

مطابق ظہور میں آئے سافل سے عالی کی رویت کے طریقے پر جیسا کہ محدثین میں سے بعض اساتذہ نے اپنے شاگردوں سے حدیث اخذ کی ہے حضرت خواجہ بزرگوار نے ان احوال کو اپنے ایسے عالی قدر نائب سے اخذ فرمائے اور حضرت (مجدد رحمۃ اللہ علیہ) سے ان چیزوں کو ظاہر کرنے کے لئے فرمایا جو ضمیر منیر میں ہے۔ حضرت (مجدد رحمۃ اللہ علیہ) نے مجسمۂ تواضع وانکسار بن کر معذرت کی راہ اختیار کی کہ مبادا یہ اپنے حق میں امتحان ہو اور ترک ادب کا سبب ہو۔ لیکن چونکہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کا اصرار اس حد تک پہنچا کہ امر واجب الاطاعۃ کا نہ بجالانا ترک ادب تک پہنچنا مجبوراً حضرت (مجدد رحمۃ اللہ علیہ) نے پورے ادب واحترام اور تواضع کے ساتھ عرض کیا کہ حاصل ہونے والے احوال حاضر خدمت ہیں۔ دعا اور توجہ تام اس چیز کے حصول پر مرکوز رکھی جو پیر بزرگوار چاہتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی عنایت سے وہ مطلب حاصل ہوا۔ حضرت خواجہ نے مخلص ساتھیوں سے اس ماجرے کو اشارۃً بیان کیا تھا جیسا کہ میں نے تھوڑے فرق کے ساتھ شیخ تاج اللہ سلمہ اللہ کی زبان مبارک سے سنا جو مشارٌ الیہ حضرت خواجہ کی زبان مبارک سے نقل کرتے تھے اور جو کہ حضرت (مجدد رحمۃ اللہ علیہ) کے بعض عرائض میں تحریر ہے کہ چناں وچنین میں توقف کرنے والے عزیز سے اشارہ کاملین کے اُن مقتدا کے حال کی طرف ہے کہ جن کے حکم سے ان کے حال کے متعلق اُن کو خبر دی ہے۔

غرض حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کا معاملہ حضرت (مجدد رحمۃ اللہ علیہ) کے ساتھ لوگوں پر اس ماجرا کا گواہ تھا کہ نیازمندی کا طریقہ جو مریدوں کو پیروں کے ساتھ اختیار کرنا چاہئے آپ اپنے بزرگوار خلیفہ کے ساتھ اختیار کرتے تھے، چنانچہ اپنے سامنے اپنے ساتھیوں میں ان کو سرحلقہ رکھتے۔ اور صبح شام کے مراقبہ کے حلقوں میں ان کو مقتداء بناتے اور خود تمام مریدوں کی طرح اس حلقہ میں داخل ہوتے۔ جب اس مجلس یا حلقہ سے واپس ہوتے جس میں حضرت (مجدد رحمۃ اللہ علیہ) ہوتے تو کئی قدم قہقری طور پر رکھتے (یعنی آگے منہ کر کے پیچھے کی طرف چلتے) اور دوستوں کو بھی ان کی غایت ادب کے لئے تاکید کرتے تھے کہ جو استقبال ومتابعت آپ کی کرتے ہیں وہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی بھی کریں اور یارانہ سلوک اختیار کریں بلکہ اپنے ساتھیوں سے فرمایا تھا کہ حضرت (مجدد رحمۃ اللہ علیہ) کی موجودگی میں اپنے باطن کو بھی میری طرف متوجہ نہ رکھیں۔

Marfat.com

حضرت خواجہ قدس سرہٗ کا ارشاد

حضرت ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جناب سیدی و مرشدی میر محمد نعمان سلمہ اللہ کی زبان سے حضرت خواجہ عالیشان کے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تواضعات کے سلسلے میں میں نے سنا ہے، انہوں نے بیان کیا کہ ایک دن حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ اپنے حجرہ میں بے فرش پر سوئے ہوئے تھے، اچانک حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ تنہا دیگر درویشوں کی طرح آپ کا حال معلوم کرنے کی غرض سے حجرہ کے دروازے پر پہنچے۔ حضرت (مجدد رحمۃ اللہ علیہ) کے خادم نے چاہا کہ آپ کو بیدار کرے، حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیدار کرنے سے اُسے سختی سے منع فرمادیا اور آستانہ کے نزدیک دروازہ کے باہر آپ حضرت (مجدد رحمۃ اللہ علیہ) کا انتظار کرنے لگے۔ ایک لمحہ گزرا تھا کہ حضرت (مجدد رحمۃ اللہ علیہ) نے بیدار ہو کر آواز دی کہ دروازہ کے باہر کون ہے؟ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے پورے ادب کے ساتھ جواب دیا: ''فقیر محمد باقی'' حضرت (مجدد رحمۃ اللہ علیہ) اپنے فرش سے اُچھل کر اضطراب کے ساتھ باہر آئے اور پورے تواضع وانکسار کے ساتھ خدمت میں بیٹھے۔

حضرت شیخ احمد آفتاب ہیں

''نیز سیدی و مرشدی کی زبان سے میں نے سنا انہوں نے فرمایا کہ جس زمانہ میں کہ یہ فقیر حضرت دُرّ الاعظم حضرت خواجہ کی خدمت میں تھا، اور آپ نے اپنے تمام ساتھیوں سے فرمایا تھا کہ امام المحققین حضرت (مجدد رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں جاؤ اور جس قسم کے شغل کا حکم وہ دیں اسی طریقہ کے مطابق مشغول رہو اور ان کی خدمت میں ہماری تعظیم نہ کرو، بلکہ اپنی توجہ کو ہماری طرف نہ کرو۔ اس اثناء میں اس فقیر محمد نعمان سے فرمایا کہ میاں شیخ احمد ایک آفتاب ہیں کہ ہماری طرح کے ہزاروں ستارے ان کے ضمن میں گم ہیں اور متقدمین اولیائے کاملین میں ان کے مثل کم گزرے ہوں گے۔ اس کے بعد میں پورے اعتقاد کے ساتھ آپ کی خدمت میں پہنچا، جیسا کہ

Marfat.com

میر مذکور نے مخدوم زادہ گرامی خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی بیاض میں اپنے دستخط سے اس کو تحریر فرمایا ہے۔[1]

نیز حضرت خواجہ بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ کے وہ مکتوبات جو ان دنوں سے کچھ پہلے آپ نے حضرت (مجدد رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمائے ہیں مذکورہ بالا بیان کی خبر دینے والے ہیں۔ یہ دو مکتوب جو اس دعوے کے شاہد ہیں، یہاں پیش کئے جاتے ہیں:

مکتوب نمبر ۱:...... حق سبحانہ وتعالیٰ اکمال کے اعلیٰ درجے پر پہنچائے۔ اور زمین کے لیے سخیوں کے پیالے میں سے حصہ ہے۔ کوئی تکلف (کی بات) نہیں ہے (بلکہ) جو کچھ حقیقت حال ہے لکھا جاتا ہے۔ پیر انصاری قدس سرہٗ فرماتے تھے کہ میں خرقانی کا مرید ہوں۔ لیکن اگر خرقانی ''اس وقت ہوتے تو اپنی پیری کے باوجود میری مریدی کرتے۔ جب ان بے صفتوں کی صفت یہ ہو تو آثارِ صفات کے گرفتار کیوں طلب کے لوازم پر اپنی جان نہ فدا کریں۔ اور جس جگہ بھی ان کی ناک میں خوشبو پہنچے اس کے پیچھے کیوں نہ جائیں۔ اب ہمارا تأمل اور اہمال کسی استغنا اور بے نیازی کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اشارہ پر موقوف ہے۔

گر طمع خواہد زمن سلطانِ دیں　　خاک بر فرقِ قناعت بعد ازیں

اس بارے ہمارا ارادہ اور حال یہ ہے خدائے بزرگ و برتر جو مناسب ہو اس کی طرف میری رہبری فرمائے اور غرور و پندار سے خلاصی بخشے۔ باقی مقصود یہ کہ جناب سیادت مآب امیر صالح نیشاپوری سلمہ اللہ نے اظہار طلب کیا تھا۔ چونکہ وقت اس کو مقتضی نہ تھا ان اوقات کا ضائع کرنا مسلمانی میں سے نہ معلوم ہوا۔ آخر کار آپ کی خدمت میں بھیجے گئے ان شاء اللہ بقدرِ استعداد بہرہ مند ہوں گے اور لطفِ کامل کی توجہ پائیں گے۔[1]

مکتوب نمبر ۲:...... اللہ تعالیٰ درماندہ فقراء اور مساکین کو برگزیدہ لوگوں کی برکات سے علاج کے لیے پہنچائے۔ میں نے ایک مدت سے درگاہ ولایت میں عرض نیاز مندی نہیں کیا ہے۔

---

[1] کلیات باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ، مکتوب نمبر ۸۳۔

Marfat.com

ہاں قاصدانِ صدق اس ایک کلمہ کے حاصل ہو سکتے ہیں۔ الحمد للہ! یہ قسم خود ظاہر ہو رہی ہے۔ مزید کیا لکھوں؟ فقیروں کی بات آپ کی خدمت میں لکھنا بہت ہی بے شرمی ہے۔ ظاہری حالات کے حکایت بہت بے جا ہے الغرض ہم کو اپنی حد جانی چاہئے اور فضول سے پرہیز کرنا چاہئے۔ والدعا

الغرض یہ صحبت اور معاملہ جو کہ ان پیر اور مرید قدس سرہما کے درمیان ظاہر ہوا کم کسی نے سنا ہوگا اور روزگار کے عجائب میں سے ہے۔ بصیرت والوں کی حیرت کا موجب ہے یہ وہ معاملہ ہے جو حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے فنائے اتم اور کمال تشنگی پر شاہد ہے اور ہمارے شیخ کے بلندیٔ مرتبہ پر گواہ ہے جو مقربین کے خلاصہ اور اخبار کے مقتداء ہیں۔ اسی طرح حضرت خواجہ بزرگوار آخر کار میں فرماتے تھے کہ "اواخر میں ہم کو فلاں کی صحبت کے اثر سے اور اشارہ حضرت (مجدد رحمۃ اللہ علیہ) کی طرف ہوتا معلوم ہوا کہ توحید ایک تنگ کوچہ تھا اور اس کے اوپر وسیع شاہراہ ہے۔" (آپ کے کلام کی حقیقت اللہ ہی جانتا ہے)[1]

دہلی کا تیسرا سفر

حضرت خواجہ قدس سرہٗ کے مکتوبات و نوازشات نے حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کو اپنے شیخ و مرشد کی زیارت کے لئے بے قرار و بے چین کر دیا تو آپ نے .... دہلی کے سفر کی تیاری شروع کر دی تو پھر اپنے مہربان و شفیق مرشد کی زیارت کے لئے حضرت دہلی روانہ ہو گئے۔

حضرت خواجہ قدس سرہٗ کا دہلی سے باہر نکل کر استقبال کرنا

حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کے تشریف لانے کی خبر سنتے ہی حضرت خواجہ قدس سرہٗ اپنے خلفاء و مریدین کے ساتھ کابلی دروازہ تک دہلی سے باہر استقبال کے لیے تشریف لائے، اور بڑی ہی تعظیم و تکریم کے ساتھ اپنی خانقاہ شریف میں لائے۔ حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کا یہ سفر ۱۰۱۲ھ کے آغاز میں یعنی ابتدائی مہینوں میں ہے۔[2]

1۔ زبدۃ المقامات　　2۔ مجدد الف ثانی از سید زوار حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

حضرت خواجہ قدس سرہٗ کا توجہ شریف کے لئے فرمانا

حضرت خواجہ قدس سرہٗ کے ضعف بدن کے آثار بہت ہی زیادہ نمایاں تھے، زیست ختم ہو رہی تھی، آپ نے اپنے فرزندوں حضرت خواجہ عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ محمد عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو جو اس وقت شیر خوار تھے، گھر سے منگوا کر حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ سے ان صاحبزادوں کو توجہ دینے کی خواہش ظاہر فرمائی۔ آپ نے اپنے مرشد کے حکم پر اُن کے سامنے صاحبزادوں کو توجہ شریف سے نوازا، اس توجہ شریف کا اثر حضرت خواجہ قدس سرہٗ پر بھی ظاہر ہوا، پھر حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے حکم فرمایا کہ صاحبزادوں کی والدات کے لئے بھی غائبانہ توجہ کرو، آپ نے حکم کے بموجب حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی موجودگی میں والدات کو بھی توجہ شریف کی۔[1]

حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ دفتر اول مکتوب نمبر ۲۶۶ میں یہ ساری تفصیل تحریر فرماتے ہیں۔ آخر میں حضرت صاحبزادوں رحمہم اللہ کو تحریر فرماتے ہیں:

> "آپ ہرگز تصور نہ کریں کہ حضور کے کسی واجب الامتثال امر اور حضور کی وصیت لازمہ میں کسی قسم کی سستی یا غفلت واقع ہوئی ہو، ہرگز نہیں، بلکہ آپ کے اشارہ اور اذن کا منتظر ہے۔

حضرت خواجہ قدس سرہٗ کا خود توجہ کے لئے حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ سے کہنا

"صاحب روضۃ القیومیہ" لکھتے ہیں:

> "بعد ازاں حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ ہم پر بھی توجہ کریں۔ پہلے تو آپ نے بڑے ادب و انکساری سے معافی چاہی کہ کہیں ترکِ ادب نہ ہو جائے لیکن آخرِ کار جب حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ مُصر ہوئے تو خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں عدم تعمیل ارشاد کے مرتکب نہ ہو جائیں اس لئے مجبوراً آپ نے دعا اور توجہ باطنی کی، حتیٰ کہ عنایت الٰہی سے ان (حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ) کو مقصود حاصل ہو گیا۔ خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ اپنی تاریخ میں

---

[1] زبدۃ المقامات، روضۃ القیومیۃ

Marfat.com

یہ قصہ بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ شیخ تاج رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ہم شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ مبارک سے ان مقامات میں پہنچے جو ہم نے پہلے کبھی دیکھے نہ تھے۔ ان کی توجہ نے ہمیں توحید وجودی کے مقام سے نکال کر مقامات شرعیہ میں پہنچا دیا۔"

نیز صاحب روضۃ القیومیہ یہ بھی تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے جو مکتوبات اپنے شیخ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کی خدمت میں لکھے ہیں ان میں سے بعض میں تحریر فرمایا ہے کہ "میں نے "عزیز متوقف" کو فلاں مقام تک پہنچا دیا اور فلاں مقام سے فلاں مقام تک ترقی کرائی۔" جب حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ سے بعض احباب نے جرأت کر کے دریافت کیا کہ "عزیز متوقف سے کون صاحب مراد ہیں؟" تو حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "میں ہی عزیز متوقف ہوں، مجھے ہی اشارۃً عزیزِ متوقف لکھتے ہیں۔"[1]

حضرت صاحبزادہ محمد فرخ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت

حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کے چوتھے بیٹے کی پیدائش ۱۰۱۰ھ میں سرہند شریف میں ہوئی۔

حضرت خواجہ قدس سرہٗ کا حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کی تعریف فرمانا

حضرت خواجہ قدس سرہٗ اپنے مرید و خلیفہ کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

(۱) حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کامل مردوں اور محبوبوں میں سے ہیں۔

(۲) آج آسمان کے نیچے اس مبارک گروہ میں حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ جیسا کوئی نہیں ہے۔

(۳) حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و کامل تابعین اور مجتہدین کے بعد حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کے مثل اخص الخواص میں سے معدودے چند نظر آتے ہیں۔

(۴) حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے فرمایا: "ہم نے تین چار سالوں میں شیخی نہیں کی، چند روز کھیل کھیلے، لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر اور احسان ہے کہ ہمارا یہ کھیل اور ہماری یہ دوکانداری بے فائدہ نہیں رہی، کہ حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ جیسا شخص بروئے کار آیا۔

---

[1] روضۃ القیومیہ ص: ۱۱۵، ۱۱۶

Marfat.com

⑤ حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ ''قطب وقت'' ہیں۔

⑥ حضرت مولانا ہاشم کشمی صاحب ''برکات احمدیہ زبدۃ المقامات'' فرماتے ہیں کہ میں نے خود حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی زبان اقدس اطہر سے سنا ہے کہ ''ہمارے حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی طالبوں کی تربیت میں سرگرمی اسی زمانے تک تھی، جب تک کہ ہمارا معاملہ انتہا کو نہیں پہنچا تھا۔ جب میرے کام سے فارغ ہوئے تو آپ نے اپنے کو شیخی کے کام سے کھینچ لیا، اور طالبوں کو ہمارے حوالہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ''اس بیج کو ہم سمرقند اور بخارا سے لائے ہیں اور ہندوستان کی برکت آئین زمین میں اس کو بویا[1]

حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کا سرہند شریف واپس تشریف لانا

اپنے مرشد حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی خدمت اقدس میں کافی لمبی مدت رہنے کے بعد اپنے شیخ سے وطن واپس جانے کی اجازت چاہی، حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے خوش دلی سے اپنے اس بلند ہمت، صاحب کمال واکمل مرید و خلیفہ حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کو واپس سرہند شریف جانے کی اجازت عطا فرمائی اور رُخصت فرمایا۔ حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کی یہ ملاقات وزیارت آخری ثابت ہوئی۔

حضرت مولانا شیخ بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''حضرات القدس'' میں تحریر فرماتے ہیں:

> ''غرض کہ جب آپ کا شہرہ دنیا اور دنیا والوں میں ہوا اور آپ کی ہدایت کا چرچا تمام عالم میں شائع ہوا اور آپ کے کمالات کا ڈنکا ہفت اقلیم میں بجنے لگا آیت کریمہ اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰهِ وَالۡفَتۡحُ وَرَاَيۡتَ النَّاسَ يَدۡخُلُوۡنَ فِىۡ دِيۡنِ اللّٰهِ اَفۡوَاجًا کے مصداق مختلف مقامات میں لوگوں نے آپ کا حلیہ مبارکہ اپنے خوابوں میں دیکھا۔ بلکہ انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام سے بھی اشارے اور بشارتیں پائیں کہ آپ کی خدمت میں

[1] زبدۃ المقامات

Marfat.com

وہ لوگ حاضر ہوں۔ چنانچہ بکثرت لوگ جوق در جوق اور فوج در فوج آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جو بشارتیں انہیں خواب میں ملی تھیں اُن کا مصداق آپ ہی کو دیکھا۔ اس لئے ہر شخص آپ کا معتقد اور مطیع بن گیا۔

آپ کے خوارقِ عادات و کرامات، نیز کشف قلوب اور اشراف غیوب اس طرح لگا تار ظاہر ہوتے تھے جس طرح کہ ابرِ نیساں، پھر ظاہر و باطن میں آپ کے تصرفات اور توجہات بے حد وحساب محسوس ہوتے تھے۔ اس لئے آپ کی صورت اور روحانیت کا ہر شخص شیدا بن گیا تھا۔ اور لوگ آپ کے در پر بالکل عاجز بن کر رہتے تھے اور ادب وانکسار کی حالت یہ تھی کہ وہ نقش بر دیوار بن جاتے تھے۔ پھر آپ جیسے قطب الاقطاب سے بات کرنے کی کس کو جرأت ہوتی اور ہم زبانی کی تاب کسے تھی؟ آپ کی وجہ سے اللہ کے دوستوں اور حق پرستوں کا ایسا مجمع لگ گیا تھا کہ تمام دنیا میں اس کی مثال نہ تھی۔ ان طالبانِ حق اور سالکانِ حق میں سے جو شخص بھی آپ کو دیکھتا تھا تو بے اختیار اور با اضطرار کہہ اُٹھتا تھا کہ ''بے شک یہ کوئی بڑے فرشتے ہیں۔''

حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کا طریقہ

آپ کا طریقہ بالکل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقے کے مطابق تھا اور آپ کا لباس بھی حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابۂ کبار رضی اللہ عنہم کے لباس کی طرح تھا۔ یعنی سر پر عمامہ، مسواک، گوشۂ دستار سے بندھی ہوئی، عمامہ کا کنارہ دونوں کندھوں کے بیچ میں پڑا ہوا، قمیص کا گریبان دونوں کندھوں کی طرف کھلا ہوا، پاجامہ ٹخنوں سے اوپر بلکہ پنڈلی کے وسط تک، پاؤں میں جوتی اور ہاتھ میں عصاء ہوتا تھا۔ کندھے پر سجادہ ہوتا تھا اور پیشانی پر کثرت سجود کے نشانات، پیشانی اور رخساروں پر باطنی نورانیت کے انوار رہتے تھے۔ پوری رات آپ نماز میں یا مراقبہ میں بسر کرتے تھے اور دن میں صبح کی، ظہر کی اور عصر کی نمازوں کے بعد حلقۂ ذکر کراتے تھے جس میں استغراق رہتا تھا، نمازِ اشراق اور چاشت بھی ادا فرماتے تھے اور رات دن وضو، نماز، مراقبہ یا تلاوت میں مصروف رہتے تھے۔ نماز کے وقت، جگہ اور لباس کی پاکیزگی اور صفائی کا بہت خیال فرماتے تھے۔ گویا یہ حدیث نبوی

Marfat.com

(صلی اللہ علیہ وسلم) کہ لا یدری اولھم خیر او اٰخرھم (نہیں معلوم کہ میری اُمت کا اول بہتر ہے یا آخر) آپ اور آپ کے احباب واصحاب کے متعلق ہو گی۔

آپ نے اپنے حقیقی بھائی شیخ مودود رحمۃ اللہ علیہ کو اس طرح لکھا تھا:

"اے بھائی! اہل اللہ اور اللہ کے عاشقوں کا ایسا اجتماع جو آج کل سہرند (سرہند) میں ہوتا ہے اگر تم تمام عالم میں پھرو گے تو بھی اس کا دسواں حصہ بلکہ شمہ بھر بھی اس کا نہ پاؤ گے اور تم نے مفت میں ایسی دولت کو گنوا دیا اور بچوں کی طرح ایسے جواہر کے بدلے جوز و مویز کو اُٹھا لیا۔

ع شرم اور ہزار شرم کی بات۔" (مکتوبات دفتر اول، مکتوب:۲۲۶)

حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کا سفر لاہور

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی قدس سرہٗ نے چند روز اپنے گھر سرہند شریف میں قیام فرمایا۔ پھر تبلیغ دین اور طریقہ پاک کی اشاعت کے لئے لاہور کے سفر پر روانہ ہوئے۔ چنانچہ لاہور پہنچنے پر وہاں کے چھوٹے بڑے مشائخ نے حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کا شہر سے باہر نکل کر استقبال کیا، اور نہایت تعظیم و تکریم سے قیام گاہ پر آپ کو لائے۔ ان میں حضرت مولانا طاہر لاہور، مولانا حاجی محمد، مولانا جمال الدین تلوی، خان خاناں اور مرتضیٰ خان شامل تھے۔ یہ سب عوام و خواص کے ساتھ آپ کے حلقۂ ارادت و بیعت میں داخل ہو گئے۔ آپ کا حلقہ ذکر و مراقبہ بہت وسیع ہو گیا۔ مجلس صحبت ہر وقت گرم رہنے لگی، ماوراء النہر سے شیخ خواجہ فرخ حسین اور سید صفر احمد رومی، روم سے لاہور پہنچے اور آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے۔[1]

مولانا جمال تلوی رحمۃ اللہ علیہ

صاحب "زبدۃ المقامات" اپنی کتاب میں مولانا جمال تلوی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ بیان کرتے ہیں:

"وہاں کے بڑوں چھوٹوں نے آپ کی محترم تشریف آوری کو غنیمت شمار کیا

[1] "روضۃ القیومیہ"

Marfat.com

اور خواص وعوام میں سے بہت سے لوگ ان غوث الانام کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے اور صحبت گرم ہوئی اور حلقۂ اور شغل و مراقبہ نے وسعت اختیار کی۔ عالم وعامل معنوی مولانا جمال تلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سے ایک فاضل نے فقیر سے کہا کہ اس سفر میں ہمارے استاد یعنی مولانائے مذکور (جمال الدین تلوی) پوری نیازمندی اور اخلاص کے ساتھ تمہارے بزرگوار شیخ کی خدمت میں پہنچتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک دن حضرت شیخ مجدد صاحب قدس سرہٗ کی مجلس سے مولانا جمال الدین تلوی رحمۃ اللہ علیہ جانے لگے تو حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ نے چاہا کہ چند قدم مولانا کی متابعت کریں۔ مولانا مذکور نے آپ کی جوتیاں اٹھا کر آپ کے پاؤں کے سامنے رکھ دیں یہاں تک کہ شاگردوں کو مولانا کا یہ افراط تواضع گراں گزرا کیونکہ مولانا کے حق میں ہمارا اعتقاد علم کے لحاظ سے آپ سے زیادہ تھا اور پرہیزگاری اور باطنی صفائی کے اعتبار سے بھی ہم انہیں آپ سے کم نہیں سمجھتے تھے۔ جب ہم باہر آئے اور گستاخی کرتے ہوئے عرض کیا کہ آپ جیسے لوگوں کی جانب سے اس قسم کے تواضع اور خاکساری کی کوئی وجہ نہیں ہے تو فرمایا کہ یہ لوگ علماء باللہ ہیں اور "لِیْ مَعَ اللّٰهِ وَقْتٌ" (میرے لئے اللہ کے ساتھ ایک وقت ہے) کے رازدار ہیں، ہم لوگوں پر ان لوگوں کا احترام لازم ہے، ہم کو اس سلسلہ میں معذور بلکہ ماجور (اجر پانے والا) سمجھو۔ نیز حضرت (مجدد رحمۃ اللہ علیہ) کے ایک مخلص نے جو مولانا مذکور سے شاگردی اور ہمسائیگی کا تعلق رکھتے تھے، اس فقیر سے کہا کہ جس زمانے میں حضرت (مجدد رحمۃ اللہ علیہ) لاہور تشریف لے گئے تھے، اور مولانا جمال صاحبانِ کمال کے ان مقتدا کی صحبت میں پہنچتے تھے، ایک دن خلوت میں مولانا نے حضرت (مجدد رحمۃ اللہ علیہ) سے عرض کیا کہ آپ آج کل علم احکام اور علم اسرار کے جامع ہیں اور حال و عرفان سے سرشار ہیں۔

Marfat.com

مسئلہ وحدت الوجود جو ظاہر شرع کے چنداں موافق نہیں ہے لیکن بہت سے اولیائے کاملین اس کے قائل ہیں، اس کا حل آپ کے نزدیک کیا ہے؟ حضرت (مجدد رحمۃ اللہ علیہ) نے مولانا کے کان کے پاس اپنا سر لے جا کر چند ایسی باتیں فرمائیں کہ مولانا کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور ان کے چہرے میں صاحبان حال کے تغیر کی طرح تغیر پیدا ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد ہاتھ آپ کے زانوں پر اس طرح پورے انکسار کے ساتھ لے جا کر رخصت ہوئے کہ کسی کو معلوم نہ ہوا کہ حضرت (مجدد رحمۃ اللہ علیہ) کی زبان گوہر فشاں نے کیا کہا اور مولانا کے گوش ہوش نے کیا سنا۔

خدانم چہ گفتی چہ انگیختی — کہ گفتے واز دیدہ خوں ریختے

ترجمہ: جانے کہا کیا، بھرا کیا؟ کہ پھر — لہو اُن کے آنکھوں سے جاری ہوا

اس معاملہ اور توحید کی نسبت کے سلسلے میں حضرت (مجدد رحمۃ اللہ علیہ) کے مخلص اصحاب میں سے ایک نے آپ کی زبان مبارک کے ذریعے اس حقیر سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا کہ احاطہ و سریان اور معیت کی نسبت کے غلبہ کے ابتداء میں ایک دن ایک شخص نے میرے سامنے قلم پر قط لگایا تو میری انگلی کٹ گئی۔[1]

حضرت خواجہ باقی باللہ کا وصال

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ ابھی لاہور ہی میں مقیم اور سرگرم حلقۂ ذکر و شغل تھے کہ حضرت پیر بزرگوار خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کے انتقال پُر ملال کی اطلاع آپ کو ملی کہ چند یوم کی علالت کے بعد ۲۵ جمادی الاخری ۱۰۱۲ھ کو دہلی میں وصال ہو گیا۔[2]

حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کی دہلی کی جانب روانگی

اس خبر کے صدمہ سے آپ پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا اور آپ کا آرام دل بے آرامی میں تبدیل ہو گیا، بدن پر لرزہ طاری ہو کر ہوش و حواس گم ہو گئے اور ایک آہِ سرد کھینچ کر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتے ہوئے بے اختیار بحالتِ اضطرار دہلی کی جانب روانہ ہو گئے۔ اگرچہ راستہ میں سرہند شریف تھا لیکن گھر نہ گئے دہلی پہنچ کر مرشد حق کے مزار پُر انوار کی زیارت کی، مخدوم زادوں اور پیر بھائیوں کی تعزیت کی اور صبر و دلاسا دیا۔[3]

---

۱ زبدۃ المقامات ۲ کتاب "مجدد الف ثانی" ۳ ایضاً

Marfat.com

حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کا قیام دہلی

حضرت خوجہ قدس سرہٗ کے اصحاب نے آپ کی صحبت و تربیت کی برکت سے اپنے شکستہ دلوں کے علاج کی درخواست کی، آپ نے بھی اپنے پیر بزرگوار کے امر و وصیت کے مطابق اور دوستوں کی خواہش پر ان کے شکستہ دلوں کی تسلی و تشفی کے لیے چند روز دہلی میں قیام کرنا منظور فرمالیا اور احباب کے احوال کی جستجو اور ارشاد و افاضہ اور حلقۂ ذکر میں مشغول ہو گئے۔ چنانچہ نئے سرے سے تربیت وارشاد کی اس محفل میں سرگرمی و تازگی پیدا ہوگئی اور طالبوں کے باطن و آثارِ توجہات و انوارِ جذبات جلوہ گر ہو گئے۔[1]

حضرت خواجہ قدس سرہٗ کے اصحاب میں سے ایک گروہ کا منکر ہونا

حضرت مولانا ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''زبدۃ المقامات'' میں تحریر کرتے ہیں:

''ان افادات و افاضات کی سرگرمی کے دوران بعض بھلائی کے کاموں میں رکاوٹ ڈالنے والوں نے حضرت خواجہ عالی شان کے حضرت (مجدد رحمۃ اللہ علیہ) سے استفادہ کرنے کے معاملہ کو جیسا کہ گزرا مختلف طریقوں سے درمیان میں لا کر حضرت خواجہ کے مخلصین کے دل میں شبہات ڈالے۔ حضرت (مجدد رحمۃ اللہ علیہ) اس سے مطلع ہو کر اس کے دور کرنے میں ایسی نصیحتوں کے ذریعے مشغول ہوئے جو ان کے اخلاص و اتحاد کی زیادتی کے موجب اور ان کے لیے فائدہ پہنچانے والے تھے لیکن جب آپ نے دیکھا کہ مفید نہیں ہوا ان میں سے بعض کی نسبت کے سلب کی طرف توجہ کی، اس سے بھی یہ لوگ متنبہ نہ ہوئے۔

منکرین کے باطنی چراغ گل ہو گئے

ان میں سے اکثر نے حضرت خواجہ قدس سرہٗ کے روضہ منورہ پر جا کر توجہ اور التجا کی۔ اس توجہ میں ان سے ایک کو جو صاحب کشف تھے، نظر میں آیا کہ ان التجا کرنے والے درویشوں میں سے ہر ایک نے ایک ایک چراغ روشن کیا ہوا تھا، اچانک ایک اُچک لے جانے والی بجلی آئی اور سبھوں کے چراغ کو بجھا دیا۔ اور سبھوں نے معاملہ میں اس دیکھنے والے کو بتایا کہ چراغ ان

---

[1] کتاب ''مجدد الف ثانی

درویشوں کی دعا اور توجہ کے تھے اور وہ بجلی حضرت (مجدد رحمۃ اللہ علیہ) کی توجہ عالی تھی لیکن اس کے باوجود جیسا کہ استفادہ کرنا چاہئے تھا آپ کی طرف متوجہ نہیں ہوئے۔ اور حضرت (مجدد رحمۃ اللہ علیہ) اپنے وطن کو لوٹ گئے۔ ایک مدت کے بعد بعض پیر بھائیوں نے معذرت کی۔ حضرت (مجدد رحمۃ اللہ علیہ) نے بھی مہربانی فرما کر معاف کر دیا۔ اور آخر میں جانبین سے صفائی ہوگئی۔

حضرت خواجہ قدس سرہٗ کے مزار اقدس کی حاضری وزیارت

پھر حضرت (مجدد رحمۃ اللہ علیہ) جمادی الآخر ۱۰۱۲ھ کے مہینے میں جو شیخ عالیقدر کی وفات کا مہینہ ہے، پیر بزرگوار کے روضہ منورہ کی زیارت کے لئے سرہند سے آئے۔ پھر سرہند تشریف لے گئے۔ دو تین بار آگرہ بھی تشریف لے گئے ہوں گے۔ اس کے علاوہ سرہند سے اور کسی جگہ نہیں گئے۔[1]

لشکر میں سلطان وقت کے ساتھ

مگر آخر عمر کہ دو تین سال سلطان وقت کی مصاحبت کی وجہ سے لشکر کے ساتھ بعض شہروں پر آپ کا گزر ہوا۔ اور اس میں بھی حکمتیں تھیں کہ ان شہروں کے باشندے اس کی وجہ سے آپ کی صحبت سے مشرف ہوں اور آپ کی نظر کی برکتوں سے حصہ پائیں۔ ایک دن لشکر بڑے گاؤں میں سے ایک گاؤں کی اطراف میں پہنچا۔ حضرت (مجدد رحمۃ اللہ علیہ) کے خادموں نے اس گاؤں کے نزدیک قیام کر کے خیمہ بلند کرنا چاہا۔ اسی دوران میں بندہ نے حضرت (مجدد رحمۃ اللہ علیہ) کو دیکھا کہ تنہا اس گاؤں کی گلی میں داخل ہوئے۔ بندہ آپ کے پیچھے دوڑا۔ جب مجھ کو دیکھا تو فرمایا کہ دل میں آیا کہ اس دیہات میں کوئی مسجد ہوگی وہاں جا کر تازہ وضو کر کے دو رکعت ادا کروں۔ چند قدم بھی نہ چلے تھے کہ ایک مسجد بہت صاف ستھری ظاہر ہوئی اور ایک کنواں لوازم اسباب وضو کے ساتھ تھا۔ اس مسجد کے صحن میں وضو کر کے آپ مسجد میں داخل ہوئے، فقراء میں سے ایک فقیر جو وہاں موجود تھا اس نے اس فقیر سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہیں؟ بندہ نے اس کو خبر دی، وہ پورے ذوق کے ساتھ دوڑ کر گیا اور ایک عزیز کو جو اس جگہ کا مقتداء تھا اور مسجد کے پہلو میں اس کا مکان تھا، حضرت (مجدد رحمۃ اللہ علیہ) کے اوصاف سنے ہوئے تھا۔ صاحب برکات کی ملاقات اور دیدار آرزومند

---

[1] زبدۃ المقامات

Marfat.com

رہتا تھا، لیکن بڑھاپے اور دوسری رکاوٹوں کے سبب اس کے لیے آپ کی خدمت میں پہنچنا آسان نہ تھا۔ وہ عزیز آ کر قدم مبارک پر گر پڑا اور زبان اس بیت کے مضمون کے مطابق کھولی۔

اگر ترا گزری برمقام ما افتد ۔ ہماری اوج سعادت بدام افتد

اس رات آپ کو اور تمام فقیروں کو اپنے گھر لا کر مہمانی کی اور دوسرے دن صبح کو متوجہ ہو کر ذکر کی تعلیم حاصل کی۔ اور اس کے فرزند اور کئی درویش بھی معمور اور صاحب حضور ہو گئے۔ رخصت کے وقت ایک منزل تک ساتھ ساتھ متابعت بھی کی [1]

بیت اللہ شریف کا حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کی زیارت کے لیے آنا

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو ہمیشہ کعبۃ اللہ شریف کی زیارت کا بہت شوق رہا لیکن بعض موانعات کی وجہ سے وہ شوق پورا نہ ہو سکا۔ اس سال وہ شوق بہت زیادہ ہو گیا اور بے قراری زیادہ بڑھ گئی۔ ایک روز اسی بے قراری میں کشفی حالت میں کیا دیکھتے ہیں کہ جن وانس اور ملائکہ وغیرہ تمام مخلوقات نماز ادا کر رہی ہے اور آنجناب کی طرف رخ کر کے سجدہ کر رہی ہے۔ جب آپ نے توجہ کی تو معلوم ہوا کہ کعبہ معظمہ کی مثالی صورت نے آپ پر نزول فرمایا ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو شخص کعبہ معظمہ کی طرف سجدہ کرتا ہے اس کا رخ آپ ہی کی طرف معلوم ہوتا ہے۔ اسی اثناء میں الہام ہوا کہ تم ہمیشہ کعبہ کے مشتاق رہتے تھے، ہم نے کعبہ کو تمہاری ملاقات کے لئے بھیجا ہے بعد ازاں کعبہ معظمہ نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں حلول کیا اور خانقاہ شریف اور مسجد کی زمین کو بیت اللہ شریف کی زمین سے پوری پوری فناء وبقا حاصل ہو گئی۔ چنانچہ بعد میں اس متبرک جگہ کو جہاں پر کعبہ معظمہ کی مثالی صورت نے حلول کیا تھا نشاندہی کے طور پر باقی حصہ سے اونچا کر کے ممتاز کر دیا گیا تھا۔ آج تک وہ صفہ زیارت گاہِ عام وخواص، ہے [1]

اللہ تعالیٰ جب اپنے کسی بندہ کو قبولیت بخشتے ہیں تو تمام اشیاء جو آسمان وزمین میں ہیں اس کے فرمان کے زیر قلم ہوتی ہیں۔ وہ درویش جس کو فتح ولایت نصیب ہوتی ہے وہ خلیفہ فی الارض ہوتا ہے، ملائکہ بھی اس کی زیارت کے شوقین ہوتے ہیں۔ جس درویش پر حقیقت کعبہ منکشف ہوتی ہے تو کعبہ شریف کی مثالی صورت اس درویش کے پاس خود تشریف لے آتی ہے۔

1 زبدۃ المقامات از مولانا ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

اولیاء اللہ کے ان واقعات سے کتابیں بھری پڑی ہیں۔ جس درویش کو فیضان نبوت سے نوازا گیا ہو تو اس کی عظمت کو کوئی نہیں جان سکتا، پھر وہ ذات و ہستی جو ہزار سال کی مجددیت سے سرفراز ہوئی ہو، اس کی عظمت کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ آخری دور میں صرف اور صرف حضرت امام مہدی موعود ہی آ کر اس کے معارف وعظمت کو سمجھائیں گے۔

اس کے باوجود حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کو ظاہری طور پر فریضۂ حج ادا کرنے کا شوق بے چین و بے قرار رکھتا تھا جس کا اندازہ مندرجہ ذیل مکتوب سے بخوبی ہو سکتا ہے۔

> ''اگرچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حقیقت کعبہ کے ساتھ الحاق یعنی وصول میسر ہو چکا ہے اور اس الحاق کے بعد بے شمار ترقیاں حاصل ہو چکی ہیں، مگر صورت کو صورتِ کعبہ کی ملاقات کا شوق ہے۔ حج فرض ہو چکا ہے، اور راستہ کا امن بھی غلبۂ سلامتی کے باعث ثابت ہو چکا ہے اور اس فرض کے ادا کرنے کا شوق بھی کمال درجہ کا ہے لیکن دیر پر دیر ہوتی جا رہی ہے، سفر کا استخارہ بھی موافقت نہیں کرتا اور اگرچہ اچھی طرح سے متوجہ ہوتا ہوں پھر بھی چلنے کا راستہ نہیں کھلتا اور کعبہ تک پہنچنا نظر نہیں آتا۔ کیا کیا جائے، ادائے فرض کی تاخیر میں یہ تمام عذرات فائدہ مند نہیں ہیں۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کی توفیق سے حج ادا کرنے کے ارادہ پر گھر سے نکلنا چاہئے اور سر اور آنکھوں کے بل منزلوں کو قطع کرنا چاہئے، اگر پہنچ گئے تو نعمت عظمیٰ ہے اگر راہ ہی میں رہ گئے تو بھی بڑی بھاری اُمیدواری ہے۔''[1]

اس قدر شوق و بے قراری اور کثرتِ اشتیاق کے باوجود آپ کو آخر عمر تک فریضۂ حج ادا کرنے کی سعادت حاصل نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یقیناً کوئی بہت بڑی شرعی رُکاوٹ آپ کے اس سفر کی مانع رہی ہے، ورنہ آپ ضرور فریضۂ حج اور زیارت روضۂ رسول ﷺ سے مشرف ہوتے۔

---

1. دفتر دوئم مکتوب نمبر ۲۷، مجدد الف ثانی

Marfat.com

حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کے خصوصی مقامات واعلیٰ درجات

حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا خرقہ پیش ہونا

وہ خرقہ شریفہ جو حضرت غوث الاعظم محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ نے اپنے صاجزادے سید تاج الدین عبدالرزاق قدس سرہٗ کو تفویض فرما کر ارشاد فرمایا تھا کہ ایک زمانہ آئے گا جس میں ایک بزرگ وحیدِ اُمت پیدا ہوگا جو دین اسلام کو نئے سرے سے تازگی بخشے گا اور شرک والحاد کو نابود کرے گا۔ یہ خرقہ اس بزرگ کو عنایت کرنا۔ چنانچہ وہ خرقہ سید صاحب کے جانشینوں میں یکے بعد دیگرے امانتاً چلا آتا تھا حتیٰ کہ حضرت مجدد قدس سرہٗ کو تجدید وقیومیت کی خلعت سے نوازا گیا تو حضرت شاہ کمال قدس سرہٗ نے عالمِ رؤیا میں اپنے پوتے حضرت شاہ سکندر قدس سرہٗ سے فرمایا کہ یہ خرقہ قیومیت مآب حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کو پہنچادو۔ جب دو تین بار ایسا ہی ہوا تو حضرت شاہ سکندر رحمۃ اللہ علیہ خرقۂ مبارک لے کر کیتھل سے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ اس وقت دوستوں کے ساتھ مراقب تھے۔ شاہ سکندر رحمۃ اللہ علیہ نے خرقۂ مبارک آپ کے کندھوں پر ڈال دیا۔ جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے آنکھ کھولی اور شاہ سکندر رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو تواضع کے ساتھ معانقہ فرمایا، اس کے بعد شاہ صاحب موصوف نے فرمایا کہ میرے دادا حضرت شاہ کمال رحمۃ اللہ علیہ نے وصال کے وقت یہ جبۂ مبارکہ بطور امانت میرے سپرد کیا تھا اب چند مرتبہ مجھ سے ارشاد فرمایا کہ یہ جُبّہ آپ کی خدمت میں پیش کردوں۔ چنانچہ آپ نے اس جبۂ مبارک کو پہن لیا، پھر اس کو پہنے ہوئے زنانخانہ میں تشریف لے گئے[1]

[1] حضرت شاہ سکندر بن شاہ عماد الدین حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس اللہ اسرارہم کی کیتھل میں ولادت ہوئی۔ بچپن ہی میں اپنے جد امجد کی صحبت میں روحانی اور باطنی علوم کی تکمیل کی۔ آپ کو احوال ومواجید اور خرق عادات میں حضرت شاہ کمال قدس سرہٗ کا ورثہ حاصل تھا اور ایک مدت تک جذبات وحالات عظمیہ کا فیض جاری رہا۔ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آفتاب کو دیکھنا آسان ہے لیکن حضرت شاہ سکندر کے قلب کو نورانیت کے غلبہ کے سبب نگاہ کو دیکھنے کی تاب نہیں ہے۔ آپ کی وفات ۱۰۲۳ھ میں ہوئی اور آپ کا مزار پُر انوار قصبہ کیتھل ضلع کرنال میں ہے۔

Marfat.com

جب کچھ دیر کے بعد باہر تشریف لائے تو آپ نے اپنے کسی محرمِ اسرار دوست سے فرمایا کہ اس خرقۂ مبارکہ حضرت شاہ کمال قدس سرہٗ کو پہننے کے بعد عجیب معاملہ پیش آیا کہ مجھ پر قادریہ نسبت کا اس قدر غلبہ ہوا کہ وہ نقشبندیہ نسبت پر غالب آ گئی۔ پھر ذرا وقفہ کے بعد نقشبندیہ نسبت اس پر غالب آ گئی، چند مرتبہ ایسا ہی ہوا کہ کبھی وہ نسبت غالب آجاتی اور کبھی یہ، اتنے میں حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ حضرت شاہ کمال علیہ الرحمۃ تک اپنے تمام خلفاء حضرات کے ہمراہ تشریف لائے، میرے دل کو اپنے تصرف میں کیا اور اپنے انوار و اسرار اور نسبت ہائے خاصہ سے مجھے نوازا، میں اُن انوار و احوال میں غرق ہو کر اس دریائے نور میں غواصی کرنے لگا، جب کچھ دیر اسی حالت میں گذر گئی تو مجھے خیال آیا کہ میں تو اکابر نقشبندیہ کا پروردہ ہوں اب یہ صورت کیا ہو گئی ہے؟ اس خیال کے آتے ہی مشائخ نقشبندیہ کے خلفاء حضرات بھی حضرت خواجہ عبدالخالق قدس سرہٗ سے ہمارے حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ تک تشریف لے آئے اور حضرت خواجہ سید بہاؤالدین قدس سرہٗ نہایت ادب کے ساتھ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کے پہلو میں بیٹھے اور دونوں سلسلوں میں تکرار ہونے لگی۔ مشائخ نقشبندیہ رحمہم اللہ نے فرمایا کہ یہ تو ہمارا پروردہ ہے اور ہماری تربیت سے اس ذوق و حال اور کمال و اکمال کو پہنچا ہے، آپ حضرات کو اس پر کس طرح حق حاصل ہے۔ اکابر قادریہ رحمہم اللہ نے فرمایا کہ ایام طفولیت ہی سے ہماری نظر اس پر رہی ہے اور یہ ہمارے ہی خوانِ نعمت کی چاشنی چکھے ہوئے ہے اور اب بھی ہم نے اس کو اپنا خرقہ پہنایا ہے۔

زبہرِ آں بتِ چوں شمع و چوں گل
گرفتہ جنگ با پروانہ بلبل

یہ مباحثہ جاری تھا کہ مشائخ کبرویہ و مشائخِ چشتیہ رحمہم اللہ کی جماعت بھی آ پہنچی اور انہوں نے مصالحت کرا دی اس کے بعد میں نے ان دونوں نسبتوں سے کامل و وافر حصہ اپنے باطن میں پایا۔"

الغرض آپ سلسلۂ قادریہ میں بھی مرید کرتے تھے اور اُن مشائخ کا شجرہ و کلاہ و دامنی بھی دیتے تھے اور اگر کوئی طالب اس سلسلہ کا ذکر طلب کرتا تھا تو اس کو اس کی تعلیم دیتے تھے اور ان کی نسبت سے طالب کی تربیت کرتے تھے۔ آپ کو سلسلۂ چشتیہ میں اپنے والد ماجد سے اجازت

Marfat.com

ارشاد حاصل تھی۔[1]

ارواحِ اولیائے اُمت کا اجتماع

نیز حضرت خواجہ ہاشم کشمی اور مولانا بدرالدین سرہندی علیہما الرحمہ اپنی تاریخوں میں لکھتے ہیں کہ اس دن اس قدر اولیائے اُمت کی روحیں سرہند شریف میں تشریف لائیں کہ ہر جگہ ہر طرف وہی نظر آتی تھیں اور صبح سے ظہر تک یہی مناظرہ و مذاکرہ ہوتا رہا، آخر سب نے حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ازراہِ لطف و کرم ہر ایک کو تسلی و دلاسا دیا اور فرمایا کہ تم سب اپنی اپنی نسبتیں اس عزیز کو دے دو جو شخص اس میں داخل ہوگا اس کا اجر تم کو بھی مل جائے گا اور اس کے ذریعہ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کی اشاعت زیادہ ہوگی، کیونکہ اسے نسبت معہود اسی سلسلے سے حاصل ہوئی ہے اور اس سلسلے کے سردار حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں جو حضرات انبیاء علیہم السلام کے بعد تمام مخلوق سے افضل ہیں۔ نیز اس طریقہ میں اتباعِ سنت اور امور بدعت سے کنارہ کشی حد درجہ ہے۔[2] یہ واقعہ پیر کے دن ۱۵ رشعبان ۱۰۱۲ھ کو تجدید و قیومیت کے دوسرے سال پیش آیا۔[3]

تجدید الف ثانی کی علامت

حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ پر تجدید الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی علامت و نشانی یہ ظاہر ہوئی کہ آپ سے عین شرعی امور کے مطابق مشاہدات، تجلیات، ظہورات، احوال، معارف اور علوم ظاہر ہونے لگے، اور وحدتِ وجود کے متعلقہ حالات جو اس سے پیشتر آپ پر ظاہر ہوئے تھے مفقود ہو گئے کیونکہ وہ حالات ولایتِ صغریٰ میں سے ہیں جو اولیاء کی ولایت ہے۔[4]

جب حضرت مجدد الفِ ثانی قدس سرہٗ نے ولایت صغریٰ سے ترقی کر کے ولایت کبریٰ و ولایت علیا اور کمالاتِ نبوت حاصل کئے تو آپ پر علوم و معارفِ شرعیہ جو معارفِ انبیاء علیہم السلام ہیں،

---

1. زبدۃ المقامات، روضۃ القیومیۃ۔
2. زبدۃ المقامات، روضۃ القیومیۃ، مجدد الف ثانی از سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ۔
3. روضۃ القیومیۃ 4. ایضاً

Marfat.com

ظاہر ہونے لگے اور حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے تجدید الف ثانی کی خلعت سے آپ کو نوازا۔ فسبحان اللہ وبحمدہ[1]

نزول خلعت تجدید

بروز جمعہ ۱۲ ربیع الاوّل ۱۰۱۰ھ صبح کے وقت حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ حلقۂ مراقبہ فرمارہے تھے، تو حالت کشفی میں دیکھتے ہیں کہ حضور انور سرورِ کائنات ﷺ مع اولیائے کرام رحمہم اللہ کی ایک جماعت کے تشریف فرما ہوئے ہیں اور خود اپنے دستِ مبارک سے ایک نہایت فاخرہ خلعت جو گویا محض نور تھی، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنائی اور فرمایا کہ یہ تجدید الف ثانی کی خلعت ہے۔[2]

تو گوئے عارفاں راز میداں ربودۂ　　　تجدید الف را تو سزا وار بودۂ

چنانچہ خود حضرت موصوف قدس سرہٗ نے اپنے مکتوبات شریفہ میں متعدد جگہ صراحتاً و اشارۃً تحدیثِ نعمت کے طور پر اپنے مجدد الف ثانی ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔

نزولِ خلعت قیومیت

پھر چند ماہ بعد بروز پیر ۲۷ رمضان المبارک ۱۰۱۰ھ کا واقعہ ہے کہ نمازِ ظہر کے بعد آپ مراقبہ میں بیٹھے ہوئے تھے اور ایک حافظ صاحب آپ کی مجلس میں قرآن مجید نہایت خوش الحانی سے پڑھ رہے تھے کہ یکایک ایک اعلیٰ درجہ کی نوری خلعت آپ نے اپنے اوپر مشاہدہ کی، ساتھ ہی القا ہوا کہ یہ قیومیت کی خلعت ہے جو حضور انور ﷺ کے کمالِ اتباع کی وجہ سے آپ کو عطا کی گئی ہے۔[3]

چنانچہ خود حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ قیومیت کی حقیقت اور اس منصب پر فائز ہونے کی تشریح تحریر فرماتے ہیں: (از دفتر دوم مکتوب ۴۷)

"اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِیْنَ الٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ[4] اور دوسری جگہ فرماتا ہے: اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ

[1] روضۃ القیومیۃ　[2] روضۃ القیومیہ ص:۹۸　[3] ایضاً　[4] پارہ:۲۵، سورۃ فاطر:۳۲

Marfat.com

اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَھُوْلًا ○[1] ان دونوں آیتوں کی مراد اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہی جانتا ہے لیکن ہم وہ تاویل بیان کرتے ہیں جو ہم پر ظاہر ہوئی ہے رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا[2]

جاننا چاہئے کہ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ (اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا ہے) حق سبحانہٗ وتعالیٰ شکل وصورت سے پاک ومنزہ ہے پس حق تعالیٰ کا آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا فرمانا اس معنیٰ میں ہوسکتا ہے کہ اگر عالم مثال میں مرتبۂ تنزیہ کی کوئی صورت فرض کی جائے تو بے شک یہی مثال صورت جامع ہوگی جس پر یہ انسان جامع موجود ہوا ہے دوسری صورت کو یہ قابلیت حاصل نہیں ہے کہ اس مرتبۂ مقدسہ کی تمثال ہوسکے اور اس کا آئینہ بن سکے، یہی وجہ ہے کہ انسان حق تعالیٰ کی خلافت کے لائق ہوا ہے کیونکہ خلیفہ جب تک شے کی صورت پر مخلوق نہ ہو اُس شے کی خلافت کے لائق نہیں ہوتا، اس لئے کہ شے کا خلیفہ اس شے کا قائم مقام اور نائب ہوتا ہے اور جب انسان رحمٰن تعالیٰ شانہٗ کا خلیفہ ہوا تو امانت کا بوجھ اس کے واسطے متعین ہوگیا لا یحمل عطا یا الملك الا مطایاہ (بادشاہوں کے عطیات کو انہی کے بار بردار اُٹھا سکتے ہیں) آسمان، زمین اور پہاڑ یہ جامعیت کہاں سے پائیں کہ حق تعالیٰ شانہٗ کی صورت پر پیدا ہوں اور اس سبحانہٗ وتعالیٰ کی خلافت کے لائق ہوں اور اس کی امانت کا بوجھ اُٹھا سکیں۔

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اگر بالفرض اس بارِ امانت کو آسمانوں، زمین اور پہاڑوں کے حوالہ کرتے تو یہ ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتے اور ان کا کچھ اثر باقی نہ رہتا اور وہ امانت اس حقیر کے خیال میں نیابت کے طور پر تمام اشیاء کی قیومیت ہے جو انسانِ کامل کے ساتھ مخصوص ہے یعنی انسان کامل کا معاملہ یہاں تک پہنچ جاتا ہے کہ اس کو بحکم خلافت تمام اشیاء کا قیوم[3] بنا دیتے ہیں۔'' اور تمام مخلوق کو تمام فیضان وجود و بقا اور تمام کمالات ظاہری و باطنی اسی کے واسطے سے پہنچاتے ہیں، اگر فرشتہ ہے تو وہ بھی اسی کے ساتھ متوسل ہے اور اگر انسان اور جن ہے تو وہ بھی اسی کا (دامن) پکڑنے والا ہے اور درحقیقت تمام اشیاء کی توجہ اسی کی طرف ہے اور سب اسی کی طرف متوجہ ہیں

---

[1] پارہ:۲۲، الاحزاب:۷۲ [2] پارہ:۳، البقرۃ:۲۸۶

[3] اس میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی قیومیت کی طرف اشارہ ہے۔

Marfat.com

خواہ وہ اس حقیقت کو جانیں یا نہ جانیں، حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَھُوْلًا یعنی انسان اپنے نفس پر اس قدر زیادہ ظلم کرتا ہے کہ وہ اپنے وجود اور توابع وجود (یعنی صفاتِ ثمانیہ) میں (کیونکہ انسان بھی حق تعالیٰ کی صفاتِ ثمانیہ کا ظلال ہے) ان کا کچھ بھی نام ونشان اور حکم باقی نہیں چھوڑتا اور (واقعی) جب تک وہ اپنے اوپر اس طرح ظلم نہیں کرے گا، بارِ امانت اُٹھانے کے لائق نہیں ہوگا۔ جَھُوْلًا یعنی اس قدر جاہل ہے کہ اس کو اپنے مطلوب (مقصود) کا علم وادراک نہیں بلکہ وہ مطلوب کے ادراک سے عاجز اور مقصود کے علم سے جاہل ہے یہ عجز وجہل اس مقام میں کمال معرفت ہے کیونکہ اس مقام میں جو ان میں سب سے زیادہ جاہل ہے وہ سب سے زیادہ عارف ہے اور اس میں شک نہیں جو ان میں سب سے زیادہ عارف ہوگا وہی بارِ امانت کے اُٹھانے کے لائق ہوگا۔ یہ دونوں صفتیں (ظلوماً جھولاً) گویا بارِ امانت کے اُٹھا لینے کی علّت ہیں۔ یہ عارف جو کہ اشیاء کی قیومیت کے منصب پر مشرف ہوا ہے وزیر کا حکم رکھتا ہے کہ تمام مخلوقات کے اہم کام اور معاملات اس کی طرف راجع کر دیئے جاتے ہیں، انعامات اگرچہ بادشاہ کی طرف سے ہیں لیکن ان کا پہنچنا وزیر کے توسط سے وابستہ ہے۔ اس دولت کے سردار ابوالبشر حضرت آدم علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں، اور یہ منصب عالی اصلی طور پر اولوالعزم پیغمبروں (علیہم السلام) کے ساتھ مخصوص ہے اور ان بزرگواروں کی طبیعت ووراثت کے طور پر جس کو چاہیں اس دولت سے مشرف فرمائیں۔ ع

با کریما کارہا دشوار نیست

وارثانِ کتاب (یعنی جن تین گروہوں کا ذکر آیۂ مبارکہ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا الآیۃ میں مذکور ہے) میں سے پہلا گروہ جو کہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں میں سے ہیں یہی لوگ ظالم لنفسہٖ ہیں جو کہ منصب وزارت وقیومیت سے مشرف ہیں، ان برگزیدہ لوگوں میں سے دوسرا گروہ جن کو مقتصد (میانہ رو) سے تعبیر فرمایا ہے وہ لوگ ہیں جو دولت خلعت سے مشرف ہوئے ہیں اور صاحبِ سرّ اور اہل مشورہ ہیں، اگرچہ بادشاہت کا معاملہ اور کاروبار وزیر سے وابستہ ہے لیکن خلیل یعنی دوست ہمنشین وغمخوار اور انیس ہوتا ہے یہی خلیل اپنی فرحت کے لئے ہے اور وہ (وزیر) دوسروں کے معاملات کے لئے، ان دونوں میں بڑا

Marfat.com

فرق ہے (یعنی خلیل پہلے گروہ سے بڑا ہے) اور اس مقام عالی یعنی خُلت کے سرِ حلقہ حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور جس کو چاہیں اس مقام عالی سے مشرف فرمائیں۔ مقام خلّت کے اوپر مقام محبت ہے جس مقام اعلیٰ کے ساتھ تیسرے گروہ کے لوگ جو سابق بالخیرات ہیں مشرف ہوئے ہیں۔ یار وندیم اوز ہوتا ہے اور محبّ ومحبوب اور، وہ اسرار ومعاملات جو محبّ و محبوب کے درمیان ہوتے ہیں یار وندیم کا اس میں کچھ دخل نہیں، اگرچہ کمال اُلفت وانس کے وقت محبت کے خفیہ اور پوشیدہ اسرار کو جلیل القدر خلیل کے ساتھ بیان کر سکتے ہیں اور اس کو محبّ و محبوب کے اسرار کا محرم بنا سکتے ہیں۔ محبوں کے سر حلقہ حضرت کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور محبوبوں کے سرگروہ حضرت خاتم الرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں یا ان بزرگواروں کی وراثت اور طبیعت سے جس کسی کو ان دونوں مقاموں سے مشرف فرمائیں اور وہ مقامات جو مقام محبت سے اعلیٰ ہیں اس فقیر کے کسی مکتوب میں مذکور ہو چکے ہیں۔ ان میں بھی صدر نشین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں وہ سب مقامات سابقین کے مقام میں داخل ہیں جو وارثان کتاب میں تیسرے گروہ کو نصیب ہیں۔ (دفتر دوم مکتوب نمبر ۴۷)

نیز حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ نے اپنے مکتوب نمبر ۱۵۴ر دفتر سوم میں بالکل واضح فرمایا ہے:

"وایں خلعتِ زائلہ کنایت از معاملۂ قیومیت بودہ است، یعنی اس خلعتِ زائلہ سے مراد (جو وصال سے قبل آپ سے جدا ہوگئی اور حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ کو مرحمت فرمائی گئی جیسا کہ اس مکتوب شریف میں اوپر مذکور ہے) معاملۂ قیومیت ہے جو کہ تربیت وتکمیل سے تعلق رکھتا ہے۔۔۔۔۔الخ

Marfat.com

مجددیت سے متعلق حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حدیث صلہ

حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب جمع الجوامع میں ایک حدیث لکھی ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''میری اُمت میں ایک شخص ہوگا جسے صِلہ کہا جائے گا۔ اس کی شفاعت سے ایک کثیر تعداد جنت میں داخل ہوگی۔'' یہ حدیث گویا کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق اشارہ ہے۔ کیونکہ آپ ہی علماء اور صوفیاء کے درمیان صِلہ تھے کہ آپ ہی نے مسئلہ وحدۃ الوجود کے معاملے میں فریقین کے اختلاف کو دور کر کے اُسے محض لفظی معاملہ قرار دیا۔ چنانچہ اس مسئلے کی تحریر کے بعد آپ نے خود ہی فرمایا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ کا (ہزار ہزار) احسان ہے جس نے مجھے دو دریاؤں (فریقین) کے درمیان صلہ بنایا۔'' اور آپ کو حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بشارت دی کہ کل قیامت کے دن اتنے ہزار لوگ آپ کی شفاعت سے بخشے جائیں گے۔ اس حدیث پاک اور بشارتِ عالیہ کے مصداق آپ ہی ہیں اور اس ہزار سال کی مدت میں کوئی بھی آپ کے علاوہ اس لقب (صلہ) سے سرفراز نہیں۔[1]

درجہ ②: مقامات شیخ الاسلام احمد جام قدس سرہٗ میں ایک جگہ حضرت بدرالدین نے دیکھا ہے کہ انہوں فرمایا، میرے بعد سترہ (۱۷) شخص میری طرح احمد نام کے ہوں گے اور ان میں سے آخری جو ہیں وہ ایک ہزار سال کے بعد ہوں گے اور وہ سب سے افضل ہوں گے۔''

درجہ ③: حضرت شیخ احمد جام قدس سرہٗ کے صاحبزادے شیخ ظہور الدین نے کتاب رموز العاشقین میں لکھا ہے کہ والد صاحب کی آخری عمر تک اُن کے ہاتھ پر قریب چھ ہزار آدمیوں نے توبہ کی تھی (بیعت کی تھی)۔ انہوں نے حضرت سے دریافت کیا کہ ہم نے بزرگوں کے حالات سنے ہیں اور ان کی کتابیں بھی دیکھی ہیں لیکن جو حالات آپ سے ظاہر ہوتے ہیں وہ تو کسی اور بزرگ سے ظاہر نہیں ہوئے۔ (اس کی کیا وجہ ہے؟) حضرت نے فرمایا کہ وہ ریاضتیں جو ہم نے

---

[1] زبدۃ المقامات، حضرات القدس، روضۃ القیومیہ

Marfat.com

اولیاء اللہ کے متعلق سنی ہیں ہم نے بھی کی ہیں بلکہ ان سے زیادہ کی ہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اجتماعی طور پر ان کو عطا فرمایا تھا وہ مجھے تنہا عطا فرما دیا ہے اور چار سو سال میں ایک میرا ہم نام (احمد) پیدا ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی عنایتوں کے آثار اس سے ایسے ظاہر ہوں گے کہ تمام مخلوق دیکھے گی۔ ھٰذا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ ۔ میرا خیال ہے کہ یہ اشارہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے وجود مسعود سے متعلق ہے کیونکہ حضرت شیخ احمد جام قدس سرہٗ کا انتقال چھٹی صدی میں ہوا۔[1] اور ہمارے حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کی ولادت مبارک ۹۷۱ھ میں ہوئی۔

حضرت خلیل اللہ بدخشانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں حضرات نقشبندیہ میں ہندوستان مین ایک بزرگ پیدا ہوں گے، جو اپنے زمانے میں بے نظیر ہوں گے، افسوس کہ میں اس وقت تک زندہ نہ رہوں گا۔[2]

حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کا اپنی تحریر سے مقام عظمت

حضرت مولانا ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ”برکات احمدیہ زبدۃ المقامات“ میں تحریر فرماتے ہیں:

مجدد الف ثانی ہونے کا اظہار

ان مراتب بلند کا ان قطب البریہ (حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ) کے ساتھ مخصوص ہونے کا راز اس طرح ظاہر ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو مجدد اور منور کرنے والا بنایا تھا اور اس بات کو کئی بار آپ پر الہام کیا اور اس امر کے ظاہر کرنے کا حکم کیا، جیسا کہ خود ایک مکتوب میں آپ نے اس طرف اشارہ کیا ہے۔ اس لئے اس عظیم مرتبہ کے مالک کے لئے خصوصیات بلند کا ہونا ضروری ہے۔ اس مدعا کی طرف بھی آپ کے قلم محترم سے اشارہ ہوا ہے جہاں آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ

> ”اے فرزند یہ وہ وقت ہے کہ گزشتہ اُمتوں میں اس طرح کے ظلمت بھرے ہوئے وقت میں اولوالعزم پیغمبر مبعوث ہوتے تھے اور نئی شریعت کی بنیاد رکھتے تھے اور اس اُمت میں جو کہ خیر الامم ہے اور اس اُمت کے پیغمبر خاتم

---

[1] زبدۃ المقامات [2] حضرات القدس

Marfat.com

الرسل (رسولوں کے ختم کرنے والے) علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات علماء کو بنی اسرائیل کے انبیاء کا مرتبہ دیا ہے۔ علماء کے وجود کو انبیاء کے وجود کی بجائے کافی بنایا ہے، اسی لئے ہر سو سال پر اس اُمت کے علماء میں سے ایک مجدد متعین فرماتے ہیں جو شریعت کا احیاء کرتا ہے، خصوصاً ایک ہزار سال کے بعد کہ پہلی مرتبہ اُمتوں میں الوالعزم پیغمبروں کا وقت ہوتا تھا اور اس وقت میں ایک پیغمبر پر کفایت نہیں کرتے تھے، اس طرح کے وقت میں اس اُمت کے لئے ایک ایسے عالم کی ضرورت ہے جو معرفت تامہ رکھتا ہوتا کہ اولوالعزم انبیاء کے قائم مقام ہو۔

فیض روح القدس ارباز مدد فرماید
دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا می کرد

ترجمہ:...... اگر اللہ تعالیٰ القدس کا فیض نصیب ہوجائے تو دوسروں سے بھی وہی فیض جاری ہو جائے جو عیسیٰ علیہ السلام سے جاری ہوا تھا۔

اور دوسرے مکتوب میں اس مدعا کے بعد تحریر فرمایا ہے کہ

"اے بھائی یہ بات آج کل اکثر لوگوں پر گراں ہے اور ان کی سمجھ سے بعید ہے۔ اگر انصاف سے دیکھیں اور ایک دوسرے کے علوم و معارف کا موازنہ کریں اور احوال کے صحت و سُقم کا شریعت کی مطابقت یا عدم مطابقت کے اعتبار سے ملاحظہ کریں اور شریعت و نبوت کی توقیر و تعظیم کو دیکھیں کہ ان میں کون ایک سے زیادہ ہے تو شاید ان کا استبعاد دور ہوجائے۔

انہوں نے دیکھا ہوگا کہ فقیر نے اپنے کتب و رسائل میں لکھا ہے کہ طریقت و حقیقت خادمان شریعت ہیں اور نبوت ولایت سے افضل ہے اگرچہ اُسی نبی کی ولایت ہو اور لکھا ہے کہ کمالات نبوت کے مقابلہ میں کمالات ولایت کی کوئی قدر نہیں۔ کاش کہ اس کو وہی نسبت حاصل ہوتی جو قطرے کو سمندر سے ہے۔"

مکتوبات ۱؍۳۰ میں بھی کچھ مضمون اسی طرح کا ہے لیکن حضرات القدس (۲) کے حصہ

Marfat.com

چہارم میں اوپر کا مضمون بعینہٖ موجود ہے۔

اور اس کے مثل آپ نے بہت زیادہ تحریر فرمایا ہے خصوصاً اس مکتوب میں جو اپنے فرزند کے نام تحریر فرمایا ہے اور اس میں طریق کا بیان کیا ہے وہاں دیکھیں (آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ)

''اس گفتگو سے مقصود حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی نعمت کا اظہار ہے اور اس طریقت کے طالبوں کو اس کی ترغیب دلانا ہے۔ دوسروں پر اپنے آپ کو فضیلت دینا مقصود نہیں ہے۔ خدائے بزرگ و برتر کی معرفت اس شخص پر حرام ہے جو کافر فرنگ سے بھی اپنے کو بہتر جانے چہ جائیکہ بزرگان دین سے اپنے آپ کو افضل جاننا۔

ولی چوں شہ مرا برداشت از خاک
سزد گر بگذرانم سرز افلاک
من آن خاکم کہ ابرِ نو بہاری
کند از لطف برمن قطرہ باری
اگر بر روید از تن صد زبانم
چو سوسن شکرِ لطفش می توانم

ترجمہ:

اُٹھایا شہ نے مٹی سے تو حق ہے — کہ میں اونچا کروں سر آسماں سے
اسی مٹی پہ بارانِ بہاراں — ہوا کرتا ہے لطف مہرباں سے
اگر ہوں سو زبانیں مثلِ سوسن — ادا ہو شکر کیوں کر! کسی زباں سے

حضرت مولانا ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

''میرے دل میں یہ بات گزرتی تھی کہ جب اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے آپ کو مجدد الف بنایا ہے اگر علمائے وقت اس بات کو تسلیم کر لیتے تو پوری تائید حاصل ہو جاتی یہاں تک کہ ایک روز یہی خطرہ اس وقت دل میں گزرا جب کہ میں حضرت (مجدد رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں بیٹھا تھا، آپ نے اس ناچیز کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی کہ علوم عقلیہ ونقلیہ میں اور بلند

Marfat.com

مرتبہ تصانیف کے لحاظ سے دیارِ ہند میں ان کے کوئی مثل نہیں، انہوں نے ایک خط مجھ کو لکھا تھا اور مسکراتے ہوئے بیان فرمایا کہ ان تعریفی کلمات میں سے ایک کلمہ یہ تھا:

''مجدد الالف الثانی (یعنی الف ثانی کے مجدد)

یہ بات مخفی نہ رہے کہ ایک رات مولانا مذکور (عبدالحکیم سیالکوٹی) نے واقعہ میں حضرت (مجدد رحمۃ اللہ علیہ) کو دیکھا کہ آیت قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ (تم کہو اللہ پھر ان کو چھوڑ دو)[1] پڑھی تو اس واقعہ کے دیکھنے کے بعد انہوں نے حضرت (مجدد رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں آ کر طریقہ کی تعلیم حاصل کی اور حقیقی مخلصوں میں سے ہو گئے۔ ظاہری ملاقات سے پہلے کہا کرتے تھے کہ میں حضرت (مجدد رحمۃ اللہ علیہ) کا اویسی ہوں اس لئے تجدید الف کے اس مرتبہ کے حامل کو اگر ان خصوصیات سے نوازا ہو جن کا ذکر ہو رہا ہے تو یہ عجیب و غریب نہیں ہے۔''

حضرت کشمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''زبدۃ المقامات'' میں ان خصوصیات و فضائل و کمالات کا تذکرہ فرمایا ہے:

۱۔ مرشد عالی مرتبت کی خدمت میں پہنچنے سے کئی سال پہلے پیر بزرگوار پر آپ کی قطبیت کی استعداد کا ظاہر ہونا۔

۲۔ آپ کے عالم افروز نور کو آپ کے معاملہ کے ظاہر ہونے سے کئی سال پیشتر ایک عظیم شمع کی صورت میں دیکھنا جیسا کہ پہلے بیان ہوا۔

۳۔ خواجہ ذوالمکاشف (یعنی حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ) کا حضرت (مجدد رحمۃ اللہ علیہ) کے ابتدائے سلوک میں ایک مخلص کو تحریر فرمانا کہ فلاں (یعنی حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ) ایک چراغ کی طرح ہیں کہ ان سے سارا عالم منور ہو گا۔[2]

۴۔ احوال و کمال کے طالب ایک مخلص سے فرمانا کہ جب وہ (حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ) آئیں تو اُن سے درخواست کروں گا تو وہ پانچ چھ دنوں میں تمہارے کام کو انتہا تک پہنچا دیں گے۔

۵۔ مرادیت اور محبوبیت کے مرتبے کا خصوصیت کے ساتھ حضرت (مجدد رحمۃ اللہ علیہ) کے لئے حاصل ہونا اور پیر عالی منقبت کا آپ کو اس کی خوشخبری دینا۔

---

[1] سورۃ الانعام:۹۱ [2] مکتوبات خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ مکتوب ۶۵

Marfat.com

۶۔ آپ کا اپنے پیر بزرگوار کی خدمت میں اس تیزی کے ساتھ سیر و سلوک کے منازل طے کرنا کہ اڑھائی مہینے میں کمال تک پہنچ گئے۔

۷۔ اپنے فیض طلب کرنے والوں کو اپنی زندگی ہی میں پیر عالی مرتبت کا آپ کے حوالہ کر دینا۔[1]

۸۔ پیر دستگیر کا آپ کو آفتاب شہود اور اپنے کو بوقلمون فرمانا۔[2]

۹۔ پیر بزرگوار کا آپ کو تحریر فرمانا کہ ایک مدت ہوئی کہ درگاہِ ولایت میں میں نیاز نہیں بجالایا ہوں۔[3]

۱۰۔ مرشد عالی مرتبت کا آپ کو تحریر فرمانا کہ فقیروں کی بات آپ کی خدمت میں تحریر کرنا بے شرمی ہے۔[4]

۱۱۔ صفا کیشوں کے سردار (حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ) کا آپ کو تحریر فرمانا کہ ہم کو اپنی حد کو دیکھنا چاہئے اور فضول باتوں سے پرہیز کرنا چاہئے۔[5]

۱۲۔ مقتدائے جہاں (حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ) کا تحریر فرمانا کہ لِلْاَرْضِ مِنْ کَاْسِ الْکِرَامِ نَصِیْبٌ (زمین کے لئے سخیوں کے پیالہ سے حصہ ہے)۔[6]

۱۳۔ اولیائے کے مقتدا (حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ) کا تحریر فرمانا کہ شیخ الاسلام انصاری قدس سرہٗ نے فرمایا کہ میں خرقانی کا مرید ہوں لیکن اگر خرقانی اس زمانہ میں ہوتے تو اپنی پیری کے باوجود میری مریدی کرتے، یعنی میرا حال تمہارے ساتھ ایسا ہی ہے۔[7]

۱۴۔ تحریر فرمانا کہ ہمارا خط نہ لکھنا استغنا کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اشارہ پر موقوف ہے۔[8]

۱۵۔ خواجہ عالیشان کا اپنے احوال عالیہ کو آپ کے مکاشفہ کی نظر سے تحقیق کرنا اسی طرح اپنے دوستوں کے حالات کا غائبانہ آپ سے دریافت فرمانا۔

۱۶۔ سب سے عجیب بات ان بزرگوار (حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ) کا آپ سے استفاضہ فرمانا۔

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی وہ خصوصیات جو آپ پر اُفق مبین کی طرح ظاہر اور نمایاں ہوئیں

---

[1] مکتوب ۸، ۱۷، ۱۸۔ ذمیمہ مکتوب ۸۳ وغیرہ [2] ضمیمہ مکتوب ۸۴۔
[3] ایضاً مکتوب ۸۵۔ [4] ایضاً مکتوب ۸۵ [5] ایضاً مکتوب ۸۵
[6]، [7]، [8] مکتوبات باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ، مکتوب ۸۳۔

Marfat.com

نیز خود آپ نے تحریر و تقریر کے ذریعے صراحۃً و کنایۃً ان کی طرف اشارہ فرمایا۔

حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کو تمام نسبتوں سے نوازا گیا

منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ اپنے پیر بزرگوار سے نسبتہائے عالیہ کے افاضہ کے بعد دوسرے طریقوں کے تمام مشائخ نے سُرخ گلاب کی طرح تربیت کا ہاتھ پکڑ کر آپ کو اپنی خاص نسبتیں عطا فرمائیں۔

ولایت و کمالات نبوت کی نسبتیں

ولایت اور اقتباس کمالات نبوت کی جو نسبتیں بعض اولیاء رحمۃ اللہ علیہم سے ظاہر ہوئیں اور بعض سے نہیں ظاہر ہوئیں حضرت (مجدد رحمۃ اللہ علیہ) کو ان تمام نسبتوں سے نوازا۔ اور آپ کو ہر ایک کی معرفت سے سرفراز فرمایا، جیسا کہ بارہا آپ نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ اس کمترین بندہ کے حق میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے کمال عنایات میں سے یہ ہے کہ اس راہ کا کوئی کوچہ ایسا باقی نہیں رہا جس سے اس حقیر کو نہ گزارا ہو۔ اور سریان و معیت، احاطت و وحدت، تشبیہ و تنزیہ، اس جہانی اور آنجہانی اسرار اور وجوبی و امکانی نسبتہائے عالیہ سے علیحدہ علیحدہ کرم محض سے بہرور فرمایا۔

آسمانوں کا علم

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ المقدس نے آپ کو آسمانوں کا علم عطا فرمایا جیسا کہ آپ نے خود اشارہ کیا ہے۔

حضرت خضر و الیاس علیہما السلام سے ملاقات

منجملہ ان کے کہ یہ حضرت خضر و الیاس علیہما السلام نے آپ سے ملاقات کر کے اپنی زندگی اور موت کی حقیقت بیان کی جیسا کہ حضرت (مجدد رحمۃ اللہ علیہ) قدس سرہٗ نے ایک مکتوب میں اس کی تصریح کی ہے۔

علوم لدنی

سلوک روحانی کی ابتداء میں حضرت خضر علیہ السلام نے آپ کو علوم لدنی سے نوازا۔

Marfat.com

علم کلام کا مجتہد

حضرت خاتمیت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ نے آپ کو علم کلام کا مجتہد بنایا اور اس کی خوشخبری کے ساتھ نوازا جیسا کہ خود آپ نے اپنے ایک مکتوب میں بیان فرمایا ہے۔

بخشش کی خوشخبری

ایک دن آپ مراقبہ کے حلقہ میں تھے، انکسار کی وجہ سے اعمال کی کوتاہی پر نظر تھی کہ ایک آواز پہنچی کہ غَفَرْتُ لَكَ وَلِمَنْ تَوَسَّلَ بِكَ بِوَاسِطَةٍ اَوْ بِغَيْرِ وَاسِطَةٍ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (یعنی میں نے تجھ کو بخش دیا اور اس کو جو تمہارے ذریعے وسیلہ ڈھونڈے بالواسطہ یا بغیر واسطہ کے قیامت کے دن تک بخش دیا) اور اس کے اظہار کا حکم دیا گیا جیسا کہ آنحضرت قدس سرہٗ نے خود رسالہ مبداء معاد کے ایک فقرہ میں اس بات کو تحریر فرمایا ہے۔

آپ متقیوں میں سے ہو

آپ کو خطاب کیا گیا کہ اِنَّكَ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ (بے شک تم متقیوں میں سے ہو) اور اس خطاب کا سبب یہ ہوا کہ ایک دن اپنے وفات پائے ہوئے فرزند کی روح کو ایصال ثواب کے لئے کھانا پکوایا تو غلبۂ انکسار کی وجہ سے آپ کی زبان سے نکلا کہ یہ صدقہ ہماری طرف سے کس طرح قبول ہوگا جب کہ اللہ تعالیٰ صدقہ قبول کرنے کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ (اللہ تعالیٰ صرف متقیوں سے قبول کرتے ہیں) ابھی یہ فرما ہی رہے تھے کہ ندا آئی اِنَّكَ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ (بے شک تم متقیوں میں سے ہو)

نماز تہجد کے لئے غیبی اذان و آواز

آپ فرمایا کرتے تھے کہ تہجد کے لئے میں کبھی خود سے نہیں اُٹھا بلکہ ہمیشہ اذان، اعلام، صدا اور اس کی قسم کی چیزوں سے رات کی آخری تہائی میں بیدار کیا گیا بلکہ ایک بار تو صریحاً آواز آ پہنچی میں بیدار ہوا تو میں نے کہا کہ میں کون ہوں کہ خود سے اُٹھوں اور اللہ تعالیٰ کی اِطاعت اور بندگی میں اُلجھوں، پھر سو گیا۔ ایک لمحہ نہ گزرا تھا کہ ہر طرف سے اذان و اعلام کی آواز آنے لگی۔

Marfat.com

جنازہ میں شرکت پر مغفرت

آپ کو بشارت دی گئی کہ آپ جس جنازہ میں شریک ہوں گے وہ میت مغفور ہے۔ نیز مقبرہ میں آپ مردوں کے لئے مغفرت طلب کرتے تو آپ کو الہام کیا جاتا کہ عذاب اہل قبر سے اُٹھالیا۔

تمام عبادات کے قبول ہونے کی بشارت

بشارت دی گئی کہ جو علوم آپ نے زبان سے فرمائے یا تحریر کئے، وہ سب ہماری طرف سے اور ہمارے کہے ہوئے ہیں۔ خصوصاً وہ علوم جن میں آپ کو کسی طرح کا تردّد ہوا ہو آپ نے اس کی حقیقت اور صدق کو ظاہر کیا ہے۔

شریعت کا مجسم نظر آنا

آپ نے فرمایا کہ شریعت کو میں نے دیکھا کہ ہمارے محلے میں اُتری جس طرح قافلہ سرائے میں اُترتا ہے۔

مخدوم و خادم کی بخشش سنت رسول ﷺ پر عمل کی وجہ سے ہے

آپ نے فرمایا کہ رمضان کے آخری عشرے میں تراویح ادا کرنے کے بعد میں نے اپنے اندر سُستی محسوس کی چنانچہ میں بستر پر لیٹنے کے لئے گیا۔ لیٹے وقت سستی کے غلبہ کی وجہ سے میں دائیں پہلو پر جیسا کہ مسنون ہے لیکن بائیں پہلو پر لیٹ گیا۔ دراز ہونے کے بعد خیال آیا کہ ترکِ سنت ہو گیا۔ کاہلی کی وجہ سے نفس نے باور کرایا کہ سہو و نسیان کی وجہ سے ایسا ہوا ہے لیکن ترکِ سنت کا خوف نہیں گیا۔ آخر کار پورے طور پر اُٹھ کر دائیں کروٹ پر لیٹ گیا۔ اس عمل کے فوراً بعد کرم الٰہی سے بے انتہاء انوار کی فیوضات ظاہر ہوئیں اور ندا آئی کہ تم نے جو اس قدر رعایت کی تو میں آخرت میں تم کو کسی طرح کا عذاب نہ دوں گا اور تمہارے اس رعایت کی وجہ سے تمہارے اُس خادم کو بھی بخش دیا جو اس وقت تمہارا پاؤں دبا رہا تھا۔

حضرت سیدنا خاتم النبیین ﷺ کی طرف سے پروانہ

اسی رمضان کے آخری عشرہ میں آپ نے فرمایا کہ آج ایک عجیب معاملہ گزرا۔ میں

Marfat.com

اپنے فرش پر لیٹا ہوا تھا میری آنکھ لگ گئی تو محسوس ہوا کہ کوئی دوسرا آدمی آ کر میرے فرش پر بیٹھ گیا میں کیا دیکھتا ہوں کہ سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں اس لئے آیا ہوں کہ تمہارے لئے اجازت نامہ لکھوں اور اب تک میں نے کسی کے لئے اس طرح کی تحریر نہیں لکھی۔ میں نے دیکھا کہ اس اجازت نامہ کے متن میں وہ الطاف عظیمہ درج تھیں جو اس دنیا سے تعلق رکھتی ہیں اور اس کی پشت پر وہ عنایات کثیرہ درج تھیں جو اس عالم سے تعلق رکھتی ہیں جیسا کہ اس بات کو دفتر سوم کے ایک مکتوب[1] میں آپ نے تحریر فرمایا ہے۔

نیز حضرت مولانا ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''زبدۃ المقامات'' میں اپنا واقعہ تحریر کرتے ہیں۔

''آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بشارت ملی کہ کل (قیامت کے دن) کئی ہزار آدمیوں کو تمہاری شفاعت سے بخش دیں گے۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ جس روز سید انس و جان (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے آپ کو یہ بشارت ملی اس کے شکرانہ میں آپ نے کھانے کی دعوت کی اور قصہ بیان کیا۔ بندہ نے عرض کیا کہ اس معرفت کی تقریب میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے جو فرمایا کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَنِیْ صِلَةً بَیْنَ الْبَحْرَیْنَ......الخ (شکر ہے اس اللہ کا جس نے مجھے دو دریاؤں کے درمیان صلہ بنایا) میرے اور یک عزیز کے درمیان اختلاف ہوا وہ کہتا تھا کہ اللہ کی قسم اس قسم کا عظیم معاملہ جس کا اشارہ سرور دین و دنیا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے ہو لازمی ہے کہ وہ وقوع میں آئے۔ جیسا کہ مہدی موعود علیہ الرضوان کے سلسلے میں واقع ہوا۔ میں نے اس سے کہا تم کس طرح ایسی بات کہتے ہو جب کہ احادیث میں اس قسم کا اشارہ وارد نہیں ہوا ہے اور ہم کو تمام احادیث کا علم بھی نہیں ہے؟ اس عزیز نے کہ شیخ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث کی کتاب الجمع الجوامع میرے پاس ہے، بہت کم حدیث ہے جو اس میں نہ ہو۔ آؤ مل کر اس اُمت کے فضائل کے باب میں تلاش کریں۔ درمیان میں ایک حدیث نکل آئی جو اس دعویٰ پر پورے طور پر دلالت کرتی تھی اور وہ حدیث یہ ہے یَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ رَجُلٌ یُّقَالُ لَهٗ صِلَةٌ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَتِهٖ کَذَا وَکَذَا (یعنی میری

[1] دفتر سوم مکتوب نمبر ۱۰۶

Marfat.com

امت میں ایک شخص ایسا ہوگا جس کو صلہ کہا جائے گا اس کی شفاعت سے اتنے لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔ میں نے ان فاضل سے کہا کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ یہ حدیث آپ کی حالت کی طرف اشارہ ہو۔ انہوں نے کہا احتمال رکھتا ہے اور خاموش ہو گئے۔ آپ کے قلم کی زبان سے صراحۃً صلہ ہونے کو میں سُن چکا تھا اور نظر دوسرے مقولہ یعنی شفاعت پر تھی۔ اللہ کا شکر ہے کہ وہ خوشخبری بھی امید کے کان میں پہنچی۔ آنحضرت (مجدد رحمۃ اللہ علیہ) نے تبسم فرمایا اور اس کا شکریہ زبان سے بجالا کر اس بندے کے حق میں بہت زیادہ التفات فرمایا۔

ولایت کے درجوں کے انوار و برکات

آپ کو حضرت خاتمیت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ کی متابعت کے سات درجات کے انوار و برکات کے ساتھ مشرف فرمایا۔ ان سات درجات کی تحقیق اور آپ کے حق میں اس دولت کے حصول کی تحقیق دفتر دوئم کے مکتوب نمبر ۵۰ میں تحریر فرمائی ہے۔ پڑھنے والے آپ کے مرتبہ کی بلندی وہاں سے معلوم کر سکتے ہیں۔

خناس و وسواس سے نجات

اللہ تعالیٰ نے خناس اور وسواس کو اپنے کرم محض سے آپ کے بے کینہ سینہ سے باہر نکال دیا تھا جیسا کہ خود فرماتے تھے کہ میں نماز چاشت میں مشغول تھا۔ تو دیکھا کہ ایک عظیم بلا اچانک میرے سینے سے باہر نکل گئی۔ اس کے بعد دکھائی دیا کہ اس کے آشیانہ کو بھی سینہ سے دور کر دیا اور بہت سی تاریکیاں جو اس کے اطراف میں تھیں ان کا کوئی اثر نہیں رہا اور ایک عجیب قسم کا شرح صدر ہوا اور بتایا کہ تمہارے سینے سے جو باہر نکلا وہ خنّاس تھا جس سے پناہ مانگنے کا حکم پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیا گیا تھا، نیز یہ بھی ظاہر کیا کہ جو خطرات اصول دین میں پیدا ہوتے ہیں ان کے پیدا ہونے کا سبب یہی خناس ہے جو سینہ میں آشیانہ رکھتا ہے اور ہر وقت نیش زنی کرتا ہے۔[1]

شرک خفی سے نجات

محض عنایت کے ذریعے شرک خفی کو آپ کی عبادت سے دور کر دیا۔ آپ فرماتے تھے کہ

[1] زبدۃ المقامات

Marfat.com

چند روز تک اپنے اعمال کی کوتاہی کا خیال اس طرح مسلط تھا کہ جب نماز میں سورۃ فاتحہ میں لفظ إِيَّاكَ نَعْبُدُ (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں) پر پہنچتا تو حیران ہو جاتا تھا کہ اگر اس لفظ کو پڑھوں اور اس کے مفہوم کے مطابق میں ثابت نہ ہوں تو دورانِ قرأت آیت کریمہ لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ [1] (کیوں تم وہ بات کہتے ہو جو نہیں کرتے ہو) کا مصداق ہو جاؤں گا اور اگر نہ پڑھوں تو اس کے بغیر نماز درست نہ ہوگی، یہاں تک کہ حضرت حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے محض کرم کی بناء پر شرک کو میری عبادت سے اُٹھالیا اور اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ [2] (خبردار اللہ ہی کے لئے خالص دین ہے) کی نعمت ظاہر ہوئی۔ الحمدللہ علی ذالک [3]

فقہ حنفی اور فقہ شافعی کی حقیقت کا عیاں ہونا

آپ کو آں سرور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے غایت اتباع اور رسوخ علم اور امام اعظم ابوحنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ اور امام مکرم شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے تلامذہ رحمۃ اللہ علیہم کے مطابق عمل کرنے کی وجہ سے فنا اور بقا ظاہر ہوئی۔ چنانچہ میرا التعین جاتا رہا اور یہ حالت بہت دیر تک رہی یہاں تک کہ اسی دن عصر کی نماز کے بعد دیکھا کہ امام الائمہ سراج الامۃ ابوحنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ اپنے تمام شاگردوں اور مذہب کے تمام علمائے مجتہدین کے ساتھ میرے اردگرد جمع ہیں اور میرا احاطہ کرلیا ہے اور امام موصوف کے بعض اساتذہ مثلاً ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ بھی نظر آئے۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ امام (ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) اور ائمہ کرام میں سے ہر ایک کے انوار مجھ میں داخل ہوئے اور میں نے ان کے انوار سے تعین اور بقاء کو پایا میں ان سبھوں کا مجسمہ انوار ہوگیا اور ہر ایک کے نور کو الگ الگ اپنے اجزاء میں دیکھا۔ اس معاملہ کے دو تین دن بعد اسی قسم کے تعین و بقا کا معاملہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے تلامذہ اور ان کے علمائے مذہب کے ساتھ ظاہر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ علمائے حنفیہ مجھ سے باہر نکلے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنے تلامذہ اور مجتہدین مذہب کے ساتھ مجھ میں داخل ہو گئے اور پہلی جماعت کی طرح ان کے انوار میرے اجزاء بن گئے۔ چند ساعت کے بعد دیکھا کہ انوار حنفیہ پہلے کی طرح لوٹ آئے۔ اب میں خود کو فریقین کے انوار کے ساتھ متحقق پاتا ہوں اس کے بعد فرمایا کہ اس وقت ایسا دکھائی دیا کہ حق ان دونوں اماموں سے باہر نہیں ہے، جو کچھ حنفی سے رہ گیا اس کو شافعیؒ نے اختیار

---

1. سورۃ کہف: ۲   2. سورۃ الزمر: ۳۔   3. زبدۃ المقامات

Marfat.com

کیا۔ اور ان سے تجاوز نہ کیا۔ دو تہائی حصہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے لئے اور ایک تہائی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے مسلم ہے۔[1]

ہندوستان میں انبیاء علیہم السلام کا وجود مبارک

آپ پر ظاہر کیا گیا کہ ہندوستان میں انبیاء علیہم السلام تھے جن میں سے بعض پر تین آدمی اور بعض پر ایک آدمی ایمان لائے اور تین آدمیوں سے زیادہ کسی پر ایمان نہ لائے۔ نیز انبیاء میں سے بعض کے قبور متبرکہ بھی دکھلائی گئیں جہاں وہ آسودہ ہیں۔ اور ان کے انوار کا مشاہدہ کیا۔[2]

حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کی خدمت میں قیامت تک کے مریدوں کو پیش کیا گیا

آپ نے فرمایا کہ جو لوگ ہمارے طریقے میں قیامت تک بالواسطہ یا بلاواسطہ داخل ہوں گے خواہ مرد ہوں یا عورتیں، سبھوں کو ہماری نظر کے سامنے لایا گیا اور نام و نسب، مولد اور مسکن مجھے بتایا۔ اگر میں چاہوں تو سب کو ایک ایک کر کے بیان کر دوں۔[3]

حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ پر اُن لوگوں کا حال جو کسی نبی کو نہ پا سکے، منکشف ہوا

منجملہ ان کے یہ ہے کہ دور دراز پہاڑی علاقوں میں رہنے والے جن تک کسی نبی کا پیغام نہ پہنچا اور رسولوں سے خالی زمانہ کے مشرکین کے اُخروی احوال کے متعلق ماتریدیہ کہتے ہیں کہ یہ جماعت دوزخ میں ہوگی اور اشعریہ اس کے خلاف ہیں، لیکن حضرت (مجدد رحمۃ اللہ علیہ) پر اس طرح منکشف کیا گیا کہ بعثت اور احیائے اُخروی کے بعد ان کو مقام حساب میں رکھ کر ان کے جرم کے مطابق عتاب و عذاب دیا جائے گا اور حقوق کے پورے طور پر وصول کر لینے کے بعد غیر مکلف حیوانات کی طرح ان کو بھی معدوم مطلق اور لاشئے محض بنا دیں گے۔ اور ان دو اُمور کی تحقیق دفتر اول مکتوب نمبر ۲۵۹ میں مذکور ہے۔ اس انکشاف کے تحریر کرنے کے بعد اسی مکتوب میں فرمایا ہے کہ اس عجیب مسئلہ کو جب انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کیا تو ان سبھوں نے تصدیق فرمائی اور تسلیم کیا۔ العلم عند اللہ سبحانہٗ

---

[1] مکتوبات دفتر اول، مکتوب نمبر ۲۵۹ [2] زبدۃ المقامات [3] ایضاً

Marfat.com

قضائے مبرم معلق کے اسرار

قضائے مبرم کی ایک قسم کے حکموں میں سے ایک حکم آپ کی درخواست کی وجہ سے مقبول ہوا۔ اور قضائے مُبرَم و معلق اور محو واثبات کی جو قسمیں ہیں ان کے اسرار کی اطلاع کے ساتھ آپ کو مخصوص بنایا۔ جیسا کہ اجمالاً آپ کے ایک خلیفہ شیخ طاہر کے حال کے بیان میں ان شاءاللہ تعالیٰ ذکر ہوگا۔[1]

متشابہات قرآنی وحروف مقطعات قرآنی کے رموز

آپ کو علمائے راسخین میں سے اور متشابہات قرآنی کے اسرار منکشف کرنے والوں اور مقطعات قرآنی کے رموز کے واقف کاروں میں سے بنایا جیسا کہ آپ نے خود فرمایا ہے اور تحریر کیا ہے کہ:

"یہ فقیر ایک مدت تک متشابہات کے راز کو حضرت حق سبحانہٗ کے علم کے حوالہ کرتا تھا۔ اور علمائے راسخین کے لئے متشابہات پر ایمان لانے کے سوا حصہ نہیں سمجھتا تھا اور جو تاویلات کہ بعض علمائے صوفیہ نے بیان کی ہیں ان کو ان متشابہات کی شان کے لائق نہیں جانتا تھا۔ اور ان تاویلات کو اسرار میں نہیں سمجھتا تھا کہ پوشیدہ رکھے جانے کے لائق ہوں جیسا کہ عین القضاۃ رحمۃ اللہ علیہ نے الف لام میم سے الم مراد لئے جو درد کے معنی میں ہیں اور عشق کے لئے لازم ہے اور اسی طرح کی دیگر تاویلات ہیں۔ آخر کار جب حضرت حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے محض فضل سے متشابہات کی تاویلات کا ایک شمہ اس فقیر پر ظاہر کیا اور ایک نہر اس دریائے بے پایاں سے اس مسکین کے استعداد کی زمین کی طرف کھول دیا تو معلوم ہوا کہ علمائے راسخین کو متشابہات و مقطعات کی تاویل میں کافی حصہ ملا ہے۔"[2]

اور جس طرح کہ بعض نے وجہ سے ذات اور ید سے قدرت مراد لیا ہے تو یہ بھی نہیں ہے بلکہ ان کی تاویل ان اسرار نمامضہ میں سے ہے جو اخص الخواص پر ظاہر کئے ہیں، حروف مقطعات

---

[1] دفتر اول مکتوب نمبر ۲۱۷ [2] مکتوب نمبر ۱۲ ۷، دفتر دوم

Marfat.com

کے متعلق کیا کہوں کہ ان حروف میں سے ہر حرف عاشق ومعشوق کے خفیہ رازوں کا موجیں مارتا ہوا ایک سمندر ہے اور محب ومحبوب کے دقیق رموز میں سے ایک رمز ہے۔ اور محکمات اگرچہ اُمہات کتاب ہیں لیکن ان کے نتائج وثمرات وہ متشابہات ہیں۔ کتاب کے مقاصد متشابہات ہیں اور اُمہات کی حیثیت وسائل سے زیادہ نہیں۔ عالم راسخ وہ شخص ہوتا ہے جو اس کو اس کے ساتھ جمع کرے اور حقیقت کی صورت گری کر سکے اور جو شخص محکمات کے علم اور ان کے مطابق عمل کے بغیر متشابہات کی تاویل ڈھونڈتا ہے اور صورت کو چھوڑ کر حقیقت کی طرف دوڑتا ہے وہ شخص جاہل ہے اور اپنے جہل سے بے خبر اور گمراہ ہے اور اسے اپنی گمراہی کا شعور نہیں ہے۔[1]

نیز تحریر فرمایا ہے کہ

"متشابہات کی تاویل کا علم رسولوں کے ساتھ مخصوص ہے علیہم الصلوٰت والتسلیمات اور اُمتیوں میں سے شاید بہت ہی کم تعداد کو تبعیت اور وراثت کے طور پر اس علم کا کچھ ذوق بخشا ہے اور اس دنیا میں متشابہات کے جمال سے برقع ان لوگوں کے لئے ہٹا دیتے ہیں، لیکن اُمید ہے کہ اخروی زندگی میں اُمت کے ایک جم غفیر کی اتباع کی برکت سے اس دولت تک رہنمائی کریں۔ اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ اس زندگی میں اقل قلیل کے علاوہ بعض دوسروں کو بھی اس دولت سے مشرف بنائیں لیکن حقیقت معاملہ کا علم نہیں دیتے اور تاویل کو منکشف نہیں کرتے ہیں۔ مختصر یہ کہ جائز ہے کہ متشابہات کی تاویل کا علم ان بعض کو حاصل ہو لیکن یہ نہ معلوم ہو کہ کیا حاصل ہوا اور اس کے لئے کہ متشابہات کنایہ ہیں معاملات سے اور جائز ہے کہ معاملہ تو حاصل ہو لیکن اس معاملہ کا علم حاصل نہ ہوا، اس معنی کو میں نے اپنے منتسبوں میں سے ایک فرد میں مشاہدہ کیا ہے دوسروں تک کیا پہنچے۔"[2]

حضرت مولانا محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ "میں نے جامع اسرار وعلوم خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے عزیز مدظلہما سے جو حضرت (مجدد رحمۃ اللہ علیہ) کے خصوصی اسرار کے محرم تھے،

---

[1] مکتوب نمبر ۱۸، مبدا و معاد [2] حضرات القدس، زبدۃ المقامات

Marfat.com

تنہائی میں بہت ہی عاجزی کے ساتھ دریافت کیا کہ آیا قرآن مجید کے حروف مقطعات میں سے کسی حرف کے متعلق حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ لوگوں کے سامنے کوئی اشارہ کیا ہے یا نہیں؟ اگر آپ کے درمیان بیان کیا ہے تو بندہ بھی اُمیدوار ہے کہ اشارہ سے سرفراز ہو تو فرمایا کہ کئی بار خلوتوں میں حضرت (مجدد رحمۃ اللہ علیہ) سے درخواست کی گئی کہ ان متشابہات و مقطعات کے اسرار میں سے کوئی رمز ظاہر فرمادیں تو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان اسرار کے بیان کرنے والوں کے خیمہ کے اردگرد شیطان ہمیشہ گھومتا رہتا ہے کہ شاید یہ ان اسرار کو دل سے زبان پر لائیں تاکہ چوری چھپے سن لے۔ اور علمائے راسخین میں سے جن کو ان اسرار کی اطلاع دی گئی ہے انہوں نے اس کو پوشیدہ رکھا ہے۔ ہم نے عرض کیا کہ حضرت آپ تو اس پر قدرت رکھتے ہیں کہ اسرار کو بیان فرمائیں اور اپنے اطراف سے شیطان کو دفع کریں جب ہماری درخواست پر اس پر اصرار حد سے بڑھ گیا تو آپ نے فرمایا کہ ان حروف میں ایک حرف کے راز کو ظاہر کرنے کے لائق دیکھا اور اس کے بیان پر میں مامور ہوا وہ حرف ق تھا۔ چنانچہ آپ نے اس کے راز کو بیان فرمایا اور ہم کو از خود رفتہ بنادیا نیز ہم کو اس کے ظاہر کرنے سے تاکید کے ساتھ منع فرمایا۔ اس لئے ہم کو معذور رکھو۔

جامع قطبیت

حضرت (مجدد رحمۃ اللہ علیہ) کو مقامات صغریٰ کی سیر میں قطبیت ارشاد اور قطبیت افراد کا جامع بنایا تھا اور یہ مرتبہ عالیہ نوادرات میں سے ہے جیسا کہ مبداء و معاد کے فقرہ مذکورہ میں بیان کیا گیا۔

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کے کمالات ولایات طالب کو دیکھتے ہی بتانا

مشارب نیز الانبیاء علیہم الصلوٰت والتحیات کے کمالات ولایات، اسی طرح یہ کہ کون طالب کن پیغمبر کے قدم پر ہے آپ پر مکشوف ہوگئے تھے۔ نیز ان مشارب میں ہر ایک کے قدموں میں تفاوت کو بھی آپ پر ظاہر فرمادیا گیا تھا، چنانچہ آپ فرماتے تھے کہ فلاں شخص ولایت موسوی میں سے ہے اور فلاں شخص فلاں مرکز کے نقطہ کے قریب اور فلاں دائرہ کے نزدیک ہے وغیرہ ذلک اور یہ نوادرات میں سے اور بہت ہی عظیم ہے۔

آپ کے مخلصوں میں سے ایک فقیر نے بیان کیا کہ آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اے

Marfat.com

فلاں! تم ولایت ابراہیمی (علیٰ صاحبہا السلام) سے ہو۔ اس فقیر کے دل میں آیا ہوگا کہ اگرچہ حضرت (مجدد رحمۃ اللہ علیہ) کا علم اس بارے میں کافی ہے لیکن اگر مجھ کو بھی کسی طرح حضرت (مجدد رحمۃ اللہ علیہ) کی توجہ سے معلوم ہو جاتا تو عنایت ہوتی۔ اسی رات معاملہ دیکھا کہ حضرت خلیل الرحمٰن (علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) بہت ہی شان و شوکت اور نورانیت کے ساتھ موجود ہیں اور حضرت (مجدد قدس اللہ سرہٗ الاقدس) آں حضرت علیہ السلام کی خدمت میں پورے طور پر باادب کھڑے ہیں میں اور دوسرے لوگ جنہیں ولایت ابراہیمی کی بشارت دی گئی تھی حاضر ہوئے۔ حضرت (مجدد رحمۃ اللہ علیہ) نے ہمارے ہاتھوں کو پکڑ کر حضرت خلیل (علیہ السلام) کے قدم مبارک میں ڈال دیا، ہم آپ کے قدم کو بوسہ دے کر واپس لوٹ گئے۔ یہ راوی بیان کرتا ہے کہ اس واقعہ کے دیکھنے کے بعد جب آپ کی خدمت اقدس میں پہنچا تو آپ نے تبسم فرمایا اور فرمانے لگے کہ جو کچھ ہم نے کہا ہے اس میں تردد کی گنجائش نہیں ہے، کیا تمہیں معلوم نہیں کہ طالبوں کو دقائق احوال اور مشرب و استعدا کا علم کس طرح دیتے ہیں؟ بہت سی صدیوں میں جا کر خواص کاملین میں سے کسی ایک کو ان علوم کی دولت سے نوازتے ہیں۔ کیا تم نہیں جانتے کہ شیخ نجم الدین کبریٰ قدس سرہٗ جیسے بزرگ کہ اپنے زمانہ کے اولیاء کے قطب تھے ان کو معلوم نہ تھا کہ کن نبی کے قدم پر ہیں؟ یہاں تک کہ اس امر کی تحقیق کی نیت سے اپنے طالبوں میں سے ایک کو ایک دوسرے بزرگ قدس سرہٗ کے پاس بھیجا جنہیں ان اسرار کے علم سے نوازا گیا تھا، شیخ (نجم الدین کبریٰ) کے احوال دریافت کرتے ہوئے اُن بزرگ نے اس طالب سے فرمایا کہ ہمارا جہودک (یہودی بچہ) کیسا ہے؟ وہ مرید اس بات سے رنجیدہ اور حیران ہو کر شیخ (نجم الدین کبریٰ) کی خدمت میں واپس آیا اور جو کچھ سنا تھا وہ بیان کر دیا۔ شیخ خوشی سے جھومتے ہوئے اُٹھے اور کہا کہ میرا مقصد حاصل ہوا اور معلوم ہو گیا کہ ہم کلیم اللہ علیہ السلام کے قدم پر ہیں۔ یہود ان کی اُمت کو کہتے ہیں اور یہ کلام ان بزرگ کی طرف سے ہمارے لئے ان کی ولایت کے اتباع کی طرف اشارہ ہے۔[1]

قدرت کی طرف سے تصرف

حضرت حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے آپ کو محض کرم سے قدرت عطا فرمائی تھی اور تصرف بخشا

---

[1] زبدۃ المقامات

Marfat.com

تھا کہ ایک شخص کو جو کسی ولایت و مشرب میں ہوتا اس کو اس سے اوپر والی ولایت میں پہنچا دیتے تھے جیسا کہ آپ نے مخدوم زادہ بزرگ کو تحریر فرمایا تھا کہ تم کو ولایت موسوی کے بعد ولایت محمدیؐ کی طرف لایا گیا اور یہ عجائب روزگار اور عظیم ترین تصرفات میں سے ہے[1]

تعین وجودی اور تعین علمی کے اسرار

منجملہ ان کے یہ ہے کہ تعین وجودی اور تعین علمی جن کے متعلق کسی عارف نے اس حد تک زبان نہیں کھولی آپ پر ظاہر کئے گئے اور اس مرتبہ بلند اسرار و برکات سے آپ کو مشرف بنایا، جیسا کہ آنحضرت قدس سرّہٗ نے اس امر کی تحقیق جلد سوم مکتوب ۸۹ میں کی ہے۔

قلوب خمسہ کے اسرار

آپ کو قلوب خمسہ کے معاملات کے اسرار سے نوازا ہے۔ خصوصاً اس عظیم مرتبہ کے ساتھ جو پانچویں قلب کے ساتھ متعلق ہے اور وہ نادر مقامات میں سے ہے جیسا کہ خود مبداء و معاد کے بارہویں فقرہ میں آپ نے بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ:

فاذا بلغ العارف الاتم معرفتہٖ والاکمل شھوداتہ المقام العزیز وجودہ الشریف رُتبةُ یصیر ذٰلك العارف قلبًا للعوالم کلھا والظھورات جمیعھا وھو المتحقق بالولایة المحمّدیة والمشرف بالدعوة المصطفویّة علی صاحبھا الصّلوٰة والتّحیّة فالاقطاب والابدال والاوتاد داخلون تحت دائرة ولایة والافراد والاوحادُ وسائر فرق الاولیاء مندرجون تحت انوار ھدایة لما ھو نائب مناب رسول اللّٰہ والمھدیّ لھدیٰ حبیب اللّٰہ وھٰذہ النسبة الشریفة العزیز وجودھا مخصوصة باحدا لمرادین لیس للمریدین من ھٰذا الکمال نصیبٌ

---

[1] زبدۃ المقامات

Marfat.com

هٰذا هو النّهاية العظمىٰ والغاية القصوىٰ لو وجد بعد الوف سنة مثل هٰذا العارف لاغتنم وجوده ولسرى بركته الى مدّة مديدة و اٰجال متباعدة وهو الّذى كلامه دواءٌ ونظره شفاءٌ والمخضرت المهدى سيوجد علىٰ هٰذه النسبة الشريفه من هٰذه الامّة الخيرة ذلك فضل الله يؤتيه من يّشاء وَالله ذو الفضل العظيم۔

جب کوئی ایسا عارف جس کی معرفت مکمل تر اور جس کا حضور (شہود) کامل تر ہو اس مقام تک پہنچتا ہے جس کا وجود نادر ہے اور مرتبہ کے لحاظ سے شریف تر ہے تو ایسا عارف تمام جہانوں اور تمام ظہورات کا قلب بن جاتا ہے۔ یہی شخص ولایت محمدیہ ﷺ کا صحیح حقدار اور دعوات مصطفویہ کے ساتھ شرف اندوز ہوتا ہے علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ۔ چنانچہ اقطاب، اوتاد اور ابدال سب اس کے دائرہ ولایت کے تحت داخل ہوتے ہیں اور افراد اور آحاد و اولیاء کے تمام گروہ اسی کے انوارِ ہدایت کے ماتحت مندرج ہوتے ہیں، کیونکہ وہی رسول اللہ ﷺ کا قائم مقام ہوتا ہے اور اللہ کے حبیب (ﷺ) کی ہدایت کے ساتھ ہدایت یافتہ ہوتا ہے۔ یہ نسبت شریفہ جو بہت ہی کم پائی جاتی ہے مرادین میں سے کسی کسی کے ساتھ مخصوص ہے اس کمال میں مریدین کے لئے کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ یہ وہ عظیم الشان انتہاء اور بعید ترین غایت ہے کہ اس کے اوپر کوئی کمال کا درجہ ہی نہیں ہے اور اس سے زیادہ عزت والا اور کوئی عطیۂ الٰہی نہیں ہے۔ اگر اس انداز کا کوئی عارف کامل ہزاروں سال کے بعد بھی پایا جائے تو اُسے غنیمت سمجھا جائے گا۔ اس کی برکات طویل مدتوں اور بعید ترین عرصوں تک جاری رہتی ہے، یہی وہ عارف کامل ہے جس کی گفتگو روا ہے اور جس کی نظر شفا ہے۔ حضرت امام مہدی (رضی اللہ عنہ) اس

Marfat.com

بہترین اُمت کی اسی نسبت شریفہ کے ساتھ عنقریب تشریف لائیں گے۔
یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے، اور اللہ بہت ہی بڑے فضل والا ہے۔''

حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کی دنیا کو آخرت بنا دیا گیا

آپ کی دنیا کو کرم محض سے آخرت بنا دیا۔ عالی مرتبہ مخدوم زادہ خواجہ محمد معصوم سلمہ اللہ نے اس معنی کے حل کرنے میں تحریر فرمایا ہے کہ:

''اس دنیائے فانی کی بعض تمتعات ایسی ہیں کہ اُخروی درجات میں کمی کا باعث ہیں لیکن آپ کے حق میں ایسا ہوا کہ دنیوی نعمتوں نے اُخروی نعمتوں کا حکم ظاہر کیا، نیز دنیا میں جو کچھ مشہود ہوتا ہے وہ ظلّیت کے شائبہ کے بغیر نہیں۔ اور یہ عالم اس کی تاب نہیں رکھتا کہ شائبہ کے بغیر جلوہ گر ہو۔ مگر دین و دنیا کے سردار (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو یہ دولت عطا فرمائی تھی اور حضرت (مجدد رحمۃ اللہ علیہ) کو اگر کمال اتباع کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دستر خوان کے پس خوردہ سے کچھ حصہ ملا ہو تو عجیب نہیں[1] کیونکہ ہر وہ کمال جو پیغمبر کو حاصل ہوتا ہے کامل تبعین کو اس میں سے وراثت کے طور پر حصہ ملتا ہے۔ حضرت (مجدد رحمۃ اللہ علیہ) نے بھی اس حصہ کی طرف بعض مکاتیب میں اشارہ فرمایا ہے۔ نیز ممکن ہے کہ آپ کے فرمانے سے مقصود یہ ہو کہ عارف کا شہود کتنا ہی کامل ہو، لیکن جب تک اس دنیا کی زندگانی میں مقید ہے خیال کی رسی میں بندھا ہوا ہے اور قید خیال سے مکمل رہائی اس عالم میں محال ہے جیسا کہ مولانا رومی قدس اللہ سرہٗ العالی نے وفات کے وقت فرمایا:

منشوم عریاں ز خود او از خیال
تا خرامم در نہایات الوصال[2]

---

[1] مکتوبات امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ (۲، ۷) میں بھی اسی طرح کا مضمون ہے۔
[2] مکتوبات معصومیہ دفتر اول مکتوب نمبر ۱۸۶

Marfat.com

مگر یہ جو فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کے کامل متبعین میں سے کسی کسی کو ان سے حصہ پہنچا ہو تو وہ اس لئے کہ قیدِ خیال سے اس عالم میں رہائی ولایتِ انبیاء میں ہے۔ جو کہ اصل الاصل سے متعلق ہے۔

حقیقت قرآنی و بیت المقدس کی حقیقت عیاں ہوئی

آپ کو حقیقت قرآنی کے اسرار و انوار سے اور کعبہ ربانی کی حقیقت سے اور بیت المقدس کی حقیقت سے کافی حصہ عطا کیا جیسا کہ آپ کے کئی مکتوبات سے سمجھا جاتا ہے۔

انفس و آفاق کی حقیقت کا مشاہدہ

آپ کے ساتھ ورائے آفاق و اَنفُس کا معاملہ کیا گیا ہے کہ انفس و آفاق ان کے نزدیک ایک ہی ہیں۔ اور اس کا بیان مجملاً مبدأ و معاد کے ایک فقرہ (نہم) میں کیا ہے اور تفصیل کے ساتھ مکتوبات جلد دوم کے مکتوب ۴۳ میں اس کو بیان فرمایا ہے۔ اور انفس و آفاق کے مشاہدہ کا یہ معاملہ کہ یہ رُویت نہیں ہے بلکہ رویت کے مماثل ہے تو اس کو ثابت کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ یہ وہ دولت عظمیٰ ہے کہ اصحاب نبی ﷺ کے زمانے کے بعد سے کم ہی کوئی شخص اس دولت سے سعادت اندوز ہوا ہے۔ اگرچہ آج یہ بات مستبعد نظر آتی ہے اور بہت سے لوگ اسے قبول نہیں کرتے لیکن (یہ فقیر) اس نعمت عظمیٰ کا اظہار کر دیتا ہے خواہ کوتاہ اندیش لوگ اسے قبول کریں یا نہ کریں اور یہ نسبت اسی خصوصیت کے ساتھ کل (یعنی آئندہ) حضرت مہدی (رضی اللہ عنہ) میں ظاہر ہوگی۔

حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کا حق الیقین

حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے آپ کو حق الیقین کے ساتھ مشرف بنایا کہ دوسروں کا حق الیقین آپ کے نزدیک علم الیقین ہے جیسا کہ اس مفہوم کو جلد دوم مکتوب چہارم میں آپ نے بیان کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اس حق الیقین کے متعلق کیا کہوں، اگر کہوں تو کون سمجھے گا اور کیا معلوم کرے گا؟ یہ معارف ولایت کے احاطہ سے خارج ہیں۔ ارباب ولایت علمائے ظواہر کے رنگ میں اُن کے سمجھنے سے عاجز اور ان کے پانے سے قاصر ہیں۔ یہ علوم مشکوٰۃ انوارِ نبوت (علیٰ نبینا علیہم الصلوٰت والتسلیمات) سے

Marfat.com

ماخوذ ہیں جو الف ثانی کی تجدید کے بعد اتباع اور وراثت کے ذریعے تازہ ہو گئے ہیں۔[1]

نیا راہِ سلوک

آپ کو وہ راہ دکھائی ہے جو جذبہ وسلوک سے باہر ہے اور اس کو حضرت (مجدد رحمۃ اللہ علیہ) نے اقتباس نبوت کی راہ سے تعبیر کیا ہے اور اس کا بیان جلد اول مکتوب نمبر تینس میں کیا ہے۔

محبت ذاتی سے نوازا

سید الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پوری متابعت کی وجہ سے آپ کو اس مقام سے مشرف بنایا جو مقام رضا کے اوپر ہے اور اس کو محبت ذاتی کے ساتھ تعبیر کیا ہے اور بہت ہی نادر ہے، اس کا بیان جلد دوم کے مکاتیب میں سے دو مکتوب میں آپ نے تحریر فرمایا ہے۔

حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ پر ولایت کے مختلف درجے منکشف ہوئے

آپ پر تینوں ولایت[2] یعنی صغریٰ، کبریٰ اور علیا کے درجات منکشف کئے جو کہ اولیاء کی ولایت انبیاء کی ولایت اور ملائکہ کی ولایت ہے۔ اور ہر ایک کے کمالات کے ساتھ متحقق کیا۔ جیسا کہ ان درجات کی تفصیل مکتوبات عالیہ میں شرح و وضاحت کے ساتھ مذکور ہے۔

حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کو خزینہ رحمت بنایا گیا

لطف محض سے آپ کو خزینہ رحمت بنایا جیسا کہ خود دفتر اوّل مکتوب نمبر ۳۱۱ تین سو گیارہ میں دو چشمی اسرار کے ضمن میں اس مفہوم کو ذکر کیا ہے۔

حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کے بعد کوئی ولی اللہ ان کمالات والا سوائے امام مہدی کے ظاہر نہیں ہوگا

آپ کو بتلایا گیا کہ آپ سے لے کر مہدی آخر الزمان کے ظہور تک کوئی ان باطنی کمالات و معاملات کا رکھنے والا ظہور میں نہیں آئے گا۔[3]

---

1. دفتر اول مکتوب نمبر ۳۰۱ نیز مکتوب نمبر ۲۳۴ بھی دیکھیں۔
2. مکتوبات نمبر ۲۶۰۔ ۲۸۷، ۳۰۲۔ 3. مبداء و معاد

Marfat.com

حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کا فرشتوں کے ساتھ طواف

رسالہ مبداء معاد میں آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ ابتدائے حال میں میں دیکھتا ہوں کہ ایک جگہ طواف کر رہا ہوں اور ایک جماعت بھی میرے ساتھ طواف میں شریک ہے، لیکن اس جماعت کی رفتار اس قدر سست ہے کہ جب تک میں ایک دو طواف مکمل نہ کرلوں وہ جماعت دو تین قدم مسافت طے کرتی ہے۔ اس دوران معلوم ہوتا ہے کہ یہ جگہ عرش کے اوپر ہے اور ان طواف کرنے والوں کی جماعت فرشتوں کی ہے (علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات) اللہ اپنی رحمت کے ساتھ مخصوص کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

حضرت مولانا ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''زبدۃ المقامات'' میں پانچ بڑی خصوصیات تحریر فرماتے ہیں۔

① پہلی خصوصیت حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کو صِلہ بنایا گیا

آپ اپنے مکتوبات جلد دوم کے مکتوب نمبر۶ (ششم) میں تحریر فرماتے ہیں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَنِیْ صِلَةً بَیْنَ الْبَحْرَیْنِ وَ مُصْلِحًا بَیْنَ الْفِئَتَیْنِ (یعنی اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے دو دریاؤں کے درمیان صلہ بنایا اور دو گروہوں کے درمیان صلح کرانے والا بنایا)۔

② حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کا اصحاب یمین کے مقام سے اوپر جانا

دوسری خصوصیت آپ (قدس سرہٗ) کا ان سابقین کے مقام پر پہنچنا ہے جن کا مرتبہ اصحاب یمین کے اوپر ہے جس طرح کہ اصحاب یمین کو اصحاب الشمال پر رُتبہ کی بلندی حاصل ہے۔[1]

③ اللہ تعالیٰ کا بلا واسطہ کلام کرنا

تیسری خصوصیت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا بلا واسطہ افراد انبیاء علیہم الصلوٰت والطیبات سے آپ قدس سرہٗ کی معیت میں کلام کرنا ہے اور یہ چیز بعض کامل متبعین کو اتباع اور وراثت کی وجہ سے

[1] جلد دوم مکتوب نمبر ۲۰

Marfat.com

حاصل ہوئی ہے اور جب اس قسم کا کلام کسی کے ساتھ زیادہ ہو تو اس کو مُحدَّث کہتے ہیں جیسا کہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔[1]

یہ اشارہ ہے اس طرف جیسا کہ مخدوم زادہ خواجہ محمد معصوم مدظلہ نے بیاضِ خاص میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت (مجدد رحمۃ اللہ علیہ) کو اپنے جدِ مکرم فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی وراثت کے طور پر محدَّث (بفتح دال) بنایا ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔

④ حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کو منصب قیومیت

آپ نے اپنے مکتوبات شریف کی جلد سوم (۳) مکتوب نمبر ۷۹ میں اپنے قلم سے تحریر فرمایا ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے وہ ذات عطا کی جو عالم یعنی اعراض مجتمعہ کے لئے قیوم ہے۔

⑤ حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کا خمیر حضرت سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خمیر کا بقیہ ہے، جس طرح کھجور کا خمیر حضرت آدم علیہ السلام کے خمیر کے بقیہ سے ہے۔

زمانہ وصال میں فرمایا

زمانہ وصال کے قریب آپ نے فرمایا کہ ہر وہ کمال جو نوعِ بشر میں ممکن ہے مجھ کو عطا فرمایا اور سید البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبعیت اور وراثت کے ذریعے اس سے متحقق فرمایا اور اگر میں چاہوں کہ ان کو معقول مقدمات کے ذریعے سننے والوں کو سمجھاؤں تو عقل والے کی عقل اس عجیب تر بیان کو نہ سمجھے۔

نسبت خاصہ

منجملہ ان خصوصیات کے ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہماری نسبت خاصہ اس عالم کے خاتمہ تک ہماری اولاد میں رہے گی۔

حضرت مولانا محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

اور نسب سے عجیب تر آپ کی بلند خصوصیات یہ ہے کہ حضرت حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے آپ کو بیعت و وراثت کے باوجود اصالت کے ایک حصہ سے ممتاز فرمایا جیسا کہ اس کی تحقیق و تفصیل

[1] دفتر دوم مکتوب نمبر ۴۰

Marfat.com

مکاتیب شریفہ میں مذکور ہیں ع

قلم اینجا رسید و سر بشکست
(قلم اس جگہ پہنچا اور ٹوٹ گیا)

گر بگویم شرح آن بے حد شود
مثنوی ہفتاد من کاغذ شود

اگر کوئی عالم عارف آپ کے مکاتیب شریفہ اور رسائل مبارکہ کو دیکھے گا تو اس کو عالی حضرت متعالی منقبت کی ان سے زیادہ خصوصیات معلوم ہوں گی، اگرچہ جس قدر ہم نے بیان کیا ہے یہ بھی کافی ہے پڑھنے والوں اور سننے والوں کے یقین اور قبول کی ضرورت ہے۔

راز جنوں بار از واں انبار نیست
راز اندر گوش منکر نیست

اللہ تعالیٰ صاحب احوال سے راضی ہو[1]

اصطلاحات صوفیہ میں فنا و بقا کیا ہے؟ علامہ اقبال احمد فاروقی صاحب کتاب روضۃ القیومیہ" کے حاشیہ میں اصطلاحات صوفیہ میں سے فنا و بقا اور قطب ارشاد کی تشریح کچھ اس طرح کرتے ہیں:

"اصطلاحات صوفیہ میں فنا و بقا خصوصی مقامات ہیں۔ فنا عدم شعور کو کہتے ہیں۔ ذات احد میں درجۂ استغراق ہوتا ہے کہ اپنا بھی ہوش نہیں رہتا۔ ایک مکمل بے خودی طاری رہتی ہے۔

ہستی من رفت و خیالش نماند
ایں کہ تو بینی نہ منم بلکہ اوست

اس ہوش میں نہ رہنے کا بھی ہوش نہ رہے تو اسے فناء الفناء کہتے ہیں۔

فنائے افعالی، فنائے صفاتی، فنائے ذاتی، تمام علیحدہ علیحدہ مقامات ہیں۔

بقا جو بقا فنا کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ وہی مقام صوفیا ہے۔[2]

---

[1] زبدۃ المقامات

[2] استفادہ از سر دلبراں۔ ذوقی۔

Marfat.com

فرد کون ہوتا ہے؟

دنیائے تصوف میں فرد ایک نہایت اہم منصب ہے۔ قطب عالم ترقی کر کے منصب فردیت پر پہنچتا ہے۔ فردانیت پر پہنچ کر تصرفات سے کنارہ کش ہو جاتا ہے۔ قطب مدار عرش سے تحت الثریٰ تک متصرف ہوتا ہے اور فرد متحقق ہوتا ہے۔ تصرف اور تحقیق میں بڑا فرق ہے۔ قطب مدار علی الدوام تجلی ذات صفات الٰہی میں ہوتا ہے۔ فرد تجلی ذات میں قطب مدار خاص ہے اور فرد اخص اسی طرح فردانیت مقام مسرت اور انبساط ہے۔ اس منصب پر انسان کی اپنی مراد باقی نہیں رہتی۔ اولیاء اللہ پر تجلی افعالی، تجلی الواحد اور تجلی اُتاری ہوتی ہے، بعض مقام صحو میں اور بعض مقامِ سُکر میں ہوتے ہیں۔ اولیاء اللہ کے مقامات حروف سے ماورا ہوتے ہیں۔ مگر اہل فردانیت ان تمام مقامات سے برتر ہوتے ہیں۔

معارف تصوف میں قطب ارشاد کی اہمیت اور منصب اہل سلوک کے لئے بڑی اہم چیز ہے۔ صوفیاء اسلام نے اگرچہ اس کی تشریح مین بڑا مواد بہم پہنچایا ہے مگر حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے مکتوبات میں قطب ارشاد کے منصب اور مقام کو خصوصیت سے بیان فرمایا ہے۔

ہر زمانہ میں قطب کا ہونا ضروری قرار دیا گیا ہے، لیکن ساری دنیا میں بیک وقت بڑا قطب ایک ہی ہوتا ہے جسے قطب عالم، قطب کبریٰ، قطب مدار، قطب الاقطاب، قطب جہاں یا قطب ارشاد کہا جاتا ہے۔ عالم سفلی اور علوی اس کے تصرف میں ہوتے ہیں اور سارا عالم اس کے فیض و برکت سے قائم رہتا ہے۔ اگر قطب ارشاد کا وجود ہٹا دیا جائے تو سارا عالم درہم برہم ہو جاتا ہے۔ قطب ارشاد حق تعالیٰ سے براہِ راست فیض حاصل کرتا ہے اور اس فیض کو اپنے ماتحت اقطاب میں تقسیم کرتا ہے۔ کسی بڑے شہر میں سکونت اختیار کرتا ہے، بڑی عمر پاتا ہے۔ نور خاصہ مصطفوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے طفیل اس کی نگاہیں ہر چیز پر ہوتی ہیں، وہ سوتے جاگتے کارخانہ کائنات کی نگرانی کرتا ہے۔ اقطاب کی ترقی تنزلی اور تقرری اس کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ ولی کی تقرری و معزولی اسی کے اختیار میں ہے۔ خود ولایت شمسی رکھتا ہے مگر دوسروں کو ولایت قمری میں رکھتا ہے۔ قطب ارشاد مظہر تجلی اسم رحمان ہوتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مظہر خاص تجلی الوہیت ہیں۔ قطب ارشاد کی ترقی جاری رہتی ہے۔ وہ فردانیت کے مقام تک ترقی کرتا جاتا ہے اور مقام محبوبیت پر پہنچ جاتا

Marfat.com

ہے۔ اہل اللہ میں اس کا نام عبداللہ ہوتا ہے۔

قطب ابدال، قطب اقالیم، قطب ولایت وغیرہ تمام قطب ارشاد کے ماتحت ہوتے ہیں۔ قطب عباد، قطب زہاد، قطب عرفا، قطب متوکلان تمام کے تمام قطب ارشاد کی نگرانی میں کام کرتے ہیں۔

حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ قطب ارشاد کے متعلق فرماتے ہیں

مشائخ باطنی احوال اوران مقامات کا عروج ونزول اور سیر وسلوک کا حال حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام مبارک میں لکھا ہوا ہے۔ انبیاء و اولیاء کے مقامات کے احوال اور سیر و سلوک جس قدر آنجناب پر منکشف ہوئے اس کا عشرِ عشیر بھی کسی گذشتہ وآئندہ ولی پر نہ ہوا، نہ ہو گا۔ چنانچہ آنجناب ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ سلوک کا کوئی کوچہ ایسا نہیں جس کا عبور اس فقیر کو نصیب نہ ہوا ہو۔ نیز آنجناب فرماتے ہیں کہ قطب ارشاد، ''جو نسبت فردیت کا جامع ہوتا ہے'' عزیز الوجود ہے۔ اس قسم کا موتی عرصۂ دراز کے بعد ظہور میں آتا ہے۔ اسی کے نور ظہور سے عالم ظلماتی منور ہو جاتا ہے۔ اس کے ارشاد وہدایت کا نور سارے جہان پر یکساں ہوتا ہے۔ محیط سے لے کر مرکز تک جس کسی کو ہدایت اور معرفت حاصل ہوتے ہیں، اسی کے وسیلے سے ہوتے ہیں۔ البتہ جو شخص اس کے قطب ہونے کا انکار کرتا ہے، وہ حق تعالیٰ کی معرفت سے بالکل محروم رہتا ہے۔ اگر کوئی شخص قطب ارشاد سے واقف نہیں اور ذکر الٰہی سے بھی غافل ہے، لیکن اس کا معتقد اور مخلص ہے اور اس کی قطبیت کا قائل ومقر ہے۔ اس واسطے صرف محبت واخلاص کی برکت سے قطب ارشاد سے اس کے باطن میں رشد وہدایت کا نور پہنچے گا۔ قطب ارشاد کا نور تمام جہان کو سمندر کی طرح گھیرے ہوئے ہوتا ہے۔ اور سمندر منجمد ہے۔ اس میں حرکت بالکل نہیں۔ جب کوئی شخص قطب ارشاد کی طرف مخلصانہ طور پر متوجہ ہوتا ہے اور قطب ارشاد بھی اس کی طرف توجہ کرتا ہے تو طالب کے دل میں ایک دریچہ کھل جاتا ہے، جس کی راہ توجہ اور اخلاص کے موافق اس سمندر سے سیراب ہوتا ہے۔ خلقت کو جو فیض پہنچتا ہے وہ قطب ارشاد کی وساطت سے پہنچتا ہے۔ منصب فردیت سے کسی کو فائدہ فیض حاصل نہیں ہوتا، لیکن فرد کا عروج قطب ارشاد سے زیادہ ہے۔ اس واسطے اگر دونوں منصب ارشاد اور فرد ایک شخص کو حاصل ہوں تو ایسا شخص نورٌ علیٰ نور ہے۔ مدت دراز

Marfat.com

کے بعد ایسا بے نظیر گوہر ظاہر ہوتا ہے۔[1]

فلسفہ وحدت الوجود

صاحبزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی صاحب فلسفہ وحدت الوجود کی شرح اس طرح بیان کرتے ہیں:

فلسفہ وحدت الوجود اُمتِ محمدیہ کے اکثر علماء ومشائخ کا مقبول نظریہ رہا ہے۔ تصوف کے کئی خانوادے اسی نظریہ کے مؤید رہے ہیں۔ خصوصاً حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے اس نظریہ کی ترجمانی کر کے سارے عالم اسلام کو متاثر کیا۔ آپ کے شاگردان کرام نے اس فلسفہ کی ترجمانی اور اشاعت میں بڑی بڑی گراں قدر کتابیں لکھی گئی ہیں۔ سلسلۂ نقشبندیہ (جس کے بلند قدر ترجمان خود حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں) کے بیشتر مشائخ وحدت الوجود کے قائل تھے مگر جس دور میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے برصغیر میں احیائے دین اور تجدید اُمت کی ذمہ داری سنبھالی اس وقت بہت سے صوفیائے خام نے وحدت الوجودؔ کی آڑ میں اتحاد وحلول، بھگتی تحریک، حق وباطل کی یکجہتی، کفر واسلام کی ہم آہنگی کو تصوف کا ایک اہم مسئلہ قرار دے دیا تھا۔ حضرت شیخ اکبر ابن عربی نے وحدت الوجود (ہمہ اوست) کو عملی انداز میں پیش کیا تھا، مگر اکبری دور کے گمراہ صوفیوں نے ''حلول واتحاد'' کی ہزاروں گمراہیوں کو منظر عام میں لا رکھا تھا جس سے اسلام کی بنیادیں کھوکھلی ہو گئیں۔ ان مدعیان بے خبر نے عوام کو یہ نعرہ دیا کہ دنیا میں جو کچھ ہے بس خدا ہی ہے۔ زمین بھی خدا ہے، آسمان بھی خدا، شجر وحجر، نباتات وجمادات، نور وظلمت، خیر وشر، کفر واسلام، غرضیکہ ہر چیز خدا ہی خدا ہے۔ حضرت مجدد نے ان گمراہ کن نظریات کے خلاف جنگ کی۔ ابن عربی کے نظریات اور صوفیائے خام کے نعروں میں امتیاز ثابت کیا۔ آپ نے اپنے مکتوبات میں واضح کیا کہ یہ لوگ وحدت الوجود اور ہمہ اوست کے نظریہ کی غلط تعبیریں کر رہے ہیں۔

وحدت الشہود

آپ نے ان گمراہیوں کی روک تھام کے لئے وحدت الشہود کی دیوار کھڑی کی جسے اہل علم

---

[1] روضۃ القیومیۃ، ماخذ مکتوبات شریف

Marfat.com

نے تسلیم کیا۔ آپ نے اپنے مکتوبات میں بار بار رقص و سرور، سماع و نغمہ کو خلاف شریعت قرار دیتے ہوئے اُمت محمد یہ ﷺ کے لئے اتباع شریعت اور سنت ہی کو اصل دین قرار دیا۔

ولایت اور نبوت کا فرق

جن حقائق و معارف کا ذکر حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ سے پہلے طبقہ اولیا نے کیا ہے، وہ علوم انبیاء علیہم السلام کے کمالات و معارف سے نہیں ہیں۔ ولایت انبیاء علیہ السلام کا ظل ظلال ہے، بعض یہ کہتے ہیں کہ الولایۃ افضل من النبوۃ یعنی نبوت سے ولایت افضل ہے اور بعض بزرگوں نے یہ فرمایا ہے کہ اس نبی کی ولایت اس کی نبوت سے افضل ہے۔ ولایت میں خلقت سے منہ موڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف رُخ ہوتا ہے، نبوت میں منہ اللہ تعالیٰ کی بجائے خلقت کی طرف ہوتا ہے، اس لئے وہ حضرات کہتے ہیں کہ جو رُخ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے اس سے بہتر و افضل ہے جو رُخ خلقت کی طرف ہو، لیکن وہ حضرات یہ نہ سمجھے کہ مقام ولایت کا عروج ذاتِ ربانی تک نہیں ہوتا، بلکہ صفات و ذات تک ہوتا ہے اور صفات ہی سے نزول کرتا ہے، ذات ربانی اس کی نگرانی کرتی ہے، اور اس کی دامن گیر ہے، اس لئے من کل الوجود نزول نہیں کر سکتا، اور رُشد و ہدایت بھی کماحقہٗ نہیں کر سکتا۔ اس کے برعکس نبوت کا عروج ذات وحدہٗ لاشریک تک ہے، بارگاہِ خداوندی سے کامل تربیت پاتا ہے، پھر نزول کرتا ہے، اور وہ رُشد و ہدایت کا کام بوجہ احسن پورا کرتا ہے۔

اگر ولایت نبوت سے افضل ہوتی تو اللہ تعالیٰ اپنے کلام قرآن مجید میں ولایت کی تعریف کرتا، اور انبیاء کو اولیاء کہہ کر تعریف کرتا اور ادنیٰ مقام کو مقامِ اعلیٰ پر ترجیح نہ دیتا، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ولایت سے انبیاء کو مخاطب نہیں کیا بلکہ جا بجا انبیاء کی تعریف میں ''وَمَا رَسُوْلًا نَبِیًّا'' فرمایا ہے۔[1]

وحدت الوجودی علوم انبیاء کے معارف نہیں ہیں

صوفیائے متقدمین نے جو فرمایا ہے کہ وہ علوم معارف ان پر ظاہر ہوئے ہیں جو وحدت الوجود وغیرہ سے تعلق رکھتے ہیں، خاص الخاص علوم معارف انبیاء کے ہیں۔ ہزار ہا علوم و معارف

[1] روضۃ القیومیۃ

Marfat.com

اس قسم کے ہیں کہ انہیں انبیاء سے منسوب کرنے سے عار آتی ہے۔ اگر یہ علوم و معارف انبیاء کے ہوتے تو وہ خود اوران کے اصحاب وحدت الوجود کو بڑی شرح وبسط کے ساتھ بیان کرتے اور سماع و نغمہ سنتے۔ کیونکہ انبیاء کا خاصہ ہے کہ جو حق بات ہوتی ہے اسے ظاہر کرنے میں عار محسوس نہیں کرتے خواہ اُس کے اظہار سے انہیں کسی طرح کی ہی تکلیف کیوں نہ پہنچے۔ اگر ایسا نہ کریں تو گویا وہ حق پوشی کرتے ہیں، پھران کے سوا اور کون ہے جو حق بات کا اظہار کرے اور اس کی تحقیق کرے۔ اللہ تعالیٰ کا کلام جہاں کہیں انبیاء غیر، غیریّت، بادیّت اور عبودیّت کے بارے میں ہے، نہ کہ توحید، اتحاد پر اور حرمت سماع اور نغمہ پر دال ہے نہ حلّت پر۔ وحدت الوجود اور سماع ونغمہ کے حق میں یہ کہہ دینا کہ اس سے انسان خدا رسیدہ بن جاتا ہے، عام سی بات ہے جو علوم و معارف توحید وجودی اور سماع ونغمہ کے متعلق ہیں، وہ انبیاء کے علوم میں سے نہیں، بلکہ یہ علوم ولایت انبیاء میں داخل ہی نہیں، ہاں یہ ولایت اولیاء میں داخل ہے، جو ولایت انبیاء کی ظل ظلال ہے۔ کمالات نبوت ولایت سے ہزار ہا درجہ اوپر ہے۔[1]

اللہ تعالیٰ کا طریقہ یہ ہے کہ ہر ہزار سال بعد وہ علوم و معارف کی کمالات از سر نو تازہ ہوں جو ذات کے متعلق ہیں۔ انسانی تاریخ میں ہر ہزار سال کے بعد ایک پیغمبر اولوالعزم صاحبِ شریعت جدید پیدا ہوا کرتا تھا۔ چونکہ اس اُمت میں تنسیخ وتبدیل اور صاحب منصب نبوت نبی کی بعثت نہیں اس واسطے ضروری تھا کہ اس اُمت میں ایک ایسا شخص پیدا ہو جو اس دین کو ازسرِ نو تازہ کرے۔ زینت بخشے اور ذات حق کے متعلقہ علوم و معارف کے کمالات کا اظہار کرے اور اس کے بندوں تک پہنچائے۔[2]

بادشاہ اکبر کا دورِ حکومت اور ابتدائی زندگی

بادشاہ اکبر اپنی ابتدائی زندگی میں صوم وصلوٰۃ کا پابند تھا، ایک راسخ العقیدہ مسلمان کی طرح زندگی بسر کر رہا تھا، علماء ومشائخ کا ادب واحترام کرنا اور اولیائے کرام سے عقیدت ومحبت کے جذبات اکبر بادشاہ کو اپنی والدہ ماجدہ حمیدہ بانو کی طرف سے وراثت میں ملے تھے، کیونکہ اکبر بادشاہ کی والدہ حضرت شیخ احمد جام ژندہ پیل کی نسل سے تھیں، حضرت شیخ احمد جام بہت کامل واکمل

1. روضۃ القیومیۃ
2. ایضاً

Marfat.com

صوفی و شاعر تھے، ان کا یہ شعر بہت مشہور و معروف ہے، یہ شعر محفل سماع میں سنتے ہوئے امام الاولیاء حضرت شیخ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال حق ہوا، یہ شعر ہے

کشتگانِ خنجر تسلیم را
ہر زمان از غیب جانے دیگر است

اکبر بادشاہ کی حضرات چشتیہ سے محبت

بادشاہ اکبر کو اولیاء اللہ سے محبت و عقیدت کیونکہ اپنی والدہ ماجدہ سے ورثہ میں ملی تھی، اس وقت سلسلۂ چشتیہ کا عروج بھی بہت تھا، اکبر بادشاہ خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لئے بارگاہِ شیخ الاسلام بابا فرید الدین گنج شکر قدس سرہٗ پاک پتن شریف قدم بوسی کے لئے مزار پُر انوار پر حاضر ہوا، اجمیر شریف میں حضرت خواجہ غریب نواز شیخ خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ اقدس کی قدم بوسی تو اکبر بادشاہ کا معمول بن چکی تھی، وہ خواجہ بزرگ قدس سرہٗ سے اظہار عقیدت و احترام کی خاطر اجمیر شریف پاپیادہ بھی حاضر ہوا، شہزادہ سلیم جو بعد میں جہانگیر کے نام سے مشہور ہوا، کی پیدائش پر وہ دہلی کے بزرگوں کے مزارات پر حاضری دینے بھی گیا۔ جب خان زمان نے بغاوت کی تو اس وقت بھی وہ بزرگان دہلی کی حاضری کے لئے گیا، ہمایوں بادشاہ جو اکبر کا والد تھا، اس کے مقبرہ میں سینکڑوں درویش اور حفاظ رہتے تھے، ان کی خوراک کا انتظام بھی حکومت کی طرف سے تھا، حضرت شیخ نظام نارنولی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھی حاضر ہوا۔ اس وقت حضرت نظام نارنولی رحمۃ اللہ علیہ زندہ و جاوید تھے، اور ہانسی میں بھی حضرت قطب جمال قدس سرہٗ کی مزار پُر انوار پر بھی حاضری دینے گیا۔

حضرت شیخ سلیم چشتی سے عقیدت

اکبر بادشاہ کو جو حضرت شیخ سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے جو عقیدت و محبت تھی وہ کسی بیان کی محتاج نہیں ہے۔ اکبر بادشاہ نے حضرت شیخ سلیم کے قریب رہنے کے لئے فتح پور سیکری ہی کو اپنا دار الخلافہ بنایا تھا۔ بادشاہ اکبر نے حضرت شیخ قدس سرہٗ کے مزار اقدس پر روضہ تعمیر کرایا جو فن تعمیر کا شاہکار ہے، جہانگیر کا نام "سلیم" بھی اپنے شیخ کے نام پر اظہار عقیدت کے لئے رکھا۔ بادشاہ

Marfat.com

اکبر نے شہزادہ سلیم کی تعلیم بسم اللہ خوانی وقت کے مشہور محدث حضرت میرک شاہ بن میر جمال الدین سے کروائی اور شہزادہ سلیم کو حکم دیا کہ وہ حضرت شیخ عبد النبی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر جا کر علم حدیث حاصل کرے، اکبر خود بھی حضرت شیخ کے درسِ حدیث میں حاضری دیتا تھا۔

ہمایوں بادشاہ اکبر کا والد تھا، ہمایوں کو حضرت شیخ محمد غوث گوالیاری رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت تھی، اس لئے اکبر بھی اُن سے عقیدت رکھتا تھا، حضرت شیخ محمد غوث گوالیاری رحمۃ اللہ علیہ کے گزراوقات کے لئے ایک کروڑ (درہم) سالانہ آمدنی والی جاگیر عطا کی تھی، حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ جو سلسلۂ نقشبندیہ کے امام الاولیاء بزرگ ہوئے ہیں، اکبر کے آبا و اجداد کو ان سے بہت محبت و عقیدت تھی، ان کی اولاد میں سے حضرت خواجہ یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان تشریف لائے، تو اکبر بادشاہ نے ان کا بہت ہی عزت و احترام کیا اور ایک جاگیر اخراجات کے لئے پیش کی، ایک لاکھ روپیہ سالانہ حضرت مخدوم الملک مولانا عبد اللہ سلطان پوری رحمۃ اللہ علیہ کا وظیفہ سالانہ مقرر کیا ہوا تھا، اس کے ساتھ ہی حضرت شیخ طاہر بوہر پٹنی کی خدمت میں بھی قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا، نیز پنجاب گجرات کے مشہور و معروف بزرگ حضرت شیخ سرّی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کشمیر پر لشکر کشی سے پہلے حاضر خدمت ہوا۔ فتح کشمیر کے بعد اُس نے حضرت سرّی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پندرہ سو بیگہ زمین بطور نذرانہ پیش کیا۔

بادشاہ اکبر صوم و صلوٰۃ کا پابند تھا، نماز با جماعت کا اتنا اہتمام کرتا تھا کہ اس نے ہفتے کے سات ایام مقرر کئے ہوئے تھے، ملا عبد القادر بدایونی بدھ کے روز امامت فرمایا کرتے تھے، سفر میں نماز کے لئے ایک خاص خیمہ ہوتا تھا، جس میں بادشاہ اکبر با جماعت نماز ادا کرتا تھا، بر سر دربار نماز کی جماعت کے ساتھ ادائیگی کے لئے تاکید کرتا تھا، ہر سال حج کے لئے ایک امیر حج مقرر کرتا اور سرکاری اخراجات پر بھیجتا، اہل حرم اور شریف مکہ کے لئے گراں قدر تحائف اور نقد و جنس بھیجتا تھا۔ حجاج کرام کو خود رُخصت کرتا تھا، اور یہ منظر قابل دید بھی ہوتا تھا۔ غرضیکہ اکبر کے ابتدائی مذہبی حالات و خیالات بہت اچھے تھے۔[1]

---

1. دین الٰہی اور اس کا پس منظر، تذکرہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کتاب حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

شاہی عبادت گاہیں

اکبر بادشاہ کی منشاء کے مطابق سارا ہندوستان جب فتح ہوگیا اور روز بروز ملک کی سرحدوں میں اضافہ ہوتا چلا گیا تو جب اس کے مذہبی رُجحانات میں بھی بہت اضافہ ہوگیا، اب وہ عبادت و ریاضت کی طرف زیادہ میلان رکھنے لگا۔ راتوں کو ذکر اللہ میں گزارنے لگا تھا، راتوں کو وہ ذکر جہر اسم اعظم ''اللّٰہ ھو'' اور اسم اعظم ''یاھادی'' کے ذکر میں مشغول رہتا تھا، مجلس میں ذکر اللہ سبحانہ اور ذکر حبیب مصطفیٰ ﷺ کا تذکرے رہتے تھے، حاکم بدخشاں مرزا سلیمان صوفی منش صاحب حال بادشاہ تھا، اور سلسلۂ طریقت بھی اس سے جاری تھا۔ لوگ اس کے ہاتھ پر بیعت بھی کرتے تھے، سلمان کررانی حاکم بنگلہ تھا۔ اکبر بادشاہ نے اس کے متعلق یہ بھی سنا ہوا تھا ، وہ نماز تہجد باجماعت ڈیڑھ سو (150) علماء کرام اور مشائخین کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ نماز فجر کے بعد حاکم بنگالہ ملکی معاملات، فوج ولشکر کے حساب و کتاب میں مصروف رہتا تھا، ان حکمرانوں کے طور طریقوں سے متاثر ہوکر اکبر بادشاہ نے ۹۸۳ھ میں فتح پور سکری میں ایک بہت بڑی عبادت گاہ شیخ عبداللہ نیازی کے حجرہ عبادت کے متصل تعمیر کرائی اور چاروں طرف عمارتیں بھی بنائی گئیں۔ ایک بڑا حوض بھی تعمیر ہوا۔ ہر جمعہ کو نماز کے بعد اس عبادت گاہ میں مجلس منعقد ہوا کرتی تھی، جس میں بڑے بڑے علماء ومشائخین شرکت کرتے تھے، پھر یہ مجلس ہر جمعہ کی رات کو منعقد ہونے لگی، جس میں سادات، مشائخ، علماء اور اُمراء سب شامل ہونے لگے۔ اکبر بادشاہ ساری ساری رات اس محفل میں گزارنے لگا تھا۔ اکبر نے شیخ محمد غوث گوالیاری رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند شیخ ضیاء اللہ کو آگرہ سے بلوالیا تھا، عبادت گاہ میں ان کی رہائش کا انتظام بھی کردیا تھا، نشستوں کا جھگڑا ختم کرنے کے لئے اکبر بادشاہ نے نشستوں کی تقسیم اس طرح کی کہ مشرقی جانب امراء بیٹھیں گے، مغربی جانب سادات، جنوبی حصہ میں علماء حضرات اور شمال میں مشائخین بیٹھا کریں۔ بادشاہ اکبر ہر ایک مجلس میں ذاتی طور پر باری باری ان میں حاضری دیا کرتا اور ان کے مباحثوں میں حصہ لیا کرتا تھا[1]

---

[1] منتخب التواریخ اردو ترجمہ

Marfat.com

حبِّ جاہ سے لبریز علماءِ وقت کا کردار

دربار اکبر میں اُن علمائے وقت کا اجتماع ہو چکا تھا جن کا رول آف لائف بطور ماڈل اچھا نہیں تھا، جن کے قلب حسد و کینہ سے لبریز تھے، شہرت کی آرزو ان کی باتوں سے عیاں ہوتی رہتی تھی، بادشاہ اکبر کی نظروں میں قبولیت کے لئے ایک دوسرے کی نفی کرتے تھے، ایک دوسرے کے مقابلہ میں زبان کی تلواریں چلاتے تھے، مسلک و مذہب کے اختلاف اتنی شدت اختیار کر گئے کہ اکبر بادشاہ کی موجودگی میں ایک دوسرے کی تکفیر و تذلیل کرنے لگے۔ سنی شیعہ کے علاوہ حنفی، شافعی، فقیہ و حکیم کے موازنہ و مقابلہ سے گزر کر اصول مہمات دین پر بھی بے باکی سے ان کی زبانوں کی چھریاں چلنے لگیں۔

شیخ الاسلام مخدم الملک مولانا عبداللہ سلطان پوری جن کی سخت گیری بہت مشہور تھی، دوسرے بااثر درباری عالم شیخ عبدالنبی جو صدر الصدور کے عہدے پر فائز تھے، شیخ عبدالنبی صدر الصدور مشہور صابری چشتیہ بزرگ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے پوتے تھے، حرمین شریفین میں جا کر علم حدیث کا مطالعہ کیا، اور محدثین کی وضع اختیار کی، اپنے والد کے خلاف سماع کی تردید میں رسالہ لکھا تھا، اس آزاری اور شہرت نے ۹۶۳ھ میں حسد کی مسند پر لا بٹھایا، شیخ عبدالغنی عمر میں مخدوم الملک عبداللہ سلطانپوری سے چھوٹے تھے، لیکن مخدوم الملک کی طرح غاصب اور ظالم نہ تھے، کیونکہ مسجدوں کے اماموں کو جاگیریں صدر الصدور کے دستخط سے ملا کرتی تھیں، اس ضمن میں یہ بات مشہور تھی کہ صدر الصدور کے متوسلین رشوت وصول کرتے ہیں۔ لیکن اس سے بھی زیادہ نقصان جس چیز سے اُن کو پہنچا وہ یہ تھا مخدوم الملک کا عناد باطنی اور دربار کا نیا رنگ بھی تھا، مخدوم سلطان پوری نے عبادت گاہ میں مباحثوں کے دوران ان پر نکتہ چینی شروع کر دی، اور شیخ عبدالغنی کے خلاف ایک رسالہ بھی لکھ دیا، جس میں اس قسم کی باتیں تھیں کہ شیخ عبدالغنی نے خضر خان شروانی کو توہین رسالت کی تہمت لگا کر اور سیر حبش کو رافض کے الزام میں ناحق مروا ڈالا ہے، مخدوم الملک نے فتویٰ دیا کہ شیخ کے پیچھے نماز جائز نہیں کیونکہ اسے باپ نے عاق کر دیا ہے، اور اسے خونی بواسیر بھی ہے، جب مخدوم الملک نے اس طرح شیخ عبدالغنی صدر الصدور کی مخالفت اور

Marfat.com

تضحیک شروع کی تو انہوں نے بھی جوابی الزام میں بے علم اور گمراہ ہونے کا طعنہ دیا۔ اس طرح دربار میں علماء کے دو گروہ ہو گئے جو ایک دوسرے سے جائز اور ناجائز جھگڑتے تھے، ان علماء کا کام اب صرف یہ تھا، بجائے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے ایک دوسرے کو ذلیل و خوار اور بادشاہ کی نگاہ میں گرانا تھا، علماء کے ان اختلاف اور جھگڑوں کی وجہ سے اہل بدعت کو خوب کھل کر کھیلنے کا موقع ملا۔

بادشاہ اکبر اخلاص کے ساتھ طالب حق تھا، اہل بدعت نے واقعات و حقائق کو مسخ کر کے بادشاہ کے سامنے پیش کیا، بنیادی طور پر ان پڑھ ہونے کی بناء پر حقائق کا ادراک کرنے سے قاصر تھا، اور علماء کے ان مباحثوں کی بناء پر عالم حیرت و حیرانگی میں مبتلا رہتا تھا، آخر کار اس حیرت و حیرانگی کا نتیجہ یہ نکلا، وہ اصل دین سے بے گانہ ہو گیا، پھر کیا تھا اکبر بادشاہ نے دین و شریعت کی بنیادوں پر ایسی ضرب لگائی کہ چند ہی سالوں میں شجرہ اسلام کو ہندوستان میں کاٹ تو وہ نہ سکا لیکن قوت اسلام کو بہت ہی کمزور کر دیا۔ بدایونی نے عہد اکبری کے جو حالات لکھے ہیں، ان سے خیال ہوتا ہے کہ اکبر نے علماء کا اقتدار ان کی کج بحثیوں اور حماقتوں کی وجہ سے کم کیا۔[1]

مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی کتاب "تذکرہ" میں خرابیوں کا باعث مخدوم الملک اور صدر الصدور کی شخصی کوتاہیوں کو قرار دیا ہے۔ اس سلسلے میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی رائے نقل کی ہے:

> "ہر فتوے کہ دریں زمان در ترویج ملت و دین ظاہر گشتہ۔ از شومئ علمائے سوء است کہ فی الحقیقت شرار مردم و نصوصِ دین اند"

علمائے سوء

حضرت شیخ مجدد صاحب قدس سرہٗ نے لفظ علماء سو جو استعمال فرمایا اُن علماء کے لئے جو "علماء اس وقت دربار اکبری سے وابستہ تھے، ان میں مشہور و معروف یہی علماء تھے۔ مخدوم الملک

1۔ منتخب تاریخ، رودِ کوثر از شیخ محمد اکرام، مجدد الف ثانی از سید زوار حسین شاہ

Marfat.com

سلطان پوری، شیخ صدر الصدور، قاضی خاں بدخشی (اس نے بادشاہ کے لئے سجدۂ تحیت جائز قرار دیا تھا) مُلّا مبارک ناگوری اور اس کے دونوں بیٹے ابوالفضل اور فیضی تاج الدین دہلوی شامل تھے۔ اکرام مرحوم نے اپنی کتاب ''رودِ کوثر'' میں بعض علماء کو علماء سوء کی صف سے نکالنے کی کوشش کی ہے جب کہ وہ ہی دربار اکبری میں اپنے اپنے گروپوں کے لیڈر تھے، بعد میں لفظ علماء سوء اُن علماء کے لئے بولا جانے لگا جنہوں نے اپنے ذاتی مفادات کے لئے علم دین کو استعمال کیا۔

دربار کا حال

ملا عبدالقادر بدایونی دربار میں ہونے والے ایک مباحثہ کا نقشہ اس طرح بیان کرتا ہے:

''رگِ گردنِ علمائے زماں برآمدہ آواز ہائے بلند و دمدمۂ بسیار ظاہر شد ایں معنی برخاطر اشرف گراں آمد......الخ''

(یعنی علمائے زمانہ کی گردنوں کی رگیں پھولنے لگیں، شور وغل ہونے لگا اور سخت ہلڑ مچ گیا، بادشاہ کی طبع نازک کو یہ بات ناگوار گزری اور برہم ہو کر مجھ سے کہا اس کے بعد جو شخص بھی ناشائستہ بات کرے اس کو وہاں سے اُٹھا دے)۔[1]

دربار اکبری میں علماء کے گروہوں کے سربراہوں کا حال بھی پڑھئے۔

ملا عبدالقادر سلطان پوری

سید زوار حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''مجدد الف ثانی'' میں کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں:

اکبر کے دربار میں کس قسم کے علماء جمع تھے، اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ان میں ایک ملا عبداللہ سلطان پوری تھے جن کا عہدہ مخدوم الملک کا تھا، اس نے محض اس لئے کہ حج نہ کرنا پڑے، فریضہ حج کے اسقاط کا فتویٰ دیا۔ ملا بدایونی رقمطراز ہے کہ ''ایک مرتبہ اسی شبینہ محفل میں

1. منتخب تاریخ

Marfat.com

خان جہان نے کہا مخدوم الملک نے فتویٰ دیا ہے کہ ان دنوں حج پر جانا فرض نہیں ہے بلکہ ایک طرح سے گناہ ہے۔ جب لوگوں نے وجہ دریافت کی تو اس نے یہ دلیل دی کہ حج کے لئے خشکی کا راستہ تو گجرات اور عراق کا ہے جو قزلباشوں کی لوٹ مار سے پُرخطر ہے اور اگر سمندر کے راستہ جائیں تو فرنگیوں سے پروانہ راہداری لینے کی ذلت اُٹھانی پڑتی ہے، ان کے پروانۂ راہداری پر صلیب کا نشان اور حضرت عیسیٰ وحضرت مریم علیہما السلام کی تصویر چسپاں رہتی ہے جو بت پرستی کی ایک شکل ہے اس لئے یہ دونوں راستے حج کے لئے بند ہیں اور ان دونوں صورتوں کے علاوہ اور کسی طریقے سے حجاز پہنچنا ممکن نہیں، اس لئے فریضۂ حج ساقط ہو چکا ہے۔ اس کے متعلق خان زمان نے ایک بات یہ بھی بتائی کہ وہ زکوٰۃ سے بچنے کے لئے یہ حیلہ کرتا تھا کہ ہر سال کے اختتام سے قبل اپنا سارا مال ومتاع اپنی بیوی کے نام ہبہ کر دیتا ہے اور اسی طرح دوسرے سال کے ختم ہونے سے پہلے وہ نیک بخت سارا مال ومتاع اس کے نام منتقل کر دیا کرتی ہے، زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے جو کامل سال گزرنے کی شرط ہے چونکہ اس طرح ہیر پھیر میں یہ شرط پوری نہ ہوتی تھی، اس لئے ان پر زکوٰۃ فرض نہ ہوتی تھی۔ غرض خان زمان نے مخدوم الملک کی کنجوسی، خباثت، رذالت، مکاری اور دنیاداری کے بہت سے قصے سنائے۔ پھر کیا تھا بہت سے لوگوں کی زبانیں کھل گئیں اور لوگ اس کی اہانت اور مذمت کے لئے ایک سے ایک بڑھ کر قصے سنانے لگے، آخر یہ طے پایا کہ اسے حج کے لئے زبردستی مکہ معظمہ بھیج دیا جائے۔ جب بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ تم پر حج فرض ہے تو اس نے جواب دیا نہیں۔[1]

مخدوم الملک کے انتقال کے متعلق ملا بدایونی لکھتے ہیں: "۹۹۰ھ میں مخدوم الملک کا احمد آباد میں انتقال ہو گیا، اس کے مال واسباب کی تحقیقات کے لئے فتح پور سے قاضی علی کو مقرر کیا گیا، اس نے لاہور آ کر چھان بین کی تو مخدوم الملک کے اتنے خزانے اور دفینے برآمد ہوئے کہ ان کا شمار ممکن نہ تھا۔ مخدوم الملک کے خاندانی قبرستان سے بھی سونے کی اینٹوں سے بھرے ہوئے کئی صندوق نکلے جو اس نے میتوں کے بہانے سے دفن کر رکھے تھے، اس کے علاوہ اس نے جو مال لوگوں کے پاس رکھوا دیا تھا اس کی مقدار تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ سونے کی اینٹیں اور اس کی

[1] منتخب التواریخ ص: ۴۳۵، ۴۳۶۔ دینِ الٰہی اور اس کا پس منظر ص: ۵۰، ۵۱۔

Marfat.com

تمام کتابیں خزانہ عامرہ میں داخل کر لی گئیں، اس کی اولاد مصیبتوں میں گرفتار ہو کر روٹی تک کو محتاج ہو گئی۔[1]

شیخ عبدالغنی

دربارِ اکبری کے ایک ممتاز عالم مولانا شیخ عبدالغنی محدث ہیں، جو حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے ہیں، بادشاہ نے ان کو صدر الصدور کے عہدے پر مقرر کیا اور انہیں یہ اجازت دی کہ مظفر خاں کی مدد سے لوگوں کے روزینے اور معاش مقرر کیا کریں۔ چند دن بعد ہی وہ مستقل صدر الصدور بن گئے، اوّل اوّل انہوں نے لوگوں کو اس قدر انعامات اور روزینے عطا کیے کہ اگر سابقہ بادشاہوں کے تمام عطیوں کو بھی جمع کر لیا جائے تو اس کے برابر نہ ہوں، بعد میں ان کا طرزِ عمل بالکل ہی برعکس ہو گیا۔[2] جب مخدوم الملک کا ستارہ زوال میں آ چکا تھا تو دربار سرکار میں شیخ عبدالغنی کا سورج چمکنے لگا، چنانچہ بادشاہ انتہائی تعظیم و احترام کی وجہ سے کبھی کبھی حدیث سننے کے لئے اس کے گھر چلا جاتا تھا۔ ایک دو مرتبہ تو اکبر نے شیخ کی (پہننے کے لئے) جوتیاں بھی اس کے آگے رکھیں، بڑے شہزادہ سلیم کو بھی تعلیم کے لئے اسی کے حجرہ میں بٹھا دیا گیا تھا، وہ عموماً مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی چہل حدیث کا درس دیا کرتا تھا۔ جب شیخ عبدالغنی کرسی صدارت پر بیٹھا اور بادشاہ نے حکم دیا کہ جب تک ممالکِ محروسہ کے تمام ائمہ اپنے وظائفِ اوقاف و معاش کے فرامین پر صدر (شیخ عبدالغنی) کی مہر نہ لگوائیں کروڑی ان کے رقمیں اجرا نہ کریں تو ہندوستان کے مشرقی کنارے سے لے کر بھکر تک اہل غرض علماء شیخ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے جن کی سفارش کسی امیر یا مقرب نے کر دی تو اس کا کام حسب منشا تکمیل پا گیا ورنہ شیخ کے کارندوں کے پاس دھکے کھاتے رہے اور نہ صرف ان کو بلکہ شیخ کے فراشوں، دربانوں، سائیسوں اور مال خوروں تک کو بھاری بھاری رشوتیں دے کر ان غریبوں نے اپنا کام بنایا اور جو یہ بھی نہ کر سکے وہ دربانوں کے ڈنڈے کھاتے رہے، بہت سے بدنصیب اس ہجوم میں گرمی کی تاب نہ لا کر وہیں جاں بحق ہو گئے جس وقت وہ اپنی مسند جاہ و جلال پر متمکن رہتا تھا تو اس کے تیور بس دیکھنے کے لائق ہوتے تھے، اہل علم کی تعظیم و تکریم کا کیا سوال وہ ہر ایک کو برا بھلا کہنے اور ڈانٹنے ڈپٹنے پر اُتر آتا اور جب

---

1. منتخب التواریخ ص: ۵۰۳۔ 2. ایضاً ص: ۳۶۱

Marfat.com

بے چارہ بڑی عاجزی اور خوشامد کرتا تو ان عالموں کے لئے جو ہدایہ اور دوسری منتہی کتابیں پڑھا سکتے تھے سو بیگھ کے لگ بھگ اراضی منظور کر کے باقی زمین کو جس پر وہ ایک مدت دراز سے قابض تھے، قلمزد کر دیتا اس کے مقابلہ میں جاہل کمینوں بلکہ ہندوؤں تک کو اچھی اچھی زمینیں از خود عطا کر دیتا تھا۔ اس طرح اس کے ہاتھوں علم اور عالموں کی قدر و قیمت روز بروز گھٹتی چلی گئی۔ اپنے جلاس پر دوپہر کے بعد جب وہ نہایت غرور و تکبر سے چوکی پر بیٹھ جاتا اور ایک خادم اُسے وضو کراتا تو مستعمل پانی کے چھینٹے اگر امراء و مصاحبین علماء کے سروں اور کپڑوں پر گر رہے ہوتے اس کا ذرہ برابر بھی احساس نہ ہوتا تھا، وہ لوگ بھی اہل علم و فقراء کا کام نکالنے کے لئے سب کچھ برداشت کرتے رہتے اور خوشامد چاپلوسی اور اس کی دلجوئی کی خاطر طرح طرح کی ذلتیں اُٹھاتے رہتے۔ پورے شاہی عہد میں کسی صدر الصدور کا یہ اثر و دبدبہ نہیں رہا جتنا کہ شیخ عبدالغنی کو حاصل ہو گیا تھا۔[1] مخدوم الملک کی طرح اس نے بھی ادائیگی زکوٰۃ سے بچنے کے لئے کتاب الحیل سے کوئی حیلہ تلاش کر لیا تھا، بالآخر اس کا انجام بھی مخدوم الملک جیسا ہی ہوا۔[2]

جب شوال ۹۸۶ھ میں حاجیوں کا قافلہ اجمیر سے روانہ ہوا تو شیخ عبدالغنی اور مخدوم الملک کو بھی جن کے آپس کے جھگڑوں کی وجہ سے اکبر اسلاف سے متنفر اور احکام دین سے منحرف ہو گیا تھا، اسی قافلہ کے ساتھ حج کے لئے روانہ کر دیا گیا۔ ان لوگوں نے اس سال حج کا فریضہ ادا کیا۔ جب مخدوم الملک واپس لوٹے تو یہ بھی ہندوستان چلے آئے۔ مخدوم الملک کو تو دار الحکومت پہنچنا نصیب ہی نہ ہوا، شیخ عبدالغنی کو ان کی قضاء دربار میں لے آئی، شیخ جب فتح پور پہنچ گیا اور اکبر کے رُو در رُو اس نے سخت باتیں کیں اور اسے خوب برا بھلا کہا تو اکبر کو بھی غصہ آ گیا اور اس نے شیخ عبدالغنی کے منہ پر پوری قوت سے ایک گھونسہ مارا۔ شیخ نے چلا کر کہا کہ ایک ہی بار چھری مار کر میرا کام کیوں نہیں تمام کر دیتے۔ اکبر نے اس کو ابوالفضل کے حوالہ کر دیا کہ اسے زندان میں ڈال کر اس سے ستر ہزار روپے کا حساب لیا جائے جو مکہ معظمہ جاتے وقت دیا گیا تھا، کروڑیوں نے اس کو کچہری کے حوالات میں طویل عرصہ تک مقید رکھا۔ آخر ایک رات گلا گھونٹ کر اس کو زندگی کی قید رہائی دے دی گئی۔ عبرت کی بات ہے کہ شیخ عبدالغنی جیسا مقتدر آدمی اس کا یہ حشر ہوا کہ قتل کے

---

[1] منتخب التواریخ ص ۴۳۶۔ [2] دین الٰہی اور اس کا پس منظر ص: ۵۲

Marfat.com

دوسرے دن مناروں والے میدان میں اس کی لاش نماز ظہر تک بے گور و کفن پڑی رہی۔ یہ واقعہ ۹۹۰ھ میں رونما ہوا۔ اس کی وفات پر تبصرہ کرتے ہوئے بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ابوالفضل نے اگلے پچھلے بدلے لینے کی خاطر انہیں طرح طرح کی اذیتیں دے کر مرواڈالا۔[1]

اکبر بادشاہ کی بے دینی والحاد

حضرت سید زوار حسین شاہ مرحوم اپنی کتاب ''مجدد الف ثانی'' میں ملا عبد القادر بدایونی کی کتاب منتخب التواریخ سے اخذ کرتے ہوئے کچھ اس طرح تحریر فرماتے ہیں:

علماء کے باہمی اختلاف اور ملحدوں کی دراندازی کی وجہ سے بادشاہ کی نظر میں اسلام اور علمائے اسلام کی وقعت گھٹتی چلی گئی۔ کچھ تو اکبر کی اُفتادِ طبع اور کچھ حالات کا تقاضا، بہر حال نتیجہ یہی نکلا کہ بادشاہ نے بہت جلد سارے مسلمہ اعتقادات سے منکر ہو کر الحاد و بے دینی کی راہ اختیار کر لی، بچپن سے عہد جوانی اور جوانی سے اس پختہ عمری تک اکبر کی کچھ ایسی ہی ڈانواڈول روش تھی کہ وہ ایک نظریہ اور اعتقاد کا پابند نہیں رہا، طبیعت میں تحقیق و تجسس کا جذبہ تھا، جسے بدعقیدہ مصاحبوں نے غلط رُخ پر پھیر دیا۔ اوّل اوّل تو صرف طلب حق کا سچا جذبہ تھا، چنانچہ اسی جذبہ کے تحت اکبر ہر دین اور مذہب کے معتقدات اور ان کی تاریخ کو سمجھنے کی کوشش کیا کرتا تھا، لیکن اس وقت کے درباری علماء بادشاہ کو صراطِ مستقیم پر لے جانے کے لئے حق پسندی کا رویہ اختیار کرنے کی بجائے اپنے اعزاز اور مرتبہ کو بڑھانے کی خاطر ایک دوسرے کی تکفیر و تذلیل کرنے لگے۔ ایک ہی مسئلہ کو جب علماء کا ایک گروہ حرام اور دوسرا گروہ حلال کہنے لگا تو بادشاہ شک میں پڑ کر نہایت حیران و حیرت زدہ اور ان بحثوں سے دل برداشتہ ہو گیا اور مقصود جاتا رہا۔ علماء کا یہ اختلاف کہ ان میں سے ایک عالم ایک ہی فعل کو حرام کہتا تھا اور دوسرا کسی حیلہ سے اس کو حلال ثابت کرتا تھا، بادشاہ کے انکار کا سبب بن گیا۔ دربار میں مختلف مذاہب و مسالک کے جو گمراہ کن عناصر جمع ہو گئے تھے، انہوں نے اس سے خوب فائدہ اُٹھایا اور دین کے معتقدات کو خلاف عقل ثابت کر کے اکبر کے ذہن کو انکار و انحراف کی طرف مائل کر دیا۔ ملا مبارک ناگوری اور اس کے شہرۂ آفاق صاحبزادوں ابوالفضل و فیضی نے اکبر کی بے دینی کے رُجحان کو بام بلند کی انتہائی چوٹی تک پہنچا دیا۔

---

1. منتخب التواریخ، دین الٰہی اور اس کا پس منظر

Marfat.com

شیخ مبارک ناگوری، ابوالفضل و فیضی

جن دنوں عبادت خانے کے مباحثوں میں علماء سوء دنیا کو عجیب تماشا دکھا رہے تھے، اکبر کے دربار میں ملا مبارک نے مرزا عزیز کے توسل سے رسائی حاصل کی نیز اس کے بیٹوں ابوالفضل فیضی نے بھی دربار میں رسائی حاصل کر لی۔ ملا مبارک نے تعلیم محقق دوّانی کے شاگرد ابوالفضل کازرونی سے حاصل کی تھی، ملاّ مبارک کے بیٹے ابوالفضل، فیضی نے اپنے باپ ملاّ مبارک سے تعلیم حاصل کی تھی۔ مشہور مؤرخ عبدالقادر بدایونی نے بھی تعلیم اسی سے حاصل کی تھی۔[1]

مصنف کتاب ''مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ'' لکھتے ہیں:

شیخ مبارک ناگوری اور اس کے دونوں بیٹوں ابوالفیض فیضی اور ابوالفضل (جسے علامی بھی لکھا جاتا ہے) نے جب مرزا عزیز کوکہ کے توسل سے اکبر تک رسائی حاصل کی تو انہوں نے جلد ہی زمانہ سازی، بددیانتی، مزاج شناسی اور خوشامد کے ذریعہ بادشاہ کا زیادہ تقرب حاصل کر لیا پھر ابوالفضل نے جو بادشاہ کا وزیر اعظم ہو گیا تھا، اپنے مخالفین سے ایک ایک کر کے انتقام لیا، اس انتقام کی لپیٹ میں صرف اس کے مخالف ہی نہیں آئے بلکہ وہ خاص و عام ہر ایک کی ایذا رسانی پر اُتر آیا۔ چنانچہ اس کی وجہ سے کتنے ہی مشائخینِ صالحین اور صاحبِ احتیاج اشخاص کی معاش اور وظیفے بند ہو گئے، وہ ان لوگوں کو طرح طرح کی ایذائیں دیتا تھا، بحث و مباحثہ کے وقت اگر کسی مجتہد کا قول پیش کیا جاتا تو وہ نہایت جسارت سے کہا کرتا تھا کہ فلاں حلوائی، فلاں موچی اور فلاں چرم فروش کا قول ہمارے لئے حجت نہیں ہے۔ غرض علماء کا انکار اور ان کی توہین اس کا محبوب مشغلہ تھا۔

ملا بدایونی ابوالفضل کے ساتھ اپنی ایک گفتگو کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''آخر میں میں نے اس سے پوچھا کہ ان مشہور مذہبوں میں سے تمہارا میلان کس مذہب کی طرف ہے؟ اس نے کہا کہ میں ابھی چند دن الحاد کی وادی میں سیر و سیاحت کا ارادہ رکھتا ہوں۔ میں نے مذاقاً چھیڑتے ہوئے کہا نیک ارادے ہیں، بشرطیکہ تم اپنی بیوی کو طلاق دے دو۔ میری بات پر وہ ہنس دیا اور بات آئی گئی ہو گی۔'' یہ دیرینہ سال بوڑھے عالموں کو بڑی جسارت سے چھیڑ چھیڑ کر بحثیں کیا

[1] رودِ کوثر

Marfat.com

کرتا اوران کی بے عزتی کرنے میں ذرا بھی نہیں جھجکتا تھا۔ بادشاہ اس کی لن ترانیوں کو سن کر خوش ہوتا تھا۔ بوڑھے علماء نے عاجز آ کر ایک مرتبہ آصف خاں میر بخشی کے ذریعہ خفیہ طور پر ابوالفضل کو کہلوایا کہ تم آخر کس وجہ سے ہمارے پیچھے پڑے رہتے ہو؟ تو اس نے جواب دیا کہ "میں بیگن کا نہیں بادشاہ کا نوکر ہوں" غرض اس نے تھوڑے ہی عرصہ میں اپنی ذہانت، باپ کی معاونت اور بادشاہ کی پشت پناہی اور بخت کی یاوری سے ان سب عالموں کو ایک ایک کر کے ذلیل وخوار کیا اور اہل علم کی ساری بساط الٹ کر رہ گئی۔[1]

ادیان کا تصور وحدت

سید زوار حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بادشاہ اکبر کی ذہنی عکاسی کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"اس زمانہ میں دربار شاہی میں تقریباً ہر ملک کے اہل علم اور مفکر موجود تھے اور مختلف مذاہب کے عالم ورہنما بھی جمع ہوگئے تھے اور بادشاہ کی ہمکلامی سے شرفیاب ہوتے تھے۔ یہ لوگ رات دن مختلف علوم ونظریات پر تبادلۂ خیالات اور طرح طرح کی نکتہ سنجیوں میں مصروف رہتے تھے۔ بادشاہ کو بھی فتوحات ومہمات کی طرف سے پوری فرصت تھی، اس لئے وہ بھی انہی مشغلوں میں اپنے اوقات صرف کیا کرتا تھا اور تحقیق وتفتیش کے بعد جو اصول وکلیات اسے پسند آجاتے خواہ وہ مسلمانوں کے معتقدات کے موافق ہوتے یا مخالف انہیں وہ بدل وجان قبول کر لیتا تھا اور جو باتیں اس کی نگاہ میں نہ جچتی تھیں ان کو وہ ترک کر دیتا تھا، اس طرح اس نے ترک واختیار اور ردّ وقبول کے ایک شعور اور جداگانہ معرفت کو اپنا معیار بنالیا اور عجیب طرح کے ہیولانی اعتقادات نے اس کے ذہن پر غلبہ پالیا۔"

مجموعی طور پر ایک خیال اس کے ذہن پر پتھر کی لکیر بن گیا تھا کہ اصحاب علم ودانش تمام مذاہب میں موجود ہیں اور ہر قوم وملت میں عبادت گزار صاحبان کشف وکرامت کی کمی نہیں رہی

---

[1] منتخب التواریخ

Marfat.com

ہے۔ حق ہر مذہب اور ہر قوم میں یکساں طور پر موجود ہے۔ اس لئے حق کو ایک ایسے دین اور ایک ایسی ملت میں محدود و منحصر کر دینا ضروری نہیں ہے جو نسبتاً نیا اور نو پیدا شدہ ہے اور اس کے نزول پر بھی ایک ہزار سال بھی نہیں گزرے ہیں۔ اور ایک مذہب کو صحیح خیال کرنا اور دوسرے کو غلط ٹھہرانا بلا وجہ کی ترجیح ہے۔ بادشاہ کے اس خیال کو وہ ملحد اور برہم حسب موقع پختہ اور اٹل بنانے کی کوشش کرتے رہتے تھے جو اُن دنوں شاہی محفلوں اور خلوتوں میں پیش پیش نظر آتے تھے اور بلحاظ علم و دانش علوم رسمی اور انسانی احوال ونفسیات پر ان کی گہری نظر تھی، وہ بڑی خوبی اور مہارت کے ساتھ اپنے مذاہب ونظریات پر عقلی ونقلی استدلال کر کے دوسروں کی تکذیب کرتے رہتے تھے، ان لوگوں نے بادشاہ کی خام خیالیوں کو راسخ اعتقادات کی شکل دے دی اور نظریات کو اس طرح بدیہات بنا کر پیش کیا کہ ان سے پھر جانا اکبر کے لئے ممکن نہ رہا۔ اس نقطۂ نظر کا لازمی نتیجہ یہی تھا کہ حشر ونشر اور دوسرے دینی اصول ومعتقدات جن کا ماخذ حکمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے، معتبر اور قابل قبول نہ رہیں۔[1] اور وہ ساری چیزیں جن کا تعلق نبوت سے ہے ان کا نام تقلیدات رکھا گیا یعنی سب غیر معقول ٹھہرائی گئیں اور مذہب کی بنیاد عقل پر رکھی گئی نہ کہ نقل پر۔[2]

بادشاہ اکبر کا ہندوازم سے متاثر ہونا

ہندوازم کا ایک بہت بڑا پنڈت دیوی برہمن جب اکبر کی خلوت میں شامل ہوا، تو اکبر بادشاہ کو ہندوستانی دیو مالا کے قصے سناتا تھا اور ہندوازم کے اسرار بت پرستی کے طریقے بتاتا تھا۔ ستاروں، آفتاب، آگ پرستی کے رموز واسرار بھی اکبر بادشاہ کے کانوں میں ڈالتا تھا، اور ہندوازم کے خیالی دیوتاؤں، برہما، مہادیو، بشن، کشن، رام، مہامائی کے احترام وعظمت کے قصے کہانیاں بھی عرض کرتا اور اس پر دلیلیں بھی دیتا تھا۔ خوشامدی درباریوں نے تناسخ کے عقیدہ پر کتابیں تحریر کرنی شروع کر دیں۔ اس طرح بادشاہ کا ذہن ہندوازم کی طرف مائل ہوتا چلا گیا۔ پرکھوتم نامی برہمن بھی اکبر کے بہت قریب ہو گیا، اس طرح اکبر عقیدہ تناسخ پر ایمان لے آیا۔ اکبر بادشاہ کیونکہ اَن پڑھ تھا، خوشامد کو زیادہ پسند کرتا تھا، حکمرانوں کی ہلاکت وگمراہی کے لئے دو ہتھیار سب سے زیادہ خطرناک ہوتے ہیں، خوشامد وچاپلوسی، جو لوگ ان ہتھیاروں کو استعمال کرنا جانتے ہیں وہ صاحب

---

1. منتخب التواریخ ص: ۲۶۶، ۲۶۷۔
2. تذکرہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ص: ۵۴

Marfat.com

اقتدار لوگوں کو جلد اپنے جال میں پھنسا لیتے ہیں۔[1]

اکبر پر پارسی مذہب کا اثر

نوساری شہر گجرات سے پارسی مذہب جو آگ کی پوجا کرتا ہے، ایک گروہ بھی دربارِ اکبر میں اپنا مقام حاصل کر چکا تھا۔ زرتشت کے دین کو اچھے طریقہ سے دلائل کے ساتھ آگ کی تعظیم کو سب سے بڑی عبادت ثابت کیا اور کیانی بادشاہوں کے عجیب وغریب قصے سناتے کیونکہ آگ بھی خدا کی نشانیوں میں سے ایک نشانی اور اس کے انوار کا ایک پَرتو ہے۔[2]

آتش کدہ کا قیام محل میں

اکبر کا جھکاؤ پارسی مذہب کی طرف ہوا تو اُس نے محل میں شب وروز آگ جلتی رہنے کا حکم دے دیا جس کا انتظام شیخ ابوالفضل کے سپرد کر دیا۔[3]

ہَوَن

بادشاہ اکبر اپنی جوانی ہی سے راجاؤں کی لڑکیوں سے ان کی صحبت میں رہتے ہوئے ہَوَن کیا کرتا تھا، ہون ہندوازم کی آتش پرستی کا ایک نام ہے۔[4]

آفتاب پرستی

ہندوازم کی ہر شاخ کے راہنما کسی نہ کسی طریقہ سے اکبر کے دربار میں پہنچ گئے تھے، ان میں ایک بیربر ملعون بھی تھا، اس نے اکبر کے سامنے آفتاب پرستی کا نظریہ پیش کیا، اور کہا کہ آفتاب ہی مظہر کامل اور سرچشمہ سعادت ہے۔ اس کی وجہ سے پھلوں میں رس، اس کی وجہ سے غلہ پکتا ہے، کھیتیاں لہلاتی ہیں، دنیا کی زندگی اور دنیا کی روشنی آفتاب ہی کی وجہ سے ہے، اس لئے پرستش تو صرف آفتاب کی ہی ہونی چاہئے۔

بلکہ اس ملعون نے تمام مظاہر عالم کی پرستش کا نظریہ بھی اکبر کے سامنے پیش کر دیا، پتھر، درخت، آگ، پانی، گائے اور اس کے گوبر کو مقدس اور قشقہ و زنار کے تقدس کے دلائل سے اکبر بادشاہ کو قائل کر لیا، نیز دربارِ اکبر کے خوشامدی حکماء و فضلاء نے بھی اپنے کمالات سے اکبر بادشاہ کو

[1] منتخب التواریخ، مجدد الف ثانی [2] ایضاً [3] ایضاً [4] ایضاً

Marfat.com

آفتاب پرستی کا راستہ دکھایا۔ اس طرح نظریہ آفتاب پرستی نے دربار میں عروج پایا۔ آفتاب پرستی کے عقیدہ کی بناء پر نوروز جلالی کی تعظیم و تکریم بڑے اہتمام سے ہونے لگی، اکبر نے ہر سال بڑا جشن منعقد کروانا شروع کر دیا۔ مقدس ہونے کی بناء پر نظریہ گائے پرستی بھی ہندوازم کے لئے لازم ہو گیا۔ اور سارے ہندوستان میں گائے کا ذبیحہ بند کر دیا گیا اور گائے کے گوشت کو کھانا حرام قرار دے دیا گیا۔ صرف اتنا ہی کافی نہ سمجھا گیا بلکہ گائے کے گوبر کو بھی پاک و مطہر سمجھا گیا، ہندوازم کا گائے پرستی و گوبر پاک ہونے کا نظریہ جب سامنے آیا تو انسانیت ماتم کرنے لگی اور ہندوستان کے مسلمانوں پر زندگی تنگ ہو گئی۔ بڑے بڑے پارسا اور اچھے اچھے مسلمانوں کو تہ تیغ کرا دیا گیا۔[1]

عیسائیت کا اثر

پرتگیزی مشنری ۱۵۸۱ء سے قبل ہی عیسائی پادری ''گواسے'' آکر دربار اکبری میں رُسوخ حاصل کر چکے تھے۔ ۱۵۸۱ء میں جب حکیم مرزا کے تعاقب میں کابل گیا تھا، تو پرتگیزی مشنری اس کے ہمرکاب تھی۔ دربار اکبری میں عیسائیوں کا اثر و رسوخ کافی ہونے کے علاوہ دربار میں عقیدہ تثلیث کے حق ہونے پر مباحثے شروع کر دیئے، اکبر کی آزاد خیالی نے عیسائیوں کی حوصلہ افزائی کی، شہزادہ مراد نے انجیل کے چند سبق بھی پادری سے پڑھے۔ ان ملعون عیسائی پادریوں کی دلیری جسارت اس قدر بڑھ گئی کہ وہ توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کرنے لگے۔ اکبر بادشاہ کی پیشانی پر ذرا بل بھی ان کی ملعونیت اور بدبختانہ بیہودہ گفتگو سن کر نہیں پڑتا تھا۔ جب مناظروں میں مسائل دلائل کی جگہ کج بحثی اور ٹھٹھہ مذاق نے لے لی، تو راسخ العقیدہ مشائخ و علماء کرام نے شاہی عبادت گاہ میں جانا ترک کر دیا، مولانا بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ نے جو شیخ چشتی کے صاحبزادے ہیں، گجرات کی راہ لی اور وہاں سے خاموشی کے ساتھ جدہ روانہ ہو گئے۔ بقایا زندگی حرم شریف میں ہی بسر کر دی۔[2]

شیخ اکرام مرحوم بھی اپنی کتاب ''رودِ کوثر'' میں آخر لکھنے پر مجبور ہوا ہے:

> ''اکبر نے پرتگیز پادریوں کو تحریر و تقریر کی بڑی آزادی دے رکھی تھی، اور انہوں نے اس سے فائدہ اُٹھاتے وقت تہذیب اور خوش اخلاقی کے تمام اصول نظر انداز کر دیئے، لیکن عام مسلمان اُمرا کا دل ان کی بدزبانی سے

منتخب التواریخ، مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

جس طرح کڑھتا تھا، اس کا اندازہ ایک مسلمان امیر کے اظہار خیال سے ہوسکتا ہے، جو اس پادری ''زیوبر'' کی تقریر کے بعد کیا، عیسائی مؤرخ ''مسٹر پین'' لکھتا ہے:

''بہت سے مسلمان درباری جو اس وقت بادشاہ کے ساتھ تھے، پادری کی تقریر پر بہت بگڑے اور ان میں سے ایک نے جو پادری کا دوست تھا، اسے سمجھایا کہ جب وہ شرع اسلامی کا ذکر کرے تو اسے زیادہ احتیاط اور ادب سے گفتگو کرنی چاہیئے، اس درباری مسلمان نے کہا ''یہاں مسلمانوں کے سوا کوئی نہیں اور جب تم شرع اسلامی کی مذمت کرتے ہو، تو وہ تمہارے خون کے پیاسے ہو جاتے ہیں۔ اور اگرچہ میں تمہارا دلی اور محکم دوست ہوں جب تم ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کرتے ہو، تو میرا بھی جی چاہتا ہے کہ تمہارے جسم میں خنجر گھونپ دوں۔''[1]

اکثر علماء کو دور دراز علاقوں میں بھیج دیا، جس سے شاہی عبادت گاہ میں خلا پیدا ہوا۔ بے دین سیکولر ذہن کے خوشامدی لوگوں کے ساتھ ساتھ ہندو پارسی جینی اور اہل شیعہ کا دربار میں سیاسی و مذہبی اثر و رسوخ بہت بڑھ گیا، عیسائی پرتگیزی مقدس انجیل لے کر دربار اکبر میں قدم رکھ چکے تھے، عیسائیوں نے دربار میں موجود علماء کو مناظرہ کی دعوت دی، کیونکہ ان میں مناظرہ کے فن کو جاننے والا اور صاحب علم کوئی نہیں تھا، جو عیسائیوں کو مسکت جواب دیتے، لیکن جہاں صاحب علم کوئی شخص نہ ہو تو پھر وہاں پر اللہ تعالیٰ صاحب جذبہ ہستی کو آگے لے آتے ہیں، علماء کرام کی بے بسی دیکھ کر شیخ قطب جلسیری نامی آدمی نے بھرے دربار میں نعرۂ مستانہ لگایا اور پادریوں کو دعوت مباہلہ دے ماری۔ دربار کا ماحول خراب ہوتا دیکھ کر عیسائی پادریوں سے چند سوال کئے اور عیسائی پادریوں کو دعوت مباہلہ سے بچایا۔[2]

درباری علماء سے اکبر کی نجات

اکبر بادشاہ نے عیسائی پادریوں کی موجودگی میں مسلمان اہل علم کی کمزوریوں کو پاتے

---

[1] رود کوثر، مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ منتخب التواریخ [2] ایضاً

ہوئے علماء دربار سے نجات حاصل کرنے کا فیصلہ کرلیا، کیونکہ عبادت گاہ کے مباحثوں میں اس کا ذہن دین اسلام سے کافی بددل ہو چکا تھا، علماء کی کافی تعداد کو قندھار بھیج دیا اور وہاں کے حاکم کو لکھ دیا کہ وہ نخاس میں ان کا تبادلہ گھوڑوں سے کر کے وہ گھوڑے حضور میں بھیج دے۔ عبادت گاہ کے مباحثوں میں علماء نے بالعموم بڑی ناعاقبت اندیشی سے کام لیا، جس سے اکبر کے دل میں طبقۂ علماء کے لئے کوئی احترام نہ رہا۔[1]

خاندان سوء کے عہد حکومت اور اکبر کے ابتدائی ایام میں نظام حکومت میں سب سے طاقت ور عہدے ① مخدوم الملک ② صدر الصدور کے تھے۔ احکام شرع کی ترجمانی ان کا کام تھا، اور ملک کا قانون بھی ان کے ہاتھوں میں تھا، بادشاہ علماء وقت کا زور توڑنے کے درپے ہو چکا تھا، اس پر شیخ مبارک، اور اس کے بیٹے اکبر کے معاون و مددگار ہوئے جس سے اس کی مشکل آسان ہوگئی۔[2]

شیخ اکرام مرحوم اپنی کتاب ''رودِ کوثر'' میں اکبر بادشاہ کو روشن خیال، صلح کل ثابت کرنے کے باجود یہ لکھنے پر مجبور ہے ''اکبر اور علماء کی کشمکش فی الواقع (کلیسا یا ارباب شرع) چرچ اور حکومتی اختیارات کی کشمکش تھی، جس میں حکومت کا پلہ بھاری رہا، بدقسمتی سے اکبر کی اپنی مذہبی طبیعت کی وجہ سے یہ کشمکش دنیوی امور تک محدود نہ رہی بلکہ مذہبی پنڈت کو ملنے کی خواہش ظاہر کی اور آگرہ کے جینیوں کے ذریعے اسے دارالخلافہ آنے اور ملاقات کی دعوت دے دی۔ ہیرا وجیا سوری جینیوں کا سب سے بڑا اس وقت پنڈت آگرہ کے قریب ہیرا وجیا سوری جب پہنچا تو بادشاہ اکبر جینی پنڈتوں کے دستور و ہدایت کے مطابق سرسٹھ (۶۷) سادھوؤں کے ہمراہ استقبال کے لئے آگرہ سے باہر آیا۔ جینی پنڈتوں نے اپنے ہیرو کا بہت بڑا شاندار جلوس نکالا، اور ایک آشرم میں اس کے قیام کا انتظام کیا، چند روز آرام کرنے کے بعد ہیرا وجیا سوری نے بادشاہ اکبر سے ملاقات کی، اور اکبر اس کی نیک نفسی، تقویٰ اور علمیت سے بہت متاثر ہوا۔ اکبر نے اس کی صحبت اختیار کرلی اور بہت کچھ ہندوؤں کے طور طریقے اخذ کئے۔ بادشاہ اس کی علمی وجاہت سے پہلے ہی بہت متاثر ہو چکا تھا، اس لئے اُسے ''جگت گرو'' کا خطاب دیا۔[2]

---

[1] منتخب التواریخ، رودِ کوثر، مجدد الف ثانی ﷫ [2] رودِ کوثر، دین الٰہی اور اس کا پس منظر۔ مجدد الف ثانیؒ

Marfat.com

پراہما کا نظریہ

جینی پنڈتوں کا نظر پراہما یہ ہے کہ کسی کو نہ مارا جائے نہ ہی حیوانوں، جانوروں کو مارا اور ذبح کیا جائے، حتیٰ کہ چوہے کو بھی نہ مارا جائے۔ اکبر نے جینی پنڈتوں کے ایما پر نظریہ پراہما کو فروغ دیا۔ اور سال کے کئی ماہ اور ہفتے کے بعض دنوں میں ہر قسم کے ذبیحہ پر پابندی لگا دی، صیاد، ماہی گیر جلد، قصاب، مقہور و معتوب قرار پائے، ہیراو جیاسوری دو سال دار الخلافہ آگرہ میں رہا، اور واپس چلا گیا، اس کے بعد دوسرے جینی پنڈتوں کی صحبت میں اکبر رہنے لگا، ان کی صحبت کے اثرات بادشاہ اکبر پر اثر انداز ہوئے اور وہ جینیت کی حقانیت کا قائل ہو گیا، اور جین مت کے بہت سے طریقے اپنا لئے جس سے عوام الناس اور اہل دربار کے ہاں یہ مشہور ہوا کہ اکبر جین مت بطور مذہب اختیار کر چکا ہے۔[1]

بادشاہ اکبر پر بھگتی تحریک و سکھ تحریک کا اثر

جین مت کے علاوہ اکبر بادشاہ کے ذہن پر احیائے ہندوازم کی تحریک بھگت کبیر نے چلائی ہوئی تھی، اس کا بھی بہت اثر ہوا۔ اس تحریک کو بھگتی تحریک کہتے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ گرونانک کی سکھ تحریک بھی اپنے ابتدائی پر نکال رہی تھی، اکبر بادشاہ ذہنی و قلبی طور پر دائرہ اسلام سے اپنے آپ کو نکال چکا تھا۔ ہر چمکتی ہوئی عبادت سے وہ اثر لیتا تھا۔ ان پڑھ ہونے کی بناء پر کوئی فکری قوت اس کے پاس نہیں تھی، اپنے اقتدار اعلیٰ کو وہ ہر حال میں مضبوط رکھنا چاہتا تھا، اس کا ذہن مکمل طور پر سیکولر ہو گیا تھا، ان کفر کی تحریکوں سے متاثر ہو کر اکبر بادشاہ نے صلح کل پالیسی کو حکومتی پالیسی بنا دیا، اسلامی حکومت کا تصور ختم کرتے ہوئے، ایک سیکولر ریاست کا تصور پیش کیا، ملک میں ماحول یہ بنا دیا کہ مسلمان کافروں کے عبادت خانوں کے سنگ بنیاد رکھنے لگے۔ ہندوازم کی کتابوں کے ترجمے فارسی زبان میں منتقل ہونے لگے، مسلمانوں میں جو رحیم اللہ پاک کا بڑا صفاتی نام ہے، رام ہندوؤں کے ہاں نام ہے، رحیم اور رام کا فرق مٹا دیا گیا۔ دونوں کو ایک ہی چیز سمجھا جانے لگا، اسی ماحول کی بناء پر عبدالقادر بدایونی اس وقت مسلمانوں کو اپنی مشہور کتاب ''منتخب التواریخ'' میں '' مسلمانانِ ہندو

---

[1] رودِ کوثر، دین الٰہی اور اس کا پس منظر، مجدد الف ثانی [2] منتخب التواریخ، مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

مزاج'' کا نام دیتا ہے، بادشاہ اکبر کی اس سیکولر پالیسی نے مسلمانوں اور دین اسلام کو جو نقصان پہنچایا ہے اس کی تلافی اور کمی آج تک پوری نہیں ہو سکی۔

بادشاہ اکبر کا آزادانہ طور پر ہر ملت و مذہب سے ملنا پھر اس سے متاثر ہونا اور ان کی تعلیمات کو فراخدلی سے قبول کرنا ہی اس کے ایمان کو برباد کرنے کا باعث بنا۔ اس طرح جوگیوں کی ٹولیاں بھی اس کے پاس بہت آتی تھیں۔ جوگیوں کے لئے اس نے ایک سرائے الگ سے تعمیر کروائی اور اس کا نام جوگی پورہ رکھا، اور وہ راتوں کو اپنے چند خصوصی مصاحب کے ساتھ جوگیوں کی مجلسوں میں حاضری دیتا تھا، نیز ان سے ان کے اعتقادات، مراقبے، مشغلے، آس، کیمیاء، ہیمیاء جیسے عجیب و غریب جاہلانہ معلومات حاصل کرتا تھا، سارے ہندوستان کے جوگی سال میں ایک مرتبہ اکٹھے ہوتے تھے، جسے وہ شیورات کہتے تھے، بڑے بڑے جوگیوں کے ساتھ اکبر اس رات مجلس کرتا اور کھانا بھی ان کے ساتھ کھاتا تھا، اور جوگیوں سے بھی لمبی عمر کی خوشخبریاں سنا کرتا تھا، اس طرح اکبر کو اپنی لمبی عمر کا یقین ہو چکا تھا۔[1]

نقطوی تحریک کا دربار میں اثر

دورِ اکبر میں ملا مبارک اور اس کے دونوں بیٹے نہایت زیرک و ذہین تھے جن کی وجہ سے اکبر بے دین والحاد کی گندگی میں گرا، دربار میں تذلیل و تحقیر تھی، دربار میں صدر الصدور اور شیخ عبدالغنی اور مخدوم الملک ملا عبداللہ سلطانپوری کے اثر و رسوخ کی وجہ تھی، اس پر یہ تماشا بھی ہوا کہ خاندان ملا مبارک اپنی معاشی ضروریات کے لئے ان دونوں حضرات کی خدمت میں مدد کے لئے گیا اور سو بیگھ زمین بطور معاشی ضروریات کی مدد کے لئے مانگی، تو انہوں نے بدعقیدگی کا طعنہ دیتے ہوئے اپنے دَر سے دھتکار دیا، اس وقت خاندان ملا مبارک کی رَگِ غیرت پھڑکی اور انہوں نے کہا ''اگر میں اپنی اصل سے ہوں اور اپنے اعتقاد میں بھی سچا ہوں تو تم سے ایسا انتقام لوں گا جس کی گونج سارے ہندوستان میں سنائی دے گی۔''[2] واقعی وہ گونج سارے ہندوستان میں سنی گئی، اب ہوا اس طرح کہ ایران کے علاقہ گیلان کا رہنے والا محمود نامی شخص جو حروفی فرقہ کا فرد تھا، ان سے اختلافات کی بناء پر اس نے ۸۰۰ھ کے قریب اس تحریک کی بنیاد رکھی، شریف آملی اس

---

[1] مقدمہ مقامات معصومی از اقبال مجددی [2] ایضاً

Marfat.com

تحریک کے پر جوش مبلغ دربار اکبر میں پہنچا تو بادشاہ اکبر نے اسے ہزاری منصب عطا فرما کر اپنے مقربین کی فہرست میں شامل کر لیا۔

درباری ہونے کی بناء پر ابوالفضل کی قربت شریف آملی سے بڑھنے لگی، جس وجہ سے ابوالفضل کے تعلقات ایران کے نقطیوں سے قائم ہوئے اور ان سے نامہ و پیام شروع ہو گئے، شریف آملی کی وجہ سے نقطیوں کے اہل علم حضرات کافی تعداد میں ملازمت حکومت وقت کی کرنے لگے۔

نقطوی عقائد

یہ حضرات عالم قدیم کے قائل نہیں ہیں، اس کے ساتھ ہی یہ حشر و نشر کو نہیں مانتے، جنت و دوزخ کے بھی قائل نہیں ہیں، بلکہ نیک و بد اعمال کی جزا و سزا کو دنیا میں تنگی اور خوشحالی کی زندگی کا اثر مانتے ہیں، خدا کی قدرت کے زیادہ قائل نہیں۔ نظریہ ارتقاء کے حامی ہیں، قرآن مجید کو خدائی کلام نہیں مانتے، بلکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصنیف کتاب سمجھتے اور مانتے ہیں (نعوذ باللہ) مسائل شریعت کو اہل الرائے کے بنائے ہوئے قوانین کہتے ہیں، نہ نماز روزہ و حج کے قائل ہیں بلکہ مذاق اُڑاتے ہیں، عقیدۂ قربانی کے بھی حامی نہیں ہیں، سب سے بڑی بات یہ کہ حرمت ماں بہن کے نظریہ کو بھی نہیں مانتے، غسل فرض ہونے کو بھی نہیں مانتے، بلکہ ہر قسم کی آوارگی ان کے بنیادی عقائد میں شامل ہے۔ محمود پیخوانی بانی تحریک نقطوی کو پیغمبر جانتے اور مانتے بھی ہیں۔ ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اب پیغمبر عجمیوں میں پیدا ہوا کرے گا۔ ابوالفضل اور فیضی دونوں بھائی نقطوی تحریک میں شریف آملی کے ذریعے شامل ہو چکے تھے، کتاب مآبہ الاثر الامراء جلد دوم میں جہانگیر بادشاہ کا بیان موجود ہے کہ ''اکبر نے بھی غسل جنابت کو منسوخ کر دیا تھا، حجاج پر پابندی لگا دی تھی، اکبر نقطیوں کی طرح عقلیات کا قائل اور نقلیات کا منکر ہو گیا تھا، نقطوی شعائر اسلام کا مذاق اُڑاتے تھے، ابوالفضل اپنی تحریروں میں مسلمانوں کا ذکر اس طرح کرتا ہے، ''پیروان احمدی کیش، کوتاہ بینِ گم گشتگان بیابان ضلالت، سادہ لوحانِ تقلید پرست اور گرفتارِ زندان تقلید'' کے لفظ استعمال کرتا ہے۔ شراب کا جام فیضی ہاتھ میں پکڑ کر کہتا کہ ''ایں پیالہ را بکوریٔ فقہامی خورم'' بادشاہ

Marfat.com

اکبر جب کسی سے ناراض ہوتا تو اسے لفظ ''قمیہ'' سے پکارتا تھا، اکبر اپنے درباریوں کو ماہِ رمضان میں روزے رکھنے سے منع کرتا تھا، اور یہ حکم دے دیا تھا کہ درباری اس کے سامنے کھایا پیا کریں، یا پھر کم از کم پان کا بیڑا ہی منہ میں رکھ لیا کریں۔ اس پر ظلم یہ، اَن پڑھ بادشاہ بے دین والحاد سے لبریز رفقاء و مقربین کے خیالات سن کر وہ یہ سمجھتا تھا، بقول جہانگیر کہ دین اسلام کی میعاد ختم ہونے والی ہے، اور اب ایک نیا دین ہونا چاہیے [1]

دربارِ اکبری میں شیعہ ازم کا عروج

شیر شاہ سوری سے شکست کھانے کے بعد ہمایوں بادشاہ ایران چلا گیا، وہاں اس وقت شاہ طہماسپ صفوی حکمرانی کر رہا تھا، وہ شیعہ ازم کا غالی حاکم تھا، ہمایوں بادشاہ نے اس سے ہندوستان میں دوبارہ اقتدار حاصل کرنے کے لئے مدد مانگی، اس نے شیعہ ازم کے پھیلاؤ کی شرائط پر مدد کرنے کا وعدہ کر لیا۔ جب ہمایوں کو دوبارہ تاج و تخت طہماسپ صفوی کی مدد سے ملا تو دربار ہمایوں بادشاہ میں ایرانیوں کا عمل دخل بہت بڑھ گیا۔ بادشاہ ہمایوں نے اٹھارہ ماہ تقریباً ایران میں گزارے تھے، اس دوران ایرانی تہذیب و تمدن سے ہمایوں کا لگاؤ گہرا ہو گیا، جب وہ ہندوستان کو واپس لوٹا تو متعدد ایرانی شعراء، مسعود، اہل قلم اس کے ساتھ آئے تھے، جن کی وجہ سے ایک نئے تہذیبی عمل کا آغاز شروع ہوا، جو آگے چل کر مستحکم ہوا۔ عراق و عجم و ایران کے بہت سے شیعی علماء و شعراء دربار ہمایوں میں اعزاز و اکرام سے نوازے گئے۔ بادشاہ اکبر کے دورِ حکمرانی میں ان ایرانی و عراقی علماء فضلاء کو زیادہ عہدے اور اثر و رسوخ نصیب ہوا۔

ملا یزدی

ملا یزدی شیعی علماء کا لیڈر تھا، بادشاہ اکبر کے سیکولر ذہن اور بے غیرتی کی وجہ سے اس شیعی ملا کی جسارت بہت بڑھ چکی تھی۔ اس کی زبان درازی بہت لمبی ہو چکی تھی، وہ اپنے عقائد کے مطابق خلفائے ثلاثہ کے خلاف طنز و طعن کی زبان بہت لمبی رکھتا تھا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین، تبع تابعین رحمہم اللہ، صلحائے سلف، علمائے خلف سب کو کافر بناتا اور اکبر کی نظر میں عقائد اہل سنت و

[1] منتخب التواریخ، مآثر الامراء جلد دوئم، مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

والجماعت کی اہمیت گھٹانے کی فکر میں لگا رہتا تھا، بجز اہل شیعہ کے سب کو کافر و گمراہ ثابت کرتا تھا، بادشاہ اکبر نے اِن نفس پرست باطل و گمراہ لوگوں کے خیالات قبول کیے اور حقیقی دین اسلام سے علیحدگی اختیار کرتا چلا گیا، اور اس کا ''صلح کل'' کا نظریہ اسے ڈبوتا ہی گیا، سیکولر پالیسی جو اس نے بنائی، اس سے ہوائے نفس کو تسکین ملتی رہی لیکن مسلمانوں اور دین اسلام پر عرصہ حیات تنگ ہوتا چلا گیا۔[1]

اکبری دور میں صوفیت

حضرت مولانا نازو ارحسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''مجدد الف ثانی'' میں اکبر دور حکمرانی میں صوفیائے خام کی ایک تصویر پیش کرتے ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ اکبر کی گمراہی میں پنڈتوں، جوگیوں، سادھوؤں، ایرانی اہل شیعہ، حُبّ جاہ کے طالب علماء کرام کے علاوہ صوفیائے خام کی جاہلانہ تعلیمات اور ان کی بعض نازیبا حرکات زندگی کا بھی بہت بڑا ہاتھ تھا۔ حضرت مولانا لکھتے ہیں:

''درجہ گھٹانے کی فکر میں لگا رہتا تھا اس نے جز شیعہ کے سب کو گمراہ دکھایا اور اکبر کے خیالات پر شیعیت کی اچھی خاصی چھاپ پڑ گئی۔ (منتخب التواریخ ص: ۲۷۰)

صوفیائے خام

اس دور کے تمام صوفیہ وحدت الوجود کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے، ان کا اکثر و بیشتر وقت سُکر کی حالت میں گزرتا تھا اور وہ اُٹھتے بیٹھتے وحدت الوجود کے نظریہ کا پرچار کرتے رہتے تھے۔ اس نظریہ کو قبول کرنے سے اکبر پر یہ بات عیاں ہوگئی کہ ''خدا کی پرستش کے بہت سے طریقے ہیں اور تمام مذاہب حقیقت پر مبنی ہیں، جہاں تمام موجودات مظاہر الٰہی ہیں تو بچھڑے اور ستارے کی صورت میں بھی خدا ہی کی پرستش ہوگی'' تمام ہندوستان اس عہد میں روحانی طور پر دیوالیہ ہو چکا تھا، اور اس وقت ملک بھر میں کوئی مردِ خدا اس قابل نہ تھا کہ وہ عوام کی رہنمائی کرسکتا۔ تاریخ شاہی اور مخزن افغانی کے مطالعہ سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ اکبر کے عہد میں صحو پر سُکر غالب آگیا تھا اور ملک میں مجذوبوں کی بھرمار تھی۔

---

[1] منتخب التواریخ، مجدد الف ثانی دین الٰہی اور اس کا پس منظر، رودِ کوثر

Marfat.com

نعمت اللہ ہروی نے ایسے بے شمار مجذوبوں کے نام گنوائے ہیں جو اس عہد میں ملک کے طول و عرض میں بے اولادوں کو اولاد اور نامرادوں کو مرادیں دیتے پھرتے تھے۔ یہ بڑے افسوس کا مقام ہے کہ عوام جن مجاذیب کو قطب اور غوث سمجھتے تھے ان کی اکثریت عشق مجازی میں گرفتار تھی۔ تاریخ شاہی کے مصنف نے ان کے عشق کی داستانیں بڑے مزے لے لے کر بیان کی ہیں، دو چار نہیں بلکہ ایسے عشق باز مجاذیب کی فہرست اس قدر طویل ہے کہ یہ کہنا پڑتا ہے کہ آوے کا ہی آوا بگڑا ہوا تھا، اکبر اگرچہ علماء سے بدظن ہو چکا تھا، لیکن صوفیہ پر وہ بڑا حسنِ ظن رکھتا تھا وہ یہ سمجھتا تھا کہ یہ طبقہ تو ہمیشہ یادِ حق میں مشغول رہتا ہے اور ماسوا کا تصور ان کے قریب بھی نہیں پھٹکتا، اس کے اس حسن ظن سے فائدہ اُٹھانے کی غرض سے چند نام نہاد اور پیشہ ور پیروں نے فتح پور سیکری آ کر دُکانِ تصوف آراستہ کر لی۔ سب سے پہلے شیخ عبدالعزیز کے خلیفۂ اعظم شیخ چانیلدہ فتح پور سیکری پہنچے اور انہوں نے عبادت خانہ میں نماز معکوس شروع کر دی ان کو پیشین گوئیوں کا بڑا شوق تھا، اس نے بادشاہ کے حرم میں لڑکا ہونے کی پیشین گوئی بارہا کی مگر ہر بار ان کی پیشینگوئی جھوٹ ثابت ہوئی اس نے بادشاہ کے اعتقادات کو بہت ٹھیس پہنچائی۔ سید ہاشم نامی ایک بزرگ زادے نے جو فیروز آباد کے رہنے والے تھے فتح پور سیکری میں آ کر اپنی دکان سجائی۔ اس کی بعض نازیبا حرکات سے بادشاہ مشائخ سلف سے بھی بداعتقاد ہو گیا۔ اکبر کے عہد میں بگڑے ہوئے معاشرہ میں سجادہ نشینوں اور نام نہاد روحانی پیشواؤں کی حالت عوام کی نسبت کہیں زیادہ ناگفتہ بہ تھی، اس کے ایک ہم عصر بزرگ اخوند درویزہ اپنی مشہور تصنیف ارشاد طالبین فارسی میں تحریر فرماتے ہیں، اس کا ترجمہ یہ ہے ''خاص طور پر اس زمانہ فساد میں اکثر انسان صورت اور شیطان سیرت لوگ اپنے باپ اور دادا کی مسندوں پر براجمان ہیں۔'' حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ السامی ایسے ہی صوفیوں کے متعلق تحریر فرماتے ہیں: ''اکثر جہلائے صوفی نمائے ایں زمانہ حکمِ علمائے سوء دارند فساد ایں ہا نیز فسادِ متعدی است'' (دفتر اوّل مکتوب نمبر ۴۷) (یعنی اس زمانے کے اکثر صوفی نما جہلا علمائے سوء کا حکم رکھتے ہیں ان کا فساد بھی متعدی ہے)۔ یہ تھی اس وقت کی وہ مذہبی فضاء جس میں اکبر دین اسلام سے برگشتہ ہوا اور اس نے بھی اس ماحول کو سازگار دیکھتے ہوئے دوسروں کی دیکھا دیکھی ایک نئے دین کی طرح ڈالی۔[1]

---

[1] دینِ الٰہی اور اس کا پس منظر ملخصاً ص: ۶۶ تا ۸۴

Marfat.com

وحدۃ الوجود کا اثر

شیخ تاج الدین ولد شیخ زکریا اجودھنی دہلوی شیخ امان پانی پتی کا شاگرد اور بہت سی کتابوں کا مصنف تھا، علم تصوف اور علم توحید میں وہ ثانی شیخ ابن عربی سمجھا جاتا تھا، راتوں میں معلق چار پائی پر اوپر جا کر رات رات بھر اس تصوف کے شطحیات اور مزعمات سنایا کرتا تھا، وہ چونکہ شرعی پابندیوں کا قائل نہیں تھا اور اس نے وحدت الوجود کا نظریہ اور فصوص الحکم کے دوسرے مسائل مثلاً ''ترجیح رجا بر کوف'' فرعون دنیا سے ایمان کے ساتھ رخصت ہوا وغیرہ بخوبی بادشاہ کے ذہن نشین کرا دیئے) چنانچہ اس کا یہ عقیدہ ہو گیا تھا کہ کافر دوزخ کی آگ میں ڈالے تو ضرور جائیں گے لیکن یہ عذاب ان کے لئے دائمی نہیں بلکہ عارضی ہوگا۔[1]

انسان کامل کا تصور

اور جب شیخ تاج الدین مذکور نے بادشاہ کو تصوف کی ان بھول بھلیوں میں اچھی طرح سرگشتہ کر دیا تو اس نے اپنی تعلیم و تلقین کا آخری اور اہم نکتہ جو سب سے زیادہ خطرناک تھا، نکال کر سامنے رکھا یعنی ''انسان کامل'' کا ایک تصور پیش کیا اور پھر اس انسان کامل کو خلیفۂ وقت سے تعبیر کر کے خود اکبر کو اس کا مصداق قرار دے دیا۔ انسانِ کامل سے گزر کر عینِ واجب تک جا پہنچی۔

بادشاہ کے لئے سجدہ

حوالی موالی نے خوب خوب شگوفے چھوڑے طرح طرح کی خرافات و اختراعات شروع ہو گئیں، چنانچہ بادشاہ کے لئے سجدۂ تعظیم تجویز کیا گیا اور اس کا نام ''زمین بوس'' رکھا گیا، بادشاہ کے احترام کو اتنا بڑھایا گیا کہ اسے ''فرضِ عین'' اور ''چہرۂ شاہی'' کو ''کعبۂ مرادت'' و ''قبلۂ حاجات'' قرار دے دیا گیا۔ کسی نے زبان ہلائی بھی تو اس کا منہ بند کر دیا گیا۔[2]

امام عادل اور حق اجتہاد

۱۵۷۶ء میں ایسا ہی واقعہ پیش آیا جس نے اختیارات علماء کے مسئلے کو نہایت نازک اور نمایاں صورت میں پیش کیا۔ متھرا کے قاضی عبدالرحیم نے مسجد بنانے کے لئے مسالہ جمع کیا، لیکن

---

[1] منتخب التواریخ ص: ۲۶۸۔ [2] ایضاً

Marfat.com

مقامی مالدار برہمن نے اس پر قبضہ کرلیا اور مسالے کو ایک مندر کی تعمیر میں صرف کیا۔ جب قاضی اور اس کے ساتھیوں نے اسے روکنا چاہا تو اس نے بانی اسلام کو گالیاں اور اہل اسلام کی اہانت کا مرتکب ہوا۔ قاضی عبدالرحیم یہ شکایت لے کر شیخ عبدالنبی صدر الصدور کے پاس پہنچا۔ شیخ نے برہمن کو بلایا، وہ نہ آیا۔ چنانچہ دربار سے ابوالفضل اور بیربل کو بھیجا گیا، وہ جا کر برہمن کو لے آئے۔ اصل وقوعہ کی نسبت ابوالفضل نے تصدیق کی کہ برہمن نے حضرت نبی کریم ﷺ کی بے ادبی وتوہین کی ہے۔ اب سوال پیدا ہوا کہ اسے سزا کیا دی جائے۔ اس پر علماء میں اختلاف ہوا، بعض کہتے تھے اس کی سزا موت ہے، بعض کہتے تھے کوئی دوسری سزا دی جائے۔ شیخ نے بادشاہ سے استصواب کیا، بادشاہ ٹال مٹول کرتا رہا۔ صریحاً کچھ نہ کہتا، لیکن ساتھ ساتھ یہ بھی کہتا رہا کہ سیاسیات شرعی تمہارے متعلق ہیں مجھ سے کیا پوچھتے ہو؟ اس کشمکش میں معاملے نے بہت طول کھینچا، برہمن دیر تک قید خانے میں رہا، بادشاہ کی راجپوت بیویاں اس کی رہائی کے لئے کوشاں ہوئیں، شیخ نے بادشاہ اکبر سے پھر پوچھا اور حد سے زیادہ اصرار کیا، بادشاہ نے کہا: میں اس معاملے میں اپنا خیال بتا چکا ہوں۔ اب تم جانو اور یہ ملزم...... چنانچہ شیخ عبدالنبی صدر الصدور نے برہمن کو قتل کرادیا۔ اس پر رانیوں اور راجا جو مصاحبوں میں شامل تھے، نے کہنا شروع کردیا کہ ان علماء کو حضور نے اتنا سر پر چڑھا رکھا ہے کہ اب آپ کی خوشی کا بھی خیال نہیں کرتے، اور اپنی حکومت و جلال دکھانے کے لئے لوگوں کو بے حکم قتل کردیتے ہیں۔ بادشاہ اکبر اس واقعہ سے بہت بگڑا، ان دونوں شیخ مبارک کسی تقریب سے بادشاہ اکبر کے پاس آیا، علماء کے اختیارات کی وجہ سے جو دقتیں پیش آئی تھیں، اکبر نے شیخ مبارک کے سامنے بیان کیں۔

شیخ مبارک نے بادشاہ اکبر سے کہا کہ ''بادشاہ عادل خود امام وقت اور مجتہد روزگار ہے، ''احکام شرعی اور ملکی'' کے اجرا میں وہ اس جماعت کا جنہیں علم سے جھوٹی شہرت کے سوا کوئی حصہ نہیں ملا محتاج نہیں۔ شیخ مبارک نے بادشاہ کو مشورہ دیا کہ وہ اجتہاد کا دعویٰ کرے اور علماء سے محضر طلب کرے، چنانچہ شیخ مبارک نے آیتوں اور روایتوں کی اسناد سے اس مضمون کا ایک محضر مرتب کیا، علماء کا ایک جلسہ بلایا گیا، جس میں بحث وتمحیص کے بعد علماء کی مہریں ثبت ہوئیں، بعضوں سے طوعاً بعضوں سے کرہاً علماء وقت کے اس پر دستخط کرائے گئے۔[1]

---

[1] رُودِ کوثر از شیخ اکرام

Marfat.com

﴿اصل محضر نامہ﴾

مقصود از نشیئد ایں میانی و تمہید این معانی آن کہ چون ہندوستان صینت عن الحدثان بہ مبامن معدلت سلطانی و تربیت جہان بانی مرکز امن و امان و دائرہ عدل و احسان شدہ و طوائف (نام از خواص و عوام خصوصاً علمائے عرفان شعار و فضلائے وقائق آثار کہ بادیشان بادیہ تجات و سالکان مسالك اوتو العلم درجات انداز عرب و عجم روبدیں دیار نہادہ توطن اختیار نمودہ اند، جمہور علمائے فحول کہ جامع فروع و اصول و حادی معقول و منقول اند بدین و دبانت و صیانت انصاف دارند بعد از تربر وانی وتامل کافی در غوامض معانی اطیعو اللّٰہ واطیعو الرسول واولی لامر منکم و احادیث صحیح ۔ان احب الناس الی اللہ

﴿ترجمہ﴾ (بطور حاصل)

مطلب ان امور کے درج کرنے سے یہ ہے کہ بادشاہی عدل وانصاف اور سرپرستی کے بدولت ہندوستان آج کل امن وامان کا مرکز بنا ہوا ہے اور اس کی وجہ سے عوام و خواص خصوصاً ان صاحب علم وفضل علماء کا یہاں ان دنوں اجتماع ہوگیا ہے جو نجات کی راہوں کے راہنما ہیں اور ''اوتو العلم درجات'' قرآنی آیت کے مصداق یہ لوگ عرب وعجم سے اس ملک میں تشریف لائے۔ اور اسی کو اپنا وطن بنالیا ہے۔ اب جمہور علماء جو ہر قسم کے علوم میں کامل دستگاہ رکھتے ہیں اور عقلی ونقلی فنون کے ماہر ہیں، اور ایمان داری اور انتہائی دیانت داری و راستبازی کے ساتھ موصوف ہیں، قرآن مجید کی آیت اطیعو اللہ واطیعو الرسول واولی الامر منکم (یعنی اطاعت کرو اللہ کی، اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں صاحبانِ امر ہیں) اور صحیح حدیثیں مثلاً یہ کہ خدا کے نزدیک قیامت کے دن سب سے زیادہ محبوب وہ امیر ہوگا جو عادل ہے جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی

Marfat.com

یوم القیٰمة ۔امام عادل من یطع الامیر فقد اطاعتی و من یعص الامیر فقد عصانی و غیر ذلك من الشواهد العقلیه و الدلائل النقلیة ۔قرارداده حکم نمودند که مرتبه سلطان عادل عندالله زیاده از مرتبۂ مجتهد است۔ و حضرت ...... جلال الدین محمد اکبر بادشاه غازی...... اعدل واعقل واعلم بالله اند بنابریں۔ اگر در مسائل دین که بین المجتهدین مختلف فیها است بذهن ثاقب و فکر صائب خود یك جانب را۔ از اختلاف به جهت تسهیل معیشت بنی آدم و مصلحت انتظامِ عالم اختیار نموده باں جانب حکم فرماند متفق علیه شود و اتباع آں برعموم برایا لازم و محتم است اگر بموجب رائے صواب نمائے خود حکمے را از احکام قرار دهند که مخالف نصے نه باقشد

نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ان کے سوا اور دوسرے عقلی و نقلی کی بنیاد پر یہ قرار دیتے ہیں اور فیصلہ صادر کرتے ہیں کہ خدا کے نزدیک سلطان عادل کا مرتبہ مجتہد کے مرتبہ سے زیادہ ہے۔" اور بادشاہ جلال الدین محمد اکبر غازی چونکہ سب سے زیادہ عدل والے عقل والے اور علم والے ہیں اس بنیاد پر ایسے دینی مسائل میں جن میں مجتہدین باہم اختلاف رکھتے ہیں اگر وہ (یعنی اکبر بادشاہ) اپنے ذہن ثاقب اور صائب رائے کی روشنی میں بنی آدم کی معاشی سہولتوں اور دنیاوی انتظام کی آسانیوں کے مدنظر کسی ایک پہلو کو ترجیح دے کر اسی کو مسلک قرار دیں تو ایسی صورت میں بادشاہ کا یہ "فیصلہ" اتفاقی سمجھا جائے گا۔اور عام مخلوق رعایا و برایا کے لئے اس کی پابندی لازمی و لابدی ہوگی۔ (اسی طرح) اگر کوئی ایسی بات جو قطعی نصوص کے مخالف نہ ہو اور دنیا والوں کو اس سے مدد ملتی ہو، بادشاہ اگر اس کے متعلق کوئی حکم صادر فرمائیں تو اس کا ماننا اور اس پر بھی عمل کرنا ہر شخص کے لئے ضروری اور لازم ہوگا اور ا

Marfat.com

و سبب ترفیه عالمیاں بوده باشد عمل براں نمودن برہمه کس لازم و متهتم است و مخالف آں سوجب منحط اخروی و خسران دینی و دنیوی است۔ انتهی بلفظه ص:۲۷۲/ ج:۲ مطبوعه کلکته

کی مخالفت دینی و دنیوی بربادی اور اُخروی مواخذہ کی مستوجب ہوگی۔

خطبۂ جمعہ

حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ ''تذکرہ مجدد الف ثانی'' میں کیا خوب تحریر فرماتے ہیں:

غالباً اسی کے بعد وہ لطیفہ پیش آیا کہ بحیثیت مجتہد و امام عادل ہونے کے جمعہ میں خطبہ پڑھنے کا اکبر کو خیال آیا۔ فیضی نے فارسی اشعار میں خطبہ تیار کیا۔ لیکن میدانِ جنگ میں جن کی تلوار سروں کو اُڑاتی تھی وہ تھرآنے لگا اور صرف دو شعر پڑھ کر منبر سے اُتر گیا۔

یہ تھی وہ پہلی منزل جہاں تقلید سے کنارہ کش ہو کر اکبر کو اجتہاد کے درجہ پر پہنچایا گیا۔ لیکن اس کے بعد پھر کیا ہوا وہی جو ہمیشہ اس کے بعد ہوا ہے۔ تھوڑے دنوں کے بعد علانیہ ائمہ و مجتہدین کی توہین و تحقیر ہونے لگی۔ دین کا بھرم اُٹھ گیا، ملا صاحب اپنے کانوں سنی بیان فرماتے ہیں کہ ابوالفضل کی جرأت اس حد کو پہنچ گئی تھی کہ

اگر درحین بحث سخن مجتهدین راسی آورند سی گفت فلاں حلوائی و فلاں کفش دوز، و فلاب چرم گربرما حجت سی آرید و نفی ہمه علماء بدو ساز دار آمد (صفحہ۲۰۰)

اگر کسی بحث و مباحثہ کے درمیان ائمہ مجتہدین کی بات پیش کی جاتی تو ابوالفضل

Marfat.com

اس کے جواب میں کہتا، فلاں حلوائی اور فلاں کفش دوز اور فلاں چڑے والے کے قول سے تم مجھ پر حجت قائم کرتے ہو۔ ابوالفضل کو تمام علماء کا یہ انکار بہت موافق ثابت ہوا۔

لیکن ابھی معاملہ صرف ائمہ و مجتہدین تک پہنچا تھا۔ بدقسمتی سے ہمایوں کو چونکہ ایرانیوں کی امداد سے دوبارہ تخت و تاج میسر آیا تھا، اس لئے بہ تقاضائے منت شناسی عراق عجم اور ایران کے علماء و شعراء کو خود اس نے اپنے عہد میں اعزاز اکرام سے سرفراز کیا۔ اور یہ دستور اکبر کے دربار میں بھی جاری رہا۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ہمایوں کے بعد ہندوستان کی طرف ایک سیلاب تھا جو مسلسل انقراض دولت مغلیہ تک ان ممالک سے ہندوستان میں آتا رہا۔ یہ سیلاب کس قسم کا تھا، اس زمانے کے کسی شاعر نے اس کو خوب ادا کیا ہے۔

نفاق آمده ددر ہند از بلاد و عراق
عراق قافیہ میدان برهگذار نفاق

یہ ٹڈیوں کا بھوکا دل تھا جو ہندوستان کی کشت زاروں کی طرف بے تحاشا اُڑا چلا آرہا تھا اور ہر ادنیٰ ہندوستان پہنچ کر اس درجہ عالی ہو جاتا تھا کہ بالآخر لوگوں کو کہنا پڑا

پار بودم قطبك دامسال قطب الدين شدم
گر بباںم سال دیگر قطب دین حیدر شوم

بہر حال یہ وہ گروہ تھا جو ائمہ مجتہدین سے آگے بڑھ کر بے محابا شرف صحبت کے سعادت یافتوں پر بھی حملہ کرنے میں قطعاً بے باک تھا۔ اکبر کو تاریخی واقعات کے سننے کا بے حد شوق تھا۔ حریصوں نے خصوصیت کے ساتھ اس کے سامنے ان ہی کی کتابوں کو اور کتابوں کے بھی خاص ان حصوں کو پیش کرنا شروع کیا جن کا تعلق مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے تھا۔ ملا صاحب لکھتے ہیں:

وانچه در حق صحابه رضی اللہ عنہم در وقت خواندن کتب سیر کتبا سیر مذکوری ساختند خصوصاً درخلافت خلفائے ثلثه و قضیۂ فدك و جنگ صفین و غیرآن که گوش از استماع آن کر باد خود بزبان نتواں آورد

Marfat.com

(ص:۳۰۸)

صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان میں سیر کی کتابوں کے پڑھنے میں جو الفاظ بادشاہ کی زبان سے نکلتے تھے خصوصاً خلفائے ثلثہ فدک جنگ صفین وغیرہ کے ذکر کے وقت جو کچھ کہا جاتا تھا، کان اگر ان کے سننے سے بہرے ہوتے تو بہتر تھا۔ میں اپنی زبان سے ان کو ادا بھی نہیں کر سکتا۔

مجتہدین اور ائمہ پہلے وار میں ختم ہوئے اور دوسری ضرب نے تو اسلام کی رہی سہی ساکھ بھی ختم کر دی جیسا کہ اس کے بعد ہونا چاہئے اور یہ ہوا کہ اکبری دربار میں

ملت اسلام ہمہ نامعقول و حادث و واضع آن فقراء غربان بودند کہ جملہ مفسدان وقطاع الطریق اوزاں دوبیت شاہنامہ کہ فردوسی طوسی بہ طریق نقل آوردہ متمسک می ساختند۔

ملت اسلامی کا سارا سرمایہ حادث و بد عقلی کا مجموعہ ٹھہرایا گیا اور اس کے بنانے والے (العیاذ باللہ) عرب کے وہ چند مفلس بدو قرار پائے جن میں سب کے سب مفسد اور بٹ مار اور راہزن تھے۔

وشیر شتر خوردن و سوسمار
عرب را بجاہی رسید ست کار
کہ ملک عجم را کند آرزد
تفو با و بر چرخ گردان تفو

اور شاہنامہ فردوسی کے دو مشہور شعروں سے سند پکڑی گئی۔ جو اس نے بطور نقل کے تحریر کیے ہیں۔

دربار اکبری میں نبوت کا موضوعِ گفتگو

حضرت مولانا مناظر حسین تحریر کرتے ہیں: شجرہ طیبہ نبوت "علی صاحبہا الف سلام وتحیۃ کے ان ثمر ہائے رسیدہ تک جس کی زبان پہنچ چکی تھی وہ آخر کب تک پھلوں سے خود درخت تک نہ

Marfat.com

پہنچا۔ العیاذ باللہ آخر وہ منحوس دن بھی سامنے آ ہی گیا کہ:

در ہر رکنے از ارکان دین و ہر عقیدہ از عقیدئہ اسلامیہ چہ دراصول وچہ در فروع مثل نبوت و کلام و روئت وتکلیف وتکوین، و حشر و نشر شبہات گوناگوں بہ تمسخرواستہزاء آوردہ[1]

ارکانِ دین کے ہر رکن اور اسلامی عقائد کے ہر عقیدہ کے متعلق خواہ ان کا تعلق اصول سے ہو یا فروع سے مثلاً نبوت؛ مسئلہ کلام: دیدار الٰہی انسان کا مکلف، عالم کی تکوین، حشر ونشر وغیرہ کے متعلق تمسخر اور ٹھٹھے کے ساتھ طرح طرح کے شکوک وشبہات پیدا کیے جانے لگے؛

یہی نہیں کہ بادشاہ ہی صرف شک میں مبتلا ہو گیا تھا بلکہ اہل دربار سے بھی ان مسائل کے متعلق بحث کرتا اور سب کو اپنی ذہنی کیفیت کے قریب لانے کی کوشش کرتا ملا صاحب لکھتے ہیں کہ

بادشاہ خلق رابخلق قرآن وتوغل دراستحالہ جی تشکیک درنبوات وامامات امتحان کردندبودجن وملک وسائرہ مغیبات ومعجزات وکرامات راانکارصریح آوردند وتواترقرآن وثبوت کلامیت آن وبقائے روح بعد ازاضمحلال بدن وثواب وعقاب را(غیراز تناسخ)محال می شمردند[2]

عام مخلوق کو خلق قرآن کے مسئلہ کی تبلیغ کرتا اور وحی کے محال ہونے اور اصرار وغلو سے کام لیتا اور نبوت اور امامت کے مسئلوں میں لوگوں کا امتحان لیتا اور جن فرشتے اسی طرح ساری غیبی ہستیوں نیز معجزات اور کرامتوں کا کھلے لفظوں میں انکار کرتا قرآن کے تواتر اور اس کے کلام خدا ہونے اور بدن کے فنا ہونے کے بعد ثواب وعذاب کے لیے روح کے رہنے کو محال سمجھتا

---

[1] منتخب التواریخ ص: ۳۰۷۔ [2] منتخب التواریخ ص: ۳۷۳

Marfat.com

تھا' البتہ تناسخ کے طور پر ثواب وعذاب کا قائل تھا۔

نبوت کے متعلق نازیبا گفتگو

اپنی اس تبلیغ میں غلو کی آخری حد یہ تھی کہ کبھی کبھی بھرے دربار میں اکبر سے خلاف وقار شاہی بعض مذبوحی حرکتیں سرزد ہو جاتی تھیں؛ مثلاً بیٹھے بیٹھے یکا یک ایک ٹانگ پر کھڑا ہو جاتا اور اس کے بعد حسب ذیل تقریر کرتا؛

دین معنی راعقل چه گونه قبول کند که شخصے دریك لحظه باگرانی جسم از خواب بآسماں رودونود ہزار سخن گومگوئے باخدائے تعالیٰ کندوبسترش ہنوز گرم باشد ومردم یاں دعوی بگردندوہم چیں شق القمر وامثال آں؛

آخر اس بات کو عقل کس طرح مان سکتی ہے کہ ایک شخص بھاری جسم رکھنے کے باوجود یکا یک نیند سے آسمانوں پر چلا جاتا ہے اور نوے ہزار...... بات؟ خدا سے کرتا ہے لیکن اس کا بستر اس وقت تک گرم ہی رہتا ہے اور لوگ اس دعویٰ کو مان لیتے ہیں اور اسی طرح شق والقمر وغیرہ جیسی باتوں کو بھی مان لیتے ہیں۔

پھر اپنی اٹھی ہوئی ٹانگ کی طرف حاضرین کو مخاطب کر کے سوال کرتا؛

ممکن نیست که تاپائے دیگر برجا. مانداستاده توانیم ایں چه حکایتہاست[1]

ناممکن ہے کہ جب تک دوسرا پاؤں زمین سے ٹکا نہ ہو میں کھڑا نہیں رہ سکتا آخر یہ ہیں کیا قصے......؟

گویا خلاف عادت کے ناممکن ہونے کو اپنی اٹھی ہوئی ٹانگ سے ثابت کیا جاتا تھا یہی رنگ تھا جو بالآخر گہرا ہوا اور خوب گہرا ہوا تا اینکہ نوبت بایں

[1] منتخب التواریخ ص:۳۱۷

Marfat.com

جا رسید کہ اب اس کی زبان سے (العیاذ باللہ) یہ باتیں بھی نبوت کبریٰ کی شان میں نکلنے لگیں۔

زدن قافلہ قریش در اوائل ہجرت وچہار دہ زن خواستن وتحریم شہد کردن برائے خوشنوی زنان[1]

یعنی اوائل ہجرت میں قریش کے قافلہ کا لوٹنا چودہ عورتوں سے نکاح کرنا اور بیویوں کی رضامندی کے لئے شہد کو حرام کرنا (ان سے نبوت پر اعتراض کرتا تھا)۔

اکبر پر اسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گراں ہوتے

شیخ اکرام مرحوم نے اپنی کتاب ''رودِ کوثر'' میں ملا عبدالقادر بدایونی کو متعصب درباری مورخ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور اس کے بیان کردہ واقعات کو وہ اہمیت نہیں دیتا اور اس پر تنقید کرتا ہے لیکن پھر بھی وہ واقعات درج کرنے پر مجبور ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ بادشاہ اکبر کو وہ روشن خیال مسلم کل اور عادل حکمران کے طور پر پیش کرتا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی اکبر بادشاہ کے دربار میں جین مت کے پنڈتوں؛ جوگیوں، سادھوؤں اور پرتگیزی عیسائی پادریوں کا داخل ہونا اور ان کی مجلسوں میں شامل ہونا بھی تحریر کرتا ہے؛ شیخ اکرام مرحوم کو یہ سمجھ شاید نہیں آئی آخر ان بے دین لوگوں کی محبت کی وجہ سے اکبر کی ذہنی وقلبی کیفیت ہی بدل گئی، وہ دین اسلام کے احکام کو عقل پر تولنے لگا، جس وجہ سے گمراہی کے گڑھے میں وہ جا گرا۔ حضرت مولانا مناظر احسن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کس دورمندی سے منتخب التواریخ سے اخذ کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں۔

آج یورپ کے کمان سے جن تیروں کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ اب برس رہے ہیں حیرت ہوتی ہے کہ یہ سب کچھ آج سے تین سو برس پیشتر بھی ہو چکا تھا آخری کیفیت اکبر کے نفس کی یہ ہوئی کہ سن کر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں ملا صاحب کا بیان ہے: فاعتبروا یا اولی الابصار۔ ابتدا میں بات کتنی ہوتی ہے لیکن آخر کہاں جا کر ختم ہوتی ہے۔

---

[1] منتخب التواریخ ص: ۲۰۸

Marfat.com

نام احمد ومحمد ومصطفےٰ وامثال آں بہ جہت کافران بیرونی وزنان اندرونی گراں می آمد تابمرورایام اسامی چند را از مقربان کہ بایں نام مسمی بودند تغیر وادہ مثلاً یار محمد محمد خاں را رحمت می خواند ومی نوشتند[1]

احمد محمد ومصطفےٰ وغیرہ نام بیرونی کافروں کے خاطر سے اور اندرونی عورتوں کی وجہ سے اس شخص پر گراں گزرنے لگے آخر کچھ دن کے بعد اپنے چند خاص لوگوں کے نام اس نے بدل بھی ڈالے مثلاً یار محمد اور محمد خاں کو وہ رحمت ہی کے نام سے پکارتا بھی تھا اور لکھنے کے وقت بھی ان کو اسی نام سے موسوم کرتا ہے۔

ہندومزاج مسلمان

ملا عبدالقادر بدایونی صاحب نے یہاں پر ہندومزاج مسلمان کی کیا خوب صورت اصلاح استعمال کی ہے اگرچہ وہ ہندو نہیں ہوتے لیکن ذہن میں ہندوؤں کے طور طریقے رچ بس جاتے ہیں پھر ان کی فکر بھی انہیں کی طرح ہوجاتی ہے پاکستان میں بھی آج کل ہندومزاج کافی تعداد میں موجود ہیں جو ہندوستان کے ساتھ امن کی آشا کے گیت گاتے ہیں ہر حال میں ہندوستان سے لین دین اور تجارت کرنے کے حامی ہیں ہندوستان میں مسلمانوں کے علاوہ دوسری اقلیتوں کا جینا بھی دوبھر ہے۔ اور غالباً یہی وجہ ہے جیسا کہ ملا صاحب کا بیان ہے کہ اکبری عہد کے مصنفین خطبہ کتاب میں آنحضرت ﷺ کی نعت لکھنے سے گریز کرنے لگے۔

علماء درتصنیفات از خطبہ تبرامی اوردندا کتفا بہ توحید کردند والقاب پادشاہی می نوشتند ومجال نہ بود کہ نام آں حضرت ﷺ علی رغم المکذبین بہ برند[2]

علماء سوا اپنی تصنیفوں میں خطبہ لکھنے سے بچنے لگے صرف توحید اور بادشاہی القاب کے ذکر پر قناعت کرتے تھے ان کی مجال نہ تھی کہ بے ایمان جھٹلانے والوں کے علی الرغم آنحضرت

[1] منتخب التواریخ صفحہ ۲۱۵ جلد ۲ [2] منتخب التواریخ ص: ۲۶۹

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک زبان وقلم پر لاتے یہاں تک کہ خود ملا صاحب جب مہابھارت کے ترجمہ کے شروع میں خطبہ لکھنے کی فرمائش بادشاہ نے کی تو محض اس وجہ سے انہوں نے اعراض کیا کہ بغیر نعت کے وہ خطبہ لکھنا نہیں چاہتے تھے ان ہی باتوں کا نتیجہ یہ تھا کہ بادشاہ تو بادشاہ ہر عامی کی جرأت بھی حد سے متجاوز ہونے لگی ملا صاحب فرماتے ہیں کہ:۔

بدبختے چند از ہندواں ومسلماناں "ہندومزاج" قدح صریح بر نبوت می کردند۔

چند ہندو اور چند ہندومزاج مسلمان یہ بدنصیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پر صراحۃً اعتراضات کرتے ہیں۔

لیکن ان کا کوئی روکنے ٹوکنے والا نہ تھا حد تو یہ ہوگئی کہ جب اکبر کے دربار میں عیسائی مشنری کا وفد پہنچا ہے تو ان لوگوں نے جہاں اور باتیں دربار میں کہیں تھی ان میں العیاذ باللہ یہ بھی تھا؛

در تعریف دجال ملعون ایں ملاعین داوصاف ارباب حضرت خیرالنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی رغم الدجالین فرود آوردند۔

ان ملعونوں نے دجال کے صفات بیان کر کے (استغفر اللہ) ان پر ڈھالتے تھے۔

اللہ اکبر اتنی بد بختانہ بیہودگی کو سن کر بھی اکبر کی پیشانی پر بل تو کیا تو پڑتا نہایت خندہ پیشانی سے ان کا استقبال کرتا ہے اور خاص اپنے شاہزادہ مراد کو حکم دیتا ہے؛

سبقے چند تمیناً ازاں بخواند...... چند اسباق ان پادریوں سے پڑھ لو۔

عقائد میں جس شخص کا یہ حال ہو چکا تھا اس کے اعمال کے متعلق سوال ہی فضول ہے وہی نماز جس کے متعلق کبھی یہ حال تھا۔

ہرپنج وقت برائے خاطر جماعت در در بارمی گفتند

پانچوں وقت (نماز تو نماز) جماعت کے لیے بھرے دربار میں فرمایا کرتے تھے۔

ملا صاحب کی یہ اصطلاح اس زمانہ میں خاص طور پر قابل لحاظ ہے شاید دنیا ہر مزاج رکھنے والوں

Marfat.com

سے ہمیشہ بھری رہی ہے۔

اب ان ہی ملا صاحب کا بیان ہے کہ:۔

دردیوان خانه ہیچکس را یا رائے آں نه داشته که علانیه اداۓ صلوة کند[1]

دیوان خانہ میں کسی کی مجال نہ تھی کہ علانیہ نماز ادا کر سکے۔

ایک جگہ لکھتے ہیں:

نماز روزه وحج پیش ازاں ساقط شده بود[2]

نماز روزہ اور حج تو اس سے پہلے ہی ساقط ہو چکے تھے۔

اور معاملہ صرف سقوط و اسقاط تک ہی ختم نہیں ہوا تھا بے دینوں نے شاہی اشارہ پا کر پھر اس کے بعد جو کچھ کیا اس کے ذکر سے بھی دل ڈرتا ہے غیر اسلامی خاندان کے آدمی نے نہیں بلکہ ایک مشہور ملا کے بیٹے نے جیسا کہ بدایونی کا بیان ہے؛

پسر ملا مبارک شاگرد ابو الفضل رسائل درباب قدح وتمسخر ایں عبادات بدلائل نوشته ومقبول افتاده باعث تربیت گشت۔

ملا مبارک کے ایک بیٹے نے جو ابوالفضل کا شاگرد تھا اسلامی عبادات کے متعلق اعتراض اور مسخرگی کے پیرایہ میں چند رسالے تصنیف کیے (شاہی جناب) میں اس کے ان رسالوں نے بڑی مقبولیت حاصل کی اور اس کی سرپرستی کا ذریعہ یہی رسالے بن گئے۔

امامت کا مفہوم بطور نبوت

یہ تھے وہ حالات جو اکبر بادشاہ نے دین اسلام سے نجات کے لئے خود ہی بنائے تھے محضر نامہ کی صورت میں بادشاہ اکبر کو دینی اختیارات اور فتویٰ دینے کے بھی کل اختیار مل چکے تھے اس کی ہوائے نفس نے اس پر انحصار نہیں کیا اس سے آگے قدم رکھے؛ مخدوم الملک اور شیخ عبدالنبی

[1] منتخب التواریخ ص: ۳۱۵
[2] منتخب التواریخ ص: ۳۵۱

Marfat.com

دربار بے وقعت سہی لیکن ان کے ہوتے ہوئے دینی معاملات میں اکبراوراس کے درباریوں کی شرارتیں رکی رکی اور سہمی سہمی رہیں، جب یہ دونوں دربار سے فارغ ہوچکے تو بادشاہ نے بغیر کسی خوف کے عقائد و مسائل میں دخل اندازی شروع کردی حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحب مرحوم اپنی کتاب ''مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ'' میں تحریر کرتے ہیں، دربار کے کمینے اور ذلیل علماء نے جو دراصل جاہل محض تھے من گھڑت دلیلیں دے کر بادشاہ کو یہ یقین دلایا کہ اس عہد کے صاحب زماں خود آپ ہیں کہ آپ کا ظہور مسلمانوں اور ہندوؤں کے بہتر فرقوں کے اختلافات ختم کرنے کے لئے ہوا ہے ایک نقطوی عالم ملا شریف آملی نے محمود پسیخوانی کے رسالوں سے جو تیموری عہد کا ایک سطح نویس مصنف گذرا ہے یہ شہادت نکال دکھائی کہ اس نے صراحتاً کہا ہے کہ ۹۹۰ھ میں باطل کو ختم کرنے والے ایک شخص کا ظہور ہوگا اور ''صاحب دین حق'' کے کلمہ سے اس سے تعبیر کی گئی کہ جمل کا قاعدہ ہے اس کے ۹۹۰ عدد ہوتے ہیں اس لئے اس کے مصداق آپ ہی ہیں یہ باتیں اس کے نبوت کے دعوے کا سبب بنیں اور اکبر نے صراحتاً ولفظاً تو نہیں لیکن مجملاً و معناً نبوت کا دعویٰ کردیا۔

نظریہ الف ثانی

خواجہ شیرازی جو ایک ملحد نجومی تھا مکہ شریف کی طرف سے ایک رسالہ لے کر آیا جس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ حدیث کے مطابق دنیا کی کل مدت سات ہزار سال پوری ہوچکی ہے اس لئے اب امام مہدی موعود کے ظہور اور تشریف لانے کا وقت ہوچکا ہے اس مضمون پر مبنی خواجہ شیرازی نے اپنا رسالہ لکھا اور بادشاہ کو پیش کیا، اسی طرح اہل شیعوں نے بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منسوب تحریریں پیش کیں، اسی طرح بادشاہ کا یہ ذہن بن گیا کہ دین اسلام کو ایک ہزار سال پورے ہوگئے ہیں، کیوں نہ ایک نئے دین کا آغاز کریں ملا عبدالقادر بدایونی تحریر کرتے ہیں:

چوں درزعم خویش مقرر ساختند کہ ہزار سال از زمان بعثت پیغمبر اسلام علیہ السلام کہ مدت بقائے ایں دین بود تمام شدو ہیچ مانعے برائے اظہار ودواعی خفیہ کہ دردل داشتند نماند وبساط از مشائخ وعلماء

Marfat.com

کہ صلابت و مہابت داشتند و ملاحظہ تمام از آنہا باکسے نمود خالی ماند بفراغ بال درصدد ابطال احکام و ارکان اسلام و بندوبست ضوابط و قواعد نوسہمل و مختل و ترویج بازار فساداعتقاد درآمد۔[1]

بادشاہ نے یہ خیال پکایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی مدت عمر کل ایک ہزار سال تھی جو پوری ہوگئی بادشاہ کے دل میں اس کے بعدان منصوبوں کے اظہار واعلان میں اب کوئی رکاوٹ باقی نہ رہی جو اپنے دل میں اس کے کانٹا تھا ادھر ایسے علماء جن کا کچھ رعب وداب تھا ان سے بھی بساط خالی ہو چکی تھی. پھر کیا تھا اس کے بعد تو بادشاہ خوب کھل کر کھیلے اور اسلامی احکام وارکان کے ہدم وبربادی ان کی جگہ نت نئے اپنے ساختہ پرداختہ قوانین کی ترویج میں مشغول ہوئے جس کے بعد عقائد کی بربادی کا بازار گرم ہوا۔

بادشاہ اکبر کا پہلا حکم

اکبر نے اسلامی احکام منسوخ کر دیئے اور نئے قواعد وضوابط کے نفاذ کا اعلان کرادیا، کہ اب سکہ میں ''الفی'' تاریخ شروع کی جائے ملا عبدالقادر بدایونی تحریر کرتے ہیں:

اول حکمے کہ فرمودند ایں بود کہ درسکہ تاریخ الف نوستند۔[1]

پہلا حکم جو دیا گیا یہ تھا کہ سکہ میں الف ہزار کی تاریخ لکھی جائے۔

پھر دوسری جگہ لکھتے ہیں:

ودرتنکھا وسہرہا تاریخ الف نوستند کہ بایں اعتبار مشعر باشدارزانقراض دین مبین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ بیش از ہزار سال نخواہد بود۔[2]

ٹکوں اور اشرفیوں میں الف کی تاریخ لکھوائی گئی اور اس سے اشارہ ادھر کرنا مقصود تھا کہ محمد صلی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین مبین کی عمر جو ہزار سال تھی وہ پوری ہوگئی، ہر خاص وعام تک نئے نظریہ کی

---

[1] منتخب التواریخ ص:۳۰۱، [2] منتخب التواریخ ص:۳۰۱

Marfat.com

رسائی کیلئے اس سے زیادہ آسان طریقہ اور کوئی نہیں تھا کتابوں، رسالوں سے زیادہ اشتہار اس سے بہتر کوئی نہیں ہو سکتا تھا اس لئے اکبر نے پہلے حکمرانوں کے جتنے سکے رائج تھے اور خود اپنے دور حکومت کے تمام سکوں کو سخت ترین حکام کے ذریعے گلوا دیا تھا۔

''تاریخ الفی''

بادشاہ نے چند علماء کے ذریعے تاریخ الفی' مرتب کرائی چنانچہ مصنف ''منتخب التواریخ'' لکھتا ہے:

دوریں سال حکم فند کہ چوں ہزار سال از ہجرت تمام شدوہمہ جاتاریخ ہجری می نوسیند حالا می بائد کہ تاریخ تالیف بائد کرد کہ جامع جمع احوال بادشاہان اسلام تاامروز کہ معنی ناسخ تاریخہائے دیگر باشد ونام ادالفی نہند ودرذکر سنوات بجائے ہجرت لفظ رحلت نویسند۔

اسی سال یہ حکم ہوا کہ ہجرت سے چونکہ ہزار سال پورے ہو گئے اور لوگ ہر جگہ ہجری تاریخ لکھتے ہیں اب مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک ایسی تاریخ مرتب کی جائے جو ان تمام سلاطین کے حالات پر حاوی ہو جو ابتدا سے اب تک اسلام میں گزرے ہیں جس کے دوسرے معنی یہ تھے کہ ایسی تاریخ لکھوائی جائے جو دوسری تمام تاریخوں کی ناسخ ہو اس تاریخ کا بادشاہ نے الفی نام رکھا اور یہ حکم دیا کہ سنوں کے ذکر میں بجائے ہجرت کے رحلت کا ذکر کیا جائے، اس ''الفی'' تاریخ کا مرتب کرانا اس لئے ضرور جانا گیا کہ ''سکہ'' ختم ہو جائے تو کتابوں میں کسی طرح محفوظ رہ جائے، ابتداء سے آج تک کے واقعات درج ہوں غلط واقعات کی تردید کر دی جائے، اس میں سنوں کے ذکر کرنے ہجرت کے بجائے صرف رِحلت کا لفظ تحریر کیا جائے سات اشخاص کو ''تاریخِ الفی'' لکھنے پر مامور کیا گیا ملا عبدالقادر بدایونی ان کی اہلیت کے متعلق تحریر کرتے ہیں: [1]

---

[1] منتخب التواریخ ص:۳۰۶

Marfat.com

دریں سال اسافل داراذل عالم نمائے .جاہل دلائل باطل نمودہ بریں آوردند کہ حالات احب زمانے کہ رافع خلاف واختلاف وہفتادد وطت از مسلم وہندوباشد حضرت اند۔[1]

اسی سال چند رذیل ادنیٰ درجہ کے لوگ جو عالم نما جاہل ہیں انہوں نے دلیلوں کا پشتہ اس دعویٰ کے متعلق باندھ دیا کہ وقت اس صاحب زمان کا آ گیا ہے جو ہندو اور مسلمانوں کے اختلاف کا مٹانے والا ہوگا اور اس صاحب زماں کی ذات خود حضرت بادشاہ کی ہے۔

نیز صاحب ''منتخب التواریخ'' لکھتے ہیں:

برہمناں......شعر ہائے ہندی راازز بان دانایان سابق نقل کردہ می گذرانید بایں مضمون کہ پادشاہ عالمگیرے درہندپیدا شود کہ برہمناں احترام کند و محافظت گائونماید و گیتی رابعدل نگاہبانی کند ودر کاغہ ہائے کہنہ آں خرافات را نوشتہ می نمودندبمہ بادرمی افتاد۔[2]

ہندوستان کے قدیم دانش مندوں کے نام سے (اس زمانہ) میں برہمن ہندی اشعار نقل کر کے بادشاہ کی خدمت میں پیش کرتے تھے کہ جن کا مضمون یہ ہوتا تھا کہ جہاں کا فتح کرنے والا ایک بادشاہ ہندوستان میں پیدا ہوگا جو برہمنوں کی بڑی عزت کرے گا اور گائے کی حفاظت کرے گا اور عالم کی نگرانی انصاف کے ساتھ کریگا (ملا صاحب لکھتے ہیں کہ) پرانے کاغذات پر ان خرافاتوں کولکھ کر بادشاہ کو دکھایا کرتے تھے اور بادشاہ ان کو صحیح خیال کرتا تھا۔

حاجی ابراہیم جوصوبہ گجرات میں بڑے عہدے پر فائز تھے بادشاہ کی خدمت میں جو تحفے بھیجے ان میں سے ایک تحفہ اس عبارت پر مشتمل تھا:

---

[1] منتخب التواریخ ص:۲۷۹ [2] ایضاج:۲/ص:۲۲۶

Marfat.com

عبارت جعلی از شیخ ابن عربی قدس سرہ در کتابے کہنہ کرم خوردہ بخط مجہول نوشت کہ "صاحب زمان" زنان بسیار خواہد داشت و دریش تراش خواہد بود صفتے چند کہ در "خلیفہ الزمان" بود درج کرد۔[1]

ایک جعلی عبارت حضرت شیخ ابن عربی قدس سرہ کی ایک پرانی کرم خوردہ کتاب سے نامانوس حروف میں نقل کر کے بھیجی جس کا مطلب یہ تھا کہ "صاحب زمان" کے پاس بہت سی عورتیں ہوں گی اور ڈاڑھی منڈا ہو گا اسی طرح کے چند صفات جو "خلفیہ الزمان" میں تھے اس میں درج تھے۔

دین الٰہی

دورِ اکبری میں دین اسلام کو آئے ہوئے ہزار سال ہوئے اکبر بادشاہ کا اس کے بے دین مصاحبوں نے ذہن تیار کر دیا تھا کہ ایک نئے دین کی ضرورت ہے جو اگلے ہزار سال کے لئے ہو ایک خلوت میں ملا مبارک نے بادشاہ کے سامنے اس کے ہندو وزیر بیربل سے کہا:

دریں سال شیخ مبارک درخلوت بحضور پادشاہ بیربل گفت کہ چنانچہ در کتب شما تحریفات است دردین مانیز تحریفات بسیار رفتہ واعتماد ن نماند۔

مبارک نے بیربل سے بادشاہ کے سامنے خلوت میں مخاطب کر کے کہا کہ جس طرح تمہارے دین میں تحریفیں ہوئی ہیں اس طرح ہمارے مذہب میں بکثرت تحریفیں ہوئی ہیں جن کی وجہ سے اب اس مذہب پر بھی اعتماد باقی نہ رہا۔

نیز اسی نے کہا:

مدت ہزار سال از ہجرت تمام شدہ۔

اور ہجرت سے اس وقت ایک ہزار سال کی مدت پوری ہو چکی ہے۔

---

[1] منتخب التواریخ ج:۲/ ص:۲۷۸

Marfat.com

حق سب مذاہب میں ہے

اس کے ساتھ ہی اکبر کے دل و دماغ میں یہ بات بھی ڈال دی گئی کہ حق صرف اور صرف مذہب اسلام ہی میں نہیں بلکہ سب ادیان میں حق موجود ہے مصنف ''منتخب التواریخ'' لکھا ہے کہ اکبر کی ذہن سازی کس طرح کی گئی اور اس کو نیا دین بنانے پر تیار کر لیا گیا۔

عقلا در ہمہ ادیان موجود مہیا اندو ارباب رضات وکشف وکرامات در کل طوائف انام پیداو حق ہمہ جائوائر پس انحصار آں در یک دین ویک ملت کہ نوپید اشدوہزار سال برونگذشتہ باشدچہ لازم واثبات یکے ونفی دیگرے ترجیح بلامرجح از کجا [1]

تمام مذاہب میں عقل مند موجود ہیں اور پائے جاتے ہیں اسی طرح ریاضت ومجاہدہ کشف وکرامات والے بھی دنیا کے تمام لوگوں میں پائے جاتے ہیں اور حق تمام مذاہب میں پایا جاتا ہے پھر ایک ہی دین وملت میں حق کو کیوں منحصر خیال کیا جاتا ہے اور وہ بھی ایسے دین میں جو......مولود ہے اس پر ابھی ہزار سال بھی نہیں گذرے ہیں آخر ایسے دین میں حق کو منحصر کر دینا کیوں ضروری ہے یقیناً ایک مذہب کو صحیح خیال کرنا اور دوسرے کو غلط ٹھہرانا یہ ترجیح بلا مرجح ہے یعنی بلاوجہ کی ترجیح ہے۔

حضرت مولانا مناظر حسین گیلانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

بہر حال آخر یہ طے کر لیا گیا کہ ''جدید ملت'' کی بنیاد رکھ دی جائے۔ ظاہر ہے کہ اکبر کی تکذیبی رفتار اس وقت تک صرف دامان نبوت تک پہنچی تھی۔ الحاد کی آخری منزل تک نہیں پہنچا تھا اس کے دماغ میں ابھی ''الٰہ'' کا عقیدہ باقی تھا اور اسی لیے اس جدید دین کا نام الٰہی مذہب رکھا گیا تھا۔ الٰہی مذہب کے لیے عموماً الہام ووحی کی ضرورت ہوتی ہے پھر کیا اکبر نے اس کا بھی کوئی سامان کیا تھا اور کتابوں میں تو شاید اس کا بھی کچھ سراغ ملتا ہے لیکن ملا صاحب باوجودیکہ ایک موقعہ پر لکھ گئے ہیں:

---

[1] منتخب التواریخ ص:۲۵۶

Marfat.com

این ہمہ باعث دعویٰ نبوت شد اما نہ بہ لفظ نبوت بلکہ بعبارت آخر۔ [1]

یہی باتیں دعویٰ نبوت کی سبب ہوئیں لیکن ''نبوت'' کے لفظ کے ساتھ نہیں دوسرے لفظوں ہیں:

پنجاب میں اکبر پر کیفیت طاری ہوئی

کہ نندانہ (پنجاب) سے لوٹتے ہوئے اکبر کو سیر وشکار کا شوق ہوا اور قمرغہ (ہانکنے) کا فرمان دے کر شکار میں مصروف ہوا چار دن تک مسلسل شکار کھیلتا رہا، شکاروں کا انبار لگ گیا کہ اچانک ایک درخت کے نیچے:

ناگاہ بہ یک بار حالتے عجیب وجذبہ عظیم برشاہنشاہی دار و گشت وتغیر فاحش دروضع ظاہر شد ہمنا بہ کہ تعبیراز اں ممکن نہ بود ہر کدام ہرچیزے حمل می کردند۔ [2]

اچانک بادشاہ پر ایک عجیب حالت طاری ہوئی اور عظیم جذبہ وارد ہوا حالت میں غیر معمولی انقلاب سا پیدا ہو گیا اور ایک ایسی کیفیت تھی جس کی تعبیر ناممکن ہے ہر شخص اپنے خیال کے مطابق رائے قائم کرتا تھا، ہندوستان کے تمام علاقوں خصوصاً شرقی علاقوں میں بادشاہ کی اس کیفیت کی حکومتی ایلچیوں نے خوب تشہیر کی اور اس کے متعلق یہ مشہور کرا دیا گیا کہ اس کو بھی بدھ مت کی طرح نبوت مل گئی ہے ملا شیرازی اپنے ایک دوشعر میں کہتا ہے:

شورش مغز است اگر در خاطر آرد جاہلے
گز خلائق مہر پیغمبر خدا خواہد شدن
بادشاہ امسال دعویٰ نبوت کردہ است
گرخدا خواہد پس از سالے خدا خواہد شدن

آخر میں انہوں نے بھی کچھ ''نبوت'' ہی کے جانب ظریفانہ اشارہ کیا ہے:

---

[1] منتخب التواریخ ص: ۲۸۷ [2] منتخب التواریخ ص: ۲۵۳

Marfat.com

ترجمہ: تاج العارفین نے وحدت الوجود کی غلط تشریح کر کے بادشاہ اکبر کو انسان کامل کا درجہ دے دیا جو خدا سے کم نہیں ہوتا الواہیت سے اس کا اتحاد ہوتا ہے۔

حضرت مولانا مناظر حسین گیلانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

انسان کامل راعبارت از خلیفہ الزمان داشتہ وتعبیر آں بذات اقدس نمودہ اکثر عین واجب ولا اقل عکس ان فہمانیدہ۔

انسان کامل خلیفہ الزمان کو قرار دیتے تھے اور اکبر کی ذات کو اس مصداق ٹھہرا کر اس کو بجنسہ خدا یا کم از کم خدا کا عکس ہونا سمجھاتے تھے، لیکن پھر جو بات ''نبی'' بننے میں حاصل ہو سکتی تھی، عین واجب بننے میں وہ لطف نہ تھا۔

تاج العارفین کا جس طبقہ سے تعلق تھا اس میں ''بادشاہ'' تو خیر ایک چیز بھی ہے ہر فقیر گدا گر ''انا الحق'' کا نعرہ لگا سکتا تھا اور اسی لیے ان کو کوئی اہمیت بھی نہیں دی گئی القصہ اس سلسلہ میں دوسروں کے بیان سے نہیں بلکہ خود ملا صاحب ہی کی دوسری عبارتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ الف ثانی اور ''تحریف اسلام'' ''مساوات ادیان'' ان تینوں نظریات کو طے کرنے کے بعد:

نماز وروزہ وجمیع نبوات را تقلیدات نام نہادند یعنی غیر معقول ومدار دین بر عقل گذاشتند نہ نقل[1]

نماز روزہ اور وہ ساری چیزیں جن کا نبوت سے تعلق ہے ان کا نام ''تقلیدات'' رکھا گیا یعنی سب بدعقلی کی باتیں ٹھہرائی گئیں اور مذہب کی بنیاد ''عقل'' پر رکھی گئی نہ نقل پر۔

ایک اور موقع پر نقل کرتے ہیں کہ جب کسی شرعی مسئلہ کا ذکر ہوتا تو اس وقت بادشاہ یہ کہا کرتے تھے:

ایں راز ملایاں بہ پرسید وچیزے کہ تعلق بہ عقل وحکمت دارد از من[2]

---

[1] منتخب التواریخ ص:۳۱۱، [2] منتخب التواریخ ص:۳۰۸

Marfat.com

اس کو ملاؤں سے پوچھو، البتہ ایسی چیز جس کا تعلق عقل و حکمت سے ہو وہ مجھ سے دریافت کرو۔

مساوات ادیان

لیکن عقل کا مطلب یہ نہیں تھا کہ اس ''جدید دین'' کے تمام اُصول و فروع سب براہِ راست عقل سے پیدا کیے جاتے تھے بلکہ صورت یہ اختیار کی گئی کہ پہلے تو ''مساوات ادیان'' کا دعویٰ کیا گیا گویا کسی دین کو کسی دوسرے دین پر ترجیح نہ دی جائے'' لیکن مذاہب میں جو تضاد و تناقص ہے ''نظریہ مساوات'' پر اس کا نباہنا مشکل ہی نہیں بلکہ محال تھا اس لیے ترجیح کے لیے ''عقل'' میزان ٹھہرائی گئی۔

بادشاہ اکبر کو اسلام سے عناد

آخر کار عقل پرستی کی بنا پر بادشاہ اکبر بالکل ملحد و بے دین ہو چکا تھا نہ صرف یہ کہ وہ دین اسلام سے منحرف ہوا بلکہ کفر اس سے عناد کی شکل میں ظاہر ہونے لگا صاحب ''منتخب التواریخ'' لکھتے ہیں:

برزغم اسلام ہر حکمے کہ ارباب ادیان دیگر بیان می کردندان رانص قاطع شمردند بخلاف دین ملت (اسلام) کہ ہمہ ان نامعقول وحادث وواضع ان فقرائے عرباں۔

اسلام کی ضد اور اس کے توڑ پر ہر وہ حکم جو کسی دوسرے مذہب کا ہوتا اس کو بادشاہ نص قاطع اور قطعی دلیل خیال کرتے تھے بخلاف اسلامی ملت کے کہ اس کی ساری باتیں مہمل اور نامعقول نو پیدا عرب کے مفلسوں کی گڑھی ہوئی چیزیں خیال کی جاتیں۔

نیز تحریر کرتے ہیں:

ہرچہ خوش می آمداز ہر کس غیر از مسلمانان التقاط وانتخاب نمودہ ازانچہ نامرضی طبع وخلاف خواہش بود احتراز واجتناب لازم می دانستند۔[1]

---

1. منتخب التواریخ ص:۲۵۶

Marfat.com

مسلمانوں کے سوا جس شخص کی جو بات پسند آجاتی تھی اس کا انتخاب کرلیا جاتا تھا اور جو باتیں ناپسندیدہ اور بادشاہی خواہش کے خلاف ہوتی تھیں ان سے احتراز اور پرہیز کو ضروری خیال کرتے تھے۔

آخر کار انجام یہاں تک پہنچا ملا عبدالقادر بدایونی بڑی دردمندی سے تحریر کرتے ہیں، دین اسلام کا بادشاہ اکبر کے ہاتھوں یہ حال ہوا:

بعد از پنج وشش سال اثرے از اسلام نماند وضیہ منعکس شد۔[1]

پانچ چھ سال کے بعد اسلام کا نام ونشان بھی باقی نہ رہا اور بات بالکل الٹ گئی۔

حضرت سید گیلانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تذکرۂ مجدد الف ثانی میں کیا فکرانگیز تحریر فرماتے ہیں:
اور یوں مساوات مذاہب ترجیح بلا مرجح رواداری انصاف کا سارا دعویٰ انتہائی تعصب کی شکل میں بدل گیا اور جب کبھی جس ملک اور قوم میں اسی قسم کے دعاوی کا اعلان کیا گیا ہے اس کا آخری انجام یہی ہوا ہے ملا صاحب کی عینی شہادت ہے کہ روادار اکبر ''صلح کل'' والے اکبر کی ذہنیت کا آخری حال یہ تھا۔

ہر کرانہ بروفق اعتقاد خویش سی یا فتند کشتنی ومردود ومطرود ابذی می دانستند ونام وے فقیہہ ماندند۔[2]

جس کسی کو اپنے اعتقاد کے موافق نہ پاتے تھے وہ بادشاہ کے نزدیک کشتنی اور پھٹکارا ہوا شمار ہوتا تھا اور اس کا نام ''فقیہ'' رکھ دیا جاتا تھا، اور ملا صاحب کے سامنے:

پری نہفتہ رخ ودیو در کرشمہ وناز . بہ سوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است۔

حالانکہ اس میں کوئی بوالعجبی نہیں ہے ہمیشہ ارتداد والحاد کی بنیاد رواداری کے نرم ودل

---

[1] منتخب التواریخ ص: ۲۵۵ [2] ایضاً

Marfat.com

...ش دعویٰ پر قائم کی جاتی ہے لیکن اس مسلک کے سلوک کی آخری منزل وہی ہے جہاں بالا آخر اکبر پہنچ گیا تھا، اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس عقلیت کی آندھی کے متعلق لوگوں کا خیال ہے مغربی تسلط کے بعد ہندوستان میں آئی دراصل وہ اس سے دوصدی پیش تر دھمک چکی تھی شائد وحی نبوت معجزات کرامات وغیرہ کے انکار کی بنیاد'' آمدورفت فرنگیاں پر ہی مبنی ہو گویا ریشنلزم عقلیت'' جسے خوداب یورپ کے ایکناسٹک (ارتیابی) سراسر بدعقلی قرار دے چکے ہیں ہندوستان کے لیے یورپ کا یہ تحفہ کوئی جدید تحفہ نہیں ہے مغربی فلسفہ کی تاریخ پڑھنے سے بھی معلوم ہوتا ہے تھا کہ جب کتھولک مظالم سے تنگ آ کر کمزور اعصاب والوں کا غضبناک گروہ یورپ میں پیدا ہو کر سرے سے ''مذہبی بنیادوں'' پر جا وبیجا طریقہ سے پیہم حملے کر رہا اور نادانی سے اس عہد کے لوگوں نے منافرت کی اس پیداوار کا نام فلسفہ رکھ دیا تھا۔

چہل تن مجلس

بادشاہ اکبر نے چالیس افراد پر مشتمل ایک مجلس بنائی جو اکبر کی مدد کرتی تھی اور دین الٰہی کے خدوخال مرتب کرتی تھی ان لوگوں کو بادشاہ کا قرب حاصل تھا، چہل تن کی اس مجلس میں مسائل پیش ہوتے تھے، اور پھر عقل سے اس کا فیصلہ کیا جاتا تھا، اس میں ہر شخص کو جو کچھ وہ جانتا ہو بیان کرنے کا حق تھا، جس قسم کے وہ سوالات کرنا چاہے وہ کرے۔

بہرحال اس طرح ''دین الٰہی'' کی تعمیر ہو رہی تھی، اسلام کے علاوہ دیگر ادیان و مذاہب سے ہر وہ بات قبول کی جارہی تھی جس سے دین اسلام کو ہی نقصان پہنچے۔

دین الٰہی کے عناصر

دین الٰہی میں جو چیزیں شامل کی گئیں ان کو بطور نمونہ درج کر رہے ہیں، سب سے پہلے اکبر نے اپنے دین میں شرک شامل کیا اور رب کریم کی خالص توحید کو فارغ کر دیا، ملا عبدالقادر بدایونی کیونکہ اس کے دربار کا آدمی ہے اس کی شہادت ہی سب سے زیادہ قابل قبول ہے ملاّ صاحب نے ''اپنی کتاب ''منتخب التواریخ'' لکھ کر اہل ہند کے مسلمانوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے بادشاہ کے ظلم وستم سے بچتے ہوئے وہ اپنے گھر میں چھپ کر تحریر کرتا تھا' شیخ اکرام صاحب کو اس پر

Marfat.com

بھی اعتراض ہے کہ وہ چھپ کر کیونکر لکھا کرتا تھا کیا فکر ہے شیخ صاحب مرحوم کا برحال بدایونی دین الٰہی میں اکبر کا وہ کردار شرک کچھ اس طرح بیان کرتا ہے۔

(ا) کسی تاویل وتوجیہ کی پناہ میں نہیں بلکہ علانیہ اس باب میں اکبر کا جو مسلک تھا ملا صاحب ہی سے اس کو سننا چاہیے:

عبادت آفتاب را روزے چہار وقت کہ سحر وشام نیم روز ونیم شب باشد لازم گرفتند' وہزار ویک نام ہندی آفتاب را وظیفہ ساختہ نیم روز متوجہ آں شدہ بحضور دل مے خواندند وہر دو گوش گرفتہ وچرخے زدہ مشتہا بر بنا گوش کوفتہ حرکاتے دیگر نیز ازیں قبیل بسیار بود' وقشقہ کشیدند ونوبت ونقارہ یکے ور نیم شب ویکے دو وقت طلوع قرار یافت۔[1]

آفتاب کی عبادت دن میں چار وقت یعنی صبح وشام دوپہر آدھی رات میں لازمی طور پر کرتے تھے اور ایک ہزار ایک آفتاب کے ہندی ناموں کو اپنا وظیفہ بنایا تھا' ٹھیک دوپہر کو آفتاب کی طرف متوجہ ہو کر حضور قلب کے ساتھ ان ناموں کو پڑھا کرتے تھے اور اپنے دونوں کانوں کو پکڑ کر بادشاہ ایک چرخ کھاتا اور کانوں کے لو پر کلے لگاتا اور اسی قسم کی دوسری حرکات بہت سی بادشاہ سے صادر ہوتی تھیں وہ قشقہ بھی لگاتے تھے اور آدھی رات کو ایک دفعہ' پھر طلوع آفتاب کے وقت دوسری دفعہ روزانہ نوبت ونقارہ بھی مقرر کیا تھا، یہ قاعدہ مقرر تھا کہ جب آفتاب کا ذکر کیا جائے (العیاذ باللہ) اس وقت جلت قدرتہ کہا جائے اور ایک بیچارہ آفتاب ہی کیا۔

ہم چین آتش وآب وسنگ ودرخت وسائر مظاہر روز گار تا گائو وسرگیں آں نیز وقشقہ وزنار را جلوہ دادو دعاء تسخیر آفتاب کہ ہندآں تعلیم دا وہ بودند بہ طریق درود در نیم شب ووقت طلوع خواند گرفتند۔[2]

[1] منتخب التواریخ ص:۳۳۲ [2] منتخب التواریخ ص:۳۶۱

Marfat.com

اسی طرح آگ، پانی، درخت، اور تمام مظاہر فطرت حتیٰ کہ گائے اور گائے کے گوبر تک کو پوجتا تھا اور قشقہ فضیو سے اپنے بدن کو آراستہ کرتا اور آفتاب کے مسخر کرنے کی دعاء جس کی تعلیم ہندوؤں نے دی ''ورد'' کے طور پر آدھی رات کو اور طلوع آفتاب کے وقت پڑھا کرتا تھا۔

سورج کو ربوبیت میں شامل کیا گیا

(۲) آفتاب نیر اعظم و عطیہ بخش تمام عالم و مربی بادشاهان و پادشاهان مروج ادایند۔

آفتاب نیر اعظم ہے اور سارے عالم کو وہ داد و دہش کرتا ہے بادشاہوں کا مربی و سرپرست سورج ہی ہے اور سلاطین اس کو رواج دلانے والے ہیں۔

کواکب پرستی میں غلو

(۳) کواکب پرستی میں غلو اس قدر بڑھ گیا تھا کہ:

لباس را موافق رنگ از سبع سیارہ کہ ہر روزے بکوکبے منسوب است ساختند۔[1]

بادشاہ اپنے لباس کا رنگ سات ستاروں کے رنگ کے مطابق رکھتے تھے چونکہ ہر دن کسی سیارہ کے ساتھ منسوب ہے (اس لیے ہر دن کے لباس کا رنگ جداگانہ مطابق رنگ سیارہ ہوتا)

تناسخ کے عقیدہ میں پختگی

(۴) برہمنوں کی وجہ سے عقیدہ تناسخ کے عقیدہ میں بہت جگہ اکبر کے دل و دماغ میں پیدا ہو چکی تھی اس عقیدہ میں خوش اعتقادی یہاں تک آ چکی تھی بادشاہ برہمنوں کے کہنے پر صرف سر کے درمیان کے بال منڈوایا کرتا تھا کیونکہ بادشاہ کی روح کامل ہو چکی ہے اس لئے درمیان سے بال صاف کروانے چاہئے جب وہ نکلے گی تو صرف درمیان سے روح پرواز کرے گی۔

روح کاملان مکملان از راہ ہامہ کہ منفد وست خروج میکند دراں وقت آوازے مثل صاعقہ میکند و آں دلیل

---

[1] منتخب التواریخ ص: پ ۵

Marfat.com

سعادت ونجات میت است از گناہان وعلامت حلول
روح است بمذہب تناسخ دربدن بادشاہے ذی شوکتے
صاحب اقتدارے نافذالامرے۔[1]

اور کامل ومکمل لوگوں کی روح کھوپڑی (تالو) کی راہ سے نکلا کرتی ہے جو دس سوراخوں (یعنی بدن کے سوراخوں میں سے دسواں سوراخ ہے جس وقت کاملوں کی روح کھوپڑی سے نکلتی ہے اس وقت ایک کڑاکے کی آواز پیدا ہوتی ہے اور یہ آواز روح کی سعادت ونجات کی دلیل ہوتی ہے اور یہ کہ مردہ کو گناہوں سے نجات ہوگئی) شاید جلنے کے وقت آخر میں جو مردوں کی کھوپڑی پھٹتی ہے اور اس وقت ایک سخت آواز قدرتی طور پر پیدا ہوتی ہے برہمنوں نے اسی کو نجات کی دلیل بنالیا ہوگا' بہرحال اس آواز کو یہ لوگ اس کی دلیل بھی قرار دیتے تھے کہ ایسے آدمی کی روح کسی صاحب شوکت باقتدار مطلق العنان بادشاہ کے بدن میں جنم لیتی ہے۔

گویا اس طریقہ سے بادشاہ کو یقین تھا کہ مرنے کے بعد پھر کسی دوسرے تخت پر اسی شان وشوکت کے ساتھ جلوہ گر ہوں گے اگرچہ بعض برہمنوں نے تو یہ بھی باور کرادیا تھا کہ اکبری عہد (الف ثانی) سے چونکہ بجائے قمر کے زحل کا عمل ودخل شروع ہوگیا ہے اس لئے عمر کی کمی جو دورہ قمر کا نتیجہ تھی اب نہ ہوگی، دورہ زحل کے متعلق خیال تھا کہ ''مجدد اطوار ادوار، و مورث طول اعمار است، الغرض پہلے تو موت ہی کے خیال کو ایک دور دراز زمانہ تک ملتوی کر دیا گیا اور اس کے بعد بھی یقین دلایا گیا کہ آئندہ بھی بادشاہ کی روح کسی ایسے ہی بادشاہ کے جون میں حلول کرے گی جیسا کہ وہ خود تھا، ان باتوں نے تناسخ پر اس کے قدم کو راسخ کر دیا تھا۔

حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ''منتخب التواریخ'' سے ماخذ کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں۔

(۵) اکبر نے ہر روز چار مرتبہ یعنی صبح، دوپہر، شام اور نصف شب کو آفتاب کی پرستش شروع کردی اور آفتاب کے ایک ہزار ایک ہندی ناموں کا وظیفہ پڑھنے لگا، یہ وظیفہ دوپہر کے وقت

---

[1] منتخب التواریخ ص: ۳۲۵

Marfat.com

ور دل کے ساتھ پڑھتا، اس وظیفہ کے وقت اپنے دونوں کان پکڑ کر گھومتا اور کانوں کی لو (توبہ کے طور پر) مکّے مارتا، اسی طرح کی اور بہت سی حرکتیں کرتا رہتا تھا، قشقہ لگاتا اور نوبت نقارہ ایک مرتبہ آدھی رات کے وقت اور ایک مرتبہ طلوع آفتاب کے وقت بجانے کا حکم یا، مسجدیں اور خانقاہیں ہندوؤں کے فراش خانے اور چوکی خانے بن گئیں اور وہاں بجائے عاعت کے جماع ہونے لگا اور حی علیٰ کی جگہ "الملا تلملا" ہونے لگی شہر میں جو قبرستان تھے ان کو مسمار کردینے کا حکم دیا گیا۔[1]

گاؤکشی کی ممانعت

(۶) بادشاہ بچپن ہی سے رند مشرب ہندوؤں سے تعلق خاطر اور وابستگی رکھتا تھا انہی کی صحبت میں گائے کی تعظیم اس کے ذہن نشین ہوگئی تھی اس لئے گائے کے ذبیحہ کی بھی ممانعت کردی گئی ہندوستان کے بڑے بڑے راجاؤں کی لڑکیاں حرم شاہی میں تھیں وہ بادشاہ کے مزاج پر حاوی تھیں، ان کے پاس خاطر سے اکبر گائے کا گوشت لہسن پیاز کھانے اور ڈاڑھی رکھنے سے احتراز کرتا تھا اور اپنی مجلس میں ہندوؤں کی رسومات کی پابندی کیا کرتا تھا، ان تمام باتوں کو ترک کردیا جن سے ہندوؤں کو کراہت ہوتی تھی۔

کتے اور سؤر کی پاکی

(۷) احکام اسلام کی مخالفت میں سوّر اور کتے کو پاک قرار دیا گیا نہ صرف یہ بلکہ ان ناپاک جانوروں کو شاہی محل کے نیچے رکھا گیا بادشاہ ہر صبح ان کے دیدار کو عبادت سمجھتا تھا کیونکہ ہندوؤں نے یہ ذہن نشین کرادیا تھا کہ سوّر ان دس مظاہرین میں سے ہے جن میں خداتعالیٰ نے حلول کیا ہے کتے کے متعلق بعض عارفوں کا یہ قول سند تھا کہ کتے میں ایسی دس عمدہ صفتیں ہیں کہ اگر ان میں سے ایک صفت کسی آدمی کو مل جائے تو وہ ولی بن جائے۔ دربار کے بعض مقرب اور ملک الشعراء فیضی تو اپنے دسترخوان پر کتوں کو ساتھ لے کر بیٹھا کرتا تھا اور عراق و ہندوستان کے بعض مردود شاعر اس کی پیروی کرتے تھے بلکہ بڑے فخر کے ساتھ کتوں کی زبان اپنے منہ میں لے کر پیار کرتے تھے۔

---

[1] کتاب "مجدد الف ثانی"

Marfat.com

شراب کی حلت

(۸) ایک حکم یہ دیا گیا کہ اگر جسمانی صحت اور بدن کی اصلاح کے لئے طبی طور پر شراب پی لی جائے اور اس کے پینے سے فتنہ وفساد پیدا نہ ہو تو وہ جائز ہوگی، اگر اتنی پی لی جائے جس سے حد سے زیادہ نشہ ہو جائے اور لوگ جمع ہو کر شور وغوغا مچائیں تو یہ منع ہوگی، اگر بادشاہ کو اس کی خبر ہو جاتی تھی تو سخت سزا دیتے تھے حسب الحکم دربار کے دروازے پر شراب فروشی کی ایک دوکان بھی قائم کی گئی تھی جس کی منتظم دربان کی عورت مقرر کی گئی تھی جو کسی شراب فروش کی بیٹی تھی، بادشاہ نے خود شراب کے نرخ مقرر کیے، گویا ہندوستان میں ''محکمہ آبکاری'' کی یہ پہلی بنیاد تھی۔[1]

اس دوکان سے ہر شخص علاج کے نام سے منشی کے پاس اپنا اور اپنے باپ دادا کا نام لکھوا کر شراب خرید سکتا تھا لوگ فرضی نام لکھوا کر شراب مول لے جاتے تھے ان کی تحقیق کرنے والا کون تھا؟ اس طرح شاہی سرپرستی میں نشہ بازوں اور متوالوں کے لئے باقاعدہ سرکاری دوکان کھل گئی، لوگوں کا بیان ہے کہ اس شراب میں سور کے گوشت کا عرق بھی شامل کیا جاتا تھا (واللہ اعلم) اس احتیاط وسختی کے باوجود لوگ پی پی کر وہاں شور وغوغا مچانے لگے اور ہر روز جھگڑا فساد ہونے لگا سپاہی روزانہ بدمستوں کو پکڑ پکڑ کر سزائیں دیتے تھے لیکن ان کی مستی اتارے نہیں اترتی تھی، بادشاہ اس دوکان کو بند بھی نہیں کرنا چاہتا تھا اور ان ہنگاموں سے عاجز بھی تھا۔

غسل جنابت کی تحریم

(۹) اس نئے دین کی شریعت میں ناپاکی کے غسل کی فرضیت بھی کلی طور پر منسوخ کر دی گئی اور کہا کہ پیشاب اور پاخانے کی اخراج پر تو غسل واجب نہیں ہوتا اس پاکیزہ لطیف مادہ کے اخراج پر جو کہ نیک اور پاک لوگوں کی آفرینش کا تخم ہے غسل کو واجب کر دینا عجیب بات ہے بلکہ مناسب تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے غسل کریں اس کے بعد جماع کریں۔

قانون نکاح

(۱۰) چچا ماموں اور دیگر قریبی رشتہ داروں کی لڑکیوں سے نکاح حرام کر دیا گیا کیونکہ ان

---

[1] تذکرہ مجدد الف ثانی صفحہ ۱۷

Marfat.com

ں کی طرف مرد کی رغبت کمزور رہتی ہے نکاح کے لئے عمر مقرر کی گئی کہ مرد کے لئے سولہ سال کی سے اور عورتوں کے لئے چودہ سال کی عمر سے پہلے نکاح روا نہیں کیونکہ چھوٹی عمر کی اولاد ور پیدا ہوتی ہے (گویا سارے ایکٹ کا نفاذ بھی اسی زمانہ میں ہوگیا تھا) نکاح ہی کے سلسلہ میں قانون یہ بھی تھا کہ ایک سے زیادہ نکاح نہ کریں بجز اس کے کہ عورت بانجھ نکلے گویا تعدد ازواج قصہ اسی وقت اٹھ چکا تھا دلیل میں کہا جاتا کہ "خدا یکے وزن یکے" یعنی خدا بھی ایک ہے عورت بھی ایک ہے یہ بھی حکم تھا کہ آئسہ عورت (جس کے ایام بند ہوں) نکاح نہیں کر سکتی۔

اسی طرح ایسی عورت جو مرد سے بارہ سال بڑی ہو مرد اس کے ساتھ ہمبستری نہیں کر تا حکم چونکہ یہ تھا کہ جب تک لڑکا اور لڑکی کا کوتوالی میں معائنہ نہ کرالیا جائے اور عمر کا صداقت امہ حاصل نہ کرلیا جائے ان کا نکاح نہیں ہوسکتا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس بہانہ سے عہدیداروں کو انے کا خوب موقع ملا خصوصاً کوتوال اور خانوے کلال کے آدمیوں اور ان کے دوسرے ددگاروں، ماتحتوں کو جو عموماً کمینے ہوتے ہیں اس قانون سے نفع پہنچا اس کا اندازہ حد وہم وخیال سے باہر ہے حکم دیا کہ جو نوجوان عورت شہر کی گلیوں اور بازاروں میں بے پردہ گھومتی نظر آئے یا ایسی کار عورت جو شوہر سے لڑتی جھگڑتی رہتی ہو فاحشہ عورتوں کے محلہ میں بھجوادی جائے۔[1]

نا کی تنظیم اور قحبہ خانہ شیطان پورہ کی آباد کاری

(10) شروع زمانے میں اکبر نے علماء سے ایک دفعہ یہ مسئلہ پوچھا تھا کہ کتنی آزاد عورتیں نکاح ں رکھنا درست ہے علماء نے کہا بیک وقت چار سے زائد آزاد عورتوں کو نکاح میں رکھنا منع ہے بر نے کہا ہم تو جوانی میں اس کے پابند نہیں رہے جتنی عورتوں کو چاہتے تھے نکاح میں لے لیتے تے خواہ وہ آزاد ہوں یا غلام اب اس کی تلافی کیسے ہوسکتی ہے، اس سلسلہ میں مختلف لوگوں نے لف باتیں بنائیں اور اکبر کے کانوں تک یہ بات پہنچائی کہ بعض مجتہدین نو اور بعض اس سے بھی یادہ بیویوں کے قائل ہیں آخر یہ فتویٰ دیدیا کہ متعہ کے طریقہ پر جتنی عورتیں چاہے نکاح میں رکھنا اح ہے اس مسئلہ پر کافی بڑی بڑی بحثیں اٹھیں جن کا قصہ طویل ہے بادشاہ نے کہا ہم اس مسئلہ

منتخب التواریخ ص ۴۹۷ ایضاً ۴۹۹ ایضاً ص ۴۹۹، ۵۱۸ ایضاً ص ۵۲۸

Marfat.com

میں قاضی حسین عرب مالکی کو قاضی بناتے ہیں اور قاضی یعقوب کو آج معزول کرتے ہیں اسی وقت قاضی حسین کو وکیل بنایا گیا اور اس نے متعہ کے جواز کا حکم دے دیا اسی روز سے تمام بوڑھے عالموں صدر سے لے کر مخدوم الملک اور قاضی وغیرہ کا زوال شروع ہو گیا۔

بعض نے اکبر کے الحاد کا نقطہ آغاز اسی مسئلہ کو قرار دیا ہے لیکن یہ باتیں اس وقت کی ہیں جب تک کہ مولویوں کو "فقیہ کور" کا خطاب نہ ملا تھا، دین الٰہی کی تدوین کے بعد تو ایک سے زائد بیویوں تک کی حرمت کا قانون بن گیا تھا البتہ بانجھ ہونے کی صورت میں دوسری بیوی کی اجازت تھی ایک طرف تو یہ حال تھا اور دوسری طرف بغیر نکاح ومتعہ کے بھی اس فعل کی اجازت ہو گئی تھی گویا قانوناً زنا حرام نہ تھا صرف اس کو منظم کرنے کے لئے ایک دستور بنا دیا گیا تھا ملا صاحب لکھتے ہیں۔

اس زمانہ میں پایہ تخت فتح پور میں سارے ملک سے کھنچ کھنچ کر بہت سی طوائفیں اور فاحشہ عورتیں جمع ہو گئیں ان کی تعداد حساب وشمار سے باہر تھی حکم شاہی سے ان عورتوں کو شہر سے باہر بسایا گیا اور ان کی بستی کا نام "شیطان پورہ" رکھا گیا اور وہاں بھی محافظ وداروغہ ومنشی مقرر کئے گئے تاکہ جو شخص بھی ان عورتوں کے ساتھ صحبت رکھے یا اپنے گھر لے جائے تو پہلے وہ اپنا نام ونسب رجسٹر میں درج کرائے اس کے بعد ان ملازموں کے اتفاق سے جماع وغیرہ جو کچھ چاہے کرے اس دفتری اندراج کے بغیر کوئی شخص کسی عورت کو رات کے وقت اپنے گھر میں نہیں لے جا سکتا تھا (اس سے زیادہ اہم قانون کا یہ حصہ تھا کہ ان میں سے کنواری لڑکیوں کے ساتھ پہلی شب باشی کی اجازت صرف نامی گرامی امراہی کو حاصل تھی وہ بھی داروغہ باقاعدہ بادشاہ کی خدمت میں عرض کر کے بارگاہ شاہی سے اجازت حاصل کرے ورنہ نہیں۔ بدمعاشوں نے یہاں بھی فرضی ناموں سے اپنا دھندا بے روک ٹوک شروع کر دیا لوگ بدمست ہو کر جھگڑے فساد کرنے لگے اور عورتوں کی خاطر ایک دوسرے کا خون بہانے لگے قصاص میں پکڑے بھی جاتے اور سزا بھی پاتے تھے لیکن ان کی جگہ دوسرے لوگ بڑے فخر ومباہات کے ساتھ یہ جرائم کرنے کے لئے آ جاتے تھے (بادشاہ کو اس مسئلہ سے اتنی دلچسپی تھی کہ) ان فاحشہ عورتوں میں سے جو مشہور اور نامی گرامی تھیں بادشاہ نے ان کو پوشیدہ طور پر اپنے پاس بلایا اور دریافت کیا کہ سب سے پہلے کس شخص نے ان کا کنوار پن

Marfat.com

پڑا ہے ان عورتوں نے جن امراء کے نام لئے ان کو سخت سزائیں دیں اور کافی عرصہ کے لئے قید میں بھیج دیا، انہیں میں سے ایک نے راجہ بیربل کا بھی نام لیا جو کہ "مراتب چہارگانہ" میں سب کا پیشرو اور مخلص مرید تھا بادشاہ کو یہ بھی معلوم ہوا کہ اس نے اپنی بیٹیوں تک کو نہیں چھوڑا ہے وہ اس زمانہ میں اپنی جاگیر کورہ میں گیا ہوا تھا جب اس کو افشائے راز کی خبر ملی تو اس نے جوگی بن جانے کا فیصلہ کرلیا پھر بادشاہ نے عنایت آمیز فرمان لکھ کر اس کو دربار میں بلا لیا[1]

سود اور جوئے کی حلت

(۱۲) سود اور جوا حلال کردیا گیا دوسری حرام چیزوں کو بھی اسی پر قیاس کرلینا چاہئے اکبر کے دربار میں ایک جوا خانہ (قمار خانہ) بھی بنوایا جواریوں کو شاہی خزانے سے سود پر قرض دیا جاتا تھا اس طرح بادشاہ کی دولت میں اضافہ کی ایک صورت نکل آئی[2]

مسلمان شدہ ہندوؤں کو ہندو بننے اور اپنی عبادت گاہیں تعمیر کرنے کی آزادی

(۱۳) وہ ہندو جو بچپن میں یا بہ جبر مسلمان بنالئے گئے ہوں انھیں اختیار دے دیا کہ اگر چاہیں تو دوبارہ اپنے آبائی مذہب کو اختیار کرلیں تبدیل مذہب پر کوئی پابندی نہ لگائی جائے جو شخص جس مذہب کو چاہے اختیار کرسکتا ہے، اگر کوئی ہندو عورت کسی مسلمان مرد پر فریفتہ ہو کر مسلمانوں کا مذہب اختیار کرلے تو اس عورت کو جبراً قہراً (زبردستی سے) پکڑ کر اس کے گھر والوں کے سپرد کردیا جائے، بت خانہ وگرجا وآتش کدہ کسی بھی عبادت گاہ کی تعمیر میں کافروں پر کوئی پابندی نہ لگائی جائے۔

بھوک واضطرار میں اپنے بچوں کو بیچنے کی اجازت

(۱۴) بھوک اور اضطرار کی حالت میں ماں باپ کو اختیار دیا گیا کہ وہ اپنے بچوں کو فروخت کردیں اور جب ان کی تنگی رفع ہوجائے تو وہ روپیہ دے کر اپنے بچوں کو چھڑالیں۔

اکبر کے نزدیک ہندوؤں کی مذہبی کتابیں صحیح اور نص قاطع ہیں

(۱۵) اکبر کو خیال آیا کہ اب ہندی کتابوں کو جو کہ مرتاض عبادت گذار دانشمندوں کی تصانیف

---

[1] منتخب التواریخ ص ۵۵۱ و تذکرہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ص ۴۳، ۴۷، منتخب التواریخ ص ۵۵۱ ایضاً ۲۳۸، ۲۳۹ ملخصاً
[2] منتخب التواریخ.......

Marfat.com

ہیں اور وہ سب صحیح اور نص قاطع ہیں اور اس گروہ (ہندوؤں) کے دین اور اعتقادات وعبادات کا سارادارومدار انہی کتابوں پر ہے میں کیوں نہ ان کو ہندی سے فارسی زبان میں ترجمہ کرا کر اپنے نام منسوب کروں، یہ کتابیں اس وقت فارسی میں ترجمہ نہیں ہوئی تھیں اس لیے غیر فکر اور تازہ معلومات والی ہوں گی اور یہ سب دنیوی ودینی سعادتوں کا موجب لازوال شان وشوکت اور کثرت اولاد واموال کا باعث ہوں گی (اس کے بعد ایک دفتر قائم کردیا گیا علماء مقرر ہوئے جوان کتابوں کی اشاعت کا دائرہ وسیع کرنے کے لئے فارسی زبان میں ان کو منتقل کرنے لگے) اکبر نے خود بھی ذاتی طور پر وقت دینے کا فیصلہ کیا اہل علم ہندوؤں کو جمع کر کے حکم دیا کہ وہ مہابھارت کی تعبیر وترجمانی کریں اور چند راتوں تک خود اس کے مضامین سمجھ کر فارسی میں لکھواتا رہا پھر دوسروں کے حوالہ کردیا۔

جزیہ کی منسوخی

(۱۶) اسی سال بادشاہ نے تمغا اور جزیہ کا قانون منسوخ کردیا جس کے ذریعہ کروڑہا روپیہ کی آمدنی ہوتی تھی، اور اس کے لئے تاکید أفرامین صادر کئے گئے۔

پردہ کی ممانعت

(۱۷) حکم دیا گیا کہ ہر جوان عورت جو کوچہ وبازار میں گھومتی پھر رہی ہو وہ اس حالت میں یا تو پردہ نہ کرے یا چہرہ کھلا رکھے۔

عزت وناموس کی بربادی کے لئے نوروزی کی دکانوں کو کبھی کبھی مردوں سے خالی کرادیا جاتا (یعنی مینا بازار بنادیا جاتا) اور بیگمات اہل حرم اور خاص وعام پردہ نشین عورتوں کو سیر وتفریح کے لئے بلایا جاتا تھا اس میلہ میں بادشاہ لوگوں کو روپیہ پیسہ انعام دیتا تھا، باہر سے آنے والی عورتوں کے قضیے بھی طے کئے جاتے تھے اور لڑکوں لڑکیوں کے نکاح بھی کرائے جاتے تھے، بادشاہ نے نکاح کی قید کو بھی ختم کرادینے کی بڑی کوشش کی لیکن ہندو اس کے لئے راضی نہیں تھے اس لئے کچھ نہ کرسکا اس زمانہ میں ہندوؤں کا بڑا زور تھا آدھا ملک ان کے قبضہ میں تھا وہ فوج میں بھی پچاس فیصد تھے مغل اور ہندوستانی امراء سے وہ کہیں زیادہ مقتدر اور بااختیار تھے اس لئے نکاح کے معاملہ

Marfat.com

میں اکبر کی کچھ پیش نہ گئی رہ گئیں دوسری قومیں تو ان کی کوئی حیثیت نہ رہی تھی ان میں نہ غیرت تھی نہ اتفاق اس لئے بادشاہ نے ان کو جس طرح چاہا نچایا۔

معلوم ہوتا ہے کہ شاید قانونا پردہ بھی اٹھا دیا گیا تھا گویا وہ ساری روشن خیالیاں اور جدت طرازیاں جن پر "عہد جدید" کو ناز ہے نہایت افسوسناک سانحہ ہے کہ تقریباً ان میں اکثر روشنی جدید نہیں بلکہ قدیم ہے کاش اس کی کہنگی وقدامت ہی ان لوگوں کے چونکنے کا ذریعہ بن جائے۔[1]

ڈاڑھی منڈانے کا جواز

(۱۸) شراب کی حلت کے بعد دین الٰہی میں جس چیز پر زیادہ زور دیا جاتا تھا وہ ریش تراشی کا مسئلہ تھا ملا صاحب تحریر فرماتے ہیں "جو لوگ ڈاڑھی منڈاتے تھے بادشاہ ان کو زیادہ پسند کرتا تھا اس وجہ سے ڈاڑھی منڈانے کا عام رواج ہو گیا اور ڈاڑھی منڈانے کے متعلق بڑی عجیب وغریب دلیلیں پیدا کی گئیں دربار اکبری کے بڑے بڑے فضلا وعلما روزمرہ اپنی اپنی ڈاڑھیاں بادشاہ کے قدموں پر نثار کرتے تھے۔

اکبر کے مرید شجرہ کی بجائے اس کی تصویر رکھتے تھے

(۱۹) جو لوگ اکبر کی مریدی اختیار کر کے نئے دین میں داخل ہوتے تھے اکبر ان کو شجرہ کی بجائے اپنی تصویر اخلاص اور رشد وہدایت کی علامت کے طور پر عطا کرتا تھا۔

سونے اور ریشم کا جواز اور دیگر حلال وحرام کا اجراء

(۲۰) سونے اور ریشم پہننا فرض عین قرار دیا گیا، شیر اور جنگلی سور کا گوشت اس بنا پر حلال کر دیا کہ اس سے آدمی میں بہادری کی صفت پیدا ہوتی ہے۔

میت کے لئے ضابطہ

(۲۱) میتوں کے مال پر ایک داروغہ مقرر کرنے کا حکم دیا تاکہ تحقیق کے بعد اگر اس کے ذمہ کچھ سرکاری بقایا ہو یا مرنے والا کروڑی عملدار ہو تو اس کا مال ضبط کر لیا جائے ورنہ اس کا مال اس

[1] منتخب التواریخ ص ۵۵۲، ایضاً ص ۵۵۱ ایضاً ص ۵۰۸، ایضاً ص ۲۸۱ تذکرہ مجدد الف ثانی ص ۴۷ بحوالہ منتخب التواریخ ص ۲۹۱

Marfat.com

کے وارثوں کو دے دیا جائے جب تک بیت المال کے داروغہ سے اجازت نہ مل جائے میتوں کو دفن نہ کیا جائے آفتاب کی تعظیم کے لئے قبرستان کا دروازہ شہر کی مشرقی جانب رکھا جائے اگر کوئی درشنی مرید (یعنی دین الٰہی کا پیرو) مر جائے تو خواہ مرد ہو یا عورت کچھ کچا اناج اور چند پکی اینٹیں اس کی گردن میں باندھ کر اس کو دریا کے پانی میں بہا دیں اور جہاں پانی نہ ہو وہاں اس کی میت جلا دی جائے یا چینیوں کی طرح اس مردہ کو کسی درخت پر باندھ دیا جائے۔

شاید یہ ڈبونے یا جلانے یا درخت پر لٹکانے کا حکم بعد میں ہوا ہو ورنہ پہلے جو حکم تھا اس میں دفن کرنے کی مخالفت نہیں کی گئی تھی البتہ یہ ترمیم کی گئی تھی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ مردہ کا سر مشرق کی جانب اور پاؤں مغرب کی جانب رکھ کر اس کو دفن کیا جائے۔

سلطان خواجہ جو کہ اکبر کے خاص الخاص مریدوں میں سے تھا جب مرا ہے تو اکبر نے مذکورہ بالا سمت میں دفن کرانے کے علاوہ اس کی قبر میں شرقی جانب سورج کے سامنے والی دارا کی کھڑکی لگوائی تھی تا کہ ہر صبح کو سورج کی روشنی اس کے چہرے پر پڑتی رہے کیونکہ (اس کے نزدیک) سورج گناہوں کو پاک کرنے والا ہے کہتے ہیں کہ اس کے منہ کو آگ سے جھلسایا بھی گیا تھا۔

نیز حضرت شاہ صاحب مرحوم تحریر کرتے ہیں، کہ:

''یہ تھا وہ دین جس میں ہندوستان کے باشندوں کا تعلق بیرون ہند سے توڑ لیا گیا تھا اور ٹھیک جس سمت ہندوستان سے کعبہ ہے مردہ کی ٹانگ اسی جانب رکھی جاتی تھی اور ضد کی یہ حد تھی کہ ''سوتے وقت بادشاہ اسی ہیئت سے سوتا تھا'' (یعنی ٹھیک جانب قبلہ پاؤں کرتا تھا) کہاں تک لکھا جائے اس نے تو ابتداء زندگی سے آخر زندگی تک کے سارے قوانین کو الٹ پلٹ دیا تھا' یہ تھا اس دین کا ایک اجمالی نقشہ جس میں سارے مذاہب کو ایک نگاہ سے دیکھا جاتا تھا، کس قدر عجیب بات ہے کہ اسلام اور اسلامی احکام کے سوا اور کسی مذہب کے کسی جزو کو ان لوگوں کی عقل نہ رد کرتی تھی نہ اس میں خرابی نظر آتی تھی کیونکہ اسلام کے ساتھ جہاں ان کا یہ برتاؤ تھا اسی کے ساتھ دوسرے مذاہب اور ان کے رسوم کے ساتھ ان کے تعلقات کی نوعیت یہ نہ تھی یہی خبطی بادشاہ تھا جو اپنے ہاتھ میں راکھی باندھتا تھا شیوراتری میں رات بھر جوگیوں کے ساتھ جاگتا تھا لیکن اسلام کا

Marfat.com

کوئی جزو قابل انتخاب و پسندیدگی نہ تھا ایک طرف حرام جانوروں شیر ور بھیڑیئے کے گوشت کی حلت کا فتویٰ دیا جاتا تھا کہ اس سے بہادری پیدا ہوتی ہے اور دوسری طرف حلال جانوروں گائے بھینس بھیڑ بکری اونٹ وغیرہ کا گوشت حرام قرار دیدیا تھا، اور اسی کے ساتھ یہ بھی ایک قانون تھا کہ "جو آدمی اس شخص کے ساتھ کھانا کھائے جس کا پیشہ ذبح کرنے کا ہے تو اس کھانے والے کا ہاتھ کاٹ دیا جائے اور اگر اس کی بیوی اس کے ساتھ کھائے تو کھانے کی انگلیاں اس کی بھی تراش لی جائیں" جس کے دوسرے معنی یہ تھے کہ ہندوستان سے "لحمی غذا" کو ہمیشہ کے لئے معدوم کر دینے کا ارادہ کرلیا گیا تھا اور اس ہندی قومیت کی تعمیر میں ایک ایسے شخص کا ہاتھ ضرور تھا جو اگر کچھ نہیں تو پشتینی مسلمان ضرور تھا اور وہ مسلمان ماں اور باپ سے پیدا ہوا تھا۔[1]

تثلیث پرستی

(۲۲) ہندوؤں کی رسومات کے علاوہ نصاریٰ کی ناقوس نوازی بھی ہونے لگی اور ان کے تین خداؤں کی تصویروں کی زیارت بھی کی جانے لگی طرح طرح کے لہو و لعب شروع ہو گئے۔

جشن نوروز کی محفلیں

(۲۳) شاہ کو شراب کے مسئلہ میں جس قدر غلو تھا اس کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ "جشن نوروز" کی مجلسوں میں اکثر علماء و صلحا بلکہ قاضی اور مفتی تک شراب نوشی کی وادی میں اتارے جاتے تھے نئے دین کے مجتہد خاص طور پر ملک الشعراء فیضی تو یہ کہہ کر پیتے کہ "ہم یہ پیالہ فقیہوں اور عالموں کے اندھی تقلید کے نام پر پیتے ہیں"۔

اذان اور نماز کی موقوفی

(۲۴) محل میں پہلے پانچ وقت جماعت کے ساتھ نماز بھی ہوتی تھی اور اذان بھی دی جاتی تھی لیکن ان دونوں سب کچھ موقوف کر دی گئی۔

معراج نبویؐ سے انکار

(۲۵) ایک رات اکبر نے شاہ فتح اللہ کی موجودگی میں بیربل سے کہا "اس بات کو عقل کس طرح

[1] کتاب "مجدد الف ثانی"

Marfat.com

مان سکتی ہے کہ ایک شخص اپنے جسمانی بوجھ کو لئے پلک جھپکنے میں نیند سے بیدار ہو کر آسمان پر جائے، اور اللہ تعالیٰ سے نوّے ہزار باتیں کر کے اتنی جلدی لوٹ آئے کہ اس کا بستر واپسی تک گرم ہی رہے اور لوگ بھی اس دعویٰ کی تصدیق کرنے لگ جائیں۔اسی طرح شق القمر اور دوسرے معجزے بھی عقل کے خلاف معلوم ہوتے ہیں، پھر اکبر نے اپنے پاؤں اٹھا کر سب کو دکھایا اور کہا دوسرا پاؤں ٹکائے بغیر آخر ہمارے کھڑا رہنا کس طرح ممکن ہے آخر لوگوں نے یہ کیا قصے بنا رکھے ہیں، بیربل بد بخت اور دوسرے گمراہوں نے بادشاہ کی خوب ہاں میں ہاں ملائی اور بڑا سراہا، اکبر رہ رہ کر شاہ فتح اللہ کو دیکھتا جاتا تھا اور اس ساری گفتگو کی غرض بھی یہ تھی کہ وہ نیا آیا ہوا ہے اس کے خیالات معلوم کریں لیکن وہ بندۂ خدا سر جھکائے کھڑا رہا کچھ نہیں بولا، گویا خلافِ عادت کے ناممکن ہونے کو اپنی الٹی ٹانگ سے ثابت کیا جاتا تھا۔

عربی زبان کی مخالفت

(۲۶) عربی پڑھنا اور عربی جاننا عیب ہو گیا فقہ، حدیث، اور تفسیر اور ان کے پڑھنے والے مطعون و مردود ٹھہرائے گئے نجوم، حکمت، طبّ، ریاضی، شعر، تاریخ اور افسانہ کی تحصیل فرض ہو گئی بادشاہ نے عربی زبان کے خالص حروف جیسے، ث، ح، ع، ص، ض، ط، ظ، کو بول چال سے نکال دیا چنانچہ اگر کوئی شخص عبد اللہ کو بگاڑ کر ابداللہ، احدی کو اہدی کہتا تو بادشاہ خوش ہوتا۔

علوم عربیہ پر پابندی

(۲۷) حکم نافذ ہوا کہ لوگ علوم عربیہ کا پڑھنا ترک کر دیں اور علوم نادرہ یعنی نجوم حساب طب اور فلسفہ کے علاوہ کچھ اور نہ پڑھا جائے۔

آنحضرت ﷺ کے اسمائے مبارکہ سے نفرت

(۲۸) بیرونی کافروں اور حرم کی کافرزادیوں (وہ کافر عورتیں جن سے اکبر نے شادی کی تھی) کی خاطر اکبر کو اب تو احمد، محمد، اور مصطفےٰ جیسے نام بھی گراں گذرتے تھے آخر کچھ دن کے بعد اس نے اپنے چند خاص لوگوں کے نام بدل دیئے مثلاً یار محمد و محمد خاں کو وہ رحمت خاں ہی کے نام سے پکارتا اور لکھتا تھا، بے دینی کی یہ آگ آگرہ سے اٹھی اور اس نے چھوٹے بڑے ہر ایک کو جلا کر راکھ

Marfat.com

کر دیا آخر اس کی لپٹوں سے آگ لگانے والے فسادی بھی نہ بچ سکے۔

دینی شعائر کی ہجو

(۲۹) دینی شعائر کی ہجو میں اشعار بنائے گئے اور کوچہ و بازار میں وہی گائے جاتے تھے جن کے بعض اشعار ملا صاحب نے بھی نقل کئے ہیں۔

مذہبی شعائر کا نام ''تقلیدیات'' رکھا

(۳۰) بے دینی کے سارے اسباب جمع ہو گئے تو اکبر نماز روزہ اور دوسرے مسائل سے منحرف ہو گیا اور ان کا نام ''تقلیدیات'' رکھ دیا جس کا مطلب یہ تھا کہ یہ ساری باتیں غیر معقول ہیں پھر دین کو ''نقل'' کی بجائے ''عقل'' پر منحصر سمجھ لیا، اسی زمانہ میں فرنگیوں کی آمد و رفت ہونے لگی بادشاہ نے ان کے بعض عقلی اعتقادات کو بھی قبول کر لیا۔

ختنہ کا ضابطہ

(۳۱) حکم دیا کہ بارہ سال سے بیشتر لڑکوں کو ختنہ نہ کرایا جائے، بارہ سال کی عمر کے بعد لڑکے کو اختیار ہوگا خواہ کرائے یا نہ کرائے ظاہر ہے کہ بارہ سال کی عمر کے بعد مشکل ہی سے کوئی اس تکلیف کو برداشت کرنے کے لئے آمادہ ہو سکتا تھا خصوصاً جبکہ سلطنت کی جانب سے اس کی ہمت شکنی بھی ہوتی ہو گویا (ہندوؤں کی خاطر) سنتِ ختنہ کو مٹانے کی ایک مخفی تدبیر تھی۔

بعض دیگر احکامات

(۳۲) حکم دیا کہ جب بادشاہی مرید ایک دوسرے سے ملیں تو سلام کے بجائے ایک ''اللہ اکبر'' کہے اور دوسرا ''جل جلالہ'' کہہ کر جواب دے کم حیثیت لوگوں کو شہروں میں تحصیل علم سے روکنے کا حکم بھی نافذ ہوا کیونکہ بادشاہ کے خیال میں یہی لوگ پڑھ لکھ کر فتنہ و فساد مچایا کرتے ہیں ایک نیا ضابطہ بنا کر ہندوؤں کے معاملات کا فیصلہ مسلمانوں کا قاضی نہیں کرے گا بلکہ وہ اس غرض کے لئے کسی دانا برہمن کے پاس رجوع کریں گے ایک اور حکم دیا کہ مردہ کو دفناتے وقت اس کا سر مشرق کی طرف اور پیر مغرب کی طرف رکھے جائیں، سونے کے لئے بھی یہی طریقہ

Marfat.com

اختیار کیا جائے۔

یہ چند اوراق حضرت سید زوار حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب سے لئے ہیں تاکہ اکبر بادشاہ کی بے دینی و بے غیرتی کا نقشہ پوری طرح قارئین کے سامنے آجائے اللہ تعالیٰ حضرت شاہ صاحب کو اپنے قرب سے نوازیں آمین ثم آمین۔

اقرارنامہ برائے دین الٰہی

ایک اقرار نامہ نئے دین الٰہی کے لئے بنایا گیا اس کی عبارت کچھ اس طرح تھی، میں فلاں بن فلاں اپنی خوشی اور مرضی سے مجازی اور تقلیدی دین اسلام سے جسے میں اپنے باپ دادا سے دیکھتا اور سنتا چلا آیا ہوں انکار کرتا ہوں، اور میں اب دین الٰہی اکبر شاہی میں شامل ہو گیا ہوں۔

دین الٰہی کے بنیادی اصول

دین الٰہی کے یہ چار بنیادی اصول مقرر کئے گئے (نمبر۱) ترک مال، (نمبر۲) ترکِ جان، (نمبر۳) ترکِ ناموس (نمبر۴) ترکِ دین اسلام، ان چاروں ترک کرنے والوں کو اکبر کے مخلصین میں شمار کیا جاتا تھا۔

دین الٰہی کا کلمہ

بادشاہ اکبر مریدوں سے باضابطہ بیعت بھی کرتا تھا اور ان سے اپنے نام کا کلمہ بھی پڑھاتا تھا وہ کلمہ یہ ہے "لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ اکبر خلیفۃ اللہ"۔

خطوط

نیز بادشاہ اکبر کی طرف سے یہ بھی دین جدید" کا حکم جاری ہوا کہ اپنے خطوط کے سرناموں میں "اللہ اکبر" لکھا کریں۔

دین جدید کا سلام

مرید شاہی جب آپس میں ملاقات کرتے تو ان میں ایک "اللہ اکبر" دوسرا "جل جلالہ"

Marfat.com

کہتا تھا۔

بادشاہ کو سجدہ

بادشاہ کے مرید اس کو سجدہ بھی کرتے تھے اس کا نام ''زمین بوس'' رکھا گیا تھا، تاج العارفین نے بادشاہ کو ''عین واجب'' لااقل عکس واجب قرار دیکر بادشاہ کے لئے سجدہ جائز قرار دے دیا، بادشاہ کے ادب کا خیال فرض قرار پایا، اور اس کے چہرہ کی زیارت کو قبلہ حاجات ومرادوں کا کعبہ قرار دیا گیا۔

ملا عبدالقادر بدایونی لکھتے ہیں:

ہر صبا درو قت عبادت شمس بجھروکہ تا طلعت مبارك نمے دیدند، مسواك وطعام وآب برایشاں حرام بودو درہر شبے صاحب حاجتے ونیاز مندیے ازہندو مسلم وانواع طوائف مردوزن صحیح وسقیم راآنجا بارعام بود وکاربارے طرفه وہنگامه گرمی و ازوحامے عظیمے وہمیں که از تسبیح ہزاردیك نام نیزاعظم فارغ شده ازحجاب برمے آمدنداں جماعته درسجود مے افتادند[1]

ہر صبح میں اس وقت بادشاہ جھروکہ میں آفتاب کی پوجا کرتا تھا ان مریدوں کی جب تک بادشاہ کے مبارک چہرہ پر نظر پڑتی تھی نہ تو یہ دتون کرتے تھے اور کھانا پانی پر اس وقت تک حرام تھا (رات ہی کے وقت سے) ہر شب میں حاجت وضرورت والے خواہ ہندو ہوں یا مسلمان عورتوں مردوں میں سے اچھے بیمار سب ہی طرح کے لوگوں کو اس جگہ آنے کی عام اجازت تھی، جس کا نتیجہ تھا کہ ایک بڑا ہنگامہ ایک بڑا میلہ روز لگ جاتا تھا بادشاہ جوں ہی آفتاب کے ایک ہزار ایک نام کے وظیفہ سے فارغ ہو کر پردہ سے باہر آتا سب کے سب ایک دفعہ سجدہ میں گر جاتے ''زمین بوس'' یہی طریقہ تھا' جو بعد میں بھی جاری رہا، حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دل کا زخم اسی مسئلہ کے منہ

---

[1] منتخب التواریخ ص:۳۲۶

سے بالآخر پھوٹ پڑا تھا، جیسا کہ آئندہ ذکر آتا ہے اکبری عہد میں عوام ہی نہیں بلکہ خواص علماء بھی اس مشرکانہ فعل کے مرتکب ہوتے تھے ملا صاحب نے ایک عالم کی تصویر زمین بوس کے وقت کی کھینچی ہے فرماتے ہیں کہ یہ مولوی دربار میں جس وقت حاضر ہوا تو:

گردن کثر کورنش کردہ تادیرے دست بستہ چشم پوشیدہ ایستادہ ماند بعد از مدتے چوں حکم نشستن فرمودند سجدہ بجا آوردہ ومانند اشترلوک نشست۔[1]

گردن ٹیڑھی کر کے کورنش بجالایا، اور دیر تک ہاتھ جوڑے اور آنکھیں بند کیے کھڑا رہا دیر کے بعد جب اس کو بیٹھنے کا حکم ملا تو فوراً سجدہ میں چلا گیا اور بے کینڈے اونٹ کی مانند بیٹھ گیا۔

فیضی کی حالت

اکبر کے نورتن تھے جن میں ایک بہت بڑا نام فیضی کا بھی ہے اس کی حالت یہ تھی:

چند سگ رادرسفر ہمراہ گرفتہ طعام بآنہا مے خورند' وبعضے شعراء زبان سگاں در وہاں می گرفتند۔

چند کتوں کو سفر میں اپنے ساتھ رکھتے تھے اور ان ہی کتوں کے ساتھ کھانا کھاتے تھے بعض شاعر تو کتوں کی زبان بھی اپنے منہ میں لیتے تھے۔

حضرت امام ربانی کی شہادت

جہانگیر کے ابتدائی دور حکومت کی حالت حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

کفار ہند بے تحاشا ہدم مساجد مے نمانید و آنجا تعمیر معبدہائے خود مے سازند و نیز کفار برملا مراسم کفر بجامے آرند و مسلمانان دراجرائے اکثر احکام اسلام عاجزاند۔[2]

---

[1] منتخب التواریخ ص: ۲۴۷ [2] مکتوبات مجدد الف ثانی صفحہ ۱۲۶ ج ۲

Marfat.com

ہندوستان کے کفار بے تحاشا مسجدوں کو ڈھاتے ہیں اور ان کی جگہ اپنے مندر بناتے ہیں اسی طرح کفار علانیہ کفر کے رسوم انجام دیتے ہیں لیکن مسلمان اسلام کے اکثر احکام کے بجالانے سے مجبور ہیں۔

حضرت مولانا مناظر احسن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں:

مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے:

ازجملہ شعائر اسلام تعین قضاۃ است در بلاد اسلام کہ در قرن محو شدہ بود [1]

اسلام کے منجلہ دوسرے شعائروں کے اسلامی آبادیوں میں قاضیوں کا تقرر کرنا ہے' جو قرن سابق (عہد اکبری) میں مٹادیا گیا تھا، یہ تھی اس ''صلح کل'' مشرب کی حقیقت جس کا ڈھنڈھورا اس زور سے پیٹا جا رہا ہے ''خلق در آسائش بود'' طباطبائی کے اس جملہ کا مطلب اب کھلتا ہے، واقعہ ہے کہ اس انقلاب کے بعد بقول حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ:

غربت اسلام نزدیک بہ یک قرن بن ہجے قرار یافتہ است کہ اہل کفر بہ مجرد اجرائے احکام برملا در بلاد اسلام راضی نمے شوندے خواہند کہ احکام اسلامیہ بالکلیہ زائل گردند واثرے از مسلمانان ومسلمانی پیدا نشود، کار تا بآں سرحد رسانیدہ اند کہ اگر مسلمانے از شعائر اسلام اظہار نماید بہ قتل مے رسد۔ [2]

کافر صرف اس پر راضی نہیں ہیں کہ محض کفر کے احکام کا علانیہ اسلامی بلاد میں اجراء ہو جائے وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ اسلامی احکام بالکلیہ ہٹادیے جائیں اور اسلام و مسلمانی کا کوئی اثر باقی نہ رہے بات یہاں تک پہنچائی گئی ہے کہ اگر کوئی مسلمان اسلام کے کسی شعار کا اظہار کرتا ہے تو اس کو قتل کے انجام تک پہنچادیا جاتا ہے۔

---

[1] مکتوب نمبر ۱۹۵/ ج:۱ [2] منتخب التواریخ ص:۱۰۶

Marfat.com

یہ تھا اسلام کا حال جہانگیر کے ابتدائی عہد میں، پھر اکبر کے زمانہ میں جو کچھ ہوگا ظاہر ہے اس کے بعد اندازہ ہوسکتا ہے کہ اکبر و جہانگیر کے بعد واقعی عدل اور حقیقی رواداری کے ساتھ جن مسلمان بادشاہوں نے حکومت کی ان پر تعصب اور شدید تعصب کا الزام کیوں لگایا جا رہا ہے، ظاہر ہے کہ جہاں ایسی یک طرفہ خواہش عمل کر رہی ہو اگر اس ملک میں کسی غیر کے ساتھ کچھ بھی اچھا سلوک کیا جائے گا، اس کا نام تعصب ہی رکھا جاسکتا ہے ورنہ شاہجہاں اور عالمگیر کے ایام حکومت میں کیا اکبری عہد کے ان قوانین کے مقابلہ میں کوئی قانون بھی ایسا پیش کرسکتا ہے جس کا اثر ملک کے دوسرے طبقوں پر ہی پڑتا ہو جو اکبر کی کرتوتوں سے سنی مسلمانوں پر پڑ رہا تھا، اور سچ تو یہ ہے کہ ''الف ثانی'' کی فرضی تحریک کی باگ جن پوشیدہ ہاتھوں میں تھی، ان میں ایک بڑا طبقہ ان لوگوں کا تھا، جو مسلمانوں کے سوائے ہندوستان کے عام باشندوں کے ساتھ بھی رواداری کرنا نہیں چاہتا تھا آخر اکبر سے مسلمانوں بے علوم کے انسداد کے بعد جو یہ فرمان نکلوایا گیا تھا کہ

> اراذل را از خواندن علم در شہرہا مانع آیند کہ فسادہا ازیں قوم مے خیزد[1]
>
> کمینی قوم کے لوگوں کو علم کے پڑھنے سے شہروں میں روکا جائے کہ اس قوم سے فساد پیدا ہوتا ہے۔

بجز ان شودروں کے اس کا اور کون نشانہ تھا جن کے کان میں علم سننے کے گناہ میں سیسہ پلوایا جاتا تھا اور خدا ہی جانتا ہے کہ ہندوستان کی کون کون سی ''ملکش'' تو میں...... کے تحت میں داخل تھیں۔

بہر حال بات بہت طویل ہوگئی اور ''حرف مدعا'' سے پھر بھی میں اب تک دور ہوں لیکن کیا کیا جائے روشنی کو وہی پہچان سکتا ہے جس نے اندھیرے کو دیکھا ہو ان تفصیلات کی بڑی ضرورت تو یہی تھی اس کے سوادعیاں تنور تجدد کو بھی تھوڑی دیر کے لیے تماشا دکھانا تھا، شائد کہ ان کو عبرت ہو اور وہ سمجھیں کہ ان کا دماغ ممکن ہے کہ نیا ہو ان کا دل بھی نیا ہو لیکن اپنے مشن سے جو ان کو اپنا معمول و مسخر بناتا ہے وہ بہت پرانا ہے پیغمبروں (علیہم الصلوٰۃ والتسلیم) کے مقابلہ میں

---

1. منتخب التواریخ ص: ۳۵۶

ن کے یہ حربے بہت پرانے ہیں ہوسکتا ہے کہ جدت پرستی کے ذوق میں شاید ان فرسودہ و پارینہ سوسوں سے ان میں کچھ گھن پیدا ہو، اسی کے ساتھ مایوسوں کے سامنے امید کی ایک روشنی ہے آج س خطرہ سے ایمانیوں کے دل تھرا رہے ہیں ان کو دیکھنا چاہئے کہ کل کا خطرہ کیا اس سے کم تھا بلکہ چ تو یہ ہے کہ اس وقت جو کچھ ہوسکتا تھا اب تو عقلی راہوں سے بھی اس کا ہونا بہت بعید ہے، یاد رکھنا چاہئے کہ اسلام کا درتابندہ پروردہ ''آغوش موج'' ہے نہ طوفانوں سے کبھی وہ گھبرایا اور نہ سیلاب اس کی رفتار کو دھیما کرسکے واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون [1]

دربارِ اکبری میں علماء کا زوال

بادشاہ اکبر کے اس ''دین جدید'' کی وجہ سے ملا یزدی نے اس کیخلاف بغاوت وخروج کا فتویٰ دے دیا جس کی بنا پر اکبر نے بعض علماء کو قتل اور بعض کو جلاوطن کر دیا۔

ملا یزدی نے بادشاہ کے خلاف بغاوت وخروج کے جواز کا فتویٰ دیا بادشاہ نے اس کو دریا میں غرق کرا دیا قاضی یعقوب کو بھی اسی طرح ختم کرا دیا اس طرح اکبر نے ان تمام علماء کو جن کے بارے میں اسے اندیشے تھے ایک ایک کر کے راستہ سے ہٹا دیا اور لاہور کے علماء کو جلاوطن کر کے منتشر کر دیا صرف معین کے پوتے شیخ معین جو مشہور واعظ تھے رہ گئے بادشاہ نے ان کو کبرسنی کی وجہ سے نظر انداز کر دیا۔

اہل علم کے لئے ان کا علم ہی وبال بن گیا تھا، آئے دن ان بچاروں کو طرح طرح کی سرکاری کاروائیوں کا سابقہ رہتا تھا بادشاہ نے ممالک محروسہ کے تمام علماء ومشائخین کو فرمان بھیج کر دربار میں بلا لیا اور خود ان کی مدد معاش، انعام وظائف کی تحقیق کی سب علماء کو درباری آئین کے مطابق تعظیم وتسلیمات بجالانا پڑتا تھا بادشاہ ان عالموں سے خلوت وجلوت میں گفتگو کر کے اپنے حسب مرضی ہر ایک کے لئے مختصری اراضی مقرر کر دیتا تھا اور جس کی متعلق یہ رپورٹ ہوتی کہ وہ پیری مریدی کا سلسلہ قائم کئے ہوئے ہے یا مجلس سماع منعقد کرتا ہے یا اسے کسی نہ کسی طرح کا اعزاز حاصل ہے اس کے مشغلوں کو دکانداری کا نام دے کر اسے یا تو قلعہ میں قید کر دیا جاتا یا بنگال اور بکھر کی طرف جلاوطن کر دیا جاتا تھا، علماء کے خلاف یہ کارروائیاں برابر ہوتی رہتی تھیں بوڑھے اور

[1] تذکرہ مجدد الف ثانیؒ

Marfat.com

معمر پیروں اور شیوخ کا حال اور بھی برا تھا، اہل ذوق صوفیوں کی معاش کے فرامین کی جانچ پڑتال ہندو کارندوں کے ذمہ تھی اوران کا اجراء اس وقت تک نہیں ہوتا تھا جب تک ہندوؤں کی مہر نہ لگ جاتی، اس معاشی بدحالی کی وجہ سے بچارے صوفی اپنا حال وقال فراموش کر بیٹھے اور وطن چھوڑ کر کسی نہ کسی جائے پناہ میں جا چھپے، ان ظاہر پرست صوفیوں کی بے روح مجلسوں اوران کی بے حسی و جمود کے شرمناک اعمال اور بے جا تکلیفات کا یہی خمیازہ ہونا تھا[1]

مفتی صدر جہاں دین الٰہی کا پیرو

اسی مہینے مفتی ممالک محروسہ صدر جہاں کو ہزاری منصب مرحمت ہوا اور وہ اپنے دونوں بیٹوں کے ساتھ مریدان خاص میں شامل ہو گیا ہزاری کا منصب اسی مریدی کا معاوضہ تھا، مرید ہونے کے بعد اس نے پوچھا "میری ڈاڑھی" کے متعلق کیا ارشاد ہوتا ہے بادشاہ نے کہا "رہنے دو"۔

ملاّ عبدالقادر بدایونی کا حلف

جو واقعات کہ حرم و احتیاط کی وادی سے بہت دور تھے میں نے ان کے لکھنے پر دلیری کی ہے خدائے عز و جل گواہ ہے اور اللہ تعالیٰ کا گواہ ہونا ہی کافی ہے کہ ان کے لکھنے سے اس کے سوا میرا اور کوئی مقصود نہیں ہے کہ ملت مرحومہ اسلام پر جو کہ عنقا کی طرح غریب الدیار ہو چکی ہے اور اس نے اپنے ہما کے بازو کا سایہ پستی دنیا کے خاک نشینوں سے دور کر لیا ہے دردِ دین و دل سوزی کا اظہار کروں اور میں حد سے تجاوز کروں اور حسد و تعصب سے خدا تعالیٰ کی پناہ ڈھونڈھتا ہوں۔

یہ گویا ملا صاحبؒ کا حلف نامہ ہے اور ملا صاحب جیسے راست باز بزرگ کی اس حلفی شہادت کے بعد ان کے تحریر کردہ واقعات پر عدم اعتماد کی گنجائش مشکل ہی سے پیدا ہو سکتی ہے۔

ابوالفضل کا بیان

ابوالفضل جو اکبر کا خلیفہ اور وزیر تھا خود اپنی تحریر کردہ کتاب آئین اکبری میں لکھتا ہے جو اکبر بادشاہ کے بے دین وملحد و زندیق ہونے کی کافی شہادت ہے۔

ابوالفضل نے آئین اکبری میں جابجا آفتاب پرستی، آگ کی تعظیم، چراغ کی عظمت،

[1] تذکرہ مجدد الف ثانی از مولانا منظور احمد نعمانی

Marfat.com

مسئلہ تناسخ، گئو درشن نکاح نابالغاں اور ایک سے زائد شادی پر پابندی، قریبی رشتہ داروں میں نکاح کی مخالفت بارہ سے کم عمر کے لڑکوں کی ختنہ پر پابندی، سن ہجری کی منسوخی، ذبیحہ گاؤ پر بندی اور ترک لحمیات کا ذکر کیا ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

یہی وجہ ہے کہ اس زمانہ کے بزرگ عالم شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''اشعۃ اللمعات'' میں اکبر کی ان مشرکانہ حرکات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کلمہ پڑھنے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے خلاف کوئی کام کرے یا کسی بت کے آگے جھکے یا زنار باندھے وہ یقیناً کافر ہے۔

جہانگیر بادشاہ

حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

دوسری سلطنت (جہانگیری عہد) کو نفس اسلام کے ساتھ کوئی عناد نہ تھا مگر سلطنت و بادشاہت کا نشہ بہت بڑھ گیا تھا اور نئے بادشاہ (جہانگیر) پر الشباب شعبۃ عن الجنون' کا جن بھی سوار تھا حتیٰ کہ شاہی دربار کی تعظیم یہ تھی کہ لوگ بادشاہ کو سجدہ کریں، سجدہ تعظیمی کے جواز کا فتویٰ بھی بزور سلطنت حاصل کر لیا گیا تھا۔

جہانگیر اکبر کا بیٹا تھا اور مرید بھی، اکبر اور جہانگیر دونوں نے بزرگانِ چشت کو دیکھا تھا اور وہ ان ہی کے معتقد تھے، اکبر کے خیالات جہانگیر کی فطرت میں داخل تھے جو بے اختیار موقع بموقع رونما ہوتے رہتے تھے آفتاب کے لئے وہ ہمیشہ نیر اعظم نزول اجلال ارزانی داشت'' کے الفاظ استعمال کرتا ہے نجومیوں کا معتقد ہے بارہ برجوں کے بموجب بارہ سکے بنوائے، وہ ستاروں کو مؤثر حقیقی نہیں مانتا مگر مؤثر ضرور جانتا ہے اور ان کو نور الٰہی کا مظہر قرار دیکر ان کی تعظیم ضروری سمجھتا ہے اور اس کی تلقین کرتا ہے، باپ کی طرح مرید کرتا ہے اور اس کی تلقین یہ ہوتی ہے کہ کسی مذہب کی دشمنی سے اپنے وقت کو گندہ مت کرو، تمام مذاہب والوں کے ساتھ صلح کل کا طریقہ ملحوظ رکھو، کسی جاندار کو اپنے ہاتھ سے مت مارو، اس کا عقیدہ ہے کہ آگ خدا کا نور ہے، دسہرہ دیوالی

Marfat.com

وغیرہ ہندو تہواروں کے وقت جشن ہوتا تھا، ہندو برہمن اس کی کلائی پر راکھی بھی باندھ دیا کرتے تھے، سیاست یہ تھی کہ ہندو اور مسلمانوں کے مشترک بادشاہوں کو دونوں قوموں کے مذہبی جذبات کا مظہر بننا چاہئے اکبر سال میں صرف تین مہینے گوشت کھاتا تھا جہانگیر اتنا مرتاض تو نہیں تھا البتہ اپنے باپ کی پیروی میں دو روز ذبح کی ممانعت ضرور کردی تھی، اس کے نزدیک شراب نوشی اچھی نہیں مگر جس قدر مفید ہو اس میں مضایقہ نہیں چنانچہ اپنی کتاب ''تزکِ جہانگیری'' میں ۱۰ھ جلوس کے واقعات میں لکھتا ہے ''۲۵ ماہ آذر جمعہ کو شاہزادہ خرم ''شاہجہاں'' کا جشن وزن ہوا اس کی عمر چوبیس سال ہو چکی، شادیاں ہو چکی ہیں، صاحب فرزند ہو گیا ہے مگر اب تک خود کو شراب نوشی سے آلودہ نہیں کیا تھا آج میں نے اس سے کہا بابا صاحب فرزند ہو گیا ہے بادشاہوں اور شاہزادوں نے شراب پی ہے آج تیرے جشن وزن کا دن ہے میں تجھ کو شراب پلاتا ہوں اور اجازت دیتا ہوں کہ جشن کے ایام میں اور اسی طرح بڑی بڑی تقریبات کے موقعوں پر شراب پی لیا کرو البتہ طریقہ اعتدال ضرور ملحوظ رکھو کیونکہ اتنی شراب پینا جو عقل کو زائل کردے عقلاً جائز نہیں رکھی شراب نوشی سے نفع اور فائدہ پیش نظر رہنا چاہئے جہانگیر نے جس دایہ کا دودھ پیا تھا اس کی صحبت نے جہانگیر کو خود پرست اور توہمات میں مبتلا کردیا اور دنیا سے بے خبر رکھا۔ ان سب باتوں پر طرہ یہ تھا کہ بادشاہ کی محبوبہ بیوی ملکہ نور جہاں بیگم جس کے ہاتھ میں بادشاہ نے سلطنت کی باگ دے رکھی تھی نہایت غالی شیعہ تھی اس نے متعصب ماں باپ کی آغوش میں پرورش پائی تھی اہل سنت سے بغض اور اصحاب رسول ﷺ سے عداوت ان کا خمیر مایہ تھا۔ نور جہاں بھی اسی تنور عداوت کا ایک پرکالہ آتش تھی حسن کی سحر کاریوں سے بادشاہ کو پہلے ہی مسحور کر چکی تھی، باپ بھائی اور دیگر اقربا کو بڑے بڑے عہدے دلوائے، باپ نے اعتماد الدولہ لقب پایا تو بھائی خانسامانی کے عہدہ پر سرفراز ہوئے حتیٰ کہ اس کے خاندان کے غلاموں تک کو خانی اور ترخانی کے خطاب مل گئے جہانگیر نا ؤ نوش میں مست رہنے لگا اور مسند شاہی اور سکہ شاہی پر نور جہاں کا قبضہ ہو گیا، فرمانوں پر نور جہاں کے نام کا طغرا لگنے لگا، سکہ کا نقش یہ تھا:

بحکم شاہ جہانگیر یافت صد زیور بنام نور جہاں بادشاہ بیگم زر اور طغرا کی عبارت یہ تھی حکم العلیّۃ العالیۃ

Marfat.com

نورجہاں بیگم بادشاہ خود جہانگیر کا اعتراف ہے کہ
"دردولت شاہی من حالا دردست ایں، سلسلہ است
پدر دیوان کل پسر وکیل مطلق ودختر
ہمراز ومصاحب
"یعنی میری سلطنت کا دوراب اس خاندان (نورجہاں اوراس کے
گھروالوں) کے ہاتھ میں ہے باپ دیوان کل ہے، بیٹا (آصف خاں)
وکیل مطلق ہے اور بیٹی (نورجہاں) ہمراز وہم صحبت ہے۔"

جب بادشاہ اور ارکان سلطنت پر شیعیت کا تسلط اس درجہ ہو چکا تو ظاہر ہے الناس علی دین ملوکھم (لوگ اپنے بادشاہوں کے دین پر ہوتے ہیں) کے طبعی اصول کے تحت عوام میں بھی رفض وشیعیت کا اثر ہو گیا چنانچہ تعزیہ داری، سوز خوانی، ماتم وسینہ کوبی سنیوں میں بھی رائج ہو چکی تھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی افضلیت مطلقہ کا عقیدہ اور خلافت ومشاجرت صحابہ رضی اللہ عنہم کے سلسلہ میں خلفائے ثلثہ اور امیر معاویہ وغیرہم رضی اللہ عنہم سے بغض وعداوت اور لعن طعن کے اثرات اور اس قسم کے دوسرے شیعی مبادیات بھی وبائے عام کی طرح سنیوں میں کافی پھیل چکے تھے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ اپنے مکتوبات شریف میں جہانگیر کے اور اکبر کے دور حکمرانی کے حالات کس دردمندی سے تحریر کرتے ہیں خان اعظم کو لکھتے ہیں:

"اسلام کی غربت وکس مپرسی یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ کفار کھلم کھلا اسلام پر طعن اور مسلمانوں کی مذمت کرتے ہیں اور نڈر ہو کر ہر کوچہ وبازار میں کفر کے احکام جاری کرتے اور اہل کفر کی تعریف کرتے ہیں اور مسلمان اسلام کے احکام جاری کرنے سے روک دیئے گئے ہیں اور شرائع کے بجالانے میں ان کی مذمت اور طعن وتشنیع کی جاتی ہے۔"

پری نہفتہ رخ ودیر در کرشمہ وناز، بسوخت عقل
زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است،

Marfat.com

سبحان اللہ وبحمدہ...... داناؤں نے کہا الشرع تحت السیف (شرع تلوار کے نیچے ہے) اور انہوں نے شرع شریف کی رونق کو بادشاہ پر وابستہ کیا ہے لیکن اب قضیہ برعکس ہو گیا ہے اور معاملہ بدل گیا ہے یائے افسوس وائے حسرت وندامت!!

دوسرے مکتوب میں جو دفتر اول نمبر ۴۷ ہے، کس سوز سے اسلام کی حالت تحریر کرتے ہیں:

بادشاہ کی نسبت جہاں کے ساتھ ایسی ہے جیسے دل کی نسبت بدن کے ساتھ کہ اگر دل اچھا ہے تو بدن بھی اچھا ہے اور اگر دل بگڑ جائے تو بدن بھی بگڑ جاتا ہے اسی طرح جہان کی بہتری بادشاہ کی بہتری پر منحصر ہے اور اس کے بگڑ جانے سے جہان کا بگڑ جانا وابستہ ہے۔

آپ جانتے ہیں کہ گذشتہ صدی میں اہل اسلام کے سر پر کیا گذرا ہے سابقہ صدیوں میں باوجود انتہائی غریب وقلیل ہونے کے اہل اسلام پر اس قسم کی خرابی اور تباہی نہیں گذری تھی کیونکہ مسلمان اپنے دین پر قائم تھے اور کفار اپنے طریق پر لکم دینکم ولی دین، اسی مضمون کا بیان ہے اور گذشتہ صدی میں کافر غلبہ پاکر دار اسلام میں برملا کفر کے احکام جاری کرتے تھے اور مسلمان اسلام کے احکام جاری کرنے سے عاجز تھے اگر کرتے تھے تو قتل کیے جاتے تھے۔

کس قدر مصیبت اور حسرت وغم ہے کہ حق تعالیٰ کے محبوب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کرنے والے ذلیل وخوار ہو رہے تھے اور ان کے منکر عزت واعتبار میں تھے مسلمان زخمی دلوں کے ساتھ اسلام کی ماتم پرسی کرتے تھے اور دشمن ہنسی ٹھٹھا کر کے ان کے زخموں پر نمک چھڑکتے تھے، ہدایت کا آفتاب گمراہی کے پردہ میں چھپا ہوا تھا اور حق کا نور باطل کے پردوں میں آ گیا تھا۔"

ایک اور مکتوب میں لالہ بیگ کے نام حضرت شیخ مجدد قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں یہ مکتوب بھی دفتر اوّل میں ہے مکتوب نمبر ۸۱ میں فرماتے ہیں:

"تقریباً ایک صدی سے اسلام پر اس قسم کی غربت چھا رہی ہے کہ کافر لوگ مسلمانوں کے شہروں میں کھلم کھلا صرف کفر کے احکام جاری کرنے پر راضی

Marfat.com

نہیں ہوتے بلکہ چاہتے ہیں کہ اسلامیہ احکام بالکل مٹ جائیں اور اسلام اور اہل اسلام کا کچھ نشان نہ رہے اور اس حد تک نوبت پہنچ چکی ہے کہ اگر کوئی مسلمان شعائر اسلامی کو ظاہر کرتا ہے تو قتل کیا جاتا ہے۔"

اور خواجہ میر محمد نعمان کو اس طرح تحریر فرماتے ہیں:

"اے محبت کے نشان والے! الشرع تحت السیف (شرع تلوار کے نیچے ہے) کے حکم کے موافق روشن شریعت کی ترقی و رواج شاہان بزرگ کے حسن انتظام پر وابستہ ہے کچھ عرصہ سے یہ امر ضعیف ہو گیا ہے اس لئے اسلام بھی ضعیف ہو گیا کفار ہند بے خوف و خطر مسجدوں کو گرا کر وہاں اپنے معبد و مندر تعمیر کر رہے ہیں چنانچہ تھانیسر میں حوض کرکھیت کے درمیان ایک مسجد اور ایک بزرگ کا مقبرہ تھا اس کو گرا کر اس کی جگہ بڑا بھاری مندر بنایا ہے، نیز کفار اپنی اپنی رسموں کو کھلم کھلا بجا لا رہے ہیں اور مسلمان اکثر اسلامی احکام کے جاری کرنے میں عاجز ہیں۔"

"ایکادشی کے دن ہندو کھانا پینا ترک کر دیتے ہیں اور بڑی کوشش کرتے ہیں کہ اسلامی شہروں میں کوئی مسلمان اس دن بازار میں نان و طعام نہ پکائے اور نہ بیچے اور ماہ مبارک رمضان میں برملا نان و طعام پکاتے اور بیچتے ہیں مگر اسلام کے مغلوب ہونے کے باعث کوئی اس سے روک نہیں سکتا، افسوس! صد ہزار افسوس!! کہ بادشاہ وقت ہم میں سے ہے اور پھر ہم فقیروں کا حال اس طرح خستہ اور خراب ہے بادشاہوں کے اسلام کی قدر و عزت کرنے ہی سے اسلام کو رونق تھی اور انہی کی بدولت علماء و صوفیہ معزز و محترم تھے اور انہی (بادشاہوں) کی تائید سے شریعت کے احکام کو جاری کرنے میں کوشش کرتے تھے۔"[1]

"حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ ایک مکتوب میں خواجہ شرف الدین حسین کو تحریر فرماتے ہیں:

آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ انہی دنوں میں دار الحرب کے کفار نے نگرکوٹ کے گرد و نواح میں مسلمانوں اور مسلمانوں کے شہروں پر کیا کیا ظلم و ستم کئے

---

1. دفتر دوم مکتوب نمبر ۹۲۔ نمبر ۲ دفتر دوم مکتوب نمبر ۴۸

Marfat.com

ہیں اور کیسی اہانت کی ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کو خوار کرے اس قسم کے بدبودار پھول زمانہ کے آخر ہونے کے باعث بہت کھلیں گے۔''[1]

حضرت امام ربانی شیخ مجدد قدس سرہ اپنے مکتوبات میں اکبر اور جہانگیر کے دور کا کس درد مندی اور سوز سے دین اسلام اور مسلمانوں کی حالت زار بیان کرتے ہیں وہ ایک انصاف پسند کیلئے کافی شہادت ہے، ملا عبدالقادر بدایونی نے اپنی کتاب منتخب التواریخ'' میں جو حالات حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ نے اجمالاً لکھے ہیں ملا صاحب نے اپنی کتاب میں تفصیل سے دیئے ہیں۔

حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''مجددِ الفِ ثانی'' میں اس اعتراض کا جواب دیا ہے''کیا اکبر بادشاہ نے نیا دین جاری کیا تھا'' کے عنوان سے وہ تحریر کرتے ہیں:

یہ مسئلہ تاریخ دانوں میں آج تک متنازعہ فیہ چلا آ رہا ہے کہ آیا اکبر نے ایک نئے دین کی بنیاد رکھی تھی یا اس کا ایجاد کردہ دین الٰہی صرف ایک طریقہ اور مسلک تھا ہمارے آزاد خیال مؤرخین جو مستشرقین یورپ سے متاثر ہیں یہ سمجھتے ہیں کہ اکبر نے کسی نئے دین کی بنیاد نہیں ڈالی اور نہ ہی نبوت و امامت کا دعویٰ کیا بلکہ بدایونی جیسے تنگ نظر ملا نے اکبر کو ہدف ملامت بنانے کی نیت سے یہ ایک شوشہ چھوڑ دیا ہے اور یار لوگ اسے لے اُڑے لیکن مذکورہ بالا اقتباسات اور دیگر تاریخی مواد کے مطالعہ سے اس نتیجہ پر پہنچنا کچھ مشکل نہیں رہتا کہ اکبر کا ایجاد کردہ دین الٰہی محض ایک مسلک و روش نہیں بلکہ باقاعدہ ایک مذہب تھا، ان اقتباسات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اکبر کے عہد میں اس بات کا پروپیگنڈا بڑے زور شور سے کیا گیا کہ دینِ اسلام کی میعاد ایک ہزار سال تک ہے اور اس کے بعد ایک نئے دین کی ضرورت ہو گی محققین نے اسے عقیدہ الفی کا نام بھی دیا ہے اس عقیدہ کی نشر و اشاعت کی غرض سے ہزار سالہ جشن پر نئے سکے ڈھالے گئے جن پر سن الف مضروب تھا، اکبر کے حکم سے تاریخ الفی بھی لکھی گئی جس سے یہ ثابت کرنا مقصود تھا کہ اسلام کی تاریخ اب مکمل ہو چکی ہے اور اب نئے ظہور کے ساتھ نیا دور شروع ہونے والا ہے، ملا شیرازی، شریف آملی وغیرہ نے اکبر کو اس بات کا یقین دلایا کہ ۹۹۰ھ میں مہدی کا ظہور ہو گا اور وہ اکبر بادشاہ ہی ہے شیعی علماء نے بھی امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حوالہ سے اس وقت کو

Marfat.com

ظہور مہدی کا وقت ثابت کیا، ان کی دیکھا دیکھی برہمن بھی اس کی تائید میں کرم خوردہ پوتھیاں نکال کر لائے اور اکبر کے متعلق پیشین گوئی دکھائی کہ ہندوستان میں ایک عظیم بادشاہ پیدا ہوگا جو برہمنوں کا احترام اور گائے کی حفاظت کرے گا اور دنیا میں عدل کے ساتھ حکومت کرے گا، اور باور کراتے تھے کہ اکبر، رام اور کرشن کا اوتار، ابراہیم سرہندی بھی ایک پرانا کرم خوردہ مخطوطہ اٹھا لایا جس میں ابن عربی قدس سرہ کی طرف منسوب کر کے یہ لکھا تھا کہ صاحب زماں بہت عورتیں رکھے گا اور ڈاڑھی منڈا ہوگا اکبر کے مصاحب اس کو صاحب زماں کہہ کر مخاطب کرتے تھے شیعہ سنی دونوں کے نزدیک امام مہدی علیہ السلام دنیا میں خلافت الٰہیہ قائم کریں گے اکبر کو "خلیفۃ اللّٰہ" اور "ھادی علی الاطلاق" اور "مہدی باستحقاق" لکھتا ہے (ملاحظہ ہو دیباچہ مہابھارت وغیرہ) محضر نامہ تیار ہوا جس کی رُو سے اکبر کو اعدل واعقل واعلم تسلیم کرا لیا گیا، ہوتے ہوتے وہ عملاً نبوت کا مدعی ہو گیا یعنی اکبر نے ایک پیغمبر کی تمام تر ذمہ داریاں سنبھال لی تھیں لیکن احتیاط کے طور پر وہ خود کو نبی نہیں کہتا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ نبوت کا دعویٰ ملک میں اس کے خلاف ایک شورش بپا کر دے گا اور غیر ممالک میں بھی اس کی رسوائی ہوگی اس لئے اس نے باقاعدہ دعویٰ تو نہیں کیا لیکن وہ کام نبیوں اور اوتاروں جیسے ہی کرتا رہا، ایک دفعہ جب اکبر پنجاب میں نندنہ کے نواح میں شکار میں مصروف تھا تو ایک درخت کے نیچے اس پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوگئی اس نے فوراً شکار سے ہاتھ کھینچ لیا اپنا سر منڈوایا غربا و مساکین میں نقد و جنس تقسیم کئے اور اس مقام پر عمارت بنانے اور اس کے گرد ایک باغ لگانے کا حکم دیا۔

مولانا مناظر احسن مرحوم کا یہ خیال ہے کہ اکبر نے مہاتما بدھ کے ایک درخت کے نیچے گیان حاصل ہونے کے واقعہ کی نقالی کی تھی، اکبر نے نئے نئے قوانین بنائے جو شریعت اسلامیہ سے ٹکراتے تھے اپنے ظہور کا نیا سن (سن الٰہی) سرکاری طور پر رائج کیا، شعائر اسلام کا مذاق اڑاتا تھا، اس کی جدید شریعت میں گائے کا درشن، سورج آگ اور چراغ کی تعظیم، قشقہ لگانا، زنار پہننا، الٰہی پرستش کہلاتا تھا جب اس کی عبادات اسلامی عبادات سے مختلف تھیں تو ظاہر ہے کہ اس کا دین بھی اسلام سے الگ دین تھا، شادی بیاہ کا طریقہ بھی الگ قائم کیا جس میں دولھا دولھن کو آگ کے

دفتر دوم مکتوب نمبر ۴۸

Marfat.com

گرد پھیرے دیئے جاتے تھے، قتل مرتد و تقلید ائمیہ کی مخالفت کی، اس زمانہ کے لوگ ابو الفضل کو مجتہد دین و مذہب نو کہتے تھے، شیخ مبارک کی تاریخ وفات اس وقت کے کسی منچلے نے ''شریعت جدید'' سے نکالی تھی اس سے معلوم ہوا کہ اکبر کے ہم عصر دین الٰہی کو مذہب نو اور شریعت جدید سمجھتے تھے، جب اکبر کا دین الٰہی نیا مذہب تھا تو پھر اس دین کا بانی بھی ایک نیا پیغمبر ہوا، اکبر خود کو ''روحانی پزشک'' کہلاتا تھا اور اس نے ایک ''آئین رہنمونی'' بھی بنایا ہوا تھا اسی آئین کے تحت وہ لوگوں کو مرید کرلیا کرتا تھا، اس لئے اس کے مرید الٰہیان کہلاتے تھے (تفصیل کیلئے ملاحظہ ہوں آئین اکبری و منتخب التواریخ) علوم اسلامیہ کی تدریس پر پابندی لگادی تھی، دین الٰہی کے اقرار نامے کی تحریر سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ دین الٰہی قبول کرنے سے پہلے دین اسلام ترک کرنا ضروری تھا، اکبر ایسا ان پڑھ نہیں تھا جیسا کہ اسے ظاہر کیا گیا ہے چونکہ اکثر نبی امی ہوئے ہیں اس لئے اکبر کو بھی امّی ظاہر کرکے نئے دین کی بنیاد رکھوائی گئی، ابو الفضل دین الٰہی کو نو آئین الٰہی کہتا ہے۔[1]

اکبر بادشاہ اور جہانگیر بادشاہ کے دور میں تصوّف و صوفیہ

دورِ اکبر اور جہانگیر میں جو حالات ہو چکے تھے آپ نے ان کا مطالعہ کیا ہے، حکمرانی کے زور پر اسلام کی زبوں حالی جو تھی سو تھی، لیکن اس کے ساتھ ساتھ تصوف و صوفیت کے نام پر بھی پیران طریقت بھی مسلمان کو گمراہ کرنے اور ان کی گردنوں کو شرعی قوانین کی پابندی سے آزاد قرار دینے کی کوشش میں لگے ہوئے تھے، توحید وجودی کے نظریہ سے سب کو حق جانتے تھے بلکہ سب کو خدا مانتے تھے، یہ کچے صوفی اوز بے انجام ملحد اس کے درپے تھے کہ شریعت کے طوق کو گلے سے نکال پھنکیں، شرعی احکام کی پابندیوں کو صرف عوام کے ساتھ مخصوص خیال کرتے تھے اور یہ راہبر طریقت سمجھتے تھے کہ خواص امت صرف معرفت اور جان لینے کے مکلف و ذمہ دار ہیں اس کے آگے کچھ نہیں اگر یہ بات خود اپنی صفوں تک ہی محدود رکھتے تو شائد وہ بڑی مصیبت ہی پیدا نہ ہوتی جو بعد میں ان نام نہاد خام صوفیہ کی وجہ سے پیدا ہوئی، انہوں نے اپنی جہالت سے بادشاہوں اور امیروں کو یہ باور کرادیا تھا، کہ یہ لوگ بھی عدل و انصاف کے جاری کرنے کے ذمہ دار نہیں ہیں کہتے ہیں کہ شریعت کے آنے سے مطلب صرف یہ تھا کہ معرفت حاصل ہوجائے جب معرفت

---

[1] آئین اکبر جلد ۳ ص ۲۹۲

Marfat.com

حاصل ہوگئی تو شرعی قوانین کی پابندی سے آزادی حاصل ہوگئی۔

حضرت مولانا مناظر احسن گیلانی تحریر کرتے ہیں:

حضرت مجدد جیسے مخبر صادق کی اس ذاتی شہادت کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ بیچارے اکبر سے جو کچھ سرزد ہوا، اور پھر اس کی بے راہ روی نے اسلام کو ہندوستان میں جس نازک نقطہ تک پہنچا دیا تھا، اس میں ان ''صوفیان خام'' کو دخل نہ تھا، یہی وجہ ہے کہ اپنے سینتالیسویں مکتوب میں عہد اکبری میں اسلام کی زبوں حالی کی داستان دہرا کر' واویلاہ !وامصیتاہ وحسرتاہ ! واحزناہ فرماتے ہوئے جہاں گیری دربار کے ایک امیر کو مخاطب فرماتے ہوئے حضرت رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں:

> اکثر جہلا، صوفی نما ایں زمانہ حکم علماء سوء دارند فساد اینہا متعدی است۔[1]

اس زمانہ کے اکثر صوفی نما جاہل بھی، علماء سؤ کے حکم میں داخل ہیں، کہ ان جاہل صوفیوں کا بگاڑ بھی متعدی ہے، اور یہ تو کلی بیانات ہیں، ورنہ مکاتیب کے مختلف مواقع پر، اس گروہ کے کچھ جزئی اعتقادی و عملی حالات بھی درج فرمائے ہیں، مثلاً فلسفہ ''ہدایت'' کے اصول ''فنا فی الاصل'' کے متعلق اپنے مکتوب ۲۹۳ میں ان خام کاروں کا یہ عقیدہ نقل فرماتے ہیں:

> جمعے از ناقصاں این راہ ازاں الفاظ موہمہ محو داضمحلال عینی دانستہ اندو بزندقہ رسیدہ اند کہ از عذاب وثواب آخروی انکار نمودہ اندو خیال کردہ اند کہ ہمچنانکہ ازوحدت بکثرت آمدہ اند مرتبہ دیگر ہمیں طور از کثرت بوحدت خواہند رفت وایں کثرت دراں وحدت مضمحل خواہد شد جمعے ازیں زنادقہ آن محو شدن را ''قیامت کبری'' خیال کردہ اندو از حشر و نشر و حساب و صراط و میزان انکار نمودہ اند ضلوا فاضلوا۔

---

[1] مکتوب امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

ناقصوں اور کوتاہ بینوں کا ایک گروہ ہے جو محو و اضمحلال کے موہم الفاظ سے یہ سمجھ بیٹھا ہے کہ اس سے یہ مراد ہے کہ واقعی آدمی خدا میں گم ہو جاتا ہے (جیسے قطرہ دریا میں) اور اسی قول کی وجہ سے ان کی اعتقادی حالت زندقہ کی قریب پہنچ گئی ہے یہ لوگ اخروی عذاب وثواب کا انکار کرتے ہیں، اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جس طرح وحدت سے نکل کر کثرت میں آئے تھے پھر دوبارہ اسی طرح کثرت سے وحدت میں گم ہو جائیں گے اور ان کی یہ کثرت پھر خدا کی وحدت میں گم ہو جائے گی ان ہی بے دینوں کا ایک گروہ یہ بھی کہتا ہے کہ اسی ''محو ہونے'' کا نام قیامت کبریٰ ہے، یہ حشر ونشر حساب، صراط، میزان سب کے منکر ہیں آہ! خود گمراہ ہوئے اور دوسروں کو گمراہ کیا، یہ تھا ہندوستان میں قرآن، جنت، دوزخ، قیامت اور حشر نشر کا انجام، لطف یہ ہے کہ ان ہی صوفیوں میں کسی مشہور ''مشائخ'' کے متعلق حضرت مجدد کا ذاتی بیان مکتوب ۸۵ میں یہ ہے:

''بعضے از ملاحدہ کہ بہ باطل مسند شیخی گرفت کم جواز تناسخ می نمایند و می انکارند کہ نفس تا زمانہ کہ بحد کمال رسید از تقلب ابدان اوراچارہ نبود می گوبند چوں بحد کمال رسید از تقلب ابدان بلکہ از تعلق بدن فارغ گشت۔''

ان بے دینوں میں بعض وہ لوگ ہیں جنہوں نے زبردستی شیخی کی مسند پر قبضہ جمالیا ہے، یہ تناسخ آواگون کے قائل ہیں، خیال کرتے ہیں جب تک آدمی کی روح اپنے کمال کو حاصل نہیں کرتی ایک بدن سے دوسرے بدن میں چکر کاٹتی رہتی ہے اور جب کمال کے آخری نقطہ تک اس کی رسائی ہو جاتی ہے تو اس وقت اس چکر بلکہ سرے سے بدن ہی سے بے تعلق ہو جاتی ہے۔

یہ چند مثالیں اعتقادی تماشوں کی تھیں، اس طبقہ کی عملی حالت کے متعلق حضرت مجدد ہی کی زبانی سنیئے ''اقیمو الصلوٰۃ، وان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتاباً موقوتا'' کے قرآنی فرمان کا ترجمہ گنگا کے کنارے یہ ہو گیا تھا کہ:

گرد ہے از ینہا نماز را دور از کاردانستہ منیائی آں

Marfat.com

مابر غیر و غیرت داشتند[1]

ان لوگوں میں ایک گروہ وہ بھی ہے جو نماز کو دور لاکار خیال کرتا ہے سمجھتا ہے کہ نماز کی بنیاد تو اس پر ہے کہ (آدمی اور خدا دو جداگانہ چیزیں ہیں) یعنی غیر و غیریت پر مبنی ہے۔

جمعہ و جماعات کے متعلق فرماتے ہیں:

صوفیہ خام ذکر و فکر را از اہم مہام دانستہ درائیان فرائض وسنن مساہلات می نمائند و داربعنیات و ریاضات اختیار نمودہ ترک جمعہ و جماعت می کنند[2]

کچھ صوفی ذکر و فکر کو بڑی اہمیت دیتے ہیں اور فرائض و سنتوں کے متعلق سہل انگاری برتتے ہیں، چلّے اور مختلف ریاضتیں انہوں نے خود اپنے لیے اختیار کی ہیں جن کی وجہ سے جمعہ اور جماعت کو ترک کر بیٹھتے ہیں۔ اور حال یہ صرف، مست قلندروں، بازاری بھنگڑوں، کا ہی نہیں تھا حضرت مجدد کے معاصر ایک مشہور بزرگ حضرت نظام تھانیسری ہیں، ان ہی کے نام مکاتیب شریفہ میں ایک مکتوب ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت اپنے مریدوں کے ساتھ عشاء کی نماز تہجد کے وقت تک مؤخر فرماتے تھے، اور اپنے وضو، کا غسالہ مریدوں کو بطور تبرک پلاتے تھے اور حد یہ ہوگئی تھی کہ حضرت کو لکھنا پڑا:

از مردم معتمد نقل کردہ اند کہ بعضے از خلفاء شمارا مرید آن ایشاں سجدہ می کنند[3]

مجھے معتبر آدمی سے یہ معلوم ہوا ہے کہ تمہارے خلفاء میں سے کوئی صاحب ہیں جنہوں نے اپنے مریدوں کو حکم دیا ہے کہ ان کو وہ سجدے کیا کریں۔

اسلامی معتقدات و اعمال کی جس طبقہ میں یہ گت بن رہی ہو، اگر حضرت مجدد ان کے متعلق فرماتے ہیں:

---

[1] مکتوب نمبر ۱۶۱/۲/ج:۱ [2] مکتوبات امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ [3] منتخب التواریخ ص:۳۷

Marfat.com

پیران ایں وقت از خود بیخبر ند ایماں ما از کفر جدا نمی توانند کرد،

اس زمانے کے پیر خود اپنے حال سے بے خبر ہیں وہ ایمان کو کفر سے بھی جدا نہیں کر سکتے، تو اس پر کیوں تعجب کیا جائے اسی کا نتیجہ یہ تھا کہ نت نئے دعوے نت نئی دلیلوں کی روشنی میں پیش کیے جاتے ہیں، ان لطائف میں لطیف تر وہ لطیفہ ہے جس کا ذکر حضرت نے اپنے مکتوب (۲۴۵) میں فرمایا ہے، صوفیوں کی عام مجلسوں میں یہ لطیفہ مشہور تھا، غالباً اکبر کے لیے تراشا گیا تھا) کہ ایک دن حضرت شیخ ابو سعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ مشہور عارف اسلام نے ابن سینا فلسفی سے دریافت کیا کہ مقصود تک پہنچنے کی کیا راہ ہے فلسفی نے جواب میں لکھا:

در آئی در کفر حقیقی و بر آئی از اسلام مجازی، کفر حقیقی اختیار کرو اور اسلام مجازی سے باہر نکل آؤ۔

''سعدی'' نے ''زلیخا'' میں یہ تو جو کچھ لکھا تھا وہ بجائے خود تھا، لیکن اس کا دوسرا مصرعہ اس سے زیادہ چست ہے کہ شیخ ابو سعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ نے عین القضاۃ ہمدانی کو لکھا:

اگر لکھ سال عبادت می کردم آنچہ ازیں کلمہ ابن سینا حاصل شد از و نمی شد''

عین القضاۃ نے جواب میں لکھا''

اگر می فہمیدند مثل ایں بیچارہ مطعون و ملام گرامی شدند''

(یعنی اگر ابن سینا کا یہ قول تمہاری سمجھ میں آجاتا تو اسی طرح تم بھی رسوا و بدنام ہوتے)

حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس لطیفہ کو نقل فرما کر جو اکبری دربار کے ایک امیر کی جانب سے پوچھا گیا تھا، ارقام فرماتے ہیں۔

''شیخ ابو سعید از عین القضاۃ بسیار مقدم است باوچہ نویسد۔''

اسی قسم کے خرافاتی لطائف کا نام علم تھا، اور یہی ہوائی باتیں بجائے تنزیلی آیات و نبوی

Marfat.com

ایات کے مسلمانوں کی زندگی کی تنظیم کرتی تھیں، ہر بوالہوس ہوسناکیوں کے جواز کے لیے کوئی ند بنالیتا ہے، نقل کرتے ہوئے شرم آتی ہے لیکن "اپنی پیشوایان دین متین کی اخلاقی بلندی جس حد ک پہنچی ہوئی تھی، اس کا کچھ اندازہ اس سے ہوسکتا ہے، مکتوب ۲۳۲ میں ارقام فرماتے ہیں:

"بعضے از صوفیه به مظاهر جمیله ونغمات مستحسنه گرفتاراندبه تخیل آنکه ایں جمال وحسن مستعار از کمالات حضرت واجب الوجوداست تعالیٰ وتقدس که دریں مظاهر ظهورفرموده است دایں گرفتاری را نیك ومستحسن انکارندبلکه راه وصول تصورمی نمایند۔"

صوفیوں میں کچھ ایسے حضرات بھی ہیں جو حسین وجمیل صورتوں اور دلکش گانوں میں گرفتار ہیں، یہ خیال کر کے کہ یہ حسن وجمال تو حضرت واجب الوجود سے مستعار ہے اور وہی ان صورتوں اور پیکروں میں نمایاں ہوا ہے اور اپنی اس گرفتاری کو اچھا و پسندیدہ خیال کرتے ہیں بلکہ اسی کو رسائی حق کی راہ سمجھتے ہیں۔

پھر جمال پرستی" کے اس آڑ میں جو کچھ ہوتا تھا، اس گھنونے منظر کے تصور سے بھی دل کانپتا ہے خدا پرستی، اور خدارسی کی کتنی مقدس اور پاک راہیں تھیں، قہر یہ تھا کہ حق تعالیٰ کے ساتھ گستاخی کرنے والوں کی یہ جماعت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ بھی "ہوشیار" نہ رہنا چاہتی تھی، جھوٹ کرتی تھی اور جھوٹ بولتی تھی، حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اپنے کمینہ فعل، اور ارتکاب فحشاء کے جواز میں (العیاذ باللہ)

مطلب خودایں قول راسندمی آرند که گفته ...... ایاکم والمروفان فیهم لون کلون الله۔

اپنے مقصد کے اثبات میں سند یہ پیش کرتے تھے کہ روایت کی جاتی ہے سادہ رخوں (بے ریشوں) سے ہوشیار رہنا کیوں کہ ان میں ایک رنگ ہے اللہ کے رنگ جیسا۔

مشہور عارفانہ نظریہ "المجاز قنطرة الحقیقة" کا مطلب یہ لیا گیا تھا جیسا کہ حضرت اپنے

Marfat.com

مکتوب ۲۶ ج ۳ میں ارقام فرماتے ہیں:

ابلہان صوفیہ خام معنی ایں عبارت رافہمیدہ وگرفتاریہابصورت جمیلہ پیدا کنندہ وبعشوہ ولال اینہافریفتہ گردندبطمع آں کہ آنراوصول بحقیقت سازندومعراج حصول مطلوب نمائند۔

بے وقوف کچے صوفیوں نے اس فقرہ کا صحیح مطلب تو سمجھا نہیں اور اچھی صورتوں کی چاہ میں گرفتار ہو گئے اور ان حسینوں کے نازنخروں، عشوہ وغمزہ پر فریفتہ ہیں یہ خیال کرتے ہیں کہ اپنے اس مجازی عشق کو حقیقت تک پہنچنے کا ذریعہ بنائیں گے اور اپنے مقصد تک اسی ذریعہ سے پہنچیں گے۔

حسینوں کی بھری محفل میں جبہ ودستار، سجہ وسجادہ والے چلبلے دل بقول حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ

امروز چوں جمال تو بے پردہ ظاہرست
درحیرتم کو وعدہ فردا از برائے چیست

کہتے ہوئے اپنے اپنے قطروں کے قدموں پر سرڈال دیتے، ادھار جنت کے مقابلہ ان کی نقد بہشت یہی تھی ''قل للمومنین یغضوامن ابصارھم،، کے فرمان الٰہی کا ان سے تعلق ہی نہ تھا، خلاصہ یہ ہے کہ اسلام کے علمی نظام کا نام ''شریعت'' رکھ دیا گیا تھا، اور پھر اس شریعت کے متعلق یہ ڈھنڈورا پیٹ دیا گیا کہ، شریعت پوست حقیقت ست و حقیقت مغز شریعت، شریعت حقیقت کا چھلکا ہے اور حقیقت شریعت کا گودا ہے۔

بھلا جس کی رسائی مغز تک ہو چکی ہو، اب اسے چھلکے کی کیا پروا ہو سکتی تھی، حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں کہ ان میں بعض لوگ بہ ظاہر نماز وروزہ کی جو پابندی بھی کرتے تھے، تو اس کی وجہ یہ قرار دیتے تھے کہ:

مبتدیان وپس روان ایشان بآن اقتداء کنندنہ آنکہ عارفان محتاج بہ عبادت اند[1]

[1] مکتوب ۲۷۶، ۳۵۸

Marfat.com

تاکہ مبتدی اوران کے پیروان کی اقتداء کریں یہ مقصد نہیں ہے کہ عارفوں کا گروہ بھی ان عبادتوں کا مکلف ہے۔

خذلھم اللّٰہ (خدا انہیں رسوا کرے) فرما کر حضرت فرماتے ہیں کہ ان کا قول تھا کہ ہم ظاہر شریعت کی پابندی محض ریاکارانہ طور پر کرتے ہیں، ان کا علانیہ نظریہ تھا۔

تاپیر منافق و مرائی نہ باشد مرید از وے منتفع نہ گردو۔[۲]

جب تک پیر منافق اور ریاکار نہ ہو اس سے مرید نفع نہیں اٹھا سکتا۔

ریا اور نفاق جس طبقہ کے فرائض میں داخل ہو گئے تھے، اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اس جذبہ کے زیر اثر وہ کن ''ناکردینوں'' کو کردنی'' بناتے ہوں گے خصوصاً جب یہ معلوم ہے کہ اس زمانہ میں پیری و مریدی کا مقصد بہ قول حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ یہ تھا۔

آنکہ مریدان ہرچہ دانند کنند ہرچہ خواہند خورند و پیران سپرایں جاگردند و از عذاب نگاہ دارند۔[۲]

کہ مرید جو کچھ چاہے جانے، جو کچھ چاہے کرے جو کچھ چاہے کھائے پیران لوگوں کی ڈھال بن جائے اور اُخروی عذاب سے ان کو بچالے گا۔

اسی کے ساتھ ''سلب نسبت'' کا نظریہ پیدا کیا گیا تھا، جس کا مطلب یہ تھا کہ مرید کے تمام دینی و دنیوی منافع اب صرف پیر کی توجہ کے ساتھ وابستہ ہیں، دنیا ہی نہیں بلکہ مشہور تھا کہ پیر چاہے تو مرید کو دین سے بھی محروم کر کے جہنم کا ابدی کندہ بنادے، اور اس کے متعلق طرح طرح کے قصے مشہور کیے گئے تھے، حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوب ۲۸ ج ۲ میں کسی صاحب کا خط نقل فرمایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک بزرگ حضرت علاء الدین نامی اپنے مرید مولانا نظام الدین سے گراں خاطر ہوئے ''واز ایشاں سلب نسبت کردند'' لیکن مولانا نظام الدین نے فوراً حضرت رسالت پناہی کی روحانیت میں پناہ ڈھونڈی، حضرت پیر علاؤالدین کو حکم دربار رسالت سے ملا: ''نظام الدین آن ماست کسے رابروے مجال تصرف نہ باشد'' لیکن یہی

مکتوب نمبر ۳۵۸/ج/۱/دفتر اوّل ۲ ص ۷۵، مکتوب ۴۱/ج:۳

Marfat.com

بے چارے نظام الدین جب بوڑھے ہوئے تو خواجہ عبید اللہ احرار سے کسی بات میں شکر رنجی ہوئی، باوجودیکہ نظام الدین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پناہ میں آچکے تھے، لیکن پھر بھی "خواجہ احرار از مولینا سلب نسبت نمودند" اس عمل پر حضرت نظام الدین مسلوب سے یہ لطیفہ نقل کیا جاتا تھا کہ:

خواجہ مارا پیر یافتند ہرچہ دانستم بروند در آخر کار مفلس گردانیدند۔

ہمارے خواجہ (عبید اللہ احرار) نے مجھے بوڑھا پایا جو کچھ میرے پاس تھا سب چھین لیا اور انجام کار مجھے بالکل مفلس بنا کر چھوڑ دیا۔

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے سارے واقعات کو نقل فرما کر لکھا ہے:

حضرت خواجہ ما قدس سرہ می فرمودند کہ مفلس ساختن دلالت بر سلب ایماں دارد ...... اعاذنا اللہ سبحانہ

ہمارے خواجہ (حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے تھے کہ مفلس بنا دینے کے تو یہ معنی ہوئے کہ ان کا ایمان بھی چھین لیا گیا، پناہ میں رکھے اس سے اللہ، اس کے بعد آخر میں اس "سلب نسبت" کے لطیفہ کے متعلق ارقام فرماتے ہیں۔

"این معنی تجویز نمودن بسیار مشکل"

اس بات کو جائز قرار دینا نہایت دشوار ہے اور اپنا خیال اس واقعہ کے متعلق ان الفاظ میں ثبت فرمایا: "ہر دو قول پیش نیامدہ برہمن کدہ"

کہ ان دونوں قصوں میں سے کوئی قصہ بھی پیش نہیں آیا ہند میں آزاد اسلام ان زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت مرحومہ اس آہنی جال میں پھڑ پھڑا رہی تھی، زیادہ تر ان تدبیروں سے غالباً وہی مسئلہ حل کیا جاتا تھا جسے عہد دجالی میں بجائے مسئلہ موت کے اسی کو انسانیت کا سب سے اہم ترین مسئلہ ٹھہرایا جاتا ہے، کون کہہ سکتا ہے کہ اس بڑے لفافہ کا آخری ورق وہی "روٹی" نہیں تھی، جو پرانے برہمنوں کا کنایۃً اور نئے پنڈتوں کا صراحۃً سب سے بڑا نصب العین ہے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک خلیفہ مجاز کو رجوع کرنے والے

Marfat.com

...یدوں کے متعلق جو اتنی شدت اور کرخت لہجہ میں یہ حکم دیتے ہیں کہ:

نیک تاکید نمایند کہ طمعے در مال مرید و توقع در منافع دنیاوی او پیدا نشود[1]

خوب اچھی طرح سے اس کو سمجھو کہ مرید کے مال کے طمع اور دنیاوی منافع کی اس سے ...قع کسی طرح دل میں نہ پیدا ہو۔

اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ اس زمانہ میں "پیری مریدی" کا چرخ کس محور پر گھوم رہا تھا، مرض نہ تھا تو علاج کی کیا ضرورت تھی وہ چند مثالیں جن سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ "اسلامی دائرہ" کا یہ ممتاز طبقہ کس حال میں مبتلا تھا، میں نے بجائے کسی غیر معتبر مورخ کے قصداً اپنے بیان کی تائید کے لیے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا گواہ بنایا ہے اور یہ سارے اجزاء ان ہی کے مکاتیب طیبہ سے فراہم کیے گئے ہیں۔[2]

سوچا جاسکتا ہے کہ جس عہد میں ہندوستانی اسلام کے امراء و سلاطین، علماء و صوفیا شور بختی کے اس مقام تک تنزل کر چکے تھے تو پھر اس ملک کے عام مسلمانوں کا کیا حال ہوگا، حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ ہی کی زبانی اس کا فسانہ بھی کچھ سن لیجئے، خان اعظم کو خط لکھتے ہیں اس میں زیادہ زور اسی پر ہے۔

احکام کثیرہ اہل کفر در اہل اسلام شوخی پیدا کردہ است[3]

اہل کفر کے بہت سے احکام و رسوم اسلام میں نمایاں ہو رہے ہیں۔[4]

فتنہ رفض و تفضیلیت

بادشاہ ہمایوں کی وجہ سے ایران سے فتنہ رفض و تفضیلیت ہندوستان میں آیا تھا آہستہ آہستہ اکبر کے دور حکمرانی میں ان فتنہ بازوں کی وجہ سے مسلمانوں اور دین اسلام پر بہت ظلم و ستم ہوئے، اکبر کے بعد اس کے بیٹے جہانگیر بادشاہ کا دور حکمرانی آیا تو جہانگیر کی بیوی ملکہ نور جہاں کی

---

1 مکتوب نمبر ۵۶ ج ا جلد اول 2 مکتوب نمبر ۲۹۶، دفتر اول 3 تذکرہ مجدد الف ثانی
4 مکتوب نمبر ۲۹۶، دفتر اوّل

Marfat.com

وجہ سے حکومت کی باگ ہی شیعوں کے ہاتھ میں چلی گئی، بلکہ سچ تو یہ ہے کہ جہانگیر کے نام پر ملک نور جہاں کا شیعہ گھرانہ ہی اس وقت ہندوستان پر حکومت کر رہا تھا، خود جہانگیر بادشاہ، اپنی کتاب ''تزک جہانگیری'' میں لکھتا ہے۔

اب میری ساری بادشاہی اسی سلسلہ (نور جہاں اور اس کے گھر والے) کے ہاتھ میں ہے، اس کا باپ دیوان کل ہے اور بیٹا (نور جہاں کا بھائی آصف) وکیل مطلق اور بیٹی (مراد نور جہاں) ہمراز و ہم صحبت ہے''

اس طرح حکومت پر اہل شیعت قابض ہو چکے تھے، الناس علی دین ملوکھم کے اصول پر فطری اور طبعی طور پر عوام میں رفض کے خیالات و جراثیم میں پھیل چکے تھے، حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا عقیدہ، دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض وعدوات وبائے عام کی طرح سینوں میں پھیلنے لگے تھے۔[1]

حضرت مولانا ابوالحسن ندوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں:

غرض یہ کہ اس وقت ہندوستان جس میں دین فطرت کے شجرۂ طیبہ کے نصب اور بار آور کرنے کے لئے چار سو (۴۰۰) برس تک مسلسل بہترین انسانی توانائیاں دماغی صلاحیتیں، اور اہل قلوب اور اصحاب صفا کی روحانیتیں صرف ہوئی تھیں، ایک ہمہ جہتی، دینی، ذہنی اور تہذیبی ارتداد کے راستہ پر پڑ رہا تھا جس کی پشت پر اس عہد کی ایک عظیم ترین سلطنت اور فوجی طاقت تھی، جس کو اپنے زمانہ کے متعدد ذہین و فاضل انسانوں کی علمی و ذہنی کمک بھی حاصل تھی، اس وقت اگر حالات کی رفتار یہی رہتی اور اس کا راستہ روک کر کھڑی ہو جانے والی، کوئی طاقتور شخصیت یا کوئی انقلاب انگیز واقعہ پیش نہ آتا تو اس ملک کا انجام گیارہویں صدی ہجری میں بظاہر وہی ہوتا جو نویں صدی ہجری میں اسلامی اندلس کا (جس کو دنیا اب صرف اسپین کے نام سے جانتی ہے) یا چودہویں صدی ہجری میں (انقلاب روس کے بعد) ترکستان کا ہوا لیکن:

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

ہم اس باب کو سیرت نگار نبویؐ اور مؤرخ اسلام مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی اس

---

[1] تذکرۂ مجدد الف ثانی''

Marfat.com

عبارت پر ختم کرتے ہیں جو انھوں نے ہندوستان کے غربت کدہ میں ''مسافر اسلام'' کی
ستان سفر سناتے ہوئے لکھی ہے۔
''اس غفلت کی نیند پر چار سو برس گزر گئے اور مسافر کے آغاز سفر پر ہزارواں برس گزر رہا
، یہ اکبر کا دور تھا جب عجم کے ایک جادوگر نے آ کر بادشاہ کے کان میں یہ منتر پھونکا کہ دین عربی کی
ر سالہ عمر پوری ہوگئی' اب وقت ہے کہ ایک شاہنشاہ امّی کے ذریعہ نبی امّی علیہ الصلاۃ والسلام
کا دین منسوخ ہو کر دین الٰہی کا ظہور ہو، مجوسیوں نے آتش کدے گرمائے عیسائیوں نے ناقوس
بجائے برہمنوں نے بت آراستہ کئے اور جوگ اور تصوف نے مل کر کعبہ اور بت خانہ کو ایک ہی چراغ
سے روشن کرنے پر اصرار کیا، اس بیچ میل تحریک کا جو اثر ہوا اس کی تصویر اگر کوئی دیکھنا چاہے تو
''دبستان مذاہب'' کا مطالعہ کرے، کتنے زنار داروں کے ہاتھوں میں تسبیح اور کتنے تسبیح خوانوں کے
گلوں میں زنار نظر آئیں گے! بادشاہی آستانہ پر کتنے امیروں کے سر سجدہ میں پڑے اور شہنشاہ کے
دربار میں کتنے دستار بند کھڑے دکھائی دیں گے، اور مسجدوں کے منبر سے یہ صدا سنائی دے گی۔''
ان شاء اللہ تعالیٰ شانہٗ اللہ اکبر!

یہ ہو ہی رہا تھا کہ سرہند کی سمت سے ایک پکارنے والے کی آواز آئی ''راستہ صاف
کرو کہ راستہ کا چلنے والا آتا ہے'' ایک فاروقی مجدد، فاروقی شان سے ظاہر ہوا، یہ احمد سرہندی تھے۔
ایسے موقع پر اکثر پاکان عصمت مآب کو دیکھا گیا ہے کہ ان کی زبانوں پر غریب مسلمانوں کی لعنت
کے سوا کچھ باقی نہیں رہتا، وہ مسلمانوں کو اس طرح گالیاں دیتے ہیں کہ گویا یہ خود ان مسلمانوں
میں شریک نہیں ہیں، وہ ان کو اسی طرح سراپتے اور بددعا دیتے ہیں کہ گویا اس سراپ اور بددعا کے
مستحقوں میں وہ خود شریک نہیں ہیں، یہ شاید ہوشیاروں اور فرزانوں کی باتیں ہوں لیکن وہ جو دیوانہ
اور عقل و ہوش سے بیگانہ ہوتا ہے وہ سب کچھ دیکھتا اور سب کچھ سنتا ہے لیکن بایں ہمہ واویلاہ
وامصیبتاہ واحسرتا واخزنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ
محبوب رب العالمین است مصدقان او ذلیل و خوار و منکران او بعزت
و اعتبار[1] کے ساتھ چلا تا ہے اور اتنا چلاتا ہے کہ آسمان کو لرزا دیتا ہے زمین کانپ اٹھتی ہے دنیا

---

[1] مکتوب نمبر ۴۷

Marfat.com

الٹ جاتی ہے اور جو سوچا نہیں جا سکتا آخر وہ اس پکار کی اجابت و کامیابی اپنی آنکھوں سے دیکھ کر مرتا ہے رحمہ اللہ وطاب ثراہ،

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

سچ ہے ہندوستان میں اس عہد کے مسلمان وہ سب ہو چکے تھے جو ہو سکتے تھے لیکن ایک چیز ان میں پھر بھی باقی تھی کہ انھوں نے اپنے آپ کو ابھی تک محبوب رب العالمین آنحضرت ﷺ کے نام لیواؤں اور آپ کی تصدیق کرنے والوں میں سے نہیں نکالا تھا ان کے اعمال وافعال کے لحاظ سے گو ان پر مصدقوں کا لفظ صادق نہ آتا ہو لیکن انصاف شرط ہے، واقعی وہ اور ان کے باپ دادا جس پیغمبر ﷺ کی رسالت پر ایمان لائے تھے کیا وہ اس کی رسالت کو اسی طرح جھٹلاتے تھے جس طرح غیر مسلم جھٹلاتے ہیں دشمنان اسلام ان کمزور عمل مسلمانوں کو دنیا سے مٹانا اس لئے نہیں چاہتے کہ وہ مشرقی ہیں، اس لئے نہیں کہ وہ ایشیائی ہیں، اس لئے نہیں کہ وہ عربی یا عجمی ہیں، اس لئے نہیں کہ ان کی کھال کا کوئی خاص رنگ ہے اس لئے نہیں کہ ان کی کوئی خاص بولی ہے بلکہ اس لئے اور صرف اس لئے مسلمانوں کو دنیا سے مٹانا چاہتے ہیں کہ وہ حضرت محمد ﷺ کو سچا سمجھتے ہیں ان کی اور ان کی رسالت کی تصدیق کرتے ہیں اور ان کو محبوب رب العالمین ﷺ کہتے ہیں، انھوں نے مسلمانوں کا جب کبھی بگاڑا اور جہاں کہیں بگاڑا حتی کہ اس وقت جو بگاڑ رہے ہیں یہی کہہ کر بگاڑ رہے ہیں کہ محمد (ﷺ) اور محمد (ﷺ) کا رب اب تم سے کیا کہتا ہے، فاعتبروا یا اولی الابصار[1]

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ السامی کا دل دیوانہ سرمست بادۂ الست محبوب رب العالمین ﷺ کی منسوب اس غریب وبیکس امت کی خواری وذلت کے نظارہ کی تاب نہ لا سکا اور اس کٹھن گھڑی میں جبکہ دوستوں نے بھی دشمنی کے لئے کمر باندھ لی تھی اور اللہ کی فوج شیطان کی صف میں شریک ہو کر ایمان واسلام کی برجیوں پر دھاوا بول رہی تھی، حضرت مجدد قدس سرہ کے دل میں ٹیس پیدا ہوئی وہ اس دکھ اور کوفت سے بے چین ہو کر پکارتے ہیں رحمۃ اللہ علیہ

آنچہ من گم کردہ ام گر از سلیماں گم شدے
ہم سلیمان ہم پری ہم اہرمن بگریستے

---

1. تاریخ دعوت وعزیمت

Marfat.com

اور اس ہوک سے تلملا کر کہتے ہیں:

صبت علی مصائب لو انها صبت علی الایام صرن لیالیا،

یہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ سے جو کام بعد میں سرانجام پایا وہ کسی غیر مرتب مذہبی جوش وخروش کا ایک غیر شعوری نتیجہ تھا، سچ ہے کہ کسی کی نظر انتخاب یقیناً حضرت مجدد قدس سرہ کے قلب مبارک کو ازل ہی میں تاک چکی تھی اور جو ایسا ہوتا ہے ارجمندی و اقبال کا ستارہ اس کی پیشانی کو اسی وقت چوم لیتا ہے جس وقت وہ اس خاکدان میں قدم رکھتا ہے آئندہ کے نیک سالوں کا پتہ اس کی زندگی کی ابتدائی بہاروں سے چلنے لگتا ہے لیکن اس اویسی پر جب روحِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ''راز'' فاش کیا تو اس کے بعد یقیناً اس کا جو قدم بھی اس راہ میں اٹھا سوچ سمجھ کر اٹھا، دماغ نے ایک لائحہ عمل مرتب کیا اور دل نے اس ''لائحہ'' کو ہاتھ میں لے کر'' دل افگندیم بسم اللہ مجریها و مرسها '' کہتے ہوئے جو کچھ اس کے پاس تھا سب کو لیکر ایک دفعہ ان موج افزا طوفانوں اور بے پایاں سمندروں میں دھکیل دیا، بہر حال حضرت مجدد قدس سرہ کے سامنے ایک ''مستقل طے شدہ منصوبہ'' تھا جس کا ثبوت آپ کی تحریروں سے ملتا ہے۔

یہ ہے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی دعوت وتجدید کا پس منظر اور آپ کے محیر العقول کارناموں آہنی عزم وارادے کی تفصیل کے لئے تمہیداً اکبری فتنہ جس کا دوسرا نام الف ثانی کا فتنہ ہے عوام تو عوام خواص بھی چند مشہور باتوں کے سوا اس سے واقف نہیں ہیں یا ان کو ناواقف رکھنے کی کوشش کی گئی ہے، ضرورت تھی کہ اس پہلو کو خوب اچھی طرح واضح کیا جائے کیونکہ روشنی کو وہی پہچان سکتا ہے جس نے اندھیرے کو دیکھا ہو اور حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے تجدیدی کارناموں کو وہی سمجھ سکتا ہے اور ان کی قدر کر سکتا ہے جو اس دعوت کے پس منظر سے اچھی طرح واقف اور اس دور کے حالات سے کما حقہ باخبر ہو۔

الف ثانی کا آغاز امت کے حق میں اگلے اور پچھلے فتنوں کا فتح باب تھا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کی خیریت ختم ہو جانے کے متعلق دو مدتوں کی اطلاع دی تھی ایک یہ کہ میری امت کی عمر پانچسو سال ہے یا پانچسو سے کم ہے دوسرے یہ کہ امت کی عمر ہزار سال ہے جیسا کہ ذخیرہ روایات میں دونوں حدیثیں موجود ہیں، پانچ صدی گذرنے پر فتنہ تاتار کا ظہور ہوا جس نے حقیقتاً

Marfat.com

امت کی خیریت ہی نہیں بلکہ سرے سے امت ہی کو ختم کر دیا تھا گویا عالم سے مسلمانوں کا اور ان کی شوکت وقوت کا استیصال ہو چکا تھا مگر حافظ حقیقی نے انجام کار خود تاتاریوں ہی کے قلوب کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کر دیا جنھوں نے خلافت عثمانیہ (ترکی) کی بنیاد رکھ کر اسلام کی وکالت شروع کردی، پھر الف اول کے اختتام اور الف ثانی کے آغاز ہی سے اسلامی ملت کے خلاف غیر مسلم اقوام کی منظم ریشہ دوانیاں شروع ہوتی ہیں، ادھر تو اغیار نے تخریب امت کا عزم مصمم کیا اور اِدھر خود امت میں دینی بے پروائی اور قلت دیانت نے نفوذ کرنا شروع کر دیا، بدعات ومنکرات نے عزائم دین کی صورت اختیار کر لی اور رسوم شرکیہ اور محدثات شنیعہ نے اندر ہی اندر پرورش پا کر اسلام کے اصلی رنگ وروپ کو متغیر کر دیا اس لئے گیارہویں صدی گویا امت کے لئے اندرونی اور بیرونی مذہبی اور سیاسی فتن وآفات کا ایک پیش خیمہ تھی اور گویا کوئی ظاہری وباطنی مرض ایسا نہیں تھا جس کی تخم ریزی امت کے قلوب میں نہ ہو چکی ہو اس لئے اس صدی کے مجدد کے متعلق ان صد انواع فتن کو دیکھ کر خود ہی رائے قائم کر لینی چاہیے کہ اس کی روحانیت کس قدر بلند پایہ اور اس کا طرزِ تسلیم وتلقین کس درجہ مؤثر اور ہمہ گیر ہوگا جو ان فتن میں امت کے ایمانوں کی نگہبانی کر سکے اور ان ظاہری وباطنی آفات کے تھپیڑوں میں کشتی اسلام کو کھینچتا ہوا کنارہ آلگائے۔

وہ الف ثانی کے مجدد حضرت امام ربانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ ہیں جن کے علوم و معارف نے ابنائے کفر وضلال میں تہلکہ مچا دیا اور جن کی نور پاش ہدایتوں نے تاریک سینوں کو منور کر دیا کتنے ہی تلون پذیر قلوب کو تسکین واستقامت پر جما دیا کتنے ہی وہ علوم ومعارف جو بارگاہ نبوت سے جاری ہوئے تھے لیکن راستہ کی ناہمواریوں نے انہیں راستہ میں روک دیا تھا حضرت موصوف کی بدولت منصۂ شہود پر آگئے اور علوم نبوت کے کتنے ہی بند شدہ دروازے از سر نو کھل گئے پھر اس زمانہ کا سب سے گہرا اور بنیادی مرض ابتداع اور بدعت پسندی تھا جس نے عمل واعتقاد دونوں کو کھوکھلا اور بے مغز کر دیا تھا اسی لئے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات میں بھی رنگ اتباع سنت اور ردِّ بدعت ہے آپ کے مناقب کے لئے دو جملے ہی کفایت کرتے ہیں ایک یہ کہ آپ مُحَدَّث ہیں جس کی حقیقت ظلّیت نبوت ہے دوسرے یہ کہ آپ الف ثانی کے مجدد ہیں جو بنصِّ حدیث شیوع فتن کے لحاظ سے خطرناک صدی تھی اور جس کا طبعی مقتضیٰ یہ تھا کہ اس کے

Marfat.com

ے پر کوئی معمولی مجدد نہیں بلکہ ایک رئیس المجددین فرد بھیجا جائے جو ایسے عظیم مہالک وفتن کی مدافعت کر کے پس نص حدیث میں شرور وآفات کی برسات کی خبر دی گئی ہے تو اس صدی کے مجدد کی رہ روحانی قوتوں علمی برکتوں اور عملی ہمتوں کی مسلسل موسلا دھار بارش کا اندازہ کر لینا چاہئے جس نے فتنوں کی کیچڑ اور گندگی کو دھو کر امت کے جسم کو صاف کر دیا تھا اور عرب وعجم میں اپنی برکات کی تروتازگی پھیلا دی تھی [1]

قیوم زماں حضرت شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی مجددیت اور تجددِ دین

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ''تذکرہ مجدد الف ثانیؒ'' میں کیا ہی خوبصورت فکر انگیز تحریر فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان پر جو گونا گوں احسانات فرمائے ہیں ان میں سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ ان کی ہدایت کے لیے اور اپنے قرب ورضا اور جنت کا ان کو مستحق بنانے کے لیے نبوت ورسالت کا سلسلہ جاری فرمایا، انسانی دنیا کے آغاز سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تک یہ سلسلہ اس طرح جاری رہا کہ جب اور جس خطہ زمین میں انسانوں پر گمراہی کا غلبہ ہوا اور انہیں آسمانی ہدایت کی ضرورت ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اپنا کوئی نبی ان میں بھیج کر ان کی رہنمائی اور دستگیری فرمائی، اس طرح ہزاروں سال یہ سلسلہ جاری رہا اور انسانوں کی روحانی استعداد فطری طور پر بھی اور انبیاء علیہم السلام کی مسلسل تعلیم وتربیت کے ذریعہ بھی برابر ترقی کرتی رہی یہاں تک کہ اب سے کوئی چودہ سو برس پہلے جب انسانیت روحانی استعداد کے لحاظ سے گویا بالغ ہوگئی اور دنیا کے مختلف حصوں کے درمیان اسی زمانہ میں روابط اور تعلقات بھی قائم ہونے کی صورتیں پیدا ہوگئیں اور آمد ورفت کے وہ وسائل پیدا ہونے لگے جن کی وجہ سے ایک طرف کے علوم وافکار دوسری طرف منتقل ہونا ممکن ہوگیا اور مختلف حصوں میں بٹی ہوئی دنیا جب اس طرح ایک دنیا بن گئی تو حکمت الٰہی نے فیصلہ کیا کہ اب ایک ایسی کامل ہدایت اور ایسا مکمل دین پوری انسانی دنیا کو عطا فرما دیا جائے جو سب قوموں کے حسب حال ہو اور جس میں آئندہ کبھی کسی ترمیم وتنسیخ کی ضرورت نہ ہو اور ایک ایسے نبی ورسول کے ذریعہ اس ہدایت اور اس دین کو بھیجا

---

[1] مجدد الف ثانی، تاریخ دعوت وعزیمت، تذکرہ مجدد الف ثانی

Marfat.com

جائے جو سب ملکوں اور سب قوموں کا نبی ہو اور پھر اسی نبی پر نبوت کے اس سلسلہ کو ختم کر دیا جائے، حکمت خداوندی نے اس فیصلہ کے مطابق حضرت محمد ﷺ کو خاتم النبین بنا کر ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور ان کے ذریعہ بھیجے ہوئے مقدس صحیفہ قرآن مجید میں ختم نبوت اور تکمیل دین کا اعلان بھی فرمادیا۔

پھر سیّدنا حضرت محمد ﷺ کے ذریعہ جس وسیع اور عالمگیر پیمانہ پر اس دین حق کی تبلیغ و اشاعت ہوئی اور آپ کی دعوت و تعلیم کے نتیجہ میں جو عظیم الشان روحانی اور اخلاقی انقلاب دنیا میں برپا ہوا اور پوری انسانی دنیا کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت وہدایت کا جیسا دروازہ کھلا اور آپ کا اتباع کر کے دنیا کی مختلف قوموں میں جتنے لوگ حق آگاہ اور خدارسیدہ بنے اور دنیا میں تہذیبوں اور تمدنوں کے ہزاروں انقلابوں کے باوجود انسانی زندگی کے انفرادی واجتماعی تمام شعبوں میں رہنمائی کے لیے آپ کا لایا ہوا دین قریباً ڈیڑھ ہزار سال سے آج تک جیسا کافی ثابت ہورہا ہے یہ سب باتیں ہر سلیم الفطرت انسان کے لیے ہر حسی معجزہ سے بڑھ کر اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ بیشک ساری انسانی دنیا کے لیے آپ نبی برحق اور خاتم الانبیاء اور آپ کا لایا ہوا دین کامل ومکمل اور آخری دین ہے۔

پھر جس حکمت خداوندی نے ختم نبوت اور تکمیل دین کا یہ فیصلہ کیا اسی کا فیصلہ یہ بھی تھا کہ دوسرے عام نبیوں کی طرح خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ کو بھی عمر طبعی ہی دی جائے گی، چنانچہ بعثت کے ۲۳ سال بعد ۶۳ سال کی عمر میں آپ کو اس دنیا سے اٹھا لیا گیا اور آپ کے بعد قیامت تک کے لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لائے ہوئے دین کی حفاظت کا ذمہ خود لے کر اس کا ایک ظاہری انتظام اس عالم تکوین میں یہ تجویز کیا کہ ہر زمانہ اور ہر دور کی ضرورت کے مطابق ایسے لوگ آپ کی امت میں پیدا ہوتے رہیں جو دین کی حفاظت وخدمت ہی کو اپنا وظیفہ حیات بنائیں چنانچہ ماضی کی تاریخ اور حال کا مشاہدہ گواہ ہے کہ ہر دور میں اس امت میں ایک بڑی تعداد ایسے لوگوں کی رہی ہے جنہوں نے دین کے تعلم وتعلیم اور حفاظت وخدمت ہی کو اپنا خاص مشغلہ اور وظیفہ بنایا یہاں تک کہ آج بھی جبکہ مادہ پرستی اور دنیا طلبی پوری انسانی دنیا پر گویا چھائی ہوئی ہے امت محمدی میں لاکھوں کی تعداد میں ایسے افراد موجود ہیں جو دین کے تعلم وتعلیم اور اس کی حفاظت وخدمت ہی کے کسی کام

Marfat.com

اپنی زندگی اور اپنی توانائیوں کا مصرف بنائے ہوئے ہیں، یہ دراصل اللہ تعالیٰ کے تجویز کیے ہوئے انتظام اور اس کی مشیت کے اسی فیصلہ کا ظہور ہے جس کا ذکر اوپر کی سطروں میں کیا گیا ہے۔

اور چونکہ یہ دین قیامت تک کے لیے اور دنیا کی ساری قوموں کے لیے تھا اور مختلف انقلابات سے اس کو گزرنا اور دنیا کی ساری قوموں اور ملتوں اور ان کی تہذیبوں سے اس کا واسطہ پڑنا تھا اور ہر مزاج و قماش کے لوگوں کو اس میں آنا تھا اس لیے قدرتی طور پر ناگزیر تھا کہ جس طرح پہلے نبیوں کے ذریعہ آئی ہوئی آسمانی تعلیم و ہدایت میں طرح طرح کی تحریفیں اور آمیزشیں ہوئیں اور عقائد و اعمال کی بدعتوں نے ان میں جگہ پائی اسی طرح خدا کی نازل کی ہوئی اس آخری ہدایت و تعلیم میں بھی تحریف و تبدیل کی کوششیں کی جائیں اور فاسد مزاج عناصر اس کو اپنے غلط خیالات اور اپنی نفسانی خواہشات کے مطابق ڈھالنے کے لیے حقائق دینیہ کی غلط تاویلیں کریں اور سادہ لوح عوام ان کے دجل و تلبیس کا شکار ہوں اور اس طرح یہ امت بھی عقائد و اعمال کی بدعات میں مبتلا ہو جائے، اس لیے سلسلۂ نبوت ختم ہو جانے کے بعد اس دین حق کی حفاظت کے لیے ایک خاص انتظام یہ بھی ضروری تھا کہ ہر دور میں کچھ ایسے بندگانِ خدا پیدا ہوتے رہیں جن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دین کی خاص فہم و بصیرت عطا ہو جس کی وجہ سے وہ اسلام اور غیر اسلام اور سنت و بدعت کے درمیان امتیاز کی لکیر کھینچ سکیں، اور اسی کے ساتھ دین کی حفاظت کا خاص داعیہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے دلوں میں ڈالا جائے اور اس راہ میں ایسی عزیمت بھی ان کو عطا فرمائی جائے کہ ناموافق سے ناموافق حالات میں بھی وہ اس قسم کے ہر فتنہ کے مقابلہ میں سینہ سپر ہو جائیں اور دین حق کے چشمہ صافی میں الحاد بدعت کی کوئی آمیزش نہ ہونے دیں اور امت کے عقائد یا اعمال میں جب کوئی زیغ یا فساد پیدا ہو یا غفلت اور بے دینی کا غلبہ ہو تو خاتم الانبیاء ﷺ کے ایک وفادار لشکری کی طرح وہ اس کی بیخ کنی کے لیے اپنی پوری طاقت کے ساتھ جدوجہد کریں اور کوئی لالچ اور کوئی خوف ان کے قدم نہ روک سکے اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی حفاظت کے لیے اس ضرورت کا بھی تکفل فرمایا اور اس کے آخری رسول حضرت محمد ﷺ نے مختلف موقعوں پر حکمت الٰہی کے اس فیصلہ کا اعلان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ میری امت میں قیامت تک ایسے لوگ پیدا کرتا رہے گا جو دین کی امانت کے حامل و امین اور

Marfat.com

محافظ ہوں گے وہ اہل افراط وتفریط کی تحریفات اہل زیغ کی تراشی ہوئی بدعات اور حق ناآشنا مدعیوں کی تاویلات سے دین کو محفوظ رکھیں گے اور اس کو اس کی بالکل اصلی شکل میں (جس میں کہ وہ ابتداء میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ آیا تھا) امت کے سامنے پیش کرتے رہیں گے اور اس میں نئی روح پھونکتے رہیں گے اسی کام کا اصطلاحی عنوان تجدید دین ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے جن بندوں سے یہ کام لے وہی مجددین ہیں۔

حدیث تجدید

آں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مجددین کی بعثت اور ان کے ظہور کے متعلق ارشاد ہے:

ان اللّٰہ عزوجل یبعث لھٰذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃٍ من یجدّدلھادینھا۔[1]

یعنی اللہ تعالیٰ اس امت کی اصلاح کے لئے ہر صدی کے سرے پر مجدد (ایسے بندے) بھیجتا رہے گا جو اس کیلئے اس کے دین کی تجدید (نیا اور تازہ) کرتے رہیں گے۔"

حدیث تجدید کی تخریج

اس حدیث کو حاکم نے بھی اپنی مستدرک میں روایت کیا ہے اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ابوداؤد اور حاکم کے علاوہ طبرانی کی معجم اوسط کا بھی اس حدیث کی تخریج کے سلسلہ میں ذکر کیا ہے اور سند ورجال کے بارے میں لکھا ہے:

مسندہ صحیح ورجالہ کلھم ثقات وکذا اصححہ الحاکم[2]

اور کنز العمال میں اس حدیث کو روایت کرنے والے محدثین میں امام بیہقی کا اور ان کی کتاب معرفۃ السنن والآثار کا بھی حوالہ دیا ہے۔[3] اور حضرت مولانا عبدالحی فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ نے مجموعۃ الفتاوی میں اس حدیث کی تخریج کے سلسلہ میں ان کے علاوہ حلیہ ابونعیم اور مسند

---

[1] اخرجہ ابوداؤد فی باب مایذکر فی قرن المائۃ [2] مستدرک حاکم ج:۴/ص:۵۵۲

[3] مرقاۃ ج:۱/ص:۳۰۲ یا (کنز العمال ج:۲/ص:۲۳۸)

Marfat.com

بزاراور مسند حسن بن سفیان اور کامل ابن عدی کا بھی ذکر کیا ہے۔[1] تخریج کے یہ سارے حوالے حضرت مولانا مفتی سید مہدی حسن صاحب شاہجہاں پوری کے اس مقالہ سے ماخوذ ہیں جو الفرقان کے مجدد نمبر ۱۳۵۷ھ میں شائع ہوا تھا۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث تجدید کے بارے میں مرقاۃ الصعود میں لکھتے ہیں اتفق الحفاظ علی تصحیحہ" یعنی حفاظِ حدیث اس کی صحت پر اتفاق رکھتے ہیں۔ اب یہاں کئی سوال پیدا ہوتے ہیں اول یہ کہ تجدید دین سے کیا مراد ہے؟ دوم یہ کہ مجدد کون ہوسکتا ہے؟ سوم یہ کہ مجدد شروع صدی میں ہی آنا ضروری ہے یا وسط اور آخر میں بھی آسکتا ہے؟ چہارم یہ کہ کیا ایک وقت میں ایک ہی مجدد ہوسکتا ہے یا متعدد بھی ہوسکتے ہیں وغیرہ وغیرہ، ان سوالات کے جوابات ذیلی عنوانات کے تحت درج کئے جاتے ہیں۔

تجدید دین سے مراد

حضرت علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مرقات میں اس حدیثِ تجدید کی شرح میں لکھتے ہیں: ای یبین السنۃ من البدعۃ ویکثر العلم ویعز اھلہ ویقمع البدعۃ ویکسر اھلھا یعنی مجدد کی صفت یہ ہے کہ وہ سنت کو بدعت سے ممتاز و نمایاں کردے گا اور علم کو بکثرت شائع کریگا اور اہل علم کی عزت کرائے گا اور بدعت کا قلع قمع کرے گا اور اہل بدعت کا زور توڑ دے گا۔

اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب المعات التنقیح عربی صفحہ ۲۹۳ اور اشعۃ اللمعات فارسی ج:۱/ص۱۸۲ میں اس حدیث کی شرح میں مجدد کی صفت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں جس کا اردو ترجمہ یہ ہے کہ "وہ تجدید و نصرت دین اور ترویج و تقویت سنت اور قلع و قمع بدعت اور اس کی تضعیف و نشر علوم اور اعلائے کلمہ اسلام کے ساتھ اپنے اہل زمانہ میں ممتاز ہو گا، نیز مولانا عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ مجموعۃ الفتاوٰی صفحہ ۱۵۱ پر ہے کہ "مجدد کی علامات و شروط یہ ہیں کہ وہ علوم ظاہرہ و باطنہ کا عالم ہوگا اور اس کی تدریس و تالیف و تذکیرہ (وعظ و نصیحت) سے عام نفع پہنچے گا اور وہ سنتوں کے زندہ کرنے اور بدعتوں کے مٹانے میں سرگرم ہوگا"۔

---

[1] مجموعۃ الفتاوی ج۲ صفحہ ۱۵۱

Marfat.com

ان تحریرات اوراس حدیث کے دیگر شارحین کی تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ تجدید دین سے مراد ہے کتاب وسنت کا عمل جو مرورِ زمانہ سے ترک ہو کر مٹ چکا ہو اس کو از سرنو زندہ کرنا لوگوں کے غلو اور افراط وتفریط کو روکنا، جاہل مدعیوں کی تحریفات وتاویلات کی نفی کرنا اور خواہشات کی پیروی کرنے والوں کی تراشی ہوئی بدعات سے دین کو بچانا حق وباطل میں تمیز کرانا اور دین کو اس کی بالکل اصلی شکل میں جیسا کہ ابتدائے اسلام میں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعینؒ وتبع تابعینؒ کے زمانہ میں تھا مسلمانوں میں رائج کرانا اور اس کی تبلیغ اور اثراتِ صحبت سے کثیر التعداد لوگوں کا اسلامی تعلیم پر عمل پیرا ہوں پس ایسا شخص مجدد دین کہلاتا ہے اور جو یہ نہ کرے وہ کیسا ہی فاضل، عالم، فقیہ، صاحبِ دل اور صاحب مکاشفہ ہو، مجدد نہیں ہو سکتا۔

مجدد کون ہو سکتا ہے؟

چونکہ مذکورہ بالا صفات کا حامل مجدد ہوتا ہے لہٰذا مجدد کے لئے ضروری ہے کہ وہ علم وفضل میں شہرۂ آفاق ہو، امور دین میں لوگ اس کی طرف رجوع کریں علوم ظاہرہ وباطنہ میں یکتائے روزگار ہو، حامی سنت اور قاطع بدعت ہو، مجدد کا پتہ اس کی دینی خدمات سے چلتا ہے اس کے ہمعصر علماء قرائن اور ظن غالب سے اس کی دینی خدمات اور اس کے علم وفضل کو دیکھ کر اس کے مجدد ہونے کا حکم لگا سکتے ہیں۔

زمانہ مجدد

حدیث مذکور کے لفظ ''علی رأس کل مائۃ سنۃ'' کی تشریح میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ''ای انتھائہ او ابتدائہ اذاقل العلم والسنۃ وکثر الجھل والبدعۃ ''یعنی ایک صدی کے آخر یا دوسری کے ابتداء میں جبکہ علم اور سنت کی کمی ہو جائے اور جہل وبدعت کی کثرت ہو جائے۔

اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تشریح میں لکھتے ہیں: ''المراد بالرأس اٰخر المائۃ او قریب من اٰخرھا ''یعنی راس سے مراد صدی کا آخر یا اس کا آخر کا قریبی زمانہ ہے۔

Marfat.com

جن حضرات نے اس حدیث کے لفظ رأس کی وجہ سے کسی کے مجدد ہونے کے لئے بطور شرط کے یہ ضروری قرار دیا ہے کہ اس کا تجدیدی کام صدی کے سرے پر (یعنی صدی کے شروع یا آخر میں) جاری ہونا چاہئے انھوں نے صدی سے یہی معروف ہجری صدی مراد لی ہے جیسا کہ مولانا عبدالحی قدس سرہ بھی مجموعہ الفتاوی صفحہ ۱۵۱ میں فرماتے ہیں مجدد کے لئے ضروری ہے کہ ایک صدی کا آخر زمانہ اور دوسری صدی کا اول زمانہ اس طرح پر پائے کہ اس سے علوم مشتہر ہوں اور انتفاع عام طور پر شائع ہو پس اگر اس نے آخر صدی کو نہ پایا اس سے اس زمانہ میں شریعت کو زندہ کرنے کا انتفاع حاصل نہ ہوا تو وہ شخص مجدد دین سے خارج ہوگا اور اس حدیث کے مفہوم میں داخل نہیں ہوگا'' لیکن بعض محققین کی رائے یہ ہے کہ اس سے معروف ہجری صدی مراد نہیں ہے اس لئے سنہ ہجری کا یہ نظام تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت سے قائم ہوا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں تو یہ نظام تھا ہی نہیں، اور یہ اصطلاح اس وقت وضع ہی نہیں ہوئی تھی اس لئے اس حدیث کے لفظ مـائة سـنة سے ہجری صدی مراد لینا صحیح نہیں ہو سکتا بلکہ اس کا مطلب کل قرن ہوگا اور حدیث میں رأس کی قید کو اتفاقی کہنا پڑے گا بلفظ دیگر اس کو مقحم ماننا پڑے گا جیسا کہ عربی میں علیٰ رؤس الاشہاد میں رؤس کا لفظ مقحم ہے اور فارسی یا اردو میں برسر منبر و برسر مجلس وغیرہ میں سر کا لفظ مقحم ہے اس بنا پر حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ہر قرن اور ہر دور میں اس امت مسلمہ میں ایسے بندے پیدا کرتا رہے گا جو اس امت کے لئے دین کی تجدید کرتے رہیں گے چنانچہ اس امت کی تاریخ گواہ ہے کہ ایسے بندے ہر دور میں برابر پیدا ہوتے رہے ہیں اور دین کی تجدید کا یہ سلسلہ مسلسل جاری ہے اور ہماری دینی تاریخ ہی اس کی بھی شاہد و مصدق ہے کہ تجدید کا یہ کام کبھی اور کسی ملک میں ہجری صدی کی ابتداء میں ہوا ہے کبھی اور کہیں وسط میں اور کبھی کہیں اواخر میں۔

نواب صدیق حسن خاں مرحوم نے حج الکرامۃ میں اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے بعض اہل علم سے نقل کیا ہے کہ ''رأس مـائة'' سے مراد خاص صدی کا آغاز نہیں ہے بلکہ مقصد صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی میں مجدد بھیجے گا خواہ شروع میں خواہ درمیان میں خواہ آخر میں اور رأس کی قید اتفاقی ہے اور غرض حدیث کی شرح صرف یہ ہے کہ کوئی صدی کسی مجدد کے وجود سے خالی نہ رہے گی اور ہر صدی کے اوائل اور اواسط اور اواخر میں مجدد کا صدی کے سرے پر ہونا ہی جیسا

Marfat.com

کہ آگے مزید توضیحات میں آتا ہے۔

تعدّ دِ مجدد

بعض لوگوں کی باتوں سے محسوس ہوتا ہے کہ مجددیت کے بارے میں ان کا تصور کچھ ایسا ہے کہ گویا وہ نبوت سے چھوٹے درجہ کا کوئی خاص منصب ہے اور ہر صدی میں اللہ تعالیٰ کسی ایک خاص بندے ہی کو اس منصب پر فائز کرتا ہے اور اس صدی کے مسلمانوں کی فلاح وسعادت اور دینی وروحانی کمالات کا حصول اس پر موقوف ہوتا ہے کہ وہ اپنی صدی کے اس مجدد کو پہچانیں اور اس کا اتباع کریں لیکن مجددیت کے اس تصور کی کتاب وسنت میں کوئی اصل وبنیاد نہیں مل سکی ،مجددیت کے متعلق جو حدیث اوپر درج کی گئی ہے اس میں جو مَن کا لفظ ہے وہ جس طرح واحد اور فرد کے لئے استعمال ہوتا ہے اسی طرح جمع اور جماعت کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے، شارحین حدیث علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ وملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہما نے اس کی تصریح کی ہے لہٰذا یہ قطعی طور پر لازمی نہیں کہ ایک صدی میں ایک ہی مجدد ہو بلکہ ایک سے زائد بھی ہو سکتے ہیں، بہر حال ہر صدی میں ایک مجدد کا وجود تو ضروری ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ من یجدلھا دینھا کی تشریح میں لکھتے ہیں "علماء نے اس لفظ من کی تاویل میں مختلف طریقے پر کلام کیا ہے اور ہر ایک نے اپنے مذہب کے عالم کی طرف اشارہ کیا ہے اور حدیث کو اس پر محمول کیا ہے اور اولیٰ یہ ہے کہ اس کو عموم پر محمول کیا جائے کیونکہ لفظ من واحد وجمع دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے اور اس کو فقہا کے لئے بھی مخصوص نہیں کرنا چاہئے اگرچہ فقہائے کرام رحمہم اللہ سے امت کو بہت نفع پہنچا ہے لیکن اولوالامر ومحدثین وقراء وواعظین اور زاہدین سے بھی امت کو بہت نفع پہنچا ہے، چنانچہ دین اور قوانین سیاست کی حفاظت اور عدل وانصاف کا پھیلانا اولوالامر کا کام ہے اور اسی طرح قراء ومحدثین قرآن اور احادیث کا ضبط کرتے ہیں جو کہ شرع کے اصول اور دلائل ہیں اور واعظین اپنے مواعظ سے لوگوں کو فائدہ پہنچاتے ہیں اور تقویٰ کی ترغیب دیتے ہیں، الی قولہ اور میرے نزدیک اظہر یہ ہے کہ من یجدد سے مراد صرف ایک شخص نہیں ہے بلکہ ایک جماعت مراد ہے ان میں سے ہر ایک کسی ایک ملک میں علوم شرعیہ کے کسی ایک فن

Marfat.com

فنوں میں جس قدر ہو سکے گا تقریر یا تحریر کے ذریعہ دین کی تجدید کرے گا اور اس کی بقا کا باعث ہوگا اور اس کے ذریعہ سے دین مٹ جانے اور ختم ہو جانے سے محفوظ رہے گا یہاں تک کہ امر الٰہی آجائے۔[1]

اسی قسم کا مفہوم شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہ نے بھی اس حدیث کی شرح میں تحریر فرمایا ہے وہ یہ کہ ''اکثر لوگوں نے اس حدیث سے ایسا سمجھا ہے کہ علماء امت میں ایک شخص ہوگا جو کہ اپنے زمانہ میں دین کی تجدید و نصرت وغیرہ امور میں ممتاز ہوگا حتی کہ انہوں نے متعین کیا ہے کہ فلاں فلاں شخص فلاں فلاں صدی کے مجدد ہوئے ہیں لیکن صاحب جامع الاصول وغیرہ نے اس کو عموم پر حمل کیا ہے خواہ وہ ایک شخص ہو یا ایک جماعت کیونکہ کلمہ من واحد اور جمع دونوں پر واقع ہوتا ہے اور علماء و فقہاہی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ بادشاہوں، حاکموں، قاریوں، محدثین، زاہدین، عابدین، علماء نحو، ارباب سیر و تواریخ، اغنیا و اسخیا جو کہ اپنے مال و متاع کو علماء صلحا و مصارف خیر پر صرف کرتے ہیں اور دین کی ترویج و تقویت کا باعث ہوتے ہیں اور تمام وہ گروہ جن کے وجود سے دین میں قوت و کمال و رواج پیدا ہوتا ہے ان سب کو شامل ہے اور اگر ملکوں اور شہروں کے عموم کا بھی اعتبار کریں اس طرح پر کہ وہاں ایک زمانہ میں ایک شخص یا جماعت اس شان کی ہو تو یہ کچھ بعید نہیں ہے، مجمع بحار الانوار (صفحہ ۱۷۷ ج ۱ و رمجموعۃ الفتاوی صفحہ ۱۵۳ ج ۲) میں بھی اسی قسم کی عبارت درج ہے۔

دراصل اس ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقصد امت کو یہ اطمینان دلانا ہے کہ اس دین میں کبھی تحریف نہیں کی جا سکے گی اور نہ ہی زیادہ زمانہ گذرنے سے بوسیدہ ہوگا اور نہ زمانے کے انقلابات اس حقیقت کو بدل سکیں گے بلکہ اللہ تعالیٰ اس کی بقا و حفاظت اور تجدید کا انتظام برابر کرتا رہے گا اور ہر دور اور ہر قرن میں ایسے بندے پیدا ہوتے رہیں گے جو دین سے اس گرد و غبار کو جھاڑتے رہیں گے جو زمانے کی ہواؤں سے اس پر پڑے گا اور اس کی کہنگی سے بچانے کے لئے اپنی جدوجہد سے اس کی رگوں میں تازہ خون دوڑاتے رہیں گے چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث تجدید کی وضاحت و تشریح میں اس حدیث کو پیش فرماتے ہیں جو کتب حدیث میں

---

[1] مرقاۃ ج:۱/ص:۳۰۲

Marfat.com

مروی ہے کہ ''میرے لائے ہوئے اس علم یعنی دین کی امانت کو ہر زمانے کے اچھے اور نیک بندے سنبھالیں گے اور اس کی خدمت وحفاظت کا حق ادا کریں گے وہ غلو کرنے والوں کی تحریف اور کھوٹے سکے چلانے والوں کی ملمع کاریوں اور جاہلوں کی فاسد تاویلوں سے اس دین کی حفاظت کریں گے۔''

ان سب امور کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس امت ہی میں سے ایسے بندے ہر دور میں پیدا کرتا رہے گا جو اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس امانت کی حفاظت کریں گے اور اس کو اس کی اصلی شکل میں پیش کرتے رہیں گے اور اس دین کی حقیقت تحریفوں اور تاویلوں کے پردوں میں کبھی اس طرح گم نہ ہو سکے گی، جس طرح پہلے نبیوں کے ذریعہ آئی ہوئی ہدایتیں دنیا سے گم ہو گئیں۔

اس توضیح سے معلوم ہو گیا کہ امت میں مجددین کی تعداد صرف تیرہ، چودہ ہی نہیں ہو گی بلکہ اللہ کے ہزاروں وہ بندے جن سے اللہ تعالیٰ نے دین کی ایسی خدمتیں مختلف زمانوں اور مختلف ملکوں میں لی ہیں سب ہی اس کارِ تجدید میں حصہ دار ہوں گے اور سب ہی کا مجددین میں شمار ہو گا، اس طرح وہ اختلاف بھی ختم ہو جاتا ہے جو مجددین کے تعین میں امت کے مختلف گروہوں اور حلقوں میں پایا جاتا ہے کہ ہر حلقہ اپنے ہی کسی بزرگ کے مجدد ہونے پر اصرار اور دوسروں سے تکرار کرتا ہے۔

مختلف صدیوں میں جس قدر مجدد گزرے ہیں کوئی مجدد دین کے تمام شعبوں کا مجدد نہیں ہوا بلکہ خاص شعبوں کے مجدد ہوتے رہے ہیں یہی وجہ ہے کہ ایک ایک وقت میں متعدد مجدد نظر آتے ہیں، کوئی علم حدیث کا، کوئی فقہ کا، پھر اس میں بھی کوئی فقہ حنفی کا مجدد ہے کوئی فقہ شافعی کا، کوئی علم کلام کا مجدد ہے اور کوئی سلوک واحسان (تصوف) کا، اس کے باوجود ایسا بیشک ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی زمانے میں اپنے کسی بندے سے کوئی بہت بڑا تجدیدی کام لیا ہے اور اس کے ذریعہ دین کے بہت سے شعبوں کی تجدید کرائی ہے اور کبھی کسی سے اس سے کم درجے کا اور دین کے کسی خاص شعبہ میں تجدیدی کام لیا ہے اور یہ فرق ایسا ہے جیسا کہ نبیوں اور رسولوں کے کاموں اور ان کے درجات میں بھی رہا ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے تلك الرسل فضلنا بعضهم علی

Marfat.com

بعض، چنانچہ اس امت کے ابتدائی دور میں اللہ تعالیٰ نے اپنے جن بندوں سے تجدیدی نوع کی خدمات لی ہیں ان میں خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا کارنامہ بہت ممتاز ہے اور اسی طرح اس اخیر دور میں جس کا آغاز ہزارۂ دوم (الف ثانی) کے آغاز سے ہوتا ہے امام ربانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ سے دین کی تجدید و حفاظت اور احیائے شریعت کا جو عظیم کام لیا وہ بھی اسلام کی پوری تاریخ میں ایک خاص امتیازی شان رکھتا ہے۔[1]

حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حدیث تجدید کی مزید توضیحات بیان کرتے ہیں۔

حدیث تجدید کی مزید توضیحات

① اصل میں وہی معلوم ہوتی ہے کہ اس طرح کے تمام اکابر نے اپنی اپنی جگہ کوئی نہ کوئی تجدیدی خدمت انجام دی ہے لیکن اگر حدیث تجدید کو قبول کیا جائے تو ''صدی کے سرے'' کی قید و تخصیص کسی تخصیصی مجدد کی بھی ضرور مقتضی ہے، واللہ اعلم

تجدید و احیائے دین کے بارے میں جو آیات و احادیث وارد ہوئی ہیں مثلاً آیہ مبارکہ

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

(آل عمران ع ۱۱ آیات ۱۰۴)

''اور تم میں سے ایک ایسی جماعت کا ہونا ضروری ہے جو خیر کی طرف لوگوں کو بلایا کرے اور نیک کام کرنے کو کہا کرے اور برے کاموں سے روکا کرے اور ایسے لوگ پوری طرح کامیاب ہوں گے۔''

اور حدیث تجدید کے علاوہ دوسری حدیث

عن معاوية سمعت النبى صلى الله عليه وسلم يقول لايزال من امتى امة قائمة بامر الله لايضرهم من خذلهم

---

[1] تذکرۂ مجدد الف ثانی، مولانا منظور احمد نعمانی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

ولا من خالفهم حتی یاتی امر اللّٰه وهم علیٰ ذلك متفق علیه (المشکوة ج ٤ باب ثواب هذه الامة)

میری امت میں سے ایک گروہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے امر دین اور احکام شریعت کے ساتھ قائم رہے گا جو شخص ان کو ذلیل کرنے کی کوشش اور ان کی مخالفت کرے گا وہ ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا اور وہ گروہ ہمیشہ اسی کام پر قائم رہے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا امر (قیامت) آ جائے گی۔

اس حدیث میں امر دین سے مراد کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ کا یاد کرنا اور سیکھنا اور ان دونوں سے احکام کا استنباط کرنا فی سبیل اللہ جہاد کرنا اور مخلوق خدا کو نصیحت کرنا اور تمام فرض کفایہ کا ادا کرنا ہے جیسا کہ آیۃ ولتکن منکم امۃ میں اس کی طرف اشارہ ہے اور اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ روئے زمین صلحاء سے کبھی خالی نہیں ہو گی جو کہ اوامر الٰہی پر قائم اور اس کے نواہی سے بچتے رہتے ہیں اور شریعت پر قائم ہیں لوگوں کی مددگاری اور مخالفت ان کے نزدیک برابر ہے، بعضوں نے کہا کہ اس گروہ سے مراد حدیث وعلوم دینیہ کی تعلیم دینے والے اور ترویج سنت وتجدید دین کرنے والے ہیں۔

ان آیات واحادیث کا ماحصل یہ ہے کہ ہر دور میں علماء وصلحا کی ایک جماعت اس دین کی حفاظت کرتی رہے گی اور اس دین کی حقیقت کو تحریفات وفاسد تاویلات کی دست برد سے محفوظ اور بدعات وایجادات انسانی کی آمیزش سے پاک رکھے گی اس لئے کہ نبوت آنحضرت ﷺ پر ختم ہو چکی ہے قیامت تک اب کوئی نیا نبی مبعوث نہیں ہو گا اور اس امت کے علماء کو انبیاء بنی اسرائیل کی مانند قرار دیا گیا ہے جیسا کہ حدیث شریف ہے، علماء امتی كأنبياء بنی اسرائیل، اور ہر صدی کے سرے پر ایک شخص یا متعدد حضرات ایسے مخصوص انداز کے ساتھ نمایاں ہوں گے کہ دوران صدی میں محافظین دین کی کوششوں کے باوجود جو تحریفات وبدعات فی الدین عامۃ المسلمین میں رواج پا گئی ہوں گی اور جس قسم کی اعتقادی وعملی خامیوں وکوتاہیوں نے مسلمانوں میں اپنا سکہ جما لیا ہو گا وہ ختم صدی پر مبعوث ہونے والی اس مخصوص ہستی یا ہستیوں کی کوششوں اور تبلیغ وتربیت کے اثرات سے دور ہو کر مسلمانوں کی اعتقادی وعملی زندگی میں دین

Marfat.com

اسلام از سر نو حیات پذیر ہو جائے گا اور یہی وہ ایک مخصوص شخص یا ایک سے زیادہ مخصوص حضرات ہوں گے جو حدیث تجدید کا خصوصی مصداق ہوں گے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

③ ایک اور بات بھی ذہن میں رہنی چاہئے کہ صدی کے سرے پر مجدد کی پیدائش کا ہونا ضروری نہیں بلکہ اس وقت اس کے تجدیدی مشن کا آغاز ہوتا ہے جس کو حدیث میں بعثت کے الفاظ سے ادا کیا گیا ہے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پیدائش کے چالیس برس بعد مبعوث ہوئے۔

④ جس طرح قرآن کریم نے انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے بعثت من اللہ کا لفظ استعمال کیا ہے اور فرمایا ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ دیگر هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ [آل عمران] دیگر حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا،

وغیرہ اسی طرح حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی مجددوں کے لئے یہی بعثت من اللہ کا کلمہ اختیار کیا ہے اور فرمایا ہے ان اللّٰه عزوجل یبعث اللّٰه لهٰذه الامة ...... (الحدیث)، اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح نبی و رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوتا ہے اور کوئی نبی محض اپنے ذاتی کسب و کمالات اور شخصی جدوجہد یا کسی اجتماعی و جماعتی تجویز سے نبوت کا درجہ حاصل نہیں کرتا اسی طرح مجدد بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوتا ہے اور کسی مجدد کو محض اس ذاتی جانفشانی و محنت اور شخصی کست و سعی سے عہدہ تجدید نہیں ملتا اور نہ ہی کسی جماعت کی تجویز اور مفاہمت سے ہاتھ لگتا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے نبوت و رسالت کے لئے چن لیتا ہے، اور اس خلعت سے سرفراز فرما کر مبعوث فرماتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اللّٰه اعلم حیث یجعل رسالته [الانعام: ۱۲۴]

اور دوسری جگہ فرمایا

اللّٰه یصطفی من الملئكة رسلا و من الناس...... الآية [الحج: ۷۵]

اسی طرح مجدد کو بھی اللہ تعالیٰ ہی منتخب فرما کر مبعوث فرماتا ہے پس ان دونوں منصبوں کا انتخاب من جانب اللہ ہی ہوتا ہے لیکن دونوں میں فرق ہے اور وہ یہ کہ نبوت اصل اور تجدید اس کا ظل ہے نبی کی

Marfat.com

ذات منصوص من اللہ اور وحی الٰہی کے ذریعہ مشخص ہوتی ہے اور نبی کا کشف والہام قطعی ہے جس کو وحی کہتے ہیں مجدد کی شخصیت منصوص من اللہ نہیں ہوتی اور اس کا کشف والہام ظنی ہوتا ہے نبی کا منکر خارج از اسلام ہے مجدد کا منکر خارج از صلاح وتقویٰ ہے، بہرصورت مجددیت نبوت کا ایک نہایت روشن اور درخشاں پرتو ہے اس لئے مجدد علم وعمل کے لحاظ سے نبی کا سایہ اور اخلاق کمالات کے لحاظ سے نبی کا نمونہ ہوتا ہے پس جس طرح کسی ذات کو نبی مان لینے سے اس کے تمام بشری کمالات کا اقرار خود بخود لازم ہو جاتا ہے اسی طرح کسی کو مجدد تسلیم کر لینے سے اس میں وراثت نبوت کے غیر معمولی حظوظ کا اعتراف بھی خود بخود لازم ہو جاتا ہے اور کسی کو مجدد مان لینے اور کہنے کے بعد کسی منقبت کا درجہ باقی نہیں رہتا کہ جس کے ذریعہ مجدد کی تعریف کی جائے اگر کی جائے گی تو وہ اسی وصفِ تجدید کی ایک تفصیل ہوگی جس کا متن لفظِ مجدد ہوگا۔

⑤ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ منصبِ تجدید منصبِ نبوت کا پورا پورا ظل اور اس کے قد و قامت کا سایہ اصلی ہے اس لئے شئون نبوت سے بہت کچھ ملتی جلتی ہیں انبیائے کرام علیہم السلام جامعِ کمالات ہونے کے باوجود غالب طور پر وہی کمال لے کر آتے ہیں جس کی اس دور کو ضرورت ہوتی ہے ان کے تمام اصلاحی پروگرام میں اسی اصلاحی نقطہ کا زیادہ غلبہ اور زور ہوتا ہے جو اس زمانہ کے مخصوص مفاسد کے مٹانے میں موثر ہو مثلاً جب قوم عاد تمدن کی گہرائیوں میں پھنس کر اونچی اونچی بلڈنگیں اور عظیم الشان سنگیں عمارتیں تیار کرنے میں ہمہ تن مصروف ہو کر دین اور دیانت کو خیر باد کہہ چکی تھی تو اس قوم میں بھیجے ہوئے پیغمبر حضرت ہود علیہ السلام نے بھی تقویٰ وغیرہ کے عام اصلاحی خطاب کے ساتھ خصوصیت سے جو خطاب کیا وہ وہی تھا جو اس تمدنی غلو وافراط کے استیصال کے لئے تھا چنانچہ فرمایا:

اتبنون بکل ریع اٰیۃً تعبثون وتتخذون مصانع لعلکم تخلدون واذا بطشتم بطشتم جبارین ، [سورۃ الشعراء ع ۷ آیات ۱۲۸ تا ۱۳۰]

"کیا تم ہر اونچے مقام پر ایک یادگار کے طور پر بلا ضرورت عمارت بناتے ہو اور بڑے بڑے محل تیار کرتے ہو جیسا کہ تم کو دنیا میں ہمیشہ رہنا ہے

Marfat.com

اور جب کسی پر داروگیر کرتے ہو تو بالکل جابر اور ظالم بن کر داروگیر کرتے ہو۔"

اور جب قوم ثمود اپنے اوقات دنیا کی سرسبزیوں، چمن بندی کی نظر فریب مناظر اور پہاڑی محلات کے دلکش نظارے مہیا کرنے میں صرف کر رہی تھی جس سے وہ لوگ خدا اور رسول کے قانون بیگانہ محض بن گئے تھے تو اس قوم کے پیغمبر حضرت صالح علیہ السلام نے اپنے پروگرام میں غالب حصہ ان ہی امور پر نکتہ چینی اور انہی کی اصلاح کا رکھا اور فرمایا:

اتترکون فی ماھھنا امنین فی جنت وعیون وزروع ونخل طلعھا ھضیم وتنحتون من الجبال بیوتا فرھین [الشعراء ع:۸ آیات:۱۴۶تا۱۴۹]

"کیا تم دنیا کی ان چیزوں یعنی باغوں، چشموں، کھیتوں اور ان کھجوروں میں جن کے خوشے خوب گندھے ہوئے ہیں بے فکری سے رہنے کے لئے چھوڑ دیا جائے گا اور کیا پہاڑوں کو تراش تراش کر اتراتے اور فخر کرتے ہوئے مکان بناتے رہو گے۔"

قوم لوط میں لواطت اور اغلام کے جراثیم پھیلے ہوئے تھے تو حضرت لوط علیہ السلام نے عام اصلاح کے ساتھ اس مرض کی خصوصی اصلاح فرمائی اور فرمایا:

اَتَاْتُوْنَ الذُّکْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِیْنَ وَتَذَرُوْنَ مَاخَلَقَ لَکُمْ رَبُّکُمْ مِنْ اَزْوَاجِکُمْ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ ، [الشعراء ع:۹ آیات:۱۶۵تا۱۶۶]

"کیا دنیا جہان والوں میں سے تم یہ حرکت کرتے ہو کہ مردوں سے بدفعلی کرتے ہو اور تمہارے پروردگار نے تمہارے لئے جو بیویاں پیدا کی ہیں ان کو چھوڑ دیتے ہو بلکہ دراصل تم حد انسانیت سے نکل جانے والی قوم ہو۔"

علیٰ ہذا القیاس اصحاب الایکۃ جن میں ناپ تول کی خیانت کا مرض عام تھا ان کی اصلاح کے لئے اسی کو اپنا غالب پروگرام بنایا اور قوم نوح علیہ السلام نے خدائی طاقتیں پتھر کی مورتیوں اور مٹی کے ڈھیروں میں مان رکھی تھیں اس لئے حضرت نوح علیہ السلام نے زیادہ تر حصہ ان ہی باطل

Marfat.com

معبودوں کی کمزوریوں کے اظہار میں صرف فرمایا بہر حال قوموں میں جن روحانی مفاسد اور باطنی امراض کا غلبہ رہا ہے اسی قسم کے خصوصی معنی معالجات لے کر انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوئے ہیں یہی وجہ ہے کہ ایک نبی نے اپنی قوم کو اسی ذہنیت کے مناسب اعجازی دلائل بھی دکھائے ہیں۔ چنانچہ قبطیاں مصر میں سحر و ساحری کا زور تھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عصا کا معجزہ دیا گیا جس نے اژدھا بن کران جادوگروں کے سارے مصنوعی سانپوں کا خاتمہ کر دیا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں طب اور علاج کے عجوبہ سازیوں کا زور شور تھا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دم مسیحائی کا معجزہ عطا ہوا مرضِ جذام جو اس وقت بھی لاعلاج سمجھا جاتا تھا آپ کے دم کرنے سے وہ بھی تندرست ہو جاتا تھا حتیٰ کہ آپ کے دم کرنے سے مردہ بھی زندہ ہو جاتا تھا جو سارے علاجوں کی غایت یعنی صحت سے بھی آگے کی چیز ہے، قوم ثمود جو کوہ تراشی میں ماہر تھی گویا پتھروں کو موم کی طرح توڑ پھوڑ کر رکھ دینے کی بہت زیادہ استعداد رکھتی تھی تو حضرت صالح علیہ السلام کے معجزہ سے بغیر نر و مادہ کے توسط کے پتھر کو پھوڑ کر ناقہ ثمود ظاہر ہوگئی، ہمارے نبی اکرم و رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ خاتم النبین اور ہمارے نبی کا دین خاتم الادیان ہے اور آپ تمام کمالات کے جامع اور آپ کا دین تمام ادیان سے اکمل ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شانِ جامع عنایت فرما کر مبعوث فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انسانی ضروریاتِ زندگی کے ہر شعبہ کی اصلاح و ترقی کا نہایت جامع پروگرام پیش کیا اور اس پر عمل فرما کر قیامت تک کے لئے تمام دنیا کو نہایت مستند و مکمل لائحہ عمل عطا فرمایا اور آپ کے معجزات بھی تمام انبیا علیہم السلام کے معجزات کے جامع ہیں:

حسن یوسف، دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اس کے باوجود چونکہ زمانہ جاہلیت کے عربوں میں فصاحت و بلاغت کا زور شور تھا اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بڑا معجزہ علم ہی دیا گیا جس نے سارے عالم کی فصاحت و بلاغت کو مات دے دی اور بڑے بڑے فصحا و بلغا کو عاجز کر دیا، غرض کہ نبی وقت قوم کی ذہنیت ہی کے مناسب خوارق بھی لاتا ہے اور اسی کے امراض باطنی کے مناسب اصلاحی پروگرام بھی پیش کرتا ہے، چونکہ مجدد نبوت کا اصلی ظل ہے اس لئے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مجددوں کو بھی وہی شان دی گئی جو انبیاء

Marfat.com

بقین کو عطا ہوئی تھی، امت میں صدیوں اور زمانوں کے گذرتے رہنے سے جس جس قسم کے فتن ہور کرتے رہے اسی قسم کے اصلاحی طرق لے کر مجددین امت بھی مبعوث ہوتے رہے اگر کسی ت امت میں دیانت کی کمی ہوئی تو مجدد دیانت آئے جنھوں نے شعائر دیانت برپا کئے اگر کبھی یانت ہوتے ہوئے نظام ملت زیادہ پراگندہ ہوا تو ایسے ہی مجدد آئے جنھوں نے اپنے حلقۂ ژ کو باہم شیر و شکر کر دیا اگر کبھی نفوس میں اخلاقی کدورت اور زنگ لگ گیا تو ایسے ہی مجدد آئے نھوں نے اخلاق کا تزکیہ کر کے نفوس کو مجلّی و مصفّٰی کر دیا، اگر کبھی امت بے دین ریاضت کشوں کے کشف و خوارق پر مفتوں ہوئی تو ایسے ہی مجدد آئے جنھوں نے اپنے کشف و کرامات اور خوارق سے ہر شعبدہ باز کے کرشموں کا طلسم توڑ کر رکھ دیا، پھر نفسانی فتنوں کیساتھ آفاقی فتنے بھی جس نوع کے آئے مجددین وقت کو اسی قسم کے فتنوں کے استیصال کی زیادہ سے زیادہ صلاحیت و استعداد دے کر بھیجا گیا کسی نے فتنہ شیعیت کو ختم کیا کسی نے فتنہ باطنیت کو کسی نے ادعاء نبوت کے فتنوں کا تار پود بکھیرا اور کسی نے عیسائیت کی وسوسہ اندازیوں کا استیصال کیا کسی نے شرک کا تانا بانا ادھیڑا، کسی نے وثنیت کے ستون ڈھائے اور کسی نے ثنویت کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیا، غرض یوں سمجھنا چاہئے کہ انبیائے سابقین میں نبوت کی جس جس رنگ کی نسبتیں تھیں اتنی اور اسی رنگ میں ولایت کی نسبتیں امت کے مجددوں کو عطا فرمائی گئیں تا کہ امت کے ہر طبقہ کی اصلاح اس کے مناسب طریقوں سے ہو، یہی وجہ ہے کہ جس طرح امم سابقہ میں بیک وقت مختلف اور علاقوں میں جدا جدا نبی مبعوث ہوئے، ان کے اصلاحی و تبلیغی پروگرام بھی ان کی امتوں کی اصلاحی ضروریات کے لحاظ سے مختلف رہے ہیں اگرچہ اصول اور مجموعی اصلاحی پروگرام میں وہ سب متفق ہیں، اسی طرح ایک ہی صدی میں مختلف علاقوں میں الگ الگ مجدد مبعوث ہوئے ان کے اصلاحی و تبلیغی پروگرام بھی اپنے اپنے اہل علاقہ کے لحاظ سے مختلف رہے ہیں اگرچہ اصول و مجموعی اصلاحی پروگرام میں وہ سب متفق ہیں۔

اور جس طرح حضور انور سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ کا دین خاتم الادیان ہے اسی طرح اس امت میں قیامت سے پہلے خاتم المجددین کا ظہور ہو گا جس کی تجدیدی شان اکمل المجددین کی ہو گی اور اس کے اثرات و فیوضات سے تمام

Marfat.com

دنیا اسلام کی آغوش میں آباد ہو جائے گی اور صدر اسلام کی طرح خلافت علیٰ منہاج النبوت قائم ہو کر عدل و انصاف اور امن و امان کی حکومت ہو گی، وہ خاتم المجددین امام مہدی موعود اور مہدی آخر الزماں کے لقب سے معروف و مشہور ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

(۶) ایک اور نکتہ کو بھی واضح کر دینا ضروری ہے، حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ "مجدد دین کو نیا کر دے گا" یعنی رسومات و بدعات و فسادات کی کہنگی کو دور کر کے اصل دین کو ظاہر کرے گا اس لئے مجدد کی بڑی پہچان جس سے خواص اس کو پہچان اور جان سکتے ہیں یہ ہے کہ اس کی تعلیم و تلقین اور جدوجہد اور دعوت و تبلیغ سے زمانہ کی ظلمتیں اور خیالات کی بدعتیں اور اعمال کے مفاسد دور ہو کر وہ اصل دین نمودار ہو جائے جس کی صحیح تصویر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نگارخانہ کتاب و سنت میں محفوظ ہے۔

چونکہ اس حدیث کا سہارا لے کر بعض مدعیان باطل نے نئے نئے دعوے کئے ہیں یہاں تک کہ نبوت کے حدودِ حرم تک پہنچنے کی کوشش کی ہے اور اسلام میں نئے نئے فرقوں بلکہ امتوں کی بنیاد ڈالنی چاہی ہے اس لئے یہ لغزش گاہ بھی ہے، اس مقام پر قلم اور قدم کو بہت پھونک پھونک کر رکھنا چاہئے اسی لئے ضروری ہے کہ بتا دیا جائے کہ نبی کی ضرورت من جانب اللہ اصل احکام کو انسانوں تک پہنچانے کے لئے ہے یعنی نبی علیہ السلام احکام الٰہی کو بندوں تک پہنچانے کا واسطہ ہے وہ عقل و قیاس اور علم و فہم سے نہیں کہتا بلکہ وہ جو کچھ کہتا ہے وحی سے کہتا ہے اور احکام کی تعلیم اللہ تعالیٰ سے حاصل کرتا ہے اس کی وحی و تعلیم ہر خطا سے پاک اور وہ خود ہر غلطی سے معصوم ہے، مگر مجدد کا یہ حال نہیں بلکہ وہ کتاب و سنت اور وحی و رسالت کے احکام و پیغام کو سمجھ کر اور اپنی فراست ایمانی، صفائی ذہن عقل مستقیم، قیاسِ صحیح اور اصابتِ رائے سے صحیح و غلط میں تمیز کرتا ہے، دین کو غیر دین سے، ارشادات الٰہی کو ایجادات انسانی سے سنت کو بدعت سے ممتاز کرتا ہے اور اپنی علمی و عملی زندگی کی طہارت و نزاہت اور ثبات و استقامت اور نبی کی اتباع کامل اور اقتدائے تام سے محبوبیت و مقبولیت کی شان پیدا کرتا ہے اس تقریر سے ظاہر ہے کہ نبی کو ماننے اور اس پر ایمان لائے بغیر انسان اصل شریعت سے محروم اور کفر سے لپٹا رہتا ہے، یہ محرومی بھی کتنی بڑی محرومی ہے کہ دولت ایمان رکھ کر بھی اس کے دینی و دنیوی ثمرات و برکات سے گویا عملاً محروم ہی رہتا ہے اور بدعات و

Marfat.com

...دات کی آمیزشوں سے بچ نکلنے میں اس کو مشکلیں پیش آتی ہیں اس لئے ہوسکتا ہے کہ جنت تک ...نچنے میں اس کو عذاب کی صعوبتوں سے دوچار ہونا پڑے:

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ [سورة الفتح:١٤]

...ی وجہ سے نبی اور مجدد کی دعوتوں کی نوعیت میں بھی فرق ہے نبی ہر شخص کو اپنے اوپر ایمان لانے کی ...عوت دیتا ہے اور نبی کی نبوت پر ایمان لانا ایمان کا جزو ہے جس کے بغیر کوئی شخص مومن نہیں ہو ...سکتا کیونکہ نبی کو مانے بغیر اس کے واسطہ سے آئے ہوئے احکام الٰہی اور کلام ربانی تک رسائی نہیں ہو سکتی لیکن مجدد اپنی شخصیت کی دعوت نہیں دیتا یہاں تک کہ مجدد کو مجدد ماننا ایمان کا ادنیٰ جزو بھی نہیں ہے خصوصاً کسی ایک زمانہ کے کسی خاص مجدد کو مجدد تسلیم کرنا بھی ضروری نہیں۔

اسی فرق سے دوسرا فرق بھی پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ نبی کو اپنا نبی ہونا یقینی اور قطعی طور سے معلوم ہوتا ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ کی تعلیم و خبر سے اس واقعہ کا ہونا یقینی و بدیہی معلوم ہوتا ہے جس کے لئے اس کو دلیل کی بھی ضرورت نہیں لیکن مجدد کو اپنا مجدد ہونا ظن و تخمین سے زیادہ معلوم بھی نہیں ہوتا، بلکہ اگلے زمانہ کے مجددین کا مجدد ہونا بالعموم ان کی وفات کے بعد ان کے پاکیزہ کارناموں اور ...مقدس حالات اور تجدیدانہ مساعی سے خواص امت پر ظاہر ہوا اور اس کے بعد لوگوں نے مان لیا، ...چنانچہ سب سے پہلے حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے پہلی صدی کے خاتمہ کا مجدد حضرت عمر بن ...عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۰۱ھ اور دوسری صدی کے خاتمہ کا مجدد امام شافعی المتوفی ۲۰۴ھ کو مانا۔[1]

...یا مجددیت کا کیا مجدد کو پتہ ہوتا ہے؟

یہ صحیح ہے کہ مجدد کو اپنے مجدد ہونے کا علم ظن و تخمین سے زیادہ نہیں ہوتا اور اس کو انبیائے کرام علیہم السلام کی طرح یقینی و قطعی طور پر اپنے مجدد ہونے کا علم نہیں ہوتا لیکن جس شخص کو اللہ تعالیٰ تجدید ...کی خلعت سے سرفراز فرماتا ہے اس کے ظن و تخمین یا کشف والہام کی حیثیت عامۃ المومنین بلکہ ...خواص کے ظن و تخمین و کشف والہام کے مقابلہ میں نہایت نمایاں اور حقیقت آمیز ہوتی ہے ...اور اگرچہ اس کا کشف والہام وحی کا درجہ نہیں رکھتا لیکن دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں وہ غالب

---

[1] کتاب "مجدد الف ثانی"

Marfat.com

طور پر صادق الکشف والا الہام ہوتا ہے:

آسمان نسبت بہ عرش آمد فرود
لیک بس عالی ست پیش خاک تود

باوجودیکہ مجدد کو اپنی مجددیت کا علم ہونا ضروری نہیں ہے تاہم بعض حضرات مجددین کو اللہ تعالیٰ ان کی مجددیت کا علم عطا فرماتا ہے اور وہ تحدیث نعمت کے طور پر اس کا اظہار فرماتے ہیں چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کو اپنے مجدد ہونے کا علم علی وجہ الکمال تھا جیسا کہ بعض مکتوبات میں خود تحریر فرماتے ہیں خصوصیت سے مکتوب نمبر۴ دفتر دوم ملاحظہ فرمائیں۔

⑦ اگر مجدد اپنی شخصیت کی دعوت نہیں دیتا یعنی وہ اپنے مجدد ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا اور مجدد کو مجدد ماننا ایمان کا ادنیٰ جزو بھی نہیں ہے خصوصاً کسی ایک زمانے کے کسی خاص مجدد کو مجدد تسلیم کرنا بھی ضروری نہیں جیسا کہ اوپر بیان ہوا، اس کے باوجود بعض حضرات نے اپنے مجدد ہونے کو تحدیث نعمت کے طور پر ظاہر فرمایا ہے اور یہ کوئی قبیح امر نہیں ہے، ہر شخص تحدیث نعمت کے لئے مامور من اللہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: واما بنعمة ربك فحدث پس جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحدیث نعمت کے لئے مامور من اللہ ہیں آپ کے اتباع کے طور پر تمام امت بھی تحدیث نعمت کے لئے مامور من اللہ ہے اور ہو سکتا ہے کہ وہ حضرات مجددین بطور خاص بطریق تحدیث نعمت و بغرض استفادہ قوم اپنے مجدد ہونے کے اظہار پر مامور من اللہ ہوں، فافهم ولا تكن من القاصرين۔

⑧ اقامت دین احیائے سنت اور ازالہ بدعت کرنے والے کے لئے علوم شرعیہ میں مہارت تامہ اور اتباع سنت میں کمال کا حصول لازمی ہے اور اس کی پہچان کے لئے یہ بھی دیکھنا ضروری ہے کہ خواص و اخص الخواص اکابر امت میں اس کی مقبولیت کیسی ہے حدیث شریف میں ہے:

عن ابو هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله اذا احب عبدا دعا جبريل فقال انى احب فلانا فاحبه قال فيحبه جبريل الى اخر الحديث[1]

---

[1] مسلم شریف

Marfat.com

یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ اپنی محبت کا اظہار کا ارادہ فرماتا ہے تو جبرئیل (علیہ السلام) کو پکارتا ہے اور فرماتا ہے کہ میں فلاں شخص کو دوست رکھتا ہوں تو بھی اس کو دوست رکھ پس جبرئیل (علیہ السلام) اس کو دوست رکھتا ہے پھر جبرئیل (علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم کے بموجب) آسمان میں ندا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص کو دوست رکھتا ہے تم بھی اس کو دوست رکھو پس اس کو تمام آسمان والے دوست رکھتے ہیں پھر اس کے لئے قبولیت (یعنی آثار محبت) زمین میں رکھی جاتی ہے (کہ زمین والے یعنی جن وانس اس سے محبت کرنے لگتے ہیں) الیٰ آخر الحدیث [1]

"پھر اس کے لئے قبولیت زمین میں رکھی جاتی ہے" کا مطلب یہ ہے کہ اہل دنیا کے دلوں میں اس کی محبت اور رضا پیدا کر دی جاتی ہے پس لوگوں کے دل اس کی طرف مائل ہوتے ہیں اور وہ اس سے راضی ہو جاتے ہیں یعنی جبرئیل علیہ السلام وغیرہ کی جانب سے ابتداءً اس کی محبت اللہ سے محبت پیدا رکھنے والوں کے دلوں میں ڈال دی جاتی (پھر ان کے ذریعہ سے دوسرے لوگوں میں اس کی محبت پیدا ہوتی جاتی ہے۔ جس طرح پہلے اللہ تعالیٰ جبرئیل علیہ السلام کو اس سے محبت کرنے کیلئے فرماتا ہے پھر جبرئیل علیہ السلام ملائکہ مقربین کو پھر ملاء اعلیٰ کے فرشتوں کو اس کا اظہار فرماتا ہے اور وہ اس شخص سے محبت کرتے ہیں بعینہٖ اسی طرح اہل زمین میں بھی اس کی محبت پہلے اخص الخواص اولیاء اللہ میں پیدا کی جاتی ہے پھر دوسرے اولیاء میں اور پھر عامۃ المؤمنین میں اس کی قبولیت کی ابتداء ہوتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ محبوبین ومقبولین بارگاہ خداوندی کا معیار یہ ہے کہ ان کی مقبولیت ابتداءً اخص الخواص میں ہوتی ہے پھر ان کے قریب والوں میں، علیٰ ہذا القیاس پھر ان قریب والوں کے قریبی حلقہ میں قبولیت پیدا ہوتی جاتی ہے حتیٰ کہ وہ عام اہل دنیا میں مقبول ومحبوب ہو جاتا ہے)۔

پس بہت سے اولیاء اللہ کو جو عوام الناس میں قبولیت حاصل نہیں ہوتی اس سے حدیث مذکور کی تردید نہیں ہوتی اس لئے کہ خواص میں مقبولیت حاصل ہونے کا اعتبار ہے نہ کہ محض عوام میں

---

[1] اس کو مسلم نے روایت کیا ہے (المشکوٰۃ کتاب الآداب باب الحب فی اللہ ومن اللہ)

Marfat.com

مقبولیت کا (اور اسی طرح اگر کوئی فاسق و فاجر شخص کسی وجہ سے عوام میں مقبول ہو جائے چونکہ خواص اس کو اس کے فسق و فجور کی وجہ سے قبول نہیں کریں گے تو اس کی یہ مقبولیت اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہونے کی دلیل نہیں ہے۔

اسی مضمون کی حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے عبد بن حمید و بخاری و مسلم و ترمذی و ابن المنذر و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ اور بیہقی نے الاسماء والصفات کے بیان میں روایت کی ہے اور اس میں کہا ہے

فَذٰلِكَ قَوْلَ اللّٰه تعالىٰ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُم الرَّحْمٰنُ وُدًّا [سورة مريم:٩٦]

یعنی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اعمال صالحہ کئے اللہ تعالیٰ ان کے لئے (خلائق کے دل میں) محبت پیدا کر دے گا) تفسیر درمنثور میں اس آیت کی تفسیر میں درج ہے کہ امام ترمذی و ابن مردویہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سَيَجْعَلُ لَهُم الرَّحمن ودًّا کے بارے میں دریافت کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مومنین کے سینوں اور ملائکہ مقربین میں محبت ہونا" الحدیث۔

پس یہ ان حضرات کی ولایت کی علامت اور اہلیت مشیخت کی دلیل ہے اور حدیث بالا میں اسی محبت کے پیدا کر دینے کا ذکر ہے اور مخلوق کے دلوں سے مراد وہ دل ہیں جن میں حق تعالیٰ کی محبت ہو پس یہ اشکال نہ رہا کہ بہت سے مؤمنین و صلحاء سے بعض لوگوں کے دلوں میں بغض ہوتا ہے کیونکہ ایسے لوگ بد باطن ہوتے ہیں اور صلحاء سے بغض رکھنا خبثِ باطن کی علامت ہے، مذکورہ بالا حوالوں سے معلوم ہوا کہ مشکوۃ شریف کی حدیث متفق علیہ فی المعنی ہے۔

نیز جاننا چاہئے کہ یوں تو ہر مسلمان مبلغ اسلام ہے اور دین کا جس قدر علم جس کے پاس ہے وہ اس کو دوسروں تک پہنچانے کا مکلف ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

بلغوا عني ولو اٰية [بخاری حدیث نمبر ٣٢٧٤]

یعنی "اگر تم کو مجھ سے ایک آیت بھی ملے تو دوسروں کو پہنچاؤ"

Marfat.com

ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ "جو میری مجلس میں حاضر ہے وہ میری باتوں کو غائبین تک پہنچادے" تاہم جس طرح اللہ پاک کا فرمان ہے:

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ

(ہم نے بعض رسولوں کو بعض پر فضیلت دی)

امت کے افراد میں بھی بعض کو بعض پر فضیلت ہے پس دین کی تبلیغ و تائید کرنے والے حضرات کے بھی عام اصول کے مطابق تین درجے ہیں: اول عام مؤمنین ان کی بھی دو قسمیں ہیں ایک وہ لوگ جو فاسق و فاجر و فاسق معلن ہیں ان سے بھی دین کی خدمت و تائید کے بعض کام ادا ہوتے رہتے ہیں اور بعض وقت کسی فاجر و فاسق سے دین کی کوئی نمایاں خدمت سرانجام پاتی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے: اِنَّ اللّٰهَ لیؤیدهذا الدین بالرجل الفاجر لیکن اس کے باوجود علماء و صلحاو خواص المؤمنین میں اس کو مقبولیت عامہ حاصل نہیں ہوتی، دوسرے وہ عام مؤمنین ہیں جو علانیہ فسق و فجور سے حتی الامکان گریز کرتے ہیں یہ لوگ پہلی قسم کے مؤمنین کے مقابلہ میں زیادہ خدمت دین اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا کام کرتے رہتے ہیں انہی کے متعلق ارشاد خداوندی ہے:

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ [سورئہ توبہ ع ۹ آیت ۷۱]۔

"اور مومن مرد اور مومن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ وہ نیکی کی تلقین کرتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں، اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔"

دوم :...... خواص المؤمنین، اگرچہ آیہ مذکورہ تمام مؤمنین کے بارے میں ہے لیکن دین کی تائید

Marfat.com

وتبلیغ کا کام اس گروہ کی خصوصیت کو دوسروں سے نمایاں کرتا اور عام مؤمنین پر ان کو فوقیت دیتا ہے۔ یہ حضرات صحیح عقائد اہل سنت و جماعت رکھتے ہوئے شریعت مقدسہ اور سنت نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر حتی المقدور ہر وقت عمل پیرا رہتے ہیں ان کے نفوس کا تزکیہ ہو چکا ہوتا ہے اس لئے اخلاص عمل کی دولت سے مالا مال ہوتے ہیں یہ حضرات ہر وقت اقامتِ دین و احیائے سنت و ازالہ بدعت میں کوشاں رہتے ہیں اور دعوتِ حق بلا خوفِ لومۃ لائم ہر وقت ان کا مشغلہ رہتا ہے، ان کی تبلیغ کا اثر ان کے تقویٰ و تزکیہ نفس و اخلاصِ عمل کی برکت سے بہت زیادہ ہوتا ہے، یہ اولیاء اللہ کی جماعت ہے ان کی شان میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ O
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ O [سورئہ یونس ع ۷ آیات ۶۲-۶۳]

"یاد رکھو! اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ وہ مغموم ہوتے ہیں اور یہ لوگ وہ ہے جو ایمان لائے اور انھوں نے تقوی اختیار کیا"۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ولایت کا مبنیٰ ایمان اور تقویٰ ہے، ان حضرات کی دعوت عام مؤمنین کی دعوت سے نہایت ممتاز و مؤثر ہوتی ہے کیونکہ یہ حضرات تقویٰ کے زیور سے آراستہ اور تزکیہ نفس و اخلاص عمل کی دولت سے مالا مال ہوتے ہیں بخلاف عام مؤمنین کے کہ وہ ابھی تک نفس کی شرارتوں سے پوری طرح محفوظ نہیں ہیں اور اعمال میں اخلاص کی دولت سے کافی حد تک محروم ہوتے ہیں۔

سوم:...... اخص الخواص، اولیا اللہ میں بھی عام اولیاء اللہ اور خواص اولیاء اللہ ہوتے ہیں یہ حضرات دعوت وعزیمت کے لوگ ہیں حدیث شریف میں وارد ہے افضل الجهاد كلمة حق عند سلطان جائر وفي رواية كلمة عدل [سنن نسائی حدیث نمبر ٤٣٤٤] یہ حضرات اس حدیث پر پوری طرح عمل کرتے ہیں، اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت اور کسی ایذا رساں کی ایذا رسانی سے بے خوف ہو کر اقامت دین و احیائے سنت و ازالہ بدعت کا فریضہ انجام دیتے رہتے ہیں ایسے زمانہ میں جبکہ دین بہت کمزور ہو گیا ہو اپنے اور اغیار ہدم دین میں دن رات لگے ہوئے ہوں، شریعت کے احکامات پر چلنا آگ پر چلنے کی طرح مشکل ہو گیا ہو بدعات

Marfat.com

طرف زور ہو، علماء سوء وصوفیائے خام کا زور ہو، انہی اخص الخوص اولیاء اللہ میں سے ایک شخص جماعت ظاہر ہوتی ہے جو دعوت اسلام کا کام اس انداز سے سرانجام دیتی ہے کہ دین نئے سرے سے زندہ ہو جاتا ہے اور لوگ احکام شریعت پر عمل کرنے لگتے ہیں اور قانون شرعی کو بالادستی حاصل ہو جاتی ہے ایسے ہی ایک شخص یا جماعت پر حدیث کی رو سے مجدد کا اطلاق ہوتا ہے اس کی معرفت کے لئے ضروری ہے کہ اس کے عقائد اہل سنت وجماعت کے مطابق ہوں، علوم شرعیہ میں مہارت تامہ اور اتباع سنت میں کمال حاصل ہو، اخلاص کی دولت سے مالا مال ہو، اخص الخواص سے عام مؤمنین تک اس کو مقبولیت حاصل ہو، اقامت دین واحیائے سنت وازالہ بدعت میں اس کی خاص شان ہو، ھذا ماعندی ، واللہ اعلم بالصواب [1]

کیا ہر مجدد کامیاب ہوتا ہے؟

مصنف کتاب مجدد الف ثانی تحریر کرتے ہیں:

اول:...... چونکہ منصب تجدید منصب نبوت کا ظل کامل ہے اور شئونِ تجدید بھی شئونِ نبوت سے بہت کچھ ملتی ہیں اس لئے جس طرح انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام بلاخوفِ لومۃ لائم اور بے خطر جان وخانمان احکام الٰہی من وعن بلاکم وکاست اللہ کے بندوں تک پہنچاتے رہے ہیں اور ارشاد خداوندی یَا أَیُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَیْكَ مِن رَّبِّكَ [سورۃ المائدۃ:٦٧] ہر وقت ان کے پیش نظر رہا ہے اسی طرح مجدد بھی آنحضرت ﷺ کی شریعتِ مقدسہ کے احکام بلاخوفِ لومۃ لائم امت کے سامنے پیش کرتا رہتا ہے اور اپنی زندگی کا ہر لمحہ اس کے لئے وقف سمجھتا ہے۔

دوم:...... ایمان کا حاصل ہونا اور ہدایت کا ملنا اللہ تعالیٰ کی مشیت اور اس کے فضل وکرم پر موقوف ہے، تمام لوگوں کو مؤمن وہدایت یافتہ بنا دینا نبی کے ذمہ نہیں ہے بلکہ اگر نبی کسی خاص شخص کے متعلق چاہے کہ وہ ایمان لے آئے اور ہدایت حاصل کر لے تو جب تک اللہ تعالیٰ نہ چاہے ایسا نہیں ہو سکتا اور اس سے نبی کی شان میں کوئی کمی نہیں آتی، قال اللہ تعالیٰ:

إِنَّكَ لَا تَهْدِی مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ یَهْدِی مَن یَشَاءُ
وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِینَ [سورۃ قصص: ٥٦]

---

[1] کتاب "مجدد الف ثانی"

Marfat.com

"پس نبی کے ذمہ اللہ تعالیٰ کے احکام کا پہنچا دینا ہے اللہ تعالیٰ ہی جس کو چاہے ہدایت دیتا ہے"

اوراس میں اس کے لئے حکمت بالغہ او حجۃ واقعہ ہے وقال اللہ تعالیٰ

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِى الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ [یونس آیت ۹۹]

وقال اللہ تعالیٰ:

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ [البقرۃ آیت ۲۷۲]

وقال اللہ تعالیٰ

وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ، [سورۃ یوسف:۱۰۳]

وایضاً

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ [یونس آیت ۱۰۰]

وایضاً قال اللہ تعالیٰ

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً [ھود:۱۱۸]

وغیرھا من آیات القرآن

پس اگر کسی نبی پر معدودے چند لوگوں کے سوا باقی لوگ ایمان نہ لائے یا کوئی شخص بھی ایمان نہ لایا تب بھی اس نبی کا مشن کامیاب رہا کیونکہ کسی نبی سے احکام الٰہی کے پہنچانے میں کوئی کوتاہی نہیں ہوئی لہٰذا ہر نبی کی شان نبوت اور ہر رسول کی شانِ رسالت ہر طرح سے اعلیٰ وارفع اور بے داغ ہے بعینہ مجددین بھی اقامت دین احیائے سنت وازالہ بدعت میں حتی المقدور سعی و کوشش کرتا ہے جس کی بنا پر کہا جائے گا کہ ہر مجدد اپنے مشن میں کامیاب رہا بایں ہمہ اس سلسلہ میں مجدد کی ایک خاص شان ہوتی ہے اور غیر معمولی کوشش اس سے ظہور میں آتی ہے جس کی بنا پر معاصرین اور بعد میں آنے والے حضرات اس کو مجدد تسلیم کرتے اور تجدیدی کارناموں کی تصدیق کرتے ہیں۔

Marfat.com

وم :...... نبی کے ذمہ اپنی امت کو احکام الٰہی کا پہنچانا ہے قال تعالیٰ!

فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ [سورة الانعام:٨٢] ......

یضاً قال تعالیٰ

فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَاب [سورة الرعد:٤٠]

وَغَيْرَهُمَا مِنَ الْاٰيَاتِ

پس جس طرح نبی کا کام احکام الٰہی کا امت کو پہنچا دینا ہے اور ہدایت کا دینا اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے اسی طرح مجدد کا کام بھی احکام شریعت کی تبلیغ اور احیائے سنت وازالہ بدعت واقامت دین کے لئے کوشش کرنا ہے تمام لوگوں کو ہدایت پر لگا دینا جب نبی کے ذمہ نہیں ہے تو مجدد کے ذمہ بھی نہیں ہے البتہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ چاہے گا وہ ضرور اس کے فیض تربیت سے فیضیاب ہو کر فلاح دارین حاصل کریں گے اور حضور انور ﷺ کی تبعیت وراثت کے فیض اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مشیت ایزدی کے مطابق مجدد کی کوششوں کا خاطر خواہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے جس کی بنا پر اہل زمانہ بھی اور بعد میں آنے والے حضرات بھی اس کے مجدد ہونے کو تسلیم اور اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

چھارم :...... جو لوگ رسول اللہ ﷺ پر ایمان لے آئے تھے رسول اللہ ﷺ ان کے سامنے قرآن پاک کی آیات کی تلاوت کرتے تھے اور ان کا تزکیہ نفس فرماتے تھے یعنی امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرتے تھے اور جس خبث ونجاستِ باطنی سے وہ لوگ حالتِ شرک وجاہلیت میں ملوث تھے اس سے ان کے نفوس کا تزکیہ فرماتے تھے اور ان کو قرآن وسنت کے احکام سکھاتے تھے قال تعالیٰ

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ [سورة آل عمران:١٦٤] وغيرهامن الايات،

مجدد بھی لوگوں کے سامنے تبلیغ دین کے لئے کلام الٰہی کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقوں سے جو اس کو بطریق توارث مشائخ کرام قدس

Marfat.com

سرہم سے پہنچے ہیں اپنے متبعین کا تزکیہ نفس کرتا ہے ان کو احکام قرآنی اور مسائل دینی کی تعلیم دیتا ہے اور مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ جو تحریف اور تغیر و تبدل عقائد و احکام دین میں ضالین و مبتدعین کی طرف سے پیدا ہو جاتا ہے مجدد اس کی اصلاح کر کے صحیح دین کی تعلیم دیتا بدعات فی الدین کا ازالہ کرتا اور جو سنتیں مردہ ہو گئی ہیں ان کو زندہ کرتا ہے۔

پنجم:......انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کی شخصیات اور ان کی تعلیمات اور طریقہ ہائے کار اطوار عقل و فکر سے ماوراء ہیں عقل ان سے درماندہ اور فکر نارسا ہے عقلا معرفت حق سے محروم و اطبا دریوزہ گرِ صحف انبیاء ہیں اور اتباع عقل گمراہی ہے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے مکتوب نمبر ۲۳ دفتر سوم میں مذکورہ بالا دعووں کو مفصل و مدلل طور پر ثابت فرمایا ہے اس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

''انبیاء علیہم السلام اہل عالم کے لئے رحمت ہیں جن کی بعثت کے ذریعہ حق تعالیٰ نے اپنی ذات و صفات سے ہم ناقص عقلوں اور کم فہموں کو خبر دی ہے اور ہماری کوتاہ فہم کے موافق اپنے ذاتی و صفاتی کمالات پر اطلاع بخشی ہے اور اپنی رضامندی کو اپنی ناراضگی سے جدا کیا ہے اور ہمارے دنیا اور آخرت کے نفعوں کو ہمارے ضرروں و نقصانات سے ممتاز فرمایا ہے اگر ان کے وجودِ شریف کا وسیلہ نہ ہوتا تو انسانی عقلیں حق تعالیٰ کے اثبات میں عاجز رہتیں اور اس کے کمالات کے ادراک میں ناقص و قاصر ہوتیں غرض انبیاء علیہم السلام کی تعلیم و ہدایت کے بغیر عقل اس اعلیٰ دولت کے اثبات میں کوتاہ و گمراہ ہے جب ان حضرات کی تبلیغ سے وجود خدا عام طور پر تسلیم کر لیا گیا تب فلاسفہ بھی اپنی غلطی پر مطلع ہو کر بے اختیار وجودِ خدا کے تسلیم کرنے پر مجبور ہوئے حق تعالیٰ کی صفاتِ کمال کا وجود انبیاء علیہم السلام کی بعثت، فرشتوں کی عصمت، حشر و نشر بہشت و دوزخ اور ان کا دائمی راحت و رنج وغیرہ جو شریعت نے بیان کی ہیں عقل ان کے ادراک سے قاصر ہے اور ان بزرگواروں سے سنے بغیر ان امور کے اثبات میں ناقص اور غیر مستقل ہے جس طرح طورِ عقل حس سے ماوراء ہے اسی طرح طور نبوت بھی

Marfat.com

طورِ عقل سے ماوراء ہے جو چیز عقل سے مدرک نہ ہو سکے نبوت کے ذریعہ ادارک میں آجاتی ہے جو شخص طور نبوت کا منکر اور بداہت وصراحت کا مخالف ہے پس انبیاء علیہم السلام کا وجود ضروری تھا کیونکہ حق تعالیٰ کی وہ تعظیم جو اس کی طرف سے حاصل نہ ہو وہ اس کے شکر کے لائق نہیں اس لئے کہ قوت انسانی اس کے ادراک میں عاجز ہے بسا اوقات اس کی بے تعظیمی کو تعظیم سمجھتا ہے اور شکر سے ہجو میں آجاتا ہے حق تعالیٰ سے اس کی تعظیم کے استفادہ کا طریق نبوت اور انبیاء علیہم السلام کی تبلیغ پر موقوف ہے اولیاء کرام کا الہام بھی انوار نبوت سے مقتبس ہے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہی کی متابعت کے فیض و برکت کا نتیجہ ہے ریاضت ومجاہدہ کا طریق نظر واستدلال کے طریق کی طرح اس وقت اعتماد واعتبار کے لائق ہوتا ہے جبکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق کے ساتھ مل جائے جو حق تعالیٰ کی طرف سے تبلیغ کرتے ہیں اور حق تعالیٰ کی تائید سے موید ہیں جن علوم میں عقل کا استقلال اور استحکام ہے وہ غلط وخطا سے محفوظ ہونے کے باوجود اس بحث سے خارج اور دائرہ مالایعنی میں داخل ہیں یہاں گفتگو ان علوم سے ہے جن کے ادراک میں عقل عاجز اور قاصر ہے اور طور نبوت پر موقوف ہیں اور جن پر آخرت کی نجات منحصر ہے"۔

حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طور طریقوں کے مطابق [فر]ائض رسالت ونبوت ادا کرتے ہیں اس لئے ان حضرات کی کوششوں کے جو بھی نتائج ظاہر [ہو]تے ہیں وہ اللہ جل شانہ کی مرضی ورضا کے عین مطابق ہوتے ہیں، اگرچہ مجدد معصوم نہیں ہوتا [لیکن] وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر قسم کے ظاہری وباطنی فتنوں سے محفوظ ہوتا ہے، مجدد کو جو فیض ہوتا [ہ]ے وہ فیضان نبوت کا ظل ہوتا ہے وہ حضرت رسالت مآب ﷺ کی پیروی ان کے تمام اطوار و [اعما]ل میں کرتا ہے اس لئے مجدد کو اتباع رسول اللہ ﷺ کی بنا پر فیضان نبوت سے وافر حصہ نصیب [ہو]تا، اگرچہ نبوت حضرت سیدنا حبیب کبریا ﷺ پر ختم ہو چکی ہے اور کوئی نبی ظلی و بروزی بھی

Marfat.com

نہیں آئے گا مجدد کو وجدان والہام صحیح سے مالا مال کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ مجدد کی راہبری و راہنما وجدان والہام سے کرتے ہیں اس میں خطا بہت کم واقعہ ہوتی ہے مجدد اپنے زمانے میں اولیاء کرام کا سردار ہوتا ہے اس لئے اسے کشف صحیح نصیب ہوتا ہے کشف الہام وجدان بھی انوار نبوت سے مقتبس ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ اقدس سے برکت وفیض نصیب ہوتا ہے۔

کیا حضرت شیخ احمد سرہندی مجددِ الف ثانی ہیں

بعض آیات واحادیث میں حضرت شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہ کے ظہور فیض گنجور و وجود باجود کے متعلق اشارات ملتے ہیں چنانچہ تفسیر مظہری میں سورۂ واقعہ کی آیت وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ کی تفسیر میں قاضی ثناء اللہ محدث پانی پتی قدس سرہ لکھتے ہیں:

"قال المجدد رحمة الله عليه الصحابه كلهم كانوا مستغرقين فى كمالات النبوة ومن التابعين اكثرهم ومن اتباع التابعين اقلهم ثم انطبس انوار النبوة واختفى أثارها وظهر كمالات الولاية واستعلى انوارها السكر والشطح وكثرة الخوارق المستفادة من التجليات الصفاتية والظلية حتى اذا مضى بعد الهجرة الف سنة تدارك رحمة الله الواسعة افاض كمالات النبوة بمقتضى طينة النبى صلى الله عليه وسلم على بعض اتباعه حتى اشتبه اخر الامة باولها فقال النبى صلى الله عليه وسلم مثل امتى كمثل المطر لايدرىٰ اوله خير ام أخره راوه الترمذى عن انس وروى رزين عن جعفر بن محمد الصادق رضى الله عنه عن ابيه الباقر عن جده قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ابشروا ابشروا انما مثل أُمتى مثل الغيث لايدرى اخره خير ام اوله اوكحديقة اطعم منها فوجعا ماثم اطعم

Marfat.com

منھا فوج عاما العل آخرھا فوجا ان یکون اعرضھا عرضا واعمقھا عمقا واحسنھا حسنا وعن ابن الدرداء رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خیر امتی اولھا و اٰخرھا وفی وسطھا الکدر رواہ الحکیم الترمذی

پھر آیۃ ثلثۃ من الاولین وقلیل من الاخرین کے جزو قلیل من الآخرین کی تفسیر میں لکھتے ہیں ''وھم ارباب کمال النبوۃ الذین وجدوا بعد الف سنۃ کما ذکرنا من قبل ''اس بیان سے معلوم ہوا کہ اس آیت میں مجدد الف ثانی کے ظہور کی طرف اشارہ ہے (واللہ اعلم بالصواب)۔

اسی طرح علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے جمع الجوامع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث نقل کی ہے جو گویا آپ کے متعلق پیشینگوئی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

یکون فی امتی رجل یقال لہ صلۃ یدخل الجنۃ بشفاعتہ کذا و کذا

''یعنی میری امت میں ایک شخص پیدا ہوگا جس کو صلہ کہا جائے گا اس کی شفاعت سے بکثرت لوگ جنت میں جائیں گے۔''

حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہ کا اظہار مجددیت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے بکثرت انبیاء و مرسلین گذرے ہیں کوئی بستی اور کوئی امت ایسی نہیں گذری جس میں کوئی ہدایت کرنے والا اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے ڈرانے والا نہ گذرا ہو، چنانچہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْهَا نَذِیْرٌ اور دوسری جگہ فرمایا ہے ولکل قوم ھاد لیکن تقریباً ہر ہزار سال کے بعد ایک اولوالعزم پیغمبر کا زمانہ آتا رہا ہے چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کے تقریباً ہزار سال کے بعد حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے تقریباً ہزار سال بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پھر آنحضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت ملنے والی نہیں تھی لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

Marfat.com

شریعت کے قیامت تک محفوظ رہنے کے انتظامات بھی قدرت کاملہ کی طرف سے بیش از بیش کئے گئے اور امت کو ان انتظامات سے بطور پیشنگوئی کے آگاہ کر کے مطمئن کر دیا گیا بعض اہم انتظامات کی خبر قرآن مجید میں ہے اور بعض کی احادیث صحیحہ میں چنانچہ ہر صدی میں مجدد کا ہونا بھی انہی انتظامات کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے جس کا ذکر احادیث صحیحہ میں ہے لہٰذا سنن ابی داؤد کی ایک حدیث اوپر بیان ہو چکی ہے لیکن صدی کے مجدد کے علاوہ ہزار سال کے بعد اولوالعزم پیغمبر کے قائم مقام اولوالعزم مجدد کا ہونا بھی لازمی تھا تا کہ جس طرح صدی کے مجددین کی خدمات کے اثرات ایک صدی تک کے لئے ہوتے ہیں ہزار سال کے مجدد کی خدمات کے اثرات آئندہ ایک ہزار سال تک باقی رہیں، چنانچہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ کو ''الف ثانی'' کا مجدد بنا کر اس دنیا میں بھیجا آپ سے پہلے صدی کے مجدد ہوا کرتے تھے الف (ہزار) کا مجدد کوئی نہیں ہوا کیونکہ الف ثانی کا آغاز ہی نہیں ہوا تھا اور الفِ اول میں خود سید البشر احمد مجتبیٰ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس واطہر موجود تھی۔

حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ کے نام مکتوب میں اظہار مجددیت

کہ اللہ سبحانہٗ کی قدرت کی یہی لفظ صلہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے اپنے لئے استعمال ہوا ہے، اس امت میں آپ سے پہلے یہ لفظ کسی نے اپنے لئے استعمال نہیں کیا (ان فی ذالك لایات) چنانچہ مکتوب نمبر ۲ دفتر دوم میں اپنے فرزندِ رشید و خلیفہ راشد عروہ الوثقی مجدد دین خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کو بعض پوشیدہ اسرار تحریر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

''میں اپنی پیدائش کا جو مقصد سمجھتا تھا معلوم ہوا کہ وہ حاصل ہو گیا ہے اور ہزار سالہ درخواست قبول ہو گئی۔''

الحمدللہ الذی جعلنی صلة بین البحرین ومصلحا بین الفئتین اکمل الحمد علیٰ کل حال والصلوٰة والسلام علیٰ خیر الانام وعلی اخوانه الکرام من الانبیآء والملائکة العظام

''اللہ تعالیٰ کا ہر حال میں کامل ترین شکر ہے جس نے مجھ کو دو سمندروں کا

Marfat.com

ملانے والا اور دو گروہوں کے درمیان صلح کرانے والا بنایا اور حضرت خیر الانام ﷺ اور ان کے اخوان کرام یعنی انبیاء کرام وملائکہ عظام پر صلوٰۃ وسلام ہو۔"

آپ نے اس طرح تحریر فرما کر مذکورہ بالا حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے اس حدیث کا مصداق مجھ کو بنایا یہاں دو سمندروں سے مراد شریعت اور طریقت ہیں اور دو گروہوں سے مراد علماء اسلام اور مشائخ کرام ہیں شریعت اور طریقت میں جو اختلاف بظاہر نظر آرہا تھا وہ آپ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے رفع کر دیا اور جو اختلاف علماء کا مشائخ سے تھا وہ بڑی حد تک کم ہو گیا اس سلسلہ میں دفتر دوم کا پہلا مکتوب ملاحظہ ہو۔[1]

حضرت میر محمد نعمان بدخشی رحمۃ اللہ علیہ کے نام مکتوب

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ خود اپنے ایک مکتوب گرامی میں جو میر محمد نعمان بدخشی رحمۃ اللہ علیہ کے نام دفتر اول مکتوب نمبر ۱۰۹) میں ارشاد فرماتے ہیں۔

گذشتہ شریعتوں کا یہی حال تھا کہ اولوالعزم پیغمبر کے رحلت فرما جانے کے ہزار سال بعد تک انبیاء کرام ومرسلین مبعوث ہوتے رہتے تھے جو اولوالعزم پیغمبر کی شریعت کو تقویت دیتے تھے اور اس کے کلمہ کو بلند کرتے تھے اور جب اس اولوالعزم پیغمبر کی دعوت وشریعت کا دورہ تمام ہو جاتا تھا تو دوسرا اولوالعزم پیغمبر مبعوث ہو جاتا تھا اور نئے سرے سے اپنی شریعت ظاہر کرتا تھا اور چونکہ حضرت خاتم الرسل ﷺ کی شریعت نسخ وتبدیل سے محفوظ ہے اس لئے حضور کی امت کے علماء کو انبیاء کا قائم مقام بنا کر شریعت کی تقویت اور ملت کی تائید کا کام ان کے سپرد فرمایا ہے بلکہ ایک اولوالعزم پیغمبر (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کو آنحضرت ﷺ کا متبع بنا کر آپ کی شریعت کو ترقی بخشی ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ [سورۃ الحجر:۹]

"ہم نے قرآن مجید کو نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔"

اور جاننا چاہئے کہ حضرت خاتم الرسل ﷺ کے رحلت فرما جانے کے ہزار سال بعد

[1] مقامات خیر ص ۴۵

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے جو اولیا ظاہر ہوں گے اگر چہ وہ قلیل ہوں گے مگر اکمل ہوں گے تا کہ اس شریعت کی تقویت پورے طور پر کر سکیں، حضرت مہدی علیہ السلام جن کی تشریف آوری کی نسبت خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بشارت فرمائی ہے ہزار سال کے بعد پیدا ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام خود بھی ہزار سال کے بعد نزول فرمائیں گے۔ نیز مکتوب نمبر ۴ دفتر دوم میں حضرت سید نعمان رحمۃ اللہ علیہ کے نام ہے۔

''جاننا چاہئے کہ ہر سو سال کے بعد ایک مجدد گذرا ہے لیکن سو سال کا مجدد اور ہے اور ہزار کا مجدد اور جس قدر سو اور ہزار کے درمیان فرق ہے اسی قدر بلکہ اس سے زیادہ دونوں مجددوں کے درمیان فرق ہے اور مجدد وہ ہوتا ہے کہ جو فیض اس مدت میں امتوں کو پہنچتا ہے اسی کے ذریعہ پہنچتا ہے خواہ اس وقت کے اقطاب و اوتار ہوں اور خواہ ابدال و نجبا' خاص کند بندۂ مصلحت عام را

دفتر اول مکتوب نمبر ۲۳۴ میں حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

''اے فرزند! یہ علوم و معارف کہ جن کی نسبت اہل اللہ میں سے کسی نے نہ ہی صراحت سے گفتگو کی ہے اور نہ ہی اشارے سے، ان نہایت اعلیٰ معارف اور اکمل علوم میں سے ہیں جو کہ ہزار سال کے بعد ظہور میں آئے ہیں اور واجب تعالیٰ و تقدس کی حقیقت اور ممکنات کے حقائق کو جس قدر کہ ممکن و لائق ہے بیان فرمایا ہے، یہ معارف نہ کتاب و سنت کے ساتھ مخالفت رکھتے ہیں اور نہ ہی اہل حق کے اقوال کے مخالف ہیں) پھر چند سطور کے بعد فرماتے ہیں) اے فرزند! یہ وہ وقت ہے کہ پہلی امتوں میں ایسے ظلمت سے بھرے ہوئے وقت میں اولوالعزم پیغمبر مبعوث ہوتا تھا اور نئی شریعت کو زندہ کرتا تھا اور اس امت میں جو کہ خیر الامم ہے اور اس امت کے پیغمبر آنحضرت خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں (اس امت کے) علماء کو انبیائے بنی اسرائیل کا مرتبہ دیا گیا ہے اور انبیاء کے وجود سے علماء کے وجود کے ساتھ

Marfat.com

مستغنی فرمایا ہے اسی لئے ہر صدی کے سرے پر (ختم پر یا شروع میں) اس امت کے علماء میں سے ایک مجدد مقرر کرتے ہیں تا کہ شریعت کو زندہ کرے خصوصاً ہزار سال کے بعد جو کہ سابقہ امتوں میں، اولوالعزم پیغمبر کے پیدا ہونے کا وقت ہے ایسے وقت میں ہر پیغمبر کو کافی نہیں سمجھا گیا (بلکہ اولوالعزم پیغمبر مبعوث کیا گیا) اب بھی اسی طرح کے وقت میں ایک تام المعرفت عالم و عارف درکار ہے جو گذشتہ امتوں کے اولوالعزم پیغمبر کے قائم مقام ہو۔"

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید

دیگراں نیز کنند آنچہ مسیحا می کرد

نیز حضرت شیخ مجدد قدس سرہ دفتر اول مکتوب نمبر ۲۶۱ میں تحریر فرماتے ہیں:

"یہ وہ کمال ہے جو ہزار سال کے بعد وجود میں آیا ہے اور آخریت سے جو اولیت کے رنگ میں ظاہر ہوئی ہے شاید حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی سبب سے فرمایا ہے کہ "اولھم خیر ام اخرھم (ان میں سے اول بہتر ہیں یا ان میں سے آخر) اور دوسری حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس امت میں سے بہترین اول ہیں یا آخر اور درمیان میں کدورت و تیرگی ہے" (پھر چند سطروں کے بعد تحریر فرماتے ہیں) اور اس امت کی آخریت کا شروع آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رحلت فرمانے کے بعد الف ثانی یعنی دوسرے ہزار سال کی ابتدا سے ہے کیونکہ الف یعنی ہزار سال کے گذرنے کو امور کے متغیر کرنے میں بڑی خاصیت ہے اور اشیاء کی تبدیلی میں قوی تاثیر ہے اور چونکہ اس امت میں نسخ و تبدیلی نہیں ہے اسی لئے سابقین کی نسبت اسی ترو تازگی کے ساتھ متاخرین میں جلوہ گر ہوئی ہے اور (اس نے) الف ثانی میں شریعت کی تائید اور ملت کی تجدید فرمائی ہے۔

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ دفتر اول مکتوب نمبر ۳۰۱ میں اس طرح ارشاد فرماتے ہیں:

"میں خیال کرتا ہوں کہ اس دولت نے تابعین بزرگواروں پر بھی اپنا پرتو ڈالا ہے اور تبع تابعین بزرگواروں پر بھی اپنا سایہ ڈالا ہے بعد ازاں یہ

Marfat.com

دولت پوشیدہ ہوگئی حتیٰ کہ آں سرور عالم ﷺ کی بعثت سے الف ثانی (دوسرے ہزار سال) کی باری آگئی اور اس وقت بھی وہ دولت تبعیت اور وراثت کے طور پر ظاہر ہوگئی اور آخر کو اول سے مشابہ کر دیا ہے۔''

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ دفتر دوم مکتوب نمبر ۴ میں ارشاد فرماتے ہیں:

یہ علوم انوار نبوت علی اربابہا الصلوٰۃ والسلام والتحیہ کی مشکوٰۃ (قندیل) سے مقتبس ہیں جو الف ثانی (دوسرے ہزار) کے آغاز کے بعد تبعیت و وراثت کے طور پر تازہ ہوئے ہیں اور تر و تازہ ہو کر ظاہر ہوئے ہیں ان علوم و معارف کا صاحب اس الف (دوسرے ہزار) کا مجدد ہے چنانچہ اس کا میدان علوم و معارف ہیں جو کہ ذات و صفات و افعال اور احوال و مواجید و تجلیات و ظہورات کے تعلق ہیں نظر و غور کرنے والوں پر پوشیدہ نہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ تمام علوم و معارف علماء کے علوم اور اولیاء کے معارف کے علاوہ ہیں بلکہ یہ علوم (علماء و اولیاء کے) ان علوم کے مقابلہ میں (جو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پر ظاہر ہوئے) پوست کی طرح ہیں اور یہ (مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے) معارف اس پوست کے مغز کی مانند ہیں واللہ سبحانہ الہادی۔''

حضرت شیخ مجدد قدس سرہ بادشاہ اکبر اور جہانگیر بادشاہ کے دورِ حکمرانی میں ظہور ہوئے ابھی قارئین نے اکبر کے زمانہ ظلمات کو پڑھا ہے اور اس کے بیٹے خسرو جہانگیر کے حالات بھی مطالعہ کیے ہیں کس طرح کفر و شرک ضلالت و گمراہی، فسق و فجور پھیل رہا تھا اور حکومت وقت ان امور کی سرپرستی کر رہی تھی اللہ تعالیٰ کی توفیق و ہمت سے اور اپنی باطنی و روحانی قوت سے حضرت مجدد قدس سرہٗ نے دین اسلام اور توحید و سنت کا احیاء فرمایا جن کی تفصیل آگے آ رہی ہے آپ کی یہ دینی خدمات ہی ہیں جو آپ قدس سرہٗ کے مجدد ہونے پر پرزور دلالت کرتی ہیں اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ علمائے عصر نے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مجدد تسلیم کیا تھا بلکہ حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ہی وہ واحد ہستی ہیں جن کی مجددیت کو ہندوستان کے باہر عرب ممالک کے علاوہ سارے عالم اسلام میں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کہا گیا، سنت الٰہی کے مطابق ہر زمانہ اور صدی میں مسلمین و مجددین پیدا ہوتے رہے اور دین کو نیا اور تازہ کرتے رہے ہیں مگر اسلام کی تقریباً چودہ سو سال کی تاریخ میں یہ

Marfat.com

خطاب صرف حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ کو حاصل ہوا اور خطاب کے لاحقہ الف ثانی کا یہ مطلب سمجھا جاتا ہے کہ پورے دوسرے ہزاریہ کے لئے مجدد بنائے گئے ہیں۔[1]

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ بے شک وشبہ مجدد کامل تھے اور ہیں اور دوسرے ہزاریہ کے ختم ہونے تک مجدد۔ الف۔ ثانی ہیں اس کے بعد حضرت سیدنا امام مہدی تشریف لائیں گے، مجددیت کا منصب اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتا ہے جیسا کہ حضرت مجدد صاحب قدس سرہٗ نے اپنے مکتوب شریف میں ظاہر کیا ہے مجددیت کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے کو بغیر حساب روحانی قوت وتصرف بھی عطا فرماتا ہے جس سے وہ ہستی ظاہری اسباب کے ساتھ اپنی روحانی قوت سے تصرف بھی کرتا ہے جس سے لوگوں میں رشد وہدایت کا نور پھیلتا چلا جاتا ہے اور ایک انقلاب رونما ہو جاتا ہے۔

بعض لوگوں کا خیالِ ہے کہ مجدد میں یہ یہ خوبیاں ہونی چاہئے، پھر وہ مجدد کامل بن جاتا ہے، لوگوں کے لکھنے یا کہنے سے کوئی مجدد نہیں بن جاتا، مجددیت فیضان نبوت کی ظل ہوتی ہے، اور یہ صرف اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کا معاملہ ہوتا ہے اس ہستی کا ایک ایک لمحہ محبوب کبریا علیہ السلام کی پیروی میں بسر ہوتا ہے، اور وہ مقبول رحمان ہوتا ہے، حضرت امام ربانی مجدد صاحب قدس سرہٗ کے مکتوبات تین سو سال سے ان کی مجددیت کے شاہد ہیں اور ان شاء اللہ رہیں گے خود اپنے مکتوبات میں آپ نے فرمایا ہے کہ میرے حقائق ومعارف کی تصدیق حضرت امام مہدی موعود کریں گے۔

معاصرین کی شہادت

حضرت شیخ مجدد صاحب قدس سرہٗ کی عظمت اور آپ کے مجدد الف ثانی ہونے کا اعتراف کرنے والے ہندوستان کے علاوہ عرب وعجم میں بے شمار حضرات ہیں جنہوں نے آپ قدس سرہٗ کی عزت، عظمت کے ساتھ ساتھ مجدد الف ثانی ہونے کی شہادت کے ترانے پڑھے ہیں، ان میں چند اکابر کے اسماء گرامی یہ ہیں، مولانا عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ سیالکوٹی، شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی) شیخ فضل اللہ برہانپوری رحمۃ اللہ علیہ، شیخ حسن غوثی رحمۃ اللہ علیہ، میر مؤمن بلخی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا جمال الدین تلوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا یعقوب صرفی رحمۃ اللہ علیہ، جو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے شیوخ میں سے ہیں مولانا

[1] مجدد الف ثانی"

Marfat.com

حسن قبادانی رحمۃ اللہ علیہ مولانا میرک شاہ رحمۃ اللہ علیہ، مولانا جان محمد لاہوری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالسلام بدایونی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم یہ سب اپنے وقت کے فاضل اور کامل حضرات ہیں جنھوں نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کی ہے اوران کے مخالفین کا رد کیا ہے۔

حضرت مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی

علامہ زماں مولانا عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ سیالکوٹی بن شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ مولانا کمال کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے اپنے وقت کے اکابر علماء واعاظم فضلا میں ممتاز، حدیث، فقہ اور تفسیر میں یکتائے زمانہ تھے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ آپ کو آفتاب پنجاب کہتے تھے، اور آپ بھی حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے بہت عقیدتمند تھے اور سب سے پہلے آپ ہی نے حضرت کو مجدد الف ثانی کہا ہے جہانگیر کے زمانے میں اپنے وطن سیالکوٹ میں درس علوم میں مشغول رہے پھر شاہجہاں نے دربار میں بلا کر انعام و اکرام سے نوازا اور دو مرتبہ چاندی سے آپ کو وزن کرا کر وہ چاندی آپ کو بخشدی دونوں مرتبہ چھ ہزار روپیہ وزن میں آیا اور چند دیہات معافی آپ کو عطاء فرمائے، صاحب تصانیف کثیرہ ہیں ۱۶ ربیع الاول ۱۰۶۸ھ اور ۱۶۵۶ء میں انتقال فرمایا۔

حضرت مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجدد الف ۔ثانی ۔کی نہایت تعظیم وتکریم فرماتے آپ کے مجدد الف ۔ثانی ۔ہونے کا اقرار کرتے، حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو برا کہنے والوں کی شدت سے تشنیع کرتے اور جو مکتوبات حضرت کی خدمت میں بھیجتے ان میں آپ کو مجدد الف ۔ثانی ۔کے لقب سے خطاب کرتے تھے بلکہ کہا گیا ہے کہ انہوں نے ہی حضرت کو سب سے پہلے اس لقب سے ملقب کیا ہے، بعض مخالفین کے شبہ کے رد میں مولانا موصوف کی یہ عبارت بھی نقل کی گئی ہے اکابر ملت کے کلام میں ان کی مراد سمجھے بغیر نقص نکالنا جہالت ہے اور اس کا کوئی اچھا نتیجہ نہیں نکلتا اور ملجائے مشیخت معدن عرفان شیخ احمد (سرہندی) کے کلام کا رد کرنا جہالت اور عدم فہم کی وجہ سے ہے کتبہ الفقیر عبدالحکیم" خواجہ محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ ایک دفعہ میرے دل میں خیال گذرا کہ جبکہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کو مجدد الف ۔ثانی کیا ہے اگر اکابر علمائے وقت اس کو تسلیم کر لیتے تو اس امر کی پوری طرح تائید ہو

Marfat.com

تھی یہاں تک کہ ایک دن یہ خیال میرے دل میں آپ کی خدمت مبارک میں بھی آیا تو حضرت نے احقر کو مخاطب کر کے فرمایا کہ مولانا عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ سیالکوٹی کہ علوم عقلیہ ونقلیہ اور اعلیٰ درجہ کی تصانیف کے اعتبار سے اس وقت ہندوستان میں ان کا نظیر معلوم نہیں ہوتا انہوں نے مجھے ایک مکتوب لکھا تھا پھر آپ نے تبسم کر کے فرمایا کہ ان کے مدحیہ فقرات میں سے ایک فقرہ مجدد الف۔ ثانی؛'' بھی تھا۔

اس کے بعد خواجہ محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں ''پوشیدہ نہ رہے کہ مولانا عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روز حضرت مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ آپ نے ان کے سامنے یہ آیت پڑھی قل اللہ ثم ذرھم اس واقعہ کا آپ پر بہت اثر ہوا اور آپ نے حضرت مجدد الف۔ ثانی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہو کر تعلیم ذکر اخذ کی اور آپ کے حقیقی مخلصین میں داخل ہوئے اس ظاہری ملاقات سے پہلے وہ فرماتے تھے کہ حضرت کا اویسی (روحانی فیض یافتہ) ہوں''۔

حضرت مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے شیخ وقت تھے علم حدیث کو حرمین شریفین سے ہندوستان میں لے کر آئے تھے، پکے سچے حنفی مسلک کے عالم دین تھے حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کے پیر بھائی بھی تھے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے لیکن ان کا زیادہ تر رجوع حضرات قادریہ کی طرف تھا، آپ نے ابتداء میں حضرت مجدد الف۔ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے بعض معارف پر بتقضائے بشریت ومقتضائے معاصرت بعض اعتراضات تحریر کئے تھے لیکن آخر میں عنایت الٰہی نے آپ کی رہنمائی فرمائی اور اپنے اس فعل سے تائب ہوئے اور اپنے ایک مکتوب میں جو حضرت خواجہ حسام الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کو لکھا ہے ان اعتراضات سے رجوع کیا ہے وہ مکتوب درج ذیل ہے، ''ان ایام میں میاں شیخ احمد سلمہ اللہ تعالیٰ کے حق میں فقیر کی صفائی قلب حد سے زیادہ ہے پردۂ بشریت وحجاب جبلت درمیان میں حائل نہیں رہا برادر طریقت ہونے کی رعایت اور انصاف کا تقاضا اور عقل کا حکم یہ ہے کہ ایسے عزیزوں

Marfat.com

اور بزرگوں کے ساتھ بدظن نہیں ہونا چاہئے ،اس کے باوجود میرے باطن میں ذوق و وجدان اور غلبہ حال سے ایک کیفیت پیدا ہوگئی ہے جس کے بیان سے زبان قاصر ہے، دلوں کے پھیرنے والے اور احوال کے بدلنے والے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے شاید ظاہر ہیں لوگ اس بات کو دوراز عقل خیال کریں، میں نہیں جانتا کہ یہ حالت کیا ہے اور کیوں ہے۔

نیز شیخ موصوف نے اپنی اولاد کو ایک طویل وعریض مکتوب میں تحریر فرمایا ہے کہ ''جو مسودات میں نے میاں شیخ احمد سلمہٗ اللہ تعالیٰ کے کلام پر اعتراضاً لکھے ہیں ان سب کو پانی سے دھوڈالو کیونکہ جو کدورت ان کی نسبت میرے دل میں پیدا ہوئی تھی وہ صفائی میں تبدیل ہو چکی ہے، شیخ موصوف کے اس انکار سے رجوع فرمانے کے سبب میں اختلاف ہے بعض نے کہا ہے کہ انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ ان کے انکار پر اظہار ناراضگی فرما رہے ہیں اور بعض نے کہا کہ شیخ نے قرآن مجید سے فال نکالی تو یہ آیت نکلی:

وَإِن يَكُ كَاذِباً فَعَلَيْهِ كَذِبُهُ وَإِن يَكُ صَادِقاً يُصِبْكُم بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ [سورة الغافر:۲۸]

اور بعض نے کہا کہ ایک دفعہ یہ آیت نکلی

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ [سورة النور:۳۷]

اور بعض نے کہا کہ بعض دشمنوں نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بعض جعلی عبارتیں ان کو لکھی تھی جب شیخ موصوف کو اصل عبارات معلوم ہوئیں تو رجوع کیا اور توبہ کی اور امام موصوف قدس سرہٗ سے معذرت کی پس انھوں نے بھی معذرت قبول کرلی اور دونوں طرف سے صفائی قلب حاصل ہو گئی اور کدورت کا کوئی اثر باقی نہ رہا۔

حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ تو اپنے پیر بھائی حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کے بارے میں اپنی صفائی دے رہے ہیں اور اپنے قلب کی کیفیت بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں در پردہ بشریت وحجاب جبلیت درمیان میں حائل نہیں رہا حجاب بشریت کی کیفیت اکثر ہم عصروں میں پیدا ہو جاتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ علماء ربانی کو ان حجابات سے پاک وصاف کرتے رہتے ہیں جس

Marfat.com

ان کے سینے صاف اور دلوں کی ظلمت صاف ہو جاتی ہے پھر وہ ایک دوسرے کی عظمت کو سمجھنے ہیں حضرت شیخ موصوف بھی آخر میں انسان ہی تھے باوجود وہ بہت نیک و پارسا تھے اور ولی ل بھی تھے۔

لیکن کتاب ''رود کوثر'' کا مصنف جناب شیخ اکرام مرحوم اس بات کو ماننے کے لیے نہیں ہے کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے رجوع کر لیا تھا شیخ اکرام اپنی کتاب رود کوثر'' میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ پر عجیب و غریب تنقید کرتا ہے کبھی اس کو مولانا ابوالکلام کے اس فقرہ پر اعتراض ہے کہ انہوں نے یہ لکھا ہے کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا وجود گرامی ہی تن تنہا اس کاروبار کا کفیل ہوا شیخ اکرام صاحب مرحوم اپنے آخری وقت تک حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی عظمت کو نہ سمجھ پائے جب قلوب میں حسد بڑھ جائے تو پھر لوگ کسی کی عظمت کے قائل و معترف نہیں ہوتے، اسی طرح کا فکرِ مودودی بھی ہے جو پہلے اکابرین کی عظمت و رفعت کے قائل نہیں ہیں بلکہ وہ انبیاء علیہم السلام کی عظمت اور کام میں بھی نقائص لکھتے نظر آتے ہیں۔

حضرت شیخ محمد فضل اللہ برہانپوری رحمۃ اللہ علیہ

شیخ محمد بن فضل اللہ بن صدر الدین جونپوری ثم برہانپوری حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں گجرات میں پیدا ہوئے بچپن ہی میں والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا پھر شیخ صفی گجراتی سے خرقہ پہنا اس کے بعد حرمین شریفین کا سفر کیا اور وہاں بارہ سال تک رہے اس دوران میں شیخ علی بن حسام الدین متقی مکی کی خدمت میں رہے اور ان سے فیوضات کثیرہ کا استیفادہ کیا پھر احمد آباد واپس آ گئے اور وہاں شادی کی پھر شیخ وجیہ بن نصر اللہ علوی سے علم حاصل کیا پھر شیخ ابومحمد بن خضر تمیمی سے طریقہ اخذ کر کے برہانپور میں قیام کیا اور درس و تدریس اور افادہ میں مشغول ہو گئے بہت عبادت کرنے والے مراقبہ کرنے والے اور خوف خدا رکھتے تھے ہمیشہ عبادت و افادہ میں مشغول رہتے آپ کی تصنیفات میں سے ہدیۃ المرسلہ الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی شرح دعاء سیفی اور ایک رسالہ الوسیلہ الی شفاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جس میں قاضی عیاض کی شفا اور شمائل ترمذی کا خلاصہ ہے ورلوائح

Marfat.com

جامی کی شرح بھی ہے ایک رسالہ امامت امرد کی کراہت میں اور ایک رسالہ معراج کے بارے میں بھی ہے پیر کے روز ۲ رمضان المبارک کی ۱۰۲۹ھ کو برہان پور میں وفات ہوئی وہیں دفن ہوئے ''ابن فضل اللہ سے تاریخ وفات نکلتی ہے کہ آپ حضرت مجدد۔الف۔ثانی قدس سرہٗ کے اوصاف سن کر بہت مسرور اور آپ کے معارف جلیلہ کی سماعت سے نہایت لطف اندوز ہوتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو کچھ قطب الاقطاب (حضرت مجدد۔الف۔ثانی قدس سرہٗ) بیان فرماتے ہیں اور جو اسرار تحریر فرماتے ہیں وہ سب صحیح اور واضح ہیں اور وہ ان اسرار کے بیان کرنے میں صادق اور ان سے بہرہ ور ہیں اور آپ کے صدق مقال اور علوِ حال کی علامت آپ کا کمال درجہ اتباعِ سنت ہے اور مجھے آپ کی جناب میں غائبانہ اخلاصِ تام اور محبتِ عام ہے اور جب حضرت مجدد۔الف۔ثانی قدس سرہٗ کو جہانگیر بادشاہ نے محبوس کیا تو شیخ فضل اللہ مذکور نماز پنجگانہ کے بعد آپ کی رہائی کے لئے دعا فرماتے تھے اور جب کوئی شخص سرہند کی طرف سے بیعتِ توبہ وارشاد کے لئے آپ کے پاس حاضر ہوتا تو آپ فرماتے تعجب ہے کہ تو حضرت کے جوار میں رہتا ہے اور دوسری جگہ جا کر مرید ہوتا ہے تم لوگ سورج کو چھوڑ کر ستاروں سے روشنی حاصل کرتے ہو۔

حضرت میر مؤمن رحمۃ اللہ علیہ

شیخ میر محمد مؤمن بلخی قدس سرہٗ کا مرید حضرت مجدد۔الف۔ثانی قدس سرہٗ کے ہاتھ پر انابت وتوبہ اور سلوک کی نیت سے سرہند شریف حاضر ہوا اور اپنے شیخ موصوف اور مولانا میرک شاہ قدس سرہٗ و شیخ حسن القبادانی وقاضی القضاۃ نولک کا سلام پہنچایا پھر عرض کیا کہ میرے شیخ میر محمد مؤمن کردی فرماتے تھے کہ اگر کبر سنی اور بعد مسافت مانع نہ ہوتے تو میں خود آپ کی صحبت و خدمت میں حاضر ہوتا اور بقیہ عمر آپ کی خدمت میں گذارتا اور آپ کے احوال کے انوار کا جن کو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور کسی کان نے نہیں سنا اقتباس کرتا چونکہ موانعات مذکورہ موجود ہیں اس لئے امیدوار ہوں کہ اس ظاہری طور پر جدا اور باطنی طور پر حاضر کو بھی اپنے مخلصین حاضرین میں شمار فرما کر غائبانہ توجہات اور انوارِ قدسیہ کے اقتباضات سے اس کے احوال پر بھی متوجہ رہیں اور انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ان کی طرف سے نیابتاً آپ سے بیعت کروں پھر لوٹتے وقت

Marfat.com

عرض کیا کہ وہاں کے اعزا درخواست کرتے ہیں کہ ان کی طرف بھی بعض مکاتیب جو حقائق عالیہ پر مشتمل ہیں ارسال کئے جائیں پس امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے مکتوب ۹۹ دفتر سوم تحریر فرمایا اور اس کے ساتھ دیگر بعض مکاتیب پر مشتمل بر معارف عالیہ ارسال فرمائے اور عزیز جو بلخ سے ہندوستان آیا تھا اس سے منقول ہے کہ جب مکتوب مذکور شیخ مذکور کی خدمت میں پہنچا اور اس کا مطالعہ کیا تو شیخ کھڑے ہو گئے اور کمال درجہ کی خوشی و سرور میں رقص کرنے لگے اور فرمایا کہ اگر حضرت سلطان العارفین سید بایزید بسطامی اور حضرت سید الطائفہ جنید اس وقت زندہ ہوتے تو وہ ان کی خدمت میں حاضر ہوتے۔

حضرت حسن غوثی رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے اپنی کتاب گلزار ابرار میں حضرت شیخ مجدد۔ الف۔ ثانی قدس سرہٗ کی عظمت ومقام بیان کرتے ہوئے لکھا ہے "بالانشین سندالمحبوبیت و...... آدائے محفل وحدانیت خداوند مقام فردیت صاحب مرتبہ قطبیت"۔

حضرت شیخ اقدس سرہٗ کی عظمت کا اعتراف بعد از وصال

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال بعد عرب و عجم کے علماء صلحاء کرام نے آپ کی عظمت اور مجدد الف ثانی قدس سرہٗ ہونے کو تسلیم کیا ہے، اور آپ کے تجدید دین کے کام کو سراہا ہے اور آپ کے تجدیدی کارناموں کو دل وجان سے قبول اور استفادہ و افادہ کرتے رہے ہیں اور کرتے رہیں گے، جس کسی کو بھی اللہ پاک نے علم دین اور نور معرفت عطا فرمایا ہے، وہ آپ کی عظمت کو بے چون وچرا اسلام عرض کرتا ہے اور حضرت امام مہدی موعود بھی جب آئیں گے، آپ کے معارف وحقائق اور بزرگی عظمت کو قبول کریں گے چند حضرات کی اعتراف بلند وعظمت بیان کرتے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ولی اللہ بن شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی قدس سرہما بروز بدھ بوقت طلوع آفتاب ۴ شوال ۱۱۱۴ھ مطابق ۱۰ فروری ۱۷۰۳ء قصبہ پھلت ضلع مظفر نگر میں پیدا ہوئے آپ کا سلسلہ نسب

Marfat.com

تیس (۳۰) واسطوں سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے تقریباً پندرہ سال کی عمر میں تحصیل علوم سے فارغ ہوگئے تھے سترہ سال کی عمر میں والد ماجد کے انتقال کے بعد ان کی مسند پر بیٹھے اور تقریباً بارہ سال تک درس وتدریس میں مشغول رہے پھر حرمین شریفین تشریف لے گئے اور وہاں کے علماء سے مستفیض ہوئے ظاہری اور باطنی علوم میں آپ کی ذات مجمع کمالات تھی آپ کی اولاد امجاد بھی فضل وکمال میں آپ کے نقش قدم پر تھی آپ کی تصانیف کی تعداد دو سو سے زائد بتائی جاتی ہے آپ اکسٹھ سال چار ماہ کی عمر میں ۲ محرم ۱۱۷۶ھ بوقت ظہر دہلی میں وفات پائی [1]

حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے رسالہ ردّ روافض کی شرح فرمائی ہے جس کا کچھ حصہ قلمی جناب مولانا مفتی مہدی حسن صاحب شاہجہانپوری مدظلہ العالی (صدر مفتی دار العلوم دیوبند) کے پاس ہے شاہ صاحب اس شرح کے شروع میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

> ''یہ رسالہ جس کو اوحد زماں، فریدِ دوراں، شریعت وطریقت میں راسخ، معرفت وحقیقت کے کوہ بلند' ناصر سنت، قامع بدعت، اللہ کا روشن چراغ جس کو عالم میں اس لئے رکھا گیا کہ مؤمن بندوں میں سے جو چاہئے اس سے روشنی حاصل کرے، اللہ کے دشمنوں یعنی کافروں اور مبتدعین پر سیف مسلول، امام وعارف والعالم الالمعی مولانا شیخ احمد فاروقی ماتریدی حنفی نقشبندی سرہندی نے تصنیف کیا ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ تمام مسلمانوں کی طرف سے ان کو جزائے خیر عطا فرمائے اور وسط جنت خلد میں جگہ عنایت فرمائے اور حظیرۂ رضامندی میں ان کا مسکن بنائے ۔......الخ''

آگے چل کر اس شرح رسالہ میں شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

> ''شہامت، نجابت کثرتِ علم، توقد ذہن، استقامتِ عمل، اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں دینی غیرت، کرامت جلیلہ اور مقامات کثیرہ وغیرہ صفات محمودہ جو کہ اللہ تعالیٰ نے اس شیخ (حضرت مجددِ الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے

---

[1] مجدد الف ثانی

Marfat.com

نفس قدسی صفت میں رکھدی ہیں ان کے علاوہ اس کے بہت سے احسان اہل ہند کی گردنوں پر ہیں جن کا شکریہ ضروری ہے اس لئے کہ جو شخص لوگوں کا شکرادا نہ کرے وہ اللہ تعالیٰ کا شکر گذار نہیں ہوگا۔"

اس کے بعد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے احسانات شمار کرائے ہیں پھر لکھا ہے کہ "ان امور کی وجہ سے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی یہ حالت ہوگئی کہ ان سے محبت کرنے والا شخص مؤمن متقی ہے اوران سے بغض وعداوت کرنے والا شخص فاجر و شقی ہے۔"

نیز حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک مکتوب میں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں، شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اس دور کے پیش خیمہ ہیں، اس دَور کے بہت سے مخصوص معارف اور علوم، شیخ کی زبانِ مبارک سے رمز و اشارہ کے طور پر صادر ہوئے ہیں، شیخ اس دور کے قطب ارشاد ہیں، آپ کے ہاتھوں پر بہت سے طبعی گمراہ اور بدعتی تائب ہوئے ہیں، حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعظیم عین مدور و مکون کائنات (یعنی حق سبحانہٗ وتعالیٰ) کی تعظیم ہے حضرت شیخ کے انعامات و برکات کا شکریہ عین ایزد متعال کے انعامات کا شکریہ ہے"۔

حضرت امام الاولیاء مرزا مظہر جان جاناں قدس سرہٗ

حضرت مرزا مظہر جان جاناں قدس سرہٗ بروز جمعہ ۱۱ رمضان المبارک ۱۱۱۱ھ بوقت فجر عہد بادشاہ عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کالا باغ دورہ مالوہ میں پیدا ہوئے، جان جاناں آپ کا اصل نام تھا مظہر تخلص تھا، لقب شمس الدین حبیب اللہ تھا، آپ علوی نسب تھے، حضرت محمد بن حنیفہ سے ہوتا ہوا نسب حضرت سید مولا علی کرم اللہ وجہہ تک پہنچتا ہے والدہ ماجدہ کی طرف سے سلسلہ نسب امیر تیمور بادشاہ پر ختم ہوتا ہے آپ کی دادی صاحبہ بادشاہ عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کی خالہ زاد ہیں آپ کے والد ماجد اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں عہدہ قضا پر فائز تھے۔

والد بزرگوار امراء شاہی سے تھے اور شاہی خاندان سے قرابت بھی تھی مزاج میں نفاست ولطافت کو بہت دخل تھا، حدیث وتفسیر اور متداول علوم کے علاوہ آداب شاہی اور فن سپہ

Marfat.com

گری میں بھی مہارت تامہ حاصل تھی شیخ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر مشائخ سے کسب فیض کیا آخر میں حضرت سید نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہو کر خلافت واجازت حاصل کی، کہتے ہیں کہ شہادت سے چار پانچ یوم قبل ایک غزل کہی تھی جس کا یہ شعر آپ کے لوح مزار پر کندہ ہے:

بلوح تربت من یافتند از غیب تحریرے
کہ ایں مقتول راجز بیگناہی نیست تقصیرے

دیوان مظہر (فارسی دیوان) کلمات طیبات (فارسی مکتوبات) آپ کی مشہور تصانیف ہیں ایک رافضی آپ کی خدمت میں آیا اور موقعہ پا کر آپ کے گولی ماردی جس سے آپ شدید زخمی ہو گئے تین دن بعد بروز جمعہ بعد نماز جمعہ ۹ محرم ۱۱۹۵ھ شہادت پائی اور اپنی خانقاہ مظہریہ دہلی میں دفن ہوئے۔[1]

حضرت مرزا صاحب کا مشاہدہ

''میں ایک مرتبہ جمال جہاں آرائے حضرت سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیات سے مشرف ہوا، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پہلو میں لیٹا ہوا ہوں اور آپ کا سانس مبارک مجھ کو پہنچ رہا ہے اسی اثناء میں مجھے پیاس لگی اور پیرزادگان سرہندی بھی وہاں موجود ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان میں سے ایک کو پانی لانے کا حکم دیا میں نے عرض کیا، یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! یہ تو میرے پیرزادے ہیں، آپ نے فرمایا، ہمارا حکم بجالاتے ہیں، پس ان میں سے ایک عزیز پانی لایا اور میں نے خوب سیر ہو کر پیا، پھر میں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں کیا فرماتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مثل ایشاں دراست من دیگر کیست'' (یعنی ان جیسا میری امت میں دوسرا کون ہے) پھر میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ان کے مکتوبات آپ کی نظر سے گذرے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تمہیں کچھ یاد ہے تو پڑھو'' میں نے ان کے کسی مکتوب شریف کی یہ عبارت پڑھ کر سنائی ''انه تعالیٰ وراء الوراء ثم وراء الوراء (بے شک اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے بہت بلند اور اعلیٰ وارفع ہے) آپ نے اس کو بہت پسند فرمایا اور نہایت محظوظ ہوئے فرمایا دوبارہ پڑھو'' میں نے دوبارہ یہی عبارت پڑھی، آپ نے پھر بہت زیادہ تحسین فرمائی اور یہ حالت بہت دیر تک جاری رہی'' انتہی[2]

---

1 مجدد الف ثانی　　2 کلمات طیبات ص ۷۷

Marfat.com

حضرت مولانا غلام علی آزاد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا غلام علی آزاد بلگرامی بن نوح، حسینی نسباً واسطی اصلاً، بلگرامی مولداً ومنشأ، حنفی مذہباً اور چشتی طریقۃً ۵ صفر ۱۱۱۶ھ مطابق ۹ جون ۱۷۰۴ء کو پیدا ہوئے درسی کتب از ابتداء تا انتہا میر طفیل محمد بلگرامی سے اور لغت، حدیث، سیرت اور ادب کی تحصیل اپنے ماموں میر عبدالجلیل بلگرامی سے کی شاعری کا ذوق بھی ان ہی سے پایا عربی اور فارسی کے قادر الکلام شاعر ہوئے ہیں میر سید لطیف اللہ بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت کی پھر زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے اور مدینہ منورہ میں (مولانا شیخ محمد حیات سندھی رحمۃ اللہ علیہ سے صحیح بخاری اور صحاح ستہ کی اجازت حاصل کی مکہ مکرمہ میں شیخ عبدالوہاب طنطاوی مصری کی صحبت میں استفادہ کیا، بعد ازاں ۱۱۵۸ھ میں نواب نظام الدولہ والی دکن نے آپ کو اورنگ آباد کی صوبہ داری پر تعینات کیا، اسی زمانہ میں مرہٹوں کیخلاف جہاد کیا، غرض بہت سی علمی انتظامی اور عسکری کارنامے انجام دے کر ۱۲۰۰ھ میں فوت ہوئے متعدد تصانیف کیں جو بیشتر عربی اور فارسی میں ہیں [1]

مولانا آزاد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں:

مولانا شیخ احمد بن شیخ عبدالاحد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ آپ سرہند کے اکابرین میں سے ہیں اہل ہند کے لئے باعث فخر ومجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور انسان کے اشرف المخلوقات ہونے پر روشن دلیل ہیں، آپ ایک ایسا ابر کرم ہیں جس کی بارش سے عرب وعجم سیراب ہے اور ایسا آفتاب ہیں جس کے انوار سے مشارق ومغارب منور ہیں، علوم ظاہری وباطنی کے جامع ظاہر وپوشیدہ خزانوں کے خزانچی ہیں آپ کا سلسلہ نسب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے ۹۷۱ھ میں پیدا ہوئے صغر سنی میں قرآن مجید حفظ کیا آپ نہایت خوش آواز تھے ابتداء میں اپنے والد ماجد سے علم حاصل کیا پھر سیالکوٹ میں مولانا کمال الدین کشمیری سے معقولات کی بعض کتابیں نہایت تحقیق وتدقیق سے پڑھیں اور حدیث مولانا یعقوب کشمیری سے پڑھی اور حدیث مسلسل کی روایت شیخ عبدالرحمٰن سے جو کہ ہند کے اکابر محدثین میں سے تھے ایک واسطہ کے ساتھ حاصل کی اور ان سے کتب تفسیر وصحاح ستہ اور تمام مفردات کی اجازت حاصل کی سترہ سال کی عمر میں علوم درسیہ کی تحصیل سے فارغ

---

[1] مجدد الف ثانی

Marfat.com

ہو گئے اور تدریس وتصنیف میں مشغول ہو گئے عربی وفارسی زبان میں بعض رسائل لطیفہ تصنیف فرمائے پھر دہلی تشریف لیے گئے اور حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے طریقہ نقشبندیہ اخذ کیا..... طریقہ چشتیہ اپنے والد ماجد شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ سے اور طریقہ قادریہ شیخ سکندر کیتھلی قدس سرہٗ سے اخذ کیا..... حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ آپ کے حق میں بڑی عنایات فرماتے اور کلمات عزت سے خطاب کرتے تھے۔ پھر مجدد (رحمۃ اللہ علیہ) مسند ارشاد وتلقین پر متمکن ہوئے اور آپ کے فیض سے تمام آسمان وزمین پر ہو گے اور آپ کی زیر تربیت بڑے بڑے خلفاء نے ترقی حاصل کی ان میں سے ہر ایک دائرہ ولایت کا مرکز اور نشانی ہے، جس کی بارش نے عرب وعجم کو سیراب کیا اور ایک خورشید ہیں جس کے انوار مشرق ومغرب میں پھیل گئے آپ کے فیض سے زمین وآسمان منور ہو گئے۔[1]

قاضی ثناء اللہ محدث رحمۃ اللہ علیہ پانی پتی

آپ طریقہ نقشبندیہ مجددیہ میں حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں قدس سرہٗ کے اجل خلفاء میں سے ہیں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہٗ آپ کو اپنے زمانہ کا بیہقی کہا کرتے تھے، آپ کی تفسیر مظہری عربی علماء میں نہایت مقبول ہے سلوک میں ارشاد الطالبین اور فقہ میں مالابد اور دیگر کتب تصنیف فرمائی ہیں آپ تفسیر مظہری میں بہت جگہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے معارف بطور سند قال المجدد رضی اللہ عنہ کہہ کر نقل فرماتے ہیں مثلاً

مظہری ج:۶/ص:۲۷۵ قال المجدد الالف الثانی رضی اللہ عنہ ان الکعبۃ بیت اللہ مع کونہا متجسدًا مرئیاً لہا شبہ بما لاکیف لہ ...... ایضاً [مظہری ج۶ صفحہ ۲۷۵] [سورۃ النحل ج۵ صفحہ ۶۵]

و اٰتینٰہ فی الدنیا حسنۃ قال المجدد رضی اللہ عنہ المراد بہا الخلۃ الخ...... ایضاً [سورۃ بنی اسرائیل ج۵ صفحہ ۸۵]

قال المجدد رضی اللہ عنہ لصلوۃ التہجد مدخلا عظیما فی مقام الشفاعۃ ...... ایضاً [سورۃ النساء ج۶ صفحہ ۶۴۶]

---

[1] مجدد الف ثانی

Marfat.com

قال المجدد رضی اللہ عنہ الخلیل ھو الندیم الذی یعرض المرء علیہ اسرار محبہ و محبوبہ وغیرہ [1]

اہل حدیث عالم نواب صدیق حسن مرحوم

مولوی نواب صدیق حسن خان بہادر، مولوی آل حسن قنوجی کے صاحبزادے تھے کنیت ابو الطیب ہے ۱۹ جمادی الاولی ۱۲۴۸ھ/۱۴ اکتوبر ۱۸۳۲ء کو بریلی شہر میں جہاں آپ کی ننھیال تھی پیدا ہوئے بچپن اپنے آبائی وطن قنوج میں گزارا، علوم مروّجہ مفتی صدرالدین خاں آزردہ سے پڑھے تفسیر و حدیث وغیرہ شیخ عبدالحق بن فضل اللہ ہندی، شاہ محمد یعقوب دہلوی اور قاضی حسین بن محسن انصاری سے حاصل کئے نواب شاہجہاں بیگم والیہ ریاست بھوپال سے ۱۲۸۸ھ/۱۸۹۹ء میں شادی ہوئی اور وہیں قیام فرما کر اردو، فارسی اور عربی زبانوں میں متعدد کتابیں تصنیف کیں جمادی الاخری ۱۳۰۷ھ/۱۸۸۹ء میں وفات پائی اور بھوپال میں دفن ہوئے آپ کے دو صاحبزادے نور الحسن خاں طیب اور میر علی حسن خاں طاہر پیدا ہوئے دونوں صاحبِ وثروت تھے [2]

نواب صدیق حسن خان صاحب "اہل حدیث مسلک کے بہت بڑے عالم تھے، مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "غبار خاطر" میں اکثر خطوط نواب صدیق حسن کے نام لکھے باوجود مسلکاً اہل حدیث تھے لیکن تعصیب مسلکی نہیں تھا وہ حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کی عظمت اور مجددیت کو قبول کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

"حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ایک راسخ العقیدہ حنفی اور فقہ حنفی پر بڑا اعتماد و یقین رکھنے والے ایک مقلد صوفی لیکن نواب صاحب مرحوم اپنی کتاب "تقصار جیود الاحرار من تذکار جنود الابرار" میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں: آپ عالم عارف اور کامل مکمل تھے، اپنے زمانے میں طریقہ نقشبندیہ کے امام تھے، صوفیوں کے لئے سلوک کے راستوں میں مجدد، خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں، آپ کا سلسلہ ہندوستان سے ماوراء النہر اور شام و روم اور اقصائے مغرب تک پہنچا ہوا ہے مقامات کی انتہا پر پہنچے اور ان کی معرفت حاصل کرنے میں جو اعلیٰ درجے کا علم اور کمال درجہ کا تبحر ان کو حاصل تھا اس پر ان کے یہ مکتوبات شاہد اور روشن دلیل ہیں جو کہ تین جلدوں

[1] مجدد الف ثانی [2] سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان صفحہ ۴۷ و ۴۸

Marfat.com

میں ہیں، اتباع سنت اور ترک بدعت پر حریص تھے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہما جیسے حضرات کا ان کے سلسلہ طریق میں داخل ہونا ان کی قدر و منزلت معلوم کرنے کے لئے کافی ہے شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ دہلوی کو شروع میں آپ کے قال و حال پر انکار تھا لیکن آخر کار اس انکار سے رجوع فرمایا اور ظاہر و باطن میں آپ کی فضیلت کا اعتراف کرلیا و للہ الحمد۔

خلاصہ یہ کہ آپ کے مکتوبات ردّ بدعت اور بدعت کے حسنہ و سیۂ ہونے کی تقسیم کے انکار سے پر ہیں اپنے زمانے میں اہل سنت و جماعت کے امام تھے ظاہر و باطن میں ان کا طریقہ عالیہ کتاب و سنت پر مبنی ہے اور جو چیز ان دونوں محکم اصولوں کے مخالف ہو وہ ان کے طریقہ میں مقبول نہیں معرفت وقبول کی منزلوں پر پہنچنے کے لئے یہ مکتوبات اصول عظیمہ ہیں، طالب صادق اور سالک راغب کو کسی وقت ان مکتوبات کے مطالعہ سے بے نیازی حاصل نہیں۔

نیز نواب صاحب موصوف اپنی کتاب ریاض المرتاض میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے حالات میں رقمطراز ہیں:

> ''مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ'' کے کشف کے مرتبہ بلند کو اس سے معلوم کرنا چاہئے کہ سب کشف چشمہ ہوش سے سرزد ہوئے اور کبھی کوئی کشف شریعت کے مخالف نہ ہوا بلکہ اکثر کی تو شریعت مؤید ہے اور بعض کشف ایسے ہیں کہ شریعت ان سے ساکت ہے اولیائے کرام میں ان کا مرتبہ ایسا ہے جیسے انبیاء علیہم السلام کی جماعت میں اولوالعزم نبیوں کا مرتبہ'' [1]

علامہ اقبال

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سید سلمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے نام خط نومبر ۱۹۱۷ء میں لکھا علامہ مرحوم لکھتے ہیں ''خواجہ نقشبند اور مجدد سرہندی کی میرے دل میں بہت بڑی عزت ہے نیز سرہند شریف سے واپسی پر اپنے ایک خط میں جو جولائی ۱۹۳۴ء کو سید نذیر نیازی کو تحریر کرتے ہیں۔

> ''سرہند خوب جگہ ہے، ہزار نے میرے دل پر بڑا اثر کیا ہے، بڑا پاکیزہ مقام ہے۔''
>
> پھر اپنے قلبی تأثرات کو اشعار میں بیان کرتے ہیں:

---

[1] مجدد الف ثانیؒ

Marfat.com

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیر فلک مطلع انوار
اس خاک سے ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفس گرم سے ہے گرمی احرار
وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان
اللہ نے بر وقت کیا جس کو خبردار

ان شاء اللہ تعالیٰ آگے کتاب میں "علامہ اقبال پر فیضان مجدد کا اثر" کے عنوان سے تفصیلاً لکھا جائے گا۔

حضرت سید عبدالحکیم بن مصطفیٰ الآرواسی قدس سرہٗ آف ترکی

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے مکتوبات قدسی آیات کے متعلق عالم باعمل ولی کامل جناب سید عبدالحکیم بن مصطفیٰ الآرواسی قدس سرہ العزیز المتوفی ۱۳۶۲ھ بشہر انقرہ (ترکی) نے اپنی کتاب "المسمی باصحاب الکرام" میں لکھا ہے "افضل الکتب الاسلامیه بعد کتاب الله تعالیٰ وبعد احادیث النبویة مکتوبات للامام الربانی لا مثل له فی الاقطار الجهانی" (یعنی اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) اور احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے بعد کتب اسلامیہ میں سب سے افضل کتاب حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز کے مکتوبات قدسی آیات ہیں کہ جن کی مثل اطراف عالم میں کوئی کتاب نہیں ہے)۔

یورپی مورخین

یورپی مورخین بھی حضرت شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے بارے میں لکھتے ہیں اور حضرت شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی عظمت کو قبول اور دین کے لئے آپ کے درد کا بڑی خوبصورتی سے بیان کرتے ہیں ڈاکٹر آرنلڈ اپنی کتاب پریچنگ آف اسلام میں تحریر کرتا ہے:

Marfat.com

شہنشاہ جہانگیر (۱۶۰۵ء تا ۱۶۲۸ء) کے عہد میں ایک سنی عالم شیخ احمد مجدد نامی تھے جو شیعی عقائد کی تردید کرنے میں خاص طور پر مشہور تھے شیعوں کو اس وقت دربار میں رسوخ حاصل تھا ان لوگوں نے کسی بہانہ سے انھیں قید کرادیا دو برس وہ قید میں رہے اور اس مدت میں انہوں نے اپنے رفقائے زندان میں سے سیکڑوں بت پرستوں کو حلقہ بگوش بنالیا۔

انسائیکلوپیڈیا آف ایتھکس میں لکھا ہے "ہندوستان میں سترہویں صدی میں ایک عالم جن کا نام شیخ احمد مجدد تھا ناحق قید کردیئے گئے ان کے متعلق آتا ہے کہ قید خانہ میں کئی سو بت پرستوں کو مسلمان بنالیا تھا۔

حضرت شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے تجدیدی کارنامے

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ شیخ سرہندی قدس سرہ کے تجدید دین اور احیائے سنت کی خدمت سے پہلے پچھلے صفحوں میں وہ تمام حالات لکھے ہیں جس سے حضرت شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہٗ احیائے دین کی اہمیت کو سمجھا جاسکے اس پر اتفاق ہے کہ حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ سے اسلام کی حفاظت وتقویت کا وہ تاریخ ساز اور عہد آفرین کام انجام پایا جس کو حدیث کی سادہ ومعروف اصطلاح میں تجدید کہا گیا ہے اور جس نے اس سلسلہ میں ایسی شہرت حاصل کی ہے کہ وہ ان کے نام کا قائم مقام بن گیا ہے اور جس کی مثال اس سے پہلے نہیں ملتی۔

یہ کام کیا تھا؟ روح وفکر اسلام کی جلاوتازگی وقت کے اہم ترین اور سنگین فتنوں کا سد باب اور استیصال، نبوت محمدی اور شریعت اسلامی کی صداقت وابدیت پر از سرنو اعتقاد اعتماد بحال کرنا، ریاضت واشراقیت پر مبنی اس روحانی تجربہ اور تلاش حقیقت اور خدارسی کی کوشش کی طلسم شکنی جو محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیروی اور اتباع سے بے نیاز ہو "ہمہ واست" اور وحدۃ الوجود کے عقیدہ اور نظریہ کی پردہ کشائی جو اپنے غلو ومبالغہ اور اشاعت ومقبولیت کے نقطۂ عروج پر پہنچ چکا تھا اور جس سے عقائد میں تزلزل اور مسلم معاشرہ میں انتشار پیدا ہورہا تھا اور اس کے متوازی "وحدۃ الشہود" کے مسلک ونظریہ کو مدلل ومرتب شکل میں پیش کرنا، بدعات (جنھوں نے ایک مستقل تشریع کی شکل

Marfat.com

...یار کر لی تھی) کی کھلی ہوئی تردید و مخالفت حتیٰ کہ "بدعت حسنہ" کے وجود سے بھی انکار اور پھر آخر ...ں ہندوستان میں اسلام کے اکھڑتے ہوئے قدموں کے جمانے اکبری عہد کے مخالف اسلام ...ات کے ختم کرنے اور ہندوستان میں ایسا تجدیدی دینی انقلاب لانے کی حکیمانہ اور کامیاب ...وشش جس کے نتیجہ میں ایک طرف اکبر کے تخت پر محی الدین اورنگ زیب عالمگیر متمکن ہوتا ہے ...وسری طرف حکیم الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خلفاء و تلامذہ کا وہ ...سلسلہ وجود میں آتا ہے جو روحانی اور باطنی طور پر اسی سلسلہ سے وابستہ اور منسوب ہے، اور جس نے ...شاعت و ترویج کتاب و سنت ان کی تفہیم و ترجمانی، اور ان کے سلسلۂ درس و تدریس، مدارس کے ...قیام، تزکیہ و تربیت باطنی، اصلاح عقائد و رسوم کے عظیم الشان کام، اور پھر آخر میں جہاد و سعی اعلاء ...کلمۃ اللہ کے ذریعہ نہ صرف یہ کہ ہندوستان میں اسلام کو قائم اور شجر اسلام کو پھلتا پھولتا رکھا بلکہ اس کو عالم اسلام میں دینی علوم (بالخصوص علم حدیث) اور فکر و دعوت اسلامی کا مرکز بنا دیا۔ لیکن اس عظیم و وسیع تجدید دائرہ کا نقطہ مرکزی اور حضرت مجدد کا وہ اصل تجدیدی کارنامہ تھا جس کو ان کے سارے تجدیدی کارناموں پر اولیت و فوقیت حاصل ہے؟ لوگوں نے اپنے اپنے ذوق و رجحان کے مطابق اس کا جواب دیا ہے۔

وللناس فیما یعشقون مذاهب

ان میں تین گروہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں:

① ایک گروہ جو کہتا ہے کہ وہ اس لئے مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کہلانے کے مستحق ہیں کہ انہوں ...نے ہندوستان کو اسلام کے لئے دوبارہ بازیاب کیا اور اس کو برہمنیت یا وحدت ادیان کی گود میں ...جانے کے بجائے دوبارہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور دین حجازی کی تولیت و نگرانی میں دیا، اور اس کو گیارہویں صدی ہجری (سولہویں صدی عیسوی) کی اہم صدی میں اس انجام اور حشر سے بچا لیا جو اس کا تیرہویں صدی ہجری (انیسویں صدی عیسوی) میں ہونے والا تھا، بلکہ درحقیقت ہندوستان کی ملت اسلامیہ کو اس ہمہ گیر اعتقادی، ذہنی، اور تہذیبی ارتداد کے فوری خطرہ سے محفوظ کر دیا جو اکبر جیسی باعزم اور قوی الارادہ شخصیت اور اس کے یگانہ روزگار مشیروں (ملا مبارک فیضی اور ابوالفضل) کی ذہانت سے ایک امر واقعہ بن کر سامنے آ گیا تھا، یہ معنوی و روحانی انقلاب اور یہ

Marfat.com

ذہنی وتہذیبی ارتداد اس سیاسی زوال اور اقتدار کے خاتمہ سے کہیں زیادہ سنگین، دیرپا اور دوررس تھا، جو اٹھارہویں صدی کے اواخر میں ہندوستان کی نوخیز غیر مسلم طاقتوں کے ابھرنے سے اور انیسویں صدی کے اوائل میں انگریزوں کے تسلط اور اقتدار سے پیش آیا شاید اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس مشہور شعر میں اسی طرف اشارہ کیا ہے:

وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

(۲) دوسرے گروہ کے نزدیک ان کا اصل تجدیدی کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے طریقت پر شریعت کی فوقیت وبالادستی کو ایسے پراز اعتماد، مبصرانہ وتجربہ کارانہ انداز اور اس قوت وضاحت کے ساتھ بیان کیا جو اس سے پہلے کسی نے نہیں کیا تھا اور اس سے طریقت کا شریعت کے تابع بلکہ خادم ہونا روز روشن کی طرح واضح ہو گیا اور سلوک وطریقت کے حلقہ میں شریعت سے استغناء بلکہ کہیں کہیں انحراف اور ریاضت ومجاہدہ اور باطنی حواس اور طاقتوں پر کلی اعتماد کا جو فتنہ شروع ہو گیا تھا، اور جس کا (جوگ اور سنیاس کا ایک اہم مرکز ہونے کی بنا پر) ہندوستان سب سے بڑا نشانہ تھا رک گیا اور ان کے بعد پھر کسی کو کھل کر یہ کہنے کی ہمت نہیں ہوئی کہ ''شریعت وطریقت کے کوچے الگ الگ ہیں' اور طریقت پر شریعت کے پہرے نہیں بٹھائے جاسکتے''۔

(۳) تیسرا گروہ وہ ہے، جو ان کا اصل تجدیدی کارنامہ یہ سمجھتا ہے کہ انھوں نے ''وحدۃ الوجود' کے عقیدہ ونظریہ پر وہ کاری ضرب لگائی جو اس سے پہلے کسی نے نہیں لگائی تھی، اور پھر اس کے بڑھتے ہوئے اس سیلاب کو روک دیا، بلکہ اس کا منہ پھیر دیا جس نے آخری صدیوں میں پوری علمی وروحانی دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا اور جس کے خلاف کسی پڑھے لکھے آدمی کا لب کشائی کرنا بھی اپنی جہالت کا ثبوت دینا اور نصف النہار میں دن ہونے کا انکار کرنا تھا۔

حضرت ابوالحسن ندوی رحمۃ اللہ علیہ ان گروہوں کا نقطہ نظر پیش کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

نبوت محمدی ﷺ اور اس کی ابدیت اور ضرورت پر اعتماد کی بحالی

لیکن حقیقت میں ان کا اصل کارنامہ جس کے جلو میں ان کے سارے تجدیدی کارنامے چلتے پھرتے نظر آتے ہیں، اور ان کی تجدید کا اصل سرچشمہ جس سے ان کی تمام انقلابی واصلاحی

Marfat.com

...موں کے چشمے پھوٹتے ہیں اور دریا بن کر سارے عالم اسلام میں رواں دواں ہو جاتے ہیں، وہ ...ت محمدی ﷺ اور اس ابدیت و ضرورت پر امت میں اعتقاد و اعتماد بحال کرنے اور مستحکم کرنے کا وہ تجدیدی و انقلابی کارنامہ ہے جو ان سے پہلے اس تفصیل و وضاحت و قوت کے ساتھ ہمارے علم میں کسی مجدد نے انجام نہیں دیا، شاید یہ اس لئے بھی کہ اس کے زمانہ میں اس کی ضرورت پیش نہیں آئی اور اس کے خلاف کوئی منظم تحریک یا فلسفہ سامنے نہیں آیا تھا۔

اس تجدیدی اقدام سے ان تمام فتنوں کا سدّ باب ہوتا ہے جو اس وقت عالم اسلام میں منہ پھیلائے ہوئے اسلام کے شجرۂ طیبہ اور اس کے پورے اعتقادی، فکری اور روحانی نظام کو نگل لینے کے لئے تیار تھے، ان میں ایران کی وہ نقطوی تحریک اور اس کے پیرو بھی شامل ہیں جنھوں نے نبوتِ محمدی اور اس کے بقاء و دوام کے خلاف کھلے طریقہ پر علمِ بغاوت بلند کیا تھا اور اعلان کیا تھا کہ ''نبوتِ محمدی کا ایک ہزار سالہ دور ختم ہوا اور اب دینی رہنمائی اور زندگی کی تشکیل جدید اور آئین سازی کا وہ دور شروع ہونے جا رہا ہے جس کی اساس عقلیت و فلسفہ پر ہوگی جس کی قیادت محمود پسخوانی اور اس کی جماعت کے ہاتھ میں اور جس کا مرکز ایران و ہندوستان ہوگا ان فتنوں میں اکبر کا ''دین اکبری'' اور ''آئین جدید'' بھی شامل ہے، جو ہندوستان میں نبوت و شریعت محمدی ﷺ کی جگہ لینے اور اس کا بدل بننے کا مدعی تھا دینی زندگی اعمال و عبادات اور معاشرہ و تمدن کی وہ دینی بدعات بھی داخل ہیں، جو ایک متوازی شریعت بنتی جا رہی تھیں اور جن کی ایک مستقل ''فقہ'' مدون ہو رہی تھی اور وہ بھی درحقیقت محمد رسول اللہ ﷺ کی خاتمیت کے لئے ایک چیلنج اور منصب تشریع کی مدعی تھی۔

اس سلسلہ میں وحدۃ الوجود کا فلسفہ بھی آتا ہے جو اپنے داعیوں اور علمبرداروں کے بقول کشفی حقائق پر مبنی تھا، اور جس کے متعلق اس کے غالی معتقدین بھی اس بات کے مدعی نہیں ہیں کہ خاتم النبیین ﷺ نے اس کی بالاعلان تبلیغ کی، اور آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے بعد کے لوگوں کو اس کی دعوت دی، یہ فلسفہ اور دعوت بھی نبوت کی پیش کی ہوئی دعوت اس کی واضح تعلیمات اور اس کے مقاصد کا (دانستہ یا نادانستہ طریقہ پر) حریف بنتی جا رہی تھی اور اس کو جس قدر کامیابی حاصل ہوتی تھی اور اس کی جڑیں دل و دماغ اور اسلامی معاشرہ میں

Marfat.com

پیوست ہوتی جاتی تھیں احکام شریعت پر عمل کرنے اسلام کے واحد دین حق اور ذریعہ نجات ہونے کے عقیدہ میں ضعف پیدا ہوتا اور الحاد و زندقہ، حریت و اباحیت تعطل و بے عملی کے لئے راہیں کھلتی تھیں خواہ اس کے محتاط و متقی قائل صوفیہ و مشائخ خود شریعت کے کتنے ہی پابند اور اس کا کتنا ہی احترام کرتے ہوں اور اس طرز عمل کے کتنے ہی مخالف ہوں۔

اس ضمن میں فرقہ امامیہ (اہل تشیع) کا گروہ بھی آتا ہے:

فرقہ امامیہ کی معتبر کتابوں سے ''امام'' کے بارے میں جو کچھ ثابت ہوتا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ''امام ظاہراً و باطناً'' معصوم عن الخطا و طاہر و مطہر ہوتا ہے، اس کی اطاعت فرض ہوتی ہے اس کے ہاتھوں معجزات کا ظہور ہوتا ہے اس کو متعلقات شریعت کا علم محیط (جس سے کوئی چیز خارج نہیں) علم لدنی کے طور پر حاصل ہوتا ہے، اور وہ قیامت تک اللہ کی حجت کے طور پر ہر زمانہ میں ظاہر ہوگا (مقتبس از کتاب الشافی للشریف المرتضیٰ، تلخیص الشافی للطوسی واصل الشیعۃ و اصولہا للعلامۃ الشیخ محمد حسین آل کاشف الغطاء)۔

علامہ محمد ابو زہرہ اپنی فاضلانہ کتاب تاریخ المذاہب الاسلامیہ (ج:۱) میں ان اقوال پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ فرقہ امامیہ کے تمام علماء اس پر متفق ہیں ان کے نزدیک ''امام'' کے مرتبہ کے نبی کے مرتبہ کے قریب ہونے میں کوئی اختلاف نہیں انھوں نے اس کی صراحت کی ہے کہ ''وصی'' اور نبی'' میں صرف اتنا فرق ہے کہ ''وصی'' پر وحی نہیں آتی۔ (صفحہ ۵۹)

اس ضمن میں فرقہ امامیہ کا گروہ بھی آتا ہے جس کے اساسی عقائد میں امامت کا عقیدہ بھی ہے، اور جو امام کی ایسی تعریف کرتا ہے اور اس کی ایسی صفات و خصوصیات بیان کرتا ہے جو قریب قریب نبی کا ہمسر و مساوی بنا دیتی ہیں اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی جماعت کے متعلق ایسے رائے رکھتا ہے جس سے ذات نبوی کی تاثیر صحبت اس کی انقلاب انگیزی اور کیمیا اثری پر دھبہ آتا ہے اور جو

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّيْنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ [سورۃ الجمعۃ:۲]

وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں اُنہی میں سے ایک رسول بھیجا جو اُن کے

Marfat.com

سامنے اُس کی آیتوں کی تلاوت کریں، اور اُن کو پاکیزہ بنائیں، اور اُنہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیں۔''

کے منافی ہے اس فرقہ کے اثرات مختلف سیاسی وعلمی وجوہ سے ہندوستان میں تیزی سے پھیل رہے تھے اور مسلم معاشرہ (جس کی اکثریت سنی العقیدہ تھی) اس کے عقائد تصورات، افکار وخیالات اور رسوم وعادات سے گہرے طریقہ پر متاثر ہو رہا تھا۔ اس طرح انھوں نے ''نبوت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان واعتماد کی تجدید'' کی شاہ کلید سے وہ سارے بھاری اور پیچیدہ قفل کھول دیئے جو یونانی وایرانی فلسفہ اور مصری وہندوستانی اشراقیت نے ایجاد کئے تھے ایک تیر سے ان سب فتنوں کو شکار کیا جن کا مسلمانوں کا ذہین طبقہ نشانہ بنا ہوا تھا۔[1]

عقل وکشف کا غیبی اور مابعد الطبعی حقائق کے ادراک میں عاجز و ناکام رہنا

مجدد صاحب کا تجدیدی کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے عقل وکشف دونوں کو ''غیبیات'' ماوراء عقل علوم، ذات وصفات الٰہی کی صحیح معرفت لاریبی علم اور قطعی الثبوت حقائق کے یقینی ادراک سے عاجز اور قاصر ثابت کیا اور یہ کہ ان کے حاصل کئے ہوئے نتائج شک وریب اور خطاء لغزش اور غلط فہمی سے مبرّا نہیں، اللہ کی معرفت صحیح انبیاء ہی کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے جس طرح ''عقل'' کا مرتبہ ''حواس'' سے ماوراء ہے اسی طرح ''نبوت'' کا مرتبہ ''عقل'' سے ماوراء ہے، خدا کی تعظیم کا صحیح طریقہ معلوم کرنا نبوت پر منحصر اور انبیاء کی اطلاع وتعلیم پر موقوف ہے معرفت الٰہی میں عقلائے یونان نے سخت ٹھوکریں کھائی ہیں، اور مضحکہ خیز غلطیاں کی ہیں جس طرح عقل خالص اور عقل مجرد کا وجود نہیں کشف خالص اور کشف مجرد بھی (جو اندرونی خواہشات اور خارجی اثرات سے محفوظ ہو) نہایت دشوار بلکہ عنقا صفت ہے اور اہل اشراق وصفائی نفس نے اسی طرح ٹھوکریں کھائی ہیں اور وہم وجہالت کا شکار ہوئے ہیں جیسے مدعیان عقل وفلسفہ عقل واشراق دونوں حصول یقین اور وصول الی اللہ کے لئے ناکافی ہیں، بعثت ہی اللہ کی ذات وصفات اور احکام کی معرفت کا واحد ذریعہ ہے، مصر افلاطونیت جدیدہ کا بڑا مرکز تھا جس میں فلاطینس پارفری پراکلس وغیرہ پیدا ہوئے اور ایک نئے مذہب ''افلاطونیت جدیدہ'' کی بنیاد پڑی۔

---

[1] دعوت وعزیمت ج:۲

Marfat.com

انھوں نے اعلان کیا کہ عقل کا خالص و بے آمیز ہونا ممکن نہیں اور وہ بھی داخلی عقائد مسلمات اور خارجی عوامل واثرات سے متاثر ہوتی ہے اور اس کے بہت سے فیصلے اور نتائج ان خارجی رنگوں سے رنگین و مزوج ہو کر سامنے آتے ہیں جو اس کے اندرون و بیرون میں پائے جاتے ہیں انھوں نے ثابت کیا کہ عقل حجت ہونے میں ناقص ہے حجت کامل انبیاء کی بعثت ہے بعثت کے بغیر حقیقی تزکیہ ممکن ہی نہیں۔ انھوں نے صفائی نفس اور صفائی قلب میں حد فاصل قائم کی اور دونوں کا فرق بتایا انھوں نے ثابت کیا کہ انبیاء کی رسالت کا تصدیق کرنے والا اصحاب استدلال میں سے ہے انبیاء کی اطلاعات کو اپنی عقل کا پابند بنانا نبوت کا انکار ہے انھوں نے اس نکتہ کی وضاحت کی کہ مخالف عقل ہونا اور چیز ہے اور ماورائے عقل ہونا اور چیز۔

مجدد صاحب کی یہ تحقیقات جو عقل وکشف دونوں پر مبنی ہیں اور جن میں تائید الٰہی اور مشکوٰۃ نبوت سے اخذ کیا ہوا نور شامل ہے علمی وروحانی دنیا میں ہلچل ڈال دینے والے فکر وتعقل کا ایک نیا دروازہ کھولنے والے عقلی وعلمی دنیا کے بہت سے رائج الوقت سکوں کو کھوٹا ثابت کرنے والے، نبوت وشرائع سماویہ کی صداقت وعظمت کا اعلان کرنے والے اور ان پر از سر نو اعتماد بحال کرنے والے علوم ومعارف اور ایک ایسا تجدیدی وانقلابی اور علمی وتحقیقی کارنامہ ہے جو تنہا اس وقت کے نظام تعلیم، علمی ماحول اور دماغی کاوشوں کا نتیجہ نہیں ہو سکتا تھا اس لئے کہ ان میں وہ باتیں کہی گئی ہیں جن میں سے بعض تک فلسفہ اور فکر کی دنیا صدیوں کے بعد پہنچی ہے اور جن کی صداقت پر بالآخر علم اور روحانی تجربہ نے مہر تصدیق ثبت کر دی ہے یہ محض اس تائید الٰہی اور ہدایت ربانی کا کرشمہ تھا جس نے ان کو "ہزارہ دوم کے آغاز پر تجدید دین اور نبوت وشریعت محمدی کے دفاع کے لئے انتخاب کیا اور اس اخلاص دینی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتباع کامل کا فیض جس پر وہ شروع سے گامزن تھے۔[1]

عقل پرستی

دور اکبری اور جہانگیر کے ابتدائی دور میں اہل دربار عقل پرستی کے بت میں پھنسے ہوئے تھے دین اسلام کی ہر بات کو اپنی اندھی عقل پر تولتے تھے، اور عقل پرستی کی وبا حکمرانوں سے ہوتی

[1] تاریخ دعوت وعزیمت ج:۴

بلکہ عوام الناس میں بھی آ چکی تھی، قبل اس کے کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے حوالے سے ان کی کوششوں کا ذکر کریں پہلے عقل پرستی پر حضرت مولانا علی میاں ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی بہت ہی جامع اور فکر انگیز عقل پرستی پر بحث پڑھیں۔

عقل محض اور کشف خالص کی تنقید کا انقلابی کارنامہ

عقل کے متعلق سب سے پہلے یہ حقیقت یاد رکھنی چاہئے کہ وہ اپنا طبعی فریضہ (اکتشاف و تحقیق اور استدلال) انجام دینے میں آزاد نہیں ہے اس کو اپنے سے کمتر چیزوں کی احتیاج ہے اس کا کام یہ ہے کہ محسوسات اور معلومات اور تجربات کے ذریعہ غیر محسوس اور غیر معلوم چیزوں کا علم حاصل کرے اور اپنے ذخیرۂ معلومات اور مبادی و مقدمات کی مدد سے اور ان کو علمی طور پر مرتب کر کے وہ اس نتیجہ تک پہنچے جو اس کو ابھی تک حاصل نہیں تھا اور محض حواس و تجربہ سے حاصل نہیں ہو سکتا تھا تمام معقولات کی تحلیل اور ان کا تجزیہ کرنے سے یہی حقیقت ظاہر ہو گی کہ عقل ان حقائق اور بلند معلومات تک انھیں حقیر محسوسات اور ابتدائی معلومات کی مدد سے پہنچی ہے جو بلا کسی عقلی اور عملی ترتیب کے ان عظیم الشان نتائج تک نہیں پہنچا سکتے تھے۔

پس صاف ظاہر ہے کہ جہاں انسان کے حواس قطعاً کام نہ کر سکتے ہوں جہاں اس کے پاس معلومات کا سرے سے کوئی ذخیرہ نہ ہو اور جس کے مبادی سے بھی وہ بالکل محروم ہو، جہاں کی حقیقت حال کا اس کو کوئی اندازہ و تجربہ نہ ہو اور جہاں قیاس کی بنیاد ہی موجود نہ ہو وہاں اس کی عقل وذہانت اور اس کا قیاس کیا کام کر سکتا ہے؟ وہاں اس کی عقل اسی طرح بے بس ہوتی ہے، جس طرح انسان کشتی کے بغیر سمندر کو عبور نہیں کر سکتا اور طیارہ کے بغیر پرواز سے عاجز ہے ذہین آدمی اعداد سے واقفیت کے بغیر ریاضی کا کوئی سوال حل نہیں کر سکتا جس شخص نے کسی زبان کا رسم الخط نہیں سیکھا اور وہ اس کے حروف تہجی سے بھی ناآشنا ہے کتنا ہی ذہین اور جینس (عبقری) ہو اور ہزار عقل و قیاس اور عرق ریزی سے کام لے اس زبان کی ایک سطر نہیں پڑھ سکتا بعینہ اسی طرح مندرجہ بالا سوالات محض عقل سے حل نہیں کئے جا سکتے کیونکہ اس کے مبادی بھی انسان کو حاصل نہیں نہ وہاں قیاس کی کوئی گنجائش ہے۔

دوسری حقیقت یہ ہے کہ عقل کی قوت اور اس کا عمل محدود ہے اس کا ایک دائرہ ہے جس

Marfat.com

سے وہ باہر نہیں جا سکتی، جس طرح انسان کے حواس کے علیحدہ علیحدہ دائرے ہیں اور ان کا عمل ان کے اندر محدود ہے حاسہ بصارت سے ہزاروں مبصرات کا ادراک ہو سکتا ہے، لیکن ایک آواز بھی وہ اخذ نہیں کر سکتا، اسی طرح دوسرے حواس، پھر اپنے ان مخصوص محسوسات اور دائرہ عمل میں بھی ان حواس کی قوت اور ان کا عمل محدود نہیں۔

اسی طرح عقل اگرچہ اس کا میدان ان حواس ظاہری سے زیادہ وسیع ہے لیکن بہر حال محدود ہے ابن خلدون کے عالمانہ الفاظ ہیں:

"عقل ایک صحیح ترازو ہے" اس کے فیصلے یقینی ہیں جن میں کوئی دروغ نہیں لیکن تم اس ترازو میں امور توحید امور آخرت، حقیقت نبوت، حقائق صفات الٰہی، اور وہ تمام امور وحقائق جو ماوراء عقل ہیں تول نہیں سکتے یہ لاحاصل کوشش ہوگی اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے ایک ترازو دیکھی جو سونے کا وزن کرنے کے لئے ہے اس کو اس ترازو میں پہاڑوں کے تولنے کا شوق پیدا ہوا جو ناممکن ہے اس سے ترازو کی صحت پر کوئی حرف نہیں آتا لیکن اس کی گنجائش کی ایک حد ہے، اسی طرح عقل کے عمل کا بھی ایک دائرہ ہے جس سے وہ باہر قدم نہیں نکال سکتی وہ اللہ اور اس کے صفات کا احاطہ نہیں کر سکتی کہ وہ اس کے وجود کا ایک ذرہ ہے۔[1]

تیسری بات یہ ہے کہ عقل میں پوری بے آمیزی اور اس کے فیصلوں اور نتائج میں مکمل غیر جانبداری بہت مشکل ہے اہل حقیقت جانتے ہیں کہ "عقل خالص" اور "عقل مجرد" سے زیادہ عنقا صفت چیز دنیا میں مشکل سے کوئی ہوگی جذبات وخواہشات، ماحول، خاص تعلیم و تربیت مخصوص اعتقادات ونظریات، وہم وخیال، سہو ونسیان کے اثر سے وہ مشکل سے آزاد ہوتی ہے اس لئے اس کے فیصلوں میں ہمیشہ صداقت اور اس کے نتائج میں قطعیت پیدا ہونا اتنا آسان اور عمومی نہیں جتنا سمجھا جاتا ہے۔

لیکن حیرت انگیز امر یہ ہے کہ فلاسفہ نے ان تمام حقیقتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے

---

[1] مقدمہ ابن خلدون صفحہ ۴۷۳

Marfat.com

...ضوع کے تعین میں غلطی کی اور خدا کی ذات وصفات اور اس کے متعلقات پر بلا کسی سامان و ...باب اور بلا کسی علم وروشنی کے ایسی تفصیل وتدقیق اور ایسے وثوق وعلم سے بحث کی جو ماہر کیمیاء ...پنے کیمیاوی تجربوں اور تحلیل وتجزیہ کے بعد کرتا ہے، ان کے یہ مباحث وتحقیقات تمام ترفرضیات ...تخمینات اور خیالی طلسمات کا مجموعہ ہیں، اور محض قیاس پر مبنی ہیں، یہ "الٰہیات" کا ایک اچھا خاصا "طلسم ہوشربا" اور "فسانہ عجائب" ہے جس کا کچھ نمونہ آئندہ آئے گا۔

اس عقلیت وفلسفہ کے مقابلہ میں ایک دوسری کوشش ہے جس کا نام اشراق" ہے اس کا اصول یہ ہے کہ حق اور یقین کی دریافت کے لئے عقل علم اور برہان واستدلال مفید نہیں بلکہ مضر ہیں صداقت وحقیقت کے یقینی حصول کے لئے مشاہدہ شرط ہے اور یہ مشاہدہ صرف نور باطن صفائی نفس اور ایک اندرونی حاسہ کو بیدار کرنے سے ممکن ہے، جو روحانیات اور ماوراء طبیعات کا اسی طرح ادراک کرتا ہے جس طرح یہ ظاہری آنکھیں ظاہری چیزوں کا ادراک کرتی ہیں اور یہ حاسہ اسی وقت پیدا ہوسکتا ہے جب مادیت کو بالکل فنا اور حواس ظاہری کو مردہ کردیا جائے حقائق کی تحصیل اسی خالص و بے آمیز عقل (حکمت اشراق) اور اسی اندرونی روشنی (نور باطن) سے ممکن ہے جو ریاضتوں نفس کشی مراقبہ اور تفکر سے پیدا ہوتی ہے۔

یہ بالکل صحیح ہے کہ انسان میں یہ حاسہ باطنی موجود ہے ممکن ہے ایسے اور دوسرے حواس بھی ہوں لیکن بہر حال یہ ایک انسانی حاسہ ہی ہے اسی طرح کمزور اور محدود خطا پذیر اور متاثر ہونے والا جس طرح انسان کی ساری طاقتیں اور انکشاف علم کے سارے ذرائع اس کے محسوسات اور مشاہدات میں بھی غلطی اور خود فریبی ہوتی ہے جیسے دوسرے حواس کے نتائج میں ہوتی ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو اہل اشراق و مشاہدہ کے مکاشفات وتحقیقات میں وہ عظیم الشان تعارض وتناقض اور بڑے بڑے اہم مسائل میں لغزش اور غلط روی ممکن نہ ہوتی جو غیر مسلم اور مسلمان اشراقیوں کے یہاں ملتی ہے۔

بہر حال عقل کی طرح اس "عقل خاص" کا خالص ہونا بھی بہت مشکل ہے، اس پر بھی اسی طرح خارجی اثرات اور ظاہری اور باطنی چیزوں کا عکس اور پرتو پڑتا ہے اور یہ آئینہ بھی حقیقت کی صحیح تصویر پیش نہیں کرتا اشراقیوں کے ماحول ان کے عقائد ومسلمات کا ان کے مشاہدات پر بھی اثر پڑتا ہے یہی وجہ ہے کہ بہت سے حکمائے اشراق کو اپنے کشف ومشاہدہ میں بہت سے ان یونانی

Marfat.com

اور مصری اوہام وخیالات کی تائید نظر آتی ہے جن کا کوئی سر پیر نہ تھا اور بہت سے ایسے مفروضات حقیقت بن کر نظر آتے تھے جن کا عالم خارجی میں کہیں وجود نہیں۔

پھر جس طرح مندرجہ بالا سوالات فلسفہ کے موضوع وحدود سے خارج ہیں اسی طرح اشراق کے حدود سے بھی، اس سے عالم ارواح کے اسرار وعجائبات کی سیر ہوتی ہے، کچھ صورتیں نظر آتی ہیں کچھ رنگ نظر آتے ہیں کچھ آوازیں سننے میں آتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے منشا کا تفصیلی علم، اس کے قوانین شریعت عالم آخرت کی منزلیں، اور اس کے احوال سے وہ اسی طرح بے خبر ہیں جس طرح عام انسان۔

درحقیقت فلسفہ اور اشراق میں ایک ہی روح اور ایک ہی ذہنیت کام کرتی ہے دونوں حقیقت کو اپنی کوشش سے پیغمبروں کے واسطہ کے بغیر معلوم کرنا چاہتے ہیں منزل دونوں کی ایک ہے طریقہ سفر مختلف ہے ایک ہوا میں اڑ کر (خیالی پرواز سے) وہاں پہنچنا چاہتا ہے اور ایک کسی مخفی زمین دوز راستہ سے (روحانی طریقہ سے):

لیکن حقیقت اور علم کا لب لباب یہ ہے کہ یہ حقائق پیغمبروں کے واسطہ کے بغیر معلوم نہیں ہو سکتے جن کو اللہ منصب رسالت سے سرفراز فرماتا ہے ان کو اپنی ذات وصفات اور مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْض زمین وآسمان کی بادشاہی کا سب سے بڑا علم بخشتا ہے اور اپنی پسندیدگی اور ناپسندیدگی اور احکام کا براہ راست علم عطا کرتا ہے اور ان کو اپنے اور انسانوں کے درمیانی واسطہ بناتا ہے ان کی رسالت ونبوت دنیا کے لئے اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے ذات وصفات الٰہی کا جو عظیم الشان علم وہ بلا زحمت اور بلا قیمت عطا کرتے ہیں اس کے ایک ذرہ کو بھی ہزاروں برس کی فلسفیانہ غور وفکر اور بحث واستدلال اور سالہا سال کے مجاہدہ ومراقبہ وتزکیہ نفس سے نہیں حاصل کیا جا سکتا۔

ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ "[1]

یہ بالکل صحیح فرمایا کہ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ فلاسفہ اور حکمائے اشراق اس نعمت نبوت کی ناقدری وناشکری کرتے ہیں اور ان حقائق تک اپنی محنتوں سے پہنچنا چاہتے ہیں

[1] "مذہب وتمدن" باب اول عنوان "اشراقیت" ملاحظہ ہو "مذہب وتمدن" از مولانا ابوالحسن ندوی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

(ان) سے اللہ نے ان کو مستغنی کیا تھا ہزاروں برس کی ان کاوشوں اور مجاہدوں کا نتیجہ وہ متعارض و (متنا)قض اور مضحکہ خیز اقوال وتحقیقات ہیں جو ''الٰہیات'' کا سرمایہ ہیں اور جنھوں نے اپنے مشتغلین (او)ر متبعین کو خدا سے بجائے قریب و متعلق کرنے کے خدا سے اور زیادہ دور اور اس کی ذات وصفات سے نا آشنا اور اس سے بیگانہ اور مستغنی کیا۔

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ'' [سورۃ ابراہیم:۲۸]

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ فلسفہ وروحانیت دونوں کوچوں سے اچھی طرح واقف ہیں دوسری طرف علوم نبوت کے وارث اور وحی ورسالت کے مرتبہ شناس ہیں آپ نے حکماء اور اشراقیوں کے اس طرز عمل کی بڑی مبصرانہ تنقید کی ہے جو آپ کی جامعیت اور رسوخ فی العلم کی دلیل ہے یہ مبحث آپ کی تجدید کا مرکزی وبنیادی شعبہ ہے اس لئے کہ پوری شریعت الٰہی اور پورے نظام دینی کی بنیاد اسی بحث کے فیصلہ پر ہے کہ علم قطعی اور حصول یقین کا ذریعہ اور سرچشمہ اور انسان کے لئے اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات اپنے آغاز وانجام اور اپنی فلاح ونجات کے ضروری علم کا صحیح مأخذ کیا ہے؟ آیا وہ غور وفکر اور علمی بحث واستدلال (جس کا نمائندہ فلسفہ ہے) یا اندرونی روشنی نفس کشی صفائی اور مشاہدہ اور علم جو باطنی حواس اور روحانی طاقتوں سے حاصل ہوتا ہے جس کو ''حکمت اشراق'' کہتے ہیں یا ان دونوں کے برخلاف انبیاء علیہم السلام کی تقلید اور ان پر ایمان یہی وہ نقطہ آغاز ہے جہاں سے راستے ایک دوسرے سے کٹ کر تین مختلف سمتوں کی طرف جاتے ہیں اور جو آگے جا کر پھر کہیں نہیں ملتے

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ

[سورۃ الانعام:۱۵۳]

اس سلسلہ میں مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے جو نادر تحقیقات اور اعلیٰ علوم ومعارف نکلے ہیں اور ان کے مکتوبات کے ضخیم دفتر میں منتشر ہیں ان کا ترجمہ مختلف عنوانوں کے ماتحت پیش کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

مکتوبات دفتر سوم

حضرت امام ربانی شیخ مجدد قدس سرہٗ نے اپنے مکتوب نمبر ۲۳ جو آپ نے خواجہ ابراہیم خبادیانی کے نام لکھا ہے اس میں آپ نے فلاسفہ یونان کا رد کیا ہے فلاسفہ یونان کے نزدیک ''عقول عشرہ اور افلاک تسعہ'' کا بنیادی نظریہ ہے۔

فلاسفہ یونان کے دس عقول یہ ہیں:

مبدأ اول (واجب الوجوز) چونکہ تمام وجوہ سے واحد ہے اور یہ مسلم ہے کہ واحد سے صرف واحد کا صدور ہوسکتا ہے اور عالم مختلف چیزوں سے مرکب ہے اس لئے اس کا صدور اس سے نہیں ہوسکتا، اس کے وجود سے اس کے بلا ارادہ واختیار اور علم، عقل اول کا اس طرح فیضان ہوا جس طرح چراغ سے روشنی کا فیضان ہوتا ہے اور انسان کے ساتھ سایہ ہوتا ہے عقل اول ایک ایسا موجود ہے جو اپنی ذات سے قائم ہے نہ تو وہ جسم ہے اور نہ کوئی جسم اس کا محل ہے، اس کو اپنے نفس کی معرفت ہے اور اپنے مبدأ کی بھی اس کا نام خواہ فرشتہ رکھا جائے خواہ عقل اول، خواہ کچھ اور اس کے وجود سے تین چیزیں لازم آتی ہیں، عقل ثانی اور فلک اعلیٰ (یا فلک الافلاک) (جو نواں آسمان ہے) کا نفس اور اس فلک کا جرم، پھر عقل ثانی سے عقل ثالث اور فلک کواکب کا نفس اور اس کا جرم وجود میں آیا پھر اس عقل ثالث سے عقل رابع اور فلک زحل کا جرم وجود میں آیا پھر عقل خامس سے عقل سادس اور فلک مریخ کا نفس اور اس کا جرم وجود میں آیا پھر عقل سادس سے عقل سابع اور فلک شمس کا نفس اور اس کا جرم وجود میں آیا پھر عقل سابع سے عقل ثامن اور فلک زہرہ کا نفس اور اس کا جرم وجود میں آیا پھر عقل ثامن سے عقل تاسع اور فلک عطارد کا نفس اور اس کا جرم وجود میں آیا پھر عقل تاسع سے عقل عاشر اور فلک قمر کا نفس اور اس کا جرم وجود میں آیا یہی عقل اخیر ہے جس کا نام عقل فعال ہے اس سے فلک قمر کا حشو لازم آیا جو ایک مادہ ہے جو عقل فعال اور طبائع افلاک کے اثر سے کون وفساد کو قبول کرتا ہے پھر ان مواد میں کواکب کی حرکات کے سبب مختلف طرح کے امتزاج ہوتے ہیں جن سے معادن، نباتات اور حیوانات پیدا ہوتے ہیں یہ عقول عشرہ اور افلاک تسعہ ہیں۔

یہ دراصل یونانیوں کا علم الاصنام ہے جس کا نام انہوں نے فلسفہ بعد میں الٰہیات رکھ دیا۔

Marfat.com

عقل کا معجزاور صانع عالم کی معرفت

حضرت شیخ مجدد قدس سرہ فرماتے ہیں:

اس اللہ کا شکر ہے جس نے ہم پر انعام کیا اور ہماری اسلام کی طرف رہنمائی کی اور محمد ﷺ کی امت بنایا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات دنیا والوں کے لئے رحمت ہیں کیونکہ حضرت حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے ان حضرات کی بعثت کے ذریعہ ہم ناقص عقل والوں اور عاجز فہم رکھنے والوں کو اپنی ذات وصفات کی خبر دی ہے اور ہماری کوتاہ فہم کے اندازہ سے اپنے ذاتی وصفاتی کمالات کی اطلاع بخشی ہے اور اپنی پسندیدگی اور ناپسندیدگی کی چیزوں کو علیحدہ علیحدہ اور ہمارے دنیوی اور اخروی منافع اور مضرات کو ممتاز فرما دیا ہے اگر ان حضرات کے وجود گرامی کا واسطہ درمیان میں نہ ہوتا تو انسانی عقلیں کارخانہ عالم کے بنانے والے کے ثابت کرنے میں درماندہ ہوتیں اور اس ذات اقدس کے کمالات کے پہنچاننے میں عاجز و ناکام ثابت ہوتیں قدیم فلاسفہ جو اپنے کو سب سے بڑا عقلمند اور حکیم سمجھتے تھے عالم کے بنانے والے کے منکر تھے اور اپنی عقل کی کوتاہی سے اشیاء کو زمانہ کی طرف منسوب کرتے تھے زمین وآسمان کے پیدا کرنے والے کے بارے میں نمرود کا مباحثہ حضرت ابراہیم (علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) سے مشہور ہے اور قرآن مجید میں بھی مذکور ہے فرعون بدبخت کہتا تھا:

"مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ"

"اے اہل مصر مجھے اپنے سوا تمہارے کسی حکم ومعبود کا علم نہیں۔"

نیز حضرت موسیٰ (علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) سے خطاب کر کے کہا:

"لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِيْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ"

[الشعراء:۲۹]

"اے موسیٰ اگر تم نے میرے سوا کوئی معبود وحاکم ٹھہرایا تو میں تم کو بھی قیدی بنا دوں گا۔"

ہامان سے اسی بدبخت نے کہا

Marfat.com

يَاهَامَانُ ابْنِ لِي صَرْحًا لَّعَلِّي أَبْلُغُ الْأَسْبَابَ ۝ أَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰی اِلٰهِ مُوْسٰی وَاِنِّی لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا [سورۃ الغافر:۳۶-۳۷]

''اے ہامان میرے لئے ایک اونچا محل تیار کرتا کہ میں پہنچوں راستوں میں آسمانوں کے پھر جھانک دیکھوں موسیٰ کے معبود کو اور میں تو اس خیال کو کرتا ہوں جھوٹا۔''

خلاصہ یہ ہے کہ عقل اس دولت عظمیٰ کے ثابت کرنے سے قاصر اور ان حضرات انبیاء کی ہدایت کے بغیر اس دولت سرا کا راستہ پانے سے عاجز ہے۔

حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کا قلم مبارک یونانی فلاسفہ کے خلاف جوش اور زور سے لکھتا ہے آپ اپنے اسی مکتوب میں آگے جا کر تحریر فرماتے ہیں۔

فلاسفہ یونان کی معرفت الٰہی میں بے عقلیاں

عقل اگر معرفت الٰہی کے مسئلہ میں کافی ہوتی تو فلاسفہ یونان جنھوں نے عقل کو اپنا مقتدی بنایا ہے گمراہی کے بیابان میں نہ بھٹکتے اور حق تعالیٰ کو اور دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ پہچانتے حالانکہ اللہ تعالیٰ کے ذات وصفات کے معاملہ میں جاہل ترین شخص یہی لوگ ہیں کہ انھوں نے حق سبحانہٗ کو بیکار و معطل سمجھ لیا اور سوائے ایک چیز (عقل فعال) کے اس کو کسی چیز کا فاعل اور خالق نہیں مانتے اور وہ بھی (ان کے خیال کے مطابق) اس سے اضطراراً نہ کہ اختیاراً وجود میں آئی ہے انھوں نے اپنی طرف سے عقل فعال تراشی ہے، حوادث کو زمین وآسمان کے خالق سے ہٹا کر اس کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اثر کو موثر حقیقی سے روک کر اپنی تراشیدہ چیز (عقل فعال) کا اثر مانتے ہیں اس لئے کہ ان کے نزدیک معلول علت قریبہ کا نتیجہ ہوتا ہے علت بعیدہ کے لئے معلوم کے حصول میں وہ کوئی دخل واثر نہیں مانتے اور اپنی نادانی سے ان اشیاء کی اللہ کی طرف نسبت نہ ہونے کو اللہ کی صفت کمال جانتے ہیں اور اس کو بیکار و معطل ماننے کو اس کی تعظیم سمجھتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنے کو خود زمین وآسمان کا خالق کہتا ہے اور ''رَبُّ الْمَشْرِقِ وَرَبُّ الْمَغْرِبِ'' کے

Marfat.com

ساتھ اپنی تعریف بیان کرتا ہے۔

ان بے عقلوں کو اپنے خیال کے مطابق اللہ تعالیٰ کی کچھ احتیاج نہیں اور نہ اس کے سامنے کچھ عجز و نیاز ہے مجبوری اور ضرورت کے وقت چاہئے کہ یہ اپنی ''عقل فعال'' کی طرف رجوع کریں اور اپنی ضرورتوں کی تکمیل اسی سے چاہیں، اس لئے کہ اصل قدرت اور اصل اختیار ان کے نزدیک اسی کا ہے بلکہ ''عقل فعال'' بھی ان کے خیال کے مطابق اپنا عمل کرنے میں مجبور اور غیر مختار ہے، اس لئے اس سے بھی اپنی ضرورت کی تکمیل چاہنا غیر معقول بات ہے۔

اصل یہ ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے

''ان الکافرین لا مولیٰ لھم''

یعنی ''ان کافروں کا کوئی سرپرست اور کارساز نہیں''

ان کا بھی کوئی حامی و ناصر نہیں، خدا بھی نہیں اور عقل فعال بھی نہیں عقل آخر کیا چیز ہے جو چیزوں کا انتظام کرتی ہے اور حوادث کے ظہور و خلق کی اس کی طرف نسبت کی جاتی ہے محض اس کے ثابت ہونے اور اس کی ہستی میں ہزاروں اعتراض و کلام ہیں کیونکہ اس کا ثبوت اور وجود محض فلسفہ کے گھڑے ہوئے مقدمات پر مبنی ہے جو اسلام کے قواعد صحیحہ کی رو سے نامکمل اور ناقص ہیں، کوئی احمق ہی ہوگا جو اشیاء کو قادر و مختار جل شانہ سے ہٹا کر اسے محض ایک فرضی اور موہوم چیز کی طرف منسوب کرے گا بلکہ خود ان چیزوں کو اس بات سے ہزار ہزار ننگ و عار ہے کہ وہ اپنے خلق میں فلسفہ کی ایک تراشی ہوئی بے حقیقت چیز کی طرف منسوب ہوں بلکہ یہ چیزیں اپنے نابود ہونے پر راضی و مسرور ہوں گی اور ان کو موجود ہونے کی کوئی خواہش نہ ہوگی اس بات کے مقابلہ میں کہ ان کے وجود کی نسبت ایک بے حقیقت فرضی شئے کی طرف ہو اور وہ قادر و مختار کی قدرت کی طرف منسوب ہونے کی سعادت سے محروم ہو جائیں (قرآن مجید میں ہے)

''کَبُرَتْ کَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا کَذِبًا'' [سورۃ الکہف:۵]

''بڑی بات ہے جو ان کے منہ سے نکل رہی ہے یہ محض جھوٹ کہتے ہیں۔''

Marfat.com

دارالحرب کے کافر اپنی بت پرستیوں کے باوجود اس جماعت فلاسفہ سے بہتر ہیں کہ حضرت حق سبحانہٗ وتعالیٰ سے مشکل کے وقت التجا کرتے ہیں اور بتوں کو اس کے حضور میں شفاعت کے لئے وسیلہ بناتے ہیں۔

اس سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ ایک گروہ ان احمقوں (حکمائے یونان) کو حکماء کے لقب سے یاد کرتا ہے اور حکمت کی طرف ان کو منسوب کرتا ہے، ان (فلاسفہ) کے اکثر مسائل خصوصاً الٰہیات میں (جو مقصد اعلیٰ ہے) غلط ہیں اور کتاب وسنت کے مخالف، حکماء کا ان کو لقب دینا جن کا سرمایہ جہل مرکب ہے آخر کس لحاظ سے ہے؟ ہاں البتہ طنز ومذاق کے طور پر ہوسکتا ہے یا اس طرح جس طرح نابینا کو بینا کہا جائے۔

دینی ادراک کے حقائق کے لئے عقل کافی نہیں

حضرت شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اپنے بیٹے خزینۃ الرحمت مخدوم صاحبزادہ حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کو مکتوب تحریر فرماتے ہیں، مکتوب نمبر ۲۵۹ میں آپ فرماتے ہیں:

> ''اس اللہ کا شکر ہے جس نے ہم کو اس کی طرف ہدایت کی اور ہم کو ہدایت نہیں ہوسکتی تھی اگر اللہ خود ہماری ہدایت نہ کرتا، بیشک ہمارے پروردگار کے پیغمبر حق کے ساتھ آئے انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات کے بھیجنے کے احسان کا شکر کس زبان سے بجالایا جائے اور کس دل سے اس محسن کا اعتقاد کیا جائے اور وہ اعضاء جوارح کہاں ہیں کہ اعمال حسنہ کے ذریعہ اس نعمت عظمیٰ کی مکافات کی جائے اگر ان حضرات کا وجود مبارک نہ ہوتا تو ہم کوتاہ فہم انسانوں کو زمین وآسمان بنانے والے کے وجود اور اس کی یکتائی کی طرف کون رہنمائی کرتا، متقدمینِ فلاسفۂ یونان باوجود اپنی ذہانتوں کے زمین وآسمان کے بنانے والے (جل شانہ) کے وجود کی طرف راستہ نہ پاسکے اور کائنات کے وجود کو انہوں نے دہر (زمانہ) سے منسوب کیا اور جب روز بروز انبیاء علیہم الصلوٰات والتسلیمات کی دعوت روشن ہوتی چلی گئی متاخرین فلاسفہ نے

Marfat.com

ان انوار کی برکت سے قدماء کے مذہب کی تردید کی اور صانع جل شانہ کے وجود کے قائل ہو گئے اور اس کی توحید کا بھی اقرار کیا پس ہماری عقلیں انوار نبوت کی امداد کے بغیر اس کام سے بے بس اور ہمارا فہم انبیاء علیہم الصلوات و التسلیمات کے وجود کے توسط کے بغیر اس معاملہ سے دور ہے۔"

عقل حجت بالغہ نہیں

حضرت شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہٗ مکتوبات دفتر سوم میں مکتوب نمبر ۳۶ جو کہ میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ کے نام ہے کہ فیضان نبوت کا طریق فکر و عقل کی کسوٹی سے ماوراء ہے آپ فرماتے ہیں:

"نبوت کا طریق عقل و فکر کے طور سے ماوراء ہے جن امور کے ادراک میں عقل قاصر ہے، ان کا ثبوت نبوت کے طریق سے ہوتا ہے اگر عقل کافی ہوتی تو انبیاء کس لئے مبعوث ہوتے "صلوات اللہ تعالیٰ وتسلیماتہ علیہم اجمعین" اور آخرت کے عذاب کو کیوں ان کی بعثت کے ساتھ وابستہ کیا جاتا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا" (ہم اس وقت تک عذاب کرنے والے نہیں ہیں جب تک کسی پیغمبر کو نہ بھیجیں) جب بعض مسائل میں عقل کے ادراک کا عجز اور کوتاہی ثابت ہو گئی پس تمام احکام شرعیہ کو عقل کی ترازو میں تولنا مستحسن نہیں۔ ہمیشہ ان مسائل و احکام کو عقل سے مطابق کرنے کی کوشش اور اس کی پابندی عقل کے کافی ہونے کا فیصلہ کرنا ہے اور نبوت کے طریق کا انکار۔ اللہ ہم کو اس سے پناہ میں رکھے۔"

عقل حقائق الٰہیہ کے دریافت میں مفید نہیں

دسویں صدی ہجری (سولھویں صدی عیسوی) میں جب ساری دنیا پر اور خاص طور پر ہندوستان و ایران پر تعلیمی میدان میں صرف انحصار ہی فلسفہ و یونانی پر تھا، دماغوں پر سکہ عقلیت ہی غالب تھا اور افلاطون و ارسطو کو مقامِ تقدس اور عصمت کا درجہ نصیب تھا پرستاران حکمت و عقلیت

Marfat.com

افلاطون وارسطو کے حقائق کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔

علماء اسلام میں حضرت شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے پہلی مرتبہ آواز بلند کی کہ عقل کا خالص و بے آمیز ہونا جسم عنصری کے تعلق اور ماحول میں پھیلے ہوئے اوہام وتخیلات، عقائد و مسلمات نیز باطنی رجحانات اور راسخ اخلاق اور خواہشات سے آزاد ہونا تقریباً محال ہے۔

اب اس کے بعد ایک مسلمان عالم ومفکر کا (جو ہندوستان کے محدود علمی و مدرسی ماحول میں رہا اور جس نے حکمت وفلسفہ کے بجائے علوم نبوت اور معرفت ورضائے الٰہی کے حصول کو اپنا مقصد زندگی قرار دیا عقل خالص کی تنقید میں فلسفہ کے پیچ وخم سے دور رہتے ہوئے عام فہم و دل نشین بیان پڑھیے مجدد صاحب اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہ "عقل اپنی ذات سے اگرچہ احکام الٰہی میں ناقص و نا تمام ہے مگر یہ کیوں نہیں ہو سکتا کہ صفائی نفس اور تزکیہ کے بعد عقل کو ایک مناسبت اور ذات الٰہی سے ایک بے کیف اتصال پیدا ہو جائے جس کے ذریعہ سے وہ وہاں سے احکام اخذ کرے اور بعثت کی ضرورت جو فرشتہ کے واسطہ سے ہوتی ہے نہ پڑے۔"

حضرت شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہٗ دفتر اول مکتوب نمبر ۲۶۶ جو حضرت خواجہ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ و حضرت خواجہ عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے نام لکھا ہے یہ دونوں حضرات امام الاولیاء حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کے فرزندار جمند ہیں حضرت شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہٗ، جواب عقل خواہ وہ مناسبت واتصال پیدا کرے مگر جو تعلق وہ جسم عنصری سے رکھتی ہے وہ کلیۃً زائل نہیں ہوتا اور مکمل آزادی و بے آمیزی وہ نہیں پیدا کر سکتی واہمہ ہمیشہ اس کا دامنگیر رہتا ہے اور متخیلہ اس کے خیال کو کبھی نہیں چھوڑتا، غصہ اور خواہش کی قوتیں سایہ کی طرح اس کے ساتھ رہتی ہیں اور حرص وہوس کی صفات مذموم کا چولی دامن کا ساتھ ہے، بھول چوک جو انسان کے لوازم میں سے ہے اس سے علیحدہ نہیں ہوتے خطا اور غلطی جو اس زندگی کے خواص میں سے ہیں اس سے جدا نہیں ہوتے، پس عقل اعتماد کے لائق نہیں اور اس کے اخذ کئے ہوئے احکام وہم وتصرف اور خیال کے اثر واقتدار سے آزاد نہیں، اور بھول چوک کی آمیزش اور غلطی کے شبہ سے محفوظ نہیں، بخلاف فرشتہ کے جو ان صفات سے پاک ہے، اور ان نقائص سے بری، پس لامحالہ وہ اعتبار کے لائق ہے، اور اس کے اخذ

Marfat.com

لیے ہوئے احکام وہم وخیال کی آمیزش اور نسیان و غلطی کے شبہ سے محفوظ ہیں، بعض اوقات محسوس ہوتا ہے کہ وہ علوم جن کو اس نے روحانی اخذ وتحصیل کے ذریعہ حاصل کیا ہے، قوی اور حواس تک ان کو پہنچانے میں بعض ایسے مقدمات جو اس کے نزدیک مسلم ہیں (لیکن غیر واقعی ہیں اور وہم وخیال یا کسی اور طریقہ سے حاصل ہوئے ہیں) بے اختیار ان علوم کے ساتھ اس طرح شامل ہو جاتے ہیں کہ اس وقت بالکل اس کی تمیز نہیں ہونے پاتی دوسرے وقت کبھی اس کا امتیاز عطا ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا، پس لامحالہ ان علوم میں ان مقدمات کی شمولیت کی وجہ سے غیر واقعیت اور عدم صداقت کی شکل پیدا ہو جاتی ہے اور وہ اعتبار کے لائق نہیں رہتے۔"

عجیب توارد اور حیرت انگیز بات ہے کہ مجدد صاحب سے تقریباً دوسو سال بعد جرمنی کے مشہور فلسفی امینول کانٹ ...... نے عقل کے خالص اور مجرد ہونے اور اس کے ماحول ورثہ اور عادات ومعتقدات سے آزاد ہو کر بے لاگ فیصلہ کرنے کی صلاحیت پر علمی اور تحقیقی بحث کا آغاز کیا اس نے عقل کے حدود کی جرأت و وضاحت کے ساتھ تعیین کی اور ۱۷۸۱ء میں اپنی معرکۃ الآراء کتاب "تنقید عقل محض" ...... شائع کی جس نے دنیائے فکر وفلسفہ میں ہلچل ڈال دی اور ڈاکٹر سر محمد اقبال کے الفاظ میں روشن خیالوں کے کارناموں کو خاک کا ڈھیر کر دیا" مغرب میں اس کے اس کارنامہ کی عظمت کا شاندار طریقہ پر اعتراف کیا گیا، اور کہنے والوں نے یہاں تک کہا کہ وہ جرمن قوم کے لئے خدا کا سب سے بڑا عطیہ تھا، تاریخ فلسفہ جدید کا مصنف ڈاکٹر ہیرلڈ ہوفڈ ینگ اس کی کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ یہ کتاب فلسفہ کا ایک غیر فانی کمال پارہ ہے جس نے فکر انسانی کی ہرزہ گردیوں میں انگشت رہنما کا کام دیا۔

کانٹ کے نزدیک فکر اپنا عمل ادعائی طور پر شروع کرتا ہے اسے غیر ارادی طور پر اور اکثر سادہ لوحی سے اپنے قوی اور اپنے مفروضات ومقدمات کی صحت پر اعتماد ہوتا ہے اسے یقین ہوتا ہے کہ میں تمام مسائل کو حل کر سکتا ہوں اور کائنات کی کنہ تک میری رسائی ہو سکتی ہے، اس کے بعد ایک زمانہ آتا ہے جس میں یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ تعمیراتِ فکر افلاک تک نہیں پہنچ سکتیں اور ہندسوں میں ان کے نقشوں کے متعلق اتفاق رائے نہیں ہو سکتا یہ تشکیک کا زمانہ ہے اس نے دیکھا کہ ابھی ایک ایسا کام باقی ہے جسے ادعائیین اور متشککین دونوں نے نظر انداز کر دیا تھا وہ یہ کہ ہم

Marfat.com

اپنی عقل اور اپنے علم کی ماہیت کے متعلق تحقیق کریں اور دریافت کریں کہ ہمارے اندر فہم اشیا کے لئے کس قسم کے صور وقوی پائے جاتے ہیں اور ان کی مدد سے ہم کہاں تک جا سکتے ہیں۔

اس کتاب کا ترجمہ جو اصلاً جرمن زبان میں تھی تنقید عقل محض کے نام سے ہندوستان کے مشہور اہل قلم اور کامیاب مترجم ڈاکٹر سید عابد حسین صاحب نے کیا اور ''انجمن ترقی اردو ہند'' دہلی نے ۱۹۴۱ء میں شامل کیا۔[1]

نبوت کے بغیر نہ وصول الی المعرفت ہوتا ہے نہ حصول نجات

کانٹ نے عقل خالص کے وجود میں بہت شبہ ظاہر کیا ہے اور ثابت کیا کہ اس کا بے آمیز اور اندرونی و بیرونی اثرات سے آزاد ہونا تقریباً ناممکن ہے لیکن وہ کشف و علم باطنی کی دنیا سے ناآشنا تھا، اس لئے وہ اس سے آگے کچھ نہ کہہ سکا حضرت شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے جو اس دریا کے بھی غواص تھے ایک قدم آگے بڑھ کر کشف خالص اور الہام خالص کے مشکل اور نادر الوجود ہونے پر مفصل روشنی ڈالی ہے اور ثابت کیا ہے کہ اشراق اور صفائی نفس کے ذریعہ بھی ان غیبی حقائق اور لاریبی علوم تک رسائی ممکن نہیں جو انبیاء علیہم السلام اور ان کی بعثت کے راستہ سے عوام وخواص کو حاصل ہوتے ہیں، اس طرح بعثت کے بغیر نہ وصول الی المعرفت ہوتا ہے نہ حصول نجات، نہ حقیقی تزکیہ اس سلسلہ میں ان کے چند مکتوبات کے اقتباسات پڑھئے!

آپ نے اپنے مکتوب نمبر ۲۳ دفتر سوم میں جو خواجہ ابراہیم قبادیانی میں لکھا ہے، ان نادانوں (حکماء) کے ایک گروہ نے انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات کے راستہ کی پابندی کے بغیر صوفیہ الٰہیہ (جو ہر زمانہ میں انبیاء کے پیرو اور متبع رہے ہیں) کی تقلید میں ریاضت اور مجاہدہ کا راستہ اختیار کیا ہے اور اپنے وقت کی صفائی پر فریب کھایا اور اپنے خواب وخیال پر اعتماد کیا اور اپنے خیالی کشف وکشوف کو اپنا مقتدیٰ بنایا ''ضَلُّوْا فَاَضَلُّوْا'' (خود گمراہ ہوئے اور دوسروں کو گمراہ کیا) یہ نہیں جانتے کہ یہ صفائی نفس کی صفائی ہے جو گمراہی کی طرف راستہ دکھاتی ہے نہ کہ صفائی قلب جو کہ ہدایت کا دریچہ ہے اس لئے کہ قلب کی صفائی انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات کی پیروی سے وابستہ ہے اور نفس کا تزکیہ (اصلاح وتصفیہ) قلب کی صفائی کے ساتھ مربوط ہے' اس شرط کے

[1] تاریخ فلسفہ جدید ترجمہ ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم جلد دوم صفحہ ۳۸

Marfat.com

ساتھ کہ وہ نفس کی اصلاح وتربیت کرے قلب جوذات باری تعالیٰ کے انوار کا مظہر ہے اس کی ظلمت کے ساتھ نفس جوصفائی پیدا کرے گا اس کا حکم اس چراغ کا سا ہے جس کو اس لئے روشن کیا گیا ہوتا کہ پوشیدہ دشمن یعنی ابلیس لعین (اس کی روشنی میں) گھر کو تاراج وبرباد کردے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ مجاہدہ اور ریاضت کا طریقہ نظر واستدلال کے رنگ میں اس وقت اعتبار واعتماد پیدا کرے گا جب وہ انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات کی تصدیقات کے ساتھ ہو جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تبلیغ فرماتے ہیں اور اس کی مدد ان کی امداد کرتی ہے ان حضرات کا نظام ایسے ملائکہ کے نزول کی وجہ سے (جو غلطی اور گناہ سے محفوظ ہیں) دشمن لعین کے مکر سے محفوظ ہے اللہ تعالیٰ ان کے متعلق فرماتا ہے کہ

''اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطَانٌ '' [سورۃ الحج:۴۲]

''بے شک میرے خاص بندے تیرا (اے ابلیس ان پر کوئی زور نہیں)''

اور یہ بات دوسروں کو میسر نہیں اور اس لعین کے نامبارک حال سے ان کی رہائی متصور نہیں، سوائے اس کے جو ان حضرات کی پیروی کرے اور ان کے نقش قدم پر چلے، شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے سچ کہا ہے:

محالست سعدی کہ راہ صفا

تواں رفت جز بر پئے مصطفیٰ

''سعدی سلامتی کے راستہ پر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کے بغیر چلنا محال ہے اللہ کا درود وسلام ہو ان پر اور ان کی آل اور ان کے تمام برادران انبیاء پر''

نیز حضرت شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہٗ مکتوبات جلد اول مکتوب نمبر ۱۰۷ میں تحریر فرماتے ہیں کہ کشف میں آمیزش ہو جاتی ہے۔

یہ سمجھ لینا چاہئے کہ غلطی ہمیشہ القاء شیطانی ہی کی بنا پر نہیں ہوتی اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بعض غیر واقعی اور صداقت سے عاری احکام متخیلہ میں جاگزیں ہو جاتے ہیں وہاں شیطان کا کوئی دخل نہیں ہوتا لیکن (یہ خیالات) خارج میں متمثل ہو کر آتے ہیں، اسی سلسلہ کی یہ چیز ہے کہ بعض لوگوں کو خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوتی ہے، اور وہ آپ سے بعض ایسے احکام اخذ کرتے ہیں (جو شریعت کے ثابت شدہ مسائل اور احادیث صحیحہ کے خلاف ہوتے ہیں) اس صورت میں

Marfat.com

القاء شیطانی متصور نہیں ہے، علماء کی تحقیق یہ ہے کہ شیطان آپ کی صورت میں متمثل نہیں ہوتا تو اس صورت میں صرف متخیلہ کا تصور ہوتا ہے جس نے خلاف واقع کو واقع سمجھ لیا ہے۔

ایک اور مکتوب میں جو آپ نے شیخ درویش کے نام لکھا ہے دفتر اول مکتوب نمبر ۱۴۱ میں فرماتے ہیں: نفس خواہ تزکیہ کے ذریعہ نفس مطمئنہ بن گیا ہو لیکن وہ اپنی صفات سے پورے طور سے مجرد نہیں ہوتا اس لئے غلطی کو اس کے اندر بھی راہ پا جانے کا موقع ملتا ہے۔

فلاسفہ کی تعلیم اور حضرات انبیاء کی تعلیم میں تضاد ہے

حضرت شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہٗ دفتر سوم مکتوب نمبر ۲۳ بنام خواجہ ابراہیم قبادیانی میں تحریر فرماتے ہیں:

فلاسفہ کی عقل ناقص گویا نبوت سے بالکل ضد اور مقابل سرے پر واقع ہوئی ہے، ابتدائے عالم کے بارے میں بھی اور آخرت کے بارے میں بھی ان کے مسائل و مباحث انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات کی تعلیمات کے بالکل مخالف ہیں، انھوں نے نہ ایمان باللہ درست کیا نہ ایمان بالآخرت، عالم کے قدیم ہونے کے قائل ہیں، حالانکہ تمام اہل ادیان و اہل ملل کا اجماع ہے کہ عالم حادث ہے، اپنے تمام اجزاء کے ساتھ، اسی طرح آسمانوں کے پھٹ جانے تاروں کے جھڑ جانے، پہاڑوں کے ریزہ ریزہ ہونے، سمندروں کے بہہ پڑنے کے قائل نہیں جس کا بروز قیامت وعدہ ہے، اسی طرح اجسام کے دوبارہ زندہ ہونے کے منکر ہیں، اور قرآن کی تصریحات کا انکار کرتے ہیں، ان کے متاخرین جو اپنے کو اہل اسلام کے گروہ میں شامل کرتے ہیں اور قرآن کی تصریحات کا انکار کرتے ہیں، اسی طرح اپنے فلسفی اصول پر جمے ہوئے ہیں اور افلاک و کواکب اور اسی طرح دوسری چیزوں کے قدیم ہونے کے قائل ہیں اور ان کے فنا و ہلاک نہ ہونے کے مدعی، ان کی خوراک قرآنی تصریحات کی تکذیب، اور ان کا رزق دین کے اصول مسائل کا انکار ہے، عجب طرح کے مؤمن ہیں کہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے ہیں لیکن خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا ہے اس کو قبول نہیں کرتے، اس سے بڑھ کر حماقت نہیں ہوسکتی، کسی شاعر نے خوب کہا ہے کہ:

Marfat.com

فلسفہ چوں اُکثرش باشد سفہ پس کل آں
ہم سفہ باشد کہ حکم کل حکم اکثر است

فلسفہ چوں کہ اس کے لفظ کا بڑا حصہ "سفہ" (حماقت) اس لئے وہ کل حماقت ہی ہے کیونکہ اصول یہ ہے کہ اکثر کل کا حکم رکھتا ہے، اس جماعت نے اپنی عمر ایسے آلہ (منطق) سیکھنے کھانے میں صرف کی جو فکری غلطی سے محفوظ رکھنے والا ہے اور اس بارے میں انھوں نے بڑی زحمتیں اٹھائیں مگر جب ذات وصفات وافعال باری تعالیٰ کی بحث کو پہنچے جو مقصد اعلیٰ ہے تو انھوں نے ہاتھ پاؤں چھوڑ دیئے اور اس آلہ کو جو غلطی سے محفوظ رکھنے والا ہے ہاتھ سے دے کر ٹھوکریں کھانے لگے اور گمراہی کے دشت وبیابان میں بھٹکنے لگے، جیسے کہ ایک شخص برسوں جنگ کے سامان وآلات کو تیار کرتا رہتا ہے اور عین جنگ کے وقت ہاتھ پاؤں چھوڑ دیتا ہے اور اس سے کچھ بنتا نہیں، لوگ علوم فلسفہ کو بہت باقاعدہ اور منظم سمجھتے ہیں اور غلطی وخطا سے محفوظ جانتے ہیں، اگر اس کو تسلیم کرلیا جائے تو یہ حکم ان علوم کے بارے میں ہوگا جن میں عقل تنہا کافی ہوسکتی ہے جو یہاں مبحث سے خارج ہے اور مالا یعنی (غیر مفید مطلب) کے حکم میں ہے اور آخرت سے جو دائمی ہے کچھ واسطہ نہیں رکھتے اور نجات اخروی ان سے وابستہ نہیں گفتگو ان علوم کے بارے میں ہے کہ عقل ان کے ادراک میں عاجز وقاصر ہے اور وہ طریقہ نبوت سے مربوط ہیں اور نجات اخروی ان سے وابستہ ہے" پھر آگے تحریر فرماتے ہیں:

"علم منطق جو ایک ایسا علم ہے جو (بعد کے علوم عالیہ کے لئے) ایک آلہ کے طور پر ہے اور اس کے متعلق لوگوں نے کہا ہے کہ وہ خطا سے حفاظت کرنے والا ہے ان کو کام نہیں آتا اور مقصد اعلیٰ میں ان کو خطا اور غلطی سے اس نے باہر نہیں نکالا وہ ان کے کام نہ آیا تو دوسروں کے وہ کیا کام آئے گا اور غلطی سے کسی طرح نکالے گا؟"

(اللہ تعالیٰ سے اسی کے الفاظ میں دعا ہے)

رَبَّنَا لَاتُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ O [آل عمران:۸]

"اے ہمارے پروردگار ہمارے دلوں کو کج نہ کر اس کے بعد کہ تو نے ہمیں

Marfat.com

ہدایت دی اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت بخش بے شک تو بڑا بخشنے والا ہے۔"

بعض آدمی جو علوم فلسفہ میں کچھ "دخل در معقولات" رکھتے ہیں اور فلسفیانہ ملمع سازیوں کے فریب میں ہیں، اس جماعت کو حکماء جان کر انبیاء علیہم الصلوٰات والتسلیمات کا ہم سر اور مقابل سمجھتے ہیں بلکہ قریب ہے کہ ان کے جھوٹے علوم کو سچا جان کر انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات کی شریعتوں پر مقدم رکھیں اللہ ہم کو برے اعتقاد سے بچائے، تو ہاں جس وقت ان کو حکماء جانتے ہیں اور ان کے علم کو حکمت کہتے ہیں خواہ مخواہ اس بلا میں گرفتار ہوتے ہیں، اس لئے کہ حکمت نام ہے کسی شئ کے اس علم کا جو حقیقت واقعی کے مطابق ہو پس جو علوم (مثلاً انبیاء کی شریعتیں) ان علوم حکمت کے مخالف ہوں گے وہ ان حکماء کے خیال میں حقیقت واقعی کے خلاف ہوں گے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ان کی تصدیق اور ان کے علوم کی تصدیق انبیاء کی تکذیب اور انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات کے علوم کی تکذیب ہے اس لئے کہ یہ دونوں (حکماء اور انبیاء کے) علوم ایک دوسرے سے بالکل مقابل سرے پر واقع ہوئے ہیں، ایک تو تصدیق دوسرے کی تکذیب کو مستلزم ہے، جو چاہے انبیاء کے دین کا پابند ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی جماعت میں سے ہو، اور اہل نجات میں سے ہو، اور جس کا جی چاہے فلسفی ہو جائے اور شیطان کے گروہ میں سے ہو اور نامراد و ناکامیاب ہو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِى الْوُجُوْهَ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا [الکہف:۲۹]

"جس کا جی چاہے ایمان لائے اور جس کا جی چاہے کافر ہو جائے بیشک ہم نے ظالموں کے لئے ایسی آگ تیار کی ہے جس کی قناتوں نے ان کو گھیر لیا ہے اور اگر وہ پیاس سے فریاد کریں گے تو ان کی دادرسی ایسے پانی سے کی جائے جو پگھلے سیسہ کی طرح ہوگا جو منہ کو جلا دے گا اور وہ بری چیز ہو گی۔"

اور سلامتی ہو اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتباع کی ان پر اور

Marfat.com

کے برادر انبیاء کرام وملائکہ عظام پر مکمل ترین اور اعلیٰ ترین درود وسلام ہو"۔ حضرت شیخ الف ثانی قدس سرہٗ اپنے مکتوب نمبر ۶۶ دفتر اول میں اپنے شیخ زادوں خواجہ عبداللہ وخواجہ اللہ قدس سرہٗ کے نام مکتوب شریف میں حضرات انبیاء کی بعثت کی ضرورت کے موضوع پر یر فرماتے ہیں:

''مجدد صاحب بعثت انبیاء ورسل کی ضرورت، ہدایت کے لئے اس کے ناگزیر ہونے اور تنہا عقل کے (خواہ وہ کتنی بلند پایہ ہو) ناکافی ہونے پر روشنی ڈالتے ہوئے ایک دوسرے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔''

انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات کی بعثت دنیا والوں کے لئے رحمت ہے اگر ان حضرات کے وجود کا ذریعہ نہ ہوتا تو ہم گمراہوں کو اللہ تعالیٰ (جو واجب الوجود) کی ذات وصفات کی پہچان کی طرف کون رہنمائی کرتا اور اس کی پسندیدگی وناپسندیدگی کے کاموں میں کون امتیاز پیدا کرتا؟

ہماری ناقص عقلیں ان حضرات انبیاء کی دعوت کی روشنی کی مدد کے بغیر اس مطلب سے عاجز اور ہماری ناتمام سمجھ ان حضرات کی تقلید کے بغیر اس معاملہ میں بے بس اور درماندہ ہے، ہاں عقل ضرور حجت ہے، لیکن حجت ہونے میں نامکمل اور تاثیر وتکمیل کے درجہ کو نہیں پہنچتی حجت بالغہ صرف انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات کی بعثت ہے جس سے دائمی عذاب وثواب اخروی وابستہ ہے۔

نبوت کے بغیر تزکیہ حقیقی نہیں

اسی مکتوب شریف میں آپ آگے جا کر تحریر فرماتے ہیں:

''ہم یہ کہتے ہیں کہ تصفیہ وتزکیہ ان نیک اعمال سے وابستہ ہیں جو مولیٰ جل شانہ کو پسندیدہ اور اس کے یہاں مقبول ہوں اور یہ بات جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا بعثت پر موقوف ہے پس بعثت کے بغیر صفائی اور تزکیہ کی حقیقت نصیب نہیں ہوتی۔''

نبوت ہی احکام خداوندی اور ذات وصفات کی معرفت کا ذریعہ ہے

مکتوب نمبر ۲۶۶ دفتر اول میں ہی آپ مزید تحریر کرتے ہیں:

''بعثت رحمت ہے، اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کی پہچان حاصل کرنے

Marfat.com

کا سبب ہے جو تمام دینوں واخروی سعادتوں پر مشتمل ہے۔ بعثت کی اسی دولت سے اس بات کا علم وامتیاز ہوتا ہے کہ جناب باری تعالیٰ کے مناسب شان کیا ہے اور نامناسب کیا ہے، اس لئے کہ ہماری بے بصیرت اور عاجز عقل جو امکان اور حدوث کے داغ اور نقص سے داغدار رہے اس کو کیا معلوم کہ حضرت باری جو قدیم ہے کون سے اسماءِ صفات اور افعال اس کی شان کو مناسب ہیں جن کا اطلاق کیا جائے اور کون سے نامناسب جن سے احتراز کیا جائے، بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اپنے نقص کی وجہ سے ہماری عقل کمال کو نقص اور نقص کو کمال جانتی ہے، یہ امتیاز (جو نبوت پیدا کرتی ہے) خاکسار کے نزدیک تمام ظاہری وباطنی نعمتوں سے بڑھ کر ہے، بڑا بدبخت ہے جو نامناسب امور اور ناشائستہ اشیاء کی اس ذات عالی سے نسبت کرے، بعثت ہی ہے جس نے باطل کو حق سے جدا کیا، اور اس میں جو عبادت کا مستحق نہیں ہے اور جو عبادت کا مستحق ہے امتیاز پیدا کر دیا ہے، بعثت ہی کے ذریعہ یہ حضرات انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے راستہ کی طرف دعوت دیتے ہیں اور بندگان خدا کو قرب الٰہی اور وصال مولیٰ کی سعادت سے مشرف کرتے ہیں اور اسی بعثت کے ذریعہ مالک جل وعلا کے مرضیات کا علم حاصل ہوتا ہے جیسے کہ اوپر بیان ہوا اور اس کی تمیز ہوتی ہے کہ اس کے ملک میں کس چیز میں تصرف جائز ہے اور کس میں جائز نہیں بعثت کے اس طرح کے فوائد بہت ہیں، پس ثابت ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کی بعثت رحمت ہے جو شخص نفس امارہ کی خواہشات کا پیرو ہو کر شیطان لعین کے حکم سے بعثت کا انکار کرے اور بعثت کے احکام ومقتضا پر عمل نہ کرے تو اس میں بعثت کا کیا گناہ ہے اور بعثت کیوں رحمت نہ ہو......؟"۔

اللہ کی معرفت انبیاء ہی کے ذریعہ سے حاصل ہوتی ہے

مکتوب نمبر ۲۳ دفتر سوم بنام خواجہ ابراہیم قبادیانی رحمۃ اللہ علیہ میں حضرت شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

چونکہ انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات کے تواتر وتسلسل کی وجہ سے خدا کی طرف (جو زمین وآسمان کا خالق ہے جل شانہ) ان کی دعوت دینے کی شہرت ہوئی اور ان حضرات کی بات اور پیغام بلند ہوا تو ہر زمانہ کے بے عقل جو صانع عالم کے ثبوت کے بارے میں تردد کرتے تھے اپنی

Marfat.com

...لی پر مطلع ہو کر بے اختیار صانع کے وجود کے قائل ہو گئے اور اشیا و مخلوقات کو اس کی طرف ...سوب کیا، یہ روشنی حضرات انبیاء ہی کے انوار سے ماخوذ ہے اور یہ دولت انبیاء ہی کے خوان نعمت سے ملی ہے، اللہ کا درود و سلام ہو ان پر تا قیامت بلکہ ابدالآباد تک، اسی طرح وہ تمام منقولات جو ہم تک انبیاء الصلوات والتسلیمات کے پہنچانے سے پہنچے ہیں مثلاً ذات الٰہی کے صفات کمالیہ انبیاء کی بعثت ملائکہ کا معصوم ہونا علیہم الصلوات والتسلیمات والبرکات، حشر و نشر بہشت و دوزخ کا وجود اور جنت کی دائمی راحت و عیش اور جہنم کا دائمی عذاب یہ اور اسی طرح کی دوسری چیزیں جن کی شریعت خبر دیتی ہے عقل ان کو پالینے سے قاصر ہے اور ان حضرات (انبیاء) سے سنے بغیر ثابت کرنے میں ناقص اور تنہا نا کافی ہے۔

حضرت شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اپنے خلیفہ حضرت میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ کو مکتوبات دفتر سوم مکتوب نمبر ۲۳ میں تحریر فرماتے ہیں۔

صحیح ترتیب

سب سے پہلے رسول پر ایمان لانے کی فکر کرنی چاہئے اور اس کی رسالت کی تصدیق کرنی چاہئے تاکہ تمام احکام میں اس کو سچا جانا جائے اور اس کے ذریعہ سے شکوک وشبہات کی تاریکیوں سے نجات میسر ہو جڑ کو پہلے معقول و معلوم کر لینا چاہئے تاکہ سب فروع اور شاخیں بے تکلف معقول و معلوم ہو جائیں ہر شاخ و ہر فرع کو اصل کے ثابت کئے بغیر معقول بنانا بڑا مشکل ہے، اس تصدیق تک پہنچنے اور اطمینان قلب کے حاصل کرنے کا قریب ترین راستہ ذکر الٰہی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ [سورة الرعد: ۲۸-۲۹]

(یاد رکھو اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے جو لوگ ایمان لائے اور جنھوں نے نیک عمل کئے ان کے لئے خوشحالی ہے اور اچھا ٹھکانہ)

غور و استدلال کے راستہ سے اس بلند مقصد تک پہنچنا دور ہے بقول شاعر۔

Marfat.com

پائے استدلالیاں چوبیں بود
پائے چوبیں سخت بے تمکیں بود
(اہل استدلال کا پاؤں لکڑی کا ہے اور لکڑی کا پاؤں بے قابو و بے ثبات ہوتا ہے)

اصحاب استدلال کون ہیں

معلوم ہونا چاہئے کہ انبیاء کرام کی تقلید کرنے والا ان کی نبوت کے ثابت کرنے کے بعد اوران کی رسالت کی تصدیق کے بعد اس کا شمار صاحب استدلال لوگوں میں ہے اس کا ان حضرات کی باتوں کو بے دلیل ماننا اس وقت (ان کی نبوت کو استدلال کے ساتھ مان لینے کے بعد) عین استدلال ہے مثلاً ایک شخص نے اصول کو استدلال سے ثابت کرلیا ہے اس وقت جتنے فروع اس اصل سے پیدا ہوتے ہیں وہ اسی (پہلے) استدلال کے ساتھ متعلق ہوں گے اور وہ شخص اس اصل کے استدلال کے ساتھ ان تمام فروع کے اثبات میں صاحب استدلال ہوگا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِهٰذَا وَمَاكُنَّا لِنَهْتَدِیْ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا اللّٰه لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی [سورة ....]

”اس اللہ کا شکر ہے جس نے ہم کو اس کی ہدایت دی اور ہم ہدایت پانے والے نہ تھے اگر وہ (اللہ) ہمیں ہدایت نہ دیتا بیشک ہمارے پروردگار کے پیغمبر حق کے ساتھ آئے اور سلام ہو اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی۔“

مکتوب نمبر ۲۶۶ دفتر اول میں آپ تحریر فرماتے ہیں:

انبیاءؑ کی اطلاعات کو اپنی عقل کا پابند بنانا طریق نبوت کا انکار ہے

حساب میزان صراط حق ہے اس لئے کہ سچے خبر دینے والے (علیہ وعلیٰ آلہ والصلوات و التسلیمات) نے اس کی خبر دی ہے طریق نبوت کے بعض ناواقفوں کا ان کے وجود کو مستبعد سمجھنا درجہ اعتبار سے ساقط ہے اس لئے کہ نبوت کا طریق عقل کے طریق سے ماوراء ہے انبیاء کی دی

Marfat.com

سچی اطلاعات کو عقل کے طریق بحث ونظر سے موافق کرنا درحقیقت نبوت کے طریق کا انکار کرنا ہے (ان مسائل ماوراء عقل میں) دارومدار انبیاء کی باتوں کے بے دلیل ماننے پر ہے۔

مخالف عقل اور ماوراء عقل میں بڑا فرق ہے

اسی مکتوب نمبر ۲۶۶ دفتر اول میں آپ تحریر فرماتے ہیں:

یہ نہ سمجھیں کہ نبوت کا طریق کچھ عقل کے طریق کے مخالف ہے بلکہ بات یہ ہے کہ عقل طریق (علم واستدلال) انبیاء کی تقلید کے بغیر اس مقصد عالی تک پہنچ نہیں سکتا مخالف دوسری چیز ہے اور نارسائی دوسری چیز اس لئے کہ مخالفت پہنچنے کے بعد متصور ہوسکتی ہے۔

خدا کی تعظیم وعظمت کا معلوم ہونا نبوت کی اطلاع پر منحصر ہے

مکتوب نمبر ۲۳ دفتر سوم میں ہی تحریر فرماتے ہیں:

پس انبیاء کے وجود سے چارہ نہیں تاکہ محسن حقیقی جل سلطانہ (جس کی ہستی عقل سے لازماً ثابت وضروری ہے) کے شکر کی طرف رہنمائی کریں اور ان احسانات کے کرنے والے کی علمی وعملی تعظیم کو اس کی طرف سے معلوم کر کے ظاہر کریں، اس لئے کہ انسانی قوت اس کے ادراک کرنے سے عاجز ہے بلکہ بسا اوقات انسان غیر تعظیم کو وہ تعظیم سمجھنے لگتا ہے اور شکر سے ہجو کی طرف چلا جاتا ہے اور اس سے اس کی تعظیم کا معلوم کرنا نبوت پر منحصر ہے اور انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات کی اطلاع وتعلیم پر موقوف ہے اولیاء کو جو الہام ہوتا ہے وہ بھی انوار نبوت سے ماخوذ ہے اور انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات کے اتباع وپیروی کے فیوض وبرکات میں سے ہے۔

نبوت کا مرتبہ عقل سے ماوراء ہے

اسی مکتوب میں حضرت شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہ یہ بھی تحریر فرماتے ہیں:

اور جس طرح سے کہ عقل کا مرتبہ حواس کے مرتبہ سے ماوراء ہے کہ جس کا حواس سے ادراک نہیں کیا جاسکتا عقل اس کا ادراک کرتی ہے اسی طرح سے نبوت کا طریقہ عقل کے طریقہ اور مرتبہ سے ماوراء ہے جس کا عقل سے ادراک نہیں کیا جاسکتا وہ نبوت کے وسیلہ سے ادراک میں

Marfat.com

آتا ہے جو شخص عقل کے طریقہ کے علاوہ حصول علم کے لئے کوئی اور طریقہ تسلیم نہیں کرتا وہ فی الحقیقت طریقہ نبوت کا منکر اور ہدایت کا مخالف ہے۔

مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن ندوی رحمۃ اللہ علیہ "مقام نبوت" کے عنوان سے تحریر کرتے ہیں

مقامِ نبوت

یونان کے علوم، حکمت و فلسفہ میں (جو صدیوں تک انبیاء کی دعوت اور نور نبوت سے دور دور برگ و بار لاتے رہے ہیں) شب و روز مشغول رہنے اور اسی کو علم و دانش کا سدرۃ المنتہیٰ سمجھنے دوسری طرف کتاب و سنت کی رہنمائی اور ان سے ضروری واقفیت اور حدیث و سیرت سے شغف کے بغیر جسمانی ریاضتوں نفس کشی اور چلہ کشی میں ہمہ تن منہمک رہنے کی بنا پر پچھلی صدیوں میں (جن کا واضح طور پر آغاز آٹھویں صدی سے ہو جاتا ہے) مقام نبوت سے نہ صرف ایک ناآشنائی اور بے انسی بلکہ ایک طرح کی اجنبیت اور وحشت پیدا ہونے لگی تھی اور چونکہ انبیاء علیہم السلام کے حالات اور خود سیرت نبوی ان حکماء اور اشراقیین کے سامنے اس طرح آتی تھی کہ یہ نفوس قدسیہ عام انسانوں کی طرح زندگی گزارتے تھے شادی بیاہ کرتے تھے آل و اولاد رکھتے تھے بازاروں میں چلتے پھرتے تھے بعض اوقات انہوں نے تجارت بھی کی، جانور بھی چرائے جنگوں میں بھی حصہ لیا واقعات سے متاثر ہوتے تھے خوشی کی بات پر خوش ہوتے تھے اور رنج و قلق کی بات پر محزون و مغموم ہوتے تھے نہ ان کے یہاں ایسی عبادات شاقہ تھیں، نہ صوم دائمی، نہ چلہ کشی، جن کا ذکر متوسط درجہ کے اولیاء و مرتاضین کے یہاں ملتا ہے پھر دعوت و تبلیغ رسالت کے کام میں ان کو خلق خدا کی طرف توجہ کرنی پڑتی تھی جس کے بغیر یہ فریضہ ادا نہیں ہو سکتا اور ایک توجہ دوسری توجہ سے عام طور سے مانع ہوتی ہے اس لئے اشراق و روحانیت کے ان حلقوں میں جہاں علوم دینیہ بالخصوص حدیث سے اشتغال نہیں تھا اور جہاں اولیاء متقدمین اور اشراقیین کے عروج روحانی تجرید و تفرید کامل اور فنائیت و غیوبت کے واقعات دن رات ورد زبان رہتے تھے یہ خیال عام ہوتا جا رہا تھا کہ ولایت کا مقام نبوت کے مقام سے افضل ہے اور یہ کہ ولایت تمام تر توجہ الی الحق اور انقطاع عن الخلق کا نام ہے اور نبوت کا موضوع دعوت ہے جس کا تعلق خلائق سے ہے ولی "رو بحق" ہوتا ہے اور نبی

Marfat.com

روبخلق" اور "روبحق" ہونے حالت بہرحال "روبخلق" ہونے کی حالت سے اعلیٰ و افضل ہے بعض لوگوں نے اس میں اتنی احتیاط برتی کہ انہوں نے یہ کہا کہ ولایت مطلقاً نبوت سے افضل نہیں جنہوں نے ایسا کہا ہے ان کا مطلب یہ ہے کہ ولایت اس کی نبوت سے افضل ہے اور نبی جب مشغول بالخالق ہوتا ہے تو اس کی یہ حالت اس حالت سے افضل ہوتی ہے جب وہ دعوت کے سلسلہ میں مشغول بالخلق ہوتا ہے لیکن یہ طرز فکر اس پر ضرور دلالت کرتا ہے کہ مقام ولایت کی عظمت اور اس کے کمالات و ترقیات سے مرعوبیت مسلمانوں کے بھی ایک وسیع دینی حلقہ میں پیدا ہوتی جا رہی تھی، جوامت کے اپنے اصل سرچشمہ نبوت و شریعت کیساتھ ربط پر اثر انداز ہو رہی تھی اور یہ ایک خطرہ تھا جس کا مقابلہ مجدد دین اسلام اور نائبین انبیاء کو کرنا ضرور تھا۔

ہمارے علم میں اس سلسلہ میں سب سے پہلے پرزور مدلل اور وجد انگیز طریقہ پر آٹھویں صدی ہجری کے وسط میں ہندوستان کے مشہور عارف و محقق صوفی حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری (۶۶۱-۷۸۶ھ) نے آواز بلند کی اور اپنے مکتوبات میں اس کی پرزور تردید کی انہوں نے یہاں تک لکھا کہ انبیاء کی ایک سانس اولیاء کی پوری زندگی سے افضل ہے انبیاء کا جسم خاکی اپنی صفائی و پاکیزگی اور قرب خداوندی میں اولیاء کرام کے دل اور ان کے سر اور راز و نیاز کے برابر ہے۔

حضرت مخدوم بہاری کے بعد پھر حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ ہی اس علم عظیم اور اس طریق قویم کے مجدد اور خاتم ہوئے انہوں نے اپنے مکاتیب میں ثابت کیا کہ انبیاء کرام اعتقادی، روحانی، ذہنی اور خلقی طور پر اللہ تعالیٰ کی صنعت اور صفت جود کا بہترین نمونہ ہوتے ہیں ان کو ایسا تعلق مع اللہ ہوتا ہے جس میں کوئی توجہ اور مصروفیت حاجب نہیں ہوتی اور یہ اس شرح صدر کا نتیجہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ ان کو خاص کرتا ہے ان کی عالی ظرفی قوت تحمل وسعت صدر اور ان کے پیغام اور کام کا (جو ان کے سپرد کیا جاتا ہے) تقاضا "صحو دائم" ہر وقت کی بیداری حاضر دماغی اور ہوش ہے جو اہل ولایت و اہل سکر کو حاصل نہیں ان کی جہاں سے ابتداء ہوتی ہے وہ اولیاء کی انتہا ہے نبوت کی پیروی میں قرب بالفرائض حاصل ہوتا ہے جس کو قرب بالنوافل کبھی نہیں پہنچ سکتا کمالات ولایت کمالات نبوت کے مقابلہ میں وہی نسبت رکھتے ہیں جو قطرہ کو سمندر کے ساتھ۔

Marfat.com

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی زبان سے ان حقائق اور علوم عالیہ کو سنیں:[1]

نبوت کل ہے ولایت اس کا جز ہے

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سید احمد بجوارہ رحمۃ اللہ علیہ کو مکتوب نمبر ۹۵ دفتر اول میں تحریر فرماتے ہیں:

''انبیاء تمام موجودات میں بہترین ہیں اور بہترین دولت ان کے حوالہ کی گئی ہے ولایت جزء نبوت ہے نبوت کل ہے لامحالہ نبوت ولایت سے افضل ہوگئی خواہ نبی کی ولایت ہو خواہ ولی کی پس صحو بھی سکر سے افضل ہے اس لئے کہ صحو میں سکر مندرج ہے جیسے کہ ولایت نبوت میں مندرج ہے باقی تنہا ہوش و بیداری جو عوام الناس کو رہتی ہے خارج از بحث ہے اس عامیانہ صحو پر ترجیح دینا کوئی معنی نہیں رکھتا وہ صحو جو سکر پر مشتمل ہے وہ ضرور سکر سے افضل ہے علوم شریعت جن کا مآخذ و سرچشمہ مرتبہ نبوت ہے سراسر صحو ہے ان علوم کے مخالف جو کچھ ہوگا وہ سکر ہے صاحب سکر معذور ہے تقلید کے لائق علوم صحو ہیں نہ کہ علوم سکر۔''

نیز اسی مکتوب میں آپ تحریر فرماتے ہیں:

نبی کا باطن حق کے ساتھ ہوتا ہے اور ظاہر خلق کے ساتھ

''بعض اہل سکر ولایت کو جو سکر کی طرح رکھتا ہے علم نبوت پر جو صحو کا رنگ رکھتا ہے ترجیح دیتے ہیں اسی عالم سکر کا یہ مقولہ بھی ہے کہ ''الولایۃ افضل من النبوۃ'' (ولایت نبوت سے افضل ہے) اس بنا پر کہ ولایت میں توجہ حق تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے اور نبوت میں خلق کی طرف اور اس میں شبہ نہیں کہ ''روبحق'' ''روبخلق'' سے افضل ہے اور بعض اس کی توجیہ میں کہتے ہیں کہ نبی کی ولایت اس کی نبوت سے افضل ہے۔

خاکسار کے نزدیک اسی طرح کی باتیں دور از کار ہیں اس لئے نبوت میں خلق ہی کی

---

[1] تفصیل کے ملاحظہ ہو ''تاریخ دعوت و عزیمت'' حصہ سوم باب دہم صفحہ ۲۹۸ تا ۳۰۲ ایضاً ۳۰۲

Marfat.com

طرف توجہ نہیں ہوتی بلکہ اس توجہ کے ساتھ حق کی طرف بھی رخ ہوتا ہے صاحب مقام نبوت کا باطن حق کے ساتھ ہوتا ہے اور ظاہر خلق کے ساتھ جو تمام تر خلق کی طرف متوجہ ہو وہ مدبروں اور برگشتہ لوگوں میں سے ہے۔

نبی کی نبوت افضل ہے ولایت سے

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سید احمد بجواری کے نام مکتوب نمبر ۱۰۸ دفتر اول میں لکھتے ہیں:

بعض مشائخ نے سکر و مستی کے وقت فرمایا ہے کہ ولایت نبوت سے افضل ہے اور بعض دوسرے صاحبوں نے فرمایا کہ اس ولایت سے نبی کی ولایت مراد ہے تا کہ ولی کی نبی پر افضلیت کا وہم دور ہو جائے لیکن فی الحقیقت معاملہ اس کے برعکس ہے اس لئے کہ نبی کی نبوت اس یک ولایت سے افضل ہے ولایت میں سینہ کی تنگی کی وجہ سے خلق کی طرف پوری توجہ نہیں ہو سکتی اور نبوت میں سینہ کی انتہائی فراخی اور کشائش کی وجہ سے نہ توجہ حق توجہ خلق سے مانع ہوتی ہے اور نہ توجہ خلق توجہ حق میں حائل ہوتی ہے نبوت میں تنہا خلق کی طرف توجہ نہیں ہوتی کہ ولایت کو (جس کا رخ اور توجہ حق کی طرف ہوتی ہے) ترجیح دی جائے عیاذاً باللہ سبحانہٗ تمام تر توجہ خلق عوام کالانعام کا مرتبہ ہے نبوت کی شان اس سے بلند و برتر ہے اس حقیقت کا سمجھنا ارباب سکر کے لئے دشوار ہے یہ معرفت صاحب استقامت اہل ہوش کا حصہ ہے هنيئًا لأرباب النعيم نعيمها"

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اپنے صاحبزادہ امام الاولیاء صاحب اسرار ولایت حضرت خواجہ محمد صادق قدس سرہٗ کو مکتوب نمبر ۲۶۰ دفتر اول میں ارشاد فرماتے ہیں:

اولیاء کی ابتداء انبیاء کی انتہا ہے کے مقولہ کی تردید

کسی کا یہ مقولہ بالکل بے معنی بات ہے کہ اولیاء کی ابتداء انبیاء کی انتہاء ہے اور اولیاء کی ابتداء اور انبیاء کی انتہاء سے مراد ان کے نزدیک شریعت ہے ہاں اس غریب کو چونکہ حقیقت حال سے آگاہی نہیں اس لئے یہ خلاف ظاہر بات زبان سے نکالی، ان حقائق کو اگرچہ کسی نے بیان نہیں کیا بلکہ اکثر لوگوں نے اس کے بالکل برعکس اظہار خیال کیا ہے اور یہ بعید از فہم باتیں معلوم ہوتی

Marfat.com

ہیں لیکن وہ منصف جو انبیاء علیہم السلام کی بزرگی کا پہلو دیکھتا ہے اور شریعت کی عظمت اس پر مستولی ہے وہ ان دقیق اسرار کو قبول کرسکتا ہے اور اس کو قبول کرنے کو زیادتی ایمان کا وسیلہ بنا سکتا ہے۔''

انبیاء کی دعوت عالم خلق پر منحصر ہے

مکتوب نمبر ۲۶۰ دفتر اول میں ہی فرماتے ہیں:

''اے فرزند سنو! کہ انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات نے دعوت کو عالم خلق پر منحصر رکھا ہے حدیث شریف میں ہے کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں (شہادت توحید، نماز، روزہ زکوٰۃ حج) پر ہے اور چونکہ قلب کو عالم سے زیادہ مناسبت ہے اس لئے قلب کی تصدیق کی بھی دعوت دی اور قلب کے ماوراء کو نہیں چھیڑا اور اس سے بحث نہیں کی اور اس کو مقاصد میں شمار نہیں کیا دیکھو بہشت کے عیش، دوزخ کی تکلیفیں دولت دیدار اور محرومی کی بے دولتی یہ سب عالم خلق سے وابستہ ہیں عالم امر کو ان سے تعلق نہیں۔''

اسی مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

نبوت کی پیروی میں قرب بالفرائض حاصل ہوتا ہے

''اسی طرح فرض واجب اور سنت کے اعمال کی ادائیگی کا تعلق قالب سے ہے جو عالم خلق سے ہے جو عالم امر کا حصہ ہے وہ اعمال نافلہ میں سے ہے جو قرب ان اعمال کی ادائیگی کا ثمرہ ہے وہ اعمال کے مطابق ہوتا ہے پس لامحالہ جو قرب اداء فرائض کا ثمرہ ہے وہ عالم خلق کا حصہ ہے اور جو ادائے نوافل کا ثمرہ ہے وہ عالم امر کا حصہ ہے اور اس میں شک نہیں کہ نفل کا فرض کے مقابلہ میں کوئی شمار وحساب نہیں اس کو وہ نسبت بھی تو نہیں جو قطرہ کو سمندر سے ہوتی ہے بلکہ نفل کو سنت کے مقابلہ میں بھی یہی نسبت ہے اگرچہ سنت وفرض کے درمیان بھی قطرہ و دریا کی نسبت ہے اس بات سے دونوں قرب کا باہمی تفاوت میں قیاس کیا جاسکتا ہے اور عالم خلق کی فضیلت وخصوصیت عالم امر پر اس فرق سے سمجھی جاسکتی ہے۔

افضلیت مطلق انبیاء کو حاصل ہے

مکتوبات دفتر اول نمبر ۲۶۶ میں آپ تحریر فرماتے ہیں:

Marfat.com

اس فقیر پر اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا ہے کہ کمالات ولایت کا کمالات نبوت کے مقابلہ میں کوئی شمار نہیں وہ نسبت بھی تو نہیں جو قطرہ کو سمندر سے ہوتی ہے پس جو فضیلت و خصوصیت نبوت کی راہ سے حاصل ہوتی ہے وہ اس فضیلت سے کئی گنا زیادہ ہوتی ہے جو ولایت کی راہ سے حاصل ہوتی ہے پس افضیلت مطلق انبیاء ہی کو حاصل ہوتی ہے (علیہم الصلوات والتسلیمات) ملائکہ کرام کو جزئی فضیلت حاصل ہے اس لئے جمہور علماء ہی کا قول درست ہے اس تحقیق سے ظاہر ہوا کہ کوئی ولی نبی کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا (علیہم الصلوات التسلیمات) بلکہ اس ولی کا سر اس نبی کے قدم کے نیچے ہوگا۔

علماء کی نظر کمالات نبوت کی وجہ سے فوقیت رکھتی ہے

مکتوب نمبر ۲۶۶ میں ہی ارشاد فرماتے ہیں:

جس مسئلہ میں علماء اور صوفیاء کے درمیان اختلاف ہے اگر تم غور سے دیکھو گے تو حق علماء کی جانب نظر آئے گا، اس کا راز یہ ہے کہ انبیاء کی پیروی کی وجہ سے علماء کی نظر کمالات نبوت اوران کے علوم تک نفوذ کر جاتی ہے اور صوفیاء کی نظر کمالات ولایت، اوران کے علوم ومعارف پر مقصود رہتی ہے بس لامحالہ جو علم مشکوۃ نبوت سے ماخوذ ہوگا وہ زیادہ صحیح اور حق ہوگا بمقابلہ اس کے جو مرتبہ ولایت سے ماخوذ ہوگا۔

نیز حضرت خواجہ شیخ مجدد قدس سرہٗ مکتوب نمبر ۲۶۸ دفتر اول خانِ خاناں کے نام لکھتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"فقیر نے اپنی کتابوں اور خطوط میں لکھا ہے اور تحقیق کی ہے کہ کمالات نبوت سمندر کا حکم رکھتے ہیں اور کمالات ولایت ان کے مقابلہ میں ایک حقیر قطرہ ہیں لیکن کیا کیا جائے ایک جماعت نے کمالات نبوت تک نہ پہنچنے کی وجہ سے کہا ہے "الولایۃ افضل من النبوۃ" (ولایت نبوت سے افضل ہے) ایک دوسرے گروہ نے اس کی تاویل اس طرح کی ہے کہ نبی کی ولایت اس کی نبوت سے افضل ہے ان دونوں گروہوں نے حقیقت نبوت کو نہ جاننے کی وجہ سے غائب پر حکم لگایا ہے اسی حکم کے قریب سکر کو صحو پر ترجیح دینا بھی ہے اگر صحو کی حقیقت ان کو معلوم ہوتی

Marfat.com

تو ہرگز سکر کو صحو سے کچھ نسبت بھی نہ دیتے۔"

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

شاید انہوں نے خواص کے صحو کو عوام کی ہوشیاری و بیداری کے مثل سمجھ کر سکر کو اس پر ترجیح دی ہے تو خواص کے سکر کو عوام کے نشہ و مستی کا مماثل قرار دے کر یہی حکم لگاتے کیونکہ عقلاء کے نزدیک ثابت ہے کہ صحو سکر سے بہتر ہے اگر صحو و سکر مجازی ہے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر حقیقی ہے تو بھی یہی حکم ثابت ہے۔"

نبوت کی وجہ سے حضرات انبیاء کی عظمت

حضرت شیخ سرہندی قدس سرہٗ اپنے مکتوب نمبر ۲۶۸ دفتر اول میں خانِ خاناں کے نام تحریر فرماتے ہیں کہ حضرات انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات کو جو بھی بزرگی و عظمت نصیب ہوئی ہے وہ صرف نبوت کے ملنے پر ہی ہے۔

اتنا ضرور سمجھ لینا چاہئے کہ انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات نے جو کچھ عظمت و بزرگی پائی ہے وہ نبوت کی راہ سے پائی ہے نہ کہ ولایت کی راہ سے، ولایت کی حیثیت نبوت کے لئے ایک خادم سے زیادہ نہیں، اگر ولایت کو نبوت پر ترجیح ہوتی تو ملاء اعلیٰ کے ملائکہ جن کی ولایت تمام ولایات سے زیادہ کامل ہے انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات سے افضل ہوئے اس جماعت کے ایک گروہ نے چونکہ ولایت کو نبوت سے افضل مانا اس لئے ملاء اعلیٰ کی ولایت کو انبیاء کی ولایت سے اکمل سمجھا اور لامحالہ ملائکہ ملاء اعلیٰ کو انبیاء علیہم الصلوات التسلیمات سے افضل گردانا اور جمہور اہل سنت سے علیحدہ ہو گئے، یہ سب حقیقت نبوت سے بے خبری ولاعلمی کا نتیجہ ہے، چونکہ عہد نبوت کے بُعد کی وجہ سے لوگوں کی نگاہ میں کمالات نبوت کمالات ولایت کے مقابلہ میں حقیر نظر آتے ہیں، اس لئے اس مضمون کو میں نے اس باب میں تفصیل و وضاحت سے لکھا اور حقیقت حال کا ایک شمہ بیان کیا

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ [سورۃ آلِ عمران:۱٤۷]

Marfat.com

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اپنے مکتوب نمبر ۲۷ دفتر اول میں میر سید محب اللہ مانکپوری رحمۃ اللہ علیہ کو انبیاء علیہ السلام کے ایمان بالغیب پر تحریر کرتے ہیں:

ایمان بالغیب انبیاء ان کے اصحاب اور علماء و عام مؤمنین کا حصہ ہے

حمد و صلوٰۃ کے بعد سیادت پناہ اخوی واعزی میر محب اللہ کو معلوم ہو کہ وجود واجب تعالیٰ اور اس کے تمام صفات پر ایمان بالغیب انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات اور ان کے اصحاب کا حصہ اور ان اولیا کا جو بتمام و کمال (خلق کی خالق جل وعلا کی طرف دعوت دینے کے لئے) بازگشت فرماتے ہیں اور ان کی نسبت بھی (پیغمبروں کے) اصحاب کی نسبت ہوتی ہے اگرچہ وہ کمتر بلکہ اقل قلیل ہیں اور یہ ایمان بالغیب علماء اور عام مؤمنین کا بھی حصہ ہے اور ایمان شہودی عام صوفیاء کا حصہ ہے، ارباب عزلت (خلق خدا سے یکسو) ہوں یا اربابِ عشرت (اصحاب اختلاط) ہوں، اس لئے کہ اربابِ عشرت اگرچہ مرجوع (بازگشت کرنے والے) لیکن بتمام و کمال ان کا بازگشت نہیں ہوتا ان کا باطن اسی طرح اوپر کی طرف نگراں رہتا ہے، وہ بظاہر خلق کے ساتھ ہوتے ہیں اور بباطن حق جل شانہٗ کے ساتھ، اس لئے ہر وقت ایمان شہودی ان کے حصہ میں ہوتا ہے اور انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات چونکہ بتمام و کمال بازگشت فرما چکے ہوتے ہیں اور ظاہر و باطن سے خلق کو حق جل وعلا کی طرف دعوت دینے میں متوجہ ہوتے ہیں اس لئے ایمان غیب ان ہی کا حصہ ہوتا ہے۔

نیز اسی مکتوب میں حضرات انبیاء کی بازگشت کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

انبیاء کی بازگشت کامل نہایۃ النہایۃ تک پہنچ جانے کی علامت ہے

''اس فقیر نے اپنے بعض خطوط میں ثابت کیا ہے کہ بازگشت کے باوجود بلندی کی طرف آنکھوں کا لگا رہنا نقص کی علامت ہے اور انجام کار تک نہ پہنچنے کا ثبوت ہے اور بتمام و کمال بازگشت نہایۃ النہایۃ (انتہا کی انتہا) تک پہنچ جانے کی علامت ہے صوفیاء نے دونوں توجہات (توجہ بخلق و توجہ بحق) کی جامعیت کو کمال سمجھا ہے اور تشبیہ و تنزیہ کے جامع کو کاملین میں شمار کیا ہے ؎

Marfat.com

آں ایشانند و من چنینم یا رب

شریعت کی حمایت ونصرت اصلاح عقائد اور ردّ شرک ورسوم جاہلیت

تعلق مع اللہ کی تقویت واستواری غفلت ومادیت سے حفاظت اور امراض نفسانی کے علاج کا وہ طریقہ جس کا نام مرور زمانہ اور بعض اسباب ومحرکات کی بنا پر بعد میں تصوف پڑ گیا حقیقت میں قرآنی اصلاح کے مطابق ''تزکیہ'' اور حدیث صحیح کی تعبیر کے مطابق ''احسان'' ہی کا وہ دینی شعبہ تھا جس کو قرآن مجید میں بعثت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقاصد چہارگانہ میں شمار کیا گیا ہے۔

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّنَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ [الجمعة:۲]

''وہی ہے جس نے (عرب کے) ناخواندہ لوگوں میں ان ہی (کی قوم) میں سے (یعنی عرب میں سے) ایک پیغمبر بھیجا جو ان کو اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور ان کو (عقائد باطلہ واخلاق ذمیمہ) سے پاک کرتے ہیں ان کو کتاب اور دانشمندی (کی باتیں) سکھلاتے ہیں اور یہ لوگ (آپ کی بعثت کے) پہلے سے کھلی گمراہی میں تھے۔''

امت کی یہ خدمت اور دین کو اس کے قالب وقلب، جسم وروح اور ضابطہ ورابطہ کے ساتھ قائم رکھنے کا کام خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلفائے راشدین اور نائبین برحق کے ذمہ تھا اور وہ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس ''طب نبوی'' کی بھی حفاظت وتجدید کرتے رہے اور فقہ ظاہر کے ساتھ فقہ باطن کی بھی اشاعت وتبلیغ میں سرگرم رہے ان کا یہ کام تفصیل کے بجائے اجمال اور فروع سے زیادہ اصول پر مبنی تھا لیکن قلمرو خلافت اور فتوحات اسلامی کی توسیع وسیع پیمانہ پر اشاعت اسلام دولت اور وسائل عیش وعشرت کی فراوانی زمانہ نبوت سے بُعد اور بمصداق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب شیطان کے مکائد مادیت کے فتنے اور امراض نفسانی وروحانی نئی نئی شکلوں میں اور نئے نئے فلسفوں کے ساتھ ظہور پذیر ہوئے تو تزکیہ واحسان کا فن بھی ''تصوف'' کی حادث اصطلاح کے ساتھ اسی طرح ایک

Marfat.com

مدون فن بن گیا جس طرح عجمی قوموں کے اختلاط نے قواعد زبان (صرف ونحو) اور فن معانی و بیان کو (جن کے اصول ومبادی عربی اللسان قوموں کی فطرت میں داخل تھے) نحو وبلاغت کے وسیع و دقیق فن کی شکل میں منتقل کر دیا اور اس کے ماہرین خصوصی پیدا ہونے شروع ہو گئے جنہوں نے مستقل "مدارس وجامعات" قائم کئے اور ان کے لئے مستقل نصاب وضع کئے اور ان کی طرف ان علوم کے طالبین اور ان مقاصد کے شائقین کا رجوع عام شروع ہوا۔

ابتدائی صدیوں میں اس طریقہ علاج (تزکیہ یا تصوف) کا مدار کار کتاب وسنت، اسوۂ رسول ﷺ کی پیروی اور شمائل واخلاق نبوی کے تتبع پر تھا لیکن زمانہ کے اثرات، عجمی امور، نومسلم قوموں کے اختلاط، عجمی زہاد ونساک کی صحبت وعقیدت کے نتیجہ میں تصوف میں بدعات، زہد و عبادت میں غلو، تجرد ورہبانیت کے جراثیم، اشخاص ومعتقد فیہ لوگوں کی حد سے بڑھی ہوئی تعظیم وتقدیس کی رسم اور بہت سے خود ساختہ اعمال ورسوم داخل ہونے شروع ہو گئے، یہاں تک کہ یہ غیر اسلامی اور سرتا سر اجنبی وبیرونی اعتقاد بھی بعض روحانی حلقوں اور سلسلوں میں دبے پاؤں چلا آیا کہ "اخلاص وانہماک اور پوری دقیقہ رسی کے ساتھ ایک عرصہ تک عبادت میں مشغول رہنے اور فرائض وسنن کی پابندی کرنے اور عرفان کامل حاصل ہونے کے بعد ایک منزل ایسی آتی ہے جب سالک ان فرائض شرعی اور عبادات راتبہ کا مکلف نہیں رہتا اور وہ ان کی پابندی سے مستثنیٰ ہو جاتا ہے" اسی کا نام "سقوط تکلیف" ہے اور اس اعتقاد کے لوگ قرآن مجید کی مشہور آیت

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ" [سورة..........]

"اور آپ اپنے رب کی عبادت کرتے رہیے یہاں تک کہ آپ کو موت آ جائے۔"

سے استدلال کرتے ہیں، یہ ایک عظیم فتنہ تھا جو پورے نظام شریعت کو معطل اور سالک کو بے قید اور عبادات کی پابندیوں سے آزاد کر دیتا ہے۔

ایسا اندازہ ہوتا ہے کہ چوتھی صدی کی ابتداء سے جب عباسی خلافت اپنے عروج شباب پر اور عظیم اسلامی شہر اپنے تمدن وترقی کے نقطۂ عروج پر تھے بدعات وتحریفات کا یہ سلسلہ واضح طریقہ پر شروع ہو گیا تھا، تصوف کی سب سے قدیم کتاب جو اس وقت تک زیور طبع سے آراستہ

Marfat.com

ہوئی ہے شیخ ابوالنصر سراج (م ۳۷۸ھ) کی کتاب ''اللمع'' ہے، اس کا ایک حصہ کتاب الاسوۃ والاقتداء برسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے موسوم ہے، اس کے بعد حضرت سید علیہ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ (م ۴۶۵ھ) کی کتاب ''کشف المحجوب'' میں غالباً اسی بنا پر ''اقامت حقیقت بے حفظ شریعت محال...... وحقیقت بے شریعت نفاق'' کے آگاہی دینے والے الفاظ آئے ہیں، امام ابوالقاسم قشیری متوفی ۴۶۵ھ کا ''رسالہ قشیریہ'' تصوف کا سب سے قدیم ہدایت نامہ اور دستور العمل تھا، ان کے زمانہ ہی میں تصوف میں اتنا تنزل ہوگیا تھا کہ وہ ''رسالہ قشیریہ'' میں لکھتے ہیں۔

وارتحل عن القلوب حرمة الشريعة فعدواقلة المبالاة بالدين اوثق ذريعة ...... واستخفوا بأداء العبادات واستهانوا بالصوم والصلوة،

''دلوں سے شریعت کی حرمت رخصت ہوگئی انھوں نے دین سے لاپرواہی کو ایک بڑا قابل اعتماد ذریعہ سمجھ لیا عبادات کے اداء کرنے کو کوئی اہمیت نہیں دی اور صوم وصلوٰۃ کو معمولی چیز سمجھا۔''[☆]

ان کی کتاب کے باب اول کا عنوان ہی تعظیم شریعت سے متعلق ہے اور اس میں انہوں نے قدیم صوفیاء اور مشائخ کی تعظیم شریعت اور اتباع سنت کے حالات لکھے ہیں آخری باب (۵۴) میں جو ''باب وصیۃ المریدین'' کے عنوان سے تحریر فرماتے ہیں کہ:

بناء هذا الامر وملاكئه على حفظ آداب الشريعة،

اس معاملہ کی بنیاد اور دارومدار آداب شریعت کی حفاظت پر ہے۔''[1]

پوری کتاب حقائق شریعہ وعلوم صحیحہ کے مطابق ہے اور محققین صوفیاء نے اس کو ایک مستند درسی کتاب کی سی اہمیت دی ہے۔

---

1. کتاب اللمع'' صفحہ ۹۳ تا ۱۰۴ مطبوعہ لندن ۱۹۱۴ء۔

☆ پورا نام ابوالحسن علی بن عثمان بن ابی علی الجلابی ہے' عام طور پر داتا گنج بخش کے نام سے مشہور ہیں لاہور میں مزار ہے۔

☆ رسالہ قشیریہ صفحہ ا مطبوعہ مصر۔

Marfat.com

مشائخ طریقت وائمہ حقیقت میں شریعت کے سب سے بڑے حامی وناصر سیدنا شیخ عبد ادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہوئے ہیں، ان کی تعلیمات میں سب سے زیادہ زور پابندی سنت واتباع یعت پر تھا، اوران کی پوری زندگی اسی کا جلوہ اور نمود تھی، "غنیۃ الطالبین" لکھ کرانھوں نے یقت کا پلو شریعت کے دامن سے باندھ دیا ہے، ان کے مواعظ "فتوح الغیب" کا مقالہ دوم ع سنت وترک بدعت ہی سے مخصوص ہے، اس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

اتبعوا و لا تبتدعوا (پیروی سنت کرتے رہو اور راہ بدعت نہ اختیار کرو)۔

طریقت کو شریعت کا خادم وتابع بنانے کے کام میں ان کو مجدد کا درجہ حاصل ہے، وہ پہلے رائض پھر سنن پھر نوافل سے مشغول ہونے کی ہدایت فرماتے ہیں اور اول کو چھوڑ کر دوسرے سے شغول ہونے کو حمق ورعونت بتاتے ہیں۔

تصوف کی مقبول ترین ومستند ترین کتاب شیخ شہاب الدین سہروردی (م ۶۳۲ھ) کی "عوارف المعارف" ہے، جس کو محققین صوفیاء نے ہر دور میں حرز جان بنا رکھا اور بہت سے خانقاہوں میں اس کا درس ہوتا تھا، اس کتاب کی جلد ثانی ارکان شریعت کے آداب واسرار کے بیان میں ہے، شیخ نے کتاب میں نتیجہ یہ نکالا ہے کہ تصوف نام ہے قولاً فعلاً حالاً ہر حیثیت سے اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا، اور اسی پر مداومت رکھنے سے اہل تصوف کے نفوس مقدس ہو جاتے ہیں حجابات اٹھ جاتے ہیں، اور ہر شئی میں اتباع رسول ہونے لگتا ہے، (تفصیل اور مزید مثالوں کے لئے ملاحظہ ہو "تصوف اسلام از مولانا عبد الماجد دریا آبادی مرحوم) نویں صدی ہجری میں شیخ محی الدین ابن عربی اور ان کے تلامذہ کے برقی اثر سے جو عالم اسلام میں ایک تیز لہر کی طرح پھیل رہا تھا تصوف ایک فلسفہ بن گیا، جس میں یونانی فلسفہ الٰہیات کی بہت سی اصطلاحیں اور مسائل شامل ہو گئے، وحدۃ الوجود اہل تصوف کا شعار اور سرمایہ افتخار بن گیا، اور خانقاہوں سے لے کر مدرسوں تک اسی کا دم بھرا جانے لگا کتاب وسنت سے عدم اشتغال اور فن حدیث سے ناواقفیت، اور اس کی صحیح اور اس کی مستند کتابوں سے محرومی کی بنا پر خانقاہیں ایسے عقائد واعمال کی آماجگاہ بن گئیں جن کی سند دین کی اصلی ماخذوں سے ملنا مشکل اور جن سے قرون اولیٰ کے مسلمان یکسر نا آشنا تھے۔

ادھر ہندوستان میں جو ہزاروں برس سے جوگ اور سنیاس کا مرکز تھا مسلمان صوفیوں کا

Marfat.com

واسطہ مرتاض جوگیوں سے پڑا، جنہوں نے اپنے خیال اور نفس کی قوت حبس دم اور آسنوں کے ذریعہ بہت بڑھائی تھی، بعض مسلمان صوفیوں نے ان سے یہ علم حاصل کیا، دوسری طرف (گجرات کو مستثنیٰ کر کے جہاں علمائے عرب کی تشریف آوری اور حرمین شریفین کی آمد و رفت کی وجہ سے حدیث کی اشاعت ہو چکی تھی، اور علامہ علی متقی برہان پوری اور ان کے نامور شاگرد علامہ محمد طاہر پٹنی پیدا ہوئے تھے) یہ ملک صحاح ستہ اور ان مصنفین کی کتابوں سے ناآشنا تھا، جنہوں نے نقد حدیث اور ردّ بدعت کا کام کیا اور سنت صحیحہ اور احادیث ثابتہ کی روشنی میں زندگی کا نظام العمل پیش کیا، ہندوستان کے ان مقامی روحانی فلسفوں اور تجربوں کا اثر اپنے زمانہ کے مشہور و مقبول شطاری شیخ محمد غوث گوالیاری کی مقبول کتاب ''جواہر خمسہ'' میں دیکھا جا سکتا ہے، جس کی بنیاد زیادہ تر بزرگوں کے اقوال اور اپنے تجربات پر ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صحیح احادیث سے ثابت ہونے یا معتبر کتب شمائل و سیر سے اخذ کرنے کو ضروری نہیں سمجھا گیا اس میں نماز احزاب، صلوٰۃ العاشقین، نماز تنویر البقر اور مختلف مہینوں کی مخصوص نمازیں اور دعائیں ہیں جن کا حدیث و سنت سے کوئی ثبوت نہیں ہے، جوہر دوم میں اسماء اکبریہ خاص شیخ کے جمع کیے ہوئے ہیں جن میں فرشتوں کے عبرانی و سریانی نام ہیں اور حرف ندا سے ان کو خطاب کیا گیا ہے جس سے استعانت بغیر اللہ کا شبہ ہوتا ہے، ایک دعائے سیفی بھی آتی ہے جس میں عبرانی و سریانی اسماء حرف ندا کے ساتھ ہیں، ساری کتاب کی بنیاد دعوت اسماء پر ہے ان اسماء پر ہے ان اسماء کے موکل مانے گئے ہیں جو اس کی اصل ماہیت سے واقف ہیں حروف تہجی اور ان کے مؤکلوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے اور ناد علیاً مظہر العجائب'' کی دعا بھی ہے۔[1]

سنت و بدعت، شریعت و فلسفہ اور تصوف (اسلامی) اور جوگ کے اس اختلاط کے زمانہ میں حضرت مجدد الف ثانی کا تجدیدی کام شروع ہوا اس صورت حال کی تصویر کھینچتے ہوئے وہ خود اپنے مخدوم زادہ خواجہ محمد عبداللہ کو ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

''دریں وقت عالم بواسطہ کثرت ظہور بدعت دررنگ دریائے ظلمات بنظرمی درآید ونورسنت باغربت وندرت

[1] کتاب مجدد الف ثانی

Marfat.com

درآں دریائے ظلمانی دررنگ کرمکہائے شب افروز
محسوس می گردد (مکتوب نمبر ۲۳ بنام مخدوم زادہ خواجہ محمد عبداللہ)۔
اس وقت عالم میں بدعات کا اس کثرت سے ظہور ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ
ظلمات کا دریا امنڈ رہا ہے اور سنت کا نور اس مواج دریا میں اس کے مقابلہ
میں اس طرح ٹمٹا رہا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ رات کے اندھیرے میں کہیں
کہیں جگنو اپنی چمک دکھا رہے ہیں۔"

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے اس نازک دور میں کہ ہندوستان میں مسلمان سلطنت کے ہاتھوں اسلام کی بیخ کنی اور خانقاہوں میں سنت کی ناقدری کی جارہی تھی اور صاف صاف کہا جارہا تھا کہ طریقت وشریعت دو الگ الگ کوچے ہیں جن کی راہ ورسم ایک دوسرے سے جدا اور جن کا قانون ایک دوسرے سے الگ ہے اور جہاں کسی صاحب علم طالب حق کو جو کبھی کسی امر کا شرعی ثبوت پوچھنے کی جرأت کر دیتا تھا یہ کہہ کر خاموش کر دیا جاتا تھا ۔

بمے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید
کہ سالک بے خبر نہ بود زراہ ورسم منزلہا

پوری بلند آہنگی سے آواز لگائی کہ "طریقت تابع وخادم شریعت ہے، کمالات شریعت احوال ومشاہدات پر مقدم ہیں، ایک حکم شرعی پر عمل ہزار سالہ ریاضت سے زیادہ نافع ہے اتباع سنت میں خواب نیمروز (قیلولہ) احیائے لیل (شب بیداری) سے افضل ہے حلت وحرمت میں صوفیاء کا عمل سند نہیں کتاب وسنت اور کتب فقہ کی دلیل چاہئے اہل ضلالت کی ریاضتیں موجب قرب نہیں باعث بعد ہیں، صور واشکال غیبی داخل لہو ولعب ہیں، تکلیف شرعی کبھی ساقط نہیں ہوتی۔"

اب اس کے بعد مکتوبات کے وہ اقتباسات پڑھئے جو انہیں حقائق پر مشتمل ہیں:۔

شریعت تمام سعادتوں کی ضامن ہے

مکتوب نمبر ۳۶ دفتر اول میں حاجی محمد لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے نام حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

"شریعت تمام دینوی واخروی سعادتوں کی ضامن ہے کوئی مطلوب ایسا نہیں کہ اس کی

Marfat.com

تکمیل کے لئے شریعت کے علاوہ کسی اور چیز کی احتیاج واقع ہو طریقت وحقیقت جو صوفیاء کا مابہ الامتیاز ہے دونوں شریعت کے خادم اور اخلاص کے حصول میں معاون ہیں، اس طرح طریقت وحقیقت کے حصول کا مقصد محض شریعت کو اس کی اصل روح کے ساتھ عمل میں لانے کا ذریعہ ہے نہ کہ کوئی اور بات جو شریعت کے دائرہ سے خارج ہو وہ حالات وجد کی کیفیات اور علوم ومعارف جو صوفیاء کو سلوک کے درمیان حاصل ہوتے ہیں مقاصد میں داخل نہیں وہ کچھ اشکال وخیالات ہیں جن کے ذریعہ اطفال طریقت کے دل بہلائے اور ان کی ہمت بڑھائی جاتی ہے ان سب سے گزر کر مقام رضا پر پہنچنا چاہئے جو مقامات وسلوک وجذبہ کی انتہا ہے۔"

اسی مکتوب میں لکھتے ہیں:

"کوتاہ اندیش احوال ومواجید کو مقاصد اور مشاہدات وتجلیات کو مطالب میں شمار کرتے ہیں، اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ وہم وخیال کے زندان میں گرفتار ہیں اور کمالات شریعت سے محروم

كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَاتَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ اَللّٰهُ يَجْتَبِىْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِىْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ [سورة..........:..........]

"مشرکین کو وہ بات بڑی گراں گزرتی ہے جس کی طرف آپ ان کو بلا رہے ہیں اللہ اپنی طرف جس کو چاہئے کھینچ لیتا ہے اور جو شخص (خدا کی طرف) رجوع کرے اس کو اپنے تک رسائی دے دیتا ہے۔"

فرائض کی اہمیت

شیخ نظام تھانیسری کے نام مکتوب نمبر ۲۹ دفتر اول میں آپ تحریر فرماتے ہیں:

جن اعمال سے تقرب خداوندی حاصل کیا جاتا ہے وہ یا تو فرائض ہیں یا نوافل، نوافل کی فرائض کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں اپنے وقت پر کسی فرض کی ادائیگی ایک ہزار سال کے نوافل سے بہتر ہے اگرچہ وہ نیت خالص سے ادا کئے جائیں۔

نفس کی اصلاح میں احکام شرعیہ کی اہمیت

مکتوب نمبر ۴۰ دفتر اول میں شیخ محمد چترمی کو آپ تحریر کرتے ہیں:

Marfat.com

"احکام شرعیہ میں سے کسی حکم پر عمل ہوائے نفسانی کے ازالہ میں ایک ہزار سال کی ان ریاضتوں اور مجاہدوں سے زیادہ اثر کرتا ہے جو اپنی طرف سے کئے جائیں، بلکہ یہ ریاضات ومجاہدات جو شریعت غراء کے تقاضے سے واقع نہ ہوں نفسانی خواہشات وامراض کو اور زیادہ قوت پہنچانے والے ہیں، برہمنوں اور جوگیوں نے ریاضت ومجاہدہ میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی لیکن وہ ان کے لئے کچھ مفید نہ ہوئے اور سوائے نفس کو اور موٹا کرنے اور اس کو غذا پہنچانے کے کچھ اور کام نہ آئے۔"

کمالات شریعت کی اہمیت

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے صوفی قربان کے نام لکھا ہے:

دنیا کے اکثر لوگ خواب وخیال میں مست اور بادام واخروٹ پر اکتفا کئے ہوئے ہیں، ان کو کمالات شریعت کی کیا خبر اور طریقت وحقیقت کی اصل حقیقت کا کیا علم؟ شریعت کو وہ پوست (چھلکا) اور حقیقت کو مغز (گودا) سمجھتے ہیں، وہ نہیں جانتے کہ حقیقت حال کیا ہے، صوفیاء کی سطحی باتوں پر فریب کھائے ہوئے اور ان کے احوال ومقامات پر فریفتہ ہیں۔

یہ مکتوب نمبر ۱۱۴ دفتر اول میں ہے۔

سنت نبوی کی پیروی کی اہمیت

اسی مکتوب میں فرماتے ہیں:

"فضیلت تمام تر سنت سنیہ کی پیروی سے وابستہ اور امتیاز واعزاز شریعت پر عمل کرنے سے مربوط ہے مثلاً دوپہر کا سونا جو اتباع سنت کی نیت سے واقع ہو کر کروڑوں شب بیداریوں سے افضل اور زکوٰۃ کا ایک پیسہ ادا کرنا سونے کے پہاڑ خرچ کر دینے سے جو اپنی طرف سے ہو افضل ہے۔"

جماعت کے ساتھ نماز

حضرت قیوم زمان قدس سرہٗ حضرت مخدوم الاولیاء خواجہ صاحبزادہ محمد صادق قدس سرہٗ کو تحریر فرماتے ہیں مکتوب نمبر ۲۴۰ دفتر اول:

"صوفیائے خام ذکر وفکر کو اہم الاہم سمجھ کر فرائض وسنن کی ادائیگی میں تساہلی برتتے

Marfat.com

ہیں، چلّوں اور ریاضتوں کو اختیار کر کے جمعہ و جماعت ترک کر دیتے ہیں، وہ نہیں جانتے کہ جماعت کے ساتھ ایک فرض نماز کی ادائیگی، ان کے ہزاروں چلّوں سے بہتر ہے، ہاں ذکر و فکر جو آداب شرعی کے مراعات کے ساتھ ہوں بہت بہتر اور ضروری ہے ناقص علماء بھی نوافل کی ترویج میں کوشاں رہتے ہیں اور فرائض کو خراب و ابتر رکھتے ہیں۔"

کمالاتِ نماز

حضرت شیخ مجدد قدس سرہ مکتوب نمبر ۲۶۱ دفتر اول میں حضرت میر محمد نعمان کے نام لکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

اس گروہ (صوفیاء) میں ایک جماعت ہے جو نماز کی حقیقت سے آگاہ اور اس کے کمالاتِ مخصوصہ سے واقف نہیں ہو سکی، وہ اپنے امراض کا علاج دوسری چیزوں سے ڈھونڈتی اور اپنے مقاصد کا حصول دوسرے امور سے مربوط سمجھتی ہے، بلکہ ان میں سے ایک گروہ نماز کو دور از کار سمجھتے ہوئے اور اس کو غیر و غیریت پر مبنی سمجھتے ہوئے روزے کو نماز سے افضل سمجھتے ہیں کہ اس میں صفت صمدیت کا ظہور ہے اور جم غفیر اپنے اضطراب کی تسکین سماع و نغمہ وجد و تواجد سے تلاش کرتی ہے اور رقص و رقاصی کو بھی کمال سمجھ لیا ہے کیا انھوں نے نہیں سنا کہ مَا جَعَلَ اللّٰهُ فِي الْحَرَامِ شِفَاءً (اللہ تعالیٰ نے حرام چیز میں شفا نہیں رکھی) اگر ان پر ان کمالات کا جو نماز سے حاصل ہوتے ہیں ایک شمہ بھی منکشف ہو جاتا تو وہ سماع و نغمہ کا دم نہ بھرتے اور وجد و تواجد کو یاد نہ کرتے۔

چوں نہ دیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

حقیقی تصفیہ و تزکیہ

مکتوب نمبر ۲۶۶ دفتر اول میں آپ رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

"حقیقی تصفیہ و تزکیہ اعمال صالحہ کے کرنے پر موقوف ہے جو مالک کی مرضیات میں شامل ہوں اور یہ بات بعثت پر موقوف ہے جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے پس بغیر بعثت کے حقیقی تصفیہ و تزکیہ میسر نہیں آ سکتا، وہ صفائی جو کفار و اہل فسق کو حاصل ہوتی ہے وہ نفس کی صفائی ہے، قلب کی صفائی نہیں، صفائی نفس سوائے ضلالت کے کسی اور چیز کو نہیں بڑھاتی، اور سوائے

Marfat.com

رت کے کوئی اور راستہ نہیں دکھاتی، باقی بعض امور غیبی کا کشف جو کفار واہل فسق کو صفائی
ں کے وقت کبھی حاصل ہو جاتا ہے وہ استدراج ہے جس کا حاصل بربادی اور خسارہ کے
وہ اس جماعت کے حق میں کچھ نہیں۔"

ماءِ سوء نے گمراہی کے دو بڑے دروازے کھول رکھے تھے

ایک باوجود نااہلیت اور ناخدا ترسی کے......اجتہاد اور نصوص کتاب وسنت میں تحریف کر کے نت نئے عقائد وخیالات کا اختراع اور پھر خدا ورسول اور قرآن وحدیث کے مقدس موں سے ان کی ترویج واشاعت (ابوالفضل وغیرہ نے اکبر کو سب سے پہلے اسی راہ پر ڈالا تھا اور خود ان کی گمراہی کا پہلا زینہ بھی یہی تھا۔

② دوسرے "بدعت حسنہ" کے نام سے دین میں نئی نئی ایجادیں اکثر وہ بلائیں جو علماء سوء کی طرف سے دین پر نازل ہوئی تھیں، انہیں دو دروازوں سے آتی تھیں اس لیے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں تباہ کن اصولوں کے خلاف بھی بڑی قوت سے جنگ کی۔

مکتوبات شریف میں ان دونوں چیزوں کے خلاف جس قدر مواد موجود ہے اگر اس سب کو یکجا کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے یہاں صرف بطور نمونہ از خروارے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں ایک مکتوب میں ارقام فرماتے ہیں۔

عقائد کی اہمیت

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ مکتوب نمبر ۱۵۷ دفتر اول میں عقائد کے صحیح ہونے پر پُر مغز تحریر فرماتے ہیں:

اے سعادت مند! ہم پر اور تم پر ضروری ہے کہ اپنے عقائد کو کتاب وسنت کے مطابق اس طور پر کہ علماء اہل حق نے کتاب وسنت سے سمجھا اور اخذ کیا ہے صحیح کریں کیونکہ ہمارا تمہارا سمجھنا اگر ان حضرات کی رائے کے مطابق نہ ہو تو قابل اعتبار نہیں اس لیے کہ ہر بدعتی اور گمراہ اپنے باطل خیالات کی بنیاد قرآن وحدیث پر رکھتا ہے اور وہیں سے ان کو اخذ کرتا ہے حالانکہ ان سے کوئی یقین حاصل نہیں ہوتا نیز آپ قدس سرہٗ مکتوب نمبر ۲۸۶ دفتر اول میں ارشاد فرماتے ہیں خدام کو نیک

Marfat.com

ہدایت دے اور صراط مستقیم پر چلائے تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ضرورت طریق سے ایک اعتقاد بھی ہے جس کو علماء اہل سنت نے کتاب وسنت اور آثار سلف سے سمجھا ہو نیز قرآن وحدیث کو بھی انہیں معانی پر محمول کرنا جو علماء اہلسنت نے سمجھے ہوں نیز ضروریات میں سے ہے اور اگر بالفرض کشف والہام سے جمہور علماء کے خلاف کسی نص کے معنی معلوم ہوں تو اس کا اعتبار نہیں بلکہ اس سے پناہ مانگنا چاہئے کیونکہ جمہور علماء کے آراء کے خلاف جو معانی سمجھے جائیں وہ مقام اعتبار سے قطعاً ساقط ہیں اس لیے کہ ہر مبتدع اور ہر گمراہ اپنے معتقدات کو زعم خود قرآن وحدیث ہی سے نکالتا ہے قرآن کی تو شان ہے یضل به کثیرا ویهدی به کثیرا اور یہ جو میں نے دعویٰ کیا کہ علماء اہل حق ہی کے سمجھے ہوئے معانی معتبر ہیں اور ان کے خلاف کسی اور کے سمجھے ہوئے معتبر نہیں تو یہ اس وجہ سے کہ علماء اہل حق نے ان معانی کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سلف صالحین کے چشمہ فیوض سے حاصل کیا ہے اور انہی کے انوار سے اقتباس فرمایا ہے لہٰذا نجات ابدی اور فلاح سرمدی انہی سے وابستہ ہے وہی خدائی گروہ ہے اور خدائی گروہ ہی فلاح پانے والا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوب نمبر ۱۹۳ دفتر اول میں فرماتے ہیں:

''مکلفین پر اولین فرض یہ ہے کہ وہ حضرات اہل سنت وجماعت کی رائے کے مطابق اپنے عقائد درست کریں کیونکہ نجات اخروی انہی کے اتباع سے وابستہ ہے اور فرقہ ناجیہ وہی ہیں اور ان کے پیرو کیونکہ وہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقہ پر ہیں اور کتاب وسنت سے جو علوم مستفاد ہیں ان میں سے وہی معتبر ہیں جن کو ان بزرگوں نے وہاں سے سمجھا اور اخذ کیا ہے ورنہ بدعتی اور ہر گمراہ اپنے عقائد فاسدہ کی بنیاد کتاب وسنت ہی پر رکھتا ہے پس قرآن وحدیث سے جو شخص جو معنی سمجھے وہ سب معتبر ہی نہیں ہیں۔''

مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ حمایت شریعت حمیت کے درجہ تک پہنچ گئی تھی اور جب وہ کتاب وسنت اور جمہور اہل سنت کے عقیدہ کے خلاف کوئی صوفیانہ تحقیق یا حال سنتے اور اس کی سند تصوف کی کسی کتاب یا بزرگوں کے احوال واقوال سے لائی جاتی تو ان کی رگِ فاروقی حرکت میں آجاتی اور ان کے قلم سے حمایتِ شریعت اور غیرتِ سنت کا طوفان اُمنڈ پڑتا، کسی خادم نے کسی بزرگ (شیخ عبدالکبیر یمنی) کا کوئی ایسا ہی شاذ اور وحشت انگیز قول نقل کیا تھا مجدد صاحب اس کی تاب نہ

Marfat.com

سکے اور ان کے قلم سے بے اختیار یہ فقرے نکل گئے۔

حضرت امام الاولیاء قیوم زماں مجدد صاحب قدس سرہ مکتوب نمبر ۱۰۰ دفتر دوم میں حضرت ملا حسن کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے نام رکھتے ہیں:

''مخدوما! فقیر کو ایسی باتوں کے سننے کی تاب نہیں، بے اختیار میری رگ فاروقی حرکت میں آجاتی ہے اور تاویل و توجیہ کا موقع نہیں دیتی ایسی باتوں کے قائل شیخ کبیر یمنی ہوں یا شیخ اکبر شامی، ہمیں کلام محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم درکار ہے نہ کہ کلام محی الدین بن عربی، صدر الدین قونوی اور شیخ عبدالرزاق کاشی ہم کو نص سے کام ہے نہ کہ فص سے، فتوحات مدینہ نے فتوحات مکہ سے مستغنی بنا دیا ہے۔''

شریعت پر عمل کرنا ذکر میں شامل ہے

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اپنے مکتوب نمبر ۲۵ دفتر دوم میں جو انہوں نے حضرت خواجہ محمد اشرف الدین حسین کو لکھا ہے فرماتے ہیں:

''تمام اوقات کو ذکر الٰہی جل شانہ میں مشغول رکھنا چاہیے، جو عمل بھی شریعت غراء کے موافق ہوگا وہ داخل ذکر ہے اگرچہ بیع و شراء ہو، پس تمام حرکات و سکنات میں احکام شرعیہ کی مراعات ہونی چاہیے تاکہ وہ سب ذکر ہو جائے، اس لئے کہ ذکر نام ہی ہے غفلت دور کرنے کا اور جب تمام افعال میں اوامر و نواہی شرعیہ کی مراعات کی جائے گی تو کرنے والے کو ان کا حکم دینے والے (خدائے واحد) سے جو حقیقی آمر و ناہی ہے غفلت سے نجات حاصل ہو جائے گی اور اس کو دوام ذکر کی دولت میسر آئے گی۔''

اس حمایت و حمیت شرعی کی بنا پر مجدد صاحب نے سجدہ تعظیمی پر سخت نکیر کی جو بعض مشائخ کے یہاں رائج ہونے لگا تھا اور اپنے بعض اہل تعلق کو جن کے متعلق اس بارے میں تساہل کی اطلاع ملی تھی سخت تنبیہ فرمائی، نیز مشرکانہ اعمال و رسوم کی تردید و مذمت میں (جن میں اس

Marfat.com

زمانہ میں تساہل شروع ہوگیا تھا) مراسم شرک کی تعظیم غیر اللہ سے استمداد وطلب حوائج کے مشرکانہ عقیدہ اہل کفر کے تہواروں کی تعظیم اوران کے رسوم وعادات کی تقلید بزرگوں کے لئے حیوانات کونذر وذبح کرنے، پیروں بیبیوں کی نیت سے روزہ رکھنے کی تردید ومذمت کے سلسلہ میں حضرت مجدد کی کھلی تصریحات اور واضح تنبیہات اس طویل مفصل مکتوب میں ملاحضہ ہوں، جوایک ارادت رکھنے والی نیک خاتون کے نام لکھا گیا ہے۔

مکتوب نمبر ۴۱ دفتر سوم میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَآ اَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ [الممتحنة:۱۲]

''اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! جب مومنہ عورتیں تیرے پاس آکراس شرط پر بیعت کریں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گی، اور نہ چوری کریں گی، اور نہ زنا کریں گی، اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی، اور نہ کسی پر بہتان لگائیں گی، اور نہ کسی شرعی امر میں تیری نافرمانی کریں گی، تو ان کو بیعت میں لے لو، اوران کے لیے اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگو، اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔''

یہ آیت فتح مکہ کے روز نازل ہوئی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مردوں کی بیعت سے فارغ ہوئے تو پھر عورتوں کی بیعت شروع فرمائی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کو صرف قول ہی سے بیعت کیا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ ہرگز بیعت کرنے والی عورتوں کے ہاتھ تک نہیں پہنچا، چونکہ مردوں کی نسبت عورتوں میں ردی اور بیہودہ اخلاق زیادہ پائے جاتے ہیں اس لیے مردوں کی

Marfat.com

ت کی نسبت عورتوں کی بیعت میں زیادہ شرائط کو مدنظر رکھا گیا ہے، اور خدا تعالیٰ کے امر کو بجا
نے کے لیے عورتوں کو اس وقت ان بُری عادتوں سے منع فرمایا ہے، شرط اول یہ ہے کہ حق تعالیٰ
کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنانا چاہئے نہ ہی وجوب وجود میں اور نہ ہی عبادت کے استحقاق میں، جس
خص کے اعمال ریاوسمعہ سے پاک نہ ہوں اور حق تعالیٰ کے سوا کسی اور سے اجر طلب کرنے کے
شبہ سے صاف نہ ہوں اگر چہ وہ طلب قول اور ذکر جمیل سے ہو وہ شخص دائرہ شرک سے باہر نہیں ہے
اور نہ ہی وہ موحد و مخلص ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

الشرك في امتي احفى من دبيب النمل التي تدب في
ليلة مظلمة على صخرة سوداء

"شرک میری امت میں اس چیونٹی کی رفتار سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے
جو سیاہ رات میں سیاہ پتھر پر چلتی ہے۔"

لاف بے شرکی مزن کان ازنشان پائے مور
در شبِ تاریک برسنگ سیاہ پنہاں تراست

ترجمہ
شرک ایک چیونٹی کی بھی ہے چال سے پوشیدہ تر
جو شب تاریک میں چلتی ہے کالے سنگ پر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شرک اصغر سے بچو یاروں نے عرض کیا کہ شرک اصغر کیا ہے فرمایا کہ ریا شرک و کفر کی رسموں کی تعظیم کو شرک میں بڑا دخل اور رُسوخ ہے، اور دو دینوں یعنی کفر اور شرک کی تصدیق اور اظہار کرنیوالا اہل شرک میں سے ہے، اور اسلام و کفر کے مجموعی احکام پر عمل کرنے والا مشرک ہے کفر سے بیزار ہونا اسلام کی شرط ہے، اور شرک سے پاک ہونا توحید کا نشان ہے، دکھ درد اور بیماریوں کے دور کرنے کے لیے اصنام اور طاغوت یعنی بتوں اور شیطانوں سے مدد مانگنا جو جاہل مسلمانوں میں شائع ہے عین شرک و گمراہی ہے، اور تراشیدہ اور ناتراشیدہ پتھروں سے حاجتوں کا طلب کرنا واجب الوجود جل شانہ کا محض کفر و انکار ہے، اللہ تعالیٰ بعض گمراہوں کے حال کی شکایت بیان فرماتا ہے:

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ

Marfat.com

يَكْفُرُوْا بِهٖ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًا بَعِيْدًا

[سورة النساء: ٦٠]

''یہ لوگ چاہتے ہیں کہ طاغوت کی طرف اپنا فیصلہ لے جائیں حالانکہ ان کو حکم ہے کہ اس کا انکار کریں لیکن شیطان چاہتا ہے کہ ان کو سخت گمراہ کرے۔''

اکثر عورتیں کمال جہالت کے باعث اس قسم کی ممنوع استمداد میں مبتلا ہیں، اور ان بے مسمی اسموں سے بلیہ و مصیبت کا دفع ہونا طلب کرتی ہیں، اور شرک اور اہل شرک کی رسموں کے ادا کرنے میں گرفتار ہیں، خاص کر مرض جدری کے وقت جس کو ہندی زبان میں سیلا اور چیچک کہتے ہیں نیک و بد عورتوں سے یہ بات مشہود محسوس ہوتی ہے شاید ہی کوئی عورت ہوگی جو اس شرک سے خالی ہے اور شرک کی کسی نہ کسی رسم میں مبتلا نہ ہو، اِلَّا مَنْ عَصَمَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى (مگر جس کو اللہ تعالیٰ بچائے) ہندوؤں کے بڑے دنوں کی تعظیم کرنا اور ان دنوں میں ان کی مشہور رسموں کو بجالانا سراسر کفر و شرک ہے جیسے کہ کافروں کی دیوالی کے دنوں میں جاہل مسلمان خاص کر ان کی عورتیں کافروں کی رسموں کو بجالاتی اور اپنی عید مناتی ہیں اور کافروں اور مشرکوں کی طرح ہدیہ اور تحفہ اپنی بیٹیوں اور بہنوں کو بھیجتی ہیں اور اس موسم میں کافروں کی طرح اپنے برتنوں کو رنگ کر کے ان کو سرخ چاولوں سے بھر کر بھیجتی ہیں اور اس موسم کا بڑا اعتبار اور شان بناتی ہیں سب شرک اور دین اسلام کا کفر ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ [سورة اليوسف: ١٠٦]

''ان میں سے اکثر ایمان نہیں لاتے بلکہ شرک کرتے ہیں۔''

اور حیوانات کو جو مشائخ کی نذر کرتے ہیں اور ان کی قبروں پر جا کر ذبح کرتے ہیں روایات فقہیہ میں اس عمل کو بھی شرک میں داخل کیا ہے اور اس بارہ میں بہت مبالغہ کیا ہے اور اس ذبح کو جن (طاغوت) کے ذبیحوں کی قسم سے خیال کیا ہے جو ممنوع شرعی ہے اور شرک کے دائرہ میں داخل ہے اس عمل سے بھی پرہیز کرنا چاہئے کہ اس میں شرک کی بو پائی جاتی ہے، نذر اور منت کے وجوہ اور بہت ہیں کیا حاجت ہے کہ حیوان کے ذبح کرنے کی منت و نذر مانیں اور اس کو ذبح

Marfat.com

کر کے جن کے ذبیحوں سے ملائیں اور جن کے پجاریوں کے ساتھ مشابہت پیدا کریں، اسی طرح وہ روزے جو عورتیں پیروں اور بیبیوں کی نیت پر رکھتی ہیں اور اکثر ان کے ناموں کو اپنے پاس سے گھڑ کر ان کے نام پر اپنے روزوں کی نیت کرتی ہیں اور ہر روزہ کے افطار کے لیے کھانے کا خاص اہتمام کرتی ہیں اور خاص طور پر افطار کرتی ہیں اور روزوں کے لیے دنوں کا تعین بھی کرتی ہیں اور اپنے مطلبوں اور مقصدوں کو ان روزوں پر موقوف کرتی ہیں اوان روزوں کے ذریعے ان پیروں اور بیبیوں سے حاجتیں طلب کرتی ہیں اور ان روزوں کے ذریعے ان کو اپنا حاجت روا اور مشکل کشا جانتی ہیں یہ سب عبادت میں شرک ہے اور غیر کی عبادت کے ذریعے اس غیر سے اپنی حاجتوں کا طلب کرنا ہے اس فعل کی برائی کو اچھی طرح معلوم کرنا چاہئے حالانکہ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ (یعنی روزہ خاص میرے ہی لیے ہے اور روزہ کی عبادت میں میرے سوا اور کوئی شریک نہیں) اگرچہ کسی عبادت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک بنانا جائز نہیں لیکن روزہ کی تخصیص اس عبادت کے بلند شان ہونے کے باعث ہے جس میں تاکید کے ساتھ شریک کی نفی کی گئی ہے، اور یہ جو بعض عورتیں اس فعل کی برائی ظاہر کرنے کے وقت کہتی ہیں کہ ہم ان روزوں کو خدا تعالیٰ کے لئے رکھتی ہیں اور ان کا ثواب پیروں کو بخشتی ہیں یہ ان کا حیلہ اور بہانہ ہے اگر یہ اس امر میں سچی ہیں تو روزوں کے لئے دنوں کو معین کیوں کرتی ہیں اور افطار کے وقت طعام کی تخصیص اور طرح طرح کی بری وضعوں کا تعین کیوں کرتی ہیں اکثر اوقات افطار کے وقت محرمات تک مرتکب ہوتی ہیں اور حرام چیز سے افطار کرتی ہیں اور بے حاجت سوال وگدائی کر کے اس سے روزہ کھولتی ہیں اور اس فعل محرم کے کرنے پر اپنی حاجتوں کا پورا کرنا جانتی ہیں یہ سب گمراہی اور شیطان لعین کا مکروفریب ہے واللہ سبحانہ العاصم (اللہ تعالیٰ بچانے والا ہے)۔

شرط دوم:...... جو عورتوں کی بیعت کے وقت درمیان میں لائے ہیں یہ کہ ان کو چوری سے منع کیا گیا ہے جو کبیرہ گناہوں میں سے ہے چونکہ یہ بری خصلت بھی اکثر عورتوں میں پائی جاتی ہے شاید کوئی عورت ہوگی جو اس بری عادت سے خالی ہوگی اس لیے اس بری خصلت سے منع کرنا ان کی

Marfat.com

بیعت میں شرط قرار پایا، وہ عورتیں جو اپنے خاوندوں کے مالوں میں سے ان کی اجازت کے بغیر تصرف کرتی اور نڈر ہو کر ان کو خرچ اور تلف کرتی ہیں چوروں میں داخل ہیں، اور چوری کے گناہ کبیرہ کی مرتکب ہیں یہ بات عام عورتوں میں ثابت ہے اور یہ خیانت عام طور پر تمام عورتوں میں پائی جاتی ہے الا من عصمھا اللہ تعالٰی (مگر جس کو اللہ تعالٰی بچائے) کاش عورتیں اس بات کی برائی جانیں اور اس کو گناہ اور بد تصور کریں بلکہ اکثر اس برائی کو حلال جانتی ہیں حالانکہ اس کو حلال اور جائز جاننے میں ان کے کفر کا خوف ہے حکیم مطلق جل شانہٗ نے عورتوں کو شرک سے روکنے کے بعد چوری سے اس لیے منع فرمایا ہے کہ یہ بری خصلت عام طور پر ان کے حلال و جائز سمجھنے کے باعث ان کو کفر تک لے جاتی ہے اور ان کے حق میں تمام کبیرہ گناہوں سے بڑھ کر بری ہے جب عورتوں میں خاوندوں کے مالوں کو بارہا دفعہ چرانے کے باعث خیانت کا ملکہ پیدا ہو جاتا ہے اور غیروں کے مال میں تصرف کرنے کی برائی ان کی نظروں سے دور ہو جاتی ہے تو خاوندوں کے سوا اور لوگوں کے مالوں میں بھی بے تصرف کرتی ہیں اور بے تحاشا دوسروں کے اموال میں خیانت کرتی اور چراتی ہیں۔

یہ بات تھوڑے سے تامل سے واضح ہو جاتی ہے پس ثابت ہوا کہ عورتوں کو چوری سے منع کرنا اسلام کی ضروریات میں سے ہے اور شرک کے بعد چوری کی برائی ان کے حق میں زیادہ ثابت ہے۔

تذییل

ایک دن حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اصحاب سے پوچھا کہ تم جانتے ہو کہ چوروں میں سے بڑا اور برا چور کون ہے عرض کیا کہ ہم نہیں جانتے آپ ہی فرمائیں فرمایا کہ چوروں میں سے زیادہ چور وہ شخص ہے جو نماز میں چوری کرے اور نماز کے ارکان کو کامل طور پر ادا نہ کرے اس چوری سے بھی بچنا ضروری ہے تاکہ بدتر چوروں میں سے نہ ہوں، حضور دل سے نماز کی نیت کرنی چاہیے کیونکہ نیت کے بغیر کوئی عمل درست نہیں ہوتا قرأت کو درست پڑھنا چاہیے اور رکوع و سجود اور قومہ

Marfat.com

جلسہ کو اطمینان سے ادا کرنا چاہئے یعنی رکوع سے سیدھا کھڑا ہو کر ایک تسبیح کی مقدار دیر کرنی چاہئے اور دو سجدوں کے درمیان ایک تسبیح کی مقدار بیٹھنا چاہئے تاکہ قومہ اور جلسہ میں اطمینان حاصل ہو جو شخص ایسا نہ کرے وہ چوروں میں داخل ہے اور وعید کا مستحق ہے۔

تیسری شرط:...... جو عورتوں کی بیعت میں منصوص ہے یہ ہے کہ ان کو زنا سے منع کیا گیا ہے عورتوں کی بیعت میں اس شرط کی خصوصیت اس لئے ہے کہ زنا اکثر عورتوں کی رضامندی سے وقوع میں آتا ہے یہ خود اپنے آپ کو مردوں کے سامنے پیش کرتی ہیں اور اس عمل میں پہل عورتوں کی طرف سے ہوتی ہے اور اس عمل کے حصول میں ان کی رضامندی معتبر ہے اس لئے مردوں کی نسبت عورتوں کو اس فعل سے بڑی تاکید کے ساتھ منع کیا گیا ہے مرد اس میں عورتوں کے تابع ہیں یہی سبب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مجید میں زانیہ عورت کو مرد پر مقدم فرمایا ہے:

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ [سورة النور:٢]

''زانی عورت اور زانی مرد کو سو سو کوڑے لگاؤ''

یہ بد خصلت دنیا اور آخرت کا خسارہ ہے اور تمام دنیا میں قبیح اور منکر ہے حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایسے آدمیوں کے گروہ سے پرہیز کرو کہ اس میں چھ بری خصلتیں ہیں جن میں سے تین دنیا میں ہیں اور تین آخرت میں وہ تین جو دنیا میں ہیں ایک یہ کہ زنا کرنے والے سے خوبی اور نورانیت اور صفا دور ہو جاتی دوسری یہ کہ اس سے فقر اور محتاجی پیدا ہوتی ہے تیسری یہ کہ عمر کم ہوتی ہے اور تین خصلتیں جو زانیوں کے لیے آخرت میں ہیں ایک حق تعالیٰ کا غصہ اور غضب دوسرے بری طرح سے حساب ہونا تیسرے دوزخ کا عذاب جاننا چاہئے کہ حدیث نبوی میں آیا کہ آنکھوں کا زنا محرمات کی طرف نظر کرنا ہے اور ہاتھوں کا زنا محرمات کو پکڑنا اور پاؤں کا محرمات کی طرف جانا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ وَقُلْ

Marfat.com

لِلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ

[سورة النور: ۳۱-۳۲]

''یعنی اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! مومنوں کو کہہ دو کہ اپنی آنکھوں کو محرمات سے ڈھانپیں اور اپنی شرم گاہوں پر نگاہ رکھیں یہ ان کے واسطے بہت ہی اچھا ہے اللہ تعالیٰ ان کے کاموں کو دیکھتا ہے اور مومنات کو کہہ دو کہ اپنی آنکھوں کو محرمات سے ڈھانپیں اور اپنی شرم گاہوں کو محفوظ رکھیں۔''

جاننا چاہئے کہ دل آنکھ کے تابع ہے جب تک آنکھ محرمات سے بند نہ کریں دل کی حفاظت مشکل ہے جب آنکھ گرفتار ہو جائے تو دل کی حفاظت مشکل ہے جب دل گرفتار ہو جائے تو شرم گاہ کی محافظت دشوار ہے پس محرمات سے آنکھ کا ڈھانپنا ضروری ہے تا کہ شرمگاہ کی محافظت حاصل ہو سکے اور دینی اور دنیاوی خسارہ میں نہ ڈالے، قرآن مجید میں اس بات سے بھی منع کیا گیا ہے کہ عورتیں بیگانہ مردوں کے ساتھ بدکار عورتوں کی طرح ایسی نرم وملائم کلام نہ کریں جن سے بدکار مردوں کو بدکاری کا حوصلہ پیدا ہو اور ان دلوں میں برائی کا طمع ظاہر ہو، ہاں نیک اور اچھا کلام جو اس وہم اور طمع سے دور ہو عورتیں مردوں کے ساتھ کر سکتی ہیں، اور اس امر سے بھی منع کیا گیا ہے کہ عورتیں اپنی زینت وخوبی اور بناؤ سنگھار بیگانہ مردوں کے سامنے ظاہر کریں اور مردوں کو خواہش میں ڈالیں اور اس امر سے بھی نہی آئی ہے کہ اپنے پاؤں کو زمین پر ماریں تا کہ ان کی پوشیدہ زینت ظاہر ہو یعنی پازیب وغیرہ حرکت میں آئے اور اس سے آواز نکلے جس سے مردوں کو عورتوں کی طرف بری خواہش پیدا ہو، غرض جو بات فسق اور بدکاری کی طرف لے جانے والی ہے بری ہے اور اس سے منع کیا گیا ہے بڑی احتیاط کرنی چاہئے کہ محرمات کے مبادی اور مقدمات کا ارتکاب نہ کیا جائے تا کہ محرمات سے خلاصی حاصل ہو، واللہ سبحانہٗ العاصم (اللہ تعالیٰ بچانے والا ہے) وما توفیقی الا باللہ علیه توکّلت وإلیه أُنیب (سوائے اللہ تعالیٰ کی توفیق کے میری کوئی توفیق نہیں کہ گناہوں سے بچوں میں نے اسی پر توکل کیا اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں) پوشیدہ نہ رہے کہ بیگانی عورت کی طرف شہوت کے ساتھ دیکھنے اور ہاتھ لگانے میں عورت بھی بیگانہ مرد کی طرح ہے عورت کے لیے جائز نہیں کہ اپنے

Marfat.com

آپ کو اپنے خاوند کے سوا کسی اور کے لئے خواہ عورت ہو یا مرد آراستہ کرے اور ان کو اپنی زیب و زینت دکھائے جس طرح مردوں کو مردوں یعنی بے ریش یا نابالغ لڑکوں کو شہوت کے ساتھ دیکھنا اور مس کرنا حرام ہے اسی طرح عورتوں کو بھی عورتوں کی طرف شہوت کی نظر سے دیکھنا اور ہاتھ لگانا منع ہے اس امر کو بخوبی مدنظر رکھنا چاہئے کہ دین و دنیا کے خسارہ کا موجب ہے مرد کا عورت تک پہنچنا دونوں کی جنس کے مختلف ہونے کے باعث مشکل ہے کیونکہ کئی رکاوٹیں درمیان میں ہیں، برخلاف ایک عورت کے دوسری عورت تک پہنچنے کے کہ دونوں کے ہم جنس اور متحد ہونے کے باعث نہایت آسان ہے یہاں زیادہ احتیاط کرنی چاہئے اور مرد کو عورت کی طرف اور عورت کو مرد کی طرف بنظر شہوت دیکھنے اور مس کرنے کی نسبت عورت کو عورت کی طرف بنظر شہوت دیکھنے اور مس کرنے سے اچھی طرح منع کرنا اور ڈرانا چاہئے۔

چوتھی شرط:...... جو عورتوں کی بیعت میں فرمائی ہے ان کو اولاد کے قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے یعنی عورتیں محتاجی اور فقر کے سبب سے اپنی چھوٹی لڑکیوں کو مار دیا کرتی تھیں یہ برا فعل کسی کو ناحق قتل کرنے کے علاوہ قطع رحم کو بھی شامل ہے جو کبیرہ گناہ ہے۔

پانچویں شرط:...... جو عورتوں کی بیعت میں فرمائی ہے اس میں بہتان اور افترا سے منع کیا گیا ہے چونکہ یہ بری صفت عورتوں میں زیادہ تر پائی جاتی ہے اس لیے خاص طور پر اس سے ان کو منع فرمایا ہے یہ صفت تمام بری صفتوں سے بری ہے اور یہ عادت تمام ردی میں سے ردی ہے جس میں جھوٹ بھی شامل ہے جو تمام مذہبوں میں حرام ہے نیز اس میں مؤمن کی ایذا ہے جس کی نسبت بہتان اور افترا کیا جاتا ہے اور مؤمن کو ایذا دینا حرام ہے اور بہتان وافترا روئے زمین میں فساد برپا کرنے کا موجب ہے جو نص قرآنی سے مکروہ ممنوع اور محرم اور مستنکر ہے۔

چھٹی شرط:...... یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کچھ فرمائیں، اس کی نافرمانی اور معصیت سے عورتوں کو منع کیا گیا ہے یہ شرط تمام اوامر شرعی یعنی نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ کے بجائے اور تمام شرعی منہیات سے ہٹ جانے پر مشتمل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے نازل کئے ہوئے ضروری احکام

Marfat.com

پر ایمان لانے کے بعد اسلام کی بنیاد انہی چار رکنوں پر ہے پنجگانہ نماز سستی اور قصور کے بغیر بڑی کوشش واہتمام سے ادا کرنا چاہئے، مال کی زکوٰۃ بڑی رغبت واحسان کے ساتھ زکوٰۃ کے مستحقوں کو دینی چاہئے رمضان مبارک کے روزے جو سالانہ گناہوں کے دور کرنے والے ہیں بڑی اچھی طرح رکھنے چاہئیں، بیت اللہ کا حج بھی ہے، حج کی شان میں مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اَلْحَجُّ يَهْدِمُ مَاكَانَ قَبْلَهٗ (حج گذشتہ تمام گناہوں کو گرا دیتا ہے) ادا کرنا چاہئے تا کہ اسلام قائم ہو جائے اسی طرح ورع وتقویٰ بھی ضروری ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ملاك دينكم الورع یعنی تمہارے دین کا اصل اصول اور اس کو قائم رکھنے والا ورع ہے اور اس سے مراد شرعی منہیات کا ترک کرنا ہے منکرات یعنی نشہ والی چیزوں سے پرہیز کرنا چاہئے ان کو شراب کی طرح حرام اور برا سمجھنا چاہئے غنا یعنی سرود اور گانے بجانے سے بھی بچنا ضروری ہے کیونکہ لہو ولعب اور کھیل کود میں داخل ہے جو حرام ہے اس کے بارہ میں آیا ہے کہ الغناء رقية الزنا یعنی سرور زنا کا افسون اور منتر ہے اور غیبت اور سخن چینی سے بھی اجتناب کرنا لازم ہے کیونکہ اس سے بھی شرع نے منع فرمایا ہے اور مسخرہ پن اور مومن کو ناحق ایذا دینے سے بچنا چاہئے شگون بد کا اعتبار نہ کریں اور اس کی کچھ تاثیر نہ جانیں اور ایک شخص سے دوسرے شخص کو مرض کے لگ جانے یعنی مریض سے کسی تندرست شخص کو لاحق ہونے کا اعتبار نہ کریں کیونکہ مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان دونوں سے منع فرمایا ہے لا طيرة ولا عدوى یعنی شگون بد کی کوئی اصل نہیں اور ایک کے مرض کا دوسرے کو لگ جانا ثابت نہیں کاہن اور نجومی کی باتوں کا اعتبار نہ کریں اور ان کی غیبی باتوں کو کچھ نہ جانیں اور ان سے کچھ نہ پوچھیں اور ان کو امور غیبی کا عالم نہ جانیں کیونکہ شریعت نے بڑے مبالغہ کے ساتھ منع فرمایا ہے نہ خود جادو کریں نہ جادوگر کے پاس اس نیت سے جائیں کیونکہ حرام قطعی ہے اور کفر میں قدم راسخ رکھنا ہے سحر وساحری سے بڑھ کر زیادہ کفر کے نزدیک اور کوئی گناہ کبیرہ نہیں بڑی احتیاط کرنی چاہئے کہ اس کا کوئی چھوٹا سا امر بھی نہ ہونے پائے کیونکہ شرع میں آیا ہے کہ مسلم جب تک اسلام رکھتا ہے اس سے سحر ظاہر نہیں ہوتا، جب ایمان اس سے جدا ہو جاتا ہے اس وقت سحر بھی اس سے صادر ہوتا ہے گویا سحر اور ایمان ایک دوسرے کی ضد اور نقیض ہیں اگر جادو ہے تو ایمان نہیں اس بات پر خوب غور کرنا چاہئے تا کہ ایمان کے کارخانہ میں خلل نہ

Marfat.com

ئے اور اس عمل کی شامت سے اسلام کی دولت ہاتھ سے نہ چلی جائے غرض جو کچھ مخبر صادق ﷺ نے فرمایا ہے اور علماء نے کتب شرعیہ میں اس کو بیان کیا ہے جان و دل سے اس کو بجا لانا چاہیئے اور اس کیخلاف زہر قاتل خیال کرنا چاہیئے جو دائمی موت تک پہنچا دیتا ہے اور طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا کر دیتا ہے جب بیعت کرنے والی عورتوں نے ان سب شرطوں کو قبول کر لیا تو آنحضرت ﷺ نے صرف قول ہی سے ان کو بیعت فرمایا اور حق تعالیٰ کے امر کے بموجب ان کے لیے بخشش طلب کی وہ استغفار جو آنحضرت ﷺ حق تعالیٰ کے امر سے کسی جماعت کے لیے طلب کریں کامل امید ہے کہ قبول ہوگا اور وہ جماعت بخشی جائے گی اور ابوسفیان کی زوجہ ہندہ بھی اس بیعت میں داخل تھی بلکہ تمام عورتوں کی سرگروہ تھی اور ان کی طرف سے کلام کرتی تھی اس بیعت اور استغفار سے اس کے لیے بڑی بھاری بخشش کی امید ہے پس جو عورتیں ان شرطوں کو قبول کر لیں اور ان کے موافق عمل کریں حکماً اس بیعت میں داخل ہو جاتی ہیں اور اس استغفار کی برکات کی امیدوار بن جاتی ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مایفعل اللہ بعذابکم ان شکرتم وامنتم (اگر تم شکر کرو اور ایمان لے آؤ تو اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا) شکر بجا لانے سے مراد یہ ہے کہ شرعی احکام کو قبول کریں اور ان کے مطابق عمل کریں، نجات کا طریق اور خلاصی کا راستہ اعتقادی اور عملی طور پر صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت ہے پیر و استاد اس لیے بنائے جاتے ہیں کہ شریعت کی طرف ہدایت و رہنمائی کریں اور ان کی برکت سے شریعت کے اعتقاد اور عمل میں آسانی و سہولت حاصل ہو نہ یہ کہ مرید جو کچھ چاہیں کریں اور جو کچھ چاہیں کھائیں اور پیران کے لیے ڈھال بن جائیں اور عذاب سے بچا لیں کہ یہ ایک نکمی اور بیہودہ آرزو ہے وہاں اِذن کے بغیر کوئی شفاعت نہ کر سکے گا اور جب تک عمل پسندیدہ نہ ہوں گے کوئی اس کی شفاعت نہ کرے گا اگر بشریت کے بموجب کوئی لغزش اور قصور اس سے سرزد ہوگا تو اس کا تدارک شفاعت سے ہو سکے گا۔

سوال گناہگار کو کس اعتبار سے پسندیدہ کہا جا سکتا ہے؟

جواب جب حق تعالیٰ گناہ گار کو بخشنا چاہتا ہے اور اس کے معاف کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی وسیلہ درمیان لے آتا ہے تو وہ شخص درحقیقت مرتضیٰ اور پسندیدہ ہے اگرچہ بظاہر گناہگار ہے واللہ

Marfat.com

سبحانہ الموفق (اللہ تعالیٰ توفیق دینے والا ہے) رَبَّنَا اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا (یا اللہ تو اپنے پاس سے ہم پر رحمت نازل فرما اور ہمارے کام سے بھلائی ہمارے نصیب کر) والسلام۔

یہ اصلاحِ عقائد، ردِّ شرک وبدعت اور دین خالص کی دعوت کا وہ عظیم الشان تجدیدی کام تھا جو عرصہ دراز کے بعد حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوستان کی سرزمین پر شروع کیا جس کی مسلمان آبادی غیر مسلم اکثریت کے درمیان گھری ہونے اور اسلام کے حدیث العہد ہونے کی بنا پر مشرکانہ جاہلیت کے خطرہ سے ہر وقت دوچار تھی۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''دعوت وعزیمت جلد نمبر۴ میں تحریر فرماتے ہیں۔

سنت کی ترویج اور بدعت حسنہ کی تردید

کسی ایسی چیز کو جس کو اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دین میں شامل نہیں کیا اور اس کا حکم نہیں دیا دین میں شامل کر لینا اس کا ایک جزء بنا دینا، اس کو ثواب اور تقرب الی اللہ کے لئے کرنا اور اس کے خود ساختہ شرائط وآداب کی اسی طرح پابندی کرنا جس طرح ایک شرعی حکم کی پابندی کی جاتی ہے بدعت ہے، بدعت درحقیقت دین الٰہی کے اندر شریعت انسانی کی تشکیل ہے اس شریعت کی الگ فقہ ہے اور مستقل فرائض وواجبات اور سنن ومستحبات، جو بعض اوقات شریعت الٰہی کے متوازی اور بعض اوقات تعداد اور اہمیت میں اس سے بڑھ جاتے ہیں بدعت اس حقیقت کو نظر انداز کرتی ہے کہ شریعت مکمل ہو چکی جس کا تعین ہو گیا اور جس کو فرض وواجب بننا تھا وہ فرض وواجب بنایا جا چکا دین کی ٹکسال بند کر دی گئی اب جو نیا سکہ اس کی منسوب کیا جائے گا وہ جعلی ہو گا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے خوب فرمایا:

> من ابتدع في الاسلام بدعة يراها حسنة فقد زعم ان محمداً صلى الله عليه وسلم خان الرسالة فان الله سبحانه يقول اليوم اكملت لكم دينكم فمالم يكن

Marfat.com

یومئذ دیناً فلا یکون الیوم دیناً ،

"جس نے اسلام میں کوئی بدعت پیدا کر دی اور اس کو وہ اچھا سمجھتا ہے وہ اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ محمد ﷺ (نعوذ باللہ) پیغام پہنچانے میں خیانت کی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے تمہارے لئے دین مکمل کر دیا پس جو بات عہد رسالت میں دین نہیں تھی وہ آج بھی دین نہیں ہو سکتی۔"

شریعت منزل من اللہ کی خصوصیت اس کی سہولت اور ہر ایک کے لئے ہر زمانہ میں قابل عمل ہونا ہے اس لئے کہ جو دین کا شارع ہے وہ انسان کا خالق بھی ہے وہ انسان کی ضروریات، اس کی فطرت اور اس کی طاقت و کمزوری سے واقف ہے:

اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ [سورة الملك:١٤]

"اور بھلا کیا وہ نہ جانے گا جس نے پیدا کیا ہے اور وہ باریک بین (اور) پورا باخبر ہے۔"

اس لئے تشریع الٰہی اور شریعت سماوی میں ان سے سب چیزوں کی رعایت ہے مگر جب انسان خود شارع بن جائے گا تو اس کا لحاظ نہیں رکھ سکتا بدعات کی آمیزشوں اور وقتاً فوقتاً اضافوں کے بعد دین اس قدر دشوار پیچیدا اور طویل ہو جاتا ہے کہ لوگ مجبور ہو کر ایسے مذہب کا قلادہ اپنی گردن سے اتار دیتے ہیں اور "مَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ" (خدا نے تمہارے لئے تمہارے دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی) کی نعمت سلب کر لی جاتی ہے اس کا نمونہ عبادات و رسوم اور فرائض و واجبات کی اس طویل فہرست میں دیکھا جا سکتا ہے جس میں بدعت کو آزادی کے ساتھ اپنا عمل کرنے کا موقع ملا ہے۔

دین و شریعت کی ایک خصوصیت ان کی عالمگیر یکسانی ہے وہ ہر زمانہ اور ہر دور میں ایک ہی رہتے ہیں دنیا کے کسی حصہ کا کوئی مسلمان باشندہ دنیا کے کسی دوسرے حصہ میں چلا جائے تو اس کو دین و شریعت پر عمل کرنے میں نہ کوئی دقت پیش آئیگی نہ کسی مقامی ہدایت نامہ اور رہبر کی ضرورت ہوگی اس کے برخلاف بدعات میں یکسانی اور وحدت نہیں پائی جاتی وہ ہر جگہ کے مقامی سانچہ اور ملکی یا شہری ٹکسال سے ڈھل کر نکلتی ہیں وہ خاص تاریخی اور مقامی اسباب اور شخصی

Marfat.com

وانفرادی مصالح واغراض کا نتیجہ ہوتی ہیں اس لئے ہر ملک بلکہ اس سے آگے بڑھ کر بعض اوقات ایک ایک صوبہ اور ایک ایک شہر کے بدعات اور پھر محلوں اور گھروں کی دینی ایجادا نہی کیساتھ مخصوص ہوتی ہیں اور اس طرح شہر شہر اور گھر گھر کا دین مختلف ہوسکتا ہے انہی ابدی وعالمی مصالح کی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو بدعت سے بچنے اور سنت کی حفاظت کی تاکید بلیغ فرمائی آپ نے فرمایا:

من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهو ردّ

یعنی ''جو ہمارے دین میں کوئی ایسی نئی بات پیدا کرے جو اس میں داخل نہیں تھی تو وہ بات مسترد ہے۔''

ایاکم والبدعة فان کل بدعة ضلالة وکل ضلالة فی النار

یعنی ''بدعت سے ہمیشہ بچو! اس لئے کہ ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم ہوگی۔''

اور یہ حکیمانہ پیش گوئی بھی فرمائی:

مااحدث قوم بدعة الارفع بها مثلها من السنة

''جب کچھ لوگ دین میں کوئی نئی بات پیدا کرتے ہیں تو اس کے بقدر کوئی سنت ضرور اٹھ جاتی ہے۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد ائمہ وفقہائے اسلام رحمہم اللہ اور اپنے اپنے وقت کے مجدد دین ومصلحین اور علماء ربانی نے ہمیشہ اپنے اپنے زمانہ کی بدعات کی سختی سے مخالفت کی اور اسلام کے معاشرہ اور دینی حلقوں میں ان بدعات کو مقبول ورواج پذیر ہونے سے روکنے کی اپنے مقدور بھر کوشش کی ان بدعات میں عوام وخوش عقیدہ لوگوں کے لئے جو مقناطیسی کشش ہر زمانہ میں رہی ہے اور ان سے ان پیشہ ور دنیا دار مذہبی گروہوں اور افراد کے جو ذاتی مفادات وابستہ رہے ہیں جن کی تصویر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی اس معجزانہ آیت میں کھینچی ہے:

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ ٱلْأَحْبَارِ وَٱلرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَٰلَ ٱلنَّاسِ بِٱلْبَـٰطِلِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ

Marfat.com

اللّٰه[سورة توبة:٣٤]

''اے ایمان والو! اکثر احبار اور رہبان لوگوں کے مال نامشروع طریقہ سے کھاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے باز رکھتے ہیں۔''

اس کی بنا پر ان کو سخت مخالفتوں اور اذیتوں کا سامنا کرنا پڑا لیکن انہوں نے اس کی پرواہ نہیں کی، اور اس کو اپنے وقت کا جہاد اور شریعت کی حفاظت کا اور دین کو تحریف سے بچانے کا مقدس کام سمجھا، ان مخالفین بدعت اور حاملین لواءِ سنت کو اپنے زمانہ کے عوام یا خواص کالعوام سے ''جامد'' ''روایت پرست'' ''مذہب دشمن'' وغیرہ کے خطابات ملے لیکن انہوں نے کوئی پرواہ نہیں کی ان کے اس لسانی وقلمی جہاد احقاقِ حق اور ابطال باطل سے بہت سی بدعات کا اس طرح خاتمہ ہوا کہ ان کا تمدن کی بعض تاریخوں میں ہی ذکر رہ گیا ہے اور جو باقی ہیں ان کے خلاف علمائے حقانی اب بھی صف آرا ہیں۔

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا

[سورة الاحزاب:٢٣]

''ان مومنین میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ انہوں نے جس بات کا اللہ سے عہد کیا تھا اس میں سچے نکلے پھر بعضے تو ان میں وہ ہیں جو اپنی نذر پوری کر چکے اور بعضے ان میں مشتاق ہیں اور انھوں نے ذرا تغیر وتبدل نہیں کیا۔''

اس سلسلہ میں سب سے بڑا مغالطہ بدعت حسنہ کا مغالطہ تھا لوگوں نے بدعت کی دو قسمیں بنا رکھی تھیں بدعت سیئہ اور بدعت حسنہ وہ کہتے تھے کہ ہر بدعت سیئہ نہیں ہوتی بہت سی بدعات، بدعات حسنہ ہیں جو حدیث کے اطلاق کل بدعة ضلالة سے مستثنیٰ ہیں، ان لوگوں کی سب سے بڑی دلیل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے جو انہوں نے جماعت کے ساتھ تراویح پڑھنے والوں کو دیکھ کر فرمایا تھا نعمت البدعة هذه (یہ بڑی اچھی بدعت ہے) حالانکہ اس پر اتفاق ہے کہ یہاں محض لغوی حیثیت سے اس کو بدعت کہا گیا ہے ورنہ تراویح کا پڑھنا احادیث صحیحہ سے ثابت اور متواتر ہے بدعت کی تعریف کے لئے امام شاطبی کی کتاب ''الاعتصام بالسنة'' اور مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''ایضاح الحق الصریح فی احکام المیت

Marfat.com

والضریح'' جواس موضوع پر بہترین کتاب ہے مطالعہ کرنی چاہئے۔

حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس تقسیم اور بدعت حسنہ کے خلاف جس زور سے علم جہاد بلند کیا اور جس اعتماد وقوت اور علمی استدلال کے ساتھ اس کا انکار کیا اس کی نظیر دور تک اور دیر تک نہیں ملتی اس سلسلہ میں مکتوبات کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں:

سنن نبویہ کی ترویج واشاعت کی تحریض اور بدعات کے انسداد کی ترغیب دیتے ہوئے اپنے مخدوم زادہ خواجہ محمد عبداللہ کو ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔

یہ وہ وقت ہے کہ حضرت خیرالبشر علیہ وعلیٰ آلہ علیٰ جمیعہا الصلوٰۃ والسلام کی بعثت پر ہزار سال گزر چکے ہیں اور علاماتِ قیامت ظاہر ہونا شروع ہوگئی ہیں عہد نبوت کے بعد کی وجہ سے سنت مستور اور چونکہ زمانہ کذب ودروغ کا ہے بدعت رائج ومقبول ہورہی ہے کسی شہباز کی ضرورت ہے جو سنت کی نصرت وحمایت کرے اور بدعت کو پسپا اور مغلوب کرے بدعت کی ترویج دین کی تخریب کے مترادف ہے اور مبتدع کی تعظیم قصر اسلام کو منہدم کرنے کے ہم معنیٰ حدیث میں آتا ہے۔

من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی هدم الاسلام

''جو کسی بدعت والے کی توقیر کرے گا اس نے اسلام کے منہدم کرنے کے کام میں حصہ لیا۔''

پورے عزم وہمت کیساتھ اس کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے کہ سنتوں میں سے کسی سنت کو رواج دیا جائے اور بدعتوں میں سے کسی بدعت کا ازالہ کیا جائے یہ کام ہر وقت ضروری تھا لیکن ضعف اسلام کے اس زمانہ میں کہ مراسم اسلام کا قیام سنت کی ترویج اور بدعت کی تخریب کے ساتھ وابستہ ہوگیا ہے اور بھی ضروری ہے۔

اس کے بعد اسی مکتوب میں بدعت میں کسی قسم کے حسن وجمال ہونے اور بدعت حسنہ کی تعبیر واصطلاح کی مخالفت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

گزشتہ لوگوں میں سے بعض نے بدعت میں کچھ حسن دیکھا کہ بدعت کی بعض قسموں کو انہوں نے مستحسن قرار دیا لیکن اس فقیر کو اس مسئلہ میں ان سے اتفاق نہیں وہ کسی بھی بدعت کو حسنہ نہیں سمجھتا اور اس میں اس کو سوائے ظلمت وکدورت کے کچھ اور محسوس نہیں ہوتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

فرماتے ہیں:

كل بدعة ضلالة "ہر بدعت گمراہی ہے"۔

ایک دوسرے مکتوب میں جو عربی میں میر محب اللہ کے نام ہے تحریر فرماتے ہیں:

سمجھ میں نہیں آتا کہ لوگوں نے کہاں سے کسی ایسے کام میں حسن ہونے کا فیصلہ کیا جو اسلام کے دین کامل اور خدا کے پسندیدہ و مقبول مذہب میں اتمام نعمت کے بعد ایجاد کیا گیا ہو کیا ان کو یہ موٹی بات معلوم نہیں کہ اتمام و اکمال اور قبولیت کے بعد کسی دین میں کوئی نئی بات ایجاد کی جائے تو اس میں حسن نہیں ہو سکتا فما ذابعد الحق الا الضلال "حق کے بعد صرف ضلال ہی کا درجہ رہ جاتا ہے۔"

اگر ان کو یہ معلوم ہوتا کہ دین کامل میں کسی نو پیدا شدہ چیز کے حسن کا فیصلہ کرنا اس کے عدم کمال کو مستلزم ہے اور اس بات کا اعلان کہ نعمت ابھی تام نہیں ہوئی تو وہ کبھی اس کی جرأت نہ کرتے۔

ایک دوسرے مکتوب میں اسی استثناء پر کلام کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

جب دین میں ہر نو ایجاد چیز بدعت ہوگی اور ہر بدعت ضلالت تو کسی بدعت میں حسن پائے جانے کا کیا مطلب؟ اور جب احادیث سے صاف طریقہ پر یہ مفہوم ہوتا ہے کہ ہر بدعت رافع سنت ہوتی ہے اور اس میں کوئی تخصیص نہیں تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ہر بدعت سیئہ ہے حدیث میں آتا ہے۔

ماحدث قوم بدعة الا رفع مثلها من السنة فتمسك بسنة خير من احداث بدعة

"جب کوئی قوم کوئی بدعت نکالتی ہے تو اسی کے بقدر سنت اٹھائی جاتی ہے پس سنت سے وابستگی بدعت کی ایجاد کرنے سے بہتر ہے۔"

حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ماابتدع قوم بدعة فی دینهم الا نزع الله من سنتهم مثلها ثم لا یعیدها الیهم الی یوم القیامة [سنن الدارمی حدیث:۹۸]

Marfat.com

''جب بھی کوئی قوم اپنے دین میں کوئی بدعت پیدا کرے گی تو ضرور اللہ تعالیٰ ان سنتوں میں سے جن پر وہ عمل پیرا ہیں کوئی سنت ضرور سلب کر لے گا پھر قیامت تک وہ ان کو واپس نہ دے گا۔''

بدعت حسنہ کا نظریہ بھی جس کے پردہ میں اس عہد کے علماء سو نے اپنے خواہشات نفس کو جزو دین بنا رکھا حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں سخت خطرناک تھا اس لیے آپ نے اس نظریئے ہی کے خلاف جنگ کی اور بلا خوف لومۂ لائم بالکل مجددانہ انداز میں کسی بدعت کے حسنہ ہونے ہی سے انکار فرمایا۔

خواجہ مفتی عبدالرحمٰن کابلی کو ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

''یہ فقیر حق سبحانہٗ تعالیٰ سے نہایت عاجزی اور زاری کے ساتھ دعا کرتا ہے کہ دین میں جو نئی باتیں پیدا کی گئی ہیں اور جو بدعتیں ایجاد کی گئی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے خلفاء کے زمانہ میں موجود نہ تھیں اگرچہ وہ روشنی میں سفیدیٔ صبح کی طرح ہوں پھر بھی اس ناتواں کو ان سے محفوظ رکھے اور ان میں مبتلا نہ کرے کہتے ہیں کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں حسنہ وسیئہ یہ فقیر ان بدعات میں سے کسی بدعت میں بھی حسن ونورانیت نہیں دیکھتا اور بجز ظلمت وکدورت کے ان میں کچھ نہیں محسوس کرتا۔ سرکار نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے:''جو ہمارے دین میں ایسی بات ایجاد کرے جو اس میں نہیں ہے تو وہ چیز مردود ہے۔'' پس جو شے مردود ہوگئی اس میں حسن کیسا؟ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے''تم بچو نوایجاد باتوں سے کیونکہ ہر نوایجاد بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے پس جب ہر نوایجاد بدعت ہوئی اور ہر بدعت گمراہی پھر بدعت میں حسن کے کیا معنی؟[1]

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنتوں کے نور کو بدعات کی اندھیریوں نے چھپا دیا ہے اور ملت مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رونق کو ان نوایجاد باتوں کی کدورتوں نے برباد کر دیا ہے کتنے تعجب کی بات ہے کہ ایک جماعت ان بدعات کو مستحسن جانتی ہے اور ان کو نیکیاں سمجھتی ہے اور ان کے ذریعہ سے دین وملت کی تکمیل کرنا چاہتی ہے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو سیدھے راستے کی ہدایت دے یہ لوگ

---

1. مکتوب نمبر ۱۱۶/ دفتر اوّل

Marfat.com

ں جانتے کہ دین ان بدعات سے پہلے کامل و مکمل ہو چکا ہے جیسا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ج ہم نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی یہ نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے دین سلام پسند کیا، پس دین کا کمال ان بدعات میں سمجھنا درحقیقت اس آیت کریمہ کے مضمون سے نکار کرتا ہے۔''

ہر زمانے میں عموماً اور غربت اسلام کے اس دور میں خصوصاً دین کا بقاء و قیام سنتوں کی ترویج اور بدعتوں کی تخریب سے وابستہ ہے بعض اگلوں نے بدعات میں کوئی حسن دیکھا ہوگا کہ اس کے بعض افراد کو انہوں نے مستحسن قرار دیا اس فقیر کو ان سے اس مسئلے میں اتفاق نہیں میں کسی فرد بدعت کو ''حسنہ'' نہیں سمجھتا اور سوائے ظلمت و کدورت کے مجھے ان میں کچھ نہیں محسوس ہوتا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کل بدعة ضلالة (ہر بدعت گمراہی ہے) فقیر کے نزدیک اسلام کی اس غربت کے زمانے میں سلامتی سنت سے اور خرابی و بربادی بدعت سے وابستہ ہے خواہ کوئی بدعت ہو، بدعت اس فقیر کو کدال کی صورت میں نظر آتی ہے کہ جو اسلام کی بنیاد کو ڈھا رہی ہے اور سنت ایک درخشاں ستارے کے رنگ میں دکھائی دیتی ہے جو گمراہی کی شب تاریکی میں رہنمائی کرتا ہے، حق سبحانہٗ وتعالیٰ علماء وقت کو توفیق دے کہ کسی بدعت کے حسنہ ہونے کے متعلق زبان نہ کھولیں اور کسی بدعت کے کرنے کا فتویٰ نہ دیں اگرچہ وہ بدعت ان کی نظر میں فلق صبح کی طرح روشن ہو کیونکہ شیطانی مکر کو ادائے سنت میں بڑا تسلط ہے سارا عالم کثرت بدعات کی وجہ سے تاریکیوں کے ایک سمندر کی طرح نظر آتا ہے اور نور سنت اپنی غربت اور قلت کے باوجود اس دریائے ظلمت میں رات میں چمکنے والے جگنو کی طرح محسوس ہوتا اور پھر بدعات کے عمل کی وجہ سے اس اندھیری میں اضافہ اور روشنی میں کمی ہوتی ہے اور اس کے برعکس سنتوں سے اس ظلمت میں کمی اور نیت میں اضافہ ہوتا ہے اب جس کا جی چاہے وہ بدعت کی تاریکیوں کو بڑھائے اور جس کی سمجھ میں آئے وہ انوار سنت میں اضافہ کرے، جس کا جی چاہے شیطان کی لشکر کو بڑھائے اور جو چاہے خدا کی فوج کو ترقی دے، مگر معلوم ہونا چاہیئے کہ شیطانی لشکر والے ٹوٹے میں ہیں اور خدا کی جماعت ہی کامیاب ہونے والی ہے۔

Marfat.com

محفل میلاد

مکتوب نمبر ۷۲ دفتر دوم میں یہ ارشادات ہیں:

ان بدعات حسنہ میں جو اس زمانہ میں رواج پذیر ہو رہی تھیں ایک محفل میلاد بھی تھی اس کے مقصد اور عالی انتساب کی وجہ سے اس کا بدعت کہنا اور اس کی مخالفت بڑا نازک اور دشوار کام تھا اور اس سے عوام میں غلط فہمی پیدا ہونے اور اس کو بے ادبی اور محبت کی کمی پر محمول کرنے کا خطرہ تھا لیکن حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے جن کو اس بارے میں کامل شرحِ صدر حاصل تھا کہ جس چیز کا ثبوت خیر القرون میں نہیں ہے اس میں دین کی ترقی اور امت کی فلاح نہیں ہے اور اس میں مرور زمانہ کے ساتھ مختلف مفاسد کا اندیشہ ہے آپ سے استفسار کیا گیا کہ اگر محفل میلاد محظورات سے خالی ہو تو اس میں کیا حرج ہے؟ جواب میں حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ اپنے پیر بھائی حضرت خواجہ حسام الدین قدس سرہٗ کو تحریر فرماتے ہیں:

> ''مخدوما! اس فقیر کے ذہن میں یہ آتا ہے کہ جب تک کہ اس کا دروازہ مطلقاً نہ بند کر دیا جائے گا، اہل ہوس اس سے باز نہیں رہیں گے اگر ذرا بھی اس کے جواز کا فتویٰ دیا جائے گا تو رفتہ رفتہ کہیں سے کہیں پہنچ جائے گی ''قلیله یفضی الی کثیره ''[1]

اس طرح حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے اس مبصرانہ وجرأتمندانہ اقدام (بدعات کی عمومی مخالفت اور بدعت حسنہ کے وجود سے اختلاف) سے ایک بڑے خطرہ کا انسداد اور ایک بڑے دینی انتشار کا سدّ باب ہو گیا جو غیر محقق علماء کی تائید خانقاہوں کی سرپرستی اور خوش اعتقاد امراء ورؤساء کی دلچسپی اور حمایت کی وجہ سے اسلامی معاشرہ میں پھیلتا جا رہا تھا (فجزاه اللّٰه عن الاسلام والمسلمین خیر الجزاء)۔[2]

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ نے مجددانہ بصیرت کی بنا پر محفل میلاد کی بھی پرزور مخالفت کی تھی، آج تین سو سال کے بعد ممالک اسلامیہ اور خصوصاً پاکستان میں جو محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منایا جا رہا ہے اسے دیکھ کر کیا مجددانہ بصیرت کا اعتراف نہیں کرنا پڑتا، یار لوگ جس طرح اب

---

[1] مکتوب نمبر ۷۲ دفتر سوم   [2] دعوت وعزیمت جلد نمبر چہارم

Marfat.com

ل میلاد منا رہے ہیں کونسی خرافات ہے جو اس دن میلاد النبی ﷺ کے نام پر نہیں ہو رہی ہوتی، ں طبقہ کے علماء ان خرافات کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے اسے ثواب اور عشق رسول اللہ ﷺ کا م دیتے ہیں، اس پر یہ ظلم بھی ہو رہا ہے کہ اپنے آپ کو سلسلۂ مجددیہ سے وابستہ بھی کرتے ہیں، ج بھی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے عرس پر سرہند شریف میں جو اجتماع ہو رہا ہے اس میں ت خوانی کی بھی اجازت نہیں ہے لوگ وہاں پر اکٹھے ہوتے ہیں صرف دعا ہوتی ہے اور عرس ختم و جاتا ہے ان دو دنوں میں کوئی تقریر بھی نہیں ہوتی لوگ اپنے طور پر قرآن پاک کی تلاوت اور مراقبہ میں مشغول و مصرورف رہتے ہیں۔

نظریہ وحدۃ الوجود اور نظریہ وحدۃ الشہود

دینی رخنوں اور مذہبی فتنوں کا سرچشمہ "بطال صوفیوں" کا گروہ بھی تھا، اسلامی تعلیمات کو جس قدر اس گروہ نے مسخ کیا ہے اور کوئی دوسرا گروہ نہیں ہے بعض متقدمین حضرات نے غلبہ حال وسکر میں کچھ کلمات کہے ہیں جن میں "وحدت" کی جھلک پائی جاتی ہے، حضرت شیخ اکبر ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے اس نظریہ کو علمی رنگ میں لکھا نظریہ وحدۃ الوجود کی جو مراد تھی اس کو نہ سمجھا گیا بلکہ اس نظریہ "ہمہ اوست" سے "حلول واتحاد" کو ثابت کیا جانے لگا بہت سے مدعیان بے خبر نے کہا عالم میں جو کچھ ہے بس خدا ہی ہے' زمین بھی خدا ہے، آسمان بھی خدا ہے، غرض شجر وحجر نباتات و جمادات سب خدا ہی خدا ہیں معاذ اللہ (ولا حول ولا قوۃ الا باللہ)

"واحسرتا! کس قدر دردناک ہے یہ منظر کہ خدا کے سارے پیغمبر یہی بتلانے آئے کہ عالم میں جو کچھ ہے وہ غیر اللہ ہے اور اللہ ان سب سے وراء الوراء ہے جو وحدہٗ لاشریک ہے لیکن شیطان نے انہی کے امتیوں، نہیں نہیں بلکہ ارشاد وہدایت اور تکمیل نفوس میں ان کی نیابت و جانشینی کے مدعیوں سے کہلوایا کہ عالم میں جو کچھ ہے سب خدا ہی ہے' حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے اس گمراہی کیخلاف بھی سخت جنگ کی اور بلا خوف لومہ لائم اس کو الحاد! اور زندقہ قرار دیا دفتر دوم کے پہلے مکتوب میں فرماتے ہیں ممکن کو عین واجب کہنا اور اس کے افعال وصفات کو بعینہٖ حق تعالیٰ کے افعال وصفات قرار دینا سخت بے ادبی بلکہ اللہ عزوجل کے اسماء وصفات میں الحاد ہے۔

Marfat.com

پھر اصل مسئلہ (وحدت الوجود) کی تنقیح اور اس میں شیخ اکبر وغیرہ کے اور اپنے نظر کے اختلاف کی توضیح فرمانے کے بعد مکتوب گرامی کو ان الفاظ پر ختم فرماتے ہیں۔

پس حق تعالیٰ کو اس دنیا سے کوئی مناسبت نہیں (چہ جائیکہ اتحاد و عینیت) اللہ پاک تو تمام عالم سے بے نیاز اور وراء الوراء ہے، اس کو عالم کے عین اور متحد کہنا بلکہ کوئی نسبت بھی اس دنیا سے اس فقیر پہ سخت گراں ہے مگر کیا کیا جائے؟ خداوند! وہ اسی خیال کے ہیں اور میں اس نقطہ پر ہوں، بے شک اللہ رب العزت پاک اور بری ہے اس سے جو وہ لگاتے ہیں۔

ایک اور موقع پر ارقام فرماتے ہیں:

"زنہار تبرہات صوفیہ مفتوں نگردی وغیر، خبردار ہرگز صوفیوں" کی ان بے ہودہ باتوں پر فریفتہ نہ ہو اور غیر خدا کو خدا نہ سمجھو۔[1]

ایک طرف تو حضرت نے اس گمراہی کی قباحتوں کو ظاہر فرمایا اور اس کو الحاد و زندقہ قرار دیا اور دوسری طرف ان اکابر کی مراد ظاہر کی جو وحدت الوجود اور ہمہ اوست کے قائل ہوئے ہیں اور بتلایا کہ ان کا مقصد اس قسم کے کلمات سے یہ ہے کہ عالم میں جو کچھ ہے سب اس قدرت کا ظہور ہے یا یوں کہیے کہ بس اس کا وجود حقیقی اور اصلی ہے اور باقی تمام موجودات کا وجود محض ظلی ہے جو قابل اعتبار و لائق شمار نہیں چنانچہ ایک مکتوب میں فرماتے ہیں۔

محترم صوفیائے کرام میں سے جو لوگ وحدۃ الوجود کے قائل ہیں اور ہمہ اوست کہنے والے ہیں اس سے ان کی مراد ہرگز یہ نہیں ہے کہ اشیاء حق تعالیٰ جل وعلاء کے ساتھ بالکل متحد ہیں اور معاذ اللہ وہ مرتبہ تنزیہ سے اتر کر دائرہ تشبیہ میں آ گیا ہے اور جو واجب تھا وہ ممکن بن گیا ہے کہ یہ سب کچھ کفر و الحاد ہے اور گمراہی و زندقہ ہے بلکہ ہمہ اوست کے معنی یہ ہیں کہ اور سب نیست ہیں اور صرف وہی موجود ہے (تعالیٰ و تقدس)۔[2]

ایک اور موقع پر فرماتے ہیں: "جو صوفیائے کرام ہمہ اوست کے قائل ہیں وہ عالم کو حق تعالیٰ کے ساتھ متحد نہیں جانتے اور حلول و سریان ثابت نہیں کرتے ہیں وہ جو کچھ کہتے ہیں ظلیت کے اعتبار سے کہتے ہیں نہ وجود تحقق کے لحاظ سے اگرچہ ان کی عبارت کے ظاہر سے اتحاد وجودی

---

[1] مکتوب نمبر ۲۰۲ دفتر اول [2] مکتوب نمبر ۴۴ دفتر دوم صفحہ نمبر ۸

Marfat.com

شبہ ہوتا ہے مگر حاشا کہ ان کی وہ مراد ہو کہ وہ تو کفر والحاد ہے اور چونکہ ان کا یہ کہنا ظہور کے لحاظ سے تھا نہ کہ نفس وجد کے لحاظ سے اس لیے ہمہ اوست کے معنی از دست ہی میں اگر چہ غلبہ حال میں وہ ہمہ اوست کہہ جاتے ہیں لیکن ان کلمات سے ان کی مراد غالباً ہمہ از دست ہوتا۔"[1]

ارباب وحدۃ الوجود کے اس قسم کے کلمات کی آپ نے اور بھی لطیف توجیہات کی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ: بعض دوسروں سے یہ باتیں غلبہ محبت کی وجہ سے سرزد ہوئی ہیں کیونکہ محبت کا استیلا محب کی نظر سے ماسوائے محبوب کے سوا کچھ نظر نہیں آتا نہ یہ کہ فی الواقع سوائے محبوب کے اور کچھ ہوتا ہی نہیں کیونکہ یہ تو عقل و شرع دونوں کے خلاف ہے۔[2]

"وحدۃ الوجود" اور ہمہ اوست کے قائل ہوئے ہیں اور دوسری طرف "وحدۃ الوجود" کے اس گمراہانہ بلکہ زندیقانہ نظریہ کو صریح الفاظ میں الحاد اور کفر بتلایا جس کو زمانہ مابعد کے "مدعیان بے خبر" حضرات اکابر کے کلمات سے سند پکڑ کر عوام تک میں پھیلا رہے تھے اور کائنات کی ہر چیز کو بے دھڑک خدا بنا رہے تھے۔

اسی ٹائپ کے بعض "صوفی" ہر چیز کو تو خدا نہیں کہتے تھے لیکن ان کا خیال تھا کہ "فقیر" جب "کامل" ہو جاتا ہے تو بس وہ خدا سے متحد ہو جاتا ہے اور اس کی ہستی گویا خدا کی ہستی میں تحلیل ہو جاتی ہے اور اس کی سند بھی بعض عرفاء کے کلمات سے پکڑی جاتی تھی حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا بھی ردّ فرمایا اور اس کو بھی کفر و زندقہ قرار دیا ارشاد فرماتے ہیں۔

"حق تعالیٰ کسی چیز کے ساتھ متحد نہیں ہوتا اور نہ کوئی چیز اس کے ساتھ متحد ہے اور بعض صوفیہ کی بعض عبارات سے بظاہر جو اتحاد کا سا مفہوم ہوتا ہے وہ ان کی مراد اور منشا کے خلاف ہے ان کا مطلب اس کلام (اذا اتم الفقر فھو اللہ) سے یہ ہے کہ جب فقر کامل ہو جاتا ہے اور فنائے محض حاصل ہو جاتا ہے تو بس اللہ ہی اللہ رہ جاتا ہے (اور اس کے سوا جو کچھ ہے وہ سالک کی نظر میں گم ہو جاتا ہے) ان حضرات کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ پھر وہ فقر خدا سے متحد ہو جاتا ہے کہ وہ خالص کفر اور کھلی زندیقت ہے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک اس سے بہت بالا اور برتر ہے جو یہ ظالم گمان کرتے ہیں۔[3]

---

[1] مکتوب نمبر ۸۹ دفتر سوم، [2] مکتوب نمبر ۳۱ دفتر اول [3] مکتوب نمبر ۲۶۶ دفتر اول صفحہ ۳۱۴

Marfat.com

بعض عرفاء کے کلام میں "محو اضمحلال" کے الفاظ آئے ہیں ان گمراہیوں نے اس کو بھی اپنی پسند بنایا اور سمجھے کہ اس سے "محو اضمحلال" عینی مراد ہے یعنی عارف کا خدا کی ہستی میں تحلیل ہو کر "من توشدم تو من شدی" کا مصداق ہو جانا اس کے متعلق حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"بعض مشائخ کرام کی عبارات میں جو "محو و اضمحلال" کے لفظ آئے ہیں تو اس سے ان کی مراد صرف محو نظری ہے نہ کہ محو حقیقی اور ذاتی، اور اس سے ان کا مطلب یہ ہے کہ سالک کی نظر سے اپنا وجود شخصی او جھل ہو جاتا ہے نہ یہ کہ فی الواقع وہ باقی نہیں رہتا کہ ایسا خیال کرنا تو الحاد وزندقہ ہے، اس راہ کے بعض ناقصین اس قسم کے شبہ میں ڈالنے والے کلمات سے محو و اضمحلال ذاتی سمجھ بیٹھے ہیں اور اس کی بنا پر عذاب وثواب اخروی سے منکر ہو گئے ہیں ان کا خیال ہو گیا ہے کہ جس طرح آغاز میں "وحدت" سے کثرت میں آئے ہیں اسی طرح انجام کار کثرت سے وحدت میں چلے جائیں گے اور پھر یہ کثرت اس وحدت میں گم ہو جائے گی اور ان زندیقوں میں سے ایک جماعت اس میں گم ہو جانے ہی کو قیامت کبریٰ خیال کر بیٹھی ہے، اور اس طرح حشر ونشر حساب کتاب پل صراط اور میزان اعمال وغیرہ سے منکر ہو گئی ہے، آہ! کہ وہ خود بھی گمراہ ہو گئے اور بہت سوں کو گمراہ کر دیا...... کیسے اندھے ہیں نہیں دیکھتے کہ کبھی کامل سے عاجزی وبیچارگی نقص وحاجتمندی کبھی زائل نہیں ہوتی پھر خدا کی ہستی میں گھل مل جانے اور اس کے ساتھ متحد ہو جانے کے کیا معنی؟

اور اگر ان کا مطلب یہ ہے کہ اس دنیا میں نہیں بلکہ مرنے کے بعد وہ خدا سے متحد ہو جاتے ہیں تو پھر لاریب وہ کافر زندیق ہیں کہ عذاب اخروی سے منکر ہیں اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے جو تعلیم دی اس کو غلط سمجھتے اور ان کی دعوت کو باطل جانتے ہیں [1]

یہ تو ان زندیقوں کا رد ہوا جو ساری کائنات یا کم از کم عرفائے کاملین کے خدا یا خدا سے متحد ہونے کے قائل ہیں لیکن قبیل کی ایک گمراہی یہ بھی ہے کہ انبیاء علیہم السلام یا خاص کر حضرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ متحد سمجھا جائے جیسا کہ آج بھی ہمارے کان کبھی کبھی اس قسم کی صدائیں سن لیتے ہیں:

---

[1] مکتوب نمبر ۲۵۴ دفتر اول صفحہ نمبر ۴۲۳،

Marfat.com

وہی جو مستوی عرش تھا خدا ہو کر
اتر پڑا ہے مدینہ میں مصطفٰے ہو کر

ایک اور صاحب فرماتے ہیں:

شریعت کا ڈر ہے نہیں صاف کہہ دوں
خدا خود رسول خدا بن کے آیا

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے اس گمراہانہ اور مشرکانہ عقیدہ کو بھی بیخ و بن سے اکھیڑ کر پھینک دیا ایک مقام پر فرماتے ہیں:

''حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بندے ہیں محدود متناہی اور حق تعالیٰ و تقدس لامحدود ہے در لا متناہی (پھر ان میں کیسی عینیت اور کیا نسبت)''[1]

ایک اور موقع پر ارقام فرماتے ہیں:

''اے برادر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باوجود اس قدر بلندی مرتبہ کے بشر تھے اور حدوث و امکان کے داغ سے داغدار۔''[2]

ان گمراہ متصوفین کا ایک باطل عقیدہ یہ بھی تھا کہ خدا کی عبادت بس اس وقت تک ضروری ہے جب تک کہ معرفت حاصل نہ ہو، حصول کے بعد عبادت کی حاجت نہیں اس کے متعلق حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ بڑے غضبناک ہو کر لکھتے ہیں۔

''بہت سے کچے متصوفہ اور بے سروسامان ملحدوں کا خیال ہے کہ خواص صرف معرفت الٰہی کے مکلف ہیں اور کہتے ہیں کہ شریعت پر عمل کرنے سے مقصود تو حصولِ معرفت ہے پس جب معرفت حاصل ہوگئی تو احکام شرعیہ ساقط ہوگئے اور آیت کریمہ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ [سورة الحجرات:۹۹] کو شہادت میں پیش کرتے ہیں اور نتیجہ یہ نکالتے ہیں کہ عبادت کی انتہاء حصول معرفت پر ہے اللہ ان کو رسوا کرے کس قدر جاہل ہیں عبادت کی جس قدر ضرورت عارفوں کو ہے مبتدیوں کو اس کا دسواں حصہ بھی حاجت نہیں۔''[3]

اسی طرح ان بطالوں کا ایک خیال یہ بھی تھا کہ صرف ''باطن'' درست ہونا چاہیے اعمال

[1] مکتوب نمبر ۹۵ دفتر اول صفحہ ۱۱۴ [2] مکتوب نمبر ۱۷۳ دفتر اول [3] مکتوب نمبر ۲۷۶ دفتر اول

Marfat.com

ظاہر (نماز اور روزہ وغیرہ) کی کوئی ضرورت نہیں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ اس کے متعلق فرماتے ہیں۔

دل کا ماسوائے حق سے خالی ہونا اور وہ اعمال صالحہ بدنیہ کہ شریعت نے جن کا حکم دیا ہے ان کا کرنا یہ دونوں ہی چیزیں ضروری ہیں بغیر ان اعمال صالحہ کے سلامتی قلب کا دعوائے محض باطل ہے جس طرح کہ اس دنیا میں روح کا بلا بدن کے ہونا ناممکن اور غیر متصور ہے آج کل کے بہت سے ملحد اس قسم کا دعویٰ کرتے ہیں خدا ہم کو بطفیل اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان کے برے عقیدوں سے محفوظ رکھے[1]

ایک اور موقع پر فرماتے ہیں، جو شخص صرف باطن کو درست کرنا چاہتا ہے اور ظاہر کو یونہی چھوڑے ہوئے ہے وہ ملحد ہے اور اگر اس کو کچھ باطنی احوال حاصل ہوں تو وہ اس کے حق میں استدراج (مہربانی نما قہر) ہے، احوال باطنی کی صحت ومقبولیت کی علامت ظاہر کا احکام شرعیہ سے آراستہ ہونا ہے۔[2]

"ارباب تصوف کی ایک عام غلط فہمی یہ بھی تھی کہ وہ اپنے مشائخ طریق کے مکاشفات اور معارف کو اصل سمجھتے تھے، اور اپنے اعمال کی بنیاد انہی پر رکھتے تھے خواہ وہ ظاہر شریعت سے متصادم ہی کیوں نہ ہو، حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے خلاف بھی مجددانہ جرأت وعزیمت سے لکھا، احکام شرعیہ کے اثبات میں بس کتاب وسنت کا اعتبار ہے اور قیاس واجماع امت بھی مثبت احکام ہیں، ان چار ادلہ شرعیہ کے بعد کوئی ایسی دلیل نہیں ہے جس سے احکام ثابت ہو سکیں، اولیاء کرام کے الہام سے کسی چیز کی حلت یا حرمت ثابت نہیں ہو سکتی، اور ارباب باطن کا کشف کسی چیز کو فرض یا سنت ثابت نہیں کر سکتا مجتہدین عظام کی تقلید کے بارے میں ارباب ولایت خاصہ عام مؤمنین کے برابر ہیں، اور ذوالنون مصری وبایزید بسطامی وجنید وشبلی اس باب میں عوام مسلمین زید وعمرو وبکر وخالد کے ہم مرتبہ ہیں ہاں ان بزرگوں کو دوسری حیثیت سے بڑی فضیلت حاصل ہے۔[3]

ایک اور موقع پر فرماتے ہیں:

علوم لدنیہ کی صحت ومقبولیت کی علامت صریح علوم شرعیہ کے ساتھ ان کی مطابقت ہے، گو بال برابر بھی تجاوز ہوا تو سمجھ لو کہ اس کا منشا سکر ہے، اور حق وہ ہے جو علماء اہل سنت وجماعت کی

---

[1] مکتوب ۳۹ دفتر اول ۵۳ [2] مکتوب ۸۷ دفتر اول ۱۵۷ [3] مکتوب ۵۵ دفتر اول ۱۰۸

Marfat.com

تیق ہے اس کے خلاف جو کچھ ہے یا الحاد و بیدینی ہے یا سکر اور غلبہ حال سے ناشی ہے۔[1]

بہت سے جاہل صوفی طریقہ سنت و شریعت سے ہٹ کر ریاضتیں اور مجاہدے کرتے تھے اور اس کو وصول الی اللہ کا ذریعہ سمجھتے تھے اور آج کل بھی یہ ہو رہا ہے حضرت مجدد قدس سرہٗ اس کے متعلق فرماتے ہیں۔

''طریقہ سنت سے ہٹ کر جو ریاضتیں اور مجاہدے لوگ کرتے ہیں ان کا کچھ وزن و اعتبار نہیں، ایسی ریاضتیں یونان کے فلسفی اور ہندوستان کے برہمن اور جوگی بھی کرتے ہیں لیکن سوائے گمراہی اور خسارہ کے ان کو ان سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔''[2]

نیز حضرت قدس سرہٗ نے متعدد مکاتیب میں یہ بھی تصریح فرمائی ہے کہ ان غیر شرعی ریاضات و مجاہدات یا اسی قسم کے دوسرے نامشروع ذریعوں سے جو مکاشفات و تجلیات اور جو احوال و مواجید حاصل ہوں وہ خدا کا انعام نہیں ہیں بلکہ وہ استدراجات ہیں اور خدا کے دشمنوں جوگیوں سادھوں وغیرہ کو بھی حاصل ہو جاتے ہیں۔

''نامشروع طریقوں پر جو احوال و کیفیات مترتب ہوں وہ فقیر کے نزدیک استدراج کے قبیلہ سے ہیں کیونکہ اہل استدراج کو بھی احوال و کیفیات ہاتھ آتے ہیں، حکمائے یونان اور ہندوستان کے سادھو اور جوگی اس معاملہ میں شریک ہیں، احوال و کیفیات کی سچائی اور مقبولیت کی علامت حرام اور مشتبہ امور سے مکمل پرہیز کے ساتھ ساتھ علوم شرعیہ سے ان احوال کی موافقت اور مطابقت ہے۔''

پھر اسی سلسلہ میں سماع و رقص اور نغمہ و سرود کے متعلق جو اس طبقہ میں بلائے عام کی حیثیت رکھتا ہے فرماتے ہیں:

''سماع و رقص فی الحقیقت لہو و لعب میں داخل ہے، اور اس کی حرمت کے بارے میں آیتیں حدیثیں اور فقہی روایات اس کثرت سے ہیں کہ اس کا شمار مشکل ہے، کسی زمانہ میں بھی کسی فقیہ نے سرود و رقص کے جواز کا فتویٰ نہیں دیا ہے اور صوفیوں کا عمل حلت و حرمت میں کوئی سند نہیں، یہی بہت ہے کہ ہم ان کو معذور رکھیں اور ملامت نہ کریں یہاں تو امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہم کا قول معتبر ہے نہ کہ ابوبکر شبلی اور ابوالحسن نوری کا عمل، اس زمانہ کے کچے صوفی

---

[1] مکتوب ۳۰ دفتر اول ۴۰ [2] مکتوب ۲۲۱ دفتر اول

Marfat.com

اپنے پیروں کے عمل کا بہانہ کر کے سرود و رقص کو اپنا دین و مذہب بنائے ہوئے ہیں اور اس کو طاعت و عبادت سمجھے ہوئے ہیں آہ......! یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنا دین لہو ولعب بنالیا ہے۔''[1]

انہی صوفیان خام پرستاران سرود و نغمہ کی کوتاہ نصیبی پر دوسری جگہ اس طرح نوحہ فرماتے ہیں:

افسوس اس طائفہ صوفیہ میں بہت سے ایسے ہیں جو اپنی بے چینی کا علاج سماع و نغمہ اور وجد و تواجد میں ڈھونڈتے ہیں اور اپنے محبوب کو نغموں کے پردوں میں دیکھنا چاہتے ہیں اور اس لیے رقص و رقاصی کو انہوں نے اپنا طریقہ بنالیا ہے حالانکہ انہوں نے یہ حدیث سنی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ نے کسی حرام چیز میں شفا نہیں رکھی......

کاش! ان پر نماز کی حقیقت کا ایک شمہ بھی منکشف ہو جاتا تو ہرگز وہ سماع و نغمہ کا دم نہ بھرتے جب حقیقت کا راستہ ان کو نہیں ملا تو غلط راستہ پر پڑ لیے اے برادر عزیز! جتنا فرق نماز اور نغمہ میں ہے اسی قدر فرق نماز سے حاصل ہونے والے کمالات اور نغمہ سے پیدا ہونے والے احوال میں سمجھو بس عاقل کو اشارہ کافی ہے۔''[2]

دراصل ان متصوفہ کی ان تمام غلط فہمیوں اور گمراہیوں کی اصل اساس ایک ہی تھی کہ یہ شریعت و طریقت کو الگ الگ سمجھتے تھے اور ارباب معرفت و سالکین راہ طریقت کے لیے ظاہر شریعت کا اتباع ضروری نہیں جانتے تھے اس لیے حضرت مجدد قدس سرہٗ نے اس بنیادی گمراہی کے خلاف بہت زیادہ زور قلم صرف فرمایا آپ کے مکتوبات کا اگر تجزیہ کیا جائے تو جتنی بحث اس مسئلہ پر نکلے گی غالباً اتنی کسی موضوع پر نہ ہوگی یہاں صرف بطور نمونہ چند اقتباسات ملاحظہ ہوں۔

''اس نعمت عظمیٰ کا حاصل ہونا سردار اولین و آخرین خاتم الانبیاء و مرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے وابستہ ہے سالک جب تک کہ اپنے آپ کو شریعت میں بالکل گم نہ کر دے اور اپنی زندگی کو بالکل شریعت کے مطابق نہ بنالے اس نعمت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکتا۔''[3]

ایک دوسرے موقع پر فرماتے ہیں، اے فرزند جو چیز کل کام آنے والی ہے وہ صرف

---

[1] مکتوب نمبر ۲۶۶، دفتر اوّل ۲۳۵۔ [2] مکتوب نمبر ۲۶۱ دفتر اوّل [3] مکتوب نمبر ۷۸ دفتر اوّل

Marfat.com

صاحب شریعت ﷺ کی پیروی ہے، باقی احوال و کیفیات اور علوم و معارف اور اشارات اگر اس پیروی کے ساتھ ہو تو خیر اور خوب ورنہ سوائے خرابی اور استدراج کے کچھ نہیں۔

ایک مکتوب میں ارشاد فرماتے ہیں، ہر فضیلت آنحضرت ﷺ کی سنت کی پیروی سے اور ہر کمال آپ کی شریعت کے اتباع سے وابستہ ہے مثلاً سنت نبوی کے اتباع کے طور پر دوپہر کا سونا کروڑوں رات جاگنے سے بہتر اور افضل ہے جبکہ یہ شب بیداری شریعت کی پیروی کے بغیر ہو۔

الغرض حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے تصوف کے متعلق یہ اور ان کے علاوہ اور بہت سے اصلاحیں فرمائیں، اور حق یہ ہے کہ سینکڑوں برس سے جو آلائشیں اس میں باہر سے داخل ہوگئی تھیں ان سب کو چھانٹ کر نہایت صاف اور ستھرا اسلامی تصوف دنیا کے سامنے پیش کر دیا۔

حضرت مولانا ابوالحسن ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''دعوت و عزیمت'' جلد نمبر ۴ میں نظریہ وحدۃ الوجود اور نظریہ واحدۃ الشہود پر خوب تفصیل سے لکھا ہے وہاں سے شکریہ کے ساتھ درج کر رہے ہیں۔

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی اور مسئلہ وحدۃ الوجود کی تفصیل و تدوین

متقدمین صوفیاء کی زبان سے جو مغلوب الاحوال ہوتے تھے ''اتحاد نما'' اقوال جو وحدۃ الوجود پر دلالت کرتے ہیں صادر ہوئے ہیں ان میں مشہور شیخ و عارف حضرت بایزید بسطامی کا جو اکثر سلاسل طریقت کے مشائخ کبار میں ہیں، قول ''سبحانی ما اعظم شأنی'' اور ''لیس فی جبتی الا اللہ'' اور حسین بن منصور حلاج کا نعرۂ اناالحق خاص طور پر مشہور ہے۔

لیکن شیخ محی الدین بن عربی (م ۶۳۸ھ) جو شیخ اکبر کے نام سے شہرۂ آفاق ہیں اس ذوق اور مسلک کے مجدد و خاتم اور علمی طور پر بانی و موسس ہیں، اور انھیں کے زمانے سے اس کی شہرت و مقبولیت اس درجہ کو پہونچی کہ وہ اہل تصوف میں موسمی اثر کی طرح سرایت کر گئی جس سے قوی مزاج بھی کلی طور پر محفوظ نہیں رہتا یہاں تک کہ وہ اہل ذوق و تحقیق کا شعار اور ان کا ''کلمۂ جامع''

مکتوب نمبر ۷۸ دفتر اول ۲ مکتوب نمبر ۱۸۴ دفتر اول

مکتوب نمبر ۱۱۴ جلد اول

Marfat.com

بن گیا اور اس کا انکار کرنا اپنی جہالت کا ثبوت دینا یا بزم تصوف میں نامحرم و طفیلی ہونے کا اعلان کرنا تھا، بقول مجدد رحمۃ اللہ علیہ "انہوں نے اس کے اس طرح ابواب و فصول مقرر کیے جس طرح علم نحو و صرف میں دستور ہے، شیخ اکبر کے نزدیک وحدۃ الوجود کی حقیقت کیا ہے، وہ اس کو کس طرح پیش کرتے ہیں، اس پر کیا دلائل قائم کرتے ہیں، اور اس کو کس طرح ایک بدیہی حقیقت ایک عملی تجربہ اور کشف و مشاہدہ کا معاملہ بنا دیتے ہیں، پھر اس نے کس طرح ایک مستقل فلسفہ اور "مدرسہ" کی حیثیت اختیار کر لی، اور اس پر اتنا بڑا کتب خانہ تیار ہو گیا، جس کا اجمالی جائزہ لینے کے لئے بھی ایک ضخیم دفتر درکار ہے، پیش نظر کتاب میں اس کا ضمنی و اجمالی تذکرہ بھی مشکل ہے، یہ مسئلہ چونکہ فلسفہ اور تصوف دونوں کا دقیق ترین مسئلہ ہے، جس کے لئے فلسفہ اور تصوف کی دقیق اصطلاحات کا جاننا ضروری ہے، اور اس کا باطنی تجربات اور عملی سیر و سلوک سے بھی گہرا تعلق ہے اس لئے اس مختصر باب میں اس کا احاطہ مشکل ہے، قارئین میں سے جن حضرات کو اس کا علمی طور پر سمجھنے کا ذوق ہو وہ شیخ اکبر کی مشہور تصانیف "فتوحات مکیہ اور فصوص الحکم" کی طرف رجوع کریں، حضرت مجدد صاحب نے وحدۃ الشہود کے اثبات میں طویل مکتوبات تحریر فرمائے ہیں، ان میں شیخ اکبر کے مسلک کو جس طرح پیش کیا ہے اور اس کی جو تلخیص و ترجمانی فرمائی ہے ان سے بھی اس مسلک اور اس کے مقصود و مراد کے سمجھنے میں مدد ملے گی، ان کے ضروری اقتباسات اس مضمون میں اپنی جگہ پر آئیں گے۔

ہم یہاں پر علامہ عبد العلی بحر العلوم لکھنوی (م ۱۲۲۵ھ) کے رسالہ وحدۃ الوجود کے چند اقتباسات پیش کرتے ہیں، مصنف علوم حکمت و اصول کے بحر زخار ہونے کے ساتھ شیخ اکبر کے نظریہ وحدۃ الوجود کے شارح و ترجمان ہیں اور ان کی تصنیفات بالخصوص فتوحات مکیہ اور فصوص الحکم" کے غواص و شناور ہیں، ان اقتباسات سے کسی قدر شیخ اکبر کے منشاء و مراد کے سمجھنے میں مدد ملے گی اگر چہ ان مکتوبات ۸۹۔۳ بنام قاضی اسمٰعیل فرید آبادی اس سلسلہ میں سید شاہ عبد القادر مہربان فخری میلاپوری (م ۱۱۲۰ھ) کی کتاب "اصل الاصول فی بیان مطابقۃ الکشف بالمعقول والمنقول" (مطبوعہ مدراس یونیورسٹی ۱۹۵۹ء) کا مطالعہ بھی مفید ہوگا جو اس موضوع پر بڑی جامع کتاب ہے، اس میں بھی ایسے متعدد اصطلاحات اور تعبیرات آئی ہیں جن سے اہل فن اور وہی حضرات واقف ہیں جو اس سلسلہ کے عارفین کی زبان و طرز بیان سے

Marfat.com

فوس ہیں اس سے مختصر و واضح ترجمانی ہم کو نہیں مل سکی اس لئے اس سے مدد لی گئی۔

اللہ تعالیٰ کے سوا جو کچھ ہے وہ عالم شیونات وتعینات ہے تمام شیونات وتعینات اس کے مظاہر ہیں اور وہ ان میں ظاہر اور ساری ہے اس کی سرایت وہ نہیں جس کے حلول قائل ہیں یا جس کا بیان اتحادی کرتے ہیں بلکہ یہ سریان مثل اس سریان کے ہے جو کہ گنتی کے اعداد میں ایک کی ہے، گنتی کے تمام اعداد بجز اکائیوں کے اور کچھ نہیں عالم میں ایک ہی عین یعنی ایک ہی ذات کا ظہور ہے کثرت میں وہی ظاہر ہے اپنی ذات سے کثرت کا وجود نہیں ہے اللہ کی پاک ذات کے وجود سے اس کا ظہور ہوا ہے اللہ ہی کی ذات اس کثرت میں ظاہر ہے اللہ ہی اول ہے اللہ آخر ہے اللہ ہی ظاہر ہے اللہ ہی باطن ہے اللہ ان کے شریک بنانے سے پاک ہے"۔

اللہ تعالیٰ کے نام بغیر کسی مظہر کے ظاہر نہیں ہوتے وہ مبارک نام چاہے تنزیہی ہوں چاہے تشبیہی اب جب کہ اسماء مظاہر پر موقوف ہوئے اور بغیر مظاہرہ کیے اِن کا کمال متصور ہی نہیں ہوسکتا تو اللہ تعالیٰ نے اعیانِ عالم کو موجود کیا تا کہ وہ اعیان اس کے مظاہر ہوں اور اس کے اسماء کا کمال پوری طرح ظاہر ہو۔

اللہ تعالیٰ اپنے ذاتی کمال میں قطعاً غنی ہے لیکن اسمائی کمال کے مرتبہ میں عالم کے وجود خارجی سے غنی نہیں ہے حافظ شیرازی کہتے ہیں:

پرتو معشوق گر افتاد بر عاشق چه شد
ما بد و محتاج بودیم او به ما مشتاق بود

یعنی اگر معشوق کا سایہ اور پرتو عاشق پر پڑ گیا تو کیا بات ہوئی ہم اس کے محتاج تھے اور وہ ہمارا مشتاق تھا یہ بیان اس حدیث قدسی سے ثابت ہے "کنت کنزاً مخفیاً فأحببت ان اعرف فخلقت الخلق "میں ایک مخفی خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میں پہچان لیا جاؤں لہٰذا خلق کو میں نے پیدا کیا تا کہ میرا ظہور ہو اور مخلوقات مظہر ہو میرا اور میرے اسماء کا۔

جو دو وجود کا قائل ہوا کہ ایک اللہ کا وجود ہے اور ایک ممکن کا تو وہ شرک کر رہا ہے اور اس کا یہ شرک، شرک خفی ہے اور جو شخص صرف ایک وجود کا قائل ہوا اور اس نے کہا کہ وجود صرف اللہ ہی کا ہے اس کے سوا جو کچھ ہے وہ اس کے مظاہر ہیں اور مظاہر کی کثرت اس کی وحدت کے منافی نہیں

Marfat.com

تو یہ شخص موحد ہے۔

''تم حق کے عین نہیں ہو کیونکہ حق تعالیٰ وجود مطلق ہے اور تم مقید اور متعین ہو اور متعین کسی طرح بھی عین مطلق نہیں ہو سکتا ہاں تم اپنی حقیقت سے عین حق ہو حق تعالیٰ تم میں متعین ہوا ہے تم اللہ کو عین موجودات میں تعین کی قید سے آزاد اور تعین کی قید سے مقید پا رہے ہو یعنی اللہ تعالیٰ کو متعین میں ظاہر دیکھ رہے ہو۔ (موجود و لا الہ الا اللہ)

اللہ کے سوا نہ کوئی موجود ہے اور نہ کوئی معبود ہے''

اس مسئلہ کا اثر شیخ اکبر کے زمانہ کے بعد اتنا ہمہ گیر بلکہ عالمگیر تھا کہ کہا جا سکتا ہے کہ صوفیاء فلاسفہ اور شعرائمیں نوے (۹۰) فیصد اس مسئلہ کے قائل یا اس سے مرعوب ہو کر اس کے ہمنوا بن گئے ہیں، شیخ سے اختلاف کرنے والے زیادہ تر محدثین، فقہاء اور وہ علماء ہیں جن کو علمائے ظاہر کہا جاتا ہے ان میں حافظ ابن حجر عسقلانی، علامہ سخاوی ابوحیان کی مفسر رسالہ ''وحدۃ الوجود'' تالیف بحر العلوم علامہ عبد العلی انصاری لکھنوی' مترجمہ مولانا شاہ زید ابوالحسن فاروقی مجددی شائع کردہ ندوۃ المصنفین دہلی صفحہ ۲۹،۵۶۔

شیخ الاسلام عز الدین ابن عبد السلام حافظ ابو رزعہ، شیخ الاسلام سراج الدین البلقینی، ملا علی قاری اور علامہ سعد الدین تفتازانی جیسے نامور علماء اور ائمہ فن تھے، یہ حضرات اگرچہ اپنے علم و فضل، کتاب و سنت پر وسیع اور گہری نظر اور علوم دینیہ میں تبحر کے لحاظ سے بہت فائق تھے لیکن ایک دو کو مستثنیٰ کر کے اہل تصوف و حقائق کو ان میں سے کسی کا حقائق و علوم باطنی کا رمز آشنا ہونا تسلیم نہیں اس لیے ان کی مخالفت کو ''الناس اعداء ماجھلوا'' (لوگ جس کو جانتے نہیں اس کے دشمن ہو جاتے ہیں) کے عام اصول پر محمول کیا گیا:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور عقیدہ وحدۃ الوجود کی مخالفت و تنقید

مسئلہ وحدۃ الوجود کی مخالفت کے سب سے بڑے علمبردار اور اس پر کتاب و سنت کی بنیاد پر ان اثرات و نتائج کی روشنی میں جو قریبی عرصہ میں اس مسئلہ و تحقیق کے اختیار کرنے کی وجہ سے تصوف کے حلقہ میں اور عوام میں ظاہر ہونے شروع ہو گئے تھے، تنقید و تبصرہ اور اس کا تحلیل و تجزیہ

Marfat.com

کرنے میں شیخ الاسلام تقی الدین حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ (۶۶۱-۷۲۸ھ) کا نام سب سے زیادہ روشن ہے، وہ شیخ اکبر کی وفات (۶۳۸ھ) سے تیس سال بعد پیدا ہوئے شیخ اکبر کی وفات جس شہر (دمشق) میں ہوئی اور جس کو ان کی آخری آرامگاہ اور مدفن بننے کا شرف حاصل ہوا وہیں امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے ہوش سنبھالا تعلیم وتربیت حاصل کی اور یگانہ علمی ذہنی کمالات کو پہنچے ان کا شعور جب بالغ ہوا اور وہ جب ماحول پر ناقدانہ نظر ڈالنے کے قابل ہوئے تو شیخ اکبر کی وفات کو ۴۰-۴۵ سال سے زیادہ عرصہ نہیں گذرا تھا مصر وشام کی فضا ان کی علمی نادر تحقیقات کے شور سے گونج رہی تھی اور علم ومعرفت کے خم خانے ان کے ذوق توحید سے مخمور تھے، مصر میں شیخ ابوالفتح نصر المنجی، شیخ اکبر کی غالی معتقدین میں تھے اور سلطنت کا مدار الہام اور سیاہ وسفید کا مالک رکن الدین بیبرس الجاشنکیر، شیخ نصر المنجی کا معتقد ومرید تھا، شام میں اور اسی طرح بیشتر عرب ممالک میں شیخ کی کتابیں خصوصاً ''فتوحات مکیہ'' اور ''فصوص الحکم'' عام طور پر متداول تھیں اور لوگ ان کو پڑھ پڑھ کر سر دھنتے تھے خود امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اعتراف کیا ہے کہ ''فتوحات مکیہ'' کنہ المحکم المربوط ''الدرۃ الفاخرۃ'' ومطالع النجوم'' وغیرہ میں بڑے اچھے عملی فوائد ونکات ملتے ہیں شیخ اکبر کے مسلک کے حاملین میں ابن سبعین صدر الدین قونوی'' (جو شیخ اکبر کے براہ راست شاگرد تھے) بلیانی اور تلمسانی خاص طور پر شہرہ آفاق تھے، امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس پوری جماعت میں شیخ اکبر کو ان سب پر ترجیح دی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے انصاف وتحقیق کا دامن ہاتھ سے جانے نہیں دیا ہے اور ''إِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ'' پر عمل کیا ہے وہ کہتے ہیں۔

ابن عربی ان لوگوں میں اسلام سے قریب تر ہیں، اور ان کا کلام بہت سے مقامات پر نسبتاً بہتر ہے اس لئے کہ وہ مظاہر اور ظاہر میں فرق کرتے ہیں، امر ونہی اور شرائع واحکام کو اپنی جگہ رکھتے ہیں، مشائخ نے جن اخلاق وعبادات کی تاکید کی ہے ان کے اختیار کرنے کا مشورہ دیتے ہیں، اس لئے بہت سے عابد وصوفی ان کے کلام سے سلوک کو اخذ کرتے ہیں اگرچہ وہ ان کے حقائق کو اچھی طرح نہیں سمجھتے ان میں سے جو ان حقائق کو سمجھ لیتے ہیں اور ان کی موافقت کرتے ہیں ان پر ان کے کلام کی حقیقت منکشف ہو جاتی ہے۔ دوسری جگہ ایک بلند مرتبہ مسلمان سے حسن

Marfat.com

ظن اور اپنے حکم لگانے کی نازک ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ ہی کو علم ہے کہ ان کا خاتمہ کس چیز پر ہوا اللہ تعالیٰ تمام مسلمان مردوں اور عورتوں زندہ و مردہ کی مغفرت فرمائے:

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْإِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ [سورۃ الحشر:۱۰]

''ہمارے پروردگار ہماری اور ہمارے ان بھائیوں کی مغفرت فرما جو ہم سے پہلے ایمان کے ساتھ چلے گئے اور ہمارے دلوں میں اہل ایمان کی طرف سے کھوٹ نہ رکھ اے ہمارے پروردگار تو بہت شفقت والا مہربان ہے۔''

عقیدۂ وحدۃ الوجود کے غالی مبلغ و داعی اور ان کے اثرات ونتائج

لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس تحقیق کے خاص مزاج و مذاق اس کے عمومی تبلیغ و اشاعت اور اس کی تعلیم و تلقین میں زیادہ جوش سے کام لینے اور احتیاط ملحوظ نہ رکھنے کی وجہ سے خود شام میں جو علوم دینیہ کا بڑا مرکز اور مصر کی مسلم ترکی النسل حکومت کا ایک اہم صوبہ تھا، ایک طرح کا ذہنی و اخلاقی انتشار پیدا ہونے لگا تھا، لوگ شریعت، عقل اور اخلاق کے حدود پھلانگنے لگے تھے، اور ایک بحرانی کیفیت اسلامی معاشرہ میں رونما تھی، ایک حکیم کے قول کے مطابق ''درخت اپنی جڑ سے نہیں اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے'' عقیدۂ وحدۃ الوجود کا درخت جس طرح کے برگ و بار لانے لگا تھا وہ ایک حامی شریعت، اور غیور عالم و داعی کے لئے باعث تشویش اور موجب نقد تھے۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ ناقل ہیں اور وہ نقول میں عام طور پر محتاط ہیں کہ تلمسانی جو اس معرفت کے علم میں سب سے بڑھے ہوئے تھے، مسلک وحدۃ الوجود کے صرف قائل ہی نہیں بلکہ اس پر عامل بھی تھے، شراب پیتے تھے، اور محرمات کا ارتکاب کرتے تھے کہ جب موجود ایک ہے تو حلال و حرام کی تفریق کیسی؟'' امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

مجھ سے ایک معتبر آدمی نے بیان کیا کہ وہ تلمسانی سے ''فصوص الحکم'' کا درس لیتے تھے

Marfat.com

اس کو اولیاء اللہ اور عارفین کا کلام سمجھتے تھے، جب انہوں نے فصوص کو پڑھا اور دیکھا کہ اس کے مضامین تو قرآن شریف کے صریح مخالف ہیں تو انھوں نے تلمسانی سے کہا کہ یہ کلام تو قرآن کے خلاف ہے تو اس نے جواب دیا کہ قرآن تو سارا شرک سے بھرا ہوا ہے اس لیے کہ وہ رب و عبد کے درمیان فرق کرتا ہے توحید تو ہمارے کلام میں ہے اس کا یہ بھی مقولہ ہے کہ کشف کے ذریعہ وہ ثابت ہوا ہے جو صریح عقل کے خلاف ہے۔

وہ مزید لکھتے ہیں:

''ایک شخص نے جو تلمسانی اور اس کے ہم خیال کے ساتھ تھا مجھے سنایا کہ ہمارا گذر ایک مردہ کتے کے پاس سے ہوا جس کو خارش تھی تلمسانی کے رفیق نے کہا کہ یہ بھی ذات خداوندی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ کوئی چیز اس کی ذات سے خارج ہے ہاں سب کے سب اسی کی ذات کے اندر ہیں۔'' وہ اپنی دوسری کتاب "الرد الأقوم علی فصوص الحکم ''میں لکھتے ہیں:

''بعض لوگوں سے کہا گیا کہ جب وجود ایک ہے تو بیوی کیوں حلال اور ماں حرام ہے؟ اس محقق نے جواب دیا کہ ہمارے نزدیک سب ایک ہیں لیکن ان محجوبین نے (جو توحید حقیقی سے ناآشنا ہیں) کہا کہ ماں حرام ہے ہم نے بھی کہا کہ ہاں تم (محجوبین) پر حرام ہے۔''

یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ان بیباکانہ اقوال اور اباحیت و فوضویت (اخلاقی انارکی) کی ذمہ داری شیخ اکبر جیسے عارف و محقق پر یا ان کی کتابوں پر عائد ہوتی ہے جو بغایت درجہ متبع سنت عابد و زاہد، مرتاض و مجاہد اور نفس سے شدید محاسبہ کرنے والے مکاید شیطان اور غوائل نفس سے بدرجہ تمام واقف تھے لیکن ان کے یہاں اس طرح کے غریب اور موحش اقوال ملتے ہیں جن سے رائی کا پہاڑ بنا لینے والوں کو مصالحہ ہاتھ آتا ہے مثلاً یہ کہ ''عہد موسوی کے گوسالہ پرستوں نے درحقیقت خدا ہی کی پرستش کی تھی، موسیٰ علیہ السلام نے ہارون علیہ السلام کو جو ٹوکا تھا تو اس بات پر کہ انھوں نے گوسالہ پرستی کی جو دراصل خدا پرستی تھی اس لئے کہ موجود تو ایک ہی ہے، مخالفت کیوں کی؟ ان کے نزدیک موسیٰ علیہ السلام ان عارفین میں سے تھے، جو ہر چیز میں حق کا مشاہدہ کرتے ہیں اور اس کو ہر چیز کا عین سمجھتے ہیں ان کے نزدیک فرعون اپنے اس دعویٰ میں برسر حق تھا کہ

Marfat.com

"انا ربکم الأعلیٰ" بلکہ وہ عین تھا فرعون کو چونکہ تکوینی طور پر منصب حکومت حاصل تھا اور صاحب حق تھا تو اس نے بجا طور پر "انا ربکم الأعلیٰ" [سورۃ النازعات: ۲٤] کہا: اس لئے کہ جب سب کسی نہ کسی نسبت میں رب ہیں تو ان میں سب سے اعلیٰ ہوں کیوں کہ مجھے ظاہر میں تم پر حکومت کرنے اور فیصلہ کرنے کا اختیار دیا گیا ہے وہ کہتے ہیں کہ جادوگروں کو جب فرعون کی صداقت کا علم ہوا تو انھوں نے اس کی مخالفت نہیں کی بلکہ اس کا اعتراف کیا اور کہا کہ "فَاقْضِ مَاأَنْتَ قَاضٍ اَنَّمَا تَقْضِی هٰذِهِ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا" [سورۃ طٰہٰ: ۷۲] (جو تمہیں فیصلہ کرنا ہو کرو تم اس دنیا کی زندگی پر حکم چلا سکتے ہو) اس لئے فرعون کا یہ کہنا بالکل بجا تھا کہ أَنَارَبُّكُمُ الْأَعْلیٰ وہ حضرت نوح علیہ السلام پر تنقید کرتے ہیں اور ان کی کافر قوم کی تصویب و تعظیم جنہوں نے پتھروں کی پرستش کی وہ کہتے ہیں کہ ان بت پرستوں نے درحقیقت اللہ ہی کی عبادت کی تھی اور طوفان نوح علیہ السلام دراصل معرفت الٰہی کی طغیانی اور اس کے سمندر کا جوش تھا جس میں وہ غرق ہوئے۔

شیخ اکبر امام داؤد ظاہری کے مذہب ظاہری کے پیروی کرتے تھے جو قیاس کے قائل نہیں اور ظاہر حدیث پر عمل کرتے ہیں، مثال کے طور پر ملاحظہ ہو ان کا رسالہ روح القدس"۔

اسی بنا پر بہت سے ایسے مشائخ و عارفین جو شیخ اکبر کے علو مرتبہ کے قائل تھے اور ان کو مقبولین میں سمجھتے تھے وہ اپنے اہل تعلق کو ان کی کتابوں کے عام مطالعہ سے سختی سے منع کرتے تھے شیخ محی الدین عبدالقادر عیدروسی مصنف النور السافر اپنے شیخ علامہ بحرق سے روایت کرتے تھے کہ ان کے مرشد شیخ وقت شیخ ابوبکر عیدروسی نے بیان کیا کہ مجھے یاد نہیں کہ میرے والد شیخ عبداللہ ابن ابی بکر حضرمی نے مجھے کبھی مارا یا جھڑکا ہو یہ واقعہ ایک ہی مرتبہ پیش آیا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ انھوں نے میرے ہاتھ میں شیخ اکبر کی "فتوحات مکیہ" کا ایک جز دیکھا ان کو سخت غصہ آیا میں نے اس دن سے ان کتابوں کو ہاتھ نہیں لگایا وہ کہتے تھے کہ میرے والد شیخ کو دونوں کتابوں "فتوحات" اور "فصوص" کے مطالعہ سے شدت سے منع کرتے تھے لیکن اسی کے ساتھ شیخ سے حسن ظن رکھنے کی تاکید بھی کرتے تھے اور اس کا عقیدہ رکھنے کی ہدایت کرتے تھے کہ وہ اکابر اولیاء اور کبار عارفین

Marfat.com

...ں تھے۔

...عقیدہ وحدۃ الوجود ہندوستان میں

آٹھویں صدی میں جب یہ عقیدہ ہندوستان آیا تو اس وجہ سے کہ ہندوستان خود اس مسلک ذوق کا قدیم ترین اور پر جوش ترین قائل و داعی رہ چکا تھا اور بعض مورخین تصوف کے قول کے مطابق متصوفین اسلام نے جو ایران، عراق اور مغرب میں پیدا ہوئے توحید وجودی کا سبق ہندوستان ہی سے لیا تھا اسلام کی آمد کے بعد بھی بلا کسی انقطاع کے یہ ملک اس مسلک و عقیدہ کا علمبردار ''ہمہ اوست'' کا قائل ہے اور آرین نسلوں کے مزاج اور یہاں کے مذاہب اور فلسفوں کی (جو سامی اقوام اور انبیاء کے مرز بوم میں پیدا ہونے والے مذاہب کے برخلاف تعینات و قیود سے گریزاں اور وحدت وجود اور وحدت ادیان کے ہزاروں برس سے قائل ہیں) طلاق پسندی کی وجہ سے اس مشرب نے اور گہرا اور شوخ رنگ اختیار کر لیا اور یہاں آکر اس فلسفہ کے مزاج نے مقامی مزاج سے ہم آہنگ و ہم آغوش ہو کر ایک نیا جوش اور ایک نیا مکتب خیال پیدا کر لیا یہاں کے مشائخ میں ایک بڑی تعداد اس مشرب کی حامی و حامل اور مبلغ و داعی نظر آتی ہے ان میں خاص طور پر سلسلہ چشتیہ صابریہ کے نامی وگرامی شیخ شاہ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۴۴ھ) شیخ عبدالرزاق جھنجھانوی (م ۹۴۹ھ) شیخ عبدالعزیز دہلوی معروف بہ شکر بار (م ۹۷۵ھ) شیخ محمد ابن فضل اللہ برہان پوری (م ۱۰۲۹ھ) اور شیخ محب اللہ الہ آبادی (م ۱۰۵۸ھ) میں سے ہر ایک اپنے عہد و عصر کا ابن عربی اور اپنے شہر و مصر کا ابن فارض تھا ان میں سے اکثر حضرات حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ سے کچھ پیشتر یا ان کے زمانہ سے قریب یا متصلاً مسند آرائے تحقیق وارشاد ہوئے۔

شیخ اکبر کے یہ سب اقوال ''الرد الأقوم علی مافی کتاب فصوص الحکم والفرقان بین الحق والباطل'' سے ماخوذ ہیں اور امام نے ان کو فصوص الحکم سے اقتباس کر کے لکھا ہے یہاں اس بات کا بھی اظہار ضروری ہے کہ شیخ اکبر کے علوم سے اشتغال رکھنے والوں کی ایک جماعت اس بات کی قائل ہے کہ شیخ کی کتابوں بالخصوص الحکم میں کثرت سے

Marfat.com

الحاقات واضافات کیے گئے ہیں۔[1]

شیخ علاء الدولہ سمنانی اور وحدۃ الوجود کی مخالفت

جیسا کہ اوپر کہا گیا مسلک وحدۃ الوجود کی تردید اور شیخ اکبر پر تنقید کرنے والے زیادہ تر علوم ظاہر کے دریا کے غواص اور حقیقت ومعرفت کے کوچہ ریاضت ومجاہدہ کی دنیا اور معارف وحقائق اور عملی تجربات اور ذوق سے نا آشنا تھے اس لیے اس مشرب کے ذوق آشنا ان کی تنقیدات کو یہ کہہ کرنا قابل اعتناء قرار دیتے تھے کہ

لذت مے نشناسی بخدا تا نہ چشی

اور

چوں نہ دیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

پہلے محقق اور مسلم صوفی اور عارف جنہوں نے خصوصیت واہتمام کے ساتھ اس مشرب کی تنقید اور تردید کی وہ شیخ رکن الدین ابوالمکارم علاء الدولہ سمنانی ہیں۔ علاء الدولہ السمنانی (۶۵۹۔۷۳۶ھ) خراسان میں سمنان کے ایک دولت مند اور مشہور گھرانہ میں پیدا ہوئے جس کے افراد حکومت ووزارت کے اعلیٰ عہدوں پر فائز تھے انھوں نے شیخ نور الدین عبدالرحمٰن الکسرقی الاسفرائنی سے کبروی سلسلہ میں باطنی استفادہ کیا اور اجازت پائی شیخ اکبر کے وحدۃ الوجود کے نظریہ کے خلاف انھوں نے مسلسل مناظرات جاری رکھے اور اپنے خطوط میں بھی جا بجا ذکر کیا، ان کے نزدیک سالک طریقت کی انتہائی منزل ''توحید'' نہیں بلکہ ''عبودیت'' ہے ان کے ملفوظات ان کے مرید اقبال ابن سالق سیستانی نے مرتب کیے جس کے کئی نسخے ''چہل مجلس یا ملفوظات شیخ علاء الدولہ السمنانی سیستانی وغیرہ کے ناموں سے کتب خانوں میں محفوظ ہیں جامی کے نفحات الانس ص ۵۰۴۔ص ۵۱۵ کا بیشتر حصہ بھی انہی ملفوظات پر مبنی ہے۔

وحدۃ الشہود

ہمارے علم ومطالعہ میں دو نامور شخصیتیں ایسی گذری ہیں جن کے یہاں وحدۃ الوجود کے متوازی وحدۃ الشہود کا ذکر اور اس کی طرف اشارات ملتے ہیں ان دونوں میں اختلاف ذوق

---

[1] النور السافر ص: ۳۴۶

Marfat.com

بلکہ متباین راستوں کے باوجود صرف ایک (حسن نیت، سلامت ذوق، اور اخلاص) کی وحدت ہے جس پر ہدایت کے ابواب کے مفتوح ہونے کا وعدہ قرآنی ''وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا'' [سورۃ العنکبوت:٦٩] کے الفاظ میں موجود ہے ایک شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ جو اصلاً محدث متکلم اور فقیہ تھے دوسرے مخدوم الملک شیخ شرف الدین یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ جو اصلاً عارف و محقق اور امام تصوف و حقیقت تھے اول الذکر کی کتاب ''العبودیة'' سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ وحدۃ الشہود کے کوچہ سے آشنا ہیں اور اس حقیقت سے واقف ہیں کہ سالکین کو اثنائے سلوک میں یہ مقام پیش آتا ہے اور وہ انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین کاملین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وغیرہم کی معرفت سے فروتر لیکن وحدۃ الوجود کے مقام سے بہتر و بلندتر ہے لیکن چونکہ یہ ان کا اصل میدان نہیں اس لئے وہ صرف اشارات پر اکتفا کرتے ہیں۔

لیکن مخدوم بہاری (م ۷۸۲ھ) نے اپنے مکتوبات میں بڑی خوبی کے ساتھ اس مسئلہ کو پیش کیا ہے وہ اپنے ذاتی تجربہ اور اس مقام کی تحقیق کی روشنی میں جو ان کو حاصل تھا کہتے ہیں کہ ''عام طور پر جس کو وحدۃ الوجود اور غیر حق کا عدم محض اور فناء کامل سمجھا جاتا ہے، وہ دراصل وجود حقیقی کے سامنے دوسرے موجودات کا اس طرح ماند پڑ جانا اور مغلوب ہو جانا ہے جس طرح آفتاب کی روشنی کے سامنے ستاروں کی روشنی ماند اور ذرات کا وجود بے حقیقت ہو جاتا ہے وہ دو لفظوں میں اس حقیقت کو اس طرح بیان کرتے ہیں ''نابودن ودیگر ونادیدن دیگر'' کسی چیز کا معدوم و نابود ہو جانا اور چیز ہے اور نظر نہ آنا اور چیز، اور فرماتے ہیں یہ ایک ایسا نازک مقام ہے جہاں اچھے اچھوں کے قدم لڑکھڑا گئے اور توفیق الٰہی اور خضر کامل کے بغیر جادۂ حقیقت پر قائم رہنا مشکل ہے۔[1]

ایک نئی تجدیدی شخصیت کی ضرورت

لیکن اس مسئلہ کی تنقیح اس سلسلہ میں اتمام حجت کے لئے ایک ایسی شخصیت کی ضرورت تھی جو سیر و سلوک کی ان پر خار وادیوں اور ان اعلیٰ منازل سے گذر چکا ہو، دریائے حقیقت کا غواص ہو اور جو ان عملی تجربات کے امواج اور طوفانی سمندر سے گذر کر ساحلِ حقیقت پر پہنچا ہو وہ عدم علم کو

[1] ملاحظہ ہو مکتوب اول مکتوبات سہ صدی اور اس کا اقتباس مندرجہ ''تاریخ دعوت وعزیمت'' حصہ سوم ص: ۲۸۴، ۲۸۶

Marfat.com

عدم شئی کی دلیل نہ بنائے بلکہ ایک عینی مشاہدہ اور ایک بلند ہمت بلند نظر مسافر کی طرح پوری خود اعتمادی کے ساتھ علی وجہ بصیرۃ یہ کہے جہاں تک توحید وجودی کا تعلق ہے:

ہوں اس کوچہ کے ہر ذرہ سے آگاہ
ادھر سے مدتوں آیا گیا ہوں
لیکن اس کے ساتھ یہ بھی کہے
ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں

وحدۃ الوجود کے سلسلہ میں اس وقت تک اثبات ونفی کرنے والوں کے تین مسلک رہے ہیں۔

① وحدۃ الوجود کا مکمل اثبات اور یہ کہ وہ ایک بدیہی حقیقت ہے اور تحقیق ومعرفت کی آخری منزل ہے۔

② وحدۃ الوجود کا مکمل انکار اور یہ کہ وہ وہم وخیال قوت متخیلہ کی کارفرمائی اور باطنی مشاہدہ کے سوا کچھ نہیں۔

③ وحدۃ الوجود کے متوازی وحدۃ الشہود کا نظریہ اور یہ کہ حقیقت میں سالک کو جو کچھ نظر آتا ہے اور جو حقیقت نفس الامری ہے، وہ یہ نہیں کہ وجود واحد ہے، اور واجب الوجود کے سوا ہر وجود حقیقتاً منتفی ومعدوم ہے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ موجودات اپنی جگہ پر موجود اور قائم ہیں لیکن واجب الوجود کے وجود حقیقی کے نور نے ان پر ایسا پردہ ڈال دیا ہے کہ وہ معدوم نظر آتے ہیں اور جس طرح ستارے آفتاب کے طلوع کے بعد اس کے نور کے سامنے اس طرح ماند پڑ جاتے ہیں کہ اگر کوئی کہے کہ ستارے نہیں ہیں تو وہ کاذب نہیں ہوگا، اسی طرح موجودات اس وجود کامل وحقیقی کے سامنے ایسے بے حقیقت نظر آتے ہیں کہ گویا ان کا سرے سے وجود ہی نہیں۔

مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اضافہ اور تجدیدی کارنامہ

مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان تین مسلکوں کے مقابلہ میں ایک چوتھا مسلک اختیار کیا وہ یہ

Marfat.com

کہ وحدۃ الوجود سالک کے سیر وسلوک کی ایک منزل ہے اس کو عیاناً ومشاہدۃً نظر آتا ہے کہ حقیقی وکامل کے علاوہ کسی چیز کا وجود نہیں جو کچھ ہے وہ سب ایک ہی وجود ہے باقی سب اس کی تلوینات وتنوعات' ہیں یا شیخ اکبر اور اس مشرب وجودی کے عارفین کے بقول' تنزلات' ہیں، لیکن اگر توفیق الٰہی شامل حال اور شریعت کا چراغ رہنما ہوتا ہے اور سالک کی ہمت بلند ہوتی ہے دوسری منزل بھی سامنے آتی ہے اور وہ وحدۃ الشہود کی منزل ہے۔

اس طرح حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ وحدۃ الوجود (جو صدیوں تک عالی استعداد سالکین و عارفین اور دقیقہ رس حکماء اور غواصین کا مسلک رہا ہے) کی نفی اور اس کے سب سے بڑے علمبردار و شارح شیخ اکبر محی الدین ابن عربی (جن کے علوم ومعارف نکات واسرار اور کمالاتِ روحانی کا انکار مکابرہ ہے) کے علو مقام، مقبولیت عند اللہ اور اخلاص کا انکار کئے بغیر بلکہ بلند الفاظ میں اس کا اعتراف کرتے ہوئے ایک اضافہ فرماتے ہیں اور ایک نئی یافت ودریافت کا اعلان کرتے ہیں جو ایک طرف عقیدۂ جمہور مسلمین، کتاب وسنت، اور شریعت حقہ کے مطابق ہے، دوسری طرف وہ پیچھے کی طرف لے جانے اور بڑے گروہ کے علوم وتحقیقات پر خط نسخ پھیرنے کے بجائے ایک ایسی چیز کا اضافہ کرتا ہے جس سے نصوص شرعیہ اصول قطعیہ اور سیر انفس وآفاق کے آخری مکشوفات و تحقیقات میں مطابقت پیدا ہو جاتی ہے۔

ذاتی تجربہ ومشاہدہ

اس تمہید کے بعد حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے چند بلند پایہ مکتوبات کے (جو زیادہ واضح اور سہل الفہم ہیں) اقتباسات پڑھئے۔

اپنے روحانی ارتقاء اور وحدۃ الوجود کے مشرب سے وحدۃ الشہود تک پہونچنے کا حال اپنے ایک اہل تعلق "شیخ صوفی" کو ایک خط میں لکھتے ہیں۔

"مخدوم مکرم! کمسنی سے اس فقیر کا اعتقاد اہل توحید کا مشرب تھا فقیر کے والد قدس سرہٗ ظاہراً اسی مشرب پر تھے اور مستقلاً اسی طریق سے اشتغال رکھتے تھے، بحکم ابن الفقیہ نصف الفقیہ" فقیر کو بھی اس نسبت سے عملی طور پر حظ وافر حاصل تھا اور وہ اس میں بڑی لذت پاتا تھا یہاں تک کہ

Marfat.com

حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے محض اپنے کرم سے ارشاد پناہ، حقائق ومعارف آگاہ مؤید الدین شیخ راہ رہنمائے راہ خدا محمد الباقی قدس سرہٗ کی خدمت میں پہنچایا، اور آں جناب نے اس فقیر کو طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی تعلیم دی، اور اس کے حال پر توجہ بلیغ ملحوظ رکھی، اس طریق عالیہ کے اشتغال وممارست کے بعد تھوڑی مدت میں اس پر توحید وجودی کا انکشاف ہوا اور اس انکشاف میں ایک طرح کا غلو پیدا ہو گیا اس مقام کے علوم ومعارف کا بکثرت فیضان ہوا اور اس مرتبہ کے دقائق میں شاید ہی کوئی بات رہی ہو جو منکشف نہ کر دی گئی ہو۔

شیخ محی الدین ابن عربی کے نازک ودقیق علوم جیسا چاہئے تھا سامنے آئے اور تجلی ذاتی جس کو صاحب فصوص نے بیان کیا ہے اور اس کا وہ انتہائی عروج حاصل ہوا جس کے متعلق وہ کہتے ہیں کہ ''مابعد ھذا الا العدم المحض'' سے بھی مشرف کیا گیا اور اس تجلی کے وہ علوم ومعارف جس کو شیخ خاتم الولایت کے ساتھ مخصوص سمجھتے ہیں بتفصیل علم میں آئے اس توحید میں سکر وغلبہ حال اس حد تک پہنچا کہ اپنے بعض عرائض میں جو حضرت خواجہ کو لکھے تھے ایسے سکر کے اشعار لکھ دیئے۔

اس حال نے مدت مدید تک طول کھینچا اور مہینوں سے برسوں کی نوبت آئی کہ ناگاہ حضرت حق کی عنایت بے غایت نے دریچۂ غیب سے منہ نکالا وہ عرصہ ظہور میں آئی اور بے چونی و بے چگونی ''لیس کمثلہ شئی'' کے چہرہ پر جو پردہ پڑا تھا اس کو ہٹا دیا اور سابق کے وہ علوم جو اتحاد اور وحدۃ الوجود کی خبر دیتے تھے روبزوال ہوئے اور احاطہ اور سریان اور قرب ومعیت ذاتی جو اس مقام میں منکشف ہوئی تھی روپوش ہو گئی اور یقین الیقین سے معلوم ہو گیا کہ صانع جل شانہ اس عالم کے ساتھ ان نسبتوں میں سے کوئی نسبت نہیں رکھتا اس کا احاطہ وقرب علمی ہے جیسا کہ اہل حق کا عقیدہ ہے ''شکر اللہ سعیھم'' وہ پاک ذات کسی چیز کے ساتھ متحد نہیں وہ بے چون و بے چگون ہے اور عالم سراسر اس داغ سے داغدار ہے جو بے کیف ہے اور باکیف کا عین اور مثل کیسے کہا جا سکتا ہے واجب کو عین ممکن کیسے کہہ سکتے ہیں، قدیم عین حادث کبھی نہیں ہو سکتا ممتنع العدم عین جائز العدم نہیں ہو سکتا انقلاب حقائق محال ہے عقلاً وشرعاً اور ایک کا دوسرے پر محمول کرنا کبھی صحیح نہیں ہو سکتا، اصلاً ورأساً تعجب ہے کہ شیخ محی الدین اور ان کے تابعین ذات واجب تعالیٰ کو

Marfat.com

حصول مطلق کہتے ہیں اور اس کے کسی حکم کا محکوم علیہ نہیں سمجھتے پھر اس کے باوجود احاطہ ذاتی اور قرب معیت ذاتی کو ثابت کرتے ہیں اس بارے میں صحیح بات وہی ہے جو علماء اہل سنت نے کہی ہے کہ سارا معاملہ قرب علمی اور احاطہ علمی کا ہے۔

مشرب توحید وجودی کے منافی ان علوم و معارف کے حصول کے زمانہ میں اس فقیر پر سخت اضطراب کا زمانہ گذرا اس لئے کہ وہ اس توحید سے بالاتر کسی اور امر کو نہیں سمجھتا تھا وہ بڑے تضرع وزاری کے ساتھ دعا کرتا تھا کہ یہ معرفت زائل نہ ہو یہاں تک کہ سارے حجابات جو اس حقیقت پر پڑے ہوئے تھے اٹھ گئے اور حقیقت نفس الامری منکشف ہوگئی اور معلوم ہوا کہ عالم اگرچہ اللہ تعالیٰ کے کمالات صفاتی کے لئے آئینہ کی حیثیت رکھتا ہے لیکن مظہر (آئینہ میں جو عکس پڑ رہا ہے) وہ عین ظاہر (صاحب عکس) نہیں اور سایہ اپنی اصل کا (جس کا وہ سایہ ہے) عین نہیں ہو سکتا، جیسا کہ توحید وجودی کے قائلوں کا مسلک ہے۔

اس مسئلہ کو ایک مثال سے واضح کیا جاتا ہے مثلاً ایک جامع علوم وفنون عالم کی خواہش ہوئی کہ وہ اپنے کمالات گوناگوں کو عرصہ ظہور میں لائے اپنے مخفی محاسن و کمالات کو منظر عام پر لائے تو اس نے حروف واصوات کی ایجاد کی تاکہ ان کے آئینوں میں اپنے کمالات مخفی کو ظاہر کرے ایسی صورت میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ حروف واصوات جو ان کمالات مخفی کی جلوہ گاہ اور آئینہ ہیں ان کمالات کا عین یا ان کمالات کو محیط ہیں یا ان کے قریب ہیں یا معیت ذاتیہ رکھتے ہیں بلکہ ان کے درمیان وہی نسبت ہوگی جو دال و مدلول کے درمیان ہوتی ہے حروف واصوات ان کمالات کی دلیل ہونے سے زیادہ اور کچھ نہیں اور جو نسبت پیدا ہوئی ہے وہ وہمی اور تخیلی ہے فی الحقیقت ان نسبتوں (عینیت، اتحاد، احاطہ قرب معیت بالذات) میں سے کوئی بھی نسبت ثابت نہیں لیکن چونکہ ان کمالات اور ان حروف واصوات کے درمیان ظاہر و مظہر اور مدلول و دال ہونے کی نسبت متحقق ہے اس وجہ سے بعض لوگوں کو بعضے عوارض کی بنا پر ان وہمی نسبتوں سے معرّا و مبرّا ہیں حق اور خلق کے درمیان بھی اس دالیت و مدلولیت اور ظاہریت و مظہریت کے سوا کوئی علاقہ نہیں۔

بعض حضرات کو مراقبہ توحید کی کثرت ان وہمی احکام کے لگانے کے باعث ہو جاتی ہے ان مراقبات کی صورت قوت خیالیہ میں منقش ہو جاتی ہے بعض دوسرے لوگوں کو علم توحید اور اس

Marfat.com

کے اعادہ وتکرار سے ان احکام کا ایک طرح کا ذوق حاصل ہو جاتا ہے بعض لوگوں کے اس طرح مائل ہونے کا سبب (اور وحدۃ الوجود کے قائل ہونے کا باعث) غلبہ محبت ہے اس لئے کہ محبوب کی محبت کے غلبہ کی بنا پر محب کی نظر سے غیر محبوب کا وجود نہیں ہے اس لئے کہ یہ مخالف حس وعقل وشرع ہے اور کبھی یہی محبت احاطہ وقرب ذاتی کا حکم لگانے پر آمادہ کرتی ہے..اور توحید کی یہ قسم پہلی دونوں قسموں سے اعلیٰ ہے اور احوال کے دائرہ میں داخل ہے اگرچہ نفس الامر کے مطابق اور عقل کے موافق نہیں ہے شریعت اور نفس الامر کے ساتھ اس کی تطبیق کی کوشش تکلف محض ہے غایت مافی الباب یہ خطائے کشفی ہے جو خطائے اجتہادی کا حکم رکھتی ہے کہ ملامت وعتاب اس سے اٹھ جاتا ہے بلکہ ایک حیثیت سے حال ومغلوبیت ہونے کی وجہ سے اس کی تصویب کی جاسکتی ہے۔[1]

توحید شہودی

ایک دوسرے مکتوب میں جو شیخ فرید بخاری کو لکھا گیا ہے تحریر فرماتے ہیں:

''وہ توحید جو سلوک کے دوران حضرات صوفیاء کو حاصل ہوتی ہے اس کی دو قسمیں ہیں توحید شہودی وتوحید وجودی، توحید شہودی نام ہے ایک دیکھنے کا یعنی سالک کا مشہود سوائے ایک کے نہ ہو، اور توحید وجودی نام ہے ایک کو موجود جاننے کا اور غیر کو معدوم سمجھنے کا۔''

آگے چل کر فرماتے ہیں:

''مثلاً ایک شخص کو آفتاب کے وجود کا یقین پیدا ہو گیا اس یقین کا غلبہ اس بات کو مستلزم نہیں ہے کہ ستاروں کو اس وقت منتفی ومعدوم جانے لیکن جس وقت کہ وہ آفتاب کو دیکھے گا ستاروں کو نہ دیکھے گا اس کا مشہود سوائے آفتاب کے کوئی نہ ہوگا اور جس وقت وہ ستاروں کو نہ دیکھے گا اس وقت بھی وہ جانے گا کہ ستارے معدوم نہیں ہیں بلکہ وہ جانے گا کہ وہ ہیں لیکن مستور ہیں اور آفتاب کی روشنی کے پرتو اور غلبہ سے مغلوب ہیں۔''

آگے لکھتے ہیں:

---

[1] مکتوب نمبر ۱۳۱. ابنام شیخ صوفی

Marfat.com

حضرت قبلہ گاہی حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کچھ عرصہ تک توحید وجودی کا مشرب رکھتے تھے انھوں نے اپنے رسائل ومکتوبات میں اس کا اظہار بھی فرمایا ہے لیکن آخر میں کمال عنایت خداوندی نے ان کو اس مقام سے ترقی عطا فرمائی اور ایسی شاہراہ پر ڈال دیا جس سے اس معرفت کی تنگی سے خلاصی حاصل ہو گئی۔[1]

ایک مکتوب میں شیخ اکبر اور ان کے متبعین کا مسلک بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ "وہ وحدۃ الوجود کے قائل ہیں ان کا خیال ہے کہ خارج میں ایک ہی موجود ہے اور بس! اور وہ ذات حق ہے عالم کا خارج میں قطعاً کوئی وجود نہیں، البتہ وہ اس کے ثبوت علمی کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ "الأعیان ماشمت رائحة الوجود" (یعنی اشیاء خارجی نے ہستی اور وجود کی بو بھی نہیں سونگھی ہے) وہ عالم کو حق سبحانہ تعالیٰ کا ظل سمجھتے ہیں لیکن ان کے نزدیک یہ وجود ظلی محض مرتبہ حس میں ہے نفس الامر اور خارج میں عدم محض ہے۔"[2]

اسی مکتوب میں وحدۃ الوجود سے اپنی ترقی کی حکایت سناتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں، راقم سطور اولاً توحید وجودی کا عقیدہ رکھتا تھا زمانہ طفولیت سے اس کو اس توحید کا علم حاصل تھا اور اس کے دل میں اس کا یقین راسخ تھا اگرچہ اس معاملہ میں اس وقت صاحب حال نہ تھا اس نے راہ سلوک پر قدم رکھا تو اول (توحید وجودی) کا طریق منکشف ہوا اور اس نے مدت تک اس مقام کے منازل ومراتب میں جولانی کی اور بہت سے علوم جو اس مقام کے مناسب تھے اس پر فائز ہوئے اور وہ مشکلات وواردات جو ارباب توحید پر وارد ہوتے ہیں وہ ان مکاشفات اور علوم فیضانی سے حل ہوئے ایک مدت کے بعد دوسری نسبت کا اس فقیر پر غلبہ ہوا اور اس غلبہ کی حالت میں اس کو توحید وجودی کے بارے میں توقف لاحق ہوا لیکن یہ توقف حسن ظن کے ساتھ تھا انکار کے ساتھ نہیں مدت تک وہ متوقف رہا آخر الامر معاملہ انکار تک پہنچ گیا اور اس کو دکھایا گیا کہ یہ مرتبہ وحدت وجود کی منزل سے فروتر ہے اور وہ مقام ظلیت تک پہنچا جو اس سے بالاتر ہے اس انکار کے معاملہ میں وہ بے اختیار تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس مقام سے باہر نکلے اس لئے کہ بڑے بڑے

---

[1] مکتوب ۴۳ جلد ا بنام شیخ فرید بخاری۔ [2] مکتوب نمبر ۱۶۰ ج: ا بنام یار محمد الجدید البدخشی الطالقانی

Marfat.com

مشائخ اسی مقام پر طرح اقامت ڈال چکے تھے لیکن جب وہ مقام ظلیت تک پہنچا اور اس نے اپنے کو اور عالم کو ظل پایا تو اس کو یہ آرزو ہوئی کہ اس کو اس مقام سے جدا نہ کیا جائے اس لئے کہ وہ کمال وحدۃ الوجود ہی میں سمجھتا تھا اور یہ مقام فی الجملہ اس سے مناسبت رکھتا ہے لیکن تقدیری بات کہ کمال عنایت اور غریب نوازی سے اس کو اس مقام سے بھی اوپر لے جایا گیا اور مقام عبدیت تک پہنچایا گیا اس وقت اس مقام کا کمال نظر میں آیا اور اس کی بلندی واضح ہوئی اور وہ مقامات گذشتہ سے توبہ استغفار کرنے لگا اگر اس عاجز کو اس راستہ تک نہ لے جاتے اور ایک مقام کی دوسرے مقام پر فوقیت نہ ظاہر کرتے تو وہ اس میں اپنا تنزل سمجھتا اس لئے کہ اس کے نزدیک توحید وجودی سے بالاتر کوئی مقام نہ تھا ''وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ''۔[سورۃ الاحزاب:٤][1]

شیخ اکبر کے بارہ میں منصفانہ ومعتدل مسلک

اس اختلاف کے باوجود شیخ اکبر کے بارے میں اپنا مسلک بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''یہ فقیر محی الدین کو مقبولین میں سمجھتا ہے لیکن ان کے وہ علوم جو جمہور کے عقائد اور کتاب وسنت کے ظواہر کے خلاف ہیں ان کو خطا اور مضر سمجھتا ہے لوگوں نے ان کے بارے میں افراط وتفریط کی راہ اختیار کی ہے اور وہ میانہ روی سے دور جا پڑے ہیں ایک جماعت شیخ پر زبان طعن وملامت دراز کرتی ہے اور ان کے معارف وحقائق کی بھی تغلیط کرتی ہے دوسری جماعت نے شیخ کی مکمل تقلید اختیار کی ہے اور ان کی تمام معارف وحقائق کو برسر حق سمجھتی ہے اور دلائل وشواہد سے ان کی حقیقت ثابت کرتی ہے اس میں شک نہیں کہ دونوں فریقوں نے افراط وتفریط کی راہ اختیار کی ہے اور وہ میانہ روی سے دور جا پڑے ہیں عجیب معاملہ ہے کہ شیخ محی الدین مقبولین حق میں نظر آتے ہیں اور ان اکثر معارف وتحقیقات جو اہل حق کے خلاف ہیں خطا و ناصواب نظر آتے ہیں۔''[2]

ایک جگہ اپنا اور توحید وجودی کے منکرین ومخالفین کا فرق بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:

''اس فقیر کا توحید وجودی کے قائلین سے اختلاف کشف وشہود کی راہ سے

---

[1] مکتوب نمبر ۱۶۰ جلد ا بنام یار محمد الجدید البدخشی الطالقانی [2] مکتوب ۲۶۶ ,ا بنام حضرت خواجہ عبداللہ وخواجہ عبیداللہ

Marfat.com

ہے علماء ان امور (وحدۃ الوجود اور غیر اللہ کے وجود کی مطلق نفی) کی قباحت
کے قائل ہیں اس فقیر کو توحید وجودی کے ان اقوال واحوال کے حسن میں کوئی
اشکال نہیں بشرطیکہ ان سے عبور واقع ہو جائے [1]

توحید وجودی کی مخالفت کی ضرورت

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب توحید وجودی سلوک کی ایک منزل اور سالک کے لئے ایک عبوری مرحلہ ہے جس پر سالکین و مستہلکین کا ایک جم غفیر ہر زمانہ میں پہنچا ہے ان میں سے ایک بڑی جماعت اس مرحلہ پر پہنچا کر رک گئی اور کسی کو توفیق الٰہی نے اس سے آگے بڑھا کر توحید شہودی تک پہنچا دیا تو اس میں کیا قباحت ہے اور حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ اس شد و مد سے اس کی مخالفت کیوں فرماتے ہیں، اور اس کے مقابلہ میں اس زور و شور سے توحید شہودی کے اثبات اور اس کی ترجیح پر کیوں خامہ فرسائی فرماتے ہیں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ توحید وجودی کے قائلین اور اس کے مبلغوں اور داعیوں میں (حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں بھی) ایک بڑی تعداد ایسی پیدا ہو گئی تھی جس نے اپنے کو قیود شرعی اور فرائض و واجبات اسلامی سے آزاد سمجھ لیا تھا اور یہ سمجھ کر جب سب حق کی طرف سے ہے بلکہ سب حق ہے، تو پھر حق و باطل کی تفریق اور کفر و ایمان کے امتیاز کا کیا سوال؟ (تیرہویں صدی ہجری کے اردو کے مشہور و مقبول شاعر مرزا غالب نے انہی لوگوں کی ترجمانی اپنے شعر میں کی ہے:

ہم موحّد ہیں ہمارا کیش ہے ترک رسوم
ملتیں جب مٹ گئیں اجزائے ایمان ہو گئیں

انہوں نے شریعت اور اس پر عمل درآمد کو عوام کے درجہ کی ایک چیز سمجھ لیا تھا ان کے نزدیک مقصود اصلی (توحید وجودی) اس سے بلند تر مقام اور اس سے آگے کی منزل تھی جو کاملین راہ اور واصلین بارگاہ کو حاصل ہوتی ہے دسویں صدی ہجری میں جو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے ذہنی و روحانی ارتقاء کا زمانہ ہے اس توحید وجودی کا رنگ ہندوستان پر ایسا چھایا ہوا تھا کہ عارفانہ ذوق رکھنے والے شعراء سب اسی کے گیت گاتے تھے اور کفر و ایمان کو مساوی قرار دیتے تھے بلکہ بعض اوقات

---

1. مکتوب ۲۴۲ بنام خواجہ جمال الدین حسین

Marfat.com

کفر کو ایمان پر ترجیح دینے کی سرحد میں داخل ہوجاتے تھے اس زمانہ میں ایسے بہت سے اشعار زبان زد خلائق تھے جن میں صاف صاف یہ مضمون بیان کیا گیا ہے مثلاً

کفر و ایمان قرین یک دگرند
ہر کہ را کفر نیست ایمان نیست

پھر اس کی تشریح کرتے ہوئے ایک کتاب میں لکھا گیا ہے:

پس ازیں معنی اسلام در کفرست و کفر دراسلام یعنی "تُولِجُ الَّیْلَ فِی النَّھَارِ وَتُولِجُ النَّھَارَ فِی الَّیْلِ" مراد از لیل کفرست و مراد از نہار اسلام[1]

دوسری جگہ یہ شعر نقل کرتے ہیں:

عشق ربا کافری خویشی بود
کافری دز عین درویشی بود

آگے چل کر لکھتے ہیں:

"العلم حجاب اکبر گشت، مراد ازیں علم عبودیت کہ حجاب اکبرست، ایں حجاب اکبر اگر ازمیان سرتفع شود کفربہ اسلام واسلام بہ کفر آمیز وعبارت خدائی وبندگی برخیزد۔"[2]

مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لئے جن کو اللہ تعالیٰ نے حمیت دینی اور غیرت فاروقی کا حصہ وافر عطا فرمایا تھا اور جن کی ذات سے حدیث مشہور کی پیشین گوئی کا ظہور ہونا مقدر ہو چکا تھا جس میں فرمایا گیا ہے کہ

"یحمل ھذا العلم من کل خلف عدولہ ینفون عنہ تحریف الخالین وانتحال المبطلین وتاویل الجاھلین"

[مشکوٰۃ فصل ثانی، کتاب العلم]

---

1. رسالہ عشقیہ ص ۱۷ 2. رسالہ عشقیہ ۳۷

Marfat.com

علم کے ہر نسل میں ایسے عادل و متقی حامل و وارث ہوں گے جو اس دین سے غلو پسند لوگوں کی تحریف اہل باطل کے انتساب اور دعوں اور جاہلوں کی دوراز کار تاویلات کو دور کرتے رہیں گے۔

یہی چیز اس عقیدہ اور دعوت کی علمی و دینی احتساب کا باعث ہوئی جس کی تبلیغ و اشاعت اس عصر میں اور خاص طور پر ہندوستان میں پورے جوش و خروش اور عمومیت اور اطلاقیت سے کام لیا جارہا تھا اور مجدد رحمۃ اللہ علیہ صاحب مشاہدہ فرمارہے تھے کہ اس کے اثر سے شریعت کی گرفت طبیعتوں پر سے ڈھیلی اور اس کا تقدس و احترام نگاہوں میں کم ہوتا جارہا تھا مجدد رحمۃ اللہ علیہ صاحب خود اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

"اکثر ابنائے ایں وقت بعضے بہ تقلید و بعضے بمجرد علم وبعضے دیگر بعلم ممتزج ، بذوق ولو فی الجملہ وبعض بالحاد و زندقہ دست بدامن ایں توحید وجودی زدہ اند وہمہ رااز حق میدانند بلکہ حق میدانند و گردنہائے خودرا ازربقہ تکلیف شرعی بالحیلہ میکشانید ومداہنات دراحکام شرعیہ مینمایند وباین معاملہ خوشوقت و خورسنداند واتیان اوامر شرعیہ را اگر اعتراف دارند طفیلے میدانند مقصود اصلی ورائے طفیلے میدانند مقصود اصلی ورائے شریعت خیال می کنند حاشاو کلاثم حاشا و کلا (نعوذ باللہ سبحانہ من ھذاالاعتقاد السوء)۔"[1]

"اکثر ابنائے زمانہ بعض تقلید کی بنا پر بعض محض اپنے علم کے زور پر اور بعض ایسے علم کی بنا پر جس میں ذوق کی شمولیت ہے (خواہ کسی محدود مقدار میں) اور بعض نے الحاد و زندقہ کی بنا پر اس توحید وجودی کا دامن تھام لیا ہے اور وہ ہر چیز کو حق کی طرف سے جانتے ہیں بلکہ حق ہی جانتے ہیں اور وہ اپنی گردنوں کو کسی نہ کسی ترکیب سے تکلیف شرعی کے طوق سے آزاد کر لیتے ہیں اور احکام

1۔ مکتوب دفتر اول نمبر ۴۳ بنام شیخ فرید بخاری

Marfat.com

شرعیہ کے بارے میں تساہل و مداہنت سے کام لیتے ہیں اور اس معاملہ میں بڑے مسرور اور مطمئن نظر آتے ہیں یہ لوگ اوامر شرعیہ پر عمل کرنے کی ضرورت کا اگر اعتراف بھی کرتے ہیں تو اس کی ضمنی اور تبعی بات سمجھتے ہیں وہ مقصود اصلی شریعت کے ماوراء خیال کرتے ہیں حاشا و کلا ثم حاشا و کلا ہم اللہ تعالیٰ سے ایسے اعتقاد فاسد سے پناہ مانگتے ہیں۔"

اسی مکتوب میں ایک دوسرے موقع پر تحریر فرماتے ہیں:

"دریں زمان بسیارے ازیں طائفہ کہ نبری صوفیاں خود را وامی نمایند توحید وجودی راشائع ساختہ اندد کمال راجز آن نمی دانند وبعلم ازعین بازماندہ اندو آں اقوال مشائخ را بمعانی متخیلہ خود فرو آوردہ مقتدائے روزگار خود ساختہ اندو بازار کاسد خود رابایں تخیلات رائج داشتہ اند۔"

"اس زمانہ میں اس گروہ کے بہت سے ایسے لوگ جو صوفیوں کے لباس میں اپنے کو ظاہر کرتے ہیں توحید وجودی کا برسر عام اعلان کرنے لگے ہیں اور اس کے سوا وہ کسی چیز کو کمال نہیں جانتے علم کے ذریعہ حقیقت سے دور رہ گئے ہیں مشائخ کے اقوال کو اپنے ذہن کے پیدا کیے ہوئے مضامین پر اُتار لائے ہیں اور ان کو اپنا مقتدیٰ بنا رکھا ہے اور ان تخیلات سے اپنے بازار کاسد کو گرم کر رکھا ہے۔"

مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی انفرادیت وامتیاز

مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تجدیدی کارنامہ محض یہ نہیں ہے کہ انہوں نے وحدۃ الوجود کے مقبول عام نظریہ اور سکہ رائج الوقت کے متعلق ثابت کر دیا کہ وہ نقد کامل عیار اور سلوک و معرفت کی منزل آخری نہیں ہے بلکہ اس باب میں ان کی انفرادیت وامتیاز کا راز یہ ہے کہ انہوں نے اس پر اپنے ذاتی تجربہ اور مشاہدہ کی روشنی میں تنقید کی اور یہ ثابت کر دیا کہ وہ اس دریا میں غوطہ لگا کر اور اس کی

Marfat.com

تک پہنچ کر ابھرے ہیں اور تائید الٰہی سے انہوں نے اپنے ذوقِ معرفت و تحقیق کو ساحل مراد تک پہنچایا ہے اور اس باب میں مشکل سے ان کا کوئی ہمسر اور ہمسفر ملے گا مغربی مصنف پیٹر ہارڈی نے ان مسائل میں سند کا درجہ نہیں رکھتا بہر حال یہ صحیح لکھا ہے کہ:

> "شیخ احمد سرہندی کی بڑی کامیابی یہی ہے کہ انہوں نے ہندی اسلام کو متصوفانہ انتہاپسندی سے خود تصوف کے ذریعہ نجات دلائی شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ جس نظریہ کی انھوں نے تردید کی اس کے مطلب و مفہوم اور قدر و قیمت کا ان کو ذاتی طور پر عمیق ادراک تھا۔"

مجدد صاحب کے بعد توحید وجودی کے بارے میں مشائخ وعلماء کا "مصالحانہ" رویہ

قبل اس کے کہ اس باب کو ختم کیا جائے ایک غیر جانبدار مورخ کی حیثیت سے اس حقیقت کا اظہار بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے بعد (ان کے اس خاص سلسلہ کو چھوڑ کر جو حضرت خواجہ محمد معصوم کے ذریعہ ہندوستان اور ہندوستان کے باہر پھیلا) وحدۃ الوجود کے بارے میں وہ واضح قطعی اور فیصلہ کن رجحان اور وحدۃ الشہود پر وہ یقین و اذعان باقی نہیں رہا جس کا مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے علم بلند کیا تھا اور جس پر وہ علی وجہ البصیرۃ قائم اور اس کے داعی تھے ان کی رحلت کے بعد ہی سے تصوف و معرفت کے حلقوں میں اور بعض ان حلقوں میں بھی جو اپنا ان کی طرف انتساب کرتے تھے وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود کے درمیان مفاہمت و مطابقت کا رجحان نمایاں ہو گیا اور بعض بلند پایہ علماء اور محققین نے یہاں تک لکھ دیا ہے کہ یہ اختلاف محض نزاع لفظی تھا"، بعض حضرات نے یہاں تک لکھا کہ مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اس بارہ میں تسامح ہوا اور شیخ اکبر کی تمام تصنیفات ان کی نظر سے نہیں گذریں اسی بنا پر سلسلہ مجددیہ کے نامور شیخ حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ کے ایماء پر ان کے مرید رشید مولانا غلام یحییٰ بہاری (م ۱۱۸۰ھ) نے کلمۃ الحق کے نام سے ایک کتاب لکھی جس میں مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق اور مسلک کو واشگاف طریقہ پر بیان کیا اور اس تطبیقی رجحان کی تردید کی جو خود مجددیہ کے بعض حلقوں میں نظر آنے لگا تھا۔

Marfat.com

فتنہ رفض و تفضیلیت کے خلاف حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا جہاد

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ چونکہ کھڑے ہی اس لیے کئے گئے تھے کہ اس قسم کے تمام فتنوں اور ساری گمراہیوں کا قلع قمع کر کے دین کو پھر سے تروتازہ اور ملت کو از سرنو زندہ کریں اس لیے اس فتنہ تشنیع کے استیصال کی طرف بھی آپ نے خاص توجہ مبذول فرمائی اس سلسلہ میں آپ کی کوششیں تین طرح ظہور پذیر ہوئیں۔

(۱) شیعی علماء سے آپ نے عام و خاص مجلسوں میں بالمشافہ مناظرے اور مباحثے کئے جن میں ان کو فاش شکستیں دیں اور حق یہ ہے کہ آپ کے اسی اقدام نے شیعیت کی ترقی کو بڑی حد تک روک دیا اور اسی ایک ضرب نے کمر توڑ دی۔

(۲) مشہد کے بعض شیعی علماء نے ماوراء النہر کے سنی علماء کے ایک رسالہ کے جواب میں ایک نہایت پرفریب اور سراپا تزویر رسالہ لکھا جس کا حاصل خود حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے لفظوں میں ''حضرات خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مذمت و تشنیع تھی'' اس رسالہ کو ہندوستان کے شیعوں نے خوب پھیلایا اور خصوصاً امراء و حکام اور ارکان سلطنت کی مجالس میں اس کو خوب شہرت دی گئی یہاں تک کہ ہر طرف اور ہر جگہ اسی کا چرچا ہونے لگا حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے تو خاص مجلسوں اور عام مجمعوں میں اس کا رد بیان کرنا شروع کیا اور اس کی مغالطہ آفرینیوں اور آبلہ فریبیوں کا پردہ خوب چاک کیا پھر اس کے بعد ایک مستقل رسالہ اس کے جواب میں لکھ کر شائع کیا اس رسالہ کی اہمیت کا اندازہ بس اسی سے ہوسکتا ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ جیسے جلیل القدر امام نے اس کی شرح لکھی ہے۔

(۳) اپنے سینکڑوں مکاتیب میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے شیعی اصول و خیالات کی نہایت مدلل اور محققانہ تردید کی اور شیعوں کے بے پناہ پروپیگنڈے کی وجہ سے جو غلط خیالات خود سنیوں میں پیدا ہو رہے تھے نہایت حکمت کے ساتھ کتاب و سنت اور عقل سلیم کی روشنی میں ان کی اصلاح فرمائی۔

اور معلوم ہے کہ آپ کے مکاتیب اگرچہ کسی خاص ہی شخص کے نام لکھے جاتے تھے

Marfat.com

بظاہر ان کی حیثیت نجی خطوط ہی کی ہوتی تھی لیکن ان کی اشاعت وتدوین اور نقل در نقل کا ایسا انتظام تھا کہ گویا اس ''غیر اخباری زمانہ'' میں آپ کے یہاں سے ''مجدد گزٹ'' نکلتا تھا آپ کے خلفاء تمام اطراف ملک میں بلکہ ہندوستان سے باہر ماوراالنہرا، بدخشاں، خراسان، توران اور طالقان وغیرہ وغیرہ میں پھیلے ہوئے تھے یا یوں کہ ایک خاص نظام اور نقشہ کے مطابق آپ نے ان کو مختلف مرکزوں میں بٹھادیا تھا اور یہ سب ہی مختلف ذرائع سے مکتوبات شریف کی نقلیں حاصل کرتے رہتے تھے اس لیے آپ کے مکاتیب کی حیثیت فی الحقیقت نجی نہ تھی بلکہ درحقیقت وہ تبلیغ واشاعت کا ایک نہایت منظم اور مؤثر سلسلہ تھا بہرکیف اس سلسلہ کے ذریعہ سے بھی آپ فتنہ رفض کی بڑی روک تھام کی اور اس وقت کے حالات کو پیش نظر رکھ کر یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ اس طرف متوجہ نہ ہوتے تو اکبری الحاد سے جو مسلمان بچے تھے ان میں سے اکثر شیعیت کے جال میں پھنس چکے تھے۔

اس سلسلہ میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے متفرق طور پر جو کچھ ارقام فرمایا ہے اگر اس سب کو جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب مرتب ہوسکتی ہے یہاں چند عنوانات کے ماتحت آپ کے مکتوبات گرامی کے چند ہی اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں۔

فی زمانہ ان مجددی ارشادات کی اشاعت اس لیے بھی ضروری ہے کہ آج کل بعض تجارت پیشہ مدعیان فقر وتصوف اپنی تجارت کی گرم بازاری کے لیے اور بعض موروثی پیر اپنی جہالت وبے خبری اور ہویٰ پرستی کے باعث اور عادہ سنیت وحنفیت کے ساتھ ساتھ انہی عقائد وخیالات کے حامل بلکہ مبلغ بنے ہوئے ہیں جو دور اکبری اور عہد جہانگیری میں بڑی چالاکی اور ہوشیاری سے شیعوں نما سنیوں میں پھیلائے تھے بلکہ اب تو پوری بلند آہنگی کے ساتھ یہ دعویٰ بھی کیے جارہے ہیں کہ ہمیشہ سے اولیاء کرام اور صوفیاء عظام کا یہی مشرب رہا ہے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے ان ارشادات کے مطالعہ سے ناظرین کرام کو معلوم ہوجائے گا کہ اہل اللہ اور عرفاء امت کے نزدیک اس باب میں مسلک صحیح اور صراط مستقیم کیا ہے اور اس مقدس گروہ کی نظر میں یہ خیالات جن کو آج بعض حلقوں میں لازمہ تصوف سمجھا جانے لگا ہے کس درجہ گمراہانہ اور صحیح سلامت ہیں و اللہ یھدیٰ من یشآء الی صراط مستقیم۔

Marfat.com

افضلیت شیخین رضی اللہ عنہما

شیعیت کی پہلی سیڑھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی افضلیت مطلقہ کا اعتقاد ہے، اور چالاک روافض عوام سنیوں کو سب سے پہلے اسی عقیدے پر جمانے کی کوشش کرتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی قرابت قریبہ اور بعض دوسری وجہ سے وہ اس ابلہ فریبی میں کس قدر آسانی سے کامیاب بھی ہو جاتے ہیں پھر جب ایک شخص اتنی بات کو مان لیتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بلا استثناء تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں افضل تھے تو لازمی طور پر وہ اس نتیجہ پر بھی پہنچ جاتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خلافت کے انتخاب میں ان کے ساتھ بے انصافی یا کم از کم یہ کہ صحیح انتخاب نہیں کیا اور جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم سے بدظنی اور بغض و عداوت ہی شیعی مذہب کا سنگ بنیاد ہے۔ بہر حال شیعیت کا پہلا دروازہ یہی عقیدہ ''تفضیل'' ہے حضرت مجدد رضی اللہ عنہ نے بلا مبالغہ پچاسوں جگہ اپنے مکتوبات میں اس پر روشنی ڈالی ہے جن میں سے صرف چند اقتباسات ملاحظہ ہوں۔ دفتر دوم کے پندرھویں مکتوب گرامی میں جو حکام بلدۂ سامانہ کے نام لکھا گیا ہے ارقام فرماتے ہیں:

''حضرات شیخین سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ و سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمۃ اللہ علیہم کے اجماع سے ثابت ہے جیسا کہ اکابر ائمہ کی ایک جماعت نے اس کو نقل کیا ہے جن میں سے ایک امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں اور امام ابو الحسن اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ و فاروق رضی اللہ عنہ کی افضلیت باقی تمام امت پر قطعی (غیر مشتبہ اور یقینی) ہے اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے تواتر کے طور پر ثابت ہے کہ آپ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں خاص اپنے دور خلافت میں اور اپنے متبعین کی کثیر جماعت کے سامنے اعلان فرمایا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ بزرگ ترین امت ہیں۔''[1]

اسی دفتر میں ایک طویل مکتوب آپ نے رکن سلطنت خاں جہاں کو لکھا ہے جس میں آپ نے تمام ضروری عقائد تحریر فرما دیئے ہیں بلکہ اس لحاظ سے اگر اس کو ''مجددی عقائد نامہ'' کہا جائے تو بجا ہوگا اس میں خلافت راشدہ اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے متعلق فرماتے ہیں:

---

[1] دفتر دوم ص: ۲۸

Marfat.com

''حضرت خاتم الانبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات کے بعد خلیفہ مطلق اور امام برحق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور ان حضرات کی افضلیت بھی اسی ترتیب سے ہے یعنی سب سے بڑا درجہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان کے بعد فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ان کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا بعد ازاں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا اور شیخین کی افضلیت صحابہ وتابعین کے اجماع واتفاق سے ثابت ہے حضرت امیر کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جو کوئی مجھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ وعثمان رضی اللہ عنہ پر فضیلت دے گا وہ مفتری ہے اور میں اس کو کوڑوں کی سزا دلواؤں گا جس طرح افترا کرنے والوں کو دی جاتی ہے۔''[1]

بعض ''الہامی معارف''

افضلیت شیخین اور حضرات خلفاء اربعہ کے باہمی فرق مراتب کے متعلق کہیں کہیں آپ نے ''رسمی علوم'' اور اصطلاحی دلائل سے گزر کر ''اسرار ولطائف'' کے رنگ میں بھی کلام کیا ہے منجملہ ان کے دفتر اول کے ایک مکتوب میں تو اسی رنگ میں اتنا لکھا ہے کہ گویا الہامی معارف کا چشمہ ہی پھوٹ پڑا ہے یہ مکتوب حضرت خواجہ محمد اشرف کابلی رحمۃ اللہ علیہ کے نام ہے اس کے بعض حصے تو عام افہام بلکہ متوسطین کی عقول سے بھی بالاتر ہیں اور بعض ایسے بھی ہیں جن کو اوساط ناس بھی سمجھ سکتے ہیں یہاں اسی حصہ کا اقتباس درج کیا جاتا ہے:

''حمد وصلوٰۃ اور تبلیغ دعوات کے بعد برادر باسعادت خواجہ محمد اشرف کو معلوم ہو کہ حضرات خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم کے فضائل وکمالات کے متعلق بعض خاص علوم ومعارف اور حق تعالیٰ کے بخشے ہوئے عجیب وغریب اسرار ولطائف حوالہ قلم کرتا ہوں، توجہ سے سنیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ و حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو اگرچہ کمالات محمد صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہیں اور یہ حضرات ولایت مصطفوی کے درجات اگرچہ طے کر چکے ہیں تاہم انبیاء سابقین میں ان کو بلحاظ ولایت حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام

---

[1] مکتوب نمبر ۶۷ دفتر دوم

Marfat.com

سے اور باعتبار دعوت (جو مقام نبوت سے متعلق ہے) حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مناسبت اور مشابہت حاصل ہے اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو ولایت ودعوت دونوں میں حضرت نوح علیہ السلام سے مناسبت خاصہ ہے اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو نبوت ودعوت دونوں کے اعتبار سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے خاص مناسبت ہے اور چونکہ حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام اور کلمۃ اللہ ہیں اس لیے بہ نسبت جہت نبوت کے ان میں ولایت کی جہت غالب ہے اور اسی مناسبت سے حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ میں بھی ولایت کی جہت غالب ہے۔''

پھر ایک دقیق تحقیق کے بعد فرماتے ہیں:

''حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہ علیٰ فرق مراتب نبوت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بار کے حامل ہیں اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ مناسبت عیسوی اور غلبہ جانب ولایت کی وجہ سے ولایت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بار میں حامل ہیں اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اپنی درمیانی حیثیت کی وجہ سے نبوت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ولایت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں نعمتوں کے حامل ہیں اور ہوسکتا ہے کہ اس لحاظ سے بھی ان کو ذوالنورین کہیں۔''

پھر چند سطور کے بعد فرماتے ہیں:

''اور چونکہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر ولایت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت کا اثر غالب ہے اس لیے اولیاء اللہ کے اکثر سلسلے انہی سے نسبت رکھتے ہیں اور بہت سے گوشہ گیر اولیاء پر جن کو صرف کمالات ولایت ہی سے حصہ ملا ہے اور کمالات نبوت سے ان کو مناسبت نہیں ہے حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے کمالات حضرات شیخین رضی اللہ عنہم سے زیادہ ظاہر ہوتے ہیں حتیٰ کہ اگر شیخین رضی اللہ عنہم کی افضلیت پر اہل سنت کا اجماع نہ ہوتا تو ان اکثر اولیاء کا کشف حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہی کی افضلیت کا فیصلہ کرتا کیونکہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہم کے کمالات انبیاء علیہم السلام کے کمالات کے مشابہ ہیں اور ان ارباب ولایت کی دسترس وہاں تک نہیں ہے اور نیز ان کشف والوں کے کشف کی پرواز بھی ان ''پیغمبرانہ کمالات کی بلندی سے نیچے ہی نیچے ہے'' ہاں! ہاں! کمالات ولایت ان کمالات نبوت کے مقابلہ میں بالکل ہیچ اور پیش پا افتادہ ہیں کمالات ولایت تو کمالات نبوت کی بلندیوں تک پہنچنے کے لیے زینے ہیں اور ان دونوں میں مقدمات اور مقاصد یا مبادی اور مطالب کی نسبت ہے نبوت

Marfat.com

روشنی سے دوری کے باعث بہت ممکن ہے کہ آج یہ بات بہت سوں پر گراں ہو اور وہ اس کو ماننے کے لیے تیار نہ ہوں لیکن میں کیا کروں اور کیا کر سکتا ہوں، میری مثال تو طوطے کی سی ہے سکھانے والے نے جو اس کو سکھا دیا ہے وہی اس نے بول دیا بہر حال اللہ کا شکر اور اس کا احسان ہے کہ میں اس بارہ میں حضرات علماء اہلسنت کی رائے کے موافق ہوں اور ان کے اجماع سے متفق ہوں، ہاں ان کو جو چیز استدلال سے معلوم ہوئی تھی مجھ پر اس کو منکشف کر دیا گیا ہے اور جو بات ان کو بالاجمال دریافت ہوئی تھی وہ مجھ پر بالتفصیل ظاہر کر دی گئی ہے اس فقیر کو تو جب تک رسول اللہ ﷺ کی تبعیت اور آپ ﷺ کے طفیل میں کمالات مقام نبوت تک پہنچا نہیں دیا گیا اور ان سے کافی حصہ عنایت نہیں فرما دیا گیا کشفی طور پر فضائل شیخین رضی اللہ عنہم کی اطلاع ہی نہیں دی گئی اور اس بارہ میں سوائے تقلید کے کوئی راہ ہی نہیں دکھائی گئی پس حمد ہے اس خدا کی جس نے ہم کو ہدایت دی اور اگر وہ رہنمائی نہ فرماتا تو ہم راہ یاب نہیں ہو سکتے تھے ایک دن ایک شخص نے نقل کیا کہ لکھنے والوں نے لکھا ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا نام نامی جنت کے دروازے پر لکھا ہوا ہے دل میں خیال آیا کہ پھر اس جگہ حضرات شیخین کو کیا خصوصیت حاصل ہو گی؟ توجہ سے معلوم ہوا کہ جنت میں اس امت کا داخلہ انہی ہر دو بزرگوں کی تجویز اور صوابدید سے ہو گا گویا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جنت کے دروازہ پر کھڑے ہیں اور لوگوں کو داخلہ تجویز کرتے اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہ گویا ہاتھ پکڑ پکڑ کر اندر لے جاتے ہیں اور یہ نظر آتا ہے کہ گویا ساری جنت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نور سے منور ہے اس حقیر کی نظر میں حضرات شیخین رضی اللہ عنہم کی شان تمام صحابہ رضی اللہ عنہم میں سب سے الگ اور بالکل نرالی ہے جس میں کسی کی کوئی شرکت نہیں۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تو گویا رسول اللہ ﷺ کے ہم خانہ ہیں اور فرق ہے تو صرف نیچے اور اوپر کا یعنی حضور ﷺ عالم بالائی منزل میں ہیں اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اسی محل کی تحتانی منزل میں اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہ بھی بطفیل حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اس دولت سے مشرف ہیں اور باقی تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو آنحضرت ﷺ کے ساتھ صرف ہمسرائی یا ہم شہر ہونے کی نسبت حاصل ہے پھر اولیاء امت کی وہاں کیا رسائی ہے یہی کافی کہ آئے دور سے بانگ جرس پس یہ ارباب ولایت جبکہ شیخین رضی اللہ عنہم کی منزل سے اتنے دور ہیں تو ان کے کمالات کا کیا ادراک کر

Marfat.com

سکتے ہیں؟''

پھر چند سطور کے بعد فرماتے ہیں: ''حضرت شیخین رضی اللہ عنہم تو وفات کے بعد بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جدا نہیں ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر مبارک سے اس حال میں اٹھیں گے کہ ایک جانب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ ہوں گے اور دوسری طرف حضرت فاروق رضی اللہ عنہ جیسا کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک حدیث میں اس کی خبر دی ہے پس اس نزدیکی اور دائمی حضوری کی وجہ سے افضلیت انہی کو ہے یہ ناچیز حضرات شیخین رضی اللہ عنہم کے فضائل کے متعلق کیا بیان کرے اور کیونکر لب کشائی کرے ذرہ کو کہاں طاقت کہ آفتاب کی باتیں کرے اور قطرہ کی کیا ہستی کہ عمان کے زخار سمندر کے متعلق زبان کھولے وہ اولیاء کرام جن کو دعوت خلق کا کام سپرد ہے اور جنہیں ولایت و دعوت دونوں چیزوں سے حصہ وافر ملا ہے انہوں نے کشف صحیح کی روشنی میں اور تابعین و تبع تابعین میں سے ائمہ مجتہدین نے اپنی فراست صادقہ اور احادیث و آثار متواتر سے حضرات شیخین کے کمالات دریافت کیے ہیں اور ان کے فضائل میں سے بہت تھوڑا سا حصہ ان کے علم میں آیا ہے ناچار انہوں نے حضرات شیخین کی افضلیت کا حکم لگایا اور اس پر اجماع کیا اور منع کر دیا کہ اگر کسی کو اپنے کشف سے اس کے خلاف ظاہر ہو تو وہ غیر صحیح اور نامعتبر ہے اور بھلا افضلیت شیخین کے خلاف کسی کا کشف کیونکر کر معتبر ہو سکتا ہے حالانکہ صدر اول (عہدی نبوی) میں ان کی فضیلت مسلم ہو چکی تھی جیسا کہ امام بخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہم عہد نبوت میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے برابر کسی کو نہ سمجھتے تھے پھر عمر رضی اللہ عنہ کو پھر عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کے بعد تمام صحابہ کو چھوڑ دیتے تھے اور ان میں سے کسی کو دوسرے پر فضیلت نہیں دیتے تھے اور ابوداؤد کی روایت میں اس طرح ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے درمیان اس دنیا میں رونق افروز تھے تو ہم کہا کرتے تھے کہ اس امت میں افضل ترین ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں پھر عثمان رضی اللہ عنہ۔[1]

افضلیت شیخین کے مسئلہ پر بعض اور مکاتیب میں بھی حضرت مجدد رضی اللہ عنہ نے اس قسم کے معارف ارقام فرمائے ہیں لیکن ہم بقصد اختصار یہاں انہیں اقتباسات پر اکتفا کرتے ہیں اس آخری مکتوب کے اقتباسات سے دوسرے نادر فوائد اور عجیب و غریب اسرار و لطائف کے علاوہ

---

[1] مکتوب نمبر ۲۵۱-۲۷۱

Marfat.com

...رین کرام کو اس سوال کا جواب بھی معلوم ہو گیا ہو گا کہ اکثر سلاسل اولیا اللہ کا انتساب حضرت علی ...نی رضی اللہ عنہ سے کیوں ہے؟ اور عام ارباب ولایت کو جناب مرتضوی ہی سے زیادہ مناسبت کی وجہ ...یا ہے؟ اور نیز اس مکتوب شریف سے یہ عقیدہ بھی حل ہو گیا کہ بعض ارباب ولایت پر حضرت علی ...و کے فضائل و کمالات بہ نسبت حضرات شیخین رضی اللہ عنہم کے جو زیادہ منکشف ہوتے ہیں تو اس کا سبب ...ر منشاء کیا ہے؟

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق صرف غور و فکر والی تحقیق نہیں بلکہ الہامی تحقیق اور ربانی تلقین ...ا خلاصہ یہ ہے کہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہم کو چونکہ مقام نبوت سے زیادہ قرب ہم اور نسبۃ کمالات ...بوت کا زیادہ غلبہ ہے اس لیے ان کے کمالات خاصہ تک ان عام ارباب ولایت کی رسائی ہی نہیں ہوتی جن کی پرواز صرف مقام ولایت تک ہے اور چونکہ حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ میں ولایت کی جہت ہی غالب ہے اور ان پر کمالات ولایت ہی کا غلبہ ہے اس لیے عام ارباب ولایت ان کے کمالات و فضائل کا ادراک خوب کر سکتے ہیں اس واسطے حضرت امیر کے فضائل و کمالات بہ نسبت حضرات شیخین رضی اللہ عنہم کے ان پر زیادہ منکشف ہوتے ہیں اور اسی قرب و مناسبت کا یہ اثر ہے کہ اولیاء اللہ کے اکثر سلاسل حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے نسبت رکھتے ہیں۔

حق تعالیٰ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی مرقد مبارک کو منور فرمائے اس تحقیق انیق نے کتنی الجھنیں صاف کر دیں اور کتنی تاریکیوں کو روشنی سے بدل دیا روح مجدد شاد باد!

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے متعدد مکاتیب میں نہایت صفائی کے ساتھ یہ بھی تصریح فرمائی ہے کہ "افضلیت شیخین کا عقیدہ اہل سنت کے "ضروریات" اور اجماعیات میں سے ہے اور اس سے اختلاف کرنے والا اہلسنت سے خارج ہے چنانچہ دفتر اول کے مکتوب ۲۲۹ میں ارقام فرماتے ہیں۔

"کسیکہ حضرت امیر را افضل از حضرت صدیق رضی اللہ عنہ
گوید از جرگہ اہلسنت مے برآید۔"

"جو کوئی حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل کہے وہ

Marfat.com

گروہ اہل سنت سے خارج ہے۔"

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی افضلیت

معلوم ہو چکا ہے کہ جمہور اہلسنت کے نزدیک حضرات خلفاء اربعہ کی فضیلت کی ترتیب بھی وہی ہے جو خلافت کی ترتیب ہے یعنی جس طرح شیخین کے بعد خلافت کے اعتبار سے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا نمبر ہے اسی طرح فضیلت کے لحاظ سے بھی ان کا تیسرا مرتبہ ہے اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ چوتھے نمبر پر ہیں (رضی اللہ عنہم اجمعین) لیکن بعض حضرات اہل علم سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی افضلیت کے بارہ میں تردّد اور توقف بھی ظاہر ہوا ہے بظاہر تو یہ ایک غیر اہم سی بات ہے لیکن درحقیقت اس کا نتیجہ بھی جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تخطیہ ہے کیونکہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہوتے ہوئے خلافت یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل نیابت و جانشینی کے لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا انتخاب جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک مجلس شوریٰ ہی نے کیا تھا اگرچہ اس مجلس شوریٰ نے جس میں خود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ و حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے آخر کار انتخاب کے پورے اختیارات عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو دے دیئے تھے لیکن حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے تنہا اپنی رائے سے فیصلہ کرنا مناسب نہ سمجھا اور اس وقت مدینہ طیبہ میں ان کی نظر میں جو صاحب الرائے اور قابل مشورہ حضرات تھے خفیہ طور پر ان سب سے فرداً فرداً انہوں نے رائے حاصل کی ان کا بیان ہے کہ "مجھے دو شخص بھی ایسے نہ ملے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر ترجیح دیتے ہوں" اور اس لیے انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ہی منصب خلافت تفویض کر دیا، بہرحال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی افضلیت اور بہ نسبت حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ان کی فوقیت بھی گویا جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی متفقہ رائے ہے پس اس سے اختلاف کرنا گویا تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خاطی قرار دینا ہے اور بلاشبہ شیعی خیالات کے دل میں گھسنے کے لیے یہ پہلا چور دروازہ ہے اس لیے حضرت مجدد رضی اللہ عنہ نے اس کا انسداد بھی ضروری سمجھا اور صاف ارقام فرمایا۔

"اکثر علماء اہلسنت اس مسلک پر ہیں کہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہم کے بعد افضل ترین امت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں اور ان کے بعد حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور ائمہ اربعہ کا مذہب یہی ہے اور بعض

Marfat.com

ں نے جو امام مالک ﷫ سے افضلیت عثمان ﷜ کے بارہ میں توقف نقل کیا ہے اس کے متعلق م قاضی عیاض مالکی ﷫ کا بیان ہے کہ امام مالک ﷫ نے اس سے رجوع فرمالیا اور خر العمر افضلیت عثمان ﷜ کے قائل ہو گئے تھے اور علامہ قرطبی ﷫ نے بھی اس کی تصدیق اور تصحیح ی ہے، یہ ناچیز عرض کرتا ہے کہ اس بارہ میں حافظ علامہ ابن تیمیہ ﷫ نے "منہاج السنہ" میں اس کے متعلق حضرت امام مالک ﷫ کا جو ایک مقولہ نقل کیا ہے اس کے بعد تو سکوت یا توقف کا احتمال باقی ہی نہیں رہا، منہاج میں امام مالک ﷫ کا ارشاد حضرت عثمان و حضرت علی ﷠ کے باہمی تفاضل کے باب میں یہ منقول ہے "لا اجعل من خاض فی وما المسلمین فمن لم یخیض فیہا"

اس کے بعد مجدد ﷫ نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ ﷫ کے ایک ارشاد سے پیدا ہونے والے ایک شبہ کا جواب دیا ہے اس شبہ اور اس کے جواب کا حاصل یہ ہے۔

الحاصل حضرات شیخین ﷠ کی افضلیت یقینی ہے اور حضرت عثمان ﷜ کی افضلیت اس سے کم درجہ کی تاہم زیادہ احتیاط اس میں ہے کہ افضلیت حضرت عثمان ﷜ کے منکر بلکہ حضرات شیخین ﷠ کی افضلیت کے بھی منکر کو کافر نہ کہا جائے ہاں! ہم اس کو صاحب بدعت اور گمراہ جانیں گے۔

بعض "صلح کل" اور رواداری" و "وسیع الخیال" کے مدعی کہا کرتے ہیں کہ یہ تفضیل کی بحث کی فضول اور لغو ہے ہم تمام صحابہ ﷠ کو برابر سمجھتے ہیں آج کل اس قسم کے "وسیع الخیالوں" کی بڑی کثرت ہے حضرت مجدد ﷫ ایسوں کے متعلق اسی مکتوب شریف میں فرماتے ہیں۔

اور جو شخص کہ سب کو برابر جانے اور ان کے باہمی تفاضل اور فرق مراتب کو فضول سمجھے وہ خود احمق اور بوالفضول ہے اور عجیب احمق کہ تمام اہل حق کے اجتماعی مسئلہ کو "فضول" کہتا ہے۔[1]

مشاجرات صحابہ اور محاربین علی (﷠)

شیعہ صاحبان جن پہلوؤں سے عوام سنیوں کو ورغلایا کرتے ہیں ان میں سے ایک مسئلہ صحابہ کرام ﷠ کے ان نزاعات اور محاربات کا ہے جو حضرت علی مرتضی ﷜ کے عہد خلافت میں

[1] مکتوب نمبر ۲۶۶، ۳۳۱، ج:۱

Marfat.com

واقع ہوئے رضی اللہ عنہما حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرب اور دوسری قرابت پھر ان کے فضائل وکمالات اوران کی اسلامی خدمات، ان چیزوں کی وجہ سے ہر مسلمان کو جناب مرتضویٰ سے جو عقیدت ومحبت ہوسکتی ہے ظاہر ہے چالاک شیعہ اسی راہ سے ناواقف اور عوام سنیوں کے دلوں میں اترتے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجتہادی اختلاف ونزاعات اور مشاجرات ومحاربات کو اپنی حاشیہ آرائی کے ساتھ ان کے سامنے پیش کرتے ہیں، اور ابتداءً ان کے سادہ ذہن میں یہ بٹھانے کی کوشش کرتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں گویا دو "پارٹیاں" تھیں، ایک پارٹی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اور دوسری پارٹی ان کے مخالفین کی، اور یہ دوسری پارٹی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بس خلافت چھیننا چاہتی تھی، اور جمل وصفین کی لڑائیاں اور دوسرے اختلافات سب اسی سلسلہ کے تھے، ان کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ عوام جو تفصیلِ واقعات اور اصل حقائق سے بے خبر ہوتے ہیں اور اسی کے ساتھ ان کو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ سچی محبت اور سچی عقیدت ہوتی ہے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اختلاف کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ وغیرہ سینکڑوں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بدظن ہوجاتے ہیں اور کبھی یہ بدظنی بغض وبدگوئی تک پہنچ جاتی ہے۔"

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے اس اصولی گمراہی کے انسداد کے لیے بھی پورا زور قلم صرف کیا اور بلامبالغہ بیسیوں پچاسوں مکتوبات میں ان مشاجرات ومحاربات کی صحیح نوعیت پر روشنی ڈالی ہے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں:

مکتوبات کے دوسرے دفتر میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ایک طویل مکتوب جو چودہ صفحہ پر ہے اور اس میں خصائل شیعہ اور شبہات شیعہ ہی پر بحث ہے خواجہ محمد تقی کے نام ہے، یہ حکومت وقت کے اعلیٰ عہدہ دار تھے. جیسا کہ خود مکتوب کے ابتدائی حصہ سے معلوم ہوتا ہے اس مکتوب میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ان نزاعات اور مشاجرات کے متعلق ارقام فرماتے ہیں۔

اہلسنت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزاعات واختلافات کو اچھے محامل پر محمول کرتے ہیں اور خواہش نفسانی وتعصب وغیرہ سے دور سمجھتے ہیں کیونکہ حضرات خیرالبشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صحبت کے اثر سے ان کے نفوس صاف ہوگئے تھے اور سینے عداوتوں اور کینوں سے قطعی پاک بیش ازیں نیست. کہ ان

Marfat.com

سے ہر ایک کی ایک رائے تھی اور اپنا اپنا اجتہاد، اور معلوم ہے کہ ہر مجتہد پر اپنے اجتہاد اور ابدید کے مطابق عمل کرنا واجب ہے پس اختلاف آرا کی وجہ سے یہ مخالفت اور منازعت ناگریز تھی اور ہر ایک نے اپنی رائے کے مطابق عمل کرنا ضروری سمجھا، لہٰذا ان کی یہ مخالفت نوائے حق کی موافقت کے رنگ میں تھی نہ کہ نفس امارہ کی خواہش سے۔[1]

پھر چند سطر کے بعد ارقام فرماتے ہیں:

"جن لوگوں کے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نزاعات ہوئے اور جنگ وقتال تک نوبت پہنچی وہ اہل اسلام کی بہت کثیر جماعت ہے اور ان میں سے بہت سے جلیل القدر صحابی ہیں اور ان میں سے بعض تو وہ ہیں جن کو دنیا ہی میں زبان نبوت سے جنت کی بشارت مل چکی ہے ان کی تکفیر اور علیٰ ہذا ان کو برا بھلا کہنا کوئی معمولی بات نہیں ہے دین وشریعت کا قریباً نصف حصہ ایسا ہوگا جو انہی کی وساطت سے امت کو پہنچا ہے اگر وہ بھی مجروح ومطعون ہو جائیں تو آدھا دین بے اعتبار ہو جائے۔"

پھر اسی مکتوب میں چند سطر بعد فرماتے ہیں:

"معلوم ہونا چاہئے یہ ضروری نہیں ہے کہ تمام اختلافی امور میں حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی برسرحق اور ان سے اختلاف کرنے والے ناحق، اگرچہ یہ مسلم ہے کہ ان جنگوں میں حق حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی کی طرف تھا لیکن پھر بھی یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ہر اختلافی معاملہ میں وہی برسرحق تھے ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سی جگہ قرنِ اوّل کے اختلافی مسائل میں علماء تابعین وائمہ مجتہدین نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مسلک کو چھوڑ کر دوسرا مسلک اختیار کیا ہے اور اسی کے مطابق حکم دیا ہے حالانکہ اگر حق انہی کی جانب متعین ہوتا تو یہ حضرات ایسا نہ کرتے پس صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اختلاف کرنے کی بنا پر اعتراض کی گنجائش نہیں ہے اور ان اختلاف کرنے والوں پر طعن وملامت کرنا روا نہیں ہوسکتا۔"

اسی دفتر کے مکتوب ۶۷ میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے خان جہاں کو لکھا ہے اور جو تمام ضروری عقائد اہل سنت پر حاوی ہے، فرماتے ہیں:

---

[1] مکتوب ۳۶ دفتر دوم ۵۸

Marfat.com

''اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان جو باہمی جنگیں ہوئیں مثلاً جنگ جمل اور جنگ صفین ان سب کو اچھے محامل پر محمول کرنا اور خود غرضیوں و تعصبات سے دور رکھنا چاہیے یہ اکابر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کی تاثیر سے ہوئی وہوس اور کینہ وحرص سے پاک صاف ہو گئے تھے یہ اگر کسی سے مصالحت رکھتے تھے تو صرف حق کے لیے اور اگر کسی سے لڑتے جھگڑتے تھے تو صرف اللہ کے واسطے بلاشبہ ان میں سے ہر گروہ نے اپنے اجتہاد کے مطابق عمل کیا اور بغیر کسی تعصب اور خود غرضانہ جذبہ کے دوسروں کو اپنے سے دفع کیا پس ان کا حال یہ ہے کہ جس کا اجتہاد ان میں سے ٹھیک تھا اس کو دو درجے اور ایک قول کے مطابق دس درجے ثواب ملے گا اور جس سے اجتہاد میں غلطی ہوئی ایک درجہ ثواب سے وہ بھی خالی نہیں رہے گا غرض جن لوگوں سے اجتہاد میں غلطی ہوئی وہ اسی طرح طعن وملامت سے دور ہیں جس طرح کہ فریق ثانی بلکہ جیسا بتلایا گیا وہ بھی کم از کم ایک درجہ کے مستحق ہیں۔

ہاں علماء کرام نے یہ فرمایا ہے کہ ان جنگوں میں حق حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی کی طرف تھا اور آپؓ کے مخالفین سے اجتہاد میں غلطی ہوئی بایں ہمہ ان پر طعن نہیں کیا جا سکتا اور نہ کسی ملامت ہی کی گنجائش ہے کجا یہ کہ کفر یا فسق کی ان کی طرف نسبت کی جائے خود حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے ان کے حق میں فرمایا ہے یہ ہمارے بھائی ہیں ہم سے باغی ہو گئے ہیں نہ وہ کافر ہیں نہ فاسق کیونکہ ان کا یہ اختلاف تاویل پر مبنی ہے جو کفر وفسق کے لیے مانع ہے اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے تم بچو میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے اختلاف میں دخل دینے سے پس ہم کو تمام اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کی تعظیم کرنا اور سب کو اچھے لفظوں سے یاد کرنا چاہیے اور ان میں سے کسی کے حق میں بدگوئی اور بدگمانی نہ کرنی چاہیے بلکہ ان کے ان اختلافات کو دوسروں کی مصالحت سے بہتر سمجھنا چاہیے نجات اور کامیابی کی یہی راہ ہے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے واسطہ سے ہے ایک بزرگ حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توقیر و تعظیم نہیں کی وہ گویا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان ہی نہیں لایا۔ (العیاذ باللہ)''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشاجرات کے متعلق اس قسم کے مضامین مکتوبات شریف میں بکثرت ہیں بتلا دینا ضروری ہے کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے صرف اس اصول بحث ہی پر اکتفا نہیں کیا

Marfat.com

بلکہ جن صحابہ کرام کے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے نزاعات اور محاربات ہوئے ہیں ان کے فضائل ومناقب بھی آپ نے مکتوبات شریف میں بڑے اہتمام سے لکھے ہیں جن کے مطالعہ کے بعد کوئی صحیح الایمان ان بزرگوں کی طرف سے کبھی بدگمان نہیں ہوسکتا۔ ملاحظہ ہو:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے محاربین میں ایک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی ہیں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے محاربات ہی پر کلام کرتے ہوئے ایک موقع پر ارقام فرماتے ہیں:

"حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جو محبوب رب العالمین حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبوبہ اور اخیر لمحہ حیات تک حضور کی منظورِ نظر ہیں اور جن کے حجرہ مبارکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ کے آخری دن گزارے وہ آخر کار جن کے آغوش میں حضرت نے ملا اعلیٰ کو، حلت فرمائی اور وہ انہیں کے حجرۂ مقدسہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج تک آرام فرما ہیں اور پھر علاوہ ان تمام چند در چند فضائل وخصائص کے علم واجتہاد میں بھی ان کا پایہ نہایت بلند تھا اور حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نصف دین کی تبلیغ واشاعت ان کے سپرد کی تھی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مشکل معاملات اور اہم مسائل میں ان کی طرف رجوع کرتے تھے اور ان ہی سے ناقابل حل گتھیاں حل کراتے تھے پس ایسی صدیقہ مطہرہ کو صرف حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اختلاف کرنے کی وجہ سے مطعون کرنا اور ناروا باتیں ان کی طرف منسوب کرنا بہت نامناسب اور ایمان سے دور ہے۔"

ہر گزم مباورت می آید زروئے اعتقاد
ایں ہمہ ہا کردن و دین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم داشتن

حضرت علی رضی اللہ عنہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد اور آپ کے چچازاد بھائی ہیں تو حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ مطہرہ اور محبوب ترین شریک زندگی ہیں اب سے چند سال پہلے فقیر کا یہ طریقہ تھا کہ اگر رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایصال ثواب کے لیے کھانا پکاتا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ کی جگر گوشہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت حسنین رضی اللہ عنہم کو شامل کیا کرتا تھا ایک روز خواب میں دیکھتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں میں سلام عرض کرتا ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقیر کی طرف توجہ نہیں فرماتے اور رُخ مبارک دوسری طرف کیے

Marfat.com

ہوئے ہیں پھر اسی اثناء میں فقیر سے فرمایا کہ میں عائشہ ﷝ کے گھر کھانا کھاتا ہوں جو مجھے کھلانا چاہے وہ عائشہ ﷝ کے گھر بھیجے (اللہ اکبر) اس وقت فقیر کو معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ کی عدم توجہی کا باعث یہ ہے کہ میں حضرت صدیقہ ﷝ کو ایصال ثواب میں شریک نہیں کرتا تھا اس کے بعد سے تو میں نے نہ صرف صدیقہ طاہرہ ﷝ بلکہ باقی تمام ازواج مطہرات کو بھی اور سب ہی اہل بیت کو شریک کرنے لگا ہوں اور سب سے توسل کرنے لگا الحاصل حضرت پیغمبر ﷺ کو جو تکلیف حضرت علی مرتضیٰ ﷛ کی شان میں گستاخی سے پہنچتی ہے اس سے کہیں زیادہ اذیت حضرت صدیقہ طاہرہ ﷝ کے متعلق بیہودہ گوئی سے ہوتی ہے اور ہر صاحب عقل وانصاف اس فرق کو سمجھ سکتا ہے۔[1]

حضرت طلحہ و زبیر ﷠

جن صحابہ کرام سے حضرت علی مرتضیٰ ﷛ کی محاربات ہوئے ان میں حضرت طلحہ و زبیر ﷢ بھی ہیں ان دونوں حضرات کے متعلق حضرت مجدد ﷫ اسی مکتوب میں ارقام ہیں۔

''حضرت طلحہ و زبیر ﷢ جلیل القدر صحابہ کرام ﷢ میں سے ہیں اور عشرہ مبشرہ میں داخل ہیں ان پر کسی قسم کا طعن روا نہیں اور اگر کوئی بدنصیب ان بزرگ ہستیوں پر لعنت وملامت کرے تو اس کی یہ لعنت وعلامت خود اسی پر لوٹے گی۔ یہ وہی طلحہ اور زبیر ﷠ ہیں کہ جن کو حضرت فاروق اعظم ﷛ نے ان چھ آدمیوں میں داخل کیا تھا جن کے متعلق فرمایا تھا کہ یہ اپنے میں سے میرے بعد کسی ایک کو خلیفہ منتخب کرلیں ان دونوں حضرات نے باختیار خود اپنے نام واپس لے لیے اور صاف کہہ دیا ''ترکت خطی ''یعنی ہم خلافت نہیں چاہتے اور یہ وہی تو طلحہ ﷛ ہیں جنہوں نے اپنے سگے باپ کو حضور ﷺ کی شان میں بے ادبی کی وجہ سے قتل کردیا تھا اور اس کا سر حضور ﷺ کے قدموں میں لاکر ڈال دیا اور قرآن مجید میں ان کے اس فعل پر تحسین وآفرین کی آیت نازل ہوئی اور یہ زبیر ﷛ وہی زبیر ﷛ ہیں کہ مخبر صادق ؑ نے ان کے قتل ہونے کی وعید کی تھی جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ قاتل زبیر فی النار یعنی زبیر ﷛ پر لعن طعن کرنے والے بھی اس کے قاتل سے کم نہیں ہیں اور ان کے لیے بھی عذاب نار مقرر ہے پس خبردار خبردار! بچو بچو ان

[1] مکتوب ۳۶ دفتر دوم ۵۹، ۶۰

Marfat.com

رات اکابر دین اور اسلام کے پہلوئے مایہ ناز فرزندوں کی بدگوئی سے بچو، جنہوں نے اعلائے
اللہ کے لیے نصرت وحفاظت اور دین الہی کی تائید وحمایت کے لیے اپنی جان و مال کی بازی لگا
اور رات دن خفیہ وعلانیہ اس مقصد کے لیے سرگرم عمل اور ساعی رہے اور انہوں نے صرف
سول اللہ ﷺ کی محبت کی خاطر اپنے کنبوں قبیلوں اپنے دل کے ٹکڑوں لڑکوں اور لڑکیوں بیویوں
دوسرے رشتہ داروں کو چھوڑ دیا اور اپنے وطنوں اور گھروں کو اور اپنے چشموں اور کھیتوں اور
ہروں اور باغوں کو خیر باد کہہ دیا تھا اور سخت اور خطرناک موقعوں پر رسول اللہ ﷺ کی جان کو اپنی
جانوں سے زیادہ عزیز سمجھا اور اپنی محبت اپنے مال و اولاد کی محبت کے مقابلہ میں حضور کی محبت کو
ترجیح دی وہ وہ ہیں کہ ان کو صحبت نبوی کا شرف حاصل ہوا اور برکات نبوت ان کے حصہ میں آئے
انہوں نے وحی کو آتے دیکھا فرشتوں کی حاضری سے مشرف ہوئے اپنی آنکھوں سے انہوں نے
حضور ﷺ کے معجزات اور آپ کی روشن نشانیاں دیکھیں تاکہ جو غیب تھا وہ ان کے لیے شہادت
ہو گیا اور جو علم الیقین تھا وہ عین الیقین سے بدل گیا اور ان کو ایمان وایقان کا درجہ حاصل ہوا جو ان
کے بعد کسی کو نہیں حاصل ہو سکتا تھی کہ خود سرور عالم صلی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر آئندہ آنے والا
کوئی مسلمان پہاڑ کے برابر سونا بھی اللہ کے راہ میں خرچ کر دے تو وہ میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ایک
سیر بلکہ آدھے سیر جو کے برابر بھی نہیں اور ہاں یہ قدوسیوں کی وہی جماعت ہے جن کی تعریف حق
تعالیٰ نے قرآن مجید میں نازل کی اور اعلان کر دیا کہ میں ان سے راضی ہوں اور وہ مجھ سے راضی
ہیں اور دوسرے موقعہ پر فرمایا کہ یہ ان کا حال لکھا جا چکا ہے تورات میں اور ان کی مثال انجیل میں
یہ ہے کہ وہ کھیتی کی طرح ہیں کہ نکلا اس کا اکھوا پھر اس میں طاقت آئی پھر موٹی ہو گئی یہاں تک کہ وہ
اپنے تنہ پر سیدھی کھڑی ہو گئی جس کو دیکھ کر کاشتکاروں کی خوشی ہوتی ہے یہ اس لیے کہ جلیں ان کی
وجہ سے کفار پس اللہ تعالیٰ نے ان سے جلن اور عداوت رکھنے والوں کو کافر قرار دیا ہے لہٰذا ان کے
بغض وعداوت سے ایسا ہی پرہیز کرنا چاہئے جیسا کہ کفر سے کیا جاتا ہے جو جماعت اس مرتبہ کی ہو
اور اس کو رسول اللہ ﷺ سے یہ نسبت حاصل ہو اگر بعض معاملات میں اس کے افراد میں اجتہادی
اختلاف ہو جائے اور نوبت نزاع تک پہنچے اور ہر ایک اپنی رائے اور اپنے اجتہاد کے مطابق عمل
کرے تو اس میں کسی کو طعن واعتراض کی گنجائش نہیں بلکہ حق وصواب اس موقع پر اختلاف ہی ہے

Marfat.com

کیونکہ صاحب اجتہاد دوسرے کے اجتہاد پر عمل نہیں کرسکتا۔"

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اختلافات ہوئے اور جنگ وقتال کی نوبت آئی ان میں سے ایک حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں اور چونکہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ان کی جنگ دیر تک رہی اور خلافت وامارت ان کے خاندان میں بہت دنوں تک رہی اس لیے ان کے خلاف معاندانہ پروپیگنڈہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا و حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ و حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی بہ نسبت بہت زیادہ کیا گیا اسی کا اثر ہے کہ بہت سے اپنے کو سنّی کہنے اور سمجھنے والے بھی اگرچہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے کسی قسم کا سوء ظن نہیں رکھتے لیکن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے بدگمانی رکھتے ہیں اور ان کی شان میں بے ادبی کی جرأت کر جاتے ہیں حالانکہ یہ بھی رفض کا ایک شعبہ ہے اس لیے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب کی نشر واشاعت اور ان کی پوزیشن صاف کرنے کی طرف بھی خاص توجہ مبذول فرمائی ہے چند اقتباس ملاحظہ ہوں دفتر اول کا مکتوب نمبر ۲۵۱ جو خواجہ محمد اشرف کے نام ہے جو اسی قسم کے مباحث سے بھرا ہوا ہے اور جس کے بعض اقتباسات تفضیل شیخین رضی اللہ عنہم کے عنوان کے ذیل میں گزر بھی چکے ہیں اسی میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارہ ارقام فرماتے ہیں۔

"شیخ ابوشکور سلمی نے اپنی کتاب تمہید میں تصریح کی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ان کے وہ رفقاء جو جنگ میں ان کے ساتھ تھے اگرچہ خطا پر تھے لیکن ان کی یہ خطا اجتہادی تھی اور ابن حجر رضی اللہ عنہ نے صواعق محرقہ میں لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا نزاع اجتہاد پر مبنی تھا اور اس کو انہوں نے اہلسنت کے عقائد میں شمار کیا ہے۔"

اس کے بعد شارح مواقف کی ایک "موہم" عبارت پر تنبیہ اور ان کی غلطی کی اصلاح فرمانے کے بعد ارقام فرماتے ہیں:

> یہ بات صحت کے ساتھ معلوم ہے اور پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حقوق اللہ اور حقوق المسلمین دونوں کے پورا کرنے میں خلیفہ

Marfat.com

عادل تھے۔

پھر چند سطر کے بعد فرماتے ہیں:

اور احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ثقہ راویوں کی سند سے وارد ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا فرمائی کہ ''اے اللہ اس کو کتاب وحساب کا علم دے اور عذاب سے بچا۔ ایک اور موقع پر حضرت نے ان ہی کے لیے دعا فرمائی کہ خداوند اس کو ہادی مہدی بنا''۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعاء بلاریب مقبول ہے۔

پھر چند سطر کے بعد فرماتے ہیں:

اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ جو تابعین میں سے ہیں اور اپنے زمانہ میں مدینہ کے سب سے بڑے عالم تھے ان کا فتوی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے رفیق عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو گالی دینے والا واجب القتل ہے اور نیز امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی گالی کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ و حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی گالی کے حکم میں قرار دیا ہے، یعنی ان کے نزدیک ان دونوں جرموں کی سزا قتل ہے۔ اے بھائی! یہ معاملہ تنہا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا نہیں ہے قریباً نصف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کے ساتھ اس معاملہ میں شریک ہیں پس اگر حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے والوں کو کافر یا فاسق کہا جائے تو آدھے دین سے ہاتھ دھونا پڑے گا جو انہی حضرات کی نقل روایت سے ہم تک پہنچا ہے اور اس انجام سے کوئی ایسا زندیق اور ملحد ہی راضی ہو سکتا ہے جس کا مقصد ہی دین کو برباد کرنا ہو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح کی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وہ جنگ، خلافت کے بارے میں نہیں تھی بلکہ اس کا تعلق بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص ہی سے تھا اور شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو اہلسنت کے عقائد سے لکھا ہے۔

پھر چند سطر بعد فرماتے ہیں:

''اے برادر! اس بارہ میں سلامتی کی راہ اور نجات کا راستہ یہی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے باہمی اختلافات ومحاربات کے متعلق خاموشی اختیار کی جائے اور زبان کھولی ہی نہ جائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم میں جو نزاعات ہوں ان سے الگ تھلگ رہو نیز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: ''میرے اصحاب کے بارے میں خدا کا خوف کرو اس کے مواخذہ سے

Marfat.com

ڈرو اور ان کو اپنی تیز کلامی اور بدگوئی کا نشانہ نہ بناؤ۔"[1]

شرفِ صحبت

شیعہ اور اہلسنت کے نقطہائے نظر میں ایک اصولی اختلاف یہ بھی ہے کہ اہل تشیع کے نزدیک "صحبت رسول" کی کوئی خاص اہمیت نہیں جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم کو معاذ اللہ وہ مومن ہی تسلیم نہیں کرتے اور جن تین چار حضرات، حضرت مقداد رضی اللہ عنہ، سلمان فارسی رضی اللہ عنہ، ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے ایمان کے وہ قائل ہیں اور ان کی جو تعظیم و توقیر وہ کرتے ہیں تو وہ بھی اس لحاظ سے نہیں کہ وہ "اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" ہیں بلکہ صرف اس وجہ سے کہ وہ ان کے نزدیک حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی "پارٹی" میں شامل اور ان کے ناصر و مددگار تھے بہر حال نفس صحبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان کے نزدیک کوئی خاص وقعت نہیں اور یہ حقیقت ہے کہ صحبت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقی عظمت اگر کسی کے دل میں قائم ہو جائے اور اس کے واقعی فضل و شرف کو وہ سمجھ لے تو کبھی تشیع کا شکار نہیں ہو سکتا اس لیے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں اس اصول پر بھی بہت زیادہ زور قلم صرف کیا ہے۔ دفتر اول کے مکتوب نمبر ۲۵۱ میں فرماتے ہیں:

"جاننا چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم واجب التعظیم ہیں اور ہم کو چاہیے کہ ان سب کو عزت و عظمت کے ساتھ یاد کریں خطیب حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق میں سے مجھے چنا اور پھر میرے لیے اصحاب رضی اللہ عنہم منتخب کیے اور ان میں سے میرے رشتہ داروں اور مددگاروں کا انتخاب کیا پس جس نے ان کے بارے میں میرے حق کی رعایت کی اس کی اللہ تعالیٰ رعایت کرے گا اور جس نے ان کے بارے میں میرا دل دکھایا اللہ اس کو ایذا پہنچائے گا۔ اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ ابن عباس رضی اللہ عنہم سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے میرے اصحاب رضی اللہ عنہم کو گالی دی اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سارے آدمیوں کی لعنت۔ اور ابن عدی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں بدترین وہ ہیں جو میرے اصحاب رضی اللہ عنہم کے بارے میں زیادہ بے باک ہیں۔"

---

[1] مکتوب ۲۵۱، ۲۷۲، ۷۳، ۷۴

Marfat.com

نیز اسی دفتر کے مکتوب ۵۹ میں ارقام فرماتے ہیں:

"اور صحبت نبوی کی فضیلت تمام دوسرے فضائل وکمالات سے اعلیٰ و بالا ہے اور اسی واسطے وہ اویس قرنی جو بلاشبہ تابعین میں افضل ترین ہیں کسی ادنیٰ صحابی کے مرتبہ کو بھی نہیں پہنچ سکے پس کسی چیز کو بھی صحابیت کی فضیلت کے ہم پلہ نہ ٹھہراؤ کیونکہ ان کا ایمان تو صحبت نبوی کی برکت اور نزول وحی کے مشاہدہ کی وجہ سے شہودی ہو گیا ہے۔"

دفتر اول ۵۷ اور اس سے پہلے مکتوب میں فرمایا:

"حضرت عبداللہ بن المبارک رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ میں سے کون افضل ہے؟ ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمراہی میں معاویہ رضی اللہ عنہ جس گھوڑے پر سوار ہوئے اس کی ناک میں جو غبار پہنچا وہ بھی عمر بن عبدالعزیز (رحمۃ اللہ علیہ) سے بدرجہا بہتر ہے۔"

نیز اسی دفتر مکتوب ۱۲۰ میں ارقام فرماتے ہیں:

"صحبت کی برابر کسی بھی چیز کو نہ ٹھہراؤ کیا نہیں دیکھتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم صحبت ہی کی وجہ سے ماسوا انبیاء کے اور سب پر فوقیت لے گئے اور اویس قرنی اور عمر بن عبدالعزیز مروانی جیسے جلیل القدر حضرات سے بھی افضل ٹھہرے حتیٰ کہ صحبت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی برکت سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی غلط رائے اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی بھول چوک اویس قرنی اور عمر مروانی کی صوابدید اور صحیح رائے سے افضل ہوئی کیونکہ ان بزرگوں کا ایمان شرف صحبت وہ دیدارِ حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور معائنہ وحی وملائک اور مشاہدہ معجزات وخوارق کی وجہ سے شہودی ہو گیا اور بعد والوں نے جس کو صرف سنا اس کو انہوں نے گویا اپنی آنکھوں سے دیکھا اور بھلا دوسروں کو یہ چیزیں جو تمام فضائل وکمالات کی اصل وبنیاد ہیں کہاں نصیب ہوئیں اور اگر حضرت اویس قرنی کو صحبت کی فضیلت ان خواص وبرکات کے ساتھ معلوم ہو جاتی تو وہ اس کے مقابلہ میں کسی چیز کو بھی ترجیح نہ دیتے اور پھر ان کو کوئی ضرورت بھی حاضری بارگاہ نبوت سے نہ روک سکتی لیکن اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت سے خاص کرتا ہے اور وہ بڑے فضل وکرم والا ہے۔"

Marfat.com

سکندر کو نہیں دیتے ہیں پانی
نہیں ملتی بزور زور یہ دولت

اے اللہ! اگرچہ تو نے ہم کو اس مقدس عہد میں پیدا نہیں کیا مگر آخرت میں ان کی جماعت اور ان کے گروہ میں ہمارا حشر ضرور فرما! بطفیل اپنے حبیب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحبت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت واہمیت کے متعلق اس قسم کے ایمان افروز مضامین میں مکتوبات شریف میں بکثرت ہیں جن کے مطالعہ کے بعد کوئی شخص رفض کی گمراہی کا شکار انشاء اللہ کبھی نہیں ہوسکتا یہاں ہم حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ بالا دعاء پر آمین کہتے ہوئے بقصد اختصار انہی چند اقتباسات پر اکتفا کرتے ہیں۔[1]

سارے مطاعن کا ایک اصولی جواب

شیعوں کے پاس گمراہ کرنے کا سب سے بڑا حربہ ''مطاعن'' ہیں اور مکالمات و مباحثات میں بھی دیکھا گیا کہ وہ جب کسی بحث میں عاجز آتے اور میدان کلام کو اپنے لیے تنگ پاتے ہیں تو فوراً مطاعن صحابہ رضی اللہ عنہم پر آجاتے ہیں اور اسی مبحث کو وہ اپنا سب سے بڑا ہتھیار سمجھتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی طرف سے بدگمانی اور ان سے بغض وعداوت رفض کی اصل اساس ہے اور اس گمراہی میں دوسروں کو بھی شریک کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ یہی ''مطاعن'' کی اشاعت ہے اس لئے ''مطاعن'' کے جوابات کی طرف بھی حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے خاص توجہ مبذول فرمائی اور شیعوں کے ان مشہور ''مطاعن'' کے مفصل جوابات جن کو شیعہ بہت زیادہ اچھالتے ہیں آپ نے اپنے رسالہ ''رد روافض'' کے علاوہ متعدد مکاتیب میں بھی سپرد قلم فرمائے ہیں ان تفصیلی جوابات کے علاوہ آپ نے تمام مطاعن کا ایک اصولی جواب بھی دیا ہے جس کو ملحوظ رکھنے کے بعد اس سلسلہ کی ساری بحثیں کافور ہو جاتی ہیں اور یقین واثق کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ مصنفین شیعہ نے اس باب میں جو دفتر کے دفتر سیاہ کیے ہیں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا یہی ایک اصولی جواب ان سب کو خاکستر کر دینے کے لیے کافی ہے۔''

دفتر دوم کے مکتوب ۹۶ میں واقعہ قرطاس پر کلام کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں:

---

[1] دفتر اول ۱۳۸

Marfat.com

حق تعالیٰ تم کو ہدایت دے اور سیدھے راستہ پر چلائے تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ شبہ اور جیسے اور شبہات جن کو فرقہ شیعہ کے لوگ حضرات خلفاء ثلثہ اور دیگر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر وار تے ہیں اور ان شکوک واعتراضات سے ان کو مجروح ومطعون کرنا چاہتے اگر یہ کچھ انصاف سے کام لیں اور حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی فضیلت واہمیت کو قبول کر لیں اور جان لیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہ کر ان کے نفوس ہوا و ہوس سے صاف اور ان کے سینے کینوں اور کدورتوں سے پاک ہو گئے تھے اور سمجھ لیں کہ یہ وہ بزرگان دین اور عظمائے اسلام ہیں جنہوں نے دن اور رات خفیہ اور علانیہ غرض ہر وقت اور ہر طرح دین متین کی تائید وحمایت اور اعلاء کلمۃ اسلام کے لیے اپنی تمام کوششیں اور طاقتیں صرف کر دیں اور حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے اپنے کنبے قبیلوں، اپنے بال بچوں، اپنی، اپنی چہیتی بیویوں کو چھوڑ دیا اپنے عزیز وطنوں اپنے آباد گھروں کو اپنے چشموں اور کھیتوں کو اپنے درختوں اور اپنی نہروں کو ہمیشہ کے لیے خیر باد کہہ دیا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفس مقدس کو اپنے نفوس پر ترجیح دی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو اپنی اور اپنے اموال واولاد کی محبت پر مقدم رکھا انہوں نے وحی کو اترتے اور فرشتوں کو آتے دیکھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اور آپ کی روشن نشانیوں کا انہوں نے بچشم خود مشاہدہ کیا یہاں تک "غیب" ان کے حق میں "شہادت" بن گیا اور ان کا علم الیقین عین الیقین سے بدل گیا وہی وہ خوش نصیب ہیں جن کی مدح وثنا حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں نازل فرمائی اور اعلان فرمایا کہ اللہ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں' اور دوسری جگہ فرمایا کہ یہ حال سطور ہے ان کا توراۃ میں اور انجیل میں، پھر جبکہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان خصائص وفضائل سے مشرف ہیں تو پھر خاص اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم یعنی حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے متعلق کیا کہا جائے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

اگر ان اعتراض کرنے والوں کی نظر میں کچھ انصاف ہو اور یہ حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی عظمت کو مان لیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بزرگی اور عالی مرتبی کو جان لیں تو زیادہ بعید نہیں کہ یہ خود ہی اپنے ان شبہات کو ملمع شدہ مغالطوں اور سفسطوں کے رنگ میں دیکھنے لگیں اور ان کو درجہ اعتبار واعتماد سے ساقط کر دیں اگرچہ غلط فہمی کے منشا کی تعیین نہ بتا سکیں اور قریب وسفسطہ کے محل کو انگلی رکھ کر نہ بتا سکیں لیکن کم از کم اجمالاً اس قدر ضرور سمجھ لیں گے کہ یہ شکوک

Marfat.com

وشبہات لاحاصل ہیں بلکہ بہت سی بدیہی اور کھلی ہوئی حقیقتوں کے خلاف اور کتاب وسنت سے مردود مطرود ہیں۔[1]

اس تمہید کے بعد حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے واقعہ قرطاس پر چند مقدمات قائم کر کے مفصل کلام فرمایا ہے اور اس سے متعلق شیعوں کے مشہور اعتراض کا تفصیلی جواب دیا ہے اور گویا اس کے مقدمات کی تحلیل کر کے انگلی رکھ رکھ کے بھی بتلا دیا ہے کہ کہاں کہاں اس میں فریب دیا جاتا ہے اس کے بعد پھر اسی اصولی رنگ میں فرماتے ہیں:

''فقیر کے نزدیک ان شکوک وشبہات کی مثال بالکل ایسی ہے کہ کوئی چالاک اور پرفن شخص بیوقوفوں کی کسی جماعت کے پاس پہنچے اور ایک پتھر کو جس کو وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اپنے پرفریب دلائل اور ملمع شدہ مقدمات سے سونا ثابت کرے اور یہ بیچارے اس کے پرتزویر ''دلائل'' کے جواب سے عاجز ہونے اور تعین وتشخیص کے ساتھ اس کی غلطی نہ پکڑ سکنے کی وجہ سے خود شبہ میں پڑ جائیں بلکہ اپنے مشاہدہ کے خلاف اس کو سونا یقین کرنے لگیں اور اپنے احساس وادراک کو ناقابل اعتماد سمجھ کر پس پشت ڈال دیں لیکن عقلمند اور ہوشیار آدمی کا کام یہ ہے کہ ایسے موقع پر اپنی حس اور اپنے ادراک کی ہدایت پر اعتماد کرے اور ان ملمع شدہ وہمی مقدمات کو ناقابل اعتناء سمجھے بالکل یہی حال مسئلہ زیر بحث کا ہے کہ حضرات خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم بلکہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بزرگی اور عالی مرتبی قرآن وحدیث کی رُو سے جانی بوجھی بلکہ گویا آنکھوں دیکھی حقیقت ہے جس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں لیکن یہ ناحق کوشش جماعت اپنے ملمع شدہ دلائل سے ان پر طعن وقدح کرتی ہے پس ان کی وہ جرح وقدح بالکل ایسی ہی ہے جیسے کہ کوئی عیار اپنے ہاتھ کے پتھر کے ٹکڑے کو سونا ثابت کرنے کی کوشش کرے اور اپنے ''منطقی'' دلائل سے سیدھے لوگوں کو بیوقوف بنائے اے رب ہمارے! ہدایت کے بعد ہمارے دلوں کو کجی اور گمراہی سے محفوظ رکھ اور ہم کو اپنی رحمت سے نواز تو ہی ہر نعمت کا بخشنے والا ہے رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔

---

[1] دفتر دوم مکتوب ۹۶

Marfat.com

در حقیقت شیعوں کے تمام مطاعن کی حقیقت یہی اور صرف یہی ہے اور اس کے جان لینے کے بعد تشیع کا سارا طلسم ٹوٹ جانا اور ان کی آبلہ فریبیوں کا پردہ تار تار ہو جاتا ہے۔

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے فتنہ رفض اور اس کے مختلف شعبوں کے خلاف اپنے مستقل رسالہ ''رَدِّ رافض'' کے علاوہ مکتوبات شریف میں بھی جو کچھ متفرق طور پر لکھا ہے اگر اس سب کو جمع کیا جائے تو بلاشبہ ایک ضخیم کتاب مرتبہ ہو سکتی ہے اس مختصر مقالہ میں ہم نے جو اقتباسات پیش کیے ہیں در حقیقت ان کو سمندر سے صرف کوزہ بلکہ قطرہ ہی کی نسبت ہے۔

اس ''ایرانی فتنہ'' کے خلاف اس قلمی جہاد کے علاوہ آپ نے لسانی جنگ بھی بڑی پامردی سے کی اور اگرچہ یہ فتنہ حکومت وقت کے آغوش میں تربیت پا رہا تھا اور گویا شاہی محل ہی اس کا سرچشمہ بنا ہوا تھا پھر بھی آپ نے بارہا علیٰ درس الاشہاد عام معرکوں اور خاص محفلوں میں مناظروں اور تقریروں میں اس کے تار و پود بکھیرنے میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا اور یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ آپ ہی کی ان مجددانہ مساعی اور مجاہدانہ سرگرمیوں نے عام مسلمانوں کو اس سیلاب میں بہنے سے بچا لیا ورنہ آج ہند و پاک میں ۴۰ کروڑ مسلمانوں میں ''عداء ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ'' کی تعداد صرف دو کروڑ ہی نہ ہوتی، (اللّٰھم نور مرقدہ و برد مضجعہ واحشر نا معہ)[1]

حکمران طبقہ کی اصلاح

حکومت کی بے راہ روی اور ہندو نوازی کی وجہ اسلام اور فرزندان اسلام پر اس وقت جو کچھ گزر رہی تھی اور ہندوستان کی زمین باوجود اس کی وسعت کے ان کے حق میں جس قدر تنگ کر دی گئی تھی اس کا اندازہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے انہی اجمالی بیانات سے ہو سکتا ہے یہ تو بیرونی بلا تھی جو بدقسمتی سے حکومت اور آہ کہ اپنی حکومت کے ہاتھوں سے مسلط ہو رہی تھی۔

لیکن بدتمیزی کے اس طوفان کا مقابلہ بھلا ان تنکوں سے کیا ہو سکتا تھا؟ قدرت ہمیشہ ایسے موقعہ پر کسی ایسی ''عظیم ہستی'' کو برسرکار لائی ہے جو ہی کمالات اور غیبی قوتوں سے سرفراز ہوتا ہے اور دراصل یہ ساری تمہید اسی بزرگ ہستی اور اس کے محیر العقول کارنامے آہنی عزائم و ارادے کی تفصیل ہی کے لیے تھی لیکن تمہید بھی اتنی طویل ہو چکی ہے کہ اب اس کے لیے کسی

[1] تذکرۂ امام ربانی مجدد الف ثانی

Marfat.com

دوسرے مستقل باب یا "مقالہ" کی ضرورت ہے بلکہ میں تو سمجھتا ہوں کہ مذکورہ بالا واقعات ہائل کے دیکھنے کے بعد اب اندازہ ہوسکتا ہے کہ مغلی تخت پر اکبر کے نام سے جو بادشاہ پچاس سال تک بیٹھا رہا وہ کیا تھا اور پھر اچانک عہد جہانگیری میں دریا کا رخ بدلتا ہے تا کہ آنکہ شاہجہان کے عہد تک پورا بدل جاتا ہے اور عالمگیری دور میں تو وہ اسی سمت فراٹے بھرنے لگتا ہے صرف اتنی سی بات حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے پہچاننے کے لیے اس وقت کافی ہوسکتی ہے جب یہ بتا دیا جائے کہ یہ جو کچھ ہوا حق تعالیٰ نے اس کا ذریعہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی ہستی گرامی کو بنایا حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے لیے حق تعالیٰ نے یہ راستہ پیدا کر دیا اور آپ کی عظمت وجلالت اور مودت ومحبت کچھ ایسے قلوب میں ڈال دی جن کے ہاتھوں میں سلطنت کا کاروبار تھا اور جن کو حکومت میں کافی رسوخ حاصل تھا آپ نے ایک طرف تو خود ان کی تعلیم وتربیت فرمائی اور ان کے خیالات کو درست کر کے اسلامی زندگی کا اصلی نصب العین ان کے سامنے رکھا اور دوسری طرف ان کے ذریعہ حکومت کی مشینری کے رُخ کو صحیح کیا یہ ارکان سلطنت جن کے ذریعہ سے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ اپنا یہ انقلابی پروگرام چلا رہے تھے ان میں سے بعض دارالسلطنت آگرہ ہی میں اور بعض دیگر مختلف صوبوں میں تھے اور حضرت ہر ایک کو برابر ہدایات دیتے تھے جبکہ تار برقی کا یہ جال اور ریلوں کا موجود الوقت نظام پھیلا ہوا نہ تھا اس وقت یہ "فقیر" کس طرح سرہند کے ایک گوشہ میں بیٹھ کر یہ کچھ کر رہا تھا۔

اکبر کا زمانہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے لیے تیاری کا زمانہ تھا ادھر اس کا انتقال ہوا اور جہانگیر تخت پر بیٹھا کہ آپ میدان میں اتر پڑے بہرحال مکتوبات شریف سے اندازہ ہوتا ہے کہ جہانگیر کے تخت پر بیٹھنے کے ساتھ ہی آپ نے اپنا کام شروع کر دیا قریب قریب اس وقت آپ کی عمر کے چالیس سال پورے ہو چکے تھے بہرحال یہ ہوسکتا ہے کہ آپ بھی ملک کی سیاسیات میں شریک ہو کر حکومت کا کوئی عہدہ اپنے ہاتھ میں لے کر کام کرتے اور جس قسم کے وسائل آپ کو میسر تھے یہ چنداں دشوار بھی نہ تھا لیکن آپ نے بظاہر اپنے کو سلطنت سے بالکل الگ تھلگ رکھا لیکن مکاتیب اٹھا کر دیکھو! جہانگیر کے دربار کا شاید ہی کوئی ممتاز رکن ہوگا جس کے نام سے آپ کے خطوط نہیں ہیں، خان اعظم، خان جہاں، خان خاناں، مرزا داراب، قلیج خاں، خواجہ جہاں، اور سب سے زیادہ نواب سید فرید صاحب وغیرہم کے نام خطوط ہیں ان تمام خطوط کا قدر مشترک صرف ایک ہی مقصد

Marfat.com

کہ جس طرح ممکن ہو اس نقصان کی تلافی ہونی چاہئے جو اسلام کو اکبری عہد میں پہنچایا گیا ہے بات کہ آپ نے جہانگر کے تخت نشینی کے ساتھ یہ کاروبار شروع کر دیا تھا۔

دیکھنے کی بات یہ ہے کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے دربار کے ان امراء پر آخر کس طرح قابو حاصل کیا حالانکہ کوئی زیادہ زمانہ نہیں گزرا تھا یہ جتنے تھے اکبر ہی کی تھیلی کے چٹے بٹے تھے ابوالفضل فیضی کے فیض یافتہ تھے ان اسباب کا احاطہ اور استقصاء اور وہ بھی اس مقالہ میں مشکل ہے لیکن سرسری طور پر اس عہد کے علماء اتنا تو اندازہ کر سکتے ہیں کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے لکھنے لکھانے میں کیا وہ رنگ اختیار نہیں کیا تھا جو اس عہد کے بڑے سے بڑے انشا پردازوں کا تھا ایک طرف آپ ابوالفضل کی سحر نگاریوں کو رکھیے اور دوسری طرف حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے زور قلم کو دیکھے پھر اندازہ کیجئے کہ انشاء کا زور کس میں ہے اسی کے ساتھ آپ نے "دینی حقائق" کی تعبیر میں بھی اپنے زمانہ کا ساتھ دیا کہتے وہی تھے جو تیرہ سو سال پیش تر سے کہا جاتا تھا لیکن کہنے کا ڈھب وہ اختیار کیا کہ سننے والے کو محسوس ہوتا تھا کہ شاید کوئی نئی باتیں سن رہا ہے ایک نیا فلسفہ نئے نظریات، جدید نظام اس کے سامنے پیش ہو رہا ہے، یہ ہیں مجددانہ ہاتھوں کی چابکدستیاں جن کے ذریعہ سے وہ اپنے زمانہ کے عامی دماغوں پر قابو حاصل کرتے ہیں اور قابو پالینے کے بعد تو پھر اختیار حاصل ہو جاتا ہے کہ اس راہ سے آپ مخاطب کے دل میں جو چاہئے ڈال لئے جن منشیانہ اور فلسفیانہ تعبیروں سے الحاد پیدا کیا گیا تھا شیخ فاروقی کے خطوط میں دیکھو ٹھیک ان ہی تعبیروں سے وہ براہ راست قرآنی تعلیمات اور پیغمبرانہ سنن کی عظمت قلوب میں اتارتے چلے جاتے ہیں۔

کیا اس زمانہ کے علماء کے لیے اس میں کوئی عبرت ہے؟ یاد رکھنا چاہئے کہ عوام سے مراد کبھی وہ جماعت نہیں ہوتی جن کا شماران پڑھے جاہلوں میں ہے بلکہ ہر قوم کا یہ طبقہ ان لوگوں کے زیر اثر رہتا ہے جو دنیاوی حیثیت سے مناصب وجاہ کے مالک ہوتے ہیں، حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا قلم اسی طبقہ کے شکار میں بڑا ماہر تھا آج بھی عوام پر ان ہی لوگوں کا اثر ہے جو انگریزی تعلیم پا کر حکومت میں کسی عہدہ یا وقار کے مالک ہیں عام مسلمانوں کو قابو میں لانے کے لیے ضرورت اس کی تھی کہ علماء اس طبقہ کو اپنے دائرہ عقیدت سے نکلنے نہ دیتے لیکن اس بدبختی کا کیا علاج ہے کہ یہ صف مقابل کی ایک جماعت ٹھہرائی گئی ہے علماء صرف ان لوگوں پر قناعت کیے ہوئے ہیں جو بھی

Marfat.com

حکومت سے دور ہیں یا دوسرے لفظوں میں جن پر جدید تعلیم کا اثر نہیں پڑا ہے لیکن بکری کی ماں کب تک خیر منائے گی، خصوصاً لازمی تعلیم کی بعد کیا آپ امید کرتے ہیں کہ آپ کی قوم میں پھر کوئی ایسی جماعت بھی رہ جائے گی جس کو موجودہ تعلیم کی ہوا نہ لگی ہو، اگرچہ قیمتی اوقات کا بہت بڑا حصہ ضائع ہو چکا ہے لیکن پھر بھی کامل مایوسی کی حد تک بات نہیں پہنچتی ہے۔

لیکن سچی بات یہ ہے کہ یہ چیزیں بھی اسی وقت کارگر ہو سکتی ہیں جب ان میں بھی پہلے کام کرنے والا اپنے اندر اس ''یقین'' کو پیدا کر چکا ہو جو بے چین کر کے اس کو کام کرنے کے لیے مضطرب اور بے کل کر دے وہ کام کو نہ اٹھائے بلکہ کام ہی اس کو اٹھائے اور نہ مذہب ٹھنڈے دونوں سے آپ اس گرمی کو کہاں پیدا کر سکتے ہیں، جس کے شعلے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے لفظ لفظ سے پھوٹے پڑتے ہیں خدا کا شکر ہے کہ ابھی علماء کی جماعت میں چند افراد ہیں ''یقین'' کا یہ ذخیرہ باقی ہے وہ اس کو دوسروں تک منتقل کر سکتے ہیں لیکن صرف اس کی ضرورت ہے کہ جن کو یہ ''یقین'' سپرد کیا جائے ان کو عصری اسلحہ اور آلات سے بھی تھوڑا بہت مسلح ہو جانے کا سامان کر لیا جائے تو ہو سکتا ہے کہ اسی گزر نے کوئی سوار آج نہیں تو کل نکل پڑے۔[1]

میری پیدائش سے مقصود اور ہے

حضرت خواجہ مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز مکتوب نمبر ۶ دفتر دوم میں اپنے جانشین علوم مجددیہ کے وارث حضرت صاحبزادہ خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ العزیز کو اپنے پیدائش کا مقصد تحریر کرتے ہیں:

الحمد للّٰہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی (اللہ تعالیٰ کے لیے حمد ہے اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہو) میں سمجھتا ہوں کہ میری پیدائش سے مقصود یہ ہے کہ ولایت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولایت ابراہیمی علیہ السلام کے رنگ میں رنگی جائے اور اس ولایت کا حسن ملاحت اس ولایت کے جمال صباحت کے ساتھ مل جائے حدیث میں آیا ہے (اخی یوسف اصبح وانا املح) میرا بھائی یوسف صبیح تھا اور میں ملیح ہوں، اور اس انصباح اور املاح سے محبوبیت محمدیہ کا مقام درجہ بلند تک پہنچ جائے۔

---

[1] تذکرہ مجدد الف ثانی

ملت ابراہیمی علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے اتباع کے امر سے یقیناً اسی دولت عظمیٰ حاصل ہونا مقصود ہوگا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صلوات و برکات جیسے صلوات و برکات کا طلب کرنا اسی غرض کے لیے ہوگا صباحت و ملاحت دونوں حق تعالیٰ کے اس حسن ذاتی کا پتہ دیتی ہیں جس میں صفات کی ملاوٹ نہیں لیکن صفات وافعال و آثار کا حسن سب حسن صباحت سے استفاد ہے جو بڑی برکت والا ہے حسن ملاحت حضرت اجمال سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے گویا ملاحت دائرہ حسن کا مرکز ہے اور صباحت اس مرکز کا دائرہ ہے۔

حضرت ذات تعالیٰ میں جس طرح بساطت ہے وسعت بھی ہے لیکن وہ بساطت و وسعت نہیں جو ہمارے فہم میں آسکے اور نہ وہ اجمال و تفصیل جو ہمارے ادراک میں آئے۔

لاتدركه الابصار وهو يدرك الابصار وهو اللطيف الخبير [سورة الانعام:۱۰۳]

"آنکھیں اس کو نہیں پاسکتیں لیکن وہ آنکھوں کو پاسکتا ہے اور وہ باریک بین اور باخبر ہے۔"

بساطت و وسعت جو حق تعالیٰ کی ذات میں ثابت کرتے ہیں ایک دوسرے سے جدا ہیں نہ کہ ایک دوسرے کا عین ہیں جیسے کہ بعض نے گمان کیا ہے لیکن وہ تمیز جو اس مرتبہ میں ان کے درمیان ثابت ہے ہمارے ادراک کے احاطہ اور ہمارے فہم کے دائرہ سے باہر ہے پس صباحت و ملاحت بھی ایک دوسرے سے جدا ہیں اور ہر ایک کے احکام الگ الگ ہیں اور وہ کمالات جو ان کے متعلق ہیں وہ بھی ایک دوسرے سے جدا جدا ہیں معلوم ہوتا ہے کہ میں اپنی پیدائش سے جو مقصود سمجھتا تھا وہ حاصل ہو گیا ہے اور ہزار سال کی دعا قبول ہو گئی ہے۔

الحمد لله الَّذِی جَعَلَنِی صلة بين البحرين ومصلحا بين الفئتين اعمل الحمد على كل حال والصلوٰة والسلام علىٰ خير الانام وعلىٰ اخوانه الكرام من الانبياء والملئكة العظام

"اللہ تعالیٰ کی کمال حمد ہے جس نے مجھ کو دو دریاؤں کا ملانے والا اور دو گروہوں کے درمیان اصلاح کرنے والا بنایا اور حضرت خیر الانعام اور ان

Marfat.com

کے بھائیوں یعنی انبیاء اور ملائکہ عظام پر صلوٰۃ وسلام ہو۔"

چونکہ صباحت نے بھی ملاحت کا رنگ اختیار کرلیا ہے اس لیے خلت ابراہیمی کے مقام نے بھی وسعت پیدا کی ہے اور محیط نے مرکز کا حکم حاصل کرلیا ہے۔

جاننا چاہیے کہ مقام محبت مرتبہ ملاحت سے مناسب رکھتا ہے اور مقام خلت مرتبہ صباحت کے مناسب ہے مقام محبت میں محبوبیت صرف حضرت خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے نصیب ہے اور محسبیت خالص حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کے ساتھ مخصوص ہے اور حضرت خلیل اللہ علیہ السلام یاری اور ندیمی کی نسبت رکھتے ہیں محبت ومحبوب اور ہوتا ہے اور یار وندیم اور ہر ایک کی نسبت الگ الگ ہے۔

یہ فقیر چونکہ ولایت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ولادت موسویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا تربیت یافتہ ہے اس لیے وطن وسکونت مقام ملاحت میں رکھتا ہے لیکن ولایت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی محبت کے غلبہ کے باعث محبوبیت کی نسبت غالب ہے اور محسبیت کی نسبت مغلوب ومستور۔

اے فرزند! باوجود اس معاملہ کے جو میری پیدائش سے مقصود تھا ایک اور کارخانہ عظیم میرے حوالہ فرمایا ہے مجھے پیری ومریدی کے واسطے نہیں لائے اور نہ میری پیدائش سے خلق کی تکمیل وارشاد مقصود ہے بلکہ معاملہ دیگر اور کارخانہ دیگر مطلوب ہے اس ضمن میں جس کو مناسبت ہوگی وہ فیض پالے گا ورنہ نہیں معاملہ تکمیل وارشاد اس کارخانہ کے مقابلہ میں راستہ میں پھینکی ہوئی چیز کی طرح ہے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی دعوت کو ان کو باطنی معاملات کے ساتھ یہی نسبت تھی اگرچہ منصب نبوت ختم ہو چکا ہے لیکن نبوت کے کمالات اور خصوصیتوں سے تبعیت اور وراثت کے طور پر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کامل تابعداروں کو حصہ حاصل ہے والسلام۔"

حضرت مولانا مناظر احسن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

یہ کارخانہ عظیم اور معاملہ دیگر کہ جس کے سامنے تکمیل وارشاد کی بھی کوئی حقیقت نہیں بجز احیا ملت اور اقامت دین کے اور کیا ہوسکتا ہے فی الحقیقت آپ کا اصل کام یہی تھا کہ اسلامی دنیا کی کایا پلٹ دیں اور حق جو باطل کے پردوں میں مستور ہوگیا تھا اس کو اصلی صورت اور اس کی شان میں دنیا کے سامنے رکھ دیں کلمہ الٰہی پھر غالب ہو اور کفر وبدعت کے غلیظ بول اسلام کے افق سے

Marfat.com

...چھانٹ دیئے جائیں۔

...شاہ کی اصلاح

حضرت شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے نزدیک بادشاہ کی اصلاح و درستگی سارے عالم ...و درستگی ہے اس لئے آپ نے بادشاہ کے اردگرد رہنے والے امراء اور درباری حاکموں کی اصلاح ...و درستگی کرتے ہوئے ماحول دربار کو درست فرمایا تاکہ ماحول کے درست ہونے کی بنا پر بادشاہ ...کے کانوں میں اچھی باتیں عقائد اسلام کے مسلمات ڈالیں جائیں تو بادشاہ کی کافی حد تک اصلاح ...و درستگی قلب ہوسکتی ہے جس وجہ سے ملک میں دینی انقلاب آسکتا ہے اس لئے آپ جہانگیر کے ...دربار کے امیر لالا بیگ کو کس دل سوزی سے تحریر فرماتے ہیں۔

بادشاہت کے شروع ہی میں اگر مسلمانی کا رواج ہوگیا اور مسلمانوں کا کھویا ہوا اعتبار ...حاصل ہوگیا تو کیا کہئے لیکن العیاذ باللہ اگر اس میں کچھ رکاوٹ یا تاخیر ہوئی تو مسلمانوں کا کام ...سخت دشواری میں پڑ جائے گا الغیاث، الغیاث، الغیاث، (فریاد، فریاد، فریاد)۔"

آخر میں فرماتے ہیں اور کتنے خروش و جوش کے ساتھ فرماتے ہیں:

"دیکھیں کون ایسا صاحب دولت ہے جو اس سعادت سے فیض یاب ہوتا ہے اور کس شاہ ...کی رسائی یہاں تک ہوتی ہے یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہے دے اور خدا بڑے فضل والا ہے۔"

ایک دوسرے مکتوب میں "خان جہاں" کو اسی مقصد کی طرف متوجہ فرماتے ہوئے ...رقام فرماتے ہیں:

"یہی نوکری جو تم کرتے ہو، اگر اس کو آنحضرت ﷺ کی شریعت کے زندہ کرنے کا ...ذریعہ بناؤ تو تم نے گویا پیغمبروں کا کام کیا دین متین کو روشن کروگے اور آباد کروگے ہم فقیر لوگ ...اپنی جان بھی لگا دیں جب بھی آپ جیسے شاہبازوں کی گرد تک نہیں پہنچ سکتے ہیں۔"

اسلام کی غربت اور کسمپرسی اور حکومت وقت کی اس کے ساتھ بے مہری کا ذکر کرنے کے ...حکومت وقت کے خاص رکن خان اعظم کو مکتوب نمبر ۶۵ دفتر اول میں لکھتے ہیں:

"اس نازک وقت میں جبکہ ہمارا پلہ کمزور ہے اور ہم بازی ہار چکے ہیں آپ کے وجود

Marfat.com

کو ہم غنیمت سمجھتے ہیں اور سوائے تمہارے کوئی "مرد میدان" اس میدان میں ہم کو نظر نہیں آتا "حق تعالیٰ بطفیل اپنے نبی اور ان کے اہل بیت کے علیہ السلام آپ کا ناصر و مددگار ہو حدیث پاک میں وارد ہوا ہے کہ "تم میں سے کوئی کامل مؤمن نہیں ہو سکتا ہے جب تک اس کو دیوانہ نہ کہا جائے" اس وقت وہ دیوانگی جس کی بنیاد اسلامی غیرت اور حمیت پر ہوتی ہے آپ ہی کی فطرت میں نظر آتی ہے والحمد للہ علیٰ ذٰلک آج وہ وقت ہے کہ تھوڑے عمل کو بڑے ثواب کے بدلے میں بڑی مہربانی سے قبول فرماتے ہیں...... یہ جہاد قومی جو آج تم کو میسر ہے جہاد اکبر ہے اس کو غنیمت جانو اور مزید کے طالب رہو یہ جہاد باللسان جہاد بالسیف سے افضل ہے ہم جیسے بے دست و پا فقراء جن کی بادشاہی تک رسائی نہیں اس نعمت سے محروم ہیں ہم نے تم کو خزانے کا پتہ دے دیا ہے اگر ہمارا ہاتھ اس تک نہیں پہنچ سکا ہے تو شاید تم ہی اس کو پالو۔"

صدر جہاں کو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کس تڑپتے ہوئے دل سے تحریر فرماتے ہیں مکتوب نمبر ۱۹۵ دفتر اول۔

"اب جبکہ سلطنت میں انقلاب رونما ہو گیا ہے اور اہل مذاہب کے عناد کی تیزی ختم ہو چکی ہے عظماء اسلام وزراء اور علماء کرام کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی پوری توجہ احکام شرعیہ کی ترویج پر لگا دی اور اولین فرصت میں اسلام کے ان ارکان کو قائم کریں جو عہد ماضی میں منہدم کر دیے گئے تھے ہم غریبوں کو اس بارہ میں تاخیر و توقف سے سخت بے چینی ہے جبکہ بادشاہان اسلام ہی میں سنن نبویہ کی ترویج کا جذبہ نہ ہو اور ان کے مقربین میں اس بارہ میں کچھ نہ کریں تو فقراء اہل اسلام کے لیے کام بڑا تنگ و تاریک ہو جائے گا انا للہ وانا الیہ راجعون کیا بتائیں کہ اس دینی بربادی کی وجہ سے ہمارا کیا حال ہے آہ جو دولت ہم سے چھنی ہے اگر وہ جناب سلیمان کے ہاتھ سے گئی ہوتی تو وہ خود اور ان کے ساتھ دیو پری سب خون کے آنسو روتے۔"

خان جہاں جو سلطان وقت کے مقربین خاص میں سے تھے اور جہانگیر جن کی بات کو سنتا اور مانتا تھا ان کی اصلاح کی طرف حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو خاص توجہ تھی مکتوبات کے تینوں دفتروں میں آپ کے نام بہت سے مکاتیب ہیں دفتر دوم میں ایک طویل مکتوب گرامی ہے جس میں آپ نے دین کے تمام مہمات تمام ضروری عقائد اور ارکان اسلام کو بڑی خوبی اور خوش اسلوبی سے جمع

Marfat.com

دیا ہے اور بلا مبالغہ کہا جاسکتا ہے کہ ایک شخص کو دین اسلام اور طریقہ اہل سنت و جماعت سے ... کرانے کے لیے یہی مکتوب گرامی کافی ہے، مکتوب نمبر ۶۷ دفتر دوم میں دین کے متعلق تمام ... وری باتیں لکھنے کے بعد ''حرف مطلب'' کو اس طرح ادا فرماتے ہیں:

''حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے آپ کو جس دولت عظمیٰ سے ممتاز کر رکھا ہے کہ عام آدمی اس سے واقف ہیں بلکہ بہت ممکن ہے کہ خود تم کو بھی اس کا احساس نہ ہو یہ ہے کہ جبکہ بادشاہ وقت آپ کی ...ت سنتا اور مانتا ہے تو کتنا اچھا موقع اور کیسی نعمت ہے کہ صراحتاً یا اشارۃً جب جیسا موقع سمجھا جائے کلمہ حق یعنی حضرات اہلسنت و جماعت کے معتقدات کے موافق اسلامی تعلیمات ان کے کان میں ڈالی جائیں اور اہل حق کی باتیں وہاں تک پہنچائی جائیں بلکہ ہمہ وقت اس کے متلاشی اور منتظر رہیں کہ کوئی موقع مذہبی اور دینی گفتگو کا آئے تا کہ اسلام کی حقانیت اور کفر اور اہل کفر کی خرابیاں بیان کی جاسکیں۔''

پھر ہندی بت پرستوں اور شیعوں کے عقائد باطلہ پر ایک مختصر تبصرہ فرمانے کے بعد کہ حکومت کو اس وقت یہی دو گھن لگے ہوئے تھے، آخر مکتوب میں پھر اپنے مطلب پر آجاتے اور فرماتے ہیں، اب میں اصلی بات پر آتا ہوں اور کہتا ہوں کہ آپ کو معلوم ہے کہ بادشاہ مثل روح کے ہے اور باقی انسان بمنزلہ جسم کے اگر روح ٹھیک ہوتی ہے تو جسم بھی صحیح سالم رہتا ہے اور جب روح میں کوئی خرابی آجاتی ہے تو جسم بھی خراب ہو جاتا ہے پس بادشاہ کی اصلاح کی کوشش کرنا دراصل تمام انسانوں کی اصلاح کی کوشش کرنا ہے اور یہ اصلاح اس طرح ہوسکتی ہے کہ جب موقع ملے اور گنجائش نظر آئے صحیح اسلامی تعلیمات ان کے کان میں ڈالی جائیں اور مخالفین کے مذاہب باطلہ کا رد کیا جائے اگر یہ دولت آپ نے حاصل کی تو سمجھے کہ آپ کو انبیاء علیہم السلام کی وراثت مل گئی بڑی سعادت ہے کہ آپ کو یہ دولت مفت مل رہی ہے اس کی قدر جاننی چاہیے۔''

انہی خان جہاں کو ایک اور مکتوب دفتر سوم میں ارقام فرماتے ہیں: ''یہی خدمت اور یہی منصب جس پر آپ ہیں اگر اس شریعت مصطفوی کی تائید وترویج میں پورا کام لیں اور اس کے لیے اپنی امکانی قوت اور پورے اختیارات صرف کریں تو گویا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا کام کریں گے اور دین مقدس کو منور اور آباد کر دیں گے ہم فقیر لوگ اگر اپنی جان بھی ختم کر دیں گے جب بھی

Marfat.com

اس کام میں آپ جیسے شاہبازوں کی گرد نہیں پا سکتے بس توفیق وسعادت کی گیند سامنے ڈال دی گئی ہے لیکن کوئی خوش بخت میدان میں نہیں اترتا نہ معلوم سواروں کو کیا ہو گیا، اے اللہ اپنی مرضیات کی توفیق دے۔''

بارگاہ سلطانی کے ممتاز مقربین میں ایک شیخ فرید بھی تھے ان کے نام بھی حضرت کے بہت سے مکاتب ہیں ایک مکتوب نمبر ۴۷ دفتر اول میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

''بادشاہ کو دنیا سے وہی نسبت ہے جو دل کو تمام بدن سے کہ اگر دل صحیح ہے تو بدن بھی صحیح اور اگر دل میں خرابی آئی تو بدن بھی خراب ہوگا بہر حال بادشاہ کی صلاح وفساد سے دنیا کا صلاح و فساد وابستہ ہے۔''

''آج کہ دولت اسلام کی ترقی اور بادشاہ اسلام کی تخت نشینی کی خوشخبری عام وخاص کو پہنچ گئی اہل اسلام نے بادشاہ کی امداد واعانت اور ترویج شریعت اور تقویت ملت کے بارہ میں اس کی رہنمائی اور اس راہ میں ہر قسم کا تعاون لازم وضروری جانا اور اولین امداد یہی ہے کہ مسائل شرعیہ اور کتاب وسنت واجماع امت کے مطابق عقائد اسلامیہ سے ان کو باہر کیا جائے تا کہ کوئی مبتدع اور کوئی گمراہ غلط راہ پر لے جا کر کام خراب نہ کر دے، جناب والا سے توقع ہے کہ جب خدا نے آپ کو بادشاہ کا قرب اور پھر کلمہ حق کہنے کی استطاعت اور قدرت دی ہے تو خلوت اور جلوت میں شریعت کی ترویج کے لیے ضرور کوشش فرمائیں گے اور مسلمانوں کو اس کسمپرسی کے عالم سے ضرور نکالیں گے۔''

پھر انہی شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ کو مکتوب نمبر ۴۸ دفتر اول میں تحریر فرماتے ہیں:

''ان اکابر انبیاء ورسل کی بعثت سے غرض شریعت کی تبلیغ ہوتی ہے پس سب سے بڑی نیکی یہی ہے کہ شریعت کی ترویج اور احکام الٰہیہ کے اجراء کے لیے کوشش کی جائے بالخصوص اس زمانہ میں کہ اسلامی شعائر منہدم ہو گئے ہیں اللہ کی راہ میں کروڑ ہا روپیہ خرچ کرنا اس کی برابر نہیں ہے کہ احکام شرعیہ میں سے ایک حکم کو رواج دے دیا جائے کیونکہ اس کام میں حضرات انبیاء علیہم الصلوات والسلام کی اقتداء اور ایک گونہ ان کے ساتھ مشارکت ہے۔''

ایک اور مکتوب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ ہی کو لکھتے ہیں:

Marfat.com

''حق سبحانہ وتعالیٰ سے دعاء ہے کہ بزرگان اہل بیت نبوی کی اولاد ہی کے ذریعہ سے شریعت کے ارکان اور ملت کے احکام رواج پذیر ہوں بس یہی اصل کام ہے اس کے سواسب ہیچ ہے گمراہی کے اس طوفان میں غرباء اہل اسلام کو نجات کی امید آج بھی اہل بیت نبوی ہی کی کشتی سے ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے میرے اہل بیت کی مثال کشتی نوح کی سی ہے جو اس پر سوار ہو گیا اس نے نجات پائی اور جو الگ رہا وہ ہلاک ہوا پس اپنی بلند ہمت کو بتمام کمال اسی پر لگا دیں کہ (احیاء ملت اور ترویج شریعت) کی ہر سعادت حاصل ہو خدا کے فضل سے عظمت وجاہ اور شوکت وجلال سب ہی میسر ہے باوجود اس شرف کے اگر یہ دولت بھی میسر آ گئی تو پھر تو سعادت کے میدان میں سب ہی سے بازی لے گئے یہ حقیر تائید ملت اور ترویج شریعت کے متعلق اسی قسم کی باتیں پیش خدمت کرنے کے لیے حاضری کا قصد کر رہا ہے۔''

نیز انہی شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

''میرے سیادت پناہ! مکرم آج اسلام بڑی کسمپرسی کی حالت میں ہے اس وقت اگر ایک مزدور اس کی امداد تقویت کے لیے دمڑی کی کوڑی بھی خرچ کرے تو مولا تعالیٰ اس کو کروڑوں میں خریدتے ہیں دیکھیں کس بہادر کو اس دولت احیاء ملت وترویج شریعت سے مشرف فرماتے ہیں اور کس سے یہ مہم سر کراتے ہیں، یوں تو دین کی تقویت جس وقت بھی جس سے وقوع میں آئے اچھا ہی ہے لیکن اسلام کی اس کس مپرسی کے زمانہ میں آپ جیسے جوانمردان اہلبیت سے زیبا تر اور خوب تر ہے کیونکہ یہ دولت اصلاً آپ ہی کے محترم خاندان کی خانہ زاد ہے تعلق آپ حضرات سے بالذات ہے اور دوسروں سے بالعرض اور بالواسطہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اور حقیقی وراثت ہی کام کے کرنے میں ہے۔

پڑا میدان میں ہے گیند توفیق وسعادت کا، ہوا کیا ہے سواروں کو کوئی آگے نہیں بڑھتا،

کفر کی جو باتیں پچھلے دور میں پیدا ہو گئی تھیں اب اس وقت جبکہ بادشاہ اسلام کو اہل کفر کے ساتھ وہ توجہ نہیں رہی ہے ان کا کچھ بھی باقی رہنا مسلمانوں کے دلوں پر سخت گراں ہے۔

مسلمانوں پر ضروری ہے کہ بادشاہ کو ان بدکیشوں کی رسومات کی قباحت پر مطلع کریں اور ان کے مٹانے کی پوری کوشش کریں جو کچھ ان میں سے باقی رہ گئی ہیں ان کا بقا شاید اسی وجہ سے

Marfat.com

ہو کہ بادشاہ کو ان کی خرابی کا علم نہ ہو۔

بہر حال شرعی مسائل سے بادشاہ کو مطلع کرتے رہنا نہایت ضروری ہے جب تک یہ نہ ہوگا بادشاہ کے مقربین اور علماء اسلام پر اس کا بار رہے گا اگر اس سلسلہ میں کسی جماعت پر عتاب ہو جائے اور کوئی تکلیف پہنچے تو بڑی سعادت ہے انبیاء علیہم السلام نے احکام شرعیہ کی تبلیغ میں کیا تکلیفیں اٹھائیں اور کیا کیا مشقتیں برداشت نہیں کیں سارے نبیوں کے سردار آقائے پیغمبر نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کسی پیغمبر کو اتنی تکلیفیں نہیں دی گئیں جس قدر کہ مجھے دی گئیں۔

عمر گذری پر نہ قصہ درد کا پورا ہوا
رات آخر ہو گئی اب چھوڑتا ہوں ماجرا

اس قسم کے مکاتیب جو حضرت نے مقربان سلطانی کو وقتاً فوقتاً لکھے ہیں دفاتر مکتوبات میں پچاسوں موجود ہیں پھر ان میں صرف یہی نہیں ہے کہ بادشاہ تک کلمہ حق پہنچانے اور اس کو راہ راست پر لانے کی طرف ہی ان کو توجہ اور ترغیب دلائی ہو بلکہ اکثر مکاتیب میں تو ان مسائل کو بھی خود ہی وضاحت اور تفصیل سے نہایت دلنشین طریقہ پر لکھ دیا ہے، کفر و شرک اور رسوم کفار کی تردید و تقبیح اور اسلام و شعائر اسلام و تعلیمات اسلام کی تائید و توضیح اس طرح کی ہے کہ ایک صاحب فہم اور منصف مزاج کی اصلاح اور درستی خیالات کے لیے بالکل کافی ہے ان مکاتیب کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت نے بادشاہ کے ان ہم نشینوں اور مقربوں پر اچھی طرح قبضہ کر لیا تھا اور گویا ان کو اپنا ریکارڈ بنا لیا تھا کہ جو بات اور اصلاح کی جو آواز آپ بادشاہ تک پہنچانا چاہتے تھے پس ان میں بھر دیتے تھے اور پھر وہ ان کے ذریعہ بادشاہ وقت کے کانوں تک پہنچ جاتی تھی، اس تدبیر سے آپ نے اتنی کامیابی حاصل کی کہ چند ہی دنوں میں بادشاہ کے رجحانات میں نمایاں تبدیلی پیدا ہو گئی اور ''غریب'' اسلام کی طرف بھی توجہ کی جانے لگی اور نوبت بایں جارسید کہ ایک دن شیخ فرید ہی کو سلطانی حکم ملا کہ:

''دربار کے لیے چار دیندار عالم مہیا کیے جائیں جو مسائل شرعیہ بتلایا کریں تاکہ کوئی کام خلاف شرع واقع نہ ہوئے۔''

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو جب یہ خبر پہنچی تو بے حد مسرت ہوئی لیکن آپ کی مجددانہ فطرت

Marfat.com

نے اس باریک تر خطرہ کو بھی فوراً ہی محسوس کر لیا جو اس سراپا خیر تجویز میں مضمر تھا آپ کے حافظہ میں واقعات کی پوری روئیداد موجود تھی اور یہ حقیقت آپ کے سامنے تھی کہ اکبر کو اسلام سے برگشتہ کر کے "اکفر" بعض نفس پرست اور جاہ پسند علماء سوہی نے بنایا تھا اگر خدانہ کردہ اسی ٹائپ کے "مولوی" پھر دربار میں جمع ہو گئے تو کہیں یہ کی کرائی محنت بھی برباد نہ ہو جائے آپ نے فوراً شیخ فرید کے نام ایک مکتوب گرامی لکھا اس میں شیخ موصوف کو دعائیں دینے اور اس خبر فرحت اثر پر مسرت وشادمانی کا اظہار کرنے کے بعد مکتوب نمبر ۵۳ دفتر اول میں تحریر فرماتے ہیں۔

"الحمد للہ! مسلمانوں کو اس سے بڑھ کر کون سی خوشی ہوگی اور ماتم زدوں کو اس سے زیادہ کیا خوشخبری لیکن چونکہ فقیر اسی غرض کے لئے آپ کی طرف متوجہ ہے اس لیے اس معاملہ میں ضروری باتیں کہنے اور لکھنے سے معاف نہیں رکھ سکتا مجھے معذور سمجھیں معلوم ہے کہ غرض والا تو دیوانہ ہوتا ہے۔"

عرض کرنا یہ ہے کہ ایسے دیندار علماء جن کو جاہ ومال کی چاہت بالکل نہ ہو اور جن کے سامنے ترویج شریعت اور احیاء ملت کے سوا کوئی نصب العین نہ ہو بہت ہی کم بلکہ کم سے کم ہیں اور ظاہر ہے کہ علماء میں اگر منصب اور عزت کی خواہش ہوئی تو ہر ایک اپنی طرف کھینچنا چاہے گا اور اپنی بڑائی جتانے کی کوشش کرے گا اور پھر ان میں اختلافات ہوں گے اور انہی کو یہ تقرب بادشاہی کا ذریعہ بنائیں گے لامحالہ پھر معاملہ بگڑ جائے گا۔

دور سابق میں علماء سوء کے اختلافات ہی نے دنیا کو بلا میں ڈالا تھا اب وہی چیز پھر درپیش ہے دین کی ترویج کجا کہیں پھر تخریب نہ ہو والعیاذ باللہ اگر بجائے چار کے ایک ہی عالم کو اس کے لیے انتخاب کریں تو بہتر ہے اگر علماء ربانی میں سے مل جائیں تو کیا کہنا ان کی صحبت تو کبریت احمر ہے اور اگر کوئی خالص اللہ والا میسر نہ ہو تو پھر خوب غور وفکر سے جس کو بہتر سمجھیں اس کو اختیار کریں۔ جس مخلوق کی نجات علماء کے وجود سے ہے اسی طرح لوگوں کا خسران بھی انہی سے وابستہ ہے ایک بزرگ نے ابلیس لعین کو دیکھا کہ بیکار بیٹھا ہے اس سے اس کی وجہ پوچھی اس نے کہا کہ اس زمانہ کے علماء میرا کام انجام دے رہیں اور دنیا کو گمراہ کرنے کے لیے کافی ہیں۔

Marfat.com

کام جس عالم کا ہو گا غفلت تن پروری
اور کی وہ کس طرح پھر کر سکے گا رہبری

میرا مقصد یہ ہے کہ اس معاملہ میں اچھی طرح غور وفکر کر کے کوئی قدم اٹھائیں جب بات ہاتھ سے نکل جاتی ہے تو پھر کوئی علاج نہیں ہوسکتا۔

حضرت امام ربانی شیخ سرہندی قدس سرہٗ العزیز مکتوب نمبر ۱۶۵ دفتر اول میں صدر جہاں کو علماء سوسے دور رہنے کی تلقین فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

''سنا گیا ہے کہ بادشاہ اب اسلامی رجحانات کی وجہ سے کچھ علماء چاہتے ہیں الحمدللہ علی ذٰلك آپ کو معلوم ہے کہ پچھلے دور میں جو فساد آیا وہ علماء ہی کی کمبختی سے پیدا ہوا تھا لہٰذا اس بارے میں خوب تحقیق وتلاش کر کے دیندار علماء کا انتخاب فرمایا جائے علماء سو دین کے چور ہیں اور ان کا مطمع نظر منصب اور پیسہ اور لوگوں کے نزدیک ذی عزت ہونا خدا ان کے فتنے سے محفوظ رکھے ہاں ان میں سے جو اچھے ہیں، وہ افضل ترین خلق ہیں، وہی وہ ہیں کہ روز قیامت ان کی روشنائی شہدا کے خون کے ساتھ تولی جائے گی اور اس روشنائی کا پلہ بھاری رہے گا لوگوں میں سب سے بدتر برے علما ہیں اور سب سے اچھے بھی علماء ہیں۔''

حضرت مولانا مناظر احسن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کس خوبصورتی سے لکھتے ہیں ان چیزوں سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے کس قدر خوش تدبیری اور کتنی دوراندیشی کے ساتھ حکومت کا رُخ کفر سے اسلام کی طرف پھیرا بہت سے ارکان حکومت اور عمائد سلطنت پر تو آپ پہلے ہی براہِ راست قبضہ کر چکے اور ان کو اندر اور باہر سے کامل انسان بنا چکے تھے پھر انہی میں سے بعض کے ذریعے خود بادشاہ وقت کو بھی بدل ڈالا''۔[1]

عمائدین سلطنت کے نام اصلاحی خطوط

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز لالہ بیگ کی طرف مکتوب نمبر ۸۱ دفتر اوّل میں تحریر کرتے ہیں:

''تقریباً ایک صدی سے اسلام پر اس قسم کی غربت چھا رہی ہے کہ کافر لوگ مسلمانوں

---

[1] تذکرۃ حضرت مجدد الف ثانی

Marfat.com

ہندوؤں میں صرف کھلم کھلا کفر کے احکام جاری کرنے پر راضی نہیں ہوتے بلکہ چاہتے ہیں کہ اسلامی احکام بالکل مٹ جائیں اور اسلام اور اہل اسلام کا نشان نہ رہے اور اس حد تک نوبت پہنچ گئی ہے کہ اگر کوئی مسلمان شعائر اسلامی کو ظاہر کرتا ہے تو قتل کیا جاتا ہے گائے کا ذبح کرنا ہندوستان میں اسلام کا بڑا شعار ہے کفار جزیہ دینے پر شاید راضی ہو جائیں مگر گائے ذبح کرنے پر ہرگز راضی نہ ہوں گے، سلطنت کے ابتداء ہی میں اگر اسلامی عقائد نے رواج پالیا اور مسلمانوں نے اعتبار پیدا کر لیا تو بہتر ورنہ نعوذ باللہ اگر توقف ہو گیا تو مسلمانوں پر کام بہت مشکل ہو جائے گا الغیاث، الغیاث، الغیاث دیکھیے کون صاحب دولت اس سعادت کو حاصل کرتا ہے اور کون بہادر اس دولت کو آگے بڑھ کر لیتا ہے، (ذٰلك فضل الله يؤتيه من يشآء والله ذو الفضل العظيم)۔

صدر جہاں کی طرف مکتوب نمبر ۱۹۴ دفتر اول میں تحریر فرماتے ہیں:

''احکام شرعیہ کے جاری کرنے اور مذہب مصطفوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے دشمنوں کی ذلت وخواری کی باتیں سن کر ماتم زدہ مسلمانوں کے دل کو خوشی اور روح کو تازگی حاصل ہوئی اس بات پر اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا احسان ہے اور اللہ تعالیٰ مالک وقدیر سے سوال ہے کہ اپنے نبی بشیر ونذیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل اس بڑے کام میں زیادتی بخشے یقین ہے کہ اسلام کے مقتدا یعنی سادات عظام اور علمائے کرام خلوت وجلوت میں اس دین متین کی زیادتی اور اس صراط مستقیم کے درپے رہیں گے یہ فقیر بے سروسامان اس بارے میں کیا دم مارے اب سنا ہے کہ بادشاہ اسلام اسلامی استعداد کی خوبی حاصل ہونے کی وجہ سے علماء کا خواہاں ہے الحمد للّٰہ علیٰ ذلك ''

حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ مکتوب نمبر ۱۹۵ دفتر اول ہی میں سید صدر جہاں کو کس محبت وورد کے ساتھ ارشاد فرماتے ہیں:

''اب جبکہ سلطنتوں میں انقلاب واقع ہوا ہے اور اہل مذاہب کی عداوت کی تیزی درہم برہم ہو گئی ہے اسلام کے پیشواؤں یعنی بڑے بڑے وزیروں اور امیروں اور بزرگ عالموں پر لازم ہے کہ اپنی تمام ہمت کو روشن شریعت کی ترویج میں لگائیں اور سب سے اوّل اسلام کے گرے ہوئے ارکان کو قائم کریں، کیونکہ تاخیر میں خیریت ظاہر نہیں ہوتی اور غریبوں

Marfat.com

کے دل اس تاخیر سے نہایت بے قرار ہیں گذشتہ زمانہ کی سختیاں ابھی تک مسلمانوں کے دلوں میں بیٹھی ہوئی ہیں ایسا نہ ہو کہ پھران کا تدارک نہ ہو سکے اور اسلام کی غربت اس سے بھی زیادہ ہو جائے جب بادشاہ سنت سنیہ مصطفویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی ترقی میں سرگرم نہ ہوں اور بادشاہوں کے مقرب بھی اس بارے میں اپنے آپ کو الگ رکھیں اور چند روزہ زندگانی کو عزیز سمجھیں تو پھر اہل اسلام بیچاروں پر زمانہ بہت ہی تنگ ہو جائے گا، انا للہ وانا الیہ راجعون ،ایک بزرگ فرماتے ہیں۔

آنچہ ازمن گم شدہ گر از سلیماں گم شدے
ہم سلیماں ہم پری ہم اہرمن بگریستے
صبت علی مصائب لوانھا
صبت علی الایام صرن لیالیا

اسلامی نشانیوں میں سے ایک نشان اسلامی شہروں میں قاضیوں کا مقرر کرنا ہے جو گذشتہ زمانہ میں ختم ہو گیا تھا سرہند میں جو اہل اسلام کے بڑے شہروں میں سے ہے کئی سال سے کوئی قاضی نہیں حاملِ رقعہ ہذا قاضی یوسف کے باپ دادا شہر سرہند کے آباد ہونے کے وقت سے قاضی ہوتے آئے ہیں چنانچہ بادشاہوں کے کافی اسناد اس کے پاس ہیں اور صلاح وتقویٰ سے بھی آراستہ ہے اگر بہتر سمجھیں تو اس عظیم الشان کام کو اس کے حوالہ فرمائیں۔"

حضرت قیوم زمان مجدد اعظم قدس سرہٗ مکتوب نمبر ۴۲ دفتر دوم میں خان جہاں کو لکھتے ہیں:
"وہ لڑائی جھگڑے جو اصحابِ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان واقع ہوئے ہیں جیسا کہ جنگ جمل اور جنگِ صفین ان کو نیک وجہوں پر محمول کرنا چاہئے اور ہوا وتعصب سے دور سمجھنا چاہئے کیونکہ ان بزرگواروں کے نفوس حضرت خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت میں رہ کر ہوئی وہوس سے پاک اور حرص وکینہ سے صاف ہو چکے تھے اگر ان میں صلح تھی تو حق کے لئے تھی اور اگر لڑائی جھگڑا تھا تو وہ بھی حق کے لیے تھا ہر ایک گروہ نے اپنے اپنے اجتہاد کے موافق عمل کیا ہے اور مخالف کو رنج وتعصب کے بغیر اپنے سے دفع کیا ہے ان میں سے جو شخص اپنے اجتہاد میں مصیب (درستی پر) ہی اس کو دو درجہ بلکہ ایک قول کے موافق دس درجہ ثواب ملے گا اور جو مخطی (خطا پر) ہے ایک

Marfat.com

درجہ ثواب کا اس کو بھی حاصل ہے پس مخطی مصیب کی طرح ملامت سے دور ہے بلکہ درجاتِ ثواب میں سے ایک درجہ ثواب کی امید رکھتا ہے علماء نے فرمایا ہے کہ ان لڑائیوں میں حق حضرت امیر علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہی کی جانب تھا اور مخالفوں سے اجتہاد میں غلطی ہوئی اس کے باوجود ان پر طعن نہیں کیا جاسکتا اور ان پر ملامت کی کوئی گنجائش نہیں چہ جائیکہ ان کی طرف کفر یا فسوق کی نسبت کی جائے حضرت امیر کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ ہمارے بھائیوں نے ہم پر بغاوت کی یہ کافر ہیں نہ فاسق کیونکہ ان کے پاس تاویل ہے جو ان سے کفر و فسق کو روکتی ہے۔

حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: ایاکم و ما شجر بین اصحابی (جو اختلاف میرے اصحاب کے درمیان ہوا ہے تم اس سے بچو) پس پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام اصحاب رضی اللہ عنہم کو بزرگ جاننا چاہئے اور سب کو نیکی سے یاد کرنا چاہئے اور ان میں سے کسی کے حق میں بدگمان نہ ہونا چاہئے اور ان کے لڑائی جھگڑوں کو دوسروں کی صلح سے بہتر جاننا چاہئے فلاح و نجات کا طریقہ یہی ہے کیونکہ اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کی دوستی پیغمبر علیہ السلام کی دوستی کے باعث ہے کسی بزرگ کا قول ہے ما امن برسول اللہ من لم یؤقر اصحابہ (اس شخص کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان ہی نہیں جس نے آپ کے اصحاب کی عزت نہ کی) [1]

پھر ہندی بت پرستوں اور شیعوں کے عقائد باطلہ پر ایک مختصر تبصرہ فرمانے کے بعد کہ حکومت کو اس وقت یہی دو گھن لگے ہوئے تھے آخر مکتوب میں پھر اپنے مطلب پر آجاتے ہیں اور فرماتے ہیں:

"وہ دولت جس کے ساتھ حق تعالیٰ نے آپ کو ممتاز فرمایا ہے اور لوگ اس دولت سے غافل ہیں بلکہ قریب ہے کہ آپ بھی اس کو محسوس نہ کریں وہ یہ ہے کہ بادشاہ وقت سات پشت سے مسلمان چلا آتا ہے اور اہل سنت و جماعت میں سے ہے اور حنفی مذہب پر ہے اگرچہ چند سال ہوئے ہیں کہ اس زمانہ میں جو قرب قیامت اور عہد نبوت کے بعد کا زمانہ ہے بعض طالب علموں نے اپنی طمع کی کم بختی وذلت سے جو کہ باطن کی خباثت سے پیدا ہوئی ہے بادشاہوں کے امراء کے ساتھ تقرب حاصل کیا ہے اور خوشامدی بن گئے ہیں اور دین متین میں تشکیکات اور اعتراضات

[1] دفتر دوم مکتوب ٦٧

کئے ہیں اور شبہے نکالے ہیں اور سادہ لوح اور بیوقوفوں کو بہکا رہے ہیں جب ایسا عظیم الشان بادشاہ آپ کی باتوں کو اچھی طرح سن لیتا اور قبول فرماتا ہے تو یہ کس قدر بھاری دولت ہے کہ آپ تصریح یا اشارہ کے طور پر کلمہ حق یعنی کلمہ اسلام کو اہل سنت و جماعت کے معتقدات کے موافق اس کے گوش گذار کر دیں اور جہاں تک ہو سکے اہل حق کی باتوں کو پیش کریں بلکہ ہمیشہ امیدوار اور منتظر رہیں کہ کوئی ایسا موقع مل جائے جس میں مذہب وملت کی نسبت گفتگو کی جائے تا کہ اسلام کی حقیقت ظاہر ہو جائے اور کفر و کافری کے بطلان و برائی کا بیان کیا جائے کفر خود ظاہر البطلان ہے کوئی عقلمند اس کو پسند نہیں کرتا بے خوف اس کے بطلان کو ظاہر کرنا چاہئے اور بلا توقف ان کے جھوٹے خداؤں کی نفی کرنی چاہئے اور معبود برحق جل شانہ بلا تردد وشبہ آسمان وزمین کا پیدا کرنے والا ہے کیا کبھی سنا ہے کہ ان کے باطل خداؤں نے ایک مچھر کو بھی پیدا کیا ہے اگرچہ وہ سب اکٹھے ہو جائیں اور اگر مچھر ان کو ڈنک مارے اور تکلیف پہنچائے وہ اپنے آپ کو بچا نہیں سکتے تو پھر وہ دوسروں کو کس طرح بچا سکتے ہیں کافر گویا اس امر کی برائی کو بلا وجہ کر کے کہتے ہیں کہ یہ معبود حق تعالیٰ سے ہماری سفارش کرنے والے ہوں گے اور ہم کو خدا کے نزدیک کر دیں گے یہ لوگ بے عقل ہیں انہوں نے کیسے جان لیا ہے کہ ان جمادات کو شفاعت کی مجال ہو گی اور حق تعالیٰ اپنے شریکوں کی شفاعت کو جو درحقیقت اس کے دشمن ہیں اپنے دشمنوں کی عبادت کرنیوالوں کے حق میں قبول کرلے گا ان کی مثال بعینہ ایسی ہے جیسے کہ باغی لوگ بادشاہ پر حملہ کریں اور چند بے وقوف ان باغیوں کی مدد کریں اس خیال فاسد سے کہ تنگ وقت میں یہ باغی بادشاہ کے نزدیک ہماری سفارش کریں گے اور ان باغیوں کے ذریعہ ہم بادشاہ کا تقرب حاصل کر لیں گے یہ عجیب بے وقوف ہیں کہ باغیوں کی خدمت کریں اور باغیوں کی شفاعت سے بادشاہ سے معافی مانگیں اور اس کا قرب حاصل کریں، یہ لوگ سلطان برحق کی خدمت کیوں نہیں کرتے اور باغیوں کو شکست کیوں نہیں دیتے تا کہ اہل قرب اور اہل حق میں سے ہوں۔"

(پھر ایک صفحہ کے بعد تحریر فرماتے ہیں) "اب ہم اصل بات کو بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ کو معلوم ہے کہ بادشاہ روح کی مانند ہے اور تمام انسان جسم کی طرح اگر روح درست ہے تو بدن بھی درست ہے اگر روح بگڑ جائے تو بدن بھی بگڑ جاتا ہے پس بادشاہ کی اصلاح میں

Marfat.com

کوشش کرنا گویا تمام بنی آدم کی اصلاح میں کوشش کرنا ہے اور بادشاہ کی اصلاح اس امر میں ہے کہ حتی الامکان وقت جس طرح ہو سکے کلمہ اسلام کا اظہار کیا جائے کلمہ اسلام کے بعد اہل سنت و جماعت کے معتقدات بھی کبھی کبھی بادشاہ کے کانوں تک پہنچا دینے چاہئیں اور مذہب مخالف کی تردید کرنی چاہئے اگر یہ دولت میسر ہو جائے تو گویا انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وراثتِ عظمٰی ہاتھ آ گئی آپ کو یہ دولت مفت حاصل ہے اس کی قدر جاننی چاہئے زیادہ کیا مبالغہ کیا جائے اگر چہ یہاں جس قدر زیادہ مبالغہ کیا جائے اتنا ہی اچھا ہے۔(واللہ سبحانہ الموفق)۔''

پھر حضرت مجدد اعظم رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نمبر ۴۵ دفتر سوم میں فرماتے ہیں:

''یہی خدمت جو آپ اب کر رہے ہیں اگر اس کو شریعت کی بجا آوری کے ساتھ جمع کر لیں تو گویا انبیاء علیہم السلام کا سا کام کریں گے جس سے دین منور و معمور ہو جائے گا ہم فقیر اگر سالوں تک اس عمل میں جان سے کوشش کریں تو بھی آپ جیسے بہادروں کی گرد تک نہیں پہنچ سکتے۔''

حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ جو جہانگیر کے خاص مقربین میں سے ہیں ان کو مکتوب نمبر ۴۸ دفتر اول میں تحریر فرماتے ہیں:

''سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ شریعت کو رواج دینے اور اس کے حکموں میں سے کسی حکم کے زندہ کرنے میں کوشش کی جائے خاص کر ایسے زمانہ میں جبکہ اسلام کے شعائر (نشانات) بالکل مٹ گئے ہوں کروڑ ہا روپیہ خدا تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرنا شرعی مسائل میں سے ایک مسئلے کو رواج دینے کے برابر نہیں ہے کیونکہ اس فعل میں انبیاء علیہم السلام کی اقتدا ہے جو کہ بزرگ ترین مخلوقات ہیں اور اس فعل میں ان بزرگواروں کے ساتھ شریک ہونا اور یہ بات ثابت ہے کہ سب سے بڑھ کر نیکیاں انہی حضرات کو عطا ہوئی ہیں اور کروڑ ہا روپیہ خرچ کرنا تو ان بزرگواروں کے سوا اوروں کو بھی میسر ہے اور نیز شریعت کے بجا لانے میں نفس کی کامل مخالفت ہے کیونکہ شریعت نفس کے برخلاف وارد ہوئی ہے اور اموال کے خرچ کرنے میں تو کبھی نفس بھی موافقت کر لیتا ہے ہاں ان اموال کے خرچ کرنے میں جو شریعت کی تائید اور مذہب کی ترویج کے لیے ہوں بہت بلند درجہ ہے اور اس نیت پر ایک جیتل کا خرچ کرنا کسی دوسری نیت سے کئی لاکھ خرچ کرنے کے برابر ہے۔''

Marfat.com

شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ کو مکتوب نمبر ۱۵ دفتر اول میں تحریر فرماتے ہیں:

''آج کل اس طرح گمراہی کے بھنور میں پھنسے ہوئے بیچارے اہل اسلام کی نجات کی امید بھی حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہلِ بیت کی کشتی سے ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مثل اھل بیتی کسفینة نوح من رکبھا نجاومن تخلف عنھا ھلك (میرے اہل بیت کی مثال نوح علیہ السلام کی کشتی کی طرح ہے جو اس پر سوار ہو گیا بچ گیا اور جو اس سے پیچھے رہا ہلاک ہو گیا)۔

اپنی تمام بلند ہمت کو اسی بات پر لگائیں تاکہ یہ بڑی بھاری سعادت حاصل ہو جائے خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے جاہ وجلال اور عظمت وشوکت سب کچھ آپ کو حاصل ہے ذاتی شرف و عزت کے ساتھ اگر یہ بات بھی شامل ہو جائے تو آپ سبقت کی گیند سعادت کے چوگان (گیند بلا) کے ساتھ سب سے آگے لے جائیں گے یعنی بڑی سعادت حاصل کریں گے۔

یہ فقیر حقیر شریعت حقہ کی ترویج اور تائید میں اس قسم کی باتوں کے ظاہر کرنے کے ارادے سے آپ کی طرف متوجہ ہے۔

شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ کو مکتوب نمبر ۱۹۳ دفتر اول میں بہت تفصیل سے لکھتے ہیں:

''میرے سیادت پناہ مکرم! آج اسلام بہت غریب وبیکس ہو رہا ہے آج اس کی تقویت میں ایک جیتل کا صرف کرنا کروڑ ہا روپیوں کے بدلے قبول کرتے ہیں دیکھیں کس بہادر کو اس دولت عظمٰی سے مشرف فرماتے ہیں، دین کی ترقی اور مذہب کی تقویت کسی بھی وقت خواہ کسی بھی شخص سے وقوع میں آئے بہتر اور زیبا ہے، لیکن اس وقت میں جبکہ اسلام غریب ہوتا جا رہا ہے آپ جیسے اہل بیت کے جوانمردوں سی نہایت ہی زیبا اور خوب ہے کیونکہ یہ دولت آپ جیسے بزرگوں کے خاندان کی خانہ زاد ہے اس کا تعلق آپ سے ذاتی ہے اور دوسروں سے عرض، حقیقت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وراثت اسی عظیم القدر امر کے حاصل کرنے میں ہے، حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ''تم ایسے زمانے میں موجود ہوئے ہو کہ اگر اوامر و نواہی میں سے دسویں حصہ کو ترک کرو تو ہلاک ہو جاؤ اور تمہارے بعد ایسے لوگ آئیں گے کہ اگر اوامر و نواہی سے دسویں حصہ کو بجا لائیں گے تو نجات پائیں گے اب یہ وہی وقت ہے اور یہ وہی

Marfat.com

ک ہیں۔

گوئے توفیق وسعادت درمیاں افگندہ اند
کس بمیدان درنمے آید سواراں را چہ شد

کافرلعین گوبند اور اس کی اولاد کا مارا جانا بہت خوب اور ہنود مردود کی بڑی شکست کا باعث ہوا خواہ کسی نیت سے اس کو قتل کیا گیا ہو اور خواہ کسی غرض سے اس کو ہلاک کیا گیا ہو کفار کا ذلیل ہونا ہی اہل اسلام کی عزت وترقی ہے۔

اس فقیر نے اس کافر کے قتل ہونے سے پہلے خواب میں دیکھا تھا کہ بادشاہ وقت نے شرک کے سردار کا خیمہ وسایبان توڑا ہے واقعی وہ بہت بڑا بت پرست اہل شرک کا رئیس اور اہل کفر کا امام تھا خذلھم اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ ان کو خوار کرے) اور دین ودنیا کے سردار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی بعض دعاؤں میں اہل شرک کو اس میں لعنت ونفرین فرمائی ہے:

اللّٰھم شتت شملھم وفرق جمعھم وخرب بنیانھم وخذھم اخذ عزیز مقتدر

''یا اللہ تو ان کی جمعیت کو پراگندہ کر اور ان کی جماعت میں تفرقہ ڈال اور ان کے گھروں کو ویران کر اور ان کو ایسا پکڑ جیسے غالب طاقتور پکڑتا ہے۔''

اسلام اور اہل اسلام کی عزت کفر اور اہل کفر کی خواری میں ہے جزیہ وصول کرنے سے مقصود کفار کی خواری اور ان کی اہانت ہے جس قدر اہل کفر کی عزت ہوگی اسی قدر اسلام کی ذلت ہے اس اصول کو اچھی طرح نگاہ میں رکھنا چاہئے اکثر لوگوں نے اس اصول کو ضائع کر دیا ہے اور اس بدبختی سے دین کو برباد کر دیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْھِمْ

[سورۃ التوبۃ:۷۳]

''اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! کفار اور منافقین سے جہاد کریں اور ان کے ساتھ سختی سے معاملہ کریں۔''

کفار کے ساتھ جہاد اور ان پر سختی کرنا دین کی ضروریات میں سے ہے۔ اس وقت جبکہ

Marfat.com

بادشاہ اسلام کو اہل کفر کے ساتھ وہ توجہ نہیں رہی کفر کی وہ رسمیں جو گذشتہ زمانہ میں پیدا ہوئی تھیں ان میں سے جو باقی رہ گئی ہیں وہ بھی مسلمانوں کے دلوں پر بہت گراں معلوم ہوتی ہیں مسلمانوں پر لازم ہے کہ بادشاہ اسلام کو ان بدمذہبوں کی رسموں کی برائی سے اطلاع بخشیں اور ان کے دور کرنے میں کوشش کریں شاید بادشاہ کو ان بقایا رسوم کی برائی کا علم نہ ہو اور اگر وقت کے لحاظ سے مناسب سمجھیں تو بعض علمائے اہل اسلام کو اطلاع دیں کہ وہ آ کر اہل کفر کی رسوم کی برائی ظاہر کریں کیونکہ احکام شرعی کی تبلیغ کے لیے خوارق وکرامات کا اظہار کرنا کچھ درکار نہیں قیامت کے دن کوئی عذر نہ سنیں گے تصرف حاصل نہ ہونے کی وجہ سے احکام شرعی کی تبلیغ نہیں کی تھی۔

انبیاء علیہم السلام جو بہترین موجودات ہیں احکام شرعی کی تبلیغ کرتے تھے اگر امت کے لوگ ان سے معجزہ طلب کرتے تھے تو فرماتے تھے کہ معجزات خداتعالیٰ کی طرف سے ہیں ہم پر احکام کا پہنچانا ہے اور ہوسکتا ہے کہ اس وقت شاید حق تعالیٰ بعض علمائے اہل اسلام پر ایسا امر ظاہر کردے جو ان لوگوں کے حق پر ہونے کے اعتقاد کا باعث ہو جائے بہرحال مسائل شرعیہ کی حقیقت سے اطلاع دینا ضروری ہے جب تک یہ واقع نہ ہو اس امر کی ذمہ داری علما اور بادشاہ کی بارگاہ کے مقربوں پر ہے یہ کس قدر بڑی سعادت ہے کہ اس گفتگو میں کسی جماعت کو تکلیف پہنچے، انبیاء علیہم السلام نے احکام کی تبلیغ میں کونسی تکلیفیں ہیں جو برداشت نہیں کی اور کونسی مصیبتیں ہیں جو ان کو پیش نہیں آئیں انبیاء علیہم السلام میں سے بہتر ومہتر علیہم السلام نے فرمایا ہے: مااوذی نبی مثل مااوذیت (کسی نبی کو ایسی ایذا نہیں پہنچی جیسی کہ مجھے پہنچی)۔

عمر بگذشت و حدیث درد ما آخر نہ شد
شب بآخر شد کنوں کوتاہ کنم افسانہ را[1]

مرزا عزیز (جن کو خان اعظم کہا جاتا ہے عہد جہانگیر بادشاہ کے دربار کا بہت اثر ورسوخ والا کارکن تھا، بادشاہ اکبر کا رضاعی بھائی تھا) کو حضرت شیخ الف ثانی قدس سرہٗ العزیز مکتوب نمبر ۶۵ دفتر اول میں تحریر فرماتے ہیں:

''ہم آج آپ کے وجود مبارک کو غنیمت شمار کرتے ہیں اور اس معرکہ ضعیف اور شکست

---

[1] دفتر اول مکتوب نمبر

Marfat.com

پردہ میں آپ کے سوا کسی کو بہادر اور لڑاکا نہیں جانتے حق تعالیٰ اپنے نبی اور ان کی آل علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے طفیل آپ کا مددگار اور ناصر ہو حدیث میں وارد ہے، لن یؤمن احد کم حتی یقال انه مجنون (تم میں سے کوئی ایماندار نہ ہوگا جب تک اس کو دیوانہ نہ کہا جائے) اس وقت وہ جنون جو کثرتِ غیرت اسلام کے زیادہ ہونے پر مبنی ہے اب آپ ہی کی ذات میں محسوس ہے الحمد لله علیٰ ذٰلك۔

آج وہ دن ہے کہ تھوڑے سے عمل کو اجر عظیم کے بدلے بڑی خوشی سے قبول کرتے ہیں، اصحاب کہف سے ہجرت کے سوا اور کوئی عمل ظاہر نہیں ہوا جس نے اتنا اعتبار (یعنی فضیلت) پیدا کیا ہے، سپاہی دشمنوں کے غلبہ کے وقت اگر تھوڑی سی جدوجہد بھی کریں تو بڑا اعتبار پیدا کر لیں برخلاف دشمنوں کے امن وآرام کے وقت کے، اور یہ قولی جہاد جو آج آپ کو حاصل ہے یہی جہاد اکبر ہے اس کو غنیمت جانیں اور ھل من مزید کہیں اور اس جہاد قولی کو جہادِ قتال سے بہتر سمجھیں ہم جیسے بے دست و پا فقراء اس دولت سے محروم ہیں۔"

هنيئا لارباب النعيم نعيمها وللعاشق المسكين مايتجرع

(پھر چند سطروں کے بعد تحریر فرماتے ہیں) "التماس یہی ہے کہ جب حق سبحانہ وتعالیٰ نے ان بزرگ خاندان (نقشبندیہ) کے بزرگواروں کی محبت کی برکت سے آپ کی بات میں تاثیر بخشی ہے اور آپ کی مسلمانی کی عظمت ہمسروں کی نظروں میں ظاہر ہو چکی ہے تو کوشش فرمائیں کم از کم اہل کفر کے وہ احکام جو اہل اسلام میں شائع ہیں منہدم و معدوم ہو جائیں اور اہل اسلام منکرات (خلاف شرع امور) سے محفوظ رہیں اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری اور تمام مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر دے پہلی سلطنت میں دین مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دشمنی مفہوم ہوتی تھی اور اس سلطنت میں ظاہری طور پر وہ عناد نہیں ہے اگر ہے تو بے علمی کے باعث ہے ڈر یہ ہے کہ ایسا نہ ہو یہاں بھی عناد و دشمنی تک نوبت پہنچ جائے اور مسلمانوں پر معاملہ اس سے بھی زیادہ تنگ ہو جائے۔"

مکتوب امام ربانی قدس سرہٗ میں کافی تعداد میں وہ مکتوب ہیں جو مقربان سلطانی کو آپ تحریر فرماتے رہتے تھے تاکہ بادشاہ جہانگیر کے دل و دماغ تک دین اسلام کی حقانیت

Marfat.com

پہنچتی رہے اور شعائر اسلام تعلیمات اسلام سنتے بادشاہ روشناس رہے اس طریقہ سے جب جہانگیر کے دربار کا ماحول درست ہوا تو بادشاہ کے دل و دماغ میں بھی تبدیلی رونما ہونی شروع ہو گئی۔

اصلاح سلطنت کو مقاصد زندگی میں شامل کر لینے کی یہ ایک مدبرانہ شان ہے کہ اس مقصد کو گویا اپنا کام تصور فرمالیا ہے اور جس طرح اپنے کسی کام کے لیے منت سماجت خوشامد اور ہمت افزائی کی جاتی ہے وہی تمام باتیں یہاں بھی کی جارہی ہیں حالانکہ یہی امرا و حکام ہیں جن کے نام مکتوباب میں وہ خطوط بھی ہیں جو تلقین وارشاد تزکیہ اور اصلاح یا دیگر عملی مباحث سے متعلق ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب حضرات مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے حلقہ ارادت میں شامل ہیں ان تمام مکاتیب میں استغنا اور بے نیازی کی وہی شان ہے جو ایک شیخ اور مرشد کے مکتوبات میں ہونی چاہئے ان مکاتیب میں انہی امراء کے اعمال پر محاسبہ بھی ہے تنبیہات بھی ہیں اور عقائد باطلہ یا فاسد خیالات کی تردید بھی قوت اور صفائی کے ساتھ کی گئی ہے یہ امراء جن کا اوپر تذکرہ کیا گیا پنج ہزاری ہفت ہزاری اور دس ہزاری ہیں جو وزرائے دولت گورنر اور بڑے بڑے جرنیل ہیں ان کے علاوہ حکیم فتح اللہ شیخ عبدالوہاب سید محمود، سید احمد، خضر خاں لودھی، مرزا بدیع الزماں، جباری خان، سکندر خاں لودھی، وغیرہ کتنے ہی افسران فوج، حکام اور عہدہ داران ہیں جو دو ہزاری سہ ہزاری منصب رکھتے ہیں دربار تک ان کی رسائی ہے اور وہ حضرت مجدد قدس سرہٗ کے حلقہ بگوش ہیں مکتوبات شریفہ میں ان کے نام مکاتیب ہیں جن میں اصلاح نفس پابندی شریعت تصحیح عقائد روحانی مقاصد وغیرہ وغیرہ کے متعلق گراں قدر تعلیمات وارشادات ہیں جن کی خوبی مطالعہ پر موقوف ہے معلوم ہوتا ہے کہ دولت اکبری و جہانگیری کے تمام سنّی ارکان واعضا حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی تحریک کے اعضا واراکین ہیں ایک مضبوط نظام ہے جس میں اہل سنت و جماعت تعلقہ داران و منصب داران حکومت کے تمام ورنہ اکثر و بیشتر افراد منسلک ہیں اور اس نظام کا سرچشمہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں ہے آپ موقعہ بموقعہ اس نظام کو حرکت دے رہے ہیں علاوہ ازیں تقریباً دو سو حضرات کے نام آپ کے پانچ سو چھتیس مکتوبات شریفہ ہیں جو تین جلدوں کے تقریباً بارہ سو صفحات میں درج ہیں مکتوبات شریفہ کے طرزِ خطاب

Marfat.com

معلوم ہوتا ہے کہ یہ مکتوب الیہم حضرات ہندوستان کے مختلف گوشوں کے سنجیدہ اہل علم اور ذی حضرات ہیں جو اپنی اور نوع انسانی کی اصلاح میں مشغول ومنہک ہیں۔[1]

علماء سوء اور اہل تشیع کی سازشیں

دربار جہانگیر کے امراء میں زیادہ تر اہل تشیع تھے ان کا غلبہ بھی دربار میں تھا اس کی وجہ بھی جہانگیر کا عشق نور جہاں کا اثر تھا کیونکہ جہانگیر عہد طفولیت ہی میں گرفتارِ نور جہاں تھا نور جہاں کا اصل نام مہر النساء تھا جب اس کا نکاح شیر افگن سے ہو گیا تو جہانگیر نے دل پر پتھر رکھ لیا اور دامن صبر کو تھام لیا جب شیر افگن کو بنگالہ کا گورنر بنا دیا تب شیر افگن نے علم بغاوت بلند کیا اور بادشاہ جہانگیر کے فرستادہ قطب الدین کو قتل کر دیا لیکن قطب الدین کے ساتھیوں نے بھی آخر کار شیر افگن کا کام تمام کر دیا اور وہ قتل کر دیا گیا اس طرح نور جہاں کا سہاگ ختم ہو گیا، چار سال تک وہ بیوگی کی حالت میں زندگی بسر کرتی رہی جہانگیر کے پرانے ارمان پھر زندہ ہو گئے پرانی الفت کا گداز دل میں پیدا ہوا مہر النساء کی قسمت جاگی پہلے وہ نور محل بنی پھر نور جہاں بن گئی پھر کیا ہوا وہ جہانگیر کی آنکھوں کا نور اور اس کے دل ودماغ کی مالک بن گئی۔

بادشاہ جہانگیر خود تسلیم کرتا ہے کہ نور جہاں میری مالک ہے میرے عدل وانصاف کی مالک نہیں لیکن جب دل کے جذبات اور دماغ پر قبضہ ہو تو عدل وانصاف کی پاسداری صرف رسمی اور ضابطہ کی چیز ہے جہانگیر کی سلطنت کا انحصار کچھ اس طرح تھا نور جہاں ہمراز ومصاحب تھی بادشاہ جہانگیر کے منشی معتمد خاں کا بیان ہے رفتہ رفتہ نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ بادشاہ کا صرف نام ہی رہ گیا جہانگیر اکثر کہا کرتا تھا میں نے سلطنت نور جہاں کو بخش دی ایک شراب اور آدھ سیر گوشت کے سوا کچھ نہیں چاہئے نور جہاں اپنے عقیدہ کی بنا پر شیعہ ازم کی پرزور حامی تھی شاہ ایران کے وزیر محمد شریفی کی پوتی تھی ایران اس وقت بھی اور آج بھی شیعت کا مرکز ہے نور جہاں کی وجہ سے قاضی القضاۃ کا عہدہ نور اللہ شوستری کو دے دیا گیا، جو ایک متعصب شیعہ تھا نور جہاں جیسی فرزانہ عورت ہندوستان کی ملکہ ہو اور شاہ ہندوستان کے دل ودماغ پر قابو حاصل کئے ہوئے ہو یہ ایرانی حکومت کی کامیاب ڈپلومیسی تھی اور شیعہ اقتدار کی وجہ بھی۔

---

1. کتاب مجدد الف ثانی

Marfat.com

درباری امراء کو قابو میں لانے کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو ابتداء میں بعض دشواریاں بھی اٹھانی پڑیں، بعض اہل علم جو آپ کو اور آپ کے نصب العین کو نہ سمجھ سکے انہوں نے حضرت موصوف کو بھی اپنی جیسی تنگ نظریوں سے متہم خیال کیا اور معاصرانہ رشک وحسد کے سلسلہ میں حسب دستور وہی چند پینترے جو اس جماعت کی طرف سے ہمیشہ ارباب حق کے مقابلہ میں نکالے جاتے ہیں آپ کے ساتھ بھی نکالے گئے بعض نے آپ پر کفر کا اور بعض نے فسق کا فتویٰ صادر کیا بادشاہ کو بدگمان کرنے کی کوشش کی گئی۔[1]

محلاتی سازش

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی کامیابیاں نورجہاں اور اس کی پارٹی کے لئے خطرناک تھیں خصوصاً جبکہ وارث تخت وتاج کا سوال بھی سامنے آ گیا تھا نورجہاں اپنے داماد شہزادہ شہریار کو تخت شاہی پر متمکن دیکھنا چاہتی تھی اس کے بالمقابل شاہجہان کی مذہب پرستی اور اس کا سنی مسلک ہونا حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے پورے گروپ کو قدرتی طور پر اس سے وابستہ کر رہا تھا۔

ردّ روافض

نیز ردِ روافض کے متعلق حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی جدوجہد اور بیباکانہ جرأت نے آپ کو اور آپ کی جماعت کو نورجہاں کی نگاہ میں اور بھی زیادہ مقہور ومعتوب کر دیا تھا سلسلہ نقشبندیہ کی ترغیب وتحریص، اتباع سنت کی تاکید، سماع وغنا ورقص وسرور کی مخالفت نے اس پارٹی کو لازمی طور پر برافروختہ کر دیا تھا جنہوں نے رقص وسرود کی طرب انگیز صورتوں میں ہی چشتیت و صوفیت کو منحصر کر لیا تھا، جہانگیر کی مذہبیت اسی جماعت کے آبشار سے سرشار تھی، شیخ کبیر شیخ علاؤالدین وغیرہ اسی جماعت کے ممتاز ارکان بلکہ ذمہ دار رہنما تھے جو جہانگیر کو بہت زیادہ محبوب تھے، جاہل متصوفین اور دنیادار علما کو اپنی کساد بازاری کے خطرہ نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی مخالفت پر آمادہ کیا اور روافض کو نورجہاں کی وجہ سے اپنے مذہب کی اشاعت اور دین اسلام کے فنا کرنے کی جو امیدیں قائم ہوگئی تھیں ان کو بھی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی ذات اقدس

---

[1] کتاب مجدد الف ثانی

Marfat.com

راہ نظر آئی ان سب نے مل کر ایک منظم ومکمل سازش کی اور جہانگیر کی حکومت کے اس داہنے
بازو نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اور آپ کی جماعت کو آئینی طور پر شکست دینے کی کوشش
شروع کر دی جہانگیر بادشاہ کو چند مکتوبات قدسیہ کے اقتباسات قطع و برید کے ساتھ سنائے گئے
اور ان کا غلط مطلب سمجھا کر سخت برہم کر دیا از انجملہ ایک بات یہ سمجھائی گئی کہ شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ اپنے
آپ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل کہتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔[1]

حسن خاں افغانی مرتد مرید

حسن خاں افغان کابل کا رہنے والا ایک شخص حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سے
بیعت تھا پھر حضرت موصوف رحمۃ اللہ علیہ کے کسی متوسل سے اس کو آزردگی پیدا ہوگئی طبیعت میں کجی تھی
ناراضگی کسی خادم سے تھی مگر وہ خود حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سے آزردہ ہو کر آپ کی
ایذا رسانی کے درپے ہو گیا، کجی طبع کے اور حکومت کے داہنے بازو کے ایما سے حضرت مجدد الف
ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات میں تحریف کی، کفریہ اور زندیقانہ عبارتوں کا اضافہ کر کے بیس نقلیں مرتب
کیں اور ہندوستان وافغانستان کے مشہور مشہور علماء ومشائخ کے پاس بھیج کر فتوے طلب کئے
حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے متوسلین وقتاً فوقتاً ان ناپاک سازشوں کی اطلاع دیتے تھے
آپ ان کو لکھ بھیجتے تھے کہ ان باتوں کی کچھ پرواہ نہ کرنی چاہئے آپ لوگ اپنے کام (یعنی یاد الٰہی)
میں مشغول رہیں جو جیسا کرے گا اس کا نتیجہ پائے گا کبھی کبھی اپنے مخلصین کو ان بیجا الزامات کا
جواب لکھ کر بھیجتے تھے جو آپ پر لگائے اس پروپیگنڈے کے اثر سے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
جیسا متبحر اور دیندار عالم بھی نہ بچ سکا۔[1]

دربار شاہی کا متاثر ہونا

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ متاثر ہوئے کہ انہوں نے بغیر کسی تحقیق کے
حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کیخلاف تردید میں مضامین لکھنے شروع کر دیئے حق تو یہ تھا
حضرت شیخ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ امام صورت احوال کا حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سے معلوم کرتے
تب اپنے قلم وزبان کو حرکت میں لاتے اس طرح جب یہ احوال شاہی دربار تک پہنچنے شروع

[1] کتاب مجدد الف ثانی

Marfat.com

ہوئے تو اراکین کا متاثر ہو جانا اور پھر بادشاہ کا متاثر ہونا لازم تھا جہانگیر ویسے بھی اہل تشیع کے زیر اثر تھا اس کی وجہ ملکہ نور جہاں تھی آخر جہانگیر نے اپنے دربار میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کو طلب کر لیا۔

مکتوب نمبر ۱۱ دفتر اول

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا وہ مکتوب مبارک درج کرتے ہیں جس کی بنا پر جہانگیر بادشاہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے دربار میں طلب کیا۔

حضور کے غلاموں میں سے عاجز غلام احمد کی یہ گذارش ہے کہ وہ مقام جہاں بندے نے پہلے اپنے آپ کو دیکھا تھا جب حضور کے بلند حکم کے موافق پھر اس کا ملاحظہ کیا تینوں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا عبور اس مقام میں نظر آیا لیکن چونکہ وہاں اقامت و قرار نہ رکھتا تھا پہلی دفعہ نظر میں نہ آئے چنانچہ امامان اہل بیت میں سے سوائے امامین الشہیدین اور امام زین العابدین رضی اللہ عنہم کے اس مقام قرار و ثبات نہیں رکھتے لیکن عبور اس میں واقع ہوا ہے بڑی باریک نظر سے معلوم کر سکتے ہیں اور یہ کہ اول اپنے آپ کو اس مقام سے نامناسب دیکھا تھا یہ بے مناسبتی دو قسم کی ہے۔

ایک یہ کہ طریقوں میں کوئی طریقہ ظاہر نہ ہونے کی وجہ سے بے مناسبتی طاری ہو جاتی ہے اور جب اس کی طرف کوئی رستہ دکھا دیا جاتا ہے وہ بے مناسبتی دور ہو جاتی ہے۔

دوسری بے مناسبتی مطلق ہے جو کسی طرح دور ہونے کے قابل نہیں ہے اور وہ راہ جو اس مقام کی طرف پہنچانے والے ہیں صرف دو ہیں جو اپنا تیسرا نہیں رکھتے یعنی ان دو رستوں کے سوا نظر میں اور رستہ ظاہر نہیں ہوتا۔

ایک یہ کہ اپنا نقص و قصور دیکھیں اور تمام نیک کاموں میں باوجود قدرت و جذب کے اپنی نیتوں کو قاصر و تہمت زدہ خیال کریں۔

دوسرا شیخ مکمل مجذوب کی صحبت جس نے سلوک کو تمام کیا ہو۔

اللہ تعالیٰ نے حضور کی مہربانی کی طفیل پہلا طریق استعداد کے موافق عنایت فرمایا ہے نیک اعمال میں سے کوئی عمل وقوع میں نہیں آتا مگر یہ کہ اپنے آپ کو اس عمل میں تہمت زدہ بناتا ہے بلکہ جب تک کسی نہ کسی کی تہمت نہ لگانے والا بے قرار و بے آرام رہتا ہے اور اپنے نزدیک ایسا

Marfat.com

تا ہے کہ کوئی عمل ایسا صادر نہیں ہوتا جو دائیں طرف کے فرشتوں کے قابل ہو اور جانتا ہے کہ یں طرف کا نامہ اعمال نیک عملوں سے خالی ہے اور اس کے لکھنے والے معطل و بیکار ہیں بھلا پھر گاہ الٰہی کے لائق کیسے ہوگا اور ہر شخص کو جو جہان میں ہے حتیٰ کہ کافر، فرنگ اور زندیق ملحد کو اپنے سے کئی درجے بہتر جانتا ہے اور ان سب سے بدتر اپنے آپ کو خیال کرتا ہے اور جذبہ کی جہت گرچہ سیر الی اللہ کے تمام ہونے سے پوری ہوگئی تھی لیکن اس کے بعض لوازم اور متعلقات رہ گئے تھے جو اس فنا کے ضمن میں جو مقام سیر الی اللہ کے مرکز میں واقع ہوئے تھے پورے ہوئے اور اس فنا کے احوال پہلے عریضہ میں مفصل لکھے گئے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ نے جو اس کام کے نہایت کو فنا کہا ہے اس سے ان کی مراد یہی فنا ہو جو تجلی ذات اور سیر فی اللہ کی تحقیق کے بعد ثابت ہوئی اور فنائے ارادی بھی اس فنا کی قسموں میں سے ہے:

ہیچکس را تا نگردد و فنا | نیست رہ در بارگاہ کبریا

ترجمہ:...... جب تلک انساں نہ ہو جائے فنا | تب تلک ہرگز نہیں ملتا خدا

اور اس مقام کے نامناسب لوگ بھی جو دو گروہ ہیں نظر میں ہیں۔

ایک گروہ تو اس مقام کی طرف متوجہ ہے اور وہاں تک پہنچنے کا طریق تلاش کر رہا ہے اور دوسرا گروہ اس مقام کی طرف کوئی التفات و توجہ نہیں رکھتا اور حضور کی توجہ اس مقام تک پہنچنے کے راستوں میں سے دوسرے طریق کی طرف زیادہ ظاہر ہوتی ہے اور اسی طریق کے ساتھ مناسبت معلوم ہوتی ہے چونکہ بندہ حضور کی جانب سے مامور ہے اس لئے حضور کے ارشاد کے موافق بعض امور میں جرات و گستاخی کی، ورنہ

من ہماں احمد پارینہ کہ ہستم ہستم

ترجمہ:...... میں ہوں احمد وہی پرانا غلام

دوسری عرض یہ ہے کہ دوسری دفعہ اس مقام کے ملاحظہ کے وقت اور بہت سے مقام ایک دوسرے کے اوپر ظاہر ہوئے نیاز و عاجزی سے توجہ کرنے کے بعد جب اس پہلے مقام سے اوپر کے مقام پر پہنچا تو معلوم ہوا کہ حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ کا مقام ہے اور دوسرے خلفاء کا بھی اس مقام میں عبور واقع ہوا ہے اور یہ مقام بھی تکمیل و ارشاد کا مقام ہے اور ایسے ہی اس مقام سے

Marfat.com

اوپر کے دو مقام بھی جن کا اب ذکر ہوتا ہے تکمیل وارشاد کے مقام ہیں اور اس مقام کے اوپر ایک اور مقام نظر آیا جب اس مقام میں پہنچا تو معلوم ہوا کہ یہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا مقام ہے اور دوسرے خلفاء کا بھی وہاں عبور واقع ہوا ہے اور اس مقام سے اوپر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مقام ظاہر ہوا بندہ اس مقام پر بھی پہنچا اور اپنے مشائخ میں سے حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ کو ہر مقام میں اپنے ساتھ ہمراہ پاتا تھا اور دوسرے خلفاء کا بھی اس مقام میں عبور واقع ہوا ہے سوائے عبور اور مقام اور مرور اور ثبات کے کچھ فرق نہیں ہے اور اس مقام کے اوپر سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کوئی مقام معلوم نہیں ہوتا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مقام کے مقابل ایک اور نہایت عمدہ نورانی مقام کہ اس جیسا کبھی نظر میں نہ آیا تھا ظاہر ہوا اور وہ مقام اس مقام سے تھوڑا سا بلند تھا جس طرح کہ صفہ کہ سطح زمین سے ذرا بلند بناتے ہیں اور معلوم ہوا کہ وہ مقام محبوبیت کا مقام ہے اور وہ مقام رنگین اور منقش تھا اپنے آپ کو بھی اس مقام کے عکس سے رنگین معلوم کیا۔

اس کے بعد اسی کیفیت میں اپنے آپ کو لطیف پایا اور ہوا یا بادل کے ٹکڑے کی طرح اطراف میں پھیل گیا اور بعض اطراف کو گھیر لیا اور حضرت خواجہ بزرگ خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہٗ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے مقام میں ہیں بندہ اپنے آپ کو اس کیفیت میں جو عرض کی گئی ہے اس مقام کے مقابل مقام میں پاتا ہے۔

عرض ہے کہ اس عمل یعنی ارشاد کے ساتھ مشغول ہونے کو ترک کرنا پسند نہیں ہوتا کیسے ترک کیا جائے جبکہ جہاں گمراہی کے بھنور میں غرق ہوا جاتا ہے اور جو شخص اپنے آپ میں جہاں کو اس بھنور سے نکالنے کی طاقت پاتا ہے وہ کس طرح اپنے آپ کو معاف رکھ سکتا ہے ہر چند اور کام درپیش ہوں اس امر میں مشغول ہونا ضروری اور پسندیدہ ہے لیکن اس شرط پر کہ بعض وسوسوں اور خواہشوں سے جو اس عمل کے اثناء میں ظاہر ہوتی ہیں توبہ واستغفار کو لازم رکھا جائے اسی طرح سے رضا میں داخل ہو جاتا ہے اور اس شرط کے لحاظ کے بغیر رضا میں داخل نہیں ہوتا اور نیچے ٹھہر جاتا ہے لیکن حضرت خواجہ نقشبند اور حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار قدس سرہما کے مادہ میں اس شرط کے ملاحظہ کے بغیر یہ عمل پسندیدہ ہے اور اس خاکسار کا عمل اب اس شرط کے ملاحظہ کے بغیر کبھی رضا میں داخل ہے اور کبھی نیچے ٹھہر جاتا ہے۔

Marfat.com

دوسری عرض یہ ہے کہ نفحات میں حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کی باتوں میں مذکور ہے عین نہیں رہتا ہے اثر کہاں رہے لا تبقی و لا تذر یہ سخن اول اول نظر میں مشکل ہوا کیونکہ حضرت شیخ محی الدین عربی قدس سرہٗ اور ان کے تابعدار یہ کہتے ہیں کہ عین کا زائل ہونا جو اللہ تعالیٰ کے معلومات میں سے ایک معلوم ہے محال ہے ورنہ علم جہالت سے بدل جاتا ہے اور جب عین زائل نہ ہو اثر کہاں جائے گا اور اسی طرح یہ بات ذہن میں ثابت و برقرار ہوئی تھی، حضرت شیخ ابوسعید قدس سرہٗ کا سخن کچھ حل نہیں ہوتا تھا پوری توجہ کے بعد حق تعالیٰ نے اس سخن کا بھید ظاہر فرمایا اور ثابت ہو گیا کہ نہ عین رہتا ہے نہ اثر اور اپنے آپ میں بھی ان معنوں کو معلوم کر لیا اور کچھ مشکل نہ رہی اور اس معرفت کا مقام بھی نظر آیا۔

یہ مقام اس مقام سے جو حضرت شیخ اور ان کے تابعداروں نے بیان فرمایا ہے بہت بلند ہے یہ دونوں بحثیں ایک دوسرے کے ساتھ کچھ مخالفت کو جھگڑا نہیں رکھتیں ایک الگ جگہ سے ہے اور دوسری الگ مقام سے مفصل عرض کرنا درازی کلام اور رنج کا باعث ہے، اور نیز جو کچھ حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کے دوام کی نسبت فرمایا ہے وہ بھی ظاہر ہوا کہ حدیث کس چیز سے مراد ہے اور اس کا دوام کیا ہے اور اپنے آپ میں بھی اس حدیث کو دائمی معلوم کیا اگرچہ یہ شاذ و نادر ہے۔

اور دوسری یہ عرض ہے کہ کتاب کا دیکھنا ہرگز اچھا معلوم نہیں ہوتا مگر وہ کتاب جس میں ان بزرگ مشائخ کے کمالات اور مراتب کا ذکر لکھا ہوا ہے جو مقامات میں واقع ہوئے ہیں اس قسم کی کتاب کا مطالعہ اچھا لگتا ہے اور متقدمین مشائخ کے احوال بہت پسندیدہ ہیں حقائق اور معارف کی کتابیں اور خاص کر توحید کی باتوں اور مراتب کے تنزلات کو مطالعہ نہیں کر سکتا اپنے آپ کو اس بارے میں حضرت شیخ علاؤ الدولہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بہت مناسب پاتا ہے اور ذوق و حال میں اس مسئلہ میں شیخ موصوف کے ساتھ متفق ہے لیکن سابقہ علم انکار اور شدت تک آنے نہیں دیتا۔

اور یہ عرض ہے کہ کئی دفعہ بعض امراض کے دور کرنے کے لئے توجہ کی گئی اور اس کا اثر ظاہر ہوا اور ایسے ہی بعض مردوں کے احوال جو عالم برزخ میں ظاہر ہوئے تھے ان کے رنج و تکلیف کے رفع کرنے کے لئے بھی توجہ کی گئی لیکن اب توجہ پر طاقت نہیں رہی کیونکہ اب فقیر کسی چیز پر اپنے

Marfat.com

آپ کو جمع نہیں کرسکتا لوگوں کی طرف سے بعض تکلیفیں فقیر پر گزریں اور انہوں نے بہت ظلم و ستم کیے اور اس طرف کے بہت سے متعلقین کو ناحق ویران اور جلاوطن کر دیا لیکن فقیر کے دل پر کسی کا غبار اور رنج نہیں آیا چہ جائیکہ ان کے ساتھ برائی کرنے کا خیال دل میں گزرتا۔

بعض یار جنہوں نے مقام جذبہ سے شہود معرفت حاصل کی ہے اور ابھی تک سلوک کی منزلوں میں قدم نہیں رکھا ان کا تھوڑا تھوڑا حال عرض کرتا ہے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ جذبہ کی جہت تمام ہو جانے کے بعد سلوک کی دولت سے مشرف فرمائے گا۔

شیخ نور اسی مقام میں بند ہے اور نقطہ فوق میں جو جذبہ کے مقام میں ہے نہیں پہنچا حرکات وسکنات میں تکلیف دیتا ہے اور وہ اس قباحت و برائی کو نہیں سمجھتا بغیر ارادہ کے اس کا کام توقف میں پڑ جاتا ہے اور ایسے ہی اکثر یاروں کے کام کی رعایت نہ کرنے کی وجہ توقف میں پڑ جاتے ہیں۔

اس بارے میں حیران ہے کہ اس طرف سے کوئی ارادہ ان کے توقف کا نہیں ہے بلکہ ان کا ترقی کا ارادہ ہے بلا ارادہ ان کے کاموں میں دیر واقع ہو جاتی ہے ورنہ راہ تو بہت نزدیک ہے۔

مولانا معہود اخیر نقطے تک پہنچ گیا ہے اور اس نے جذبے کے کام کو پورا کر لیا ہے اور اس مقام کی برزخیت میں پہنچ اور فوق کو من وجہ نہایت تک پہنچایا ہے اول اول صفات کو بلکہ اس نور کو جس سے صفات قائم ہیں اس نے اپنے آپ سے جدا دیکھا اور اپنے آپ کو شیخ فانی معلوم کیا، بعدازاں صفات کو ذات سے جدا دیکھا اور اس وید میں مقام جذبہ کی احدیت تک پہنچ گیا اب اپنے آپ کو اور جہاں کو ایسا گم کیا ہے کہ نہ احاطہ کا قائل ہے اور نہ معیت کا اور بطنوں کے بطن کی طرف ایسا متوجہ ہے کہ حیرت اور نادانی کے سوا اسے کچھ حاصل نہیں۔

سید شاہ حسین بھی مقام جذبہ سے اخیر نقطہ تک پہنچ گیا ہے اور اس کا سر نقطہ تک پہنچ گیا ہے اور ایسے ہی صفات کو ذات سے جدا دیکھتا ہے لیکن خدا احد کو سب جگہ پاتا ہے اور ظہور سے محفوظ ہے اور ایسے ہی میں جعفر بھی اخیری نقطہ کے نزدیک پہنچ گیا ہے اور بہت شوق ولولہ اس سے ظاہر ہوتا ہے شاہ حسین کے قریب قریب ہے اور دوسرے یاروں میں بھی فرق ظاہر ہو جاتا ہے۔

میاں شیخی اور شیخ عیسیٰ اور شیخ کمال جذبہ میں نقطہ فوق تک پہنچ گئے ہیں اور شیخ کمال بھی

Marfat.com

ل کی طرف متوجہ ہے اور شیخ ناگوری نقطہ فوق کی تہہ میں آیا ہوا ہے لیکن ابھی بہت سفر در پیش ہے۔

اور یہاں کے یاروں میں سے اب تک آٹھ یا نو بلکہ دس آدمی نقطہ فوق کی تہہ میں آئے ہیں بعض نقطہ سے واصل ہو کر نزول کی طرف متوجہ ہیں بعض دوسرے یار قریب ہیں بعض بعید۔

میاں شیخ مزمل اپنے آپ کو گم پاتا ہے اور صفات کو اصل سے دیکھتا ہے اور مطلق کو سب کے پاتا ہے اور اشیاء کو سراب کی طرح بے اعتبار جانتا ہے بلکہ ہیچ معلوم کرتا ہے۔

مولانا مذکور کے بارے میں ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا لوگوں کو تعلیم کے لیے اجازت دینا ول پسند ہے لیکن وہ اجازت جو جذبہ کے مناسب ہے اگرچہ بعض امور باقی رہ گئے ہیں جن کا اس کو استفادہ کرنا ضروری تھا لیکن روانہ ہونے کی جلدی کی اور توقف نہ کیا خدمت اقدس میں حاضر ہوتا ہے جس طرح اس کے کام کی بہتری سمجھیں گے حکم فرمائیں گے جو کچھ اس کمینہ کے علم میں تھا عرض کر دیا و الحکم عندکم (اور آپ ہی کا ہے)۔

خواجہ ضیاء الدین محمد چند روز تک یہاں رہا کچھ حضور و جمعیت حاصل کی تھی آخر اسباب معیشت کی کمی کی وجہ سے اپنے آپ کو خاطر جمع نہ رکھ سکا اس واسطے لشکر کی طرف متوجہ ہوا اور مولانا شیر محمد کا لڑکا بھی ملازمت کی طرف متوجہ ہے قدرے حضور و جمعیت رکھتا ہے بعض رکاوٹوں کی وجہ سے زیادہ ترقی نہ کر سکا زیادہ لکھنا گستاخی ہے۔

بندہ باید کہ حد خود داند

ترجمہ:...... چاہیے بندہ کو اپنی حد پہچانے

عریضہ لکھنے کے بعد ایک ایسی کیفیت ظاہر ہوئی اور ایسا حال پیش آیا جس کا بیان تحریر میں نہیں آسکتا اور اس حال میں فنائے ارادی ثابت ہوئی جیسا کہ پہلی مرادوں سے ارادے کا تعلق برطرف ہوا تھا لیکن ارادہ اصل میں باقی تھا جیسا کہ عریضہ میں عرض کیا گیا تھا اب ارادہ بھی دور ہو گیا ہے اور اس وقت نہ مراد باقی رہی ہے اور نہ ارادہ اور اس فنا کی صورت بھی نظر آئی اور بعض علوم جو اس مقام کے مناسب ہیں فائض ہوئے چونکہ ان علوم کا باریکی اور پوشیدگی کی وجہ سے لکھنا دشوار تھا اس واسطے قلم کی باگ ان علوم کے لکھنے سے روک لی اور اس فنا کے ثابت ہونے اور علو

Marfat.com

فیضان کے وقت وحدت کے پرے ایک خاص نظر ظاہر ہوئی ہے اگرچہ یہ بات ثابت ہے وحدت کے ماوراء کوئی نظر بلکہ کچھ نسبت نہیں ہے لیکن بندہ جو کچھ پاتا ہے عرض کرتا ہے اور جب تک یقینی طور پر ثابت نہیں ہوا لکھنے میں جرأت نہیں کی اور اس مقام کی صورت وحدت کے پرے اس طرح دیکھتا ہے نہ اس کا ماوراء اور نہ کوئی ایسا مقام جو حقیقت کے طور پر جانے یا حق کو اس کے ماوراء جانے حیرانی اور نادانی اسی طرح ہے اور اس دید سے کچھ فرق نہیں ہوا میں نہیں جانتا کہ کیا عرض کروں سب تناقض در تناقض ہے جو کہنے میں نہیں آتا اور حال بے شبہ ثابت ہے استغفر اللہ واتوب الی اللہ من جمیع ماکرہ اللہ قولا وفعلا خاطرا و ناظرا (اللہ سے میں بخشش مانگتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں ان تمام قول و فعل و ارادہ و نظر سے جس کو اللہ مکروہ جانتا ہے)۔

اور نیز اس وقت ایسا معلوم ہوا کہ پہلے جو کچھ فنائے صفات سے جانتا تھا حقیقت میں صفات کی خصوصیت اور ان کے مابہ الامتیاز کی فنا تھی جو وحدت کے ضمن میں مندرج ہوئی تھی اور خصوصیتیں دور ہو گئی تھیں اب اصل صفات بھی اگرچہ ایک دوسری میں ملتے رہنے کے طریق پر ہوں برطرف ہو گئی ہے اور حاکم احدیت نے کسی چیز کو نہیں چھوڑا اور وہ تمیز جو علم اجمالی یا تفصیلی کے مرتبہ سے حاصل ہوئی تھی نہ رہی اور تمام خارج پر آ گئی اب کان اللہ ولم یکن معہ شئی وھو الآن کماکان (اللہ تھا اور اس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی اور اب بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ تھا) حال کے مطابق ہو گیا ہے اور پہلے اس حدیث کے مضمون کا صرف علم ہی تھا نہ کہ حل یعنی اب علم و حال دونوں جمع ہیں امید ہے کہ صحت و غلط پر آگاہ فرما دیں گے۔

دوسرا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مولانا قاسم علی کو مقام تکمیل سے حصہ حاصل ہے ایسے ہی یہاں کے بعض یاروں کو بھی اس مقام سے حصہ ہوا ہے معلوم ہوتا ہے واللہ سبحانہ اعلم بحقیقۃ الحال (اور حقیقت حال کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے)۔"

آپ کی مجددانہ ساعی کو کئی سال ہو چکے تھے آپ کے سلسلہ مجددیہ کی اشاعت ہندوستان اور ہندوستان کے باہر پھیل چکی تھی آپ نے اپنے خلیفہ شیخ بدیع الدین ﷫ کو جہانگیر کے لشکر میں رشد و ہدایت کے لئے آگرہ میں بھیجا آگرہ میں حضرت شیخ بدیع الدین ﷫ کو بڑی

Marfat.com

یابی حاصل ہوئی اور بہت سے آدمی حلقہ ارادت میں داخل ہوئے لیکن مخالفت کا بازار بھی خوب م ہوا حضرت شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کے طریق کار سے شور وشر پیدا ہوا اس کا اثر حضرت امام ربانی دالف ثانی قدس سرہٗ کی ذات اقدس کو بھی پہنچا اس وجہ سے مکتوب شریف کے بعض اندراجات عتراض پر زیادہ حرف گیری کی گئی۔

دشاہ جہانگیر کی فردِ جرم

بادشاہ جہانگیر کو اہل تشیع اور علماء سوء نے اس قدر بدظن کر دیا تھا کہ جہانگیر اپنی کتاب ک جہانگیری میں کس کمینہ پن اور گھٹیا الفاظ سے حضرت امام ربانی قدس سرہ کا ذکر کرتا ہے کہ قلم لکھنے کی جسارت نہیں کر سکتی۔

حضرت شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ علیہ تک بھی یہ اعتراض پہنچائے گئے اور کہا گیا کہ تمہارا پیر تو اپنے آپ کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بھی افضل سمجھتا ہے انہوں نے ایک عریضہ مرشد کی خدمت میں ارسال کر کے عبارت کی توضیح چاہی چنانچہ دفتر اول کا ایک مکتوب (شمارہ ۹۲) اسی خط کے جواب میں ہے اس میں حضرت مجدد لکھتے ہیں کہ میں نے اصل خط اپنے مرشد کے نام لکھا تھا اور اس سلسلے کا اصول ہے کہ مرید کو جتنے بھی واقعات پیش آئیں صحیح ہوں یا سقیم بے تحاشا انہیں اپنے مرشد کے حضور میں عرض کر دینا چاہئے تا کہ غیر صحیح ہونے کی صورت میں ان کی تعبیر ہو سکے۔

حضرت امام ربانی شیخ مجدد قدس سرہٗ العزیز ایک دوسرے مکتوب میں ارشاد فرماتے ہیں وہ شخص جو اپنے آپ کو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل جانے اس کا حال دو اثر سے خالی نہیں ہے یا وہ زندیق محض ہے یا جاہل .وہ شخص جو حضرت امیر رضی اللہ عنہ کو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل کہے اہل سنت والجماعت کے گروہ سے نکل جاتا ہے تو پھر اس شخص کا کیا حال ہے جو اپنے آپ کو افضل جانے۔

سنت یوسفی

حضرت امام ربانی شیخ مجدد قدس سرہٗ العزیز کی خدمت اقدس میں اہلسنت والجماعت کے عقیدہ رکھنے والوں نے التماس کی کہ حکومت میں اہل تشیع کا غلبہ بہت بڑھ گیا ہے اسلئے آپ

Marfat.com

دعاء توجہ شریف فرمادیں آپ نے جواب میں فرمایا کہ جب تک ہم اپنے نفس پر تکلیف گوارہ کریں گے مخلوق خدا اس فتنے سے خلاصی نہیں پائے گی" حضرت امام ربانی شیخ مجدد قدس سرہ العزیز نے حضرت شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کو لشکر میں روانہ کرتے ہوئے فرمایا تھا ہماری اجازت سے لشکر سے واپس نہ آنا خواہ تم کو لشکر میں تکلیف ہی کیوں نہ پہنچے اگر میری مرضی واجازت کے بغیر آئے تو خود بھی تکلیف اٹھاؤ گے اور ہمیں بھی تکلیف پہنچے گی۔[1]

حضرت شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کو لشکر میں بہت مقبولیت نصیب ہوئی لشکر میں کشف و کرامات بھی بہت ظاہر ہوئیں ہجوم عاشقاں اس قدر ہوتا کہ بڑے بڑے روساء امراء کو زیارت مشکل سے نصیب ہوتی تھی آصف الدولہ شیعہ مسلک کا تھا اور وہ جہانگیر کا وزیر اعظم تھا جب اس کو شیخ موصوف کی اتنی مقبولیت کا پتہ چلا تو وہ برہم ہوا اور اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی کیونکہ وہ نور جہاں کا بھائی بھی تھا اس نے بادشاہ جہانگیر کے کان حضرت امام ربانی شیخ مجدد قدس سرہٗ العزیز کے خلاف خوب بھرے اور طرح طرح کے الزامات بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ پر لگائے کہ سرہند شریف کا ایک شیخ طریقت جس نے مختلف مشائخ سے سلوک کے سلاسل کی اجازت پائی ہے اور یہ علوم عربیہ میں بھی خوب ماہر اور ادراک رکھتے ہیں اپنے مجدد الف ثانی ہونے کا دعویٰ کیا ہے بے شمار لوگوں نے اس سے بیعت کی ہے اور ان کے مرید ہوئے ہیں ان کے خلفاء تمام ہندوستان اور باہر مختلف ممالک میں بھی پھیل گئے ہیں ہمارے لشکر میں بھی ان کا ایک بہت باا ثر اور قوی توجہ والے خلیفہ موجود ہیں جن کی وجہ سے اکثر امراء سلطانی ان کے حلقہ اردات میں شامل ہو چکے ہیں، ان امراء میں سے مشہور مشہور یہ ہیں صدر جہاں، خان جہاں، خان اعظم، تربیت خاں، سکندر خاں، دویان خاں، خان خاناں اور مرتضیٰ خاں شامل ہیں۔

وزیر اعظم آصف جاہ نے شاہی احکام کے ذریعے فوجی حکام اور عام فوجیوں کو حضرت شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جانے پر پابندی لگا دی حکمرانوں کا ہمیشہ سے یہ دستور ہے جن شخصیات سے ان کو خطرہ محسوس ہو تو پہلے تو وہ اعلیٰ حکام کو ان کے پاس جانے سے روکتے ہیں پھر عوام الناس کو جانے سے روکتے ہیں۔

---

[1] مجدد الف ثانی

Marfat.com

حضرت امام ربانی شیخ مجدد قدس سرہٗ العزیز کی ناراضگی

دربار شاہی میں وزیر اعظم آصف جاہ کی سازش کی وجہ سے حضرت امام ربانی شیخ مجدد قدس سرہٗ العزیز کو قتل یا جلاوطن کرنے کے مشورے شروع ہو چکے تھے نئی نئی افواہیں پھیلائی گئیں، حضرت شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ علیہ گھبرا کر بارگاہ حضرت امام ربانی شیخ مجدد قدس سرہٗ العزیز میں حاضری کے لئے سرہند شریف کی طرف روانہ ہوئے اپنے شیخ مجدد قدس سرہٗ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے حضرت امام ربانی شیخ مجدد قدس سرہٗ العزیز کو جب حضرت شیخ بدیع رحمۃ اللہ علیہ کی آمد کی اطلاع ہوئی تو آپ آمد پر بہت ناراض ہوئے حضرت امام ربانی شیخ مجدد قدس سرہٗ العزیز نے حالتِ غصہ میں شیخ بدیع الدین کو آگرہ واپس جانے سے منع فرمادیا شیخ موصوف واپس آگرہ چلے گئے انہوں نے سمجھا کہ حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ نے غصہ کی حالت میں آگرہ جانے میں منع فرمایا ہے مجھے واپس لشکر میں جانا چاہیے وہ پھر آگرہ پہنچ گئے۔

ملکہ نور جہاں کے گروپ نے بادشاہ جہانگیر کو حضرت شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کی لشکر میں واپسی کی اطلاع دی اور یہ بات بنائی کہ شیخ موصوف لشکر میں ساز باز کے لئے کوئی خصوصی پیغام حضرت امام ربانی شیخ مجدد قدس سرہٗ العزیز کا لے کر آئے ہیں نیز بغاوت کا شدید خطرہ ہے فوری طور پر سدباب ہونا چاہیے سیاسی پالیسی کی بنا پر وہ امراء و مریدین جو آپ رحمۃ اللہ علیہ سے وابستہ تھے اور اعلیٰ عہدوں پر فائز تھے ان کو تبدیل کر کے دور دراز علاقوں میں بھیج دیا گیا چنانچہ خان خاناں کو دکن، خان جہاں لودھی کو مالوہ، خان اعظم کو گجرات اور مہابت خاں کو کابل کی صوبہ داری پر بھیج دیا۔

حضرت امام ربانی شیخ مجدد قدس سرہٗ العزیز احمد فاروقی سرہندی کا وہ مکتوب شریف دوبارہ درج کر رہے ہیں جس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کی خدمت میں اپنی باطنی سیر کے حالات درج فرمائے تھے تاکہ آپ کی قلعہ گوالیار کی نظر بندی کا پس منظر پڑھنے والوں کے سامنے رہے۔

دوسری مرتبہ اس مقام کا مشاہدہ کرتے وقت دوسرے بہت سے مقام نظر آئے جو ایک

Marfat.com

دوسرے سے بلند تھے جب ان سے ایک بلند مقام پر رسائی ہوئی تو معلوم ہوا کہ یہ مقام حضرت ذی النورین عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ہے اور دوسرے خلفاء کا بھی اس مقام پر عبور ہوا ہے اس مقام سے بالاتر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مقام ظاہر ہوا اور دوسرے خلفاء عظام کا بھی اس مقام پر عبور ہوا ہے، چنانچہ اس بلند و بالا مقام پر رسائی ہوئی۔

خواجہ بزرگ حضرت شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کو ہر مقام پر میں نے اپنے ہمراہ دیکھا اس طرح کہ صرف عبور کا تفاوت تھا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مقام کے برابر ایک دوسرا نہایت ہی نفیس اور بہت نورانی مقام نظر آیا جس سے بہتر مقام کوئی نہیں دیکھا گیا تھا مقام محبوبیت ہے یہ مقام رنگین تھا اور منقش اس مقام کا عکس پڑنے سے بندہ بھی خود کو رنگین اور منقش پا رہا تھا پھر رنگینی اور نقش و نگار کی اس کیفیت کے باوجود خود کو لطیف محسوس کرنے لگا اور ہوا یا بدلی کے ٹکڑے کی طرح اپنے آپ کو آفاق میں منتشر محسوس کرنے لگا اور اسی حالت میں کنارے پر جا لگا، حضرت خواجہ بزرگ مقام صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں رہے اور میں اپنے آپ کو اس کے برابر کے مقام میں کیفیت مذکورہ کے ساتھ دیکھتا رہا۔[1]

چونکہ نور جہاں کے بے پناہ اختیارات کے باعث جہانگیر کے دربار میں روافض کا دخل بہت زیادہ تھا اور حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس مذہب کی تردید میں چند رسالے اور کتابیں تصنیف فرمائی تھیں جس کے باعث یہ لوگ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے جانی دشمن ہو گئے لہٰذا فرصت وقت کو غنیمت جان کر یہ مکتوب بادشاہ کے سامنے پیش کر دیا اور یہ سمجھایا کہ شیخ احمد خود کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بہتر اور بالاتر جانتا ہے اور کہا ہے کہ میرا مقام صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مقام سے بلند ہے۔

بادشاہ رنجیدہ ہوا شیخ کو اپنے پاس طلب کیا اور اس کے متعلق استفسار کیا حضرت شیخ نے جواب دیا، جس طرح اہل سنت کے نزدیک وہ شخص سنی نہیں جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل قرار دے، جماعت صوفیہ کے نزدیک وہ شخص صوفی نہیں جو خود کو کتے سے بہتر جانے جو خبیث ترین مخلوق ہے چہ جائیکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل سمجھے۔

---

[1] مکتوب نمبر ۱۱ جلد ۱

Marfat.com

جو کچھ مکتوبات میں تحریر ہوا مقامات سلوک کے سیر و عروج کا ذکر ہے جو صوفیہ کو پیر و دستگیر
کے وسیلہ سے حاصل ہوا کرتا ہے۔ صوفیاء کا یہ عروج ایسے مقامات پر تھوڑی دیر کے لئے ہوتا ہے۔
دربار شاہی میں امراء دربار رات دن حاضر رہتے ہیں اور اگر کسی وقت کسی ضرورت یا
مصلحت سے سپاہی کو طلب کر کے بادشاہ اس کو ہم کلامی کا شرف بخشے تو وہ محض عارضی ہوتا ہے
تھوڑی دیر بعد سپاہی اپنی جگہ پہنچ جاتا ہے اور درباری اپنے مقام پر بلند رہتا ہے اس عارضی قرب
کے سبب سے سپاہی کا درجہ مقرب سلطانی سے بلند نہیں مانا جا سکتا۔ اسی طرح ہم لوگوں کا عروج
وقتی کیف ہوتا ہے اس کیفیت کے ختم ہو جانے پر سرہند کا وہی پرانا جھونپڑا اپنا مقام ہوتا ہے
حقیقت کو پہچانتے ہوئے اس بلند و بالا مقام صدیقی کے مالک یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل
ہونے کا تصور بھی ناممکن ہے۔

علاوہ ازیں اسی مکتوب میں یہ بھی تحریر ہے کہ اس مقام کے عکس سے میں نے خود کو رنگین پایا
آفتاب اور اس سے منور ہونے کی بطور مثال پیش کی جا سکتی ہے آفتاب آفتاب ہی ہے زمین پر اس کی
روشنی پڑ جاتی ہے تو روشن ہو جاتی ہے مگر کیا زمین آفتاب کی ہمسری کا دعویٰ کر سکتی ہے؟ ان دلائل و براہین
سے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے بادشاہ کو مطمئن کر دیا چنانچہ بادشاہ نے سزا دینے کی بجائے اعزاز و اکرام سے
رخصت کیا۔ حضرات شیعہ کیلئے یہ شکست ناقابل برداشت تھی اب انہوں نے دوسری صورت اختیار کی۔

بادشاہ سے کہا کہ شیخ احمد نے ہزاروں جاں نثار مرید اپنے گرد جمع کر لئے ہیں خطرہ ہے
کہ ملک میں کوئی فتنہ کھڑا کر دے وہ ایک مغرور شخص ہے خرابی نیت کی تصدیق اس سے ہو سکتی ہے
کہ سجدہ تحیت جو بادشاہ جہاں پناہ کے لئے جائز مانا جاتا ہے وہ اس کا منکر ہے اس نے پہلے بھی شاہی
احترام سے کنارہ کیا اور آپ آئندہ بھی امتحان فرما لیجئے وہ بارگاہ میں حاضر ہو کر بھی سر نہیں جھکائے
گا۔ بادشاہ کے لئے یہ سیاسی خطرہ مذہبی خطرہ سے زیادہ تشویش ناک تھا دوبارہ حضرت شیخ کو طلب
کیا اس کے ساتھ ساتھ دیگر مکاتیب کی عبارتیں جو ان کوتاہ فہموں کی فہم سے بالا تھیں توڑ مروڑ کر
پیش کیں کچھ علماء کے فتاویٰ نظر سلطان سے گزرائے جن میں حضرت مولانا عبدالحق محدث دہلوی
رحمۃ اللہ علیہ کے تردیدی مضامین بھی تھے۔[1]

---

[1] علمائے ہند کا شاندار ماضی

Marfat.com

سجدہ سے انکار

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ دوسری مرتبہ جب دربار پہنچے تو درباری آداب آموزوں نے شاہانہ آداب بجالانے کی ہدایت کی جب تخت بوسی یا سجدہ کی فرمائش کی گئی تو حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے سختی سے انکار فرمایا۔

"پس ہمہ علماء بخاطر داری امراء دربارفتویٰ برقتل شیخ نوشتند"

مگر بادشاہ نے پھر بھی تحمل سے کام لے کر صرف دو سال کے لئے قید خانہ میں بھیج دیا۔ شاہزادہ خرم شاہجہاں کو حضرت سے بہت زیادہ عقیدت تھی اس نے اپنے خاص الخاص معتمد افضل خاں اور خواجہ عبدالرحمٰن کو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا اور فقہ کی کتابیں ان کے ساتھ کر دیں اور عرض کیا کہ جبکہ علماء نے سجدۂ تحیت کو جائز بتایا ہے اگر جناب والا بادشاہ سے ملاقات کے وقت سجدہ کرلیں تو میں ذمہ دار ہوں کہ جناب کو کوئی گزند نہ پہنچے گا۔[1]

رخصت سے انکار

مگر حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"ایں رُخصت است وعزیمت دراں ست کہ سجدہ بہ غیراللہ نہ کردہ شود"

سید غلام علی آزاد بلگرامی سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان میں اس واقعہ کو نقل کرکے فرماتے ہیں:

سہل باشد در رہ فقر و غنا
گر رسد جاں راتعب تن رعنا
رنج وراحت داں چوشد مطلب بزرگ
گرد گلہ توتیائے چشم گرگ

---

1. علمائے ہند کا شاندار ماضی

Marfat.com

کسے بود در راہ عشق آسودگی
سر بسر در دست وخوں آلودگی
تا نہ سازی بر تو آسائش حرام
کے توانی زو براہ عشق گام
غیر ناکامی دریں رہ کام نیست
راہ عشق ست ایں رہ حمام نیست

دولت کدہ لوٹ لیا گیا

جہانگیر نے قید وبند پر بس نہیں کی بلکہ دولت کدہ مجددی کو لوٹنے کا حکم دیا مگر مجددانہ صبر و تسلیم یہ تھا کہ خود آپ نے بدعا کے لئے لب کشائی کی اور نہ اپنی اولاد یا خدام کو اجازت دی کہ بادشاہ اسلام کے لئے کسی قسم کی بددعا کریں۔

شنیدم کہ مردان راہ خدا　　دل دشمناں ہم نکردند تنگ

مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں ندوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

یہ وہ زمانہ تھا کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا آفتاب ارشاد نصف النہار پر تھا اور آپ کی سرگرمی و مصروفیت اور اسی کے ساتھ شہرت ومقبولیت نقطہ عروج پر شاید اس میں بھی حکمت الٰہی تھی کہ اس عظمت وعروج کے عین شباب کے زمانہ میں آپ کو اس ابتلاء امتحان میں ڈال کروہ مقامات عبدیت طے کرائے جائیں اور روحانی ترقی کے اس مقام پر پہنچایا جائے جو عادۃً اس مجاہدہ وامتحان کے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔

گوالیار کی اسیری کے اسباب

تاریخ وسوانح کی عام کتابوں میں اسیری اور قلعہ گوالیار میں نظر بند کئے جانے کا سبب اسی خاص مکتوب کے جو حضرت نے اپنے شیخ ومرشد کو لکھا تھا وہ نازک مضامین مکاشفات اور سیر و سلوک کے سلسلہ کی ان دقیق باتوں ہی کو ٹھہرایا گیا ہے جن سے کہ آپ کا بہت سے اکابرامت سے عالی مقام ہونا ثابت ہوتا ہے۔

Marfat.com

لیکن راقم سطور کو اس میں بہت شبہ ہے کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو یہ ابتلاء محض اس غلط فہمی کی بنا پر پیش آیا اور اس کا سبب جہانگیر کی دینی حمیت اور جمہور اہل سنت کے عقائد و مسلمان کی حمایت تھی یا یہ محض علماء دربار یا اس عہد کے قابل احترام علماء و مشائخ کے اصرار و تقاضہ سے کیا گیا جہانگیر کسی زمانہ میں بھی اس دینی مزاج کا آدمی نہیں تھا اور اس کی دینی حس کبھی اتنی تیز اور نازک نہیں تھی کہ وہ ایک ایسے مسئلہ میں جو اس کے فہم سے بالاتر تھا اور جس کا امور سلطنت اور سیاست سے کوئی تعلق نہیں تھا ایک ایسی بلند پایہ دینی شخصیت کے خلاف اتنا بڑا اقدام کرے جو ہزاروں آدمیوں کی محبت و عقیدت کا مرکز تھی۔

اس سے پہلے اس کے والد اور دادا کے زمانہ میں شیخ محمد غوث گوالیاری معراج کا دعویٰ کر چکے تھے اور اس کی وجہ سے علماء کے حلقہ میں شورش و بے چینی تھی اور ان پر فتوے لگائے جا رہے تھے لیکن نہ ہمایوں نے ان کے خلاف کوئی کاروائی کی اور نہ اکبر نے خود جہانگیر کے زمانہ میں بہت سے مشائخ وحدۃ الوجود کے آخری حدود ''عینیت'' اور مساوات تک پہونچ گئے تھے اور اس کا برملا اظہار کرتے تھے اسی کے زمانہ میں شیخ محب اللہ الہ آبادی نے عربی میں کتاب ''التسویۃ'' لکھی اور فارسی میں اس کی شرح کی لیکن جہانگیر نے ان تحقیقات و غریب اقوال کا کوئی نوٹس نہیں لیا، یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ متنازعہ فیہ مکتوب ۱۱ جس کو اس پورے قصہ کی بنیاد بنایا گیا ہے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے نام ۱۰۱۲ھ کا لکھا ہوا ہے اور گرفتاری سولہ سال بعد ۱۰۲۸ھ میں عمل میں آئی۔

راقم سطور کے نزدیک اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے ارکان سلطنت اور امراء دربار سے خصوصی تعلقات ہو گئے تھے اور ان کو حضرت سے گہری عقیدت تھی جو ایسے ذکی الحس حکمران کے لئے جو اپنے والد کے خلاف علم بغاوت بلند کر چکا تھا اور بیٹوں سے زور آزمائی کر کے تخت سلطنت پر بیٹھا تھا وسوسہ اندازی کے لئے کافی تھا یہ بھی ممکن ہے کہ جہانگیر کو ان موثر اور ولولہ انگیز خطوط کا بھی علم ہو گیا ہو جو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے ان ارکان سلطنت کو اصلاح حال اور حکومت کو اسلام کی حمایت اور دین کی حمیت کے سلسلہ میں تحریر فرمائے تھے ان امرائے دربار اور اراکین سلطنت میں خان اعظم مرزا عزیز الدین، خان جہاں خاں لودی، خان خاناں مرزا عبدالرحیم، مرزا داراب، قلیج خاں وغیرہ تھے۔

Marfat.com

مغل سلاطین مشائخ سے عوام کی حد سے بڑی ہوئی عقیدت رجوع عام اوران کے گرد لوگوں کے پروانہ وار جمع ہو جانے سے ہمیشہ خائف رہے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ کبیر حضرت سید آدم بنوری کے ساتھ یہی پیش آیا وہ جب ۱۰۵۲ھ میں لاہور تشریف لے گئے تو ان کی ہمرکابی میں دس ہزار سادات ومشائخ اور مختلف طبقوں کے عقیدت مند تھے اس وقت شاہجہاں لاہور ہی میں تھا اس کو اس سے خطرہ محسوس ہوا اور اس نے ایسے اسباب پیدا کیے کہ آپ نے ہندوستان کو خیر باد کہا اور حرمین شریفین کی طرف ہجرت کی غالباً یہی وجہ تھی کہ جہانگیر نے گوالیار کی نظر بندی ختم کرنے کے بعد ایک طویل عرصہ تک حضرت کو اپنے لشکر میں سفر وحضر میں ساتھ رکھا تا کہ وہ امراء وارکان سلطنت کے تعلقات کی نوعیت کا مطالعہ کر سکے اور اس کا اطمینان کر لے کہ آپ سے سلطنت واقتدار کے لئے کوئی خطرہ نہیں اور نہ آپ سے کوئی مخالف عنصر یا حوصلہ مند یا طالع آزما فائدہ اٹھا سکے گا اس کو جب حضرت کے طرز عمل سے اس کا اطمینان ہو گیا اور اس نے آپ کے اخلاص للّٰہیت بے لوثی اور بے غرضی اور علو مقام کا مشاہدہ کیا اور اس کو بچشم خود دیکھ لیا کہ آپ دنیا کی شوکت وحشمت کو خس وخاشاک کے برابر نہیں سمجھتے تو اس نے آپ کو سرہند میں آزادانہ طریقہ پر قیام کی اجازت دی۔

نظر بندی میں تبلیغ اسلام

گوالیار کی یہ نظر بندی اللہ تعالیٰ کی بہت سی حکمتوں اور دینی مصالح پر مبنی تھی اور ترقیات باطنی وازدیاد مقبولیت ومحبوبیت کا موجب یہاں اس یوسف زندانی نے یوسف کنعانی کی طرح اپنے رفقائے زنداں میں تبلیغ وارشاد کا کام پوری سرگرمی سے شروع کر دیا اور پس زندان "يَا صَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَأَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ أَمِ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ" [سورۃ الیوسف:۳۹] کی آواز اس بلند آہنگی سے بلند کی کہ قلعہ کے در و دیوار گونج اٹھے اور ان کی آواز باہر بھی سنی گئی کہا جاتا ہے کہ کئی ہزار غیر مسلم قیدی آپ کی دعوت تبلیغ اور صحبت وتربیت کے فیض سے مشرف بہ اسلام ہوئے اور سینکڑوں قیدی ارادت وصحبت سے سرفراز ہو کر درجات عالیہ تک پہنچے ڈاکٹر آرنلڈ کی کتاب (PREACHING OF ISLAM) میں ہے:

شہنشاہ جہانگیر (۱۶۰۵-۱۶۲۸ء) کے عہد میں ایک سنی عالم شیخ احمد مجدد نامی

Marfat.com

تھے جو شیعی عقائد کی تردید میں خاص طور پر مشہور تھے شیعوں کو اس وقت دربار میں رسوخ حاصل تھا ان لوگوں نے کسی بہانہ سے انہیں قید کرا دیا دو برس وہ قید میں رہے اور اس مدت میں انہوں نے اپنے رفقائے زنداں میں سے سینکڑوں بت پرستوں کو حلقہ بگوش بنا لیا۔" (صفحہ ۴۱۲ طبع ثالث)

اس طرح انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس (ENCYCLOPEDIA OF RELIGION AND ETHICS) (مذہب و اخلاقیات کا دائرۃ المعارف) میں تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں ہے:

"ہندوستان میں سترہویں صدی میں ایک عالم جن کا نام شیخ احمد مجدد تھا جو ناحق قید کر دیئے گئے تھے ان کے متعلق روایت ہے کہ انہوں نے قید خانہ کے ساتھیوں میں سے کئی سو بت پرستوں کو مسلمان بنا لیا۔"[1]

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ صاحب جیل خانہ میں تسلیم و رضا کی مکمل تصویر

جیل خانہ جانے سے چند ماہ پہلے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ اپنے احباب و اصحاب سے فرمایا کرتے تھے کہ عنقریب میرے اوپر ایک بلا نازل ہوگی جو میرے لئے مقامات ولایت کی ترقیات کا باعث ہوگی اس بلا کے نزول کے بغیر ان ترقیات کا حصول ممکن نہیں۔[2]

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ قلعہ گوالیار میں پہنچے تو وہاں کئی ہزار غیر مسلم بھی قید میں تھے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے تبلیغ کی ان کو مشرف بہ اسلام کیا اور سینکڑوں آدمیوں کو ارادت سے سرفراز کر کے درجات ولایت پر پہنچایا۔

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے زمانہ قید میں کبھی بھی بادشاہ کو بددعا نہیں کی بلکہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر بادشاہ مجھ کو جیل خانہ میں نہ بھیجتے تو اتنے ہزار نفوس دینی فوائد سے کیسے بہرہ اندوز ہوتے اور ہمارے مراتب کی ترقی جو اسی مصیبت کے نزول پر منحصر تھی کیسے حاصل ہوتی۔

آپ کے حلقہ بگوش صوفیاء کرام جو چاہتے تھے کہ بددعا کر کے باطنی تصرفات سے بادشاہ کو نقصان پہنچائیں ان کو خواب میں نیز بیداری میں منع فرماتے تھے۔[3]

---

[1] دعوت و عزیمت ج:۴۔ [2] مجدد الف ثانی۔ [3] خزینۃ الاصفیاء ص:۲۱۴

Marfat.com

چونکہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ حتی الوسع انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی سنت کو نہیں چھوڑتے تھے تو ارادہ الٰہی کا تقاضا ہوا کہ جیل خانہ کے ذریعہ حضرت یوسف علیہ السلام کی اس سنت کو بھی ادا کرایا جائے۔

آنہا کہ پائے درہ مولے نہادہ اند
گام نخست برسر دنیا نہادہ اند
آوردہ اند پشت بریں آشیاں بود
پس چوں فرشتہ روئے بہ عقبیٰ نہادہ اند
آں طوطیاں رہ چو قدم برگرفتہ اند
طوبے ہم کہ برسر طوبے نہادہ اند
زاد رہ و ذخیرئہ ایں وادی مہیب
در طشت سربریدہ چو یحییٰ نہادہ اند
اول بزیر پاء سگاں خوار گشتہ اند
وآخر چو بادسر سوئے مولیٰ نہادہ اند

دوران اسیری میں نعمتیں اور لذتیں

زنداں گوالیار کے اس چند روزہ مہمانی سے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ پر انعامات الٰہیہ کی جو بارش ہوئی اور آپ کو جو باطنی ترقیات حقیقی شگفتگی اور وارفتگی کی لذت اور خلوت میں جلوت کی جو نعمت حاصل ہوئی اس کا حضرت نے اپنے خاص خدام کے نام خطوط میں تحدیث بالنعمت کے طور پر بڑے مزے لے لے کر ذکر کیا ہے میر محمد نعمان کے نام ایک طویل مکتوب جو قلعہ گوالیار سے بھیجا گیا ہے۔

مکتوب نمبر ۱۵ دفتر سوم میں فرماتے ہیں:

"سیادت پناہ میر محمد نعمان کو معلوم ہوگا کہ یاران خیر اندیش نے ہر چند خلاصی کے بارے میں کوشش کی مگر کارگر اور فائدہ مند نہ ہوئی الخیر فی ما صنع اللہ سبحانہٗ (بہتر وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کرے) اس امر سے بمقتضائے بشریت کچھ غم وحزن لاحق ہوا اور سینہ

Marfat.com

میں تنگی ظاہر ہوئی لیکن کچھ مدت کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ سب حزن اور سینہ کی تنگی خوشی اور شرح صدر (سینہ کی فراخی) سے بدل گئی اور خاص یقین سے معلوم ہوا کہ اگر ان لوگوں کی مراد جو آزار کے درپے ہیں حق تعالیٰ کی مراد کے موافق ہے تو سینہ کی تنگی اور کدورت بے فائدہ اور دعویٰ محبت کے برخلاف ہے کیونکہ محبوب کا ایلام اس کے انعام کی طرح محبّ کے نزدیک محبوب و مرغوب ہوتا ہے محبّ جس طرح محبوب کے انعام سے لذت پاتا ہے اسی طرح اس کے ایلام سے بھی متلذذ ہوتا ہے بلکہ اس کے ایلام میں زیادہ تر لذت پاتا ہے کیونکہ یہ محبّ کی اپنی مراد اور حظ نفس کی آمیزش سے پاک ہے جب اللہ تعالیٰ جو جمیل مطلق ہے اس شخص کا آزار چاہتا ہے تو حق تعالیٰ کا یہ ارادہ بھی حق تعالیٰ کی عنایت سے اس شخص کی نظر میں جمیل بلکہ لذت کا سبب ہے اور جب ان لوگوں کی مراد حق تعالیٰ کی مراد کے موافق ہے اور یہ مراد اس مراد کے ظہور کا دریچہ ہے تو ان لوگوں کی مراد بھی نظر میں پسندیدہ اور لذت حاصل ہونے کا موجب ہے کیونکہ اس شخص کا فعل بھی جو محبوب کے فعل کا مظہر ہے محبوب کے فعل کی طرح محبوب دکھائی دیتا ہے اور وہ شخص فاعل بھی اس نظر کے علاقہ سے محبّ کی نظر میں محبوب ظاہر ہوتا ہے عجب معاملہ ہے کہ جوں جوں اس شخص سے جفا زیادہ متصور ہوتی ہے اسی قدر محبّ کی نظر میں زیادہ زیبا دکھائی دیتا ہے کیونکہ محبوب کے غضب کی صورت زیادہ تر نمائش رکھتی ہے اس راہ کے دیوانوں کا کام الٹا اور برعکس ہے پس اس شخص کی برائی چاہنا اور اس کے ساتھ بگڑنا محبوب کی محبت کے برخلاف ہے کیونکہ وہ شخص درمیان میں صرف محبوب کے فعل کا آئینہ ہے اور کچھ نہیں وہ لوگ جو آزار کے درپے ہیں باقی خلائق کی نسبت فقیر کی نظروں میں محبوب دکھائی دیتے ہیں آپ دوستوں سے کہہ دیں کہ سینہ کی تنگیوں کو دور کریں اور ان لوگوں کے ساتھ جو آزار کے درپے ہیں دشمنی اور بگاڑ نہ کریں بلکہ انھیں چاہئے کہ ان کے فعل سے لذت حاصل کریں ہاں چونکہ ہم کو دعا کا امر ہے اور حق تعالیٰ دعا و التجا و تضرع و زاری کو پسند کرتا ہے اس لئے بلیہ و مصیبت کے دفع ہونے کے لئے دعا اور عفو و عافیت کا سوال کریں اور یہ غضب کی صورت کہی گئی ہے وہ اس لئے کہ غضب کی حقیقت دشمنوں کے نصیب میں ہے دوستوں کے ساتھ ظاہری صورت میں غضب ہے اور حقیقت میں عین رحمت ہے غضب کی اس صورت میں محبّ کے لئے اسقدر فائدے اور نفعے رکھے ہیں

Marfat.com

ہے باہر ہیں نیز غضب کی صورت میں جو کچھ دوستوں کی عطا فرماتے ہیں منکر لوگوں کی خرابی ہے اوران کی ابتلا وآزمائش کا باعث ہے۔

شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہٗ کی عبارت کے معنی آپ کو معلوم ہوں گے انہوں نے کہ عارف کے لئے ہمت نہیں یعنی وہ ہمت جو بلیہ کے دفع کرنے کے لئے ہو عارف سے ہے کیونکہ عارف جب بلیہ کومحبوب کی طرف سے جانتا ہے اورمحبوب کی مراد تصور کرتا ہے کے دفع کرنے کی دعا زبان پر لاتا ہے لیکن وہ صرف دعا کا امر بجالانے کے لئے ہے ت وہ کچھ نہیں چاہتا اور جو کچھ پیش آتا ہے اس سے لذت پاتا ہے والسلام علی من الھدی"۔

مکتوبات شریف کا ہر ایک فقرہ سلوک وطریقت، شریعت وحقیقت کا درس گراں مایہ

حضرت شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اپنے فرزند گرامی قدر قیوم زماں حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب قدس سرہٗ العزیز کومکتوب نمبر۲ جلد سوم میں فرماتے ہیں:

"اے فرزندان عزیز! ابتلا کا وقت اگرچہ تلخ وبے مزہ ہوتا ہے لیکن اگر فرصت دیں ت ہے چونکہ تم کواس وقت فرصت مل گئی ہے اللہ تعالیٰ کی حمد بجالا کر اپنے کام میں لگے رہو۔ یک دم اورایک لمحہ بھی فراغت وآرام اپنے لئے پسند نہ کرو اور تین چیزوں میں سے ایک میں مشغول رہو قرآن مجید کی تلاوت کرو، یا طویل قرأت کے ساتھ نماز کوادا کرو یا کلمہ طیبہ لا الٰہ اللہ کی تکرار کرتے رہو۔

(چند سطور کے بعد فرماتے ہیں) "یہ مطلب اللہ تعالیٰ کی عنایت سے بلا وابتلا بہت وامتحان) کے زمانے میں بڑی آسانی سے میسر ہوجاتا ہے اوراس زمانہ کے سوا یہ ہوا و سد سکندری (موانع عظیمہ) ہے گوشہ میں بیٹھ کراس کام میں مشغول رہو کہ اب فرصت ہے فتنے کے زمانہ میں تھوڑے کام کو بہت اجر کے عوض قبول کرلیتے ہیں اور فتنے کے نے کے علاوہ سخت ریاضتیں اور مجاہدے درکار ہیں اطلاع دینا ضروری ہے شاید ملاقات ہو یا نہ ہمت ہے کہ کوئی مراد وہوس باقی نہ رہے اپنی والدہ کوبھی اس امر پر اطلاع دے دیں اوران

Marfat.com

کو اس پر عمل پیرا ہونے کی ترغیب دیں چونکہ یہ جہاں فانی اور گذرنے والا ہے اس لئے باقی احوال کیا لکھے جائیں چھوٹوں پر شفقت رکھیں اور ان کو پڑھنے کی ترغیب دیں اور جہانتک ہو سکے تمام اہل حقوق کو ہماری طرف سے راضی کر دیں اور ایمان کی سلامتی کی دعا سے مدد و معاون رہیں تاکید کے ساتھ یہی لکھا جاتا ہے کہ اس وقت کو بیہودہ امور میں ضائع نہ کریں اور ذکر الٰہی کے سوا کسی کام میں مشغول نہ ہوں اگرچہ وہ کتابوں کا مطالعہ اور طلباء کے ساتھ تکرار علم ہی کیوں نہ ہو اب ذکر کا وقت ہے (پھر چند سطور کے بعد آخرِ مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں)۔

حویلی و سرائے و کنواں و باغ و کتابوں اور دوسری تمام اشیاء کا غم سہل ہے ان میں سے کوئی چیز تمہارے وقت کی مانع نہ ہونی چاہئے اور حق تعالیٰ کی مرضیات کے سوا تمہاری کوئی مراد و مرضی نہ رہے اگر ہم مرجاتے تو یہ چیزیں بھی چلی جاتیں اگر ہماری زندگی میں چلی گئیں تو کوئی فکر نہ کریں اولیاء رحمۃ اللہ علیہم نے ان امور کو اپنے اختیار سے چھوڑا ہے ہم حق تعالیٰ کے اختیار سے ان امور کو چھوڑ دیں اور شکر بجالائیں امید ہے کہ مخلصین (بفتح لام) میں ہو جائیں گے جہاں تم بیٹھے ہو اسی کو اپنا وطن خیال کرو چند روزہ زندگی جہاں بھی گذرے یادِ حق میں گذر جائے دنیا کا معاملہ آسان ہے (اس کو چھوڑ کر) آخرت کی طرف متوجہ رہیں اور اپنی والدہ کو تسلی اور آخرت کی ترغیب دیں باقی رہی ایک دوسرے کی ملاقات اگر خدا تعالیٰ کو منظور ہوا تو حاصل ہو جائیگی ورنہ اس کی تقدیر پر راضی رہیں اور دعا کریں کہ دار السلام (جنت) میں سب جمع ہوں اور ہم دنیا کی ملاقات کی تلافی کو اللہ تعالیٰ کے کرم سے آخرت کے حوالہ کریں الحمد للہ علی کل حال"۔

حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ اپنے مکتوب نمبر ۶ دفتر نمبر ۳ میں اپنے خلیفہ حضرت شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کو (یہی وہ خلیفہ ہیں جن کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لشکر میں بھیجا ہوا تھا) قلعہ گوالیار سے دوران قید تحریر فرماتے ہیں اور ان کی کس محبت و شفقت سے ہمت افزائی فرماتے ہیں شیخ اکرام مرحوم نے اپنی کتاب "رود کوثر" میں ان پر بھی تنقید کی ہے اور ان کو نافرمان لکھا ہے اور توبہ سے پہلی زندگی کے احوال بھی لکھے ہیں استغفر اللہ، شیخ اکرام کے سینہ میں حضرات مجددیہ کے خلاف کوئی حسد و کینہ بھرا ہوا تھا، بہرحال حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں۔

شیخ فتح صاحب کے ذریعہ سے مکتوب گرامی موصول ہوا مخلوق کے ظلم و تعدی کی شکایت

Marfat.com

بھی یہ چیزیں درحقیقت جماعت اولیاء کا جمال ہیں اور ان کے زنگ کے لئے صیقل۔ لہٰذا تنگ اور کدورت کا سبب کیوں ہوں۔

اوّل اوّل جب یہ فقیر اس قلعہ میں پہنچا تو محسوس ہوتا تھا کہ لوگوں کی ملامت کے نور شہروں اور دیہات سے بلند ہو کر نورانی بادلوں کی صورت میں میرے پاس پے در پے پہنچ رہے ہیں اور میرے معاملہ کو پستی سے اونچی بلندی پر پہنچا رہے ہیں تربیت جمالی سے سالہا اس مسافت کو طے کیا ہے اب تربیت جلالی سے ان مراحل کو طے کیا جا رہا ہے صبر و رضا کے مقام میں رہو جمالی جلالی کو مساوی سمجھو۔ تحریر فرمایا تھا کہ ظہور فتنہ سے نہ ذوق رہا ہے نہ حال۔ حالانکہ چاہئے تو یہ تھا کہ ذوق و حال میں اور زیادتی ہوتی کیونکہ وفائے محبوب سے جفائے محبوب زیادہ لذت بخش ہوا کرتی ہے۔ کیا ہو گیا؟ عوام کی طرح بات کر رہے ہو، اور محبت ذاتیہ سے بہت دور ہو گئے ہو بہر حال گذشتہ کے برخلاف آئندہ جلال کو جمال سے بڑھا ہوا سمجھو اور انعام کے مقابلہ میں تکلیف کو بہتر تصور کرو کیونکہ جمال و انعام میں محبوب کی مراد کے ساتھ اپنی مراد کی بھی آمیزش ہے اور جلال و تکلیف میں صرف محبوب کی مراد سامنے ہے اور اپنی مراد کی مخالفت ہے۔"

حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ مکتوب نمبر ۱۵ دفتر سوم میں حضرت میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ کو تحریر فرماتے ہیں:

معلوم ہوا کہ میری رہائی کے متعلق خیر اندیش احباب کی جد و جہد کامیاب نہیں ہوئی الخیر فیما صنع اللہ تعالیٰ بمقتضائے بشریت کسی قدر افسوس ضرور ہوا مگر تھوڑی دیر بعد خداوند عالم کے فضل و کرم سے وہ تمام حزن و افسوس مسرت اور خوشی میں بدل گیا اور خاص طور پر اس کا یقین ہو گیا کہ یہ جماعت جو ہماری ایذاء رسانی کے در پے ہے اس کی مراد جب کہ حضرت حق جل مجدہ کے ارادہ کے مطابق ہے تو تنگ دل اور حزن و ملال بے معنی اور دعویٰ محبت کے سراسر مخالف، محبوب کی ہر ایک اداء محبوب ہی ہے عاشق جس طرح انعام و نوازش محبوب سے خوش ہوتا ہے اسی طرح اس کی تکلیف و ایذاء سے لذت حاصل کرتا ہے۔

بلکہ تکلیف و ایذاء میں لذت زیادہ ہوتی ہے کیونکہ وہ حظِ نفس اور اپنی خواہش و مراد کے شائبہ سے بھی مبرا ہے۔

Marfat.com

حضرت حق جل سلطانہ جمیل مطلق ہیں اس بندۂ ناچیز کی آزار و پریشان منظور ہے ان کی عنایت سے (جل جلالہٗ) یہ بندہ ناچیز خوش ہے بلکہ لذت محسوس کر رہا ہے اور جب کہ اس جماعت کی مراد حضرت حق جل مجدہ کی مراد سے منطبق ہے تو لامحالہ ان کی مراد بھی نظر احقر میں پسندیدہ اور موجب لذت ہے۔

کسی شخص کا فعل جو فعل محبوب کا مظہر ہو فعل محبوب ہی نظر آتا ہے اور فعل محبوب کی طرح لذت بخش ہوتا ہے عجیب معاملہ ہے اس شخص سے ستم و جفا جس قدر زیادہ ہو نظر عاشق میں وہ اتنا ہی بھلا اور پیارا معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس میں غضب محبوب کی صورت کی نمائش زیادہ سے زیادہ ہوتی ہے دیوانگانِ رہ عشق کا معاملہ ہی الٹا ہے۔ لہٰذا اس شخص کی برائی چاہنا اور اس کی برائی کے در پے ہونا منافی محبت ہے، یہ شخص کیا اور اس کی حقیقت کیا وہ صرف فعل محبوب کا آئینہ دار ہے۔

جو لوگ در پے آزار ہیں تمام مخلوق میں سب سے زیادہ پیارے معلوم ہوتے ہیں، احباب سے فرمایئے کہ تنگی دل دور کریں اور اس جماعت کی تکلیف دہی کا خیال بھی چھوڑ دیں بلکہ چاہئے کہ ان کے افعال سے لذت اندوز ہوں۔ ہاں چونکہ دعا کے لئے مامور ہیں لہٰذا حضرت حق جل سلطانہٗ سے بھی عاجزی اور تضرع کے ساتھ دفعیہ بلا کی دعا کریں۔

یہ یاد رکھو غضب حقیقی دشمنان خدا کا حصہ ہے عاشقان خدا کے لئے صرف صورت غضب ہے جو حقیقت میں عین رحمت ہے اور اس قدر منافع کی حامل کہ ان کی تفصیل ناممکن نیز اس صورت غضب میں منکروں کی خرابی مضمر ہے اور ان کی ابتلاء کا سبب و باعث۔

شیخ محی الدین ابن عربی قدس اللہ سرہٗ کا قول ہے کہ عارف ہمت نہیں رکھتا یعنی وہ ہمت نہیں رکھتا جس کے ذریعہ سے دفعیہ بلا کا قصد کر سکے کیونکہ جب مصیبت عارف کے عقیدہ میں مراد محبوب اور از جانب محبوب ہے یہ محبت ناتواں اس کے دفع کرنے کی ہمت کس طرح کر سکتا ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ حکم دعا کی تعمیل بھی ضروری ہے مگر وہ صرف تعمیل ہی ہے آرزوئے دل نہیں کیونکہ تمناء دلی تو وہ ہے جو مراد محبوب ہو۔

حضرت مولانا حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کیا خوب صورت تحریر فرماتے ہیں۔

ان مکتوبات قدسیہ کو دیکھو حق تعالیٰ کے ساتھ کیسا صحیح تعلق ہے اور کیسی بے مثال محبت

Marfat.com

ارشاد الٰہی ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ [سورۃ البقرۃ:۱۳۵]

ان خطوط میں جواب ہے ان جذبات کا جو حضرت میر نعمان اور دوسرے خدام عالی مقام کے دل میں پیدا ہو رہے تھے کہ ہمت باطنی کے ساتھ دعا کر کے موذیوں کو برباد کر دیا جائے، بے شبہ یہ چیز ان حضرات کے لئے مشکل نہ تھی جن کے حق میں ارشاد نبوی ہے لو اقسم علی اللّٰہ لابرہ (اگر خدا کی ذمہ داری پر قسم کھا بیٹھیں تو خدا ان کی قسم پوری کرے) وہ چاہتے تو سلطنت تہ و بالا ہو جاتی۔

گرد ہے عمل دار عزلت نشیں — قد مہائے خاکی دم آتشیں
بیک نالہ ملکے بہم بر کنند — بیک نالہ کہ ہے زجا بر کنند
قوی بازو انند کوتاہ دست — خرد مند دیوانہ ہشیار مست

حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ نے ان جذبات کو ٹھنڈا کر دیا اور بجائے ان انتقامی جذبات کے دعاء خیر کے جذبات دلوں میں بھر دیئے۔

آں کشتہ ہیچ حق محبت ادا نہ کرد
کز بہر دست و بازو قاتل دعا نہ کرد

خانِ خاناں خان جہاں، صدر جہاں وغیرہ جو حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ سے عقیدت مندی اور ارادت مندی کے ساتھ حکومت کے سر اور خان بہادر بھی تھے ان کے لئے حضرت مجدد ﷫ صاحب کا یہ ابتلاء و امتحان کس قدر پیچیدہ مسئلہ تھا مگر اس کو کس قدر آسانی سے حل کیا ان کے خلوص ارادت مندی اور جوش عمل میں کتنا اضافہ کر دیا۔

جہانگیر نے مکر، فریب، غرور وغیرہ کا جو الزام لگایا تھا اس کا کیسا عملی جواب دیا، یہ ہے اسلام کی سیاست جس سے باطل پرستوں کی باطل ڈپلومیسی کا جواب دیا جاتا ہے اور یہ ہے وہ مقاومت بالصبر یا عدم تشدد کی جنگ جس کی اسلام تعلیم دیتا ہے:

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى

Marfat.com

الْخٰشِعِيْنَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔[سورة البقرة:٤٥-٤٦]

صبر اور نماز کے ذریعہ سے مدد حاصل کرو بیشک نماز (جو توجہ الی اللہ کے لئے خدا کا بتایا ہوا طریقہ ہے) شاق ہوا کرتی ہے مگر ان لوگوں پر جو خشوع اور خضوع کرنے والے ہیں جو اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں اور اس کے پاس واپس ہو کر جائیں گے۔[1]

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو مکتوب نمبر ۲۹ دفتر دوم میں تحریر فرماتے ہیں۔

میرے مخدوم و مکرم! مصائب کے آنے میں اگرچہ بڑی تکلیف و ایذا برداشت کرنی پڑتی ہے لیکن ان پر بڑی کرامت اور مہربانی کی امید ہے اس جہاں کا بہتر اسباب حزن واندوہ ہے اور اس دستر خوان کی جو شگوار نعمت مصیبت و الم ہے ان شکر پاروں پر داروئے تلخ کا رقیق غلاف چڑھایا ہوا ہے اور اس حیلہ سے ابتلاء و آزمائش کا راستہ کھولا ہے سعادتمند لوگ ان کی شیرینی پر نظر کر کے اس تلخی کو شکر کی طرح چباتے ہیں اور کڑواہٹ کو صفراوی مزاج والے برعکس شیریں معلوم کرتے ہیں کیوں شیریں نہ سمجھیں جبکہ محبوب کے تمام افعال شیریں ہوتے ہیں علتی اور بیمار شاید ان کو تلخ معلوم کرے کیونکہ وہ ماسواء میں گرفتار ہے مگر معنوی دولت والے حضرات محبوب کے الم و رنج دینے میں اس قدر حلاوت اور لذت پاتے ہیں جو اس کے انعام میں ہرگز متصور نہیں ہوتی اگرچہ دونوں محبوب کی طرف سے ہیں لیکن ایلام میں محب کے نفس کا دخل نہیں ہوتا اور انعام میں اپنے نفس کی مراد پر قیام ہوتا ہے۔

قید و بند سے کیا حاصل ہوا

حضرت شیخ سرہندی قدس سرہٗ کو قلعہ گوالیار کی قید میں رہنے سے وہ انعامات الٰہیہ نصیب ہوئے جن کا ذکر آپ اپنے مکتوبات شریف میں ذکر کرتے ہیں ان میں سے ایک مکتوب درج کیا جاتا ہے جس میں راہ سلوک میں چلنے والے درویشوں کے لئے راہنمائی کے بے شمار

---

1. علماء ہند کا شاندار ماضی

Marfat.com

...ول جوہرات وموتی ہیں وہ طالب جو اس راستہ کی مشکلات سے گھبراتے ہیں ان کو یہ مکتوب شریف اپنے مطالعہ میں ہر وقت رکھنا چاہئے آپ مکتوب نمبر ۵ دفتر سوم میں فرماتے ہیں:

الحمدللّٰہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی پوشیدہ نہ رہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کی عنایت نے اس کے فضل وکرم سے جلال وغضب کی صورت میں تجلی نہیں فرمائی اور میں قیدخانہ کے قفس میں قید نہ ہوا تب تک ایمان شہودی کے تنگ کوچہ سے کلی طور پر نہ نکلا اور خیال ومثال کے ظلالی کوچوں سے پورے طور پر باہر نہ ہوا اور ایمان بالغیب کی شاہراہ میں مطلق العنان ہو کر نہ دوڑا اور حضور سے غیب کے ساتھ اور عین سے علم کے ساتھ اور شہود سے استدلال کے ساتھ کامل طور پر نہ ملا اور ذوق کامل اور وجدان بالغ کے ساتھ دوسروں کے ہنر کو عیب اور ان کے عیب کو ہنر معلوم نہ کیا اور بے ننگی وناموسی کے خوشگوار شربت اور خواری ورسوائی کے مزیدار مربے نہ چکھے اور خلقت کے طعن وملامت کے جمال کا حظ نہ پایا اور لوگوں کے بلا وجفا کے حسن سے محفوظ نہ ہوا اور مردے کی طرح غسال کے ہاتھ میں پوری طرح ہو کر اپنے ارادہ واختیار کو ترک کیا اور آفاقی وانفسی تعلقات کے رشتوں کا کامل طور پر نہ توڑا اور تضرع والتجا وانابت واستغفار وذلت وانکسار کی حقیقت کو حاصل نہ کیا اور حق تعالیٰ کے استغنا کی رفیع الشان بارگاہ کو جس کے گرد عظمت وکبریائی کے پردے تنے ہوئے ہیں مشاہدہ نہ کیا اور اپنے آپ کو بندہ خوار وزار وذلیل وبے اعتبار وبے ہنر وبے طاقت اور کامل محتاج وفقیر معلوم نہ کیا:

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ [سورۃ الیوسف:۵۳]

"میں اپنے نفس کو بری قرار نہیں دیتا بیشک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔"

اگر محض فضل سے حق تعالیٰ کے فیوض واردات اور اس کے نامتناہی عطیات وانعامات پے در پے اس محنت کدہ میں اس شکستہ دل کے شاملِ حال نہ ہوتے تو قریب تھا کہ معاملہ ناامیدی تک پہنچ جاتا اور امید کا رشتہ ٹوٹ جاتا اللہ تعالیٰ کی حمد ہے جس نے اس فقیر کو عین بلا میں عافیت دی اور نفس کی جفا میں مجھ پر کرم فرمایا اور سختی کی حالت میں احسان کیا اور خوشی ورنج میں شکر کی توفیق دی اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے تابعداروں اولیاء کرام علیہم الرحمۃ والرضوان کے قدم بقدم چلنے

Marfat.com

والوں اور علماء و صلحاء کے محبوں میں سے بنایا۔

صلوات اللہ سبحانہ و تسلیماتہ علی الانبیآء اولا و علی مصدقیہم ثانیا (اول انبیاء پر اور پھر ان کی تصدیق کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلوٰۃ وسلام ہو)۔

قید سے رہائی

قلعہ گوالیار میں آپ کے قید ہونے کے بعد جہانگیر بادشاہ کے پاس آپ کے حالات مسلسل پہنچ رہے تھے کہ آپ کی برکت و توجہ شریف سے بے شمار کافر و بے دین لوگ دین اسلام قبول کر کے سلسلہ مجددیہ میں داخل ہو رہے ہیں اور آپ کی صحبت نے ہزاروں ڈاکوؤں، چوروں، بدمعاشوں کو بھی پکی سچی توبہ کرنے کے بعد راہِ ہدایت پر ڈال دیا ہے اور صداقت و ہدایت کے رنگ میں رنگ کر شاہراہ تقویٰ و طہارت پر ڈال دیا ہے اور اب وہ نیکی و پارسائی کے حریص بن گئے ہیں نیز حضرت امام ربانی شیخ سرہندی قدس سرہٗ پیکر صدق و صفا مجسمہ اخلاق اور اسلامی تعلیمات و کمالات کی زندہ و جاوید شخصیت ہیں۔

جہانگیر کو زیارت رسول اللہ ﷺ

اسی دوران بادشاہ جہانگیر کو رحمۃ العالمین، سید الخلق، اشرف الانبیاء، نبی رحمت ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی، کہ آپ ﷺ تاسف کے طور پر اپنی انگلی دانتوں میں دبائے ہوئے فرما رہے ہیں کہ جہانگیر! تو نے کتنے بڑے شخص کو قید کیا۔

اس خواب سے بادشاہ جہانگیر نے حضرت شیخ سرہندی قدس سرہٗ کی قلعہ گوالیار سے رہائی کے احکامات جاری کر دیئے آپ قلعہ میں ایک سال قید رہے۔

لشکر میں رہنے کے احکام

لیکن شیعہ لابی نے جہانگیر سے آپ کو لشکر میں رہنے کے احکام جاری کروا دیئے چنانچہ حضرت شیخ سرہندی قدس سرہٗ ایک عرصہ تک لشکر شاہی میں رہے۔

لشکر میں آپ کا وجود مبارک باعث اصلاح بنا

آپ کا وجود مبارک بادشاہ کی اصلاح کا ذریعہ بنا لشکر میں رہنے کی بنا پر بادشاہ جہانگیر

Marfat.com

آپ کی صحبت میں بیٹھنے کا موقع نصیب ہوا پھر صحبت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے بادشاہ کی دل کی دنیا بدل ڈالی جس سے اس کا باطن مزکی ہوا اور آپ کے حلقہ ارادات میں غلاموں کی طرح داخل ہو گیا آپ نے اس موقع سے اپنی پوری باطنی قوت کو استعمال میں لاتے ہوئے بھر پور فائدہ اٹھایا اور بادشاہ کے علاوہ شاہی امراء و حکام کی ظاہری و باطنی طور پر ان کی حالت بدل دی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہزار سال کے لئے مجدد بنایا ہے اور آپ کو فیضان نبوت بھی خاتم النبین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے سے بہت زیادہ نصیب ہوا تھا، آپ خود اپنے مکتوبات شریف میں اپنے فضیان کو نبوت کا ظل فرماتے ہیں۔

اسی سال رمضان شریف میں روزانہ بعد نماز مغرب بادشاہ آپ کی صحبت میں حاضری دیتا تھا جس کا حال آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے صاحبزادگان کو دفتر سوم مکتوب نمبر ۴۳ میں تحریر فرماتے ہیں:

"الحمدللہ علی عبادہ الذین اصطفٰی :اس طرف کے احوال اور اوضاع حمد کے لائق ہیں عجیب و غریب صحبتیں گذر رہی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی عنایت سے امور دینیہ اور اصول اسلامیہ کی ان گفتگوؤں میں سر موستی اور مداہنت دخل نہیں پاتی اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ان محفلوں میں بھی وہی باتیں بیان ہوتی ہیں جو خاص خلوتوں اور مجالس میں بیان ہوا کرتی ہیں اگر ایک مجلس کا حال لکھا جائے تو اس کے لئے ایک دفتر ہونا چاہئے خاص کر آج ماہ رمضان کی سترہویں رات کو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بعثت اور عقل کے عدم استقلال اور آخرت پر ایمان اور اس کے عذاب و ثواب اور رویت اور دیدار کے اثبات اور حضرت خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی خاتمیت اور ہر صدی کے مجدد اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی اقتدا اور تراویح کے سنت اور تناسخ کے باطل ہونے اور جن اور جنیوں کے احوال اور ان کے عذاب و ثواب کی نسبت اور اسی طرح کا بہت کچھ مذکور ہوا اور (بادشاہ و حاضرین مجلس) بڑی خوشی سے سنتے رہے اور اسی طرح اس ضمن میں اقطاب وابدال اور اوتار کے احوال اور ان کی خصوصیتوں سے بہت سی چیزوں کا بیان ہوا اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ سب کچھ قبول کرتے رہے، ان واقعات اور ملاقات میں شاید اللہ تعالیٰ کی پوشیدہ حکمت اور خفیہ راز ہوں گے:

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ هَدٰنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَاۤ اَنْ هَدٰنَا

Marfat.com

اللّٰهُ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ [سورة الاعراف:٤٣]

''اللہ تعالیٰ کی حمد ہے جس نے ہم کو ہدایت دی اور اگر وہ ہدایت نہ دیتا تو ہم کبھی ہدایت نہ پاتے بیشک ہمارے رب کی بھیجے ہوئے رسول حق و صداقت لے کر آئے ہیں) دوسرے یہ کہ قرآن مجید کو سورۂ عنکبوت تک ختم کیا ہے جب رات کو اس مجلس سے اٹھ کر آتا ہوں تو تراویح میں مشغول ہوتا ہوں ان فقرات (فرصت کے اوقات) میں جو کہ عین جمعیت تھیں (قرآن مجید) حفظ (پڑھنے) کی یہ اعلیٰ دولت حاصل ہوگئی الحمدللہ اولا آخر۔''

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ مکتوب نمبر ۲۷ دفتر سوم میں اپنے پیر بھائی خواجہ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ کو لشکر سے لکھتے ہیں:

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی (اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہو) صحیفہ شریفہ جو از روئے کرم و شفقت اس فقیر کے نام لکھا تھا اس کے مطالعہ سے مشرف ہوا اللہ تعالیٰ کا شکر اور اس کا احسان ہے کہ آپ صحت و عافیت سے ہیں اور دور اُفتادہ دوستوں کے حالات معلوم کرنے سے غافل نہیں ہیں اس طرف کے فقراء کے احوال و اوضاع حمد کے لائق ہیں کہ عین بلا میں عافیت اور عین تفرقہ میں جمعیت حاصل ہے وہ فرزند دوست جو ہمراہ ہیں ان کے اوقات بھی جمعیت سے گذر رہے ہیں اور ان کے احوال میں ترقی ہو رہی ہے لشکران کے حق میں خانقاہ ہے کہ لشکریوں کی عین تلوینات میں ان کو تمکین حاصل ہے اور عین مختلف گرفتاریوں میں جو اس جگہ کے لئے لازمی ہیں ایک ہی مطلب کے گرفتار ہیں نہ ان کے ساتھ کسی کا تعلق ہے نہ ان کو کسی سے واسطہ ہے اس کے باوجود بے اختیار و مجبور ہیں اور حبس و قید کی دولت میں گرفتار ہیں یہ ایک عجیب قسم کی حبس ہے جس کے عوض رہائی کو جو کے برابر نہیں خریدتے اور ایک عجیب قید ہے کہ وہاں سے رہائی کو ایک کوڑی کے بدلے میں نہیں لیتے الحمد للہ سبحانہ والمنة علی ذالك وعلی جمیع نعمآئه (اس نعمت پر اور اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں پر اس کا شکر اور احسان ہے) میرے مخدوم! قرۃ العینین (یعنی دونوں فرزندوں) کی طرف خط بھیجنے سے

Marfat.com

اور ان بعض نعمتوں کے فوت ہو جانے پر اظہار افسوس تھا جن کے حاصل ہونے کی وطن میں تھی۔

اور لشکر میں آنا اور صحبت رکھنا آپ کی صلاح پر وابستہ ہے کیونکہ آپ لشکر اور لشکریوں کے اوضاع و احوال کو بہتر جانتے ہیں اور اس جگہ کے نفع و ضرر کو اچھی طرح پہچانتے ہیں آپ نے لکھا تھا کہ اگر تم لکھو کہ آفات سے محفوظ رہیں گے تو آ جائیں الغیب عنداللہ (غیب کا حال اللہ کو معلوم ہے) لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے باوجود یکہ ارباب تفرقہ سے بہت میل جول ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے کرم سے ہمراہیوں میں سے کسی کو بھی اب تک تفرقہ کی آفت نہیں پہنچی اور مطلب سے نہیں روکا۔"

شاہی لشکر سے مخدوم زادوں کو مکتوب نمبر ۷۸ دفتر سوم میں تحریر فرماتے ہیں اس مکتوب میں صاجزادوں کی جدائی اور دوری کا ذکر کس کرب سے کرتے ہیں:

"الحمدللہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفے (اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہو) فرزندان گرامی اگرچہ ہماری دائمی صحبت کی مشتاق اور خواہاں ہیں اور ہم بھی ان کے حضور و ملاقات کے آرزو مند ہیں لیکن کیا کر سکتے ہیں کیونکہ تمام امیدیں میسر نہیں تجری الریاح بما لا تشتھی السفن (ہوا چلتی ہے کشتی کے مخالف)۔

لشکر میں اس طرح بے اختیار و بے رغبت رہنا بہت ہی غنیمت جانتا ہوں اور اس عرصہ کی ایک ساعت کو دوسری جگہوں میں اس کے مثل میسر ہونا معلوم نہیں ہے اس مقام کے علوم و معارف جدا ہیں اور اس مجمع کے احوال مقامات علیحدہ ہیں وہ ممانعت جو بادشاہ کی طرف سے ہے اس کو اپنے مولیٰ جل شانہٗ کی کمال مہربانی اور رضا مندی کا دروازہ جانتا ہوں اور اپنی سعادت اس قید میں خیال کرتا ہوں خاص کر لڑائی اور مخالف کے ان دنوں میں عجیب ہی معاملہ ہے اور ان پراگندہ وقتوں میں عجیب و غریب ناز و کرشمے ظاہر ہوتے ہیں لیکن ہر روز جو تازہ اور عجیب دولت پہنچتی ہے اس کے لئے فرزندوں کی جدائی میں دل تڑپتا ہے اور ان کی دوری اور نا یافت سے جگر بے چین رہتا ہے خیال کرتا ہوں کہ میرا شوق تمہارے شوق پر غالب ہے اور مقرر ہے کہ جس قدر باپ کو بیٹے کی محبت ہوتی ہے اس قدر بیٹے کو باپ کی محبت نہیں ہوتی اگرچہ فرعیت اور اصالت

Marfat.com

کا قضیہ اس امر کے برعکس حکم کرتا ہے کیونکہ اصل کو احتیاج نہیں ہوتی اور فرع سراسر اصل کی محتاج ہوتی ہے لیکن بارگاہ الٰہی سے ایسا ہی ہوا ہے کہ زیادہ شدید شوق اصل کے لئے ثابت ہوا ہے درخانہ بکد خدائے اند ہمہ چیز (گھر میں سب چیز ہے گھر والے کی)۔

اگر دہلی ہے تو وہ بھی تمہارا ہمسایہ ہے اور اگر آگرہ ہے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کے کرم سے قریب ہے والسلام۔"

دفتر سوم مکتوب نمبر ۸۳ میں اپنے بزرگ صاحبزادوں کے تحریر فرماتے ہیں:

"فرزندان گرامی جمعیت کے ساتھ رہیں لوگ ہر وقت ہماری تکلیفوں کو مدنظر رکھتے ہیں اور اس تنگی سے خلاصی طلب کرتے ہیں اور نہیں جانتے کہ نامرادی اور بے اختیاری اور ناکامی میں کس قدر زیادہ حسن و جمال ہے اور کونسی نعمت اس کے برابر ہے کہ اس شخص کو زبردستی اس کے اختیار سے بے اختیار کر دیں اور اپنے اختیار کے موافق اس کو زندگانی بخشیں اور اس کے اختیاری امور کو بھی اس کی بے اختیاری کے تابع بنا کر اس کے دائرہ اختیار سے باہر نکال دیں اور جیسے مردہ نہلانے والے کے ہاتھ میں ہوتا ہے بنابریں قید کے دنوں میں جب کبھی اپنی ناکامی اور بے اختیاری کا مطالعہ کرتا تھا تو عجب حظ حاصل ہوتا تھا اور نہایت ہی ذوق پاتا تھا ہاں فراغت و آرام والے لوگ مصیبت والوں کے ذوق کو کیا معلوم کر سکتے ہیں اور ان کی بلا کے جمال کو کس طرح پا سکتے ہیں بچوں کا حظ شیرینی پر ہی منحصر ہے لیکن جس نے تلخی سے حظ حاصل کیا وہ شیرینی کے برابر بھی نہیں خریدتا۔

مرغ آتشخوارہ کے لذت شناسد دانہ را
(مرغ آتشخوار کو آئے نہ لذت دانہ کی)

"والسلام علی من اتبع الھدی"

کچھ عرصہ کے بعد حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کو وطن تشریف لے جانے کی اجازت مل گئی مگر حالات سلطان کی نگہداشت آپ کا نصب العین تھا اور ہمت عالیہ مدبرانہ انداز میں سلطان کی جانب منعطف رہتی تھی دفتر سوم میں ایک مکتوب گرامی سلطان جہانگیر کے نام ہے جس میں ظاہر ہے کہ آپ کے پاس لشکر غذا ہے اور ہمارے پاس لشکر دعاء جس کے بغیر لشکر غذا کو کامیابی نصیب نہیں ہوتی پھر اس کو احادیث سے ثابت کیا ہے بظاہر یہ مکتوب سرہند شریف سے بھیجا گیا ہے

Marfat.com

...چہ یہ بھی احتمال ہے کہ حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ اجمیر آگرہ دہلی میں حراست لشکری میں ہوں
...شاہ پایہ تخت سے باہر کی مہم کے لئے گیا ہو۔

...د صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بغاوت کیوں نہیں کی

نص حدیث کے بموجب مسلمان بادشاہ سے بغاوت صرف اسی وقت جائز ہے جبکہ
...ضح اور بین طور پر اس سے ارتکاب کفر ہو۔

مشرکانہ اور کفریہ افعال کا ارتکاب اگر چہ حرام ہے لیکن کسی شخص کے کفر کا فیصلہ اسی وقت کیا جائے گا جب کہ اس کو مسلمان قرار دینے کی کوئی وجہ باقی نہ رہے بہت ممکن ہے زمانہ اکبر میں حضرت مجدد صاحب کی تحریک نے اتنی قوت حاصل نہ کی ہو کہ اکبر جیسے خرانٹ شہنشاہ کی چالیس سالہ شہنشاہیت کا مقابلہ کر سکے حالانکہ اعلان جہاد کے لئے اتنی قوت کا ہونا ضروری ہے کہ بظاہر اسباب کامیابی کی توقع کی جا سکے اور کیا تعجب ہے حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک نے اکبر تک اپنا اثر پہنچا دیا ہو اور یہ قول اگر چہ مشہور نہیں مگر ممکن ہے صحیح ہو کہ اکبر نے وفات سے کچھ پہلے توبہ کر لی تھی۔

لیکن بظاہر حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکبر کو اغراض پرست اور فاسق مسلمان قرار دیتے ہیں جو اغراض پرستوں کے ہجوم میں گھرا ہوا ہے چنانچہ اکبر سے زیادہ علماء سوء اور اغراض پرست جماعتوں اور افراد کی آپ مذمت فرماتے ہیں اور اس کی اصلاح کے لئے اراکین حکومت کی اصلاح کو مقدم اور موقوف علیہ گردانتے ہیں۔

اس کے علاوہ حقیقت یہ ہے کہ جو شخص اپنے لئے حکومت کا خواہاں نہ ہو بلکہ حکومت کی اصلاح اس کا نصب العین ہو وہ خونریزی کو صرف اسی وقت ضروری سمجھے گا جب اس کے بغیر اور کوئی چارہ باقی نہ رہے مقربین اور وزراء کی جماعت میں جو رسوخ پیدا کیا جا چکا تھا وہ اگر چہ فوری انقلاب نہیں کر سکتا تھا مگر انقلاب کی توقعات سے مایوسی بھی نہیں ہوئی تھی ہاں ضرورت تھی کہ ان اصلاح پسند مقربین کے جذبات اصلاح کو مزید تقویت پہنچائی جائے اور اپنے نصب العین کو اتنا نمایاں اور بین کر دیا جائے کہ اس کے ماسواء کا ان کو شک وشبہ بھی باقی نہ رہے۔

Marfat.com

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ مسلمان بادشاہوں کی خانہ جنگی اس وقت اس قدر بڑھ چکی ہوئی تھی کہ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جہاد بالسیف کا اعلان فرماتے تو یہی مقربین یقین کر سکتے کہ تحصیل حکومت کا ایک ڈھونگ رچایا گیا ہے اور حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دعویٰ اصلاح کو بھی وہی اصلاح خیال کی جاتی جس کا اعلان ابراہیم لودھی کے مقابلہ پر بابر نے یا ہمایوں کے مقابلہ پر شیر شاہ سوری نے کیا تھا۔

نتیجہ کیا ہوا یہی کہ ایک چیرہ دست کی جگہ دوسرے نے حاصل کر لی علاوہ ازیں اکبر اپنے پچاس سالہ عہد میں ہندوؤں کے حوصلے اتنے بڑھا چکا تھا کہ اس جدوجہد اصلاح میں خود اقتدار مسلم کے زوال ہی کا خطرہ تھا اس کے ماسواء شاہ عباس ایران میں شیعہ بادشاہ تھا ہندوستان میں شیعہ پارٹی برسر اقتدار تھی کیا کوئی شک ہو سکتا ہے کہ ملکہ نور جہاں کی امداد کے لئے ایرانی قزلباش دندناتے ہوئے ہندوستان پہنچ جاتے۔

بہرحال اس وقت مدبرانہ اور عاقلانہ لائحہ عمل اس کے سوا کچھ ہو ہی نہیں سکتا تھا کہ وہ مقربین اور وزراء جو آواز اصلاح پر کان دھر سکتے تھے اس آواز کو ان کے دلوں کی گہرائیوں میں اتنا اتار دیا جائے کہ وہ سراسر اصلاح بن جائیں، دعوے بہت کچھ کئے جاتے ہیں مگر ان کا اثر اور ان میں قوت جاذبہ جب ہی پیدا ہوتی ہے کہ ایثار قربانی جفاکشی اور فداکاری سے ان کی صداقت کا یقین پیدا کر دیا جائے۔

آپ کو یاد نہیں دنیا کے سب سے بڑے مصلح نے ساری دنیا کے مقابلہ پر اپنی اصلاح پسندی کے دعویٰ کا ثبوت کس طرح دیا تھا ۲۳ سالہ عہد نبوت کے بیشتر حصہ میں صبر آزما قربانیوں عبرت انگیز فداکاریوں سے اپنی صداقت کا نہ صرف یقین دلایا بلکہ صداقت کی آواز انصاف پسند مقابلین کے دلوں میں اس طرح اتار دی کہ وہ سرتاپا آواز صداقت بن گئے اور وہی جو کافر تھے اب اشداء علی الکفار (کافروں کے مقابلہ میں شدید ترین طاقت) بن گئے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی سیرت پڑھو اور دیکھو کہ بدترین کافر کس طرح رشید ترین مجاہد حق بن گئے اور پھر غور کرو کہ یہ انقلاب تلوار کی طاقت سے ہوا یا حق و صداقت، اخلاق و ضمیر ایثار اور قربانیوں کی خاموش قوت سے۔

Marfat.com

بلا شبہ یہ قوی اور نہایت مضبوط طریقہ جنگ ہے جو اس وقت تک کیا جاتا ہے جب تک کامیابی کے امکانات باقی رہیں اور اسی طرز جنگ کو مقاومت بالصبر کے مذہبی لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے، اور آج کل کی اصطلاح میں عدم تشدد کی جنگ کہا جاتا ہے مجھے یقین ہے کہ آپ اس وقت سے ناآشنا نہ ہوں گے کہ جب مکہ معظمہ میں اس طریقہ جنگ کو آزمایا جا رہا تھا تو تلوار اور طاقت سے جنگ ممنوع تھی جب وہ تمام طبیعتیں جن کو انصاف پسندی کا کچھ بھی حصہ مرحمت ہوا تھا ایک ایک کر کے حلقہ بگوش ہو چکیں اور صرف وہی ظاہر پرست ذہنیتیں باقی رہ گئیں جن کا اعلیٰ انصاف قوت ہی ہوتا ہے اور تلوار کی چمک کے سوا کوئی نوران کی شوخ اور دلیر آنکھ کو خیرہ کر ہی نہیں سکتا تب خاص خاص احتیاط اور شرائط کے ساتھ تلوار اٹھانے کی اجازت دی گئی تمہیں یہ بھی معلوم ہوگا کہ جنگ کے یہ دونوں طریقے آج بھی مشروع ہیں اور شریعت غرا ر موقع بموقع ہر ایک کے اجراء کا حکم دے کر ایک ہی ثواب دونوں کے لئے تجویز فرماتی ہے نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد تو یہ ہے۔

افضل الجهاد كلمة حق عند سلطان جائر وفي رواية كلمة عدل

"کہ سلطان ظالم کے سامنے صداقت اور انصاف کا کلمہ ہر ایک جہاد سے افضل ہے۔"

بہر حال اس طرز جہاد کے لئے ضرورت تھی کہ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی صداقت نیز سلطان اور سلطنت کی خیر خواہی کا آخری ثبوت پیش کریں۔[1]

مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن ندوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

جہانگیر پر اثر

بعض کتابوں میں جو زمانہ حال میں حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات میں لکھی گئی ہیں جہانگیر کی حضرت کے ساتھ گہری عقیدت اور باقاعدہ بیعت و ارادت کو دکھایا گیا ہے لیکن اس کا کوئی مستند تاریخی ثبوت نہیں ملتا تو زک میں جہانگیر نے کئی مقامات پر جس

[1] علماء ہند کا شاندار ماضی از مولانا سید میاں محمد رحمۃ اللہ علیہ۔

Marfat.com

انداز میں حضرت کا ذکر کیا ہے اس سے اس بیان کی تصدیق نہیں ہوتی وہ نشۂ سلطانی میں کتنا ہی مست ہو اور اس کا انداز تحریر کیسا ہی شاہانہ ہو وہ اپنے شیخ کا اس انداز میں ذکر نہیں کرسکتا پروفیسر فرمان نے اپنی کتاب (۳۵-۳۶) میں بھی یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ جہانگیر کی ارادت ثابت نہیں اور اس میں کوئی بڑا تغیر نہیں ہوا دوسرے قدیم سوانح نگاروں نے نہ جہانگیر کی بیعت کا ذکر کیا ہے نہ شاہ جہاں کی البتہ اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ جہانگیر نے اس رفاقت سے فائدہ اٹھایا اس کے اندر نئے دینی رجحان پیدا ہوئے منہدم مساجد کی دوبارہ تعمیر اور مفتوحہ علاقوں میں دینی مدارس کے قیام سے دلچسپی میں اس کو بہت دخل تھا ۱۰۳۱ھ میں قلعہ کانگڑہ کی فتح کے موقعہ پر اس نے جس طرح اپنی اسلامیت کا اظہار کیا اور وہاں شعائر اسلام کا اجراء کرایا اس سے بھی اس تبدیلی اور دینی ترقی کا پتہ چلتا ہے جس کو حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شرف ہمرکابی کا فیض کہا جاسکتا ہے۔[1]

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی کامیابیاں

محدث، مفسر قرآن، مجاہد ملت، حضرت مولانا محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب علماء ہند کا شاندار ماضی' میں تحریر فرماتے ہیں:

حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کامیابی کا پہلا قدم وہ ہے کہ جہانگیر خصوصی مجالس میں آپ سے وعظ و نصیحت سنتا ہے اس کے بعد اگرچہ خاص سیاست یا جہانگیر کی عقیدت مندی کے باعث حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ لشکر شاہی میں زیر حراست رہے مگر اس حراست اور لشکر میں ہمہ وقت موجودگی کا نتیجہ یہ ہوا کہ لشکر میں ترویج شریعت کی ایک روح پیدا ہوگئی۔

قلعہ کانگڑہ کی فتح اس کے بعد اسی سال میسر ہوئی جس پر جہانگیر نے بہت زیادہ مسرت کا اظہار کیا اور سجود شکر ادا کئے کیونکہ یہ ایسی فتح تھی جو گزشتہ ہزار سال کی طویل مدت میں کسی بادشاہ اسلام کو میسر نہ آئی تھی۔

باوجودیکہ ہر ایک ذی حشمت بادشاہ اس کی تمنا کرتا رہا اور بقول جہانگیر ظاہر بینوں کی نظر کوتاہ میں اس کی فتح ناممکن تھی لیکن یہ کس جدوجہد کا ثمر تھا؟

[1] تاریخ دعوت و عزیمت جلد چہارم

Marfat.com

اس مہم کے لئے اول نواب سید فرید نامزد ہوئے تھے، جو حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خاص ارادت مند تھے اور جن کو جہانگیر نے مرتضٰی خاں کا خطاب دیا تھا، ان کی وفات ہوگئی عبدالعزیز خاں نقشبندی کے سپرد ہوئی۔

اس کے بعد قاضی، میر عدل اور دیگر علماء اسلام کو لے کر جہانگیر بنفس نفیس قلعہ کانگڑہ کی کیا اور وہاں اذان، نماز، خطبہ وغیرہ شعار اسلام جاری کرائے مسجد بنوائی اور شعار اسلام کے پر بہت زیادہ خوشی کا اظہار کیا۔

کے بیٹے جہانگیر کی یہ مذہبیت کیا قابل تعجب نہیں؟

• جہانگیر نے کشمیر جاتے آتے دو مرتبہ سرہند شریف میں قیام کیا غـرہ بهـمـن مـاه الٰہی روز مبارك شنبه ظاهر بلده سهر ندمنزل اقبال گشت يك روز قيام کرده بسیر باغ خوش وقت گشتم [1]

پھر گیارہ ماہ بعد "دی" یعنی ماگھ ۱۶ جلوس (مطابق محرم ۱۰۳۰ھ تقریباً) کی ۲۱ کو' باغ سهرندمسرت افزائے خاطر گشت دو روز قیام نموده ازسیر وتماشاء آں محفوظ گشتم [2]

جہانگیر نے ان دو قیاموں کے متعلق اور کچھ نہیں لکھا۔ مگر مشہور یہ ہے کہ "جہانگیر کے اقبال نے یہاں تک ترقی کی کہ سرہند میں حضرت امام ربانی کے مہمان بننے اور آپ کے باورچی خانہ کا کھانا کھانے کا شرف حاصل کیا کھانا اگرچہ سادہ تھا مگر بادشاہ نے کہا کہ میں نے ایسا لذیذ کھانا کبھی نہیں کھایا۔ [3]

نیز یہ کہ جہانگیر آخر عمر میں کہا کرتا تھا:

"میں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا کہ جس سے نجات کی امید ہو البتہ میرے پاس ایک دستاویز ہے اس کو اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کروں گا وہ دستاویز یہ ہے کہ مجھ سے ایک روز شیخ احمد سرہندی نے فرمایا تھا کہ "اگر اللہ تعالیٰ ہمیں جنت میں لے جائے گا تو تیرے بغیر نہ جائیں گے"

بہر حال اگر جہانگیر کے اقبال نے واقعی یہاں تک ترقی کر لی تھی تو یہ اس کی سعادت مندی ہے

---

[1] تزک ص ۳۲۹ [2] تو زک ص ۳۴۴ [3] حالات مشائخ نقشبند ص ۲۳۵

Marfat.com

اور اس میں شبہ نہیں کہ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بھی عظیم الشان کامیابی ہے مگر در حقیقت حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اصل کامیابی یہ ہے۔''

(۳) کہ ایسی فضا پیدا کر دی کہ شاہ جہاں اور عالمگیر اپنی کامل دین داری کے ساتھ ایک صدی تک حکومت کرتے رہے اور یہی فضا باقی رہتی اگر عالمگیر کے جانشین فکر و ہمت سے محروم نہ ہوتے۔ اکبر ابتداء میں دین دار تھا مگر پھر بے دین ہو گیا جہانگیر مذہبی جذبات رکھتا تھا مگر ساری عمر بھٹکتا رہا اور مذہبی انسان نہ بن سکا کیوں؟

پہلے پڑھ چکے ہو کہ ان دونوں کی لادینی یا برگشتگی کا اصلی سبب ارکان حکومت یا وہ نام نہاد علماء تھے جو دین کے پیرایہ میں دنیا پرستی کرتے تھے ان عاقبت فروشوں کو ایوان حکومت سے کس نے نکالا؟

نور جہاں کا بھائی آصف خاں اب بھی تھا اور پہلے سے زیادہ طمطراق کے ساتھ نظام حکومت کا بلکہ شاہجہان کے تاج شاہی کا قیمتی ہیرا تھا۔

اس کی بیٹی ممتاز محل نور جہاں سے زیادہ اپنے نامور سرتاج (شاہجہاں) کو عزیز تھی۔

(نور جہاں اور جہانگیر کی محبت اوراق تاریخ کا ایک پرانا افسانہ بن گئی لیکن ممتاز محل اور شاہجہاں کی محبت کی شہادت تین سو برس کے بعد آج بھی تاج محل کی بے نظیر عمارت دے رہی ہے اور در حقیقت سچی محبت یہ تھی کہ اٹھائیس سال گزرنے کے بعد بھی اس محبوبہ کو نہیں بھولا مگر آصف خاں کی سیاست اب بدلی ہوئی ہے ممتاز محل اپنا آبائی مذہب چھوڑ کر شاہجہاں کی ہم مذہب ہو گئی ہے۔

مختصر یہ کہ حکومت کا وہ داہنا بازو جو تقریباً ستر سال برسر اقتدار رہ کر حکومت کے رگ و ریشہ میں اپنا تسلط جما چکا تھا آج اس نے اس طرح شکست کھائی کہ نہ شاہجہاں کا بال بیکا کر سکا نہ عالمگیر کا۔

کیا اب حکومت میں ہندوؤں کا حصہ نہ تھا کیا شیعوں کو حکومت سے خارج کر دیا تھا کیا اب عیسائیوں کی آمد بند ہو گئی تھی اکبری فتنہ کا ہر ایک عنصر موجود تھا مگر صرف ایک تریاق نے تمام زہریلے جراثیم کو ختم کر دیا تھا در حقیقت یہ ہے وہ کامیابی جو مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مجددیت کی روشن دلیل ہے۔

(۴) جبکہ اکبر دنیا میں امن و آشتی کا نعرہ لگاتے ہوئے ایک مشترک دین کی تلقین کر رہا تھا اور

Marfat.com

ن آئین و دانش کے تارے ابوالفضل، بیربل، راجہ ٹوڈرمل، ملا مبارک وغیرہ اس کے نورتن ماہ پروین بنے ہوئے تھے دنیا کی ہر ایک دولت قدموں پر تھی ہر ایک فیروز مندی سر تسلیم خم کئے ئے تھے عظمت و جلالت کا سکہ دلوں پر بیٹھا ہوا تھا حتی کہ دین و مذہب کی لعنتوں سے بے نیاز ہو ہر ایک مذہب کا ہر ایک شہسوار اور سورما شاہی درشن کے وقت زمین نیاز پر سجدہ ریزی شروع کر تا تھا تو کس کو خیال تھا کہ یہ مذہب جس کی بنیادیں اس قدر مضبوط ہیں ایسا فنا ہوگا کہ تاریخ کی کتابوں میں بھی تفتیش و تحقیق کے بعد کچھ آثار مشکل سے مل سکیں گے۔

مگر دین اکبری کو فنا کے گھاٹ کس نے اتارا؟

ہر فرعونے را موسیٰ...... اکبر جیسے جلیل القدر شہنشاہ کے مقابلہ کے لئے شیخ احمد مجدد بھیجا گیا، ملت مصطفویہ ﷺ پر ایک ہزار سال گزر جانے کے بہانہ اکبر نے دین الٰہی کی بنیاد رکھی تھی لیکن خدا کے پاک بندے شیخ احمد مجدد نے دنیا کو بتا دیا کہ یہ خاتم النبین کا مذہب ہے جس کے مقدس دامنوں کو میدان حشر کے کناروں تک پھیلا دیا گیا ہے جو ان مقدس دامنوں کو سمیٹنا چاہے گا وہ خود ہی سمٹ جائے گا لاتزال طائفة من امتی ظاهرين على الحق لا يضرهم من خزلهم حتى ياتى امر الله۔

عالمگیر کے ناخلف جانشینوں نے مسلمانوں کی حکومت ختم کر دی مگر الحمد للہ روح مذہبیت ختم نہ ہوئی اور حضرت مجدد صاحب ﷫ کے قابل جانشینوں نے اس کے بقاء و تحفظ کی دوسری صورتیں پیدا کر لیں جن کی تفصیل ان شاء اللہ آئندہ اوراق میں ملاحظہ فرمائیں گے والحمد علی ذٰلک۔

(5) سلوک کے سلسلہ میں کامیابیوں کا بیان کرنا ہماری حیثیت سے بالا ہے نیز موضوع تاریخ سے بھی زیادہ تعلق نہیں رکھتا البتہ ایک نمایاں حقیقت سامنے ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا توضیح یہ ہے کہ اگرچہ بقول ابوالفضل ہندوستان میں اصحاب طریقت کے چودہ خانوادے تلقین و ارشاد کی خدمت انجام دے رہے تھے، لیکن سلسلہ چشتیہ کو نمایاں رسوخ حاصل تھا۔

وصول الی اللہ بہر حال بہترین مقصد ہے وہ کسی خانوادہ کے ذریعہ سے بھی حاصل ہو مگر اس حقیقت کا انکار نہیں ہو سکتا کہ وجد و حال، سماع و غنا وغیرہ کے سلسلہ میں جو توسیع اور گنجائش

Marfat.com

سلسلہ چشتیہ وغیرہ میں ہے اس کا اثر عوام پر برا پڑتا ہے مثل مشہور ہے:

بہ پنج بیضہ کہ سلطان ستم روا دارد

زنند لشکریانش ہزار مرغ بسیخ

وسیع المشربی کو ترک کر کے اتباع سنت کو اصل سلوک قرار دینا اور اس کا جذبہ متوسط درجہ کے مسلمانوں میں پیدا کرنا حضرت مجدد صاحب کا کارنامہ ہے جس کا دائرہ آج تک وسیع ہوتا جارہا ہے۔ وللہ الحمد!

بادشاہ جہانگیر دربار میں دیندار عالم کی خواہش

قدرت کے کرشموں کے عدل وحکم کی تہ تک کسی کی رسائی نہیں ہوسکتی اور اس کے رموز کو کوئی معلوم نہیں کرسکتا اتفاق وقت کیسا عجیب ہے کہ جس طرح اکبری وجہانگیری دور میں مصائب و فتن مظلمہ کا جوش وخروش تھا الحاد زندقہ کی گرم بازاری تھی مشرکین و روافض سے رسوم وبدعات کا دور دورہ تھا لیکن عہد جہانگیری میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے اپنے تقویٰ و ورع ومقاومت بالصبر کے خاموش اسلحہ سے حکومت وقت کو شریعت اسلامیہ کے سامنے جھکنے پر مجبور کردیا۔

شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کے خاص عقیدت مندوں اور خادموں میں شامل تھے دربار جہانگیر میں ان کو ایک خاص اہمیت وعزت نصیب تھی ایک دن جہانگیر نے اپنی اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ ”دربار میں چار دیندار عالم مہیا کئے جائیں جو مسائل شرعیہ بتایا کریں تاکہ کوئی کام خلاف شرع واقع نہ ہو۔

حضرت شیخ سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ خبر سنی تو بہت خوش ہوئے اس کے ساتھ ہی آپ کی مجددانہ بصیرت نے فوراً خطرہ کو بھانپ لیا کہ پہلے دور میں بھی علماء کی اکثریت کی وجہ سے فساد پیدا ہوا تھا اکبر کو اسلام سے برگشتہ کر کے بعض نفس پرست اور جاہ پسند علماء ہی نے ”اکفر“ بنایا تھا اگر پھر اسی قسم کے مولوی ”دربار میں جمع ہو گئے تو کہیں یہ محنت بھی برباد نہ ہو جائے آپ نے فوراً شیخ فرید کے نام مکتوب تحریر فرمایا، مکتوب نمبر ۵۳ دفتر اول میں ہے۔

الحمد للہ! مسلمانوں کے لئے اس سے بڑھ کر کونسی خوشی ہوگی اور ماتم زدوں کو اس سے

Marfat.com

یا خوشخبری بلندی کی طرف متوجہ ہے چنانچہ کئی دفعہ اس امر کا اظہار کیا گیا ہے اس لئے اس میں کہنے اور لکھنے سے اپنے آپ کو معاف نہیں رکھ سکتا امید ہے کہ مجھے معذور سمجھیں گے صاحب الغرض مجنونٌ (غرض والا تو دیوانہ ہوتا ہے) معروض کرتا ہے کہ ایسے دیندار علماء جو حب جاہ وریاست سے خالی ہوں اور شریعت کی ترویج اور ملت کی تائید کے سوا اور کچھ مطلب نہ رکھتے ہوں بہت ہی کم بلکہ کم سے کم ہیں اور حب جاہ وریاست ہونے کی صورت میں ہر ایک اپنی طرف کھینچنا چاہے گا اور اپنی بزرگی کو ظاہر کرنا چاہے گا پھر اس میں اختلاف ہوں گے اور انہی کو یہ بادشاہ کے قرب کا وسیلہ بنائیں گے تو لامحالہ معاملہ بگڑ جائے گا گزشتہ زمانے میں ایسے علماء کے اختلاف ہی نے دنیا کو بلا میں ڈالا تھا اب بھی وہ چیز درپیش ہے ترویج کیا ہوگی بلکہ یہ دین کی خرابی کا باعث ہوگا اللہ تعالیٰ سبحانہ برے علما کے فتنہ سے بچائے اگر اس غرض کے لئے ایک ہی عالم مل جائے تو بہتر ہے اور اگر علمائے آخرت میں کوئی مل جائے تو نہایت ہی سعادت ہے کیونکہ اس کی صحبت کبریت احمر ہے اور اگر ایسا آدمی نہ ملے تو خوب غور و فکر کے بعد اس قسم کے آدمیوں میں سے کسی بہتر کو اختیار کریں۔ مالا یدرك كله لایترك كله۔

میں نہیں جانتا کہ کیا لکھوں جس طرح مخلوقات کی نجات علماء کے وجود سے وابستہ ہے اسی طرح جہان کا خسارہ بھی انہی پر منحصر ہے علماء میں سے بہترین عالم جہان کے تمام انسانوں سے بہتر ہے اور علماء میں بدتر عالم جہان کے تمام انسانوں سے بدتر ہے کیونکہ تمام جہاں کی ہدایت و گمراہی انہی پر موقوف ہے۔

کسی بزرگ نے ابلیس لعین کو دیکھا کہ فارغ اور بیکار بیٹھا ہے اس سے اس کا سبب پوچھا اس نے کہا کہ اس وقت کے علماء میرا کام کر رہے ہیں بہکانے اور گمراہ کرنے میں وہی کافی ہیں۔

عالم کہ کامرانی و تن پروری کند
او خویشتن گم است کرا رہبری کند

غرض کہ اس بارے میں صحیح فکر اور کامل غور کر کے کوئی قدم اٹھائیں کیونکہ جب کام ہاتھ سے نکل جاتا ہے تو پھر کچھ علاج نہیں ہوسکتا ہر چند اس قسم کی باتیں داناؤں کے سامنے اظہار کرنے

Marfat.com

سے شرم آتی ہے لیکن اسی مطلب کو اپنی سعادت کا وسیلہ جان کر آپ کو تکلیف دیتا ہوں۔

بادشاہ جہانگیر کا سرہند شریف میں قیام

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے جہاد باللسان اور جہاد بالقلم کے ذریعہ جہانگیر کے دربار سے سجدہ تعظیمی موقوف کرایا خلاف شریعت قوانین منسوخ کرائے ذبیحہ گاؤ علی الاعلان جاری کرایا کفار پر جزیہ مقرر کرایا ویران اور منہدم مساجد آباد کرائیں اور قوانین شریعت کا نفاذ کرایا غرضیکہ جہانگیر نے آپ کے دست حق پرست پر توبہ کی اور آپ کے مرید ہو کر شراب و کباب اور دوسرے منہیات سے ایسی کامل بے تعلقی اختیار کی کہ باید وشاید نیز کشمیر جاتے ہوئے دو مرتبہ سرہند شریف میں قیام کیا اور حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت قبول کی وغیرہ۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے شواہد تجدید

قیوم زماں مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ کی تمام زندگی آپ کے کامل واکمل مجدد الف ثانی ہونے کی شاہد ہے بچپن سے لے کر وصال تک آپ کا ایک ایک لمحہ مجدد کامل ہونے کی شہادت دے رہا ہے جو حضرات آپ کو کامل مجدد نہیں مانتے ان کی فکر ونظر راہ راست سے بہت دور اور ان کے قلوب راہ سلامتی سے ہٹے ہوئے ہیں یہاں پر آپ کی زندگی کے چند شواہد درج کیے جاتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی زندگی احکام خداوندی اور پیروری رسول اللہ ﷺ میں بسر ہوئی ہے حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مصنف حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں۔

Marfat.com

اول آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ذاتی فضائل

(۱) علوم ظاہری میں مہارت تامہ

حفظ قرآن مجید سے فراغت کے بعد کتب درسیہ اور مشہور کتب تصوف اپنے والد ماجد سے پڑھیں پھر مولانا کمال کشمیری سے بعض کتب معقولات پڑھیں، شیخ یعقوب صرفی کشمیری سے کتب حدیث کی سند حاصل کی، قاضی بہلول بدخشانی سے تفسیر وحدیث وتاریخ وغیرہ کا درس لیا اور سند حاصل کی غرضیکہ ہر علم وفن کو اس کے مشہور و مستند اساتذہ سے حاصل کیا اور سند لی آپ علوم عقلیہ ونقلیہ کے متبحر عالم تھے۔

(۲) علوم باطنی میں حصول کمال

طریقہ چشتیہ وقادریہ اپنے والد ماجد سے اخذ کیا اور قادریہ کا خرقہ خلافت حضرت شاہ سکندر کیتھلی سے حاصل ہوا سلسلہ کبرویہ حضرت مولانا یعقوب کشمیری (المتخلص بہ صرفی) قدس سرہٗ سے حاصل کیا پھر سلسلہ نقشبندیہ کی تکمیل حضرت خواجہ محمد باقی باللہ نقشبندی احراری دہلوی قدس سرہٗ العزیز سے کی حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے آپ کی تعریف میں بارہا کلمات طیبات ارشاد فرمائے۔

(۳) تدریس کتب وتلقین طریقت

آپ نے سترہ سال کی عمر میں جامع کمالات ظاہری وباطنی ہو کر کتب درسیہ کی تعلیم اور طریقہ باطنی کی تلقین شروع کر دی تھی آپ کے حلقہ درس سے بڑے بڑے علماء مستفید ہوئے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہٗ العزیز کی سند حدیث بلاد پاک وہند وجملہ بلاد اسلامیہ میں جاری ومقبول ومعتبر ہے آپ بھی اپنی سند حدیث کا اتصال حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سے کرتے ہیں۔

Marfat.com

④ آپ کے آبائے کرام میں بڑے بڑے علمائے کاملین وفقرائے واصلین گزرے آپ کے والد ماجد مخدوم عبدالاحد قدس سرہٗ بڑے جید عالم اور سلسلہ چشتیہ کے بہت بڑے صاحب نسبت بزرگ تھے حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ کے خلفاء میں سے تھے اور سلسلہ قادریہ میں بھی صاحب اجازت تھے تمام کتب درسیہ منقولات ومعقولات کا درس دیتے تھے اور مریدوں کو فیوضِ باطنی سے سیراب فرماتے تھے۔

⑤ ظاہری حسن وجمال

حق تعالیٰ نے آپ کو ظاہری وباطنی...... ومعنوی ہر قسم کے کمالات کا جامع بنایا تھا ظاہری شکل وصورت ایسی محبوب تھی کہ جو دیکھ لیتا بے اختیار اس کا دل کہتا فتبارك الله احسن الخالقين جبکہ امام نماز کے لئے خوبصورت ہونا وجہ ترجیح ہے تو مجدد وقت کے لئے اجمل واحسن ہونا ضرور درجۂ کمال ہوا آپ حسب ونسب میں ہر لحاظ سے ممتاز وفائق تھے۔

⑥ پابندی شریعت کا بے حد اہتمام

اتباع سنت کا بے اندازہ جذبہ، بدعات سے بیحد نفرت واحتراز آپ کے خصائص حمیدہ میں سے تھا ہمیشہ عزیمت پر عمل کرنا اور رخصت کے قریب نہ جانا آپ کا نمایاں شعار تھا امور عادیہ اور معمولی باتوں میں بھی اتباع سنت کا اسقدر اہتمام فرماتے کہ کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے، سونے جاگنے اور لباس وغیرہ غرض کسی چیز میں بھی آپ کے کسی فعل کا خلاف سنت ہونا آپ کے کسی مخالف ومعاند نے بھی نقل نہیں کیا۔

⑦ آپ کی کثرت عبادت بھی ایک غیر معمولی شان رکھتی تھی آپ کے شبانہ روز کے معمولات کو الگ باب میں بیان کیا گیا ہے۔

⑧ حقوق العباد کی ادائیگی میں بھی ذرہ برابر کوتاہی نہ فرماتے تھے اہل وعیال کی خبر گیری صاحبزادوں اور مریدوں کی تربیت علوم شرعیہ کا زبانی وکتابی درس خطوط کے جوابات وغیرہ اور پھر اپنے نفسِ مبارک کے حقوق، ان سب امور کو روزانہ باحسن وجوہ انجام دیتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان امور کی ادائیگی کے لئے آپ کے اوقات میں بہت برکت عطا فرمائی تھی جو آپ کی عظیم الشان

Marfat.com

امت ہے۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں آپ ایک مامور من اللہ کی سی شان رکھتے تھے اس میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا ڈر اور نہ کسی کی ایذا رسانی کا خوف ہوتا کوئی بڑے سے بڑا خطرہ آپ کو اس فریضہ کے ادا کرنے سے نہیں روک سکا ابتداء میں آپ کو بڑے بڑے مصائب برداشت کرنے پڑے اور آپ نے آیۂ کریمہ "یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْہَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاصْبِرْ عَلٰی مَآ اَصَابَکَ ط اِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ [سورۃ لقمان:١٧] پر بڑی اولوالعزمی سے عمل کر کے دنیا کے لئے ایک بہترین نمونہ چھوڑا۔

⑩ آپ کے تصرفات باطنی اور کثرت ارشاد کو احاطہ کرنا ہمارے لئے مشکل بلکہ محال ہے۔

⑪ آپ کے مکشوفات الٰہیہ اس قدر ہیں کہ ان کا شمار کرنا مشکل ومحال ہے اور مکتوبات شریفہ ان سے پر ہیں۔

⑫ آپ کے مکشوفات کونیہ یعنی خوارق عادات وکرامات بکثرت آپ سے ظاہر ہوئیں، اگر چہ یہ چیزیں کمالات اصلیہ میں سے نہیں ہیں تاہم اتباع شریعت کے ساتھ ان کا موجود ہونا صاحب ولایت کی بزرگی کی دلیل ہوتا ہے ان کا احاطہ کرنا مشکل ہے آپ کے چند کرامات تبرکاً اس کتاب میں درج کر دی گئی ہیں۔

⑬ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مراتب کمالات ولایت وکمالات نبوت وکمالات رسالت وکمالات اولوالعزم ودرجات خلت ومحبت واسرار ذات وصفات وشئون الٰہیہ سے سرفراز فرمایا آپ نے ان کمالات کا اظہار فرمایا جن کو پہلے کسی بزرگ نے بیان نہیں کیا اور اللہ تعالیٰ نے بہت سے مواعب لدنیہ واذواق عالیہ عینیہ کے ساتھ آپ کو مخصوص فرمایا جن کا آپ نے خود ذکر فرمایا ہے آپ فرماتے ہیں کہ جو علوم ومعارف مجھ سے ظاہر ہوئے ہیں وہ احاطہ ولایت سے خارج ہیں اور ارباب ولایت علمائے ظاہر کی طرح ان کے ادراک سے عاجز اور ان کے سمجھنے سے قاصر ہیں یہ علوم مشکوٰۃ انوار نبوت علیہ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے مقتبس ہیں جو کہ الف ثانی کے آغاز کے بعد تبعیت وراثت کے طور پر تازہ ہوئے ہیں اور تروتازگی کے ساتھ ظہور پذیر ہوئے ہیں ان علوم ومعارف کا صاحب اس الف (ہزار دوم) کا مجدد ہے الخ:

Marfat.com

⑭ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واقعہ میں بشارت دی کہ آپ علم کلام کے مجتہدین میں ہیں اسی وقت سے مسائل کلامیہ کے ہر مسئلہ میں آپ کی خاص رائے اور مخصوص علم ہے۔[1] اور اللہ تعالیٰ قیامت کے روز آپ کی شفاعت سے ہزاروں بندوں کی بخشش فرمائے گا۔[2]

⑮ آپ فرماتے ہیں کہ ایک روز مراقبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہارے پاس اس لئے آیا ہوں کہ تمہارے لئے ایک اجازت نامہ لکھ دوں جو آج تک کسی کے لئے نہیں لکھا۔[3]

⑯ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو بشارت دی کہ جس جنازہ پر آپ نماز پڑھیں گے اس میت کو بخش دیا جائے گا، اور آپ کی شفاعت سے ہزارہا آدمیوں کی بخشش ہوگی۔

⑰ آپ کو قرآن مجید کی آیات متشابہات وحروف مقطعات کے مطالب خفیہ منکشف ہوئے اور آپ نے ہر حرف کے تحت اللہ تعالیٰ کی ذات مقدسہ پر دلالت کرنے والے علوم کا سمندر پایا کہ اگر ان کا اظہار کیا جائے تو حلقوم قطع کر دیا جائے۔

⑱ آپ نے فرمایا میری یہ نسبت میری اولاد کے واسطے سے قیامت تک باقی رہے گی اور حضرت امام مہدی علیہ السلام بھی اسی نسبت شریفہ پر ہوں گے۔

قسم دوم: آپ کے تجدیدی کارنامے

① عامۃ الناس کی روحانی واخلاقی اصلاح کرنے میں آپ کا مقام نہایت نمایاں ہے۔

② علماء سوء کی نشاندہی اور ان کی اصلاح فرمائی اور علماء حق کو ان کا صحیح مقام دلایا۔

③ صوفیائے خام کی نشاندہی اور ان کی اصلاح فرمائی اور صوفیائے ربانی اور اولیائے حقانی کو ان کا صحیح مقام حاصل ہوا۔

④ گمراہ اور بدعتی فرقوں کی نشاندہی کر کے اور ان کے شر وفساد سے مسلمانوں کو آگاہ فرما کر اہل سنت وجماعت کے مطابق صحیح عقائد اسلام کی طرف رہنمائی فرمائی۔

---

[1] مبدأ ومعاد ص ۵۴۔ [2] حضرات القدس ص ۱۹ [3] زبدۃ المقامات

Marfat.com

باریافتگان دربار نبوت وسعادتمندان شرف صحبت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیر کرنے والوں
کی بزور مذمت اور نمایاں تردید کی اور امت وارباب حکومت کو ان کے شروفساد سے آگاہ فرما
کر اس سیلاب سے بے پناہ بروقت بچالیا۔
آزاد خیال اہل علم وطالبان علم کی اصلاح فرمائی جنھوں نے علوم عقلیہ دینویہ ادب و
علم وفلسفہ وتاریخ وغیرہ کو اپنا معبود نہیں تو مقصود ضرور بنا رکھا تھا اور علوم نقلیہ شرعیہ سے روگردانی
کر کے اپنی عقلوں کو معیار شریعت ومعیار علوم کون ومکان ٹھہرایا ہوا تھا۔
⑦ ارکان سلطنت کی ظاہری وباطنی اصلاح فرمائی اوران میں تبلیغ اسلام کا جذبہ کوٹ کوٹ
کر بھر دیا۔
⑧ بادشاہ وقت کی اصلاح فرمائی اور جب بادشاہ وارکان سلطنت کی اصلاح ہوگئی تو الناس
علی دین ملوکہم کے مصداق دوسرے گروہوں کی اصلاح خود بخود بھی ہوتی گئی اس کے باوجود
دیگر سب طبقوں کی اصلاح بھی بطور خاص فرماتے رہے جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔
⑨ آپ کے مکتوبات شریفہ جو تقریباً دو سو مختلف اکابر امت وارا کین سلطنت کے نام ہیں
۵۳۶ مکتوبات اور فلسکیپ سائز کے تقریباً تیرہ سو صفحات کے تین دفاتر پر مشتمل ہیں آپ کی تجدید و
احیائے دین کا اعلیٰ ترین کارنامہ اور عظیم ترین شاہکار ہیں جو انشاء اللہ العزیز رہتی دنیا تک آپ کی
یادگار رہیں گے اور ان کے ذریعہ ہمیشہ آپ کی تبلیغ کا سلسلہ جاری رہے گا ان کے علاوہ آپ
کی دیگر تصنیفات ہیں جو آپ کے علوم ومعارف کا گرانمایہ سرمایہ اور صدقہ جاریہ ہیں۔
⑩ آپ کی اولاد امجاد باقیات الصالحات ہیں اور الحمد للہ آج تک آپ کی اولاد جہاں کہیں
بھی ہے اکثر وبیشتر آپ کے طریقہ اور شریعت مقدسہ کی پابند ہے اور ان شاء اللہ العزیز تا قیام
قیامت پابند شریعت اور فیوض وبرکات ظاہری وباطنی سے ممتاز رہے گی ان میں سے اکثر قرب
الٰہی کے درجات عالیہ پر فائز ہوئے ہیں چنانچہ افغانستان میں حضرت نور المشائخ کا خاندان صوبہ
سندھ میں حضرت خواجہ عبدالرحمٰن مجددی رحمۃ اللہ علیہ صاحب تصانیف اور ان کے خلف الرشید حضرت
مولانا محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ مجددی صاحب تصانیف کثیرہ ٹنڈو سائیں داد وگنجہ شریف ضلع حیدرآباد و
حضرت مولانا نظام الدین مجددی شکارپوری صاحب تصانیف کثیرہ وغیرہ حضرات اور خانقاہ شاہ

Marfat.com

غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حضرات شاہ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ وشاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ وشاہ ابوالخیر وغیرہ مجددی حضرات اور خانقاہ بھوپال کے حضرت شاہ ابو احمد اور خانقاہ رامپور کے حضرت مولانا ارشاد حسین مجددی حضرات خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

(۱۱) آپ کے خلفاء بکثرت ہیں جن سے آپ کے بعد بھی آپ کا فیض بدستور جاری رہا سلسلہ بسلسلہ آج تک جاری ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ جاری رہے گا آپ کے سلسلہ میں پابندی شریعت واتباع سنت بدرجہ کمال پایا جاتا ہے اور ان شاء اللہ العزیز ہمیشہ موجود رہے گا۔

(۱۲) آپ کے سلسلہ عالیہ کا فیض عرب وعجم کے گوشہ گوشہ میں پھیلا ہوا ہے اور ان شاء العزیز ہمیشہ پھیلتا رہے گا چنانچہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہٗ کے ایک خلیفہ مولانا خالد رومی قدس سرہٗ کا فیض بلاد عرب وروم وشام وغیرہ میں بکثرت جاری ہوا اور اب بھی ان کے سلسلہ عالیہ کے خلفاء کا فیض ان ممالک میں جاری ہے اور وہ لوگ نسبت سلسلہ طریقت مولانا خالد کی طرف کرتے ہوئے اپنے آپ کو خالدی مجددی نقشبندی کہتے ہیں اور یہ سب حضرات نہایت درجہ متبع شریعت وسنت ہیں مولانا امین الدین الشہیر ابن عابدین شامی قدس سرہٗ جو ردالمختار شرح درمختار کے مصنف ہیں (جس پر تمام بلاد اسلامیہ میں حنفی مذہب کے علماء کے فتاوٰی کا دارومدار ہے) اور علماء میں سند المتاخرین کے لقب سے مشہور ہیں آپ بھی حضرت مولانا خالد رومی قدس سرہٗ کے مرید ہیں آپ نے اپنے پیرومرشد کے حالات میں ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام سل الحسام الہندی لنصرۃ مولانا خالد النقشبندی ہے یہ رسالہ مصر میں چھپ چکا ہے اسی طرح دہلی، بھوپال، رامپور، احمد آباد، گجرات، بمبئی، یوپی، سی پی اور ہندوستان کے مختلف مقامات میں اور پاکستان کے صوبہ پنجاب وسرحد وبلوچستان اور سندھ میں بکثرت آپ کے سلسلہ عالیہ کے اکابر حضرات گذرے ہیں اور فی زمانہ بھی موجود ہیں چنانچہ ڈیرہ اسمٰعیل خاں میں موسیٰ زئی شریف کی خانقاہ کا فیض تمام عالم اسلام میں پھیلا ہوا ہے موسیٰ زئی شریف کی ایک شاخ خانقاہ سراجیہ ہے کندیاں کے قریب یہ خانقاہ سراجیہ ہے اس کے بانی قیوم زماں مجدد عصر حضرت خواجہ ابوسعد احمد خاں صاحب قدس سرہٗ تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی رضا سے بہت نوازا تھا حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے الہامات درج کرتے ہیں تاکہ سلسلہ مجددیہ کے اولیاء کی عظمت ظاہر ہو، حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

Marfat.com

من جاء ك زائر أمغفورا انت مغفورا ومن يصافحك مغفورا ومن دفن حولك مغفورا انت مجدد هذه المائة انت خليفتنا فى الارض توقطب جميع ديارهستى خلقت الخلق لاجلك من اهانك فقد اهان الله

ایں فقیر رابہ سیر مرادی مبشر ساختند وشرک از عبادت اوبرداشتند ندا آمد از غیب کہ أنت مِنَ المُخْلِصِيْنَ بفتح حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بایں بشارت مبشر شد انت فی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ وارشاد کردند کہ از نسبت خاصہ من تراحظہ وافرست۔

ترجمہ: (۱) جو تیری زیارت کے لئے آیا، (۲) بخشا گیا، (۳) بخشا ہوا ہے جو تجھ سے مصافحہ کرے گا بخشا جائے، (۴) جو تیرے پاس مدفون ہوا اس کی مغفرت ہوئی، (۵) تو اس صدی کا مجدد ہے (۶) تو زمین میں ہمارا خلیفہ ہے (۷) تو سارے عالم کا قطب ہے (۸) میں نے مخلوق کو تیرے لئے پیدا کیا، (۹) جس نے تیری توہین کی اس نے اللہ کی توہین کی۔

اس فقیر کو سیر مرادی سے سرفراز فرمایا گیا اور شرک اس کی عبادت سے رفع کر دیا گیا اور غیب سے ندا آئی کہ تو مخلصین (بفتح لام) میں سے ہے اور حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے یہ بشارت دی گئی کہ تیرا رابطہ مجھ سے ایسا ہے جیسا موسیٰ علیہ السلام سے ہارون علیہ السلام کا اور فرمایا کہ تجھے میری نسبت خاص سے بہر کامل نصیب ہے۔

اس کے بعد خلیفہ اعظم و جانشین حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی قدس سرہٗ اپنے وقت کے بے نظیر و بے مثال بزرگ تھے صدق وصفا اور تقویٰ و پرہیزگاری میں اپنی مثال آپ ہی تھے قطب زمانہ تھے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق تھے خانقاہ سراجیہ شریف کے تیسرے سجادہ نشین قطب الاقطاب حضرت خواجہ خان محمد صاحب قدس سرہٗ تھے ان کا وصال مبارک ۵ مئی ۲۰۱۰ء بوقت شام ہوا ہے ان کی محبوبیت اللہ تعالیٰ نے ان کے جنازہ پر ظاہر فرمائی۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے جنازے پر کوئی دس لاکھ کے قریب انسانوں کا اجتماع تھا حضرت

Marfat.com

خواجہ رحمۃ اللہ علیہ بالکل خاموش بزرگ تھے کوئی تقریر وغیرہ نہیں فرماتے تھے، اب ان کی جگہ ان کے بیٹے حضرت خواجہ ابوسعد خلیل احمد دامت برکاتہم ہیں جو اپنے والد گرامی قدر کی بالکل تصویر ہیں نیز خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ فضل علی قریشی مسکین پوری نقشبندی مجددی قدس سرہٗ بھی خانقاہ موسیٰ زئی سے فیضاب تھے حضرت قریشی قدس سرہٗ کا فیض پاک وہند کے علاوہ عالم اسلام میں بکثرت پھیلا اور آپ کے ایک خلیفہ حضرت مولانا عبدالغفور العباسی المدنی قدس سرہٗ نے اپنے مدینہ منورہ کے تقریباً ۲۴ سالہ قیام کے دوران تمام بلادہائے عرب وعجم کے مسلمانوں میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی تبلیغ فرمائی چنانچہ تمام ممالک میں آپ کے مریدین وخلفاء بکثرت موجود ہیں اور فیض کا سلسلہ جاری ہے اسی طرح دیگر خلفاء سلسلۂ عالیہ سے اپنے اپنے علاقوں میں اور دیگر بلاد اسلامیہ میں فیوض روحانی جاری ہے اوران شاء اللہ العزیز تا قیام قیامت جاری رہے گا اللہ تعالیٰ آپ کے سلسلہ عالیہ کے فیوض وبرکات عالیہ سے ہم سب مسلمانان عالم کو ہمیشہ ہمیشہ مستفیض فرماتا رہے اوراس پر استقامت نصیب فرمائے اور قیامت کے دن ان بزرگوں کے جھنڈے کے نیچے ہم سب کو جمع فرماکر حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لوائے حمد کے سایہ میں داخل فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین واتباعہ المکرمین ثم آمین۔

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیرفلک مطلع انوار
اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفس گرم سے ہے گرمیٔ احرار
وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

Marfat.com

حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی
س سرہ کی زندگی کا مطالعہ کرنے کے لئے امور دینیہ کے پانچ اصول تحریر کرتے ہوئے لکھتے
ں۔

جاننا چاہئے کہ امور دینیہ کا مدار ان پانچ اصولوں پر ہے:

اعتقادات، عبادات، معاملات، عقوبات (حدود و تعزیرات) آداب اور اعتقادات پانچ ہیں یعنی اللہ تعالیٰ، فرشتوں، آسمانی کتب، انبیاء و رسل، اور یوم آخرت پر ایمان لانا، اور امور عبادات بھی پانچ ہیں، یعنی نماز، زکوۃ، روزہ، حج، اور جہاد، اور امور معالات بھی پانچ ہیں یعنی معاوضات مالیہ (مالی لین دین) مناکحات (نکاح وطلاق وغیرہ) مخاصمات (مقدمات وغیرہ) امانات اور ترکات (وراثتیں) اور عقوبات بھی پانچ ہیں یعنی سزائے قتل نفس (قصاص) سزائے اخذ مال (حد سرقہ) سزائے ہتک ستر (حد زنا) سزائے ہتک عزت (حد قذف) اور سزائے قطع بیضہ (حد ارتداد) اور آداب چار ہیں، اخلاق حمیدہ، عادات حسنہ، سیاسیات، معاشرات، ان پانچ اصول امور دینیہ میں سے پہلی اصل یعنی اعتقادات کا متحمل علم کلام ہے اس کی تفصیل کتب عقائد و علم الکلام میں موجود ہے اور اس کے بعد کے تین امور یعنی عبادات و معاملات و عقوبات کا متحمل علم فقہ ہے کتب فقہ ان کی تفصیلات سے پر ہیں پانچویں امر دین یعنی آداب کی تفصیل کتب تصوف و اخلاق میں موجود ہے کتاب ہذا اور دیگر کتب سیرت حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ میں مکمل حالات زندگی کا مطالعہ کرنے سے واضح طور پر معلوم ہو جاتا ہے کہ حضرت موصوف نے دین کے ان تمام اصول و شعب میں نہایت واضح اور نمایاں تجدیدی کردار ادا فرمایا ہے آپ کی مجددیت، تجدیدی کارنامے، تعلیمات اولاد امجاد اور خلفائے عظام وغیرہ عنوانات کے مطالعہ سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے غرضکہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے دین اسلام کے ہر شعبہ میں تجدید و احیائے دین کا کام سرانجام دیا اور آپ ایک جامع مجدد کی حیثیت سے الف ثانی (ہزارہ دوم) کے مجدد مبعوث ہوئے۔ فجزاھم اللہ عنا خیر الجزاء۔

اس باب کو بند کرنے سے پہلے، دار العلوم دیوبند کے مہتمم، عالم باعمل ولی کامل امام

Marfat.com

العلماء حضرت قاری مولانا محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مضمون پر ختم کرتا ہوں جو انہوں نے حضرت امام ربانی قدس سرہٗ پر مجدد الف ثانی کے عنوان سے تحریر فرمایا تھا۔

مجدد الف ثانی

حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخی حیثیت سے کتنی ہی طویل و عریض سوانح لکھ لی جائے لیکن ساری سوانح حیات کی وہ روح جس سے ان کی ذات گرامی دنیا میں آفتاب بن کر چمکی اور آج بھی اپنے اندروہی جذب مقناطیسی کا اثر رکھتی ہے صرف ایک ہی صفت جمیلہ ہے جو ان کے اس لقب مجدد سے نمایاں ہے کسی ذات کا مجدد مان لینا اس کے غیر معمولی کمالات علمیہ وعملیہ کا اقرار کر لینا کیونکہ تجدید دین کا منصب اصلی تو انبیاء کا ہے اور پھر اس میدان کے مردوہ ہیں جو نبوت کے ترکہ کے وارث بن کر اس سے کوئی غیر معمولی حصہ پائیں۔

پس جس طرح کسی ذات کو نبی مان لینے سے اس کے لئے تمام بشری کمالات کا اقرار خود بخود لازم ہو جاتا ہے اسی طرح کسی کو مجدد تسلیم کر لئے جانے سے اس میں وراثت نبوت کے غیر معمولی حظوظ کا اعتراف بھی خود بخود ہی لازم ہو جاتا ہے۔

منصب نبوت سے عہدہ مجددیت کی اس نسبت کا ہی یہ اثر ہے کہ جس طرح انبیاء کو یہ منصب جلیل کسی اپنی شخصی جدوجہد یا کسی اجتماعی اور جماعتی تجویز سے نہیں ملتا اسی طرح مجددوں کو بھی عہدہ تجدید نہ ان کی اپنی ذاتی جانفشانی ومحنت سے ہاتھ لگتا ہے نہ کسی جماعت کے من سمجھوتہ سے بلکہ یہ محض من اللہ ایک موہبہ عظمیٰ ہوتی ہے جس کے لئے غیبی انتخاب سے افراد چن لئے جاتے ہیں اور مخلوق کے دلوں میں ان کی مقبولیت خود بخود قائم کر دی جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ جس طرح قرآن کریم نے انبیاء کرام کے لئے بعثت من اللہ کا لفظ استعمال کیا ہے جیسے ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یا جیسے حتی نبعث رسولا یا جیسے بعثنا الیھم رسلا وغیرہ۔

ٹھیک اسی طرح حدیث نبوی نے مجددوں کے لئے بھی یہی بعثت من اللہ کا کلمہ اختیار کیا ہے ارشاد نبوی ہے اِنَّ اللّٰہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من

Marfat.com

له دينها (مشکوۃ)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے آغاز میں اس امت میں ایسے لوگوں کو مبعوث کرتا ہے
ت کے لئے دین کی تجدید کریں۔

اور جیسے قرآن نے نبی کا انتخاب من اللہ بتایا ہے اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ
اَلَتَه ایسے ہی اس حدیث میں مجدد کی نسبت بھی اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ فرمایا گیا ہے جس سے واضح
تا ہے کہ ان دونوں منصبوں کا انتخاب من جانب اللہ ہی ہوتا ہے۔

فرق اگر ہے تو یہ کہ نبوت اصل ہے اور تجدید اس کا ظل ہے وہاں الہام قطعی ہے جس کو
کہتے ہیں یہاں ظنی ہے اس کا منکر خارج از اسلام ہے اس کا منکر خارج از صلاح وتقویٰ ہے
ورت مجددیت نبوت کا ایک نہایت روشن اور درخشاں پرتو ہے اس لئے مجدد علم وعمل کے لحاظ
نبی کا سایہ اور اخلاق وملکات کے لحاظ سے نبی کا نمونہ ہوتا ہے پس مجدد کہہ لینے کے بعد کسی
منقبت کا درجہ ہی باقی نہیں رہتا کہ اس کے ذریعہ مجدد کی تعریف کی جائے اور اگر کی جائے گی
تو وہ اسی وصف تجدید کی ایک تفصیل ہوگی جس کا متن لفظ مجدد ہوگا پس اگر حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
لہ مجدد ہیں اور ضرور ہیں تو ان کی ہمہ منقبت یہی ہے کہ وہ مجدد ہیں اور الف ثانی کے مجدد ہیں ہم
الف ثانی کی تجدیدی خصوصیات کا سراغ لگانے کے لئے یہ نکتہ بطور معیار ضرور پیش نظر رکھنا
ہئے کہ چونکہ منصب تجدید منصب نبوت کا پورا پورا ظل اور اس کے قد وقامت کا سایہ اصلی ہے
لئے شئون تجدید بھی شئون نبوت سے ملتی جلتی ہیں انبیاء باوجود جامع کمالات ہونے کے کمال
ب وحی لے کر آتے ہیں جس کی اس دور کو ضرورت ہوتی ہے ان کے تمام اصلاحی پروگرام میں
یہ اور زور اسی اصلاحی نقطہ کا زیادہ ہوتا ہے جو اس زمانہ کے مخصوص مفاسد کے مٹانے میں
ثر ہو۔

قوم عاد تمدن کی گہرائیوں میں پھنس کر اونچی اونچی بلڈنگیں اور عظیم الشان سنگین عمارتیں
کرنے میں لگ کر دین اور دیانت کو خیرباد کہہ چکی تھی اس لئے حضرت ہود علیہ السلام نے بھی تقویٰ
یرہ کے عام اصلاحی خطاب کے ساتھ خصوصیت سے جو خطاب کیا ہے وہ وہی تھا جو اس تمدنی
و وافراط کے استیصال کے لئے تھا چنانچہ فرمایا:

Marfat.com

اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ آيَةً تَعْبَثُوْنَ وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ وَإِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ۔

''کیا تم ہر اونچے مکان پر ایک یادگار کے طور پر بے ضرورت عمارت بناتے ہو اور بڑے بڑے محل تیار کرتے ہو جیسے کہ دنیا میں ہمیشہ رہنا ہے اور جب کسی پر دار و گیر کرتے ہو تو بالکل ظالم اور جابر بن کر دار و گیر کرتے ہو؟''

قوم ثمود نے اپنے اوقات دنیا کی سرسبزیوں چمن بندی کے نظر فریب مناظر اور پہاڑی بلڈنگوں کی دلکش سینریاں مہیا کرنے میں صرف کرر کھے تھے جس سے وہ خدا اور رسول ﷺ سے بے گانہ محض بن گئے تھے اس لئے صالح علیہ السلام نے اپنے پروگرام میں غایت حصہ انہی امور پر نکتہ چینی کرنے اور انہیں اصطلاح کا رکھا فرمایا۔

اَتُتْرَكُوْنَ فِيْ مَا هٰهُنَا اٰمِنِيْنَ، فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ، وَّزُرُوْعٍ وَّنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيْمٌ، وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا فٰرِهِيْنَ۔

''کیا تم کو اسی دنیا کی چیزوں میں بے فکری سے رہنے دیا جائے گا یعنی باغوں اور چشموں میں اور کھیتوں اور ان کھجوروں میں جن کے گچھے خوب گندھے ہوئے ہیں اور کیا تم پہاڑوں کو تراش کر اتراتے ہوئے مکان بناتے رہو گے۔''

قوم لوط میں لواطت اور اغلام کے جراثیم پھیلے ہوئے تھے تو انہوں نے عام اصلاح کے ساتھ خصوصی اصلاح اس مرض کی فرمائی اور اسی پر قوم کو زیادہ لتاڑا فرمایا۔

اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ [سورة ....:............]

''کیا تمام دنیا والوں میں سے تم یہ حرکت کرتے ہو، اور تمہارے پروردگار نے تمہارے لئے جو بیویاں پیدا کی ہیں ان کو نظر انداز کیے رہتے ہو اصل یہ ہے کہ تم حد انسانیت سے نکل جانے والے ہو۔''

Marfat.com

اصحاب الایکہ ناپ تول کی خیانت میں مبتلا تھے تو حضرت شعیب علیہ السلام نے اس کی لاح کو اپنا پروگرام قرار دیا اور خصوصیت سے فرمایا:

"وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ إِنِّي أَرَاكُمْ بِخَيْرٍ وَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُحِيطٍ" [سورة......:......]

"اور تم ناپ تول میں کمی مت کرو میں تو تم کو فراغت کی حالت میں دیکھ رہا ہوں اور مجھ کو تم پر ایسے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے جو مصائب کا جامع ہوگا۔"

قوم نوح نے خدائی طاقتیں پتھر کی مورتیوں اور مٹی کے ڈھیروں میں مان رکھی تھیں حضرت نوح علیہ السلام نے زیادہ تر حصہ ان ہی معبود باطل کی کمزوریوں کے اظہار و اثبات میں صرف فرمایا اور کہا کہ

إِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَقَامِي وَتَذْكِيرِي بِآيَاتِ اللَّهِ فَعَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْتُ فَأَجْمِعُوا أَمْرَكُمْ وَشُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ أَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوا إِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُونِ [سورة یونس:۷۱]

"تم کو نصیحت کرنا گراں معلوم ہوتا ہے تو میرا تو اللہ پر بھروسہ ہے تم اپنا کام پوری قوت سے کرو اور اپنے شرکاء کو بھی بلا لو اور جو کرنا ہو دل کھول کر کرو اور میرے حق میں جو کر گزرنا ہو کر گزرو اور مجھے کوئی مہلت نہ دو۔"

بہرحال قوموں میں جن روحانی مفاسد اور باطنی امراض کا غلبہ رہا ہے اسی قسم کے خصوصی معالجات لے کر انبیاء مبعوث ہوئے ہیں پھر یہی وجہ ہے کہ ہر ایک نبی نے اپنی قوم کو اسی کی ذہنیت کے مناسب اپنے اعجازی دلائل بھی دکھلائے ہیں قبطیان مصر میں سحر و ساحری کا زور تھا جو سانپ بچھو بنا کر لوگوں پر اپنا رعب قائم کرتے تھے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وہ عصا دکھلایا جس نے اژدھا بن کر سارے ہی مصنوعی سانپوں کا خاتمہ کر دیا۔

قبل میلاد عیسوی بنی اسرائیل کی بھیڑ بکریوں میں طب اور علاج کی عجوبہ سازیوں کا زور

Marfat.com

شور تھا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام دم مسیحائی حتی کہ احیاء موتی لے کر تشریف لائے جو سارے علاجوں کی غایت (صحت) سے بھی آگے کی چیز ہے۔

قوم ثمود میں کوہ تراشی یعنی پہاڑوں کو تراش کر عمارت بنانے اور گویا پتھروں کو موم کی طرح توڑ پھوڑ کر رکھ دینے کی استعداد بہت زیادہ تھی تو ایک اونٹنی کو معجزہ اور علامت عذاب کے طور پر پیدا کیا گیا مگر اس طرح کہ پتھروں کی چٹانوں سے بغیر نر و مادہ کے پتھر پھوڑ کر ایک دم نمایاں ہو گئی۔

عرب جاہلیت میں فصاحت و بلاغت کا زور شور تھا تو حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بڑا معجزہ یہی علمی معجزہ دیا گیا جس نے سارے عالم کی فصاحت و بلاغت کو مات دے دی اور فصیحوں کو تھکا کر عاجز کر دیا۔

غرض نبی وقت قوم کی ذہنیت ہی کے مناسب خوارق بھی لاتا ہے اور اسی کے امراض باطنی کے مناسب اصلاحی پروگرام بھی پیش کرتا ہے۔

چونکہ مجددیت نبوت کا اصل ظل ہے اس لئے امت محمدیہ کے مجددوں کو بھی وہی شان دی گئی ہے جو انبیاء سابقین کو عطا ہوئی، امت میں قرون اور ادوار گزرتے رہنے سے جس جس قسم کے فتن ظہور کرتے رہے اسی قسم کے اصلاحی طریق لے کر مجددین امت بھی مبعوث ہوتے رہے اگر کسی وقت میں دیانت کی کمی ہوئی تو مجدد دیانت آئے جنہوں نے دیانت برپا کئے اگر دیانت ہوتے ہوئے نظام ملت کبھی زیادہ پراگندہ ہو گیا تو ایسے ہی مجدد آئے جنہوں نے اپنے حلقہ اثر کو باہم شیر و شکر کر دیا اگر کبھی نفوس میں اخلاقی کدورت اور زنگ لگ گیا تو ایسے ہی مجدد آئے جنہوں نے اخلاق کا تزکیہ کر کے نفوس کو مجلی اور مصفیٰ کر دیا اگر امت کبھی ریاضت کشوں کے خوارق پر مفتون ہوئی تو ایسے ہی مجدد آئے جنہوں نے اپنے خوارق و کرامات سے ہر شعبدہ باز کے کرشموں کا طلسم توڑ کر رکھ دیا۔ غرض یوں سمجھنا چاہئے کہ انبیاء سابقین میں نبوت کی جس جس رنگ کی نسبتیں تھیں اتنی ہی اور اسی رنگ میں ولایت کی نسبتیں امت کے مجددوں کو عطا فرمائی گئیں تاکہ امت کے ہر طبقہ کی اصلاح اس کے مناسب طرق سے ہو۔

Marfat.com

الف ثانی کا آغاز امت کے حق میں تمام اگلے اور پچھلے فتنوں کی فتح کا باعث تھا۔ آنحضرت نبی ا[illegible]
صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کی آخریت ختم ہو جانے کے متعلق دو [illegible] کی اطلاع دی تھی ایک یہ کہ
امت کی عمر پانچ سو سال ہے یا پانچ سو سے کم نہیں ہے [illegible] یہ کہ امت کی عمر [illegible]
جیسا کہ ذخیرہ روایات میں دونوں حدیثیں موجود ہیں پانچ صدیاں گزر جانے پر فتنہ تاتار کا ظہور ہوا
نے حقیقتاً امت کی آخریت ہی نہیں [illegible] ہی کو ختم کر دیا تھا گویا عالم [illegible]
[illegible]انوں کا اور ان کی شوکت وقوت کا استیصال ہو چکا تھا مگر [illegible] حقیقی [illegible] انجام کار خود تاتاریوں
کے قلوب کو اسلام قبول کرنے پر جھکا دیا جنہوں نے [illegible] خلافت [illegible]
[illegible] اسلام کی وکالت شروع کر دی اور اس کے معین و مددگار بن گئے اقبال نے [illegible] کہا تھا

ہے عیاں یورش تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

درحقیقت قصر خلافت ہی نہیں بلکہ قصر امت کا ایک ایک سنگ بنیاد ہل گیا تھا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم
[illegible] فتنہ تاتار منکشف ہوا جو پانچ صدی گزرنے پر ظاہر ہوا [illegible] پہلی حدیث میں آپ نے
[illegible]ت کی عمر پانچ سو سال ارشاد فرمائی چھٹی صدی [illegible] امت کی نئی تعمیر ہوئی اور اس کے علوم
[illegible]لات کے نشر و اشاعت کا ایک نیا دور [illegible] شروع ہوا عراق و خراسان میں خصوصاً
[illegible]محروسہ ہائے اسلامی میں عموماً [illegible] تعداد [illegible] یگانہ روزگار فضلاء فقہاء علماء صوفیاء
[illegible] برامت اٹھے اور دین کو از سر نو زندہ کر کے پاکیزہ [illegible] دنیا کے [illegible]
[illegible] علوم وکمال کا آفتاب نصف النہار پر پہنچ گیا [illegible] حق کی نگاہوں کو خیرہ کرنے لگا
[illegible] شام خراسان و عراق [illegible] اسلامی [illegible] تھی [illegible]
[illegible]ل نہ تھی کہ اسلام [illegible] کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھ سکے رفتہ رفتہ پانچ صدی
[illegible] دوسرا دور ختم ہونے لگا تو امت میں انحطاط کا نیا دور شروع ہوا [illegible] معنوی شوکتوں
[illegible] فتور آنا شروع ہوا اور بالآخر [illegible] قوت اور شوکتوں [illegible] اضمحلال کا وقت بھی
آپہنچا [illegible]
[illegible] الف اول کے اختتام [illegible] الف ثانی [illegible] آغاز [illegible] خلافت [illegible] مسلم

Marfat.com

اقوام کی منظم ریشہ دوانیاں شروع ہوتی ہیں یوں تو ابتداء ہی سے ان اقوام کا ایک مستقل موضوع مسلمانوں میں انتشار پیدا کر کے ان کی قوتوں کو ضعیف کرتا رہا ہے چنانچہ منافقین یہود نے آغاز اسلام ہی سے ایسے مفسدانہ اقدامات شروع کر دیئے تھے اور انہیں ناپاک مساعی سے ملت اسلامیہ میں شیعیت وخارجیت وغیرہ کے فتنوں کی بنیاد پڑی جن کی بدولت لاکھوں مسلمان قتل وغارت نذر ہوئے لاکھوں بے وطن ہوئے خلافت کی بنیادوں میں تزلزل آیا بعد کی کتنی ہی خلافتیں اور سلطنتیں تہ وبالا ہو گئیں پھر مذہبی رنگ میں کتنے ہی فرقے پیدا ہو گئے جس سے امت کی طوفانی ترقی بھی ایک دم رک گئی اور امت کا زوال بھی ممکن ہوتا گیا لیکن ہزار سال کے بعد ان مفسدانہ مساعی نے منظم صورت اختیار کر لی اور عیسائی اقوام نے اسلامی ممالک سامنے رکھ کر تدریجاً ایک تخریبی پروگرام مرتب کیا جو بالآخر ہندوستان اسپین، عراق، شام، مصر، ریاستہائے ترکی وغیرہ کی تخریب میں مؤثر اور کامیاب ثابت ہوا۔

بہر حال! ہزار سال کے اس دور کے بعد ادھر تو اغیار نے تخریب امت کا عزم مصمم کیا اور ادھر خود امت میں دینی بے پروائی اور قلب دیانت نے نفوذ کرنا شروع کر دیا بدعات ومنکرات نے عزائم کی صورت اختیار کر لی اور رسوم شرکیہ اور محدثات شنیعہ نے اندر ہی اندر پرورش پا کر اسلام کے اصلی رنگ وروپ کو متغیر کر دیا اس لئے گیارہویں صدی گویا امت کے لئے اندرونی اور بیرونی مذہبی اور سیاسی فتن وآفات کا ایک پیش خیمہ تھی اور گویا کوئی ظاہری وباطنی مرض ایسا نہ تھا جس کی تخم ریزی امت کے قلوب میں نہ ہو چکی ہو۔

اس لئے اس صدی کے مجدد کے متعلق ان صد انواع فتن کو دیکھ کر خود ہی رائے قائم کر لینی چاہئے کہ اس کی روحانیت کس قدر بلند پایہ اور اس کا طرز تعلیم وتلقین کس درجہ مؤثر اور ہمہ گیر ہوگا جو ان فتن میں امت کے ایمانوں کی نگہبانی کرے اور ان ظاہری وباطنی آفات کے تھپیڑوں میں کشتی اسلام کو کھینچتا ہوا کنارہ پر لگائے۔

اسی الف ثانی کے مجدد حضرت امام ربانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کے علوم ومعارف نے ابنائے کفر وضلال میں تہلکہ مچا دیا اور جن کی نور پاش ہدایتوں نے تاریک سینوں کو منور کر دیا حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کو دیکھو اور سب گوشے سامنے نہ

Marfat.com

تو ایک مکتوبات ہی پر نظر ڈالو کہ علوم ظاہر و باطن کا ایک سمندر ہے جس کی تہ کا کہیں نہیں ملتا اگر ایک طرف قلب و روح کے مخفی مقامات کا پردہ فاش ہو رہا ہے تو دوسری حقائق شرعیہ اور اسرار منصۂ شہود پر آتے جا رہے ہیں اگر ایک طرف کتاب روح کے وس اوراق الٹ رہے ہیں تو دوسری طرف ہدایہ توضیح کے علمی مقامات کھل رہے ہیں ہیں رجال غیب سے رابطہ کا ذکر ہے تو علماء وطلباء کی محبت کے جذبات بھی انہیں مکتوبات ہویدا ہو رہے ہیں جہاں علم کی موجیں اٹھ رہی ہیں وہیں خوارق و کرامات کا سمندر بھی رہا ہے۔

غرض ایک ایسے دور کے لئے جو ظاہری و باطنی آفات کا محور ہو جیسے جامع کمالات وعارج عرش مجدد کی ضرورت تھی حق تعالیٰ نے ویسا ہی مجدد بنا کر حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ بھیجا جن کی بصیرت افروز تعلیمات نے کتنے ہی گمراہان بادیہ ضلالت کو راہ مستقیم پر یا اور کتنے ہی تلون پذیر قلوب کو تمکن واستقامت پر جما دیا کتنے ہی وہ علوم و معارف جو بارگاہ بوت سے چلے تھے لیکن راستہ کی ناہمواریوں نے انہیں راستہ میں روک دیا تھا حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بدولت منصۂ شہود پر آ گئے اور علوم نبوت کے کتنے ہی بند شدہ دروازے از سر نو کھل گئے۔

پھر چونکہ اس زمانہ کا سب سے گہرا اور بنیادی مرض ابتداع اور بدعت پسندی تھا جس نے عمل واعتقاد دونوں کو کھوکھلا اور بے مغز کر دیا تھا۔

پس حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بے انتہا مناقب میں سے صرف دو جملہ ہی اداء مناقب کے بعد بس کرتے ہیں ایک یہ وہ مجدد ہیں جس کی حقیقت ظلیت نبوت ہے دوسرے یہ کہ وہ الف ثانی کے مجدد ہیں جو بنص حدیث شیوع فتن کے لحاظ سے خطرناک صدی تھی اور جس کا طبعی تقاضی یہ تھا کہ اس سرے پر کوئی معمولی مجدد نہیں بلکہ ایک رئیس المجددین فرد بھیجا جائے جو ایسے عظیم مہالک وفتن کا مدافعت کر سکے پس میرا یہ مضمون درحقیقت صرف انہیں دو لفظوں "مجدد الف ثانی" پر دائر ہے اور میرے خیال میں مجددی مناقب کا بڑے سے بڑا دفتر انہیں دو جملوں کی شرح ہوگا کیونکہ ایک لفظ سے فتن و آفات کی کثرت وقوت واضح ہے اور دوسرے سے ان فتن کی

Marfat.com

زبردست مدافعت نمایاں ہے اور ظاہر ہے کہ خیر کی قوت شر ہی کے فروغ سے کھل سکتی ہے پس اگر بعض احادیث ابن صدی میں شرور وآفات کی برسات کی خبر دی گئی ہے تو اس سے اس صدی کے مجدد کی روحانی قوتوں، علمی برکتوں اور عملی ہمتوں کی لگاتار جھڑیوں کا اندازہ کر لینا چاہئے جس نے فتنوں کی کیچڑ اور گندگی کو دھو کرامت کے جسم کو صاف کر دیا تھا اور عرب وعجم میں اپنی برکات سے تازگی پھیلا دی تھی۔

میں اپنے بعض بزرگوں مثل حضرت مفتی اعظم مولانا عزیز الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کی روایت سے اس موقعہ پر یہ واقعہ نقل کر دینا بھی دلچسپی اور اظہار حقائق سے خالی نہ ہوگا کہ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ دیوبند سے گزرتے ہوئے جب اس زمین پر پہنچے جہاں آج دار العلوم کی عمارت کھڑی ہے تو ٹھٹک کر فرمایا کہ مجھے یہاں سے علم کی بو آتی ہے (بعینہ یہی مقولہ اپنے بزرگوں سے حضرت سید احمد صاحب رائے بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت بھی سنا جبکہ انہوں نے جہاد پر جاتے ہوئے دیوبند میں قیام فرمایا تھا) اور سب جانتے ہیں کہ یہ درالعلوم مشرق ومغرب کے مسلمانوں کے لئے کتاب وسنت اور ان کے متعلق علوم کی ایک عدیم النظیر درس گاہ ہے جو اس دور تجدد میں بھی اسلاف کی ایک امانت کو سنبھالے ہوئے ہے میں نے اپنے متعدد بزرگوں سے سنا ہے کہ یہ درس گاہ بحیثیت مجموعی خود ایک مجدد کی شان رکھتی ہے جس کا غالب شعار آج کے دور میں بدعت والحاد میں اتباع سنت کی تلقین اور حقیقی مسالک صحابہ رضی اللہ عنہم کی ترویج ہے اور وہ بحمد اللہ ان تعلیمات کے لحاظ سے ایسی ثابت وراسخ شمع ہے جس کی روشنی مسلسل اور غیر منقطع ہے اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ دار العلوم کا یہ اتباع سنت کا شعار جبکہ وہ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی پیشین گوئی کا ظہور ہے درحقیقت حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تجدیدی کارناموں میں سے ایک سنہرا کارنامہ ہے اور انہیں کے قلب روشن کی ہمت کا ایک مظاہرہ ہے جو اس چاردیواری کی صورت میں اتباع سنت کا نور پھیلا رہا ہے۔

اس لئے نہیں کہا جا سکتا کہ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تجدید محض وقتی تھی بلکہ ان کے مجددانہ علوم وکمالات ان کے وارثین نیز ان کی تعلیمات اور ان کے پیغام کے عامل اس دار العلوم کے ذریعہ آج تک بھی دین متین کی تجدید کر رہے ہیں اور جب تک منظور الٰہی ہے کرتے رہیں

Marfat.com

وما ذلك على الله بعزيز۔

رت شیخ مجدد صاحب قدس سرہٗ کے معترضین اوران کا جواب

حضرت شیخ ابوطالب مکی رحمۃ اللہ علیہ دوسری صدی کے آخر پر بہت بڑے بزرگ ہوئے ہیں ں کی کتاب سب سے پہلی تصوف پر کتاب ہے کتاب کا نام ہے ''قوت القلوب'' اس میں وہ تحریر ماتے ہیں کہ ''جو شخص عارفوں کے کسی مقام یا منقبت کا منکر ہوگا اس کا احسن حال ضعفِ یقین ور ابتر حال کفر ونفاق وکینہ ہوگا اس کی سزا محرومی وجود فقدان شہود ہوگی'' یہ بات عام طور پر مشہور ہے کہ جہاں پھول ہوتا ہے وہاں کانٹا بھی ہوتا ہے اور جہاں خزانہ ہوتا ہے وہاں سانپ بھی ہوتا ہے بعض افراد کی فطرت میں یہ بات داخل ہوتی ہے حسد یا کینہ یا کم عمل کی بنا پر وہ اپنے وقت کے صالحین و مصلحین قوم کی مخالفت کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ۝

[سورۃ الانعام: ۱۱۲]

''اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے کچھ آدمی اور جن دشمن بنادیئے جن میں سے بعض دوسرے بعضوں کو چکنی چپڑی باتوں کا وسوسہ ڈالتے رہتے ہیں۔''

دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُومن المجرمين [سورة الفرقان: ۳۱]

''اور ہم نے اسی طرح ہر نبی کے لئے مجرم لوگوں میں سے دشمن بنادیئے ہیں۔''

یعنی اللہ تعالیٰ کی یہ سنت قدیمہ ہے کہ کفار ومشرکین اور منافقین خواہ وہ انسانوں میں سے ہوں یا جنوں میں سے انبیاء کرام ومرسلین عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ عداوت کرتے رہتے

Marfat.com

ہیں اور تفسیر روح المعانی میں ہے کہ یہ جو صوفیائے کرام کے نزدیک مسلّم ہے کہ ہر ولی کسی ایک کے زیر قدم ہوتا ہے تو اس سے یہ بات لازم آتی ہے کہ ہر ولی کا بھی ایک عدو ہوتا ہے اور اس میں ایسے شخص بدحالی کی طرف بھی اشارہ ہے جو اولیاء اللہ سے عداوت رکھے اسی لئے کہا گیا ہے کہ ان حضرات کی عداوت سوء خاتمہ کی علامت ہے (العیاذ باللہ)۔

روی البخاری رحمة اللّٰه عنه عن انس وابی هريرة رضی اللّٰه عنهما انه صلی اللّٰه علیه وسلم قال اللّٰه تبارك وتعالىٰ من اهان لی ولیا فقد بارزنی بالمحاربة (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، جس شخص نے میرے کسی ولی کی اہانت کی اس نے مجھ سے جنگ کی) وعن عائشه رضی اللّٰه عنها قالت قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال اللّٰه تعالیٰ من اٰذی لی ولیاً فقد استحل محاربتی الحدیث اخرجه الامام احمد فی مسنده وایضاً عن ابی هزیرة رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ان اللّٰه تعالیٰ قال من عادی لی ولیاً فقد اذنته بالحرب الحدیث رواه البخاری والامام احمد [التاج جلد ٥ کتاب الزهد والرقاق فی الفصل الخامس]

"یعنی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی میں اس کے لئے اعلان جنگ کرتا ہوں حضرت ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب اواجر میں فرمایا ہے یہ اعلان جنگ من جانب اللہ کی سخت وعید سود خوار اور دشمنان اولیاء کے لئے وارد ہوئی ہے اس قسم کا شخص فلاح سے محروم ہے۔"

ہر دور اور زمانے میں جہاں انبیائے کرام علیہم الصلوات والتسلیمات پر ایمان لانے والے اور اولیائے عظام قدس اللہ اسرارہم کے دامن سے وابستگی پیدا کرنے والے لوگ موجود ہوتے ہیں ان حضرات کے مخالفین کی بھی ایک جماعت معرکہ آرائی اور انگشت نمائی پر آمادہ رہتی ہے تین قسم کے مخالفین ہوتے ہیں:

نمبرا عناد کی بنا

Marfat.com

کم فہمی وکم علمی

معلومات کی کوتاہی اور سادہ لوحی

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے متحرفین ومخالفین میں تینوں قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں:

نمبر ۱ وہ لوگ جنہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مبارک میں مخالفت کی۔

نمبر ۲ وہ لوگ جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ کے مخالفین سے متاثر ہوئے۔

نمبر ۳ وہ لوگ جو تصوف کے خلاف ہیں اور وہ باطنی علوم سے نابلد ہوتے ہیں۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہٗ کے مکتوبات شریفہ کو سمجھنے کے لئے عنایت الٰہیہ اور لیاقت کاملہ چاہیے مکتوبات شریف میں جو باتیں احکام خداوندی اور احکام سنت وسنت کی اہمیت، سنت صحابہ اور عظمت صحابہ کے متعلق ہیں وہ تو اہل علم سمجھ سکتے ہیں اور جو حقائق ومعارف باطنی روح کی ترقی کے متعلق ہیں وہ صاحب باطن ہستی کے بغیر کون جان اور سمجھ سکتا ہے ہر ذی علم اور ہر سالک طریقت کے بس کی بات نہیں پھر موجود دور کے وہ لوگ جو اپنی ذات کے خول میں بند ہیں اور ہر کسی پر تنقید کرنا اپنا حق سمجھتے ہیں نہ تو ان کے قلم سے کوئی نبی بچا اور نہ ہی صحابی بچا ہے جب کہ وہ علم باطن سے بالکل کورے ہیں ان کے قلوب حُبِّ جاہ کے مرض میں مبتلا ہیں۔

ہر بڑے کام کے ساتھ کچھ مخالفین بھی ہوتے ہیں کام جتنا ہی مہتمم بالشان ہوگا اتنی ہی مخالفین کی کثرت ہوگی ابتداء سے اکثر نبیوں اور مصلحون کے مخالف ہوتے آئے ہیں انبیاء اور صلحا کے حالات کی کتابوں میں مخالفوں کے ذکر بھی ہیں شروع شروع حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے مخالف بھی تھے لیکن بالآخر علماء، صلحا، مشائخ اور ارباب سیاسیات نے ان کے کمالات تسلیم کئے اختلاف کرنے کے بعد لوگوں کا آپ سے اتفاق کرنا آپ کے درجہ کمال کی خبر دیتا ہے ہرقل شاہ روم آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جن وجوہ سے بے دیکھے ہوئے معتقد ہوا تھا ان میں سے ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اہل مکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موافق بھی تھے اور مخالف بھی تھے۔

جو اعتراضات مخالفین نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ پر کئے تھے وہ زائد تر غلط اطلاعوں

Marfat.com

پر مبنی تھے اور بعض اعتراض کم فہمی یا علوم باطن کی ناواقفیت پر بھی مبنی تھا ان اعتراضوں جواب میں بہت سے رسالے ہیں دفع انکار منکران میں ایک رسالہ آپ کے فرزند شیخ محمد کا ہے آپ کے نبیرہ شیخ محمد فرخ کا بھی ایک رسالہ ''کشف الغطا عن وجوہ الخطا'' ہے مولانا محمد نے ایک رسالہ مکہ شریف میں لکھ کر ہر چہار مذاہب کے مفتیوں کی مہر سے سجل کرایا اور نام اس کا ''غطیۃ الوہاب الفاصل بین الخطاء والصواب'' رکھا مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی نے بھی جو ہندوستان کے ایک بڑے زبردست عالم تھے، معترضوں کے جواب مجملاً لکھے تھے ایک فقرہ ان کی تحریر کا یہ ہے ''رد کلام مشیخت پناہ عرفان دستگاہ شیخ احمد از جہل و نافہمید گی است'' قاضی ثناء اللہ پانی پتی ایک مشہور عالم زمانہ مابعد نے بھی مجدد صاحب کی موافقت میں اظہار خیال کیا ہے خود مجدد صاحب نے بھی مخالفین کے اعتراضات کے جواب مکتوبات میں لکھے انہیں بالاستیعاب دیکھنا چاہیے۔

آپ کے زمانہ مبارکہ میں بعض معاندین نے آپ کے مکتوبات گرامی کی بعض عبارتوں کی جو تردید کی اس کے دو باعث ہوئے ایک یہ کہ آپ کا مرید حسن خاں افغان کابلی آپ کے کسی متوسل سے ناراض ہو گیا طبیعت میں کجی تھی ناراضگی خادم سے تھی مگر خود حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی ایذا رسانی کے درپے ہو گیا اور آپ سے منحرف ہو کر آپ کے مکتوبات شریفہ کے کچھ مسودات چرا کر لے بھاگا اور ان میں تحریف و ترمیم کر کے ان کی متعدد نقول بغرض افتاء عمائدین وقت کے پاس بھیج دیں ان محرف تحریرات کو جس نے دیکھا حضرت موصوف سے بدعقیدہ ہو گیا حتیٰ کہ بعض نے ان تحریرات کی تردید بھی لکھی مگر رفتہ رفتہ حسن خاں افغان کی تحریف کا حال لوگوں کو معلوم ہوتا گیا۔ جن حضرات نے غلط فہمی کی بنا پر تردید لکھی تھی انھوں نے حضرت موصوف سے معافی چاہی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو معاف کیا اور اصل حقیقت سے روشناس کرایا جس سے طرفین میں صفائی قلب ہو کر محبت و مؤدت راسخ ہو گئی۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی بعض تحریرات کا رَدّ لکھنے والوں میں حضرت شیخ عبدالحق محدث رحمۃ اللہ علیہ دہلوی بھی ہیں جو کہ دیار ہند کے مشہور علماء حنفیہ میں سے ہیں اور

Marfat.com

ت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ معاصر ہیں باوجودیکہ آپ حضرت موصوف کے
ائی اور حضرت خواجہ رضی الدین محمد باقی باللہ قدس سرہٗ کے مرید صادق ہیں لیکن اصل
بات شریفہ کو ملاحظہ فرمائے بغیر صرف حسن خاں افغان کی محرف تحریرات کو دیکھ کر حضرت
صوف قدس سرہٗ کی تردید میں ایک رسالہ لکھ دیا جب حضرت قدس سرہٗ کو اس بات کا علم
تو آپ نے اصل مسودات اپنے دستخط کے ساتھ شیخ دہلوی قدس سرہٗ کی خدمت میں بھجوائے
حسن خاں افغان کی تحریفات سے مطلع کیا تب شیخ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہٗ کو اصل حقیقت کا علم
اور حضرت مجدد قدس سرہٗ کی اصل تحریرات ملاحظہ کیں تو اپنے اس انکار سے توبہ واستغفار
کیا اور آپ کی خدمت میں معذرت نامہ لکھا حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف وتوصیف کی اور آپ
کی جانب سے اپنی صفائی قلب کا اظہار فرمایا چنانچہ حضرت خواجہ حسام الدین احمد قدس سرہٗ خلیفہ
حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کی خدمت میں یہ مضمون تحریر فرمایا کہ ''ان ایام میں میاں شیخ احمد
سلمہ کے بارے میں حد سے زیادہ صفائی باطن حاصل ہوگئی ہے بشریت وجبلت کا کوئی پردہ
ہمارے درمیان میں باقی نہیں رہا ہے معلوم نہیں یہ بات کہاں سے ہے انصاف کا طریقہ اور عقل
کا فیصلہ یہ ہے کہ ایسے بزرگوں اور عزیزوں کی طرف سے بدظن نہیں ہونا چاہئے ذوق ووجدان
وغلبہ حال کے طور پر میرے باطن میں ایک ایسا اثر پیدا ہوا ہے کہ زبان اس کو بیان نہیں کرسکتی اللہ
تعالیٰ مقلب القلوب اور مبدل الاحوال ہے الخ:

اور شیخ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ موصوف اپنے ایک طویل مکتوب گرامی میں اپنی اولاد کے نام تحریر
فرماتے ہیں کہ میں نے جو مسودات میاں شیخ احمد سلمہ اللہ تعالیٰ کے کلام پر اعتراضات کے طور پر
لکھے ہیں سب کو پانی سے دھوڈالیں جو غبار کہ ان کے بارے میں میرے دل میں آیا تھا وہ صاف ہو
گیا ہے...... انتہی۔ ہدیہ مجددیہ صفحہ ۱۰۵ پر ہے کہ حضرت شاہ فتح محمد فتحپوری چشتی قدس سرہٗ اپنی کتاب
مناقب العارفین میں لکھتے ہیں کہ ''میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ کو جو حضرت مجدد الف
ثانی قدس سرہٗ سے اختلاف تھا اس کے بارے میں تفتیش حال کے لئے دہلی گیا اور شیخ دہلوی کے
صاحبزادہ شیخ نورالحق دہلوی سے ملاقات کر کے اس معاملہ کے متعلق استفسار کیا اور یہ بات تحقیق
ہوئی کہ قوم افغان کا ایک شخص تھا جس کا نام حسن خاں تھا اور حضرت شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہٗ

Marfat.com

کا مرید تھا اس نے کسی بات پر آپ سے ناراض ہو کر آپ کے ان مکتوبات میں جو اس کے پاس تحریف کر کے اس محرف مسودہ کی بیس نقلیں کرائیں اور جگہ جگہ (ہندوستان وافغانستان مشہور علماء ومشائخ کے پاس فتویٰ کے لئے بھجوائیں جب ایک نقل شیخ دہلوی قدس سرہٗ خلیفہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کو پہنچی تو بہت غضبناک ہوئے اور ان اقوال کے رَدّ میں ایک مکتوب حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لکھا اور اس میں بہت زجر و توبیخ کی اس کے جواب میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دستخط کے ساتھ اپنے اصل مسودات حضرت شیخ دہلوی قدس سرہٗ کے پاس بھجوائے اور تحریر فرمایا کہ معاذ اللہ جو مجھ سے اس قسم کے کلمات صادر ہوئے ہوں میرے ایک مرید نے طریقت سے مردود ہو کر یہ فتنہ برپا کیا ہے اور مجھ کو ہر پیر و جوان کا ہدف بنایا ہے آخر وہ میری بددعا میں گرفتار ہو کر بخارا میں ارتداد کی تہمت میں قتل کر دیا گیا ہے حقیقت حال معلوم ہونے کے بعد شیخ دہلوی قدس سرہٗ نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف و توصیف اور اس حقیقت سے عدم آگاہی اور اپنی غلطی کی عذرخواہی کا ایک مکتوب تحریر فرمایا ہے چنانچہ شیخ دہلوی قدس سرہٗ کا وہ دستخطی مکتوب میں نے دیکھا ہے انتہیٰ''۔

حضرت شیخ دہلوی قدس سرہٗ کی صفائی خاطر اور مسودات ناشائستہ کے دھو دینے کا ارشاد فرما دینے کے بعد اب اس بات کی ضرورت نہیں رہتی کہ شیخ کے رسالہ کا رد لکھا جائے اور باوجودیکہ اولاد شیخ موصوف نے اپنے والد کے ارشاد کی تعمیل ضرور کی ہوگی لیکن پھر بھی وہ مسودہ کسی دوسرے ذریعہ سے باقی رہا ہوگا جس کی بنا پر بعد کے معاندین کو مخالفت میں لکھنے کا اور حضرت مجدد قدس سرہٗ کے متوسلین کو رسالہ مذکورہ کے رد میں لکھنے کا سبب بنا چنانچہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہٗ نے بھی شیخ دہلوی قدس سرہٗ کے رسالہ کے رد میں ایک رسالہ تحریر فرمایا ہے حسن خاں افغان مذکور کی حکومت کے داہنے بازو کے ساتھ سازش کا حال ''دعوت وتجدید کے پس منظر'' میں معاندین کی سازش کے تحت بیان ہو چکا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی مخالفت کا دوسرا باعث یہ ہوا کہ جب آپ کی ذات بابرکات سے کرامت ظاہرہ وکمالات باہرہ کا اظہار ہوا سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا نور ہر طرف پھیلا شرک وبدعت کی ظلمت دور ہوئی اور آپ کا شہرہ عالمگیر ہوا تو بعض

Marfat.com

دینوں اور حاسدوں کی آتش حسد بھڑک اٹھی یہ لوگ آپ کے کلام معجز نظام کی تردید کوشش کرنے لگے چنانچہ ایک بدباطن شخص محمد صالح گجراتی نے ایک رسالہ بنام اشتباہ لکھا محمد عارف وعبداللہ سورتی کو بہکا کران سے کچھ روپیہ فراہم کر کے سید محمد برزنجی مدنی کے ن مدینہ منورہ پہنچا اس کو بطورِ رشوت وہ رقم پیش کی حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات شریفہ کی ن محرف عبارتوں کا رد لکھوایا اور اس کا نام ایرادات البرزنجی رکھا ایرادات البرزنجی ایک ہایت ہی غیر معتبر اور بالکل بے حقیقت رسالہ تھا اس لئے حرمین شریفین کے تمام علما نے اس پر مہر تصدیق ثبت کرنے سے کلیۃً انکار کر دیا تھا بلکہ فاضل جلیل نبیل علامہ وقت شیخ نور الدین محمد بیک قدس سرہٗ نے ردّ برزنجی میں ایک رسالہ کی صحت پر علمائے حرمین شریفین مثل شیخ عبداللہ آفندی وشیخ احمد البشیشی وسید اسعد المفتی المدنی الحنفی وامام العلی الطبری المفتی الشافعی وعبدالرحمٰن ابن محمد الصالح الامام المالکی ومحمد بن القاضی الحنفی وشیخ حسن حنفی ومرشد الدین بن احمد الرشدی نے دستخط کیے اور مہر تصدیق ثبت کی اور شیخ معظم عالم محترم سید محمد آفندی وشیخ الاسلام مفتی مکہ معظمہ مذہب حنفیہ شیخ عبداللہ آفندی عناقی زادہ وغیرہ نے تقریظیں لکھیں اور اس معاملہ کی تعقیب کی ان کے مضمون کا نہایت مختصر ماحصل یہ ہے شیخ صالح جو کہ گجراتی ہے یا اورنگ آبادی اور اس کے اتباع میں محمد عارف وعبداللہ سورتی نے عالم ربانی عارف حقانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی کے مکتوبات قدسی آیات کی کچھ عبارتوں میں تحریف وکمی بیشی کر کے اور عربی ترجمہ کرا کر بہمراہی زرکثیر سید محمد برزنجی مدنی کے پاس ردّ لکھنے کی غرض سے بھیجیں برزنجی مذکور نے طمع نفسانی کی بنا پر ردّ لکھ دیا اور علماء ومفتیان حرمین شریفین کی خدمت میں بغرض تائید وتصدیق پیش کیا لیکن ان سب حضرات نے اس پر مہر تصدیق ثبت کرنے سے انکار کر دیا اور فاضل اجل عالم باعمل شیخ نور الدین محمد بیک نے فوراً حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے اصل مکتوبات ہندوستان سے منگوا کر مقابلہ کیا تو ثابت ہوگیا کہ وہ تحریرات جن کا رد برزنجی مذکور نے لکھا تھا محرف عبارتیں تھیں اور حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا اصل کلام معجز نظام درحقیقت معارف وحقائق کا گنجینہ اور شرائع واحکام کا خزینہ ہے ایسے کلام کی تردید کرنا واضح ضلالت اور کھلی گمراہی ہے چنانچہ شیخ نور الدین محمد بیک مذکور نے برزنجی کے ردّ میں ایک رسالہ

Marfat.com

تحریر فرمایا جس میں اصطلاحات حضرات نقشبندیہ قدس سرہٗ اسرار اہم و مقاصد حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ حل اشکالات معترضین وغیرہ کو باحسن طریق پیش کیا ان مکتوبات قدسی آیات کو اپنا دستور العمل قرار دینا چاہئے۔

جب حرمین شریفین کے تمام علماء و مفتیان و قاضیان نے برزنجی مذکور کے رسالہ پر مہر دستخط ثبت کرنے سے انکار کر دیا تو ناچار ایسے سوقیانہ لوگوں سے جو کوئی شہرت و تعارف نہیں رکھتے تھے اپنے منشا کے مطابق ان کے مہر و دستخط سے مسجل کرا کر وہ رسالہ گجراتی کے پاس بھجوا دیا گجراتی نے اس کے شبہات کا ترجمہ کرا کر مزید اُمور کا اضافہ کیا اور اس کا نام "مکاشف الاسرار" رکھا لیکن سوائے چند گمراہ لوگوں کے کسی نے اس کے اس رسالہ کو درخوراعتناء نہیں سمجھا جس سے وہ رسالہ خود بخود ناپید ہو گیا۔

نیز ایرادات البرزنجی کا رد جناب مولانا وکیل احمد سکندر پوری رحمۃ اللہ علیہ نے فاضلانہ عربی میں تحریر فرمایا اس کا نام "الکلام المنجی برد ایرادات البرزنجی" ہے اور باہتمام مولانا عبد الاحد رحمۃ اللہ علیہ مالک مطبع مجتبائی رمضان المبارک ۱۳۱۲ھ مطبع مجتبائی دہلی سے شائع ہوا ہے نیز جناب مولانا وکیل احمد سکندر پوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ اور دیگر لوگوں کے اعتراضات کی تردید میں بھی ایک ضخیم رسالہ "ہدیہ مجددیہ تحریر فرمایا جو ۲۳۲ صفحات پر مشتمل ہے اور موصوف سکندر پوری نے محمد صالح گجراتی مذکور کے رسالہ "کاشف الاسرار" کے اشتباہات کا دندان شکن مدلل جواب بھی تحریر فرمایا اور اس کا نام "انوار احمدیہ رکھا جو ۹۸ صفحات پر مشتمل ہے یہ دونوں کتابیں بھی مطبع مجتبائی دہلی سے باہتمام مولانا حاجی عبد الاحد رحمۃ اللہ علیہ مالک مطبع علی الترتیب ۱۳۰۹ھ، ۱۳۱۲ھ میں شائع ہو چکی ہیں، حضرت مولانا شاہ غلام علی قدس سرہٗ نے حالات مرزا مظہر پر لکھا ہے کہ حضرت شیخ محمد فرخ قدس سرہٗ نبیرہ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ کی بددعا سے سید برزنجی سمندر میں ڈوب گیا خزینۃ الاصفیا صفحہ ۶۲۵ پر بھی شیخ محمد فرخ قدس سرہٗ کے حالات میں یہ واقعہ تفصیل سے درج ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات شریفہ کی بعض عبارتوں پر جو اعتراضات کئے گئے ہیں وہ یا تو عناد کی بنا پر ہیں یا اہل تصوف کے اصول و اصطلاحات اور ان کے علوم و معارف

Marfat.com

ناواقفیت کی بنا پر اور ان مقامات عالیہ پر نارسائی کے باعث ہیں اس قسم کے جس قدر ضات حضرت موصوف کی حیات مبارکہ میں کئے گئے اور آپ کو ان کی اطلاع ہوئی تو ان کا وشافی وتسلی بخش جواب آپ نے خود بہ نفس نفیس اپنے مکتوبات کے ذریعہ دیا کما لا یخفی من طالعھا جس کے بعد اہل علم وفہم حضرات کی تشفی ہوگئی اور اکثر و بیشتر یہ فتنہ اسی زمانہ فرو ہوگیا لیکن بعض معاندین ونافہم لوگوں نے آپ کے بعد بھی اس فتنہ کو زندہ کرنے کی کوشش ان کا دفاع آپ کے منتسبین نے بطریق احسن کیا پس الحمد للہ آپ کے بعد کے قریبی نے ہی میں یہ فتنہ تقریباً ہمیشہ کے لیے ختم ہوگیا اور اب تک بفضلہٖ تعالیٰ کسی کو مزید شورش پیدا نے کی جرأت نہیں ہوئی لیکن کبھی کبھی بعض تصوف وطریقت سے بے بہرہ لوگ سابقہ نظریات ضالہ کے مدفون مردے اکھاڑنے کو اپنی شہرت کا ذریعہ بنانے کے لئے بے ہنگام باتیں لہ دیتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ کے نیک بندے ان کا اچھی طرح سے ردّ کر کے ان کا منہ بند کردیتے ہیں چنانچہ ہمارے زمانے میں بھی ایک معروف مصنف نے اپنی کتاب میں اس قسم کی گستاخی کی جرأت کی تھی جس کا مدلل ومسکت جواب محترم ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرما کر شائع کیا، ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جوابات آگے دے رہے ہیں اور الحمد للہ کہ مصنف مذکورہ نے اپنی اس کتاب کے نئے ایڈیشن میں کافی حد تک اپنے مضمون کی اصلاح کر کے اپنی عاقبت کے دامن سے اس آلودگی کو دور کرلیا ہے اللہ تعالیٰ مزید ہدایت وتوفیق نصیب رمائے اور ہم سب مسلمانان عالم اسلام کو اہل اللہ ومشائخ کرام قدس اللہ اسرارہم کی اہانت اور ان کے متعلق بدظنی سے اپنی حفظ وامان میں رکھے اور ان کے فیوض و برکات سے ہمیشہ مستفیض ہونے کی توفیق نصیب فرما کر ان حضرات کے زمرہ میں محشور فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی مخالفت سے قطع نظر بعض حضرات سرے سے تصوف اور اہل تصوف ہی کے منکر پائے جاتے ہیں ان کے متعلق اس کے سوا اور کیا کہا جائے کہ:

حدیث عشق چہ داند کسے کہ در ہمہ عمر
بسر نکوفتہ باشد در سرائے را

Marfat.com

وما علینا الا البلاغ واللہ یجتبی الیه من یشاء ویھدی الیه من ینیب

جناب محمد احسان عباسی گورکھپوری نے ''مخالفین اور متحرفین'' کے عنوان سے جوابات دیئے ہیں:

اعتراضات

① اپنے پیر خواجہ باقی باللہ کی نسبت آپ رعایت آداب بجا نہیں لاتے۔

② آپ نے خواجہ غوث الثقلین کی نسبت لکھا ہے کہ ان کا نزول ناقص تھا۔

③ آپ نے یہ لکھا ہے کہ میرے پیدا کرنے میں حکمت یہ تھی کہ ابراہیمی اور محمدی کمال ایک جگہ جمع ہوں یہ بڑی بات ہے۔

④ آپ کہتے ہیں کہ میرے مایہ وجود کا خمیر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طینت کے بقیہ سے ہے۔

⑤ آپ اپنے آپ کو مجدد الف ثانی کہتے ہیں۔

⑥ آپ نے متابعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پانچ درجے قائم کر کے ان کے حصول کا دعویٰ کیا ہے یہ بعید معلوم ہوتا ہے۔

⑦ آپ کہتے ہیں کہ تمام کمالات محمدیہ میری ذات سے ہیں۔

⑧ آپ کہتے ہیں کہ میں اپنے مقام کو انبیاء علیہم السلام سے بالا دیکھتا ہوں۔

⑨ آپ کہتے ہیں کہ میں قرب وصول میں ایسے مقام پر پہنچا جہاں رسول کا واسطہ یا دخل نہیں اگر واسطہ تھا تو راہ میں تھا پہنچنے پر راستہ منقطع ہو گیا۔

⑩ آپ اپنے آپ کو خدا کا مرید کہتے ہیں اور یہ ترکِ ادب ہے۔

⑪ آپ کہتے ہیں کہ میں نے تفضیلی تربیت پائی ہے دوسرے کے فعل کو میرے حق میں دخل نہیں ہے۔

جوابات

① یہ بالکل خلاف واقع ہے ''مبداء ومعاد'' اور ''مکتوبات'' اس الزام کے خلاف

Marfat.com

شاہد ہیں۔

دفتر سوم کا مکتوب ۱۲۳ دیکھئے نزول کی نسبت حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی رائے یہی ہے کہ غوث اعظم کا عروج اکثر اولیاء سے بلند تر تھا لیکن نزول مقام روح تک ہوا جو عالم اسباب سے اوپر ہے اس میں نقص کہاں پیدا ہوا؟ فضلنا بعضکم علیٰ بعض

(۳) اصل عبارت حضرت مجدد یہ ہے "انگار مقصود آفرینش من این است کہ ولایت محمدی بولایت ابراہیم علیہم الصلوٰۃ والسلام منصبنع گرد دوحسن ملاحت این ولایت مخروج شود" اس عبارت پر وہ اعتراضات یقیناً وارد نہیں ہوتے جو کہے گئے ہیں یہ بھی محقق ہے کہ جو معنی اس کے اخذ کئے گئے ہیں وہ چسپاں نہیں ہوتے زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ عبارت عام فہم نہیں ہے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مریدوں کو جو مطلب اس کا سمجھایا وہ ان کے تسکین خاطر کا سبب ہوا۔

(۴) اس کہنے میں کیا قباحت لازم آئی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اہل بیت کی شان میں فرمایا تھا "کہ یہ میری طینت سے پیدا کئے گئے ہیں" ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے خطیب نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "کہ میری پیدائش ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اور عمر رضی اللہ عنہ کی ایک طینت سے ہے" شرح صحیح بخاری کتاب الجنائز میں ابن سیرین کا ایک قول منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ ایک طینت سے پیدا ہوئے ہیں عبداللہ بن جعفر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میری طینت سے پیدا ہوئے ہو شیخ ابن عربی نے "فتوحات" میں لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا وجود مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طینت سے ہے حدیث میں آیا ہے کہ کھجور کی خلقت حضرت آدم علیہ السلام کی طینت سے ہے۔

(۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سنن ابوداؤد میں ہے "ان اللّٰہ یبعث من ھذا الامہ علی راس کل مائتہ سنتہ من یجلھا امر دنھا"

ترجمہ:......اللہ تعالیٰ ہر امت کے لئے ہر سو برس کے بعد ایسا شخص بھیجے گا جو اس صدی کے دینی امور کی تجدید کرے۔

Marfat.com

جلال الدین سیوطی نے سنن ابوداؤد کے حاشیہ پر ان دین کے مجددوں میں شمار کیا ہے
اس معنی میں سلاطین میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ علماء میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، صوفیوں میں شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ، اسرار علم بیان کرنے والوں میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور محدثوں میں شیخ جلال سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور افاضہ فیوض میں حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ مجدد کہے جائیں تو بجا ہے اسی طرح گیارہویں صدی کا مجدد حضرت شیخ احمد سرہندی کو کہنا کیا بے جا ہے؟

⑥ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے پانچ نہیں بلکہ سات درجے قائم کیے ہیں:

① بجا آوری احکام شرعیہ
② تہذیب اخلاق
③ اتباع احوال ذوق
④ حصول اطمینان قلب
⑤ اتباع کمالات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
⑥ اتباع کمالات مقام محبوبیت
⑦ متابعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ تعلق دعوت خلق، حضرت مجدد نے ان مدارج تک پہنچنے کا دعویٰ کیا تو اس میں جائے تعجب کیا ہے۔

⑦ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے ایسا نہیں کہا یہ البتہ کہا کہ جو کچھ کمالات مجھے عنایت ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت اور طفیل میں عنایت ہوئے۔

⑧ یہ غلط ہے دفتر سوئم کے مکتوبات ۱۲۲ میں ہے کہ اس امت کے اخص وخواص کتنے ہی ترقی کریں ان کا سر ادنیٰ پیغمبروں کے پاؤں تک نہیں پہنچتا۔

⑨ یہ غلط ہے دفتر سوئم کے مکتوبات ۱۲۱ میں لکھا ہوا ہے کہ طریق جذبہ وغیرہ میں جو عدم توسط کا ذکر آیا ہے اس سے بعثت رسول سے ذرا بھی استغنا سمجھے کہ یہ کفر اور انکار ہے شریعت حقہ ہے حدیث میں آیا ہے کہ "بندہ جب نماز پڑھتا ہے بندہ اور خدا کے درمیان کا حجاب اٹھ جاتا ہے"

دفتر سوئم کے مکتوبات ۲۸ میں ہے کہ "میں شریک دولت ہوں" لیکن یہ شرکت ایسی

Marfat.com

ہے جیسی کہ خادم کو مخدوم کے ساتھ ہوتی ہے دولت سے مراد فیض ہے آیہ شریف "یریدون وجھہ"۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں آیا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ "وہ مرید ذات خدا ہیں" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرنا اللہ تعالیٰ سے بیعت کرنا ہے۔

"اِنَّ الَّذِیْ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہ" کا یہی مطلب ہے۔

کیا لفظ دوسرے سے ذات پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہے؟ ہرگز نہیں دفتر سوئم کا مکتوب ۱۲۱ دیکھئے، حضرت غوث الثقلین فرماتے ہیں۔

"اذا بلغ المرید حالۃ شیخہ افراد عن الشیخ وقطع عنہ فتولاہ الحق سبحانہ لھذا"

حضرت ڈاکٹر غلام مصطفٰے خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ حیدر آباد سندھ سے تعلق رکھتے تھے اور وہ سندھ یونیورسٹی میں پروفیسر تھے جب اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی تو توبہ وانابت کے راستہ پر چل پڑے، سلوک مجددیہ کے اسباق مکمل کئے پھر اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی راہ ہدایت میں مشغول ہو گئے بے شمار لوگوں نے ان کے ذریعہ سے ہدایت پائی مسند شیخیت پر تشریف رکھنے کے ساتھ سلسلہ مجددیہ کی تحریری طور پر بھی بہت خدمت کی ہے اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو قبول فرمائے۔

حضرت ڈاکٹر صاحب مرحوم ومغفور نے شیخ محمد اکرام مصنف کتاب "رودِ کوثر" نے جو اعتراضات اپنی کتاب رودِکوثر میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ پر کئے ہیں ان کا جواب بہت مدلل اور مستند جواب دیا ہے، وہ جوابات جو ڈاکٹر صاحب مرحوم ومغفور نے اپنے قلم سے دیئے یہاں درج کرتے ہیں تا کہ قارئین گمراہی وبدظنی سے محفوظ رہ سکیں ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں:

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی بعض تصانیف ہنوز شائع نہیں ہوئیں ان کا عربی رسالہ "اثبات النبوۃ" بھی ابھی تک شائع نہیں ہوا اور اس کے نسخے بھی کمیاب ہیں یہاں اسی رسالہ کا تعارف مقصود ہے لیکن اس تعارف سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک فاضل کے بعض

Marfat.com

بیانات کا جائزہ لیا جائے جوان کی ایک کتاب کے تیسرے ایڈیشن میں ابھی چند روز ہوئے بال اتفاق سے نظر آئے ہیں فاضل مصنف نے اکبر بادشاہ (۹۶۳ھ،۱۰۱۴ھ) اور اس کے ہم نشین فیضی (م ۱۰۰۴ھ) اور ابوالفضل (م ۱۰۱۱ھ) کو "مصلحت پسندی" اور ترک شعائر اسلام" (جس نام "تقلید سے بیزاری" اور عقل سے نزدیکی قرار دیا گیا تھا) کی وجہ سے سراہا ہے اور اس کے برعکس حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ اور ان کے ہم خیال اور "جلالی رنگ" والے حضرت کی تنقید تنقیص میں بڑا زور صرف کیا ہے۔

فاضل مصنف کی یہ تنقید عبدالقادر بدایونی کے حالات سے شروع ہوتی ہے فرماتے ہیں "بدایونی" نے کہا کہ اگر ایک مالکی قاضی اس (متعہ) کے حق میں اصول کی رو سے فتویٰ دے دے تو ایک حنفی کے لئے بھی (تقلیداً) متعہ جائز ہے (۸۵) گویا ایک ہائی کورٹ کا فیصلہ دوسرے ہائی کورٹ کے لئے جواز پیدا کر دیتا ہے، ظاہر ہے اس قسم کا اظہار خیال اکبر کی متعدد غیر مسلم بیویوں کے لئے کیا گیا تھا، اور اس کی ذمہ داری بدایونی پر ہے۔

نیز دوسرے علماء اور فضلاء پر بھی عائد ہوتی ہے جو خاموش تھے یا اکبر اور سلیم کے لئے دعائیں کر رہے تھے یہ واقعہ ۹۸۴ھ کا ہے پھر ملا یزدی نے "بادشاہ سے خلوت کی ملاقاتوں میں پہلے تین خلفاء رضی اللہ عنہم بعض دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم اولیاء کبار رحمہم اللہ فرقہ اہل سنت والجماعت اور سنی علماء کو برا بھلا کہا اور سب کے جہنمی ہونے کا فتویٰ دیا[1] پھر تاج الدین ولد شیخ زکریا اجودہنی کا ذکر آتا ہے کہ "انہوں نے وحدت الوجود کا راگ الاپا ابن العربی کی تصانیف سے کئی ایسی ترجمانی کی کہ بادشاہ حیران رہ گیا انہوں نے خلیفۃ الزمان کو انسانِ کامل کہا اور پھر بادشاہ کو اس لقب کا مستحق قرار دیا اور بادشاہ کے لئے سجدہ تجویز کیا"[2] بادشاہ بقول بدایونی، جوہری نفیس و طالب حق لیکن عامی محض تھا...... ابوالفضل کہتا ہے کہ بادشاہ فرماتے تھے کہ اس سے پہلے میں جب ظاہر بینوں کا ہم خیال تھا میں سمجھتا تھا کہ ظاہر آرائی اور بغیر دلی قبول کے مسلمانی کا دعویٰ کرنا فائدہ مند ہے چنانچہ میں کئی ہندوؤں کو ڈرا دھمکا کر اپنے بزرگوں کے دین پر لایا لیکن اب کہ شہرستانِ باطن کی حقیقت مجھ پر منکشف ہوئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ آشوب گاہ اختلاف میں عقل اور سمجھ کا راستہ اختیار کرنا چاہئے

---

[1] رودِ کوثر ص:۸۵ [2] رودِ کوثر ص:۸۷

Marfat.com

سلطانی سے زبان پر کلمہ شہادت نکالنا، ختنہ کرانا اور ظاہری قسم سے سجدہ کرنا خداطلبی ، چنانچہ بادشاہ نے ہر ایک کی قابلیت اور اصلیت پہچان لی بعض عقل وخرد والے جو گوشہ تنہائی تھے بام بلندی پر جا پہنچے اور جو لوگ منتصب اور تقلید کے غلام تھے اور چرب زبانی اور نقل آرائی زور پر اپنے آپ کو دانشمند اور حکیم سمجھے بیٹھے تھے ان کی اصلیت بے نقاب ہوگئی۔ گویا نماز روزہ دیگر شعائر اسلام کو برا بھلا کہہ کر ان سے چھٹی کرادی لیکن ابوالفضل ہی سے اس بے راہ روی لئے شہادت مہیا کرادی۔

پھر مخدوم الملک اور عبدالنبی کا ذکر ہے کہ ان دونوں نے اپنے عقائد کی خاطر کتنے لوگوں سختیاں کیں لیکن چونکہ ابوالکلام آزاد نے اپنے "تذکرہ" میں دور اکبری کی مذہبی خرابیوں کی ذمہ داری انہی دونوں پر رکھی ہے اور انہوں نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے "علمائے سوء" کے متعلق نقل کر دی ہے اس لئے فاضل مصنف نے اس بات کو صحیح سمجھا اور اس کے برعکس انہوں نے مخدوم الملک کی محتسبانہ کی کوششوں کو سراہا ہے۔[1] پھر یہ بھی فرمادیا کہ جن سیاسی اصولوں پر اکبر اپنی سلطنت کی تنظیم کرنا چاہتا تھا وہ مخدوم الملک کے طریقہ کار سے بالکل مختلف تھے...... علماء اور اکبر کے درمیان جو بڑی وجہ مخاصمت تھی اسے خود اکبر نے (ابوالفضل کے قلم سے) عبداللہ ازبک کے نام ایک خط میں واضح کر دیا ہے کہ "می خواہند کہ درفرماں روائی وکار گزاری شریک بادشاہی باشند"۔[2] اس قسم کی توجیہ (علماء کو ختم کرنے کے لئے) اکثر کی جاتی ہے بہر حال ملا مبارک ناگوری نے ۱۹۸۷ء میں ایک محضر نامہ تیار کیا جس کی رو سے اکبر کو درجہ اجتہاد پر فائز کیا گیا مخدوم الملک، شیخ عبدالغنی، قاضی جلال الدین، قاضی خان بدخشی وغیرہ نے اس محضر نامہ دستخط کئے شیخ مبارک کے بھی دستخط تھے لیکن ابوالفضل نے اس محضر نامہ کا ذکر جب "اکبر نامہ" میں کیا تو اپنے والد کا نام صاف اڑا دیا (تاکہ باہر کے مسلمان حکمرانوں میں اس کے والد کی بدنامی نہ ہو) ابوالفضل کی اس "دیانت" کی توجیہ ہمارے فاضل مصنف نے بڑی خوبی سے کی ہے فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ تو نہ تھی کہ "محضر اجتہاد" پر جس طرح عمل کیا گیا اسے دیکھتے ہوئے ابوالفضل اس سے اپنے باپ کا انتساب نہ چاہتا تھا"۔[3] اگر ابوالفضل کی یہی نیت تھی تو اکبر نامہ

---

[1] رود کوثر ص: ۸۷-۸۸ [2] رودِ کوثر ص: ۹۴ [3] رودِ کوثر ص: ۹۸ حاشیہ۔

Marfat.com

جیسی طویل کتاب میں ایسے ایک جملہ کے لئے بہت گنجائش نکل سکتی تھی پھر یہ بھی سوال ہوسکتا ہے کہ اس محضر اجتہاد پر کیا اسی طرح یا اس سے زیادہ عمل نہیں کیا گیا جیسا کہ اس کا مقصد تھا۔

علماء اور صلحاء کے قتل کے سلسلے میں فاضل مصنف کو مجبوراً لکھنا پڑا کہ ''اکبر نے کئی بزرگوں کو مکاری اور حیلہ سازی سے کسی مقدمے یا دادفریاد کے بغیر شہید کروادیا لیکن جن مشکلوں سے اس کا سابقہ پڑا وہ ملک میں بہت تھیں اس کے عقائد کے خلاف عام شورش ہوگئی تھی۔[1] یعنی فاضل مصنف کو اکبر کے عقائد اور ان عقائد کیخلاف شورش کا اعتراف ہے گویا وہ بھی بدایونی کے بیان کردہ ''فتنہائے امت'' (۹۸۷ھ) کے کم و بیش قائل ہیں پھر جن بزرگوں کو (بقول ان کے) مکاری اور حیلہ سازی سے شہید کرادیا تھا ان کے سلسلے میں اکبر نے کسی وزیر باتدبیر کی رائے بھی لی تھی یا نہیں؟ ایسا سوال ان کے قارئین کرسکتے ہیں۔

پھر عہد اکبری کے مذہبی مؤرخین کا ذکر آیا ہے جن میں بدایونی (بقول فاضل مصنف کے) قابل اعتبار نہیں کیونکہ وہ ''توڑ مروڑ کر'' واقعات پیش کرتے ہیں فاضل مصنف نے اپنی فاضلانہ کاوش سے (یعنی توڑ مروڑ کر نہیں) یہ نتیجہ نکالا ہے کہ ''اکبر کے مذہبی آئین واحکام کی نسبت معتبر معلومات تو ''آئین اکبری'' میں ملیں گی (کیونکہ وہ سیاسی اغراض) کے لئے لکھی گئی تھی اور ابوالفضل کی ''دیانت'' کا ذکر بھی اوپر آچکا ہے نیز وہ خوشامد سے کوسوں دور تھا ان کے علاوہ جو کچھ بدایونی کی تاریخ یا پرتگیزی پادریوں کی تحریروں میں ملتا ہے وہ یا تو غلط بازاری افواہوں پر مبنی ہے یا ان نیم پختہ تجاویز کا رنگ آمیز بیان ہے جو بادشاہ یا اس کے معتمد درباریوں کے سامنے پیش ہوئی لیکن آئین واحکام کا درجہ نہ حاصل کرسکیں (حالانکہ ان عقائد کے خلاف عام شورش پیدا ہوجانے کا اعتراف کیا جاچکا ہے)۔[2] عجیب استدلال ہے بدایونی کو بھی درباری قرب حاصل تھا اور اس نے جو کچھ لکھا ہے ایک ''جابر'' اور علماء کو ''مکاری'' سے قتل کروانے والے بادشاہ کے پاس رہ کر لکھا ہے خوشامد نہیں کی ہے (ان باتوں کے متعلق آگے عرض کیا جائے گا) لیکن محترم صرف ابوالفضل کے

---

[1] رود کوثر ص: ۱۰۵ [2] ایضاً ص: ۱۱۹

Marfat.com

...ں ہو رہے ہیں اور بدایونی یا پرتگیزیوں کی بات وہیں مانیں گے جہاں ان کے مفروضے کو ...یت ملے گی مثلاً انہی پرتگیزوں کے قول کی سند قرار دیا ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ اکبر کا ''کفر والحاد'' ...کے مرنے سے بہت پہلے ختم ہو چکا تھا۔[1] (حالانکہ ایسا نہیں ہے) بہر حال ہمیں بھی اصرار نہیں ...پرتگیزیوں کی ہر بات پر یقین کیا جائے لیکن جہاں کہیں پرتگیزیوں اور بدایونی کے اقوال میں ...ابقت پائی جاتی ہے وہاں تردید کیوں کر ہو سکتی ہے؟ البتہ محترم نے اکبری عہد کے ایک گروہ کے ...وے کا ضرور ذکر کیا ہے جو ''اہل تقلید'' تھے اور جو نماز روزہ جیسی چیزوں پر عمل کرنا چاہتے تھے یعنی ...صلح کل'' نہیں چاہتے تھے اور اکبر کا خیال تھا کہ ہندوستان کے مختلف الاقوام ملک میں بادشاہ ایسا ...ہونا چاہئے کہ (بیویوں کی طرف سے ''نسب نامہ'' درست کر لینے کے بعد) ہندو اُسے ہندو سمجھیں ...مسلمان اُسے مسلمان خیال کریں اور پارسی، جین، عیسائی، سب اپنا اپنا ہم عقیدہ تصور کریں۔[2] یہی ...''صلح کل'' اور ''روشن خیالی'' ہے یعنی مسلمانوں کے دین میں خواہ مخواہ اس چیز کو ''منافقت'' ...کہا جاتا ہے! یہ تو بقول فاضل مصنف کے ایک ''روحانی نظام'' تھا۔[3]

حقیقت تو یہ ہے کہ عبدالقادر بدایونی کے ساتھ نہ صرف غیروں نے بلکہ اپنوں نے بھی ...ظلم کیا ہے اور ان کو متعصب اور غلط بیان تک لکھ مارا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے عبدالقادر غالباً واحد ...ورخ ہیں جو اپنے مخالفوں کی خوبیاں اور خود اپنی کمزوریاں ظاہر کرنے میں تامل نہیں کرتے فاضل ...ترم نے بغیر کسی دلیل کے ان کو ٹھکرا دیا ہے اور ان کے متعلق محمد حسین آزاد کی رائے کو پیش کر کے ...تدلال کیا ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مقدس مجتہد زادے کے بعض اقوال ''دربار اکبری'' ...سے بھی نقل کر دیئے جائیں فرماتے ہیں ہمایوں کے عہد میں بہت سے ایرانی ہندوستان میں آ گئے ...تھے مگر تقیہ کے پردے میں تھے مذہب ظاہر نہ کرتے تھے اور اکثر ان میں صاحب اقتدار بھی ہو گئے ...ہے یہ بھی طبعی امر ہے کہ جب ہمارے دشمن کا کوئی حریف با اقبال ہوتا ہے تو اسے اپنی کامیابی سمجھتے ...ہیں اور فائدہ بے فائدہ اس سے مل کر دل خوش ہوتا ہے۔[4] دم بدم کی قربت ملا صاحب سے دیکھی نہ ...جاتی تھی اس لیے بگڑتے اور تڑپتے تھے...... تفسیر اکبری پیش کرنے کا حال اپنی کتاب میں لکھا بھی ...شوشہ لگا دیا کہ لوگ کہتے ہیں اس کے باپ کی تصنیف ہے اچھا یہی ہے تو اس کے باپ کا مال ہے

[1] رود کوثر ص: ۱۳۵-۲۳۸ [2] ایضاً ص: ۱۲۹ [3] ایضاً ص: ۱۲۰ [4] ایضاً ص: ۳۲۷

Marfat.com

آپ کے باپ کا نہیں اس کا باپ ایسا تھا تمہارا تو باپ بھی ایسا نہ تھا۔[1]

ملا صاحب نے گول مول فقرے میں لکھا ہے نہیں کھلتا کہ فرمائش کرنے والا کون تھا۔ یہ بھی عجب نہیں کہ ابوالفضل ہی نے فرمائش کر دی ہو، وہ بھی ثقہ ظریف تھے کہا ہوگا کہ باتیں تو بہت بناتے ہیں کچھ کر کے بھی تو دکھائیں، گھڑی دو گھڑی دل لگی رہے ہاں خلیفہ ہم بھی دیکھیں پہلوان آپ کی محمد حسین آزاد "حقیقت نگار" قلم سے ایک اور عبارت ملاحظہ فرمالیجیے،[2] ابوالفضل، فیضی خان خاناں، حکیم ابوالفتح، حکیم ہمام، میر فتح اللہ شیرازی وغیرہ ضرور مختلف اوقات میں ایک دوسرے کے گھر پر جمع ہوتے ہوں گے فیضی اور ابوالفضل کا ایک مذہب تھا اور جو کچھ تھا سو معلوم ہے باقی سب دل کے شیعہ نام کے سنت جماعت، مگر درحقیقت ایسے تو گویا سب مذہب انہیں کے تھے اس لئے سب آپس میں رفیق اور معاون رہتے ہوں گے، ہاں جو یک پہلو مذہب رکھتے ہوں گے وہ ان سے ضرور کھٹک رہے ہوں گے۔[3]

فاضل مصنف نے یہ بھی لکھا ہے کہ "محضر ملا مبارک کا تیار کیا ہوا (۹۸۷ھ) کے واقعے اور زیارت اجمیر کے بعد ملا نظام الدین کا بیان ہے کہ واپسی پر بادشاہ نے حکم دیا کہ ایک طولانی خیمہ (بارگاہ) مسجد کے نام سے دولت خانے کے پاس کھڑا کیا جائے اور اس میں وہ پانچ وقت باجماعت نماز ادا کرتے تھے۔"[4] محترم نے یہ اردو ترجمہ درج کیا ہے فارسی میں بھی یہی عبارت ہے۔

شکار کناں بمستقر سریر خلافت مراجعت نمودہ فرمودند کہ بارگاہ طولانی کہ محرابہاداشت ترتیب دادہ مسجد نامردہ دریک طرف دولت خانہ برپامی کردندوپنج وقت نماز راباجماعت می فرمودند

بالکل ٹھیک ہے لیکن یہ کون سا سنہ تھا؟ وہی ۹۸۷ھ جبکہ محضر نامہ کی تیاری کے بعد فیضی کے اشعار والا خطبہ اکبر نے پڑھا تھا اور پڑھتے وقت جو کیفیت گزری تھی وہ مؤرخ جانیں لیکن یہ وقت "مجتہد" کے منصب پر سرفراز ہونے کا تھا اس وقت نماز پڑھنا تو کیا پڑھانے کا ارادہ بھی کیا ہو تو بعید نہیں۔

---

[1] رود کوثر ص: ۴۹۲۔ [2] ایضاً ص: ۴۹۸۔ [3] ص: ۵۹۶ [4] طبقات اکبری ص: ۳۴۱

Marfat.com

پھر محضر (تذکرہ بقول نظام الدین) کے سات سال بعد یعنی ۹۹۴ھ واقعات میں نظام
ین کے حوالے سے محترم نے لکھا ہے کہ اکبر دہلی گیا اور اپنے والد ہمایوں کے مزار کی زیارت کی
ام اور صالحین کو انعام دیا اور عید کا چاند نظر آ جانے پر "لوازم عید بجا آورده از دہلی کوچ
مودند"...... یہ لوازم عید کیا تھے؟ یہاں نماز کا ذکر تو نہیں ہے اگر مان لیا جائے کہ نماز پڑھ ڈالی تو
ل محترم کے وہ تو یہی چاہتا تھا کہ "ہندو اسے ہندو سمجھیں اور مسلمان اسے مسلمان خیال کریں۔[1]
محترم نے یہ بھی لکھا ہے کہ[2] ۹۸۹ھ تک (بقول بدیوانی) گاؤ کشی بند ہو چکی تھی، ریش
اشی عام تھی خوشامدی لوگ دین اسلام مجاز و تقلیدی" کو ترک کرنے کے عہد نام لکھ رہے تھے اور
ام میں مشہور ہو گیا تھا کہ بادشاہ نبوت بلکہ الوہیت کا دعوے دار ہے اس وقت (یعنی ۹۸۹ھ)
دریں ایام بہ جماعت نماز و اذان ہر پنج وقت برائے خاطر جماعت در دربار می گفتند برطرف شد یہ
تمام قول بدایونی سے ماخوذ ہے اور اس سے محترم نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ "کم از کم اس زمانے تک
دربار میں پانچ وقت نماز با جماعت ادا کرتا تھا اور اب اس نے بھی ترک کر دی تھی" نیز وہ خوشامدی
لوگ جو اسلام کو ترک کرنے کے عہد نامے لکھ رہے تھے اس کی تردید اب بھی نہ ہو سکی پھر محترم نے
اسی صفحہ پر لکھا ہے کہ اواخر حکومت میں اکبر دیر تک لاہور میں رہا تو وہاں دیوان عام کے سامنے ایک
مختصر سی مسجد بنوا دی تاکہ جو لوگ کار ضروری میں مشغول ہوں انہیں نماز کے لئے دور نہ جانا پڑے
اس پر حکیم مصری نے ازراہ تمسخر کیا:

شاہ ما کرد مسجدے بنیاد — ایہا المومنین مبارک باد
و اندریں نیز مصلحت دارد — تا نمازان گزار بشمارد

محترم نے جب حکیم مصری کو بھی بدایونی جیسا پایا تو مجبوراً یوں قلم اٹھایا "ملا صاحب
اور حکیم صاحب جو چاہیں حاشیے چڑھائیں لیکن آخران کے اس بیان سے اس بات کا پتہ لگ گیا کہ
اس زمانے میں جبکہ عیسائی مؤرخین کہتے تھے کہ شہر لاہور میں (یعنی دیوان عام میں نہیں) کوئی مسجد
نہیں رہی اور سب مسجدیں ہاتھی گھوڑوں کے اصطبل بنا دیئے گئے اس وقت خود اکبر نے قصر شاہی
میں ایک نئی مسجد (مختصر سی) تعمیر کرائی تھی (تاکہ لوگوں کو دور نہ جانا پڑے) مسجد "غیر خوشامدی"

[1] طبقات اکبری ص: ۱۴۰ [2] رود کوثر ص: ۱۱۷

Marfat.com

لوگوں کے لئے بنانی پڑی تاکہ وہ لوگ دور نہ جائیں (ورنہ کام میں ہرج ہوگا)۔

پھر محترم نے اکبر کی آفتاب پرستی کی تاویلیں کی ہیں اور لکھا ہے کہ جس طرح وہ ہندوؤں کی تالیف قلب کے لئے گاؤ کشی بند کر رہا تھا اسی طرح دوسرے مذاہب کی باتیں بھی ان سب کی تالیف قلب کے لئے اختیار کی تھیں البتہ مسلمانوں کی تالیف قلب کے لئے کبھی کبھی ''لوازم عید بجالانے یا مختصر سی مسجد بنا دینے کے واقعات بھی درج کرنے میں محترم نے دریغ نہیں فرمایا۔ اس کے بعد[1] میں بدایونی کے حوالے سے مرزا جانی خاں حاکم ٹھٹھہ کی تحریر نقل کی ہے اس میں دین الٰہی اکبر شاہی'' کا ذکر ہے لیکن خیال نہ رہنے کی وجہ سے دوسرے صفحے پر یوں لکھتے ہیں کہ ''دین الٰہی کی ترکیب پہلی مرتبہ ''دبستان المذاہب'' میں اکبر کی وفات کے کوئی ساٹھ ستر سال بعد استعمال ہوئی '' پھر اسی صفحے میں ملا کمین پر بھی یہ ذمہ داری عائد کر دی ہے کہ اس نے بھی سہواً عیاری سے اس ''طریقے'' یا روش'' کو دین الٰہی کہہ دیا ہے محترم کا دعویٰ ہے کہ وہ کوئی مذہب نہیں تھا بلکہ ارادت و عقیدت کا ایک سلسلہ تھا یہ اور بات ہے کہ شعائر اسلام کی خلاف ورزی کی گئی ہو پھر محترم نے یہ بھی اعتراف کر لیا ہے کہ مریدان شاہی بالخصوص درشنیوں کا تھوڑا بہت سلسلہ اکبر کے بعد بھی جاری رہا اور یہ فی الحقیقت جلال ملوکیت کا ایک کرشمہ تھا۔[2] ایسا کہنے کے باوجود محترم نے آگے چل کر یوں بھی سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ اکبری کفر و الحاد کا قلع قمع اکبر کے مرنے سے پہلے ہو چکا تھا۔

ببیں تفاوت راہ از کجاست تابہ کجا!

پھر محترم نے فیضی اور ابو الفضل کو مخلص مسلمان بھی کہا ہے اور اس اخلاص اسلام کی تعریف یہ کی ہے کہ ملک کی غالب آبادی یعنی غیر مسلموں کی دلجوئی اور بہبودی کے لئے ان کے مذہب کے طریقے اختیار کرنا۔[3] مصلحت تھی (جو شاید مخلص مسلمان کی پہچان ہے) چنانچہ اس معروضہ کے تحت بغیر دلیل کے بدایونی کے اس قول کو غلط سمجھ لیا کہ ''مثنوی نل و دمن ''میں نزدیک بہ موت بمبالغہ و الحاح بعضے آشنایاں بیتے چند در لغت و معراج حضرت نبوی ﷺ نوشتہ درج کرد۔''[4] محترم کو چاہئے تھا کہ وہ فیضی کی دوسری تصانیف سے بھی نعتیہ اشعار پیش کر کے بدایونی کے اس قول کی تردید کر دیتے لیکن ایسا کرنا ان کے بس کی بات نہ تھی۔ فیضی جو حالت مستی و جنابت

---

[1] رود کوثر ص: ۱۳۰ [2] ایضاً ص: ۱۳۲ [3] ایضاً ص: ۱۷۱ [4] ایضاً ص: ۱۵۶

Marfat.com

اپنی تفسیر لکھتا تھا اور کتے اسے پائمال کرتے تھے تو اس کی تردید بھی محترم نہ کر سکے بدایونی تو یہ لکھتا ہے کہ ملک الشعراء فیضی نے جو چھ مہینے سخت بیمار تھا اور ضیق النفس، استسقا اور ہاتھ پاؤں کا ورم اور خون کی قے اور طرح طرح کے امراض متضادہ اس کو لاحق ہو گئے تھے دسویں صفر (۱۰۰۴ھ) کو انتقال کیا اور چونکہ اس کو مسلمان کی ضد پر رات دن کتوں سے بہت ربط تھا، حالت نزع میں ان کے منہ سے بعینہ ایسی آواز نکلتی تھی جس طرح کتے بھونکتے ہیں اور دین اسلام سے اس کو ایسا انکار تھا کہ مرتے وقت بھی ایک عالم متشرع ہے اس لئے وہی الحاد کی بہت سی گفتگو کی جس پر پہلے سے جما ہوا تھا...... حالت نزع میں اکبر بھی اس کی عیادت کو گیا تھا اس کو اٹھا کر کئی مرتبہ اس نے کہا کہ شیخ جیو حکیم علی کو ہم ساتھ لائے ہیں کچھ بولتے نہیں جب اس سے کچھ نہ بولا گیا تو اکبر نے بیتاب ہو کر اپنی پگڑی زمین پر پھینک دی اور ابوالفضل کی کچھ تسلی کر کے چلا آیا تھوڑی دیر کے بعد خبر آئی کہ وہ مر گیا۔

ایک اور جگہ بدایونی لکھتا ہے کہ فیضی کا خاتمہ بہت بری حالت میں ہوا اکبر نزع کے وقت اس کی عیادت کو گیا تھا وہ اس کی طرف کتے کی طرح بھونکنے لگا چنانچہ اس حکایت کو اکبر خود سر دربار نقل کیا کرتے تھے اور اس کے منہ پر آ گیا تھا اور لب سیاہ ہو گئے تھے چنانچہ اکبر نے ابوالفضل سے پوچھا کہ ہونٹوں پر اتنی سیاہی کیوں ہے؟ کیا شیخ نے مسی ملی تھی؟ اس نے جواب دیا کہ خون کی قے کا اثر ہے۔
پھر بدایونی نے مختلف لوگوں کے قطعات تاریخ بھی نقل کیے ہیں جو فیضی کی موت پر لکھے گئے تھے مثلاً:

فیضی بے دین چو مردہ سال وفاتش فصیح
گفت سگے از جہاں رفتہ بحال قبیح
سال تاریخ فیضی مردار
سد مقرر بچار مذہب نار
فیضی نحس دشمن نبوی
رفت با خویش داغ لعنت برد
سلکے بود دوزخی زاں باشد
سال فوتش چہ سگ پرستے مرد

Marfat.com

قاعدہ الحاد شکست "فیضی ملحدی"

چوں بنا چار رفت شد ناچار سال تاریخ خالداً فی النار

یہ سب شعراء آخر ایسی جماعت سے ضرور تعلق رکھتے ہوں گے جنہیں فیضی کے کفر والحاد پر یقین ہوگا اور جنہیں بدایونی نے کسی خاص پروپیگنڈے کے تحت اپنا ہم خیال نہ بنایا ہوگا کہیے تو بدایونی کی طرح ہم ان لوگوں کو بھی غلط بیان فرض کرلیں فرض ہی تو کرنا ہے بدایونی نے فیضی کی شاعری کے متعلق بھی لکھا ہے کہ وہ چالیس برس تک شعر گوئی میں مصروف رہا مگر اس کا کوئی شعر ٹھیک نہ ہوتا تھا بندشیں اچھی ہوتی تھیں مگر مزانہ تھا فخریات (بلکہ کفریات) خوب لکھتا تھا مگر ذوقِ عشق اور معرفت سے خالی اس کے دیوان اور مثنوی میں شعر زیادہ ہیں مگر ایک شعر درد آمیز نہیں اگرچہ وہ بہت سا روپیہ کاتبوں کو دے کر اپنے مصنفات لکھوا کر ہر جگہ لوگوں کو بھیجا کرتا تھا مگر کوئی اس کے شعر کو پوچھتا نہ تھا۔

فیضی کے متعلق جس طرح مختلف شعراء نے مذمت آمیز قطعات لکھے تھے ابوالفضل کے لئے بھی خان اعظم نے یہ تاریخ لکھی تھی۔

تیغ اعجاز رسول اللہ سر باغی برید

(باغی کا سر کاٹ دینے سے ۱۰۱۱ھ برآمد ہوتا ہے) یہ مصرع بھی ابوالفضل کے عقائد کی صراحت کرتا ہے یہ دیکھنا ہے کہ وہ جو بدایونی نے لکھا ہے کہ چند ہندوؤں اور بے ایمان مسلمانوں نے نبوت پر صریح اعتراضات شروع کر دیئے تھے اسی لئے تمام بے دین مصنفین نے اپنی تصانیف میں سے نعت موقوف کردی اور ہر کتاب کے خطبے میں حمد کے القاب بادشاہی درج ہوتا تھا اس کے تمام جہان میں بدنامی ہوئی، کیا بدایونی نے یہ بات صحیح لکھی ہے؟ ابوالفضل نے ۹۹۶ھ میں "عیار دانش" مکمل کی اس میں حمد کے بعد مجھے تو نعت نظر نہیں آتی اسی طرح "اکبر نامہ"[1] کے شروع میں اللہ اکبر کے بعد حمد اور پھر بادشاہ کا ذکر ہے نعت نہیں ہے۔

فیضی کی مثنوی "مرکز ادوار" (مرتبہ ۹۹۳ھ) کا حال بھی سن لیجئے اس مثنوی کے دو نسخے (قلمی) علی گڑھ میں ہیں ایک لٹن لائبریری میں دوسرا حبیب گنج کے خزینہ میں اس میں حمد کے بعد کئی مناجاتیں ہیں پھر اکبر کی مدح ہے اور اس کے بعد "پیرایہ آغاز" ہے نعت مطلق نہیں

---

[1] اکبر نامہ مطبوعہ کلکتہ ۱۸۷۷ء

Marfat.com

جہاں تک مجھے علم ہے فیضی کی مثنویوں میں صرف ''نل و دمن'' شائع ہوئی ہے اور صرف ''نل و دمن'' اور ''مرکز ادوار'' تکمیل کو پہنچی ہیں بقیہ تین مثنویوں (خمسہ میں سے) کے صرف چند اشعار ملتے ہیں ان میں بھی مناجات کا انداز ہے نعت نہیں ہے بدایونی کے قول کو اب ہم کیوں کر رد کر سکیں گے؟

حمد میں فیضی کے اشعار اس کے دیوان میں بھی ملتے ہیں لیکن نعت میں ایک ہی رباعی نظر آتی ہے جو معلوم نہیں کب لکھی تھی۔

سلطان رسل ماہ حجم شاہ عرب
سنگ در او قبلہ گہہ اہل عرب
از تابش قہر او کہ دشمن سوز است
گر سنگ شود موم عجب نیست عجب

اس رباعی میں رحمۃ للعالمین ﷺ کے صرف ''قہر'' کی تعریف کی گئی ہے معلوم نہیں کہ صرف اسی ''خوبی'' میں کیا خصوصیت نظر آئی محترم نے اس رباعی کو پیش کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ''نعت میں پر اثر رباعیاں ہیں'' اور یہ بھی فرمایا ہے'' اس طرح کی کئی رباعیاں نعت میں ہیں''۔[1] خدا جانے وہ رباعیات کون سی درج مکنون میں ہوں گی) ہم کو تو نظر نہیں آئیں پھر محترم نے فیضی کی حمایت میں بڑی ذہانت سے کام لیا ہے اور آخر میں اس طرح فرمایا ہے کہ جو شخص اسلام کے مروجہ عقائد سے کسی مسئلے میں (نبوت کے مسئلے میں) اختلاف کرے ضروری نہیں کہ وہ منافق اور خبیث ہو سکتا ہے کہ ذہنی الجھنوں کی وجہ سے وہ راہ سے آوارہ ہو گیا ہو لیکن صحیح راہ پانے کی مسلسل کوشش کر رہا ہو اور شاید خدا کی راہ میں یہ مخلصانہ کوششیں مروجہ عقائد پر ضد اور ہر مخالف کی تذلیل سے زیادہ قبول ہوں (کاش ایسی گنجائش سب کے لئے نکل آئے)[2] بہر حال اوپر کی تصانیف میں ''نعت'' نہ ہونے کا ثبوت پیش ہو چکا ہے جس سے بدایونی کی حق گوئی ظاہر ہے، ''شہود حق'' کے لئے حضور انور ﷺ کی وساطت سے انکار نہ تو ''عقل'' کے مطابق ہے اور ''نہ تقلید'' سے گوارا ہو سکتی ہے لیکن فاضل محترم کو آخر حمایت تو کرنی ہی ہے۔

---

[1] رود کوثر ص:۱۵۶ [2] رود کوثر ص:۱۵۷

Marfat.com

فاضل محترم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ "واقعہ یہ ہے کہ فیضی میں تحقیق وتدقیق کا مادہ بہت اور تقلید کی قید بھی طبع آزاد کو نا گوار تھی، یہ تقلید ہوا کرتی ہے؟[1] اور کیا ایسی "تقلید والے تحقیق وتدقیق سے تعلق نہیں رکھتے؟ پھر یہ بھی معلوم نہ ہوسکا کہ فیضی نے "تحقیق وتدقیق" کے کون سے جوہر پیش کئے ہیں کیا یہی "تحقیق" ہے کہ اللہ کو بغیر رسول اللہ ﷺ کے کوئی پہچان لے بہر حال "مثنوی نل و دمن" کے نعتیہ اشعار کے سلسلے میں بدایونی کے اس قول کی تردید مقصود تھی کہ فیضی نے لوگوں کے کہنے سننے سے ایسے اشعار شامل کئے ہیں تو فاضل محترم یہ بات کرتے کہ فیضی نے اپنے دوسری مثنویوں میں ہی نعت شامل کی ہے اور ابوالفضل نے بھی ایسا کیا ہے فاضل معترض نے کبھی کبھی کسی "مصلحت" کی بناء پر حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف بھی کردی ہے، لیکن تنقیص کا پہلو زیادہ نمایاں ہے ایک جگہ لکھتے ہیں کہ جب ایک مرتبہ حضرت پر وحدت الوجود کا رنگ غالب تھا تو ایک رباعی (اسی رنگ کی) لکھی تو "مرشد نے فوراً انہیں ٹوکا اور ایک خط میں سختی سے سرزنش کی"[2] یہ "سرزنش" اگر مرشد نے کی تو ہمارے خوش ہونے کا مقام تو نہیں ہے راہ سلوک میں ایسے بہت سے واقعات ہوتے ہیں اور مرشد اسی طرح اصلاح کیا کرتے ہیں پھر لکھتے ہیں کہ جب حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خط (مکتوب ہفتم) میں اپنے مقامات عروج کا ذکر کیا تو حضرت خواجہ (باقی باللہ) نے ایک طویل خط (رقعہ ہفتم) میں ان کی نسبت شبہ ظاہر کیا۔[3] معترض صاحب نے دراصل حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے رقعات کا اردو ترجمہ (مطبوعہ اللہ والے کی قومی دکان لاہور) مطالعہ فرمایا جس میں دو شبہوں کا ذکر ہے لیکن وہ کیا باتیں ہیں جو ان کے درمیان ہو رہی تھیں ہم بھی سمجھ سکتے ہیں؟ اگر نہیں تو پھر ان کے احوال باطنی پر نہیں بلکہ ہمارے حال پر شبہ ہونے لگتا ہے خانقاہ مرزا مظہر رحمۃ اللہ علیہ (چتلی قبر دہلی) میں ان رقعات کا جو قلمی نسخہ ہے اس میں رقعہ ہشتم ہے اور وہ غالباً مکتوبات نمبر ۱۱، ۱۴، ۱۸، (دفتر اول) کے جواب میں ہے۔

دیگر مکرر توجہ نمایند و بینند کہ ترک مشغول ساختن
مردم نسبت بما مرضی ہست یا نہ ایضاً ایں جماعت
کہ مصاحب مایند در صحبت دیگراں رافرستیم و

[1] رود کوثر ص: ۱۵۷ [2] ایضاً ص: ۲۱۶ [3] ایضاً ص: ۲۱۶

Marfat.com

خود مجرد باشیم مرضی ہست یانہ اندیشہ بادشاہ راخاطرنیارند عرض دیگر داریم البتہ مکرر دراوقات نیک توجہ نمایند وبدستے معتمدے نوشتہ فرستند اگرشیخ نوربنقطہ فوق رسیدہ باشد شیخ نوربیارد ودیگر اسرار محفوظ دارد چنانچہ خصوصیت آں مقام رانسبت بحضرت ختم الخلافت اظہرنکنند مردم ورغلط می افتندسبب فساد عقیدہ می شودوالسلام۔

اس عبارت میں بار بار توجہ اور مکرر توجہ کے لئے فرمایا گیا ہے وہ اسی لئے تو ہے کہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے کشف واستخارہ پر اعتماد تھا اور شیخ نور کو بھی ''مراحلِ طریقت'' کے لئے بھیجا گیا تھا کہ وہ ''نقطۂ فوق'' تک پہنچ جائیں البتہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو اظہار مکشوفات کے لئے منع فرمایا تھا کیونکہ ہر شخص ایسے اسرار سمجھنے کا اہل نہیں پھر جو دو شبہات اپنے رقعہ عالیہ میں اظہر فرماتے تھے وہ اغلب ہے کہ اس خیال کے تحت ہوں کہ اگر کوئی غیر شخص ایسے اسرار معلوم کرے تو وہ شبہات کی وجہ سے صاحب حال کے متعلق بدظنی نہ کرسکے آج بھی اس سلسلے کے محتاط بزرگ کتم اسرار کے لئے ایسا ہی کیا کرتے ہیں، مذکورہ بالا عبارت سے یہ بھی ظاہر فرمایا کہ بادشاہ کا اندیشہ دل میں نہ لائیں کیونکہ میرا مقصد اور ہے، اندیشہ کے معنی اردو میں ''خوف'' آتے ہیں لیکن اگر یہی معنی فارسی میں بھی لے لئے جائیں تب بھی یہاں بعض مخلصین کو کسی جگہ بھیجنے ہی کے سلسلے میں فرمایا گیا ہے کہ ''غرض دیگر داریم''۔

اس کے بعد معترض صاحب نے نہیں معلوم کس مقصد سے وہ نصائح بھی درج کردی ہیں جو حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو تحریر فرمائی تھیں اور جو اس سلسلے میں تقویت وترقی کے لئے خصوصی طور پر کی جاتی ہیں پھر فاضل گرامی نے یہ بھی لکھا ہے کہ ''شاید ان خلفاء کو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی بعض باتیں بھی کھٹکتی تھیں۔'' [1] اس کے لئے انہوں نے معلوم نہیں کیا مقصد پیش نظر رکھا ہے لیکن ایسا ممکن بھی ہے کیونکہ ان خلفاء کا وہ مقام نہیں جو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور درخت اپنے

---

[1] رود کوثر ص: ۲۱۷

Marfat.com

پھلوں ہی سے پہچانا جاتا ہے۔

ہر کس نہ شناسندہ راز ست و گرنہ
ایں باہمہ راز ست کہ معلوم عوام است

پھر محترم نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خلیفہ بدیع الدین کا ذکر کیا ہے جو کبھی عشق مجازی میں بھی گرفتار رہ چکے تھے لیکن پھر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ سے اصلاح پذیر ہوئے محترم نے لکھ دیا ہے کہ وہ ایک غیر مسلم عورت کی محبت میں مبتلا ہوئے تھے تو اسلام کو ہی جواب دے بیٹھے تھے جب اس سے نجات پائی اور سلوک کی طرف توجہ کی تو اپنے فطری ذوق و شوق کی مدد سے بڑی ترقی حاصل کی۔[1] بدیع الدین کا اسلام ہی سے ہاتھ دھو بیٹھنا نہ جانے کہاں سے لیا گیا، "زبدۃ المقامات" میں تو صرف یہ قول آتا ہے کہ "ہم دراں سال کہ خدمت حضرت ایشاں بتحصیل علوم مشتغل بودم مرابہ یکے از جوانان صاحب جمال تعلقے بود۔" یہاں بدیع الدین کی طرف سے صفائی مقصود نہیں لیکن فاضل محترم نے جو تنقیص نگاری کے جوش میں کچھ کا کچھ لکھ دیا ہے وہ عرض کیا گیا ہے پھر محترم نے یہ بھی لکھا ہے کہ بدیع الدین کے جوش کی وجہ سے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو قید ہونا پڑا بظاہر یہ بات صحیح معلوم ہوتی ہے اور اس قید کے لئے مکتوب یازدہم بھی ایک حیلہ بن سکتا ہے جیسا کہ "تزک جہانگیری" میں آتا ہے (حالانکہ مکتوب نمبر ۱۹۲۔۲۰۲) میں وضاحت بھی کی جا چکی تھی) لیکن حقیقت کچھ اور ہی معلوم ہوتی ہے جس کا اعتراف خود جہانگیر نے کیا ہے وہ جلوس چہاردہم (۱۰۲۸ھ) کے ضمن میں لکھتا ہے:

دراں ایام بعرض رسید کہ شیخ احمد نام شیادے درسرہند دام زرق و سالوس فروچیدہ بسارے از ظاہر پرستان بے معنی راصید خود کردہ بہ ہر شہرے و دیارے یکے از مریدان خود را کہ آئین و کان آرائی و معرفت فروشی و مردم فریبی رااز دیگراں پختہ تراند نام نہادہ فرستادہ مزخرفاتے کہ بہ مریداں و معتقداں خود نوشتہ

---

[1] رود کوثر ص: ۲۱۸

کتابے فراہم آوردہ مکتوبات نام کردہ درآں جنگ مہملات وبسا مقدمات لاطائل مرقوم گشتہ کہ بکفر وزندقہ منجرمی شود ازآں جملہ مکتوبے نوشتہ کہ دراثنائے سلوک گذرم بمقام ذی النورین رضی اللہ عنہ افتاد...... بنا بریں حکم فرمودم کہ بدرگاہ عدالت آئین حاضر سازند حسب الحکم ملازمت پیوست وازہرچہ پرسیدم جواب معقول نہ توانست سامان نمود بہ در زندان ادب محبوس باشد وشوریدگی مزاج وآشفتگی دماغش قدرے تسکین پذیرد وشورش عوام نیز فرونشیند لاجرم بہ انی رائے سنگھ دلن حوالہ شد کہ درقلعہ گوالیار مقید دارد۔''

میرا خیال ہے کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف اس سے زیادہ نہیں ہو سکتی ایک معاصر بادشاہ جو شہزادگی کے زمانے میں ابوالفضل جیسے چہیتے وزیر کو قتل کرا سکتا تھا حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو قتل کرانے میں کیا دقت محسوس کر رہا تھا؟ یہی کہ انہوں نے ملک ہند کے طول وعرض میں (بہ ہر شہر ودیارے) اپنی دکان کھول رکھی تھی اور گو کہ وہ ''بغایت مغرور وخود پسند'' تھے لیکن ان کا قتل کرانا آسان نہ تھا صرف یہ عبارت حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے پورے ماحول کی ایک اجمالی تصور پیش کر دیتی ہے۔

اس کے مطالعہ سے وہ سب باتیں آئینہ ہو جاتی ہیں کہ ۱۰۲۸ھ تک کس طرح حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے ''زیر تسلط'' پورا ملک آ گیا تھا اور جہانگیر کے خوشامدی امراء اور علماء سوء نے کس کس طرح بادشاہ کے کان بھرے ہوں گے پھر جہانگیر قتل کرانے کے بجائے صرف قید پر اکتفا کرتا ہے آخر کوئی بات تو تھی کہیں اسے اپنی مملکت کے امراء رؤسا اور ہر شہر ودیار کے لوگوں کی ''شورش'' کا کوئی خیال تو نہیں تھا؟ پھر قید کرتا ہے تو وہ بھی ''روزے چند'' دیکھئے ۱۰۲۹ھ ذیل میں بھی تو ہے یعنی پندرہویں سال جلوس (۱۰۲۹ھ) کے ضمن میں ''تو زک جہانگیری'' کے یہ الفاظ

Marfat.com

غور طلب ہیں۔

دراں ایام شیخ احمد سرہندی را کہ بجہت دکان آرائی وخود فروشی وبے صرفہ گوئی روزے چند درزندان ادب محبوس بود بحضور طلب داشتہ خلاص ساختم خلعت وہزار روپیہ عنایت نمودہ رفتن وبودن مختار گردانیدم اوراز روئے انصاف معروض داشت کہ ایں تنبیہہ وتادیب درحقیقت ہدایتے وکفایتے بود۔

دنیوی جاہ وجلال والا اور روحانیت کے فضل وکمال والا اپنے اپنے انداز ے سے اس قید کو ''ہدایت وکفایت'' سمجھتا ہے پھر اس زمانے کے ''خلعت وہزار روپیہ'' کا پس منظر کیا ہوگا؟ کہیں بادشاہ متاثر ومعتقد تو نہیں ہوگیا تھا؟ کیا وہ کچھ تالیف قلب کرنا چاہتا تھا؟ پھر کیا وجہ تھی کہ رہا ہو کر چلے جانے کا اختیار دے دینے کے بعد بھی حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے اس اختیار سے فائدہ نہیں اٹھایا؟ کیا کوئی دنیا کی ہوس تھی؟ یا دوسروں کی ''ہدایت'' پیش نظر تھی یا اب حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے سجدۂ تعظیمی والی ''رخصت'' کو منظور کرلیا تھا؟ حقیقت یہ ہے کہ اس خلعت وانعام اور جانے نہ جانے کے اختیار کا ذکر محض عقیدت کی بناء پر تھا اور دکان آرائی کا ذکر محض اپنی بات رکھنے کے لئے ہے ورنہ خود اپنی تحریر سے اظہار ندامت کیونکر کرسکتا تھا؟ اور ایک شرابی عیش پرست بادشاہ کے ''زندان ادب'' میں جس پر فاضل محترم نے[1] بھی حاشیہ آرائی کی ہے ایک اہل ورع اور تقویٰ کس طرح کس نظریے کے مطابق کیا کچھ حاصل ہوا ہوگا وہ جہانگیر کے جائزے اور محاسبے سے بہت بعید ہے ذرا جہانگیر کے پوتے داراشکوہ کا ایک قول بھی ملاحظہ فرمالیجئے وہ ''سفینۃ الاولیاء'' میں لکھتا ہے۔

''دراواخر حال بعضے برشیخ (مجدد رحمۃ اللہ علیہ) تہمت کردن کہ شیخ می گوید مرتبہ من زیادہ است از خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اما ایں محض بہتان وافترائے مخالفان است برشیخ۔''

---

[1] رودِ کوثر ص: ۲۳۶

Marfat.com

دارا شکوہ نے اپنے استاد میرک اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کا حال مفصل سے لکھا ہے اور اس کی روشنی میں مختلف اعتراضات کی تردید کی ہے۔

بہر حال فاضل محترم نے بھی اعتراف کیا ہے کہ قید خانے سے رہائی کے بعد جہانگیر نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو اجازت دے دی تھی کہ وہ چاہیں تو لشکر کے ساتھ رہیں چاہیں تو گھر چلے جائیں آپ نے لشکر کے ساتھ رہنا پسند کیا اس طرح سارے لشکر میں بلکہ ساری مملکت میں جہاں جہاں لشکر جاتا تھا تلقین وہدایت کا موقع ملتا اس سے پہلے بھی جب آپ جیل خانے میں محبوس تھے تو آپ نے اپنے رفقائے زنداں میں سے کئی بت پرستوں کو حلقہ بگوشِ اسلام بنایا تھا لشکر کے ساتھ قیام کے دوران آپ کو بادشاہ کو بھی تلقین کرنے کا موقع ملتا۔

(پھر مکتوبات شریف کے دفتر سوم کے ایک مکتوب کا اقتباس ہے کہ) خاص کر آج ماہ رمضان کی سترہویں رات کو انبیاء علیہم السلام کی بعثت اور عقل عدم استقلال اور آخرت کے ایمان اور اس کے عذاب وثواب اور روایت ودیدار کے اثبات اور خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی خاتمیت اور ہر صدی کے مجدد اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی اقتدا اور ترویج کی سنت اور تناسخ کے باطل ہونے جنوں اور جنتیوں کے احوال اوران کے عذاب وثواب کی نسبت بہت کچھ مذکور ہوا بادشاہ بڑی خوشی سے سنتا رہا اس اثناء میں اور بھی بہت سی چیزوں کا ذکر ہوا اور اقطاب واوتاد وابدال کے احوال اور ان کی خصوصیت وغیرہ کا بیان ہوا اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ سب کچھ قبول کرتے رہے اور کوئی تغیر ظاہر نہ ہوا (صفحہ ۲۲۹) یعنی اس سے پہلے بادشاہ کو ایسی چیزیں سننے سے گریز تھا جتنی باتیں اس مکتوب میں بیان کی گئی ہیں ان سب کو پیش کرنے کی ضرورت ہوگی خواہ مخواہ پیش نہیں کی گئی ہوں گی اگر ایسا ہے (اور ہے بھی ایسا) تو پھر فاضل محترم کا یہ دعویٰ کہ جہانگیر نے تخت نشین ہوتے ہی اکبری بدعات (لیکن سرخی تھی ''اکبری الحاد'') کا خاتمہ کر دیا۔[1] کہاں تک درست ہے؟

اوپر کے اقتباس[2] کے سلسلے میں فاضل محترم لکھتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ جہانگیر آپ کا بڑا معتقد ہو گیا تھا وہ رہائی کے تین سال بعد اپنی سالگرہ کے ذکر میں لکھتا ہے کہ ''بدستور

---

[1] رود کوثر ص: ۲۳۶۔ [2] ایضاً ص: ۲۲۹

Marfat.com

ہر سال خود را بہ طلا و اجناس وزن فرمودہ در وجہ مستحقان مقرر فرمودہ ازاں جملہ شیخ احمد سرہندی را دو ہزار روپیہ عنایت شد'' پھر لکھتے ہیں کہ ان تین چار سالوں میں جہانگیر کو ترویج شریعت کا خاص خیال رہتا تھا اور اس کے دل میں مذہب کا بڑا جوش تھا (پھر حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی ان خدمات پر پردہ ڈالنے کے لئے فرماتے ہیں کہ) عجب نہیں کہ اس میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کو بھی دخل ہو (یعنی دوسرے حضرات کی خدمات کا بھی دخل تھا؟) پھر علاقہ راجوڑی (کشمیر) کے مسلمانوں کا حال (تو زک جہانگیری سے لے کر) بیان کیا ہے کہ وہ لوگ ہندوؤں کی ستی کی طرح عورتوں کو شوہر کے ساتھ دفن کر دیتے تھے لڑکیوں کو قتل بھی کر دیتے تھے اور ہندوؤں کو اپنی لڑکیاں بھی دے دیتے تھے جوالامکھی کی پوجا بھی کرتے تھے چنانچہ جہانگیر نے ان باتوں کو ختم کرایا پھر فتح کانگڑہ پر اذان، نماز خطبہ گائے کی قربانی وغیرہ شعائر اسلام کی ترویج کرائی گئی اور وہ قلعہ جو پہلے کسی سے فتح نہ ہو سکا تھا اس کی فتح کے شکرانے میں قلعہ کے اندر مسجد کی تعمیر کا حکم دیا گیا محترم نے اعتراف اس طرح کیا ہے کہ یہ امر غیر اغلب نہیں کہ دیگر علمائے اسلام جو رکاب شاہی میں تھے ان میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ بھی ہوں۔[1]

پھر محترم نے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ مولانا ابوالکلام آزاد نے اپنے تذکرہ میں یہ بات غلط لکھی ہے کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے اکبری الحاد کو ختم کیا بلکہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات اس وقت لکھے گئے جب اکبر کے ساتھ اکبری بدعات ختم ہو چکی تھیں۔ جہانگیر مذہبی امور میں اکبر کا ہم خیال نہ تھا اور پرتگیزی مشنری بہ اکراہ (کس طرح؟) تسلیم کرتے ہیں کہ جہانگیر نے تخت نشین ہونے سے پہلے اس امر کا وعدہ کیا تھا کہ وہ شعائر اسلامی کی پابندی کرے گا۔[2] محترم نے یہ بھی لکھا ہے کہ شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے جو بار بار شریعت پر چلانے کے لئے مکتوبات لکھے تھے ان کے بغیر بھی شیخ فرید کو اپنے فرائض کا خیال تھا۔[3] فاضل محترم یہ بھی اعتراف کرتے ہیں کہ شریعت کی ترغیب کے لئے وہ مکتوبات لکھے گئے لیکن وہ یہ بھی کہنا چاہتے ہیں کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے خواہ مخواہ اور بلا ضرورت یہ سب لکھا اس موقع پر فاضل محترم یہ بات ثابت کرتے کہ جہانگیر نے تخت نشین ہونے سے پہلے اس امر کا جو وعدہ کیا تھا کہ وہ شعائر اسلام کی پابندی کرے گا۔[4] تو اس

1؎ رود کوثر ص: ۲۳۱۔ 2؎ ایضاً ص: ۲۳۸ 3؎ ایضاً ص: ۲۳۸ 4؎ ایضاً ص: ۲۳۸۔

Marfat.com

اس وعدہ کی پابندی کی حالانکہ ایسا بالکل نہیں ہوا جہانگیر آخر تک شراب پیتا رہا اور فاضل محترم خود بھی اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ "مریدان شاہی بالخصوص درشنیوں کا تھوڑا بہت سلسلہ اکبر بعد بھی جاری رہا اور فی الحقیقت جلال ملوکیت کا ایک کرشمہ تھا"[1] اس کے علاوہ سجدہ تعظیمی نہ نے پر بعایت مغرور وخود پسند کو قید کرنا کون سی دینداری کی خاطر کیا گیا تھا؟ پھر ہم ابھی پڑھ ہیں کہ علاقہ راجوڑی (کشمیر) کے مسلمان کس قدر کافرانہ رسم ورواج کے پابند تھے اور حضرت د رحمۃ اللہ علیہ کے اثرات سے کس طرح جہانگیر نے ان کی اصلاح کے لئے احکامات جاری کئے فتح گڑہ پر شعائر اسلام کی ترویج کرائی گئی یہ سب کام خواہ مخواہ کرائے گئے یا ان کی ضرورت محسوس نے پر ایسا کیا گیا؟ شیخ فرید کے نام حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے بکثرت مکتوبات ہیں ان کے متعلق فاضل محترم فرماتے ہیں کہ "واعظ ونصیحت آسان ہوتی ہے اور ان پر عمل پیرائی کہیں زیادہ مشکل"[2] کل صحیح فرمایا بلکہ یوں کہہ سکتے ہیں کہ آج کل کے امن وامان کے دور میں تنقیص کرنا آسان ہے تحقیق کو بھی مصلحت پر قربان کرنا آسان تر ہے لیکن ایک جابر سلطان کے اعیان مملکت کو ایسے خطوط بھی لکھے گئے تھے جن میں اس سلطان کے طریق کار پر بھی سخت تنقید تھی؟ کیا یہ کوئی آسان کام تھا؟ جہانگیر اگر حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے کارناموں سے ناواقف تھا۔[3] اور اس ناواقفیت کی وجہ سے (بقول فاضل مصنف کے) انہیں قید کر دیا تھا تو یہ چیز خود اس حقیقت کے لئے کہ اس میں دینداری کہاں تک تھی اور وہ کہاں تک قدر کر سکتا تھا پھر مکتوبات شریف کے متعلق یہ کہنا کہ وہ سفارش کے لئے لکھے گئے تھے۔[3] اور جواب میں نہیں لکھے گئے (کوئی بات تو تھی کہ جواب نہ ملنے بھی بار بار لکھے تھے) کس قدر ناانصافی ہے؟ کیا یہ پانچ چھ سو مکتوبات اصلاحی اور تبلیغی نہیں ہیں؟ کیا ان میں شریعت اور رسالت کی اتباع پر جگہ جگہ بحث نہیں ہے؟ کیا یہ بحث اس زمانے اور ماحول کا ردِ عمل نہیں ہے؟ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے رقعات (مثلاً ۵۲، ۵۴، ۶۱ وغیرہ) سفارشی ہیں انہوں نے بھی خواجہ عبداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کی طرح امراء کو بیعت کر کے بادشاہی نظام کی اصلاح کو نظر رکھا گویا ان کی تبلیغ عوام سے زیادہ خواص کے لئے تھی تا کہ الناس علیٰ دین ملوکھم کے مصداق آسانی سے اصلاح ہو سکے۔

---

1 رود کوثر ص: ۱۳۲ ۲ رود کوثر ص: ۲۳۷۔ ۳ ایضاً ص: ۲۳۶۔

Marfat.com

حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے رقعہ نمبر ۸۰ سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے مشیخت ترک کر اپنے تمام مریدوں کو (سوائے چند کے) حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کر دیا تھا شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ بھی ا لیے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے زیر تربیت تھے اور اسی لیے ان کے نام خطوط ہیں تا کہ اعیان حکومت م نمایاں حیثیت رکھنے کی وجہ سے وہ نظام سلطانی کی اصلاح میں آسانی سے ہاتھ بٹا سکیں فاضل محتر نے شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ خان جہاں کے نام مکتوب کا ذکر کیا ہے کہ ان کو شرع مبین کی تابعدار اور دشمنان دین کی مخالفت (یعنی دشمنوں کی حرکت کے خلاف) تلقین کر کے لکھتے ہیں کہ یہی خدمت جواب آپ کر رہے ہیں اگر اس کو شریعت کی بجا آوری کے ساتھ جمع کریں تو انبیاء علیہم السلام کا سا کام کریں گے جس سے دین منور و معمور ہو جائے گا (یعنی ابھی ایسا نہیں ہوا ہے) ہم فقیر اگر سالوں تک اس عمل میں جان سے کوشش کریں تب بھی آپ جیسے بہادروں کی گرد تک نہیں پہنچ سکتے۔[1] حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے کس قدر تواضع اور انکسار سے کام لیا ہے اور کس طرح ہمت افزائی فرمائی ہے؟ لیکن فاضل محترم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ یہ کام نہیں کر سکتے تھے (یعنی عمل پیرائی مشکل ہے) اس لیے وہ ان اعیان حکومت کو متوجہ کرا رہے تھے لیکن اعیان حکومت میں سے کسی نے بھی قید و بند کی سختیاں جھلیں؟ دراصل اہل اللہ اور صوفیہ کا یہی معمول رہا ہے کہ وہ خود کو بے مایہ سمجھتے اور کہتے ہیں لیکن مختلف طریقوں سے شریعت کی اتباع کے لیے متوجہ کراتے ہیں شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے بعد حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے زیر تربیت تھے اس قسم کی تلقین کے زیادہ اہل تھے شیخ فرید کے نام حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مکتوب مختصر اقتباس فاضل نے دیا ہے۔ ذرا اس مکتوب (۴۷ دفتر اول) کے اور اقتباس بھی ملاحظہ ہوں۔

بادشاہ کی نسبت دنیا کے ساتھ ایسی ہے جیسے دل کی نسبت بدن کے ساتھ اگر دل اچھا ہے تو بدن بھی اچھا ہے اگر دل بگڑ جائے تو بدن بھی بگڑ جاتا ہے (یہ ایک مشہور حدیث کا ترجمہ ہے) اسی طرح دنیا کی بہتری بادشاہ کی بہتری پر منحصر ہے اور اس کے بگڑنے سے جہان کا بگڑنا وابستہ ہے آپ جانتے ہیں کہ گذشتہ زمانے میں اسلام پر کیا گزری گذشتہ زمانے میں باوجود کمال غریب ہونے کے اہل اسلام پر اس قسم کی تباہی نہ گزری تھی کہ مسلمان اپنے دین پر قائم رہتے اور کفار اپنے

---

[1] رود کوثر ص: ۲۳۷ حاشیہ۔

Marfat.com

بقیہ پر لکم دینکم ولی دین میں اسی مضمون کا بیان ہے اور گذشتہ زمانے میں کافر غلبہ کردار اسلام میں کفر کے احکام جاری کرتے تھے اور مسلمان اسلام کے احکام جاری کرنے سے عاجز تھے اور اگر کرتے تو قتل کیے جاتے تھے (سن لیجئے غور سے) ہائے افسوس! حق تعالیٰ کے محبوب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کرنے والے ذلیل وخوار تھے اور ان کے منکر عزت واعتبار میں مسلمان زخمی دلوں کے ساتھ ماتم پرسی کرتے تھے اور دشمن ہنسی ٹھٹھا کر کے ان کے زخموں پر نمک چھڑکتا تھا ہدایت کا آفتاب گمراہی کے پردے میں چھپا ہوا تھا اور حق کا نور باطل کے پردوں میں چھپ گیا تھا (یعنی اکبر کے اخیر تک ایسا تھا) آج کہ دولت اسلام کی ترقی بادشاہ اسلام کی تخت نشینی کی خوش خبری خاص وعام کے کانوں میں پہنچی اہل اسلام نے اپنے اوپر لازم جانا کہ بادشاہ کے مددگار اور معاون ہوں اور شریعت کے رواج دینے (یعنی ابھی تک رواج نہیں ہوا تھا) اور مذہب کے تقویت دینے میں اس کی رہنمائی کریں خواہ یہ امداد تقویت زبان سے ہو سکے خواہ ہاتھوں سے سب سے بڑھ کر مدد کتاب وسنت اور اجماع امت کے طریق پر شرعی مسائل کو بیان کرنا اور کلامیہ عقیدوں کا ظاہر کرنا ہے تا کہ کوئی بدعتی اور گمراہی درمیان میں آکر راستے سے نہ بہکاوے اور کام خراب نہ کر دے اس قسم کی امداد علمائے حق سے مخصوص ہے جو آخرت کی طرف توجہ رکھتے ہیں اور علمائے دین جن کا مقصود ہمہ تن دنیا پرستی ہے ان کی صحبت زہر قاتل اور ان کا فساد متعدی ہے۔

عالم کہ کامرانی وتن پروری کند
او خویشتن گم است کرا رہبری کند

گذشتہ زمانے میں جو بلا اسلام کے سر آئی تھی وہ اسی جماعت کی کم بختی کے باعث تھی اس قسم کے خیالات کے مکتوبات بار بار لکھنا اور ایک ہی شخص کو زیادہ لکھنا بلا ضرورت نہیں ہو سکتا اہل انصاف خود دیکھ لیں کہ فاضل مصنف کس مفروضے اور جذبے کو لے کر تنقیص نگاری کر رہے ہیں اگر حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے ایک آدھ بات ان مکتوبات کے ساتھ ضمناً کسی کے لیے سفارش میں لکھ دی تو یہ دیکھنا چاہئے کہ خود لکھنے والے کی کوئی ذاتی اغراض وابستہ تھیں یا دوسروں ہی کے لیے ایسی سفارشیں لکھیں گئی ہیں بڑی کوشش سے فاضل محترم نے ایک مکتوب اپنی کتاب[1] میں نقل کیا ہے اور

---

[1] رود کوثر ص: ۲۴۰

Marfat.com

اس میں سے یہ اقتباس لیا ہے مدت گزری کہ سرہند میں کوئی قاضی نہیں اور بعض احکام شرعیہ جاری کرانے میں دقت پیش آتی یعنی حکومت نے اگر کوئی قاضی مقرر نہیں کیا تو مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو خاموش رہنا تھا) مثلاً ہمارا ایک بھتیجا یتیم ہے اس کے باپ کی کچھ میراث باقی ہے اور اس کا وصی نہیں اور ہم شرعی حکم کے بغیر اس کے مال میں تصرف نہیں کر سکتے (وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمَ...... والے حکم کے بلوجود حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو خاموش رہنا تھا) اگر قاضی ہوتو اس کے حکم کے بموجب کام آسان ہو جائے یعنی شرعی حکم بھی جاری نہ کرانا تھا بلکہ مصلحت کا فلسفہ یاد رکھنا تھا۔

فاضل محترم نے اسی صفحہ پر صدر جہاں کے نام ایک مکتوب میں ایک فاضل کو قاضی بنانے کے لیے سفارش کی ہے (یعنی کہیں بھی اپنے اعزہ کے لیے عہدہ نہیں چاہا) اور امور شرعی کی دی جائے تو یہ بات فاضل محترم کو پسند نہیں ہے (خواہ وہ سفارش ہمیشہ دوسروں ہی کے لیے ہو) معلوم نہیں اس قسم کی سفارشوں پر اعتراض کرنے والے خود بھی در پردہ کس قدر اقربا پروری کرتے ہیں لیکن انہیں اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا۔

فاضل گرامی نے مخالفت کے جوش میں یہ غور نہیں فرمایا کہ دین وشریعت کی پیروی کرانے کے لیے بادشاہ کے نظام حکومت پر کڑی تنقید کرنے والا اور وہ بھی اعیان حکومت کو ان مضامین کے مکتوبات لکھنے والا کتنی جرأت والا شخص ہوگا کچھ زمانہ حاضرہ کے ''غیر جابرانہ'' نظام حکومت کا مقابلہ اس وقت کی جابرانہ ملوکیت سے کر کے دیکھیے اور سوچیے کہ اہل حق کے خلاف کیا کچھ کیا جا سکتا ہے پھر مکتوب (نمبر ۴۷ دفتر اول) بھی ظاہر کرتا ہے کہ اکبری الحاد نے کیا کیا اور جہانگیر سے تخت نشینی کے موقعہ پر ''قوانینِ اسلام کے احترام'' کا وعدہ لیا گیا تھا وہ کہاں تک پورا ہونے کی امید ہو سکتی تھی۔

اکبر نے نبوت کا دعویٰ نہ کیا ہو لیکن ''بقول بدایونی ایں ہمہ باعث دعویٰ نبوت شد امانہ بہ لفظ نبوت''۔ چنانچہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ بھی اسے نبوت کا مدعی سمجھتے تھے۔ اور عبداللہ ازبک نے بھی یہی ''دعویٰ سنا تھا تو اکبر کو خط لکھا تھا، شیخ محدث کا وہ مکتوب بھی یاد رکھنا چاہیے جو انہوں نے اکبر کے انتقال پر شیخ فرید کو لکھا تھا پروفیسر نظامی نے اس مکتوب کے بارے میں لکھا ہے۔

Marfat.com

حضرت شیخ سرّ و کتمان کے قائل تھے اور پردے پردے میں بات کرتے تھے اس خط میں انہوں نے اکبر کی ایک ایک گمراہی کی نشاندہی کی ہے اور اس کے جانشین کو آگاہ کیا ہے کہ کہیں ان گمراہیوں کا اعادہ نہ کر بیٹھے یہ خط بہت غور سے مطالعہ کے قابل ہے اس میں شیر کی حکایت اکبری کی نوعیت پر گفتگو انقیاد شریعت و اعتقاد مسلمانی کا مطالبہ شیخ کے احساسات اور تاثرات کا پتہ دے رہا ہے۔[1]

چنانچہ اگر ملک کے بعض مقامات پر چند امراء شریعت سے تعلق رکھتے تھے تو اکبری الحاد کا قلع قمع ہو جانا کیوں کر صحیح سمجھا جا سکتا ہے؟ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ (جو آپس میں پیر بھائی تھے) یہی مناسب سمجھ رہے تھے کہ شیخ فرید اور دیگر ارکان کو شریعت کے احکام کے لیے متوجہ کیا جائے کیونکہ صحیح کامیابی اسی طرح ممکن تھی اور اسی کے لیے بھی وہ عہد جہانگیر میں بھی برابر کوشاں رہے شیخ عبدالحق محدث رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلے میں فاضل محترم نے بڑی عقیدت فرمائی ہے اور ایسا ہونا بھی چاہیے حالانکہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے حالات بھی (جلالی رنگ کے علاوہ) قریب قریب ویسے ہی تھے لیکن محترم نے انہیں بالکل نہیں بخشا حضرت شیخ کے متعلق محترم کے بیانات ملاحظہ ہوں فرماتے ہیں کہ سیکری میں شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کا قیام کوئی دس بارہ برس رہا ہوگا آپ کی علمی قابلیت نے کئی علمائے دربار مثلاً فیضی، مرزا نظام الدین بخشی، (مصنف طبقات اکبری) ملا عبدالقادر بدایونی کو مسخر کیا بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ اکبر سے بھی آپ کی ملاقات ہوئی اور شاید فیضی، ابوالفضل اور اکبر کی خواہش تھی کہ آپ ان کے ہم خیال ہو جائیں آپ "زاد المتقین" میں اختتام کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جب اللہ کے فضل و کرم سے مجھے علم کا خاصہ حصہ مل گیا تو بعض اہل حقوق نے مجھے اہل دنیا کی طرف بلایا اور میں بادشاہ وقت اور امراء کے پاس گیا انہوں نے میری طرف بہت توجہ کی اور میرا رتبہ بلند کیا بلکہ ارادہ کیا کہ میرے ذریعے اپنی جماعت بڑھائیں اور مجھ ضعیف سے اپنی قوت میں اضافہ کریں لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے محفوظ رکھا یعنی اکبر اور اس کے امراء نے حضرت شیخ کو اپنا ہم خیال بنانے کی کوشش کی اور اللہ نے محفوظ رکھا پھر محترم مصنف نے حاشیے میں یہ بھی لکھا ہے کہ شیخ کے یکایک سفر حج پر بلا اطلاع روانہ ہونے پر فیضی نے جل بھن کر جو خط لکھا ہے اس کا

---

[1] حیات شیخ عبدالحق از پروفیسر نظامی

Marfat.com

ایک پر معنی فقرہ یہ ہے، ''خدانخواستہ باشد کہ حق خدمت ونمک صحبت رافراموش کنند ''یعنی ہم خیال بنانے کے لیے فیضی جیسے امراء نے حضرت شیخ سے بھی ''حق خدمت ونمک صحبت '' کی توقع رکھی تھی اور وہ خود تو اسی ''نمک حلالی'' کو ''مصلحت اندیشی'' سمجھ کر اکبری الحاد میں دوش بدوش سرگرم عمل تھے (شیخ نے دس بارہ سال نمک کھایا اور پھر بھی ہم خیال نہ ہوئے) حضرت شیخ ۹۹۵ھ میں حج کے ارادے سے گجرات پہنچے اور ۹۹۶ھ میں حجاز پہنچ گئے قریب پانچ سال میں حرمین شریف سے واپسی ہوئی فیضی نے پھر دانہ ڈالنے کی کوشش کی اور بڑی عقیدت کا اظہار کیا لیکن شیخ محدث کو ''پھر اللہ نے محفوظ رکھا فاضل محترم نے حضرت شیخ کی کتاب ''فہرس التوالیف'' کی ایک عبارت فیضی کے متعلق خود ہی نقل کی ہے:

> ''فیضی اگرچہ درفصاحت وبلاغت متانت و رضانتِ سخن ممتاز روزگار بودولیکن حیف کہ بجہت وقوع وہبوط دربادیہ کفر وضلالت رقم انگارد ذا دبار برناصیہ احوال خود کشیدہ زبان اہل دین وملت جناب نبوت را ازبرونِ نام وے نام جماعت شوم وبے باك است۔''

لیجئے! شیخ محدث رحمۃ اللہ علیہ بھی خواہ مخواہ عبدالقادر بدایونی کی طرح ''غلط بیانی'' کرنے لگے اور ''حق خدمت ونمک صحبت کا بالکل خیال نہ رکھا۔

فاضل گرامی نے بڑے شدومد کے ساتھ شیخ محدث رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان اختلافات کی خلیج کو وسعت دینے کی کوشش فرمائی ہے آیئے اس کی حقیقت بھی دیکھ لی جائے پروفیسر خلیق احمد نظامی نے اپنی کتاب حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (مطبوعہ دہلی ۱۹۵۳ء) کے صفحہ ۳۱۲ سے شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مکتوب بنام حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نقل کیا ہے جو غلام معین الدین عبداللہ کی تالیف ''معارج الولایت'' (مرتبہ ۱۹۰۴ء) میں ملتا ہے۔

پروفیسر موصوف نے اس میں حواشی اور تعلیقات بھی دیے ہیں اور شاید ایڈٹ بھی کیا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ شیخ محدث رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بعض اقوال کے سلسلے

Marfat.com

غلط فہمی ہوگئی تھی اور وہ جلد ہی دور ہوگئی لیکن اس مکتوب کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شیخ محدث رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے کم اور دوسروں سے زیادہ تعلق رکھتا ہے دیکھئے "ایڈٹ" کرنے کے باوجود یہ جملے نظر آتے ہیں۔

صفحہ ۳۴۳-۳۱۲ میں آگے آنے والی عبارت سے ایک جملہ نقل کیا ہے "ایں مقدار کہ مرا بشما نسبت محبت واتحاد است کم کسے را خواہد بود" یہ خواہد بود" کیا فارسی ہوئی کیا ایک محدث اس طرح لکھے گا؟

① پھر صفحہ ۳۱۳ میں ہے ایھا الشیخ العالم . . اجتباہ الیه کیا عربی ہوئی اسی کے ساتھ تحرفوا فی نفسه؟ کیا معنی ہوں گے۔

② صفحہ ۳۱۸ (سطر ۷) میں ہے تلامیذ مانند"

③ اسی صفحہ میں ہے کہ "دریں سخن قائل کید کہ از قول ایشاں کہ انکارم" کیا فارسی ہوئی؟

④ صفحہ ۳۲۰ (سطر ۵) میں ہے "ومن اللہ الا ستعانت والتوفیق باللہ" ہوتا تو صحیح کہہ سکتے تھے۔

⑥ صفحہ ۲۳۱ (سطر ۸) میں ہے "شمابسیر مرادی بمرتبہ رسیدہ اند" (اید)

⑦ صفحہ ۳۳۰ (سطر ۱۷) میں ہے "بہ تبعیت وطفیل می رفت واقتباس ازوے می گردد" کیسی فارسی ہے؟

⑧ صفحہ ۳۳۳ (سطر ۹) میں ہے "بعد ازوصول ماتم واکمال مستغنی و فارغ نیستند۔"

⑨ صفحہ ۳۳۵ (سطر ۱۴) میں ہے۔ "درشان کافران ومکذوبان۔"

⑩ ایضاً (سطر ۹) میں آیا ہے کہ "شماوغاخوردہ اید۔"

⑪ صفحہ ۳۳۷ (سطر ۱۸) میں ہے کہ...... "آیا شیخ عبدالقادر درایں کلمہ را......بامر گفتن۔"

⑫ صفحہ ۳۳۷ (آخری سطر) میں ہے کہ "ایں اکملیت درمقام قطبی است" یعنی قطبیت؟"

Marfat.com

⑬ صفحہ ۳۴۰ (سطر ۴)...... "اقوال کہ از شیخ جنید بغدادی آوردہ لم یسبق لہ اثر بر تقدیر صحۃ" "سب خلط ملط کر دیا ہے اور "لم یسبق" کیا سے کیا گیا ہے۔

⑭ صفحہ ۳۴۱ (سطر ۳) میں ہے "مرتبہ اہل سکر عاقل نازاں است" کیا معنی؟

⑮ ایضاً (سطر ۱۲) میں آیا ہے "ہمہ واپس انداختہ"۔

⑯ ایضاً (سطر ۲۰) الحمدللہ از آنجا کہ ایشاں اندہم کمال است وہم سخناں شما کردہ اید یہاں "ایشاں اور شما النبوۃ" کے سبب تالیف میں جو "درویشان مغرور" کا ذکر کیا ہے ان سے مراد حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ ہیں (معاذاللہ) اصل عبارت (مدارج النبوۃ کی) یہ ہے۔

چوں از فسادے زمان الخرافے درمزاج وقت بعضے درویشان مغرور ایں روزگار راہ یافتہ واز تیرگی آئینہ استعداد تنگئی جوصلہ ادراک پایہ ارفع ومقام اقدس محمدی را کہ ہیچ کس رابدرک و دریافت آں راہ نیست نشناختہ وقدسیہ ...... نگارش نمایدوایں بے خبر را حقیقت حال آگاہ گرداند"

یہاں بحث ان لوگوں کے متعلق ہے جنہوں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو فراموش کر دیا تھا؟ کیا وہ کبھی "جادۂ دین وصراط المستقیم" سے ہٹ گئے تھے؟ کیا انہوں نے پوری عمر شریعت کی پیروی پر جو زور دیا ہے (بلکہ شدت بھی اختیار کی ہے اور پھر رسالہ "اثبات النبوۃ" محض اسی نبوت وشریعت کی محبت کی بنا پر لکھا تھا) تو وہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی پر نازاں نہیں تھے؟

فاضل محترم نے ایک اور ستم یہ ڈھایا ہے کہ "مدارج النبوۃ" کے اس اقتباس میں جس رسالہ کا ذکر ہے اس سے وہی مکتوب مراد لے لیا ہے جو شیخ محدث رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو بعض شبہات سے متعلق لکھا تھا وہ اقتباس یہ ہے۔

Marfat.com

"بعض کوتاہ بیناں کہ شہود حق را از وساطت آنحضرت ﷺ مفارق می دانند و بر ہر رخنہ وے واقف نمی شوند ایں معنی در رسالہ جدا آوردہ بعضے از مدعا ہارا مشرع ترازیں گفتہ ایم۔"

حضور انور ﷺ کی وساطت کے بغیر "شہود حق" کے مدعی اکبری سکول والے تھے انہوں نے اپنی کتابوں سے (اور خطبوں سے بھی) نعت خارج کر رکھی تھی اس اکبری اسکول کی اس افترا پردازی کا ذکر حضرت شیخ کے "رسالہ فقر محمدی ﷺ" میں جابجا ملتا ہے (آگے عرض کیا جائے گا) حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ پر فاضل محترم نے افترا اور بہتان باندھا ہے کہ انہوں نے شہود حق کے لیے ان وساطت کو مفارق سمجھا ہے ہم اوپر دیکھ چکے ہیں کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے محمدی ﷺ المشرب سالک کے لیے کہا کہ وہ "کمال تبعیت" کی وجہ سے جذب میں کبھی حضور انور ﷺ کی وساطت کے بغیر (مقامات عروج تک شہود حق تک نہیں) پہنچ جاتا ہے لیکن ایسے محمدی ﷺ المشرب سالک کے "بکمال تبعیت" والے مسلک ہی کا انہوں نے ذکر کیا تھا اب ذرا دیکھئے کہ فاضل محترم نے جس بنیاد پر افترا پردازی کی عمارت کھڑی کی تھی وہ اس طرح ڈھے جاتی ہے کہ حضرت شیخ کی کتاب "مدارج النبوۃ" کا حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے یہ کتاب حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے بہت بعد لکھی گئی (یعنی ۱۰۳۴ھ کے بعد بھی اکبری فتنوں کا اثر باقی تھا)۔ اس کتاب کے باب دہم (در انواع عبارت) میں یہ عبارت ہے۔

"شیخ امام عامل اجل علی متقی رحمۃ اللہ علیہ درایں بات (رفع سبابہ در تشہد) رسالہ جمع کردہ و روایات فقیہ از مذہب حنفی بہ اختلافے کہ در آنہاست ذکر کردہ احادیث صحیحہ آوردہ جانب عقد و اشارات را راجح ساختہ و آں رسالہ اور شرحین مشکوۃ و شرح سفر السعادہ ترجمہ کردہ ایم۔"

لیجیے یہاں تو کچھ اور ہی معاملہ ہے شیخ محدث رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ علی متقی برہان پوری

Marfat.com

(م ۹۷۵ھ) کے رسالہ کو شرح مشکوٰۃ اور شرح السعادہ میں ترجمہ کر لیا شرح المشکوٰۃ انہوں نے ۱۰۲۵ھ میں لکھی تھی اور شرح سفر السعادۃ'' کا وہ نسخہ جو شیخ محدث رحمۃ اللہ علیہ کے دست خاص کا لکھا ہوا اور بانکی پور میں ہے ۱۰۳۲ھ (۲۷ جمادی الاخری) میں مکمل ہوا تھا یعنی ۱۰۳۲ھ کے بعد مدارج النبوۃ'' جیسی طویل کتاب لکھنی شروع کی ہوگی اور اس میں خاصا وقت صرف ہوا ہوگا کیونکہ ''مدارج النبوۃ'' میں جو ہے وہ یہی ہے ''شہود حق'' بغیر از وساطت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق مدارج النبوۃ'' کا اقتباس ہم نے فاضل محترم کے بیان میں دیکھ لیا ہے اسی مسئلے پر رسالہ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بحث کا ایک اقتباس ابھی اوپر درج ہوا ہے تفصیل اس رسالے میں دیکھی جا سکتی ہے۔ جس میں ''اتباع واخذ بست'' کی ضرورت پر مضامین ہیں اسی رسالہ کے ایک اقتباس میں ہم یہ بھی پڑھ چکے ہیں کہ ''پس بگرداں تو پیغمبر خود را و شیخ خود را کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم است در دل خود و تمثال او در چشم تو دایم بود ''اسی چیز کو ''مدارج النبوۃ'' میں بھی پیش کیا ہے کہ ''تصور جمال اور مطالعہ کمال اور ہر گھڑی اس کا ملحوظ رکھنا اور اس کام کی مشق اور اس کا مراقبہ کرنا اس حیثیت سے مقصود ہے کہ وہ جمال جاں فزا ہمیشہ پیش نظر رہے اور مفارقت نہ کرے اور یہ واسطے حصول کمال اور قرب اور وصال کے طریقوں میں سے قریب تر طریق ہے اور حصول درجہ صحبت کا اور اگر بطریق اتصال اور دوام کے اس پر قابو نہ ملے تو چاہیے کہ کسی وقت صلوٰۃ اور سلام کے وقت میں جو روشنی راہا اور حضوری درگاہ کے لیے قریب تر طریقوں میں سے ہے اس کو نگاہ رکھے قریب قریب یہی مضمون اس رسالے میں ہے اب آپ ہی فیصلہ کر لیجئے کہ ''مدارج النبوۃ'' میں کس رسالے کا ذکر ہے اور مدارج النبوۃ'' کیوں لکھی گئی۔

فاضل محترم نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مکتوب (نمبر ۶۵ دفتر اول) کا حوالہ صرف اس لیے دیا ہے کہ اس میں خان اعظم کو ''ضمنی طور پر'' وعظ و نصیحت فرمائی ہے لیکن فاضل نے ازراہ دور اندیشی اس کے مضامین بیان نہیں کیے کیونکہ اس مکتوب میں ایک مسلمان بادشاہ کے زمانے کی حالت بیان کی گئی ہے اور یہ چیز فاضل گرامی کے مقصد کے منافی ہے کیا حرج ہے ہم بھی اسی مکتوب کے چند اقتباسات دیکھ لیں...... اسلام کی غربت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ کفار کھلم کھلا اسلام پر طعن اور مسلمانوں کی مذمت کرتے ہیں اور مسلمان اسلام کے احکام جاری کرنے سے رکے ہوئے ہیں

Marfat.com

شرائع کو بجالانے میں مذموم و مطعون ہیں کہا گیا ہے کہ شرع تلوار کے نیچے ہے اور شرع شریف کی رونق پادشاہیوں پر منحصر ہے لیکن اب قضیہ برعکس ہو گیا ہے اور معاملہ بدل گیا ہے...... ہائے افسوس صد افسوس (جب کفر و الحاد کا قلع قمع ہو گیا تو اب ایسا کیوں کہا......؟ پہلی سلطنت میں (عہد اکبر) دین مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ دشمنی مفہوم ہوتی تھی اور اس سلطنت میں ظاہر طور پر وہ عناد نہیں اگر ہے تو بے علمی کے باعث ہے یہ ڈر ہے کہ ایسا نہ ہو کہ عناد و دشمنی تک نوبت پہنچ جائے اور مسلمانوں پر معاملہ اس سے بھی زیادہ تنگ آ جائے اسی سے ملتا جلتا مضمون مکتوب نمبر ۹۲ (دفتر دوم) میں بھی آتا ہے الشریعۃ تحت السیف کے موافق شریعت عربی کی ترقی و رواج شاہان بزرگ کے حسنِ انتظام پر موقوف ہے جب سے یہ امر ضعیف ہو گیا ہے اسی دن سے اسلام بھی ضعیف ہو گیا ہے کفار ہند بے تحاشا مسجدوں کو گرا کر وہاں اپنے معبد و مندر تعمیر کر رہے ہیں چنانچہ تھانیسر میں ایک مسجد اور ایک بزرگ کا مقبرہ اس کو گرا کر اس کی جگہ وہ کوئی ڈھائی ہزار صفحات کی بڑی تقطیع کی کتاب ہے اور معین الدین کی "معارج النبوۃ فی مدارج الفتوۃ" (مصنفہ ۸۹۱ھ) کے انداز کی ہے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ ۱۰۳۴ھ کے آغاز (یعنی ۲۸ صفر) میں انتقال فرماتے ہیں اس لیے شیخ کا خوب رشتہ جوڑا گیا ہے۔

⑰ ایشاں اور شما کے بعد صفحہ ۳۴۲ (سطر ۸) میں یوں بھی آتا ہے کہ غـغـتـا صحبت قیامت بداں به تو کار آید ایک سنجیدہ بزرگ کی تحریر نہیں ہو سکتی۔

⑱ صفحہ ۳۴۳ (سطر ۱) میں ہے "آنہا کہ منتہی گردیدو بے قید یہا نمودند۔"

⑲ صفحہ ۳۴۳ (سطر ۹) میں یہ عبارت غور طلب ہے کہ "ایں راز چند مجلس املا نمودہ می نوشت۔"

⑳ صفحہ ۳۴۳ (سطر ۱۷) میں ہے "ہمیشہ دعا فقیر درخلوت وجلوت۔"

㉑ صفحہ ۳۴۴ (سطر ۴) میں آیا ہے "اگر ایں طریق را مردم ودست آویز دو گر ساختہ اندترک دہید کیاسے کیا عبارت ہو گئی؟"

بہر حال یہ تمام اغلاط ہم کاتب کے ذمے بھی کر دیں تب بھی اس مکتوب میں اضافے

Marfat.com

معلوم ہوتے ہیں اور ان میں وہ روانی نہیں جو حضرت شیخ کے اس مکتوب میں ہے جو انہوں اکبر کے انتقال پر نواب سید فرید مرتضٰی خاں کو لکھا تھا اور جو پروفیسر نظامی صاحب کی اسی کتاب (صفحہ ۲۷۸ بعد) میں درج ہے آیئے اب ذرا اس "نیم تحقیقی" مکتوب کا ایک اجمالی جائزہ بھی لے لیں۔

مکتوبات شریف کے تیسرے دفتر میں مکتوب نمبر ۱۲۱ کی ابتدائی سطور یہ ہیں۔

صحیفہ گرامی کہ ازروئے شفقت ومہربانی نامزد ایں فقیر ساختہ بودند بمطالعہ آں مشرف گشت اندراج یافتہ بود کہ عزیزے برعبارت مکتوبے کہ دراجمیر نوشتہ بودی اعتراضہا داردرحل آں باید نوشت وبعضے ازیاراں چوں تعین مواضع اشتباہ نوشتہ بودند بہ اندازہ آں چند مقدماہا درحل آں اشتبہاہ نوشتہ آید......

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ ۱۰۳۲ھ میں اجمیر شریف میں تھے اسی زمانے میں ایک مکتوب لکھا ہوگا جس پر شوروغوغا ہوا مذکورہ بالا مکتوب کے آخیر میں یہ عبارت ہے۔

"پس ایں ہمہ شوروغوغاچیست ؟اگرلفظے صادرشدہ است کہ ظاہرش مطابقت بہ علوم شرعیہ نہ داردآں رابہ اندک توجہ ازظاہر صرف نمودہ مطابق بایدساخت ومسلمانے رامتہم نہ باید کرد اشاعت فاحشہ وتفضیح فاسق ہرگاہ درشریعت حرام ومنکر باشدتفضیح مسلمانے بمجرداشتباہ چہ مناسب بود وشہربشہر منادی کردن کدام تئیں باشد طریق مسلمانی ومہربانی آنست کہ کلمہ کہ ظاہرش مخالف شرعیہ است اگر ازشخصے صادر باید دید کہ قائل آں کیست اگرملحد وزندیق بود رد آں باید کرد

Marfat.com

ودر اصلاح آں نباید کوشید و اگر قائل آں کلمہ مسلمان بود ایمانے بخدا و رسول داشتہ باشد در اصلاح سخن او باید کوشید و محل صحیح از برائے آں پیدا باید نمود یا از ان قائل حل آں باید طلبید و اگر در حل آں عاجز آید نصیحتش باید کرد و امر معروف و نہی منکر برفق اولیٰ ست کہ بہ اجابت نزدیک است و اگر مقصود اجابت نہ باشد و تفضیح مطلوب بود امر دیگر است اللہ تعالیٰ توفیق دا ہد ......"

اور اسی مکتوب کے اندر ایک تنبیہ بھی ہے وہ اس طرح ہے۔

"سادہ لوحے ازیں عدم توسط کہ در طریق جذبہ وغیرہا گفتہ شدہ است استغنائے از تبعیت خیر البشر علیہ وعلی آلہ الصلاۃ والسلام گمان نہ برد کہ آں کفر والحاد و زندقہ است از شریعت حقہ او علیہ علیہ وعلیٰ الصلوٰۃ والسلام وبالا گذشتہ است کہ جذبہ بے توسط سلوک و عبارت از ائیان شریعت است علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ ابتر و ناتمام است و نقمت است کہ بصورت نعمت بر آمد و حجت رابر صاحب جذبہ ناتمام تمام کردہ۔"

اس مکتوب کو بالاستیعاب پڑھنے کے بعد حضرت شیخ محدث رحمۃ اللہ علیہ کا مکتوب (پروفیسر نظامی صفحہ ۳۱۲ بعد) پڑھیے تو اندازہ ہو سکے گا کہ اس میں مضامین کے لحاظ سے خاصے اضافے ہیں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوب میں سیر مرادی و سیر مریدی پر بحث کی ہے پھر محمدی المشرب سالک کے متعلق ذکر ہے کہ وہ کمال متابعت بلکہ محض فضل سے ایسے مقامات عروج میں پہنچتا ہے جہاں اسے حقیقت محمدی سے اتحاد خاص ہوتا ہے جذب کی وجہ سے توسط دور ہو جاتا ہے لیکن

Marfat.com

ہندوؤں اور کافروں کو حضور انور ﷺ کی متابعت حاصل نہیں اس لیے انہیں سوائے جذب اور کچھ حاصل نہیں پھر یہ بھی بتایا ہے کہ واصل وموصول کے درمیان سے حیلولہ کیونکر دور ہوسکتا افلاطون نے باوجود ریاضت کے خود کو انبیاء علیہم السلام کی بعثت سے مستغنی جانا اس لیے اس کی ریاضت بے کارگئی پھر یہ بھی بتایا ہے کہ جذب کے معاملے میں حضور انور ﷺ کے توسط وعدم توسط مشائخ قدسرہم کا بہت اختلاف ہے اور آخر میں یہ بھی لکھا ہے کہ جس قدر سکر زیادہ ہوگا شطح غالب ہوگا وغیرہ بس اتنی باتیں جواب میں کہی گئی ہیں اس لیے فتوے بھی لازمی امر ہیں لیکن فاضل محترم کو پھر جوش آیا ہے اور انہوں نے یہ بحث کی ہے کہ اخبار الاخیار کے مجتبائی ایڈیشن کے آخر میں ناشر یا مرتب نے اپنی طرف سے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر بڑھا دیا ہے (صحیح ہے) اور کہا ہے کہ آخر میں شیخ محدث رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق اپنے خیالات سے رجوع کیا ہے مولانا ابوالکلام آزاد نے اپنے تذکرے میں یہی رائے ظاہر کی ہے اور پروفیسر خلیق احمد نظامی نے بھی رسالہ کا ذکر کرتے ہوئے اسی رائے کا اظہار کیا ہے ہمارا خیال یہ ہے کہ یہ حضرات رجوع کے معاملے میں بعض غلط فہمیوں میں مبتلا ہیں۔محترم نے ان حضرات کو غلط فہمیوں کا شکار کہا ہے حالانکہ معاملہ برعکس نظر آتا ہے محترم نے یہ دلیل دی ہے کہ شیخ محدث رحمۃ اللہ علیہ کا وہ خط جو شیخ حسام الدین کے نام ہے وہ اس لیے مشتبہ ہے کہ وہ مجموعہ مکاتیب میں نہیں ہے (لیکن کیا وہ خط جو پروفیسر نظامی نے اپنی کتاب کے صفحہ ۳۱۲ پر نقل کیا ہے مجموعہ مکاتیب میں تھا؟) دوسری دلیل یہ پیش کی ہے کہ نظامی صاحب کے نقل کردہ خط میں زیادہ محبت وارادت ہے لیکن مجتبائی ایڈیشن والے صفائی یا رجوع والے خط میں کم ارادت ہے اور اس میں مجدد نہیں کہا بلکہ میاں احمد سرہندی سلمہ اللہ تعالیٰ (یعنی میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کی طرح) ہی کہا ہے بس ان دلائل کی بنا پر فاضل محترم نے اس رجوع والے خط کو مشتبہ ہونے کا فیصلہ دے دیا ہے اور اس خط کی زبان یا سبک پر غور کرنے کی بالکل زحمت نہیں فرمائی ہمارا خیال ہے کہ رجوع یا صفائی یقیناً ہو چکی تھی اور ان جیسے بلند پایہ بزرگوں کی شان کا تقاضا بھی یہی تھا مجتبائی ایڈیشن والے خط میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے نام کے ساتھ سلمہ اللہ تعالیٰ کا دعائیہ فقرہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ صفائی یا رجوع ان کی زندگی ہی میں (یعنی ۱۰۳۴ھ سے پہلے) ہو چکا تھا یہ جملہ حضرت محدث رحمۃ اللہ علیہ کے اعلیٰ ظرف کی شہادت دیتا ہے کہ درایں ایام صفائے فقیر

Marfat.com

بخدمت میاں شیخ احمد سلمہ اللہ تعالیٰ ازحد متجاوز است واصلا پردہ بشریت وغشاوہ جبلت بمیاں نہ ماندہ ...... پھر فاضل محترم نے ایک اور اضافہ فرمایا ہے کہ شیخ محدث رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''مدارج محدث رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب یقیناً ان کی بہت بعد تکمیل کو پہنچی ہوگی اب ذرا اس رسالہ کے مضامین کا مطالعہ بھی کر لینا چاہئے جس کا ذکر ''مدارج النبوۃ'' میں ہے اور جس کے متعلق فاضل محترم نے فرمایا ہے کہ وہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف لکھا گیا ہوگا۔

حالانکہ ایسا نہیں ہے دراصل وہ ''رسالہ فقر محمدی'' ہے اور اس میں بتایا گیا ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے فقر و درویشی کے زمرے میں کون لوگ آسکتے ہیں تجدید توبہ اور پانچوں وقتوں کی نماز کا اہتمام بھی ہو اسی کے ذیل میں لکھا ہے کہ

''صلوٰۃ برمحمد مصطفیٰ بسیار گوئی وپیوندباطن را بادے متصل وقوی داری تاوے دردل توجائے کند کہ مشائخ دردل فقر اومریدان ایشاں می بینی کہ چوں شیخے وپیرے کہ نزد وے مذکور گردوچہ اضطراب کند ودراہتزار آید بجہت عظمتے زمنزلتے کہ شیخ رادردل اوست پس بگرداں توپیغمبر خود را کہ محمد رسول اللہ است صلی اللہ علیہ وسلم دردل خود ہمچنیں تاصحبت اوتمامتر درگیرد ودل ترا سالک گردوتمثال اورچشم تودایم بود۔''

آگے چل کر یوں آتا ہے:

چوں دلہا ازشنیدن بدایات تنگی کند شنیدن نہایات کجا طاقت داردومی گوید کہ واجب است برما کہ بگیرم براحوال خود کہ مبتلاشدہ ایم امروز بطائفہ کہ شغل ایشاں اکل حرام است وکار ایشاں بطالت

Marfat.com

حلال نزد ایشاں ہماں بود کہ بیابند وحرام ہما کہ نیابند، پھر یوں بھی آتا ہے کہ "ایں ترجمہ آں رسالہ است بعد از اختصار وحذف بعضے تفصیلات وتطویلات اوبعد از تامل نیک ظاہر شود کہ قصدش نفی طریقہ مشائخ درتربیت وتسلیک درویشاں وتوسل وتمسک طالباں ومریدان بذلیل ارادت ایشاں نیست مقصودش ترغیب وتحریض برطریقہ اطباع واخذبہ سنت ورعایت تقویٰ وتدین است وترجیح وتقویت طریقہ سلف صالح کہ صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین باحساناند واجتناب ازبدعت وطرق مستحدثہ کہ مخالف اصل پیدا کردہ باشند ومذمت جماعتے کہ دین بدنیا فروشند ودرعمل واعتقاد تابع ہوائے نفس باشند ونفاق دردین دارند ...... کچھ اور آگے یوں آتا ہے کہ مقصودش تنبیہ است برتمسک و تعلق بہ اصل اصول واقتباس نوراز آں منبع انواروا ستغراق محبت واہتمام بہ متابعت سنت ولے صلی اللہ علیہ وسلم تابہ فروغ ازاصل بازنہ ماند ......نہ آنکہ اصلاطلب آں نمایند ودرتحصیل آں نہ کوشند واہتمام بداں نہ ورزندبلکہ خبر آں نہ دارندو گاہے بود کہ بہ عکس آں روند واصل راتابع وموافق فرع سازند وآں رابہ ایں تاویل نمایند وایں روش یاجہل است یاالحاد اورآخیر میں شیخ علی متقی برہان پوری (م۹۷۵ھ)......"

کے اسی انداز کے مضمون پر رسالہ ختم کیا ہے۔

Marfat.com

اب اسی قسم کے مضامین "مدارج النبوۃ میں بھی ملاحظہ فرمایئے تاکہ معلوم ہو سکے کہ جس لے کی تطبیق کا ذکر بڑا بھاری مندر بنایا ہے (لیکن کفر والحاد کا قلع قمع تو ہو چکا تھا؟) نیز کفار اپنی ین کو کھلم کھلا بجا لا رہے ہیں اور مسلمان اکثر اسلامی احکام کو جاری کرنے میں عاجز ہیں ایکادشی دن ہندو اپنا کھانا ترک کر دیتے ہیں بڑی کوشش کرتے ہیں کہ اسلامی شہروں میں کوئی مسلمان دن روٹی نہ کھائے اور نہ بیچے اور وہ کفار ماہ مبارک رمضان میں برملا طعام پکاتے اور بیچتے ہیں راسلام کے مغلوب ہونے کے باعث کوئی روک نہیں سکتا ہائے افسوس بادشاہ وقت ہم میں سے پھر ہم فقیروں کا اس طرح خستہ وخراب حال ہو مکتوب نمبر ۱۴۸ دفتر دوم میں نگرکوٹ کے مسلمانوں ہندوؤں کے مظالم کا ذکر ہے دیکھئے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے کفار کی جسارت کا ذکر کر ہے ہیں کہ وہ لوگ مقبروں اور مسجدوں کو منہدم کر کے ان کی جگہ مندر بنا رہے ہیں اور ایکادشی میں مسلمانوں کو کھانا کھانے اور بیچنے نہیں دیتے اور خود رمضان میں کھلم کھلا کھانا کھاتے اور فروخت کرتے ہیں اور مسلمانوں کا کشت وخون ہو رہا ہے یہ جہانگیر کے زمانے کے حالات ہیں اور فاضل محترم کا ارشاد تو یہ تھا کہ کفر والحاد کا خاتمہ اکبر کے ساتھ ہی ہو گیا تھا (یہ اور بات ہے کہ ایسا کفر والحاد پوری جسارت اور غلبے کے ساتھ قائم تھا) اکبر کے زمانے میں بھی مسلمانوں اور اسلام کی توہین تذلیل کے واقعات بہت ملتے ہیں فاضل محترم بھی اپنی کتاب رودِ کوثر کے صفحہ ۹۶-۹۷ پر لکھ چکے ہیں کہ متھرا کے قاضی نے مسجد بنانے کے لیے مسالا جمع کیا ایک ہندو مالدار نے زبردستی وہ مسالا چھین لیا اور اسی سے مندر بنا لیا قاضی نے روکنا چاہا تو اس ہندو نے نہ صرف اسلام کو برا بھلا کہا بلکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کیں اسی طرح فاضل نے رودِ کوثر کے صفحہ ۱۰۱ پر پادریوں کا واقعہ بھی لکھا ہے کہ وہ لوگ بھی کھلم کھلا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں برے الفاظ استعمال کرتے ہیں لیکن اکبر و ابوالفضل وغیرہ اس وقت بھی مصلحت کا فلسفہ یاد کرنے میں مصروف تھے اس سے بڑھ کر بے غیرتی اور کیا ہو سکتی ہے؟

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ اس قسم کی بے عزتی دیکھ کر کڑھتے تھے اور امراء کو بار بار لکھتے تھے (جو قول مصنف کے ضمناً لکھتے تھے کیونکہ مکتوبات میں اور باتیں بھی ہوتی تھیں اور وہ نہیں ہوتی تھیں) چنانچہ کانگڑہ کے بت کی تذلیل کے لیے جو مکتوب (نمبر ۲۶۹ دفتر اول) انہوں نے شیخ

Marfat.com

فرید کو لکھا تھا اس کو فاضل محترم نے (صفحہ ۲۷۳) خوب اچھالنے کی کوشش کی ہے اور آخر بیچارے کہنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ ملکی معاملات میں سیاسی مصلحتوں اور فیض عام کے اصولوں کو چھوڑ کر جبر اور غصے کی پیروی کرنے سے جو زوال ہوا اور اس ملک میں اسلامی نظام درہم برہم ہو گیا اس کا ذمہ دار کون تھا؟ فاضل محترم کی یہ رائے ہے کہ حضور انور ﷺ کی شان میں اگر کفار گستاخی کریں اور اسلام کی توہین کریں تب بھی کوئی ہرج نہیں (خواہ قرآن پاک ایسی حالت میں واغلظ علیھم کا بھی حکم دیتا رہے)۔

ورنہ دیکھ لو کہ جو دو سو سال کے بعد مغلیہ سلطنت کا زوال ہوا وہ سب حضرت مجدد ﷫ کی وجہ سے ہوا یعنی ان کا اتنا اثر ہوا (حالانکہ فاضل یہ بھی فرما چکے ہیں کہ حضرت مجدد ﷫ بار بار بلا وجہ مکتوبات لکھتے تھے اور اثر نہ ہوتا تھا بلکہ بغیر مکتوبات کے بھی مکتوبات الیہم کو دین کی خدمات کا احساس تھا) محترم کو کوئی خیال نہ رہا کہ دراصل وہ مصلحت ہی کا فلسفہ تھا جس نے کفار کی جسارت کو روز بروز تقویت پہنچائی اور مسلمان کو مجبور ہو کر پاکستان کا مطالبہ کرنا پڑا اور اب پھر ۱۷ سال سے مصلحت کا فلسفہ پڑھا جا رہا ہے قرآن پاک میں نہ معلوم یہ کیوں اس قسم کی آیات نظر آتی ہیں:

① يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ [سورۃ التوبۃ:۷۳]

② وَإِن نَّكَثُوا أَيْمَانَهُم مِّن بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوا فِي دِينِكُمْ فَقَاتِلُوا أَئِمَّةَ الْكُفْرِ [سورۃ التوبۃ:۱۲]

③ وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُونَ بُيُوتَهُم بِأَيْدِيهِمْ وَأَيْدِي الْمُؤْمِنِينَ ۔[سورۃ الحشر:۲]

④ إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ فِي الْأَذَلِّينَ ○ كَتَبَ اللَّهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي ۚ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ○ [سورۃ المجادلہ:۱۹-۲۰]

⑤ مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ ۚ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ ۔ [سورۃ الفتح:۲۹]

طائف اور مکہ میں بت کیوں توڑے گئے اور مصلحت کا فلسفہ زیر غور کیوں نہیں رہا؟ مکی زندگی اور مدنی زندگی کی جو امتیازی خصوصیات ہیں ان پر غور فرمائیں تو پھر مصلحت کے صحیح فلسفے کی گتھیاں سلجھائی جا سکیں گی اور یہ بھی معلوم ہو سکے گا کہ باقوبہ رنگ میں جمال اور مجددیہ رنگ میں

Marfat.com

یوں تھا؟

یہاں تک فاضل محترم کے ان اعتراضات کے جوابات عرض کئے گئے تو زیادہ معدانہ تھے لیکن ایسی تنقیص کے متعلق فرض کرنا ہے جو سراپا "شر" اور نہایت غیر سنجیدہ ہے فاضل محترم ...ین کی ایک جماعت تیار کر کے ان کی طرف سے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کے متعلق ...رماتے ہیں۔

معترضین سمجھتے ہیں کہ (حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے) یہ بڑے بڑے دعوے جاہلوں کو ...نے کے لئے ہیں (پھر چالاکی سے یوں گہرافشانی ہوتی ہے) لیکن یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ جس ...ک کی نیت اور دیانت داری پر شبہ کیا جاتا ہے وہ کس قدر بلند مرتبہ ہے اور جھوٹے دعوؤں اور ...کاری سے کتنا دور ہے۔[1] اسی چیز کو "تاکید الذم بما یشبہ المداح" کہا جاتا ہے پھر ...ھے[2] محترم نے یہ کرم فرمایا ہے نفسیات کا اصول ہے کہ جو دھن سر پر سوار ہو (مثلاً حضرت ...رد رحمۃ اللہ علیہ کی تنقیص کی دھن) تو وہی عالم خواب یا عالم انجذاب میں نظر آجاتی ہے۔

اس اصول کے تحت ہر بزرگ بلکہ ہر نبی پر بھی افترا باندھا جاسکتا ہے پھر یہ بھی حکم لگایا ...یا ہے کیا انہوں نے مبتدیوں کے الجھانے کا سامان تو نہیں پیدا کر دیا؟ لیکن کیا مبتدیوں کے ...ئے وہ مکشوفات تھے جو وہ الجھ سکیں گے پھر مجددیت اور قیومیت کے خلاف بھی کہا ہے کہ کیا اس ...میت کی قرآن وحدیث سے تائید ہوتی ہے؟ (کیا صوفی کی بھی ہوتی ہے؟ دراصل نام کی تائید ...م سے ہوا کرتی ہے) پھر حالی کے دو بند لکھ ڈالے ہیں۔

نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں

دراصل مجددیت کے متعلق محترم نے "زبدۃ المقامات" کی فصل پنجم ضرور پڑھی ہوگی ...ن یہاں (از راہ دوراندیشی) اس کا حوالہ نہیں دیا اور جس حالی کے دو بند انہوں نے پیش کئے ...ں وہی حالی تو ان لوگوں پر معترض ہیں جو سرسید کو مجدد نہیں کہتے "حیات جاوید" میں حالی لکھتے ہیں ...سید کی نسبت یہ اعتراض اکثر سنا گیا ہے کہ مصلح یا مجدد مذہب ایسا شخص کیونکر ہوسکتا ہے جو علوم ...وجہ اسلام میں متوسط درجے سے کم درجہ رکھتا ہے...... مصلح یا مجدد کو علوم مرجہ کی اتنی ضرورت نہیں

---

[1] رود کوثر ص: ۲۵۲۔ [2] ایضاً ص: ۲۵۳

Marfat.com

کہ حق بات کہنے میں لومتہ لائم سے نہ ڈرے کیونکہ وہ کوئی نئی بات نہیں کہتا بلکہ جو صداقتیں حق
تحقیقات میں موجود ہیں اور تقلید نے ان کی طرف سے آنکھوں پر پردے ڈال رکھے ہیں ان
الاعلان ظاہر کرتا ہے۔

محترم نے[1] بھی حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ پر حملے کئے ہیں اور[2] لکھتے ہیں کہ شاہ ولی اللہ صاحب
نے ان چیزوں کی (یعنی حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے کارناموں کی) جتنی اہمیت تھی وہ بتادی ہے نہ زیاد
نہ کم لیکن محترم نے زیادہ اور کم سب کو بلائے طاق رکھ کر حضرت ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے
تمام اعترافات (حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے احسانات کے متعلق) صاف اڑا دیئے ہیں (کیونکہ
مصلحت اسی میں تھی) لیکن الفرقان کے مجدد نمبر میں ایک مضمون کا عنوان ہے حضرت مجدد الف
ثانی شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں وہ محترم کے لئے کافی ہوگا اسی نمبر میں شروع ہی میں
مجددیت کی تعریف اور اہمیت بتائی گئی ہے اور اسی میں نواب صدیق حسن خان کا ''خراج عقیدت
بھی ہے مکشوفات مجددیہ کے سلسلے میں نواب مرحوم لکھتے ہیں:

> علو مرتبہ کشفہائے مجدد الف ثانی دریافت باید
> کرد کہ از سر چشمہ صحو سر زدہ وگاہے مخالف
> شرع نیفتادہ بلکہ بیشتر راشرع موید است وبعضے
> چنان است کہ شرع ازاں ساکت است ومرتبہ او در
> اولیا مثل مرتبہ الوالعزم است در انبیاء......

لیکن محترم کس طرح کا یقین کریں گے جب کہ مقصد کچھ اور ہے انہوں نے مجددیت کو
مہدویت کے صف میں رکھا اور قیومیت کو معتوب گردانا ہے دراصل یہ قیومیت مقامات عروج سے
متعلق ہے اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ جو حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے تک لطائف سبعہ نفی
اثبات تہلیل لسانی مراقبہ احدیت پھر مراقبات مشارب اور مراقبہ معیت تک محدود تھا وہ حضرت
مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے ولایت کبریٰ مراقبات کمالات نبوت ورسالت والوالعزم مراقبہ حقیقت
کعبہ حقیقت قرآن حقیقت صلوات معبودیت صرفہ اور لاتعین کے مقامات تک وابستہ ہوگیا ہے یہ

---

[1] رود کوثر ص:۵۴۹ [2] ایضاً ص:۲۳۵

Marfat.com

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے طفیل میں ان کے وابستگان تک پہنچی ہوئی ہیں اور ان کے کسی نظریاتی بحث و تمحیص کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا میرا خیال ہے کہ ان چیزوں کا ذکر بھی اس مضمون میں نہیں ہونا چاہئے جو لوگ کچھ جاننا چاہتے ہیں تو بتانے والے بہت سے حضرات سے استفادہ کر لیتے ہیں اور یہ کوئی ڈھکی چھپی چیزیں نہیں ہیں محترم کی خدمت میں اس سے زیادہ عرض نہیں کیا جاسکتا بہر حال محترم کے ہم ممنون ہیں کہ انہوں نے یہ اعتراف کیا ہے کہ شرع کی ترویج طریقہ نقشبندیہ کی اشاعت، شریعت و طریقت کی تطبیق اور شیعیت کی مخالفت کے علاوہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے جو اہم کام کیا ہے وہ اسلام کا احیاء تھا اس زمانے میں جبکہ عام علماء مشائخ نے ایک گوشے میں بیٹھ جانا ہی سلامتی کا راستہ سمجھ رکھا تھا آپ نے جہانگیر کے سامنے سجدہ نہ کر کے قید و بند کی سختیاں جھیلیں اور اپنی جرأت اور اتباع شرع سے مغلوں کے خلاف شرع احکام کا سد باب کیا آپ کی اس نیک مثال نے لوگوں کو جرأت دلائی جو دبے بیٹھے تھے وہ پھر دلیر ہو گئے اور شرع کے احکام ایک بار پھر ہندوستان میں عام ہونے لگے [1]

محترم سے یہ عرض ہے کہ ہماری زبان میں انہی اوصاف کو مجددیت اور قیومیت سے تعبیر کیا جاتا اور یہ الفاظ و اصلاحات صرف وابستگان سلسلہ عالیہ تک محدود سمجھیں تو بھی کوئی ہرج نہیں محترم نے یہ بھی اعتراف کیا ہے کہ آج بھی آپ کے سلسلے کا فیض جاری ہے اور نقشبندیہ مجددیہ سلسلے کے لوگ اتباع شریعت اور ترویج سنت میں باقی تمام سلسلوں سے آگے ہیں الحمد للہ ایسا ہی ہے اور اللہ پاک سے تعلق اور کائنات کا مقصد بھی کچھ یہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ قرآن پاک میں ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے یہ احسانات کم نہیں اور اس سے زیادہ کیا ہو سکتے ہیں؟

بہ ہر زمیں کہ نسیمے زلف او بو زاید
ہنوز از سر آں بوئے عشق می آید

فاضل محترم کے اعتراضات اور ناچیز راقم الحروف کے جوابات کے بعد بدایونی کی باتیں صحیح معلوم ہونے لگتی ہیں اور اسے جو ایک "شمس العلماء" نے ملا کہہ کہہ کر حذف ملامت بنایا

---

[1] رود کوثر ص: ۲۴۵

Marfat.com

تھا اس کی قلعی بھی کھل جاتی ہے آیئے اب اس "ملا" کی باتیں بھی دیکھ لیں جن کی تردید میں فاضل محترم کو بکثرت صفحات سیاہ کرنے کی زحمت اٹھانی پڑی اور راقم الحروف کو فاضل گرامی کے حوالوں سے کچھ "حقیقتیں" پیش کرنی پڑیں ملا صاحب نے اپنی تاریخ میں ۱۰۰۴ھ تک کے حالات درج کیے ہیں ان کا خیال ہے کہ اکبر طالب حق تھا لیکن غلط قسم کے علماء اور صوفیہ سے واسطہ رہا اس لئے اسے اسلام سے ضد پیدا ہوگئی تھی۔ گجرات کے صدر ابراہیم نے بادشاہ کو جو تحائف بھیجے تھے ان میں ابن عربی علیہ الرحمہ سے منسوب ایک جعلی عبارت بھی تھی جس کا مطلب یہ تھا کہ "صاحب زماں" کے پاس بہت سے عورتیں ہوں گی اور وہ ڈاڑھی منڈا ہوگا، کوئی خواجہ شیرازی تھے جو مکہ معظمہ سے ایک جعلی رسالہ "مہدی" کے ظہور سے متعلق لائے تھے۔ ایک شیعی عالم شریف آملی نے تحیت دین حق کے اعداد (۹۹۰ھ) سے اس پیش گوئی کی تصریح کی تھی۔ ملا مبارک ناگوری (پدر فیضی و ابوالفضل) اس سے پہلے ہی ایک محضر نامہ ۹۸۷ھ میں تیار کر چکے تھے جس میں اکبر کو درجہ اجتہاد پر فائز کیا گیا تھا اور فیضی نے فارسی اشعار میں خطبہ جمعہ تیار کیا تھا لیکن اکبر اس خطبے کو پڑھتے ہوئے لرز گیا تھا اور منبر سے اتر پڑا تھا۔ اکبر کو خلیفۃ الزمان قرار دیا تھا نماز روزہ اور شعائر اسلام کو "تقلیدات" اور "عقل کے خلاف" سمجھا گیا، اور اس عقل نے وہ جوہر دکھائے کہ ابوالفضل کی نگرانی میں محل کے اندر عبادت کے لئے ایک آتش خانہ تیار ہوا، نصاریٰ کی طرح ناقوس صور اور ان کی تفریحیں اکبر کا وظیفہ تھیں۔ راجاؤں کی لڑکیوں کو تصرف میں لانے کی وجہ سے خود اس کے مزاج پر ان کو تصرف حاصل تھا، چنانچہ برہما، مہادیو بشن، کشن مہامائی وغیرہ کی تعظیم کی جاتی۔ سورج کی عبادت دن میں چار مرتبہ کی جاتی سورج کے ایک ہزار ایک نام کی مالا جپی جاتی قشقہ لگایا جاتا آگ پانی درخت اور تمام مظاہر قدرت، حتیٰ کہ گائے اور اس کے گوبر کی پوجا خود بادشاہ کرتا۔ خنزیر کو (معاذ اللہ) خدا کے حلول کا مظہر جانتا۔ گائے کا گوشت حرام اور خنزیر کا گوشت مباح قرار دیا۔ سود، شراب اور جوا حلال سمجھا گیا اور شراب فروشوں کی نسل سے ایک عورت کے زیر اہتمام ایک سرکاری شراب خانہ کھولا گیا، ڈاڑھی کی درگت بنائی گی، اور درباریوں نے بڑے اہتمام سے ڈاڑھیاں منڈوائیں، جوان عورتوں کو منہ کھول کر چلنے کا حکم دیا گیا اور بدکاری کے اڈے قائم کیے گئے۔ ختنہ کرانے کی عمر بارہ سال کے بعد رکھی گئی، مردے کو پانی میں ڈالنے یا جلانے یا درخت سے

Marfat.com

دینے کا حکم جاری کیا گیا۔ نیز قبلہ کی طرف مردے کے پاؤں کرنے کا حکم دیا گیا اور بادشاہ قبلہ کی طرف پاؤں کر کے سوتا تھا۔ خود کو سجدہ کراتا تھا، اسلام کی ضد پر خنزیر اور کتے کے ناپاک نے کا مسئلہ منسوخ کیا گیا اور شاہی محل کے نیچے یہ دونوں جانور زیارت کے لئے رکھے گئے کہ ان دیکھنا بھی عبادت سمجھا گیا، تناسخ پر یقین کیا گیا۔

عربی پڑھنا عیب سمجھا گیا۔ ابوالفضل کے سامنے اگر ائمہ مجتہدین کا قول پیش کیا جاتا تو کہتا تم فلاں حلوائی فلاں کفش دوز اور فلاں چرم ساز کا قول پیش کر سکتے ہو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ک یا صفین کے قضیئے کے متعلق بات ہوتی تو ایسے سخت الفاظ کہتے کہ بقول بدایونی، گوش از ستماع آں ذکر باد"۔ قرآن کو مخلوق وحی کو محال اور معراج وشق القمر کو غلط کہا گیا۔ احمد، محمد، مصطفیٰ جیسے نام تبدیل کئے جانے لگے۔ ہندو مزاج مسلمان اب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے منکر ہو گئے اور عیسائی ملعونوں نے دجال کی صفت کو ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر ڈھالنا شروع کیا لیکن اکبر کی پیشانی پر بل بھی نہیں پڑا۔ شاید تاریخ مسلمانان عالم کا یہ بہت بڑا سانحہ ہے پھر ابوالفضل کا ایک بھائی جو اس کا شاگرد تھا عبادات اسلامی کے خلاف لکھنے پر بہت مقبول اور ممتع ہوا۔ بعض شاعروں کی طرح فیضی بھی کتوں کی زبان اپنے منہ میں لیتا اور ان کے ساتھ کھانا کھاتا۔ غرور وتکبر اس کے مزاج میں اتنا تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین (رضی اللہ عنہم) پر طعن اور دین کی توہین کرتا عین مستی اور جنابت کی حالت میں تفسیر "سواطع الالہام" لکھتا تھا۔ چنانچہ نزع کے وقت وہ کتے کی طرح بھونکتا تھا۔ ان خباثتوں کی وجہ سے ۵-۶ سال میں اسلام کا نام ونشان باقی نہ رہا تھا، اور ساری مسجدوں میں ہندوؤں کے فراش خانے اور چوکی خانے ہو گئے۔

ایسے حالات جیسا کہ ہم اوپر بحث کر چکے ہیں جہانگیر کے زمانے میں بھی پائے جاتے تھے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ طریقہ اصلاح اختیار کیا کہ رفتہ رفتہ خان خاناں، صدر جہاں، خان اعظم، مہابت خاں، تربیت خاں، اسلام خاں، دریا خاں، سکندر خاں، مرتضیٰ خاں، وغیرہ امراء کو اپنے حلقہ عقیدت وارادت میں داخل کر کے بادشاہ کی توجہ دین کی طرف مبذول کرانے کی کوشش کی بالآخر جہانگیر نہ صرف معتقد ہوا بلکہ اپنے بیٹے خرم (شاہ جہاں) کو حضرت علیہ الرحمہ کے سلسلے میں وابستہ کرایا سجدۂ تعظیمی موقوف ہوا گائے کا ذبیحہ پھر شروع ہوا جو مسجدیں گرادی گئی تھیں

Marfat.com

دوبارہ تعمیر ہوئیں اور جس قدر خلاف شرع قوانین رائج ہو گئے تھے وہ سب منسوخ ہوئے مصوری جو عہدِ جہانگیری میں بام عروج پر پہنچی ہوئی تھی وہ فن تعمیر اور فن خطاطی کی طرف منتقل ہو اور شجرۂ طیبہ کی اصل ثابت کی وجہ سے شاہ جہاں کے علاوہ اورنگزیب بھی حضرت علیہ الرحمہ کے خاندان کا تربیت یافتہ ہوا اور اس کے عہد میں فقہ کی سب سے بڑی کتاب ''فتاویٰ عالمگیری'' مرتب ہوئی دربار میں علماء اور فضلاء کو جگہ ملی اور حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردان سلسلہ میں حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ، شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ، قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا خالد رومی رحمۃ اللہ علیہ، صاحب فتاویٰ شامی، عبدالغنی مجددی رحمۃ اللہ علیہ (جن کے شاگرد مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ، محمد مظہر سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ) اور بانیان مدرسہ ہائے دیوبند و بریلی (علیہم الرحمہ والغفران) وغیرہ پیدا ہوئے پھر ان کے اسباط واخلاف نے وہ خدمات انجام دیں کہ آج بھی کسی مسلمان حکمران طبقے کی یہ مجال نہیں کہ وہ عہد اکبری کے فتنوں کو دوبارہ رائج کر سکے، ہندوستان اور پاکستان کی دینی حالت سے متعلق اپنی تمام کمزوریوں کے باوجود جتنے مسائل ۱۰۰۱ھ سے آج تک کھڑے ہوئے ہیں اور آئندہ بھی دوسرے ہزارہ کے اختتام تک (اگر دنیا قائم رہی) کھڑے ہوں گے ان سب کا حل صراحۃً یا کنایۃً مکتوبات شریف میں موجود ہے اس سے بڑھ کر آپ کے مجدد الف ثانی ہونے کا کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔

اکبر ۹۹۴ھ سے ۱۰۰۷ھ تک لاہور میں رہا اس سے پہلے وہ آگرہ میں تھا حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ (۹۷۱ھ۔۱۰۳۴ھ) قریب ۲۰، ۲۲ سال کی عمر میں آگرہ تشریف لے گئے تھے وہیں فیضی اپنی بے نقط تفسیر ''سواطع الالہام'' کی تیاری میں مصروف تھا اس کے لئے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے برجستہ ایک بے نقط عبارت مرحمت فرمائی وہ تفسیر نظر ثانی کے بعد ۱۰۰۲ھ میں مکمل ہوئی ابوالفضل و فیضی بلکہ ان کے باپ ملا مبارک کی وجہ سے دین اور پھر نبوت پر اعتراضات ۹۸۷ھ سے شروع ہو چکے تھے اور بے دین مصنفین نے اپنی تصانیف سے نعت خارج کر دی تھی انہیں ایام میں ابوالفضل نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی موجودگی میں حضرت امام غزالی کو نامعقول کہا تھا اور آپ بے تاب ہو گئے تھے علمائے حق کا انخلاء یا قتل ۹۹۰ھ سے شروع ہو گیا تھا۔[1] انہی فقہائے

---

[1] منتخب التواریخ، ص: ۳۳۹، ۳۴۱، ۳۶۱

Marfat.com

ت کا ذکر حضرت مجدد ﷫ کے رسالہ اثبات النبوۃ کے ابتدائی ۲-۳ صفحات میں آتا ہے اور الفضل سے نبوت کے سلسلے میں بحث کی وجہ سے اس کا ذکر بار بار اس رسالے میں ہے آیئے اس رسالے کے ابتدائی صفحات کا مطالعہ کر لیں۔

اس رسالے میں ایک مقدمہ ہے جس میں ایک بحث نبوت کے معنی کی تحقیق میں ہے اور دوسری بحث معجزہ پر ہے پہلا مقالہ شروع ہوتا ہے جس میں بعثت اور نبوت کی حقیقت اور اہمیت بیان کی گئی ہے پھر خاتم الانبیاء ﷺ کی نبوت کے اثبات پر بحث کی گئی اس طرح کم وبیش جزو پورے ہو جاتے ہیں۔

پھر دوسرا مقالہ فلاسفہ کی مذمت میں ہے لیکن کندیاں شریف دہلی، ٹنڈو سائیں داد کے نسخوں میں جو دستیاب ہو سکے ہیں یہ مقالہ ان میں موجود نہیں اور امام غزالی کے انداز رسالہ علم الکلام سے متعلق یہ کہ انداز قدیم ہے ہونا بھی چاہئے کیونکہ قریب قریب چار سو سال پہلے کے اصول کلام ہیں تاہم فن کے لحاظ سے یہ رسالہ بہت پیش قیمت ہے اور جگہ جگہ ابوالفضل سے بحث کا ذکر ہے اس لیے اس کی تاریخی اہمیت بھی بہت بڑھ جاتی ہے۔

مودودی فکر اور ان کے پیر کاروں کے نزدیک حضرت امام مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کامل مجدد نہ تھے اور نہ ہی ان کا فیض ہزار سال کے لئے ہے مودودی فکر اصل میں غیر مقلدیت کا نام ہے مودودی صاحب تصوف کو افیون کا نام دیتے ہیں جو شخص اصحابہ کرام ﷡ پر تنقید کرے نیز انبیاء کرام کے بھی نقص نکالے، کیا اس شخص کا فکر سلامتی پر ہے؟ خود مودودی صاحب اور اس کی جماعت کو جب تصوف کی ابجد کا بھی پتہ نہیں ہے اور جب یہ لوگ عبادات کی چاشنی سے ہی واقف نہیں ہیں تو ان کو اس پر بات کرنے کا حق بھی نہیں تصوف اصل میں فکرِ محمدی ﷺ کا نام ہے جس کا اکابرین امت نے باقاعدہ ایک نصاب تزکیہ نفس کے لئے بنایا ہے جو بغیر کسی باطنی راہبر و راہنما کے طے نہیں کیا جا سکتا قدم قدم پر مرشد کی اشد ضرورت ہوتی ہے تب کہیں منزل نصیب ہوتی ہے بے شک بڑے بڑے اکابرین امت صاحب کمال و علم ہوئے ہیں اور ہوتے رہیں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے جتنا باطنی علم اور روحانی کمالات حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کو عطا فرمائے ہیں اور کسی کو نصیب نہیں ہو سکیں سوائے حضرت امام مہدی موعودؑ نیز کتابوں سے منتخب کر کے اصول وضابطہ سے کوئی

Marfat.com

مجدد نہیں بن جاتا یہ باطنی منصب اللہ تعالیٰ اپنے اسی بندے خاص کو عطا کرتا ہے جو باطنی تزکیہ میں کمال حاصل کرتا ہے جو حب جاہ اور حسد کے مرض سے اپنے قلب کو مرشد کی راہنمائی میں صاف کر چکا ہوتا ہے امام ربانی حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اس ہزار سال کے کامل واکمل وجامع مجدد ہیں ان کا فیض جاری ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ جاری ہی رہے گا تاوقت حضرت امام مہدی تشریف نہیں لے آتے۔

مجددی حضرات کسی غلط فہمی اور مبالغہ آمیز خیالات میں مبتلا نہیں ہیں نہ ہی حضرات مجددیہ کسی شخص کو دین واسلام کی مزید کدوکاوش سے روکتے ہیں بلکہ خود مجددی حضرات ہر وقت حضرت شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی تعلیمات کی روشنی میں عملی طور پر کوشاں رہتے ہیں جو لوگ مکتوبات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کو ہی نہ سمجھ پائیں وہ کیا کسی کی راہبری کر سکتے ہیں۔

حضرت قیوم زماں امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی ساری زندگی قرآن وسنت پر عمل کرتے ہوئے بسر ہوئی ہے خلوت وجلوت میں یکسانیت پائی جاتی ہے آپ کے اپنے زمانے میں بڑے بڑے علماء اسلام نے آپ کی عظمت کا اعتراف کیا اور آپ کے سامنے دوزانو ہوئے نیز سلسلہ مجددیہ میں داخل ہو کر اپنی خوش نصیبی پر فخر کیا حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے مشائخ میں سے ہوئے ہیں، اگرچہ وہ اپنے علم وعمل میں مجتہد زمانہ تھے میرے شیخ حضرت خواجہ خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کندیاں شریف ضلع میانوالی فرماتے تھے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں قدس سرہٗ کے پاس مکتوبات کی عبارات سمجھنے کے لئے آتے تھے جب شاہ صاحب واپس جاتے تھے تو حضرت مرزا صاحب قدس سرہٗ فرماتے تھے کہ ابھی شاہ صاحب کو مکتوب شریف کی سمجھ نہیں آئی جب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جیسا روشن دماغ اور روشن ضمیر اور بلند استعدادِ علم وعمل رکھنے والا ابھی عبارات مکتوبات شریف امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سمجھنے سے قاصر ہوں تو دوسرے کیسے سمجھ پائیں گے، پھر وہ لوگ جو باطنی دنیا سے ہی ناآشنا ہیں کیسے سمجھ جائیں گے، حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت ہی بڑے ولی اللہ اور صاحب علم تھے اور وہ کشف والہام سے بھی آگاہی رکھتے تھے اور وہ بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھی مقبول ومنظور تھے اس کے باوجود انہوں نے دعویٰ مجددیت نہیں فرمایا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہ منصب صرف اور صرف

Marfat.com

تعالیٰ کی عطا ہے کسی کے لکھنے سے مجدد نہیں بن جاتا۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے ایک رسالہ ''رد روافض'' لکھا تھا حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس رسالہ کی شرح لکھی ہے اس شرح میں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے عقیدت مندانہ انداز میں حضرت امام ربانی کا تعارف بھی کرایا ہے اس رسالہ میں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

للّٰہ الشیخ لہ مع ماأولاء اللہ فی نفسہ من الصفات الحمیدۃ من الشھامۃ والنجابۃ وکثرۃ العلم وتوقد الذھن واستقامۃ العمل والغیرۃ فی اللہ ورسولہ والکرامات الجلیلۃ والمقامات الجزیلۃ ایادی فی رقاب اھل الھند ومن لم یشکر الناس لم یشکر اللہ،

شہامت نجابت کثرت علم توقد ذہن استقامت عمل، اللہ ورسول کے بارے میں دینی غیرت کرامات جلیلہ اور مقامات کثیرہ وغیرہ صفات محمودہ کے علاوہ جو اس شیخ کے نفس قدسی صفت میں اللہ تعالیٰ نے رکھ دی ہیں اس کے بہت سے احسان اہل ہند کی گردنوں پر ہیں جن کا شکریہ ضروری ہے اس لئے کہ جو شخص کہ لوگوں کا شکر ادا نہ کرے اللہ تعالیٰ کا شکر گزار نہ ہوگا پھر شاہ صاحب نے احسانات شمار کرائے ہیں۔

① حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے اطراف ہند میں نقشبندی طریقہ کو پھیلایا اور خود آپ کے اور آپ کے اصحاب کے ذریعہ ایک خلق خدا مہذب ہوگئی۔

② صوفیوں اور فقہا کے درمیان جو اختلاف اور فقہا کے درمیان جو اختلاف تھا اس میں ایک مستقل فیصلہ کیا جس سے اختلاف مٹ گیا اور یہ اس لئے کہ خود شیخ فقیہہ حنفی ماتریدی ہیں اس کے ساتھ طریقہ نقشبندیہ کے لب لباب اور خلاصہ کو بھی ملا لیا اور ان کی رسوم وعادات کو ترک کر دیا اور فریقین کے مقصود کا جامع باب کھول دیا اور توحید شہودی اور وجودی کے ایسے معنی بیان کئے جن پر کوئی اشکال وارد نہیں ہوتا اور نہ اس میں کسی قسم کا اجمال باقی رہتا ہے اور لوگوں پر ظاہر کر دیا کہ سالکوں کو جو یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمام

Marfat.com

اجزائے عالم میں واحد سرایت کئے ہوئے ہے یہ حقیقت سلوک کا شیخ اور سلوک کے مقدمات میں سے ایک مقدمہ ہے ان کے علاوہ اور بھی بہت سے مغلق اور مشکل باتوں کو حل کر دیا۔

③ امراء کو عقائد باطلہ سے منع کرتے تھے ان کو لکھا کرتے تھے کہ اپنی مجالس میں کسی رافضی یا ذمی کو نہ آنے دیں عبادات وصدقات کی ان کو ترغیب دیتے تھے اللہ تعالیٰ نے مجدد صاحب کے ذریعہ ان امراء حکام کو نفع پہنچایا اوران حکام کے ذریعہ عام لوگوں کی اصلاح ہوگئی قاعدہ ہے لوگ اپنے بادشاہوں کے طریق پر ہوتے ہیں۔

④ جب روافض کی بدعت ظاہر ہوئی شیخ نے ان سے مناظرے کرنے شروع کر دیے اور ہمیشہ ان کو ساکت وصامت کر دیتے تھے تا ایں کہ ان کا فساد مٹ گیا۔

⑤ مسلمانوں میں سے وہ ضعیف الاعتقاد جن کی طبیعتیں کتب فلاسفہ کے مطالعہ یا ہندوؤں کی صحبت سے فاسد ہو چکی تھیں نئے نئے قول انہوں نے ایجاد کئے اور کہنے لگے کہ ہم کو نبی کی حاجت نہیں بندوں کو حرام وحلال کا مکلف کرنے میں کوئی فائدہ نہیں اعتماد کے قابل ملکات نہیں، اعمال نہیں وغیرہ ذلک شیخ نے اس کے متعلق رسالہ لکھا اوران کا رد کیا اور مختلف مجلسوں میں ان لوگوں سے مناظرے مباحثے کئے حتی کہ ان کے اس الحاد کے فتنے کو مٹا دیا۔

ان امور کی وجہ سے پھر تو شیخ کی یہ حالت ہوگئی کہ بجز مومن متقی کے اور کوئی ان سے محبت نہیں کرتا اور بجز فاجر شقی کے اور کوئی ان سے بغض وعداوت نہیں رکھتا تھا۔

نواب صدیق حسن خاںؒ صاحب کا خراج عقیدت

نواب صاحب مرحوم باوجود یہ کہ مسلکا اہل حدیث ہیں اور اپنے مسلک میں بڑے راسخ اور اس کے پر جوش داعی اور حضرات امام ربانی ﷫ ایک راسخ حنفی ہیں اور فقہ حنفی پر بڑا گہرا اعتماد ویقین رکھنے والے ایک صوفی لیکن نواب صاحب مرحوم نے حضرت امام ربانی کے بارہ میں عقیدت کے جن جذبات کا اظہار کیا ہے ان کا حق ہے کہ ان کو بھی اس کتاب کا جز بنا دیا جائے اپنی

Marfat.com

ب "تقصار جنود الاحرار" میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی ﷫ کے متعلق نواب صاحب
تے ہیں:

"عالم عارف کامل مکمل بود طریقه نقشبندیه راامام عہدست وبرائے صوفیه درمسالك سلوك مجدد مکتوباتش درسه مجلدست دلیل واضح اندبر علوعلم وکمال تبحر اوراورمعرفت وبلوغ غایت مقامات ترجمه شریفه اوراسالها ساخته اندایں موضع مختصر ذکراں ہمه مظہرجان جانان دراصحاب طریقه اوکفایت است ازبرائے دریافت قدرومنزلت وے رضی الله عنه وبالجمله امام اہلسنت بود درعہد خود وطریقه علیه وے رحمه الله مبنی براتباع کتاب وسنت درظاہر وباطن ونه پذیر فتن چیزے که مخالف ایں ہردواصل محکم باشد دایں مکتوبات اصول عظیمه است ازبرائے وصول بمنازل معرفت وقبول طالب صادق وسالك راغب رادرہیچ وقت ازاوقات ازمطالعه آں بے نیازی حاصل نیست۔" (ص ۲۱۱۔۲۱۲)

ایک اور جگہ دوسری کتاب میں شیخ کے حالات میں نواب صاحب مرحوم لکھتے ہیں۔

"علوم مرتبه کشفہائے مجدد الف ثانی دریافت باید کرد که ازسرچشمه صحوسرزده وگاہے مخالف شرح نیفتاده بلکه بیشتر راشرع مویداست وبعضے چناں است که شرع ازاں ساکت است و مرتبه اوراولیاء مثل مرتبه الوالعزم است درانبیاء۔"[1]

---

[1] ریاض المرتاض ۱۲۱۔۱۲۲

Marfat.com

یعنی عالم عارف کامل مکمل تھے اپنے زمانہ میں طریقہ نقشبندیہ کے امام تھے صوفیوں کے
لئے سلوک کے راستوں میں مجدد، معرفت خداوندی اور مقامات کے انتہا پر پہنچنے میں جوان کو علم
اور کمال تجر حاصل تھا اس پر یہ مکتوبات شاہد اور دلیل ہیں اتباع سنت اور ترک بدعت پر حریص تھے
شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ جیسے حضرات کا ان کے سلسلہ طریق میں
داخل ہونا ان کی قدر و منزلت معلوم کرنے کے لئے کافی ہے خلاصہ یہ ہے کہ اپنے زمانہ میں اہل
سنت والجماعت کے امام تھے ظاہر و باطن میں ان کا طریقہ عالیہ کتاب وسنت پر مبنی ہے اور جو
چیز ان دونوں محکم اصول کے مخالف ہو وہ ان کے طریقہ میں مقبول نہیں معرفت وقبول کی منزلوں پر
پہنچنے کے لئے یہ مکتوبات اصول عظیمہ ہیں طالب صادق اور سالک راغب کو کسی وقت مکتوبات کے
مطالعہ سے بے نیازی حاصل نہیں۔

مجدد الف ثانی کشف کے مرتبہ بلند کو اس سے معلوم کرنا چاہئے کہ سب کشف چشم
ہوش سے سرزد ہوئے اور کبھی کوئی کشف شریعت کے مخالف نہ ہوا بلکہ اکثر کی تو شریعت موئد ہے
اور بعض ایسے کشف ہیں کہ شریعت ان شئے ساکت ہے اولیاء کرام میں ان کا مرتبہ ایسا ہے جیسے
انبیاء علیہم السلام کی جماعت میں الوالعزم نبیوں کا مرتبہ[1]

قیوم زماں مجدد اعظم کے معمولات

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی حنفی قدس سرہٗ کے معمولات آپ کی
زندگی ہی میں حضرت محمد صالح کولابی رحمۃ اللہ علیہ نے مرتب فرمائے تھے...... قلمی رسالہ "حضرت مولانا
حافظ محمد ہاشم جان صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کر کے حضرت مولانا زوار حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے
اپنی کتاب حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ میں شائع فرمائے تھے اس سے لیکر تحریر کر رہے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سیدالمرسلین واله
الطاھرین اجمعین اما بعد واضح ہو کہ جب درگاہ عالیہ کے ایک آستانہ
نشین نے حضرت حجة الاولیاء الصدیقین برھان الاتقیا المحبوبین

[1] حضرت مجدد الف ثانی مرتب محمد اکرم چغتائی

Marfat.com

...ہ الصفیا والمسترشدین امام و قبلہ شیخ احمد فاروقی نقشبندی سلمہ اللہ تعالیٰ وابقاہ الی یوم الدین کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر حضور اجازت دے دیں تو آنجناب کے دن رات کے وظائف شریفہ یا بعض احوال و اوضاع شریفہ کو تحریر کرلیا جائے تا کہ تمام طالبان طریقت اس کے برکات وفیوض سے بہرہ یاب و مستفید ہوسکیں حضرت موصوف نے فرمایا کہ کیا ضرورت ہے جو عمل کہ مقبول اور پیروی کے لائق ہے وہ آنحضرت ﷺ کا عمل مبارک ہے اس کے لئے حدیث شریف کی کتابوں کی طرف رجوع کرنا چاہئے اور وہاں سے انتخاب کرلینا چاہئے پھر دوبارہ خدمت عالیہ میں عرض کیا گیا کہ آنجناب کا ہر عمل آنحضرت ﷺ کے اس عمل کے مطابق ہے جو کہ معتبر کتابوں سے ثابت ہے پس اولیٰ وانسب یہ ہے کہ ہم آنجناب کے مطابق عمل اختیار کریں تا کہ مستند عمل کے ساتھ موافقت کرنے والے ہو جائیں آپ نے فرمایا اچھا تحریر کرلیں لیکن اچھی طرح خیال رکھیں کہ میرا جو عمل سنت کے مطابق ہو خواہ وہ قولی ہو یا فعلی اس کو عمل میں لایا جائے اور جو ایسا نہ ہو اس کو موقوف رکھا جائے اس بنا پر اس درگاہ عالی کا یہ کمترین خاک نشین کہ جو اس لائق نہیں ہے کہ یہاں اس کا نام لیا جائے لیکن بھائیوں سے ان اعمال کی توفیق کے وقت دعائے خیر کی التماس کے ساتھ اس امید پر اپنے نام کو درج کر رہا ہوں کہ جو شخص ان معمولات پر عمل کرے محمد صالح کولابی کو دعا و فاتحہ سے یاد و شاد کرے۔

حضرت مجدد اعظم قدس سرہٗ کے دن رات کے معمولات

آپ ہمیشہ سفر ہو یا حضر موسم گرما ہو یا سرما نصف شب کے بعد بیدار ہوتے اور یہ دعا پڑھتے تھے،

الحمدللہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ البعث والنشور

اور یہ آیت بھی پڑھتے تھے

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ، الحمد للہ الذی خلق السمٰوٰت والارض وجعل الظلمات والنور ثم الذین کفروا بربھم یعدلون ھو الذی خلقکم من طین ثم قضی

Marfat.com

اجلا واجل مسمیً عنده ثم انتم تمترون وهو الله فی السموٰت وفی الارض یعلم سرکم وجهرکم ویعلم ماتکسبون [سورۃ انعام آیت ۱ تا ۳]

آپ کے آداب بیت الخلا

بعدازاں بیت الخلا تشریف لے جاتے تو پہلے بایاں پاؤں رکھتے اس کے بعد داہنا اور یہ دعا پڑھتے اللّٰھم انی اعوذبك من الخبث والخبائث جب بیٹھتے تو بائیں پاؤں پر زور رکھتے بعد فراغت بکلوخ طاق استنجا کرتے اس کے بعد پانی سے استنجا کرتے اور بیت الخلا سے باہر نکلتے وقت پہلے داہنا پاؤں نکالتے۔

آپ کے آداب وضو

وضو کرنے کے لئے روبقبلہ بیٹھتے اور بلا کسی کی مدد کے وضو کرتے اور آفتابہ (لوٹا) بائیں جانب رکھتے اور ابتداء ہاتھ دھونے میں یہ دعا پڑھتے:

بسم الله الرحمن الرحیم بسم الله العلی العظیم والحمد لله علی دین الاسلام الاسلام حق والکفر باطلٌ

(پہلے داہنے ہاتھ پر پانی ڈالتے پھر بائیں پر بعدازاں دونوں ہاتھ جمع کر کے دھوتے اور انگلیوں میں کف دست کی طرف سے خلال کرتے بوقت مضمضہ مسواک استعمال فرماتے پہلے داہنی طرف کے اوپر کے دانتوں پر پھر نیچے کے دانتوں پر بعدازاں بائیں طرف کے اوپر کے دانتوں پر پھر نیچے کے دانتوں پر پھیرتے اس طرف تین دفعہ کرتے پھر زبان پر کرتے اگر تین دفعہ سے زیادہ کرتے تو عدد وتر (طاق) کی رعایت کرتے اور ہر وضو میں مسواک کا التزام رکھتے تھے مسواک استعمال فرمانے کے بعد اکثر خادم کے سپرد کرتے اور وہ اس کو اپنی پگڑی کے پیچ میں رکھ لیتا آپ کلی کے پانی کو دور ڈالتے تھے اور تین مرتبہ کرنے کی رعایت رکھتے تھے) بوقت مضمضہ یہ دعا پڑھتے تھے:

اللّٰھم اعنی علیٰ ذکرك وعلیٰ تلاوۃ القرآن وعلیٰ

Marfat.com

صلوٰۃ جبیبك علیه الصلوٰۃ والسلام

(اور تین دفعہ استنشاق (ناک میں پانی ڈالنا) بھی تازہ پانی سے جدا جدا کرتے وقت استنشاق یہ دعا پڑھتے

اللّٰهم ارحنی رائحة الجنة وارض عنی غیر غضبان انت عنی راض

اور ناک میں ڈالے ہوئے پانی کو جھاڑتے وقت یہ دعا پڑھتے،

اللّٰهم انی اعوذبك من روائح النار ومن سوء الدار بحرمة النبی المختار واله الابرار علیه و علیهم الصلوٰۃ والسلام

(اوراس کے بعد منہ مبارک پر کمال آہستگی وسہولت سے بالائے پیشانی سے پانی ڈالتے اور داہنا ہاتھ داہنے رخسار پر اور بایاں ہاتھ بائیں رخسار پر گذارتے اور داہنے کو بائیں پر مقدم کرتے تاکہ ابتداء داہنے سے ہو) اور منہ دھوتے وقت یہ دعا پڑھتے

نوایت ان اتوضا لرفع الحدث ولا ستباحة الصلوة للّٰه تعالیٰ اللّٰهم بیض وجهی بنورك یوم تبیض وجوه اولیاء ك ولا تسود وجهی یوم تسود وجوه اعدائك اشهد ان لااله الا اللّٰه وحده لاشریك له واشهدان محمد عبده ورسوله

(اس کے بعد داہنے ہاتھوں کو کہنیوں تک تین مرتبہ دھوتے اور ہر مرتبہ اس پر ہاتھ پھیرتے تاکہ قطرات ٹپکنے بند ہو جائیں اور اسی طرح سے بایاں ہاتھ کہنیوں تک دھوتے اور انگلیوں کی جانب سے پانی ڈالتے) داہنا ہاتھ دھوتے وقت یہ دعا پڑھتے:

اللّٰهم اعطنی کتابی بیمینی وحاسبنی حسابا یسیرا واشهدان لااله الا اللّٰه وحده لاشریك له واشهد ان محمد عبده ورسوله اور بایاں ہاتھ دھوتے وقت یہ دعا

Marfat.com

پڑھتے اللّٰھم انی اعوذبك ان تعطینی کتابی بشمالی اومن ورآء ظھری ولا تحاسبنی حسابا عسیرا واشھد ان لاالہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریك لہ واشھدان محمدا عبدہ ورسولہ

(بعدازاں داہنے چلّو میں پانی لے کر بائیں کف دست اور انگلیوں پر ڈال کر اس طرح زمین پر ڈالتے کہ چھینٹیں نہ اڑیں اور تمام سر کا مسح کرتے اس طرح پر کہ وسط سر پر دونوں انگوٹھے اور اس کے پاس والی انگلی (انگشت شہادت) کے علاوہ باقی چھ انگلیاں وسط سر پر رکھ کر آگے سے پیچھے لے جاتے اور دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں اطراف سر پر پیچھے سے آگے تک پھیرتے ہوئے لاتے) اور یہ دعا پڑھتے:

اللّٰھم غشنی برحمتك وانزل علی من برکاتك واظلنی تحت ظل عرشك یوم لاظل الاظل عرشك

(اس کے بعد اسی تری سے کانوں کے اندر کی طرف کا مسح انگشت سبابہ (شہادت کی انگلی) سے اور کانوں کی پشت (باہر کی طرف) کا مسح انگشت نر (انگوٹھا) سے کرتے اور دونوں کانوں کا مسح کرتے وقت یہ دعا پڑھتے:

اللّٰھم اجعلنی ممن یستمع القول فیتبع احسنہ اللّٰھم اسمعنی منادی الجنۃ مع الابرار

اور گردن کا مسح انگلیوں کی پشت کی تری سے کرتے اور یہ دعا پڑھتے:

اللّٰھم اعتق رقبتی ورقاب اٰبائی من النار واعذنی من السلاسل والاغلال واشھدان لاالہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریك لہ واشھدان محمداعبدہ ورسولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

پھر داہنا پاؤں دھوتے (تو تین مرتبہ ٹخنوں سے اوپر تک دھوتے اور ہر مرتبہ اس پر اس طرح ہاتھ پھیرتے کہ خشک کے قریب ہو جاتا) اور یہ دعا پڑھتے:

Marfat.com

اللّٰهم ثبت قدمی وقدم والدی علی الصراط المستقيم يوم تثبت مع اقدام المؤمنين يوم تزل الاقدام فی النار به اقدام المؤمنين اشهد ان لااله الا اللّٰه وحده لاشريك له واشهد ان محمدا عبده ورسوله عليه الصلوٰة والسلام

اور اسی طرح سے بایاں پاؤں دھوتے اور یہ دعا پڑھتے:

اللّٰهم انی اعوذبك ان تزل قدمی وقدم والدی عن الصراط المستقيم يوم تزل فيه اقدام المنافقين والكافرين فی النار بحرمة النبی المختار اشهدان لااله اللّٰه وحده لاشريك له واشهدان محمداعبده ورسوله عليه الصلوٰة والسلام

[اور پاؤں دھوتے وقت قدرے جنوب یا شمال کی طرف مڑ جاتے اور بائیں ہاتھ کی چھنگلیا سے پاؤں کی انگلیوں کے نیچے سے خلال کرتے اور دائیں پاؤں کی چھنگلیا سے شروع کر کے بائیں پاؤں کی چھنگلیا پر ختم کرتے)، اور وضو سے فارغ ہونے کے بعد (گوشہ چشم حق میں آسمان کی طرف متوجہ کر کے) یہ دعا پڑھتے:

(اشهد ان لااله الا اللّٰه وحده لاشريك له واشهدان محمدا عبده ورسوله سبحانك اللّٰهم وبحمدك لااله الا انت عملت سوء اوظلمت نفسی استغفرك واتوب اليك فاغفرلی وتب علی انك انت التواب الرحيم) اللّٰهم اجعلنی من التوابين واجعلنی من المتطهرين واجعلنی من عبادك الصالحين واجعلنی من ورثة جنة النعيم واجعلنی من الذين لاخوف عليهم ولاهم يحزنون واجعلنی عبدا صبورا شكورا واجعلنی ان اذكرك كثيرا واسبحك بكرة واصيلا ، اعوذبالله من

Marfat.com

الشیطان الرجیم، بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم انا انزلناہ
تا آخر پھر یہ دعا پڑھتے:
اللّٰھم اشفنی بشفآئك وداونی بدوآئك وعافنی من البلآء واعصمنی من الاھوال والامراض والاوجاع
(اور آپ اعضائے وضو کپڑے سے نہ پونچھتے)

آپ کی نماز تہجد، وتر، اور مراقبہ

اس کے بعد لطیف ونفیس لباس زیب تن فرماتے اور پورے تجمل و وقار کے ساتھ نماز کی طرف متوجہ ہوتے اور دو رکعت خفیف ادا فرماتے اور پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد یہ آیت پڑھتے:

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ [العمران:۱۳۵،۱۳۶]
(اور دوسری رکعت میں بعد فاتحہ یہ آیت پڑھتے)
وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا [النسآء:٦٤]
وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا [النسآء:۱۱۰]

باقی نماز تہجد کو بطول قراءت ادا فرماتے لیکن ہر بعد کے دوگانہ کی قراءت پہلے دوگانہ سے کم ادا کرتے آپ اکثر اوقات نماز تہجد بارہ رکعت پڑھتے کبھی دس اور کبھی آٹھ

Marfat.com

فرماتے (اکثر ان میں قرآن مجید کے دو تین سیپارے پڑھتے تھے کبھی کبھی حالت محویت
نصف شب سے صبح تک ایک ہی رکعت میں گذار دیتے اور جب خادم عرض کرتا کہ صبح
ہونے والی ہے تب دوسری رکعت تخفیف قراءت کے ساتھ ادا فرما کر سلام پھیر دیتے) اکثر نماز
میں سورہٰ یٰسین پڑھتے اور فرماتے کہ اس کی قراءت میں بہت زیادہ نفع ہے اور بے شمار
نتائج وثمرات پائے گئے ہیں کبھی نماز تہجد میں سورہٰ حٰم السَّجْدَة سورہٰ ملك سورہٰ مزمل
سورہٰ واقعة اور چہار قل بھی پڑھتے تھے بعد ازاں اگر اول شب میں وتر نہ پڑھنے ہوتے تو
تین رکعت وتر پڑھتے اور فاتحہ کے بعد پہلی رکعت میں سورہٰ سبح اسم اور دوسری میں قل
یایھا اور تیسری میں قل ھو اللہ پڑھتے تیسری رکعت میں قل ھو اللہ کے بعد قنوت حنفی
کے ساتھ شافعی ضم کرتے جیسا کہ حنفیوں کی کتاب میں موجود ہے اور وہ قنوت یہ ہے:

اللّٰھم اھدنا فی من ھدیت وعافنا فی من عافیت
وتولنا فیمن تولیت وبارك لنا فیما اعطیت و قنا فی
شر ما قضیت انك تقضی ولا یقضیٰ علیك انه لا یذل
من والیت ولا یعزمن عادیت تبارکت ربنا وتعالیت .
نستغفرك ونتوب الیك وصلی الله علی النبی۔

اگر وتر اول شب میں پڑھ لیتے تو نماز تہجد کے بعد وتر نہ پڑھتے کیونکہ ایک رات میں دو دفعہ وتر پڑھنا مشروع نہیں ہے پھر سورہٰ آل عمران کا آخری رکوع پڑھتے یعنی ان فی خلق السمٰوٰت...... الخ بعد ازاں ستر مرتبہ استغفار پڑھتے اور کبھی کبھی آیت کریمہ رب انی ظلمت نفسی فاغفرلی ستر مرتبہ پڑھتے (بعدہ صبح تک مراقبہ کرتے یا کلمہ طیبہ پڑھتے قبل از نماز فجر موافق سنت سو جاتے تا کہ تہجد بین النوم واقع ہو)۔

آپ کی نماز فجر

پھر صبح سے قبل بیدار ہوتے اور تازہ وضو فرما کر سنت فجر گھر پر پڑھتے ان میں فاتحہ کے بعد اکثر پہلی رکعت میں قل یاالکفرون اور دوسری میں قل ھو اللہ پڑھتے تھے (سنت وفرض

Marfat.com

کے درمیانی وقت میں تسبیح وتہلیل کرتے تھے یعنی سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم آہستہ آہستہ پڑھتے تھے بعدازاں بجانب قبلہ داہنا ہاتھ داہنے رخسار کے نیچے رکھ کر لیٹ جاتے لیکن آخر میں یہ اضطجاع (کروٹ پر لیٹنا) ترک کردیا تھا) پھر مسجد تشریف لے جاتے مسجد میں داخل ہوتے وقت اعتکاف کی نیت اس طرح کرتے: نویت ان اعتکف مادمت فی المسجد ، اگر مکروہ وقت نہ ہوتا تو دورکعت تحیۃ المسجد ادا کرتے ان کو کبھی ترک نہ کرتے بعد ازاں نماز فجر جماعت کثیر کے ساتھ اسفار (اجالے) میں ادا کرتے خود امامت فرماتے اور طوال مفصل پڑھتے بعد ادائے فرض اسی جلسہ میں دس مرتبہ

لآالہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت بیدہ الخیر وھو علی کل شیءٍ قدیرٌ

اور سات مرتبہ

اللّٰھم اجرنی من النار ،

اس کے بعد یہ آیت کریمہ تلاوت فرماتے۔

الٰھکم الٰہ واحد لآالہ الا ھوالرحمن الرحیم

پھر حٰم تنزیل الکتاب سے الیہ المصیر تک اور آیت الکرسی اور آیت کریمہ

فسبحان اللہ حین تمسون وحین تصبحون ......تخرجون .

تک پڑھتے (پھر مقتدیوں کے دائیں یا بائیں جانب رجوع ہوکر دعا کے واسطے ہاتھ اٹھاتے بعد دعا دونوں ہاتھ چہرۂ مبارک پر پھیرتے)۔

آپ کا حلقہ ذکر وتوجہ

بعدازاں آپ اپنے احباب کے ساتھ حلقہ ذکر ومراقبہ فرماتے شغل باطنی میں تابلندی آفتاب بقدر یک نیزہ مشغول رہتے (حلقہ میں کبھی کبھی حافظ صاحب سے قرآن شریف بھی سنتے)۔

Marfat.com

...کی نماز اشراق واستخارہ

بعدہ دو یا چار رکعت نماز اشراق پڑھتے اول رکعت میں بعد فاتحہ آیت الکرسی وسورۃ ...ن تا نفخ فی الصور اور دوسری رکعت میں بقیہ سورۃ یٰسین آخر تک اور سورۃ الشمس پھر دو رکعت بہ نیت استخارہ پڑھتے کبھی اوّل رکعت میں قل یاایھا الکفرون دوسری میں قل ھو اللہ اور کبھی پہلی میں سبح اسم، الم نشرح اور قل یا ...ور دوسری میں قل ھو اللہ تین مرتبہ اور معوذتین ایک ایک بار پڑھتے اور سلام کے بعد استغفار اس طرح پڑھتے:

اللّٰھم انت ربی لاالٰہ الا انت خلقتنی وانا عبدك وانا علیٰ عھدك ووعدك مااستطعت واعوذبك من شرما صنعت ابوٓء لك بنعمتك علی وابوٓء بذنبی فاغفرلی فانه لایغفر الذنوب الاانت

اس کے بعد یہ دعاء استخارہ پڑھتے

اللّٰھم انی استخیرك بعلمك واستقدرك بقدرتك واسئلك من فضلك العظیم فانك تقدرولا اقدروتعلم ولا اعلم انك انت علام الغیوب اللّٰھم ان كنت تعلم ان ماارید من ای عمل خیرلی فی دینی ودنیای ومعاشی وعاقبة امری الیوم فاقدرہ لی ویسرلی ثم بارك لی فیه اللّٰھم ان كنت تعلم ان ماارید من ای عمل شرلی فی دینی ودنیا ی ومعاشی وعاقبة امری الیوم فاصرفه عنی واصرفنی عنه واقدرلی الخیر حیث كان ثم ارضنی به وصلی اللّٰه تعالیٰ علیٰ خیر خلقه محمد واله وصحبه وبارك وسلم

Marfat.com

بوقت شب بھی نوافل اوابین ادا کرنے کے بعد ہی دعا استخارہ پڑھتے اور الیـــوم بجائے الـلیـل پڑھتے چونکہ بعد نماز فجر مجلس سکوت (مراقبہ) فرماتے تھے اس لئے بعض دعوات یومیہ اشراق کے بعد پڑھتے وہ دعائیں یہ ہیں:

اصبحنا واصبح الملك لله سبحانه والحمدلله لااله الاالله وحده لاشريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير اللّهم انى اسئلك خيرمافى هذا اليوم فتحه ونصره ونوره وبركته وهداه واعوذبك من شرما فى هذااليوم وشرمابعده اللهم مااصبح لى من نعمة اولاحدمن خلقك فمنك وحدك لاشريك لك فلك الحمد ولك الشكر

اور تین مرتبہ

اعوذ بكلمات اللّه التامات من شرماخلق

اور تین مرتبہ

بسم الله الذى لايضرمع اسمه شىء فى الارض ولا فى السماء وهو السميع العليم،

اور سات مرتبہ

حسبى اللّه لااله الا هوعليه توكلت وهورب العرش العظيم

اور سات مرتبہ

رب اعوذ بك من همزات الشياطين واعوذبك رب ان يحضرون

اور سات مرتبہ

اللّهم نبّهنى قبل ان ينبهنى الموت

Marfat.com

اور سات مرتبہ

اللّٰهم الهمنی رشدی واعذنی من شرنفسی

اور سات مرتبہ

ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذهديتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب

اور سات مرتبہ

یامقلب القلوب ثبت قلوبنا علی طاعتك

اور سات مرتبہ

اللّٰهم وفقنا لمرضاتك وثبتنا علی دينك وعلی طاعتك

اور سات مرتبہ

اللّٰهم اغفرلی ولامة محمد صلی الله عليه وسلم

اور سات مرتبہ

رب انی ظلمت نفسی فاغفرلی

اور سو مرتبہ

سبحان الله وبحمده

اور تینتیس (۳۳) بار

سبحان الله

اور تینتیس مرتبہ (۳۳)

الحمدالله

تینتیس مرتبہ (۳۳) مرتبہ

الله اكبر

اور ایک مرتبہ

لااله الا الله وحده لاشريك له له الملك وله الحمد

Marfat.com

بیدہ الخیر وھو علی کل شیءٍ قدیر

اوران میں سے بعض دعاؤں کو نماز اوابین کے بعد بھی پڑھتے اوران چاروں کلما[ت] کو ہر فرض نماز کے بعد اعداد مذکورہ بالا کے موافق پڑھتے اوراگر اشراق کے بعد اوراد[ِ] مذکورہ کے پڑھنے کی فرصت نہ ملتی تو دن رات میں جس وقت فرصت میسر آتی ان اوراد کو پ[ڑھ] لیتے تھے۔

آپ کی خلوت اور صحبت

بعد ازاں خلوت میں تشریف لے جاتے اور بمقتضائے حال کبھی قرآن شریف پڑھ[تے] اور کبھی کلمہ طیبہ کا تکرار کرتے اور گاہ گاہ طالبان خدا کو جدا جدا طلب کر کے احوال پرسی فرما[تے] اور ہر ایک کے حال کے موافق ارشاد فرماتے اور بسا اوقات ایسا ہوتا کہ ان کے اگلے پچھلے احوال تفصیل وشرح کے ساتھ خود بیان فرماتے اور مقامات وکیفیات سے اگاہ فرماتے اور کبھی خاص خاص اصحاب کو طلب فرما کر اسرار خاصہ ومعارف مکشوفہ بیان فرماتے اوران کے پوشیدہ رکھنے میں کوشش کرتے معارف بیان کرتے وقت محسوس ہوتا کہ گویا القاء واعطاء حال کرتے ہیں بار[ہا] ایسا اتفاق ہوا کہ جس وقت طالبان سلوک کوئی معرفت حضرت کی زبان سنتے بمجرد سننے کے اس معرفت سے حضرت کی توجہ کے ساتھ متحقق ہو جاتے ہر ایک کو اس کے حال اور استعداد کے موافق ذکر وفکر تعلیم فرماتے اور سب کو علو ہمت واتباع سنت ودوام ذکر وحضور مراقبت اور اخفاء حال کی تاکید فرماتے اور تکرار کلمہ طیبہ لاالٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کی نہایت ترغیب دلاتے اور فرماتے کہ اس کلمہ معظم کے مقابلہ میں تمام عالم کی مثال ایسی ہے جیسے دریائے محیط کے مقابلہ میں قطرہ اور فرماتے کہ یہ کلمہ طیبہ جامع کمالات ولایت ونبوت ہے اور فرماتے کہ فقیر کو معلوم ہوا ہے کہ اگر تمام جہان کو ایک مرتبہ کلمہ طیبہ کہنے پر بخشدیں اور بہشت میں بھیج دیں تو بھی گنجائش رکھتا ہے اور فرماتے کہ اس سے زیادہ کوئی آرزو دل میں نہیں ہے کہ ایک گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر اس کلمہ کے تکرار سے متلذذ ومحفوظ ہوں مگر کیا کیا جائے کہ یہ آرزو میسر نہیں اور مریدوں کو کتب فقہ کے مطالعہ کی تاکید فرماتے تاکہ معلوم ہو کہ کونسا مسئلہ مفتیٰ بہ ہے اور کونسا مسنون ومعمول بہا اور کونسا مسئلہ بدعت ومردود ہے حضرت کی احباب سے خاموشی کی صحبت ہوتی

Marfat.com

جناب پر اس قدر ہیبت وجلال غائب تھا کہ مجال انبساط ودم زدن نہ تھی اور حضرت کی تمکین درجہ کی تھی کہ واردات متنوعہ وتلونہ کے متواتر وبکثرت وارد ہونے کے باوجود ہرگز کبھی اثر ان ظاہر نہیں ہوا البتہ چشم پر آب ہو جاتی اور گاہ گاہ اثنائے بیان حقائق میں رخسارۂ دیدہ کا رنگ ون ہو جاتا اور رُخسار سرخ وعرق آلود ہو جاتے۔

آپ کی نماز چاشت

بعدہ نماز ضحیٰ یعنی نماز چاشت کی آٹھ رکعت ادا کرتے اگرچہ وہ چار رکعت جو اول پڑھتے تھے داخل ضحیٰ تھیں پس حاصل یہ کہ نماز ضحیٰ بارہ رکعت پڑھتے تھے اور کبھی بسبب قلت وقت انہی چار رکعتوں پر جو کہ اول بہ نیت اشراق پڑھتے تھے اکتفا فرماتے اور کبھی اول کی دو ہی رکعت پر اور قراءت نماز چاشت میں بعد فاتحہ سبح اسم اور والشمس اور واللیل اور والضحیٰ اور چہار قل پڑھتے تھے (اوائل حال میں نماز تہجد ونماز ضحیٰ وفی الزوال میں اکثر تکرار قرأت سورۂ یٰسین فرماتے حتی کہ کبھی کبھی اس سورۂ مبارکہ کا دن رات میں (۸۰)(۸۰) مرتبہ پڑھنے کا اتفاق ہو جاتا آپ نماز ضحیٰ خلوت میں ادا فرماتے تھے)۔

آپ کا طعام قیلولہ

بعدہ محل سراء میں تشریف لے جاتے اور کھانا تناول فرماتے اور کھاتے وقت فرزندان اور درویشوں کو طعام تقسیم فرماتے اور اگر فرزندان ودرویشوں اور خادموں میں سے کوئی شخص اس وقت موجود نہ ہوتا تو اس کے حصہ کا کھانا رکھ چھوڑنے کے واسطے ہدایت فرماتے حضرت کے گھر کا کھانا بہت لذیذ ہوتا تھا، کھانا کھاتے وقت حضرت داہنا زانو کھڑا کر لیتے اور بایاں بچھا لیتے اور کبھی غیر مجالس میں دیکھا جاتا کہ دونوں زانو کو کھڑا کر لیتے اور

بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیء فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم فاللہ خیر حافظا وھو ارحم الراحمین

اور سورۂ لایلاف پڑھتے اور کھانا تناول فرمانے کے بعد اگر طعام نمکین ہوتا تو یہ دعا پڑھتے:

Marfat.com

الحمدللّٰہ الذی اطعمنی ھذا الطعام الطیف الملیح بغیر حول ولاقوۃ

اگر طعام شیریں ہوتا تو ھذا الطعام الطیف الحلو فرماتے اور کبھی یہ دعا پڑھتے

الحمدللّٰہ الذی اطعمنا وسقانا واشبعنا وارواناوجعلنا من المسلمین

اور اگر کسی کی دعوت نوش فرماتے یہ بھی پڑھتے:

اللّٰھم اغفر لاکلہ ولباذلہ ولمن کان لہ شیء فیہ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد والہٖ واصحابہ وسلم

اگر صاحب طعام موجود ہوتا تو فرماتے جزاکم اللّٰہ عنا خیرا اگر صاحب طعام موجود نہ ہوتا تو جزاھم اللّٰہ خیرا کہتے اور کبھی یہ دعا پڑھتے:

اللّٰھم ارزقنی ماتحب وترضیٰ واجعلھا عونا علی ما تحب

(مگر کھانے کے بعد ہاتھ اٹھا کر فاتحہ نہ پڑھتے تھے جیسا کہ عام لوگوں میں رواج ہے کیونکہ یہ فعل احادیث صحیحہ میں وارد نہیں ہے اور تین انگلیوں سے لقمہ لیتے اور اس نیت سے تناول فرماتے کہ کھانا سنت ہے آپ کی غذا نہایت قلیل دو چپاتی گیہوں کی ہوتی تھی اور بکری کا گوشت اور مغز (بھیجا) بہت مرغوب تھا کباب بھی دستر خوان پر ہوتے تھے روزانہ صرف ایک بار دوپہر سے کچھ پہلے کھانا تناول فرماتے اور وہ بہت قلیل اس کے باوجود فرمایا کرتے کیا کیا جائے کہ بحکم اقتضائے آخر زمانہ بھوک میں آنحضرت ﷺ کا کمال اتباع میسر نہیں ہوتا اور کھانا نہایت خشوع وخضوع سے تناول فرماتے اور اس امر کی مریدوں کو بھی نہایت تاکید فرماتے اور آپ کے ارشادات میں سے ہے کہ عارف کو کوئی چیز ملکیت سے بشریت کی طرف لانے والی کھانے سے زیادہ نہیں دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد تھوڑی دیر بطریق سنت قیلولہ فرماتے تھے اور آپ کا مؤذن ظہر کی اذان اوّل وقت میں کہا کرتا تھا جیسے ہی اذان ہوتی بمجرد استماع اللّٰہ اکبر آپ بے اختیار بعجلت اٹھ بیٹھتے اور تخت سے زمین پر اتر آتے۔

Marfat.com

آپ کی نماز ظہر

جس وقت آپ اذان سنتے اس کا جواب دیتے اور بوقت حیعلتین (حی علی الصلوٰۃ وحی علی الفلاح) لاحول ولا قوۃ الا باللہ، فرماتے اور فی الفور وضو کر کے مسجد میں تشریف لے جاتے پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھتے بعد ازاں چار رکعت سنت زوال (سنت مؤکدہ) بطول قراءت ادا کرتے اور فرماتے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زمان بعثت سے تا زمان رحلت سنت زوال (سنت مؤکدہ) ترک نہیں فرمائیں اور ان میں طوال مفصل (بڑی سورتیں) پڑھتے اور کبھی بمقتضائے عدم گنجائش قصار (چھوٹی سورتیں) پڑھتے پھر تکبیر اقامت کے بعد خود امامت فرماتے اور ظہر کے فرض ادا کرتے اور قراءت میں طوال مفصل سورتیں پڑھتے (نماز فرض سے فارغ ہونے کے بعد یہ دعا اللّٰھم انت السلام ومنك السلام والیك یرجع السلام تبارکت ربنا وتعالیت یا ذالجلال والاکرام پڑھ کر کھڑے ہو جاتے) بعد ازاں دو رکعت سنت مؤکدہ پڑھتے اور پھر چار رکعت سنت زائد پڑھتے اس کے بعد ظہر کے بعد کی ماثورہ دعائیں پڑھتے۔

آپ کا حلقہ ذکر و توجہ و تعلیم دین اور نماز عصر و ختم خواجگان رحمۃ اللہ علیہ

اس کے بعد لوگوں کی جانب متوجہ ہو کر بیٹھتے اور احباب کے ساتھ حلقہ کرتے حافظ صاحب قرآن شریف پڑھتے اور آپ سماعت فرماتے کبھی ایک جز اور کبھی نصف جز پڑھا جاتا اور حضرت مریدوں کو مراقبہ کراتے اور فارغ ہونے کے بعد دینی کتب کا درس فرماتے اور اگر حافظ موجود نہ ہوتا تو خود تلاوت قرآن مجید کرتے) اور جب مثلین کے بعد وقت عصر ہو جاتا تو (تجدید وضو کے بعد چار رکعت سنت عصر ادا کرتے اور یہ کبھی نہیں دیکھا گیا کہ آپ نے ان سنتوں کو ترک کیا ہو بعد ازاں خود امامت فرماتے اور) اول وقت میں جماعت کثیرہ کے ساتھ فرض ادا کرتے اس کے بعد ادعیہ ماثورہ وقت عصر پڑھ کر احباب کے ساتھ پھر بیٹھتے اور ختم خواجگان پڑھتے اور حلقہ کراتے حفاظ صاحب قرآن کریم پڑھتے۔ حضرت اور آپ کے احباب مراقب بیٹھتے اکثر اوقات خلوت میں درویشوں سے احوال دریافت فرماتے اور ہر ایک کی مناسبت کے مطابق اس کی

Marfat.com

راہنمائی فرماتے (اوران کی ترقی کے لیئے ہمت فرماتے کبھی کچھ اور عمل صالح کرتے)۔

آپ کی نماز مغرب اور صلوٰۃ اوابین

بعدازاں اگر ابر وغبار وغیرہ نہ ہوتا تو مغرب کی نماز غروب آفتاب کے بعد اول وقت میں ادا فرماتے اور فرض نماز ادا کرنے کے بعد اسی جلسہ میں دس مرتبہ

لاالـه الا الـلّـه وحـده لاشريك له له الملك وله الحمد يحی ويميت بيده الخير وهو علی كل شی قدير

پڑھتے اور سات دفعہ

اللّٰهم اجرنی من النار

پڑھتے بعدازاں دو رکعت سنت اور چھ رکعت اور چھ یا چار رکعت نماز اوابین پڑھتے اور اکثر اوقات اس میں سورۂ واقعہ سورۂ اخلاص پڑھتے (اس کے بعد اس وقت کی ماثورہ دعائیں پڑھتے)۔

آپ کی نماز عشاء و وتر

بیاض افق کے زوال کے بعد کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک شفق اسی سے مراد ہے اور وہ عشاء کا متفق علیہ وقت ہے مسجد میں تشریف لاتے اول دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھتے بعدازاں چار رکعت یا دو رکعت سنت پڑھتے اور پھر فرض ادا فرماتے اور بغیر اس کے کہ ادعیہ پڑھیں صرف اللّٰھم انت السلام مذکورہ پڑھ کر اٹھ جاتے اور دو رکعت سنت مؤکدہ پڑھتے بعدازاں اکثر چار رکعت اور مستحب پڑھتے اور ان چار رکعت مستحب میں سورۂ الـم سجده اور سورته تبارك وقل یا ایها و قـل هو الله پڑھتے اور کبھی ان چار رکعت میں چاروں قل والی سورتیں پڑھتے اور اگر ان چار رکعت میں سورۂ الم سجده اور سورة الملك نہ پڑھتے تو وتروں کے بعد ان دونوں سورتوں کو مع سـورة الدخان پڑھتے تھے اور دوستوں کو بھی اس وقت میں ان سورتوں کے پڑھنے کی ترغیب فرماتے بعدازاں وتر پڑھتے اور وتروں کی پہلی رکعت میں اکثر سبـح اسم ربك اور دوسری رکعت میں قـل يـا ايهـا الكفرون اور تیسری رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھتے تھے اور قنوت حنفی کے ساتھ قنوت شافعی کو بھی ملاتے یعنی دونوں کو پڑھتے اس کے بعد کبھی دو رکعت بیٹھ

Marfat.com

کر پڑھتے اول رکعت میں اذازلزلت الارض اور دوسری رکعت میں قل یا ایھا الکفرون پڑھتے اور آخر میں ان دو رکعت کو ترک کر دیا تھے شاذ و نادر ہی پڑھتے تھے اور ارشاد فرماتے تھے کہ اس میں فقہا کا اختلاف ہے (اور نماز وتر کے بعد جو دو سجدے کرنے کا رواج ہے آپ ادا نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ علماء نے اس کی کراہت پر فتوی دیا ہے اور وتر کی نماز کبھی اول شب میں ادا فرماتے اور کبھی نمازِ تہجد کے بعد اور جب اول شب میں وتر ادا فرماتے تو نماز تہجد کے بعد ان کا اعادہ نہ فرماتے جیسا کہ بعض لوگ کرتے ہیں اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ایک شب میں دو وتر نہیں ہیں نیز آپ فرمایا کرتے تھے کہ وتر اخیر میں ادا کرنے کی صورت میں جب نمازی سونے لگے اور اس کی نیت یہ ہو کہ وتر آخر شب میں ادا کرے گا تو اس کے وتر ادا کرنے تک کراماً کاتبین تمام شب اس کے اعمالنامہ میں حسنات لکھتے رہتے ہیں پس جہاں تک ممکن ہو وتر آخر شب میں ادا کرنا بہتر ہے اس کے باوجود یہ بھی فرماتے تھے اور تحریر بھی فرمایا ہے کہ وتر کی تعجیل و تاخیر میں آنحضرت ﷺ کی متابعت کے سوا اور کچھ مدنظر نہیں ہے اور کوئی فضیلت آنحضرت ﷺ کی متابعت کے برابر نہیں ہو سکتی اور آنحضرت ﷺ کبھی اول شب میں وتر پڑھتے تھے اور کبھی آخر شب میں اور یہ فقیر اپنی سعادت اسی میں جانتا ہے کہ کسی امر میں حضور ﷺ کے ساتھ تشبہ حاصل ہو جائے اگرچہ یہ تشبہ بحسب صورت ہی ہو)۔

استراحت

آپ نماز عشاء کے بعد جلدی بستر استراحت پر تشریف لیجاتے اور سونے سے قبل سورۂ فاتحہ وآیۃ الکرسی و اٰمن الرسول تا آخر اور آیۃ کریمہ ان ربکم اللّٰہ الذی خلق السموت والارض تا من المحسنین اور آیت قل ادعوا اللّٰہ اوادعوا الرحمن الخ اور چہار قل پڑھتے اور جس وقت لیٹتے پہلوئے راست پر تکیہ کرتے اور داہنے ہاتھ کو داہنے رخسار مبارک کے نیچے رکھتے اور یہ دعا پڑھتے:

اللّٰھم باسمك ربی وضعت جنبی وبك ارفعه ان امسكت نفسی فاغفرلها وان ارسلتها فاحفظها بما

Marfat.com

تحفظ به عبادك الصالحين اللّٰهم انی اسلمت نفسی اليك ووجهت وجهی اليك وفوضت امری اليك والجات ظهری اليك رغبة ورهبة اليك لاملجاولا منجیٰ منك الا اليك اللّٰهم اني امنت بكتابك الذی انزلت وبرسولك الذی ارسلت اللّٰهم انی احمدك بكل لسان واستعيذبك من البلاياولا حول ولا قوة الا باللّٰه العلی العظيم، اعوذ بكلمت اللّٰه التامات من شر ماخلق ...... تین مرتبہ اسی کلمہ کی تکرار فرماتے۔

پھر تینتیس مرتبہ سبحان اللّٰه اور تینتیس مرتبہ الحمدللّٰه اور تینتیس مرتبہ اللّٰه اكبر اور ایک مرتبہ لااله الا اللّٰه وحده لاشريك له له الملك وله الحمد بيده الخير وهو حی لايموت ابدا ابدا ذوالجلال والاكرام وهو علىٰ كل شیء قدير پڑھتے اور سو مرتبہ سبحان اللّٰه وبحمده پڑھتے اور نیز اس کلمہ کو روزانہ بلاناغہ سو مرتبہ اور سو مرتبہ بعد تہجد بھی پڑھتے۔

آپ کی نماز جمعہ وعیدین اور تراویح وغیرہ

آپ نماز جمعہ مسجد جامع میں جس طرح کہ علماء حنفیہ نے فرمایا ہے اسی طرح ادا کرتے اور بعد ادائے فرض جمعہ سات مرتبہ سورۂ فاتحہ، سات مرتبہ سورۂ اخلاص اور سات مرتبہ معوذتین مع بسم اللّٰه پڑھتے اور بعد ادائے نماز جمعہ صلوٰۃ ظہر احتیاط ادا فرماتے کہ کل شرائط جمعہ بقول بعض فقہا اس وقت نہیں پائی جاتی تھیں اور اس طرح نیت کرتے نويت ان اصلی للّٰه تبارك وتعالىٰ اربع ركعات اخر فرض الظهر ادركت وقته ولم اتوده (یعنی میں نے چار رکعت آخر فرض ظہر کی جس کا وقت میں نے پایا اور اس وقت تک ادا نہ کیا تھا) اور جمعہ کے روز ظہر کی نماز جماعت سے ادا نہ فرماتے اگر کبھی کچھ بیماری وغیرہ ہوتی اور نماز ظہر کے لئے نہ جا سکتے تو منفرد نماز ظہر ادا فرماتے اور اسی طرح سے سفر میں بھی طریقہ جاری رکھتے حالانکہ آپ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے پر بہت حریص تھے فرماتے تھے کہ ہم مجتہدین رحمہم اللہ کے تابع ہیں

Marfat.com

انہوں نے جس کام کا امر کیا ہے وہ کرنا چاہئے اور جس سے منع کیا ہے وہ نہیں کرنا چاہئے
آخر عشرہ رمضان میں مسجد میں اعتکاف کرتے اور عشرہ ذی الحجہ میں عزلت اختیار اور ان عشرات
میں طاعات واذکار وصیام کی طرف بہت راغب ہوتے اور درود شریف بکثرت پڑھتے خصوصاً
شب جمعہ روز جمعہ وشب دوشنبہ وروز دوشنبہ میں بکثرت درود شریف پڑھتے اور آخر زمانہ میں شب
جمعہ کو دوستوں کو جمع کر کے ہزار بار درود شریف پڑھتے اور اس کے بعد نہایت انکساری کے ساتھ
کچھ دیر مراقبہ کرتے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ اس پر مامور تھے اور آپ بلاناغہ رسالہ صلوات
ماثورہ جو ایک جزو سے زیادہ ہے اور دلائل قادریہ جو حضرت غوث الاعظم قدس سرہ کا ترتیب دیا ہوا
رسالہ درود ہے کبھی بعد ظہر اور کبھی بعد عشاء پڑھا کرتے تھے۔

عیدین کے موقع پر عیدگاہ تشریف لیجاتے اور اس روز کی جمعیت کو غنیمت سمجھتے
مسلمانوں کی جماعت کو وسیلہ بنا کر دعا کرتے تھے عید الاضحیٰ کے لئے جاتے ہوئے راستہ میں بلند
آواز سے تکبیریں کہتے اور کبھی کتاب مضمرات کے فتویٰ کی بنا پر پست آواز سے کہتے اور ذی الحجہ کے
اول عشرہ میں حاجیوں کے ساتھ تشبہ کی غرض سے بال وناخن نہ کترواتے کیونکہ ایسا کرنا مستحب ہے
لیکن دیگر افعال جن کو اہل عرفات کے تشبہ کی غرض سے لوگ یہاں پر کرتے ہیں وہ افعال آپ نہیں
کرتے تھے اور مکروہ جانتے تھے البتہ بعض ادعیہ ماثورہ پڑھا کرتے تھے اور اس عشرہ ذی الحجہ میں
ہر روز نماز عشاء اور نماز فجر کی دوسری رکعت میں سورہ والفجر پڑھتے بلکہ اس ماہ کے آخر تک اسی طرح
اس پر عمل فرماتے ذکر جہر کو سوائے چند مواقع کے جائز نہ رکھتے۔

کسوف وخسوف ونماز تراویح کو سفر وحضر میں ترک نہ فرماتے اور پوری دلجمعی کے ساتھ
ادا کرتے تھے رمضان المبارک میں نماز تراویح کی بیس رکعات جماعت سے بقراءت جہرا ادا
کرتے اور اس ماہ مبارک میں تراویح کے اندر تین قرآن سے کم ختم نہ کرتے (اور ہر چہار رکعت
تراویح کے بعد تین مرتبہ:

سبحان ذی الملك والملكوت سبحان ذی العزة
والعظمة والهيبة والقدرة والكبرياء والجبروت سبحان
الملك الحی الذی لاينام ولا يموت سبوحٌ قدوسٌ ربنا

Marfat.com

ورب الملائكة والروح اللهم اجرنی من النار پڑھتے
اور ہر دو رکعت کے بعد یہ دعا پڑھتے، یاکریم المعروف یاقدیم الاحسان
احسن علینا باحسانك القدیم باللّٰه، اور ختم کل تراویح پر یہ دعا پڑھتے:

اللّٰهم إنا نسئلك الرضوان والجنة ونعوذبك من النار
اللّٰهم یاخالق الجنة والنار برحمتك یاعزیز یاغفار
یاکریم یاستار یارحیم یابار اجرنا
یامجیر یامجیر یامجیر بعزتك وفضلك ربی اللهم انك
عفو تحب العفو فاعف عنا یاغفور یاغفور اللّٰهم إنا
نسئلك العفو والعافیة والمعافاة الدائمة فی الدین
والدنیا والاخرة

چونکہ خود حافظ قرآن تھے اسلئے دیگر ایام میں بعد ظہر ہمیشہ تلاوت فرماتے تھے اور حلقات میں استماع قرآن شریف ہمیشہ جاری تھا اور نماز وغیرہ میں اس طرح قراءت پڑھتے تھے گویا الفاظ کے ضمن میں معنی ادا فرماتے جاتے ہیں اور سامعین کو بدیہی طور سے معلوم ہوتا تھا کہ اسرار قرآنی اس مضرب سبحانی پر وارد ہو رہے ہیں بہت لوگ جو کہ مرید بھی نہ تھے کہتے کہ حضرت قرآن کریم اس طرح پڑھتے ہیں گویا کہ الفاظ آپ کے دل سے نکل رہے ہیں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ آواز بنا بنا کر ہرگز نہ پڑھتے اور نماز تراویح میں اکثر سامعین کو غنودگی طاری ہو جاتی تھی لیکن حضرت کو کبھی کچھ بھی نہ ہوتی تھی اور اسی طرح کھڑے کھڑے قرآن کریم سنتے رہتے مولانا بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک روز میں نے حضرت سے عرض کیا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ کو کبھی غنودگی نہیں ہوتی فرمایا شناوری دریائے اسرار قرآنی فرصت نہیں دیتی کہ پلک بھی جھپکاؤں سفر میں منزل پر پہنچنے تک تلاوت قرآن فرماتے اور جس وقت آیت سجدہ آتی فی الفور سواری سے اتر کر زمین پر سجدہ کرتے) روزہ افطار کرنے کیلئے اگر کھجور موجود ہوتی تو اس سے ورنہ پانی سے روزہ افطار فرماتے اور افطار کے وقت یہ دعا پڑھتے:

اللّٰهم لك صمت وبك امنت وعلیك توكلت وعلی

Marfat.com

وزقك افطرت

(افطار کے بعد یہ دعا پڑھتے)

الحمدللّٰہ الذی اعاننی فصمت ورزقنی فافطرت اللھم ذھب الظماء وابتلت العروق وثبت الاجر ان شآء اللّٰہ تعالیٰ

روزہ کی نیت اس طرح کرتے...... بصوم غدمن شھر رمضان فریضة نویت۔

کیفیت نماز و دیگر مسائل

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ بوقت تکبیر تحریمہ نماز ہر دو انگوٹھے کان کی لوتک لے جاتے اور ہاتھوں کی انگلیوں کو بغیر اسکے کہ کھلی یا ملی ہوئی رکھیں متوجہ قبلہ رکھتے اور اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھوں کو نیچے لاتے اور زیر ناف داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر اس طرح سے رکھتے کہ داہنے ہاتھ کی خنصر (چھنگلیا) اور ابہام (انگوٹھا) سے حلقہ ہو جاتا اور تین انگلیاں کلائی پر لمبی لمبی رکھی جاتیں اور دونوں پاؤں کے درمیان چار انگشت کا فاصلہ ہوتا اور دونوں پاؤں پر برابر زور رکھتے ایک پاؤں پر زور دیکر دوسرے کو آرام نہ دیتے اور قیام کی حالت میں سجدہ کی جگہ پر نگاہ رکھتے اور نہایت تجوید و تعمق معانی و اسرار قرآنی سے قراءت پڑھنے بعد ازاں تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں جاتے اور قدموں پر نظر رکھتے اور سر پشت کے ساتھ برابر کرتے اور گھٹنوں کو انگلیاں کھول کر بقوت پکڑتے اور زانو ٹیڑھا نہ ہونے دیتے پھر قومہ بمقدار تسبیح کرتے اور بحالت انفراد سمع اللّٰہ لمن حمدہ ربنا لك الحمد کہتے اور دونوں سجدوں کے درمیان بقدر تسبیح جلسہ کرتے اور سجدہ میں ناک کی نرمہ پر نگاہ رکھتے اور پیٹ کو زانو سے اور زانو کو بازو سے جدا رکھتے اور بوقت سجدہ تمام اعضا پر برابر زور دیتے اور تشہد میں دونوں پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ کی جانب متوجہ رکھتے اور کنار (گود) پر نظر رکھتے اور حضرت کے تمام احباب نماز میں حضرت کی تقلید کرتے آپ تشہد میں انگشت شہادت نہ اٹھاتے تھے اور حالت انفراد میں تسبیحات رکوع وسجود پانچ یا سات بلکہ نو یا گیارہ مرتبہ پڑھتے اور کبھی تین مرتبہ پر اقتصار فرماتے یعنی حسب موقع ادا فرماتے اور فرماتے تھے کہ شرم آتی ہے کہ قوت واستطاعت کے باوجود حالت انفراد میں اقل تسبیحات پر اقتصار کیا جائے اور حالت

Marfat.com

امامت میں اس قدر کہتے کہ مقتدی بفراغت تین مرتبہ کہہ سکیں نماز میں سنن و مندوبات و آداب پوری پوری رعایت کے برابر کوئی ریاضت و مجاہدہ نہیں ہے خصوصاً نماز فرض و واجب و سنن کو جو آداب کے ساتھ ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس طرح ادا کرنا بہت مشکل ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وانها لكبيرة الا علىٰ الخاشعين (نماز بہت مشکل ہے مگر اللہ سے ڈرنے والوں پر مشکل نہیں ہے لیکن نماز کے آداب میں سستی کرتے ہیں،) نیز آپ فرمایا کرتے تھے کہ بہت سے ریاضت کرنے والے اور پرہیز گار لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ دوسری باتوں میں رعایت اور احتیاط کو مدنظر رکھتے، آپ دوگانہ نماز تحیۃ الوضوء اور تحیۃ المسجد کبھی ترک نہیں کرتے تھے اور سنن مؤکدہ کی طرح سنن زائدہ کی ادائیگی پر حریص تھے اور ان کو بھی سفر و حضر میں ادا کرتے تھے ترک نہ کرتے تھے اور سوائے تراویح و کسوف کے نماز نفل کو جماعت کے ساتھ ادا نہیں کرتے تھے بلکہ مکروہ جانتے اور منع فرماتے تھے جیسا کہ مکتوبات شریف میں بھی آپ نے تحریر فرمایا ہے نماز خسوف (چاند گہن کی نماز) منفرداً ادا فرماتے روز عاشورہ و شب برات و شب قدر میں لوگ جماعت سے نوافل ادا کرتے ہیں آپ اس کو مبالغہ کے ساتھ منع فرماتے اور اس اجتماع کو خلاف شریعت و ممنوع جانتے تھے امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھتے تھے اور اس فعل کو اچھا نہیں جانتے تھے ہر فاجر کے پیچھے نماز کو جائز جانتے اور پڑھ لیتے تھے ہر اہم کام کے لئے استخارہ کرتے خواہ وہ کلی ہو جزئی اور کبھی چند اہم کاموں کا ایک ہی استخارہ کرتے اور ان کاموں کو دعائے استخارہ میں ظاہر کرتے اور کبھی ہر مہم کے لئے الگ الگ استخارہ کرتے بلکہ ہر نفل و سنت نماز کے بعد دعائے استخارہ پڑھتے اور اس پر اکتفا فرماتے تھے اور اگر کبھی کوئی مہم پیش آتی اور کراہت وقت یا عدیم الفرصتی کی وجہ سے نماز استخارہ پڑھنے کا وقت نہ ہوتا تو صرف دعائے استخارہ پر اکتفا فرماتے اور اگر کبھی اس مہم کے شروع میں استخارہ کرنا بھول جاتے تو درمیان میں یا اس کام کے آخر میں اس کی تلافی کرتے تھے اور اس تقصیر کا تدارک کرتے آنحضرت ﷺ سے جو فعل بھی صدور پذیر ہوا اور احادیث میں وارد ہے آپ اس کی متابعت پوری احتیاط کے ساتھ کرتے اور اگر ایک ہی وقت میں متعدد افعال مسنونہ جمع ہو جاتے اور سب کا بیک وقت عمل میں لانا ممکن نہ ہوتا تو خوب احتیاط برتتے اور افعال مسنونہ کے اعداد کی تعیین میں پوری پوری رعایت فرماتے بیماروں کی عیادت فرماتے اور جو شخص مرنے کے

Marfat.com

ہوتا اس کے پاس تشریف لے جاتے اور جہاں تک ممکن ہوتا اس کے حال پر امداد کرتے
ر کی زیارت کے لئے جاتے اور اموات کے لئے دعا و استغفار کرتے اور قبروں پر قرآن مجید
میں کبھی توقف کرتے کہ بڑے بڑے فقہا اس کی کراہت کے قائل ہیں اور کبھی اس لحاظ سے
امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اس کے جواز کے قائل ہیں اور فتویٰ آپ کے قول پر ہے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ بھی
فاتحہ و آیات قرآنی پڑھتے اور جب قبور کے پاس پہنچتے تو کہتے:

السلام علیکم یااھل لاالہ الا اللہمن اھل لاالہ الا اللہ
اللہم اغفرلمن قال لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ انتم
لنا سابقون وانا الیکم انشاء اللہ لاحقون

اور یہ بھی پڑھتے تھے اللھم انی اسئلك بحرمة محمد والہ وعلیھم
الصلوٰۃ والتسلیمات ان لاتعذبھم اور مردوں کے حال پر خاص توجہ فرماتے اور جب
اپنے والد ماجد کی قبر کی زیارت کے لئے تشریف لیجاتے اپنے روئے مبارک کے سامنے قبر مبارک
کا ہاتھ ملتے اور قبروں کو بوسہ دینے اور ان کا طواف کرنے کو مستحسن نہیں جانتے تھے اور اموات سے
استعانت چاہنے کو جائز فرماتے تھے کھانے کی دعوت قبول فرماتے سماع و رقص کو مکروہ جانتے
اور ایسی مجلس میں جہاں سرود ہوتا حتی الامکان تشریف نہ لیجاتے اس وقت کے صوفیوں کے رقص
سماع کے لئے جمع ہونے کو اچھا نہیں سمجھتے تھے بلکہ اس کا انکار کرتے اور لوگوں کو اس عمل سے نہایت
سختی کے ساتھ منع فرماتے تھے تمام حلال و حرام کے بارے میں جو کچھ علماء کے نزدیک مختار ہے اس
پر عمل کرتے اور عالم کی رائے کو صوفیہ کے عمل و رائے پر مقدم رکھتے اور نجات کو مجتہدین دین کے
اقوال کے ساتھ وابستہ جانتے جس حال کو اہل شریعت جائز نہیں کہتے اس کو معتبر نہیں کہتے تھے
اور اس حال سے بے اعتنائی فرماتے تھے سنن واہل سنن کے خلاف بال برابر بھی تجاوز نہیں کرتے
تھے اور جو کشف ان بزرگوں کی رائے کیخلاف ہوتا اس کو رد فرماتے تھے اور احوال کو ظاہر شریعت
کے تابع رکھتے شریعت کو احوال کے تابع نہیں کرتے تھے فرماتے تھے چونکہ شریعت قطعی ہے اور وحی
سے ثابت ہوئی ہے احوال ظنی ہیں اور کشف احوال سے پیدا ہوئے ہیں پس ظنی کو قطعی کے تابع
رکھنا چاہئے اور قطعی کو ظنی کے تابع نہیں کرنا چاہئے علمائے اشاعرہ کی رائے پر علمائے ماتریدیہ کی

Marfat.com

رائے کو مقدم رکھتے تھے کیونکہ صحیح کشف سے معلوم ہو چکا ہے کہ حق ماتریدیہ کی جانب ہے حضرات انا مؤمن حق" کہتے ہیں اور استثناء سے منع کرتے ہیں (یعنی یہ کہنا جائز نہیں (انا مؤمن انشاء اللّٰہ) اللہ تعالیٰ کی صفات واجبہ آٹھ جانتے اور تکوین کو صفات حقیقیہ میں کرتے ہیں خواص بشر کو خواص ملک سے افضل جانتے نبوت کو ولایت سے افضل کہتے اگرچہ وہ نبی کی ولایت ہو صحو کو سکر پر ترجیح دیتے ولی عشرت (لوگوں کے ساتھ رہ کر زندگی گذارنے والے ولی) کو ولی خلوت (تارک الدنیا ولی) سے بہتر جانتے تھے، ادنیٰ واعلیٰ تمام اصحاب پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام اولیائے امت پر ترجیح دیتے اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا مرتبہ جو کہ تابعین میں بہتر ہیں اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کے مرتبہ سے کم جانتے غیر صحابی کا سونے کے پہاڑ جتنا صدقہ کرنا اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کے ایک مد جو خرچ کرنے کے برابر نہیں جانتے تھے اور حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف سب شرفوں سے بڑھ کر کہتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے باہمی جھگڑوں اور لڑائیوں کو نیک نیتوں پر محمول کرتے تھے اور اجتہاد ورائے کی رو سے جانتے تھے انسانی نفسانی دشمنیوں اور ہویٰ وہوس سے نہیں جانتے تھے کیونکہ یہ ان بلند شان بزرگوں کے حال کے مناسب نہیں ہے اور اپنے بعض مریدوں کو تکمیل وکمال کے درجہ تک پہنچنے سے پہلے تعلیم طریقت کی اجازت دیتے تھے اور اس کا راز یہ فرماتے تھے کہ مقصود یہ ہے کہ اس طرح کی ظلمت وگمراہی کے گرداب (بھنور) میں لوگوں کو حق سبحانہ وتعالیٰ کی جانب رہنمائی کرنا زیادہ بہتر معلوم ہوتا ہے نیز اس لئے کہ ان کو بھی ساتھی بہم پہنچانے چاہیں تا کہ یہاں سے جدائی کیوقت ان کے ساتھ مل کر (ذکر ومراقبہ میں) مشغول رہیں اور تمام مریدوں سے بارہا اظہار فرماتے کہ ایسا نہ ہو اس اجازت سے اپنے آپ کو کامل خیال کرنے لگو اور فرماتے تھے کہ ہمارے گذشتہ مشائخ کرام نے اس قسم کی اجازت کو جائز رکھا ہے حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ نے حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کو فرمایا تھا کہ جو کچھ تم کو ہم سے پہنچا ہے وہ لوگوں کو پہنچاؤ حالانکہ مولانا (موصوف) کا کام حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہٗ کی وفات کے بعد حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار قدس سرہٗ کی خدمت میں تکمیل کو پہنچا اسی لئے نفحات میں مولانا موصوف کو خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں دکھایا ہے اور مشائخ نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کے طریقہ کو مشائخ کے تمام طریقوں سے بہتر جانتے تھے اور اس

Marfat.com

عالیہ نقشبندیہ کو اندراج النہایت فی البدایت کے تعلق کی بنا پر بعینہ اصحاب کرام رضی اللہ عنہم
یقہ کہتے تھے اور اس سلسلہ کے متاخرین نے اپنے اکابر کے طریقہ کے برخلاف جو بدعتیں
لی ہیں ان کو پسند نہیں فرماتے تھے اور اچھا نہیں سمجھتے تھے شیخ محی الدین العربی قدس سرہ کو نیکی
ساتھ یاد کرتے تھے شیخ موصوف کی نسبت اپنی محبت کا اظہار کرتے اور فرماتے تھے کہ اس تمام
کے باوجود جو کہ ہم کو شیخ موصوف کے ساتھ ہے مجھے ان کے اکثر کشفی علوم پسند نہیں ہیں اور
کو اس کے خلاف جانتا ہوں لیکن چونکہ یہ خطا کشفی ہے اس لئے مؤاخذہ سے دور ہے بلکہ ایک
ثواب کا احتمال رکھتی ہے اور خطائے اجتہادی کی طرح ہے اور معقولات و منقولات کے درس
ہری کو بے تخلل و فتور کہتے تھے اور طلبہ کو علوم حاصل کرنے کی ترغیب دیتے اور تحصیل علوم کو طریقہ
وفیہ کے سلوک طے کرنے پر مقدم جانتے تھے۔

ض ادعیہ مختلفہ

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ جنات کے دفعیہ کے لئے یہ کلمات پڑھتے تھے۔

اعوذ بوجه الكريم وبكلمات الله التامات التى
لايجاوزهن برولافاجرمن شرما ينزل من السماء ومن
شرما يعرج فيها ومن فتن الليل والنهار ومن طوارق
الليل والا يطرق طارق الا بخيريارحمن وصلى الله
تعالىٰ علىٰ سيدنا محمد واله وصحبه وسلم

جب کسی شخص پر جن کا اثر ہو جاتا اور وہ ہوش و حواس میں نہ رہتا تو اس کے دائیں کان
میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہتے تھے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہوش میں آجاتا تھا،
دیگر سورۂ فاتحہ، آیۃ الکرسی اور سورۂ جن کو کذہا تک پڑھ کر پانی پر دم کر کے آسیب زدہ کو پینے کے
لئے دیتے اسی وقت شفائے کاملہ حاصل ہو جاتی دیگر یہ دعا بھی پڑھ کر آسیب زدہ پر دم کرتے اللہ
تعالیٰ کے فضل و کرم سے شفا پاتا تھا۔

بسم الله الرحمن الرحيم بسم الله مسينا واصبحنا بالله

Marfat.com

الذی لیس شیء ممتنع وبعزة الله التی لاترام ولا تضام وبحبل اللّٰه العظیم الذی نعتصم به وباسمائه الحسنیٰ عائذامن الابالسنة من شرشیطان الانس والجن ومن شرکل معلن ومسرومن شرمایخرج باللیل ویکمن بالنهار ویکمن باللیل ویخرج بالنهار ومن شرکل دابة انت اٰخذبنا صیتها ان ربی علی صراط مستقیم اعوذ بالله واعوذ بما استعاذبه موسیٰ وعیسیٰ وابراهیم الذی وفی من شرماخلق وذرأ وبرأمن شرمابقی اعوذ بالله السمیع العلیم من الشیطان الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم والصافات صفا تا طین الازب

اور جب سفر پر روانہ ہوتے تو دو رکعت نماز استخارہ پڑھتے اس کی پہلی رکعت میں قل یاایها الکفرون اور دوسری میں قل ہواللہ پڑھتے اور دعائے استخارہ بھی پڑھتے اور گھر سے نکلتے وقت سورۂ فاتحہ وآیۃ الکرسی اور چاروں قل پڑھتے، مسنون دِنوں میں سفر پر روانہ ہوتے اور کسی دن کو منحوس نہ سمجھتے اور فرماتے تھے کہ آنحضرت ﷺ کی ولادت سے نحوسات اٹھالئے گئے ہیں چنانچہ حدیث الایام ایام الله والعباد عباد الله اس کی مؤید ہے اور جب سوار ہوتے تو تکبیر کہتے اور آیۂ کریمہ سبحان الذی سخرلنا هذا وماکنا له مقرنین وانا الی ربنا لمنقلبون ، اور جب کسی شہر یا گاؤں میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے اللّٰهم انی اسئلك خیر هذا المقام وخیر من له ، اور جب کسی منزل پر اترتے یہ دعا پڑھتے رب انزلنی منزلا مبارکاوانت خیر المنزلین ، اور دوران سفر جب کہیں قیام کرتے تو بھی یہی آیہ کریمہ پڑھتے ،اور یہ دعا بھی تین مرتبہ پڑھتے اعوذ بکلمات اللّٰه التامات من شر ماخلق ، چونکہ اس دعا کی خاصیتوں میں لکھا ہے کہ جو شخص اس دعا کو تین دفعہ پڑھے اس کو کوئی چیز ضرر نہیں پہنچاتی یہاں تک کہ اس منزل سے کوچ کرے اور دو رکعت نماز بھی پڑھتے اور سفر میں لوگوں کو سورۂ قریش کی تلاوت کرنے کی ترغیب دیتے اسی طرح جب کسی منزل پر اترتے

Marfat.com

منزل کی خیر وشر کے لحاظ سے دعائے استخارہ پڑھتے تھے جب سفر سے واپس تشریف لاتے اور کسی منزل کی طرف تشریف لے جاتے تو دوبارہ دعائے استخارہ پڑھتے اور تیز ہوا چلنے کے وقت دعا پڑھتے:

اللّٰھم اجعلھا ریاحا ولا تجعلھا ریحاً اللّٰھم انی اسئلك خیرھا وخیر ما ارسلت واعوذبك من شرھا وشر ما ارسلت فیھا وشر ماارسلت

اور بجلی کی کڑک اور چمک کے وقت یہ آیہ کریمہ پڑھتے:

سبحان الذی یسبح الرعد بحمده والملائکة من خیفته،

اور جب کسی شخص کو کسی مصیبت میں گرفتار دیکھتے تو یہ پڑھتے:

الحمد لله الذی عافانی ممابتلاك به وفضلنی علی کثیر ممن خلق تفضیلا وجعلنی من المسلمین

اور جب کسی کافر یا بت پرست کو دیکھتے تو بھی یہی دعا پڑھتے اور جب آئینہ دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے:

اللّٰھم کما حسنت خلقی فحسن خلقی وحرم وجھی علی النار

اگر بازار سے گذرنے کا اتفاق ہوتا تو یہ پڑھتے:

لااله الا الله وحده لاشریك له له الملك وله الحمد یحیی ویمیت وهو حی لا یموت وهو علی کل شیءٍ قدیر، ابداً ذوالجلال والاکرام

دولت خانہ سے باہر تشریف لاتے تو کہتے:

توکلت علی الله واعتصمت بالله لاحول ولا قوة الا بالله العلی العظیم

Marfat.com

جب چاند دیکھتے تو یہ پڑھتے:

اللّٰھم اھلہ علینا بالامن والامان والسلامۃ والسلام ربی وربك اللّٰہ

اور اپنے دست مبارک کی انگلیوں سے اللہ کا نقش بنا کر ظاہر کرتے اور جب مریض عیادت کیلئے تشریف لیجاتے تو یہ کہتے عافاك اللّٰہ جب نیا لباس پہنتے تو یہ کہتے:

الحمدللّٰہ الذی کسانی ھذاالثوب بغیر حول منی ولاقوۃ

اور اس لباس کا نام بھی لیتے مثلاً عمامہ پہنتے تو کہتے:

کسانی ھذہ العمامۃ

اور اگر قمیص پہنتے کو کہتے ھذاالقمیص اور اگر کوئی دوسرا شخص لباس پہنتا تو کہتے:

البس جدیداً عش حمیداً ومت شھیدًا

قیوم زماں مجدد اعظم کے کشف وکرامات

حضرت شیخ بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کی زندگی کے آخری سترہ سال خدمت میں رہے ہیں حضرات القدس کے نام سے حضرت امام ربانی قدس سرہٗ پر کتاب مرتب فرمائی ہے حضرات القدس ہی سے آپ قدس سرہٗ کے مکشوفات وکرامات سے یہاں پر درج کر رہے ہیں حضرت شیخ بدرالدین تحریر فرماتے ہیں۔

اللہ اکبر! اب میں طول کلامی سے بچ کر حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے بعض خوارق اور کرامات کا ذکر کرتا ہوں ان سب کا جمع کرنا اس علم کے احاطہ کرنے سے باہر ہے پھر کاغذ کے صفحات اس کے متحمل کس طرح ہوسکتے ہیں؟ بہرحال ارباب تصنیف نے جس طرح سلف کے اکابر کے حالات اور مقامات لکھے ہیں ہم بھی ان کے مطابق حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے بے پایاں تصرفات اور کرامات میں سے کچھ کچھ زبان قلم سے نکالتے ہیں آپ جیسے قطب اوتار کے رشدوہدایت کا قریہ بقریہ اور شہر بشہر جاری وساری ہونا اور آپ کی ہدایات کا تمام دنیا والوں تک پہنچ جانا اور آپ کے تقویٰ

Marfat.com

ح کا سارے لوگوں کو محیط ہو جانا اور ان دقائق وحقائق کا ظہور کرنا جو اولیاے سابقین کے قلم
کے مماثل تحریروں سے قاصر رہے اور بہت گہرے اسرار کا اظہار فرمانا کہ متقدمین کی زبانیں ان
راحت سے عاجز رہیں اور خواص وعوام میں آپ کا مقبول ہونا اور اولیائے کرام کا آپ
یدہ ہونا پھر ارباب ارادت میں آپ کے تصرفات کا عام ہونا ہی آپ کے عظیم خوارق میں
ہیں آپ نے لکھا ہے۔

سیہ (مکتوبات:ا۔۲۹۳) خوارق عادات دو قسم کے ہوتے ہیں۔

ع اول: وہ علوم ومعارف الٰہی ہیں جو حق تعالیٰ کی ذات وصفات وافعال سے تعلق رکھتے ہیں
ر وہ نظر وعقل سے پرے ہوتے ہیں اور متعارف ومعتاد کے برخلاف ہیں کہ حق تعالیٰ نے اپنے
اص بندوں کو ان کے ساتھ ممتاز فرمایا ہے اور اہل حق اور ارباب خیر سے اسے مخصوص کیا ہے۔

وع دوم: وہ جو عالم کون سے متعلق ہے اور سچے اور جھوٹے دونوں کو شامل ہے کیونکہ استدراج
الوں کو بھی یہ نوع دوم حاصل ہے نوع اول کو اللہ پاک نے شرافت بخشی ہے کیونکہ اس کو اپنے اولیاء
(دوستوں) کے ساتھ مخصوص کیا ہے اور دشمنوں کو اس میں شریک نہیں کیا اور نوع دوم عوام میں زیادہ
ہرت رکھتی ہے اور ان لوگوں کی نظروں میں عزت واحترام رکھتی ہے اور یہ چیز جب اہل استدراج
نسے ظاہر ہوتی ہے تو بعید نہیں کہ لوگ نادانی سے اس کی پرستش کرنے لگیں بلکہ ایسے نادان لوگ تو نوع
اول کو خوارق ہی میں شمار نہیں کرتے یہ کیسے بے عقل ہیں وہ علم جو حاضر یا غائب مخلوقات کے احوال
سے تعلق رکھتا ہے اس میں کون سی شرافت (اور فضیلت) ہے بلکہ ایسا علم اس لائق ہے کہ وہ جہالت
بنا دیا جائے تاکہ مخلوقات اور ان کے احوال سے نسیان ہی ہو جائے اللہ پاک کی معرفت ہی اصل
شرافت اور بزرگی کی سزاوار ہے اور وہی عزت اور احترام کے شایان ہے۔

پری چھپی ہو مگر دیو ناز دکھلائے
عجب مذاق ہے یہ جس سے عقل حیران ہے،

یہی وجہ ہے کہ متقدمین میں سے مثلاً حضرت جنید بغدادی قدس سرہٗ کی شاید صرف دس

Marfat.com

کرامتیں منقول ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے کلیم موسیٰ علیہ السلام کے حال سے اس طرح خبر دی ہے ولقد اٰتینا موسیٰ تسع اٰیات بینات [1] [سورۃ بنی اسرائیل: ۱۰۱] (اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو نو کھلی نشانیاں دی) چنانچہ بہت سی کرامتوں سے بزرگی نہیں بڑھ جاتی اسی طرح کم کراموں سے بزرگی گھٹ نہیں جاتی پھر خوارق کا ظہور ولایت کی ماہیت میں داخل نہیں اور نہ اس کے لیے لازم ہے اور بہت مرتبہ تو ایسا بھی ہوتا ہے کہ بزرگ سے کرامت ظاہر ہو جاتی ہے اور خود اس کو اس کی خبر بھی نہیں ہوتی حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے یوں بھی لکھا ہے کہ:

قدسیہ: ...... الہامی علوم و معارف بہت بڑی نشانیاں اور بلند کرامتیں ہیں جیسے قرآن پاک کا معجزہ تمام معجزات سے زیادہ قوی اور مستحکم ہے۔ [2]

قدسیہ: .... رشد و ہدایت کے لیے یہ کرامت ضروری ہے کہ مریدان رشید کو ایک مقام سے دوسرے مقام کو لے جائے اور ایک حال سے دوسرے حال کی طرف گزارے اسی طرح سعادت مند مرید کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہر دم اپنے مرشد سے کرامات اور خوارق کا مشاہدہ کرتا ہے (یعنی شریعت سے رغبت) اور اپنے اندر اس کے تصرفات کے آثار معاینہ کرتا رہے اولیاء اللہ کے لیے لازم نہیں ہے کہ عام لوگوں پر اپنے خوارق کا کسی طرح اظہار کریں بلکہ ولایت کا معاملہ تو پوشیدہ رکھنے کے لائق ہے حدیث قدسی ہے اولیائی تحت قبائی لا یعرفھم غیری (میرے اولیاء میری قبا کے نیچے چھپے ہوئے ہیں کوئی ان کو میرے سوا نہیں جانتا) اس حدیث سے اس مقصد کی دلیل ملتی ہے اور کہا گیا ہے کہ انبیاء کے لیے عقوبت یہ ہے کہ وحی بند ہو جائے اور اولیاء کے لیے عقوبت یہ ہے کہ ان کی کرامات ظاہر ہو جائیں اور مومنوں کے لیے عقوبت یہ ہے کہ ان کی عبادت میں کمی واقع ہو جائے۔

قدسیہ: ...... قیامت جس قدر قریب ہوگی دین کا ضعف بڑھے گا اسی لیے وہ کرامات جو دین کے رواج کیلئے تھیں ان کا ظہور کم ہو گیا اور اولیاء ان باتوں کے صدور کے لیے مامور نہیں رہے اور چونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کو ہزار سال گزر چکے ہیں اور اسی لیے اتنی مدت کا گزر جانا امور دین میں تغیر اور ملت مبین میں ضعف کا سبب ہے اس لیے اولیائے عزلت کی طرح اولیائے عشرت بھی

---

[1] دفتر اول/ مکتوب ۱۰۷۔ [2] دفتر اول/ مکتوب ۱۰۷

Marfat.com

خوارق کے اظہار سے روک دیئے گئے ہیں کیونکہ خوارق کا ظہور اسم الہادی کا مقتضا ہے جو خلق اللہ کے رشد و ہدایت سے متعلق ہے اور آخر زمانہ اسم المضل کا مقتضا ہے جس سے بدعت اور گمراہی متعلق ہے حضور انور ﷺ نے فرمایا ہے کہ "قیامت کے قریب ایسے فتنے ہوں گے جیسی اندھیری رات کا ٹکڑا پس صبح کو جو شخص مومن ہوگا وہ شام کو کافر ہو جائے گا اور جو شخص شام کو مومن ہوگا وہ صبح کو کافر ہو جائے گا۔

قدسیہ: حضرت مجدد ﷫ نے بعض مکتوبات میں اس طرح لکھا ہے کہ اولیا اللہ کیا مقدم ہوں کیا متاخر ہر وقت خوارق کا ظہور فرماتے ہیں خواہ مخالف اس بات کو جانے یا نہ جانے۔

سورج کا کیا قصور اگر کوئی کور ہے؟

مشائخ کی اکثر کراماتیں ان کے خاص مرید اور خصوصی ہم نشین حضرات دیکھ لیتے ہیں اور وقت گزر جانے پر لوگوں کی زبانوں اور تحریروں سے ان کی شہرت ہوتی ہے۔

قدسیہ: آپ فرماتے تھے کہ اس نعمت کا حصول اور اس میں شمول یعنی اس طریقے کے طالبوں کا شروع ہی میں دل سے ذاکر ہو جانا اور جذب کو حاصل کر لینا ہمارے حضرت خواجہ (باقی باللہ قدس سرہٗ) کے مبارک الہامات کا فیض ہے اگرچہ سابق اکابر کا بھی یہی معمول رہا ہے لیکن شروع ہی میں ایسی کیفیت کا پیدا ہو جانا پہلے کا معمول نہ تھا ایک روز میں نے اس حصول اور شمول کا راز حضرت خواجہ ﷫ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ پہلے زمانے کے مقابلے میں اب کے مریدوں میں طلب اور شوق کی بہت کمی اور خامی ہوگئی ہے اور ان میں حوصلہ بھی نہیں رہا اس لئے شفقت کا تقاضا یہ ہے کہ بغیر مجاہدہ اور بغیر کوشش و تردد کے ان کو مقصود کی طرف پہنچا دیا جائے تاکہ ان کی برودت، حرارت (اور جوش) میں مبدل ہو جائے، اللہ پاک حضرت ﷫ کو ہم سب کی طرف سے جزائے خیر عطاء فرمائے آمین۔

قدسیہ: آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی کمال عنایت مجھ کمترین کے حق میں یہ ہے کہ اس راہ کا کوئی کوچہ ایسا نہیں ہے جس پر مجھے عبور نہ کرایا گیا ہو اور جس مرید نے اپنی استعداد کے مطابق جس طریقے پر چلنا چاہا اسی کے مطابق مجھ پر وہ طریقہ کھول دیا گیا اور مرید کو اسی طرح کمال و تکمیل تک پہنچا دیا گیا۔

Marfat.com

قدسیہ: آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بے انتہا عنایت سے اس فقیر کو اتنی قدرت عطا فرمائی ہے کہ اگر ایک خشک لکڑی پر توجہ دوں تو ایک عالم اس سے منور ہو جائے گا لیکن اس آخر زمانے میں اس طرح کی توجہ کے اظہار کے لیے اللہ تعالیٰ کی مرضی نہیں ہے۔

کرامات

کرامت ،۱: مولانا محمد یوسف (مولانا محمد یوسف سمرقندی تھے جن کی تربیت حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد فرمائی تھی آپ کی تاریخ وفات معلوم نہیں) اپنے وقت کے بڑے عالموں میں سے تھے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی تربیت حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے فرمادی تھی سلوک طے کرنے کے زمانے میں انکی موت کا وقت آگیا اور وہ جاں کنی کے عالم میں تھے کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ ان کے سرہانے پہنچ گئے اور ان کے سلوک کی تکمیل کے لیے توجہ فرمائی اور ان کو اس معاملے میں اطلاع بھی دیدی اور ہر لحہ ان کا حال بھی دریافت فرما رہے تھے اور وہ بھی اپنی ترقیات اور تلقیات جو آپ کی توجہ سے حاصل ہو رہی تھیں آپ سے عرض کر رہے تھے یہاں تک کہ آپ کے تصرف سے ان کا کام تکمیل کو پہنچ گیا اور انھوں نے اپنے کمال کے حصول اور سلوک کی تکمیل کی خبر بھی دیدی بس اسی دم ان کا انتقال ہو گیا (مجھ حقیر مؤلف کو) فخر حاصل ہے کہ آپ نے برسوں کا کام ایک آن میں (اس شخص کے لیے) مکمل کر دیا۔

کریموں پر نہیں کچھ کام مشکل
کرم ہو آپ کا ایک لحظہ بھی تو بہتر ہے
ہزار سال کی تسبیح اور نوافل سے

کرامت ،۲: وجد و حال والے ایک درویش نے بیان کیا کہ جب حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب اور حالات تمام دنیا اور دنیا والوں میں پھیل گئے اور مشہور ہو گئے تو میں آپ کے دیدار فائض الانوار کے لیے سرہند آیا اور رات کا چوتھائی حصہ ختم ہوا ہوگا کہ میں شہر میں داخل ہوا اور ایک مسجد میں چلا گیا

Marfat.com

کا ایک خادم مجھے اپنے گھر لے گیا اور مجھ پر مہربانی کی اسی دوران اس سے میں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے حالات دریافت کیے وہ طعن اور اعتراض کرنے لگا میں رنجیدہ ہوا اور اپنے باطن آپ کی طرف متوجہ ہوا ناگاہ دیکھا کہ آپ تشریف لے آئے اور آپ کے ہاتھ میں برہنہ تلوار اور آپ نے اس طعنہ کرنے والے کے ٹکڑے کر دیے اور باہر تشریف لے گئے میں نے یہ حال دیکھا تو مجھ پر دہشت طاری ہوئی اور میں اضطراب کے عالم میں آپ کے پیچھے دوڑا لیکن آپ کو نہ صبح کو جب میں آپ کی خدمت میں پہنچا تو مجھے خوف اور رعشہ ہو رہا تھا آپ نے مجھے لپٹا لیا مسکرا کر کان میں فرمایا جو کچھ رات میں واقعہ گزرا ہے دن میں اس کا ذکر نہیں کرتے اس کے بعد اس محلہ میں جب میں گیا تو دیکھا کہ ایک شور برپا ہے کہ اس شخص کو کسی نے قتل کیا اور چلا گیا۔

تصرف ۳۰: ایک درویش نے کہ جس میں جذب کے آثار بے نفسی کی علامت اور آزادی و بے ...اری کی نشانیاں موجود تھیں بیان کیا کہ میں بنگال سے اکبر آباد (آگرہ) آیا ہوا تھا اور حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ اس وقت اس شہر میں تشریف رکھتے تھے ایک رات میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور التماس کی کہ مجھے تعلیم ذکر فرما دیں آپ نے قبول فرما لیا لیکن اسی وقت مجھ پر ایسا جذب طاری ہوا کہ رات ہی کو میں دیوانہ وار وہاں سے باہر نکلا اور دشت و صحرا میں چلا گیا اور مدت تک کوہ بیابان میں پھرتا رہا اور مجھے سونے کھانے اور آرام کرنے کی خبر نہ رہی کیا کہوں کہ اس زمانے میں کیا کیا میں نے دیکھا اور کیا کیا حاصل کیا۔

تصرف ۴۰: ایک سید صاحب جو بظاہر تاجر تھے لیکن حقیقت میں اہل دل تھے بیان کرتے تھے کہ میں بہت سے مشائخ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اور ہر ایک سے ذکر و مراقبہ کا طریقہ سیکھا ہے لیکن جب میں سرہند پہنچا اور حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے آستانے پر عشاء کے وقت حاضر ہوا اور ...ور و الطاف ہو کر آپ سے ذکر حاصل کرنے کا اظہار کیا تو آپ نے فرمایا کہ تم کو ذکر کا طریقہ بتایا جائیگا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ میں نے بہت دل تنگی سے عرض کیا کہ میں نے بہت سے مشائخ سے اذکار حاصل کیے ہیں لیکن ان کے ثمرات اور برکات کی امید آپ کی بارگاہ سے ہے آپ مراقب ہو گئے اور اپنی خاص توجہ سے مجھے نوازا پھر تو استغراق اور وارفتگی نے بہت زیادہ مجھ پر غلبہ

Marfat.com

کیا یہاں تک کہ صبح کے وقت تک مجھے اپنا ہوش نہ رہا آخرکار علی الصباح جب مجھے ہوش ہوا تو میں نے آپ سے ترک و تجرید کے لیے التماس کی آپ نے فرمایا کہ "تجارت تو لقمہ حلال اور نفقہ عیال کا وسیلہ ہے اسے نہ چھوڑ وا اور جو کچھ کہ ابھی تک کو پہنچا ہے اسے مضبوطی سے پکڑو" آپ نے یہ آیت پڑھی:

رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله

"اللہ کے نیک بندوں کو تجارت اور خرید و فروخت اللہ کی یاد سے غافل نہیں کرتی" اور مجھے رخصت فرمایا۔

کرامت، ۵: ایک سید صاحب جو صحیح النسب اور سعید تھے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ان کا حال یہاں تک پہنچ چکا تھا کہ زمین و آسمان کے طبقات ان پر کھل گئے تھے اور عجیب و غریب واردات ان پر ہوا کرتے تھے بیان کرتے تھے کہ ایک دن مجھے خیال آیا کہ ان دنوں میں تو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی کرامت ظہور میں نہیں آئی محض اس خیال کے آتے ہی میرے احوال میں انقباض ہو گیا اور میں سمجھ گیا کہ اس انقباض کا سبب وہی برا خیال ہے پس معافی مانگنے کے لیے اپنی دستار کو گردن میں ڈال کر خود کو حضرت کے قدموں میں ڈال دیا اور تضرع اور زاری کی مگر اس خیال کو ظاہر نہیں کیا اور اپنی زبان سے وہ بات نہیں بتائی حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے ایک لمحے کے بعد میرا سر اوپر کیا اور فرمایا کہ سید صاحب نے کرامات طلب کی ہیں اور یہ برا خیال فلاں کی صحبت سے پیدا ہوا تھا اور آپ نے اس شخص کا نام بھی بتایا جس کے ساتھ بیٹھنے کی وجہ سے ایسا خیال پیدا ہوا تھا۔

کرامت، ۶: ایک مرتبہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو کمزوری لاحق ہو گئی تھی اور اس بیماری کے زمانے میں آپ نے دس پندرہ دانے منقیٰ کے طلب فرمائے تھے کہ تناول فرمائیں خادم نے وہ دانے پیش کیے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے متوجہ ہو کر مراقبہ فرمایا کہ ان دانوں میں کا کھانا مفید ہے یا نہیں؟ کچھ دیر کے بعد مراقبے سر اٹھایا اور فرمایا کہ عجیب بات ظاہر ہوئی ہے کہ ان دانوں نے بارگاہ الٰہی میں مناجات کی اور دعا مانگی کہ اے اللہ چونکہ تیرے دوست نے اپنے استعمال کے لیے طلب کیا ہے

Marfat.com

ے اندر نفع اور صحت کا اثر پیدا فرمادے کہ جو شخص ایک دانہ ہم میں سے کھائے اس کا ہر قسم
ں صحیح ہو جائے اور حضرت حق سبحانہ نے ان دانوں کی مناجات اور دعا منظور فرمالی اور یہ بات
ں بھی ہوئی اور نظر بھی آئی اس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں چنانچہ آپ نے چند دانے تناول
ئے تو فوراً آپ کی تکلیف دور ہوگئی اس کے بعد ہر بیمار نے جونہی ان دانوں میں ایک دانہ کھایا
کی بیماری عافیت سے تبدیل ہوگئی آپ فرماتے تھے کہ کاش یہ دانے زیادہ ہوتے تو زیادہ لوگوں
حت کا موجب بن جاتے۔

رامت ، ۷: ایک سید صاحب جو صحیح النسب تھے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے قدیم مریدوں میں سے
ے بیان فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے ایک حقیقی بھائی سرونج (مالوہ) میں تھے آپ نے
ان کو لانے کے لیے دو کلمے لکھے اور مجھے فرمایا کہ خود جاؤ اور ان کو لے آؤ اس حکم کی تعمیل میں وہاں
نے کا میں نے عزم کیا آپ نے فاتحہ رخصت پڑھ کر فرمایا کہ راستے میں لایلف قریش
ب پڑھنا تا کہ خطرات سے محفوظ رہو اور کسی چیز کی حاجت نہ رہے اور اگر کوئی مشکل درپیش ہو تو
ے یاد کرنا میں نے آپ کے قدموں پر ہاتھ رکھے قدم بوسی کی اور روانہ ہو گیا اتفاق سے ایک
اعت اس سفر میں میرے ساتھ ہوگئی جب سرونج دو تین منزل رہ گیا تو وہاں ایک ہیبت ناک
کل نظر آیا وہاں گھاس دو قد آدم تھی میں وہاں قضائے حاجت کے لیے گیا اور ساتھی وہاں کھڑے
ے فراغت اور طہارت کے بعد وضو کر کے میں نے دو رکعت تحیۃ الوضو پڑھی اسی اثنا میں گھاس
لنے لگی اور میں نے دیکھا کہ ایک دھاڑنے والا شیر آ پہنچا اور میرے سامنے کھڑا ہو گیا میں نے بے
تیار حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو یاد کیا اور کہا کہ "آپ نے فرمایا تھا کہ کوئی مشکل تمہیں درپیش ہو تو مجھے
د کر لینا، چنانچہ اب مدد کا وقت ہے اور مجھے اس دھاڑنے والے اور پھاڑ کھانے والے شیر کے
کل سے نجات دلوایئے" ابھی میری یہ بات پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ ظاہر ہوئے
ر اس شیر سے اشارے سے فرمایا کہ دور ہو شیر پلٹا اور بھاگ گیا پھر جو میں نے نگاہ اٹھائی تو
ضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ میری نگاہ سے غائب ہو چکے تھے میرے ساتھیوں نے بھی یہ واقعہ دیکھا اور مجھ
سے دریافت کیا کہ وہ کون بزرگ تھے جنھوں نے ایسے وقت میں تمہاری امداد فرمائی؟ میں نے

Marfat.com

آپ کا اسم مبارک بتایا تو وہ سب کے سب جان و دل سے آپ کے معتقد ہو گئے۔

کرامت، ۸: ایک معتبر سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ بتوں اور بتوں کی پرستش کرنے والوں کو جس قدر ایک مسلمان کے ہاتھوں اہانت ہو سکے کوتاہی نہ کی جائے کہ اسے اللہ کی راہ کے غازیوں کا ثواب ملے گا۔"

میں دو تین درویشوں کے ساتھ ملک دکن کے اطراف کے ایک صحرا میں گیا ہوا تھا کہ وہاں ایک بت خانہ نظر آیا اور اس کے اطراف میں کوئی شخص موجود نہ تھا دل میں خیال گزرا کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت کے مطابق اس بت خانے کو ڈھا دینا چاہئے چنانچہ ہم لوگ وہاں پہنچے اور بت کو توڑ دیا اور اس بت خانے کو ڈھا دینے کا بھی ارادہ کیا ہم بعض مورتیوں کو توڑ چکے تھے کہ قریب ایک ہزار بت پرست لاٹھیاں پتھر اور تیر و تفنگ لے کر پہنچ گئے مجھے اور ساتھیوں کو دہشت پیدا ہوئی اور بھاگنے کی کوئی صورت نہ تھی سوائے اس کے کہ سب قتل ہو جائیں اتنے میں مجھے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی یاد آئی میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو حاضر تصور کر کے تضرع اور نیاز مندی سے عرض کیا کہ اے بزرگ دین ہم نے آپ کی نصیحت پر بھروسا کر کے یہ کام کیا ہے ہم کو ان کفار اشرار سے نجات دلائے اسی تضرع و زاری کی حالت میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی آواز میرے کان میں آئی کہ اطمینان رکھو کہ ہم تمہاری مدد کے لیے اہل اسلام کا ایک لشکر بھیج رہے ہیں میں نے ساتھیوں کو اس بات سے مطلع کر دیا کفار بالکل قریب ایک تیر اندازی کے فاصلے پر پہنچ چکے تھے کہ یکایک ایک بلندی سے چالیس سوار ظاہر ہوئے اور تیزی سے گھوڑوں کو دوڑا کر پہنچ گئے اور کافروں کی جماعت پر حملہ کر دیا اور ہم لوگوں کو اپنے ساتھ لے لیا جب وہ کفار نظروں سے غائب ہو گئے تو ان سواروں نے ہم کو رخصت کیا۔

کرامت، ۹: ایک مرتبہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ سیر و تفریح کے ارادے سے دشت و بیابان کی طرف متوجہ ہوئے راستے میں گرم ہوا اور گرد و غبار بہت زیادہ ہو گیا جو حضرات ساتھ تھے اور پیادہ تھے ان پر پیاس اور گرمی اور تھکاوٹ نے غلبہ کیا لیکن آپ کے جلال اور رعب کی وجہ سے جو سب کے دلوں پر متمکن تھا آپ سے عرض حال کرنے کی جرأت نہ کر سکے یہ خطرات ان حضرات کے

Marfat.com

میں جاری تھے کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا یوسف سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ آج کی گرمی اور گرد و غبار کی شدت سے احباب کو تکلیف ہو رہی ہے مولانا نے عرض کیا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو خود ہی معلوم ہے ہم لوگوں کو عرض کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ مسکرائے اور آپ نے آسمان کی طرف نگاہ کر کے خاموشی سے کچھ پڑھا چند قدم نہ چلے تھے کہ ابر کا ٹکڑا نمودار ہوا اور اس نے آپ پر اور آپ کے احباب پر سایہ کر لیا اور صرف اسی قدر بارش ہوئی جتنی کہ گرد و غبار کے دفع کرنے کے لیے ضروری تھی اور باد شمال بہت اعتدال کے ساتھ چلنے لگی کہ جس سے راستے کی کوفت ہوا کی گرمی اور گرد و غبار کی تکلیف دور ہوئی حالانکہ وہ موسم بادل اور پانی کا نہیں تھا۔

کرامت ۱۰۱: ایک سید صاحب نے بتایا کہ مجھے حضرت امیر علی کرم اللہ وجہہ سے جنگ کرنے والوں سے اور بالخصوص امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بہت اعراض تھا ایک رات حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کا مطالعہ کر رہا تھا کہ اس میں یہ عبارت پڑھی، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا کہنے کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو برا کہنے کے برابر قرار دیا ہے'' اس عبارت سے میں آزردہ ہو گیا اور میں نے مکتوبات کو زمین پر ڈال دیا اور سو گیا خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ بہت غصے کی حالت میں تشریف لائے اور میرے کان اپنے ہاتھوں سے پکڑ کر فرمایا کہ اے طفل نادان! تو ہماری تحریر پر اعتراض کرتا ہے اور ہمارے کلام کو زمین پر پھینکتا ہے اگر تو ہماری بات پر یقین نہیں رکھتا تو چل تجھے حضرت امیر علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں لے چلوں پھر اسی طرح کشاں کشاں مجھے ایک باغ میں لے گئے میں نے دیکھا کہ ایک بزرگ وہاں ایک عمارت میں تشریف رکھتے ہیں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے ان بزرگ کے آگے تواضع کی تو ان بزرگ نے بہت خوشی کا اظہار کیا حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے میری بات ان بزرگ کو بتائی پھر مجھ سے فرمایا کہ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف رکھتے ہیں سنو وہ کیا فرماتے ہیں میں نے سلام کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا خبردار! ہزار بار خبردار! کبھی بھی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم سے اپنے دل میں بغض نہ رکھنا اور ان کے عیب زبان پر مت لانا کیونکہ ہم جانتے ہیں اور ہمارے بھائی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی جانتے

Marfat.com

ہیں کہ لوگ کس بات کو حق سمجھ کر اعراض کر رہے تھے پھر حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ان کی بات کا انکار مت کرنا۔

اس خواب کے دیکھنے والے راوی (سید صاحب) نے بتایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اس نصیحت کے باوجود میرا دل ان بزرگوں کی بابت کدورت سے صاف نہیں ہوا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ اس شخص کا دل اب بھی صاف نہیں ہوا ہے اس کو تھپڑ لگائیں پھر حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے پوری قوت سے میری گدی پر تھپڑ مارا تو اسی وقت میرا دل اس کدورت سے صاف ہو گیا۔

اور مجھے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے کلام سے عقیدت اور محبت پیدا ہوگئی۔

کرامت ،۱۱: حاجی عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اللہ پاک ان کی مغفرت فرمائے، فارسی میں مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو ''غفران پناہ'' لکھا ہے ان کی وفات کے بعد حضرات القدس کی تکمیل ہوئی، ۱۰ ربیع آخر ۱۰۵۲ھ جو ہندوستان کے بہت بڑے عالم اور بہت سی کتابوں کے مصنف تھے روایت کرتے تھے کہ ایک دن میں ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک موقع پر حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر آ گیا وہ عالم آپ پر طعن اور تعرض کرنے لگا میں نے کہا کہ میں آپ کی صحبت میں بہت بیٹھا ہوں اور بہت سے دوسرے مشائخ کو بھی میں نے دیکھا ہے کہ جو صفائے قلبی اور اتباع سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے یہاں دیکھی ہے وہ دوسروں کے یہاں نہیں دیکھی اور نہ کہیں سنی وہ عالم پھر یہاں وہاں کی باتیں کرنے لگا۔

میں نے کہا کہ آئیے ہم دونوں تازہ وضو کریں اور قرآن مجید کھولیں جو آیت کریمہ نکلے ہم اسے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے حالات سے متعلق فال سمجھیں گے اس عالم نے یہ بات پسند کی ہم دونوں نے تازہ وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی پھر اس عالم نے قرآن پاک ہاتھ میں لیا اور پورے خشوع و خضوع کے ساتھ اسے کھولا تو یہ آیت ''رجال لاتلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله'' وہ عالم حیران رہ گیا اور اپنے کہے پر پشیمان ہوا اور میں نے اللہ پاک کا شکر ادا کیا۔

کرامت ،۱۲: ایک امیر نے جو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں سے تھا ایک دن یہ سنا کہ

Marfat.com

بادشاہ کے وزیر کے یہاں تشریف لے گئے ہیں وہ دل تنگ ہو کر کہنے لگا کہ آپ کو زیبا نہیں دنیا والوں کے گھر تشریف لے جائیں وہاں آپ کے ایک مخلص بیٹھے ہوئے تھے انھوں نے کہا آپ کسی مسلمان کی حاجت روائی یا امور دین کی تبلیغ کے لیے تشریف لے گئے ہوں گے اور یہ کہ آپ پر اعتراض کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا اس امیر نے اسی رات خواب میں دیکھا کہ رجال الغیب کی ایک جماعت آئی ہے اور اس امیر کو مجرموں کی طرح کھینچ کر لے گئی ہے اور چھری نکال کر اس کی زبان قطع کرنا چاہتی ہے کہ تو نے آپ پر کیوں اعتراض کیا اس امیر نے بہت سے بہت کچھ توبہ اور استغفار کیا تو اسے چھوڑ دیا گیا اس کے بعد اس امیر نے ہرگز آپ پر اعتراض نہیں کیا اور اس کی عقیدت اور محبت بہت بڑھ گئی۔

کرامت ۱۳: حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ابتدائی زمانے میں جب کہ آپ کی شہرت زیادہ نہ ہوئی تھی قریب ہی ایک بڑی چوری ہوئی کوتوال نے آدمیوں کو بھیجا کہ پڑوسیوں کو پکڑ کر لے آئیں وہ خدا کا خوف نہ رکھنے والے آئے اور آپ سے کہا کہ آپ کو کوتوال طلب کرتا ہے آپ اسی وقت مکان سے باہر نکلے تھے اور جماعت کے لوگ بھی موجود نہ تھے آپ اس کوتوال کے آدمیوں کے ساتھ پیدل ہو لیے کوتوال نے جونہی آپ کو دیکھا تو لرزنے لگا اور فوراً آپ کو رخصت کر دیا لیکن چونکہ تیر نشانے سے نکل چکا تھا اسی دن یا دوسرے دن اس کوتوال کی جنگ تیر و تفنگ کے ساتھ شہر والوں سے ہوئی اور ایک آگ غیب سے وہاں کی بارود میں لگ گئی اور وہ کوتوال اپنے بھائیوں اور بیٹوں سمیت جو اس کے ساتھ تھے جل کر خاک ہو گیا کہ ان لوگوں کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا۔

کرامت ۱۴: ایک امیر زادہ کو بادشاہ نے بہت غصے کے ساتھ لاہور سے طلب کیا تھا کہ اس کے آتے ہی اس کو ہاتھی کے پیر میں روند دیا جائے کیونکہ اس نے سخت قصور کیا تھا وہ امیر زادہ جب سرہند پہنچا تو آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر نہایت عاجزی اور انکساری کے ساتھ آپ کے آستانے میں جبہ سائی کرنے لگا تاکہ اس کی جان بخشی ہو جائے آپ تھوڑی دیر کے لئے مراقب ہوئے پھر فرمایا کہ خاطر جمع رکھو کہ انشاء اللہ تم کو بادشاہ کی طرف سے کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی بلکہ شاہانہ الطاف سے سرفراز ہو گے امیر زادہ سخت اضطرار کی وجہ سے عرض کرنے لگا کہ حضرت آپ لکھ

Marfat.com

کر دے دیں تاکہ میرے پریشان دل کو تسلی ہو سکے آپ نے اس کی تسلی کے لیے لکھ دیا کہ فلاں شخص بادشاہ کے غضب کے خوف سے اللہ تعالیٰ کے در کے فقیروں سے رجوع ہوا ہے اس اس فقیر نے اپنی ضمانت میں لے لیا ہے اس لیے اس کو اس مصیبت سے رہائی دے دی ہے دنوں کے بعد کسی نے خبر دی کہ بادشاہ اس امیرزادہ پر برہم ہوا اور ایسا ایسا ہوا آپ نے فرمایا میری نظر میں صبح کی روشنی کی طرح واضح ہے کہ وہ امیرزادہ بادشاہ کی طرف سے لطف اور عنایت حاصل کر رہا ہے اور وہ خبر صحیح نہیں ہے چنانچہ دو تین دن کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق لگا تار خبریں آئیں کہ جب بادشاہ نے امیرزادہ کو دیکھا تو مسکرایا اور نصیحت کے طور پر چند باتیں کہیں اور نہایت مہربانی سے خلعت خاصہ پہنا کر مقررہ خدمت پر روانہ کر دیا۔

کرامت ،۱۵: آپ کا ایک مخلص درویش ملتان سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری اہلیہ جو آپ کی مرید ہے کئی سال سے مختلف امراض میں مبتلا ہے اور اطباء اس کے علاج سے عاجز ہو چکے ہیں آپ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ سے امید رکھتی ہے آپ نے فرمایا کہ ہم اس کی شفا کے لیے فاتحہ پڑھتے ہیں فاتحہ پڑھی گئی اس شخص نے بہت تضرع وزاری کی کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اسے اپنی ضمانت میں لے لیں آپ نے فرمایا کہ اس تکلیف کی کیا ضرورت ہے۔

کریموں پر نہیں مشکل کوئی کام،

پھر اس شخص کی التجا اور تضرع بہت زیادہ بڑھ گیا آپ نے فرمایا کہ ''مطمئن رہو'' ہم نے اسے اپنی ضمانت میں لے لیا وہ شخص رخصت ہو کر اپنے وطن چلا گیا وہاں سے اس نے عریضہ لکھا کہ میری اہلیہ اسی دن اچھی ہو گئی جس دن حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ ہم نے اسے اپنی ضمانت میں لے لیا آپ نے یہ خط پڑھ کر کہا: الحمدللہ علی ذٰلک

کرامت ،۱۶: ایک دولتمند جو آپ کے خاندان عالی شان کا بزرگ زادہ تھا اور اپنی ماں کی طرف سے شاہی اولاد سے بھی تھا مرض قولنج میں مبتلا ہوا اور بہت عرصہ ہو گیا لیکن اطبائے حاذق کے علاج سے بھی کوئی نتیجہ نہ نکلا زندگی سے مایوس ہو کر پریشان تھا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مخلص کے توسط سے اس نے عرض کرایا آپ نے فجر کے وقت اس کے حال پر توجہ فرمائی اور صبح کو اس مخلص

Marfat.com

مایا کہ جاؤ اور اس عزیز کو خوش خبری سناؤ وہ مخلص حسب ارشاد وہاں گیا اور دیکھا کہ وہ تو بستر پر ا ہے اس نے اس سے کہا کہ تم کو تو صحت ہو چکی ہے پھر کیوں پڑے ہوئے ہو؟ اس نے پوچھا یا معاملہ ہے؟ اس نے جواب دیا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے رات تمہاری صحت کی خوش خبری سنا دی ۔ یہ بات سن کر وہ اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے اندر بیماری کا مطلق اثر نہ پایا۔

کرامت، ۱۷: مولانا محمد امین (حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مکتوب الیہ محمد امین کابلی تھے (دفتر ں ۱۶۶۔۱۹۹) لیکن یہ محمد امین کوئی دوسرے بزرگ معلوم ہوتے ہیں،) کہ جو پہلے خواجہ دیوانہ اتی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے سخت بیماری میں مبتلا تھے کہ دعا اور دوا کا ان پر کوئی اثر نہ ہوتا تھا انہوں نے یک شخص کو آپ کی خدمت میں بھیجا اور بہت نیاز وانکسار کے ساتھ آپ کو عریضہ بھیجا اور توجہ کے لیے التماس کی اور آپ کا کچھ کپڑا تبرک کے طور پر طلب کیا حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو ان پر رحم آیا اور ان کے ریضے کے جواب میں تحریر فرمایا کہ "ضعف کی شدت کی وجہ سے اندیشہ نہ کریں ان شاء اللہ صحت ہو گی اس معاملے میں مجھے اطمینان ہے اور آپ نے جو اس فقیر سے کپڑا طلب کیا ہے وہ بھیجا جاتا ہے اسے پہنیں اور اس کے نتائج اور ثمرات سے امیدوار رہیں کہ وہ انشاء اللہ کثیر البرکت ہے۔

قصہ قصہ ہے توجہ گر نہیں
ورنہ اس میں ہے سبق ام اہل دیں

انہوں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا پیراہن پہنا اور ان کا کئی سال کا مرض دور ہوا پھر وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کے بہت عقیدت مند مرید بن گئے اور تمام عمر آپ کی خدمت میں جمعیت استقامت کے ساتھ گزاری اور آپ کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوئے اور آپ کے خاص احباب میں شمار ہوئے۔

کرامت، ۱۸: حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے ایک دولت مند مخلص نے بیان کیا کہ میں ایک ضروری کام سے لاہور سے اکبر آباد (آگرہ) کے لیے روانہ ہوا اور راستے میں سرہند میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اتفاق سے وہاں میں بیمار ہو گیا اس لیے خیال ہوا کہ چند روز کے لیے سفر موقوف کر کے وہاں ٹھہر جاؤں آپ نے فرمایا کہ جاؤ اچھے ہو ضروری کام در پیش ہے" میں اسی وقت

Marfat.com

بیماری سے شفایاب ہو گیا اور میں سفر کے لیے روانہ ہو گیا تین دن تک تو اچھا رہا لیکن چوتھے دن بیماری پھر آ گئی میں نے اپنے دل میں کہا کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے تو فرمایا تھا کہ ''جاؤ اچھے اور مجھے تو اب بخار غلبہ کر رہا ہے جو عجیب بات ہے اسی اثناء میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ (روحانی طور پر) تشریف لے آئے اور فرمایا کہ ''خاطر جمع رکھو کہ تمہاری بیماری میں نے اٹھا لی ہے اٹھو اور اپنی راہ لو پھر تو اسی وقت ضعف کے آثار جاتے رہے اور میں نے پوری صحت حاصل کی اور روانہ ہو گیا۔

کرامت ۱۹: نواب (عبدالرحیم) خان خاناں مرحوم صوبہ دکن کے گورنر تھے اور اس بات پر مامور تھے کہ دکن کے علاقوں پر قبضہ اور تصرف کریں اس کام میں ایک بڑی مدت گزر گئی بادشاہ کے قرب والوں نے بادشاہ کے کان بھرے کہ خان خاناں نے دشمن سے پوشیدہ طور پر صلح کر لی ہے اور ظاہر میں جنگ کرتا ہے بادشاہ نے غیظ و غضب میں آ کر خان خاناں کو معزول کر دیا اور یہ خیال بھی تھا کہ شاید اسے قتل بھی کرا دے گا خان خاناں، میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں (جو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے اور برہان پور میں تھے) حاضر ہوئے میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اس معاملہ میں بہت التجا اور نیاز مندی کے ساتھ عریضہ لکھا حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے اس عریضے کے مطالعے کے بعد قلمدان منگوایا اور اس عریضے کے جواب میں تحریر فرمایا کہ تمہارے خط کے مطالعے کے وقت خان خاناں بڑی قدر و منزلت والے نظر آئے اس معاملے میں خاطر جمع رکھیں میر نعمان رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مکتوب بجنسہ خان خاناں کے پاس بھیج دیا اس نے کہا کہ بزرگان علوشان کی توجہ سے یہ بات عجیب و غریب تو نہیں ہے لیکن بظاہر مشکل معلوم ہوتی ہے کیونکہ بادشاہ بہت زیادہ بدگمان ہو چکا ہے اور حاسد لوگ زہر اگل رہے ہیں لیکن حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوب گرامی کے آنے کو ابھی دس بارہ دن بھی نہ گزرے تھے کہ بادشاہ کا دل خان خاناں سے صاف ہو گیا اور وہ پھر سے دکن کا گورنر بنا دیا گیا اور اس کے لیے خلعت خاصہ بھی عنایت ہوئی۔

کرامت ۲۰: ایک درویش نے کہ ابھی وہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر نہ ہوا تھا آپ کو عریضہ لکھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صرف ایک صحبت کی وجہ سے بڑے بڑے اولیاء سے افضل ہیں تو اس کی کیا وجہ ہے شاید پہلی ہی صحبت میں ان کو وہ سب کچھ دے دیا جاتا ہو گا جو تمام اولیاء کے مقامات سے زیادہ ہو گا حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جواب میں تحریر

Marfat.com

کہ "اس عقدے کا حل صحبت پر موقوف ہے" وہ درویش صفا کیش آپ کی خدمت میں حاضر ہوا
اس پر پہلی ہی صحبت میں عجیب حالت طاری ہوگئی آپ نے اسی دن اس کو خلوت میں طلب فرما
کر فرمایا کہ "آج ہم نے تمہارا ورق اُلٹ دیا ہے اور تمہارے احوال بدل گئے ہیں تم بھی یہ بات
جانتے ہو یا نہیں؟ اس درویش نے آپ کے قدموں میں سر رکھ دیا اور اپنے احوال جو وارد ہوئے تھے
بیان کیے اور صحبت کی فضیلت کا معترف ہوا۔

کرامت ۲۱: ایک درویش آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اس کا دل ایسا ذاکر تھا کہ اس کے
قریب بیٹھنے والا بھی سن لیتا تھا اور بالخصوص جب وہ سو جاتا تھا تو دور سے سنائی دیتا تھا اور وہ کئی
مشائخ سے خلافت حاصل کر چکا تھا اور آپ سے بھی اسے یہی توقع تھی آپ نے فرمایا کہ یہ شخص
صاحب استعداد ہے لیکن ذکر کے غلبے اور مشائخ کی خلافت نے اسے غرور اور خود پسندی میں مبتلا
کر دیا ہے اور اسی وجہ سے اس کی ترقی کی راہ مسدود ہوگئی ہے اس کا علاج یہ ہے کہ اس کی کیفیت
سلب کر لی جائے چنانچہ دو روز نہ گزرے ہوں گے کہ اس کی یہ کیفیت سلب کر دی گئی وہ حیران ہوگیا
روتا تھا اور اس کی آنکھوں سے حسرت ٹپکتی تھی آپ نے چند دنوں تک اس کے حال پر توجہ نہ فرمائی
اور اس طرح اس کا غرور اور خود پسندی دور ہوگئی اس کے بعد اس کو آپ نے خلوت میں طلب فرما
کر معاملات اور مقامات سے نوازا کہ اس کا پہلا ذکر ان معاملات کے مقابلے میں پہلی سیڑھی کی
حیثیت بھی نہیں رکھتا تھا پھر وہ اپنی پہلی حالت کے نقص کا معترف ہوا۔

کرامت ۲۲: جن دنوں میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ اجمیر شریف میں تشریف رکھتے تھے ماہ رمضان
عین برسات کے موسم میں آیا اور بارش کثرت سے تھی کہ دن رات میں فرصت نہیں ملتی تھی آپ
مسجد میں تراویح میں قرآن پاک پڑھتے تھے ہوا کے تعفن اور گرمی کی زیادتی سے آپ کو اور آپ کے
ساتھیوں کو بہت تکلیف پہنچ رہی تھی ایک رات تراویح سے فراغت کے بعد جب آپ مسجد سے باہر
آرہے تھے تو آپ نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہا کہ اگر تین ختم قرآن تک جو ہماری دائمی سنت
ہے بارش راتوں میں نہ ہوا کرے اور ہم تراویح مسجد کے صحن میں ادا کریں تو کیا اچھا ہو خدا کی شان
کہ ایسا ہی ہوا کہ ستائیسویں شب تک وہی ہوا یعنی دن میں بارش اور رات میں کوئی بارش نہیں

Marfat.com

پھر ایک دم خوب بارش ہوئی گویا ایک مشک کا منہ بند کر دیا گیا تھا جو بعد میں کھول دیا گیا۔[1]

کرامت ۲۳: کہتے ہیں کہ اجمیر شریف کی مسجد کی جنوبی دیوار اپنی بنیاد میں کمزور ہوگئی اور اس کا ستون بھی جھک گیا تھا اور ایسا لگتا تھا کہ آج کل میں وہ دیوار گر جائے گی اور جو شخص بھی اس دیوار کے پاس سے گزرتا تھا جست کر کے گزر جاتا تھا خود آپ کے اصحاب اس کے گر جانے کا اندیشہ برابر ظاہر کرتے تھے ایک دن آپ نے خوش طبعی کے طور پر فرمایا کہ جب تک ہم فقراء یہاں ہیں ان کی رعایت کر کے یہ دیوار نہیں گرے گی (انشاءاللہ) چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب تک آپ وہاں قیام پذیر رہے دیوار قائم رہی اور جس دن آپ نے وہاں سے کوچ کیا تو آپ کا اور آپ کے اصحاب کا وہاں سے آگے بڑھنا اور دیوار کا گرنا ایک ساتھ ہوا حالانکہ وہ برسات کا زمانہ بھی نہ تھا گویا کسی نے اس دیوار میں ایک کھمبا نصب کر دیا تھا کہ ایک دم اس کے نیچے سے ہٹا دیا۔

کرامت ۲۴: خواجہ جمال الدین حسین جو خواجہ حسام الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں اور اپنے والد صاحب کے حکم سے بڑی عقیدت اور ارادت مندی سے دہلی سے سرہند آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے کہتے تھے کہ میں آپ کی خدمت میں آیا آپ نے ذکر کی تلقین فرمائی اور میرے حال پر توجہ فرمائی تھوڑی دیر کے بعد فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ تیرے دل پر کسی عورت کا نقش قدم ایسا جما ہوا ہے جیسے مٹی کے اندر پتھر گڑ گیا ہو سچ بتا کہ کیا معاملہ ہے؟ اور جب تک وہ اثر دور نہ ہوگا تو مستفید نہ ہو سکے گا میں نے عرض کیا کہ میرا دل اپنی پھوپھی کی ایک کنیز پر آ گیا ہے اور اس کا شیفتہ ہو گیا ہوں پھر آپ نے توجہ فرمائی اور میرے دل سے اس تعلق کو دور کر دیا اور میرا دل اس کی محبت سے اس قدر سرد ہو گیا کہ گویا کبھی اس کی طرف میرا رجحان ہی نہ تھا۔[2]

---

[1] ڈاکٹر سراج احمد خاں نے اپنی کتاب کے باب چہارم میں تفصیل سے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ جمعہ یکم رجب ۱۰۲۸ھ کو قید ہوئے اور جمعہ ۱۱ رجب ۱۰۲۹ھ کو رہا ہوئے لیکن بعض حاسدوں کی چغل خوری کی وجہ سے بادشاہ نے آپ کو لشکر میں رکھا۔ ۱۰۳۲ھ کے رمضان (۱۹ جون ۱۶۲۳ء سے شروع ہوا) میں آپ اجمیر شریف میں تھے۔

[2] حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے خاص خلفا میں سے تھے ۹۷۷ھ میں ولادت اور ۱۰۴۳ھ میں وفات ہوئی اپنے پیر کے قریب دفن ہوئے ابوالفضل کے بہنوئی تھے جو آپ کی دینداری کی وجہ سے آپ کو پریشان کرتا تھا)۔

Marfat.com

کرامت ۲۵: آپ کے ایک قدیم مرید نے وبا کے غلبہ کے زمانے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ ہمارے محلے میں اور ہمارے گھر کے اطراف اور نواحی میں شدت کے ساتھ پھیلی ہوئی ہے آپ سے توجہ کی درخواست ہے کہ آپ کے تصرف کی برکت سے مریدوں مخلصوں کی جان بچ جائے اور وبا کی یہ کیفیت تھی کہ جس محلے میں وہ وبا آجاتی تھی اگر ایک گھر میں کسی ایک کو بھی وہ وبا پکڑ لیتی تھی تو اس گھر میں شاید ہی کوئی اس سے محفوظ رہ سکتا تھا یعنی سبھی ہلاکت کا اندیشہ تھا حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے سر جھکایا اور مراقب ہوئے تھوڑی دیر کے بعد سر اٹھا کر فرمایا کہ "خاطر جمع رکھو کہ تمہارے گھر والے سوائے ایک ملازمہ کے سب محفوظ رہیں گے (انشاء اللہ) چنانچہ اسی طرح ہوا کہ ہمارے گھر میں سے صرف ایک ملازمہ اس وبا میں مر گئی اور بقیہ سب تک اس سے محفوظ رہے۔

کرامت ۲۶: آپ کے آستانہ عالیہ کے معتقدین میں سے ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرا بیٹا بیمار ہے اور کچھ نذر بھی پیش کرنی چاہی بیٹے کی صحت کے لیے دعا کی درخواست کی آپ نے وہ نذر قبول نہیں فرمائی انہوں نے بہت کچھ التجا کی لیکن وہ قبول نہ ہوئی حالانکہ آپ نذر قبول کر لیا کرتے تھے تمام اصحاب کو یقین ہو گیا کہ نذر کا قبول نہ کرنا اس وجہ سے ہے کہ وہ لڑکا مر جائے گا چنانچہ یہی ہوا اور اسی شام کو وہ فوت ہو گیا۔

کرامت ۲۷: آپ کے مخلصوں میں سے ایک عالم نے بیان کیا کہ میرا ایک عزیز تھا جو بہت پیارا تھا وہ ایک سخت مرض میں مبتلا ہو گیا طبیبوں کی دوائیں اور احباب کی دعائیں کارگر ثابت نہ ہوئیں تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور توجہ کی درخواست کی آپ نے دعا کی اور تھوڑی دیر کے بعد مجھے یاد فرمایا میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ہم نے اس کی مغفرت کے لیے فاتحہ پڑھ دی ہے میں تعجب میں ہو گیا اور اس کے گھر کی طرف جو شہر سرہند سے کئی میل پر تھا روانہ ہوا تا کہ اس کی خیریت معلوم کروں جب میں وہاں پہنچا تو لوگ اس شخص کو دفن سے فارغ بھی ہو چکے تھے۔

کرامت ۲۸: ایک درویش صفا کیش نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ مجھے سنپات بیماری میں سخت

Marfat.com

اذیت اور صعوبت ہوگئی تھی یہاں تک کہ طاقت اور حرکت بھی رک گئی تھی اور صحت کی امید نہ تھی اسی اثناء میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی روح پر فتوح کی طرف متوجہ ہوا اور اس توجہ میں استغراق ہوا کہ خود سے غائب ہوگیا حضرت رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا ''اٹھ جاؤ'' بس آپ جیسے عیسیٰ دم کے فرماتے ہی میرا استغراق دور ہوگیا اور مجھے افاقہ ہوگیا میں نے عالم بیداری میں ایسی عظیم المرتبت ہستی کا دیدار حاصل کیا اور اپنے اندر قوت اور طاقت محسوس کر کے کھڑا ہوگیا آپ نے فرمایا کہ کیا (تحفہ) لائے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ ''اخلاص'' آپ نے فرمایا بس تم سب کچھ لے آئے پھر آپ نظر سے غائب ہوگئے اب جو میں نے خود پر غور کیا تو اس بیماری کا کوئی اثر باقی نہیں تھا۔

کرامت ۲۹: حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی شیخ مسعود قندھار کے لیے روانہ ہوئے تھے ایک دن صبح کے وقت آپ نے اپنے محرمان اسرار سے فرمایا کہ شیخ مسعود کو میں نے قندھار جانے والے قافلے میں تلاش کیا پتا نہ چلا قندھار میں بھی تلاش کیا وہاں بھی دکھائی نہ دیا بلکہ سرہند سے قندھار تک ہر منزل کو دیکھا لیکن وہ بھائی نظر نہ آیا بلکہ تمام روئے زمین کو چھان مارا کہیں نہ پایا شاید اس دنیا سے رخصت ہوگیا ہے سامعین نے یہ تاریخ لکھ لی پھر جب ایک عرصے کے بعد وہ قافلہ واپس آیا اور شیخ مسعود کے بارے میں پوچھا گیا تو ان لوگوں نے بتایا کہ فلاں روز فلاں تاریخ اور فلاں ماہ میں انھوں نے انتقال کیا اور قندھار کے قرب وجوار میں دفن ہوئے (تصدیق ہوء کہ) وہی دن وہی تاریخ اور وہی مہینا تھا جیسا کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا۔

کرامت ۳۰: ایک صوفی نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ مجھ پر حج کرنے کا ارادہ غالب ہوگیا تھا میں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا اور رخصت کے لیے اجازت چاہی آپ تھوڑی دیر خاموش رہے پھر مراقب ہوگئے اس کے بعد فرمایا کہ میں نے تم کو حج کے میدان میں نہیں دیکھا بیان کرنے والا کہتا ہے کہ اس ارشاد کو آج تیس سال گزر چکے ہیں جب کبھی میں نے حج کا ارادہ کیا عزیمت فسخ ہوگئی یا زادراہ مہیا نہ ہوسکا۔

کرامت ۳۱: مجھ حقیر کے چچا شیخ محمد بیان کرتے ہیں کہ اصفہان کے سفر سے واپسی میں

Marfat.com

ے پر سے خرجیں کہیں گر گئیں میں اس کی تلاش کے لیے سواری سے اتر پڑا اور اس کی جستجو اور دوڑ میں بہت وقت گزر گیا اور قافلہ میری نظر سے غائب ہو گیا اور میں قافلے سے جدا ہو گیا سوائے جنگل اور پہاڑ کے کوئی چیز نظر نہ آتی تھی حیران و پریشان روتا ادھر ادھر بھاگ رہا تھا میں بھی قافلے کے آثار نہ پائے اور میں اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ آخر میں نے ایک چشمے کے کنارے بیٹھ کر وضو کیا اور بہت گریہ وزاری سے قطب امام کی طرف متوجہ ہوا اور آپ سے مدد کا خواہاں ہوا ناگاہ دیکھا کہ آپ ایک عراقی گھوڑے پر سوار ظاہر ہوئے اور میرے پاس کھڑے ہو کر فرمایا کہ اپنا ہاتھ مجھے دو بس آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور اپنے پیچھے مجھے گھوڑے پر سوار کر لیا اور گھوڑے کو کوڑا مارا اور تیز دوڑایا اور تھوڑی دیر میں مجھے قافلے میں پہنچا دیا جب قافلہ نظر آیا تو آپ نے مجھے گھوڑے سے اتار دیا اور فرمایا کہ جاؤ میں قافلے میں چلا گیا اور جب میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو آپ میری نظر سے غائب ہو گئے۔

کرامت ۳۲: سرہند کے ایک قاضی زادے جو حضرت سے بیعت تھے سخت بیمار ہو گئے کہ حکیموں نے ان کو لاعلاج قرار دیا حالت مایوسی کی تھی آپ کی خدمت میں نیاز نامہ بھیجا اور بہت عجز وانکسار کے ساتھ درخواست کی کہ ایسی توجہ اور امداد فرمایئے کہ آپ کا یہ مخلص صحت یاب ہو جائے حضرت نے جواب میں تحریر فرمایا کہ ہم نے تمہیں اپنی ضمانت میں لے لیا ہے ان شاء اللہ اس بیماری سے صحت پاؤ گے خاطر جمع رکھو' اللہ پاک کا ایسا کرم ہوا کہ حضرت کی توجہ اور بشارت سے وہ جوان اس مہلک بیماری سے فوراً اچھا ہو گیا اور جب کبھی مجلسوں میں آپ کا ذکر خیر ہوتا ہے تو وہ اس واقعے کو بڑے آب وتاب ذوق وشوق اور عقیدت سے بیان کرتا ہے اور حضرت کی وہ تحریر اس کے پاس تبرک کے طور پر ہے۔

کرامت ۳۳: مرحوم نواب مرتضیٰ جو سلطنت سلطانی کے معتمد اور اپنے وقت کے حاتم تھے قلعہ کانگڑہ کی فتح کے لیے متعین ہوئے یہ قلعہ ہندوستان کے مشہور مضبوط قلعوں میں شمار ہوتا ہے نواب مرحوم آپ کے خاص مخلصوں میں سے تھے اس لیے آپ کی خدمت میں نیاز نامہ لکھا کہ وقت امداد ہے آپ توجہ فرمائیں کہ یہ مضبوط سنگین قلعہ میرے ہاتھوں فتح ہو جائے اس خط کے

Marfat.com

وصول ہونے کے دوسرے دن آپ نے اپنے اصحاب کے درمیان فرمایا کہ پچھلی شب تہجد کے وقت میں نے توجہ کی تو معلوم ہوا کہ وہ قلعہ نواب مرتضیٰ کے ہاتھوں فتح نہ ہو گا ان کو آپ نے جواب لکھ دیا چندروز نہ گزرے تھے کہ نواب مرحوم کی وفات کی خبر پہنچی اور وہ قلعہ ان سے فتح نہ ہو سکا۔

کرامت ۳۴: سلطان وقت جہانگیر نے ایک معتمد بکرماجیت کو نواب مرتضیٰ خاں کے انتقال کی خبر کے بعد قلعہ کانگڑہ کی مہم پر بھیجا جب وہ سرہند پہنچا تو آپ کی خدمت میں بہت نیازمندی اور عاجزی کے ساتھ حاضر ہوا اور بہت عاجزی ظاہر کی اور بہت ادب کے ساتھ بیٹھا بلکہ اپنے باطنی طور پر مسلمان ہونے کے حالات بھی بیان کیے آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص باطن میں مسلمان ہے اور ظاہر میں کفر و انکار کی علامات ظاہر کرتا ہے تو وہ کافر ہے پھر اس نے عرض کیا کہ بادشاہ نے مجھے قلعہ کانگڑہ کی مہم کے لیے متعین کیا ہے جو بہت سخت مہم ہے کہ نواب مرتضیٰ خاں جیسے شخص کو اس مہم پر بھیجا گیا تھا اور کوئی صورت فتح کی پیدا نہ ہو سکی میں حیران ہوں کہ دارالحرب کے کفار پر کس طرح حملہ کروں مگر آپ دستگیری فرمائیں اور بشارت دیں کہ وہ قلعہ میرے ہاتھوں فتح ہو جائے آپ نے فرمایا کہ دارالحرب کے کفار سے جنگ کرنا تمام مسلمانوں پر واجب ہے اور جب تم اس واجب کو ہماری گردنوں سے ساقط کرا رہے ہو یعنی سب کی طرف سے تم ہی جنگ کر رہے ہو تو ہم تمہارے لیے دعا کیوں نہ کریں گے؟ جب اس بکرماجیت نے آپ کو اس معاملے میں مہربان پایا تو اس نے اور بھی زیادہ سے زیادہ عاجزی اور انکساری ظاہر کی کہ جب تک آپ فتح کی بشارت نہ دیں گے میں یہاں سے نہیں اٹھوں گا آپ نے وہی بات دہرائی تو اس نے اور بھی زیادہ التجا اور زاری ظاہر کی جب آپ نے دیکھا کہ اسے کس طرح تسلی نہیں ہوتی تو آپ مراقب ہوئے اور توجہ فرمائی پھر سر اٹھا کر فرمایا کہ ان شاء اللہ تمہاری فتح ہو گی خاطر جمع رکھو اور جاؤ" وہ اٹھ کھڑا ہوا اور بہت تواضع اور انکسار ظاہر کیا اور چلا گیا وہ قلعہ جس کو اگلے بادشاہوں میں سے کسی نے شاید ہی فتح کیا ہو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی تھوڑی سی توجہ سے فتح ہو گیا۔[1]

کرامت ۳۵: ایک صحیح النسب سید نے جو آپ کے مخلصین میں سے تھے بیان کیا کہ میں ملک

---

[1] یہ قلعہ ۱۰۲۹ھ میں فتح ہوا کسی کا شعر ہے، بشمشیر عزا این قلعہ بکشود تاریخش
خرد گفتا کشود این قلعہ اقبال جہانگیری۔

Marfat.com

کے شہر اجین میں لشکر کے ساتھ تھا ایک دن مجھے انقباض ہوا تو میں تفریح کے لیے خیمے سے باہر
ور بازار میں ایک دکان میں بیٹھ گیا اتنے میں ایک درویش نے کہ ریاضت کے آثار اور جذب
علامات ان سے ظاہر ہو رہی تھیں میری طرف التفات فرمایا اور سلام کیا میں نے جواب دیا وہ
ے قریب بیٹھ گئے اور کہنے لگے کہ میں یہاں کے پہاڑوں کے ایک گوشے میں رہا کرتا ہوں
سب سے قطع تعلق علیحدگی اور خلوت میں اپنا وقت گزارتا ہوں میں اس گوشے سے باہر آنے
انہ تھا لیکن میں حضرت ﷫ کا مرید ہوں میں نے ان کا نام مبارک سنا تو ان کی خوشبو میرے
مام جان میں آنے لگی میں اس خوشبو کے پیچھے روانہ ہوا تو وہ خوشبو تم میں سونگھ رہا ہوں میں نے کہا
کہ صحیح ہے میں بھی حضرت کا مرید ہوں اور اسی نسبت نے تم کو یہاں کھینچ لیا ہے پھر ہم دونوں دیر
تک بیٹھے رہے اور ہر معاملے میں بات کرتے رہے اسی ضمن میں انہوں نے کہا کہ میں ایک مدت
تک حضرت ﷫ کی خدمت میں رہ چکا ہوں ایک رات عشاء کے بعد آپ اپنی خلوت خاص میں
تشریف لے گئے لیکن آپ کا ایک عزیز وہاں حاضر تھا اس نے مجھ سے کہا کہ ماحضر تیار ہے اگر آپ
موافقت کریں تو ہم ساتھ ساتھ کھالیں میں نے قبول کر لیا اس شخص نے جو خدا کا خوف نہ رکھتا تھا
آپ کے متعلق شکوہ و شکایت راستے ہی میں شروع کر دی میں اس کی رفاقت سے بیزار ہو گیا لیکن
میں نے صبر کیا اور اس کے گھر پہنچ گیا اس نے کھانے کا طباق میرے سامنے رکھ دیا اور میرے
پہلو میں بیٹھ گیا اتنے میں اس کے تمام اعضاء آپ کی غیرت کی تلوار سے کٹ کر جدا جدا ہو گئے
اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے میں یہ دیکھ کر لرزنے لگا اور خوف کے مارے وہاں سے بھاگا اور جب میں
حضرت کے دروازے پر پہنچا تو دیکھا کہ آپ خلاف معمول اپنے دروازے پر کھڑے ہوئے ہیں
آپ نے مجھ پر توجہ فرمائی اور میرا ہاتھ پکڑا اور روانہ ہوئے یہاں تک کہ اسی شخص کے گھر پہنچے
حضرت اس کے گھر کے اندر چلے گئے اور میں دروازے پر کھڑا رہا تھوڑی دیر کے بعد آپ باہر
تشریف لائے اور وہ شخص بھی آپ کے ساتھ تندرست اور سلامت آیا اور آپ سے مصافحہ کیا آپ
نے اسے رخصت کیا اور اپنے مکان پر تشریف لے آئے میں حیرت میں تھا کہ ابھی تو اس شخص کو اس
حال میں دیکھا تھا اور اب اسے بغیر زخم کے زندہ دیکھ رہا ہوں آپ نے فرمایا کہ جو کچھ تم نے دیکھا

Marfat.com

ہے کہ کسی نامحرم کو مت بتانا۔"

کرامت ۳۶: ایک صوفی نے بیان کیا کہ معرفت کی طلب میں شروع شروع میں کمال طلب کی وجہ سے خود پر پیچ وتاب کھاتا رہا اور اپنی ناکامی کی وجہ سے خود پر ناراض ہوتا رہا اس مقصد کے جوش وخروش نے میرے دل کو بے آرام اور بے خود وخواب کر دیا تھا میں دیوانہ وار گھومتا تھا اور اپنی ناکامی پر ماتم کرتا تھا اور کسی طرح اس اضطراب سے سکون نہیں ملتا تھا اگر جنگل میں جاتا تو میرا جنون اور بھی بڑھ جاتا اور اگر خلوت میں ہوتا تو کسی طرح آرام نہ ہوتا تھا آخر میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ کی طرف روانہ ہوا اتفاق کی بات کہ آپ اپنے دروازے کے اندر کھڑے ہوئے تھے اور آپ کے اصحاب ایک حلقے میں دست بستہ اور ادب سے سر جھکائے ہوئے اس طرح کھڑے تھے کہ گویا ان کے بدن میں جان ہی نہیں تھی میں ابھی آپ کے دروازے پر نہیں پہنچا تھا کہ آپ نے میرے پہنچنے پر متوجہ ہو کر اپنا سر مبارک دروازے سے نکال کر مجھے اشارہ فرمایا کہ اے شخص آجا اور جلد پہنچ جا"میں تیزی سے آگے بڑھا اور آپ کے قریب ہو گیا آپ نے کمال بندہ نوازی وسرفرازی سے اپنا ہاتھ میری گردن میں ڈالا اور میرا سر اپنی بغل میں لے کر فرمایا کہ "اے شخص جو نعمت تجھ کو حاصل ہوئی ہے تیرے معاصرین میں سے کسی کو نہیں ملی حضرت کا یہ ارشاد گویا آب حیات تھا جس نے میری پیاس کی آگ کو بجھا دیا اور وہ بے قراری بے دلی بے آرامی اور جوش وخروش سب آرام وسکون سے بدل گیا۔

کرامت ۳۷: ایک حافظ صاحب جو ہمیشہ تراویح میں قرآن پاک پڑھتے تھے اور حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے قدیم اصحاب میں سے تھے بیان کرتے تھے کہ آپ اپنی مشیخت کی ابتداء میں سیر کے لیے نکلے اور پہلے قصبہ مسدگان تشریف لے گئے پھر وہاں سے حضرت شاہ کمال رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لیے قصبہ کیتھل تشریف لے گئے وہاں سے واپسی میں اجراوڑ آئے اور شیخ احمد اجراوڑی کی زیارت کے لیے ان کے گنبد میں تشریف لائے میں چونکہ تمام راستے میں آپ کی رکاب میں دوڑتا ہوا آیا تھا اس لیے میرے اعضاء گرم ہو گئے تھے اور میں پسینے میں تر ہو گیا تھا اور ہوا بھی بہت خشک تھی پیاس کا غلبہ ہو گیا تھا میں نے ٹھنڈا پانی مانگا اور پیاس پانی کے پیتے ہی میرا

Marfat.com

...سے کچھ ہو گیا میرے چہرے کا رنگ زرد ہو گیا اور دل کمزور ہو گیا اور جان پر بن گئی مجھے ایسا ...ں ہوتا تھا کہ گویا میری روح پاؤں کی طرف سے نکل کر میرے سینے تک پہنچ گئی ہے لوگ ...ے گرد جمع ہو گئے اور میری حالت مایوس کن ہو گئی اتنے میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ گنبد سے باہر آئے ...ھ سے فرمایا کہ تمہارا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا کہ چونکہ میں گرمی میں آیا تھا مجھ پر پیاس ...ب ہو گئی تھی اس لئے میں نے پانی پی لیا تو میرے دل میں ضعف پیدا ہو گیا اور گویا اب جان نکلی ...ہی ہے آپ نے فرمایا کہ ''ان کو ہماری پالکی میں بٹھا دو'' اور آپ خود گھوڑے پر سوار ہو گئے اور ...اب سے فرمایا کہ ان کی جان نکلنے کو تھی میں نے ان کو اپنی ضمانت میں لے لیا ہے اور وہ اب جلد ...صحت یاب ہو جائیں گے ان شاء اللہ ابھی تھوڑا ہی راستہ طے ہوا تھا کہ میں نے اپنے اندر قوت اور صحت پائی چنانچہ میں پالکی سے اتر گیا اور آپ کی رکاب میں پیدل چل کر منزل تک پہنچا۔

کرامت، ۳۸: یہی حافظ صاحب بیان کرتے تھے کہ میں نے بہت چھوٹی عمر میں قرآن حفظ کیا تھا پھر چونکہ الٰہ آباد کا سفر درپیش آیا تو تلاوت چھوٹ گئی اور میرے حفظ میں خلل پیدا ہو گیا اور چند سال اسی طرح گزر گئے ایک عرصے کے بعد میں اپنے وطن سرہند آیا تو اسی زمانے میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ اپنے خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ سے رخصت ہو کر پہنچے تھے اور اپنے دروازے کے سامنے نئی مسجد بنوائی تھی اور وہ زمانہ رمضان المبارک کا تھا میں جب آپ کی خدمت میں پہنچا تو فرمایا حافظ صاحب تراویح میں آپ ہم کو قرآن سنایئے میں نے عرض کیا کہ میرا حافظہ چھوٹ گیا ہے آپ نے فرمایا: نہیں سنایئے میں نے دو تین مرتبہ اسی طرح عرض کیا لیکن آپ نے وہی جواب دیا مجبوراً آپ کے حکم کی تعمیل میں شروع کیا اور آپ کی برکت سے میں نے دو رکعتوں میں اکیس پارے پڑھے صرف آپ ان رکعتوں میں کھڑے رہے اور کوئی دوسرا شخص کھڑا نہ رہ سکا پھر میں نے دوسری رات میں قرآن ختم کر دیا اور بہت کم سہو واقع ہوا اور یہ بات آپ کے خالص تصرف کی وجہ سے ہوئی ورنہ میں قرآن بھول چکا تھا۔

کرامت، ۳۹: یہی حافظ صاحب یہ بھی بیان کرتے تھے کہ ایک بار تراویح میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی موجودگی میں قرآن پڑھ رہا تھا اتفاق یہ ہوا کہ جب چھ پارے ختم ہوئے تو مجھے سخت بخار آ گیا

Marfat.com

اور مجھے اس بخار نے اس قدر بیہوش کر دیا کہ میری عصر کی نماز بھی قضا ہو گئی اور مجھے شام کو ہوش افطار کے بعد سخت نقاہت کے عالم میں آپ کی خدمت میں پہنچا آپ نے فرمایا کہ تمہارا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا کہ بخار آ گیا ہے آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ بخار سخت ہے پھر قرآن پڑھ سکو گے؟ میں نے عرض کیا کہ حال تو ایسا ہے لیکن آپ کی توجہ اور مدد میری رفیق ہو تو میں پڑھوں گا آپ نے فرمایا کہ ''جلدی آؤ اور پڑھو کہ خیر ہے'' پھر جب میں تراویح میں قرآن پاک پڑھنے آیا تو مجھے پسینہ آ گیا اور میرا بخار پوری طرح جاتا رہا اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے پوری عافیت اور صحت کے ساتھ میں نے کلام پاک اختتام کو پہنچایا۔

کرامت ۴۰: خواجہ قاسم قلیج خانی جن کا لقب عقیدت خان تھا (قلیج خان حضرت خواجہ باقی باللہ کی اہلیہ کے بھائی تھے وہ اور ان کے کئی صاحبزادے بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہوئے ۱۰۲۳ھ میں انتقال ہوا) اور جو حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کے مقبول اور منظور نظر تھے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ بھی بہت عقیدت اور محبت رکھتے تھے آپ کی خدمت میں انھوں نے عرض کیا کہ آپ توجہ فرمائیں کہ میں بڑے عہدے پر پہنچ جاؤں آپؒ نے تھوڑی دیر کے لیے توجہ فرمائی اور پھر فرمایا کہ تمہارا منصب ہزاری تک نظر آتا ہے وہ اٹھے اور آداب بجالائے اس وقت تو ان کا کوئی عہدہ نہ تھا لیکن تھوڑے ہی عرصے میں منصب ہزاری مل گیا اور اسی منصب پر وہ قائم رہے۔

کرامت ۴۱: محمد تراب جو طالقانی احباب میں سے تھے اور آپ سے اخلاص رکھتے تھے بیان کرتے تھے کہ میرا بھائی سخت بیمار تھا ایسا کہ لوگوں کو اس کی زندگی کی امید نہ تھی بلکہ اس کے لئے کفن بھی آ گیا تھا اسی اثناء میں اس نے آپ کی خدمت میں ایک گائے اور دس روپے بطور ہدیہ بھیجے صبح کے وقت اس نے خواب میں دیکھا کہ آپ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے کھڑا کر دیا پھر فرمایا کہ تجھے صحت ہوگی گھبرا نہیں وہ خواب سے بیدار ہوا اور اپنے اندر بڑی طاقت محسوس کی اور کھڑا ہو گیا پھر کہنے لگا کہ میں بھوکا ہوں جو لوگ موجود تھے انہوں نے کہا کہ یہ بکواس کر رہا ہے اس نے کہا کہ بکواس نہیں ہے پھر اس نے خواب میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھنے کا واقعہ بیان کیا اور اپنی صحت کی بشارت کا ذکر کیا پھر تو اس کو شوربا دیا گیا اور اس نے اسی روز حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ سے کامل صحت

Marfat.com

...ی اور اس میں بیماری کا کوئی اثر باقی نہ رہا۔

...امت ۴۲: آپ کے ایک قدیم مخلص نے بیان کیا کہ میرے وطن انبالہ کے حاکم نے میری ...ن جو میری معاش کے لیے تھی ضبط کر لی اور ایک اور زمین کا ٹکڑا جو اس نے زبردستی لے لیا ...ور ایک مرتبہ واپس بھی دے دیا تھا، دوبارہ اس نے ظلم و تعدی کر کے لے لیا ایک دن میں نے ...رت رحمۃ اللہ علیہ سے اس ظالم حاکم کا ذکر کیا کہ اس نے میرے ساتھ ایسا ظلم کیا ہے اور مجھے ڈر ہے کہ ...نہ بندوست کے ذیل میں بڑی رقم ضم نہ ہو جائے حضرت رحمۃ اللہ علیہ تھوڑی دیر مراقب رہے ...رمایا کہ ایسا نہ ہوگا اور حاکم بھی ذلیل ہوگا'' دوسری فصل کے موقع پر اس زمین کے محصول کے ...رقم حاصل کرنے کی کوشش ہو رہی تھی کہ ناگاہ اس حاکم کی معطلی کا حکم آ گیا اور وہ قید میں اٹھارہ ...ل کے لیے ڈال دیا گیا پھر وہ رقم دوسرے حاکم نے مجھ سے طلب نہیں کی۔

...رامت ۴۳: ایک دن آپ کی زبان الہام ترجمان سے یہ بات نکلی کہ دیکھا گیا ہے کہ شیخ ...مل جو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے خلفا میں سے تھے دفتر اول کے مکتوبات ۱۵۳ تا ۱۵۲ آپ کے نام ہیں ...ربیع الآخر ۱۰۲۶ھ کو انتقال ہوا، ایک خطرناک مقام پر ایک گڑھے کے اندر گر گئے ہیں اور وہاں ...سے نکلنے کے لیے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں چند روز کے بعد خبر آئی کہ شیخ مزمل سرہند کی بعض ...ڑیوں میں سیر کے لیے گئے تھے کہ اتفاقاً ایک غار کے کنارے ان کے پاؤں میں لغزش ہوئی ...ر وہ غار میں گر گئے چنانچہ اس غار سے باہر آنا دشوار ہو گیا ہاتھ پاؤں مار رہے تھے کہ باہر آ جائیں ...تنے میں ایک دہقان نے دور سے دیکھ لیا اور اس نے لوگوں کو خبر کر دی پھر وہ لوگ اس غار پر پہنچ ...ئے اور ان کو رسی کے ذریعے باہر کھینچ لیا یہ شیخ مزمل حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے قدیم مرید اور خلیفہ تھے۔

...رامت ۴۴: علامہ میرک[1] جو شاہزادہ ولی عہد (شاہجہان) کے استاد اور بادشاہ کے مقرب ...ے بیان کرتے تھے کہ مجھے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ سے کدورت تھی اس لیے کہ میں نے بعض لوگوں سے ...تھا کہ آپ نے کہیں لکھا ہے کہ میرا مرتبہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے زیادہ ہے اسی زمانے میں

[1] علامہ میرک کا انتقال ۱۰۲۳ میں ہوا محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ نے ہو سید الشیوخ سے ان کی تاریخ وفات نکالی ہے۔

Marfat.com

میرا ہندوستان آنا ہوا اور میں سرہند میں ٹھہرا اتفاق سے میری ملاقات میرے ایک قدیم دوست سے ہوئی جو پہلے بالکل آزاد طبیعت کا تھا اور صلاح و تقویٰ سے کوئی تعلق نہ رکھتا تھا لیکن اب شریعت اور تقویٰ میں آراستہ ہے اور خدا طلبی اور حق پرستی اس کی پیشانی سے ٹپکتی ہے میں نے اس سے اس کا سبب پوچھا اس نے بتایا کہ میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہو گیا ہوں اور ان کی خدمت میں حاضری نصیب ہوگئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی صحبت کی برکت سے یہ دولت مجھے عطا فرمائی ہے میں نے کہا کہ انہوں نے تو ایسی ایسی بات لکھی ہے ان کی صحبت میں کیا اثر ہوگا ؟ اس نے کہا خبردار ہزار بار خبردار بے سمجھے ہوئے انکار مت کرو وہ تو اس وقت قطب عالم، قطب مدار ہیں اگر تم ان کو دیکھو اور ان کی صحبت میں بیٹھو تو تمہیں خود ہی حقیقت کا پتا چل جائے گا مجھے چونکہ آپ سے سخت کدورت تھی اس لیے میں نے کہا کہ میں تو ان کو نہیں دیکھ سکتا وہ بہت بہت مصر ہوا کہ ضرور دیکھ لو اور اپنے فاسد خیال سے باز آجاؤ پھر تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ اچھا اگر میری تین باتوں کا جواب جو میرے دل میں ہیں وہ دیدیں گے تو میں ان کا معتقد ہو جاؤں گا پہلی بات تو یہ کہ وہ خود ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کریں اور میرے دل سے انکار کی کدورت کو دور کر دیں دوسرے یہ کہ میرے آباؤ اجداد کا ذکر چھیڑیں اور ان کے حالات کسی قدر بتائیں تیسرے یہ کہ خواجہ خاوند محمود رحمۃ اللہ علیہ کے احوال بھی بیان کریں آخر کار میں اپنے اس دوست کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا جونہی میں نے ان کو دور سے دیکھا کہ میرے تمام اعضا میں رعشہ طاری ہو گیا اور میرے دل میں دہشت اور ہیبت پیدا ہوگئی ڈرتا ہوا اور لرزتا ہوا میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے بیٹھنے کی اجازت دی میرے بیٹھتے ہی آپ نے تکیہ کے نیچے سے ایک تحریر نکالی اور میرے حوالے کی وہ وہی مکتوب تھا جس سے لوگوں نے یہ بدگمانی پیدا کرلی تھی کہ گویا آپ نے خود کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل کہا ہے آپ نے یہ بات ایسی واضح فرمائی کہ پھر میرے دل میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش ہی نہ رہی پھر فرمایا اے مولانا میرک! تمہارے والد کا نام ایسا ایسا تھا تمہارے دادا ایسے تھے اور تمہارے پردادا یوں تھے ہر ایک نام اور ان کے فضائل بیان کئے حالانکہ میں کبھی ان کی خدمت میں متعارف نہیں تھا اس کے بعد آپ اٹھے اور چاہا کہ مجھے رخصت کریں میرے دل میں خیال گزرا کہ آپ نے تیسری بات یعنی خواجہ خاوند محمود کا ذکر نہیں فرمایا آپ نے پلٹ کر میری

Marfat.com

روئے سخن کیا اور فرمایا کہ خواجہ خاوند محمود ہمارے پیرزادے ہیں اور موروثی جذبہ روحانیت ہیں راوی، یعنی شیخ میرک کہتے ہیں کہ یہ تین کرامتیں ایک ہی مجلس میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے میں مشاہدہ کیں۔

کرامت ۴۵: ان دنوں میں جب کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ لاہور تشریف لے گئے تھے عالم ی مولانا جمال تلوی[1] آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خلوت میں آپ سے عرض کیا کہ اللہ! آج آپ جیسا جامع علوم ظاہری و باطنی زمانے میں موجود نہیں آپ بتائیں کہ مسئلہ ۃ الوجود جو بظاہر شریعت کے مخالف ہے اور بہت سے اولیاء اس کے قائل ہیں آپ کے یک کس طرح حل ہوگا؟ آپ نے توجہ اور تصرف فرما کر مولانا کو مسئلہ حل کر دیا اور کان میں بھی کلمات فرمائے مولانا بے تاب ہو گئے اور ان کی آنکھوں سے آنسو اس طرح جاری ہوئے جیسے نیساں اور سکر و وجد والوں کی طرح آپ کے بشرے سے عجیب تغیر ظاہر ہوا پھر مولانا میں رداشت نہ رہی اور انھوں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے قدم چومے اور نہایت تواضع اور انکسار کے ساتھ رخصت ہوئے۔

اس تصرف پہ فخر کیوں نہ کروں؟

مولانا جمال کو دلائل عقلیہ سے مطمئن کرنا دشوار تھا اس لیے ایک لمحے میں جان بخشی فرمائی گئی اور اس مقام ہی پر پہنچا دیا جس کو وہ سمجھنا چاہتے تھے اور مولانا کے شک وشبہہ کو اس حال کے وارد کرنے سے دور کر دیا۔

کرامت ۴۶: حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے خادموں میں سے ایک درویش نے بیان کیا کہ میں قلعہ گوالیار میں آپ کی خدمت میں رہا کرتا تھا ایک بزرگ کا وہاں سے گذر ہوا تو بہت افسوس و حیرت سے آپ کو کہلا بھیجا کہ اس جگہ سے آپ کی رہائی ممکن نہیں معلوم ہوتی کیونکہ اس آزار کا سبب رافضی لوگ ہیں اور یہ قلعہ بالفعل انھی لوگوں سے تعلق رکھتا ہے اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ اگر وہ لوگ قلعہ کے اوپر سے پھینک دیں تو کون روکنے والا ہے؟ آپ نے ان کے جواب میں کہلا

[1] مولانا جمال الدین لاہوری بہت بڑے عالم تھے فیضی نے سواطع الالہام میں آپ سے استفادہ کیا تھا مکتوبات میں دفتر اول کا ایک مکتوب نمبر م۱۳۰ آپ کے نام ہے۔

Marfat.com

بھیجا کہ میری رہائی ان شاء اللہ ضرور ہونے والی ہے کیونکہ بعض لوگ جن کا حصہ میرے پاس ہے ان کو وہ حصہ پہنچانا ابھی باقی ہے اور یہ کام میری رہائی کے بغیر ممکن نہیں چنانچہ تھوڑے ہی عرصے بعد آپ کی رہائی اس قلعے سے واقع ہوئی اور آپ کا وہ ارشاد جلد از جلد ظہور میں آیا۔

کرامت، ۴۷: آپ کے مخلصین میں سے ایک نے بیان کیا کہ حضرت کا یہ طریقہ تھا کہ چھوٹے بڑے اور یگانہ و بیگانہ کو پہلے سلام کیا کرتے تھے ایک دن میرے دل میں خیال آیا کہ آج میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں چلتا ہوں اور اچانک پہنچ کر پہلے سلام کروں گا چنانچہ اس ارادے سے میں آپ کی خدمت میں روانہ ہوا اور آپ کے جماعت خانے کے قریب پہنچ گیا تھا کہ اگر دو تین قدم آگے بڑھتا تو بالکل آپ کے سامنے پہنچ جاتا لیکن آپ نے مجھے دیکھا بھی نہ تھا اور نہ میں نے آپ کو دیکھا تھا کہ جماعت خانہ کے اندر آپ نے آواز دی کہ اے فلاں السلام علیکم ناچار میں نے قدم بڑھایا اور خود کو آپ کے سامنے پیش کر کے وعلیکم السلام عرض کیا اور آپ سے اپنے ارادے کا ذکر بھی کیا کہ میں سلام کی ابتدا کرنا چاہتا تھا آپ نے تبسم فرمایا۔

کرامت، ۴۸: ایک دن ایک طالب نے آپ سے نسبت قادریہ کے لئے التجا کی آپ نے اس سلسلہ عالیہ کا طریقہ ان کو تفویض فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ اکثر صحبت میں حاضر ہوا کرو آپ نے اس شخص کی خاطر خود کو بھی دو تین روز تک نسبت قادریہ میں رکھا اور اس کی برکتیں اس پر تفویض فرمائیں اور وہ لوگ جو آپ سے انوار نقشبندیہ کا اقتباس کیا کرتے تھے ان دنوں خود کو معطل اور بے کار پا رہے تھے اور اپنے معاملے میں انقباض دیکھ رہے تھے اور اصل حقیقت سے واقف نہ تھے مجبوراً انہوں نے آپ سے عرض کیا آپ مسکرائے اور فرمایا کہ ہاں دو تین دن سے میں نے خود کو آپ سے الگ کر کے نسبت قادریہ کی تحصیل کے لیے فلاں طالب کی طرف متوجہ ہوں اسی لیے تمہاری نسبت میں انقباض ہو گیا ہے اس کے بعد آپ ان لوگوں کے حال پر متوجہ ہوئے اور ایام گذشتہ کی تلافی فرما دی اور وہ فیوض و برکات جو چلوں میں بلکہ سالوں میں بھی ان کو حاصل نہ ہوئے وہ ان دنوں میں حاصل ہو گئے سبحان اللہ کیا تصرف تھا اگر طالبوں کے معاملے میں تھوڑا سا خلل ایک توجہ میں پیدا ہوا تو نیم نگاہ میں شروع سے آخر تک کا تمام کام ان کو مکمل کرا دیا۔

Marfat.com

کرامت ،۴۹: ایک صحیح النسب سید نے بیان کیا کہ میں اجین میں تھا اور سوداگروں کی ایک جماعت میرے پڑوس میں تھی ان میں سے ایک شخص جان محمد جالندھری تھا جو مجھ سے خصوصیت رکھتا تھا اتفاقاً ایک دن یہ خبر ملی کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو بادشاہ سے ایذا پہنچی ہے اور آپ کو گوالیار بھیج دیا گیا ہے میں بہت مغموم اور رنجیدہ تھا دیکھا کہ جان محمد میرے پاس آیا اور مجھے رنجیدہ دیکھ کر سبب پوچھا میں نے واقعہ بیان کیا اس نے کہا کہ میں بھی ان کا مرید ہوں آج میں انھی سے تحقیق کر لیتا ہوں وہ گیا اور آپ کی طرف متوجہ ہوا قیلولہ کیا حضرت رحمۃ اللہ علیہ مراقبے میں تشریف لے آئے اور فرمایا کہ یہ خبر صحیح ہے لیکن بعض مقامات سلوک کے جلالی تربیت پر موقوف ہوتے ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو ان کا حصول ممکن نہ تھا دوستوں سے کہہ دو کہ اس معاملے میں خاطر جمع رکھیں کہ اس معاملے کا راز یہی ہے۔

کرامت ،۵۰: تاجر موصوف نے یہ بھی بتایا کہ میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بہت رہا ہوں میں جب بھی آپ کو دیکھتا تھا آپ کی پیشانی اور دونوں رخساروں پر لفظ ''اللہ'' لکھا ہوا پاتا تھا۔

کرامت ،۵۱: وہی شخص یہ بھی بتاتا تھا کہ ایک دن حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے شام سے پہلے مجھ سے فرمایا کہ میں ایک کام تم سے کہتا ہوں تم کرو گے؟ میں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں کیوں نہ کر سکوں گا؟ پھر آپ نے مجھے ایک اخروٹ میرے ہاتھ میں دیا اور فرمایا کہ باغ حافظ رخنہ میں چند درویش ٹھہرے ہوئے ہیں ان کے پاس جاؤ ان میں ایک فقیر ان سے الگ بیٹھا ہوا ہے چیچک رو ہے اس کے پاس جاؤ اور میری دعا سلام کہو اور یہ اخروٹ اس کو دیدو اور اس کو بلا کر میرے پاس لاؤ میں آپ کے حکم کی تعمیل میں وہاں گیا دیکھا کہ قلندروں کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی ہے اور ایک چیچک رو فقیر تھوڑے فاصلے پر بیٹھا ہوا ہے جونہی اس نے مجھے دیکھا کہنے لگا کیا تم کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بھیجا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں پھر میں نے وہ اخروٹ اس کو دیا اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سلام بھی عرض کی اس نے کہا کہ ہم کو بلوایا ہے اور خود تشریف نہیں لائے پھر وہ اٹھا اور میرے ساتھ روانہ ہو گیا حضرت رحمۃ اللہ علیہ محراب میں بیٹھے ہوئے تھے وہ دوسری طرف آ کر بیٹھ گیا

Marfat.com

اسی اثناء میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ قہوہ لاؤ میں اس طرف کو دوڑتا ہوا گیا جہاں قہوہ تیار ہوتا ہے میں وہاں پہنچا اور قہوہ کا پیالہ لے کر آپ کی خدمت لایا آپ نے فرمایا کہ ان کو پیش کرو جب میں نے ان کی طرف رخ کیا تو دیکھا کہ وہ فقیر بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ ہی تھے فقیر نے کہا کہ انہی کی طرف لے جاؤ پھر جب میں نے ان کی طرف رخ کیا تو وہاں بھی حضرت ہی تھے۔

کرامت ۵۲: اس درویش نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے میرے حالات دریافت کیے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ شخص جالندھر کا ہے اور اس کا نام جان محمد ہے اور فلاں کا بیٹا ہے اس نے کہا کہ اس کا باپ میرا جاننے والا تھا اس کو آپ نے کس سلسلے میں بعیت کیا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سلسلہ قادریہ میں اس نے کہا کہ میں سفارش کرتا ہوں کہ اس کو حضرت غوث الثقلین سید محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کی خدمت میں پہنچا دیجئے اتنے میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ اٹھے اور آفتابہ نیز چند ڈھلے مجھ سے منگوائے میں لایا آپ بیت الخلاء تشریف لے گئے جب وہاں سے نکلے تو فرمایا جان محمد تم قطب تارا جانتے ہو؟ دیکھو یہی ہے یا اور ہے؟ قطب کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اچھی طرح دیکھو میں نے دیکھا کہ قطب تارے کے اندر سے ایک بزرگ سیاہ خرقہ پہنے ہوئے باہر آئے اور تیر کی طرح تیزی سے ایک لمحے میں اسی جگہ پہنچ گئے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان کو آداب بجالاؤ یہ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ ہیں چنانچہ اس حکم کی تعمیل میں ان کو میں آداب بجالایا اس کے بعد حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ رخصت ہو گئے اور پھر اسی قطب تارے کی طرف متوجہ ہو کر اسی تارے کے اندر غائب ہو گئے جب آپ وضو کر کے مسجد تشریف لے گئے تو اس درویش نے مجھ سے پوچھا کہ تم نے غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔

کرامت ۵۳: سید صاحب موصوف نے کہا کہ میں نے جان محمد سے کہا کہ ایسے امور کے مشاہدے کے باوجود تم پھر سوداگری میں کیوں پڑ گئے؟ اس نے کہا کہ عجیب قصہ ہے۔ میرے اقربا حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر التماس کرنے لگے کہ اس شخص (جان محمد) کو ہمیں دے دیجئے تا کہ ہم شادی کر دیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جاؤ اور شادی کر لو۔ لیکن میں نہیں گیا تو وہ رشتہ دار پھر آئے غرض کہ وہ رشتہ دار ہمیشہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر میرے آڑے

Marfat.com

رہے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ مجھ سے فرماتے رہتے تھے لیکن میں نہیں گیا آخر کار ان رشتہ داروں کی سے آپ تنگ آ گئے ایک دن آپ پان کھا رہے تھے آپ نے اپنے دہن مبارک سے تھوڑا پان کر مجھے دیا اس کا کھانا اور میرے احوال کا سلب ہو جانا ایک ساتھ ہوا گویا میں پہلے مست تھا اور دنیا کا کاروبار نظر آنے لگا پھر میں نے ان رشتہ داروں کی رفاقت اختیار کی اور میری شادی ہو اور میں تجارت کرنے لگا لیکن حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے محبت کی نسبت وہی ہے جو پہلے تھی جب کبھی متوجہ ہوتا ہوں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ لیتا ہوں۔

کرامت ۵۴: حضرت مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی [1] نے بتایا کہ میں جو آپ رحمۃ اللہ علیہ سے مرید ہوا اس کا سبب یہ کرامت تھی کہ ایک رات میں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ آپ مجھے یہ آیت سنا رہے ہیں "قل اللہ ثم ذرھم" [سورۃ الانعام:......] تلاوت کے دوران تصرف فرمایا اور میرے دل کو اپنی طرف کھینچ لیا چنانچہ میں نے اپنے دل کو ذاکر پایا، علامہ مذکورہ ایک عرصے تک اسی نسبت کے ساتھ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے باطنی طور پر استفادہ کرتے رہے اور کہا کرتے تھے کہ میں شیخ احمد کا اویسی ہوں پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر ظاہری تعلیم ذکر بھی حاصل کی۔

کرامت ۵۵: حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مخلصین میں سے ایک صاحب نے بتایا کہ ایک دن حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم اور فلاں شخص دونوں کو ولایت ابراہیمی حاصل ہے مجھے خیال ہوا کہ آپ کا فرما دینا بالکل کافی ہے لیکن اگر مجھے بھی اس بات کا علم ہو جائے تو بہتر ہوگا اسی رات میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بہت شان و شوکت کے ساتھ دیکھا اور وہاں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے اور میں اور وہ دوسرا شخص جس کو ولایت ابراہیمی حاصل ہوئی تھی دونوں کھڑے ہوئے تھے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے ہم دونوں کے ہاتھ پکڑے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں میں ڈال دیا ہم دونوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قدم بوسی کی اور ہم اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے۔

وہ راوی بیان کرتا ہے کہ اس واقعے کو دیکھنے کے بعد جب میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی

---

[1] علامہ زماں عبدالحکیم سیالکوٹی بہت سی کتابوں کے مصنف تھے سب سے پہلے آپ ہی نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو مجدد الف ثانی کہا تھا ۱۰۶۸ھ میں انتقال ہوا۔

Marfat.com

خدمت میں حاضر ہوا تو قبل اس کہ میں یہ واقعہ عرض کروں آپ نے فرمایا کہ "جو کچھ میں نے کہا اس میں تردد کی گنجائش نہیں ہے اور تم کو معلوم نہیں کہ تمام سالکوں کو ان کے احوال کے دقائق اور ان کے مشرب واستعداد کی خبر نہیں دی جاتی بلکہ زیادہ تر زمانے ایسے ہیں کہ کسی ایک ہی کو خاص الخاص بزرگوں میں سے اس نعمت اعلیٰ اور دولت عظمیٰ سے نوازا جاتا ہے شیخ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے وقت کے قطب تھے وہ نہیں جانتے تھے کہ کس نبی کے زیر قدم ہیں اس کی تحقیق کے لئے انہوں نے اپنے ایک مرید کو ایک بزرگ کے پاس بھیجا جو اس علم سے بہرہ مند کیے گئے تھے اس بزرگ نے دیکھتے ہی کہا کہ وہ یہودی توجہ کر رہا ہے وہ مرید آزردہ خاطر ہو کر اپنے شیخ کے یہاں واپس پہنچا اور وہ ماجرا بیان کیا شیخ بہت خوش ہوئے اور جھومنے لگے اور کہا کہ انہوں نے مجھے یہ بتایا ہے کہ تم حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے زیر قدم ہو۔

کرامت ، ۵۶: ایک روز آپ کے ایک مخلص کو خیال ہوا کہ آپ ہی ہمیشہ امامت فرماتے ہیں آخر اس کی کیا وجہ ہوگی؟ اس خیال کو لے کر وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ابھی وہ اپنی بات زبان پر نہیں لایا تھا کہ آپ نے فرمایا کہ شافعیہ اور مالکیہ کا مذہب یہ ہے کہ سورۃ الفاتحہ کے بغیر کوئی نماز جائز نہیں اس لئے مقتدی امام کے پیچھے بھی سورۃ الفاتحہ پڑھتا ہے، اور صحیح احادیث سے اس کی تائید بھی ہوتی ہے لیکن امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے امام کی قرأت کو مقتدی کی قرأت قرار دیا ہے اور مقتدی کا سورۃ الفاتحہ پڑھنا جائز نہیں کہا اور جمہور فقہائے حنفیہ کا مذہب یہی ہے گو کہ بعض ضعیف روایتوں نے اس قرأت کو جائز کہا ہے ہم حتی الامکان یہ کوشش کرتے ہیں کہ تمام ائمہ کے مذاہب جمع ہو جائیں تو اس معاملے میں جمع مذاہب نہیں ہوتا مگر جب تک کہ میں خود امامت نہ کروں۔

کرامت ، ۵۷: وبائے طاعون کے غلبہ کے زمانے میں ایک صاحب کے متعلق لوگوں نے ناخوشگوار واقعات دیکھے تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا آپ نے فرمایا کہ حصن حصین کا ختم کیا جائے اس شخص نے یہ ختم کیا اور عرض کیا آپ نے فاتحہ دعا پڑھی اور پڑھنے کے بعد ان سے فرمایا کہ اس فاتحہ کے پڑھتے وقت میں نے تمہارے گرد ایک قلعہ دیکھا کہ قائم کر دیا گیا ہے لیکن اس قلعہ کی بعض دیواریں صحیح نہیں ہیں اس لیے ظاہر ہوتا ہے کہ اس ختم کے پڑھنے میں کوئی نقص

Marfat.com

...دے اس شخص نے عرض کیا کہ جی ہاں حصن حصین کا وہ نسخہ بہت بدخط تھا بعض مقامات ...رہ گئے اور غلط بھی تھا وہ شخص چلا گیا اور دوبارہ ختم پڑھا اور پھر آ کر عرض کیا اب آپ نے ...کہ یہ ختم درست ہوا اور پہلا ختم ایک دوسرے شخص کے لیے منتقل ہو گیا جو اس کے لیے درست ...ہوا یعنی وہ شخص سخت مرض طاعون میں مبتلا تھا کہ اطباء اس کی بیماری سے مایوس ہو چکے تھے وہ جلد ہی صحت یاب ہو گیا اور وہ پہلا شخص بھی عافیت سے رہا۔

کرامت، ۵۸: ایک سفر میں حضرت ایک سرائے میں فروکش ہوئے آپ نے فرمایا کہ مجھے ...بتایا گیا ہے کہ آج اس سرائے میں آگ لگ جائے گی اور سامان کے ساتھ گھر جل جائیں گے ...احباب ایک دوسرے کو اطلاع کر دیں کہ ہر شخص یہ دعا بار بار پڑھے تا کہ وہ اور اس کا اسباب آگ سے محفوظ رہے وہ دعا یہ ہے۔

اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق،

ابھی تھوڑی دیر ہی نہ گزری ہو گی کہ اس سرائے کے بعض گھروں میں آگ لگ گئی اور ایسی شدت کے ساتھ کہ اس کا بیان نہیں ہو سکتا ایسے شعلے اٹھے کہ ان کا بجھانا مشکل ہو گیا لوگوں نے بہت بھاگ دوڑ کی لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا بہت سے گھر جل گئے اور بہت سا اسباب تباہ ہو گیا لیکن احباب میں سے جس کسی نے وہ دعا پڑھی وہ اور اس کا اسباب محفوظ رہا مولانا عبدالمومن لاہوری جو بڑے فاضل تھے اور آپ کے مرید تھے ان کا سامان جل گیا کیونکہ ان کو کسی نے خبر نہ دی تھی کہ حضرت نے فلاں دعا پڑھنے کے لئے ارشاد فرمایا ہے پھر وہ خود بھی ہزار وقت سے آپ کی خدمت میں پہنچ سکے۔

کرامت، ۵۹: اس زمانے میں جب کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ لاہور تشریف لے گئے تھے ایک رات عشاء کی نماز کے بعد اس گھر کی ایک دیوار کے قریب جہاں کہ آپ ٹھہرے ہوئے تھے کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ آج رات اس دیوار کے قریب کوئی شخص ہرگز نہ آئے اور نہ سوئے حالانکہ اس وقت نہ بادل تھے اور نہ بارش تھی بعض لوگوں کو اس ارشاد سے تعجب بھی ہوا کیونکہ دوسری دیواریں زیادہ شکستہ تھیں اور وہ دیوار تو سب سے زیادہ مضبوط تھی پھر تو یہ ہوا کہ اخیر کی

Marfat.com

تہائی رات میں وہ دیوار اللہ تعالیٰ کے حکم سے گر پڑی ایک لونڈی اس دیوار کے قریب تھی اس پر چند ڈھیلے گرے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے غصے سے فرمایا کہ میں نے رات کو نہیں کہا تھا کہ کوئی بھی دیوار کے قریب نہ رہے۔

کرامت ۶۰: میرزا مظفر جو سرہند کا فوجدار تھا اور قصبہ جیت پور میں تھا ارادہ کر رہا تھا کہ سرکش پہاڑ والوں پر حملہ کرے وہ ایک درویش سے رجوع کر کے بشارت کا طالب ہوا اس درویش نے فتح کی بشارت دی اس کے بعد اس کے دل میں تردد ہوا اور اس نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں خط لکھا اور اس بشارت کے متعلق بھی آپ کو اطلاع دی آپ نے جواب میں لکھا کہ ''اس حملے میں فوجدار کو شکست ہوگی بشارت دینے میں عجلت کی گئی جب تک صبح کی سپیدی کی طرح کوئی بات صاف طور پر ظاہر نہ ہو جائے زبان پر نہیں لانا چاہیے۔'' تین چار دن نہ گذرے ہوں گے کہ اس فوجدار کی جنگ ان پہاڑ والوں سے چھڑ گئی اور اس کو شکست ہوئی اور اس کا علم اور نقارہ بھی چھین لیا گیا پھر وہ پریشانی اور حیرانی میں واپس ہوا۔

کرامت ۶۱: حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید نے بیان کیا کہ میں بیمار تھا اور تپ محرقہ میں مبتلا تھا اس میں عرصہ لگ گیا اور ضعف و ناتوانی اس حد تک بڑھ گئی کہ زندگی کی امید نہ رہی اقرباء نے میری خاطر شب بیداری کی تا کہ نزع کے وقت حاضر رہیں میں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی طرف توجہ کی تو میں نے شدت مرض میں دیکھا کہ ایک شخص ظاہر ہوا بہت سفید چادر اوڑھے ہوئے تھا جو سر سے پیر تک تھی اور چہرہ بھی ڈھکا ہوا تھا میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ یہ چادر حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قطب وقت شیخ احمد فاروقی نقشبندی کے لیے بھیجی تھی اور انہوں نے تمہارے لیے بھیجی ہے میں وہ تم کو اڑھاتا ہوں اس کی برکت سے تم کو صحت حاصل ہوگی ان شاء اللہ۔ اس نے مجھے سر سے پیر تک اڑھا دی جب میں نے چادر پر ہاتھ بڑھایا تو اس سے کچھ بھی میرے ہاتھ نہ آیا اور میرے پیر کی طرف سے برودت مجھ میں سرایت کر گئی جو سر تک پہنچ گئی جب میری بہن نے دیکھا کہ ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو گئے ہیں تو وہ یہ سمجھی کہ میرا وقت آخر ہے وہ دوڑی اور مجھے بغل میں لے کر رونا چیخنا اور نالہ کرنا شروع کر دیا میں اس کے شور و غل سے جاگ

Marfat.com

اور اس سے کہا کہ میں اچھا ہوں غم نہ کرو میں نے شوربا منگوایا پیا اور اچھا ہو گیا چنانچہ میں نے صبح کی نماز کھڑے ہو کر پڑھی۔

کرامت ۶۲: یہ صاحب یہ بھی بیان کرتے تھے کہ میں نے اور میرے ایک دوست نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ہی مریدوں میں سے تھے امساک کے لیے اپنے گھر میں دوا تیار کی لیکن اس میں افیون شامل تھی اور ہم دونوں کے علاوہ کوئی شخص اس بات سے واقف نہ تھا ہم دونوں ظہر کی نماز کے حلقے میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خیال کیا کہ وہاں سے واپسی پر وہ دوا کھائیں گے آپ فراغت کے بعد چاہتے تھے کہ گھر تشریف لے جائیں دروازے پر آپ کھڑے ہو گئے اور ہم دونوں کو اپنے قریب طلب فرما کر بہشت اور حور و قصور کا ذکر شروع فرما دیا دنیوی لذتوں کی نفی فرمائی اور آخرت کی لذتوں کی ترغیب دلائی پھر فرمایا کہ وہ دوا جو افیون سے تم لوگوں نے تیار کی ہے، مت کھاؤ۔ ہم لوگ حیران ہوئے اور آپ کا حکم قبول کیا اور اس دوا کو پانی میں ڈال دیا یہ کرامت دیکھی تو آپ سے اور بھی زیادہ گرویدگی بڑھ گئی۔

کرامت ۶۳: وہی صاحب یہ بھی بتاتے تھے کہ ان کی والدہ بیمار تھیں میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کچھ رقم حضرت بہاء الدین نقشبندی قدس سرہٗ کی نذر کے لیے لے گیا اور آپ سے شفا کے لیے دعا کی درخواست کی آپ نے فرمایا کہ یہ نذرانہ اپنے پاس رکھو اور اس خوبی کے ساتھ اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا میں نے رات کو خواب میں آپ کو دیکھا کہ آپ تشریف رکھتے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ "اے شخص جاگ جا" اور اپنی والدہ کے نزع کے وقت ان کے پاس پہنچ جا" میں خواب سے بیدار ہوا اور اسی وقت بے تابی کے عالم میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے دیکھا کہ آپ تہجد کی نماز سے فارغ ہو چکے ہیں میں نے سلام پیش کیا اور جو خواب میں دیکھا تھا آپ سے عرض کیا آپ مراقب ہو گئے اور دیر تک اس حالت میں رہے پھر فرمایا کہ اے شخص جلد جا کہ تیری والدہ کا وقتِ نزع ہے میں روتا ہوا والدہ کے سرہانے آیا اور ان کی نبض دیکھی کہ وہ ڈوب چکی تھی اور وہ تھوڑی دیر کے بعد فوت ہو گئیں۔

کرامت ۶۴: حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید نے بتایا کہ جن دنوں میں آپ کو بادشاہ کے

Marfat.com

ہاتھوں اور دین کے بعض دشمنوں کی چغل خوری کی بنا پر گزند پہنچا تھا ایک شخص جو افسوں اور منتر سے واقف تھا مجھ سے کہنے لگا کہ میں ہندی میں چند اسم جانتا ہوں کہ ظہر کے وقت سے عصر کی نماز تک اگر تم وہ پڑھ لو، تو اسی دن دشمن ہلاک ہو جاتا ہے اور یہ چیز مجرب ہے اس نے وہ اسم ایک کاغذ پر لکھ کر مجھے دیے کہ مکان کی چھت کی لکڑی میں رکھ دو میں نے اس سے وہ اسم سیکھ لیے اور وہ اسم والا کاغذ مکان کی چھت میں رکھ دیا میں نے دل میں طے کیا کہ کل منگل کو وہ پڑھوں گا ناگاہ میں نے رات کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ گویا آپ اپنے دانتوں میں کلمہ کی انگلی دبا کر فرما رہے ہیں کہ میرے مرید اور ایسا عمل کریں بڑے تعجب کی بات ہے ہرگز وہ عمل مت کرنا کہ وہ جادو ہے پھر تو مجبوراً میں نے اسے ترک کر دیا اس کے بعد بادشاہ اس ایذا رسانی سے نادم اور شرمندہ ہوا اور آپ کو گوالیار سے بلوایا اور آپ اپنے وطن تشریف لے آئے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ایک عالم آپ کے دیدار کو آ رہے تھے، میں نے دل میں خیال کیا کہ اگر حضرت رحمۃ اللہ علیہ میرے سامنے مجھے اس عمل سے منع فرمائیں گے بغیر اس کے کہ میں اس کا اظہار کروں تو میں اس عمل کو چھوڑ دوں گا ورنہ ایک بار تو دشمن کے جگر پر تیر ضرور مار دوں گا حضرت رحمۃ اللہ علیہ تین دن تک سرہند میں رہے اور میں تینوں دن حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اسی نیت سے گیا تیسرے دن آپ مجمع خلائق سے رخصت ہو کر مکان میں تشریف لے جا رہے تھے کہ دروازے میں اندر کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ فلاں شخص کو بلاؤ میں حاضر ہوا تو فرمایا وہ ہندی اسم مت پڑھنا کہ وہ جادو ہے میں نے شرمندگی کی وجہ سے اس کا انکار کیا کہ ایسی بات کیوں کہتے ہو؟ تم نے تو وہ اسم فلاں جادوگر سے سیکھے ہیں، آپ نے اس جادوگر کا نام بتایا جس سے میں نے سیکھا تھا اور وہ کاغذ جس پر اس نے وہ اسم لکھ کر دیئے تھے تم نے اپنے گھر کی چھت کی فلاں لکڑی میں رکھ دیے ہیں وہ عمل میں اپنی تاثیر میں ایسا ہی ہے جیسا کہ اس نے بتایا تھا، لیکن جادو حرام ہے جاؤ اور اس کو پھاڑ ڈالو، میں نے سر جھکا لیا آپ نے فرمایا کہ "مجھ سے وعدہ کرو کہ اس کو پھاڑ ڈالو گے اور اس عمل کے قریب بھی نہ جاؤ گے" پھر آپ نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا، مجھے اس کرامت سے دہشت ہونے لگی اور میں حیرت میں گم ہو گیا کیونکہ یہ بات میں نے کسی سے نہیں بتائی تھی میں پھر فوراً گھر آیا اور اس کاغذ کو چاک کر دیا۔

Marfat.com

کرامت ۶۵: حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید نے بیان کیا کہ ایک ملا ایک خواجہ زادہ کے بیٹے کو تعلیم دیتا تھا اور وہ خواجہ زادہ باہر سفر میں تھا اس ملا کو اندرونی دروازے کے قریب مکتب کے لیے جگہ دی گئی تھی اس لیے کبھی کبھی اس بچے کے حالات پر نظر رکھنے کے لیے اس کی والدہ آ کر کھڑی ہو جاتی تھی اس طرح اتفاق سے ملا کی نظر اس پر پڑ جاتی تھی ملا اپنا دل کھو بیٹھا اور خان ومان سے آوارہ ہو کر حیران و پریشان پھرنے لگا کیونکہ جمال محبوب کا دیدار ہر وقت نہ ہو سکتا تھا اور اس جانکاہ درد کو اس کے بغیر تسکین نہ ہو سکتی تھی وہ مجنوں کی طرح دشت و بیابان میں گھومتا تھا اور کسی طرح صبر نہ پاتا تھا۔

وہ چونکہ راقم الحروف (بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ) کا واقف تھا اس لیے ایک دن میں نے اس سے کہا کہ صحیح بات بتاؤ کہ اس پریشانی کا سبب کیا ہے؟ اور اس سرگشتگی کا باعث کیا ہے؟ اس نے کہا کہ سلطانِ عشق نے بحکم ان الملوک اذا دخلوا قریۃ... (النمل ۳۴) اس بیدل کے دل بر نزول اجلال فرما کر اسے تہ و بالا کر دیا ہے اور عقل کو جو اس دیار کی اعزہ میں سے ہے ذلیل کر کے معطل کر دیا ہے اور اس کی جگہ جنون کو بٹھا دیا ہے اگر تم سے ہو سکے تو میرا حال حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کر دو میں نے کہا کہ تم لکھ دو۔ میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کر دوں گا اس نے حقیقت حال بے کم و کاست لکھ دی میں نے وہ رقعہ عشاء کے وقت تنہائی میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کر دیا اور عرض کیا کہ وہ عورت حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے ہے اور حضور کی توجہ کی ضرورت ہے آپ نے فرمایا کہ اس سے کہہ دو کہ کل فجر کی نماز کے بعد حلقہ ذکر میں میرے سامنے بیٹھے کہ توجہ کی جائے گی اور وہ بلا دفع ہو جائے گی انشاء اللہ میں نے یہ بات اس سے کہی اور وہ علی الصباح آپ کی خدمت میں آیا اور آپ ہی کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی پھر آپ کے سامنے ہی حلقہ ذکر میں بیٹھ گیا آپ نے اس کے حال پر توجہ فرمائی اور اس محبت مجازی کا کانٹا اس کے دل سے نکال دیا جب آپ حلقے سے اٹھے تو میں نے اس ملا سے اس کی کیفیت حال دریافت کی اس نے کہا کہ اللہ کی قسم میرا دل اب اس عورت کے عشق سے سرد ہو گیا چنانچہ اسی وقت اس نے اجازت لی کہ وطن جا رہا ہوں کہ میں حضرت کی وجہ سے اس بلا اور آزمائش سے آزاد

Marfat.com

ہو گیا ہوں پھر وہ چلا گیا۔

کرامت ۶۶: حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مخلصین میں سے ایک امیر تھا جو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے قریب ملا احمد کی حویلی میں رہتا تھا ایک روز آپ نے اسے آگاہ فرمایا کہ اس حویلی سے نکل جاؤ ورنہ تم پر ایک عظیم بلا نازل ہو جائے گی اتفاق سے اس امیر کو اس کام کی توفیق نہ ہوئی اور وہ بادشاہی غضب اور دوسرے حوادث کا شکار ہوا۔

کرامت ۶۷: حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مخلصین میں سے ایک تاجر تھا اس نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں جوانی سے گزر کر بڑھاپے میں آ گیا لیکن کوئی فرزند پیدا نہ ہوا جو دنیا میں میری یادگار رہتا آپ اس معاملے میں توجہ فرمائیں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تھوڑی دیر کے لیے مراقبے میں سر جھکایا پھر فرمایا کہ تجھے اس بیوی سے جو تو رکھتا ہے لوح محفوظ میں کوئی فرزند ثابت نہیں اگر دوسری شادی کرو گے تو اس سے فرزند پیدا ہوں گے جو یادگار رہوں گے اتفاق یہ ہوا کہ اس کی پہلی بیوی فوت ہو گئی اس نے دوسری شادی کی اور اس سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئی جو اس کے بعد اس کی یادگار رہے۔

کرامت ۶۸: حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ایک رشتہ دار نے بتایا کہ مجھے ہمیشہ یہ جذبہ رہتا تھا کہ میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے طریقۂ ذکر حاصل کروں لیکن بعض موانع کی وجہ سے اس سعادت کے حصول میں تاخیر ہوتی گئی ایک رات میں نے پکا ارادہ کیا کہ کل حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جا کر التماس کروں گا کہ مجھے اپنے مریدوں کے حلقے میں شامل فرما لیں اور ذکر کی تعلیم فرما دیں اسی رات میں نے خواب دیکھا کہ ایک گہرا دریا ہے اور میں اس کے اس کنارے پر پہنچا، اتفاق سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ مجھ پر پڑی فرمایا کہ اے شخص جلد آ جلد آ تو نے دیر کر دی آپ کا اس طرح فرمانا اور میرے دل میں ذکر کا شروع ہونا ساتھ ساتھ واقع ہوا جب میں بیدار ہوا تو میرا دل ذاکر ہو چکا تھا جیسا کہ طریقہ نقشبندیہ ہے حالانکہ میں نے کسی سے بھی نہ سنا تھا کہ آپ کے ذکر کا طریقہ کیا ہے صبح کو جب میں آپ کی خدمت میں پہنچا اور گذشتہ شب کے تصرف اور کرامت کا تذکرہ کیا اور ذکر کا طریقہ جو رات سیکھا تھا وہ بھی عرض کیا تو آپ نے فرمایا یہی ہمارا طریقہ

Marfat.com

سی کو جاری رکھو۔

رامت، ۶۹: مولانا مرتضیٰ نائب جو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مخلصین میں سے تھے بیان کرتے تھے ایک بار میں لشکر میں گیا اور میں نے معاش کے لیے مہم شروع کی اس زمانے میں یہ کام بہت ل سے ہوتا تھا اور بہت سے خدمت گذار بہت عرصے تک لشکر میں رہتے تھے اور ان کا یہ کام نہ تھا مجھے اس کام میں مایوسی ہوئی تو ایک رات میں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ آپ ریف فرما ہیں اور میرے ہاتھ میں ایک کاغذ ہے آپ نے وہ کاغذ میرے ہاتھ سے لیا اور اس پنے قلم سے کچھ لکھ دیا اور میرے حوالہ کر دیا صبح کو میں نے اہل دفتر سے اپنے کام کے لیے رجوع لیا تو اسی روز میری درخواست منظور ہو گئی سب خادموں کو حیرت ہوئی کہ تمہارا کام اتنی جلدی اور دو ین روز میں کس طرح ہو گیا جبکہ ہم برسوں سے لشکر میں امیدوار ہیں اور ہمیں کامیابی نہیں ہوتی یں نے یہ واقعہ بیان کیا تو سب لوگ آپ کی کرامت کے معتقد ہو گئے۔

کرامت، ۷۰: وہی صاحب بیان کرتے تھے کہ میرے والد نے انتقال کے وقت وصیت کی تھی کہ میری نعش کو حضرت کی خدمت میں لے جانا اور عرض کرنا کہ مجھے سلسلے میں داخل فرمالیں آپ کا طریقہ بھی تھا کہ مردوں کو بھی اپنی نسبت عطا فرما دیا کرتے تھے میں نے والد کے انتقال کے بعد ان کی وصیت پر عمل کیا والد کا جنازہ آپ کی خدمت میں نماز جنازہ کے لیے لایا اور والد کی وہ التماس بھی عرض کی فرمایا کہ کل حلقہ ذکر میں معلوم کر لینا چنانچہ دوسرے دن جب میں حلقہ ذکر میں بیٹھا ہوا تھا مجھے استغراق ہو گیا میں نے دیکھا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما ہیں اور میرے والد اس حلقہ ذکر میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے ایک آدمی کے فاصلے پر بیٹھے ہوئے ہیں اور ذکر میں مشغول ہیں میں شکر خدا بجالایا۔

کرامت، ۷۱: وہی صاحب بیان کرتے تھے کہ اس زمانے میں جب کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ قلعہ گوالیار میں یوسف علیہ السلام کی طرح محبوس تھے تو سرہند میں آپ کے انتقال کی خبر مشہور ہو گئی میں بہت غمزدہ اور رنجیدہ ہو گیا فاتحہ پڑھی اسی رات خواب میں دیکھا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ چند درویشوں کے ساتھ حجرے میں بیٹھے ہوئے ہیں اور مجھ سے فرما رہے ہیں کہ اے شخص میرے

Marfat.com

انتقال کی خبر جو مشہور ہوگئی ہے جھوٹ ہے جب میں بیدار ہوا تو میں اٹھا اور ہر طرف سے خبر م... کی پے در پے اور تواتر سے لوگوں نے آپ کی عافیت کی خبر سنائی اور آپ اس کے بعد کئی سا... تک حیات رہے۔

کرامت ۲۷: مولانا محمد امین نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ نواب شیر خوا... اپنے والد کی طرف سے سید ہے لیکن والدہ کی طرف سے خواجہ زادہ ہے اور اس کے آباؤ اجداد با... سے بلند مرتبہ ہو کر آئے تھے حضرت توجہ فرمادیں کہ اس شخص میں شراب نوشی اور فسق و فجور کی کثرت دامن گیر ہے اسے آپ اس ورطۂ ہلاکت سے نکال دیں اور اصلاح فرمادیں کیونکہ وہ بڑے امیروں میں سے ہے اگر وہ اصلاح پا جائے گا تو اس کے لشکریوں میں ایک کثیر جماعت اصلاح پا سکے گی چونکہ اس کے حقوق میرے ذمے ہیں اس لیے آپ سے یہ گذارش کرتا ہوں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے خاموشی اختیار کی لیکن جب مولانا نے بار بار التماس کی اور بہت عاجزی وانکساری ظاہر کی تو آپ نے ایک دن توجہ فرمائی اور فرمایا مولانا میں شیر خواجہ کے حال کی طرف متوجہ ہوا تھا وہ فسق و فجور کی دلدل میں پھنسا ہوا ہے میں نے بہت توجہ کی اسے وہاں سے باہر لے آؤں بالفعل میرا قابو نہ چل سکا لیکن انشاء اللہ آخر میں اس کو اپنی طرف کھینچ لاؤں گا اس ارشاد کے بعد بہت عرصہ گزر گیا اور جب بادشاہ دین پناہ صاحب قرآن شاہجہان سلمہ الرحمٰن کی سلطنت کا زمانہ آیا،[1] تو اللہ تعالیٰ نے شیر خواجہ کی توفیق بخشی کہ وہ تمام ممنوعات سے تائب ہو گیا اور اس نے خود کو طاعت اور عبادت میں مشغول کر لیا اتفاق سے اسے صوبہ ٹھٹھ کا حاکم بنا کر بھیجا گیا لیکن جب وہ سرہند کے قریب پہنچا تو بیمار ہو گیا اور سرہند کے جوار میں فوت ہو گیا اس کے بیٹے اس کا جنازہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ منورہ کے قریب لائے اور وہیں اسے دفن کر دیا حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے جو فرمایا تھا کہ آخر میں اس کو اپنی طرف کھینچ لاؤں گا وہ اس طرح ظاہر ہوا۔

کرامت ۳۷: اکبر بادشاہ کی وفات کے وقت اور جہانگیر کی تخت نشینی[2] کے موقع پر مرزا شاہ رخ

---

[1] شاہجہان کی تخت نشینی کی تاریخ ''زینت شرع'' (۱۰۳۷) ہے۔
[2] (جہانگیر کی تخت نشینی ۱۰۱۴ھ میں ہوئی ۲۸ صفر ۱۰۳۷ھ کو انتقال ہوا)

Marfat.com

بیٹے فتح پوری نے بے اعتدالی ظاہر کی تھی اتفاقاً خواجہ کلاں نے عبداللہ خاں کو اس کی بے
لیوں کے متعلق لکھ بھیجا خان موصوف نے اس پر حملہ کیا اور اسے گرفتار کرلیا اور بادشاہ جہانگیر کے
لایا بادشاہ نے اسے قید کرا دیا اور بہت عرصہ گذر گیا کہ وہ قید میں رہا اور جب کبھی کوئی شخص اس کا
رہائی کے لیے، بادشاہ سے کرتا تو بادشاہ ضامن طلب کرتا لیکن چونکہ وہ بہت سرکش تھا اس لیے کوئی
بھی اس کا ضامن نہ بنتا اور اس کا معاملہ تعویق میں پڑ گیا یہاں تک کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ سیر و
میں اکبر آباد پہنچے اور کٹرہ مظفر خاں میں قیام فرمایا میرزا فتح پوری کو آپ کی تشریف آوری کی خبر
اس نے اپنا ایک وکیل بڑی نیازمندی کے ساتھ آپ کی خدمت میں بھیجا اور اپنی رہائی کے لیے
کرایا حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جاؤ میرزا فتح پوری کو رہائی ہوگی اس نے عرض کیا کہ کب رہائی ہوگی
آپ نے فرمایا کہ کل ہوگی جب دوسرا دن ہوا تو بادشاہ نے اسے یاد کیا اور بغیر اس کے کہ کوئی یاد دہانی
تا اسے اپنے پاس طلب کیا اور رہا کر دیا اور کہا کہ میں ہی تمہارا ضامن ہوں۔

کرامت ۴۷: خواجہ حسام الدین احمد دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو رقعہ لکھا کہ زیارت
حرمین شریفین کا ارادہ مصمم ہو گیا ہے اور چاہتا ہوں کہ متعلقین کے ساتھ یہ مبارک سفر اختیار کروں
اور حرمین شریفین میں سے کسی ایک جگہ قیام کروں اور وہیں دفن ہو جاؤں اس معاملے میں آپ
توجہ فرما کر بتائیں کہ یہ بات میسر ہوگی یا نہیں؟ اور اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے یا نہیں؟ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ
نے ان کے جواب میں لکھا کہ متعلقین کا سفر نظر نہیں آتا بلکہ ممانعت جیسی ظاہر ہوتی ہے ہاں
اگر آپ تنہا چاہیں تو اچھا ہے امید ہے کہ سلامتی کے ساتھ پہنچ جائیں گے لیکن چونکہ خواجہ حسام
الدین احمد کا شوق کمال پر تھا اس لیے انہوں نے بہت کوشش کی کہ اہل و عیال کے ساتھ سفر حجاز
اختیار کریں بلکہ بادشاہ شاہجہان سے بھی اس کا اظہار کیا مگر اجازت نہ ملی اور اس وقت حضرت
مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی صداقت ظاہر ہوئی اور انہوں متعلقین کے ساتھ جیسی کہ تمنا تھی حج میسر نہ ہوا
اور وہ ہند میں ۱۰۴۴ھ میں فوت ہو گئے۔[1]

---

[1] ابوالفضل کے بہنوئی اور حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے عزیز خلفاء میں سے تھے بعد میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ سے رجوع ہوئے یکم صفر ۱۰۴۴ھ کو آگرہ میں انتقال ہوا بعد میں حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے قریب دہلی میں دفن ہوئے)۔

Marfat.com

کرامت ۷۵: مولانا محمد حنیف کابلی[1] جو حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے جلیل القدر خلفاء میں سے ہیں اور جو کابل میں طالبوں کے رشد وہدایت میں مصروف ہیں بیان کرتے تھے کہ حضرت شیخ محمد صدیق (فرزند شیخ بادشاہ) کہ دراصل وہ کولاب (نزدیک قندھار) کے ہیں اور اب کابل میں متوطن ہیں وہ بیان کرتے تھے کہ میں تجرید وتفرید کی وضع میں برہان پور کی طرف روانہ ہوا راستے میں جب سرہند پہنچا تو میں نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے اوصاف ومناقب جو پہلے سنے تھے ان سے بھی زیادہ سنے لوگوں نے بتایا کہ اگر تمام دنیا میں گھوم کر دیکھو گے تو جو کچھ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہوسکتا ہے اس کا شمہ بھر بھی تمہیں کہیں نہیں مل سکے گا یہ بات سن کر میں بہت خوش ہوا اور بلا توقف آپ کے آستانہ عالیہ کی طرف متوجہ ہوا جب میں آپ کی خانقاہ میں پہنچا تو دیکھا کہ آپ ظہر کی نماز ذاکر کے اصحاب کے ساتھ مراقبے میں بیٹھے ہوئے ہیں میں ایک گوشے میں بیٹھ گیا فراغت ہوئی تو میں نے سلام عرض کیا اور آپ کے قدموں میں گر پڑا آپ نے میرا احوال باطنی پوچھا اور فرمایا کہ اے درویش جو کچھ تمہارے دل میں ہے مجھ سے کہو اور انکار کی راہ مت اختیار کرو، میں نے اپنے احوال کا انکار کیا اور عرض کیا کہ حضور میرے تو کوئی احوال نہیں پھر آپ نے میرے حالات ابتداء سے آخر تک کہ جہاں میرا عبور ہوا تھا پورا پورا بیان فرما دیا اس کو سن کر مجھے سخت حیرت ہوئی پھر آپ خلوت میں تشریف فرما ہوئے اور مجھ سے فرمایا کہ کل اشراق کے بعد آنا دوسرے دن مقررہ وقت حاضر ہوا اتفاق یہ ہوا کہ آپ نماز اشراق ادا کر کے خلوت میں تشریف لے گئے تھے میں تھوڑی دیر کھڑا رہا میں نے دیکھا کہ ایک صوفی مسجد میں بیٹھا ہوا ہے اس سے میں نے کہا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ جب تشریف لائیں تو ان سے کہہ دیجئے گا کہ ایک درویش آپ سے ملنے آیا تھا لیکن چونکہ آپ باہر تشریف نہ رکھتے تھے اس لیے اس نے دعا کی درخواست کی اور برہان پور کے لیے روانہ ہوگیا اس صوفی نے کہا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے آپ کے لیے یہاں بٹھا رکھا ہے اور فرمایا ہے کہ اگر محمد صدیق نام کے درویش آئیں تو مجھے اطلاع کر دینا حالانکہ میں نے اپنا نام حضرت کی خدمت میں ظاہر نہیں کیا تھا وہ صوفی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خلوت میں گیا اور میری درخواست دعاء پہنچائی آپ نے مجھے اندر بلوایا اور خود اٹھے وضو کیا اور نماز تحیۃ الوضو ادا کرنے لگے پھر مراقب

---

[1] مولانا محمد حنیف کو میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۰۳۷ھ میں خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کرایا تھا ۱۰۷۵ھ میں وفات پائی۔

Marfat.com

اس کے بعد فرمایا یہاں آؤ میں آگے بڑھا اور آپ کے قریب بیٹھ گیا آپ پھر مراقب ہو گئے اس پر ذکر قلبی فرمایا اور متوجہ ہوئے اور میرے حالات ذرا ذرا سی دیر میں بدلتے رہے اور ایک گھڑی میں وہ کیفیات عنایت فرمائیں کہ برسوں کی ریاضت میں اس کا شمہ بھر بھی حاصل نہ ہوتا اور ہر حال جو وارد ہوتا آپ فرماتے کہ اب یہ حال تم پر وارد ہوا ہے یہاں تک کہ میرے تمام حالات جو وارد ہوئے تھے بیان فرما دیئے اس کے بعد آپ نے مجھے برہان پور کے لیے رخصت دے دی۔

کرامت ۷۶: مولانا محمد حنیف کابلی بیان کرتے تھے کہ ایک صفا کیش درویش نے مجھے بتایا میں حرمین شریفین کے لیے عازم سفر ہوا جب سرہند پہنچا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ کی حاضری سے بھی مشرف ہوا اس وقت حضرت نماز عشاء سے فارغ ہو چکے تھے اور خلوت گاہ میں تشریف لے جانا چاہتے تھے اسی اثناء میں میں نے سلام عرض کیا اور حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے کھڑا ہو گیا آپ نے خادم سے روٹی لے کر میرے بغل میں دیدی اور فرمایا کہ "اے درویش وقت اچھا ہے یہیں سے رخصت ہوا اور ہر گھڑی میری کیفیات بڑھتی گئیں اور لحظہ میرے حالات میں تبدیلی پیدا ہوتی گئی اور جو کچھ کہ میں نے ایک ساعت میں حاصل کیا بیس سال کی ریاضت میں جو میں نے کی تھی اس کی بو بھی نہ پائی تھی اور اس کا رنگ نہ دیکھا تھا۔

کرامت ۷۷: حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے ایک عقیدت مند مخلص نے بیان کیا کہ مجھے ایک مرتبہ ایک فاحشہ سے تعلق اور شیفتگی پیدا ہو گئی تھی چنانچہ میں بے اختیار ہو گیا تھا ایک دن میں نے اسے اپنے خلوت خانے میں طلب کر کے مجلس بزم آراستہ کی اور چاہا کہ اس سے قربت کروں ناگاہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ صاف ظاہر ہوئے اور میرے منہ پر طمانچہ مارا اور میری نظر سے غائب ہو گئے طمانچہ لگتے ہی میرے بدن میں رعشہ پیدا ہو گیا اور اس برے کام کے لیے طاقت ہی سلب ہو گئی اور جو کام میں چاہتا تھا اس سے نادم اور تائب ہوا۔

کرامت ۷۸: شیخ نور محمد تہاری[1] جو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے قدیم مریدوں میں سے ہیں اور

---

[1] شیخ نور، نور محمد تہاری، نور محمد انبالوی ایک ہی ہیں مکتوبات ان کے نام ہیں دفتر اول میں ۷، ۱۴، ۱۸، ۱۷۰، دفتر دوم، ۱۸، ۳۴، ۵۰، ۸۵، دفتر سوم میں ۱۱۱، ۱۲۳، دیکھیں یہی نور محمد پٹنی بھی کہلائے جو پٹنہ میں رشد و ہدایت کے لیے بھیجے گئے تھے۔

Marfat.com

آپ کے خلفاء میں سے ہیں اور آٹھ مرتبہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہو چکے ہیں بیان کرتے تھے کہ ایک مکان میں ایک جن رہا کرتا تھا جو میرے بھائی سے ہمیشہ دشمنی رکھتا تھا بلکہ وہ اذیت سے فوت ہوئے میں بھی اسی گھر میں رہا کرتا تھا بھائی کے انتقال کے بعد مجھے ہیبت ناک شکلیں دکھائی دینے لگیں اور مجھے پھولوں کی خوشبو ہمیشہ دماغ میں آتی رہتی تھی اور مجھے بھی ویسی (بھائی کی جیسی) حالت درپیش ہوئی جب میرے عزیزوں اور قرابت داروں نے یہ بات سنی تو وہ میری زندگی سے مایوس ہو گئے ایک رات میں اپنی اہلیہ کے ساتھ تھا اور ابھی نیند نہ آئی تھی کہ وہ جن یکا یک ہم دونوں کو نظر آیا اور ہم لوگوں پر بیٹھ گیا اور اس قدر زور دکھایا کہ ہم لوگوں کو ہاتھ اٹھانے کی طاقت نہ رہی اور لحاف بھی پاؤں سے اٹھا نہ سکتے تھے جب حالت اس طرح اضطراب اور اضطرار کی ہوئی تو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ ظاہر ہوئے اور آواز دی کہ اے نور محمد کچھ خوف نہ کرنا یہ جن ابھی بھاگ جائے گا ان کید الشیطن کان ضعیفا [سورۃ آل عمران:٧٦] (بیشک شیطان کا مکر کمزور ہے) جن نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی آواز سنتے ہی ہم کو چھوڑ دیا اور جب میں اٹھا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نظر سے غائب تھے اس کے بعد ہمارے گھر والوں میں سے کسی کو جن کا خوف نہیں رہا اور تمام جنات وہاں سے دفع ہو گئے اور میں نے خود دیکھا کہ وہ اپنے سامان اور اسباب کے ساتھ کوچ کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ہم کو جلائے وطن کر دیا ہے اور ہم اب موضع شادی وال جا رہے ہیں۔

کرامت ٧٠٩: میر شرف الدین حسین حسنی[1] جن کا لقب ہمت خاں تھا بیان کرتے تھے کہ ایک دن مجھے خیال گزرا کہ چند نفیس کپڑے سلے دکن کی جنس کے جو میرے گھر میں تھے اور کچھ مصالحے کھانا پکانے کے آپ کی خدمت میں بھیجوں جب میں نے ان چیزوں کو نکال کر رکھا تو اپنے رضاعی بھائی اللہ یار کے ساتھ روانہ کیا اتفاق سے ایک عورت جو میرے خسر کی طرف سے عزیز تھی اور میرے گھر مہمان تھی کہنے لگی کہ اس قسم کے کپڑے درویش لوگ کیا کریں گے وہ خود تو پہنیں گے نہیں میں نے اس سے کہا کہ بالفرض اگر آپ نہ پہنیں گے تو آپ کے گھر میں اہل خانہ کے کسی اور کام میں آسکیں گے جب اللہ یار نے وہ کپڑے اور مصالحے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیے

---

[1] (شرف الدین حسین بدخشی تھے بہت سے مکتوبات ان کے نام ہیں دفتر اول میں ١٤٦، ١٥٩، ١٨٩، اور دفتر دوم میں ٢٥، ٣١، ٦٨، ٨٢، دفتر سوم میں ٥٩)

Marfat.com

دیکھتے ہی آپ نے فرمایا کہ مصالحے لے لیے جائیں اور کپڑوں کو دیکھ کر فرمایا کہ میر شرف الدین سے کہو کہ یہ کپڑے نفیس ہیں درویشوں کے کام کے نہیں ہیں اور بعض عورتیں جو تمہارے گھر میں ہیں ان کو دے دو تا کہ وہ پہن لیں کیونکہ ان کے لائق ہیں اس طرح آپ نے واپس بھیج دیے اس کرامت کے ظہور سے وہ عورت جس نے ویسا کہا تھا بہت شرمندہ ہوئی اور نادم و پشیمان ہو کر توبہ کی کہ آئندہ آپ کے متعلق ایسی بات کبھی نہ کہے گی۔

کرامت ۸۰: میر یہ بھی بیان کرتے تھے کہ میرا بیٹا شمس الدین احمد جب دو سال کا تھا تو دہلی کے نواح میں عظیم وَبا پھیلی وہ سخت بیمار ہو گیا اور دو تین دن تک اس نے دودھ نہ پیا اور ہوش کھو بیٹھا جان کنی کے آثار ظاہر ہوئے اور ایسا لگتا تھا کہ اس کے پیروں سے جان نکل کر کمر تک آ گئی اور کمر سے سینے تک پہنچ گئی جو لوگ وہاں بیٹھے ہوئے تھے وہ رونے لگے لیکن میں بارگاہ الٰہی میں متوجہ ہو گیا اور نذر مانی کہ یہ بچہ جب پانچ چھ سال کا ہو گا تو اس کی دایہ کے ساتھ اسے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجوں گا کہ وہیں بڑا ہو گا اور وہاں کی غلامی کرے گا اور عبادت میں مشغول رہے گا اس نذر ماننے کے بعد ہی فوراً ایسا محسوس ہوا کہ اس کے بدن میں جان پھر آ گئی وہ حرکت کرنے لگا آنکھیں کھولیں دودھ مانگا اور اچھا ہو گیا۔

پھر بڑی کرامت یہ دیکھی کہ وہ بچہ چونکہ نذر کیا ہوا تھا اس لئے اس کے بعد جس کسی نے اسے دنیا داری کی طرف کھینچنا چاہا اور اسے امیرانہ لباس پہنایا وہ شخص جانی اور مالی نقصان میں مبتلا ہوا چنانچہ اس کے دادا اور نانا بڑی کوشش کرتے رہے کہ وہ درویش نہ بنے اور نہیں چاہتے تھے کہ میں اسے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی غلامی میں بھیجوں تو وہ دونوں جلد فوت ہو گئے اور اس کی ماں بھی اسی کوشش میں تھی تو وہ بھی اپنے غلام کے ہاتھوں قتل ہو گئی۔

کرامت ۸۱: ایک دن حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ تنہائی میں بیٹھے ہوئے تھے اور نومسلم عبدالمؤمن خدمت میں تھا آپ نے فرمایا کہ "مانگ کیا مانگتا ہے؟ ان شاء اللہ وہی ملے گا" اس نے کہا کہ حضور میرا بھائی اور والدہ اپنے کفر میں بڑی شدت اور تعصب رکھتے ہیں میں نے بہت کوشش کی لیکن وہ مسلمان نہیں ہوتے آپ توجہ فرمائیں کہ وہ مسلمان ہو جائیں آپ نے فرمایا کہ "کچھ اور بھی

Marfat.com

چاہئے؟'' اس نے کہا کہ آپ کی توجہ سے سب بھلائی مجھے مل جائیگی لیکن ابھی یہی آرزو ہے کہ لوگ مسلمان ہو جائیں آپ نے فرمایا بہت اچھا ان شاء اللہ وہ بہت جلد مسلمان ہو جائیں گے آپ کے فرمانے کے تیسرے دن اس کا بھائی اور والدہ دونوں سامانہ سے سرہند آئے اور اسلام سے مشرف ہوئے۔

کرامت ۸۲: لوگ کہتے ہیں کہ شیخ حسین اندجانی نقشبندی [1] نے واقعے میں دیکھا کہ بہت بڑا فتنہ برپا ہوگا اور جہانگیر کی سلطنت میں فتور پیدا ہوگا انہوں نے اپنا یہ کشف خان اعظم [2] سے بیان کیا اور یہ بات حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچ گئی آپ نے فرمایا کہ ہاں ایسا ہی تھا جیسا کہ شیخ حسین پر ظاہر ہوا تھا لیکن ہم نے اس فتنے کو ٹھنڈا کر دیا ہے چند روز نہ گزرے تھے کہ شاہزادہ خسرو نے بغاوت کی اور اس کے ساتھ بہت سے امراء اور اغنیاء حامی ہو گئے اور ملک میں فتنہ برپا ہو گیا بادشاہ جہانگیر نے اس کا پیچھا کیا شاہزادہ نے گوبندوال کے نزدیک شکست کھائی اور دریائے چناب کے کنارے گرفتار ہوا اور اس طرح حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے فرمانے کے مطابق وہ فتنہ فرو ہوا۔

کرامت ۸۳: لوگ کہتے ہیں کہ جس زمانے شاہزادہ خسرو نے بغاوت کی تھی بعض امراء نے بادشاہ سے کہا کہ اس نے مرتضیٰ خاں کے مشورہ سے ایسا کیا ہے اور وہ بادشاہ کے خاص معتمدوں میں سے تھا بادشاہ نے کہا کہ مرتضیٰ خاں ہی کو اس کے تعاقب میں بھیجنا چاہئے یا وہ اس کو پکڑ کر لے آئے یا خود ہی مارا جائے گا حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ بات سنی تو فرمایا کہ مرتضیٰ خاں ہمارے خانوادہ سے محبت رکھتے ہیں اور اس سلسلے کے مروج بھی ہیں اس لیے ان کی امداد کرنی چاہئے آپ متوجہ ہوئے پھر فرمایا کہ مجھے معلوم کرایا گیا ہے کہ اس جنگ میں مرتضیٰ خاں کی فتح ہوگی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

---

[1] متن میں ان کا نام شیخ حسین حانی نقشبندی لکھا ہوا ہے ممکن ہے کہ یہ شرف الدین حسین بن عماد الدین محمد الحسنی الہروی اندجانی ہوں جن کا ذکر کرامت نمبر ۷۹ میں ہے انہوں نے ۱۰۷۲ھ میں مکتوبات معصومیہ کا دفتر دوم مرتب کیا تھا۔

[2] (خان اعظم مرزا عزیز کوکہ ۱۰۳۳ھ میں فوت ہوئے اکبر کے ہم عمر اور رضاعی بھائی تھے جہانگیر نے ان کی بڑی قدر کی)

Marfat.com

کرامت ۸۴: حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے ایک عزیز کے یہاں بیٹا تو پیدا ہوتا تھا لیکن زندہ نہیں رہتا تھا اور چھوٹی عمر ہی میں فوت ہو جاتا تھا اس لیے وہ عزیز حیران اور پریشان رہتے تھے ایک مرتبہ جب ان کے گھر بیٹا پیدا تو وہ اسے لے کر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ حضور میں نے نذر مانی ہے کہ اگر یہ بچہ زندہ رہ کر بڑا ہو جائے گا تو اسے آپ کی غلامی میں دے دوں گا حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے توجہ فرمائی اور فرمایا کہ اس بچے کا نام عبدالحق رکھیے انشاءاللہ زندہ رہے گا اور بڑی عمر پائے گا لیکن ہر ماہ پانچ بہلولی (سکہ) حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندی بخاری قدس سرہٗ کے نام نذر دیتے رہو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کی برکت سے وہ بچہ بڑی عمر کو پہنچا۔

کرامت ۸۵: حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید نے بیان کیا کہ میں چھپ کر افیون کھایا کرتا تھا اور کسی کو بھی اس کی خبر نہ تھی ایک دن حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ جا رہا تھا اتنے میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ پر نگاہ کی اور فرمایا کہ اے شخص میں تیرے دل میں تاریکی دیکھتا ہوں کیا بات ہے؟ ناچار میں نے اقرار کیا کہ میں چھپ کر افیون کھاتا ہوں لیکن اب تائب ہوتا ہوں۔

کرامت ۸۶: حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی عمر گرامی جب پچاس سال کی ہوگئی تو آپ نے فرمایا کہ عمر کے پچاس اور ساٹھ سال کے درمیان مجھے اپنے اوپر ایک عظیم حادثہ ظاہر ہوتا ہے اور اس وقت میری رحلت سے متعلق مشہود ہو رہی ہے لیکن ساٹھ سال کے بعد جس کو اب بارہ سال باقی ہیں اس دنیا سے قضائے مبرم اور قطعی محسوس ہوتی ہے اور جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا یعنی پچاس اور ساٹھ سال کی عمر کے مابین (جیسا کہ فرمایا تھا) بادشاہ کی طرف سے عظیم حادثہ پیش آیا کیونکہ بعض اعدائے دین نے چغل خوری کی تھی اور آپ نے بادشاہ کو سجدہ تعظیمی نہیں کیا تھا جو بادشاہوں کے لیے رائج تھا اور یہ واقعہ مشہور ہے اور جب آپ کی عمر گرامی تریسٹھ سال کی ہوئی تو جیسا کہ آپ نے مشاہدہ کیا تھا کہ ساٹھ سال کے بعد واقع ہوگی تو ایسا ہی ہوا۔

کرامت ۸۷: ۱۰۳۲ھ میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ جب اجمیر شریف میں تھے فرمایا کہ میرے انتقال کا زمانہ قریب ہے اور آپ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے بشارتیں اور کرامتیں حاصل کیں جیسا کہ آپ نے صاحبزادوں کو لکھا ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم کو دنیا کے اجازت نامے

Marfat.com

کی بجائے آخرت کا اجازت نامہ دیا گیا اور مقام شفاعت سے حصہ عطا کیا گیا آپ نے یہ لکھا ہے کہ امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں بعض خدمات کا اہتمام فرماتی ہیں اور فرماتی ہیں کہ ہم تمہارا انتظار کر رہے ہیں، ایسا اور ویسا کرنا چاہیے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت ہمارے لیے کوئی اجنبی نہیں۔

اس کے بعد حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ پوری طرح سے آخرت کے کاموں میں لگ گئے، گو کہ آپ کو ارشاد و تکمیل میں راحت حاصل ہوتی تھی لیکن چونکہ محبوب حقیقی کے وصال نے پرتو ڈال رکھا تھا آپ نے تنہائی اختیار کر لی تھی اور آپ کے مکتوب گرامی کے ملنے کے بعد صاحبزادوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ کیا اور اجمیر شریف پہنچ گئے آپ نے ان کو تنہائی میں ارشاد فرمایا کہ مجھے اب کسی طرح بھی اس دنیا سے وابستگی نہیں رہی ہے مجھے دوسری دنیا میں جانا چاہیے پھر آپ نے وصیتیں فرمائیں پھر آپ اپنے وطن سرہند پہنچ گئے اور اپنے لیے الگ ایک خلوت خانہ متعین فرمایا جہاں آپ رہتے تھے اور تھوڑے عرصے میں وہیں رحلت فرمائی۔

کرامت ۸۸: حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ شعبان ۱۰۳۳ھ میں گوشہ نشین تھے اور شب برات تھی آپ نے اس رات بیداری فرمائی اور دو حصہ رات گزر جانے کے بعد آپ گھر تشریف لائے اس وقت مخدوم زادگان کی والدہ ماجدہ جو زاہرائے وقت تھیں اپنے مصلے پر بیٹھی ہوئی تسبیحات پڑھ رہی تھیں ناگاہ محترمہ کی زبان سے نکلا کہ یہ رات تو ایسی ہے کہ لوگوں کی موت و حیات اور تقدیر مقرر ہوتی ہے خدا جانے کس کا نام ورق ہستی سے مٹا دیا گیا ہے اور کس کا نام ثابت رکھا ہے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم تو شبہ و شک اور تردد سے کہتی ہو لیکن اس شخص کا کیا حال ہوگا جو دیکھتا اور جانتا ہے کہ اس کا نام نامہ وجود سے محو کر دیا گیا ہے اور اشارہ اپنے متعلق فرمایا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اس بات سے چھ ماہ بعد آپ نے رحلت فرمائی۔

کرامت ۸۹: ایک روز آپ اپنے گھر میں آرام فرما رہے تھے فرمایا کہ موسم سرما میں اب اس گھر میں ہم نہ سوئیں گے حاضرین نے عرض کیا کہ اس مکان میں تو آپ آرام فرمائیں گے جو آپ نے گوشہ نشینی کے لیے متعین فرمایا ہے فرمایا کہ اس جگہ بھی نہیں انہوں نے عرض کیا تو پھر کس جگہ

Marfat.com

آرام فرمائیں گے؟ فرمایا کہ ان میں سے کسی بھی جگہ نہیں اور تم دیکھ لوگے کہ کیا ظاہر ہوتا ہے اس طرح آپ نے بات پوشیدہ رکھی اور دوستوں کو رنج سے بچانے کے لئے صراحت نہیں فرمائی پھر موسم سرما میں آپ کا سایہ سروں سے اٹھ گیا۔

کرامت ۹۰: ایک دن فرمایا کہ میں اپنی عمر تریسٹھ سال سے زیادہ نہیں پاتا پس ایسا ہی ہوا کہ آپ کی عمر گرامی تریسٹھ سال کی تھی جب رحلت فرمائی،

کرامت ۹۱: ایک روز آپ نے ایک صادق العقیدہ امیر کو کسی حاجت مند کی سفارش میں مکتوب لکھا اور اس میں یہ بھی لکھا کہ چونکہ اس شہر میں ہر سال وبا آتی ہے معلوم نہیں کہ اس سال میری زندگی وفا کرتی ہے یا نہیں امید ہے کہ آپ اچھی طرح ہوں گے اس طرح آپ نے بات پوشیدہ رکھتے ہوئے اپنے انتقال کی خبر کردی پھر اسی سال آپ نے رحلت فرمائی۔

کرامت ۹۲: ایک دوست غالباً محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ (مصنف زبدۃ المقامات) تھے جو برہان پور جا رہے تھے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کے وقت سرہند میں موجود نہ تھے، نے بتایا کہ اس زمانے میں جب کہ حضرت مجدد قدس سرہٗ بیمار تھے مجھے خیال آیا کہ چند روز کے لیے اجازت لے کر اپنے وطن ہو آؤں پھر خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ مصمم ارادہ ہو گیا ہے کہ اپنے وطن جا کر جلد واپس خدمت میں پہنچوں آپ نے فرمایا کہ چند روز ٹھہر جاؤ میں نے عرض کیا کہ خطرہ غالب ہے آپ نے پھر فرمایا کہ چند روز صبر کرو میں نے عرض کیا عنقریب آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا آخر آپ نے بادل ناخواستہ اجازت دی اور یہ مصرعہ پڑھا۔

کجا تو کجا ما کجا نو بہار؟

(کہاں تم، کہاں ہم، کہاں نو بہار؟)

اس بات کے چند روز بعد آپ نے رحلت فرمائی

کرامت ۹۳: ۱۲ محرم الحرام ۱۰۳۴ھ کو آپ نے فرمایا کہ مجھے فرمایا گیا ہے کہ چالیس اور پچاس دنوں کے اندر تمہارا انتقال ہو جائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ۲۸ صفر کو رحلت فرمائی۔

Marfat.com

کرامت ۹۴: اپنی بیماری سے پہلے فرمایا تھا کہ دو روپے کے کوئلے کی انگیٹھی کے لئے لا
اس کے بعد فرمایا کہ ایک روپیہ ہی کے کافی ہیں کہ واعظ الٰہی نے میرے دل میں ابھی کہا
فرصت کہاں ہے کہ دو روپے کے کوئلے جلائیں جائیں عرض کیا گیا کہ موسم سرما ہے اس لیے ا
مکان میں کام آ جائیں گے آپ نے فرمایا کہ احباب طویل امید رکھتے ہیں وقت کہاں ہے؟ کر ا
کریں جب دو روپے کے کوئلے لائے گئے تو ان میں سے نصف اپنے لیے آپ نے جدا کر لیے
بس اس قدر ہمارے لیے کافی ہیں اور بقیہ گھر میں بھیج دیے اور جتنے کوئلے آپ نے اپنی انگیٹھی
کے لیے جدا کر لیے تھے وہ آپ کے وصال کے وقت تک کافی ہوئے۔

کرامت ۹۵: اپنی وفات سے بہت پہلے صاحبزادوں کی والدہ صاحبہ سے آپ نے فرمایا
تھا کہ مجھ پر اس طرح ظاہر کیا گیا ہے کہ تم سے پہلے میرا انتقال ہوگا اس لیے تم اپنے مہر کی رقم میں سے
جو کہ یقینی طور پر حلال ہے میری تکفین کرنا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ محترمہ سے پہلے آپ نے انتقال فرمایا۔

وفات کے بعد کی کرامتیں

وفات کے بعد کی کرامتیں حضرت بدر الدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے علیحدہ ایک رسالہ
''وصال احمدی'' میں بھی تحریر فرمائی ہیں محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ نے زبدۃ المقامات میں لکھا ہے کہ دکن
برہان پور میں بہت گڑبڑ تھی اس لئے وہ چاہتے تھے کہ اپنے متعلقین کو وہاں سے سرہند لے آئیں
اسی لیے انہوں نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ سے وہاں جانے کی اجازت چاہی تھی اور یہ کہ وفات سے
سات ماہ پہلے وہاں کے لیے رخصت فرمایا تھا چنانچہ انہوں نے اس وقت سے لے کر حضرت رحمۃ اللہ علیہ
کے آخر وقت تک کے حالات شیخ بدر الدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادگان سے
معلوم کر کے اپنی کتاب میں لکھے تھے۔

کرامت ۹۶: حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے منگل کی فجر کے وقت ایک پہر دن چڑھنے کے بعد ۲۸ صفر
۱۰۳۴ھ کو اس دار فانی سے رحلت فرمائی یہ حقیر حضرات القدس کا لکھنے والا آں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے

Marfat.com

غسل کے وقت موجود تھا آپ کے بھتیجے شیخ بہاء الدین جو غسل دے رہے تھے ان کو میں پانی دیتا تھا میں نے آپ کے پائے مبارک کو بوسہ دیا ہے اور اپنی آنکھوں پر ملا ہے جس وقت انہوں نے چاہا کہ غسل کے لیے آپ کے کپڑے اتاریں اور آپ کے اوپر سے بالا پوش کو اٹھائیں تو انہوں نے دیکھا کہ آپ نے دونوں ہاتھ ناف پر باندھے ہیں اور داہنے ہاتھ کا انگوٹھا چھنگلیا کے ساتھ حلقہ کیے ہے جیسا کہ نماز میں اس طرح کرنا مستحب ہے حالانکہ انتقال کے وقت آپ کے ہاتھ دونوں سیدھے کر دیئے گئے تھے جیسا کہ عام طریقہ ہے حاضرین نے یہ دیکھنے کے لیے کہ یہ نماز کی طرح ہاتھ باندھنا اختیاری بات ہے یا اتفاقی ہے مکرر ہاتھوں کو کھول دیا مگر پھر وہ اسی طرح باندھ لیے گئے جب لوگ سمجھ گئے کہ یہی وضع آپ نے اختیار فرمائی ہے اس لیے اسی وضع پر چھوڑ دیا گیا اور لوگ تجہیز میں مشغول ہو گئے اور جب غسل کے لیے کپڑے اتارے گئے اور دستار کو سر مبارک سے ہٹایا گیا اور غسل کے تختے پر آپ کو لٹایا گیا تو میں نے دیکھا کہ آپ تبسم فرما رہے ہیں جیسا کہ زندگی میں آپ کا طریقہ مسکرانے کا تھا اور جب تک آپ تختہ غسل پر تھے مسکراتے ہی رہے حاضرین بہت ہی تعجب کر رہے تھے اس کے بعد آپ کو وضو کرایا گیا اور آپ کے مبارک ہاتھوں کو پھر لمبا کیا گیا اور آپ کو بائیں پہلو پر لٹایا گیا اتنے میں آپ نے پھر سیدھا ہاتھ سیدھی طرف سے اور الٹا ہاتھ الٹی طرف سے دھیرے دھیرے چل کر ایک دوسرے سے مل گیا اور سیدھے ہاتھ نے الٹے ہاتھ کو پکڑ لیا چنانچہ سیدھے ہاتھ کے انگوٹھے اور چھنگلیا نے الٹے ہاتھ کے پہنچے کو حلقہ کر لیا اس غیر معمولی کرامت سے حاضرین نے بہت زور سے چیخ ماری اور سب نے بے اختیار ہو کر سبحان اللہ پڑھا پھر چونکہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی یہی مرضی دیکھی تو آپ کے ہاتھوں کو اسی طرح بند چھوڑ دیا اور ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا اور نہ لمبا کیا آپ کے ہاتھوں کا اس طرح حلقہ کر لینا اور آپ کا اس حالت میں مسکرانا ایسے خوارق اور کرامات ہیں جو رحلت کے بعد ظاہر ہوئے وذلك فضل اللہ یؤتیه من یشآء واللہ ذوالفضل العظیم [سورۃ الحدید: ۲۱]، (اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہئے دیدے اور اللہ تعالیٰ بہت بڑے فضل والا ہے)۔

اس کے بعد آپ کو اس قبہ منورہ میں جو آپ نے اپنے بڑے صاحبزادے خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کے لیے تعمیر کرایا تھا رکھا گیا۔

Marfat.com

کرامت، ۹۷: حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے دن آسمان کے تمام اطراف میں بہت سرخی پھیلی ہوئی تھی کہتے ہیں کہ آسمان کی سرخی اس آسمان کا گریہ ہے جو اللہ کے پیاروں کے ہوتا ہے چنانچہ شرح صدور (یہ کتاب علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے موت اور اہل قبور کے حالات ... ہے) میں ہے کہ آسمان اور زمین مومن پر گریہ کرتے ہیں اور اسی میں ہے کہ آسمان کا رونا یہ ہے اس کے اطراف سرخ ہو جاتے ہیں سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ آسمان کی جو سرخی ہے وہ آ... میں آسمان کا رونا ہے مومن پر"۔

کرامت، ۹۸: حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کے بعد تین چار روز میں ایک مخلص نے بتایا کہ آ... ظہر کے وقت حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں نماز کے لیے میں حاضر ہوا موذن نے اقامت کہی اور لوگ جماعت کے لیے کھڑے ہو گئے میں امام کے پیچھے کھڑا ہوا تھا میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ک... حضرت میرے پہلو میں کھڑے ہوئے ہیں اور انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر متصل کھڑا کر دیا تا ک... درمیان میں فاصلہ نہ رہے یہی آپ کا طریقہ اپنی زندگی میں بھی تھا نماز کے آخر تک میں آپ ک... دیکھتا رہا ایک چوغہ اور سفید شال میں تھے اور چمڑے کے موزے پاؤں میں تھے جب میں نے نماز کا سلام پھیرا تو آپ میری نظر سے غائب ہو گئے۔

کرامت، ۹۹: حضرت مخدوم زادہ خواجہ محمد سعید سلمہ اللہ المجید نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال پر غم کے زمانے میں فرمایا کہ میں آج رات حضرت کے روضہ منورہ کے صحن کے حجرے میں تھا بستر میں لیٹا ہوا تھا اور الم فراق اور درد اشتیاق کی حالت میں سو گیا تھا مجھے ایسا معلوم ہوا کہ صحن روضہ میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ ٹہل رہے ہیں اتنے میں میں جاگ گیا تو دیکھا کہ آپ حجرے کے دروازے کی طرف ہو کر اندر آ گئے اور میرے بستر پر بیٹھ کر مجھے اچھی طرح گود میں دبا لیا اور دیر تک دبائے رکھا جیسا کہ مشائخ اپنے مریدوں کو نعمت باطنی عطا کرتے وقت کیا کرتے ہیں مجھ پر ہیبت طاری ہو گی اور تمام اعضاء لرزنے لگے اس کے بعد آپ میری نظر سے غائب ہو گئے میں جب تک اس حجرے میں رہا راتوں میں آپ کو روضہ کے صحن میں دیکھتا تھا کہ سیر کر رہے ہیں اور چونکہ میرا طبعی

Marfat.com

د یہ طاقت نہیں رکھتا تھا کہ میں عالم قدس میں رہنے والوں سے معانقہ کرسکوں اس لیے ڈر جاتا اور میں نے آپ کو پھر اس طرح نہیں پایا جیسا کہ پہلی رات دیکھا تھا صرف روحانی فیض اکتفا ہوتا رہا۔

کرامت ۱۰۰: حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مخلص بیان کرتے تھے کہ میرا لڑکا بیمار ہوا اور اس بیماری میں اسے ڈراؤنی صورتیں اور خوفناک شکلیں دکھائی دیتی تھیں وہ ڈرتا تھا اور لرزتا تھا میں نے کہا کہ اے بیٹے تو نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی خوردسالی میں دیکھا تھا کیا تجھے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا کچھ حلیہ یاد ہے؟ اس نے کہا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ڈاڑھی اور مونچھیں مجھے یاد ہیں میں نے کہا کہ بس تو اتنی ہی بات یاد رکھ پھر شیطانی وسوسے تیرے پاس نہیں آئیں گے اور حضرت کی صورت مبارکہ کی یاد کے طفیل میں تجھے صحت عطا ہوگی اس نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے حلیے کو ذہن میں رکھا ناگاہ اسے استغراق ہوگیا افاقے کے بعد اس نے بتایا کہ میں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا وہ فرماتے تھے کہ ہم خدا سے واصل ہیں اور ہم جنت میں آگئے ہیں پہلے ہم نے دایاں قدم جنت میں رکھا اور اللہ تعالیٰ کے قدم پکڑ لیے میں نے عرض کیا اے حضرت رحمۃ اللہ علیہ مجھے بھی خدا سے ملا دیجئے میں بھی اللہ تعالیٰ کے قدم پکڑ لوں آپ نے فرمایا ابھی تمہارا اور میرے فرزندوں کا وقت نہیں آیا ہے جب وہ لڑکا خواب سے بیدار ہوا تو پوری صحت حاصل کر چکا تھا ضعف کا بھی کوئی اثر باقی نہ تھا اور وسواس بھی پوری طرح دور ہو چکے تھے اس مخلص نے بتایا کہ اس واقعہ صادقہ کے دیکھنے کے بعد ہمارے ممالک میں اطلاع پہنچی کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوگیا ہے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات اور خوارق، احاطہ شمار سے باہر ہیں، اور اس مختصر میں ان سب کی گنجائش نہیں

اس لیے اسی قدر پر ضرورت کے مطابق اکتفا کیا گیا ہے اور آپ کی بڑی بڑی کرامتیں آپ کے خلفاء اور اصحاب کے ذکر کے ساتھ ان شاء اللہ بیان ہوں گی کیونکہ یہی حضرات ان کے راوی ہیں۔

Marfat.com

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی اولاد امجاد

اللہ تعالیٰ نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کو باطنی انعامات کے ظاہری انعامات یعنی اولاد کی نعمت سے بھی نوازہ تھا آپکی ساری اولاد نیک صالح اور پارسائی یکتا تھی سب ہی دوستان حق میں شامل تھے سب ہی صاحب سلسلہ تھیں حضرت امام ربانی الف ثانی قدس سرہٗ کے بچے بچپن ہی میں انتقال فرما گئے وہ سب بھی صاحب برکات اور آپ کے لئے ذخیرہ آخرت بنے ان کے تفصیلی حالات آگے تحریر کریں گے اب صرف نام دے رہے ہیں۔

① حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ ولادت ۱۰۰۵ھ وفات ۹ ربیع الاول ۱۰۲۵ھ،

② حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ ولادت ۱۰۰۵ھ وفات ۲۷ جمادی الآخری ۱۰۷۰ھ

③ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ ولادت ۱۰۰۷ھ وفات ۹ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ

④ حضرت خواجہ محمد فرخ رحمۃ اللہ علیہ ولادت ۱۰۱۰ وفات ۷ ربیع الاول ۱۰۲۵ھ بعمر ۱۵ سال،

⑤ حضرت خواجہ محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ ولادت ۱۰۱۷ھ وفات ۷ ربیع الاول ۱۰۲۵ بعمر ۸ سال،

⑥ حضرت خواجہ محمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ ....بعمر ۲ سال،

⑦ حضرت خواجہ محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ ولادت ۱۰۲۴ تا ۱۰۲۷ھ وفات ۷ جمادی الاخریٰ ۱۰۹۴ یا ۱۰۹۸ھ

⑧ حضرت بی بی رقیہ بانو آپ کا شیر خوارگی کے زمانے میں انتقال ہوا،

⑨ حضرت بی بی ام کلثوم آپ کا چودہ سال کی عمر میں انتقال ہوا،

⑩ حضرت بی بی خدیجہ بانو آپ صاحب اولاد ہوئیں،

قیوم زماں مجددِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے مکتوبات شریف کے علاوہ مختلف عنوان سے تصانیف بھی فرمائی ہیں ان کا نام وتعارف تحریر کر رہے ہیں۔

اثباتُ النبوۃ

یہ رسالہ عربی زبان میں ہے جیسا کہ نام سے ظاہر ہے اس رسالہ میں اثبات نبوت پر

Marfat.com

جامع اور تحقیقی مباحث ہیں کیونکہ اس وقت اکبری دور کا فتنہ سر اٹھا رہا تھا مسئلہ نبوت میں شکوک وشبہات پیدا کیے جا رہے تھے نبوت کے عقیدہ کو نجات کا مدار قرار دینے سے کیا جا رہا تھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک شاہی مجالس میں زبان پر لانا ممنوع قرار دیدیا جن لوگوں کے نام حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر تھے ان کو تبدیل کیا جا رہا تھا ملا مبارک ناگوری فیضی وابو الفضل) نے ۹۸۷ھ میں ایک محضر نامہ تیار کیا تھا جس میں اکبر کو درجہ اجتہاد پر فائز کیا تھا غرضیکہ اسلامی احکام کی تنسیخ اور کفار کی رسومات وعبادات کی ترویج پر پوری توجہ دی تھی وغیرہ ان حالات سے متاثر ہو کر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے نبوت معنی کی تحقیق منکرین کے اعتراضات اور ان کے جوابات معجزہ کے معنی اور اس کے شرائط اثبات حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور اعجاز قرآن وغیرہ جیسے اہم مضامین پر مشتمل اس رسالہ کو مرتب فرمایا۔

اندازہ ہے کہ یہ رسالہ (اثبات النبوۃ) حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی ابتدائی تصنیف ہے جو ۹۹۰ھ یا ۹۹۱ھ میں آگرہ کے دوران قیام میں مرتب ہوئی اس رسالہ کے قلمی نسخے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے دیگر رسائل کے مجموعہ کے ساتھ بعض جگہ موجود ہیں مثلاً رباط مظہریہ مدینہ منورہ مخدومی حضرت مولانا محمد صادق صاحب مجددی کابلی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ، مخدومی حضرت مولانا حافظ محمد ہاشم جان صاحب مجددی رحمۃ اللہ علیہ ٹنڈو سائیں داد ضلع حیدر آباد خانقاہ سراجیہ کندیاں ضلع میانوالی خانقاہ مظہریہ دہلی وغیرہ۔

رسالہ تہلیلیہ

یہ رسالہ عربی زبان میں کلمہ طیبہ سے متعلق تحقیقات پر مشتمل ہے اس رسالہ کے بعض مضامین کا ان عنوانات سے اندازہ کیا جا سکتا ہے لفظ اللہ کی تحقیق لفظ اللہ کے لطائف، دلیل توحید، کلمہ طیبہ کے فضائل، توحید کے مراتب اور اسلامی وفلسفیانہ دلائل وجود باری تعالیٰ کی حقیقت فلاسفہ اور صوفیا کی متفقہ رائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل اور آپ کی نبوت کے دلائل معجزہ قرآن کریم، معجزہ نبوت کی دلیل ہے وغیرہ۔

Marfat.com

یہ رسالہ علمی اور تحقیقی نوعیت کا ہے اس کا زمانہ تصنیف ایک پر آشوب دور تھا جب کہ دور اکبری کا فتنہ کلمہ طیبہ سے جزءِ رسالت حذف کر کے محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جگہ (نعوذ باللہ من ذلك) اکبر خلیفۃ اللہ کو دے رہا تھا انہی حالات سے متاثر ہو کر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے یہ رسالہ ۱۰۱۰ھ میں مرتب فرمایا۔

اس رسالے کے بھی قلمی نسخے بعض جگہ موجود ہیں مثلاً مخدومی حضرت مولانا حافظ محمد ہاشم جان صاحب مجددی رحمۃ اللہ علیہ ٹنڈو سائیں داد، خانقاہ، سراجیہ کندیاں، اس رسالہ کا عربی متن مع اردو ترجمہ پہلی مرتبہ ۱۳۸۴ھ میں ادارۂ مجددیہ ناظم آباد کراچی نے شائع کیا پھر اس رسالہ کا صرف عربی متن سعدیہ مجددیہ لاہور نے ۱۳۸۵ھ میں دیگر رسائل کے مجموعے کے ساتھ شائع کیا۔

شرح رباعیات

خواجہ خواجگان حضرت باقی اللہ قدس سرہٗ نے شریعت وطریقت اور معرفت وحقیقت کے سلسلہ میں نہ صرف نثر ہی میں بہت کچھ تحریر فرمایا ہے بلکہ نظم واشعار میں بھی بہت سے اسرار ورموز بیان فرمائے ہیں اس رسالہ میں حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ نے غالباً ۱۰۰۷ میں اپنی دو رباعیوں کی شرح خود تحریر فرمائی تھی پھر اس شرح کی مزید تشریح وتوضیح حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے غالباً ۱۰۱۳ھ میں تحریر فرمائی، یہ رسالہ ان دو رباعیوں کی شرح الشرح کا مجموعہ ہے اور وہ دو رباعیاں مندرجہ ذیل ہیں۔

گویند وجود کون ست وحصول
نورے بجز ان کون نکردہ است قبول واللہ
کہ دریں پردہ لسان الغیب است
برطبق قواعد ست وبروفق اصول
بشناس کہ کائنات رد در عدم اند
بل درعدم ایستادہ ثابت قدم اند

Marfat.com

دین کون معلق از خیال وہم است
باقی ہمگی ظہور نور قدم اند

یہ رسالہ مندرجہ ذیل مضامین پر مشتمل ہے سریان واحاطہ کا مفہوم صفات بشری اولیائے کرام کے لئے حجاب بن جاتی ہیں فنائے محمدی ﷺ سے اشارہ، وصول نہایت النہایت صوفیہ وعلماء کے کلام کے درمیان موافقت مسئلہ تجدد امثال، توحید کی اعلیٰ قسم وغیرہ۔

اس رسالے کے بھی قلمی نسخے بعض جگہ موجود ہیں مثلاً مخدومی حضرت مولانا حافظ محمد جان صاحب مجددی رحمۃ اللہ علیہ ٹنڈوسائیں داد، خانقاہ سراجیہ کندیاں اور غالباً رباط مظہریہ مدینہ منورہ میں بھی اس کا قلمی نسخہ موجود ہے۔

اس رسالہ کوادارہ سعدیہ مجددیہ لاہور نے ۱۳۸۵ھ میں دیگر رسائل کے مجموعے کے ساتھ شائع کیا پھر یہ رسالہ ادارۂ مجددیہ ناظم آباد کراچی نے ۱۳۸٦ھ میں اصل فارسی متن اردو ترجمہ کے ساتھ شائع کیا اس شرح رباعیات کی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی شرح فرمائی ہے جو کشف الغین فی شرح رباعتین" کے نام سے مطبع مجتبائی واقع دہلی سے ۱۳۱۰ھ میں شائع ہو چکی ہے۔(یہ رسالہ کلیات باقی میں ص۱۸۲ تا ۱۸۹ درج ہے،)

رد روافض

یہ رسالہ فارسی زبان میں ہے اس رسالہ کے شروع میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں "انہی ایام میں مجھے ایک رسالہ ملا جو شیعوں نے بوقت محاصرہ مشہد، علمائے ماوراء النہر کے نام لکھا تھا اور یہ رسالہ اس کا جواب تھا جو علمائے مذکور نے شیعہ کی تکفیر اور ان کے قتل واموال کو مسلمانوں کے لئے مباح ہونے کے بارے میں تحریر کیا تھا" رسالہ ردّ روافض اہل تشیع کے اس جواب کا جواب ہے محترم ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب نے اس کے مقدمہ میں تحریر فرمایا ہے:

"عبدالمؤمن خاں ابن عبداللہ خاں ازبک والیٔ توران متوفی ۱۰۰٦ھ نے مشہد وسبزدار کا محاصرہ ۱۰۰۱ھ میں کیا تھا اس لیے اندازہ ہے کہ حضرت

Marfat.com

مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے یہ جوابی رسالہ اسی سال کے قریب لکھا ہوگا اس رسالہ کے بعض مضامین مکتوبات شریف کے دفتر اول مکتوب نمبر ۸۰و۲۰۲ میں بھی ملتے ہیں اس رسالہ کا نام اکثر کتابوں میں ردّ مذہب شیعہ یا ردّ روافض آتا ہے۔[1]

اس رسالے کے بعض مضامین کا ان عنوانات سے اندازہ کیا جاسکتا ہے بعض شیعہ فرقوں اور ان کے عقائد کا بیان اور ان کی تاویلات باطلہ علماء ماوراء النہر کی دلیل اور شیعوں کی جانب سے اس کا جواب حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا قول فیصل، اجتہادی امور میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا اختلاف فضائل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وحضرت عمر رضی اللہ عنہ وحضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت کے بارے میں نص کا وجود ثابت نہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا راضی ہونا وغیرہ۔

اس رسالے کے بعض قلمی نسخے بعض جگہ موجود ہیں مثلاً مخدومی حضرت مولانا حافظ محمد ہاشم جان صاحب مجدد رحمۃ اللہ علیہ ٹنڈو سائیں داد خانقاہ سراجیہ کندیاں۔

نیز اس رسالے کا فارسی متن مکتوبات شریف فارسی کے آخر میں اکثر مطابع نے شائع کیا ہے البتہ فارسی متن مخدومی جناب پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب کے اردو ترجمہ کے ساتھ جناب حشمت علی خاں صاحب نے ۱۲۸۹ھ میں رامپور بھارت سے شائع کیا پھر ادارۂ سعدیہ مجددیہ لاہور نے دسمبر ۱۹۶۴ھ میں صرف فارسی متن اور ۱۳۸۸ھ میں صرف اردو ترجمہ علیحدہ علیحدہ شائع کیا۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس رسالہ کی شرح لکھی ہے جس کے قلمی نسخہ کا کچھ حصہ مولانا مہدی حسن شاہجہان پوری مدظلہ العالی مقیم دیوبند کے پاس موجود ہے۔[2]

مبدأ ومعاد

یہ رسالہ فارسی زبان میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے علوم ومعارف پر مشتمل ہے اس کے مضامین متفرق مسودات کی شکل میں تھے جن کو حضرت ممدوح کے خلیفہ مولانا محمد صدیق

[1] مقدمہ کوائف شیعہ ۳ اور تاریخی نام کوائف شیعہ ہے ۱۰۰۲ھ۔
[2] تذکرہ مجدد الف ثانی ۶۹

Marfat.com

ی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۰۱۹ھ میں مدون ومرتب فرمایا اور اس کے مضامین کو ''منھا'' کا عنوان دے کر الگ
ل کر دیا جن کو مجموعی تعداد اکسٹھ ۶۱ ہے اور ہر منھا معرفت کے اسرار کا خزانہ ہے اس کتاب کے
اس مضامین کو ان عنوانات میں ملاحظہ فرمائیں جذبہ وسلوک کا حصول بیان عروج وتائید، حضرات
لفاء مشائخ بیان نزول وتائید، مشائخ سلاسل مختلفہ، قطب، قطب الارشاد اور اس کا فیض، عام نسبت
نقشبندیہ، اظہار نعمت کمالات ولایت کے درجات، نزول کا انتہائی مقام دعوت کا کامل ترین مقام،
پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خصوصی امتیاز، احوال پیش آ کر کیوں غائب ہو جاتے ہیں، کیا معرفت کے بعد
کوئی لغزش نقصان دہ نہیں ہوتی، وجود باری تعالیٰ کے سلسلہ میں خصوصی معرفت، حق سبحانہ وتعالیٰ
کی ذات مشاہدہ رویت وہم اور خیال میں نہیں آ سکتی، فرشتوں پر انسان کی فضیلت دس مقامات
کو طے کئے بغیر نہایت النہایت تک رسائی ممکن نہیں، محبت ذاتی وصفاتی کا فرق علم ظاہر پر، علم باطن
کی برتری اور آداب پیر واستاد، موت سے پہلے موت کا مطلب، معراج نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عروج
اولیاء میں فرق، رویت باری تعالیٰ، کشف اور فراست میں فرق، حقیقت قرآنی، حقیقت کعبہ اور
حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کلمہ طیبہ کی فضیلت، خدا کی مثل نہیں مثال ہو سکتی ہے وغیرہ۔

اس رسالے کے بعض قلمی نسخے بعض جگہ موجود ہیں مثلاً مخدومی حضرت مولانا حافظ محمد
ہاشم جان صاحب مجدد رحمۃ اللہ علیہ ٹنڈو سائیں داد، خانقاہ سراجیہ کندیاں۔

اس رسالہ کا عربی ترجمہ شیخ مراد مکی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا جو کہ مکتوبات معرب مطبوعہ مکرمہ کے
حاشیہ پر موجود ہے۔

مطبوعہ نسخوں میں سب سے قدیم فارسی نسخہ مطبع انصاری دہلی ۱۳۰۷ھ کا مطبوعہ ہے
پھر مطبع مجددی امرتسر ۱۳۳۰ھ کا جو کہ مولانا نور احمد امرتسری مرحوم کے اہتمام سے شائع ہوا پھر حکیم
عبدالمجید سیفی مرحوم نے ۱۳۷۶ھ میں شائع کیا پھر ادارۂ سعدیہ مجددیہ لاہور نے ۱۳۸۵ھ میں دیگر
رسائل کے مجموعے کے ساتھ شائع کیا ملک فضل الدین چنن الدین نے لاہور سے پہلی مرتبہ صرف
اردو ترجمہ شائع کیا جس میں سنہ طباعت ومترجم کا نام وغیرہ درج نہیں پھر ۱۳۸۸ھ میں ادارۂ
مجددیہ ناظم آباد کراچی نے فارسی متن اردو ترجمہ کے ساتھ یکجا شائع کیا۔

Marfat.com

معارفِ لدنیہ

اس رسالہ کا دوسرا نام ''علوم الہامیہ'' بھی ہے یہ رسالہ فارسی زبان میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے معارف خاصہ اور سلوک وطریقت کے اہم مباحث سے تعلق رکھتا ہے۔جس کو حضرت ممدوح ہی نے ۱۰۱۵ھ یا ۱۰۱۶ھ میں مرتب فرمایا تھا ہر مضمون کو ''معرفت'' کا عنوان دیا ہے جن کی مجموعی تعداد اکتالیس (۴۱) ہے ان معارف کے بعض مضامین ان عنوانات میں ملاحظہ ہوں ،لفظ اللہ میں حروف تعریف کے اجتماع کی حکمت سالک کی سیر کے انواع ومراتب، حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مراد ،صوفیہ اور متکلمین میں معرفت کے متعلق اختلاف واجب تعالیٰ کے وجود کی تحقیق ،شیون اور صفات میں فرق سالک، مجذوب اور مجذوب سالک کے مراتب میں فرق صورت ایمان اور حقیقت ایمان، طریقت اور شریعت کا تعلق ،واجب تعالیٰ کے ساتھ روح کا اشتباہ، کفر شریعت اور کفر حقیقت ،قطب ابدال اور قطب ارشاد کا فیض ،قضا وقدر کا راز ،حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا جذب وسلوک ،حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل وغیرہ۔

اس رسالے کے بعض قلمی نسخے بعض جگہ موجود ہیں مثلاً مخدومی حضرت مولانا حافظ محمد ہاشم جان صاحب مجددی رحمۃ اللہ علیہ ٹنڈو سائیں داد، خانقاہ سراجیہ کندیاں، اور حضرت پیر محمد شاہ احمد آباد (بھارت) کے کتب خانہ میں بھی اس کا قلمی نسخہ موجود ہے۔

اس رسالہ کا فارسی متن غالباً سب سے پہلے حافظ محمد احمد علی خاں شوق نے مطبع احمدی رامپور سے دسمبر ۱۸۹۸ء میں پھر مجلس علمی ڈابھیل (حال کراچی) نے ۱۳۵۱ھ میں پھر حکیم عبد المجید سیفی نے ۱۳۷۶ھ میں لاہور سے پھر ادارۂ سعدیہ مجددیہ لاہور نے ۱۳۸۵ھ میں دیگر رسائل کے مجموعے کے ساتھ شائع کیا جناب ملک فضل الدین چنن الدین نے لاہور سے پہلی مرتبہ اس رسالہ کا اردو ترجمہ شائع کیا جس میں مترجم کا نام اور سنہ طباعت وغیرہ درج نہیں اس کے بعد ادارۂ مجددیہ ناظم آباد کراچی نے ۱۳۸۸ھ میں فارسی متن اردو ترجمہ کے سات یکجا شائع کیا۔

مکاشفاتِ عینیہ

یہ مجموعہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے ایسے مسودات پر مشتمل ہے جو بعض خلفاء

Marfat.com

...ات نے محفوظ کر لئے تھے جن کو حضرت ممدوح کے وصال کے بعد حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ نے ۱۰۵۱ھ میں مرتب فرمایا اگرچہ اس رسالہ کے بعض مضامین حضرت موصوف کے مکتوبات شریفہ اور رسائل وقیعہ میں بھی آچکے ہیں لیکن ان کا مرتب کرنا بھی ضروری تھا۔

اس رسالہ میں حمد ونعت کے بعد شجرۂ قادریہ، شجرۂ نقشبندیہ اور شجرۂ چشتیہ ہے پھر حضرت نے بعض خلفاء کو جو اجازت نامے عطا فرمائے تھے ان میں سے چند اجازت ناموں کی نقلیں ہیں ان کے بعد حضرت ممدوح کے مکاشفات ومعارف ہیں جن کو مکاشفہ کا عنوان دیا گیا ہے اور ان کی تعداد انتیس (۲۹) ہے پھر چہل حدیث ہے۔

اس رسالے کے بعض قلمی نسخے بعض جگہ موجود ہیں مثلاً مخدومی حضرت مولانا حافظ محمد ہاشم جان صاحب مجددی رحمۃ اللہ علیہ ٹنڈو سائیں داد، رباط مظہریہ مدینہ منورہ، اس رسالہ کا قدیم ترین قلمی نسخہ حضرت پیر محمد شاہ احمد آباد (بھارت) کے کتب خانہ میں بھی موجود ہے، اور اس رسالہ میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی مرتب کردہ جو چہل حدیث ہے اس کو حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اردو ترجمہ وحاشیہ کے ساتھ "چہل حدیث امام ربانی" کے نام سے اپنے مطبع عمدۃ المطابع لکھنؤ سے طبع کرا کر شائع کیا سنہ طباعت درج نہیں ہے۔

یہ رسالہ پہلی مرتبہ ادارۂ مجددیہ ناظم آباد کراچی نے فارسی متن اردو ترجمہ کے ساتھ ۱۳۸۴ھ میں شائع کیا۔

مذکورہ بالا سات رسائل کے علاوہ مندرجہ ذیل چار مزید رسائل کے نام تو اکثر کتب میں ملتے ہیں لیکن ان کے متعلق آج تک کسی نے یہ نہیں لکھا کہ ان کے قلمی یا مطبوعہ نسخے کہیں موجود ہیں ان کے نام حسب ذیل ہیں ① رسالہ آداب المریدین ② تعلیقاتِ عوارف ③ رسالہ علمِ حدیث ④ رسالہ جذب وسلوک۔

مکتوباتِ شریفہ

ان رسالوں کے علاوہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا معرکۃ الآرا کارنامہ مکتوبات شریفہ ہیں جو فارسی زبان میں ہیں البتہ چند مکتوب عربی زبان میں بھی ہیں موجودہ مکتوبات کی مجموعی

Marfat.com

تعداد پانچ سو چھتیس ہے ہر مکتوب گویا ایک مستقل رسالہ ہے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے اپنی قوت عمل اور ان مکتوبات کے ذریعہ جتنا عظیم الشان انقلاب انگیز اور دیر پا اصلاح و تربیت کا کام انجام دیا ہے۔

اس کی مثال ملنی مشکل نظر آتی ہے آپ کے مکتوبات نہ صرف تصوف میں بلکہ علوم و معارف اور نکات و اسرار کے عالمگیر ذخیرے میں خاص امتیاز رکھتے ہیں اور اپنی تاثیر ادب وانشا کی قوت برجستگی اور روانی کے لحاظ سے پورے فارسی ادب میں نہایت بلند پایہ ہیں ان مکتوبات نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے زمانے میں بھی اصلاح و تربیت کی بہت بڑی خدمت انجام دی اور ان خوش قسمت افراد کے علاوہ کے جن کے نام اصالتاً یہ خطوط لکھے گئے تھے ہزاروں اشخاص نے ان سے اسی طرح فیض حاصل کیا جیسا کہ شیخ کامل کے انفاس طیبات و توجہات سے فیض حاصل کیا جاتا ہے اور حضرت موصوف کے وصال کے بعد بھی ہر زمانے میں بے شمار انسان ان مکتوبات سے فیض حاصل کرتے رہے ہیں اور آج بھی خانقاہوں میں ان کا درس دیا جاتا ہے اور شیوخ کبار ان کی تشریح و تقریر سے اپنے قلوب منور کرتے ہیں۔

یہ مکتوبات شریفہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے اپنے پیر بزرگوار حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ خلفاء حضرات، مریدین اور اراکین سلطنت کو وقتاً فوقتاً تحریر فرمائے تھے اور ساتھ ہی ان مکتوبات کی نقل بھی محفوظ رکھنے کا اہتمام فرمایا تھا ان مکتوبات کے مطالعہ سے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے خیالات عالیہ، عقائد حقہ، شریعت و طریقت، اخلاق و معرفت اور سیاست پر گہری نظر اور علوشان کا اندازہ ہوتا ہے نیز اس زمانے کے تاریخی حالات اور حضرت موصوف کے تجدیدی کارنامے بھی روشن دلیل بن کر سامنے آجاتے ہیں اور ہجرت کے بعد دوسرے ہزار سال کے تمام مسائل کا حل بھی ان میں مل جاتا ہے جو آپ کے مجدد الف ثانی' ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے یہ مکاتیب تین دفتروں پر مشتمل ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

مکتوباتِ شریفہ دفتر اول

اس دفتر میں تین سو تیرہ مکتوبات ہیں جو عدد انبیاء مرسلین صلوۃ اللہ علیہم اجمعین و عدد

Marfat.com

ب بدر واصحاب طالوت رضی اللہ عنہم کے مطابق ہیں اس دفتر کو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے سے آپ کے خلیفہ حضرت مولانا یار محمد جدید بدخشی طالقانی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۰۲۵ھ میں مرتب فرمایا۔

حضرت مولانا محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ ''فقیر کی آرزو تھی کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ۔

ایک مکتوب اس عاجز کے نام تحریر فرمائیں اور وہ اس دفتر کے خاتمہ پر درج کیا جائے اس لیے کہ احقر آپ کے کمترین مخلصوں میں سے ہے چنانچہ جب یہ خادم برہانپور تھا آپ نے ایک مکتوب تحریر فرمایا اور یہ بھی تحریر فرمایا کہ اس دفتر کو مطابق تعداد رسل واصحاب جنگ بندر فلاں مکتوب پر جو فلاں شخص کے نام ہے ختم کریں فحصل مرادی بکرامتہ چونکہ بندہ نے اس دفتر کی تاریخ اختتام دار المعرفت نکالی تھی آپ نے تحریر فرمایا کہ اس دفتر کو اسی نام سے موسوم کریں۔

مکتوباتِ شریفہ دفتر دوم

اس دفتر کو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے خلیفہ حضرت مولانا عبدالحی حصاری شادمانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ کے ارشاد پر ۱۰۲۸ھ میں مرتب فرمایا یہ وہ زمانہ تھا کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ قلعہ گوالیار میں نظر بند تھے اور اس وقت تک آپ نے اتنے ہی مکتوبات تحریر فرمائے تھے حق سبحانہ وتعالیٰ کے ۹۹ ننانوے ناموں کی ایک مشہور حدیث ہے حسن اتفاق یہ ہے کہ ان اسماء حسنیٰ کی تعداد کی مناسبت بھی اس دفتر کی ترتیب کو حاصل ہوگئی اس دفتر کا تاریخی نام ''نور الخلایق'' رکھا گیا۔

مکتوباتِ شریفہ دفتر سوم

اس دفتر کو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے خلیفہ حضرت مولانا محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۰۳۱ھ میں حضرت موصوف کی خدمت میں رہ کر مرتب فرمایا اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ہدایت کے مطابق عدد سورۃ قرآنی کے موافق ایک سو چودہ (۱۱۴) مکتوبات تھے چونکہ اس کے بعد حضرت ممدوح رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مبارکہ کا زمانہ بالکل مختصر اور گوشہ نشینی کا رہا اس لئے بعد میں جو چودہ مکتوبات تحریر فرمانے کا موقع ملا ان میں سے چار مکتوب کا پتہ نہ چلا اور دس اسی میں شامل کر دیئے گئے اس

Marfat.com

طرح اب اس دفتر میں جملہ مکتوبات کی تعداد ایک چوبیس ہے ان مکتوبات شریفہ ہر سہ دفتر کے بھی قلمی نسخے متعدد جگہ موجود ہیں جن کا احاطہ کرنا مشکل ہے مکتوبات شریفہ کے عربی ترجمے سے متعلق عرض ہے کہ حضرت مولانا شیخ محمد مراد المنز لوی المکی حضرت علامہ شیخ محمد مراد بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت منگل کے دن نصف ربیع الثانی ۱۲۷۲ھ کو اپنے وطن قریہ ''مت'' میں ہوئی یہ قریہ مضافات منزلہ میں ہے جو کہ ملک قزان کی ولایت کے تابع ہے قزان کو پہلے زمانے میں بلغار کہتے تھے جس کا ذکر کتب فقہ میں شفق کے غائب نہ ہونے کے سلسلہ میں آتا ہے کیونکہ وہ انتہائی شمال میں واقع ہے یہاں کے باشندے تیسری صدی ہجری میں المقتدر باللہ عباسی کے عہد میں یا اس سے کچھ قبل اپنی خوشی سے مسلمان ہوئے تھے آج کل یہ علاقہ روس کے تابع ہے۔

شیخ مراد نے چھ سال کی عمر میں پہلے اپنے والد ماجد سے قرآن مجید پڑھا پھر اپنے خالو ملا حسن الدین سے تعلیم حاصل کی پھر اٹھارہ سال کی عمر میں شہر قزان آکر علامہ شہاب الدین قزانی کے مدرسہ میں تعلیم حاصل کی پھر بخارا اور ماوراء النہر اور تاشقند کا سفر کیا وہاں بھی بہت سے علماء کی صحبت اختیار کی اور علوم عقلیہ ونقلیہ کے علاوہ بکثرت عربی وفارسی کتب تصوف وکتب سیر کا بھی مطالعہ کیا جس کی وجہ سے آپ کو یقین ہو گیا کہ جب تک کسی شیخ کے ہاتھ پر بیعت نہ کی جائے ان علوم سے کچھ فائدہ نہ ہوگا چنانچہ آپ نے اسی علاقہ کے کسی بزرگ کے ہاتھ پر بیعت طریقت کی اور خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے۔

پھر ۱۲۹۵ھ میں بعض رفقاء کے ہمراہ حجاز مقدس کے لیے روانہ ہوئے اور بلخ، سمرقند، پشاور، لاہور، ملتان، سندھ کراچی ہوتے ہوئے بمبئی پہنچے اور ماہ رمضان بمبئی میں گذار کر عید کے بعد بحری جہاز پر سوار ہو کر اٹھارہ دن میں مکہ مکرمہ پہنچ گئے اور حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے وہاں بھی سلسلہ تعلیم جاری رہا اور وہیں قرآن شریف حفظ کیا پھر مدینہ منورہ ہی میں حضرت مولانا محمد مظہر بن حضرت شاہ احمد سعید دہلوی قدس سرہٗ سے مرید ہوئے حضرت شیخ کی آپ پر بہت توجہ رہی اور غائبانہ بھی آپ کی تعریف فرماتے تھے آپ کو تھوڑے ہی عرصے میں قلب اور دیگر تمام لطائف کے احوال حاصل ہو گئے اسی زمانے میں آپ شدید بیمار ہوئے تو شیخ سے اجازت لے کر وطن میں رہنے لگے کچھ عرصہ بعد وطن سے واپس آکر مکہ معظمہ میں اقامت اختیار

Marfat.com

شیخ عبدالحمید آفندی کی خدمت میں رہنے لگے پھر حضرت شیخ مولانا محمد مظہر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت حاضر ہونے کا ارادہ کیا تو معلوم ہوا کہ حضرت کا وصال ہو چکا ہے پھر چند ماہ بعد شیخ آفندی بھی فرما گئے اس کے بعد آپ نے محمد صالح زواوی کی صحبت اختیار کی اوران سے صاحب ت ہوئے دوسری ملاقات میں شیخ نے خرقہ خلافت اور خصوصی سند سے بھی ممتاز فرمایا۔

اسی زمانے میں آپ نے رشحات کا عربی ترجمہ کر کے شیخ زواوی کی خدمت میں پیش کیا تو انہوں نے بہت پسند کیا اور مکتوبات امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا عربی ترجمہ کرنے کی ترغیب دی چو آپ نے حضرت شیخ کے حکم کی تعمیل میں یہ کام مکمل کیا جس کو شیخ نے بہت پسند فرمایا حضرت شیخ وصال کے بعد آپ مسند ارشاد پر بیٹھے لیکن فرماتے تھے کہ میں اس قابل نہیں ہوں صرف شیخ کے حکم کی تعمیل کر رہا ہوں" ماخذ اواخر معرب مکتوبات شریفہ" نے "الـدرر الـمـکـنـونـات نفیسـه" کے نام سے مکتوبات ہر سہ دفتر کا عربی میں مکمل ترجمہ کیا جو الـمـطبعة المیریة کائنه بمکة المحمیة (مکہ مکرمہ) سے ۱۳۱۲ھ و ۱۳۱۷ھ میں شائع ہوا جس کے دفتر اول کے حاشیہ پر عربی میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے حالات مبارکہ ہیں جو علامہ شیخ محمد مراد مکی کے ترتیب دیئے ہوئے ہیں اور اس کے بعد حاشیہ ہی پر ایک اور عربی رسالہ "کتاب الرحمة رابطہ فی تحقیق الرابطہ" للشیخ حسین الدوسری رحمۃ اللہ علیہ بھی ہے اور تمام مکتوبات کے حواشی پر معرب موصوف کے بعض تشریحی نوٹ بھی موجود ہیں اور دفتر دوم کے حاشیہ پر معرب موصوف کے تشریحی حواشی کے علاوہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا رسالہ مبدأ و معاد' معرب درج ہے اس کو بھی شیخ مرادمکی رحمۃ اللہ علیہ موصوف نے ہی عربی میں ترجمہ کیا ہے...... اور دفتر سوم میں بھی معرب موصوف کے تشریحی حواشی کے علاوہ حاشیہ پر ایک اور عربی رسالہ "عـطیـه الـوهـاب الفاصلة بین الخطاو الصواب" للشیخ محمد بک الاوزبکی رحمۃ اللہ علیہ بھی درج ہے جس میں ان اعتراضات کا رد کیا گیا ہے جو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے مکتوبات شریفہ وغیرہ کی بعض تحریرات پر بعض معاندین نے تحریف و تغییر کے اور مصطلحات تصوف کے عدم فہم کی وجہ سے اس لئے کئے تھے کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اور ان کی اولاد و اتباع کی صحبت سے فیضیاب نہ ہو سکیں، یہ رسالہ نہایت مدلل اور واضح ہے معرب مکتوبات شریفہ کی عربی زبان ماشاء اللہ نہایت فصیح و بلیغ

Marfat.com

اور سلیس ہے جس کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ فارسی سے عربی میں ترجمہ نہیں بلکہ خود مصنف ہی کی عربی تصنیف ہے نیز اس کے دیباچہ سے اور بعض ترکی محترم دوستوں سے معلوم ہوا کہ ترکی زبان میں بھی مکتوبات شریفہ کا ترجمہ موجود ہے لیکن اب محترم جناب حسین علمی اشیق صاحب مدظلہ العالی استنبولی جدید ترکی زبان میں مکتوبات شریفہ کا خلاصہ تیار کر رہے ہیں فجزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

اصل فارسی مکتوبات کے متعلق عرض ہے کہ مکتوبات شریفہ مکمل ہر سہ دفتر مع رد روافض وبالحاق رسالہ مصطلحات صوفیہ غالباً پہلی مرتبہ نول کشور نے شائع کیا اس لئے کہ نول کشور کا مطبوعہ بار سوم جنوری ۱۸۸۶ء مطابق ماہ ربیع الثانی ۱۳۰۳ھ اور بار ششم ۱۹۱۳ء میں مطبوعہ ہوا پھر ۱۲ ربیع الاول ۱۲۸۸ھ کو مولوی شیر محمد خاں نے مطبع احمدی دہلی سے فارسی مکتوبات مع ردّ روافض شائع کیا پھر حاجی عبدالعزیز دہلوی نے ۱۲۹۰ھ میں اپنے مطبع مرتضوی دہلی سے شائع کیا اس کے بعد حضرت مولانا نور احمد امرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۲۲۹ھ میں بڑی محنت سے تصحیح کر کے نہایت اہتمام کے ساتھ بہت عمدہ ایڈیشن شائع کیا پھر اس کے بعد مولانا نور احمد موصوف کے صاحبزادے مولوی محمد سلیمان صاحب فاروقی نے محکمہ اوقاف کی اعانت سے ۱۳۸۶ھ میں دو جلدیں اور مکتبہ سعیدیہ لاہور نے ۱۳۹۱ھ میں تیسری جلد شائع کر کے مکمل کیا۔

۱۳۹۲ھ میں حضرت مولانا نور احمد مرحوم والے نسخہ کا فوٹو لے کر بالکل اسی سائز پر اسی شاندار انداز سے محترم جناب پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے طبع کرا کے شائع کیا ہے بعد ازاں محترم حسین حلمی اشیق نے ۱۳۹۷ھ میں ترکی سے اسی نسخہ کا فوٹو لیکر شائع کر کے مفت تقسیم کیا۔

مکتوبات شریفہ کے اردو ترجمہ سے متعلق عرض ہے کہ مکمل مکتوبات کا اردو ترجمہ سب سے پہلے حضرت مولانا قاضی عالم الدین مرحوم نے کیا جس کو ملک فضل الدین نے لاہور سے ۱۹۱۳ء دوسری بار شائع کیا پھر ملک فضل الدین کے صاحبزادے ملک چنن الدین نے ۱۳۷۷ھ میں اسی ترجمہ کو کئی بار شائع کیا اس کے بعد ۱۳۹۱ھ میں مشہور پریس کراچی نے مولانا احمد سعید صاحب لاہوری سے مکتوبات شریفہ کا اردو ترجمہ کرا کر شائع کیا اسی دوران ۱۹۷۸ء میں مولانا تسنیم

Marfat.com

امروہوی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوبات شریفہ کا تلخیص و ترجمہ شائع کیا، اس کے باوجود اہل علم و ذوق حضرات کو اس ضرورت کا بڑی شدت سے احساس تھا کہ مزید صحت و اہتمام کے ساتھ سلیس و بامحاورہ اردو زبان میں نہ صرف مکتوبات شریفہ کا ترجمہ ہی شائع ہو بلکہ اس کے ساتھ ساتھ مکتوبات میں جو مشکل مقامات و توضیح طلب امور ہیں ان کی شرح بھی حاشیہ پر کردی جائے تا کہ روحانی پیاس کی تسکین کا سامان حاصل ہو سکے چنانچہ ادارۂ مجددیہ نے مکتوبات شریفہ کا اردو سلیس و بامحاورہ ترجمہ مع حواشی و دیگر تشریحات کے مرتب کر کے شائع کیا۔[1]

حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وصال

خواجہ محمد ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ۱۰۳۲ھ تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اجمیر میں تشریف رکھتے تھے آپ نے فرمایا کہ سفر آخرت کے دن قریب ہیں مخدوم زادگان کو جو اس وقت سرہند ہی میں تھے ایک خط میں تحریر فرمایا کہ زندگی کا خاتمہ قریب ہے اور فرزند دور ہیں، صاحبزادگان خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ خط ملتے ہی اجمیر حاضر ہوئے خلوت میں ایک دن حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے صاحبزادگان سے فرمایا ''اب مجھے دنیا میں کوئی دل جمعی نہیں رہی اب خیال آخرت غالب ہے آخری سفر کے دن قریب معلوم ہوتے ہیں۔

خلوت نشینی

جب آپ رحمۃ اللہ علیہ اجمیر شریف سے واپس سرہند پہنچے تو تمام تعلقات سے علیحدگی اختیار فرماتے ہوئے خلوت نشین ہو گئے سوائے مخصوص خادموں اور صاحبزادگان کے کسی کو ملنے کی اجازت نہیں تھی نماز پنجگانہ اور جمعہ کے لئے باہر آتے تھے تنہائی میں سارا وقت ذکر و استغفار میں گزرتا تھا۔

شب برأت ۱۰۳۳ھ کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی وفات کے متعلق ظاہر فرما دیا کہ اسی سال ہوگی اپنے خلفاء اور مریدین سے فرمایا کہ بموجب عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری عمر بھی ۶۳ سال ہوگی وسط ذی الحجہ سے ضیق النفس کے عارضہ میں شدت ہوئی ۱۲ محرم الحرام ۱۰۳۴ھ کو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ

[1] حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ از حضرت سید زوار حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

نے خدام سے فرمایا مجھے بتایا گیا ہے کہ چالیس یا پینتالیس دن کے اندر تمہیں اس دار فانی سے دار باقی میں جانا ہے اور میری قبر کی جگہ بھی بتائی گئی ہے حضرت صاحبزادگان نے عرض کیا کہ ہمارے حق میں اس قدر بے مہری و بے التفاتی کیوں ہے جب کہ پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک تم سے زیادہ محبوب ہے" ۲۲ صفر کو خدام وغیرہ سے فرمایا کہ آج چالیس دن پورے ہو گئے ہیں دیکھیں ان سات آٹھ دنوں میں کیا پیش آتا ہے ایک دن اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر تشریف لے گئے پھر وہاں سے جد اعلیٰ حضرت امام رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر تشریف لے گئے اور کافی دیر تک مراقب رہے اہل قبور کے لئے دعا مغفرت فرما کر رخصت ہوئے مکان پر تشریف لائے تو ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ مجھ کو وہ سب کچھ عطا فرما چکا جو بشر کو عطا کیا جا سکتا ہے ۲۳ صفر روز پنج شنبہ کو اپنی تمام پوشاکیں اور کپڑے خدام میں تقسیم کر دیئے دوبارہ بخار ہوا جیسا کہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاج مبارک بیماری سے قلیل افاقے کے بعد دوبارہ ناساز ہوا تھا یہ سنت بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ادا ہوئی۔

ایک شب جو حقائق منکشف ہوئے تھے بیان فرمائے میری ہمت کا مرغ آستان قدس تک پہنچا اور آواز آئی کہ یہ حقیقت کعبہ ہے اس کے بعد اور عروج ہوا مقام صفات حقیقہ تک پہنچا جو بوجود ذات موجود ہیں پھر میں شیونات ذاتیہ تک پہنچا وہاں سے ذات بحت تک عروج ہوا جو ہر قسم کے اعتبارات اور نسبتوں سے مبرا ہے اور گرد ظلیت نے وہاں تک راہ نہیں پائی غلبہ ضعف کے باوجود نماز باجماعت ادا کی عبادات وظائف میں سر مو فرق نہیں آیا ایک رات یہ ہندی مصرعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ بار بار پڑھتے رہے۔

اج ملا دا کنت سوں سکھی سب جگ دیتواں وار

ترجمہ.... آج وصال دوست ہے میں تمام جہان نثار کرتا ہوں۔

وصال سے کچھ پیشتر غیبت اور استغراق کا غلبہ ہوا مخدوم زادوں نے عرض کیا کہ یہ استغراق وغیبت آپ کو ضعف کی وجہ سے ہے یا استغراق کی وجہ سے فرمایا استغراق کی وجہ سے بعض معاملات وحقائق در پیش ہیں اس حالتِ ضعف وشدت اور علالت میں سنت کی پابندی بدعت سے اجتناب اور دوام ذکر و مراقبہ کی وصیت فرماتے تھے ارشاد فرماتے تھے کہ سنت کو دانتوں سے

Marfat.com

چاہئے فرمایا کہ میری تجہیز وتکفین میں سنت پر پورا عمل کیا جائے کوئی سنت ترک نہ کی جائے۔
۲۷ صفر اور دوشنبہ کی رات تھی جس کے اگلے روز سفر آخرت کرنا تھا خدام سے فرمایا کہ تم لوگوں کی محنت کی بس اس رات کی محنت اور رہ گئی ہے اسی رات آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہ تمام دعائیں جن کا ذکر احادیث کی کتابوں میں آتا ہے رات کے آخری حصہ میں نماز تہجد ادا کی اور ارشاد فرمایا کہ یہ آخری نماز تہجد ہے نماز فجر باجماعت ادا کی حسب عادت مراقبہ فرمایا بعدازاں نماز اشراق دلجمعی سے ادا کی اور اس کی ادعیہ ماثورہ پڑھیں چاشت کے وقت پیشاب کے لئے طشت لایا جس میں ریت نہیں تھی چھینٹیں پڑنے کے خیال سے اس کو واپس کر دیا کسی نے کہا حکیم کو قارورہ دکھانا ہے فرمایا اب میں وضو کو ختم نہیں کرتا مجھے بستر پر لٹا دو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس کا انکشاف ہو گیا کہ اب کچھ ہی دیر کے بعد اس عالم سے کوچ ہے وضو کی فرصت نہ ہوگی جب بستر پر لٹایا گیا تو طریقہ مسنون کے مطابق دائیں رخسار کے نیچے دایاں ہاتھ رکھ کر ذکر میں مشغول ہوئے مخدوم زادوں نے سانس کی تیزی دیکھ کر عرض کیا کہ مزاج مبارک کیسا ہے فرمایا کہ ہم اچھے ہیں فرمایا کہ میں نے جو دو رکعت نماز پڑھی ہے کافی ہے اس کے بعد سوائے اسم ذات کے ذکر کے کوئی بات نہیں کی چند لمحات کے بعد جان جانِ جاناں کو سپرد کر دی تاریخ ۲۸ صفر سہ شنبہ کا دن اور چاشت کا وقت تھا روح نے قفس عنصری سے اپنے آشیانہ کی طرف پرواز کی اس وقت عمر مبارک پوری تریسٹھ (۶۳) سال تھی۔

آخری غسل

حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں ندوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جب غسل کے لئے لایا گیا تو لوگوں نے دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نماز کے طریقہ پر ہاتھ باندھے ہوئے بائیں ہاتھ کی کلائی پر داہنے ہاتھ کا انگوٹھے اور چھنگلیا سے حلقہ کئے ہیں مخدوم زادوں نے انتقال کے بعد ہاتھ پھیلا دیئے لیکن غسل کے بعد لوگوں نے دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دونوں دست مبارک پہلی ہیئت کے مطابق حالت نماز کی طرح بندھ گئے اور یہ حالت آخر تک قائم رہی دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ تبسم فرما رہے ہیں گویا:

Marfat.com

ہم چناں زی کہ وقت رفتن تو
ہمہ گیری شوند تو خنداں

ہاتھوں کو کتنا ہی الگ کیا جاتا وہ نماز کی کیفیت میں ایک دوسرے پر خود بخود آجاتے تجہیز و تکفین کا سامان سب سنت کے مطابق کیا گیا فرزند کلاں حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ نے نماز جنازہ کی امامت کی اور جسد مبارک کو آخری آرامگاہ میں پہنچادیا گیا،

مدفن

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا مدفن شریف آپ کے بڑے صاحبزادہ اکابر اولیاء حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں دائیں طرف ہوا انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

اس روضہ شریف کی عظمت میں حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے مکتوب نمبر ۷۰ دفتر دوم میں بیان فرماتے ہیں۔

مخفی نہ رہے کہ ہمارے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کو حضور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا و دین کے کمال اتباع کے سبب سے یہ بشارت دی گئی تھی کہ روضہ متبرک جس میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی قبر ہے اور اس روضہ مقدسہ کا محض قدیم ریاض جنت میں سے ایک روضہ ہے فرماتے تھے کہ مجھے بشارت دی گئی ہے کہ اگر اس روضۂ مبشرہ کی خاک کی ایک مٹھی کسی شخص کی قبر میں ڈال دی جائے تو بڑی امیدواریاں ہیں پس اس شخص کا کیا حال ہوگا جو اس روضہ میں مدفون ہو۔"

روضہ شریف کی تعریف میں حضرت شاہ ابوسعید مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے شاہ عبد الغنی صاحب مجددی مہاجر مدنی محدث دہلوی نے یہ چند رباعیاں نہایت پر لطف لکھی ہیں:

(۱) اے خاک پاک روضۂ عبیر و عنبری
کہ اہل جہاں زبوئے تو مدہوش گشتہ اند

اے ورضہ پاک کی خاک پاک تو عبیر و عنبر ہے، جس خوشبو سے سارا عالم مدہوش ہو گیا ہے۔

(۲) ساقی نشاند برتو خوش آبے کہ اہل دہر
عاقل بہ پیشت آمدہ مخمور رفتہ اند

Marfat.com

تجھ پر ساقی نے ایسا نفیس پانی چھڑکا کہ جب دنیا والے آئے تو باہوش خرد تھے لیکن جب
...ی زیارت کر کے واپس چلے تو مست و مدہوش تھے۔

(۳) سرے خاک خلا تو داری کہ اہل ارض
یک نغمہ از تو یافتہ برچرخ رفتہ اند

تجھ میں سرزمین جنت کا وہ راز پوشیدہ ہے کہ زمین والے تیری ایک ہلکی سی خوشبو پا کر
...سمان پر پہنچ گئے۔

(۴) نے نے تراز تربت یثرب گرفتہ اند
پنہاں زروم وشام بسر ہند نہفتہ اند

نہیں نہیں بلکہ تو خاک یثرب سے گوندھی گئی ہے اور شام وروم سب سے چھپا کر تجھ
...کو سرہند میں رکھا گیا ہے۔

(۵) ایں خاک احمدی است بذات احد نگر
نے یک کہ صد ہزار زیں خاک جستہ اند

یہ خاک احمد ہے خدا کی قدرت دیکھو کہ ایک کو نہیں لاکھوں کو اس خاک در سے زندگی ملی۔

(۶) اہلاً وسرحباً پے زوار توبسے
رقفال بعد برزخ اعدات بستہ اند

تیری زیارت کو آنے والوں کے لئے ہر طرح خوش آمدید ہے لیکن تیرے دشمنوں کے
...سامنے بعد و دوری کے قفل لگا دیئے گئے ہیں تا کہ وہ نہ آسکیں۔

(۷) یارب مکن خلاص ازیں خاک در مرا
بدحال آنکساں کہ ازیں خاک رستہ اند

خداوند تو مجھ کو اس خاک در سے رہائی نہ دے کیونکہ وہ لوگ بدنصیب ہیں جن کو اس در
کی غلامی سے رہائی مل گئی۔

(۸) شیرے بخواب ناز بہ پہلوئے دوشبل
یارب چہ راز ہاست کہ اینجا نہفتہ اند

Marfat.com

ایک شیر اپنے دو بچوں کے پہلو میں مشغول خواب ناز ہے یارب اس میں کیا راز وہ یہاں پوشیدہ ہیں:

(۹) تنہا غنی نہ نغمہ مدح توساز کرد
کروبیان عرش ہم اینگونہ گفتہ اند

صرف غنی ہی تیری مدح میں نغمہ سرا نہیں ہے بلکہ کروبیاں عرش میں بھی باہم گفتگو ہے۔

ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ شاعر مشرق نے اس روضہ کی نسبت کیا کہا ہے:

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیر فلک مطلع انوار
اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفس گرم سے ہے گرمی احرار
وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بعد وصال آپ رحمۃ اللہ علیہ کو واقعہ میں دیکھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ منکر نکیر کا سوال کس طرح گذرا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے کمال رحمت سے مجھے الہام کیا کہ اگر تم اجازت دو تو منکر نکیر تمہارے پاس آئیں میں نے عرض کیا کہ بندہ مسکین کے پاس نہ آئیں اللہ تعالیٰ نے اپنی نہایت رحمت سے میرے پاس نہ بھیجے پھر میں نے قبر کی نسبت پوچھا فرمایا ہوا مگر اقل قلیل خواب ہی میں معلوم ہوا کہ ایک شخص کہہ رہا ہے کہ آپ اقل قلیل بطور تواضع فرما رہے ہیں ورنہ اتنا بھی نہیں ہوا[1]

---

[1] تذکرہ مشائخ نقشبندیہ کشکول اولیاء ماخذ حضرات القدس، دعوت وعزیمت جلد نمبر ۴

Marfat.com

رت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء صفا

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار انند
کہ برندازہ پنہاں محرم قافلہ را
ہمہ شیران جہاں بستہ ایں سلسلہ اند
روبہ از حیلہ جہاں بکسلا این سلسلہ را

(مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے کاملین حضرات کی ایک ماعت تیار کی اور ان کو تمام عالم اسلام میں روانہ کیا جہاں انہوں نے دن رات ایک کر کے سلسلہ ک کی اشاعت کی ان کے وجود مبارک کی برکت سے زمین نورالٰہی سے بھر گئی اور ایک روحانی قلاب آگیا جس سے مردہ دل زندہ ہو گئے بدعتوں کو زوال آیا اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں کا نور سمان کے نیچے چمکنے لگا اور اہل سنت والجماعت کا مسلک حقہ خوب چمکا حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور معروف خلفاء کے نام مبارک یہ ہیں:

(۱) حضرت خواجہ محمد صادق صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۲) حضرت شیخ خواجہ محمد سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۳) حضرت شیخ عروۃ الوثقیٰ قیوم زماں خواجہ محمد معصوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۴) حضرت مولانا میر محمد نعمان اکبر آبادی رحمۃ اللہ علیہ (۵) حضرت شیخ حمید بنگالی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۶) حضرت شیخ عبدالحی حصاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۷) حضرت شیخ نور محمد فتنی رحمۃ اللہ علیہ (۸) حضرت شیخ مزمل پوری رحمۃ اللہ علیہ (۹) حضرت شیخ محمد بہاری رحمۃ اللہ علیہ (۱۰) حضرت شیخ حامد بہاری رحمۃ اللہ علیہ (۱۱) حضرت شیخ مولانا فرخ حسین رحمۃ اللہ علیہ (۱۲) حضرت سید سارنگ پوری رحمۃ اللہ علیہ (۱۳) حضرت سید محب اللہ مانک پوری رحمۃ اللہ علیہ (۱۴) حضرت شیخ سید حسین مانک پوری رحمۃ اللہ علیہ (۱۵) حضرت شیخ عبدالہادی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ (۱۶) حضرت شیخ طاہر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ (۱۷) حضرت شیخ امان اللہ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ (۱۸) حضرت شیخ طاہر اللہ خشی رحمۃ اللہ علیہ (۱۹) حضرت حاجی خضر افغان رحمۃ اللہ علیہ (۲۰) حضرت شیخ صادق کابلی رحمۃ اللہ علیہ (۲۱) حضرت شیخ محمد ہاشم خادم رحمۃ اللہ علیہ (۲۲) حضرت شیخ خواجہ محمد ہاشم برہانپوری رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

(۲۳) حضرت شیخ حمید الدین احمد آبادی رحمۃ اللہ علیہ (۲۴) حضرت شیخ غازی گجراتی رحمۃ اللہ علیہ (۲۵) حضرت شیخ بدیع الدین سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ (۲۶) حضرت شیخ احمد دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ (۲۷) حضرت شیخ مولانا عبدالغفور سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ (۲۸) حضرت شیخ حسن البرکی رحمۃ اللہ علیہ (۲۹) حضرت شیخ علی الطبری الشافعی المکی رحمۃ اللہ علیہ (۳۰) حضرت شیخ احمد استنبولی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ آدم بنوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہوئے [1]

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے خلفائے صفا کے حالات آگے درج کر رہے ہیں:

قیوم زماں حضرت مجدد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات

توحید

کے متعلق حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ دفتر اول مکتوب نمبر ۱۱۱ میں تحریر فرماتے ہیں:

توحید کی تعریف

توحید سے مراد یہ ہے کہ دل اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف توجہ کرنے سے بالکل خالی ہو جائے جب تک دل ماسوائے حق میں گرفتار ہے اگرچہ بہت ہی تھوڑا سا ہو وہ شخص توحید والوں میں سے نہیں ہے (توحید کی) اس دولت کے حاصل کئے بغیر ایک کہنا اور ایک جاننا ارباب اصول کے نزدیک فضول ہے۔

نیز حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اپنے مکتوب نمبر ۲۶۶ دفتر اول میں ارشاد فرماتے ہیں کہ باری تعالیٰ اپنی ذات وصفات اور افعال میں واحد مطلق ہے کوئی بھی اس میں شریک نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات اور افعال میں واحد ہے

جاننا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ وتقدس بذات خود موجود ہے اور تمام اشیاء اسی کی ایجاد سے موجود ہیں اور حق تعالیٰ اپنی ذات وصفات اور افعال میں یگانہ ہے اور فی الحقیقت کسی امر میں خواہ

---

[1] کشکول اولیاء ماخذ حضرات القدس

Marfat.com

ہی ہو یا غیر وجودی کوئی بھی اس کے ساتھ شریک نہیں ہے مشارکتِ اسمی اور مناسب لفظی بحث خارج ہے۔

اللہ تعالیٰ کی صفات اور افعال اس کی ذات کی طرح بیچون اور بیچگون ہیں اور ممکنات کی صفات اور افعال کیساتھ کچھ مناسبت نہیں رکھتے مثلاً صفت العلم حق تعالیٰ کی ایک صفت قدیم بسیط حقیقی ہے جس میں تکثر اور تعدد کو ہرگز دخل نہیں ہے اگرچہ وہ تکثر و تعدد متعلقات کے تعدد کے اعتبار سے ہو کیونکہ وہاں صرف ایک ہی بسیط انکشاف ہے کہ جس سے ازل اور ابد کے معلومات منکشف ہوتے ہیں اور حق تعالیٰ تمام اشیاء کو ان کے موافق و مخالف احوال کے ساتھ کلی و جزئی طور پر ایک مخصوص اوقات کے ساتھ آن واحد بسیط میں جانتا ہے......اور وہاں ازل سے ابد تک صرف ایک ہی آن واحد بسیط ہے جس میں کسی قسم کا تعدد نہیں ہے کیونکہ حق تعالیٰ پر زمانہ اور تقدم و تاخر کے احکام جاری نہیں ہوتے۔ پھر ایک صفحہ سے زیادہ کا بعد ہے اور اسی طرح حق تعالیٰ کا کلام ایک ہی کلام بسیط ہے کہ ازل سے ابد تک اسی ایک کلام کے ساتھ گویا ہے اگر امر ہے تو وہیں سے پیدا ہوا ہے اور اگر نہی ہے تو وہ بھی وہیں سے ہے اور اگر اعلام (خبر دینا) ہے تو وہیں سے ماخوذ ہے اور اگر استعلام (خبر دریافت کرنا) تو وہ بھی وہیں سے ہے اگر تمنی (خواہش) یا ترجّی (امید) ہے تو وہ بھی وہیں سے مستفاد ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ مکتوب نمبر ۲ دفتر سوم میں فرماتے ہیں دل کو ماسوا اللہ سے خالی کرو۔

نفسانی خواہشوں کی نفی

اور قرآن مجید کی کی تلاوت یا طول قراءت کے ساتھ نماز کا ادا کرنا یا کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کا تکرار کرنا، ان تین چیزوں میں سے ایک میں ضرور مشغول رہیں اور کلمہ لا سے اپنے نفس کی خواہشات کے معبودوں کی نفی کرنی چاہئے اور اپنی تمام مرادوں اور مقاصد کو دور کرنا چاہئے اپنی مراد کا طلب کرنا اپنی الوہیت کا دعویٰ کرنا ہے سینہ کی وسعت میں کسی مراد کی گنجائش نہیں ہونی چاہئے اور کوئی ہوس قوت خیالیہ میں نہیں رہنی چاہئے تاکہ بندگی کی حقیقت حاصل ہو جائے اپنی مراد

Marfat.com

کا طلب کرنا گویا اپنے مولیٰ کی مراد کو دفع کرنا اور اپنے مالک کے ساتھ مقابلہ کرنا ہے اس ا
اپنے مولیٰ کی نفی اور خود مولیٰ بننے کا اثبات ہے اس امر کی برائی اچھی طرح معلوم کر کے
الوہیت کے دعویٰ کی نفی کرو تا کہ تمام ہوا وہوس سے کامل طور پر پاک ہو جاؤ اور طلب مولیٰ کے
تمہاری کوئی مراد نہ رہے۔ اسی مکتوب میں کچھ آگے فرماتے ہیں: تمام نفسانی خواہشوں کو جو جھو
خدا ہیں لا کے نیچے لا کر سب کی نفی کر دو اور کوئی مراد سینے میں نہ رہنے دو حتیٰ کہ میری خلاصی بھ
جو اس وقت تمہارے اہم مقاصد میں سے ہے تمہاری مراد و مطلوب نہ ہو اور حق تعالیٰ کی تقد
اور فعل اور ارادہ پر راضی رہو اور کلمہ طیبہ کے اثبات کی جانب میں غیب ہویت کے سوا جو تما
معلومات و متخیلات کے وراء الوراء ہے کچھ نہ رہے۔

نیز آپ مکتوب نمبر ۱۰ دفتر اول میں ارشاد فرماتے ہیں:

خلقت انسانی سے مقصود بندگی کے وظائف کو ادا کرنا اور حق کی طرف کامل طور پر متو
ہونا ہے اور یہ مطلب اس وقت تک حاصل نہیں ہوتا جب تک کہ ظاہری اور باطنی طور پر سید الاولین
والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل تابعداری نہ کریں حق تعالیٰ ہم کو اور آپ کو قول و فعل اور ظاہر و باطن میں
عملی اور اعتقادی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل تابعداری عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

بعد از خدائے ہرچہ پرستند ہیچ نیست
بے دولت است آنکہ ہیچ اختیار کرد

حق تعالیٰ کے سوا جو کچھ مقصود ہے وہی معبود ہے غیر کی عبادت سے اسوقت نجات ملتی
ہے جبکہ حق تعالیٰ کے سوا کچھ مقصود نہ رہے۔

فضیلت کلمہ طیبہ

حضرت قیوم زماں مجدد الف ثانی قدس سرہٗ مکتوب نمبر ۹ دفتر دوم میں کلمہ طیبہ کی فضیلت
اور انفسی و آفاقی معبودوں کی نفی کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

چاہئے کہ پہلے باطل خداؤں کی نفی کر کے معبود برحق جل شانہ کا اثبات کرے اور جو کچھ
چونی و چندی کے داغ سے موسوم ہو اس کو لا کے نیچے داخل کر کے خدائے بیچوں کے ساتھ ایمان
لائے سب سے بڑھ کر عبادت کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کی نفی و اثبات میں ہے۔

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا ہے کہ اگر میرے سوا سات آسمانوں اور سات زمینوں کو ایک پلہ میں اور کلمہ لاالـہ الا اللّٰہ کو دوسرے پلہ میں رکھا جائے تو کلمہ والا پلہ بھاری ہوگا۔ کیونکر افضل وراجح نہ ہو جب کہ اس کا ایک کلمہ تمام ماسوائے حق یعنی آسمانوں، زمینوں اور عرش وکرسی ولوح وقلم وآدم کی نفی کرتا ہے اور دوسرا کلمہ معبود برحق کا اثبات کرتا ہے جو زمینوں اور آسمانوں کو پیدا کرنے والا ہے حق تعالیٰ کے ماسوا جو کچھ انفس وآفاق میں ہے سب چونی اور چندی کے داغ سے لتھڑا ہوا ہے پس جو کچھ انفس وآفاق کے آئینوں میں جلوہ گر ہو بطریق اولیٰ چند وچوں ہوگا جو نفی کے لائق ہے۔

حضرت خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اتعبدون ماتنحتون واللّٰہ خلقکم وماتعملون" [سورۃ الصافات:۹۵-۹۶]

ترجمہ:...... "کیا تم ان چیزوں کی عبادت کرتے ہو جو تم اپنے ہاتھ سے بناتے ہو، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اور تمہارے عملوں کو پیدا کیا ہے۔

ہمارا اپنا تراشا ہوا اور بنایا ہوا خواہ ہاتھ کے ذریعے ہو خواہ عقل ووہم کے ساتھ سب حق تعالیٰ کی مخلوق ہے اور عبادت کے لائق نہیں عبادت کے لائق وہی خدا بیچون وبیچگون ہے جس کے دامن ادراک سے ہماری عقل ووہم کا ہاتھ کوتاہ ہے اور ہماری کشف وشہود کی آنکھ اس کی عظمت وجلال کے مشاہدہ سے خیرہ اور تباہ ہے ایسے خدائے بیچون وبیچگون کے ساتھ غیب کی طریق کے سوا ایمان میسر نہیں ہوتا کیونکہ ایمان شہود حق تعالیٰ کے ساتھ ایمان نہیں ہے بلکہ اپنی تراشیدہ اور بنائی ہوئی چیز کے ساتھ ہے کہ وہ بھی حق تعالیٰ کی مخلوق ہے گویا ایمان شہود غیر کے ایمان کو حق تعالیٰ کے میان کے ساتھ شریک کرنا ہے بلکہ صرف بغیر ہے اعاذنا اللّٰہ سبحانہ عن ذٰلک۔

ردِ شرک

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اپنے مکتوب نمبر ۴۱ دفتر سوم میں معاشرہ میں پھیلی ہوئی

Marfat.com

بعض رسموں کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ وہ بھی شرک میں شامل ہیں۔

حق تعالیٰ کے ساتھ شریک نہ بنایا جائے نہ ہی وجوب وجود میں اور نہ ہی عبادت کے استحقاق میں جس شخص کے اعمال ریا وسمعہ سے پاک نہ ہوں اور حق تعالیٰ کے سوا کسی اور سے اجر طلب کرنے کے فتنہ سے صاف نہ ہوں اگر چہ وہ طلب قول اور ذکر جمیل سے ہو وہ شخص دائرہ شرک سے باہر نہیں ہے اور نہ ہی وہ موحد مخلص ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''شرک میری امت میں اس چیونٹی کی رفتار سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے جو سیاہ رات میں سیاہ پتھر پر چلتی ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شرک اصغر سے بچو یاروں نے عرض کیا کہ شرک اصغر کیا؟ فرمایا کہ ''ریا، شرک وکفر کی رسموں کی تعظیم کو شرک میں بڑا دخل اور رسوخ ہے اور شرک کی تصدیق اور اظہار کرنے والا اہل شرک میں سے ہے اور اسلام وکفر کے مجموعہ احکام پر عمل کرنے والا ہے کفر سے بیزار ہونا اسلام کی شرط ہے اور شرک سے پاک ہونا توحید کا نشان۔'' دکھ درد اور بیماریوں کے دور کرنے کے لیے اصنام اور طاغوت یعنی بتوں اور شیطانوں سے مدد مانگنا جو جاہل مسلمانوں میں شائع ہے عین شرک وگمراہی ہے اور تراشیدہ اور ناتراشیدہ پتھروں سے حاجتوں کا طلب کرنا یہ واجب الوجود جل شانہٗ کا محض کفر و انکار ہے اللہ تعالیٰ بعض گمراہوں کے حال کی شکایت بیان فرماتا ہے:

یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت وقد امروا ان یکفروا به ویرید الشیطان ان یضلهم ضلالا بعیداO [سورة النساء: ٦٠]

یہ لوگ چاہتے ہیں کہ طاغوت کی طرف اپنا فیصلہ لے جائیں حالانکہ ان کو حکم ہے کہ اس کا انکار کریں لیکن شیطان چاہتا ہے کہ ان کو سخت گمراہ کرے۔ اکثر عورتیں کمال جہالت کے باعث اس قسم کی ممنوع استمداد میں مبتلا ہیں اور ان بے مسمی اسموں سے بلیہ ومصیبت کا دفع ہونا طلب کرتی ہیں اور شرک اور اہل شرک کی رسموں کے ادا کرنے میں گرفتار ہیں خاص کر مرض چیچک کے وقت نیک وبد عورتوں سے یہ بات مشہور ومحسوس ہوتی ہے شاید ہی کوئی عورت ہوگی جو اس شرک سے خالی ہو اور شرک کی کسی نہ کسی رسم میں مبتلا نہ ہو (مگر جس کو اللہ تعالیٰ بچائے) ہندوؤں کے

Marfat.com

ے دن کی تعظیم کرتی اور ان کی مشہور رسموں کو بجالاتی ہیں اور اپنی عید مناتی ہیں اور کافروں مشرکوں کی طرح ہدیہ اور تحفہ اپنی بیٹیوں بہنوں کو بھیجتی ہیں اور موسم میں اپنے برتنوں کو رنگ کر کے ان کو سرخ چاولوں سے بھر کر بھیجتی ہیں اور اس موسم کا اعتبار اور شان بناتی ہیں سب شرک اور دین اسلام کا کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وما یؤمن اکثر هم الا وهم مشرکون [سورۃ الیوسف:١٠٦]

''ان میں سے اکثر ایمان نہیں لاتے بلکہ شرک کرتے ہیں۔''

اور حیوانات کو مشائخ کی نذر کرتے ہیں اور ان کی قبروں پر جا کر ذبح کرتے ہیں روایت فقیہ میں اس کو بھی شرک میں داخل کیا ہے اور اس بارہ میں بہت مبالغہ کیا ہے اور اس ذبح کو جنات کے ذبیحوں کی قسم سے خیال کیا ہے جو ممنوع شرعی ہے اور شرک کے دائرہ میں داخل ہے اس عمل سے بھی پرہیز کرنا چاہئے کہ اس میں بھی شرک کی بو پائی جاتی ہے نذر اور منت کے وجوہ اور بہت ہیں کیا حاجت ہے کہ حیوان کے ذبح کی منت و نذر مانیں اور جن کے ذبیحوں سے ملائیں اور جن کے پوجاریوں کے ساتھ مشابہت پیدا کریں اسی طرح وہ روزے جو عورتیں پیروں اور بیبیوں کی نیت پر رکھتی ہیں اور اکثر ان کے ناموں کو اپنے پاس سے گھڑ کر ان کے ناموں پر اپنے روزوں کی نیت کرتی ہیں اور ہر روزہ کے افطار کے لیے خاص اہتمام کرتی ہیں اور خاص طور پر افطار کرتی ہیں اور روزوں کے لئے دنوں کا یقین بھی کرتی ہیں اور اپنے مطلبوں اور مقصدوں کو ان روزوں پر موصوف کرتی ہیں اور ان روزوں کے ذریعے ان سے حاجتیں طلب کرتی ہیں اور ان روزوں کے ذریعے ان کو اپنا حاجت روا اور مشکل کشا جانتی ہیں یہ سب عبادت میں شرک ہے اور غیر کی عبادت کے ذریعے اس غیر سے اپنی کا طلب کرنا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ مکتوب نمبر ١٠٩ دفتر اوّل میں تمام باطنی امراض کی جڑ قلبی تعلق ماسویٰ اللہ کے ساتھ ہے کہ متعلق تحریر کرتے ہیں:

باطنی امراض کی جڑ

باطنی امراض کی جڑ اور اندرونی بیماریوں کا سردار دل کا ماسوائے حق تعالیٰ کے ساتھ

Marfat.com

گرفتار ہونا ہے جب تک اس گرفتاری سے پورے طور پر آزادی حاصل نہ ہو جائے (ایمان کی سلامتی محال ہے کیونکہ شرکت کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اعلیٰ میں ہرگز دخل نہیں ہے الا لِلّٰہ الدین الخالص (خبردار اللہ تعالیٰ کے لیے خالص دین ہی ہے) پس جب شریک کو (محبت میں) غالب کر لیا جائے تو وہاں ایمان کا کیا حال ہوگا؟ یہ کس قدر بے حیائی ہے کہ غیر کی محبت کو اس قدر غالب بنا لیا جائے کہ حق تعالیٰ کی محبت اس کے مقابلہ میں معدوم یا مغلوب ہو جائے) ''الحیاء شعبۃ من الایمان'' (حیا ایمان کی ایک فرع ہے) میں شاید اسی حیا کی طرف اشارہ ہو اور دل کے گرفتار نہ ہونے کی علامت یہ ہے کہ ماسوائے حق کو کلی طور پر بھول جائے اور تمام اشیاء سے بے خبر ہو جائے حتیٰ کہ تکلف سے بھی اشیاء کو یاد کرے تو اس کو یاد نہ آئیں پس اشیاء کی گرفتاری کی اس مقام میں کیا مجال ہے اس حالت کو اہل اللہ فنا سے تعبیر کرتے ہیں۔''

مخلوق کے لیے خالق کی صفات ثابت کرنا شرک ہے

آپ مکتوب نمبر ا دفتر دوم میں فرماتے ہیں۔

میرے مخدوم! آپ کو معلوم ہے کہ وجود خیر و کمال کا مبدأ ہے اور عدم ہر نقص و شرارت کا منشاء ہے وجود واجب جل شانہٗ کے لیے ثابت ہے اور عدم ممکن کے نصیب ہے تا کہ تمام خیر و کمال حق تعالیٰ کی طرف عائد ہو اور تمام شر و نقص ممکن کی طرف راجع ہو ممکن کے لئے وجود ثابت کرنا اور تمام خیر و کمال کو اس کی طرف راجع کرنا درحقیقت اللہ تعالیٰ کے ملک میں اس کو شریک بنانا ہے اسی طرح ممکن کو واجب تعالیٰ کا عین کہنا اور ممکن کے صفات و افعال کو حق تعالیٰ کے صفات و افعال کا عین بنانا بڑی بے ادبی اور حق تعالیٰ کے اسماء و صفات میں الحاد و شرک ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ مکتوب نمبر ۷۴ دفتر اول میں کلمہ شرکیہ سے خطاب بھی برداشت نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات میں کسی کو شریک نہ کرنا چاہیے

مرزا بدیع الزماں رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کسی مکتوب میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کو ایک فقرہ میں ''خدیو نشأتین'' سے خطاب کیا تھا جس کے معنی ہیں بادشاہ دو جہاں حضرت موصوف

Marfat.com

شرکیہ برداشت نہیں کر سکے اور ان کو اپنے مکتوب گرامی میں تنبیہ فرمائی۔ چنانچہ فرماتے ہیں:
اے سعادت مند عزیز! آپ کے مکتوب کے کسی فقرہ میں لکھا ہوا تھا "خدیو نشأتین" یعنی دونوں جہان کا بادشاہ یہ ایسی نعت اور تعریف ہے جو حضرت واجب الوجود جل شانہ کے لئے مخصوص ہے بندہ مملوک کو جو کسی شے پر قادر نہیں ہے کیا حق ہے کہ وہ خدائے تعالیٰ کے ساتھ شرکت کرے خداوندی کا راستہ اختیار کرے خاص کر عالم آخرت میں کہ حقیقی ومجازی مالکیت اور ملکیت حضرت مالک یوم الدین کے لئے مخصوص ہے حضرت حق تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا "لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّار" یعنی آج کے دن کی بادشاہی اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے اس روز بندوں پر ڈر اور خوف چھایا ہوگا اور حسرت وندامت کے سوا کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔

اتحاد وحلول کا عقیدہ

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اپنے مکتوب نمبر ۱۶۷ دفتر اول ہندوازم کے خداؤں کی نفی کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

جان لیجئے اور آگاہ ہو جائیے کہ ہمارا اور تمہارا بلکہ تمام جہان والوں یعنی آسمانوں اور زمینوں اور عالم اعلیٰ واسفل سب کا پروردگار صرف ایک ہی ہے اور وہ بیچون وبیچگون (بے مثل وبے مثال) ہے شبیہ ومانند سے منزہ اور شکل ومثال سے مبرا ہے پدر وفرزند ہونا اللہ تعالیٰ کے حق میں محال ہے اس بارگاہ میں ہمسر اور ہم مثل ہونے کی کیا مجال ہے اتحاد وحلول کی آمیزش اس کی شان میں عیب ہے اور کمون وبروز یعنی حلول ونزول کے ذریعہ پوشیدہ وظاہر ہونے کا گمان اس جناب پاک کے حق میں قبیح ہے وہ زمانی نہیں ہے کیونکہ زمانہ اسی کا پیدا کیا ہوا ہے اور نہ وہ مکانی ہی ہے کیونکہ مکان اسی کا بنایا ہوا ہے اس کے وجود کی کوئی ابتداء نہیں اور اس کے بقا کی کوئی انتہا نہیں سب تمام خیر وکمال اسی کی ذات میں ثابت ہے اور سب کا نقص وزوال اس سے مسلوب ہے پس عبادت کے لائق وہی حق سبحانہ وتعالیٰ ہے۔

رام کرشن وغیرہ جو ہندوؤں کے معبود ہیں اس کی ادنیٰ مخلوقات میں سے ہیں اور ماں باپ سے پیدا ہوئے ہیں رام جسرتھ کا بیٹا اور لچھمن کا بھائی اور سیتا کا خاوند ہے جب رام اپنی بیوی

Marfat.com

کی حفاظت نہ کرسکا تو پھر وہ دوسرے کی کیا مدد کرسکتا ہے عقل دوراندیش سے کام لینا چاہیے۔

چند سطروں کے بعد فرماتے ہیں:

ہمارے پیغمبران علیہم الصلوٰۃ والسلام جو ایک لاکھ چوبیس ہزار کے قریب گذرے ہیں سب نے مخلوق کو خالق کی عبادت کرنے کی ترغیب فرمائی ہے اور غیر کی عبادت سے منع کیا ہے اور اپنے آپ کو بندہ اور عاجز جان کر اس کی ہیبت اور عظمت سے ڈرتے اور کانپتے رہے ہیں اور ہندوؤں کے معبودوں نے مخلوق کو اپنی عبادت کی ترغیب دی اور اپنے آپ کو معبود سمجھا ہے اگرچہ پروردگار کے قائل ہیں لیکن اپنے آپ میں اس کا حلول واتحاد ثابت کیا ہے اور اسی وجہ سے خلق کو اپنی عبادت کی طرف بلاتے ہیں اور اپنے آپ کو معبود کہلایا ہے اور بے کھٹکے محرمات میں پڑے ہیں اس خیال سے کہ معبود کے لئے کوئی چیز منع نہیں ہے اپنی مخلوق میں جس طرح چاہے تصرف کر سکتا ہے اس قسم کے بیہودہ اور فاسد خیالات بکثرت رکھتے ہیں یہ لوگ خود بھی گمراہ ہیں اور انہوں نے اوروں کو بھی گمراہ کردیا برخلاف انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کہ انہوں نے جن باتوں سے مخلوقات کو منع کیا ہے ان سے اپنے آپ کو بھی پورے اور کامل طور پر باز رکھا ہے اور اپنے آپ کو تمام انسانوں کی طرح انسان ہی کہتے رہے۔

بہ بیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

حق تعالیٰ اتحاد و حلول سے پاک ہے

آپ مکتوب نمبر ۲۶۱ دفتر اول میں فرماتے ہیں:

حق تعالیٰ کسی چیز سے متحد نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی چیز اس سے متحد ہوسکتی ہے اور جو کچھ صوفیائے کرام ﷭ کی عبارتوں سے مفہوم ہوتا ہے وہ ان کی مراد کے برخلاف ہے کیونکہ ان کے اس کلام سے جس سے اتحاد کا وہم گذرتا ہے یعنی" اذاتم الفقر فھو اللّٰہ " سے یہ مراد ہے کہ جب فقر تمام ہو جائے اور محض نیستی حاصل ہو جائے تو اس وقت اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ باقی نہیں رہتا۔ نہ یہ کہ فقیر خدائے تعالیٰ کے ساتھ متحد ہو جاتا ہے اور خدا بن جاتا ہے کیونکہ یہ کفر اور زندقہ ہے تعالیٰ اللّٰہ سبحانہ عما یتوھم الظالمون علوا کبیرا حضرت خواجہ قدس سرہٗ

Marfat.com

فرمایا کرتے تھے کہ عبارت "انــا الــحق" کے معنی یہ نہیں کہ میں حق ہوں بلکہ یہ ہیں کہ میں نہیں ہوں اور حق موجود ہے۔

غیر اللہ کی عبادت نہ کرنا اور شرک سے بچنا تمام انبیاء علیہم السلام کی تعلیم ہے

حضرت شیخ قیوم زماں مجدد الف ثانی قدس سرہٗ شرکت سے بچنے کی تلقین کرتے ہوئے مکتوب نمبر ۶۳ دفتر اول میں فرماتے ہیں۔

تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی متفقہ تعلیمات میں سے یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی ذات کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے اور حق سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے اور کوئی مخلوق کسی دوسری مخلوق کو اللہ تعالیٰ کے سوا اپنا رب نہ بنائے غیر اللہ کی عبادت کی نفی کا حکم دینا صرف انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ہی کی شان ہے اور ان کے متبعین کے سوا اور لوگ اس دولت سے مشرف نہیں ہوئے ہیں اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سوا کسی اور نے اس قسم کے کلمات نہیں کہے ہیں نبوت کے منکر بھی اگرچہ خدائے تعالیٰ کو ایک ہی کہتے ہیں لیکن ان کا حال ان دو باتوں سے خالی نہیں ہے یا وہ اہل اسلام کی تقلید کرتے ہیں یا وہ حق تعالیٰ کو واجب الوجود ہونے میں واحد جانتے ہیں نہ کہ عبادت کے استحقاق میں کیونکہ وہ غیر اللہ کو عبادت کا مستحق جانتے ہیں اور ان کی عبادت کرتے ہیں اور اہل اسلام کے نزدیک حق تعالیٰ وجود کے وجوب میں بھی واحد ہے اور استحقاق عبادت میں بھی واحد ہے کلمہ طیبہ لاالہ الا اللہ میں باطل خداؤں کی عبادت کی نفی ہے اور معبود برحق کا اثبات ہے۔"

حضرت شیخ سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوب نمبر ۲۱۷ دفتر اول میں تحریر فرماتے ہوئے اس بات کی نفی کرتے ہیں کہ مخلوق خالق کائنات کا ظہور ہے۔

مخلوق خالق کا ظہور نہیں ہے

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام آفاقی و نفسی باطل خداؤں کی نفی کرتے ہیں اور ان کے باطل ہونے کی دعوت دیتے ہیں اور اس واجب الوجود کی وحدت کی طرف جو بیچون و بیچگون ہے رہنمائی کرتے ہیں یہ کبھی سننے میں نہیں آیا کہ کسی پیغمبر نے ایمان تشبیہی کی طرف دعوت دی ہو اور

Marfat.com

مخلوق کو خالق کا ظہور کہا ہو تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام واجب الوجود کی توحید کے کلمہ میں متفق ہیں اور حق تعالیٰ کے سوا تمام باطل خداؤں کی نفی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ

[سورة آل عمران:٦٤]

اے رسول ﷺ! آپ اہل کتاب کو کہہ دیں کہ آؤ ایک کلمہ کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر مشترک ہے

یعنی یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور نہ ہی کسی کو اس کا شریک بنائیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا ہم میں سے کوئی کسی کو اپنا رب نہ بنائے پس اگر وہ یہ بات نہ مانیں تو کہہ دیجئے کہ تم اس بات پر گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں۔ (پ۳، ع۱۵)

یہ لوگ بے انتہا ارباب ثابت کرتے ہیں اور سب کو رب الارباب کے ظہورات خیال کرتے ہیں اور کتاب وسنت کو اپنے مطلب کی شہادت میں پیش کرتے ہیں۔

کوئی مخلوق خالق کا ظل نہیں ہے

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ مکتوب نمبر ۱۲۲ دفتر سوئم میں واجب وممکن کے درمیان اصالت وظلیت کے متعلق ایک سوال قائم کر کے اس کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔

اس قسم کے علوم جو واجب اور ممکن کے درمیان کسی قسم کی نسبت کو ثابت کرتے ہیں اور شرع میں ان کے ثبوت کے لئے کچھ وارد نہیں ہوا سب حالت سکر کے معارف میں سے ہیں اور حقیقت معاملہ تک نہ پہنچنے کے باعث ہیں۔

ممکن چہ بود کہ ظل واجب باشد

اور واجب تعالیٰ کیوں ہو؟ کیونکہ ظل سے مثل کے پیدا ہونے کا وہم گذرتا ہے اور اصل میں کمال لطافت کے نہ ہونے کا شک پیدا ہوتا ہے جب حضرت محمد رسول ﷺ کا کمال لطافت کے باعث سایہ وظل نہ تھا تو خدائے محمد ﷺ کا ظل کیوں ہو خارج میں بالذات و بالاستقلال حضرت ذات تعالیٰ اور اس کی صفات ثمانیہ حقیقیہ ہی موجود ہیں باقی سب کچھ حق تعالیٰ کی ایجاد سے موجود ہوا ہے اور ممکن ومخلوق وحادث ہے اور کوئی مخلوق اپنے خالق کا ظل نہیں ہے اور مخلوقیت کی

Marfat.com

...ت کے سوا جو کہ شرع شریف میں وارد ہوئی ہے اور کوئی نسبت اپنے خالق کے ساتھ نہیں رکھتی۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اپنے مکتوب نمبر ۳۱۰ دفتر اول میں توحید ربانی کو مزید ...ن کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

...ان کے علم ودیگر صفات کو اللہ تعالیٰ کے علم ودیگر صفات سے کچھ نسبت نہیں

حمد وصلوٰۃ کے بعد واضح ہو کہ انسان میں جو کمالات ہیں وہ سب مرتبہ وجوب تعالت ...درت سے مستفاد ہیں اگر علم ہے تو وہ بھی اس مرتبہ کے علم سے مستفاد ہے اور اگر قدرت ہے ...ی مرتبہ کی قدرت سے ماخوذ ہے علی ہذا القیاس لیکن ہر مرتبہ کمال اس مرتبہ کے اندازہ کے ...افق ہے انسان کے علم کو واجب تعالیٰ کے علم کے مقابلہ میں وہ نسبت ہے جو مردہ کو جو کہ لاشئی ...ل ہے اس زندہ کے ساتھ نسبت ہے جس نے حیات ابدی سے زندگی پائی ہو اسی طرح انسان کی ...درت کو واجب تعالیٰ کی قدرت کے مقابلہ میں وہ نسبت ہے جو عنکبوت (مکڑی) کو جو کہ اپنا گھر بنتا ...تی ہے اس شخص کے ساتھ نسبت ہے جس کی ایک پھونک سے زمین وآسمان اور پہاڑ و دریا ...ہ پارہ ہو کر گرد کی طرح اڑ جائیں دیگر کمالات کی نسبت کو اسی پر قیاس کرنا چاہئے یہ فرق بھی ...ان عبارت کی تنگی کے باعث بیان کیا گیا ہے ورنہ......!

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

پس انسان کے کمالات مرتبہ وجوب کے کمالات کی صورت ہوئے لیکن ان کمالات نے ...مرتبہ کے کمالات سے مشارکت اسمی کے سوا اور کچھ حاصل نہیں کیا۔

...ل توحید کی پہچان

کامل توحید پرست لوگ پسندیدہ امور کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے غضب میں ہوئے امور کی ...رف توجہ نہیں کرتے اور اپنے ایمان کو چرب وشیریں لقموں کے بدلے فروخت نہیں کرتے ...خوشنما لباس وباریک واعلیٰ کپڑوں کے لئے غلامی اختیار نہیں کرتے اور اس بات سے شرم رکھتے ...ں کہ شاہی تخت کو تعلقات کی پلیدیوں سے آلودہ کریں اور اس بات سے بھی عار رکھتے ہیں کہ اللہ ...الیٰ کی بادشاہی میں لات وعزیٰ کو شریک کریں اے بھائی! خدائے تعالیٰ کی بارگاہ میں صرف دین

Marfat.com

خالص طلب کرتے ہیں

"الا للہ الدین الخالص" [سورۃ الغافر:۳]

یعنی "خبردار خالص اطاعت وعبادت کا مستحق صرف اللہ ہی ہے)۔"

اور شرکت کا غبار پسند نہیں فرماتے:

لئن اشرکت لیحبطن عملك [سورۃ الزمر:٦٥]

یعنی "فرمان ایزدی ہے کہ اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم! اگر تو نے شرک کیا تو تیرے بھی سب عمل اکارت جائیں گے۔"

ایک ساعت کے لئے اپنے حالات کی طرف غور فرمائیں اگر آپ کو خالص دین میسر ہو چکا تو آپ کو بشارت و مبارک ہے اور اگر حاصل نہیں ہوا تو واقع کا علاج وقوع سے پہلے کرنا چاہئے۔

مقصد رسالت

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اپنے مکتوبات میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد بیان کرتے ہوئے مکتوب نمبر ٦٧ دفتر دوم میں اس طرح لکھتے ہیں:

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام حق تعالیٰ کے بھیجے ہوئے ہیں تاکہ خلق کو حق تعالیٰ کی طرف بلائیں اور گمراہی سے راستے پر لائیں جو شخص ان کی دعوت کو قبول کرلے اس کو جنت کی خوشخبری دیتے ہیں اور جو کوئی انکار کرے اس کو دوزخ کے عذاب سے ڈراتے ہیں اور جو کچھ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے حق تعالیٰ کی طرف پہنچایا اور بتایا ہے سب سچ اور برحق ہے اس میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں ہے۔

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد

آپ مکتوب نمبر ١٦٧ دفتر اول میں فرماتے ہیں:

ہمارے پیغمبران علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات جو تعداد میں ایک لاکھ چوبیس ہزار کے قریب گذرے ہیں سب نے مخلوق کو خالق کی عبادت کرنے کی ترغیب وتبلیغ فرمائی ہے اور غیر اللہ کی

Marfat.com

...ت سے منع کیا ہے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا بندہ اور عاجز جانتے رہے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت و ...ت سے ڈرتے اور کانپتے رہے ہیں۔

تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بنیادی اصول دین میں متفق ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوب ...۶۳ دفتر اول میں کیا خوبصورت ایمان افروز تحریر فرماتے ہیں:

...نبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اصول دین میں متفق ہیں

یہ بزرگواران یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اصول دین میں متفق ہیں ذات وصفات ...ی تعالیٰ، حشر ونشر اور پیغمبروں کا بھیجنا، فرشتے کا نازل ہونا، وحی کا وارد ہونا، جنت کی نعمتوں ...ور دوزخ کے عذاب کا دائمی ہونا ان سب امور کے بارے میں ان سب کا کلام واحد ہے اور ان ...کا اختلاف صرف بعض ان احکام میں ہے جو دین کے فروع سے تعلق رکھتے ہیں حق سبحانہ وتعالیٰ ...نے ہر ایک زمانے میں ہر اولوالعزم پیغمبر پر اس زمانہ والوں کے لئے ان کے مناسب بعض احکام ...کے متعلق وحی بھیجی ہے اور اس زمانے کے لوگوں کو احکام مخصوصہ کے ساتھ تکلیف فرمائی ہے احکام ...شرعیہ میں نسخ اور تبدیلی کا ہونا حق تعالیٰ کی حکمتوں اور مصلحتوں پر مبنی ہے اور اس قسم کی مثالیں بہت ...ی ہیں کہ ایک ہی صاحب شریعت پیغمبر پر مختلف وقتوں میں متضاد احکام نسخ وتبدیل کے طور پر وارد ...وئے ہیں۔

...نبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بشریت کا عقیدہ

حضرت امام ربانی شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے اپنے مکتوبات میں اس عقیدہ کی بھی ...ی کی ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بشر نہیں ہوتے آپ مکتوب نمبر ۶۳ دفتر اول ہی میں ارشاد ...رماتے ہیں:

دوسرا دعوتی کلمہ جو ان بزرگواروں یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا مخصوص (ومتفق علیہ) کلمہ ہے یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو تمام انسانوں کی طرح بشر جانتے ہیں اور بندگی وعبادت کے لائق ...صرف حق تعالیٰ ہی کو جانتے ہیں اور لوگوں کو اس کی طرف بلاتے ہیں اور حق تعالیٰ کو حلول واتحاد ...سے پاک کہتے ہیں۔

Marfat.com

نفس انسانیت میں انبیاء وغیر انبیاء سب برابر ہیں

نیز آپ رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نمبر ۲۶۶ دفتر اول میں عقیدہ نمبر ۱۹ میں تحریر فرماتے ہیں:

کیا تم نہیں دیکھتے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نفس انسانیت میں عام لوگوں کے ساتھ برابر ہیں اور حقیقت وذات میں سب باہم متحد ہیں تفاضل یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا دوسرے انسانوں سے افضل ہونا صفات کاملہ کے اعتبار سے ہے اور جس میں صفات کاملہ نہیں ہیں گویا وہ اس نوع سے خارج اور اس نوع کے فضائل وخصائص سے محروم ہے لیکن اس تفاوت کے باوجود نفس انسانیت میں زیادتی وکمی واقع نہیں ہوتی اور نہیں کہہ سکتے کہ وہ انسانیت زیادتی ونقصان کے قابل ہے واللہ سبحانہ الملھم للصواب۔

آنحضرت ﷺ کی بشریت

حضرت قیوم زماں مجدد الف ثانی قدس سرہ مکتوب نمبر ۲۷۰ دفتر اول میں محبوب رب العالمین، رحمۃ للعالمین علیہ السلام کی بشریت کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

اے بھائی! حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قدر بلندی شان کے باوجود بشر تھے اور حدوث وامکان کی صفت سے متصف تھے بشر خالق بشر کی حقیقت کیا دریافت کر سکتا ہے اور ممکن واجب کی نسبت کیا معلوم کر سکتا ہے اور حادث قدیم جل شانہ کا کس طرح احاطہ کر سکتا ہے "لا یحیطون به علما" نص قاطع ہے۔

نیز مزید مکتوب نمبر ۲۰۹ دفتر اول میں فرماتے ہیں:

حاصل کلام یہ کہ اس جہان میں آپ کی عنصری پیدائش کو آپ کی ملکی پیدائش پر غالب کیا ہوا تھا تا کہ مخلوقات کے ساتھ جن میں بشریت زیادہ غالب ہے وہ مناسبت جو افادہ واستفادہ کا سبب ہے زیادہ غالب رہے اور وہ مناسبت جو افادہ واستفادہ کا سبب ہے، زیادہ پیدا ہو جائے یہی وجہ ہے کہ حق تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی بشریت کے ظاہر کرنے کے لئے بڑی تاکید سے امر فرماتا ہے:

"قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ" [سورۃ الکہف: ۱۱۰]

Marfat.com

"آپ (ﷺ) کہہ دیجئے کہ میں تمہاری طرح بشر ہوں میری طرف وحی کی جاتی ہے"۔

لفظ مثلکم کالانا تاکید بشریت کے لئے ہے وجود عنصری سے رحلت فرما جانے کے بعد حضور انور ﷺ کی روحانیت کی جانب غالب آگئی اور بشریت کی مناسبت کم ہوگئی اور دعوت میں نورانیت میں تفاوت پیدا ہوگیا بعض اصحاب کرام ﷢ نے فرمایا ہے کہ ہم ابھی آنحضرت ﷺ کے دفن سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ ہم نے اپنے دلوں میں تفاوت پایا ہاں (کیوں نہ ہو بلکہ) ایمان شہودی ایمان غیبی سے بدل گیا اور معاملہ آغوش سے گوش تک آپہنچا اور دیکھنے کی بجائے سننے کی نوبت آگئی۔

آنحضرت ﷺ دائرہ امکان میں ہیں

مکتوب نمبر ۱۲۲ دفتر سوم میں آپ ﷫ ارشاد فرماتے ہیں:

آنحضرت ﷺ اس قدر بلندی شان وجاہ وجلال کے باوجود ہمیشہ ممکن ہیں اور ہرگز کبھی امکان سے نکل کر وجوب کے ساتھ نہیں ملیں گے کیونکہ یہ امر الوہیت کے ساتھ تحقق ہونے کا موجب ہے اللہ تعالیٰ ہمسر وشریک ہونے سے برتر واعلیٰ ہے جو کچھ نصاریٰ نے اپنے نبی کے بارے میں دعویٰ کیا ہے وہ اہل اسلام کو چھوڑ دینا چاہئے۔

ہند میں انبیاء کا مبعوث ہونا

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ ہندوستان میں انبیاء کے مبعوث ہونے کی خبر دیتے ہوئے مکتوب نمبر ۲۵۹ دفتر اول میں فرماتے ہیں۔

اے فرزند! یہ فقیر جس قدر ملاحظہ کرتا ہے اور نظر کو وسیع کرتا ہے کوئی ایسی جگہ نہیں پاتا جہاں ہمارے پیغمبر ﷺ کی دعوت نہ پہنچی ہو بلکہ محسوس ہوتا ہے کہ آفتاب کی طرح سب جگہ آنحضرت ﷺ کی دعوت کا نور پہنچا ہے حتیٰ کہ یاجوج ماجوج میں بھی جن کے بیچ میں دیوار حائل ہے پہنچا ہوا ہے اور گذشتہ امتوں میں ملاحظہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کم ہی کوئی ایسی جگہ ہے جہاں پیغمبر مبعوث نہ ہوا یہاں تک کہ زمین ہند میں بھی جو کہ اس معاملہ سے دور دکھائی دیتی

Marfat.com

ہے معلوم ومحسوس ہوتا ہے کہ اہل ہند سے پیغمبر مبعوث ہوئے ہیں اور صانع جل شانہ کی طرف دعوت فرمائی ہے اور ہندوستان کے بعض شہروں میں محسوس ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے انوار شرک کے اندھیروں میں مشعلوں کی طرح روشن ہیں اگر ان شہروں کو معین کرنا چاہوں تو کرسکتا ہوں، اور دیکھتا ہے کہ کوئی پیغمبر ایسا ہے جس پر کوئی شخص ایمان نہیں لایا اور اس کی دعوت کو قبول نہیں کیا اور کوئی پیغمبر ایسا ہے جس پر صرف ایک ہی آدمی ایمان لایا ہے اور کسی پیغمبر کے تابع صرف دو شخص ہوئے ہیں اور بعض پر صرف تین آدمی ایمان لائے ہیں تین آدمیوں سے زیادہ نظر نہیں آتے جو ہندوستان میں کسی ایک پیغمبر پر ایمان لائے ہوں تاکہ چار آدمی ایک پیغمبر کی امت ہوتے اور ہند کے سرداران کفار نے واجب تعالیٰ کے وجود اور اس کی صفات وتنزیہات وتقدیسات کی نسبت جو کچھ لکھا ہے وہ سب قندیل نبوت کے انوار سے لیا گیا ہے کیونکہ گذشتہ امتوں میں ہر زمانہ میں ایک نہ ایک پیغمبر ضرور گذرا ہے جس نے واجب تعالیٰ کے وجود اور اس کی صفات ثبوتیہ وتنزیہات وتقدیسات کی نسبت خبر دی ہے اگر ان بزرگ پیغمبروں کا وجود مبارک نہ ہوتا تو ان بدبختوں (کافروں) کی لنگڑی اور اندھی عقل جو کہ کفر ومعاصی کی ظلمتوں سے آلودہ ہے اس دولت کی طرف کب ہدایت پاتی"۔

انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت سراسر رحمت ہے

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اپنے مکتوب نمبر ۲۶۶ میں بارہواں عقیدہ کے عنوان سے تحریر فرماتے ہیں:

انبیاء کرام علیہم السلام کا مبعوث ہونا اہل جہان کے لئے سراسر رحمت ہے اگر ان بزرگواروں کا واسطہ اور ذریعہ نہ ہوتا تو ہم گمراہوں کو اس واجب الوجود تعالیٰ وتقدس کی ذات وصفات کی معرفت کی طرف کون ہدایت کرتا اور ہمارے مولیٰ جل شانہ کی مرضیات و نامرضیات میں کون تمیز کرتا ہماری ناقص عقلیں ان بزرگواروں کے نور دعوات کی تائید کے بغیر معزول وبیکار ہیں اور ہمارے ناتمام اور ادھورے فہم ان کی تقلید کے بغیر اس معاملہ میں ذلیل وخوار ہیں ہاں عقل بھی اگرچہ حجت ہے لیکن حجت ہونے میں ناتمام ہے اور مرتبہ بلوغ

Marfat.com

تک نہیں پہنچی ہے حجت بالغہ انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت ہے جس پر آخرت کا دائمی عذاب و ثواب وابستہ ہے۔

سوال جب آخرت کا دائمی عذاب بعثت پر موقوف ہے تو پھر بعثت کو رحمت عالمیان کہنا کس وجہ سے ہے؟

جواب بعثت عین رحمت ہے کیونکہ واجب الوجود تعالیٰ و تقدس کی ذات و صفات کی معرفت کا سبب ہے جو کہ دنیا و آخرت کی سعادتوں کو شامل ہے اور بعثت کی بدولت معلوم ہو گیا ہے کہ فلاں چیز حق تعالیٰ کی پاک بارگاہ کے مناسب ہے اور فلاں چیز نامناسب ہے کیونکہ ہماری اندھی اور لنگڑی عقل جو حدوث و امکان کے داغ سے داغدار ہے اس کو کیا معلوم کہ اس حضرت وجوب کے لیے جس کے واسطے قدم لازم ہے اسماء و صفات سے اطلاق کیا جائے اور ان نامناسب اسماء و صفات سے پرہیز کیا جائے بلکہ بسا اوقات اپنے نقص کی وجہ سے کمال کو نقصان جانتی اور نقص کو کمال جانتی ہے یہ تمیز فقیر کے نزدیک تمام ظاہری و باطنی نعمتوں سے بڑھ کر ہے وہ شخص بڑا ہی بدبخت ہے جو نامناسب امور کو حق تعالیٰ کی پاک بارگاہ کی طرف منسوب کرے اور ناشائستہ اشیاء کو حضرت حق سبحانہ کے ساتھ نسبت دے بعثت کی بدولت حق باطل سے جدا ہوا ہے اور بعثت ہی کی وجہ سے عبادت کے مستحق اور غیر مستحق میں تمیز ہوئی ہے اور بعثت ہی ہے جس کے ذریعہ حق تعالیٰ کے راستہ کی طرف دعوت کرتے ہیں اور بندوں کو مولیٰ جل سلطانہ کے قرب اور وصل کی سعادت تک پہنچاتے ہیں اور بعثت کے ذریعہ حق تعالیٰ کی مرضیات پر اطلاع میسر ہوتی ہے جیسا کہ گذر چکا ہے اور بعثت ہی کے طفیل حق تعالیٰ کی ملک میں تصرف کے جائز ہونے اور ناجائز ہونے میں تمیز ہوتی ہے بعثت کے اس قسم کے فائدے بکثرت ہیں پس ثابت ہوا کہ بعثت سراسر رحمت ہے اور جو شخص اپنے نفس امارہ کی خواہش کے تابع ہو جائے اور شیطان ملعون و مردود کے حکم سے بعثت کا انکار کر دے اور بعثت کے موافق عمل نہ کرے تو بعثت کا کیا گناہ ہے اور بعثت کیوں رحمت نہ ہو گی۔

شانِ محبوب

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اپنے مکتوب نمبر ۱۲۱ دفتر سوم حضرت سیدنا نبی رحمت،

Marfat.com

رسول رحمت، ختم المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف کس انداز سے تحریر کرتے ہیں پڑھیں اور محبت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دل میں پیدا فرمائیں۔

مرادوں کے سردار اور محبوبوں کے رئیس حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں کیونکہ اس دعوت سے مقصودِ ذاتی اور مدعو اولی (یعنی سب سے پہلے بلائے ہوئے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں اور دوسروں کو خواہ وہ مراد ہوں یا مرید حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے طفیل بلایا گیا ہے ''لولاہ لما خلق اللہ الخلق ولما اظہر الربوبیۃ'' یعنی اگر وہ نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ خلقت کو پیدا نہ کرتا اور نہ اپنی ربوبیت ظاہر کرتا۔ چونکہ دوسرے سب ان کے طفیلی ہیں اور وہ اس دعوت کے مقصود اصلی ہیں اس لیے سب ان کے محتاج ہیں اور انہی کے ذریعے فیوض و برکات اخذ کرتے ہیں اس لحاظ سے اگر سب کو آل کہیں تو بجا و درست ہے کیونکہ سب ان کے پیچھے پیچھے چلنے والے ہیں اور ان کے وسیلہ کے بغیر کمال حاصل نہیں کر سکتے جب ان سب کا وجود ان کے وسیلے کے بغیر متصور نہیں ہو سکتا تو دوسرے کمالات جو وجود کے تابع ہیں ان کے وسیلے کے بغیر کس طرح متصور ہو سکتے ہیں۔ محبوب رب العالمین اسی شان کا ہونا چاہئے۔ ذرا کان لگا کر سنیں کشف کے ذریعہ معلوم ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبوبیت حق تعالیٰ کی اس محبت کے ساتھ ثابت ہے جو شیون و اعتبارات کے بغیر حق تعالیٰ کی ذات بحت سے تعلق رکھتی ہے اور جس کے سبب حق تعالیٰ کی ذات محبوب ہے۔ برخلاف دوسروں کی محبوبیت کے جو اس محبت کے ساتھ ثابت ہے جس کا تعلق شیون و اعتبارات کے ساتھ ہے یا اسماء و صفات یا اسماء و صفات کے ظلال کے ساتھ علیٰ تفاوت درجات ہے۔

فان فضل رسول اللہ لیس لہ حدٌ فیعرب عنہ ناطقٌ بفم

''پس بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضل کی کوئی حد نہیں ہے اس لئے کوئی زبان اس کو بیان نہیں کر سکتی۔''

حقوق و مراتب و ثنائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ مکتوب نمبر ۱ دفتر دوم اور مکتوب نمبر ۴۴ دفتر اول میں ثنائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں پڑھیں اور اپنے ایمانی جذبہ کو تازہ کریں،

Marfat.com

اس ذات پاک (اللہ تعالیٰ) نے اپنی تعریف آپ ہی کی ہے اور اپنی حمد کو آپ ہی بیان کیا ہے وہ ذات پاک آپ ہی حامد اور آپ ہی محمود ہے تمام کائنات جس کی حمد مقصود کے ادا کرنے سے عاجز ہے اور ایسا کیونکر نہ ہو جبکہ رسول مقبول ﷺ بھی اس کی حمد کا حق ادا نہ کر سکنے کا اظہار فرماتے ہیں جو کہ قیامت کے دن لوائے احمد کے اٹھانے والے ہیں جس کے نیچے حضرت آدم علیہ السلام اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہوں گے، آنحضرت ﷺ ظہور میں تمام مخلوقات سے افضل و اکمل و مرتبہ میں سب سے زیادہ قریب اور کمال میں سب سے زیادہ جامع اور جمال میں سب سے زیادہ کامل اور حسن میں سب سے زیادہ اکمل، قدر میں سب سے زیادہ بلند، بزرگی و شان میں سب سے زیادہ عظیم، دین میں سب سے زیادہ مضبوط، ملت میں سب سے زیادہ راست، حسب میں سب سے زیادہ کریم و بزرگ، نسب میں سب سے زیادہ شریف اور خاندان میں سب سے زیادہ معزز ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کو ان کا پیدا کرنا منظور نہ ہوتا تو خلقت کو پیدا نہ کرتا اور نہ ہی اپنی ربوبیت کو ظاہر فرماتا آنحضرت ﷺ نبی تھے جبکہ آدم علیہ السلام ابھی پانی اور مٹی کے درمیان تھے (یعنی ابھی آدم علیہ السلام کے پتلے کے لیے گندھی ہوئی مٹی تیار ہوئی تھی) قیامت کے دن اپنے حق میں یوں فرمایا ہے کہ ظہور کے اعتبار سے ہم ہی (دنیا میں) سب سے آخر میں ہیں اور قیامت کے دن ہم سب سے سابق (اول) ہیں اور میں یہ بات فخر سے نہیں کہتا ہوں اور میں اللہ تعالیٰ کا حبیب اور خاتم النبیین ہوں اور مجھے اس پر فخر نہیں جب قیامت کے دن لوگ قبروں سے نکلیں گے تو سب سے اول میں ہی نکلوں گا اور جب وہ گروہ در گروہ ہو جائیں گے تو ان کا قائد میں ہی ہوں گا اور جب وہ خاموش کئے جائیں گے تو ان کی طرف سے خطیب اور کلام کرنیوالا میں ہی ہوں گا اور جب وہ روکے جائیں گے تو ان کی شفاعت میں ہی کروں گا اور جب وہ رحمت و کرامت سے ناامید ہو جائیں گے تو میں ہی ان کو خوشخبری دوں گا اس روز کرامت اور جنت کی کنجیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی ایک اور مکتوب میں فرماتے ہیں:

ماان مدحت محمداً بمقالتی   لکن مدحت مقالتی بمحمد

بیشک حضرت محمد رسول اللہ ﷺ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کے سردار ہیں اور قیامت کے روز سب سے زیادہ آپ ہی کے تابعدار ہوں گے اور آپ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اولین و آخرین

Marfat.com

میں سب سے زیادہ بزرگ ہیں آپ قیامت کے روز سب سے اول قبر سے نکلیں گے اور آپ سب سے اول شفاعت کرنیوالے ہوں گے اور سب سے اول آپ ہی کی شفاعت قبول کی جائیگی اور آپ ہی سب سے اول جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے اور اللہ تعالیٰ آپ کے لئے جنت کا دروازہ کھول دے گا آپ ہی قیامت کے دن لواء حمد کے اٹھانے والے ہیں جس کے نیچے سب انبیاء علیہم السلام ہوں گے۔ وہ آپ ہی کی ذات مبارک ہے جنہوں نے ارشاد فرمایا ہے کہ ظہور کے اعتبار سے ہم (سب انبیاء علیہم السلام سے) آخر میں ہیں اور قیامت کے دن ہم سب سے اول ہیں اور میں یہ بات فخر سے نہیں کہتا ہوں اور میں حبیب اللہ ہوں اور تمام رسولوں کا قائد (پیشرو) ہوں اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں اور میں خاتم النبین ہوں اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں اور میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں بیشک اللہ تعالیٰ نے خلقت کو پیدا کیا تو مجھے ان میں سے بہتر مخلوق میں پیدا کیا پھر ان کو دو گروہ بنایا اور مجھے ان میں سے اچھے گروہ میں بنایا پھر ان کے قبیلے بنائے اور مجھے ان میں سے اچھے قبیلے میں بنایا پھر ان کو گھروں میں تقسیم کیا اور مجھے ان میں سے بہتر گھر والوں میں پیدا کیا پس میں بلحاظ ذات وبلحاظ بیت ان سب سے بہتر ہوں اور جب لوگ قیامت کے دن قبروں سے اٹھائے جائیں گے تو میں سب سے اول قبر سے نکلوں گا اور جب وہ گروہ در گروہ بنائے جائیں گے تو میں ان کا قائد وپیشوا ہوں گا اور جب وہ خاموش ہو جائیں گے تو میں ہی ان کا خطیب ہوں گا اور جب وہ روکے جائیں گے تو میں ہی ان کی شفاعت کروں گا اور جب وہ نا امید ہو جائیں گے تو میں ہی ان کو خوشخبری دوں گا۔

اس روز کرامت اور جنت کی کنجیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی اور اس روز لواء حمد میرے ہاتھ میں ہوگا اور اپنے رب کے روبرو تمام اولاد آدم سے بزرگ ترین ہستی میں ہی ہوں گا ایک ہزار خوش رنگ وخوش شکل خادم میرے گرد طواف کریں گے اور جب قیامت کا دن ہوگا میں نبیوں کا امام اور ان کا خطیب اور ان کا شفیع ہوں گا اور مجھے اس بات کا فخر نہیں ہے اگر اللہ تعالیٰ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک کو پیدا نہ فرماتا تو خلقت کو پیدا نہ فرماتا اور آپ اس وقت نبی تھے جبکہ آدم علیہ السلام ابھی پانی اور مٹی کے درمیان تھے (یعنی ابھی آپ کے پتلے کیلئے مٹی گوندھی گئی تھی)۔

نماند بعصیاں کسے در گرو   کہ دارد چنیں سید پیشرو

Marfat.com

ختم نبوت

حضرت مجدد اعظم الف ثانی قدس سرہٗ عقیدہ ختم نبوت کے متعلق مکتوب نمبر ۶۷ دفتر دوم میں ارشاد فرماتے ہیں:

تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے خاتم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور آپ کا دین تمام گذشتہ دینوں کا ناسخ ہے اور آپ کی کتاب تمام گذشتہ کتابوں سے بہترین کتاب ہے آپ کی شریعت منسوخ نہ ہوگی بلکہ قیامت تک باقی رہے گی حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نزول فرما کر آپ کی شریعت پر عمل کریں گے اور آپ کے امتی ہو کر رہیں گے۔

کوئی ولی کسی نبی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا

آپ مزید مکتوب نمبر ۲۴۸ دفتر اول میں انبیاء کی عظمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کامل متبعین کمال متابعت اور کثرت محبت کے باعث بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی عنایت و بخشش سے اپنے اتباع کردہ انبیاء کے تمام کمالات کو جذب کر لیتے ہیں اور پورے طور پر ان کے رنگ میں رنگے جاتے ہیں یہاں تک کہ اتباع کردہ انبیاء اور اتباع کرنیوالے اولیا کے درمیان اصالت و تبعیت اور اولیت و آخریت کے سوا کچھ فرق نہیں رہتا اس امر کے باوجود کوئی تابع (اتباع کرنے والا) خواہ وہ افضل الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متبعین میں سے ہو کسی نبی کے مرتبہ کو نہیں پہنچتا اگرچہ وہ نبیوں میں سب سے کم درجہ کا نبی ہو یہی وجہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جو کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام انسانوں سے افضل ہیں ان کا یہ سر ہمیشہ اس پیغمبر کے نیچے ہوگا جو تمام پیغمبروں میں نیچے درجہ کا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان کے ارباب کے تعینات کے مبادی مقام اصل میں ہیں اور تمام اعلیٰ و اسفل امتوں اور ان کے ارباب مبادی تعینات اس اصل کے ظلال کے مقامات سے اپنے اپنے درجے کے موافق ہیں پس اصل اور ظل کے درمیان مساوات کس طرح ہو سکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُورُونَ وَإِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ [سورۃ الصافات: ۱۷۱-۱۷۳]

Marfat.com

"بیشک ہمارا وعدہ ہمارے رسولوں کے لئے پہلے صادر ہو چکا ہے کہ وہ فتحیاب ہیں اور بیشک یہی ہمارا لشکر غالب ہے۔"

آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوب نمبر ۴۴ دفتر دوم میں انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی معصومیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

انبیاء کرام علیہم السلام معصوم ہیں اور اولیاء اللہ محفوظ ہیں

نیز آپ نے اس قول اذا احب اللّٰہ عبدًا لا یضرہ ذنبٌ یعنی "جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے تو اس کو کوئی گناہ ضرر نہیں دیتا" کے معنی پوچھے تھے جاننا چاہئے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو دوست رکھتا ہے تو اس بندہ محبوب سے کوئی گناہ صادر نہیں ہوتا کیونکہ اولیاء اللہ گناہوں کے ارتکاب سے محفوظ ہیں اگرچہ ان سے گناہ کا صادر ہونا ممکن ہے۔ برخلاف انبیاء کرام علیہم السلام کے جو کہ گناہوں سے معصوم و پاک ہیں ان حضرات سے گناہ کا صادر ہونے کا امکان بھی سلب کر لیا گیا ہے۔ جب اولیاء اللہ سے گناہ صادر نہ ہو تو یقین ہے کہ گناہ کا ضرر بھی نہیں ہوگا۔ پس گناہ کے صادر نہ ہونے کی صورت میں لایضرہ ذنب درست ہے۔ کما لا یخفیٰ علیٰ ارباب العلم اور نیز ہو سکتا ہے کہ گناہ سے مراد سابقہ گناہ ہوں جو ولایت تک پہنچنے سے پہلے صادر ہوئے ہوں فان الاسلام یھدم ماکان قبلہ (کیونکہ اسلام پہلی باتوں کو منقطع کر دیتا ہے) اور حقیقت امر اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

قرآن مجید و آسمانی کتب

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ دفتر دوم مکتوب نمبر ۶۷ میں قرآن مجید و دیگر آسمانی کتب کے متعلق عقیدہ تحریر کرتے ہیں۔

قرآن مجید حق تعالیٰ کا کلام ہے جس کو حروف اور آواز کا لباس دے کر ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل فرمایا ہے، اور بندوں کو اس کے ساتھ امر و نہی کا حکم کیا ہے جس طرح ہم اپنے نفسی کلام کو حلق و زبان کے ذریعہ حروف و آواز کے لباس میں لا کر ظاہر کرتے ہیں اور اپنے پوشیدہ مقاصد و مطالب کا اظہار کرتے ہیں اسی طرح حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے نفسی کلام کو حلق و

Marfat.com

زبان کے واسطہ کے بغیر اپنی قدرت کاملہ سے حروف و آواز کا لباس عطا فرما کر اپنے بندوں پر بھیجا ہے اور اپنے پوشیدہ اوامر و نواہی کو حروف و آواز کے ضمن میں لا کر ظاہر فرما دیا ہے پس کلام کی دونوں قسمیں یعنی نفسی اور لفظی حق تعالیٰ کا کلام ہیں اور ان دونوں قسموں پر کلام کا اطلاق کرنا حقیقت کے طور پر ہے جس طرح کہ ہمارے کلام کی دونوں قسمیں نفسی و لفظی حقیقت کے طور پر ہمارا کلام ہیں نہ کہ قسم اول حقیقت ہے اور قسم دوم مجاز کیونکہ مجاز کی نفی جائز ہے اور کلام لفظی کی نفی کرنا اور اس کو کلام خدا نہ کہنا کفر ہے۔

قرآن مجید و دیگر آسمانی کتب حق تعالیٰ کا کلام ہیں

اسی طرح دوسری کتابیں اور صحیفے جو اللہ تعالیٰ نے گذشتہ انبیاء کرام علیہم السلام پر نازل فرمائی ہیں سب حق تعالیٰ کا کلام ہیں اور جو کچھ قرآن اور ان کتابوں اور صحیفوں میں درج ہے سب اللہ تعالیٰ کے احکام ہیں جن کے ساتھ اپنے بندوں کو ہر وقت کے موافق مکلف فرمایا ہے۔

مسئلہ خلق قرآن

خلافت عباسیہ میں ایک مسئلہ یہ بھی پیدا ہوا تھا کہ قرآن پاک مخلوق ہے اس پر حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کوڑے بھی کھائے تھے جیل میں بھی ڈال دیئے گئے تھے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اس مسئلہ پر اظہار خیال فرماتے ہوئے مکتوب نمبر ۸۹ دفتر سوم میں فرماتے ہیں:

حضرت امام اعظم و امام ابو یوسف علیہما الرحمۃ مسئلہ خلق قرآن میں چھ مہینے تک ایک دوسرے کے ساتھ بحث کرتے رہے اور ردّ و بدل فرماتے رہے چھ مہینے کے بعد یہ بات قرار پائی کہ جو کوئی قرآن کو مخلوق کہے وہ کافر ہو جاتا ہے اتنی مدت بحث و مباحثہ اس لئے ہوتا رہا کہ یہ مسئلہ صاف اور واضح نہیں ہوتا تھا اب چونکہ مختلف فکروں کے ملنے سے واضح ہو چکا ہے اس لئے میں یہ کہتا ہوں کہ اگر نزاع کا موجب حروف و کلمات ہیں جو کلام نفسی پر دلالت کرتے ہیں تو وہ بیشک حادث و مخلوق ہیں اور اگر کلام سے مراد مدلولات ہیں تو وہ قدیم اور غیر مخلوق ہیں یہ تنقیح مختلف فکروں کے ملنے کی برکت سے ہے۔

Marfat.com

مسئلہ قضا وقدر

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اپنے مکتوب نمبر ۲۸۹ دفتر اول میں قضا وقدر کے موضوع پر ارشاد فرماتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

حمد وصلوۃ کے بعد واضح ہو کہ مسئلہ قضا وقدر میں اکثر لوگ حیران اور گمراہ ہو رہے ہیں اور اس مسئلہ کے اکثر ناظرین پر باطل وہم وخیال غالب ہیں حتی کہ جو کچھ افعال بندہ سے اپنے اختیار کے ساتھ صادر ہوتے ہیں ان کے بارے میں بعض (یعنی جبریہ) نے کہا ہے کہ یہ محض جبر ہے اور بعض (یعنی قدریہ) بندہ کے افعال کو خدائے واحد وقہار کی طرف منسوب نہیں کرتے ان دونوں گروہوں (یعنی جبریہ وقدریہ) میں سے ہر ایک نے اعتقاد میں جو کہ صراط مستقیم اور راہ راست ہے (اعتدال اور میانہ روی کو چھوڑ کر) افراط وتفریط کو اختیار کیا ہے اس اعتدال ومیانہ روی کے راستے سے موافقت فرقہ ناجیہ نے کی ہے جو کہ اہلسنت والجماعت ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم وعن اسلافھم واخلافھم پس ان حضرات نے افراط وتفراط کو چھوڑ کر وسط ومیانہ روی کو اختیار کیا ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت امام جعفر بن محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے! کیا اللہ تعالیٰ نے کوئی امر اپنے بندوں کے سپرد کیا ہے؟ انہوں نے جواب میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس بات سے برتر ہے کہ اپنی ربوبیت اپنے بندوں کے سپرد کردے۔ پھر امام ابوحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ کیا اللہ تعالیٰ ان کو اس پر مجبور کرتا ہے؟ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ یہ بات بھی اللہ تعالیٰ کی شان عدالت سے بعید ہے کہ پہلے بندوں کو کسی بات پر مجبور کرے پھر ان کو اس پر عذاب دے۔ پھر عرض کیا: کہ یہ بات کس طرح پر ہے۔ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ اس کے بین بین ہے نہ بالکلیہ جبر ہے نہ تفویض (سپرد کرنا) اور نہ اکراہ ہے، نہ تسلیط (مسلط کرنا)۔

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اسی لئے اہل سنت فرماتے ہیں کہ بندوں کے اختیاری افعال خلق وایجاد کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کی طرف منسوب ہیں اور دوسری حیثیت یعنی

Marfat.com

واکتساب کی رو سے بندوں کی قدرت کی طرف منسوب ہیں پس بندے کی حرکت کو حق تعالیٰ
قدرت کی طرف نسبت ہونے کے اعتبار سے خلق کہتے ہیں بندہ کی قدرت کی طرف نسبت
کے اعتبار سے اس کو کسب کہتے ہیں۔"

بندوں کے افعال کا خالق اللہ تعالیٰ ہے

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اپنے مکتوب نمبر ۶۷ دفتر دوم میں بندوں کے افعال کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

حق تعالیٰ جس طرح بندوں کا خالق ہے اسی طرح ان کے افعال کا بھی خالق ہے وہ افعال خیر ہوں یا شر سب اسی کی تقدیر سے ہیں لیکن خیر سے اللہ تعالیٰ راضی ہے اور شر سے راضی نہیں اگرچہ دونوں اسی کے ارادہ اور مشیت سے ہیں لیکن جاننا چاہئے کہ صرف تنہا شر کو ادب کے باعث حق تعالیٰ کی طرف منسوب نہ کرنا چاہئے اور خالق شر نہ کہنا چاہئے بلکہ خالق خیر وشر کہنا مناسب ہے۔ اسی طرح علماء نے کہا ہے کہ حق تعالیٰ کو "خالق کل شئ" کہنا چاہئے "خالق القاذورات والخنازیر" نہ کہنا چاہئے کیونکہ اس میں حق تعالیٰ کی پاک جناب کی بے ادبی ہے۔ معتزلہ ثنویت یعنی دوئی وبیگانگی کے باعث بندہ کو افعال کا خالق جانتے ہیں اور فعل کے خیر وشر کو بندہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ شرع اور عقل ان کی تکذیب کرتی ہے۔ ہاں علمائے حق نے بندہ کی قدرت کو اس کے فعل میں داخل کیا ہے اور اس کا کسب بندہ میں ثابت کیا ہے کیونکہ حرکت مرتعش یعنی بے اختیاری حرکت اور حرکت مختارہ میں فرق واضح ہے حرکت ارتعاش یعنی بے اختیاری حرکت میں بندہ کی قدرت اور کسب کا کچھ دخل نہیں اور حرکت اختیاری میں دخل ہے۔ اسی قدر فرق مواخذہ کا باعث ہو جاتا ہے اور ثواب وعقاب کو ثابت کرتا ہے اگر لوگ بندہ کی قدرت و اختیار میں تردد رکھتے ہیں اور بندہ کو بیچارہ اور عاجز جانتے ہیں تو انہوں نے علماء کی مراد کو نہیں سمجھا بندہ میں قدرت واختیار کا ثابت کرنا اس معنیٰ کے لحاظ سے نہیں ہے کہ بندہ جو کچھ چاہے کرے اور جو کچھ نہ چاہے نہ کرے یہ بات بندگی سے دور ہے بلکہ اس معنی کے اعتبار سے ہے کہ بندہ جس کا مکلف ہے اس سے عہدہ برآ ہو سکتا ہے۔ مثلاً نماز پنج وقتی ادا کر سکتا ہے، چالیسواں حصہ زکوٰۃ دے

Marfat.com

سکتا ہے اور بارہ مہینوں میں ایک مقررہ مہینے کے روزے رکھ سکتا ہے اور اپنی عمر میں خرچ وسا... کے ہوتے ہوئے ایک بار حج کر سکتا ہے۔اسی طرح باقی احکام شرعی ہیں۔جن میں اللہ تعالیٰ کمال مہربانی سے بندہ کے ضعف و ناطاقتی کو دیکھ کر سہولت و آسانی کو مدنظر رکھا ہے۔اللہ تعا... فرماتا ہے:

يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ [سورۃ البقرۃ:۱۸۵]

یعنی ''اللہ تعالیٰ تم پر آسانی کرنا چاہتا ہے اور تم پر تنگی نہیں چاہتا''

اور فرماتا ہے:

يُرِيْدُ اللّٰهُ أَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيْفاً [سورۃ النساء:۲۸]

یعنی ''اللہ تعالیٰ تم پر تخفیف کرنا چاہتا ہے اور انسان ضعیف پیدا کیا گیا ہے''

انسان ضعیف شہوات سے صبر نہیں کر سکتا اور سخت تکلیف کو برداشت نہیں کر سکتا۔

قضائے مبرم و معلق

حضرت قیوم زماں امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ لوح محفوظ میں قضائے مبرم و قضائے معلق کے متعلق اپنے مکتوب نمبر ۲۱۷ دفتر اول میں ارشاد فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ آپ کو رشد و ہدایت نصیب فرمائے جاننا چاہئے کہ قضا دو قسم پر ہے قضائے معلق و قضائے مبرم،قضائے معلق میں تغیر و تبدل کا احتمال ہے اور قضائے مبرم میں تغیر و تبدل کی گنجائش نہیں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ [سورۃ ق:۲۹]

یعنی ''میرا قول تبدیل نہیں کیا جاتا''

یہ آیت مبارکہ قضائے مبرم کے بارے میں ہے اور قضائے معلق کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗ أُمُّ الْكِتٰبِ [الآیۃ]

Marfat.com

یعنی "اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے اور اس کے پاس لوح محفوظ ہے"۔

میرے حضرت قبلہ گاہی پیرو مرشد فرمایا کرتے تھے کہ حضرت سید محی الدین جیلانی قدس ... نے اپنے کسی رسالہ میں لکھا ہے کہ قضائے مبرم میں کسی شخص کو تبدیلی کی مجال نہیں ہے مگر مجھے ... اگر میں چاہوں تو اس میں بھی تصرف کروں اور اس بات پر بہت تعجب کرتے تھے اور بعید از ... ماتے تھے یہ نقل مدت تک اس فقیر کے ذہن میں رہی یہاں تک کہ حضرت حق تعالیٰ نے اس ... سے مشرف فرمایا۔ اس طرح پر کہ ایک دن ایک بلیہ کے دفع کرنے کے در پے ہوا جو ایک ... کے حق میں مقرر ہو چکی تھی اس وقت بڑی التجا، عاجزی اور نیاز و خشوع کی تو کشف و الہام ... معلوم ہوا کہ لوح محفوظ میں اس امر کی قضا کسی امر کے ساتھ معلق اور کسی شرط پر مشروط نہیں ہے ... بات سے ایک طرح کی یاس و ناامیدی حاصل ہوئی اور حضرت سید محی الدین قدس سرہٗ کی بات ... ئی دوبارہ پھر ملتجی اور متضرع ہوا اور بڑی عجز و نیاز سے متوجہ ہوا۔ تب محض فضل و کرم سے اس فقیر ... ظاہر کیا گیا کہ قضائے معلق بھی دو طرح پر ہے ایک وہ جس کا معلق ہونا لوح محفوظ پر ظاہر کر دیا گیا ... اور فرشتوں کو اس کی اطلاع دے دی ہے اور دوسری وہ قضا کہ جس کا معلق ہونا صرف خدائے ... لیٰ ہی کے پاس ہے اور بس۔ اور لوحِ محفوظ میں وہ قضائے مبرم کی صورت رکھتی ہے۔ اور ... ئے معلق کی اس دوسری قسم میں پہلی قسم کی طرح تبدیلی کا احتمال ہے یہاں سے معلوم ہوا کہ ... رت سید قدس سرہٗ کی بات بھی اسی اخیر قسم سے ہے جو قضائے مبرم کی صورت رکھتی ہے نہ کہ اس ... پر جو حقیقت میں مبرم ہے۔ کیونکہ اس میں تصرف و تبدل عقلی اور شرعی طور پر محال ہے جیسا کہ یہ ... ت پوشیدہ نہیں ہے اور حق یہ ہے کہ جب کسی کو اس قضا کی حقیقت پر اطلاع ہی بہت کم ہے تو پھر ... میں کوئی تصرف کیسے کر سکتا ہے؟ اور اس آفت و مصیبت کو جو اس دوست پر پڑی تھی اس قسم اخیر ... پایا اور معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ نے اس بلیہ کو اس فقیر کی دعا سے دفع فرما دیا ہے۔

...م آخرت پر ایمان

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ یوم آخرت اور بعد الموت

Marfat.com

زندگی پر تحریر فرماتے ہوئے مکتوب نمبر ۶۷ دفتر دوم میں کہتے ہیں:

جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخرت کے احوال کی نسبت خبر دی ہے سب حق اور سچ یعنی قبر کا عذاب اور اس کی تنگی، منکر نکیر کا سوال، جہان کا فنا ہونا، آسمانوں کا پھٹ جانا، ستاروں پراگندہ ہونا، زمین و آسمان اور پہاڑوں کا ریزہ ریزہ ہونا، اور مرنے کے بعد زندہ ہو کر اٹھنا، روح کا جسم میں واپس ڈالنا، قیامت کا زلزلہ اور خوف، عملوں کے حساب کے وقت اعمال پر اعضا کی شہادت، نیک و بد اعمال کا دائیں بائیں ہاتھ میں اڑ کر آنا، اور برے و بھلے اعمال کے تولنے کے لئے میزان کا رکھنا اور اس کے ذریعہ برائیوں اور بھلائیوں کی کمی بیشی معلوم کرنا اگر نیکیوں کا پلہ بھاری ہوا تو نجات کی علامت ہے اور اگر ہلکا ہوا تو خسارہ کا نشان ہے، اس میزان کا ہلکا اور بھاری ہونا، دنیا کی میزان کے بھاری و ہلکا ہونے کے برخلاف ہے وہاں جو پلہ اوپر کو جائے گا وہ بھاری ہوگا اور جو پلہ نیچے ہوگا خفیف اور ہلکا ہوگا یہ سب کچھ سچ اور راست ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی شفاعت حق ہے، پل صراط حق ہے، بہشت جو کہ مومنوں کے آرام کے لئے ہے اور دوزخ جو کہ کافروں کے عذاب کے لئے تیار کیا گیا ہے دونوں مخلوق خدا ہیں اور ہمیشہ باقی رہیں گے، فانی نہ ہوں گے مومن گنہگاروں کو گناہوں کے موافق عذاب دیکر دوزخ سے نکال لیں گے۔ اگر ذرہ بھر بھی ایمان دل میں ہوگا تو اس کی برکت سے دوزخ سے نکال لیں گے۔ مومنوں کا حق تعالیٰ کو بہشت میں بے جہت و بے مقابلہ و بے کیفیت و بے احاطہ دیکھنا حق ہے۔ آخرت کی اس رویت پر ہمارا ایمان ہے اور اس کی کیفیت ہم نہیں جانتے، کیونکہ حق تعالیٰ کی رویت بیچون ہے اور اس جہان میں اس کی حقیقت ارباب چون پر ظاہر نہیں ہوتی۔ اس پر ایمان لانے کے سوا ان کے نصیب اور کچھ نہیں۔

نیز آپ رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نمبر ۴۴ دفتر سوم میں تحریر کرتے ہیں آخرت میں دیدار باری تعالیٰ، عذاب قبر و سوال منکر نکیر و پل صراط و میزان وغیرہ سب حق ہیں۔

علمائے اہلسنت والجماعت تمام احکام شرعیہ کا اثبات کرتے ہیں خواہ ان احکام کی عقلی دلیل معلوم ہو یا نہ ہو، ان کی کیفیت معلوم نہ ہونے کے باعث ان احکام کی نفی نہیں کرتے مثلاً عذاب قبر و سوال منکر نکیر و پل صراط اور اعمال کا وزن کیا جانا وغیرہ جن کے ادراک سے ہماری ناقص

Marfat.com

س عاجز ہیں ان بزرگوں نے کتاب وسنت کو اپنا مقتدا اور پیشوا بنایا ہے اور اپنی عقلوں کو اس تابع کردیا ہے اگر وہ ادراک کر سکتے ہیں تو بہتر ہے ورنہ احکام شرعیہ کو بے چون وچرا قبول کر ہیں اور اپنے عدم ادراک کو اپنے قصور فہم پر محمول کرتے ہیں دوسروں کی طرح یہ نہیں کرتے کہ جھ ان کی عقلیں قبول کرلیں اور پاسکیں اس کو وہ قبول کرلیں اور ان کی عقلیں جس کا ادراک نہ سکیں اس کو قبول نہ کریں شاید یہ لوگ نہیں جانتے کہ انبیاء علیہم السلام کی بعثت اسی لئے ہوئی ہے اللہ تعالیٰ بیچون وبیچگون کے بعض پسندیدہ مطالب کے سمجھنے سے عقلیں قاصر ہیں عقل ہر چند ت ہے، لیکن حجت کاملہ نہیں ہے۔ حجت کاملہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے پوری ہوئی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا [سورۃ بنی اسرائیل:۱۵]

یعنی ”جب تک ہم رسول نہ بھیج لیں کسی کو عذاب نہیں دیتے“۔

شب معراج میں روایت باری کا حکم

حضرت قیوم زماں قدس سرہٗ شب معراج میں رؤیت باری تعالیٰ کے متعلق مکتوب نمبر ۲۸۳ دفتر اول میں ارشاد فرماتے ہیں:

شب معراج میں آنحضرت ﷺ کو رؤیت باری تعالیٰ دنیا میں واقع نہیں ہوئی ہے بلکہ آخرت میں واقع ہوئی ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ اس رات جب مکان وزمان کے دائرہ سے باہر ہو گئے اور تنگی مکان سے نکل گئے تو ازل وابد کو آن واحد پایا اور ابتدا وانتہا کو ایک نقطہ میں متحد دیکھا، اہل بہشت کو جو کہ کئی ہزار سال کے بعد بہشت میں جائیں گے بہشت میں دیکھ لیا، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو جو کہ فقرائے صحابہ رضی اللہ عنہم سے پانسو سال کے بعد بہشت میں جائیں گے دیکھا کہ اس مدت کے گذرنے کے بعد بہشت میں آگئے ہیں اور آنحضرت ﷺ نے ان سے اس توقف کی وجہ پوچھی۔ پس وہ رویت جو اس مقام میں واقع ہوئی وہ آخرت کی رویت ہے اور اس اجماع کے منافی نہیں ہے جو دنیا میں رویت کے عدم وقوع پر ہوا ہے اور اس کو رویت دنیوی کہنا مجاز کے طور پر ہے اور ظاہر پر مبنی ہے واللہ سبحانہ اعلم بحقائق الامور کلھا۔

Marfat.com

بہشت میں رویت باری تعالیٰ کے متعلق حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا مکشوف

نیز اپنے مکشوف جو مکتوب نمبر ۱۰۰ دفتر سوم میں ہے، فرماتے ہیں:

جاننا چاہئے کہ اس فقیر کا مکشوف یہ ہے کہ بہشت میں ہر ایک بہشتی شخص کی رویت اس اسم الٰہی جل شانہٗ کے اندازہ کے موافق ہوگی جو اس شخص کا مبداء تعین و تشخص ہے اور جو درختوں، نہروں اور حور و غلمان کے لباس میں ظاہر ہوا ہے اس طرح پر کہ کچھ مدت کے بعد حق تعالیٰ جل شانہٗ کے کرم سے یہ درخت و نہریں وغیرہ جو اس اسم مقدس کے مظاہر ہیں کچھ عرصہ کے لئے عینک کا حکم پیدا کرلیں گے اور اس شخص کے لیے بے کیف رویت کی دولت کا وسیلہ ہو جائیں گے اور پھر اپنی اصلی حالت پر آجائیں گے اور اس کو اپنے ساتھ مشغول رکھیں گے اور اسی طرح ابدالآباد تک ہوتا رہے گا۔

تجلی ذاتی برق کی طرح جس کو صوفیہ نے اس جہان میں ثابت کیا ہے حضرت ذات تعالیٰ شانہٗ کی تجلی اس دولت کے سعادت مندوں کے لئے ہمیشہ اسماء وصفات کے پردہ میں ہوتی رہتی ہے لیکن کچھ مدت کے بعد تھوڑی دیر کے لئے ان اسماء وصفات کا حجاب دور ہو جاتا ہے اور حضرت ذات تعالیٰ وتقدس اسماء وصفات کے پردہ کے بغیر جلوہ گر ہوتی ہے اور چونکہ وہ اسم الٰہی جل شانہٗ حضرت ذات حق تعالیٰ کے اجزا اور ٹکڑے ہونے کا وہم نہ کرے کیونکہ ذات جل شانہٗ بتمامہ وہ اعتبار ہے نہ یہ کہ ذات کا بعض حصہ تو وہ اعتبار ہے اور بعض حصہ کوئی دوسرا اعتبار ہے کیونکہ یہ نقص اور حادث ہونے کی علامت ہے۔ تعالیٰ اللہ سبحانہ عن ذٰلک (اللہ تعالیٰ ان باتوں سے پاک و برتر ہے) صوفیہ نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات بتمامہ علم اور تمام کی تمام قدرت اور کلی طور پر ارادہ ہے اور اگرچہ ہر ایک اعتبار بتمامہ ذات ہے لیکن مرئی (نظر آنے والا) وہی اعتبار ہے نہ کہ دوسرے اعتبارات لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ [سورۃ الانعام:۱۰۳] یعنی ''آنکھیں اس کا ادراک نہیں کرسکتیں'' کا راز اسی جگہ تلاش کرنا چاہئے۔

نفلی عبادت کا ایصال ثواب کرنا بہتر ہے

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اپنے مکتوب نمبر ۷ دفتر دوم میں ایصال

Marfat.com

اموات کو کرنے کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

نیز آپ نے دریافت کیا تھا کہ کلام اللہ ختم کرنا اور نماز نفل پڑھنا اور تسبیح و تہلیل کرنا اور ثواب ماں باپ، استاد یا بھائیوں کو بخشنا بہتر ہے یا کسی کو نہ بخشنا بہتر ہے؟ واضح ہو کہ بخشنا ہے کیونکہ اس میں اپنا بھی نفع ہے اور غیر کا بھی اور عجب نہیں کہ اس عمل کو دوسروں کے طفیل قبول ں اور نہ بخشنے میں اپنا ہی نفع ہے، والسلام۔

اح موتی کو صدقہ کرنے کی کیفیت

آپ رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نمبر ۲۸ دفتر سوم میں مزید فرماتے ہیں:

الحمد لله و سلام علیٰ عباده الذین اصطفیٰ۔ ایک دن خیال آیا کہ ے قریبی رشتہ دار مُردوں میں سے بعض کو روحانیت کے لئے صدقہ کیا جائے اسی اثناء میں ظاہر کہ اس نیت سے اس میت مرحوم کو خوشی حاصل ہوئی اور خوش وخرم نظر آئی جب اس صدقہ کے نے کا وقت آیا تو پہلے حضرت رسالت خاتمیت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روحانیت کے لئے صدقہ کی نیت کی نا کہ عادت تھی بعد ازاں اس میت کی روحانیت کی نیت کر کے دے دیا اس وقت اس میت میں شی اور اندوہ محسوس ہوا اور کلفت و کدورت ظاہر ہوئی اس حال سے بہت متعجب ہوا اور ناخوشی و ت کی کوئی وجہ ظاہر نہ ہوئی حالانکہ محسوس ہوا کہ اس صدقہ سے بہت برکتیں اس میت کو پہنچی ہیں ی اس میت میں خوشی اور سرور ظاہر نہیں ہوا۔

اسی طرح ایک دن کچھ نقدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نذر کی اور اس نذر میں تمام انبیاء ام علیہم السلام کو بھی داخل کیا اور ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طفیلی بنایا اس امر میں آنحضرت لم کی رضامندی معلوم نہ ہوئی۔ اسی طرح بعض اوقات جو میں درود بھیجتا تھا اگر اسی دفعہ میں م انبیاء علیہم السلام پر بھی درود بھیجتا تو اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی ظاہر نہ ہوتی تھی۔ حالانکہ وم ہو چکا ہے اگر ایک کی روحانیت کے لئے صدقہ کر کے تمام مومنوں کو شریک کر لیں تو سب کو جاتا ہے اور اس شخص کے اجر سے کہ جس کی نیت سے دیا جاتا ہے کچھ کم نہیں ہوتا، ان ربك سع المغفرة (بیشک تیرا رب بڑی بخشش والا ہے) مدت تک یہ اشکال دل میں کھٹکتا رہا کہ

Marfat.com

اس صورت میں ناخوشی و ناراضگی کی وجہ کیا ہے؟ آخر کار اللہ تعالیٰ کے فضل سے ظاہر ہوا کہ
وکلفت کی وجہ یہ ہے کہ اگر صدقہ شرکت کے بغیر مردہ کے نام پر دیا جائے تو وہ مردہ اپنی طرف
اس صدقہ کو تحفہ اور ہدیہ کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے جائے گا اور اس
وسیلے سے برکات و فیوض حاصل کرے گا اور اگر صدقہ دینے والا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
کریگا تو میت کو کیا نفع ہوگا شرکت کی صورت میں اگر صدقہ قبول ہو جائے تو میت کو صرف
صدقہ کا ثواب ملے گا اور عدم شرکت کی صورت میں اگر صدقہ قبول ہو جائے تو اس صدقہ کا ثواب
بھی ملے گا اور اس صدقہ کے تحفہ اور ہدیہ کرنے کے فیوض و برکات بھی حبیب رب العالمین علیہ السلام
کے پاس سے پائے گا اسی طرح ہر اس شخص کے لیے کہ جس کو شریک کریں یہی نسبت کار فرما ہے
کہ شرکت میں ایک درجہ ثواب ہے اور عدم شرکت میں دو درجہ۔ کیونکہ اس کو میت اپنی طرف سے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو ہدیہ و تحفہ کوئی شخص کسی
بزرگ کی خدمت میں لے جائے تو اس تحفہ کا بغیر کسی کی شراکت کے اگر چہ طفیلی ہو خود پیش کرنا
بہتر ہے یا شرکت کے ساتھ؟ کچھ شک نہیں کہ شرکت کے بغیر بہتر ہے اور وہ بزرگ اپنے بھائیوں
کو اپنے پاس سے دے تو یہ اس بات سے بہتر ہے کہ یہ شخص بے فائدہ دوسروں کو داخل کرے
اور آل و اصحاب جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عیال کی طرح ہیں ان کو جو طفیلی بنا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے ہدیہ میں داخل کیا جاتا ہے پسندیدہ اور مقبول نظر آتا ہے۔ ہاں عادت جاریہ یہ ہے کہ ہدیات
مروجہ ہے اگر کسی بزرگ کے ساتھ اس کی ہمسروں کو شریک کریں تو ادب اور اس کی رضا مندی
سے دور معلوم ہوتا ہے اور اگر اس کے خادموں کو اس کا طفیلی بنا کر ہدیہ بھیجیں تو وہ پسند کرتا ہے
کیونکہ خادموں کی عزت ہے۔ اسی کی عزت پس معلوم ہوا کہ زیادہ تر اموات کی رضا مندی
صدقہ کے افراد میں ہے صدقہ کے اشتراک میں نہیں۔ لیکن چاہئے کہ جب میت کے لیے صدقہ
کی نیت کریں تو اول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقوق سب سے بڑھ کر ہیں اور اس صورت میں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل اس صدقہ کے قبول ہونے کا بھی احتمال ہے یہ فقیر مردوں کے بعض
صدقات میں جب نیت کے درست کرنے میں اپنے آپ کو عاجز پاتا ہے تو اس سے بہتر علاج
کوئی نہیں جانتا کہ اس صدقہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیت پر مقرر کرے اور اس کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

...لی بنائے امید ہے کہ آنحضرت ﷺ کے وسیلے کی برکت سے قبول ہو جائے گا۔ علماء نے ...یا ہے کہ آنحضرت ﷺ کا درود شریف اگر ریا و سمعہ سے ادا کیا جائے تب بھی آنحضرت ...ﷺ تک پہنچ جاتا ہے اگرچہ اس کا ثواب درود بھیجنے والے کو نہ ملے کیونکہ اعمال کا ثواب نیت ...ے درست کرنے پر موقوف ہے اور آنحضرت ﷺ کے قبول کے لئے جو کہ مقبول و محبوب ...ں بہانہ ہی کافی ہے۔

فضیلت حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے اپنے مکتوبات شریفہ میں عظمت و فضیلت صحابہ رضی اللہ عنہم کو بہت ہی خوبصورت انداز میں بیان کیا ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم کا پرچم اُس وقت بلند کیا تھا جب اکبر بادشاہ اور جہانگیر بادشاہ شیعہ اِزم میں گم ہو چکے تھے۔ اہلِ تشیع کی کوشش تھی حکومت وقت کا مذہب ہی شیعہ ازم قرار پا جائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے احسان فرمایا اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے ذریعے ملک ہندوستان کو بچالیا۔ چند مکتوب دیئے جاتے ہیں۔

فضیلت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

آپ رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نمبر ۲۵۱ دفتر اول میں فرماتے ہیں۔

جاننا چاہئے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب رضی اللہ عنہم سب کے سب بزرگ ہیں اور سب کا ذکر احترام سے کرنا چاہئے۔ خطیب نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے:

ان اللّٰہ اختارنی واختارلی اصحاباواختارلی منھم اصھاراوانصارافمن حفظنی فیھم حفظہ اللّٰہ ومن اذانی فیھم اذاہ اللّٰہ۔

یعنی ''اللہ تعالیٰ نے مجھے پسند فرمایا اور میرے اصحاب رضی اللہ عنہم کو پسند فرمایا اور ان میں سے بعض کو میرے لئے قرابت دار اور مددگار پسند فرمایا پس جس شخص نے ان کے بارے میں مجھے محفوظ رکھا اس کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ

Marfat.com

رکھا اور جس نے ان کے حق میں مجھے ایذا دی اس کو اللہ نے ایذا دی"۔

اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من سبَّ اصحابی فعلیه لعنة الله والملئكة والناس اجمعین

یعنی "جس نے میرے اصحاب رضی اللہ عنہم کو گالی دی اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت ہے"۔

اور ابن عدی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان شرار امتی اجرء هم علی اصحابی

یعنی "میری امت میں سے برے وہ لوگ ہیں جو میرے اصحاب پر دلیر ہیں"۔

اور ان لڑائی جھگڑوں کو جو ان کے درمیان واقع ہوئے ہیں نیک وجہ پر محمول کرنا چاہیے اور ہوا و تعصب سے دور سمجھنا چاہیے کیونکہ وہ مخالفتیں تاویل و اجتہاد پر مبنی تھیں، نہ کہ ہوا و ہوس پر، یہی اہل سنت کا مذہب ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نمبر ۶۷ دفتر دوم میں فرماتے ہیں:

حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:

ایاکم وما شجر بین اصحابی۔

یعنی "جو اختلاف میرے اصحاب رضی اللہ عنہم کے درمیان ہوا ہے تم اس سے بچو"۔

پس پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام اصحاب کو بزرگ جاننا چاہیے اور سب کو نیکی سے یاد کرنا چاہیے اور ان میں سے کسی کے حق میں بدگمان نہ ہونا چاہیے اور ان کے لڑائی جھگڑوں کو دوسروں کی صلح سے بہتر جاننا چاہیے۔ فلاح و نجات کا طریق یہی ہے۔ کیونکہ اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کی دوستی پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دوستی کے باعث ہے۔ کسی بزرگ کا مقولہ ہے" ما امن برسول الله من لم یؤقر اصحابه "یعنی "جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم کی عزت نہ کی اس

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان ہی نہیں ہے۔"

ترتیب خلافت اور ترتیب مراتب

نیز اسی مکتوب میں فرماتے ہیں:

حضرت خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد امام برحق اور خلیفہ مطلق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کے بعد حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں ان کی افضلیت ان کی خلافت کی ترتیب کے لحاظ سے ہے۔ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کی افضلیت صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمۃ اللہ علیہم کے اجماع سے ثابت ہو چکی ہے چنانچہ اس کو ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم کی ایک بڑی جماعت نے نقل کیا ہے۔ جن میں سے ایک امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ شیخ ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ جو اہلِ سنت کے سردار و امام ہیں، فرماتے ہیں: کہ شیخین کی افضلیت باقی امت پر قطعی ہے۔ سوائے جاہل یا متعصب شخص کے اس کا کوئی انکار نہیں کرتا۔ حضرت امیر علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جو کوئی مجھے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دے وہ مفتری ہے میں اس کو اسی طرح کوڑے لگاؤں گا جس طرح مفتری کو لگائے جاتے ہیں۔ حضرت عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں اور ایک حدیث نقل کرتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے ہاں عروج واقع ہوا میں نے پروردگار سے سوال کیا کہ میرے بعد میرا خلیفہ علی (رضی اللہ عنہ) ہو فرشتوں نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! جو کچھ خدائے تعالیٰ چاہے گا وہی ہوگا تیرے بعد خلیفہ ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) ہے۔ نیز حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ غنیۃ میں فرماتے ہیں کہ حضرت امیر علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا سے باہر تشریف نہیں لے گئے جب تک میرے ساتھ یہ عہد نہیں کرلیا کہ میرے بعد ابوبکر خلیفہ ہوں گے اس کے بعد عمر اس کے بعد عثمان اور اس کے بعد تو خلیفہ ہوگا رضی اللہ عنہم۔"

افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نمبر ۵۹ دفتر اول میں فضیلت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ان میں سب سے افضل صدیق

Marfat.com

اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات سے بہت ہی زیادہ واقف فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد لوگ بہت بیقرار ہو گئے پس ان کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بہتر کوئی شخص آسمان کے نیچے نہیں ملا پس انہوں نے ان کو اپنا والی بنا لیا۔ یہ قول اس بات پر صریح دلالت ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے افضل ہونے پر متفق ہیں اور ان کے افضل ہونے پر یہ اجماع صدر اوّل میں ہوا اور یہ اجماع قطعی ہے جس کے انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

منازعات واختلافات صحابہ رضی اللہ عنہم اجتہاد پر مبنی ہیں

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اختلاف ومنازعات پر مکتوب نمبر ۲۵۱ دفتر اوّل میں تحریر فرماتے ہیں:

ان لڑائی جھگڑوں کو جو ان کے درمیان واقع ہوئے ہیں نیک وجہ پر محمول کرنا چاہیے اور ہوا و تعصب سے دور سمجھنا چاہیے کیونکہ وہ مخالفتیں تاویل واجتہاد پر مبنی تھیں نہ کہ ہوا و ہوس پر۔ یہی اہل سنت کا مذہب ہے۔ لیکن جاننا چاہیے کہ حضرت امیر کرم اللہ وجہہ کے ساتھ لڑائی کرنے والے خطا پر تھے اور حق حضرت امیر رضی اللہ عنہ کی طرف تھا۔ لیکن چونکہ یہ خطا خطائے اجتہادی کی طرح ہے اس لئے ملامت سے دُور ہے اور اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں ہے۔ جیسا کہ شارح مواقف آمدی سے نقل کرتا ہے کہ جمل وصفین کے واقعات اجتہاد سے ہوئے ہیں اور شیخ ابوشکور سلمی نے تمہید میں تصریح کی ہے کہ اہلسنت والجماعت اس بات پر متفق ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مع ان تمام اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کے جو ان کے ساتھ تھے سب خطا پر تھے۔ لیکن ان کی خطا اجتہادی تھی اور شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے صواعق میں کہا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے درمیان جھگڑے اجتہاد کی رو سے ہوئے ہیں اور اس قول کو اہل سنت کے معتقدات سے فرمایا ہے۔

حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ امام عادل تھے

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ مکتوب نمبر ۲۵۱ دفتر اول، مکتوب نمبر ۲۰۷ دفتر اول اور مکتوب نمبر ۲۵۱ دفتر اول میں مناقب حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

Marfat.com

کرتے ہوئے خوبصورت انداز میں تحریر کرتے ہیں:

اور یہ جو بعض فقہا کی عبارتوں میں حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں جور کا لفظ ہوا ہے اور کہا ہے کہ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جور کرنیوالا امام تھا تو اس جور سے مراد یہ ہے کہ حضرت امیر علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خلافت کے حقدار نہیں تھے نہ کہ وہ جور جس کا انجام فسق وضلالت ہے۔ یہ توجیہ اس لئے ہے تا کہ اہل سنت کے اقوال کے موافق ہو جائے اس کے باوجود استقامت والے لوگ ایسے الفاظ استعمال کرنے سے پرہیز کرتے ہیں جن سے مقصود کے برخلاف وہم پیدا ہوتا ہو اور خطا سے زیادہ کہنا پسند نہیں کرتے اور حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جور کرنے والے کیسے ہو سکتے ہیں جبکہ صحیح طور پر تحقیق ہو چکا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حقوق اور مسلمانوں کے حقوق میں امام عادل تھے جیسا کہ صواعق میں ہے۔"

حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت

ہاں بدنوں کے قرب کو دلوں کے قرب میں بڑی تاثیر ہے۔ یہی وجہ کہ کوئی ولی صحابہ رضی اللہ عنہم کے مرتبہ کو نہیں پہنچتا۔ خواجہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ اس قدر بلند مرتبہ ہونے کے باوجود چونکہ حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں حاضر نہیں ہوئے کسی ادنیٰ صحابی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکے کسی شخص نے عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ افضل ہیں یا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ "وہ غبار جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہوتے ہوئے حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی ناک میں داخل ہوا وہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے کئی درجے بہتر ہے۔"

حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا

احادیث نبوی میں ثقہ اور معتبر سندوں سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا کی ہے اور فرمایا ہے کہ "یا اللہ! اسے کتاب وحساب سکھا اور عذاب سے بچا۔" اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے یہ دعا فرمائی: "یا اللہ! تو اس کو ہادی ومہدی (ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ) بنا" اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا

Marfat.com

مقبول ہے۔"

فضائل ومناقب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ مکتوب نمبر ۳۶ دفتر دوم میں اماں جی حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بنت صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان کرتے ہیں۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جو حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبوبہ تھیں اور لب گور تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منظور نظر اور مقبول خاطر رہی ہیں اور مرض موت کا زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہی کے حجرۂ مبارکہ میں بسر فرمایا ہے اور انہی کی گود میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جان شیریں جان آفرین کے سپرد کی اور انہی کے حجرۂ مقدسہ میں مدفون ہوئے ہیں۔ اس شرف وفضیلت کے علاوہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مجتہدہ بھی تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نصف دین ان کے حوالہ فرمادیا تھا اور اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین احکام کی مشکلات میں ان کی طرف رجوع کیا کرتے تھے اور انہی سے پیچیدہ ومشکل مسائل کا حل طلب کیا کرتے تھے۔ اس قسم کی صدیقہ ومجتہدہ کو حضرت امیر علی رضی اللہ عنہ کی مخالفت کے باعث مطعون کرنا اور ناشائستہ چیزوں کو ان کی طرف منسوب کرنا نہایت نامناسب حرکت ہے اور پیغمبر پر ایمان لانے کے خلاف ہے۔ حضرت امیر رضی اللہ عنہ اگر پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے داماد اور ان کے چچا کے بیٹے ہیں تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ مطہرہ اور آپ کی محبوبہ ومقبولہ ہیں۔"

خطبہ میں خلفائے راشدین کا ذکر اہل سنت کا شعار ہے

آپ رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نمبر ۱۵ دفتر دوم میں خطبہ میں خلفائے راشدین کا ذکر کرنا اہل سنت والجماعت کے نزدیک لازم جانتے ہیں:

شہر سامانہ کے خدام ذی احترام سادات عظام اور قاضیوں اور معزز حضرات کو تکلیف دینے کا باعث یہ ہے کہ سنا گیا ہے اس جگہ کے خطیب نے عید قربان (عید الاضحیٰ) کے خطبہ میں خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ذکر کو ترک کردیا ہے اور ان کے مبارک ناموں کو نہیں پڑھا ہے اور یہ بھی سنا گیا ہے کہ جب لوگوں نے اس سے اس بارے میں تعرض کیا تو بجائے اس کے کہ اپنے سہو ونسیان کا عذر کرتا

Marfat.com

سے پیش آیا اور یہ کہا کہ اگر خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے ناموں کا ذکر نہیں ہوا تو کیا ہوا اور یہ بھی ہے کہ اس جگہ کے رئیسوں اور معزز لوگوں نے اس بارے میں بہت سستی اختیار کی ہے اور اس خطیب کے ساتھ سختی و درشتی سے پیش نہیں آئے، ہائے افسوس صد افسوس!

خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا ذکر اگر چہ خطبہ کی شرائط میں سے نہیں ہے لیکن اہل سنت شکر اللہ تعالیٰ سعیہم کے شعائر میں سے ہے۔ سوائے اس شخص کے جس کا دل بیمار اور باطن پلید ہو اور کوئی عناد اور بغض و دشمنی سے ترک نہیں کیا۔ مگر حدیث: ''من تشبہ بقوم فھو منھم'' ''جس نے کسی قوم کی مشابہت کی وہ انہی میں سے ہے'' کا کیا جواب دے گا اور حدیث ''اتقوا من مواضع التھم'' ''تہمت کے مواقع سے بچو'' کے موافق تہمت کے مواقع سے کس طرح چھٹکارا پائے گا۔ اگر اس کو شیخین حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی تقدیم و تفضیل میں توقف ہے تو وہ اہل سنت کے طریقہ سے روگردانی کرنے والا ہے اور اگر حضرات ختنین حضرت عثمان و حضرت علی رضی اللہ عنہم کی محبت میں تردّد ہے تب بھی وہ اہل حق سے خارج ہے۔ عجب نہیں کہ اس بے حقیقت (خطیب) نے جو کشمیر کی طرف منسوب ہے اس خباثت و پلیدی کو کشمیر کے بدعتیوں یعنی رافضیوں سے حاصل کیا ہو۔ اس کو سمجھانا چاہئے کہ حضرات شیخین کی افضلیت صحابہ و تابعین کے اجماع سے ثابت ہو چکی ہے۔ چنانچہ اس کو ائمہ کرام کی ایک جماعت نے نقل کیا ہے جس میں ایک امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں شیخ امام ابو الحسن اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت باقی امت پر قطعی اور یقینی ہے۔ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان کے دور خلافت و زمانہ مملکت میں ان کے متبعین کے جم غفیر کے درمیان تواتر سے ثابت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ تمام امت سے افضل ہیں......الخ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اپنے مکتوبات گرامی میں جمیع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعظیم و توقیر اور فضیلت و عظمت کا ذکر نہایت واضح اور پرزور الفاظ میں کرتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں اہلسنت والجماعت کے عقائد کی پوری طرح تائید و تقویت فرماتے ہیں۔ ان کے مخالفین و معاندین کے طعن و تشنیع اور اعتراضات کا نہایت شد و مد سے دفاع فرماتے ہیں۔ ان کے درمیان لڑائی جھگڑوں کو نیک وجہ پر محمول کرنے اور ان کی آپس کی مخالفتوں کے

Marfat.com

اختلافات میں جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خطا پر کہا ہے ان کی خطا کو خطائے اجتہادی کی طرح دیتے ہیں۔ خطائے اجتہادی کے علاوہ جس پر شرع شریف میں ایک درجہ ثواب کا ملنا مقرر ہے کی شان میں کسی اور لفظ کے استعمال کو جائز قرار نہیں دیتے اور مخطی مصیب کی طرح ملامت سے بلکہ درجات ثواب میں سے ایک درجہ ثواب کا امیدوار قرار دیتے ہیں جو جمہور اہلسنت والجماعت کا مذہب ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نمبر ۲۵۱ دفتر اول میں ارشاد فرماتے ہیں:

اے بھائی! اس امر میں سلامتی کا راستہ یہ ہے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے لڑائی جھگڑوں کے ذکر سے خاموشی اختیار کریں اور ان کے تنازعات کو یاد نہ کریں۔ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:

ایاکم وما شجر بین اصحابی

یعنی ''میرے اصحاب رضی اللہ عنہم کے درمیان جو جھگڑے ہوں ان سے اپنے آپ کو بچاؤ۔''

نیز حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوھم غرضا''

یعنی ''میرے اصحاب (رضی اللہ عنہم) کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو ان کو اپنے تیر کا نشانہ نہ بناؤ۔''

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے اور یہ مقولہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے بھی منقول ہے:

''تلک دماءٌ طھر اللہ عنھا ایدینا فلنطھر عنھا السنتنا''

یعنی ''یہ وہ خون ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاتھوں کو بچایا ہے پس ہم کو چاہئے کہ اپنی زبانوں کو بھی ان سے پاک رکھیں۔''

اس عبارت سے مفہوم ہوتا ہے کہ ان کی خطا کو بھی زبان پر نہیں لانا چاہئے اور ان کو ذکر خیر سے ہی یاد کرنا چاہئے۔ چند سطروں کے بعد تحریر فرماتے ہیں: ''جاننا چاہئے کہ اس زمانہ میں

Marfat.com

...اکثر لوگوں نے امامت کی بحث کو سامنے رکھ کر ہمیشہ خلافت کی بحث اور اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کی ...لفت کے متعلق گفتگو کرنا اپنا نصب العین بنالیا ہے اور جاہل اہل تاریخ سرکش بدعتیوں کی تقلید ...رتے ہوئے اکثر اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کو نیکی و بھلائی سے یاد نہیں کرتے اور نامناسب اُمور اِن ...ضرات کی جناب کی طرف منسوب کرتے ہیں اس لیے ضروری سمجھتے ہوئے جو کچھ معلوم تھا اس ...س سے تھوڑا سا تحریر کر کے دوستوں کی طرف بھیجا گیا ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب فتنے یا یہ فرمایا کہ بدعتیں ظاہر ہو جائیں اور ...یرے اصحاب کو گالیاں دی جائیں تو عالم کو چاہئے کہ اپنے علم کو ظاہر کرے۔ پس جس نے ایسا نہ کیا اس پر اللہ اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا کوئی فرض و نفل قبول نہیں کرے گا لیکن اللہ تعالیٰ کی حمد و احسان ہے کہ سلطان وقت اپنے آپ کو حنفی مذہب قرار دیتا ہے اور اہلسنت والجماعت میں سے جانتا ہے۔ ورنہ مسلمانوں پر کام بہت تنگ ہو جاتا اس بڑی نعمت کا شکر ادا کرنا چاہئے۔"

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درجات قرب:

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ مکتوب نمبر ۳۲ دفتر اول میں حضرت سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کے درجات قرب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اور ایک مقام ایسا ہے کہ جذبہ وسلوک کی دونوں جہتوں سے جدا ہے۔ نہ جذبہ کو اس سے کوئی علاقہ ہے اور نہ سلوک کو اس سے کوئی تعلق۔ یہ مقام نہایت عجیب ہے۔ آں سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب اس مقام کے ساتھ ممتاز ہیں اور اس دولت عظمیٰ سے مشرف ہیں اس مقام کے لئے دوسرے مقامات والوں سے کامل امتیاز ہے اور ایک دوسرے کے ساتھ بہت کم مشابہت رکھتے ہیں۔ بخلاف دوسرے مقامات والوں کے کہ ایک دوسرے کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں اگرچہ وہ مشابہت ایک وجہ سے ہو، اور دوسری وجہ سے نہ ہو یہ نسبت اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کے بعد حضرت مہدی موعود علیہ السلام

Marfat.com

میں ان شاء اللہ تعالیٰ پورے طور پر ظہور پائے گی۔"

مزید تفصیل کے لئے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے مکتوبات گرامی اور دیگر تصانیف کا مطالعہ فرمائیں۔

اہل بیت کی محبت اہل سنت کے ایمان کا جزو ہے

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ مکتوب نمبر ۳۶ دفتر دوم میں محبت اہل بیت کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

اب ہم اصل بات بیان کرتے اور کہتے ہیں کہ اہل بیت کی محبت کا نہ ہونا اہل سنت کے حق میں کس طرح گمان کیا جاسکتا ہے جبکہ یہ محبت ان بزرگواروں کے نزدیک ایمان کا جزو ہے اور خاتمہ کی سلامتی اس محبت کے راسخ ہونے پر وابستہ ہے۔ اس فقیر کے والد بزرگوار جو کہ ظاہری و باطنی علوم کے عالم تھے۔ اکثر اوقات اہل بیت کی محبت کے لئے ترغیب فرمایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اس محبت کو خاتمہ کی سلامتی میں بڑا دخل ہے اس کی بڑی رعایت کرنی چاہئے ان کے مرض الموت میں یہ فقیر حاضر تھا جب ان کا معاملہ انجام کو پہنچا اور اس جہان کا شعور کم ہو گیا تو اس وقت فقیر نے ان کی بات محبت اہل بیت کو انہیں یاد دلایا اور اس محبت کے بارے میں ان سے دریافت کیا تو اس بیخودی کے عالم میں انہوں نے فرمایا کہ میں اہل بیت کی محبت میں غرق ہوں۔ اس وقت میں اللہ تعالیٰ کا شکر بجالایا اہل بیت کی محبت اہل سنت والجماعت کا سرمایہ ہے مخالف لوگ اس حقیقت سے بے خبر ہیں اور ان کی محبت متوسط سے جاہل ہیں۔ مخالفوں نے اپنی افراط کی جانب کو اختیار کیا ہے اور افراط و تفریط کے درمیان حد وسط ہے جو حق کا مرکز اور صدق کا موطن ہے جو اہلسنت والجماعت شکر اللہ سعیھم کو نصیب ہوا ہے۔

حضرت بی بی فاطمہ بتول رضی اللہ عنہا و حضرات حسنین رضی اللہ عنہم کی فضیلت

مکتوب نمبر ۶۷ دفتر دوم میں حضرت بی بی فاطمہ بتول رضی اللہ عنہا و حضرات حسنین رضی اللہ عنہم کے مناقب و فضیلت بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں۔ علمائے اہل سنت

Marfat.com

ت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو علم واجتہاد میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر فضیلت دیتے ہیں اور
ت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ اپنی کتاب "غنیۃ الطالبین" میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو مطلقا
ت دیتے ہیں لیکن جو کچھ اس فقیر کا اعتقاد ہے وہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا علم واجتہاد میں
پیش ہیں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا زہد وتقویٰ اور انقطاع (مخلوق سے علیحدگی) میں پیش رو ہیں۔
لئے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو "بتول" کہتے ہیں۔ جو انقطاع میں مبالغہ کا صیغہ ہے اور حضرت
شہ رضی اللہ عنہا اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کے فتاویٰ کا مرجع تھیں۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کو علم
جو مشکل پیش آتی تھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں اس کا حل طلب کرتے تھے۔

یہ کی حقیقت اور اس کے مفاسد

مکتوب نمبر ۸۰ دفتر اول میں ارشاد فرماتے ہیں:

چونکہ حضرت امیر علی رضی اللہ عنہ نے خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی عزت وتوقیر کی ہے اور ان کو اقتدا
کے لائق جان کران سے بیعت کی ہے پس خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کا انکار کرنا اور حضرت امیر رضی اللہ عنہ کی
بعت کا دعویٰ کرنا محض افترا ہے بلکہ وہ انکار درحقیقت حضرت امیر رضی اللہ عنہ کا انکار ہے اور ان کے
وال وافعال کا صریح رد ہے اور تقیہ کے احتمال کو حضرت اسد اللہ علی رضی اللہ عنہ کے حق میں روا رکھنا بھی
بے وقوفی ہے۔ صحیح عقل ہرگز اس کو جائز قرار نہیں دیتی کہ حضرت اسد اللہ رضی اللہ عنہ کمال معرفت و
جاعت کے باوجود خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے بغض ودشمنی کو تیس سال تک پوشیدہ رکھیں اور اس
الفت کا اظہار نہ کریں اور ان کے ساتھ منافقانہ صحبت رکھیں۔ حالانکہ کسی ادنیٰ مسلمان سے اس
م کے نفاق کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ اس فعل کی برائی کو معلوم کرلینا چاہئے کہ حضرت امیر کرم اللہ
جہہ کی طرف کس قسم کی برائی اور کس طرح کا فریب ونفاق منسوب ہوتا ہے۔ اگر بفرض محال
ضرت اسد اللہ رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ تقیہ جائز بھی ہو تو وہ تعظیم وتوقیر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خلفائے
لاثہ رضی اللہ عنہم کی کرتے تھے اور ابتداء سے آخر تک ان حضرات کو بزرگ جانتے رہے ہیں تو یہ لوگ
س کا کیا جواب دیں گے۔ وہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں تو تقیہ کی گنجائش نکالنا زندقہ تک پہنچا دیتا
ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ

Marfat.com

فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ

[سورۃ المائدہ: ٦٧]

”اے میرے رسول جو کچھ تجھ پر تیرے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے اس کو پہنچا دے اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو رسالت کے حق کو ادا نہ کیا اور اللہ تجھے لوگوں سے بچائے گا۔“

مزید مکتوب نمبر ۳۶ دفتر دوم میں فرماتے ہیں:

اور مخالف لوگ خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی حقیقت کا انکار کرتے ہیں اور ان کی خلافت کو تعصب اور تغلب کی طرف منسوب کرتے ہیں اور حضرت امیر علی رضی اللہ عنہ کے سوا امام برحق کسی کو نہیں نہیں مانتے اور اس بیعت کو جو حضرت امیر علی رضی اللہ عنہ سے خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے ہاتھ پر واقع ہوئی تھی تقیہ پر محمول کرتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کے درمیان منافقانہ صحبت خیال کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے باہمی روادارانہ تعلقات کو مکروفریب سمجھتے ہیں۔ کیونکہ ان کے زعم میں حضرت امیر علی رضی اللہ عنہ کے موافق لوگ ان کے مخالفوں کے ساتھ تقیہ کے طور پر منافقانہ صحبت رکھتے تھے اور جو کچھ ان کے دلوں میں ہوتا تھا اس کے برخلاف اپنی زبانوں پر ظاہر کرتے تھے اس لئے ان کے ساتھ منافقانہ دوستی کرتے تھے اور دشمنی کو دوستی کے لباس میں ظاہر کرتے تھے۔ پس ان لوگوں کے خیال میں حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام اصحاب منافق اور مکار تھے اور جو کچھ ان کے باطن میں ہوتا تھا اس کے خلاف ظاہر کرتے تھے۔ پس ان کے نزدیک اس اُمت کا بدترین گروہ نعوذباللہ اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کا گروہ ہونا چاہئے اور سب سے زیادہ بری صحبت حضرت خیرالبشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت ہونی چاہئے۔ جس صحبت نے اس قسم کے اخلاق ذمیمہ کو پیدا کیا اور تمام زمانوں میں سب سے بڑا اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کا زمانہ ہونا چاہئے جو کہ نفاق وعداوت وبغض وکینہ سے پُر تھا۔ حالانکہ حق تعالیٰ اپنے کلام مجید میں ان کے حق میں رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ فرماتا ہے یعنی اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپس میں مہربان وشفیق ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے برے عقیدوں سے بچائے۔ یہ لوگ جب اس امت کے سابقین کو اس قسم کے اخلاق ذمیمہ سے موصوف کرتے ہیں تو ان کے بعد آنے والوں میں کیا نیکی ڈھونڈیں گے؟ ان لوگوں نے شاید ان آیات قرآنی اور

Marfat.com

احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کی فضیلت اور اصحاب اکرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت اور اس امت کی خیریت کے بارے میں وارد ہوئی ہیں، نہیں دیکھا یا دیکھا ہے مگر ان کے ساتھ ایمان نہیں رکھتے۔ قرآن واحادیث اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کی تبلیغ سے ہم تک پہنچا ہے جب اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مطعون ہوں گے تو وہ دین جو ان کے ذریعہ ہم تک پہنچا ہے، مطعون ہوگا۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

فضائل امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت قیوم زماں امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اپنے مکتوب نمبر ۵۵ دفتر دوم میں فضائل ومناقب بیان کرتے ہیں:

حضرت امام اعظم کوفی رحمۃ اللہ علیہ کی مثال حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کی سی ہے جنہوں نے ورع وتقویٰ کی برکت اور سنت کی متابعت کی بدولت اجتہاد واستنباط میں وہ بلند درجہ حاصل کیا ہے جس کو دوسرے لوگ نہیں سمجھ سکتے اور ان اجتہادات کو دقت معانی کے باعث کتاب وسنت کے مخالف جانتے ہیں اور ان کو اور ان کے اصحاب کو اصحاب رائے خیال کرتے ہیں۔ یہ سب کچھ ان کے علم کی حقیقت و درایت تک نہ پہنچے اور ان کے فہم وفراست پر اطلاع نہ پانے کا نتیجہ ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقاہت کی باریکی سے تھوڑا سا حصہ حاصل کیا ہے فرمایا ہے: ''الفقهاء كلهم عيال ابى حنيفة'' یعنی ''تمام فقہا ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد ہیں'' ان کم نظر معترضین پر افسوس ہے کہ اپنا قصور دوسروں کے ذمہ لگاتے ہیں۔

اور یہ جو خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ نے فصول ستہ میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے موافق عمل کریں گے ممکن ہے کہ اسی مناسبت کے باعث جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہے لکھا ہو۔ یعنی حضرت روح اللہ علیہ السلام کا اجتہاد حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اجتہاد کے موافق ہوگا۔ نہ یہ کہ ان کے مذہب کی تقلید کریں گے کیونکہ حضرت روح اللہ علیہ السلام کی شان اس سے برتر ہے کہ علمائے امت کی تقلید کریں۔ بلا تکلف وتعصب کہا جاتا ہے کہ اس مذہب حنفی کی نورانیت کشفی نظر سے نظر آتی ہے اور ظاہر پر بھی جب ملاحظہ

Marfat.com

کیا جاتا ہے تو اہل اسلام کا سوادِ اعظم (اکثریت) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا متبع ہے اور یہ مذہب کی کثرت کے باوجود اصول و فروع میں دیگر تمام مذاہب سے ممتاز ہے اور استنباط میں اپنا طریقہ رکھتا ہے اور یہ معنی اس کے حق ہونے کا پتہ دیتے ہیں۔

عجیب معاملہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سنت کی پیروی میں سب سے آگے ہیں۔ حتیٰ احادیث مرسل کو احادیث مسند کی طرح متابعت کے لائق جانتے ہیں اور ان کو اپنی رائے پر مقدم کرتے ہیں اور ایسے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قول کو حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرف صحبت کے باعث اپنی رائے پر مقدم رکھتے ہیں۔ دوسروں کا حال ایسا نہیں ہے۔ اس کے باوجود بھی مخالفین ان کو صاحب رائے کہتے ہیں اور ایسے ایسے الفاظ ان کی طرف منسوب کرتے ہیں جو بے ادبی کی خبر دیتے ہیں۔ حالانکہ وہ سب لوگ ان کے کمال علم اور وَرع و تقویٰ کی کثرت کا اقرار کرتے ہیں۔ حق تعالیٰ ان لوگوں کو توفیق عطا کرے کہ وہ دین کے پیشوا اور اہل اسلام کے سردار کو آزار نہ پہنچائیں اور اسلام کے سب سے بڑے گروہ کو ایذا نہ دیں

"يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ"

یعنی "یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں۔"

وہ لوگ جو دین کے ان اکابر کو صاحب رائے جانتے ہیں اگر یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ بزرگوار اپنی رائے پر حکم کرتے تھے اور کتاب و سنت کی متابعت چھوڑ دیتے تھے تو ان کے فاسد خیال کے مطابق اسلام کا ایک سواد اعظم گمراہ اور بدعتی بلکہ گروہ اسلام سے باہر ہوگا۔ اس قسم کا اعتقاد وہی بے وقوف جاہل کرسکتا ہے جو اپنی جہالت سے بے خبر ہے یا پھر وہ زندیق جس کا مقصود یہ ہے کہ اسلام کا نصف حصہ باطل ہو جائے ان چند ناقصوں نے چند احادیث کو یاد کرلیا ہے اور شریعت کے احکام کو انہی پر موقوف جانتے ہیں اور اپنی معلومات کے سوا سب کی نفی کرتے ہیں اور جو کچھ ان کے نزدیک ثابت نہیں ہے اس کا انکار کر دیتے ہیں۔

چو آں کرمے کہ در سنگے نہاں است
زمین و آسمان او ہماں است

"یعنی ان کی مثال اس کیڑے کی سی ہے جو پتھر میں پوشیدہ ہے اور وہ پتھر ہی

Marfat.com

اس کا زمین و آسمان ہے۔"

ان لوگوں کے بیہودہ تعصبوں اور فاسد نگاہوں پر ہزار ہا افسوس ہے۔ فقہ کے بانی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور تمام فقہا فقہ کے تین حصے ان کے لئے مسلم رکھتے ہیں اور باقی چوتھے حصہ میں سب ان کے ساتھ شریک ہیں۔ فقہ میں صاحب خانہ وہی ہیں اور دوسرے سب ان کے عیال ہیں۔ اس مذہب کے التزام کے باوجود مجھے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے ذاتی محبت ہے اور میں انھیں بزرگ جانتا ہوں اسی لئے بعض اعمال نافلہ میں ان کے مذہب کی تقلید کرتا ہوں۔ لیکن کیا کروں دوسرے لوگ کمال علم اور کمال تقویٰ کے باوجود امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقابلہ میں بچوں کی طرح نظر آتے ہیں۔ "والامر الی اللہ سبحانہ" یعنی "حقیقت الامر اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔"

فرقہ ناجیہ اہلسنت والجماعت ہیں

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اپنے مکتوب نمبر ۸۰، مکتوب نمبر ۶۷ دفتر دوم مکتوب نمبر ۳۶ دفتر دوم میں اہل سنت والجماعت کو فرقہ ناجیہ قرار دیتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

تہتر فرقوں میں سے ہر ایک فرقہ شریعت کی تابعداری کا مدعی ہے۔ آیت کریمہ
كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ [سورة المؤمنون:٥٣]
یعنی "ہر گروہ اس چیز سے خوش ہے جو اس کے پاس ہے۔"

ان کے حال کی خبر دیتی ہے۔ لیکن پیغمبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو دلیل ان متعدد فرقوں میں سے ایک فرقہ ناجیہ کی تمیز کے لئے بیان فرمائی ہے وہ یہ ہے:

"الذین ھم علی ما انا علیه واصحابی"
یعنی "ایک فرقہ ناجیہ وہ لوگ ہیں جو اس طریق پر ہیں جس پر میں اور میرے اصحاب ہیں۔"

اس میں شک نہیں کہ وہ فرقہ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم کی تابعداری کو لازم پکڑا ہے اہل سنت و جماعت ہی ہیں اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو مشکور فرمائے پس یہی لوگ فرقہ ناجیہ ہیں۔

Marfat.com

اعتقادی خرابی میں مغفرت کی گنجائش نہیں

اے سعادت کے نشان والے! آدمی کے لئے ضروری ہے کہ اپنے عقائد کو فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت (جو سواد اعظم اور جم غفیر ہیں) کے عقائد کے موافق درست کرے تاکہ آخرت کی نجات اور خلاصی متصور ہو سکے۔ خبث اعتقاد یعنی بداعتقادی جو اہلسنت والجماعت کے مخالف ہے زہر قاتل ہے جو دائمی موت اور ہمیشہ کے عذاب و عتاب تک پہنچا دیتی ہے۔ عمل کی خرابی اور غفلت پر مغفرت کی امید ہے۔ لیکن اعتقادی خرابی میں مغفرت کی گنجائش نہیں:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ [سورۃ النساء:۴۸]

یعنی ''اللہ تعالیٰ شرک کو نہیں بخشے گا اور شرک کے سوا اور سب کچھ جس کے لئے چاہے گا بخش دے گا۔''

شخص معین کو جہنمی اور لعنتی کہنے کا حکم

یہ اہل سنت کی خوبی ہے کہ کسی معین شخص کو جو طرح طرح کے کفر میں مبتلا ہو اسلام اور توبہ کے احتمال پر جہنمی نہیں کہتے اور لعن کا اطلاق اس پر تجویز نہیں کرتے مطلق طور پر کافروں پر لعنت کرتے ہیں لیکن کافر معین پر لعنت پسند نہیں کرتے جب تک کہ اس کے خاتمہ کی برائی قطعی دلیل سے معلوم نہ ہو۔

اتباع سنت اور ردِّ بدعت

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے مکتوبات شریفہ ہر زمانہ میں راہبری راہنمائی فرماتے رہیں گے۔ ملت اسلامیہ میں شرک و بدعت کو رواج نہیں مل سکے گا جب تک آپ کے مکتوبات شریفہ امت محمدیہ کے پاس ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی تشریف آوری پر وہ آپ کے مکتوب کی تعریف و قدر فرماویں گے۔ اب مکتوبات سے چند مکتوب اتباع سنت میں تحریر کرتے ہیں۔ ورنہ حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کے مکتوبات شریفہ احیاء سنت کے مضامین سے بھرے ہوئے ہیں آپ مکتوب نمبر ۲۷۳ دفتر اول میں تحریر کرتے ہیں:

Marfat.com

رت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کو سنت نبوی ﷺ سے عشق

• یہ فقیر اپنی موجودہ حالت کے متعلق لکھتا ہے کہ بہت مدت تک علوم و معارف اور احوال و امات برسات کی بارشوں کی طرح مجھ پر وارد ہوتے رہے ہیں اور جو کام کرنا چاہئے تھا وہ اللہ الی کی عنایت سے ہوگیا اب اس کے سوا اور کوئی آرزو باقی نہیں رہی کہ حضور نبی کریم ﷺ کی نتوں میں سے کوئی سنت زندہ کی جائے اور احوال و مواجید اہل ذوق کے سپرد ہیں۔ آپ کو چاہئے کہ باطن کو خواجگان قدس سرہم کی نسبت سے معمور رکھیں اور ظاہر کو نبی کریم ﷺ کی تابعداری سے پوری طرح آراستہ و پیراستہ کریں۔

کار ایں است و غیر ایں ہمہ ہیچ

کرنے کا کام تو یہ ہے اور اس کے علاوہ سب کچھ بے کار ہے۔

نماز پنجگانہ اوّل وقت میں ادا کریں۔ سوائے موسم سرما کی نماز عشاء کے کہ اس میں رات کے تیسرے حصہ تک تاخیر کرنا مستحب ہے۔ فقیر اس امر میں بے اختیار ہے۔ نہیں چاہتا کہ نماز کے ادا کرنے میں سر مو تاخیر واقع ہو اور بشریت کا عجز اس سے مستثنیٰ ہے۔

آنحضرت ﷺ کی متابعت کے مدارج

آپ نے مکتوب نمبر ۵۴ دفتر دوم میں جو معارف بیان فرمائے ہیں وہ صرف حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ ہی بیان کر سکتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

آنحضرت ﷺ کی متابعت جو دینی اور دنیاوی سعادتوں کا سرمایہ ہے کئی درجے اور مرتبے رکھتی ہے۔

پہلا درجہ عوام اہل اسلام کے لئے ہے۔ یعنی تصدیق قلبی کے بعد اور اطمینان نفس سے پہلے جو کہ درجہ ولایت سے وابستہ ہے احکام شرعیہ کا بجالانا اور سنت سنیّہ کی متابعت ہے۔ اور علماء ظاہر اور عابد و زاہد لوگ جن کا معاملہ ابھی تک اطمینان نفس تک نہیں پہنچا سب متابعت کے اس درجہ میں شریک ہیں اور اتباع کی صورت کے حاصل ہونے میں برابر ہیں اور چونکہ اس مقام میں نفس ابھی کفر و انکار پر ہی اڑا ہوا ہوتا ہے اس لئے یہ درجہ متابعت کی صورت کے ساتھ مخصوص ہوگا۔ یہ

Marfat.com

متابعت کی صورت متابعت کی حقیقت کی طرح آخرت کی کامیابی ونجات اور خلاصی کا موجب اور دوزخ کے عذاب سے بچانے والی اور جنت میں داخل ہونے کی خوشخبری دینے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کمال کرم سے نفس کے انکار کا اعتبار نہ کر کے تصدیق قلبی پر کفایت فرمائی ہے، اور نجات کو اس تصدیق پر وابستہ کیا ہے۔ بیت

مى توانى كه دهى اشك مرا حسن قبول
اے كه در ساخته قطره بارانى را

دوسرا درجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان اقوال واعمال کا اتباع ہے جو باطن سے تعلق رکھتے ہیں مثلاً اخلاق کا درست کرنا اور بری عادتوں کا دور کرنا اور باطنی امراض اور اندرونی بیماریوں کا رفع کرنا وغیرہ وغیرہ جو مقام طریقت سے متعلق ہیں۔ اتباع کا یہ درجہ ارباب سلوک کے ساتھ مخصوص ہے جو طریقہ صوفیہ کو شیخ مقتدا سے اخذ کر کے سیر الی اللہ کی وادیوں اور جنگلوں کو قطع کرتے ہیں۔

تیسرا درجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان احوال واذواق ومواجید کی اتباع ہے جو ولایت خاصہ کے مقام سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ درجہ ان ارباب ولایت کے ساتھ مخصوص ہے جو مجذوب سالک یا سالک مجذوب ہیں۔ جب مرتبہ ولایت حاصل ہو جاتا ہے تو نفس مطمئنہ ہو جاتا ہے اور طغیان وسرکشی سے باز آ جاتا ہے اور انکار سے اقرار میں اور کفر سے اسلام میں آ جاتا ہے۔ اس وقت جو کچھ متابعت کرتا ہے وہ متابعت کی حقیقت ہوتی ہے۔ اگر نماز ادا کرتا ہے تو متابعت کی حقیقت بجالاتا ہے اور اگر روزہ یا زکوۃ ہے تو اس کا بھی یہی حال ہے۔ علیٰ ہذا القیاس تمام احکام شریعت کے بجالانے میں متابعت کی حقیقت شامل حالی ہوتی ہے۔

مذکورہ بالا درجہ یعنی کمالات ولایت خاصہ کے حاصل ہونے کے بعد جو اتباع کا تیسرا مرتبہ ہے، نفس کے مطمئن ہونے اور اعمال صالحہ کی حقیقت کے بجالانے کا درجہ ہے۔

چوتھا درجہ علمائے راسخین شکر اللہ سعیھم کے ساتھ مخصوص ہے جو اطمینان نفس کے بعد متابعت کی حقیقت کی دولت سے متحقق ہیں اگرچہ اولیاء اللہ کو قلب کی تمکین کے بعد بھی تھوڑا سا اطمینان نفس حاصل ہوتا ہے لیکن کمال اطمینان نفس کو کمالات نبوت کے حاصل کرنے میں حاصل ہوتا ہے کہ ان کمالات سے علماء راسخین کو وراثت کے طور پر حصہ حاصل ہوتا ہے۔ پس علماء

Marfat.com

ین نفس کے کمال اطمینان کے باعث شریعت کی حقیقت سے جو اتباع کی حقیقت ہے متحقق
تے ہیں اور دوسروں کو چونکہ یہ کمالات حاصل نہیں ہوتے اس لئے کبھی وہ شریعت کی صورت
ے متلبس اور کبھی اس کی حقیقت سے متحقق ہوتے ہیں۔

پانچواں درجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صرف ان کمالات کا اتباع ہے جن کے حاصل
ونے میں علم و عمل کا دخل نہیں بلکہ ان کا حاصل ہونا اللہ تعالیٰ کے محض فضل و کرم پر موقوف ہے یہ
درجہ نہایت ہی بلند ہے۔ اس درجہ کے مقابلہ میں پہلے درجوں کی کچھ حقیقت نہیں یہ کمالات
ولوالعزم پیغمبروں کے ساتھ بالاصالت مخصوص ہیں اور دوسرے لوگوں کو تبعیت و وراثت کے طور پر
حاصل ہیں۔ دیکھئے اس دولت سے کس کو مشرف فرماتے ہیں۔

چھٹا درجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کمالات کا اتباع ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
مقام محبوبیت کے ساتھ مخصوص ہیں۔ جس طرح پانچویں درجہ میں کمالات کا فیضان محض فضل
واحسان پر تھا اس چھٹے درجہ میں ان کمالات کا فیضان محض محبت پر موقوف ہے جو تفضّل واحسان
سے برتر ہے۔ متابعت کا یہ درجہ بھی بہت ہی کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔ پہلے درجے کے سوا
متابعت کے یہ پانچ درجے مقامات عروج کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور ان کا حاصل ہونا صعود
پر وابستہ ہے۔

ساتواں درجہ وہ ہے جو نزول و ہبوط سے تعلق رکھتا ہے متابعت کا یہ ساتواں درجہ پہلے
تمام درجات کا جامع ہے کیونکہ اس مقام نزول میں تصدیق قلبی بھی ہے اور تمکین قلبی بھی اور نفس
کا اطمینان بھی، اور اجزائے قالب کا اعتدال بھی ہے جو طغیان و سرکشی سے باز آگئے ہیں پہلے
درجے گویا متابعت کے اجزاء ہیں اور یہ درجہ ان اجزاء کے کل کی مانند ہے اس مقام میں تابع اپنے
متبوع کے ساتھ اس قسم کی مشابہت پیدا کر لیتا ہے کہ گویا تبعیت کا نام ہی درمیان سے اٹھ
جاتا ہے اور تابع و متبوع کی تمیز دور ہو جاتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا تابع متبوع کی طرح
جو کچھ لیتا ہے اصل سے لیتا ہے گویا دونوں ایک ہی چشمہ سے پانی پیتے ہیں اور دونوں ایک
دوسرے کے ہم آغوش و ہمکنار اور ایک بستر پر ہیں اور شیر و شکر کی طرح ہیں۔ معلوم نہیں ہوتا کہ
تابع کون ہے اور متبوع کون اور تبعیت کس کے لئے ہے؟ نسبت کے اتحاد میں تغائر (غیر ہونے

Marfat.com

کی کچھ گنجائش نہیں۔

عجب معاملہ ہے اس مقام میں جہاں تک غور کی نظر سے مطالعہ کیا جاتا ہے تبعیت نسبت کچھ نظر نہیں آتی اور تابعیت ومتبوعیت کا امتیاز ہرگز مشہود نہیں ہوتا۔ البتہ اس قدر فرق ہے اپنے آپ کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طفیلی اور وارث جانتا ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ تابع اور ہوتا ہے اور طفیلی و وارث اور اگرچہ تبعیت کی قطار میں سب برابر ہیں۔ لیکن تابع میں بظاہر متبوع کا پردہ درکار ہے اور طفیلی و وارث میں کوئی پردہ درکار نہیں، تابع پس خوردہ کھانے والا ہے اور طفیلی ضمنی ہمنشین ہوتا ہے غرض کہ جو دولت آئی انبیاء علیہم السلام کے لئے آئی ہے۔ یہ اُمتوں کی سعادت ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے طفیل اس دولت سے حصہ پاتے ہیں اور ان کا پس خوردہ تناول کرتے ہیں۔ بیت

در قافلہ کہ اوست دانم نرسم
این بس کہ رسد زد و ربانگ جرسم

کامل تابعدار وہ شخص ہے جو متابعت کے ان ساتوں درجوں سے آراستہ ہو اور وہ شخص جس میں متابعت کے بعض درجے ہیں اور بعض نہیں ہیں درجوں کے فرق کے بموجب مجمل طور پر تابع ہے۔ علمائے ظاہر پہلے درجہ پر ہی خوش ہیں کاش یہ لوگ درجہ اول کو ہی سرانجام دے لیں انھوں نے متابعت کو صورتِ شریعت پر موقوف رکھا ہے اس کے سوا کوئی اور امر خیال نہیں کرتے اور صوفیہ کو جو درجات متابعت کے حاصل ہونے کا واسطہ ہے بیکار تصور کرتے ہیں اور ان میں سے اکثر علماء ھدایہ اور بزدوی کے سوا کسی اور امر کو اپنا پیرو مقتداء نہیں جانتے۔

چوآں کرمے کہ در سنگے نہان است
زمین و آسمان اوہمان است

"یعنی ان کی مثال اس کیڑے کی سی ہے جو پتھر میں پوشیدہ ہے اور وہ پتھر ہی اس کا زمین وآسمان ہے۔"

حضرت قیومِ زماں مجدد اعظم قدس سرہ مکتوب نمبر ۲۳ دفتر دوم میں کس تڑپ وقلبی درد سے اتباع سنت اور رد بدعت کی ترغیب دے رہے ہیں اور مجدد کا یہی کام ہوا کرتا ہے۔ پھر مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا کام ہی زندگی کے تمام شعبوں میں تجدید دین کرنا تھا اور آپ نے یہ کام کیا

Marfat.com

اس لئے مجددی حضرات کہتے ہیں کہ آپ کا فیض اس پورے ہزار یہ سال کے لئے ہے تاوقتیکہ حضرت امام مہدی علیہ السلام تشریف نہیں لے آتے۔ ہر صدی کے اختتام پر مختلف شعبوں کے مجدد آتے رہیں گے۔ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہزار سال بعد آپ ہی اور یقیناً کامل واکمل جامع مجدد تھے۔

سب سے اعلیٰ نصیحت جو فرزند عزیز سلمہ اللہ تعالیٰ اور تمام دوستوں کو کی جاتی ہے وہ یہی ہے کہ سنت سنیہ کی تابعداری کریں اور بدعت ناپسندیدہ سے اجتناب کریں۔ اسلام اس زمانہ میں غریب یعنی بے یارو مددگار ہو گیا ہے اور مسلمان غریب یعنی بے یارو مددگار ہوتے جاتے ہیں اور جوں جوں زمانہ گزرتا جائیگا اور یہ بھی زیادہ غریب وبیکس ہوتے جائیں گے حتیٰ کہ زمین پر کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ رہے گا اور قیامت بدترین لوگوں پر قائم ہو گی۔ سعادتمند وہ شخص ہے جو اس غربت میں متروکہ سنتوں میں سے کسی سنت کو زندہ کرے اور مروجہ ومعمولہ بدعتوں میں سے کسی بدعت کو ختم کرے۔

اب وہ وقت ہے کہ حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے ہزار سال گذر چکے ہیں اور قیامت کی علامتوں نے پرتو ڈالا ہوا ہے۔ سنت عہد نبوت سے دوری کے باعث پوشیدہ ہو گئی ہے اور بدعت جھوٹ کے پھیل جانے کی وجہ سے جلوہ گر ہو رہی ہے۔ اب ایک ایسے جوانمرد کی ضرورت ہے جو سنت کی مدد کرے اور بدعت کو شکست دے۔ بدعت کا جاری کرنا دین کی بربادی کا موجب ہے اور بدعتی کی تعظیم کرنا اسلام کو گرانے کا باعث ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان ہے آپ نے سنا ہوگا: "من وقر صاحب البدعة فقد اعان علیٰ هدم الاسلام" یعنی "جس نے کسی بدعتی کی تعظیم کی اس نے اسلام کے گرانے میں مدد دی" پورے ارادے اور کامل ہمت سے اس طرف متوجہ ہونا چاہئے کہ سنتوں میں سے کوئی سنت جاری ہو جائے اور بدعتوں میں سے کوئی بدعت دور ہو جائے۔ خصوصاً ان دنوں میں جبکہ اسلام ضعیف ہو رہا ہے اسلام کی رسمیں جبھی قائم رہ سکتی ہیں جبکہ سنت کو جاری کیا جائے اور بدعت کو دور کیا جائے۔ گذشتہ لوگوں نے شاید بدعت میں کچھ حسن دیکھا ہوگا جو بدعت کے بعض افراد کو مستحسن اور پسندیدہ سمجھا ہے۔ لیکن یہ فقیر اس مسئلہ میں ان کے ساتھ متفق نہیں ہے اور بدعت کے کسی فرد کو حسنہ نہیں جانتا۔ بلکہ سوائے ظلمت وکدورت کے اس میں کچھ محسوس نہیں کرتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "کل بدعة

Marfat.com

ضلالۃ ''یعنی'' ہر ایک بدعت گمراہی ہے۔'' اسلام کے اس ضعف و غربت کے زمانے میں جبکہ سلامتی سنت کے بجالانے پر موقوف ہے اور خرابی بدعت کے حاصل کرنے پر وابستہ ہے، ہر بدعت کو پھاوڑے کی طرح جانتا ہے جو بنیاد اسلام کو گراتی ہے اور سنت کو چمکنے والے ستارے کی طرح دیکھتا ہے جو گمراہی کی سیاہ رات میں راستہ دکھاتی ہے۔ حق تعالیٰ علمائے وقت کو توفیق دے کہ کسی بدعت کو حسن کہنے کی جرأت نہ کریں اور کسی بدعت پر عمل کرنے کا فتویٰ نہ دیں خواہ وہ بدعت ان کی نظروں میں صبح کی سفیدی کی طرح روشن ہو کیونکہ سنت کے ماسواء میں شیطان کے مکر و فریب کو بڑا دخل ہے۔ گذشتہ زمانے میں کیونکہ اسلام قوی تھا اس لئے بدعت کی ظلمات کو اٹھا سکتا تھا اور شاید بعض بدعتوں کی ظلمات نور اسلام کی روشنی میں بعض اشخاص کو نورانی معلوم ہوتی ہوں گی اور حسن کا حکم پالیتی ہوں گی اگرچہ درحقیقت ان میں کسی قسم کا حسن اور نورانیت نہیں تھی مگر اس وقت جبکہ اسلام ضعیف ہے بدعتوں کی ظلمات کو نہیں اٹھا سکتا۔''

حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نمبر ۱۹ دفتر دوم میں رد بدعت کے لئے کس طرح حکیم امت ہوتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں اس مکتوب کو حضرات مجددیہ کو اپنے حلقے میں مطالعہ کرتا رہنا چاہئے۔

''سب سے اعلیٰ نصیحت یہی ہے کہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین اور آپ کی متابعت اختیار کریں سنت سنیّہ کو بجالائیں اور بدعت نامرضیہ سے پرہیز کریں اگرچہ بدعت صبح کی سفیدی کی مانند روشن ہو لیکن درحقیقت اس میں کوئی روشنی اور نور نہیں ہے اور نہ ہی اس میں کسی بیماری کے لئے شفا ہے اور نہ ہی کسی مریض کے لئے دوا ہے اور یہ بات اس میں کیسے ہو سکتی ہے جبکہ بدعت دو حال سے خالی نہیں ہے یا وہ سنت کی رافع ہوگی یا رفع سنت سے ساکت ہوگی۔ ساکت ہونے کی صورت میں وہ بالضرور سنت پر زائد ہوگی جو درحقیقت اس کو منسوخ کرنے والی ہے کیونکہ نص پر زیادتی نص کی ناسخ ہے۔ پس معلوم ہوا کہ بدعت خواہ کسی قسم کی ہو سنت کی رافع اور اس کی نقیض ہوتی ہے اور اس میں کسی قسم کی خیر اور حسن نہیں۔ ہائے افسوس! انہوں نے دین کامل اور اسلام پسندیدہ میں جبکہ نعمت تمام ہو چکی بدعت محدثہ کے حسن ہونے کا کس طرح حکم دیا۔ یہ نہیں جانتے کہ اکمال و اتمام و رضا کے حاصل ہونے کے بعد دین میں کوئی نیا کام پیدا کرنا حسن سے کوسوں دور ہے:

فَمَا ذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلَالُ [سورۃ یونس:۳۲]

Marfat.com

''حق کے بعد گمراہی ہی ہے''۔

لوگ جانتے کہ دین میں محدثہ امر (نئے امر) کو حسن کہنا دین کامل نہ ہونے کو مستلزم ہے اور نعمت تمام رہنے پر دلالت کرتا ہے تو ہرگز اس قسم کے حکم پر دلیری نہ کرتے۔

ربنا لاتؤاخذنا ان نسینآ او اخطأنا ۔[سورة البقرة:٢٨٦]

والسلام علیکم وعلیٰ من لدیکم''

آپ رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نمبر ۵۴ دفتر دوم میں بدعتوں کو رواج دینے والے علماء کے متعلق تحریر تے ہیں:

''اور دوسرا راستہ اس فقیر کے خیال میں سنت سنیہ کی متابعت اور بدعت کے اسم م سے اجتناب کرنا ہے۔ جب تک بدعت حسنہ سے بدعت سیئہ کی طرح پرہیز نہ کریں تب اس دولت کی بوجان کے دماغ میں نہیں پہنچتی۔ آج یہ بات مشکل معلوم ہوتی ہے کیونکہ ان دریائے بدعت میں غرق ہے اور بدعت کے اندھیرے میں پھنسا ہوا ہے کس کی مجال ہے بدعت کو دور کرنے کا دم مارے اور سنت کے زندہ کرنے کا دعویٰ کرے۔ اس زمانے کے ثر علماء بدعتوں کو رواج دیتے اور سنتوں کو محو کرتے ہیں۔ شائع شدہ اور پھیلی ہوئی بدعتوں وتعامل جان کر جواز بلکہ استحسان کا فتویٰ دیتے ہیں اور لوگوں کو بدعت کی طرف رہنمائی کرتے اور کہتے ہیں کہ اگر گمراہی شائع ہو جائے اور باطل متعارف ومشہور ہو جائے تو تعامل جاتا ہے۔ مگر یہ نہیں جانتے کہ یہ تعامل استحسان کی دلیل نہیں۔ تعامل جو معتبر ہے وہ ہے صدر اوّل سے آیا ہے یا تمام لوگوں کے اجماع سے حاصل ہوا ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ غیاثیہ میں کور ہے۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نمبر ۲۶۰ دفتر اول میں فرماتے ہیں:

''سنت سنیہ (روشن وبلند سنتوں) کے نور کو بدعتوں کے اندھیروں نے پوشیدہ کر دیا ہے ر ملت مصطفویہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رونق کو امور محدثہ کی کدورتوں نے ضائع کر دیا ہے۔ پھر اس سے زیادہ جب کی بات یہ ہے کہ بعض لوگ ان محدثات (دین میں نئی نئی باتیں جاری کرنے) کو امور مستحسنہ جانتے ہیں اور ان بدعتوں کو حسنہ خیال کرتے ہیں اور ان حسنات سے دین کی تکمیل اور ملت کی تتمیم

Marfat.com

(پورا ہونے) کو ڈھونڈتے ہیں اوران امور کے بجالانے میں ترغیبیں دیتے ہیں۔ خدائے تعالیٰ ان کو سیدھے راستہ کی ہدایت دے۔ کیا ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ دین توان محدثات سے پہلے ہی کامل ہو چکا ہے اور نعمت خداوندی پوری ہو چکی ہے اور حق تعالیٰ کی رضامندی اس سے حاصل ہو چکی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے:

”اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا“ [سورۃ المائدۃ:۳]

یعنی ”آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا اور اپنی نعمت کو تم پر پورا کر دیا اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا“

پس ان محدثات (بدعات) سے دین کا کمال طلب کرنا حقیقت میں اس آیت کریمہ کے مفہوم سے انکار کرنا ہے۔“

مکتوب نمبر ۱۸۶ دفتر اول میں آپ رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں:

”یہ فقیر عاجزی وزاری والتجاو محتاجی اور ذلت وانکساری کے ساتھ ظاہراً و باطناً حق تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں سوال کرتا ہے کہ جو کچھ اس دین میں نئی پیدا شدہ چیزیں داخل ہو گئی ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے زمانے میں نہیں تھیں اگرچہ وہ روشنی میں صبح کی سفیدی کی مانند ہوں اس ضعیف کو ان لوگوں کے ساتھ جو اس (بدعت) پر فریفتہ ہیں اس محدث عمل میں گرفتار نہ کرے اور اس بدعتی پر فریفتہ نہ کرے بحرمۃ سید المختار وآلہ الابرار علیہ وعلیہم الصلوۃ والسلام۔“

علماء نے کہا ہے کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ۔ بدعت حسنہ اس نیک عمل کو کہتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے زمانہ کے بعد پیدا ہوا ہو اور وہ سنت کو رفع نہ کرے۔ اور بدعت سیئہ وہ ہے جو سنت کی رافع ہو۔ یہ فقیر ان بدعتوں میں سے کسی بدعت میں حسن اور نورانیت مشاہدہ نہیں کرتا اور ظلمت وکدورت کے سوا کچھ محسوس نہیں کرتا۔ اگرچہ آج مبتدع کے عمل کو ضعف بصارت کے باعث طراوت و تازگی میں دیکھتے ہیں لیکن کل جبکہ بصیرت تیز ہو گی تو جان لیں گے کہ اس کا انجام خسارہ اور ندامت کے سوا کچھ نہیں تھا۔

Marfat.com

بوقت صبح شود ہمچو روز معلومت

کہ با کہ باختہ عشق در شب دیجور

ترجمہ: جب صبح ہوئی تو خوب واضح ہو جائے گا کہ عشق نے تاریک رات میں کس کو برباد کر ڈالا۔

حضرت خیر البشر ﷺ فرماتے ہیں من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو رد یعنی "جس نے ہمارے اس امر میں ایسی چیز پیدا کی جو اس سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے" بھلا جو چیز مردود ہو وہ حسن کہاں پیدا کر سکتی ہے؟

اسی مکتوب میں کچھ آگے تحریر فرماتے ہیں:

جاننا چاہئے کہ بعض بدعتیں جن کو علماء مشائخ نے سنت سمجھا ہے جب ان کو اچھی طرح ملاحظہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ سنت کی رفع کرنے والی ہیں مثلاً میت کے کفن دینے میں عمامہ کو بدعت حسنہ کہتے ہیں۔ حالانکہ یہی بدعت رافع سنت ہے کیونکہ عدد مسنون یعنی تین کپڑوں پر زیادتی نسخ ہے اور نسخ عین رفع ہے اور ایسے ہی مشائخ نے شملہ دستار کو بائیں طرف چھوڑنا پسند کیا ہے۔ حالانکہ شملہ کا دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑنا سنت ہے ظاہر ہے کہ باوجود دل کے ارادہ کے زبان سے بھی نیت کہنی چاہئے۔ حالانکہ آنحضرت ﷺ سے کسی صحیح یا ضعیف روایت سے ثابت نہیں ہوا اور نہ ہی اصحاب کرام رضی اللہ عنہم و تابعین عظام رحمۃ اللہ علیہم سے کہ انہوں نے زبان سے نیت کی ہو۔ بلکہ جب اقامت کہتے تھے فقط تکبیر تحریمہ ہی فرماتے تھے پس زبان سے نیت کرنا بدعت ہے اور اس بدعت کو حسنہ کہا ہے اور یہ فقیر جانتا ہے کہ رفع سنت تو بجائے خود رہا، یہ فرض کو بھی رفع کرتی ہے کیونکہ اس تجویز میں اکثر زبانی نیت پر ہی کفایت کرتے ہیں اور دل کی غفلت کا کچھ خوف نہیں کرتے۔ پس اس ضمن میں نماز کے فرضوں میں سے ایک فرض جو کہ نیت قلبی ہے متروک ہو جاتا ہے اور نماز کے فاسد ہونے تک پہنچا دیتا ہے۔ تمام مبتدعات و محدثات کا یہی حال ہے کیونکہ وہ سنت پر زیادتی ہیں خواہ کسی طرح کی ہو اور زیادتی نسخ ہے اور نسخ رفع ہے۔

پس آپ پر لازم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی متابعت پر کمر بستہ رہیں اور اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کی اقتدا پر کفایت کریں کیونکہ وہ ستاروں کی مانند ہیں جن کے پیچھے چلو گے ہدایت پاؤ گے لیکن قیاس اور اجتہاد کوئی بدعت نہیں کیونکہ وہ نصوص کے معنی کو ظاہر کرتے ہیں کسی زائد امر

Marfat.com

کو ثابت نہیں کرتے۔ پس داناؤں کو عبرت حاصل کرنی چاہئے۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ والتزم متابعۃ المصطفیٰ علیہ وعلیٰ الہ الصلوٰۃ والتسلیمات (اور اس شخص پر سلام ہو جو ہدایت کے راستے پر چلا اور اس نے حضرت محمد ﷺ کی متابعت کو لازم پکڑا)۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ مکتوب نمبر ۲۳۱ دفتر اول میں عبادت و عادت اور بدعت کی وضاحت کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

نیز آپ نے پوچھا کہ ذکر جہر سے یہ کہہ کر منع کرتے ہیں کہ بدعت ہے۔ حالانکہ اس سے ذوق و شوق حاصل ہوتا ہے اور دوسری چیزوں سے جو کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں نہیں تھیں مثل لباس فرجی (کھلی قبا) اور شلوار سے کیوں منع نہیں کرتے؟

میرے مخدوم! آنحضرت ﷺ کا عمل دو طرح پر ہے۔ ایک عبادت کے طریق پر دوسرا عرف اور عادت کے طور پر۔ وہ عمل جو عبادت کے طریق پر ہے اس کے خلاف کرنا بدعت منکرہ جانتا ہوں اور اس کے منع کرنے میں بہت مبالغہ کرتا ہوں کیونکہ یہ دین میں نئی بات ہے جو مردود ہے اور وہ عمل جو عرف و عادت کے طور پر ہے اس کے خلاف کو بدعت منکرہ نہیں جانتا اور نہ ہی اس کے منع کرنے میں مبالغہ کرتا ہوں کیونکہ وہ دین سے تعلق نہیں رکھتا اور اس کا ہونا نہ ہونا عرف و عادت پر مبنی ہے نہ کہ دین و مذہب پر۔ کیونکہ بعض شہروں کا عرف بعض دوسرے شہروں کے عرف کے برخلاف ہے اور ایسے ہی ایک شہر میں زمانوں کے تفاوت کے اعتبار سے عرف میں تفاوت ہونا ظاہر ہے۔ البتہ عادی سنت کو مدنظر رکھنا بھی بہت سے فائدوں اور سعادتوں کا موجب ہے۔

جس امر میں سنت اور بدعت دونوں احتمال ہوں اسکو ترک کیا جائے

مکتوب نمبر ۳۱۳ دفتر اول میں تحریر فرماتے ہیں:

علماء کے نزدیک یہ بات ثابت ہے کہ ضرر کے احتمال پر بہت سے منافع کو چھوڑ دینا چاہئے۔ اسی کے قریب قریب وہ کلام ہے جو علماء نے فرمایا ہے کہ اگر کسی امر میں سنت ہونے کا بھی احتمال ہو اور بدعت ہونے کا بھی تو سنت پر عمل کرنے کی بہ نسبت بدعت کا ترک کر دینا بہتر ہے

Marfat.com

...نی بہتر یہ ہے کہ اس امر پر عمل نہ کرے) کیونکہ بدعت (ہونے کی صورت میں اس) پر عمل ...نے میں ضرر کا احتمال ہے اور سنت ہونے کی صورت میں اس پر عمل کرنے میں منافع کی توقع ...ے۔ پس ضرر کے احتمال کو نفع کی امید پر ترجیح دیکر بدعت کو ترک کر دینا چاہئے۔

...تی کی صحبت کا ضرر

دفتر اول مکتوب نمبر ۵۴ میں ارشاد فرماتے ہیں:

یقین کے ساتھ تصور فرمائیں کہ بدعتی کی صحبت کا فساد کافر کی صحبت کے فساد سے بڑھا ...ا ہے اور تمام بدعتی فرقوں میں بدتر اس گروہ کے لوگ ہیں جو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ...ساتھ بغض رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں ان کا نام کفار رکھتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے لیغیظ ...ھم الکفار۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ دفتر اول مکتوب نمبر ۳۳ میں علماء سوء کی ...مت اور علماء حق کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

جو علماء اس بلا میں مبتلا ہیں اور اس کمینی دنیا کی محبت میں گرفتار ہیں۔ وہ علمائے دنیا میں ...سے ہیں اور برے عالم اور لوگوں میں سے بدتر اور دین کے چور یہی عالم ہیں۔ حالانکہ یہ لوگ اپنے ...آپ کو دین کا پیشوا سمجھتے ہیں، اور مخلوقات میں اپنے آپ کو سب سے بہتر خیال کرتے ہیں۔

اِسۡتَحۡوَذَ عَلَیۡہِمُ الشَّیۡطٰنُ فَاَنۡسٰہُمۡ ذِکۡرَ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ حِزۡبُ الشَّیۡطٰنِ اَلَاۤ اِنَّ حِزۡبَ الشَّیۡطٰنِ ہُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ [سورۃ المجادلۃ:۱۸]

یعنی ”اور یہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ ہم بھی کچھ ہیں خبردار کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں ان پر شیطان نے غلبہ پالیا ہے اور ان کو اللہ کی یاد سے غافل کر دیا ہے، یہ لوگ شیطان کا گروہ ہیں، آگاہ رہو کہ شیطان کا گروہ خسارہ پانے والا ہے“۔

کسی عزیز نے شیطان لعین کو دیکھا کہ فارغ بیٹھا ہے اور گمراہ کرنے و بہکانے سے بے

Marfat.com

فکر ہے۔ اس عزیز نے اس کا بھید پوچھا تو اس لعین نے جواب دیا کہ اس وقت کے برے عالموں نے اس کام میں خود میری بڑی مدد کی ہے اور مجھے اس اہم کام سے فارغ کر دیا ہے اور واقعی اس زمانے میں جو سستی وغفلت شرعی امور میں واقع ہوئی ہے اور جو فتور مذہب و دین کے رواج دینے میں ظاہر ہوا ہے سب کچھ ان برے عالموں کی نحوست اور ان کی نیتوں کے بگڑ جانے کے باعث ہے۔ ہاں وہ علماء جو دنیا سے بے رغبت ہیں اور جاہ و ریاست و مال و رفعت کی محبت سے آزاد ہیں علمائے آخرت سے ہیں اور انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں اور مخلوقات میں سب سے بہتر یہی علماء ہیں کہ کل قیامت کے روز ان کی سیاہی کو اللہ کے راستہ میں شہید ہونے والوں کے خون کے ساتھ وزن کریں گے اور ان کی سیاہی کا پلہ بھاری ہوجائے گا اور نوم العلماء عبادۃٌ انہی کے حق میں ثابت ہے۔

اسی قسم کا مضمون دفتر اول مکتوب نمبر ۵۳ میں بھی ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ ارکان اسلام کے متعلق مکتوب نمبر ۶۷ دفتر دوم میں اسلام کے ارکان خمسہ کے بارے میں کیا ایمان افروز تحریر فرماتے ہیں پڑھیں اور ایمان کی تازگی اپنے اندر محسوس کریں۔

عقائد کے درست ہونے کے بعد شرع کے اوامر کا بجالانا اور نواہی سے رک جانا جو عمل سے تعلق رکھتا ہے نہایت ضروری ہے۔ پنج وقتی نماز کو بلافتور تعدیل ارکان اور جماعت کے ساتھ ادا کرنا چاہیے۔ کیونکہ کفر اور اسلام کے درمیان فرق نماز ہی کا ہے جب نماز مسنون طریقہ پر ادا ہو جائے تو اسلام کی مضبوط رسی ہاتھ میں آجاتی ہے کیونکہ نماز اسلام کے پنجگانہ اصول میں سے دوسری اصل ہے۔ **اصل اول** اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ہے، **اصل دوم** نماز ہے، **اصل سوم** زکوٰۃ کا ادا کرنا، **اصل چہارم** ماہ رمضان کے روزے رکھنا، **اصل پنجم** بیت اللہ کا حج ہے۔ اصل اول ایمان سے تعلق رکھتی ہے۔ باقی چار اصول اعمال سے تعلق رکھتے ہیں۔ تمام عبادتوں کی جامع اور سب سے فاضل تر نماز ہے۔ قیامت کے دن پہلے نماز کا حساب ہوگا اگر نماز کا محاسبہ درست ہو گیا تو باقی محاسبے اللہ تعالیٰ کی عنایت سے آسانی سے گزر جائیں گے۔ جہاں تک ہو سکے شرعی ممنوعات سے بچنا چاہیے حق تعالیٰ کی نامرضیات کو زہر قاتل سمجھنا چاہیے اپنے قصوروں

Marfat.com

ہر وقت نظر میں رکھنا چاہئے۔ اپنی کارگذاریوں پر نادم اور شرمندہ ہونا چاہئے اور ندامت و حسرت اٹھانی چاہئے۔ بندگی کا طریق یہی ہے۔ واللہ سبحانہ الموفق۔

نیز آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوب نمبر ۳۰۴ دفتر اول میں ارشاد فرماتے ہیں:

''آخر محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے دل میں آیا کہ اعمال صالحہ سے مراد شاید اسلام کے پانچ ارکان ہیں جن پر اسلام کی بنیاد ہے اگر اسلام کے یہ اصول پنجگانہ کامل طور پر ادا ہو جائیں تو امید ہے کہ نجات و فلاح حاصل ہو جائے گی کیونکہ یہ فی حد ذاتہ اعمال صالحہ ہیں اور تمام برائیوں اور منکرات سے روکنے والے ہیں۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ [سورۃ العنکبوت:۴۵]

''بیشک نماز تمام بے حیائیوں اور برے کاموں سے روکتی ہے۔''

اس مطلب پر شاید ہے اور جب اسلام کے ان پنجگانہ ارکان کا بجالانا میسر ہو گیا تو امید ہے کہ شکر بھی ادا ہو گیا اور جب شکر ادا ہو گیا تو عذاب سے نجات مل گئی

مَایَفْعَلُ اللّٰہُ بِعَذَابِکُمْ اِنْ شَکَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ [سورۃ النساء:۱۴۷]

اگر تم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو اور ایمان لاؤ تو اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب کیوں دے گا۔

پس ان پنجگانہ ارکان کے بجالانے میں دل و جان سے کوشش کرنی چاہئے خاص طور پر نماز کے قائم کرنے میں جو دین کا ستون ہے۔ جہاں تک ہو سکے اس کے آداب میں سے کسی ادب کے ترک کرنے پر راضی نہیں ہونا چاہئے اگر نماز کو کامل طور پر ادا کر لیا تو گویا اسلام کی اصل عظیم حاصل ہو گئی اور نجات کے لئے حبل متین یعنی مضبوط رسی مل گئی۔ واللہ سبحانہ الموفق (اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے)۔''

نماز کی فضیلت

نماز کی فضیلت بیان کرتے ہوئے اپنے مکتوب نمبر ۲۰ دفتر دوم میں فرماتے ہیں:

''سب سے بہتر عمل اور سب سے فاضل تر عبادت نماز کا قائم کرنا ہے جو دین کا ستون

Marfat.com

اور مومن کی معراج ہے۔ پس اس کے ادا کرنے میں بڑی کوشش کرنی چاہئے اور کامل احتیاط برتنی چاہئے کہ نماز کے ارکان وشرائط وسنن وآداب کما حقہ ادا ہوں۔ تعدیل اور طمانیت کے بارے میں بار بار مبالغہ کیا جاتا ہے اس کی اچھی طرح محافظت کریں اکثر لوگ نماز کو ضائع کردیتے ہیں اور طمانیت اور تعدیل ارکان کو درہم برہم کردیتے ہیں ان لوگوں کے حق میں بہت سی وعیدیں اور تہدیدیں آئی ہیں جب نماز درست ہوجائے تو نجات کی بڑی امید ہے۔ کیونکہ نماز کے قائم ہونے سے دین قائم ہوجاتا ہے اور مراتب کی بلندی کی معراج کامل ہوجاتی ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوب نمبر ۲۶۶ دفتر اول میں آداب نماز، آداب وضو، نماز باجماعت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے طریقہ نماز بھی تعلیم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت مجدد صاحب قدس سرہٗ کے طریقے کے مطابق نماز کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائیں۔ (امین)

اول وضو کامل اور پورے طور پر کرنے کے سوا چارہ نہیں ہے ہر عضو کو تین بار تمام وکمال طور پر دھونا چاہئے تاکہ وضو سنت طریقہ پر ادا ہو اور سر کا مسح بالاستیعاب یعنی سارے سر کا مسح کرنا چاہئے اور کانوں اور گردن کے مسح میں احتیاط کرنی چاہئے اور بائیں ہاتھ کی خنصر یعنی چھنگلیا سے پاؤں کی انگلیوں کے نیچے کی طرف سے خلال کرنا لکھا ہے اس کی رعایت رکھیں اور مستحب کے بجالانے کو معمولی امر نہ سمجھیں مستحب اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ اور محبوب عمل ہے اگر تمام دنیا کے عوض اللہ تعالیٰ کا ایک پسندیدہ فعل معلوم ہوجائے اور اس کے مطابق عمل میسر ہوجائے تو بھی غنیمت ہے اس کا بعینہ یہی حکم ہے کہ کوئی چند خزف ریزوں یعنی ٹھیکریوں سے قیمتی موتی خرید لے اور بیہودہ وبے فائدہ جماد یعنی پتھر سے روح کو حاصل کرلے۔

کمال طہارت اور کامل وضو کے بعد نماز کا قصد کرنا چاہئے جو مومن کی معراج ہے اور کوشش کرنی چاہئے کہ فرض نماز جماعت کے بغیر نہ ادا ہو بلکہ امام کے ساتھ تکبیر اولیٰ بھی ترک نہیں ہونی چاہئے اور نماز کو مستحب وقت میں ادا کرنا چاہئے، قرأت میں قدر مسنون کو مدنظر رکھنا چاہئے۔ رکوع وسجود میں طمانیت ضروری ہے کیونکہ بقول مختار فرض ہے یا واجب، قومہ میں اس طرح سیدھا کھڑا ہونا چاہئے کہ تمام بدن کی ہڈیاں اپنی اپنی جگہ پر آجائیں اور کھڑے ہونے کے بعد طمانیت درکار ہے کیونکہ طمانیت فرض ہے یا واجب یا سنت، علیٰ اختلاف الاقوال ایسے ہی جلسہ میں

Marfat.com

دو سجدوں کے درمیان ہے اچھی طرح بیٹھنے کے بعد اطمینان ضروری ہے جیسا کہ قومہ میں اور رکوع وسجود کی کم سے کم تسبیحیں تین بار ہیں اور زیادہ سے زیادہ سات بار یا گیارہ بار ہیں، علیٰ اختلاف الاقوال اور امام کی تسبیح مقتدیوں کے حال کے اندازہ سے ہونی چاہئے۔ شرم کی بات ہے کہ انسان اکیلا نماز پڑھنے کی حالت میں طاقت کے ہوتے ہوئے اقل تسبیحات پر کفایت کرے اگر زیادہ نہ ہوسکے تو پانچ یا سات بار تو کہے اور سجدہ کرتے وقت اول وہ اعضا زمین پر رکھے جو زمین کے نزدیک ہیں پس اول دونوں زانو زمین پر رکھے پھر دونوں ہاتھ پھر ناک پھر پیشانی، زانو اور ہاتھ رکھتے وقت دائیں طرف سے شروع کرنا چاہئے اور سر اٹھاتے وقت اول ان اعضاء کو اٹھانا چاہئے جو آسمان سے نزدیک ہیں پس پہلے پیشانی اٹھانی چاہئے اور قیام کے وقت اپنی نظر کو سجدہ کی جگہ پر اور رکوع کے وقت اپنے پاؤں پر اور سجدہ کے وقت نوک بینی پر اور جلوس کے وقت اپنے دونوں ہاتھوں پر یا اپنی گود کی طرف رکھنا چاہئے جب نظر کو پراگندہ ہونے سے روک رکھیں اور مذکورہ بالا جگہوں پر لگائے رکھیں تو سمجھ لینا چاہئے کہ نماز جمعیت کے ساتھ میسر ہوگئی اور خشوع والی نماز حاصل ہوگئی۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ سے منقول ہے اور ایسے ہی رکوع کے وقت دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو کھلا رکھنا اور سجود کے وقت انگلیوں کا ملانا سنت ہے اس کو بھی مدنظر رکھنا چاہئے انگلیوں کا کھلا رکھنا یا ملانا بے تقریب و بے فائدہ نہیں ہے۔ صاحب شرع نے اس میں کئی قسم کے فائدے ملاحظہ کرکے اس پر عمل کیا ہے۔ صاحب الشریعت ﷺ کی متابعت کے برابر کوئی فائدہ نہیں ہے۔ یہ سب احکام مفصل اور واضح طور پر کتب فقہ میں مذکور ہیں۔ یہاں بیان کرنے سے مقصود یہ ہے کہ علم فقہ کے مطابق عمل بجالانے میں ترغیب ہو۔"

حضرت قیوم زماں امام ربانی مجدد اعظم الف ثانی قدس سرہٗ اپنے مکتوب نمبر ۶۹ دفتر دوم میں نماز کی حقیقت اور برکات کے متعلق احکامِ نماز کو بیان کرتے ہوئے کیا خوبصورت تحریر فرماتے ہیں:

"چونکہ اس زمانے میں اکثر لوگ نماز کے ادا کرنے میں سستی کرتے ہیں اور طمانیت و تعدیل ارکان میں کوشش نہیں کرتے اس لئے اس بارے میں تاکید اور مبالغہ سے لکھا جاتا ہے غور سے سنیں۔"

Marfat.com

مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ چوروں میں سے بڑا چور وہ ہے جو اپنی نماز میں چوری کرتا ہے حاضرین نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی نماز میں کوئی کس طرح چراتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نماز میں چوری یہ ہے کہ وہ رکوع وسجود کو اچھی طرح ادا نہیں کرتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز کی طرف نہیں دیکھتا جو رکوع وسجود میں اپنی پیٹھ کو ثابت نہیں رکھتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو نماز ادا کرتے دیکھا کہ رکوع وسجود پوری طرح نہیں کرتا تو فرمایا کہ کیا تو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا اگر تو اسی عادت پر مر گیا تو دین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تیری موت نہ ہوگی بلکہ تو دین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف پر مرے گا۔

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم میں سے کسی کی نماز پوری نہیں ہوگی جب تک کہ رکوع کے بعد سیدھا نہ کھڑا ہو اور اپنی پیٹھ کو ثابت نہ رکھے اور اس کا ہر ایک عضو اپنی اپنی جگہ پر قرار پکڑے۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کے وقت اپنی پشت کو درست نہیں کرتا اور ثابت نہیں رکھتا اس کی نماز تمام نہیں ہوتی۔ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک نمازی کے پاس سے گزرے دیکھا کہ احکام وارکان وقومہ وجلسہ بخوبی ادا نہیں کرتا فرمایا کہ اگر تو اسی عادت پر مر گیا تو قیامت کے دن تجھ کو میری امت میں نہ کہیں گے۔ اور دوسری روایت میں فرمایا کہ اگر تو اسی حالت پر مر گیا تو دین محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر نہیں مرے گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک شخص ساٹھ سال تک نماز پڑھتا رہتا ہے اور اس کی ایک نماز بھی قبول نہیں ہوتی ایسا شخص وہ ہے جو رکوع وسجود کو بخوبی ادا نہیں کرتا۔

روایت ہے کہ زید بن وہب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ نماز پڑھ رہا ہے اور رکوع و سجود پوری طرح ادا نہیں کرتا اس شخص کو بلایا اور اس سے پوچھا کہ تو کب سے اس طرح کی نماز پڑھ رہا ہے اس نے کہا چالیس سال سے فرمایا کہ اس چالیس سال کے عرصہ میں تیری کوئی نماز نہ ہوئی اگر تو مر گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر نہ مرے گا۔

منقول ہے کہ جب مومن بندہ نماز کو اچھی طرح ادا کرتا ہے اور اس کے رکوع وسجود کو بخوبی بجا لاتا ہے تو اس کی نماز بشاشت والی اور نورانی ہوتی ہے۔ فرشتے اس نماز کو آسمان پر لے جاتے ہیں وہ نماز اپنے نمازی کے لئے دعا کرتی ہے اور کہتی ہے: "حفظك الله سبحانه

Marfat.com

کما حفظتنی" یعنی "اللہ تعالیٰ تیری حفاظت کرے جس طرح تو نے میری حفاظت کی"
اگر نماز کو اچھی طرح ادا نہیں کرتا تو وہ نماز ظلمت والی رہتی ہے۔ فرشتوں کو اس نماز سے کراہت
ہوتی ہے اور اس کو آسمان پر نہیں لے جاتے وہ نماز اس نمازی پر بددعا کرتی ہے اور کہتی ہے:
ضیعک اللہ تعالیٰ کماضیعتنی "یعنی" اللہ تعالیٰ تجھے ضائع کرے جس طرح تو نے
مجھے ضائع کیا"۔

پس نماز کو پوری طرح ادا کرنا چاہیے۔ تعدیل ارکان یعنی رکوع وسجود وقومہ وجلسہ اچھی طرح بجالانا چاہیے اور دوسرے لوگوں کو بھی رہنمائی کرنی چاہیے کہ وہ نماز کو کامل طور پر ادا کریں اور طمانیت وتعدیل ارکان میں کوشش کریں۔ کیونکہ اکثر لوگ اس دولت سے محروم ہیں اور یہ عمل متروک ہو رہا ہے اس عمل کا زندہ کرنا دین کی اہم ضروریات میں سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص میری کسی مردہ سنت کو زندہ کرتا ہے اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملتا ہے اور جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کے وقت صفوں کو برابر کرنا چاہیے۔ نمازیوں میں سے کوئی شخص آگے پیچھے کھڑا نہ ہو۔ کوشش کرنی چاہیے کہ سب ایک دوسرے کے برابر ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوّل صفوں کو درست فرمالیا کرتے تھے پھر تکبیر تحریمہ کہا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صفوں کو درست کرنا نماز کی اقامت ہے۔

رَبَّنَا اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا

[سورۃ الکھف: ۱۰]

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ مکتوب نمبر ۲۸۸ دفتر اول میں نوافل نماز کو جماعت کے ساتھ ادا کرنے کی ممانعت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

جاننا چاہیے کہ اس زمانے میں اکثر خاص وعام لوگ نوافل کے ادا کرنے میں بہت زیادہ اہتمام کرتے ہیں اور فرض نمازوں میں سستی کرتے ہیں اور ان میں سنن ومستحبات کی رعایت بہت کم کرتے ہیں۔ نوافل کو عزیز جانتے ہیں اور فرائض کو ذلیل وخوار کرتے ہیں بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ فرائض کو مستحب وقتوں میں ادا کریں۔ جماعت مسنونہ کی تکثیر (زیادتی) میں بلکہ نفس جماعت میں کوئی پابندی نہیں کرتے اور نفس فرائض کو غفلت وسستی سے ادا کرنا غنیمت جانتے ہیں

Marfat.com

اور عاشورا (دسویں محرم) کے روز اور شب برأت اور ماہِ رجب کی ستائیسویں شب اور ماہِ رجب کے اوّل جمعہ کی شب کو جس کا نام انہوں نے لیلۃ الرغائب رکھا ہے نہایت اہتمام کر کے نوافل کو بہت بڑی جمعیت کے ساتھ جماعت سے ادا کرتے ہیں اور اس کو نیک و مستحسن خیال کرتے ہیں اور نہیں جانتے کہ یہ نوافل اہتمام کے ساتھ جماعت سے ادا کرنا شیطان کا مکر و فریب ہے جو کہ سیئات کو حسنات کی صورت میں ظاہر کرتا ہے۔

شیخ الاسلام مولانا عصام الدین ہروی رحمۃ اللہ علیہ شرح وقایہ کے حاشیہ میں فرماتے ہیں کہ نوافل کو جماعت سے ادا کرنا اور فرضوں کی جماعت کو ترک کرنا شیطان کا مکر و فریب ہے۔

جاننا چاہئے کہ نوافل کو بڑی جماعت کے ساتھ ادا کرنا مکروہ و مذمومہ بدعتوں میں سے ہے اور ان بدعتوں میں سے ہے جن کے حق میں حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے "من احدث فی دیننا ھذا فھو رد" یعنی "جس نے ہمارے اس دین میں نئی بات نکالی وہ رد ہے۔"

جاننا چاہئے کہ نوافل کو جماعت کے ساتھ ادا کرنا فقہ کی بعض روایتوں میں مطلق طور پر مکروہ ہے اور بعض روایات میں کراہت تداعی اور تجمیع (یعنی بلانے اور اجتماع) کے ساتھ مشروط ہے۔ اگر تداعی کے بغیر ایک دو آدمی مسجد کے گوشہ میں نفل کو جماعت سے ادا کریں تو بغیر کراہت کے جائز ہے۔ تین آدمیوں میں مشائخ کا اختلاف ہے اور بعض روایات میں چار آدمیوں کی جماعت بالاتفاق مکروہ ہے اور بعض روایات میں یہ ہے کہ مکروہ ہے۔ فتاویٰ سراجیہ میں ہے کہ تراویح اور کسوف کی نماز کے سوا دیگر نوافل کو جماعت سے ادا کرنا مکروہ ہے اور فتاویٰ غیاثیہ میں ہے کہ شیخ امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ رمضان کے سوا نوافل نماز کو جماعت سے ادا کرنا جبکہ تداعی کے طریق پر ہو تو مکروہ ہے لیکن اذان و اقامت کے بغیر گوشہ مسجد میں ادا کئے جائیں تو بالاتفاق مکروہ نہیں ہے اور چار میں اختلاف ہے اور اصح یہی ہے کہ مکروہ ہے۔ اور فتاویٰ شافیہ میں ہے کہ ماہ رمضان کے سوا نوافل کو جماعت سے ادا نہ کریں اور نوافل کو تداعی کے طور پر یعنی اذان و اقامت کے ساتھ ادا کرنا مکروہ ہے۔ لیکن اگر ایک یا دو آدمی اقتدا کر لیں جو تداعی کے طور پر نہ ہو تو مکروہ نہیں اور اگر تین اقتدا کریں تو اس میں مشائخ رحمہم اللہ کا اختلاف ہے اور اگر چار اقتدا

Marfat.com

ہیں تو بالاتفاق مکروہ ہے۔

اس قسم کی اور بھی بہت سے روایتیں ہیں اور فقہ کی کتابیں ان سے بھری ہوئی ہیں اگر کوئی ایسی روایت ظاہر ہو جائے جس میں عدد کا ذکر نہ ہو اور اس سے مطلق طور پر نفل کو جماعت سے ادا کرنا جائز ثابت ہوتا ہو تو اس کو مقید پر محمول کرنا چاہئے جو دوسری روایات میں جمع ہے اور مطلق سے مقید پر حمل کرنا جائز بلکہ لازم جانتے ہیں اور اگر ہم بفرض محال حمل نہ بھی کریں اور اطلاق پر ہی رہنے دیں جبکہ یہ مطلق قوت (ثبوت) میں مقید کے برابر ہو تو وہ اس مقید کا معارض ہوگا۔ حالانکہ قوت میں مساوات ممنوع ہے کیونکہ کراہت کی روایتیں باوجود کثرت کے مختار اور مفتیٰ بہا ہیں برخلاف اباحت کی روایتوں کے اور اگر مساوات کو بھی مان لیں تو ہم کہتے ہیں کہ کراہت واباحت کے دلائل باہم متعارض ہونے کی صورت میں کراہت ہی کی جانب کو ترجیح ہے کیونکہ احتیاط کی رعایت اسی میں ہے۔ جیسا کہ اصول فقہ کے جاننے والوں کے نزدیک مقرر ہے۔

پس وہ لوگ جو روز عاشورا اور شب برات اور لیلۃ الرغائب میں نماز نوافل کو جماعت کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور دو دو سو یا تین تین سو یا اس سے کم زیادہ آدمی مسجدوں میں جمع ہوتے ہیں اور اس نماز و اجتماع اور جماعت کو مستحسن خیال کرتے ہیں ایسے لوگ بالاتفاق فقہاء امرِ مکروہ کے مرتکب ہیں اور مکروہ کو مستحسن جاننا بڑا بھاری گناہ ہے۔ کیونکہ حرام کو مباح جاننا کفر تک پہنچا دیتا ہے اور مکروہ کو حسن و نیک و بہتر سمجھنا ایک درجہ اس سے کم ہے۔ اس فعل کی برائی کو اچھی طرح ملاحظہ کرنا چاہئے اور کراہت کے رفع کرنے کے بارے میں ان کے پاس سند عدم تداعی ہے ہاں عدم تداعی بعض روایات کے مطابق کراہت کو دفع کرتی ہے لیکن یہ ایک یا دو کے ساتھ مخصوص ہے اور وہ بھی اس شرط پر کہ گوشہ مسجد میں ہو وبدونھا خرط القتاد اس کے علاوہ بے فائدہ رنج ہے۔

جاننا چاہئے کہ تداعی سے مراد نماز نفل کے ادا کرنے کے لئے ایک دوسرے کو خبر دینا ہے اور یہ معنی ان جماعتوں میں متحقق ہیں۔ کیونکہ قبیلہ عاشورہ وغیرہ کے دن ایک دوسرے کو خبر کرتے اور بلاتے ہیں کہ فلاں شیخ یا فلاں عالم کی مسجد میں جانا چاہئے اور نماز کو جمعیت سے ادا کرنا

Marfat.com

چاہئے اور اس فعل کو بطریق عادت ادا کرتے ہیں۔ اس قسم کی اطلاع دینا اذان واقامت سے ابلغ ہے پس تداعی بھی ثابت ہوگئی۔ اگر تداعی کو اذان واقامت پر ہی مخصوص رکھیں جیسا کہ بعض روایات میں واقع ہے اور اس سے اذان واقامت کی حقیقت مراد لیں تو پھر بھی جواب وہی ہے جو اوپر گذر چکا کہ ایک یا دو کے ساتھ مخصوص ہے وہ بھی دوسری شرط کے ساتھ جو اوپر مذکور ہو چکی (یعنی مسجد کے گوشہ میں ہو)۔

جاننا چاہئے کہ چونکہ نوافل میں ریا وسمعہ کا دخل ہوسکتا ہے اس لئے ادائے نوافل کی بنیاد اخفا وتستر یعنی پوشیدگی پر ہے اور جماعت اخفا کے منافی ہے اور فرائض کے ادا کرنے میں اظہار و اعلان مطلوب ہے کیونکہ یہ ریا وسمعہ کی آمیزش سے پاک ہے۔ پس ان کا جماعت کے ساتھ ادا کرنا مناسب ہے یا ہم یہ کہتے ہیں کہ کثرت اجتماع فتنہ پیدا ہونے کا محل ہے یہی وجہ ہے کہ نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے سلطان یا اس کے نائب کا حاضر ہونا شرط ہے تاکہ فتنہ کے پیدا ہونے سے امن ثابت ہو اور ان کے مکروہہ جماعتوں میں بھی فتنہ پیدا ہونے کا قوی احتمال ہے پس یہ اجتماع بھی مشروع نہ ہوگا بلکہ منکر اور ممنوع ہوگا حدیث نبوی میں ہے "الفتنة نائمة لعن الله من ایقظها" یعنی "فتنہ سویا ہوتا ہے جو اس کو جگاتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔"

پس اسلام کے والیوں اور قاضیوں اور محتسبوں کو لازم ہے کہ اس اجتماع سے منع کریں اور اس بارے میں بہت ہی زجر وتنبیہ کریں تاکہ یہ بدعت جس سے فتنہ برپا ہونے کا اندیشہ ہے جڑ سے اکھڑ جائے۔ "والله یحق الحق وهو یهدی السبیل"۔

آج کل نوافل با جماعت کو رواج دیا جارہا ہے علماء حضرات کو اس طرف توجہ کرنی چاہئے اس بدعت کے رد میں پوری کوشش کرنی چاہئے بعض علماء جو سلسلہ مجددیہ سے بھی وابستہ ہیں وہ بھی اس مرض میں مبتلا ہیں ان سے التماس ہے کہ وہ قرآن وسنت کے ساتھ ساتھ اپنے مرشد حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی تعلیمات کو بھی اپنے زیر مطالعہ رکھیں تاکہ استقامت سنت اور سنت کو زندہ کرنے کی توفیق اللہ تعالیٰ سے مجدد صاحب کے مکتوب کی روشنی میں نصیب ہوسکے بدعت کو اپنے عمل سے رد کرنے کی قوت وتوفیق نصیب ہو جائے۔" آمین۔

Marfat.com

ائض کے مقابلہ میں نوافل کا حکم

آپ رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نمبر ۲۶۰ دفتر اول میں نماز فرائض سے غفلت برتنے اور نوافل کو اہمیت دینے پر صوفیائے خام کی مذمت کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں۔

''اور شک نہیں کہ نوافل فرضوں کے مقابلے میں کسی گنتی میں نہیں ہیں۔ کاش! ان کے درمیان قطرہ اور دریائے محیط ہی کی نسبت ہوتی بلکہ سنت کے مقابلہ میں نفل کی یہی نسبت ہے۔ اگرچہ سنت وفرض کے درمیان بھی قطرہ اور دریا کی نسبت ہے پس دونوں قربوں (قرب بالنوافل و قرب بالفرائض) کے درمیان تفاوت اس سے قیاس کرنا چاہئے اور عالم خلق کا شرف عالم امر پر اس تفاوت سے سمجھ لینا چاہئے۔ اکثر لوگ چونکہ اس معنی سے بے نصیب ہیں فرائض کو خراب کر کے نوافل کی ترویج میں کوشش کرتے ہیں۔

صوفیائے خام ذکر وفکر کو ضروری سمجھ کر فرضوں اور سنتوں کے بجالانے میں سستی کرتے ہیں اور چلے وریاضتیں اختیار کر کے جمعہ وجماعت ترک کر دیتے ہیں وہ یہ نہیں جانتے کہ ایک فرض کا جماعت کے ساتھ ادا کرنا ان کے ہزار چلوں سے بہتر ہے۔ ہاں! آداب شرعیہ کو مدنظر رکھ کر ذکر وفکر میں مشغول ہونا بہت ہی بہتر اور ضروری ہے۔''

اور علماء بے سرانجام بھی نوافل کے رواج دینے میں سعی کرتے ہیں اور فرائض کو خراب و ابتر کرتے ہیں مثلاً نماز عاشورا کو جو پیغمبر علیہ السلام سے صحت تک نہیں پہنچتی جماعت و جمعیت تمام کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ حالانکہ جانتے ہیں کہ فقہ کی روایتیں نفلی نماز کی جماعت کی کراہت پر ناطق ہیں اور فرضوں کے ادا کرنے میں سستی کرتے ہیں۔ ایسا کم ہوتا ہے کہ فرض کو مستحب وقت میں ادا کریں۔ بلکہ اصل وقت سے بھی تجاوز کر جاتے ہیں اور جماعت کی بھی چنداں پابندی نہیں کرتے ہیں۔ جب اسلام کے پیشواؤں کا یہ حال ہے تو پھر عوام کا کیا حال بیان کیا جائے۔ اس عمل کی بدبختی سے اسلام میں ضعف پیدا ہو گیا اور اس فعل کی ظلمت سے بدعت وخواہش نفسانی ظاہر ہو گئی ہے۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نمبر ۳۰۵ دفتر اول میں نماز میں حضورِ قلب کے معنی بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

Marfat.com

''اللہ تعالیٰ تجھے ہدایت دے! واضح ہو کہ نماز کے کامل طور پر ادا کرنے سے مراد یہ کہ نماز کے فرائض و واجبات اور سنت و مستحب جن کی تفصیل کتب فقہ میں بیان ہو چکی ہے۔ سب کے سب ادا کیے جائیں۔ ان چاروں امور کے سوا اور کوئی ایسا امر نہیں ہے جس کا نماز کو کامل کرنے میں دخل ہو، نماز کا خشوع بھی انہی چاروں امور میں مندرج ہے اور دل کا خشوع و خضوع بھی انہی پر وابستہ ہے۔ بعض لوگ ان اُمور کے صرف جان لینے کو کافی سمجھتے ہیں اور عمل میں سستی اور کاہلی کرتے ہیں اس لئے نماز کے کمالات سے بے نصیب رہتے ہیں۔''

بعض لوگ حق تعالیٰ کے ساتھ حضورِ قلب میں بڑا اہتمام کرتے ہیں۔ لیکن اعمال ادبیہ جوارح میں کم مشغول ہوتے ہیں اور صرف سنتوں اور فرضوں پر کفایت کرتے ہیں۔ یہ لوگ بھی نماز کی حقیقت سے واقف نہیں ہیں۔ یہ لوگ نماز کے کمال کو غیر نماز سے ڈھونڈھتے ہیں۔ کیونکہ حضورِ قلب کو نماز کے احکام سے نہیں جانتے اور یہ جو حدیث شریف میں آیا ہے: ''لا صلوٰۃ الا بحضور القلب''۔ یعنی ''نماز حضورِ قلب کے بغیر کامل نہیں ہوتی''، ممکن ہے کہ اس حضورِ قلب سے مراد یہ ہو کہ ان امورِ اربعہ کے ادا کرنے میں دل کو حاضر رکھا جائے۔ تا کہ ان امور میں سے کسی امر کے بجالانے میں کچھ فتور واقع نہ ہو اور اس حضور کے سوا اور کوئی حضور اس وقت اس فقیر کی سمجھ میں نہیں آتا۔''

کلماتِ اذان کے اسرار

حضرت قیوم زماں مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اپنے مکتوب نمبر ۳۰۲ دفتر اول میں اذان کے کلمات کے اسرار بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کیا نفیس باطنی تحریر کرتے ہیں:

حمد و صلوٰۃ کے بعد جاننا چاہئے کہ اذان کے کلمات سات ہیں اللّٰہ اکبر ۝ اللّٰہ اکبر ۝ یعنی اللہ کی شان اس سے بہت بلند ہے کہ اس کو کسی عابد کی عبادت کی حاجت ہو اس مہتم بالشان معنی کی تاکید کیلئے یہ کلمہ چار بار دہرایا گیا ہے۔ اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ ۝ یعنی میں شہادت دیتا ہوں کہ حق تعالیٰ اپنی کبریائی اور کسی عبادت سے مستغنی ہونے کے باوجود عبادت کا مستحق بھی وہی حق سبحانہٗ و تعالیٰ ہی ہے اس کے سوا اور کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ اشھد

Marfat.com

...محمد رسول اللّٰہ O یعنی میں شہادت دیتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ...س کی طرف سے عبادت کا طریقہ پہنچانے والے ہیں اور حق تعالیٰ کی پاک بارگاہ کے لائق وہی ...ادت ہے جو آنحضرت ﷺ کی تبلیغ و رسالت کے ذریعہ حاصل ہوئی ہے۔

حی علی الصلوٰۃ O حی علی الفلاح O یہ دو کلمے وہ ہیں جن کے ...ریعے نمازی کو فلاح و کامیابی کی طرف لے جانے والی فرض نماز کی ادائیگی کی طرف بلایا ...تا ہے اللہ اکبر یعنی کسی کی عبادت اس پاک جناب کے لائق نہیں۔ لا الٰہ الا اللّٰہ O یعنی ...ی حق تعالیٰ عبادت کا مستحق ہے اگرچہ کسی سے اس کی پاک جناب کے لائق عبادت ہو ہی نہیں ...تی نماز کی بزرگی شان ان کلمات کی بزرگی سے جو نماز کے اعلان کے لئے شارع علیہ السلام نے مقرر ...رمائے ہیں سمجھنی چاہئے۔

سالے کہ نکوست از بہارش پیدا

یعنی سال اچھا ہے وہی جس کی بہار اچھی ہے۔

اور یہ جو حدیث نبوی ﷺ میں ہر فرض نماز کے بعد سو دفعہ تسبیح و تحمید و تہلیل کا حکم ہے۔ فقیر کے علم میں اس کا بھید یہ ہے کہ ادائے نماز میں جو قصور و کوتاہی واقع ہوئی ہے اس کی تلافی تسبیح و تکبیر کے ساتھ کی جائے اور اپنی عبادت کے ناتمام و نالائق ہونے کا اقرار کیا جائے اور چونکہ حق تعالیٰ کی توفیق سے عبادت کا ادا کرنا میسر ہوا ہے تو اس نعمت کا حمد و شکر بجا لانا چاہئے اور حق تعالیٰ کے سوا اور کسی کو عبادت کا مستحق نہ بنانا چاہئے۔ جب نماز اس طرح شرائط و آداب کے ساتھ ادا ہو جائے اور اس کے بعد تہ دل سے ان کلمات طیبہ کے ساتھ تقصیر و کوتاہی کی تلافی کر لی جائے اور توفیق عبادت کی نعمت کا شکر ادا کیا جائے اور حق تعالیٰ کے سوا کسی غیر کے مستحق عبادت ہونے کی نفی کر لی جائے تو امید ہے کہ وہ نماز حق تعالیٰ کے نزدیک قبول کے لائق ہوگی اور وہ نمازی عذاب سے نجات پائے گا۔ اللّٰھم اجعلنا من المصلین المفلحین بحرمۃ سید المرسلین علیہ و علیھم الصلوٰۃ والتسلیمات۔

Marfat.com

اسرار الصلوٰۃ

نیز آپ رحمۃ اللہ علیہ دفتر اول مکتوب نمبر ۱۳۷ میں نماز کے اسرار بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔ پڑھیں اور اپنے سینے میں ایمان کی حلاوت محسوس کریں:

جاننا چاہئے کہ نماز میں تکبیر اولیٰ سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حق تعالیٰ عابدوں کی عبادت اور نمازیوں کی نماز سے مستغنی و برتر ہے اور وہ تکبیریں جو ارکان کے بعد ہیں وہ اس امر کے رموز و اشارات ہیں کہ یہ رکن جو ادا ہوا ہے حق تعالیٰ کی بارگاہ قدس کی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ رکوع کی تسبیح میں چونکہ تکبیر کے معنی ملحوظ ہیں اس لئے آخر رکوع میں تکبیر کہنے کا حکم نہ فرمایا برخلاف دونوں سجدوں کے کہ باوجود ان کی تسبیحوں کے اول و آخر تکبیر کہنے کا امر کیا ہے تا کہ کسی کو یہ وہم نہ ہو کہ سجود میں چونکہ نہایت فروتنی و پستی اور نہایت ذلت و انکسار ہے اس لئے حق عبادت ادا ہو جاتا ہے اسی وہم کے دور کرنے کے لئے سجود کی تسبیح میں لفظ اعلیٰ کو اختیار کیا ہے اور تکبیر کا تکرار بھی مسنون ہوا اور چونکہ نماز مؤمن کی معراج ہے اس لئے آخر نماز میں ان کلمات کے پڑھنے کا حکم صادر فرمایا جن کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شب معراج میں مشرف ہوئے تھے۔ پس نمازی کو چاہئے کہ نماز کو اپنی معراج بنائے اور نماز ہی میں نہایت قرب حاصل کرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اقرب مایکون العبد من الرب فی الصلوٰۃ یعنی ''بندہ کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ سب سے زیادہ قرب نماز میں حاصل ہوتا ہے۔'' اور نمازی چونکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مناجات کرتا ہے اور نماز کے ادا کرتے وقت حق تعالیٰ کی عظمت و جلال کا مشاہدہ کر کے حق تعالیٰ کا رعب و ہیبت اس پر چھا جاتا ہے اس لئے اس کی تسلی کے واسطے نماز کو دو سلاموں پر ختم کرنے کا امر فرمایا۔

نماز کی بلندی شان

جاننا چاہئے کہ وہ لذت جو نماز کے ادا کرنے کے وقت حاصل ہوتی ہے نفس کا اس میں کچھ فائدہ نہیں ہے۔ عین اس لذت حاصل کرنے کے وقت وہ نالہ و فغاں میں ہے۔ سبحان اللہ کیا عجیب مرتبہ ہے۔

Marfat.com

هنيئاً لارباب النعيم نعيمها

ہم جیسے حریص آدمیوں کو اس قسم کی باتوں کا کہنا اور سننا بھی غنیمت ہے۔

بارے بہ ہیچ خاطر خود شاد میکنم

اور نیز جان لیں کہ دنیا میں نماز کا رتبہ آخرت میں رویت کے رتبہ کی طرح ہے دنیا میں بہت قرب نماز میں ہے اور آخرت میں نہایت قرب رویت کے وقت اور جان لیں کہ باقی تمام عبادات نماز کیلئے وسیلہ ہیں اور نماز اصلی مقصد ہے۔ والسلام والاکرام۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ مکتوب نمبر ۲۶۱ دفتر اول میں نماز معراج المؤمنین ہے کہ متعلق کیا انمول روحانی جواہرات ارشاد فرماتے ہیں:

حمد وصلوٰۃ و تبلیغ دعوات کے بعد میرے عزیز بھائی ارشدہ اللہ سبحانہٗ کو معلوم ہو کہ نماز اسلام کے پانچ ارکان میں سے دوسرا رکن ہے اور تمام عبادات کی جامع ہے اور ایک ایسا جزو ہے جس نے جامعیت کے سبب سے کل کا حکم پیدا کرلیا ہے اور تمام اعمال مقربہ پر سبقت لے گئی ہے۔ رویت باری تعالیٰ کی جو دولت سرور عالم وعالمیان ﷺ کو معراج کی رات بہشت میں حاصل ہوئی تھی دنیا میں نزول فرمانے کے بعد اس جہان کے مناسب وہ دولت آپ کو نماز میں میسر ہوتی تھی۔ اس لئے آپ ﷺ نے فرمایا ہے: الصلوٰۃ معراج المؤمنین یعنی ''نماز مؤمنین کی معراج ہے۔'' نیز آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اقرب مایکون العبد من الرب فی الصلوٰۃ یعنی ''سب سے زیادہ قرب جو بندے کو رب سے ہوتا ہے وہ نماز میں ہے۔'' اور آنحضرت ﷺ کے کامل تابعداروں کو اس جہان میں اس دولت کا بہت سا حصہ نماز میں حاصل ہے اگرچہ رویت میسر نہیں ہے کیونکہ یہ جہان اس کی طاقت نہیں رکھتا اگر حق تعالیٰ نماز کا حکم نہ دیتا تو چہرہ مقصود سے نقاب کون اٹھاتا اور طالب کو مطلوب کی طرف کون رہنمائی کرتا نماز ہی غمزدوں کی غمگسار اور بیماروں کو راحت بخش ہے۔ حدیث: ''ارحنی یابلال'' یعنی ''اے بلال (رضی اللہ عنہ)! مجھے راحت دے'' میں اسی معاملہ کا رمز ہے۔ اور حدیث: ''قرۃ عینی فی الصلوٰۃ'' یعنی ''میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں ہے'' میں اسی آرزو کی طرف اشارہ ہے۔ ذوق ومواجید اور علوم ومعارف اور احوال ومقامات اور انوار والوان اور تلوینات وتمکینات اور تجلیات، باکیف وبے کیف

Marfat.com

اور ظہورات رنگا رنگ و بے رنگ ان میں سے جو کچھ نماز کے بغیر میسر ہوں اور نماز کی حقیقت سے آگاہی کے بغیر ظاہر ہوں ان سب کا منشا ظلال و امثال ہے بلکہ وہم و خیال سے پیدا ہوئے ہیں۔

جو نمازی کہ نماز کی حقیقت سے آگاہ ہے وہ نماز کی ادائیگی کے وقت گویا عالم دنیا سے باہر نکل جاتا ہے اور عالم آخرت میں داخل ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اس وقت اس دولت سے حصہ حاصل کر لیتا ہے جو آخرت کے ساتھ مخصوص ہے اور اصل سے ظلیت کی آمیزش کے بغیر فائدہ پا لیتا ہے کیونکہ عالم دینا کمالات ظلی تک محدود ہے اور وہ معاملہ جو ظلال سے باہر ہے وہ آخرت کے ساتھ مخصوص ہے۔ پس معراج سے گریز نہیں ہے اور وہ مؤمنین کے حق میں نماز ہے اور یہ دولت اس امت کے ساتھ مخصوص ہے کہ اپنے پیغمبر علیہ السلام کی متابعت کے سبب جو کہ شب معراج میں دنیا سے آخرت میں تشریف لے گئے اور بہشت میں پہنچ کر حق تعالیٰ کی رویت کی دولت سے مشرف ہوئے یہ امت اس کمال کے ساتھ مشرف اور اس سعادت سے فیضیاب ہوئی۔

تلاوت قرآن مجید افضل العبادات ہے

نیز آپ رحمۃ اللہ علیہ دفتر سوم مکتوب نمبر ۱۰۰ میں تلاوت قرآن مجید کی اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''پس خدائے تعالیٰ کی بارگاہ میں تمام اشیاء سے زیادہ قرآن مجید ہے اور حق تعالیٰ کی صفات میں سب سے زیادہ ظاہر بھی یہی صفت ہے جس کو ظلیت کی گرد بھی نہیں لگی۔ قرآن پاک تقدیم و تاخیر کے خس و خاشاک کو محجوبوں کی آنکھ میں ڈال کر اپنی اصالت کے ساتھ عالم ظلال میں جلوہ گر ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام عبادتوں سے افضل عبادت قرآن مجید کی تلاوت ہے اور اس کی شفاعت دوسروں کی شفاعت سے زیادہ مقبول ہے۔ خواہ ملک مقرب کی شفاعت ہو یا نبی مرسل کی اور وہ نتائج و ثمرات جو قرآن مجید کی تلاوت پر مرتب ہوتے ہیں تفصیل سے باہر ہیں۔ بسا اوقات قرآنِ مجید اپنے تلاوت کرنے والے کو ایسے بلند درجات تک پہنچا دیتا ہے کہ وہاں بال کے گذرنے کی بھی گنجائش نہیں ہو سکتی۔''

ماہِ صیام کے فضائل و برکات کے متعلق حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ مکتوب

Marfat.com

مکتوب نمبر ۴۵ دفتر اول میں امت محمدیہ ﷺ کی راہبری وراہنمائی کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"جاننا چاہئے کہ رمضان المبارک کا مہینہ بڑا بزرگ ومبارک ہے۔ نفلی عبادت از قسم نماز و روزہ وصدقہ وغیرہ جو اس مہینے میں ادا کی جائے دوسرے دنوں کے فرضوں کے ادا کرنے کے برابر ہے اور اس مہینے کے فرضوں کا ادا کرنا دوسرے مہینوں کے ستر (۷۰) فرضوں کے ادا کرنے کے برابر ہے۔ اگر کوئی شخص اس مہینے میں کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے تو اسے بخش دیتے ہیں اور اس کی گردن کو دوزخ سے آزاد کر دیتے ہیں اور اس کو اس روزہ دار کے اجر کے برابر اجر عطا کرتے ہیں بغیر اس کے کہ اس روزہ دار کے اجر کو کم کریں۔ ایسے ہی اگر کوئی اپنے غلاموں سے خدمت لینے میں کمی کرے تو حق تعالیٰ اس کو بخش دیتا ہے اور اس کی گردن کو دوزخ سے آزاد کر دیتا ہے۔ رمضان کے مہینے میں آنحضرت ﷺ قیدیوں کو آزاد فرمادیا کرتے تھے اور جو کوئی آپ سے جو کچھ مانگتا اسے عطا فرمادیتے تھے۔ اگر کسی شخص کو اس مہینے میں خیرات اور اعمال صالحہ کی توفیق حاصل ہو جائے تو تمام سال تک توفیق الٰہی اس کے شامل حال رہتی ہے اور اگر یہ مہینہ پراگندگی سے گذرا تو تمام سال ہی پراگندہ گزرتا ہے۔ جہاں تک ہو سکے اس مہینے میں جمعیت کی کوشش کرنی چاہئے اور اس مہینے کو غنیمت سمجھنا چاہئے اس مہینے کی ہر رات میں کئی ہزار دوزخ کے لائق آدمیوں کو آزاد کرتے ہیں اور اس مہینے میں بہشت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اور شیطانوں کو زنجیر ڈالتے ہیں اور رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

افطار میں جلدی کرنا اور سحری کو دیر سے کھانا سنت ہے اور اس بارے میں آنحضرت ﷺ بڑا مبالغہ فرمایا کرتے تھے اور شاید سحری میں تاخیر اور افطار میں جلدی کرنے میں اپنے عجز و احتیاج کا اظہار ہے جو مقام بندگی کے مناسب ہے اور کھجور یا چھوہارے سے افطار کرنا سنت ہے اور آپ ﷺ افطار کے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے: ذهب الظمآء وابتلت العروق وثبت الاجر ان شآء الله تعالىٰ یعنی "پیاس دور ہوگئی اور رگیں تر ہوگئیں اور اجر ثابت ہوگیا انشاء اللہ تعالیٰ" تراویح کا ادا کرنا اور قرآن مجید کا ختم کرنا اس مہینے میں سنت مؤکدہ ہے اور اس سے بڑے فائدے حاصل ہوتے ہیں۔" وفقنا الله سبحانه بحرمة حبيبه عليه وعلىٰ آله الصلوٰة والتسيمات والتحيات "

Marfat.com

ماہ رمضان المبارک کی فضیلت اور قرآن مجید کے ساتھ اس کی مناسبت

نیز آپ رحمۃ اللہ علیہ مزید مکتوب نمبر ۱۶۲ دفتر اول میں ارشاد فرماتے ہیں:

باسمہ سبحانہ! کلام کا شان جو شیونات ذاتیہ میں سے ہے تمام کمالات ذاتی و شیونات صفاتی کا جامع ہے جیسا کہ علوم گذشتہ میں ذکر ہو چکا ہے اور ماہ مبارک رمضان تمام خیرات و برکات کا جامع ہے اور جو خیر و برکت ہے وہ حضرت ذات ہی کی طرف سے پہنچتی ہے اور اس کے شیونات کا نتیجہ ہے کیونکہ جو شر و نقص کہ وجود میں آتا ہے اس کا منشاء و مبدا ذات و صفات محدثہ ہے

"مـآ اصابك من حسنة فمن الله ومآ اصابك مين سيئة فمن نفسك" [سورة النساء:۷۹]

خود نص قاطع ہے۔

پس اس ماہ مبارک کی تمام خیرات و برکات ان کمالات ذاتیہ کا نتیجہ ہیں جن کی جامع شان کلام ہے اور قرآن مجید اس شان جامع کی حقیقت کامل ہے۔ پس اس ماہ مبارک کو قرآن مجید کے ساتھ پوری پوری مناسبت ہے کیونکہ قرآن مجید تمام کمالات کا جامع ہے اور یہ قرآن اس تمام مہینے میں نازل ہوا ہے۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِىْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ [سورة البقرة:۱۸۵]

اور اسی مہینے میں شب قدر اس مہینے کا خلاصہ اور زبدہ ہے۔ وہ رات گویا اس کا مغز ہے اور یہ مہینہ اس کا پوست ہے۔ پس جس کا یہ مہینہ جمعیت سے گذر جائے اور جو اس مہینے کی خیرات و برکات سے فائدہ مند ہو جائے اس کا تمام سال جمعیت کے ساتھ اور خیر و برکت سے بھرا ہوا گذرتا ہے۔ وفقنا اللّٰہ سبحانہ للخیرات والبرکات فی ھذہ الشھر المبارك ورزقنا اللّٰہ سبحانہ النصیب الاعظم یعنی "حق تعالیٰ ہم کو اس مبارک مہینے کے خیرات و برکات حاصل کرنے کی توفیق دے اور بہت حصہ عطا فرمائے۔" حضرت رسالت خاتمیت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: "اذا افطر احدکم فلیفطر علٰی تمر فانہ برکۃ " یعنی "جب تم میں سے کوئی شخص روزہ افطار کرنا چاہے تو اس کو کھجور سے افطار کرنا چاہئے کیونکہ اس میں برکت ہے۔"

Marfat.com

آنحضرت ﷺ نے روزہ کھجور سے افطار فرمایا ہے اور کھجور میں برکت کا موجب یہ ہے کہ اس کا درخت ایک ایسا درخت ہے جو انسان کی طرح جامعیت اور عدلیت کے طور پر پیدا ہوا ہے یہی وجہ ہے کہ پیغمبر ﷺ نے کھجور کے درخت کو بنی آدم کی پھوپھی فرمایا ہے کیونکہ وہ آدم علیہ السلام کی بقیہ مٹی سے پیدا ہوا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"الرموا عمتکم النخلة فانها خلقت من بقية طينة ادم"

یعنی "اپنی پھوپھی یعنی درخت خرما کی تعظیم کرو کیونکہ وہ آدم علیہ السلام کی بقیہ مٹی سے پیدا کی گئی ہے"

اور ہوسکتا ہے کہ اس کا نام برکت اسی جامعیت کے اعتبار سے ہو۔ پس اس کے پھل یعنی کھجور سے افطار کرنا صاحب افطار کا جزو بن جاتا ہے اور درخت کی حقیقت جامع اس جزئیت کے اعتبار سے اس کے کھانے والے کی حقیقت کی جزو ہو جاتی ہے اور اس کا کھانے والا اس اعتبار سے ان بیشمار کمالات کا جامع ہو جاتا ہے جو اس کھجور کی حقیقت جامع میں مندرج ہیں۔

یہ مطلب اگرچہ اس کے مطلق کھانے میں بھی حاصل ہو جاتا ہے لیکن افطار کے وقت جو روزہ دار کے شہوات مانعہ اور لذات فانیہ سے خالی ہونے کا وقت ہے اس کا کھانا زیادہ تاثیر رکھتا ہے اور یہ مطلب کامل اور پورے طور پر ظاہر ہوتا ہے اور یہ جو آں سرور عالم ﷺ نے فرمایا ہے "نعم سحور المؤمن التمر" یعنی "مؤمن کی بہتر سحری تمر (کھجور) ہے۔" اس اعتبار سے ہوسکتا ہے کہ اس کی غذا میں جو صاحب غذا کا جزو بن جاتی ہے اس کی حقیقت کی تکمیل ہی نہ کہ اس کی غذا کی حقیقت اور جب یہ مطلب روزہ میں مفقود ہے تو اس تلافی کے لئے تمر (کھجور) کی سحور پر ترغیب فرمائی کہ گویا اس کا کھانا تمام ماکولات کے کھانے کا فائدہ رکھتا ہے اور اس کی برکت جامعیت کے اعتبار سے افطار کے وقت تک رہتی ہے اور غذا کا یہ فائدہ جو مذکور ہو چکا ہے اس تقدیر پر مرتب ہوتا ہے کہ وہ غذا تجویز شرعی کے مطابق ہو اور شرعی حدود سے سرمو تجاوز نہ ہو اور نیز اس فائدہ کی حقیقت اس وقت میسر ہوتی ہے جبکہ اس کا کھانے والا صورت سے گذر کر حقیقت تک جا پہنچا ہو اور ظاہر سے باطن تک پہنچ گیا ہو۔ تاکہ غذا کا ظاہر اس کے ظاہر کو مدد دے اور غذا کا باطن اس کے باطن کو مکمل کرے۔ ورنہ صرف ظاہری امداد ناقص ہے اور اس کا کھانے والا عین کی

Marfat.com

میں ہے۔

سعی کن تا لقمہ را سازی گہر

بعد ازاں چند انکہ میخواہی بخور

جلدی افطار کرنے اور سحری دیر سے کھانے میں حکمت یہی ہے کہ صاحب غذا کے لئے غذا کی تکمیل ہو جائے، والسلام۔"

زکوٰۃ کی ادائیگی

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ زکوٰۃ کی ادائیگی کے متعلق مکتوب نمبر ۸۲ دفتر دوم میں تحریر کرتے ہیں کہ بغیر حساب صدقہ دینے سے بہت بہتر ہے کہ زکوٰۃ سال کے بعد حساب کر کے دی جائے۔

اوّل اپنے اعتقاد کو اہل سنت والجماعت کے موافق درست کرنا چاہئے پھر احکام فقہ کے مطابق عمل کرنا چاہئے۔ خصوصاً ادائے فرض میں بڑی کوشش کرنا چاہئے اور حل وحرمت میں بڑی احتیاط بجالانی چاہئے اور عبادات نافلہ کو عبادات فرائض کے مقابلہ میں کوئی اہمیت نہیں ہے اس زمانہ کے اکثر لوگ نوافل کو رواج دیتے ہیں اور فرائض کو خراب کرتے ہیں نوافل کے ادا کرنے میں بڑی کوشش کرتے ہیں اور فرائض کو خوار و بے اعتبار سمجھتے ہیں۔ روپیہ سب کا سب وقت بے وقت مستحق اور غیر مستحق کو دیتے ہیں لیکن زکوٰۃ کے طور پر ایک پیسہ بھی مستحق کو دینا دشوار ہے۔ یہ نہیں جانتے کہ ایک پیسہ زکوٰۃ کے طور پر مصرف شرعیہ میں دینا لاکھوں روپے صدقہ نافلہ سے بہتر ہے کیونکہ ادائے زکوٰۃ میں حق تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری ہے اور صدقہ نافلہ میں اکثر ہوائے نفسانی کی تابعداری ہے۔ اسی واسطے فرض میں ریا کی گنجائش نہیں اور نفل میں ریا کا دخل ہے۔ یہی سبب ہے کہ زکوٰۃ کو ظاہر کر کے دینا بہتر ہے تا کہ تہمت دور ہو جائے اور صدقہ نافلہ کو چھپا کر دینا بہتر ہے جو قبولیت کے لئے مناسب ہے۔ غرض جب تک احکام شرعیہ کو لازم نہ پکڑیں تب تک دنیا کی مضرت سے نہیں بچ سکتے۔ اگر دنیا کا ترک حقیقی میسر نہ ہو تو ترک حکمی میں کوتاہی نہ کرنی چاہئے اور وہ اقوال وافعال میں شریعت کا لازم پکڑنا ہے۔ واللہ سبحانہ الموفق۔

(دیگر) مثلاً زکوٰۃ کے طور پر ایک پیسہ کا صدقہ کرنا جس طرح نفلی طور پر سونے کے

Marfat.com

ے بڑے پہاڑ صدقہ کرنے سے کئی درجے بہتر ہے اسی طرح اس پیسہ کے صدقہ کرنے میں کسی ب کی رعایت کرنا مثلاً اس کو کسی قریبی محتاج کو دینا بھی اس سے کئی درجے بہتر ہے۔

ستہ کی استطاعت وجوب حج کے لئے شرط ہے

حج کے متعلق حضرت مجدد اعظم قدس سرہٗ العزیز مکتوب نمبر ۲۹ دفتر اول مکتوب نمبر ۱۲۴ ر مکتوب نمبر ۱۲۳ دفتر اول میں ارشاد فرماتے ہیں:

اے محبت کے نشان والے جب آپ نے رخصت طلب کی اور جانے کا پختہ ارادہ کرلیا وداع ہونے کے وقت احتمال کے ساتھ اس قدر ذکر ہوا تھا کہ شاید ہم بھی اس سفر میں آپ کے ساتھ مل جائیں ہر چند ارادہ کیا لیکن استخارے موافق نہ ہوئے اور اس بارے میں کوئی تجویز معلوم ہوئی ناچار اس بارے میں توقف اختیار کیا۔ فقیر کی صلاح پہلے ہی آپ کے (سفر حج پر) جانے کی تھی لیکن آپ کے شوق کو دیکھ کر صاف طور پر منع نہ کیا۔ استطاعت راستہ کی شرط ہے۔ بغیر استطاعت کے تضیع اوقات ہے۔ ضروری کام چھوڑ کر غیر ضروری کام میں مشغول ہونا مناسب ہیں۔ کئی خطوں میں آپ کو یہ مضمون لکھا ہے شاید پہنچا ہے یا نہیں؟ اصل بات یہی ہے آگے آپ ـا رہیں۔ والسلام۔

فلی حج سے اگر دوسرے فرائض فوت ہوجائیں تو لایعنی میں داخل ہے

اے بھائی حدیث میں آیا ہے: "علامة اعراضه تعالیٰ عنی العبد شتغاله بما لا یعنیه " یعنی "بندے کا لایعنی باتوں میں مشغول ہونا بندہ کی طرف سے اللہ تعالیٰ کی روگردانی کی ایک علامت ہے۔" فرض کو چھوڑ کر نفل میں مشغول ہونا لایعنی میں داخل ہے۔ پس اپنے احوال کی تفتیش کرنا ضروری ہے تا کہ معلوم ہوجائے کہ وہ کس چیز میں مشغول ہے فل میں یا فرض میں۔ ایک نفلی حج کے لئے اتنے ممنوعات کا مرتکب نہ ہونا چاہئے۔ اچھی طرح لاحظہ کریں العاقل تکفیه الاشارة والسلام علیکم وعلی رفقائکم۔

حکام اجتہادیہ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ احکام اجتہادیہ کے متعلق مکتوب نمبر ۵۵ دفتر

Marfat.com

دوم میں فرماتے ہیں:

"پس ثابت ہوا کہ احکام شرعیہ کے ثابت کرنے میں صرف کتاب وسنت ہی کا اعتبار ہے اور مجتہدوں کا قیاس اور اجماع امت بھی حقیقت میں مثبت احکام ہیں۔ ان چار شرعی دلیلوں کے سوا اور کوئی ایسی دلیل نہیں جو احکام شرعیہ کو ثابت کر سکے۔ اولیاء اللہ کا الہام کسی چیز کی حل و حرمت کو ثابت نہیں کرتا اور اہل باطن کا کشف کسی چیز کے فرض یا سنت ہونے کو ظاہر نہیں کرتا۔ احکام اجتہادیہ میں مجتہدین کرام کی تقلید کرنے میں ولایت خاصہ والے حضرات عام مؤمنین کے برابر ہیں ان کے کشف والہام ان کو زیادتی نہیں بخشتے اور تقلید سے باہر نہیں نکالتے ان بزرگوں کی فضلیت دوسری حیثیت سے ہے۔

قرآن تمام احکام شرعیہ کا جامع ہے

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ دفتر دوم مکتوب نمبر ۵۵ میں تحریر فرماتے ہیں کہ احکام شرعیہ کی جامع کتاب قرآن مجید ہی ہے:

قرآن مجید تمام احکام شرعیہ بلکہ تمام گذشتہ شریعتوں کا جامع ہے۔ الغرض اس شریعت کے احکام اس قسم کے ہیں جو نص کی عبارت واشارت اور دلالت واقتضا سے مفہوم ہوتے ہیں۔ اس قسم کے احکام کے سمجھنے میں تمام خاص وعام اہل لغت برابر ہیں۔ دوسری قسم کے احکام وہ ہیں جو اجتہاد اور استنباط سے مفہوم ہوئے ہیں۔ یہ فہم ائمہ مجتہدین کے ساتھ مخصوص ہے۔ جن میں سے بقول جمہور اول آنحضرت ﷺ ہیں، پھر آنحضرت ﷺ کے اصحاب، پھر آنحضرت ﷺ کی امت کے تمام مجتہدین ہیں۔ لیکن آنحضرت ﷺ کے زمانے میں جو وحی کا زمانہ تھا احکام اجتہاد میں خطا وصواب کا احتمال نہیں تھا۔ بلکہ وحی قطعی کے ساتھ حق باطل سے اور صواب خطا سے الگ اور متمیز ہو جاتا تھا۔ کیونکہ پیغمبر کو خطا پر ثابت وبرقرار رکھنا جائز نہیں۔ برخلاف ان احکام کے جو زمانہ وحی کے ختم ہو جانے کے بعد مجتہدوں کے استنباط کے طریق پر حاصل ہوئے ہیں کہ ان میں صواب وخطا کا احتمال ہے۔ اسی واسطے وہ احکام اجتہادیہ جو وحی کے زمانہ میں مقرر ہوئے ہیں یقین کا فائدہ دیتے ہیں۔ جن سے عمل واعتقاد کا فائدہ حاصل ہوتا ہے اور زمانہ وحی کے بعد کے احکام

Marfat.com

اجتہادیہ ظن کا موجب ہیں جو مفید عمل ہیں لیکن اعتقاد کا موجب نہیں۔

قرآن مجید کے تیسری قسم کے احکام اس قسم کے ہیں جن کے سمجھنے سے انسان کی طاقت عاجز ہے۔ جب تک احکام کے نازل کرنیوالے جل شانہ کی طرف سے اطلاع نہ ملے ان احکام کو سمجھ نہیں سکتے۔ اس اعلام واطلاع کا حاصل ہونا پیغمبر علیہ السلام کے ساتھ مخصوص ہے۔ پیغمبر کے سوا کسی اور کو اس کی اطلاع نہیں دیتے۔ یہ احکام اگر چہ کتاب ہی سے ماخوذ ہیں لیکن چونکہ ان کا مظہر (ظاہر کرنے والا) پیغمبر ہے اس لئے یہ احکام سنت کی طرف منسوب ہوئے ہیں۔ کیونکہ ان کا مظہر سنت ہے۔ جس طرح احکام اجتہادیہ کو قیاس کی طرف منسوب کرتے ہیں اس اعتبار سے کہ قیاس ان احکام کا مظہر ہے۔ پس سنت وقیاس دونوں احکام کے مظہر ہیں اگر چہ ان دونوں مظہروں کے درمیان بہت فرق ہے۔ ایک رائے قیاس کی طرف منسوب ہے جس میں خطا کی مجال ہے اور دوسرے سنت کی طرف جس کی حق تعالیٰ کے اعلام (خبر دینے) سے تائید ہو جاتی ہے جس میں خطا کی گنجائش نہیں ہے۔ قسم اخیر اپنی اصل کے ساتھ بہت مشابہت رکھتی ہے گویا احکام کو ثابت کرنے والی ہے اگر چہ تمام احکام کو ثابت کرنے والی فقط وہی کتاب عزیز ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اپنے مکتوبات شریف میں حدیث نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہمیت قرآن وسنت کے خلاف چلنا، بخاری شریف قرآن مجید کے بعد اصح الکتب ہے۔ صوفیاء کا عمل حل وحرمت میں سند نہیں، حق علماء کی جانب ہوتا ہے، کشف والہام کے بالمقابل مجتہد کے اجتہاد پر عمل کرنا ہی بہت بہتر ہے۔ ان موضوعات پر تحریر کرتے ہوئے ان کی اہمیت اپنے مکتوبات میں بیان کرتے ہیں:

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہمیت

میرے مخدوم! فقیر کو اس قسم کی باتیں سننے کی ہرگز تاب نہیں۔ بے اختیار میری رگِ فاروقی جوش میں آجاتا ہے اور اس میں توجیہ وتاویل کی طرف فرصت نہیں دیتی۔ ان باتوں کا قائل شیخ کبیر یمنی رحمۃ اللہ علیہ ہو یا شیخ اکبر شامی رحمۃ اللہ علیہ مگر ہم کو تو محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلام درکار ہے، نہ کہ محی الدین عربی رحمۃ اللہ علیہ اور صدر الدین قونوی رحمۃ اللہ علیہ اور عبد الرزاق کاشی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام۔ ہم کو نص قرآن وسنت سے

Marfat.com

کام ہے نہ فص (فصوص الحکم) تصنیف شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ سے۔ فتوحات مدنیہ (احادیث) نے ہم کو فتوحات مکیہ (تصنیف شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ) سے بے نیاز کر دیا ہے

قرآن وسنت کے خلاف چلنا ضد وتعصب ہے

جو شخص قرآن وسنت سے آنکھیں بند کر کے ضد وتعصب کرے وہ مبحث سے خارج ہے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

آنکس کہ بقرآن و خبر زونہ رھی
آنست جوابش کہ جوابش نہ دھی[1]

بخاری شریف، قرآن مجید کے بعد اصح الکتب ہے

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب صحیح بخاری میں جو قرآن پاک کے بعد سب سے زیادہ صحیح کتاب ہے اس طرح روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام لوگوں سے بہتر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پھر فرمایا ایک شخص اور تو ان کے صاحبزادے محمد بن حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ پھر آپ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تو مسلمانوں میں سے ایک شخص ہوں۔[2]

صوفیائے کرام کا عمل حل وحرمت میں سند نہیں ہو سکتا

چنانچہ امام ہمام ضیاء الدین شامی رحمۃ اللہ علیہ کی ملتقط میں ہے اور صوفیہ کا عمل حل وحرمت میں سند نہیں ہے ان کے لئے یہی کافی ہے کہ ہم ان کو معذور سمجھیں اور ان کو ملامت نہ کریں اور ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیں یہاں تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ وامام ابویوسف وامام محمد رحمۃ اللہ علیہم کا قول معتبر ہے نہ کہ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ وابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کا عمل۔[3]

کسی مسئلہ میں علماء وصوفیہ کا اختلاف ہو تو حق علماء کی جانب ہوگا

جاننا چاہئے کہ ان مسائل میں سے ہر ایک مسئلہ میں جن میں کہ علماء اور صوفیہ میں باہم

---

[1] مکتوب نمبر ۳۲ دفتر سوم [2] مکتوب نمبر ۱۵ دفتر دوم۔ [3] مکتوب نمبر ۲۶۶ دفتر اول۔

Marfat.com

خلاف ہے جب اچھی طرح غور اور ملاحظہ کیا جاتا ہے تو حق علماء کی جانب معلوم ہوتا ہے۔ اس کا بھید یہ ہے کہ علماء کی نظر نے انبیاء علیہم السلام کی متابعت کے باعث نبوت کے کمالات اور اس کے علوم میں نفوذ کیا ہے اور صوفیا کی نظر ولایت کے کمالات اور اس کے معارف تک محدود رہتی ہے۔ پس وہ علم جو نبوت کی مشکوٰۃ سے حاصل کیا جائے وہ لازماً اس علم سے جو مرتبہ ولایت سے اخذ کیا جائے کئی درجہ زیادہ صحیح اور حق ہوگا۔[1]

کشف والہام کے بالمقابل مجتہد کے اجتہاد پر عمل کرنا چاہئے

قیاس واجتہاد اصول شرعی میں سے ایک اصل ہے جس کی تقلید کا ہم کو امر ہوا ہے بخلاف کشف والہام کے کہ اس کی تقلید کا ہم کو امر نہیں ہے اور الہام غیر پر حجت نہیں ہے لیکن اجتہاد مقلد پر حجت ہے۔ پس علمائے مجتہدین کی تقلید کرنی چاہئے اور دین کے اصول کو ان کی رائے کے موافق ڈھونڈھنا چاہئے اور صوفیائے کرام جو کچھ علمائے مجتہدین کی آراء کے خلاف کہیں یا کریں ان کی تقلید نہیں کرنی چاہئے اور ان پر حسن ظن رکھتے ہوئے ان کے طعن سے سکوت اختیار کرنا چاہئے اور ان کی اس قسم کی باتوں کو شطحیات میں شمار کرنا چاہئے۔

بڑے تعجب کی بات ہے کہ ان میں سے بعض صوفیہ عام لوگوں کو اپنے کشفی اور الہامی امور مثلاً وحدت الوجود پر ایمان لانے کی رہنمائی کرتے ہیں اور ان کی تقلید پر ترغیب دیتے ہیں اور ان کے عدم پر دھمکاتے ہیں۔ کاش! یہ لوگ ان امور کے عدم انکار پر دلالت کرتے اور ان کے ساتھ ایمان لانا لازمی نہیں ہے۔ ہاں ان امور کے انکار سے بچنا چاہئے ایسا نہ کہ ان امور کا انکار ان امور والوں کے انکار تک پہنچا دے اور حق تعالیٰ کے اولیاء کے ساتھ بغض وعداوت پیدا ہو جائے۔ علمائے اہل حق کے عقائد کے موافق عمل کرنا چاہئے اور صوفیہ کی کشفیہ باتوں سے حسن ظن کے ساتھ سکوت اختیار کرنا چاہئے اور لا ونعم پر جرأت نہ کرنی چاہئے۔[2]

حضرت امام ربانی شیخ مجدد قدس سرہٗ دفتر سوم مکتوب نمبر ۴۱ میں تحریر فرماتے ہیں کہ راہ نجات صرف اور صرف شریعت کی پیروی میں اعتقادی اور عملی طور پر ہے۔

---

[1] مکتوب نمبر ۲۶۶ دفتر اول [2] مکتوب نمبر ۲۷۲ دفتر اول

Marfat.com

نجات کا طریق شریعت کی پیروی میں ہے

نجات کا طریق اور عذاب الٰہی سے خلاصی کا راستہ اعتقادی اور عملی طور پر صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت ہے۔ استاد و پیر اس لئے پکڑتے ہیں تا کہ وہ شریعت کی طرف رہنمائی کریں اور ان کی برکت سے شریعت کے اعتقاد و عمل میں آسانی اور سہولت حاصل ہو جائے نہ یہ کہ مرید جو چاہیں کریں اور جو کچھ چاہیں کھائیں، پیران کے لئے ڈھال بن جائیں گے اور عذاب سے بچالیں گے۔ کیونکہ ایسا خیال کرنا ایک نکمی اور بیکار آرزو ہے وہاں (محشر میں) کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر شفاعت نہ کر سکے گا اور جب تک عمل پسندیدہ نہ ہوں گے کوئی اس کی شفاعت نہیں کرے گا اور عمل پسندیدہ اس وقت ہوں گے جبکہ شریعت کے مطابق عمل کیا جائے گا شریعت کی متابعت کے ہوتے ہوئے اگر کوئی لغزش اور قصور اس سے سرزد ہو گا تو اس کا تدارک شفاعت سے ہو سکے گا۔

شریعت کی جامعیت

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز اپنے مکتوب نمبر ۹۷ دفتر اول میں ارشاد فرماتے ہیں:

حق تعالیٰ شریعت مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سیدھے راستہ پر ثابت قدمی اور استقامت عطا فرما کر اپنی بارگاہ مقدس کی طرف پوری طرح متوجہ کر لے چونکہ ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعتدال کے طور پر تمام اسمائی و صفاتی کمالات کے جامع اور ان تمام (اسمائی و صفاتی) کمالات کا مظہر ہیں۔ وہ کتاب (قرآن مجید) جو آپ پر نازل ہوئی ہے ان تمام آسمانی کتابوں کا خلاصہ (عمدہ حصہ) ہے جو تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوئی ہیں اور نیز وہ شریعت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا ہوئی ہے تمام گذشتہ شریعتوں کا خلاصہ (عمدہ حصہ) ہے اور وہ اعمال جو اس شریعت حقہ کے موافق ہیں سب سابقہ شریعتوں کے اعمال بلکہ فرشتوں کے اعمال سے بھی منتخب ہیں۔ کیونکہ بعض فرشتوں کو رکوع کا حکم ہے اور بعض کو سجدے کا اور بعض کو قیام کا اور ایسا ہی گذشتہ امتوں میں سے بعض کو صبح کی نماز کا حکم تھا اور بعض کو دوسری نمازوں کا۔ اس شریعت میں گذشتہ امتوں اور مقرب فرشتوں کے اعمال کا خلاصہ و زبدہ (خالص و عمدہ حصہ) انتخاب کر کے ان کے بجالانے کا حکم فرمایا۔ پس اس

Marfat.com

شریعت کو سچا جاننا اور اس کے مطابق عمل کرنا درحقیقت تمام شریعتوں کی تصدیق کرنا اور ان کے موافق عمل بجالانا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ اس شریعت کی تصدیق کرنے والے تمام امتوں سے بہتر ہوں گے اور اسی طرح اس شریعت کا جھٹلانا اور اس کے مطابق عمل نہ کرنا گذشتہ تمام سابقہ شریعتوں کا جھٹلانا اور ان (جھٹلانے والوں) کے موافق عمل کرنا ہے اور ایسے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرنا تمام اسمائی وصفاتی کمالات کا انکار کرنا ہے اور حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق ان سب کی تصدیق ہے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر اور اس شریعت کی تکذیب کرنے والے تمام امتوں میں سے بدتر ہوں گے۔ الاعراب اشد کفرا ونفاقاً (اعرابی کفر ونفاق میں بڑے سخت ہیں) میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

محمدا عربی کا بروئے ہر دو سرا است
کسیکہ خاک درش نیست خاک برسر او

مکتوب نمبر ۳۶ دفتر اول میں آپ رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں شریعت کے تین جز ہیں جن پر عمل کرنے سے ہی نجات ہے۔

شریعت دنیا وآخرت کی تمام سعادتوں کی ضامن ہے

شریعت کے تین جزو ہیں، علم، عمل، اخلاص۔ جب تک یہ تینوں جزو متحقق نہ ہوں شریعت متحقق نہیں ہوتی اور جب شریعت حاصل ہوگئی تو گویا حق تعالیٰ کی رضامندی حاصل ہوگئی جو دنیا وآخرت کی تمام سعادتوں سے بڑھ کر ہے۔ ورضوان من اللہ اکبر یعنی ''اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی سب سے بڑھ کر ہے۔'' پس شریعت دنیا اور آخرت کی تمام سعادتوں کی ضامن ہے اور کوئی ایسا مطلب باقی نہیں رہتا جس کے حاصل کرنے کے لئے شریعت کے سوا کسی اور چیز کی ضرورت پڑے۔ طریقت اور حقیقت جن کے ساتھ صوفیائے کرام ممتاز ہیں اخلاص کے کامل کرنے میں شریعت کے خادم ہیں۔ پس ان دونوں کے حاصل کرنے سے مقصود شریعت کی تکمیل ہے نہ کہ شریعت کے سوا اور کوئی امر۔ احوال ومواجید اور علوم ومعارف

Marfat.com

جو صوفیائے کرام کو اثنائے راہ میں حاصل ہوتے ہیں وہ اصلی مقاصد میں سے نہیں ہیں بلکہ اوہام وخیالات ہیں جن سے طریقت کے اطفال کی تربیت کی جاتی ہے۔ ان سب سے گزر کر مقام رضا تک پہنچنا چاہئے جو مقام جذبہ وسلوک کی نہایت ہے۔ کیونکہ طریقت وحقیقت کی منزلیں طے کرنے سے مقصود یہ ہے کہ اخلاص حاصل ہو جائے جو مقام رضا حاصل ہونے کے لئے لازمی وضروری ہے۔

موازنہ شریعت وتصوف

نیز مکتوب نمبر ۴۸ دفتر اول میں فرماتے ہیں:

کل قیامت کے روز شریعت کی بابت پوچھیں گے اور تصوف کی بابت کچھ نہیں پوچھیں گے جنت میں داخل ہونا اور دوزخ سے بچنا شریعت کے احکام بجالانے پر منحصر ہے۔ انبیاء علیہم السلام نے جو کہ تمام مخلوقات میں سب سے بہتر ہیں شرائع کی طرف دعوت دی ہے اور نجات کا مدار اسی کو مقرر کیا ہے ان بزرگوں کی بعثت کا مقصد شریعت کی تبلیغ ہے۔ پس سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ شریعت کو رواج دینے اور اس کے حکموں میں سے کسی حکم کو زندہ کرنے میں کوشش کی جائے۔ خاص طور پر ایسے زمانہ میں جبکہ اسلام کے نشانات مٹ گئے ہوں۔ کروڑوں روپیہ خدا کے راستے میں خرچ کرنا شرعی مسائل میں سے کسی ایک مسئلہ کو رواج دینے کے برابر نہیں ہوسکتا کیونکہ اس فعل میں انبیاء علیہم السلام کی اقتداء ہے جو بزرگ ترین مخلوقات ہیں۔

اس مکتوب کے آخر میں فرماتے ہیں:

''طالب علم باوجود ماسوی اللہ کی گرفتاری کے خلقت کی نجات کا سبب ہے۔ کیونکہ احکام شرعی کی تبلیغ اس سے حاصل ہے اگرچہ خود اس کو کچھ نفع نہیں اور صوفی نے باوجود ماسوی اللہ سے آزادی کے صرف اپنی نفس کو خلاص کیا ہے خلقت سے اس کا کچھ تعلق نہیں اور یہ بات ظاہر ہے کہ جس پر بہت سے لوگوں کی نجات وابستہ ہو وہ شخص اس سے بہتر ہے جو صرف اپنی نجات کے خیال میں ہے۔ ہاں! وہ صوفی جو فنا وبقا اور سیر عن اللہ باللہ کے بعد عالم کی طرف راجع ہو اور خلق کی دعوت میں مشغول ہو وہ مقام نبوت سے حصہ رکھتا ہے اور شریعت کے احکام

Marfat.com

جاننے والوں میں داخل ہے اور علمائے شریعت کا حکم رکھتا ہے۔ ذٰلك فضل الله يؤتيه من يشآء والله ذو الفضل العظيم۔"

آپ رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نمبر ۴۰ دفتر اول میں تحریر فرماتے ہیں کہ طریقت وحقیقت دونوں خادم ہیں، شریعت کے کیا خوبصورت معارف بتا رہے ہیں:

اس سیر وسلوک سے مقصود مقام اخلاص کا حاصل کرنا ہے جو آفاقی وانفسی معبودوں کی فنا پر منحصر ہے اور یہ اصلاح شریعت کے اجزاء میں سے ایک جزو ہے کیونکہ شریعت کے تین جزو ہیں، علم، عمل، اخلاص۔ پس طریقت وحقیقت دونوں شریعت کے تیسرے جزو یعنی اخلاص کی تکمیل کے لئے شریعت کے خادم ہیں۔ اصل معاملہ تو یہی ہے مگر ہر ایک شخص کی سمجھ یہاں تک نہیں پہنچتی۔ اکثر دنیا والوں نے خواب وخیال کے ساتھ آرام حاصل کیا ہوا ہے اور اخروٹ ومنقی یعنی ادنیٰ باتوں پر کفایت کی ہوئی ہے۔ وہ لوگ شریعت کے کمالات کو کیا جانیں اور حقیقت طریقت کو کیا سمجھیں وہ لوگ شریعت کو پوست خیال کرتے ہیں اور حقیقت کو مغز جانتے ہیں۔ یہ نہیں جانتے کہ اصل معاملہ کیا ہے؟ صوفیاء کی بے مقصد باتوں پر مغرور ہیں اور احوال ومقامات پر فریفتہ ہیں۔ هداهم الله سبحانه سوآء الطريق والسلام علينا وعلىٰ عباد الله الصالحين۔

علماء راسخین وعلماء ظاہر

مکتوب نمبر ۱۸ دفتر دوم میں فرماتے ہیں:

علماء راسخین نے پوست کو مغز کے ساتھ جمع کیا ہے اور شریعت کی صورت میں حقیقت کے مجموعہ کی راہ پالی ہے اور ان بزرگواروں نے شریعت کو ایک شخص کی صورت میں تصور کیا ہے جس کا پوست صورت شریعت اور اس کا مغز حقیقت شریعت ہو۔ شرائع واحکام کے علم کو شریعت کی صورت اور حقائق واسرار کے علم کو شریعت کی حقیقت سمجھا ہے۔ بعض لوگوں نے شریعت کی صورت میں گرفتار ہو کر اس کی حقیقت سے انکار کیا ہے اور صرف ہدایہ اور بزدوی ہی کو اپنا پیر اور مقتدا سمجھا ہے بعض لوگوں نے اگرچہ اس کی حقیقت کو شریعت کی حقیقت نہ جانا بلکہ شریعت کو صورت

Marfat.com

پر موقوف رکھا اور اس کو صرف پوست خیال کیا اور مغز کو اس کے سوا کچھ اور تصور کیا اس لئے وہ حقیقت کی حقیقت سے واقف نہ ہوئے اور انہوں نے متشابہات کا کچھ حصہ حاصل نہ کیا۔ پس علمائے راسخین ہی درحقیقت انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو ان کے محبین و متبعین میں سے بنائے۔

دفتر دوم مکتوب نمبر ۱۴ میں علم دین کی اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

زیادہ ضروری نصیحت یہ ہے کہ علوم کے درس میں کسی طرح بھی کوتاہی نہ کریں اگر آپ کا سارا وقت درس ہی میں صرف ہو جائے تو نہایت اچھا ہے۔ ذکر و فکر کی ہوس نہ کریں رات کے اوقات ذکر و فکر کے لئے وسیع ہیں۔ شیخ حسن رحمۃ اللہ علیہ کو بھی سبق پڑھاتے رہیں، اور اس کو بیکار نہ رہنے دیں۔ ان حدود میں چونکہ علم بہت کم ہے اس لئے علوم شرعیہ کو زندہ و تازہ کرتے رہیں زیادہ کیا مبالغہ کیا جائے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ دفتر اول مکتوب نمبر ۸ میں علمائے ظاہر کی نسبت تحریر فرماتے ہیں۔ یہی وہ مجددانہ بصیرت ہے جس کی بنا پر آپ کو کامل، جامع مجدد مانا جاتا ہے۔ علمائے ظاہر کے درست عقائد کا جمال صوفیہ کے مجاہدات سے بڑھ کر ہے۔

اہل سنت والجماعت کے علمائے ظاہر اگرچہ بعض اعمال میں قاصر ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے متعلق ان کے درست عقائد کا جمال اس قدر نورانیت رکھتا ہے کہ وہ کوتاہی و کمی اس کے مقابلہ میں ہیچ و ناچیز دکھائی دیتی ہے اور بعض صوفی ریاضتوں اور مجاہدوں کے باوجود چونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے متعلق اس قدر درست عقیدہ نہیں رکھتے اس لئے وہ جمال ان میں نہیں پایا جاتا۔

خواب و واقعات لائق اعتبار نہیں

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ مکتوب نمبر ۲۷۳ دفتر اول میں فرماتے ہیں کہ خواب میں القائے شیطانی کا احتمال ہے اور میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے خلیفہ ہیں کو مولود کرنے کے واقعات پر منع کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

Marfat.com

آپ کے گرامی نامہ میں لکھا ہوا تھا کہ اگر سماع کے منع ہونے کا مبالغہ ایسے مولود کے منع ...نے کو بھی شامل ہے جو نعتیہ قصیدوں اور غیر نعتیہ اشعار کے پڑھنے سے مراد ہے جیسا کہ آپ کہتے ...ں تو برادر عزیز میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ اور اس جگہ کے بعض دوستوں کے لئے جنہوں نے واقعہ میں ...نحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ اس مجلس مولود سے بہت خوش ہیں مولود کا نہ سننا اور ترک کرنا بہت ...گراں ہے۔

میرے مخدوم! اگر واقعات کا کچھ اعتبار ہوتا اور خوابوں پر بھروسہ ہوتا تو مریدوں کو پیروں کی کچھ ضرورت نہ رہتی اور طریقوں میں سے کسی ایک طریق کو لازم پکڑنا لغو و بے فائدہ ہوتا کیونکہ ہر ایک مرید اپنے واقعات کے موافق عمل کر لیتا اور اپنے خوابوں کے مطابق زندگی بسر کر لیتا خواہ وہ واقعات و مناجات پیر کے طریقہ کے موافق ہوتے یا نہ ہوتے اور خواہ پیر کے پسند ہوتے یا نہ ہوتے۔ اس تقدیر پر سلسلہ پیری و مریدی درہم برہم ہو جاتا اور ہر نادان اپنی وضع و طریقہ پر مضبوطی سے قائم ہو جاتا۔ حالانکہ مرید صادق ہزارہا واقعات کو پیر کی موجودگی میں آدھے جو کے عوض بھی نہیں خریدتا اور طالب رشید پیر کی حضوری (موجودگی) کی بدولت خوابوں کو پریشان و جھوٹے خواب جانتا ہے اور ان کی طرف کچھ التفات نہیں کرتا۔ شیطان لعین ایک طاقتور دشمن ہے جب منتہی حضرات اس کے فریب سے امن میں نہیں ہیں اور اس کے مکر سے لرزاں و ترساں ہیں تو پھر مبتدیوں اور متوسطوں کا کیا ذکر ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ منتہی شیطان کے غلبہ سے محفوظ و مصئون ہیں بخلاف مبتدیوں اور متوسطوں کے۔ پس ان کے واقعات اعتماد کے لائق نہیں ہیں اور نہ ہی دشمن کے مکر سے محفوظ ہیں۔ اسی مکتوب شریف میں کچھ آگے تحریر فرماتے ہیں:

اور کوئی نبی و رسول ایسا نہیں گذرا ہے جس کے کلام میں شیطان نے القانہ کیا ہو جس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کو رد کیا ہے اور اپنے کلام کو محکم بنایا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِىْٓ اُمْنِيَّتِهٖ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِى الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ [سورۃ الحج:٥٢]

Marfat.com

پس جب آنحضرت ﷺ کی زندگی میں بیداری کے وقت صحابہ کرام ﷡ کی مجلس میں شیطان لعین نے اپنے کلام باطل کو آنحضرت ﷺ کے کلام میں القا کر دیا (ملا دیا) اور حاضرین میں سے کسی شخص نے تمیز نہ کی تو آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد خواب کی حالت میں جو کہ حواس کے معطل اور بیکار ہونے کا محل اور شک وشبہ کا مقام ہے دیکھنے والے کی تنہائی کے باوجود کہاں سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ واقعہ شیطان کے تصرف اور مکر وفریب سے محفوظ و مامون ہے۔

اس کے باوجود میں کہتا ہوں کہ جب نعتیہ قصیدوں کے پڑھنے اور سننے والوں کے ذہن میں یہ بات بیٹھ چکی تھی کہ آنحضرت ﷺ اس عمل سے راضی ہیں جیسا کہ ممدوح لوگ اپنی مدح کرنے والوں سے راضی ہوتے ہیں اور یہ حقیقت ان کی قوت متخیلہ میں منقش ہو گئی ہو تو ہو سکتا ہے کہ واقعہ میں اسی اپنی متخیلہ صورت کو دیکھا ہو قطع نظر اس سے کہ اس واقعہ کی کوئی حقیقت بھی ہے یا صرف تمثیل شیطانی ہی ہے۔

اور نیز واقعات ورؤیائے صادقہ کبھی ظاہر پر محمول ہوتے ہیں اور ان کی حقیقت وہی ہوتی ہے جو دیکھنے والے نے دیکھی ہے مثلاً زید کی صورت کو خواب میں دیکھا ہے اور اس سے مراد زید کی وہی حقیقت ہے اور کبھی واقعات ورؤیائے صادقہ ظاہر سے پھیرے ہوئے اور تعبیر پر محمول ہوتے ہیں مثلاً زید کی صورت کو خواب میں دیکھا اور اس سے مراد عمرو کو رکھا گیا ہے اس مناسبت کے لحاظ سے جو زید وعمرو کے درمیان ہے۔ پس کس طرح معلوم ہو سکے کہ احباب کے یہ واقعات ظاہر پر محمول ہیں اور ظاہر سے پھیرے ہوئے نہیں ہیں۔ کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ ان واقعات سے مراد ان کی تعبیریں ہوں اور وہ واقعات دوسرے امور سے کنایہ ہوں، بغیر اس کے کہ تمثیل شیطانی کی گنجائش ہو، غرضیکہ واقعات کا کچھ اعتبار نہیں کرنا چاہئے۔ اشیاء خارج میں موجود ہیں۔ کوشش کرنی چاہئے کہ اشیاء کو بیداری میں دیکھیں جو کہ اعتبار کے لائق ہے اور اس میں تعبیر کی بھی گنجائش نہیں جو کچھ خواب وخیال میں دیکھا جائے وہ خواب وخیال ہی ہے۔

کشف اور القائے شیطانی میں تمیز

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ القائے شیطانی اور کشف میں تمیز بتاتے

Marfat.com

آپ مکتوب نمبر ۲۰۷ دفتر اول میں لکھتے ہیں:

دوسرا سوال یہ ہے کہ طالبان صادق کے کشف وشہود میں القائے شیطانی کو دخل ہے یا نہیں اور اگر ہے تو کشف شیطانی کی کیفیت کو واضح کریں کہ کس طرح ہے اور اگر دخل نہیں ہے تو کیا وجہ ہے کہ بعض امور میں خلل پڑ جاتا ہے اس کا جواب اس طرح ہے واللہ اعلم بالصواب کہ کوئی شخص القائے شیطانی سے محفوظ نہیں ہے جبکہ انبیاء علیہم السلام میں متصور بلکہ محقق (ثابت) ہے تو اولیاء اللہ میں بطریق اولیٰ ثابت ہوگا تو پھر طالب صادق کس شمار میں ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کو اس القاء پر آگاہ کر دیتے ہیں اور باطل کو حق سے جدا کر دیتے ہیں آیۃ کریمہ فینسخ اللّٰہ مَا یُلْقِی الشَّیْطٰنُ ثُمَّ یحکم اللّٰہ [سورۃ الحج:۵۲] یعنی پس جو کچھ شیطان القا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو مٹا دیتا ہے پھر اپنی آیات کو محکم واثل کر دیتا ہے" اسی مضمون پر دلالت کرتی ہے۔ اولیاء اللہ کے بارے میں اس حقیقت پر متنبہ کرنا لازم نہیں ہے کیونکہ ولی نبی کے تابع ہوتا ہے جو کچھ نبی کے خلاف پائے گا اس کو رد کر دے گا اور باطل سمجھے گا لیکن جس صورت میں کہ نبی کی شریعت اس سے خاموش ہے اور اس کے اثبات ونفی پر حکم نہیں کرتی حق کو باطل سے قطعی طور پر کوئی تمیز کرنا دشوار ہے کیونکہ الہام ظنی چیز ہے لیکن اس امتیاز کے نہ ہونے کی صورت میں ولایت میں کوئی قصور واقع نہیں ہوتا کیونکہ شریعت پر عمل اور نبی کی پیروی کرنا دونوں جہانوں کی نجات کے لئے کافی ہے اور وہ امور جن سے شریعت نے سکوت اختیار کیا ہے وہ شریعت پر زائد ہیں اور ہم ان زائد امور کی بجا آوری کے مکلف نہیں ہیں۔

اور جاننا چاہئے کہ کشف کا غلط ہونا محض القائے شیطانی پر ہی منحصر نہیں ہے بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ احکام غیر صادقہ قوت متخیلہ میں ایک صورت پیدا کر لیتے ہیں جس میں شیطان کا کچھ دخل نہیں ہوتا۔ یہ بات بھی اسی قسم سے ہے کہ بعض خوابوں میں لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہیں اور آپ سے بعض ایسے احکام اخذ کرتے ہیں کہ حقیقت میں جن کے خلاف احکام شریعت ثابت ہیں۔ ایسی صورت میں القائے شیطانی متصور نہیں ہے کیونکہ علمائے کرام کے نزدیک یہ امر مختار و طے شدہ ہے کہ شیطان حضرت خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت میں متمثل نہیں ہو سکتا ہے پس اس صورت میں صرف قوت متخیلہ کا تصرف ہے جس نے ایک غیر واقع امر کو واقع کر دکھایا ہے۔

Marfat.com

حدیث ''فان الشیطان لا یتمثل فی صورتی '' کا مطلب صاحب فتوحات مکیہ شیخ اکبر امام محی الدین ابن عربی قدس سرہٗ بیان فرماتے ہیں کہ شیطان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس صورت خاصہ کے ساتھ جو کہ مدینہ منورہ میں مدفون ہے متمثل نہیں ہوسکتا اور اس صورت خاصہ کے علاوہ جس صورت کے ساتھ بھی آپ کو دیکھا جائے شیطان کے متمثل ہوسکنے کا حکم تجویز نہیں کرتے یعنی شیخ اکبر کے نزدیک اس صورت خاص شبیہ مبارک کے علاوہ اور جس صورت میں بھی حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھیں شیطان متمثل ہوسکتا ہے اور امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی طرف گئے ہیں، اور اس میں کچھ شک نہیں کہ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس صورت خاص شبیہ مبارکہ کی تمیز خصوصاً خوابوں میں بہت مشکل و دشوار ہے۔ پھر یہ بات کس طرح اعتماد کے لائق ہوگی اور اگر شیطان کے متمثل نہ ہونے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس صورت خاصہ کے ساتھ مخصوص نہ کریں اور جس صورت میں بھی لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھیں اس صورت میں شیطان کے متمثل نہ ہونے کو تجویز کریں جیسا کہ بہت سے علماء اس طرف گئے ہیں تو یہ بات بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفعت شان کے نہایت مناسب ہے میں کہتا ہوں کہ اس صورت سے جو خواب میں دیکھی ہے احکام کو اخذ کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرضی و نامرضی کا معلوم کرنا مشکلات میں سے ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ دشمن لعین شیطان درمیان میں واسطہ بن گیا ہو اور خلاف واقعہ کو واقعہ کی صورت میں ظاہر کیا ہو اور دیکھنے والے کو شک و شبہ میں ڈال دیا ہو اور عبارت و اشارت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس صورت کی عبارت و اشارت کر دکھایا ہو۔

احکام الہامیہ کی تشریح

دفتر دوم مکتوب نمبر ۵۵ میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ الہام کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

پس ثابت ہوا کہ علوم و معارف احکام شرعیہ کے ماسوا کچھ اور ہیں کہ جن کے ساتھ اہل اللہ مخصوص ہیں اگرچہ یہ معارف انہی احکام کے ثمرات و نتائج ہیں۔ درخت لگانے سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ اس کا پھل حاصل ہو تو جب تک درخت قائم رہے گا تب تک پھل کی امید رہتی ہے

Marfat.com

ب درخت کی جڑ میں خلل آجائے تو اس کے ثمرات (پھل) بھی ختم ہو جاتے ہیں۔ یہ بے
کی بات ہے کہ کوئی شخص درخت کو کاٹ ڈالے اور پھلوں کی امید رکھے۔ درخت کی جس قدر
تربیت کریں اسی قدر زیادہ پھل دیتا ہے۔ پھل اگرچہ مقصود ہے لیکن درخت کی فرع ہے۔
یعت کو لازم پکڑنے والے اور شریعت میں سستی کرنے کو اسی پر قیاس کرنا چاہئے۔ جو شخص
یعت کو لازم پکڑتا ہے وہ صاحب معرفت ہے جس قدر شریعت کا التزام زیادہ ہوگا اسی قدر
رفت زیادہ ہوگی اور جو شخص شریعت میں سُست ہے وہ معرفت سے بے بہرہ ہے اور بالفرض
کچھ وہ اپنے خیال فاسد میں رکھتا ہے، درحقیقت وہ کچھ نہیں رکھتا تو یہ استدراج کی قسم سے ہے
س میں جوگی اور برہمن اس کے ساتھ شریک ہیں۔ کل حقیقة ردته الشریعة فهو
ندقة والحاد (جس حقیقت کو شریعت نے رد کر دیا ہو وہ زندقہ اور الحاد ہے) پس ہو سکتا ہے کہ
ل اللہ میں سے خاص خاص حضرات حق تعالیٰ کی صفات و افعال کے معارف میں بعض ایسے اسرار
دقائق کو سمجھ لیں کہ ظاہر شریعت ان معارف سے خاموش ہے اور حرکات و سکنات میں حق تعالیٰ
کا اذن و عدم اذن معلوم کر لیں اور اللہ تعالیٰ کی مرضی و نامرضی کو جان لیں۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے
کہ بعض نفلی عبادتوں کے ادا کرنے میں اللہ تعالیٰ کی نامرضی معلوم کرتے ہیں اور اس کے ترک
کا اذن پا لیتے ہیں کبھی نیند کو بیداری سے بہتر سمجھتے ہیں۔

احکام شرعیہ اپنے اپنے وقتوں کے ساتھ مخصوص ہیں اور احکام الہیہ ہر وقت ثابت ہیں
ب ان بزرگوں کے حرکات و سکنات اذن پر موقوف ہیں تو بیشک دوسروں کے نفل بھی ان کیلئے
رض ہوں گے مثلاً ایک فعل شریعت کے حکم سے ایک شخص کی نسبت نفل ہے اور وہی فعل دوسرے
شخص کے لئے الہامی حکم سے فرض ہے۔ پس دوسرے لوگ کبھی نوافل ادا کرتے ہیں اور کبھی مباح
امور کے مرتکب ہوتے ہیں۔ لیکن یہ اکابر جب کام کو اللہ تعالیٰ کے امر و اذن سے کرتے ہیں وہ
سب فرض ہی ادا ہوتے ہیں دوسروں کے مستحب و مباح ان کے لئے فرائض (کا درجہ) رکھتے
ہیں۔ ان تحقیق سے ان بزرگوں کی بلند شان کو جان لینا چاہئے۔ علمائے ظاہر دین کے علوم و امور
میں غیبی خبروں کو پیغمبران علیہم السلام کی خبروں کے ساتھ مخصوص جانتے ہیں اور دوسروں کو ان خبروں
میں شریک نہیں کرتے یہ بات وراثت کے منافی ہے اور اس میں بہت سے ایسے علوم و معارف صحیحہ

Marfat.com

کی نفی ہے جو دین متین سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہاں احکام شرعیہ ادلہ اربعہ یعنی چار دلیلوں پر موقوف ہیں جن میں الہام کی گنجائش نہیں۔ لیکن احکام شریعت کے ماسوا بہت سے دینی امور ایسے ہیں جن میں پانچویں اصل الہام ہے بلکہ کہہ سکتے ہیں کہ کتاب وسنت کے بعد تیسری اصل الہام ہے اور اصل جہان کے فنا ہونے تک قائم ہے۔ پس دوسروں کو ان بزرگوں سے کیا نسبت ہے؟ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ دوسرے لوگ عبادت کرتے ہیں لیکن وہ عبادت ناپسند ہوتی ہے اور یہ بزرگ بعض اوقات عبادت کو ترک کر دیتے ہیں وہ ترک پسند ہوتا ہے۔ پس حق تعالیٰ جل شانہٗ کے نزدیک ان کا ترک دوسروں کے فعل سے بہتر ہوا۔ لیکن عوام اس کے برخلاف حکم لگاتے ہیں یعنی اس کو عابد (عبادت کرنے والے) جانتے ہیں اور اس کو (ترک کرنے والے کو) مکار سمجھتے ہیں۔

سوال جب دین کتاب وسنت سے کامل ہو گیا پھر کمال کے بعد الہام کی کیا حاجت ہے اور وہ کونسی کمی ہے جو الہام سے پوری ہوتی ہے؟

جواب الہام دین کے پوشیدہ کمالات کا ظاہر کرنے والا ہے نہ کہ دین میں زیادہ کمالات کا ثابت کرنے والا۔ جس طرح اجتہاد احکام کا مظہر ہے اسی طرح الہام ان دقائق واسرار کا مظہر ہے جو اکثر لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتے اگرچہ اجتہاد اور الہام میں واضح فرق ہے کہ وہ رائے کی طرف منسوب ہے اور یہ رائے کے پیدا کرنیوالے اللہ جل شانہ کی طرف منسوب ہے۔ پس الہام میں ایک قسم کی اصالت پیدا ہو گئی جو اجتہاد میں نہیں۔ الہام نبی کے اس اعلام کی مانند ہے جو سنت کا ماخذ ہے جیسا کہ اوپر گذر چکا۔ اگرچہ الہام ظنی ہے اور وہ اعلام قطعی۔

رَبَّنَا اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا [سورة الكهف: ۱۰]

"یا اللہ تو اپنے پاس سے ہم پر رحمت نازل فرما اور ہمارے کاموں میں ہماری بہتری وبھلائی نصیب فرما۔" والسلام علیٰ من اتبع الھدی

جاننا چاہئے کہ اسی مکتوب میں اس اقتباس سے کچھ پہلے مذکور ہے کہ الہام انبیاء کے لئے ہے اور کلام انہی کے ساتھ مخصوص ہے ان کے اکابر علوم واسرار کو بلا واسطہ اصل سے اخذ کرتے ہیں اور جس طرح مجتہد اپنی رائے واجتہاد کا تابع ہوتا ہے یہ حضرات بھی معارف ومواجید میں اپنی

Marfat.com

ت وانہام کے تابع ہیں۔اس عبارت سے معلوم ہوا کہ الہام کا حکم صاحب الہام کے حق میں صوص ہوتا ہے بخلاف اجتہاد مجتہد کے کہ وہ عامۃ المسلمین کے لئے عام ہوتا ہے۔

گروہ سے محبت رکھنے اور ان کے بغض سے بچنے کی ترغیب

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ مکتوب نمبر ۱۰۶ دفتر اول میں اولیاء اللہ سے ت کرنے اور ان سے بغض رکھنے سے بچنے کی تلقین کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

اس گروہ کی محبت جو ان کی معرفت پر مترتب ہے اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمتوں میں سے ہے ئے کس صاحب نصیب کو اس نعمت سے مشرف فرماتے ہیں شیخ الاسلام ہروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں الٰہی یہ کیا ہے جو تو نے اپنے دوستوں کو عطا فرمایا ہے کہ جس نے ان کو پہچانا تجھ کو پالیا اور جب تجھ کو نہ پایا ان کو نہیں پہچانا۔اس گروہ کا بغض زہر قاتل ہے اور ان پر طعن کرنا ہمیشہ کی محرومی کا ث ہے۔ نجانا اللّٰہ سبحانہ وایاکم عن ھذہ الابتلاء (اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ اس آزمائش سے بچائے) شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ الٰہی! جس کو تو اپنے دربار سے کارنا چاہتا ہے اس کو ہمارا مخالف بنا دیتا ہے۔

بے یات حق و خاصان حق
گر ملک باشد سیاہ ہستش ورق

ملین پر اعتراض کرنے کی ممانعت

نیز آپ رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نمبر ۱۰۱ میں تحریر فرماتے ہیں:

جو خطاب آپ نے ظاہر طور پر نفس کی طرف کئے ہوئے تھے واضح ہوئے بیشک جو تراض بھی نفس پر کریں امارگی کے زمانہ میں مسلم ہے لیکن اطمینان حاصل ہونے کے بعد اعتراض ی مجال نہیں ہے کیونکہ نفس اس مقام میں حق تعالیٰ سے راضی ہے اور حق تعالیٰ اس سے راضی پس پسندیدہ و مقبول ہے اور مقبول پر اعتراض جائز نہیں اور اس کی مراد حق تعالیٰ کی مراد ہے کیونکہ اس لت کا حاصل ہونا اللہ تعالیٰ کے اخلاق کے ساتھ متخلق (متصف) ہونے کے وقت ہے اس کا ک میدان فضا ہم پست فطرتوں کے اعتراض سے بہت بلند ہے ہم جو کچھ کہیں گے وہ ہماری ہی

Marfat.com

طرف لوٹ آئے گا۔

آگہ از خویشتن چو نیست جنیں
چہ خبر دارد از چناں وچنیں

بسا اوقات جاہل لوگ نہایت جہالت کی وجہ سے نفس مطمئنہ کو نفس امارہ تصور کرتے ہیں اور نفس کی امارگی کے احکام نفس مطمئنہ پر جاری کرتے ہیں جیسا کہ کفار نے انبیاء علیہم السلام کو باقی تمام انسانوں کی طرح خیال کر کے کمالات نبوت سے انکار کیا ہے حق تعالیٰ ان بزرگوں علیہم السلام اور ان کے تابعداروں کے انکار سے بچائے۔

ناقص پیر سے طریقہ اخذ کرنے کے نقصانات

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اپنے مکتوب نمبر ۲۳ دفتر اول میں ناقص پیر سے طریقہ اخذ کرنے نقصانات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اے کمالات کے ظہور کو قبول کرنے والے بھائی! اللہ تعالیٰ تمہارے فعل کو قوت سے ظہور میں لائے۔ جان لے کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ پس افسوس اس شخص پر جس نے اس میں نہ بویا اور اپنی استعداد کی زمین کو بیکار رہنے دیا اور اپنے اعمال کے بیج کو ضائع کر دیا۔

اور جاننا چاہئے کہ زمین کا ضائع اور بیکار کرنا دو طریق پر ہے ایک یہ کہ اس میں کچھ نہ بوئے اور دوسرے یہ کہ اس میں خبیث اور خراب بیج ڈالے اور دوسری قسم ضائع کرنے میں پہلی قسم کی بہ نسبت زیادہ ضرر رساں ہے اور اس کا فساد زیادہ ہے جیسا کہ پوشیدہ نہیں ہے اور بیج کا خبیث و ناپاک ہونا اس طرح پر ہے کہ ناقص سالک سے طریقہ اخذ کرے اور اس کے مسلک پر چلنے لگے کیونکہ ناقص حرص و ہوا کے تابع ہوتا ہے اور جو حرص و ہوا کے تابع ہوتا ہے اس کی کچھ تاثیر نہیں ہوتی اور اگر بالفرض تاثیر ہو بھی تو وہ اس کی حرص و ہوا کو ہی زیادہ کرے گی۔ پس اس کا نتیجہ تاریکی پر تاریکی ہے اور نیز چونکہ ناقص خود ہرگز اصل نہیں ہے اس لئے اس کو خدا کی طرف پہنچانے والے اور نہ پہنچانے والے راستوں کے درمیان تمیز حاصل نہیں ہے۔ اور اسی طرح وہ طالبوں کی مختلف استعدادوں کے درمیان فرق نہیں جانتا اور چونکہ اس ناقص نے طریق جذبہ و طریق سلوک میں

Marfat.com

طے نہیں کیا تو بسا اوقات جس طالب کی استعداد ابتدا میں طریق جذبہ کے مناسب ہوگی اور طریق سلوک کے لئے نامناسب ہوگی اگر اس ناقص شیخ نے ان مختلف طریقوں اور استعداد کے درمیان تمیز نہ ہونے کے باعث اس مرید کو طریق سلوک پر چلایا تو اس نے اس مرید کو راہ حق سے گمراہ کر دیا جیسا کہ ناقص پیر خود گمراہ تھا۔

پس جب شیخ کامل و مکمل ایسے طالب کی تربیت و رہبری کرنا چاہے تو بالضرور اس کو اول اس طالب سے اس چیز کو دور کرنا چاہئے۔ جو ناقص شیخ سے اس کو پہنچی ہے اور اس کے سبب سے اس کا جو کچھ بگاڑا ہوا ہے اس کی اصلاح و درستی کرنی چاہئے پھر اس کی استعداد کے مناسب اچھا بیج اس کی استعداد کی زمین میں ڈالے پس اس میں اچھی پیداوار اُگے گی۔

کیونکہ افادہ و استفادہ دونوں طرف کی مناسبت پر موقوف ہے اور ابتدا میں طالب حق کو کمال پستی و کمینہ پن کے باعث حق تعالیٰ کی جناب پاک کے ساتھ کوئی مناسبت نہیں ہوتی۔ اس لئے طرفین کے درمیان ایک برزخ کا ہونا ضروری ہے اور وہ شیخ کامل و مکمل ہے اور طلب میں فتور و سستی واقع ہونے کا سب سے قوی سبب شیخ ناقص کی طرف رجوع کرنا ہے جس نے ابھی جذبہ و سلوک کے ساتھ اپنا کام پورا نہیں کیا اور شیخی کی مسند پر بیٹھ گیا ہے۔ طالب کے لئے اس کی صحبت زہر قاتل اور اس کی طرف رجوع کرنا مہلک مرض ہے۔ ایسے شیخ کی صحبت طالب کی بلند استعداد کو پستی میں لے جاتی ہے اور بلندی سے پستی میں گرا دیتی ہے مثلاً جو مریض ناقص طبیب سے دوائی کھاتا ہے وہ اپنے مرض کے زیادہ کرنے میں کوشش کرتا ہے اور اپنے مرض کے دور ہونے کی قابلیت کو ضائع کرتا ہے اگرچہ ابتداء میں اس دوائی سے مرض میں کچھ تخفیف ہو جائے لیکن حقیقت میں یہ عین مضرت ہے یہی مریض اگر بالفرض کسی سیر و سلوک، تزکیہ نفس و تصفیہ قلب سے مقصود صرف دلی امراض کا دور کرنا ہے۔"

سیر و سلوک سے مقصود دلی امراض کا دور کرنا ہے

دفتر اول مکتوب نمبر ۴۶ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

پس سیر و سلوک اور تزکیہ نفس و تصفیہ قلب سے مقصود یہ ہے کہ باطنی آفات اور دلی

Marfat.com

امراض جن کی نسبت آیہ کریمہ فی قلوبھم مرض میں اشارہ کیا گیا ہے دور ہو جائیں تا کہ ایمان کی حقیقت حاصل ہو جائے اور ان امراض و آفات کے باوجود اگر ایمان ہے تو وہ صرف ظاہری اور رسمی طور پر ہے۔

نفس امارہ کی مذمت وعلاج

نفس امارہ کی مذمت میں حضرت قیوم زماں مجددِ اعظم قدس سرہٗ مکتوب دفتر اول میں کیا ہی عمدہ باتیں تحریر فرماتے ہیں:

میرے مخدوم ومکرم! نفس امارہ حب جاہ وریاست پر پیدا کیا گیا ہے اور اس کا مقصود اور اس کی تمام تر خواہش اپنے ہمسروں پر بلندی حاصل کرنا ہے اور وہ بالذات اس بات کا خواہاں ہے کہ تمام مخلوق اس کی محتاج اور اس کے امر ونہی کے تابع ہو جائے اور وہ خود کسی کا محتاج ومحکوم نہ ہو۔ اس کا یہ دعویٰ خدائے بے مثل کے ساتھ الوہیت وشرکت کا ہے بلکہ وہ بے سعادت شرکت پر بھی راضی نہیں ہے چاہتا ہے کہ صرف وہی حاکم ہو اور سب اس کے محکوم ہوں۔ حدیث قدسی میں آیا ہے: عاد نفسك فانها انتصبت بمعاداتی ، (یعنی اپنے نفس کو دشمن رکھ کیونکہ وہ میری دشمنی میں کھڑا ہے) پس نفس کی مرادوں یعنی جاہ وریاست وبلندی وتکبر وغیرہ کے حاصل کرنے کے ذریعہ نفس کی تربیت کرنا حقیقت میں اس کو خدائے تعالیٰ کی دشمنی میں مدد اور تقویت دینا ہے اس امر کی برائی کو اچھی طرح معلوم کر لینا چاہیے۔

الغرض جب تک نفس کا تزکیہ نہ ہو جائے اور سرداری کے مالیخولیا کی خباثت سے پاک نہ ہو جائے اس وقت تک نجات محال ہے۔ اس مرض کے دور کرنے کی فکر ضروری ہے تا کہ ہمیشہ کی موت تک نہ پہنچائے۔ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ جو نفسی وآفاقی معبودوں کی نفی کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ نفس کے تزکیہ وصفائی کے لئے بہت ہی فائدہ مند ومناسب ہے۔ طریقت کے اکابرین قدس سرہم نے تزکیہ نفس کے لئے اسی کلمہ کو اختیار کیا ہے۔

تواضع کی فضیلت

آپ رحمۃ اللہ علیہ تواضع کی فضیلت پر مکتوب نمبر ۶۸ اور ۶۹ دفتر اوّل میں ارشاد فرماتے ہیں۔

Marfat.com

تواضع دولت مندوں کو زیب دیتی ہے اور استغنا فقراء کو کیونکہ معالجہ ضد کے ساتھ ہوتا ہے۔

آپ کا محبت نامہ جو مولانا محمد صدیق کے ہمراہ بھیجا تھا پہنچا آپ نے بڑی مہربانی فرمائی خدائے تعالیٰ آپ کو ہماری طرف سے جزائے خیر دے۔ چونکہ آپ نے فقراء کے آداب کو مد نظر رکھا ہے اور تواضع سے گفتگو کی ہے امید ہے کہ من تواضع لله رفعه الله کے موافق یہ تواضع دینی و دنیوی بلندی اور عزت کا موجب ہو جائے گی بلکہ ہو گئی ہے آپ کو بشارت ہو جبکہ آپ نے انابت و رجوع کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ ایسا تصور فرمائیں کہ یہ انابت درویشوں میں سے ایک درویش کے ہاتھ پر واقع ہوئی ہے اس کے فائدوں اور نتیجوں کے امیدوار رہیں لیکن چاہئے کہ اس کے حقوق کو پورے طور پر بجالائیں۔

فضیلت تقویٰ وورع

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ فضیلت تقویٰ وورع کے متعلق اپنے مکتوب نمبر ۷۶ دفتر اول میں فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وما آتكم الرسول فخذوه وما نهكم عنه فانتهوا

[سورۃ الحشر:۷]

"اور رسول جو چیز تمہارے پاس لائے اس کو لے لو اور جس چیز سے تم کو منع کرے اس سے رک جاؤ۔"

نجات کا مدار دو اجزا پر ہے۔ اوامر کا بجالانا اور نواہی سے رک جانا اور ان دونوں جزوں میں سے آخری جزو زیادہ عظمت والا ہے جس کو ورع و تقویٰ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص کا ذکر عبادت و اجتہاد کے ساتھ اور دوسرے شخص کا ذکر ورع کے ساتھ کیا گیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ورع یعنی پرہیزگاری کے برابر کوئی چیز نہیں۔ اور نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ملاك دينكم الورع" (تمہارے دین کا مقصود پرہیزگاری ہے) اور فرشتوں پر انسان کی

Marfat.com

فضیلت اسی جزو سے ثابت ہے اور قرب کے درجوں پر ترقی بھی اسی جزو سے ثابت ہوتی ہے کیونکہ فرشتے جزو اول میں شریک ہیں اور ترقی ان میں مفقود ہے۔ پس ورع و تقویٰ کے جزو کو مدنظر رکھنا اسلام کے اعلیٰ ترین مقاصد اور دین کی اشد ضروریات میں سے ہے اور اس جزو کی رعایت جس کا مدار محرمات سے بچنے پر ہے کامل طور پر اس وقت حاصل ہوتی ہے جبکہ فضول مباحات سے پرہیز کیا جائے۔ کیونکہ مباحات کے اختیار کرنے میں باگ کا ڈھیلا چھوڑنا ہے جو مشتبہ امور تک پہنچا دیتا ہے اور مشتبہ حرام کے نزدیک ہے۔ جس چرواہے نے شاہی چراگاہ کے قریب اپنے جانوروں کو چرنے دیا تو قریب ہے کہ وہ جانور اس چراگاہ میں جا پڑیں۔ پس کمال تقویٰ کے حاصل ہونے کے لئے بقدر ضرورت مباحات پر کفایت کرنا ضروری ہے اور وہ بھی اس شرط پر کہ وظائف بندگی (عبادات) کے ادا کرنے کی نیت ہو ورنہ اس قدر بھی وبال ہے۔ اور اس کا قلیل بھی کثیر کا حکم رکھتا ہے اور چونکہ فضول مباحات سے پورے طور پر بچنا تمام اوقات میں اور خاص طور پر اس وقت میں بہت ہی دشوار ہے اس لئے محرمات سے بچ کر حتی المقدور فضول مباحات کے اختیار کرنے کا دائرہ بہت تنگ کرنا چاہئے اور اس ارتکاب میں ہمیشہ شرمندہ ہونا چاہئے اور مغفرت طلب کرنی چاہئے اور اس کو محرمات میں داخل ہونے کا دروازہ سمجھ کر ہمیشہ حق تعالیٰ کی جناب میں التجا اور گریہ وزاری کرنی چاہئے شاید کہ ندامت و استغفار اور التجا و تضرع فضول مباحات سے بچنے کا ذریعہ ہو جائے اور اس کی آفت سے محفوظ کر دے۔ ایک بزرگ کا ارشاد ہے:

انکسار العاصین احب الی اللّٰہ من صولۃ المطیعین یعنی ''گنہگاروں کی عاجزی اللہ تعالیٰ کے نزدیک فرمانبرداروں کے دبدبہ سے بہتر ہے'' اور محرمات سے بچنا بھی دو قسم پر ہے ایک وہ قسم ہے جو اللہ تعالیٰ کے حقوق سے تعلق رکھتی ہے اور دوسری وہ ہے جو بندوں کے حقوق سے متعلق ہے اور دوسری قسم کی رعایت ضروری ہے حق تعالیٰ غنی مطلق اور بڑا رحم کرنے والا ہے اور بندے فقیر محتاج اور بالذات بخیل و کنجوس ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر کسی شخص پر اس کے بھائی کا مال یا کسی اور قسم کا حق ہے تو اس کو چاہئے کہ آج ہی اس سے معاف کرا لے قبل اس کے کہ اس کے پاس دینار و درہم نہ ہوں اگر اس کا کوئی نیک عمل ہوگا تو اس کے ظلم کے موافق لے کر صاحب حق کو دیا جائے گا اور اگر

Marfat.com

ان کی نیکیاں نہ ہوں گی تو صاحب حق کی برائیاں لے کر اس کی برائیوں میں زیادہ کر دی جائیں گی۔

اور نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ حاضرین نے عرض کیا ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس نہ درہم ہوں نہ اسباب۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا میری امت میں سے مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے روز نماز، روزہ اور زکوٰۃ سب کچھ لے کر آئے مگر ساتھ ہی اس نے کسی کو گالی دی ہو اور کسی کو تہمت لگائی ہو اور کسی کا مال کھایا ہو اور کسی کا خون گرایا ہو اور کسی کو مارا ہو تو اس کی نیکیوں میں سے ہر حقدار کو اس کے حق کے برابر دی جائیں گی اور اگر اس کی نیکیاں ان کے حقوق کے برابر نہ ہوئیں بلکہ پہلے ہی ختم ہو گئیں تو ان حقداروں کے گناہ لے کر اس کی برائیوں میں شامل کر دیئے جائیں گے پھر اس کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔"

توبہ وانابت اور ورع وتقویٰ کی ترغیب

حضرت امام ربانی قیوم زماں مجدد الف ثانی قدس سرہٗ توبہ وانابت کے موضوع پر مکتوب نمبر ۸ میں تقویٰ کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ چونکہ تمام عمر مصیبت اور لغزش اور تقصیر اور بیہودہ کارروائیوں میں گذر گئی ہے اس لئے مناسب ہے کہ توبہ وانابت کی نسبت کلام کیا جائے اور ورع وتقویٰ کو بیان کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

[سورۃ النور: ۳۱]

یعنی "اے مومنو! سب کے سب اللہ کی طرف توبہ کرو تا کہ تم کو نجات حاصل ہو۔"

اور فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا عَسَىٰ رَبُّكُمْ

Marfat.com

اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ [سورة......: ......]

یعنی "اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی طرف خالص توبہ کرو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری برائیوں کو دور کر کے تمہیں جنتیوں میں داخل کرے گا جن میں نہریں بہتی ہیں۔"

اور فرماتا ہے:

وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَه [سورة الاعراف: ۱۲۰]

یعنی "ظاہری اور باطنی گناہوں کو چھوڑ دو۔"

گناہوں سے توبہ کرنا ہر شخص کے لئے واجب اور فرض عین ہے کوئی بشر اس سے مستغنی نہیں ہوسکتا جب انبیاء علیہم السلام بھی توبہ سے مستغنی نہیں ہیں تو پھر اوروں کا کیا ذکر ہے حضرت سید المرسلین خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: انه ليغان على قلبى وانى لاستغفر الله فى اليوم والليلة سبعين مرة یعنی "میرے دل پر پردہ آجاتا ہے اس لئے رات دن میں ستر بار اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتا ہوں۔"

پس اگر گناہ اس قسم کے ہیں کہ جن کا تعلق اللہ تعالیٰ کے حقوق کے ساتھ ہے اور بندوں کے مظالم اور حقوق کے ساتھ تعلق نہیں رکھتے جیسا کہ زنا، شراب کا پینا، سرود و ملاہی کا سننا، غیر محرم کی طرف بنظر شہوت دیکھنا، بغیر وضو کے قرآن مجید کو ہاتھ لگانا اور بدعت پر اعتقاد رکھنا وغیرہ وغیرہ تو ان امور کی توبہ ندامت اور استغفار اور حسرت و افسوس اور بارگاہ الٰہی میں عذر خواہی کرنے سے ہے اور اگر فرائض میں سے کوئی فرض ترک ہو گیا ہو تو توبہ میں اس کا ادا کرنا بھی ضروری ہے اور اگر گناہ اس قسم کے ہیں جو بندوں کے مظالم اور حقوق سے تعلق رکھتے ہیں تو ان سے توبہ کا طریق یہ ہے کہ بندوں کے حقوق اور مظالم ادا کئے جائیں اور ان سے معافی مانگیں اور ان پر احسان کریں اور ان کے حق میں دعا کریں اور اگر مال و اسباب والا شخص مر گیا ہو تو اس کے لئے استغفار و احسان کریں اور اس کا مال اس کے وارثوں اور اولاد کو دے دیں۔ اگر اس کا وارث معلوم نہ ہو تو مال و جنایت کے برابر مال صاحب مال اور اس شخص کی نیت کر کے جس کو ناحق ایذا دی ہو فقراء و

Marfat.com

مسکین پر صدقہ وخیرات کردیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جو صادق ہیں سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

مامن عبداذنب ذنبا فقام فتوضاء وصلی واستغفر الله من ذنبه الا كان حقاً على الله ان يغفرله

یعنی "جب کسی بندہ سے گناہ سرزد ہو تو وضو کرے نماز پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ کی بخشش چاہے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کے گناہ بخش دیتا ہے۔"

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَن يَعْمَلْ سُوْءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا [نساء آیت: ۱۱۰]

یعنی "جو شخص برائی کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگے تو اللہ تعالیٰ گناہ بخشنے والا، رحم کرنے والا پائے گا"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور حدیث میں فرمایا ہے:

من اذنب ذنباً ثم ندم عليه فهو كفارته

یعنی "جو شخص گناہ کرکے نادم ہوا تو یہ ندامت اس کے گناہ کا کفارہ ہے۔"

اور حدیث شریف میں ہے:

ان الرجل اذا قال استغفرك واتوب اليك ثم عاد ثم قالها ثم عادثلث مرات كتب فى الرابعة من الكبائر

یعنی "جب آدمی نے کہا میں بخشش مانگتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں پھر اس نے گناہ کیا پھر اسی طرح توبہ کی، پھر گناہ کیا تیسری مرتبہ اور توبہ کی، چوتھی مرتبہ کبیرہ گناہ لکھا جائے گا۔"

ایک اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: هلك المسوّفون یعنی "آج کل کرنے والے (یعنی توبہ میں تاخیر کرنے والے) ہلاک ہوگئے۔"

Marfat.com

لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت کے طور پر فرمایا کہ اے بیٹا توبہ میں کل تک تاخیر نہ کیونکہ تیری موت ناگاہ آجائے گی۔ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص صبح شام توبہ نہ کرے وہ ظالم ہے۔ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حرام کے ایک پیسے کا پھیر دینا سو پیسوں کے صدقہ کر دینے سے افضل ہے۔ بعض بزرگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ایک رتی چاندی کا پھیر دینا اللہ تعالیٰ کے نزدیک چھ سو مقبول حجوں سے افضل ہے۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ [سورۃ الاعراف:۲۳]

یعنی ''یا اللہ ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اگر تو نے ہم پر بخشش اور رحمت نہ کی تو ہم خسارہ والوں میں سے ہو جائیں گے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

عبدی ادما افترضت علیك تكن من اعبد الناس وانته عما نهیتك عنه تكن من اورع الناس واقنع بما رزقتك تكن من اغنی الناس

یعنی ''میرے بندے! جو کچھ میں نے تجھ پر فرض کیا ہے ادا کر تو سب لوگوں میں سے زیادہ عابد ہو جائے گا اور جن باتوں سے میں نے تجھ کو منع کیا ہے ہٹ جا تو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو جائے گا اور جو کچھ میں نے تجھے رزق دیا ہے اس پر قناعت کر تو سب سے زیادہ غنی ہو جائے گا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کن ورعا تکن اعبد الناس یعنی ''تو پرہیزگار بن تمام لوگوں سے زیادہ عابد ہو جائے گا۔'' حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک ذرہ کی برابر ورع ہزار مثقال نماز روزہ سے بہتر ہے۔ بلاؤں سے عافیت طلب کریں اور اللہ تعالیٰ کے غضب و ناراضگی سے پناہ مانگیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعا و سوال سے راضی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اُدْعُونِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ [سورۃ المومن:٦٠] یعنی ''تم مجھ سے مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔'' مولانا عبدالرشید نے آکر وہاں کے حالات بیان کئے

Marfat.com

...تعالیٰ آپ صاحبان کو تمام ظاہری و باطنی آفات و بلیات سے محفوظ رکھے والسلام۔"

نیز دفتر سوم مکتوب نمبر ۱۹ میں لکھتے ہیں:

اس حکیم جل شانہٗ کا کوئی کام حکمت و بہتری سے خالی نہیں ہوتا۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ...زمائش) کے ساتھ بہتری چاہتا ہو۔

وَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسَىٰ أَن تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ۔ [سورة البقرة:۲۱۶]

یعنی "قریب ہے کہ تم کسی چیز کو برا جانو اور وہ تمہارے لئے اچھی ہو اور کسی چیز کو تم اچھا جانو اور وہ تمہارے حق میں بری ہو یہ بات اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔"

...س اس کی بلا (آزمائش) پر صبر کریں اور اس کی قضا پر راضی رہیں اور اس کی طاعات پر ثابت قدم ...رہیں اور اس کی نافرمانیوں سے بچیں۔ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ یعنی "ہم اللہ کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مَا أَصَابَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَن كَثِيرٍ [سورة......: ......]

یعنی "تم کو جو مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہوئی ہے اور تمہاری بہت سی چیزوں کو تو اللہ تعالیٰ تم کو معاف کر دیتا ہے۔"

پس اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ و استغفار کریں اور اس سے عفو و عافیت طلب کرتے رہیں فانہ تعالیٰ عفو یحب العفو یعنی "پس بیشک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا ہے اور معافی کو پسند فرماتا ہے۔"

صلوٰۃ و سلام بھیجنے سے ذکر افضل ہے

آپ رحمۃ اللہ علیہ دفتر دوم مکتوب نمبر ۵۰ میں تحریر فرماتے ہیں:

کچھ شک نہیں کہ ذکر سے اصلی مقصود حق تعالیٰ کی یاد ہے اور اس پر اجر کا طلب کرنا اس کا طفیلی اور تابع ہے اور درود میں اصلی مقصود طلب حاجت ہے ان دونوں میں بہت فرق ہے پس وہ

Marfat.com

فیوض جو ذکر کی راہ سے پیغمبر خدا علیہ السلام کو پہنچتے ہیں۔ان برکات سے کئی گنا زیادہ ہیں جو درود کی راہ سے پیغمبر علیہ السلام کو پہنچتے ہیں جاننا چاہئے کہ ہر ذکر یہ مرتبہ نہیں رکھتا اور جو ذکر قبولیت کے لائق ہے وہی اس فضیلت کے ساتھ مخصوص ہے۔جو ذکر ایسا نہیں ہے درود شریف کو اس پر فضیلت ہے اور برکات کے حاصل ہونے کی درود شریف میں بہت زیادہ امید ہے۔لیکن جو ذکر طالب کسی کامل شیخ سے اخذ کرتا ہے اور طریقت کے آداب و شرائط کو مد نظر رکھ کر اس پر مداومت کرتا ہے وہ (ذکر) درود شریف پڑھنے سے افضل ہے۔کیونکہ یہ ذکر اس ذکر کا وسیلہ ہے جب تک یہ ذکر نہیں کرے گا اس ذکر تک نہیں پہنچے گا۔یہی وجہ ہے کہ مشائخ طریقت نے مبتدی کے لئے ذکر کرنے کے سوا اور کچھ تجویز نہیں کیا ہے اور اس کے حق میں فرضوں اور سنتوں پر کفایت کی ہے اور نفلی امور سے منع کرتے ہیں۔

مرید کے لئے رابطہ ذکر سے زیادہ مفید ہے

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ دفتر اول مکتوب نمبر ۱۸۷ میں تحریر فرماتے ہیں:

جاننا چاہئے کہ مرید کو تکلف اور بناوٹ کے بغیر شیخ (پیر) کے ساتھ رابطہ کا حاصل ہونا پیر اور مرید کے درمیان اس کامل مناسبت کی علامت ہے جو افادہ واستفادہ (فائدہ پہنچانے اور فائدہ حاصل کرنے) کا سبب ہے اور وصول الی اللہ کے لئے رابطہ سے زیادہ اقرب کوئی طریق نہیں ہے۔دیکھیں کس دولت مند کو اس سعادت سے بہرہ مند کرتے ہیں حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ فقرات میں تحریر فرماتے ہیں۔

سایہ رہبر بہ است از ذکر حق
یعنی "پیر کا سایہ ذکر حق سے بہتر ہے۔"

بہتر کہنا نفع کے اعتبار سے ہے یعنی رہبر کا سایہ مرید کے لئے ذکر کرنے سے زیادہ فائدہ مند ہے کیونکہ مرید کو ابھی مذکور (حق جل وعلا) کے ساتھ کامل مناسبت حاصل نہیں ہے کہ (جس سے) وہ ذکر کے طریق سے پورا پورا نفع حاصل کر سکتا۔والسلام اولاً وآخراً

Marfat.com

...ت رابطہ کی فضیلت

نیز مکتوب نمبر ۳۰ دفتر دوم میں ارشاد فرماتے ہیں:

خواجہ محمد اشرف نے نسبت رابطہ کی مشق کے بارے میں لکھا تھا کہ اس حد تک ...ب ہوگئی ہے کہ نماز میں اس کو اپنا مسجود جانتا اور دیکھتا ہے اور اگر بالفرض اس کو نفی کرنا ...ہے تو وہ رابطہ نفی نہیں ہوتا۔ اے محبت کے نشان والے! طالبان حق جل وعلا اسی دولت کی ...کرتے ہیں مگر ہزاروں میں سے کسی ایک کو ملتی ہے اس کیفیت والا شخص کامل مناسبت کی ...عداد والا ہوتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ شیخ مقتدا کی تھوڑی صحبت سے اس کے تمام کمالات ...جذب کرلے۔ لوگ رابطہ کی نفی کیوں کرتے ہیں کیونکہ وہ تو مسجود الیہ ہے نہ کہ مسجود لہ۔ ...ابوں اور مسجدوں کی نفی کیوں نہیں کرتے اس قسم کی دولت کا ظہور سعادتمندوں کو حاصل ...تا ہے تاکہ وہ تمام احوال میں صاحب رابطہ کو اپنا وسیلہ جانیں اور تمام وقتوں میں اسی کی ...رف متوجہ رہیں نہ کہ ان بدبخت لوگوں کی طرح جو اپنے آپ کو مستغنی (رابطہ سے بے ...از) جانتے ہیں اور اپنی توجہ کے قبلہ کو اپنے شیخ کی طرف سے ہٹا لیتے ہیں اور اپنے معاملہ ...خراب کر لیتے ہیں۔

مولانا حاجی محمد نے ظاہر کیا تھا کہ تقریباً دو ماہ گذر گئے کہ مشغولی میں سستی وخرابی ...قع ہوگئی ہے اور وہ ذوق وحلاوت جو پہلے حاصل تھا اب نہیں رہا۔ اے محبت کے اطوار ...لے اگر دو چیزوں میں فتور نہیں آیا تو کچھ غم نہیں ان میں سے ایک صاحب شریعت ...﷤ کی متابعت ہے اور دوسری اپنے شیخ کے ساتھ محبت واخلاص۔ ان دو چیزوں کے ...تے ہوئے اگر ہزاروں ظلمتیں اور کدورتیں طاری ہوجائیں تو کچھ غم نہیں ہے آخر اس ...وضائع نہیں ہونے دیں گے اور اگر نعوذ باللہ ان دونوں چیزوں میں سے کسی ایک میں ...صان پیدا ہوجائے تو پھر خرابی ہی خرابی ہے اگرچہ حضور وجمعیت کے ساتھ رہے۔ کیونکہ یہ ...تدراج ہے جس کا انجام خرابی ہے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ سے بڑی عاجزی وزاری کے ساتھ ...ن دو باتوں پر ثابت قدمی واستقامت طلب کرتے رہیں کیونکہ یہی دونوں امر اصل میں ...صود اور نجات کا مدار ہیں۔

Marfat.com

ہر عمل جو شریعت کے مطابق کیا جائے داخل ذکر ہے

حضرت قیومِ زماں مجددِ الف ثانی قدس سرہٗ العزیز مکتوب نمبر ۲۵ دفتر دوم میں فرماتے ہیں:

اے فرزند! فرصت اور فراغت کو غنیمت جاننا چاہئے۔ ہمیشہ اپنے اوقات کو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رکھنا چاہئے جو عمل بھی روشن شریعت کے مطابق کیا جائے ذکر میں داخل ہے اگرچہ وہ خرید و فروخت ہو پس تمام حرکات و سکنات میں احکام شرعیہ کی رعایت کرنی چاہئے تاکہ سب کچھ ذکر ہو جائے۔ کیونکہ ذکر سے مراد غفلت کا دور ہونا ہے اور جب تمام افعال میں اوامر ونواہی کو مدنظر رکھا جائے تو ان اوامر ونواہی کا حکم دینے والے (یعنی حق تعالیٰ) کی (یاد کی) غفلت سے نجات حاصل ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر پر دوام حاصل ہو جاتا ہے۔ یہ دوام ذکر حضرات خواجگان نقشبندیہ قدس سرہم کی یادداشت سے جدا ہے کیونکہ وہ یادداشت صرف باطن تک ہی ہے اور اس دوام ذکر کا اثر ظاہر میں بھی جاری ہے اگرچہ دشوار ہے۔ وفقنا اللہ سبحانہ وایاکم بمتابعۃ صاحب الشریعۃ علیہ وعلیٰ الہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ۔

صحبت شیخ کی ترغیب

آپ رحمۃ اللہ علیہ صحبت شیخ کی ترغیب دلاتے ہوئے دفتر اول مکتوب نمبر ۱۹ میں ارشاد فرماتے ہیں:

اس راستہ میں دیوانہ پن درکار ہے۔

"لن یؤمن احدکم حتیٰ یقال انہ مجنونٌ"

یعنی "تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک (کامل) ایمان والا نہیں ہوگا جب تک اسے یہ نہ کہا جائے کہ وہ دیوانہ ہے"

اور جب دیوانہ پن آ گیا زن و فرزند کی تدبیر سے چھوٹ گیا اور این وآں کے اندیشہ سے جمعیت حاصل ہو گئی یہ دیوانہ پن آپ کی طبیعت میں پایا جاتا ہے مگر بیکار عارضات کے باعث آپ نے اس کو خس پوش کر دیا ہے کیا کیا جائے اس (ظاہری) جدائی میں بڑی بے مناسبتی کا حاصل کرنا پایا

Marfat.com

ہے جلدی اس کا تدارک کریں اور اپنی کم ہمتی کو بہت جان کر اس ظاہری دوری کو رفع کریں گروہ کی جمعیت خلق کی جمعیت سے الگ ہے خلق کی جمعیت کے اسباب اس گروہ کے تفرقہ کے باعث ہیں خلق کے تفرقہ کے اسباب (یعنی فقر و نامرادی) میں ہاتھ مارنا چاہئے تاکہ جمعیت حاصل ہو جائے اور اگر بالفرض خلق کی جمعیت میں اس گروہ کو جمعیت بخشیں تو اس جمعیت سے ڈرنا چاہئے اور خدائے تعالیٰ کی جناب میں التجا کرنی چاہئے تاکہ وہ جمعیت جان کا وبال نہ بن جائے اور فلاں وفلاں کے احوال پر قیاس نہ کرنا چاہئے کیونکہ کامل ہونے سے پیشتر درجات کے تفاوت کے بموجب سب نقص کے مراتب ہیں۔

اہل جمعیت کی صحبت کی ترغیب

دفتر اول مکتوب نمبر ۱۲۰ میں اہل جمعیت درویشوں کی صحبت اختیار کرنے کی ترغیب دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

شاید میر صاحب نے فراموشی اختیار کر لی ہے کہ سلام و پیام تک سے یاد نہیں کرتے فرصت بہت تھوڑی ہے اور اس کا اعلیٰ ترین مقصد میں صرف کرنا ضروری ہے اور وہ ارباب جمعیت کی صحبت ہے کیونکہ صحبت کے برابر کوئی چیز نہیں ہے۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب صحبت ہی کے باعث انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سوا سب غیر صحابہ پر فضیلت رکھتے ہیں اگرچہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ اور عمر مروانی (عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ہی) کیوں نہ ہوں حالانکہ یہ دونوں حضرات صحبت کے سوا تمام درجات کی انتہا اور تمام کمالات کی آخری حد تک پہنچے ہوئے تھے یہی وجہ ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خطا صحبت کی برکت سے ان دونوں کے صواب سے بہتر ہے اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا سہو ان دونوں کے صحو و صواب سے افضل ہے کیونکہ ان بزرگواروں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کا ایمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے فرشتہ کی حاضری اور وحی کے مشاہدہ کرنے اور معجزات کے دیکھنے سے شہودی ہو چکا تھا اور ان کے سوا کسی اور کو اس قسم کے کمالات جو تمام کمالات کے اصول ہیں نصیب نہیں ہوئے اور اگر اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوتا کہ صحبت کی فضیلت میں یہ خاصیت ہے تو ان کو صحبت سے کوئی چیز مانع نہ

Marfat.com

ہوتی اور وہ اس فضیلت پر کسی چیز کو ترجیح نہ دیتے "واللہ یختص برحمتہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم"۔

اغنیاء کی صحبت سے بچنے اور فقراء کی صحبت پر ترغیب

حضرت قیوم زمان مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز دفتر اول مکتوب نمبر ۱۳۲ میں فقراء کی صحبت کی اہمیت اور اغنیاء کی صحبت سے بچنے اور دور رہنے کا بیان فرماتے ہیں:

آپ نے فقراء کی صحبت سے تنگ دل ہو کر (اہل دنیا) دولتمندوں کی صحبت اختیار کی ہے یہ بہت برا کیا ہے آج اگر آپ کی آنکھ بند ہے تو کل کھل جائے گی اور پھر ندامت کے سوا کچھ فائدہ نہ ہوگا اطلاع دینی شرط ہے۔

اے صاحب ہوس! آپ کا معاملہ دو حال سے خالی نہیں ہے۔ دولت مندوں کی مجلس میں آپ کو جمعیت دیں گے یا نہ دیں گے اگر دیں گے تو برا ہے اور نہ دیں گے تو بہت برا ہے اگر دیں گے تو استدراج ہے نعوذ باللہ من ذٰلک اور اگر نہ دیں گے تو دنیا و آخرت کا خسارہ شامل حال ہے۔ فقراء کی خاکروبی دولت مندوں کی صدر نشینی سے بہتر ہے آج یہ بات آپ کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے آخر ایک دن سمجھ میں آجائے گی اور اس وقت کچھ فائدہ نہ دیگی چرب کھانوں کی خواہش اور قیمتی لباس کی تمنا نے آپ کو اس بلا میں ڈال دیا اب بھی کچھ نہیں گیا اپنے مقصد کی فکر کریں اور جو کچھ حق تعالیٰ سے مانع ہو اس کو دشمن جان کر اس سے بھاگیں۔

ان من ازواجکم واولادکم عدوالکم فاحذورھم

[سورۃ التغابن:١٤]

یعنی "بیشک تمہاری بیویاں اور اولاد تمہارے دشمن ہیں پس ان سے ڈرتے اور بچتے رہو"۔

نص قاطع ہے۔ صحبت کے حق نے اس بات پر آمادہ کیا کہ ایک مرتبہ آپ کو نصیحت کی جائے خواہ آپ عمل کریں یا نہ کریں آپ کی فضول باتوں اور حرکتوں کو میں پہلے ہی سے جانتا تھا کہ اس طرح فقر پر استقامت دشوار ہے۔

Marfat.com

(اس مکتوب کے آخر میں ہے) میں آپ کی فطرت اور استعداد سے کچھ اور ہی امید رکھتا
...افسوس کہ آپ نے قیمتی جوہر کو سرگین (کوڑی) میں ڈال دیا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔

...لت گزینی کے لئے حقوق العباد کی ادائیگی شرط ہے

حضرت قیوم زماں مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز گوشہ نشینی کی اہمیت اور حقوق العباد ...ادائیگی بیان کرتے ہوئے دفتر اول مکتوب نمبر ۲۶۵ میں فرماتے ہیں:

آپ نے گوشہ نشینی کی خواہش ظاہر کی تھی ہاں بے شک گوشہ نشینی صدیقین کی آرزو ہے ...کو مبارک ہو آپ عزلت (گوشہ نشینی) اختیار کریں لیکن مسلمانوں کے حقوق کی رعایت ہاتھ ...سے جانے نہ دیں آنحضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے:

"حق المسلم على المسلم خمسٌ رد السلام وعيادة المريض واتباع الجنائز واجابة الدعوة و تشميت العاطس"

یعنی "ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کے پانچ حق ہیں، سلام کا جواب دینا، بیمار پرسی کرنا، جنازہ کے پیچھے چلنا، دعوت کا قبول کرنا اور چھینک کا جواب دینا"۔

لیکن دعوت قبول کرنے میں چند شرطیں ہیں۔ احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ "اگر طعام ...تبہ ہو یا دعوت کا مکان اور وہاں کا فرش حلال کا نہ ہو یا وہاں ریشمی فرش اور چاندی کے برتن ہوں ...ت یا دیوار پر جانداروں کی تصویریں ہوں یا باجے یا سماع کی کوئی چیز موجود ہو یا کسی قسم کا لہو ...ب کا شغل ہو یا غیبت و بہتان اور جھوٹ وغیرہ سننا پڑے تو ان سب صورتوں میں دعوت کا قبول ...رنا منع ہے اور یہ سب امور اس دعوت کی حرمت اور کراہت کا موجب ہیں اور اسی طرح اگر ...ت کرنے والا ظالم یا فاسق یا مبتدع یا شریر یا تکلف کرنیوالا اور فخر و مباہات کا طالب ہے تب بھی ...ی حکم ہے اور شرعۃ الاسلام میں ہے کہ ایسے طعام کی دعوت قبول نہ کریں جو ریا و سمعہ کے لئے تیار ...یا گیا ہو اور محیط میں ہے کہ جس دسترخوان پر لہو و لعب یا سرود کا سامان ہو یا وہاں لوگ غیبت کرتے

Marfat.com

ہوں یا شراب پیتے ہوں وہاں بیٹھنا نہیں چاہئے۔ اگر یہ سب موانع موجود نہ ہوں تو دعوت قبول کرنے سے چارہ نہیں ہے لیکن اس زمانے میں ان موانع کا مفقود ہونا دشوار ہے۔"

اور نیز جان لیں کہ:

عزلت از اغیار باید نے زیار، کیونکہ ہمرازوں کے ساتھ صحبت رکھنا اس طریقہ عالیہ کی سنت مؤکدہ ہے۔ حضرت خواجہ نقشبندی قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ ہمارا طریق صحبت ہے کیونکہ خلوت میں شہرت ہے اور شہرت میں آفت۔ اور صحبت سے مراد طریقت کے موافقین کی صحبت ہے نہ کہ مخالفین طریقت کی صحبت کیونکہ ایک دوسرے میں فانی ہونا صحبت کی شرط ہے جو موافقت کے بغیر میسر نہیں ہوتا۔ اور مریض کی عیادت سنت ہے جبکہ اس بیمار کا کوئی خبر گیر ہو اور اس کی تیمارداری کرتا ہو ورنہ اس بیمار کی عیادت (بیمار پرسی) واجب ہے جیسا کہ مشکوٰۃ کے حاشیہ میں کہا ہے۔ اور نماز جنازہ میں حاضر ہونے کے لئے کم از کم چند قدم جنازہ کے پیچھے چلنا چاہئے تاکہ میت کا حق ادا ہو جائے۔ اور جمعہ و جماعت و نماز پنجگانہ اور نماز عیدین میں حاضر ہونا ضروریات اسلام میں سے ہے کہ جن سے چارہ نہیں ہے اور باقی وقتوں کو تبتل وانقطاع (تنہائی و گوشہ نشینی) میں گذاریں لیکن پہلے نیت کو درست کر لینا چاہئے اور گوشہ نشینی کو دنیا کی کسی غرض سے آلودہ نہ کریں اور حق تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ باطنی جمعیت حاصل کرنے اور بے فائدہ اور بیکار اشغال سے منہ موڑنے کے سوا عزلت سے اور کچھ مقصود نہ ہو اور نیت کے درست کرنے میں بڑی احتیاط کریں ایسا نہ ہو کہ اس کے ضمن میں کوئی نفسانی غرض پوشیدہ ہو اور نیت کے درست کرنے میں (اللہ تعالیٰ کے حضور میں) التجا و تضرع بہت زیادہ کریں اور عاجزی و انکساری اختیار کریں امید ہے کہ اس پر بڑے بڑے فائدے مترتب ہوں گے باقی حالات کو ملاقات پر موقوف رکھا ہے والسلام۔

وساوس وخطرات کا آنا کمال ایمان کی علامت ہے

حضرت قیوم زمان مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز وساوس وخطرات کا آنا کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ یہ کمال ایمان کی علامت ہے دفتر اول مکتوب نمبر ۱۸۲ میں یوں ارشاد فرماتے ہیں:

Marfat.com

درویشوں کی ایک جماعت بیٹھی تھی طالبان طریقت کے خطرات وساوس کے بارے میں گفتگو شروع ہوگئی اس ضمن میں ایک حدیث کا ذکر ہوا کہ ایک روز حضرت خیر البشر ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے بعض نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں اپنے برے خطرات کی شکایت کی آنحضرت ﷺ نے فرمایا: (یہ بات کمال ایمان سے ہے) اس وقت اس حدیث کے معنی اس فقیر کے دل میں اس طرح گزرے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال (اور حقیقت حال کو اللہ تعالیٰ ہی زیادہ جانتا ہے) کہ کمال ایمان مراد ہے کمال یقین سے اور کمال یقین کمال قرب پر مترتب ہے اور قلب اور اس سے اوپر کے لطائف (روح وسر وخفی واخفیٰ) کو قرب الٰہی جس قدر زیادہ حاصل ہوگا اسی قدر ایمان ویقین بھی زیادہ ہوگا اور قالب کے ساتھ اس کی بے تعلقی زیادہ ہوجائے گی اس وقت خطرات قالب میں بہت زیادہ ظاہر ہوں گے اور بہت نامناسب وسوسے نمایاں ہوں گے۔ پس لازماً برے خطرات کا سبب کمال ایمان ہوگا۔ پس نہایت النہایت کے منتہی کو خطرات جس قدر زیادہ اور نامناسب تر ہوں گے ایمان کی اکملیت اسی قدر زیادہ ہوگی کیونکہ کمال ایمان اس امر کا مقتضی ہے کہ تمام لطائف سے الطف لطیفہ کو لطیفہ قالب کے ساتھ کامل بے مناسبتی ہو اور بے مناسبتی جس قدر زیادہ ہوگی قالب اسی قدر زیادہ خالی اور ظلمت وکدورت کے زیادہ نزدیک ہوگا اور خطرات ووسوسے اس میں اسی قدر زیادہ ہوں گے بخلاف مبتدی اور متوسط کے کہ اس قسم کے خطرات ان کے لئے زہر قاتل اور باطنی مرض کو زیادہ کرنے والے ہیں۔ "فلا تکن من القاصرین" (پس تو ہمارے کلام کے سمجھنے میں قصور کرنے والوں میں سے نہ ہو) یہ معرفت اس فقیر کے دقیق معارف میں سے ہے۔

کمال ولایت کا مدار کثرت خوارق پر نہیں

حضرت قیوم زماں مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز دفتر اول مکتوب نمبر ۲۱۶ میں ارشاد فرماتے ہیں:

ولایت کا کمال کثرت کرامات پر نہیں ہے۔ نیز حضرت غوث اعظم شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ سے کثرت کرامات کا بھید کے بارے میں تحریر کرتے ہیں کیا قیمتی

Marfat.com

معارف ہیں پڑھیں اور حضرت قیوم زمان مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز کی عظمت اور بلند فکر اپنے دل میں جگہ دیں جو حضرات تصوف کے قائل نہیں ہیں وہ کسی اہل دل کے پاس جائیں تو تب ان پر جام معرفت کا راز کھلے گا۔

خوارق کا ظاہر ہونا ولایت کے ارکان میں سے نہیں ہے اور نہ ہی اس کے شرائط میں سے ہے۔ برخلاف معجزہ نبی کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو کہ مقام نبوت کے شرائط میں سے ہے لیکن (شرط ولایت نہ ہونے کے باوجود) خوارق کا ظہور شائع اور ظاہر ہے اور بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ وہ خلاف واقعہ ہو البتہ خوارق کا کثرت سے ظاہر ہونا افضل ہونے پر دلالت نہیں کرتا وہاں قرب الٰہی جل شانہٗ کے درجات کے اعتبار سے فضیلت ہے۔ ممکن ہے کہ ولی اقرب سے بہت خوارق ظاہر ہوں اور ولی ابعد سے بکثرت ظاہر ہوں۔ وہ خوارق جو اس امت کے بعض اولیاء سے ظاہر ہوئے ہیں اصحاب کرام رضی اللہ عنہم سے ان کا سوواں (۱۰۰) حصہ بھی ظہور میں نہیں آیا حالانکہ اولیاء میں سے افضل ولی ایک ادنیٰ صحابی کے درجہ کو نہیں پہنچتا۔ خوارق کے ظہور پر نظر رکھنا کوتاہ نظری ہے اور تقلیدی استعداد کے کم ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ نبوت وولایت سے فیوض قبول کرنے کے لائق وہ لوگ ہیں جن میں تقلیدی استعداد ان کی قوت نظری پر غالب ہو۔

ولایت فنا وبقا سے مراد ہے اور خوارق وکشفیات خواہ کم ہوں یا زیادہ (باعتبار اغلب) اس (فنا وبقا) کے لوازم میں سے ہیں لیکن یہ نہیں کہ جس سے خوارق زیادہ ظاہر ہوں اس کی ولایت بھی اتم واکمل ہو بلکہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ (کسی بزرگ سے) خوارق بہت کم ظاہر ہوتے ہیں اور اس کی ولایت اکمل ہوتی ہے۔

اور خوارق کے بکثرت ظاہر ہونے کا مدار دو چیزوں پر ہے عروج کے وقت بہت زیادہ بلند جانا اور نزول کے وقت بہت کم نیچے اترنا بلکہ کثرت خوارق کے ظہور میں کلیہ قاعدہ قلت نزول یعنی بہت کم نزول کرنا ہے خواہ وہ عروج کی جانب کسی بھی کیفیت سے ہو کیونکہ صاحب نزول عالم اسباب میں اتر آتا ہے اور اشیاء کے وجود کو اسباب سے وابستہ پاتا ہے اور مسبب الاسباب کے فعل پر اس کی نظر ہونے کے باعث تمام اسباب اس کی نظر سے مرتفع ہو گئے ہیں پس حق تعالیٰ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ اس کے ظن کے موافق علیحدہ علیحدہ معاملہ کرتا ہے اسباب کو دیکھنے والے کا

Marfat.com

کام اسباب پر ڈال دیتا ہے اور جو اسباب کو نہیں دیکھتا اس کا کام اسباب کے وسیلہ کے بغیر مہیا کر دیتا ہے حدیث قدسی: ''اَنَا عند ظن عبدی بی '' یعنی''......ترجمہ......''اس مطلب پر دلیل ہے۔

بہت مدت تک دل میں کھٹکتا رہا کہ کیا وجہ ہے کہ اس امت میں اکمل اولیاء بہت گزرے ہیں مگر جس قدر خوارق حضرت سید محی الدین جیلانی قدس سرہٗ سے ظاہر ہوئے ہیں اس قدر خوارق ان میں سے کسی سے ظاہر نہیں ہوئے آخر کار حق تعالیٰ نے اس معمہ کا بھید ظاہر کر دیا اور معلوم کرا دیا کہ ان کا عروج اکثر اولیاء اللہ سے بلند تر واقع ہوا ہے اور نزول کی جانب میں مقام روح تک نیچے اترے ہیں جو عالم اسباب سے بلند تر ہے۔

خواجہ حسن بصری اور حبیب عجمی قدس سرہما کی حکایت اس مقام کے مناسب ہے منقول ہے کہ ایک دن حسن بصری دریا کے کنارے کھڑے ہوئے کشتی کا انتظار کر رہے تھے تا کہ دریا سے پار ہوں۔ اسی اثنا میں خواجہ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ بھی آ نکلے پوچھا آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں؟ فرمایا: کشتی کا انتظار کر رہا ہوں۔ خواجہ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کشتی کی کیا حاجت ہے کیا آپ یقین نہیں رکھتے؟ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کیا آپ علم نہیں رکھتے۔ غرض خواجہ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ کشتی کی مدد کے بغیر دریا سے گذر کر چلے گئے اور خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کشتی کی انتظار میں کھڑے رہے۔

خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے چونکہ عالم اسباب میں نزول کیا ہوا تھا اس لئے (کارکنان قضاوقدر) ان کے ساتھ اسباب کے وسیلے سے معاملہ فرماتے تھے اور خواجہ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ نے چونکہ پورے طور پر اسباب کو نظر انداز کر دیا تھا اس لئے (کارکنان قضاوقدر) ان کے ساتھ اسباب کے وسیلے کے بغیر معاملہ کرتے تھے۔ لیکن فضیلت حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے لئے ہے جو صاحب علم ہے اور جس نے عین الیقین کو علم الیقین کے ساتھ جمع کیا ہے اور اشیا کو جیسی کہ وہ ہیں سمجھ لیا ہے کیونکہ قدرت کی اصل حقیقت کو حکمت کے پیچھے پوشیدہ کیا ہے خواجہ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ صاحب سکر ہے اور فاعل حقیقی پر ایک ایسا یقین رکھتا ہے جس میں اسباب کا کچھ دخل نہیں ہے۔

Marfat.com

نیز آپ رحمۃ اللہ علیہ دفتر اوّل مکتوب نمبر ۲۹۳ میں فرماتے ہیں:

اے برادر! غور سے سن! خوارق عادات دو قسم پر ہیں۔ نوع اوّل وہ علوم و معارف الٰہی جل شانہ ہیں جو حق تعالیٰ کی ذات وصفات وافعال کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور وہ نظر عقل کے طریقہ کے ماسوائے اور متعارف ومعتاد کے برخلاف ہیں کہ اپنے خاص بندوں کو ان کے ساتھ ممتاز کرتا ہے۔ نوع دوم مخلوقات کی صورتوں کا کشف ہونا اور ان پوشیدہ چیزوں پر اطلاع پانا اور ان کی خبر دینا جو اس عالم کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔

نوع اول، اہل حق اور ارباب معرفت کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور نوع ثانی محق اور مبطل یعنی سچے اور جھوٹے کو شامل ہے کیونکہ استدراج والوں کو بھی نوع ثانی حاصل ہے۔

نوع اول حق تعالیٰ کے نزدیک شرافت واعتبار رکھتی ہے۔ کیونکہ اس کو اپنے دوستوں ہی کے ساتھ مخصوص کیا ہے اور دشمنوں کو اس میں شریک کیا۔ نوع دوم عام لوگوں کے نزدیک معتبر ہے اور ان کی نظروں میں بہت معزز ومحترم ہے یہی باتیں اگر استدراج والوں سے ظاہر ہوں تو عجب نہیں کہ عام لوگ نادانی کے باعث ان کی پرستش کرنے لگیں اور جو رطب ویابس وہ ان کے سامنے تصنع کرے وہ اس پر اس کے مطیع وفرمانبردار ہو جائیں بلکہ یہ مجوب یعنی عام لوگ نوع اول کو خوارق وکرامات سے شمار نہیں کرتے ان کے نزدیک خوارق نوع دوم میں منحصر ہیں اور کرامات ان مجوبوں کے خیال میں مخلوقات کی صورتوں کے کشف اور پوشیدہ چیزوں کی خبر دینے کے ساتھ مخصوص ہیں۔ یہ لوگ بیوقوف ہیں اتنا نہیں جانتے کہ وہ علم جو حاضر یا غائب مخلوقات کے احوال سے تعلق رکھتا ہے اس میں کونسی شرافت وکرامت پائی جاتی ہے بلکہ یہ علم تو اس بات کے لائق ہے کہ جہالت سے بدل جائے تاکہ مخلوقات اور ان کے احوال سے نسیان حاصل ہو جائے۔ وہ حق تعالیٰ کی معرفت ہی ہے جو شرافت و کرامت اور اعزاز واحترام کے لائق ہے۔

پری نہفتہ رخ و دیو دز کرشمہ وناز
بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

Marfat.com

ولی کو اپنی ولایت یا خوارق کا علم ہونا شرط نہیں

حضرت قیوم زمان مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز دفتر اول مکتوب نمبر ۲۱۶ میں فرماتے ہیں:

یہاں ایک نکتہ ہے جس کا جاننا نہایت ضروری ہے۔ وہ یہ ہے کہ جس طرح نفس ولایت حاصل ہونے میں ولی کو ولایت کا علم شرط نہیں ہے جیسا کہ مشہور ہے اسی طرح اس کو اپنے خوارق کے وجود کا علم ہونا بھی شرط نہیں ہے بلکہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ لوگ کسی ولی سے خوارق نقل کرتے ہیں اور اس کو ان خوارق کی نسبت بالکل اطلاع نہیں ہوتی اور وہ اولیاء جو صاحب علم و کشف ہیں جائز ہے کہ ان کو اپنے بعض خوارق پر اطلاع حاصل نہ ہو بلکہ ان کی مثالی صورتوں کو (کارکنان قضاء قدر) متعدد مکانوں میں ظاہر کریں اور ان صورتوں سے دور دراز جگہوں میں عجیب و غریب کام ظہور میں لائیں کہ جن کی ان صورتوں کے صاحب کو ہرگز اطلاع نہیں ہے۔

از ما و شما بہانہ بر ساختہ اند

حضرت مخدومی قبلہ گاہی قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ ایک بزرگ کہتا تھا عجیب معاملہ ہے کہ لوگ اطراف و جوانب سے آتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ ہم نے آپ کو مکہ معظمہ میں دیکھا ہے اور موسم حج میں حاضر پایا ہے اور ہم نے آپ کے ساتھ مل کر حج کیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ہم نے آپ کو بغداد میں دیکھا ہے اور اپنی دوستی کا اظہار کرتے ہیں اور میں ہرگز اپنے گھر سے باہر نہیں نکلا ہوں اور نہ ہی کبھی اس قسم کے آدمیوں کو دیکھا ہے کتنی بڑی تہمت ہے جو ناحق مجھ پر لگاتے ہیں "واللہ اعلم بحقائق الامور کلها" یعنی "سب کاموں کی اصل حقیقت کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، اس سے زیادہ لکھنا طول کلامی ہے ہاں اگر آپ کی طلب اور پیاس زیادہ معلوم کی تو بہت جلدی اس سے زیادہ کچھ لکھا جائے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔"

طریقہ عالیہ میں نئی نئی باتیں نکالنے والوں کی مذمت

حضرت قیوم زمان مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز دفتر اول مکتوب نمبر ۱۳۱ دفتر اول میں

Marfat.com

سلسلہ نقشبندیہ میں نئی نئی باتیں نکلنے پر لکھتے ہیں:

ہاں اس طریقہ عالیہ کے بعض متاخرین خلفاء نے اس طریق میں بھی نئی نئی بدعتیں نکالی ہیں اور ان اکابر کے اصل طریقہ کو چھوڑ دیا ہے ان مریدوں کی ایک جماعت کا یہ اعتقاد ہے کہ ان نئی نئی نکالی ہوئی باتوں سے انہوں نے اس طریقہ کی تکمیل کی ہے ہرگز ایسا نہیں ہے "کَبُرَتْ کَلِمَۃً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاھِھِمْ" یعنی چھوٹا منہ اور بڑی بات۔"

بلکہ انہوں نے اس کے خراب اور ضائع کرنے میں کوشش کی ہے افسوس ہزار افسوس کہ بعض وہ بدعتیں جو دوسرے سلاسل میں بالکل موجود نہیں ہیں وہ انہوں نے اس طریقہ عالیہ میں پیدا کر دی ہیں نماز تہجد کو جماعت سے ادا کرتے ہیں اور گردونواح سے اس وقت لوگ نماز تہجد کے لئے جمع ہو جاتے ہیں اور بڑے اہتمام کے ساتھ اس کو ادا کرتے ہیں اور حالانکہ یہ عمل مکروہ تحریمی ہے، الیٰ آخرہ۔"

نیز مکتوب نمبر ۴۸ دفتر اول میں فرماتے ہیں:

"لیکن ان دنوں میں جبکہ وہ نسبت شریفہ عنقائے مغرب (یعنی مخفی) ہے اور بالکل پوشیدہ ہوگئی ہے اور اس گروہ میں سے ایک جماعت نے اس دولت عظمیٰ کے نہ پانے اور اس نعمت عالیہ کے نہ ملنے سے ہر طرف ہاتھ پاؤں مارے ہیں اور جواہر نفیسہ کو چھوڑ کر چند ٹھیکریوں پر خوش ہوگئے ہیں اور بچوں کی طرح جوز و مویز (اخروٹ و منقیٰ) پر مطمئن ہو کر نہایت بیقراری اور حیرانی سے اپنے بزرگوں کے طریق کو چھوڑ کر کبھی ذکر جہر سے تسلی حاصل کرتے ہیں اور کبھی سماع و رقص سے آرام ڈھونڈتے ہیں اور چونکہ ان کی خلوت در انجمن حاصل نہیں ہے اس لئے خلوت کا چلہ اختیار کرتے ہیں اور اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ ایسی بدعتوں کو اس نسبت شریفہ کی تکمیل کرنے والی خیال کرتے ہیں اور اس بربادی کو عین آبادی شمار کرتے ہیں۔ حق تعالیٰ ان کو انصاف عطاء فرمائے اور اس طریقہ کے بزرگوں کے کمالات کی ذرا سی خوشبو ان کی جان کے دماغ تک پہنچائے الیٰ آخرہ"۔

نیز آپ رحمۃ اللہ علیہ دفتر اول مکتوب نمبر ۲۸۱ میں ارشاد فرماتے ہیں:

اس طریق میں مایوس اور خسارہ والا شخص وہ ہے جو اس طریق میں داخل ہو کر اس طریق

Marfat.com

آداب مدنظر نہ رکھے اور نئے نئے امور اس طریق میں پیدا کرے اور اس طریقہ کے برخلاف واقعات اور خوابوں پر اعتماد کرے اس صورت میں طریق کا کیا گناہ ہے وہ اپنے خوابوں اور ... کی راہ پر چلتا ہے اور اپنے اختیار سے کعبہ معظمہ کے راستہ سے منہ پھیر کر ترکستان کی طرف ... ہے۔

ترسم نہ رسی بکعبہ اے اعرابی
ایں رہ کہ تو می روی بترکستان است

مقتداء کیلئے نصائح

حضرت قیوم زمان مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز شیخ مقتدا کے لئے اپنے دفتر اول ... ب نمبر ۲۲۴ میں نصائح ارشاد فرماتے ہیں:

جاننا چاہئے کہ شیخ بننے اور حق کی طرف خلق کو دعوت کرنے کا مقام بہت ہی عالی ہے ... پ نے سنا ہوگا کہ "الشیخ فی قومه کالنبی فی امته" (شیخ اپنی قوم میں ایسا ہے جیسا نبی اپنی امت میں) ہر بے سروسامان کو اس بلند مرتبہ کے ساتھ کیا مناسبت ہے:

ہر گدائے مرد میدان کے شود
پشتہ آخر سلیمان کے شود

احوال و مقامات کا مفصل علم ہونا مشاہدات و تجلیات کی حقیقت کو پہچاننا کشفوں اور ... امات کا حاصل ہونا اور واقعات کی تعبیر کا ظاہر ہونا اس بلند مقام کے لوازم سے ہے اور ان کے ... (مقام شیخی کے حاصل ہونے کا دعویٰ کرنا) بے فائدہ رنج و تکلیف ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اکابر طریقت قدس سرہم بعض مریدوں کو مقام شیخی تک پہنچنے سے ... کسی مصلحت کے پیش نظر ایک قسم کی اجازت دے دیتے ہیں اور ایک لحاظ سے تجویز فرماتے ہیں ... طالبوں کو طریقہ سکھائیں اور احوال و واقعات پر اطلاع پائیں اس قسم کی تجویز و اجازت میں شیخ ... تدا کو لازم ہے کہ اس قسم کے مجاز مریدوں کو اس کام میں بڑی احتیاط برتنے کا امر کرے اور تاکید ... کے ساتھ غلطی کے مواقع کو ظاہر کر دیا کرے اور بار باران کے نقص پر اطلاع دیتا رہے اور مبالغہ

Marfat.com

کے ساتھ ان کے ناقص ہونے کو ظاہر کردے اس صورت میں اگر شیخ حق بات کے ظاہر کرنے میں سستی کرے تو وہ خائن ہے اور اگر مرید کو وہ باتیں بری معلوم ہوں تو وہ بدقسمت ہے کیا وہ نہیں جانتا کہ حق تعالیٰ کی رضامندی شیخ کی رضامندی سے وابستہ ہے اور حق تعالیٰ کا غضب شیخ کے غضب پر موقوف ہے۔اس پر کیا بلا آپڑی وہ یہ نہیں سمجھتا کہ ہم سے قطع کرنا اس کو کہاں تک پہنچادیگا اور اگر ہم سے قطع کرے گا تو اور کس شخص سے جا ملے گا، اور اگر نعوذ باللہ اس قسم کا کوئی امر اس کے دل میں راہ پا گیا ہو تو بلا توقف اس کو کہہ دیں کہ توبہ واستغفار کرے اور حق تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزی زاری کرے کہ اس ابتلاء وفتنہ عظیم میں اس کو مبتلا نہ کرے اور اس خطرناک بلا وآزمائش میں اس کو گرفتار نہ کرے اللہ تعالیٰ کا حمد واحسان ہے کہ یاروں کی اس لاپرواہی اور اضطراب سے کسی قسم کا غبار اور آزار فقیر کے دل میں داخل نہیں ہوا اس سبب سے امیدوار ہے کہ تمام کاموں کا انجام بخیر ہوگا۔

نیز مکتوب نمبر ۲۲۷ دفتر اول میں فرماتے ہیں:

اے بھائی! حق سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کو یہ منصب عطا فرمایا ہے اس نعمت کا شکر پوری طرح ادا کریں اور محافظت کریں کہ کوئی ایسا امر صادر نہ ہو جو مخلوقات کی نفرت کا باعث ہو کیونکہ اس میں بڑی خرابی ہے خلق کی نفرت اس ملامتیہ جماعت کے حال کے مناسب ہے جن کا دعوت و شیخی سے کچھ واسطہ نہیں ہے بلکہ ملامت کا مقام شیخی کے مقام کے برخلاف ہے ایسا نہ ہو کہ ان دونوں مقاموں کو آپس میں ملادیں اور عین مشیخت کے مقام میں ملامت کی آرزو کریں کہ یہ بڑے ظلم کی بات ہے اور مریدوں کی نظر میں اپنے آپ کو متجمل (یعنی رعب داب سے آراستہ وپیراستہ) رکھیں اور مریدوں کیساتھ کثرت سے میل جول اور انس اختیار نہ کریں کیونکہ یہ خفت وسبکی کا باعث ہے اور افادہ واستفادہ کے منافی ہے اور حدود شرعیہ کی اچھی طرح محافظت کریں جہاں تک ہوسکے رخصت پر عمل نہ کریں کہ یہ بھی اس طریقہ عالیہ کے منافی اور سنت سنیہ کی متابعت کے دعویٰ کے مخالف ہے (آخر میں تحریر فرماتے ہیں) غرضکہ قول وفعل میں اچھی طرح محافظت کریں کیونکہ اس زمانے میں اکثر لوگ فتنہ وفساد کے درپے رہتے ہیں کوئی ایسا کام سرزد نہ ہونے پائے جو اس مقام کے منافی ہو اور جاہل لوگوں کو بزرگوں پر طعن کا موقع مل جائے حق تعالیٰ سے استقامت

Marfat.com

ب کرتے رہا کریں۔

نیز آپ رحمۃ اللہ علیہ دفتر اول مکتوب نمبر ۲۲۸ میں فرماتے ہیں:

اے بھائی! کئی دفعہ آپ سے کہا گیا ہے کہ اس طریق کا مدار دو اصلوں پر ہے ایک یہ کہ شریعت پر اس حد تک استقامت اختیار کرنا کہ اس کے چھوٹے چھوٹے آداب کے ترک پر بھی راضی نہ ہونا چاہئے۔ دوسرے یہ کہ شیخ طریقت کی محبت و اخلاص پر اس طرح راسخ و ثابت قدم ہونا کہ اس پر کسی قسم کے اعتراض کی ہرگز گنجائش نہ رہے بلکہ اس کے تمام حرکات و سکنات مرید کی نظر میں پسندیدہ و محبوب دکھائی دیں ان دو اصلوں کے متعلق جو امور ہیں ان میں سے کسی امر میں بھی خلل واقع ہونے سے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے اور اگر اللہ تعالیٰ کی عنایت سے یہ دونوں اصل درست ہو گئیں تو دنیا و آخرت کی سعادت نقد وقت ہے۔

(چند سطروں بعد) آپ اجازت نامہ لکھنے میں جو اس قدر مبالغہ اور کوشش کر رہے ہیں اس سے آپ کا مقصود کیا ہے آپ کو جو طریقت کی تعلیم دینے کی اجازت دی گئی ہے اگر وہ کافی نہیں ہے تو اجازت نامہ کیا کام دے گا یہ ضروری نہیں ہے کہ جو کچھ بھی دل میں گذرے اس کے لئے ضرور کوشش کی جائے کئی ایسی باتیں دل میں گذرتی ہیں جن کا ترک کرنا بہتر اور مناسب ہوتا ہے۔ نفس بڑا ضدی ہے جس امر کو اختیار کرتا ہے اس کے پورا کرنے کے پیچھے پڑ جاتا ہے اور اس کے حق و باطل ہونے کا لحاظ نہیں کرتا۔ یہ چند باتیں آپ کی خاطر لکھی گئی ہیں حق تعالیٰ آپ کو نفع دے اپنے کام کی فکر کرنی چاہئے تاکہ جہان سے ایمان و سلامتی سے جائیں۔ اجازت نامہ اور مرید کام نہیں آئیں گے اپنے کام کے ضمن میں اگر کوئی شخص سچی طلب کے ساتھ آئے تو اس کو طریقہ سکھا دیں یہ نہیں کہ تعلیم طریقت کو ہی اصل کام بنا لیں اور اپنے معاملہ کو اس کے تابع کر دیں کہ یہ سراسر ضرر اور خسارہ ہے۔

مقام تکمیل وارشاد کی ضروری شرطیں

دفتر اول مکتوب نمبر ۲۱۱ میں حضرت قیوم زمان مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز مشائخ کے لئے ہدایات تحریر فرماتے ہیں:

Marfat.com

دوسرے یہ کہ چونکہ آپ کو طریقہ سکھانے کی ایک قسم کی اجازت دی گئی ہے اس لئے اس بارے میں چند فائدے لکھے جاتے ہیں گوش ہوش سے سن کران پر عمل کریں۔

جاننا چاہئے کہ جب کوئی طالب آپ کے پاس ارادت سے آئے اس کو طریقہ سکھانے میں بہت تامل کرنا چاہئے ایسا نہ ہو کہ اس امر میں آپ کا استدراج مطلوب ہو اور خرابی منظور ہو خاص کر جب کسی مرید کے آنے میں کچھ خوشی و سرور پیدا ہو تو چاہئے کہ اس بارہ میں التجا و تضرع کا طریق اختیار کر کے کئی استخارے کریں تاکہ یقینی طور پر معلوم ہو جائے کہ اس کو طریقہ سکھانا چاہئے اور استدراج وخرابی مراد نہیں ہے کیونکہ حق تعالیٰ کے بندوں میں تصرف کرنا اور اپنے وقت کو ان کے پیچھے ضائع کرنا اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر جائز نہیں، آیہ کریمہ

لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ

[سورۃ......:......]

یعنی ''تاکہ تو لوگوں کو اندھیروں سے نور کی طرف اللہ کے اذن سے نکالے''

اسی معنی پر دلالت کرتی ہے۔''

ایک بزرگ فوت ہو گیا اس کو خطاب ہوا کہ تو وہی ہے جس نے میرے دین میں میرے بندوں پر زرہ پہنی تھی (یعنی شیخ کامل کی اجازت کے بغیر راہ ارشاد اختیار کی تھی) اس نے کہا ہاں فرمایا کہ تو نے میرے بندوں کو میری طرف تفویض کیوں نہ کیا اور اپنے دل سے میری طرف متوجہ کیوں نہ ہوا اور وہ اجازت جو آپ کو اور دوسروں کو دی گئی ہے چند شرائط پر مشروط ہے اور حق تعالیٰ کی رضامندی کا علم حاصل کرنے پر وابستہ ہے۔ ابھی وقت نہیں آیا کہ مطلق اجازت دی جائے اس وقت کے آنے تک شرائط کو اچھی طرح مدنظر رکھیں اطلاع دینی شرط ہے اور میر نعمان کی طرف بھی یہی لکھا گیا ہے وہاں سے بھی معلوم کرلیں غرض کوشش کریں تاکہ وقت آجائے اور شرائط کی تنگی سے چھوٹ جائیں۔ والسلام۔

پیر کا ادب

حضرت قیوم زمان مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز دفتر اول مکتوب نمبر ۲۹۲ میں آداب

Marfat.com

ارشاد فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

اور اگر خدا جل شانہ کی عنایت کسی طالب کو اس طرح کہ پیر کامل کی طرف راہنمائی کرے تو چاہئے کہ اس کے وجود شریف کو غنیمت سمجھے اور اپنے تئیں بالکلیہ اس کے حوالہ کرے اور اپنی سعادت کو اس کی مرضیات میں جانے اور اپنی بدبختی کو اس کی مرضیات کے خلاف میں سمجھے، حاصل کلام یہ کہ اپنی نفسانی خواہش کو اس کی رضا کے تابع کردے حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے کہ تم میں سے کوئی ایمان نہیں لاتا یہاں تک کہ اس کی نفسانی خواہش میرے لائے ہوئے شریعت کے تابع ہوں اور جان لے کہ اداب صحبت کی رعایت اس راہ کی ضروریات سے ہے تا کہ فائدہ اٹھانے اور فائدہ پہنچانے کا راستہ کھل جائے اور بغیر ان کی محبت کے کوئی نتیجہ نہیں اور نہ مجلس کا کوئی ثمرہ ہے۔ اداب وشرائط سے بعض بیان کئے جاتے ہیں: گوش ہوش سے سننے چاہئے جان لے کہ طالب کو چاہئے کہ اپنے دل کی توجہ تمام طرفوں سے پھیر کر اپنے پیر کی طرف کرلے اور پیر کے حضور اس کی اجازت کے بغیر نوافل واذکار میں مشغول نہ ہوئے اور اس کے حضور میں سوائے نماز فرض وسنت کے نہ پڑھے اور جہاں تک ہو سکے مرید ایسی جگہ نہ کھڑا ہو کہ اس کا سایہ پیر کے کپڑے یا پیر کے سایہ پر پڑے اور پیر کے مصلیٰ پر پاؤں نہ رکھے اور اس کی وضو کی جگہ میں وضو نہ کریں اور اس کے برتنوں کو استعمال نہ کرے اور اس کے سامنے پانی نہ پیئے اور کھانا نہ کھائے اور کسی کے ساتھ بات نہ کرے بلکہ کسی اور کی طرف توجہ نہ کرے اور پیر کی غیر حاضری میں جس طرح کہ وہ ہو اس طرح پاؤں دراز نہ کرے اور لعاب دہن اس جگہ نہ پھینکے اور جو کچھ پیر سے صادر ہوا اسے درست سمجھے خواہ ظاہر میں درست معلوم نہ دے پیر جو کچھ کرتا ہے الہام سے کرتا ہے اور باذن الٰہی کرتا ہے اس صورت میں اعتراض کی گنجائش نہیں اگر بعض صورتوں میں اس کے الہام میں خطا واقع ہو جائے تو یہ الہامی خطا مثل خطا اجتہادی کے ہے اس پر ملامت واعتراض کرنا جائز نہیں اور نیز چونکہ مرید کو پیر سے محبت ہو جاتی ہے محب کی نظر میں محبوب سے جو کچھ صادر ہوتا ہے محبوب معلوم ہوتا ہے پس اعتراض کی گنجائش نہیں اور کلی وجزئی امور کھانے پینے اور سونے اور طاعت کرنے میں پیر کی پیروی کرے پیر کی طرز پر نماز کو ادا کرنا چاہئے اور فقہ کو اس کے عمل سے سیکھنا چاہئے۔

Marfat.com

پیر کی حرکات وسکنات میں کسی اعتراض کو دخل نہ دے خواہ وہ اعتراض رائی کے دانے کی مقدار ہو کیونکہ اعتراض کا نتیجہ سوائے محرومی کے نہیں ہے اور تمام مخلوقات میں سب سے بدبخت اس طائفہ عالیہ کا عیب بین ہے۔ حق سبحانہٗ وتعالیٰ ہم کو اس بڑی بلا سے نجات دے اور اپنے پیر سے خوارق وکرامات طلب نہ کرے اگرچہ وہ طلب بطریق خطرہ ووسوسہ دل میں آئے کیا تو نے کبھی سنا ہے کہ مومن نے کسی پیغمبر سے معجزہ طلب کیا ہو کفار ومنکر ہی معجزے کے طالب ہوا کرتے ہیں۔

اگر دل میں شبہ پیدا ہو تو بغیر توقف کے عرض کرے اگر حل نہ ہو تو اپنا قصور سمجھے اور کوئی نقصان پیر کی طرف عائد نہ کرے اور جو واقعہ پیش آئے پیر سے پوشیدہ نہ رکھے اور واقعات کی تعبیر اسی سے طلب کرے اور جو تعبیر کہ طالب پر ظاہر ہوا سے بھی عرض کر دے اور ثواب وخطا کو اس سے دریافت کرے اور اپنے مکاشفات پر ہرگز اعتماد نہ کرے کیونکہ اس دنیا میں حق وباطل اور ثواب وخطا ملے جلے ہیں اور بغیر ضرورت اور اذن کے پیر سے جدا نہ ہووے کیونکہ غیر کو اس پر اختیار کرنا ارادت کے خلاف ہے اور اپنی آواز کو اس کی آواز پر بلند نہ کرے اور بلند آواز سے اس سے بات نہ کرے کیونکہ یہ بے ادبی ہے اور جو فیوض وفتوحات حاصل ہوں ان کو پیر کی وساطت سے تصور کرے اور اگر واقعہ میں دیکھے کہ کوئی فیض دوسرے مشائخ سے پہنچا ہے تو اس کو بھی پیر ہی سے سمجھے اور جان لے کہ چونکہ پیر کمالات وفیوض کا جامع ہے وہ خاص فیض پیر سے مرید کی خاص استعداد کے مناسب مشائخ میں سے ایک شیخ کے کمال کے موافق کہ جس سے ظاہراً افاضہ ظہور میں آیا ہے مرید کو پہنچا ہے اور پیر کے لطائف میں سے ایک لطیفہ جو اس فیض سے مناسبت رکھتا ہے اس شیخ کی صورت میں ظاہر ہوا ہے لیکن مرید نے بسبب ابتلاء کے اس لطیفہ کو دوسرا شیخ خیال کیا ہے اور فیض کو اس کی طرف سے سمجھا ہے یہ بڑی غلطی کھانے کی جگہ ہے حق سبحانہ قدم کی لغزش سے بچائے اور پیر کے اعتقاد ومحبت پر قائم رکھے بحرمت سید البشر علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات۔ حاصل کلام ''الطریق کلہ ادب'' مثل مشہور ہے کوئی بے ادب خدا تک نہیں پہنچتا اور اگر مرید آداب میں سے بعض کی رعایت میں اپنے تئیں کوتاہ جانے اور اسے کما حقہ ادا نہ کر سکے اگر کوشش سے بھی اسے پورا نہ کر سکے تو معاف ہے لیکن کوتاہی کا اقرار ضروری ہے اگر آداب کی رعایت نہ کرے اور اپنے تئیں

Marfat.com

کبھی نہ جانے تو ان بزرگوں کی برکتوں سے محروم ہے۔

کو تکلیف پہنچانا

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اپنے رسالہ مبدأ ومعاد میں مریدوں ہدایت دیتے ہوئے فرماتے ہیں: کہ اپنے شیخ کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچائیں۔

کی ایذا کیا ہے؟

جاننا چاہئے کہ پیر کے حقوق تمام حقوق والوں کے حقوق سے زیادہ ہیں بلکہ پیر کے حقوق حق سبحانہ کے انعامات اور اس کے رسول علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے احسانات کے بعد دوسروں کے حقوق سے نسبت نہیں رکھتے بلکہ سب کے پیر حقیقی رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اگرچہ ظاہری ولادت والدین سے ہے مگر ولادت معنوی پیر کے ساتھ مخصوص ہے۔ ظاہری ولادت کی زندگی چند روزہ ہے اور ولادت معنوی کی زندگی ابدی ہے۔ پیر وہ ہے جو مرید کی نجاسات معنویہ کو اپنے قلب وروح سے صاف کرتا ہے اور اس کے معدہ کو پاک کرتا ہے تو ان توجہات میں جو بعضے طالبوں کی نسبت وقوع میں آتی ہیں محسوس ہوتا ہے کہ ان کی باطنی نجاستوں کے پاک کرنے میں صاحب توجہ کو بھی کچھ آلودگی پہنچتی ہے اور کچھ دیر تک مکدر رکھتی ہے۔ پیر وہ ہے کہ جس کے وسیلہ سے خدائے عزوجل تک پہنچتے ہیں جو دنیا وآخرت کی تمام سعادتوں سے بڑھ کر ہے۔ پیر وہ ہے کہ جس کے وسیلہ سے نفس امارہ جو بذات خود خبیث ہے پاک ہو جاتا ہے اور امارگی سے اطمینان تک پہنچتا ہے اور کفر ذاتی سے اسلام حقیقی میں آ جاتا ہے مصرعہ۔

گر بگویم شرح ایں بیحد شود

پس اپنی سعادت کو پیر کے قبول کرنے میں جاننا چاہئے اور اپنی بدبختی کو پیر کے رد کرنے میں العیاذ باللہ حق سبحانہٗ کی رضا کو پیر کی رضا کے پردے کے پیچھے رکھا ہے جب تک مرید اپنے تئیں اپنے پیر کی پسندیدہ چیزوں میں گم نہ کرے حق سبحانہٗ کی مرضیات میں نہیں پہنچتا مرید کی آفت پیر کی ایذا میں ہے اس کے سوا جو لغزش ہو اس کا علاج ممکن ہے لیکن ایذائے پیر کا علاج کسی چیز سے نہیں کر سکتے کیونکہ مرید کے لئے آزار پیر بدبختی کی جڑ ہے۔ العیاذ

Marfat.com

باللہ، اعتقادات اسلامیہ میں خلل اور احکام شرعیہ کی بجا آوری میں سستی آزار پیر کے ثمرات میں سے ہے احوال ومواجید کہ جن کا تعلق باطن سے ہے ان میں جس قدر خلل او واقع ہوتی ہے اسے کیا ذکر کروں اگر باوجود آزار پیر کے احوال میں کچھ اثر باقی رہے استدراج سمجھنا چاہئے کیونکہ انجام خراب ہوگا اور سوائے ضرر کے اور نتیجہ نہ ہوگا والسـ علی من اتبع الهدی[1]

پیری مریدی کے آداب ونصائح

حضرت قیوم زماں مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز دفتر اول مکتوب نمبر ۲۲۱ میں آدا پیری ومرید بتاتے ہیں:

اوراس سلسلہ عالیہ میں پیری ومریدی کے طریقے کے سیکھنے اور سکھانے پر موقوف ہے کہ کلاہ وشجرہ پر جو کہ اکثر مشائخ کے طریقوں میں مروج ہے یہاں تک کہ ان کے متاخرین پیری ومریدی کا کلاہ وشجرہ پر منحصر کر دیا ہے یہی وجہ ہے کہ پیر کا تعدد (متعدد ہونا) تجویز نہیں کر ہیں اور طریقت سکھانے والے کو مرشد کہتے ہیں پیر نہیں کہتے اور آداب پیری کو اس کے حق مد نظر نہیں رکھتے یہ ان کی بڑی جہالت اور بے سمجھی ہے وہ نہیں جانتے کہ ان کے مشائخ نے پیر تعلی اور پیر صحبت کو بھی پیر ہی کہا ہے اور پیر کا تعدد تجویز کیا ہے بلکہ اگر پیر اول کی زندگی ہی میں طالب اپنی ہدایت کسی اور جگہ دیکھے تو اس کے لئے جائز ہے کہ پہلے پیر کا انکار کئے بغیر اور اس کے حقو میں کمی کئے بغیر دوسرے پیر کو اختیار کر لے حضرت خواجہ نقشبندی قدس سرہٗ نے اس بات کے جائز ہونے کے بارے میں علمائے بخارا سے فتویٰ حاصل کیا تھا۔

بیشک اگر ایک پیر سے خرقہ ارادت حاصل کیا ہو تو دوسرے سے خرقہ ارادت نہ لے اور اگر لے تو تبرک کا خرقہ لے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ دوسرا پیر ہرگز نہ پکڑے بلکہ جائز ہے کہ خرقہ ارادت ایک بزرگ سے لے اور طریقت کی تعلیم دوسرے سے اور صحبت تیسرے کے ساتھ رکھے اور اگر یہ تینوں دولتیں ایک ہی بزرگ سے میسر ہو جائیں تو بڑی خوش قسمتی اور نعمت ہے اور جائز ہے کہ تعلیم اور صحبت کا متعدد مشائخ سے استفادہ کرے۔

---

[1] رسالہ مبدأ ومعاد

Marfat.com

جاننا چاہئے کہ پیر وہ ہے جو مرید کی حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف رہنمائی کرے یہ بات تعلیم طریقت میں زیادہ ملحوظ اور واضح ہے۔ کیونکہ پیر طریقت شریعت کا استاد بھی ہے اور طریقت کا رہنما بھی۔ برخلاف پیر خرقہ کے لہٰذا پیر تعلیم کے آداب کی رعایت زیادہ کرنی چاہئے اور پیر کہلانے کا زیادہ مستحق یہی ہے اور اس طریق میں نفس امارہ کے ساتھ ریاضتیں اور مجاہدے یہی ہیں کہ احکام شرعیہ کو بجالائے اور آنحضرت محمد ﷺ کی روشن سنت کی متابعت لازم پکڑے کیونکہ پیغمبروں کے بھیجنے اور کتابوں کے نازل کرنے سے مقصود نفس امارہ کی خواہشات کو دور کرنا ہے۔ اس لئے کہ وہ اپنے مولیٰ جل شانہ کی دشمنی میں مقرر ہوا ہے۔ پس نفسانی خواہشوں کا دور ہونا احکام شرعی کے بجالانے پر وابستہ ہے جس قدر شریعت میں راسخ اور ثابت قدم ہوگا اسی قدر نفسانی خواہشات سے زیادہ دور ہوگا۔ پس نفس امارہ پر شریعت کے اوامر ونواہی کے بجالانے سے زیادہ دشوار کوئی چیز نہیں ہے۔ اور صاحب شریعت کی پیروی کے سوا کسی چیز میں اس کی خرابی متصور نہیں ہے وہ ریاضتیں اور مجاہدے جو سنت کی تقلید کے سوا اختیار کریں وہ معتبر نہیں ہیں...... الخ۔

رات اور دن کا محاسبہ

حضرت قیوم زمان مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز دفتر اول مکتوب نمبر ۳۰۹ میں طالبان کو ہدایت کرتے ہیں کہ:

رات کو سونے سے پہلے اپنا محاسبہ کیا کرو کہ میں نے کیا اچھے عمل کئے ہیں اور کیا برے عمل کئے اور ان سے توبہ کریں۔

اکثر مشائخ قدس سرہم نے محاسبہ کا طریقہ اختیار کیا ہے اور وہ رات کو سونے سے ذرا پہلے اپنے روزانہ کے اقوال وافعال وحرکات وسکنات کے دفتر کو ملاحظہ کرتے ہیں اور ہر ایک عمل کی حقیقت میں غور کرتے ہیں اور نیک اعمال وافعال کو حق تعالیٰ کی توفیق کی طرف منسوب کر کے حق تعالیٰ کا حمد وشکر بجالاتے ہیں اور صاحب فتوحات مکیہ قدس سرہٗ (شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہٗ) جو کہ محاسبہ کرنے والوں میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ میں اپنے محاسبہ میں دوسرے مشائخ سے بڑھ گیا ہوں اور میں نے اپنی نیتوں اور خطرات کا بھی محاسبہ کر لیا ہے اور فقیر (حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ) کے نزدیک سونے سے پہلے سو بار تسبیح وتحمیدہ تکبیر کا کہنا جس طرح کہ مخبر صادق

Marfat.com

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے وہ محاسبہ کا حکم رکھتا ہے اور محاسبہ کا کام دیتا ہے گویا کہ وہ کلمہ تسبیح کے تکرار سے جو کہ توبہ کی کنجی ہے اپنی تقصیرات اور برائیوں سے عذر خواہی کرتا ہے اور حق تعالیٰ کی پاک بارگاہ کو ان امور سے جن کے باعث وہ ان برائیوں کا مرتکب ہوا ہے منزہ ومبرا ظاہر کرتا ہے۔ کیونکہ برائیوں کے مرتکب کو اگر امر ونہی کے احکام صادر کرنے والی ذات تعالیٰ وتقدس کی عظمت وکبریائی ملحوظ ومدنظر ہوتی تو حق تعالیٰ کے حکم کے خلاف کرنے میں ہرگز سبقت ودلیری نہ کرتا اور جب اس نے حکم نہ ماننے پر دلیری کی تو معلوم ہوا کہ اس مرتکب کے نزدیک حق تعالیٰ کے امر ونہی کا کچھ اعتبار وشمار نہیں تھا۔ اعاذنا اللہ سبحانہ من ذٰلک (اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بچائے۔ آمین) پس وہ اس کلمہ تنزیہ کے تکرار سے اس کوتاہی کی تلافی کرتا ہے۔

جاننا چاہئے کہ استغفار میں گناہوں کے ڈھانپنے کی طلب ہے اور کلمہ تنزیہ کے تکرار میں گناہ کی بیخ کنی کی طلب ہے یہ اس کے برابر کس طرح ہوسکتا ہے۔ سبحان اللہ ایک ایسا کلمہ ہے اس کے الفاظ بہت کم ہیں لیکن معانی ومنافع بکثرت ہیں۔ اور کلمہ تمجید (الحمد للہ) کے تکرار سے حق تعالیٰ کی توفیق اور اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا ہے۔ اور کلمہ تکبیر (اللہ اکبر) کے تکرار میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس کی پاک بارگاہ اس سے بہت ہی بلند ہے کہ یہ عذر خواہی اور شکر اس ذات جل شانہٗ کے لائق ہو کیونکہ اس کی عذر خواہی اور استغفار بہت سی عذر خواہیوں اور استغفارات کی محتاج ہے اور اس بندے کا حمد کرنا اس کے اپنی نفس کی طرف راجع (لوٹتا) ہے نہ کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ کی طرف "سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝۔" [سورۃ الصافات: ۱۸۰-۱۸۲]

محاسبہ کرنے والے شکر اور استغفار پر کفایت کرتے ہیں لیکن ان کلمات قدسیہ کے ساتھ استغفار کا کام بھی ہوجاتا ہے اور شکر بھی ادا ہوجاتا ہے۔ نیز استغفار اور شکر کے نقص کا اظہار کرنے کی طرف بھی اشارہ ہوجاتا ہے۔ "ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم وصلى اللّٰه تعالىٰ على سيدنا محمد وعلىٰ اله وصحبه الطاهرين وسلم وبارك عليه وعليهم اجمعين۔"

Marfat.com

...لیت سلسلہ نقشبندیہ

اور یہ طریق سب طریقوں سے اقرب ہے اور بیشک موصل ہے حضرت خواجہ نقشبند ...س سرہٗ نے فرمایا ہے کہ ہمارا طریقہ سب طریقوں سے اقرب ہے اور فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ سے ...ں نے ایسا طریق طلب کیا ہے جو ضرور موصل ہو اور آپ کی یہ التجا قبول ہو گئی ہے جیسا کہ رشحات ...ں حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ سے منقول ہے یہ طریق اقرب و موصل کیوں نہ ہو جبکہ انتہا اس کی ...تدا میں مندرج ہے۔ وہ شخص بہت ہی بدنصیب ہے جو اس طریق میں داخل ہو اور استقامت ...ختیار نہ کرے اور بے نصیب چلا جائے۔

خورشید نہ مجرم ار کسے بینا نیست

(اگر کوئی نابینا ہو تو سورج کا قصور نہیں ہے)

ہاں اگر کوئی طالب کسی ناقص کے ہاتھ پڑ جائے تو اس میں طریق کا کیا گناہ ہے اور طالب کا کونسا قصور ہے کیونکہ دراصل اس طریق کا رہبر موصل ہے نہ کہ نفس طریق......الخ۔

نیز آپ رحمۃ اللہ علیہ دفتر اول مکتوب نمبر ۲۹۱ میں فرماتے ہیں:

جو کچھ انسان کے لئے ضروری ہے اور جس کے ساتھ یہ مکلف ہے وہ اوامر کا بجالانا اور منہیات سے باز رہنا ہے آیت کریمہ

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا

[سورۃ الحشر:۷]

یعنی "جو کچھ رسول تمہیں دے اس کو اختیار کرو اور جس چیز سے تمہیں منع کرے اس سے باز آ جاؤ)۔"

اس مطلب پر شاہد ہے۔ اور چونکہ طالب کو اخلاص کا حکم دیا گیا ہے

اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ [سورۃ الغافر:۳] (یہ آیت سورۃ غافر میں نہیں)

"خبردار اللہ کے لئے دین خالص ہونا چاہیے۔"

اور یہ فنا کے بغیر حاصل نہیں ہوتا اور محبت ذاتیہ کے بغیر متصور نہیں ہوتا اس لئے طریق صوفیہ

Marfat.com

کا سلوک کہ جس سے فنا اور محبت ذاتیہ حاصل ہوتی ہے اس کو اختیار کرنا بھی ضروری ہے تاکہ اخلاص کی حقیقت حاصل ہو جائے اور چونکہ صوفیاء کے طریقے کمال و تکمیل کے مرتبوں میں متفاوت واقع ہوئے ہیں اس لئے جس طریقہ میں سنت سنیہ کی متابعت کا التزام زیادہ ہو اور احکام شرعیہ کے بجالانے کے زیادہ موافق ہو اس کا اختیار کرنا سب سے زیادہ بہتر اور مناسب ہے اور وہ طریق مشائخ نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم العلیہ کا طریق ہے کیونکہ ان بزرگواروں نے اس طریق میں سنت کو لازم پکڑا ہے اور بدعت سے اجتناب فرمایا ہے جہاں تک ہوسکے رخصت پر عمل کرنا پسند نہیں کرتے اگر چہ بظاہر اس کو باطن میں فائدہ مند پائیں اور عزیمت پر عمل کرنا چھوڑتے نہیں اگر چہ بظاہر باطن میں مضر جانیں انہوں نے احوال و مواجید کو احکام شرعیہ کے تابع کیا ہے اور ذوق و معارف کی کیفیات و کشفیات کو علوم دینیہ کا خادم جانتے ہیں۔ احکام شرعیہ کے نفیس جواہرات بچوں کی مانند وجد و حال کے جوز و مویز (اخروٹ و منقیٰ) کے بدلے میں نہیں دیتے اور صوفیوں کی حالت سکر کی باتوں پر مغرور فریفتہ نہیں ہوتے اور نص کو چھوڑ کر فص (فصوص الحکم شیخ اکبر کی تصنیف) کی طرف مائل نہیں ہوتے اور فتوحات مدنیہ (احادیث و نصوص شرعیہ) کو چھوڑ کر فتوحات مکیہ (شیخ اکبر کی تصنیف) علوم و معارف کی تحریر میں لگا دیا ہے اور کسی گروہ کو بعض مباح امور میں مشغول کر دیا ہے عبداللہ اصطخری سگ بانوں کے ہمراہ جنگل میں چلے جایا کرتے تھے کسی شخص نے ایک بزرگ سے اس کا راز دریافت کیا تو اس بزرگ نے فرمایا اس لئے تاکہ اس کا نفس کچھ وقت کے لیے بار وجود سے خلاص ہو جائے اور بعض کو توحید وجودی کے علوم اور وحدت میں کثرت کے مشاہدہ سے آرام دیا تاکہ اس بار سے ایک ساعت کے لئے آرام پالیں۔

اور وہ توحید جو مشائخ نقشبندیہ قدس سرہم میں سے بعض بزرگوں سے ظاہر ہوئی ہے اسی قسم کی ہے ان بزرگواروں کی نسبت تنزیہ صرف کی طرف لے جاتی ہے ناصر الدین خواجہ عبیداللہ قدس سرہٗ نے توحید وجودی اور کثرت میں وحدت کے شہود کے مناسب لکھے ہیں توحید کی اسی اخیر قسم سے ہیں ان کی کتاب فقرات جو بعض علوم توحید وغیرہ پر مشتمل ہے اس کتاب کے علوم کا منشا اور ان معارف کا مقصود ان کا عالم کے ساتھ انس والفت ہے اور ہمارے خواجہ قدس سرہٗ کے معارف جو بعض رسالوں میں کتاب فقرات کے کلام کے مطابق لکھے گئے ہیں اسی قسم سے ہیں ان

Marfat.com

کا منشاء جذبہ ہے اور نہ غلبہ محبت اور ان کے مشہود کو عالم کے ساتھ کچھ نسبت نہیں ہے ان کو جو عالم میں دکھاتے ہیں ان کے مشہور حقیقی کا شبہ و مثال ہے۔

توحید کی یہ اخیر قسم توحید کی تمام اقسام سے اعلیٰ ہے بلکہ حقیقت میں اس معرفت والے حضرات اس وارد و حال کے مغلوب نہیں ہیں اور ان کا سکر اس معرفت کے باعث نہیں ہوا ہے۔ بلکہ اس حال کو اس پر کسی مصلحت کے لئے لائے ہیں اور چاہا ہے کہ اس معرفت کے وسیلے سے ان کو سکر سے صحو میں لائیں اور تسلی دیں۔ جیسا کہ بعض کو سماع و رقص سے اور بعض کو بعض امور مباحہ کے اشتغال سے تسلی دی ہے۔

نیز آپ رحمۃ اللہ علیہ فضائل سلسلہ نقشبندیہ مکتوب نمبر ۵۸ دفتر اول میں تحریر فرماتے ہیں:

طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے مشائخ کرام قدس سرہم نے دوسرے سلاسل کے مشائخ کرام قدس سرہم کے خلاف اس سیر (باطنی) کی ابتدا عالم امر سے اختیار کی ہے اور عالم خلق کو بھی اسی سیر کے ضمن میں طے کر لیتے ہیں اسی واسطے طریقہ نقشبندیہ تمام طریقوں سے اقرب ہے یہی وجہ ہے کہ دوسروں کی نہایت ان کی ابتدا میں مندرج ہو گئی۔

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

ان بزرگوں کا طریقہ بعینہ اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کا طریق ہے کیونکہ اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کو حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہلی ہی صحبت میں انتہا کے ابتدا میں درج ہونے کے طریق پر وہ کمال حاصل ہو جاتا تھا جو امت کے کامل اولیا کو انتہا میں شاذ و نادر ہی حاصل ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا قاتل وحشی (رضی اللہ عنہ) جو کہ ایک ہی دفعہ حضرت خیر البشر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں پہنچا ہے حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ سے جو کہ تابعین میں سب سے بہتر ہیں افضل ہو گیا۔ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ افضل ہیں یا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ وہ غبار جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہوتے ہوئے حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی ناک میں داخل ہوا وہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے کئی درجے بہتر ہے۔" پس سوچنا چاہئے کہ جس گروہ کی ابتدا میں دوسروں کی انتہا درج ہو تو ان کی انتہا کیا ہو گی اور وہ دوسروں کے علم و فہم میں کس طرح سما سکے گی "وما یعلم جنود ربك الا هو" (تیرے

Marfat.com

پروردگار کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا)۔

قاصرے گر کند ایں طائفہ راطعن قصور
حاش للّٰہ کہ برآرم بزبان ایں گلہ را
ہمہ شیران جہاں بستہ ایں سلسلہ اند
روبہ از حیلہ چساں بگسلند ایں سلسلہ را

مزید فضائل بیان کرتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ دفتر اول مکتوب نمبر ۲۱ میں ارشاد فرماتے ہیں: مشائخ نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کے نزدیک یہ حضور ذاتی دائمی ہے اور ان اکابر کے نزدیک زائل ہو جانے اور غیب کے ساتھ بدل جانے والے حضور کا کچھ اعتبار نہیں ہے بس ان بزرگوں کا کمال تمام کمالات سے بڑھ کر ہے ان کی نسبت تمام نسبتوں سے بالاتر ہے جیسا کہ ان حضرات کی عبارتوں میں واقع ہے "ان نسبتنا فوق جمیع النسب" (بیشک ہماری نسبت تمام نسبتوں سے بالاتر ہے) نسبت سے ان کی مراد حضور ذاتی دائمی ہے اور ان سب باتوں سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ ان کاملین کے طریقہ میں نہایت ابتدا میں درج ہے اور اس امر میں یہ حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پیروکار ہیں کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہلی ہی صحبت میں وہ کچھ حاصل کر لیتے تھے جو دوسروں (غیر صحابی اولیاء) کو انتہا میں حاصل ہوتا ہے اور یہ بات ابتداء میں انتہا کے درج ہونے کے باعث ہے پس جس طرح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولایت بھی تمام اولیاء کرام قدس سرہم کی ولایتوں سے بڑھ کر ہے اور بڑھ کر کیوں نہ ہو جبکہ ان کی ولایت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے ہاں دوسرے سلسلوں کے بعض کامل مشائخ کو یہ نسبت حاصل ہوئی ہے لیکن وہ بھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ولایت سے مقتبس ہے......الی آخرہ۔

مجددیہ سلوک

اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف وکرم سے حضرت قیوم زمان مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز سلوک کو نیا طریقہ عطا فرمایا ہے جس کی بنیاد تو سلسلہ نقشبندیہ ہی ہے اسی بنیاد پر اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

رت قیوم زماں مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کو حقائق و معارف کے نئے علوم اور مقامات و درجات
ے نوازا ہے۔

ائف عشرہ ولایت سہ گانہ کی تشریح

آپ اپنے مکتوب نمبر ۲۶۰ دفتر اول میں اس کی تفصیل بیان کرتے ہیں:

اے فرزند! خدائے تعالیٰ تجھے سعادت مند کرے جاننا چاہئے کہ عالم امر کے پنجگانہ ائف یعنی قلب و روح و سر و خفی و اخفیٰ جو انسانی عالم صغیر کے اجزا میں ان کے اصول عالم کبیر ہیں س طرح عناصر اربعہ جو کہ انسان کے اجزا ہیں اور اپنی اصل عالم کبیر میں رکھتے ہیں اور ان پنجگانہ لطائف کے اصول کا ظہور عرش کے اوپر ہے جو لامکانیت سے موصوف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عالم امر کو لامکانی کہتے ہیں دائرہ امکان (تمام ممکنات) یعنی خلق و امر اور صغیر و کبیر ان اصول کی نہایت تک تمام ہو جاتا ہے اور عدم کا وجود سے ملنا جو امکان کا منشا ہے اس مقام میں انتہاء کو پہنچ جاتا ہے۔

جب سالک رشید محمدی المشرب عالم امر کے پنجگانہ لطائف کو ترتیب وار طے کر کے ان کے اصول میں جو کہ عالم کبیر میں ہیں سیر کرتا ہے اور بلند فطرتی بلکہ محض فضل ایزدی سے ان سب کو ترتیب و تفصیل کے ساتھ طے کر کے ان کے اخیر نقطہ تک پہنچتا ہے تو اس وقت وہ دائرہ امکان کو سیر الی اللہ کے ساتھ تمام کر لیتا ہے اور فنا کے اسم کا اطلاق اپنے اوپر حاصل کر کے ولایت صغریٰ میں جو کہ اولیاء کی ولایت ہے سیر شروع کرتا ہے اور اس کے بعد اگر اللہ تعالیٰ کے اسمائے وجوبی کے ظلال میں جو حقیقت میں عالم کبیر کے ان پنجگانہ لطائف کے اصول ہیں اور جن میں عدم کی کچھ آمیزش نہیں ہے سیر واقع ہو جائے اور ان سب کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے سیر فی اللہ کے طریق سے طے کر کے ان کی نہایت تک پہنچ جائے تو وہ اسمائے وجوبی کے ضلال کے دائرے کو بھی پورا کر لیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات واجبی کے مرتبہ تک پہنچ جاتا ہے۔ ولایت صغریٰ کے عروج کی نہایت یہیں تک ہے اس مقام میں حقیقت فنا کا آغاز متحقق ہوتا ہے اور ولایت کبریٰ کی ابتدا جو کہ انبیاء علیہم السلام کی ولایت ہے قدم رکھا جاتا ہے۔

جاننا چاہئے کہ یہ دائرہ ظل انبیائے کرام اور ملائکہ عظام علیہم السلام کے سوا تمام مخلوقات کے

Marfat.com

مبادی تعینات کو شامل ہے اور ہر ایک اسم کا ظل کسی نہ کسی شخص کا مبدأ تعین ہے حتیٰ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جو انبیاء علیہم السلام کے بعد انسانوں میں سب سے اشرف ہیں کا مبدأ تعین اس دائرہ کے اوپر نقطہ فوق ہے۔

اور یہ جو بعض مشائخ طریقت نے کہا ہے کہ جب سالک اس اسم تک جو اس کا مبدء تعین ہے پہنچ جاتا ہے تو اس وقت سیر الی اللہ کو تمام کر لیتا ہے اس اسم سے مراد اسم الٰہی جل شانہ کا ظل اور اسم کی جزئیات میں سے ایک جز ہی ہے نہ کہ اس اسم کا اصل اور یہ دائرہ ظل حقیقت میں مرتبہ اسماء وصفات کی تفصیل ہے۔

مثلاً علم ایک حقیقی صفت ہے جس کی بہت سی جزئیات ہیں اور ان جزئیات کی تفصیل اس صفت کے ظلال ہیں جو اجمال کے ساتھ مناسبت رکھتے ہیں اور اس صفت کی ہر ایک جزئی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام و ملائکہ عظام علیہم السلام کے سوا باقی اشخاص میں سب سے کسی نہ کسی شخص کی حقیقت ہے اور انبیاء و ملائکہ عظام علیہم السلام کے مبادی تعینات ان اظلال کے اصول یعنی ان مفصلہ جزئیات کی کلیات ہیں۔

مثلاً صفت العلم اور صفت القدرۃ اور صفت الارادۃ وغیرہ اور بہت سے اشخاص ایک صفت میں جو کہ مبدء تعین ہے مختلف اعتبارات کے لحاظ سے باہم شرکت رکھتے ہیں مثلاً حضرت خاتم الرسل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبدء تعین شان العلم اور یہ صفت العلم ایک (خاص) اعتبار سے حضرت ابراہیم علیٰ نبینا علیہ السلام کا مبدء تعین ہے اور نیز یہی صفت ایک (خاص) اعتبار سے حضرت نوح علیٰ نبینا علیہ السلام کا مبدء تعین ہے اور ان اعتبارات کا تعین خواجہ محمد اشرف کے مکتوب میں ذکر ہو چکا ہے (چند سطروں کے بعد فرماتے ہیں) اس کے بعد اگر دائرہ اسماء وصفات میں جو کہ اس دائرہ ظل کا اصل ہے سیر فی اللہ کے طریق پر عروج واقع ہو جائے تو ولایت کبریٰ کے کمالات کا آغاز شروع ہو جائے گا اور یہ ولایت کبریٰ اصلی طور پر انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے اور ان کی تابعداری کے باعث ان کے اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی یہ دولت حاصل ہوئی ہے اس دائرہ کا نچلا نصف حصہ اسماء وصفات زائدہ کو متضمن ہے اور اس کا اوپر کا نصف حصہ شیون واعتبارات ذاتیہ پر مشتمل ہے۔

عالم امر کے پنجگانہ لطائف و مراتب کا عروج اس دائرہ اسماء شیونات کی انتہا تک ہے

Marfat.com

کے بعد اگر محض فضل خداوندی جل شانہ سے صفات وشیونات کے مقام سے زیادہ ترقی واقع جائے تو ان کے اصول کے دائرہ میں سیر واقع ہوگی اور اس دائرہ اصول کے آگے ان اصول کے اصول کا دائرہ ہے اس دائرہ کے طے کرنے کے بعد دائرہ فوق کی ایک قوس (قطعہ دائرہ) ظاہر ہوئی اس کو بھی قطع کرنا پڑتا ہے اور چونکہ دائرہ فوق سے ایک قوس کے سوا اور کچھ ظاہر نہ ہوا اس لئے اسی قوس پر بس کی گئی۔ شاید یہاں کوئی راز ہوگا جس پر اطلاع نہیں بخشی گئی اور اسماء وصفات کے یہ اصول سہ گانہ جو مذکور ہوئے حضرت ذات تعالیٰ وتقدس میں محض اعتبارات ہیں جو کہ صفات وشیونات کے مبادی ہوگئے ہیں۔ ان اصول سہ گانہ کے کمالات کا حاصل ہونا نفس مطمئنہ کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس (نفس) کو اس مقام میں اطمینان حاصل ہوجاتا ہے اور اسی مقام میں شرح صدر حاصل ہوتا ہے اور سالک اسلام حقیقی سے مشرف ہوتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں نفس مطمئنہ صدارت کے تخت پر جلوس فرماتا ہے اور مقام رضا پر ترقی کرتا ہے یہ مقام ولایت کبریٰ یعنی ولایت انبیاء علیہم السلام کی انتہا کا مقام ہے۔

جب اس فقیر کی سیر یہاں تک ہوچکی تو وہم وخیال میں آیا کہ شاید سب کام ختم ہوچکا ہے اتنے میں آواز آئی کہ یہ سب کچھ ابھی اسم ظاہر کی تفصیل تھی جو کہ پرواز کے لئے ایک بازو ہے اور اسم باطن جو کہ عالم قدس کی طرف پرواز کرنے کے لئے دوسرا بازو ہے ابھی درپیش ہے اور جب تو اس کو بھی مفصل طور پر سرانجام کریگا تو پرواز کے لئے دو بازو تجھے حاصل ہوں گے جب بحمد اللہ تعالیٰ کی عنایت سے اسم باطن کی سیر بھی انجام پاچکی تو دو بازو میسر ہوگئے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدٰنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ [سورة......:......]

یعنی "اللہ تعالیٰ کی حمد ہے جس نے ہم کو اس کی ہدایت بخشی اگر وہ ہم کو ہدایت نہ بخشتا تو ہم کبھی ہدایت نہ پاتے بیشک ہمارے رب کے رسول حق لے کر آئے ہیں"

اے فرزند! اسم باطن کی سیر کی نسبت کیا لکھا جائے اس سیر کی نسبت کیا لکھا جائے اس سیر کا حال استتار وتبطن (درپردہ رہنے) کے مناسب ہے۔ البتہ اس مقام سے صرف اس قدر بیان کیا جاتا

Marfat.com

ہے کہ اسم ظاہر کی سیر صفات میں ہے بغیر اس بات کے کہ اس کے ضمن میں ذات ملحوظ ہو اور باطن کی سیر بھی اگرچہ اسماء میں ہے لیکن ان کے ضمن میں ذات ملحوظ ہے اور یہ اسماء ڈھالوں کی طرح ہیں جو حضرت ذات کے حجابات ہیں۔

مثلاً صفت علم میں ذات ہرگز ملحوظ نہیں ہے لیکن اس کے اسم علیم میں پردہ صفت کے پیچھے ذات ملحوظ ہے کیونکہ علیم ایک ذات ہے جس کی صفت علم ہے پس علم کی سیر اسم ظاہر کی سیر ہے اور علیم کی سیر اسم باطن کی سیر۔ باقی تمام صفات و اسماء کا حال اسی قیاس پر ہے۔

یہ اسماء جو اسم باطن سے تعلق رکھتے ہیں ملائکہ ملائے اعلیٰ علیہم السلام کے تعینات کے مبادی ہیں اور ان اسماء میں سیر کا آغاز کرنا ولایت علیا میں جو کہ ملائے اعلیٰ کی ولایت ہے قدم رکھنا ہے۔

اور اسم ظاہر و اسم باطن کے بیان میں علم اور علیم کے درمیان جو فرق ظاہر کیا گیا ہے کہیں تو اس فرق کو تھوڑا خیال نہ کرے اور یہ نہ کہے کہ علم سے علیم تک تھوڑا راستہ ہے، نہیں بلکہ وہ فرق جو مرکز زمین اور محدث عرش کے درمیان ہے اس فرق کی نسبت ایسا ہے جیسے دریائے محیط کی نسبت قطرہ۔ کہنے کو تو یہ نزدیک ہے لیکن حاصل ہونے میں دور ہے اور مقامات کا ذکر جو مجمل طور پر بیان کیا گیا ہے وہ بھی اسی قسم سے ہے۔ مثلاً کہا گیا ہے کہ پنجگانہ عالم امر کو طے کر کے ان کے اصول میں سیر کرے تاکہ دائرہ امکان تمام ہو جائے اس تھوڑی سی عبارت میں سیر الی اللہ کا پورا ذکر آچکا ہے لیکن اس سیر کے حاصل ہونے میں پچاس ہزار سالہ راہ کی مدت کا اندازہ کیا گیا ہے۔ آیت کریمہ

تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ [سورۃ المعارج:٤]

یعنی "فرشتے اور روح اس کی طرف اس ایک دن میں جس کا اندازہ پچاس ہزار سال کا ہے۔"

اسی مطلب کے رمز کو بیان کرتی ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے جذب عنایت کے لئے بعید نہیں ہے کہ اس قدر مدت دراز کے کام کو ایک لحظہ میں میسر کر دے۔

Marfat.com

بر کریماں کارہا دشوار نیست

اور اسی طرح سے یہ جو کہا گیا ہے کہ دائرہ اسما وصفات وشیون واعتبارات کو طے کر کے
کے اصول میں سیر کرے۔ تمام اسماء وصفات وشیون واعتبارات کا طے کرنا کہنے میں آسان
لیکن طے کرنے میں مشکل ہے۔ اس طے کی دشواری کی نسبت مشائخ نے فرمایا ہے کہ منازل
وصول لا تنقطع ابدالابدین یعنی "وصول کی منزلیں ابدالآباد تک کبھی ختم نہیں ہوتیں"۔
اور مشائخ نے ان مراتب کی سیر کے پورا ہونے کو ناممکن سمجھا ہے۔

نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی راسخن پایاں
بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچناں باقی

(پھر دو ڈھائی صفحات کے بعد فرماتے ہیں) اور جب اللہ تعالیٰ کی عنایت اور اس کے
حبیب محمد ﷺ کے صدقے سے اس سیر کو بھی انجام تک پہنچایا تو مشہود ہوا کہ اگر بالفرض ایک قدم
اس سیر میں اور بڑھائے تو عدم محض میں پڑے گا کیونکہ اس کے آگے عدم محض کے سوا کچھ نہیں۔ اے
فرزند! اس ماجرے سے تو یہ وہم نہ کرے کہ عنقا شکار ہو گیا اور سیمرغ جال میں پھنس گیا۔

عنقا شکار کس نشود دام باز چیں
کاینجا ہمیشہ باد بدست ست دام را

کیونکہ اس کے بعد بھی وہ حق سبحانہ وتعالیٰ وراء الوراء ثم وراء الوراء ثم وراء الوراء ہے۔

ہنوز ایوان استغنا بلند ست
مرا فکر رسیدن ناپسند ست

وہ ورائیت حجب کے وجود کے اعتبار سے نہیں ہے کیونکہ حجب سب کے سب مرتفع
ہو گئے ہیں۔ بلکہ عظمت وکبریائی کے ثبوت کے اعتبار سے ہے جو ادراک کے مانع اور وجدان کے
منافی ہے کیونکہ وہ حق سبحانہ وجود میں اقرب ہے اور وجدان وادراک سے ابعد ہے۔ ہاں بعض
کامل مراد بندوں کو انبیاء علیہم السلام کے طفیل عظمت وکبریائی کے ان پردوں میں جگہ دیتے ہیں اور بارگاہ
کا محرم بناتے ہیں فعومل معھم ماعومل معھم پس ان کے ساتھ جو معاملہ کیا جاتا ہے وہ
بیان سے باہر ہے۔

Marfat.com

اے فرزند! یہ معاملہ انسان کی اس ہیئت فانی کے ساتھ مخصوص ہے جو عالم خلق اور عالم امر کے مجموعے سے پیدا ہوئی ہے باوجود اس کے اس مقام میں بھی سب کا رئیس عنصر خاک ہے اور یہ جو کہا ہے کہ "لیس وراءہ الا العدم المحض" یعنی "اس کے آگے سوائے عدم محض کے کچھ نہیں" وہ اس لئے ہے کہ وجود خارجی اور وجود علمی کے مراتب تمام ہونے کے ماوراء ہے جس طرح عدم کو وہاں راہ نہیں وجود کی بھی گنجائش نہیں ہے کیونکہ وہ وجود جس کی نقیض عدم ہے اس بارگاہ جل شانہٗ کے لائق نہیں ہے اور اگر عبارت کی تنگی کے باعث اس مرتبہ میں وجود کا اطلاق کریں تو اس سے وہ وجود مراد ہوگا جس کی نقیض بننے کی عدم کو مجال نہیں ہے۔

(تقریباً ایک صفحہ کے بعد فرماتے ہیں) جاننا چاہئے کہ عنصر خاک جس طرح مراتب عروج میں سب سے بالاتر جاتا ہے اسی طرح منازل ہبوط میں وہ عنصر سب سے زیادہ نیچے آجاتا ہے اور کیونکر نیچے نہ آئے جبکہ اس کا طبعی مکان سب سے نیچے ہے اور چونکہ سب سے زیادہ نیچے آجاتا ہے اسی واسطے اس کے صاحب کی دعوت اتم ہوتی ہے اور اس کا افادہ اکمل ہوتا ہے۔

اے فرزند! جان لے کہ جب طریقہ نقشبندیہ میں سیر کی ابتدا قلب سے ہے جو عالم امر سے ہے تو بات کی ابتدا بھی عالم امر سے کی گئی۔ برخلاف مشائخ کرام کے باقی طریقوں کے جو شروع میں تزکیہ نفس کرتے ہیں اور قالب (یعنی وجود عنصری) کو پاک فرماتے ہیں بعد از اں عالم امر میں آتے ہیں اور جہاں تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے اس میں عروج کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دوسروں کی نہایت ان بزرگواروں کی ہدایت میں مندرج ہے اور یہ طریق سب طریقوں سے اقرب ہے کیونکہ ان کو اس سیر کے ضمن میں تزکیہ وتطہیر بہت اچھی طرح حاصل ہو جاتا ہے۔ اور مسافت کوتاہ ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان بزرگواروں نے عالم خلق کی سیر کو قصداً ضائع اور بیکار ہی نہیں جانا، بلکہ مطلب کے پانے میں مضر و مانع یقین کیا ہے کیونکہ (دوسرے) طریقوں کے سالکین مشکل ریاضتوں اور سخت سے سخت مجاہدوں اور تزکیہ کے قدم کے ساتھ عالم خلق کی صورت کے جنگلوں کو قطع کر کے جب عالم امر کی سیر شروع کرتے ہیں اور انجذاب قلبی اور التذاذ پر کفایت کرتے ہیں اور اس عالم کے لامکان ہونے کا گمان ان کو دامن گیر ہو جاتا ہے اور اس عالم کی بیچونی کی آمیزش ان کو بیچون حقیقی سے ہٹا کر رکھتی ہے۔

Marfat.com

شاید اسی مقام پر کسی سالک نے کہا ہے کہ میں تیس سال تک روح کو خدا سمجھ کر اس کی ...ش کرتا رہا اور دوسرے نے کہا ہے کہ عرش کے اوپر استویٰ وظہور تنزیہ کا سرّ دقیق ومخفی معارف ...ں سے ہے۔

(پھر تقریباً ایک صفحہ کے بعد فرماتے ہیں) اور یہ جو کہا ہے کہ یہ بیان محمدی المشرب ...کے ساتھ مخصوص ہے اس لئے کہا ہے کہ محمدی المشرب کے سوا کسی ایک کا کمال درجات ولایت ...ں سے اوّل درجہ تک ہی محدود ہوتا ہے اور درجہ اوّل سے مراد مرتبہ قلب ہے اور کسی دوسرے ...کمال درجات ولایت میں سے دوسرے درجے یعنی مقام روح تک محدود ہوتا ہے اور تیسرے ...خص کے کمال کا عروج تیسرے درجے تک ہوتا ہے جو مقام سرّ ہے اور چوتھے شخص کے کمال کا ...روج چوتھے درجے تک ہوتا ہے جو مقام خفی ہے درجہ اول کی مناسبت صفات افعال کی تجلی کے ...ساتھ ہے اور درجہ دوم کی مناسب صفات ثبوتیہ ذاتیہ کی تجلی سے اور درجہ سوم کی مناسبت شیون و اعتبارات ذاتیہ کے ساتھ اور درجہ چہارم کو صفات سلبیہ کے ساتھ جو تقدیس وتنزیہ کا مقام ہے مناسب ہے اور درجات ولایت میں سے ہر ایک درجہ انبیائے اولوالعزم میں سے ایک نبی کے قدم کے نیچے ہے۔

ولایت کا درجہ اول حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ السلام کے قدم کے نیچے ہے اور ان کا رب صفت ...تکوین ہے جو افعال کے صادر ہونے کا منشا ہے اور درجہ دوم حضرت ابراہیم علیٰ علیہ السلام کے زیر قدم ...ور حضرت نوح علیٰ نبینا علیہ السلام بھی اس مقام میں مشارکت رکھتے ہیں اور ان کا رب صفت العلم ...ہے جو صفات ذاتیہ میں سے اجمع ہے اور درجہ سوم حضرت موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام کے زیر قدم ہے ان ...کا رب شیونات سے شان الکلام ہے اور درجہ چہارم حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام کے زیر قدم ہے ان کا رب صفات سلبیہ سے ہے۔ جو مقام تقدیس وتنزیہ ہے نہ صفات ثبوتیہ سے اور اکثر ملائکہ کرام اس مقام میں حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام کے ساتھ مشارکت رکھتے ہیں اور ان کو اس مقام ...میں شان عظیم حاصل ہے اور درجہ پنجم حضرت ختم الرسل علیہ السلام کے زیر قدم ہے ان کا رب رب الارباب ہے جو صفات وشیونات وتقدیسات وتنزیہات کا جامع اور ان کے کمالات کے دائرہ کا مرکز ہے اور مرتبہ شیونات وصفات میں اس رب جامع کی تعبیر شان العلم کے ساتھ مناسب

Marfat.com

ہے۔ کیونکہ یہ شان عظیم الشان تمام کمالات کی جامع ہے اسی مناسبت کے سبب سے آنحضرت محمد ﷺ کی ملت حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ السلام کی ملت ہوئی اوران کا قبلہ ان کا قبلہ بنا۔

جاننا چاہیئے کہ اقدام ولایت کا ایک دوسرے سے افضل ہونا درجات کے مقدم ومؤخر ہونے کے اعتبار سے نہیں ہے کہ جس کی وجہ سے صاحب اخفیٰ دوسروں سے افضل ہو جائے وعلیٰ ہذا القیاس بلکہ اصل سے قریب وبعید ہونے اور درجات ظلال کی منزلوں کو زیادہ اور کم طے کرنے کے اعتبار سے ہے۔ پس ہوسکتا ہے کہ صاحب قلب اصل سے قریب ہونے کے اعتبار سے صاحب اخفیٰ سے جس کو یہ قرب حاصل نہیں افضل ہو اور کیونکر نہ ہو جبکہ نبی کی وہ ولایت جو ولایت کے درجہ اول میں ہے اس ولی کی ولایت سے قطعی طور پر افضل ہے جو اخیری درجہ میں ہے۔

(پھر تقریباً دس صفحات کے بعد فرماتے ہیں) اے فرزند! کمالات نبوت اوران کمالات کی ولایت پر برتری اور ولایت سہ گانہ یعنی ولایت صغریٰ وولایت کبریٰ وولایت علیا کے درمیان فرق اوران میں سے ہرایک کے مناسب معاوف اور ہرایک کے متعلق مواقع کا بیان اس لئے طول طویل کیا ہے اور بار بار لمبے چوڑے فقرے اس واسطے بیان کئے گئے ہیں تا کہ نہایت عجیب و غریب ہونے کے سبب لوگوں کی سمجھ میں آسکیں اور کسی کو ان کے انکار کی مجال نہ رہے۔ یہ علوم کشفی اور بدیہی ہیں نہ کہ استدلالی اور نظری اوران میں بعض مقدمات کا ذکر تنبیہ اور عوام کی فہموں کے قریب لانے کیلئے ہے بلکہ خواص کے سمجھنے کے لئے وضاحت اور تشریح ہے یہ سب شروع سے اخیر تک اس طریقہ کا بیان ہے جس طریقہ کے ساتھ حق تعالیٰ نے اس حقیر کو ممتاز کیا ہے۔ اس کی بنیاد نسبت نقشبندیہ ہے۔ جس کی ابتدا میں انتہا مندرج ہے اسی بنیاد پر بہت سی عمارتیں اور کئی قسم کے محل بنائے گئے ہیں اگر یہ بنیاد نہ ہوتی تو معاملہ یہاں تک نہ پہنچتا یعنی بخارا اور سمرقند سے اس بیج کو لا کر زمین ہند (سرہند) میں بویا۔ جس کا خمیر مدینہ طیبہ ومکہ معظمہ کی خاک سے ہے اور فضل کے پانی سے کئی سالوں تک اس کو سیراب کیا اور احسان کی تربیت سے اس کی پرورش کی جب وہ کھیتی کمال تک پہنچ گئی تو ان علوم ومعارف کا ثمرہ اس سے حاصل ہوا۔ مزید فرماتے ہیں:

جاننا چاہیئے کہ اس طریقہ عالیہ کا سلوک ایسے شیخ مقتدا کی محبت کے رابطہ پر وابستہ ہے جس نے سیر مرادی سے اس راہ کو طے کیا ہو اور قوت انجذاب سے ان کمالات کے ساتھ رنگا ہوا

Marfat.com

اس کی نظر دلی امراض کو شفا بخشتی ہے اور اس کی توجہ باطنی مرضوں کو دور کرتی ہے ان کمالات صاحب اپنے وقت کا امام اور اپنے زمانہ کا خلیفہ ہے اقطاب وابدال اس کے مقامات کے ظلال خوش ہیں اور اوتاد و نجبا اس کے کمالات کے سمندر سے ایک قطرہ پر قناعت کئے بیٹھے ہیں۔ اس کی ہدایت کا نور اس کے ارادہ و خواہش کے بغیر آفتاب کے نور کی طرح سب لوگوں پر چمکتا ہے۔ اس کس طرح نہ چمکے جبکہ وہ خود چاہے اگرچہ یہ خواہش اس کے اپنے اختیار میں نہ ہو کیونکہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ وہ کسی امر کی خواہش طلب کرتا ہے لیکن وہ خواہش اس میں پیدا نہیں ہوتی اور یہ بھی لازم نہیں کہ وہ لوگ جو اس کے نور سے ہدایت پائیں اور اس کے وسیلے سے راہ راست پر آجائیں اس بات کو جان لیں۔ بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ وہ اپنے رشد و ہدایت کے اصل کو بھی کما حقہ نہیں جانتے حالانکہ وہ شیخ مقتدا کے کمالات سے متحقق ہوتے ہیں جن کے سبب جہان کو ہدایت کرتے ہیں۔ کیونکہ علم سب کو نہیں دیتے اور مقامات کی سیر کی تفصیل کی معرفت سب کو نہیں بخشتے۔ ہاں وہ شیخ جس کے وجود شریف پر وصول کے طریقوں میں سے کسی خاص طریقہ کی بنا کا مدار ہے بیشک وہ صاحب علم اور سیر کی تفصیل سے آگاہ ہوتا ہے اور دوسروں کو اسی کے علم پر کفایت کر کے اس کے ذریعے سے مرتبہ کمال و تکمیل تک پہنچاتے ہیں اور فنا و بقا سے مشرف کرتے ہیں ؏،

خاص کند بندئہ مصلحت عام را

ہمارے اس طریق میں افادہ اور استفادہ انعکاسی اور انصباغی ہے مرید محبت کے رابطہ سے جو وہ اپنے شیخ مقتدا کے ساتھ رکھتا ہے دم بدم اس کا رنگ پکڑتا جاتا ہے اور انعکاس کے طریق پر اس کے انوار سے منور ہوتا جاتا ہے اس صورت میں افادہ اور استفادہ کے لیئے علم کی کیا ضرورت ہے۔

اسم اللہ کی تعظیم کی برکات

حضرات القدس کے مصنف حضرت شیخ بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

حضرت قیوم زمان مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز ایک روز قضائے حاجت کے لئے بیت الخلا تشریف لے گئے تو آپ نے دیکھا کہ وہاں مٹی کا ایک پیالہ پڑا ہوا ہے اور اس پر اسم اللہ

Marfat.com

منقوش ہے آپ نے اس پیالہ کو وہاں سے اٹھایا اور واپس تشریف لائے اور پانی منگا کر اپنے دست مبارک سے اس کو دھویا اور اچھی طرح پاک کیا۔ خدام نے ہر چند عرض کیا کہ ہم اس کو پاک کر دیں مگر قبول نہ فرمایا پھر اس پیالہ کو ایک سفید کپڑے میں لپیٹ کر اونچی جگہ رکھ دیا اور جب پانی پینا چاہتے تو اسی پیالہ میں پیتے۔ چنانچہ اس تعظیم کی برکت کی وجہ سے جناب باری عز اسمہ کی جانب سے ندا آئی کہ جس طرح تم نے ہمارے نام کی تعظیم کی ہے اسی طرح ہم نے بھی تمہارے نام کو دنیا و آخرت میں معظم بنا دیا ہے۔ اس کے بعد آپ فرماتے تھے کہ اس عمل نے جس قدر فیوض و برکات پہنچائے وہ صد سالہ ریاضت و مجاہدہ سے بھی ناممکن تھے۔

کلمہ طیبہ کے فضائل و برکات

حضرت مولانا محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ زبدۃ المقامات میں تحریر فرماتے ہیں:

ایک روز بتقریب تکرار کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ آپ نے فرمایا کہ اے کاش تمام عالم اس کلمہ طیبہ کے مقابلہ میں دریائے محیط کے ساتھ قطرہ ہی کی مناسب رکھتا۔ یہ کلمہ مقدسہ جامع کمالات ولایت ہے۔ لوگ تعجب کرتے ہیں کہ ایک بار کلمہ طیبہ کہنے والا کیونکر جنت میں داخل ہو جائے اور جہنم کے خلود سے کس طرح رہائی پالے گا اور مجھ کو تو ایسا محسوس و مشہود ہوتا ہے کہ اگر تمام عالم میں صرف ایک دفعہ کلمہ طیبہ کی برکات تقسیم کی جائیں تو اس سے تمام عالم ابد الآباد تک معمور اور سیراب ہو جائے لیکن اس کلمہ طیبہ کی برکت سے پڑھنے والوں کو عالی قدر مراتب پہنچتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے

امام الاولیاء حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ حضرت قیوم زمان مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سب سے بڑے لائق اور بڑی استعداد کے مالک بیٹے تھے۔ آپ حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے گھر سرہند شریف میں ۱۰۰۰ھ میں عالم بقا سے تشریف لائے بچپن ہی ہدایت وارشاد کا نور آپ کی پیشانی سے ظاہر ہوتا تھا، بہت چھوٹی عمر میں اپنے داداجان حضرت خواجہ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ سے تعلیم حاصل کرنی شروع فرمائی تھی اس کے ساتھ ساتھ آپ نے روحانی توجہات بھی دینی شروع کردی تھیں۔ حضرت خواجہ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ محمد صادق کے متعلق حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کرتے تھے تمہارا یہ لڑکا مجھ سے حقائق ومعارف کی وہ باتیں پوچھتا ہے جن کا جواب مشکل میں ڈال دیتا ہے۔ ۱۰۰۸ھ میں حضرت قیوم زمان مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز اپنے شیخ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ اقدس میں قدم بوسی کے لئے حاضر ہوئے تو اس وقت حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کے ساتھ تھے، حضرت خواجہ صادق رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں مقبول ہوئے اوران کی توجہ سے جذبہ ونسبت سے مشرف ہوئے اوراس کے ساتھ ہی ذکر ومراقبہ میں راسخ ہوگئے۔ باوجود صغرسنی کے آپ کو وہ کمالات نصیب ہوئے جودوسرے سالکوں کو عمر بھر نصیب نہیں ہوتے۔

ایک روز ایک طالب مولا اپنے شیخ سے تکمیل سلوک کے بعد حضرت باقی باللہ قدس سرہٗ کی خدمت میں استفادہ کے لئے حاضر ہوا حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے باطنی حالات بیان کے بعد عرض کرنے لگا کہ اگر آپ کے پاس بھی یہی کچھ ہے جو مجھے نصیب ہے تو مزید وقت آپ کے پاس کیوں لگاؤں؟ اس درویش کے جواب دینے کے لئے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے صاحبزادہ خواجہ

Marfat.com

محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کو طلب فرمایا اور ان سے باطنی حالات بتانے کو کہا مخدوم زادہ خواجہ صادق رحمۃ اللہ علیہ نے وہ حالات عروج کے بیان فرمائے کہ اس درویش کو بڑھاپے میں شرمندگی اٹھانی پڑی، اس وقت حضرت مخدوم زادہ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک آٹھ سال تھی پھر اس درویش نے بارگاہ خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ میں سر تسلیم خم کیا۔[1]

حضرت مولانا محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ وفورِ مستی اور غلبہ جذبات کی وجہ سے بچپن ہی میں ننگے سر اور ننگے پاؤں کہیں بھی چلے جاتے اور اپنے سبق کی کتابیں برباد کر دیتے تھے۔ ایک دن بارش میں ننگے سر کھڑے تھے کہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کا وہاں سے گزر ہوا تب آپ نے مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا ہمارے مجذوب کو دیکھو کیا کر رہا ہے؟

حضرت خواجہ صادق رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت اور استہلاک کا یہ عالم تھا کہ اس غلبہ کو کم کرنے کے لئے آپ کو کھانا بازار سے لا کر کھلایا جاتا تھا، چنانچہ حضرت قیوم زمان مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز نے مکتوب نمبر ۴۱ میں جو اپنے شیخ حضرت خواجہ باقی باللہ کی خدمت میں تحریر فرمایا ہے لکھتے ہیں: ''اور قرۃ العین محمد صادق ظاہر و باطن کے کمالات سے لبریز رہے اس کے احوال جیسے کہ ظاہر ہیں حمد کے لائق ہیں اسی حضور پر وہ قائم رہے گا اس کی غیبت و استغراق سے اندیشہ نہیں ہے انشاء اللہ وہ شکر سے صحو میں آجائے گا اور اس کی فنا شعور میں مندرج ہو جائے گی۔''

کشف قلوب و کشف قبور

آپ بچپن ہی سے کشف صدور اور کشف قبور میں صحیح نظر اور روحانی بصیرت کاملہ کے مالک تھے حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کو آپ کے کشف و وجدان اور روحانی بصیرت پر کامل اعتماد و یقین تھا حضرت خواجہ قدس سرہٗ آپ سے امور غیبیہ اور امور کونیہ کے متعلق دریافت فرماتے رہتے تھے فوراً آپ اپنے کشف سے بتا دیتے تھے۔ کشف قبور بہت زیادہ تھا، قبر کو دیکھتے ہی احوال قبر بتا دیتے تھے۔[2]

آپ کے چچا حضرت شیخ مسعود رحمۃ اللہ علیہ قندھار افغانستان کی طرف بغرض تجارت روانہ

---

[1] زبدۃ المقامات، تذکرہ مجدد الف ثانی نمبر ۲ زبدۃ المقامات [2] روضۃ القیومیہ

Marfat.com

لگے۔ بغرض سلام و دعا اپنے والد گرامی قدر قدس سرہ کی خدمت میں مزار اقدس پر حاضر تو آپ بھی ان کے ہمراہ تھے۔ مزار پر حاضری کے بعد آپ نے فرمایا حضرت دادا جان ان کو سفر سے منع فرماتے ہیں آپ کو بچہ سمجھ کر آپ کی بات پر دھیان نہ دیا گیا۔ حضرت مسعود سفر قندھار پر روانہ ہو گئے لیکن ان کا انتقال اسی سفر میں ہوا۔[1]

ی تکمیل

آپ کو بھی حضرت خواجہ باقی قدس سرہ نے اپنی زندگی ہی میں ایک بڑی جماعت کے اپنے خلیفہ اعظم حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد تربیت کے لئے کر دیا تھا آپ تمام سلوک مجددیہ اپنے والد گرامی قدر سے اخذ کیا اور ان تمام کمال مراتب و مدارج کو حاصل فرمایا۔ اس لئے آپ الولد سر لابیہ کے پورے پورے مصداق ثابت ہوئے۔

حضرت قیوم زمان مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز دفتر اول مکتوب نمبر ۱۸ میں اپنے شیخ و مرشد کو عرض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حضرت خواجہ صادق اپنے خورد سالی کی وجہ سے خود کو ضبط نہیں کر سکتا اگر سفر میں ساتھ رہے تو بہت کچھ ترقی کر سکتا ہے۔ دامنِ کوہ کی سیر میں ساتھ تھا تو بہت ترقی کی اور مقام حیرت میں وطہ لگایا اور حیرت میں فقیر کے ساتھ پوری مناسبت رکھتا ہے۔

فنائیت کے آثار

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جمال و خصائص سے فنائیت کے آثار اور دنیا میں عدم تعلق کا اظہار اس قدر ہوتا تھا کہ اس کیفیت کا اثر دوسروں پر بھی پڑتا تھا۔ چنانچہ بعض روساء و امراء کہتے تھے کہ جب اس نوجوان کو دیکھتے ہیں تو دنیا کے عشق و نشاط سے ہمارا دل سرد ہو جاتا ہے۔[2]

تسلیم و رضا

ایک صاحب نے اپنے پڑوسی کے ظلم و ستم کا ذکر حضرت مخدوم زادہ رحمۃ اللہ علیہ سے کیا اور عرض کرنے لگا کہ آپ اس کو بلا کر تنبیہ و تہدید کریں۔ آپ نے دل پر زور سے ایک آہ سرد کھینچی اور فرمایا

---

[1] زبدۃ المقامات، حضرت مجدد الف ثانی [2] زبدۃ المقامات

Marfat.com

اگر ہم بھی خصومت کریں تو پھر ہم میں اور اہل دنیا میں کیا فرق ہوگا۔

وہ صاحب کہتے ہیں کہ حضرت مخدوم زادہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات اس انداز سے کہی کہ ندامت ہونے لگی جو کینہ پڑوسیوں کی ملامت سے میرے دل میں پیدا ہوا تھا وہ یکسر ختم ہوگیا۔[1]

علوم عقلیہ

ایک بہت بڑے عالم جو معقولات کے فن میں بے نظر تھے۔ شیراز سے ہندوستا تشریف لائے ہوئے تھے۔ انہوں نے حضرت مخدوم زادہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی دوران گفتگو آ نے علوم مشیت وحکمت کے بعض دقائق کے متعلق اپنے ہی بعض طبع زاد اُمور کا بیان کیا۔ گفتگو خ ہونے پر اس شیرازی عالم نے آپ کی علمی عظمت کا اعتراف کرتے ہوئے کہا اگر میں آپ سے ملتا تو مجھے یقین نہ آتا کہ ہندوستانی طلبہ میں کوئی بھی علوم عقلیہ کے دقائق کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

کتب کا درس

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے علوم دینیہ کے حصول کے بعد طلبہ کو پڑھانا شروع فرمادیا تھا حضرت مولانا بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''حضرت القدس'' میں تحریر کرتے ہیں: میں نے مطول مع حاشیہ میر اور شرح عقائد مع حاشیہ خیالی اور تحریر اقلیدس اور شرح مطالع مع حاشیہ سیر وغیرہ کتب حضرت مخدوم زادہ خواجہ صادق رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں آپ ادائے مطالب میں بہت گہرے جاتے تھے اور مختلف طریقوں سے مطلب ادا فرماتے تھے کبھی کبھی اپنے فکر کو کتاب کے حاشیہ پر تحریر فرماتے تھے۔'' جو نایاب وجدید ہوتا تھا۔

حضرت قیوم زمان مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا مدح فرمانا

آپ کی علمی مہارت ان کے علو حال، غلبہ انکسار، وفور تفرید، مناجات وخلوات کے شوق اور انس کے متعلق حضرت قیوم زمان مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز اپنے مکتوب شریفہ میں آپ مدح میں فرماتے ہیں۔

---

[1] زبدۃ المقامات

Marfat.com

...ارف کا مجموعہ

حضرت قیوم زمان مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز اپنے مکتوب نمبر ۲۷۷ دفتر اول میں ...ماتے ہیں: ''میرا یہ سب سے عزیز فرزند میرے معارف کا مجموعہ ہے اور جذب وسلوک کے ...قامات کی کتاب ہے۔'' نیز اسی مکتوب میں یہ بھی تحریر فرماتے ہیں: ''میرا فرزند محرمان اسرار میں ...سے ہے اور خطا اور غلطی سے محفوظ ہے۔''

نیز دفتر اول مکتوب نمبر ۲۴۴ میں ارشاد فرماتے ہیں: ''یہ مقام میرے فرزند ارشد کو عنایت ...رمایا گیا ہے اور ان کی ولایت میں مجھے داخل کیا گیا ہے یہ فقیر مسافروں کی طرح ان کی ولایت میں بیٹھا ہوا ہے'' یعنی سرہند شریف کی قطبیت حضرت خواجہ محمد صادق قدس سرہٗ کو حاصل تھی۔

حضرت قیوم زمان مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز دفتر اول مکتوب نمبر ۳۰۶ میں آپ کے متعلق مولانا محمد صالح کولابی رحمۃ اللہ علیہ کو تحریر فرماتے ہیں:

''میرا یہ فرزند اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی اور اس کی رحمتوں میں سے ایک رحمت تھا اس نے چند سال کی عمر میں وہ پایا جو بہت کم کسی نے پایا ہوگا۔'' مزید تحریر فرماتے ہیں: ''اس نے ولایت موسوی کو نقطہ آخر تک پہنچا دیا تھا اور وہ اس ولایت کے عجائب وغرائب بیان کیا کرتا تھا۔''

خلافت واجازت طریقہ

حضرت قیوم زمان مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز نے آپ کو اکیس ۲۱ سال کی عمر میں بروز جمعہ ماہ جمادی الاخری ۱۰۲۱ھ میں خلعت خلافت واجازت طریقہ سے نوازا اور ارشاد وتکمیل کی عام اجازت عطا فرما دی اسی دن ایک بڑی جماعت آپ سے بیعت ہوئی۔ اس وقت زہد وارباب عرفان سے حیا، انکساری اور شکستگی اس قدر ٹپک رہی تھی کہ گفت وشنید میں نہیں آسکتی۔

وفات

سرہند شریف میں مرض طاعون بہت ہی زور سے پھیلی ہوئی تھی ۲۰۰ کے قریب آدمی روزانہ مر رہے تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روز ارشاد فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے وبا کوئی لقمہ چاہتی ہے

---

۱ حضرات القدس

Marfat.com

جب تک میں دنیا سے نہیں جاؤں گا یہ وَبا نہیں جائے گی۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دعا فرمائی اسی روز آپ کو بخار ہو گیا اور دو روز دوشنبہ نہم ربیع الاول ۱۰۲۵ھ کو وصال فرمایا، آپ نے وقت نزع فرمایا اللہ تعالیٰ اب لوگوں پر سے یہ وَبا دور فرما دیں گے۔

اگر میرے انتقال کے بعد کوئی شخص مرض طاعون میں مبتلا ہو تو میرا نام لکھ کر اس کے گلے میں ڈال دیں اور ایک چھدام (اس وقت کے سکے کا نام ہے) میرے ایصال ثواب کے لئے راہ خدا میں دے دیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے شفا کلی عطا فرما دیں گے، واقعی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال فرمانے کے بعد کوئی شخص اس مرض میں مبتلا نہ ہوا اور اگر کوئی بیمار ہوتا تو آپ کے فرمانے کے مطابق اسم مبارک الٰہی بحرمت خواجہ محمد لکھ کر اس کے گلے میں ڈالتے ہی صحت یاب ہو جاتا۔[1]

دفن

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تکفین کے لئے خود حضرت قیوم زمان مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز نے جامہ فاخرہ لفافہ و قمیص و ازار حسب عادت مہیا فرمایا۔ دفن کے لئے آپ قدس سرہٗ متفکر تھے کہاں دفن کیا جائے؟ الہام ہوا کہ حویلی کے صحن میں کہ بعض اوقات خود حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ اس جگہ کو پسند کرتے تھے۔ چنانچہ اس جگہ ہی آپ کی قبر مبارک تیار ہوئی اور آپ کو اس میں حضرت امام ربانی قدس سرہٗ نے اپنے ہاتھوں سے لحد میں اتارا۔ اللہ تعالیٰ کروڑوں رحمتیں آپ کے مزار اقدس پر برسائے۔ آمین ثم آمین، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّـآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْن۔

مقبرہ والی زمین کی عظمت

حضرت قیوم زمان مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز مکتوب نمبر ۲۲ دفتر دوم میں اس مقبرہ والی زمین کی فضلیت و عظمت بیان فرمائی ہے:

اللہ تعالیٰ کی عنایت سے اور اس کے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کے مطابق شہر سرہند گویا میری پیدائش زندگی کی سرزمین ہے کہ میرے لیے گھرے کنویں کو پر کر کے بلند کیا گیا ہے اور اکثر شہروں اور مقامات پر اس کی بلندی عطا کی گئی ہے اور اس سرزمین میں ایک نور امانت رکھا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے نور بے رنگ و بے کیف سے مقتبس ہے اور اس نور کے رنگ میں

[1] زبدۃ المقامات

Marfat.com

ہے جو بیت اللہ کی سرزمین سے درخشاں ہے۔ میرے سب سے بڑے فرزند مرحوم کے انتقال سے چند ماہ پہلے یہ نور مجھ پر ظاہر کیا گیا اور اس فقیر کی جائے سکونت کے ایک گوشے کی اس میں نشان دہی کر کے ایک بلند نور اس طرح کا دکھایا گیا کہ صفت وشان کی گرد اس کو نہ لگی تھی اور وہ کیفیات سے منزہ ومبرا تھا اس وقت مجھے آرزو پیدا ہوئی کہ میں اس زمین میں دفن کیا جاؤں اور وہ نور میری قبر میں چمکتا رہے۔ یہ بات میں نے اپنے فرزند اعظم پر ظاہر کی جو صاحب اسرار تھا اور اس سے میں نے اس نور اور اپنی آرزو کے متعلق بھی بتایا۔ اتفاق یہ ہوا کہ میرا فرزند مرحوم اس دولت میں سبقت لے گیا اور خاک کے پردے میں اس نور کے دریا میں مستغرق ہو گیا:

مبارک منعموں کو اپنی دولت　　مبارک عاشقوں کو سخت کلفت

اس سرزمین کی شرافت یہی ہے کہ یہاں میرا فرزند اعظم جو اکابر اولیا میں سے ہے آسودہ ہے، ایک عرصے کے بعد ظاہر ہوا کہ وہ نور اس فقیر کے انوار قلبیہ کا ایک لمعہ ہے جو اس سے مقتبس ہو کر اس زمین میں روشن کیا گیا ہے جس طرح کہ چراغ کو مشعل سے روشن کیا جاتا ہے قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِندِ اللَّهِ [سورة......:......] (کہہ دو کہ یہ سب اللہ کی طرف سے ہے) اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ...... [سورة......: ......] اس صاحب کمال کے انتقال کا دن ماہ اور سال روز دوشنبہ نہم ربیع الاول (۱۰۲۵ھ) سے ظاہر اور ہویدا ہے۔

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رفقاء درویشوں کے ساتھ جمعہ کو اس فرزند بزرگوار کے مزار مبارک پر حلقہ فرمایا لیکن اس دن مزار کو اس مبارک روح سے خالی پایا تو آپ نے دوشنبہ کی صبح کو حلقے کے لیے منتخب فرمایا اور اس قرۃ العین رحمۃ اللہ علیہ کی ترقی درجات کے لیے آپ توجہات فرماتے تھے اور اس طرح اس جگر گوشہ کو نہایت النہایت کی بلندی تک پہنچا دیا اور حالات عجیبہ اور مشاہدات غریبہ اس فرزند گرامی کے احوال سے متعلق جو برزخ صغریٰ (قبر) سے معلوم ہوتے تھے آپ بیان فرمایا کرتے تھے اور آپ یوں بھی اظہار فرماتے تھے کہ یہ فرزند ہر لحظہ عجیب انوار وآثار کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے اور رحمت الٰہی سے متعلق اسرار ورموز خوش بیان کرتا ہے۔ اللہ پاک ان کو اپنی رحمت میں چھپائے اور ہم کو ان کی برکتوں سے مستفیض فرمائے۔ (آمین)

Marfat.com

لحد مبارک پر گنبد

حضرت مولانا بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ حضرات القدس میں تحریر فرماتے ہیں: ''ایک مدت تک حضرت خواجہ صادق قدس سرہ کی قبر خام اور کچی ہی رہی ہے، صرف ایک احاطہ اس کے گرد کر دیا گیا تھا پھر حضرت شیخ مجدد قدس سرہ نے سوچا چونکہ میرے فرزند کی لحد مبارک عمارات کے درمیان واقع ہوئی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اس پر ایک گنبد بنا دیا جائے اور انبیاء علیہم السلام کی پیروی کی جائے۔ پس اس قرۃ العین کی لحد مبارک پر ایک گنبد تعمیر کیا گیا۔

مولانا زید الحسن فاروقی مجددی اپنی کتاب ''مقامات خیر'' میں تحریر فرماتے ہیں:

حضرات انبیاء علیہم السلام کے متعلق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ما قبض نبی الا دفن حیث یقبض وفی روایة لایدفن نبی الا حیث قبض وفی لفظ لا یقبض اللّٰہ روح نبی الافی الموضع الذی یجب أن یدفن فیه

یعنی ''کہ جس مقام پر ان حضرات کی وفات ہوتی ہے اسی جگہ ان کو دفن کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان حضرات کی قبروں پر عمارات ہیں آپ (حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ) نے حضرات انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی تدفین سے یہ استنباط کیا ہے کہ اگر قبر عمران و آبادی میں ہو تو اس پر عمارت بنانا بہتر ہے اور اگر صحرا میں ہو تو عمارت کا بنانا بہتر نہیں ہے اس بنا پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے صاحبزادے خواجہ محمد صادق کے مزار پر گنبد بنوایا۔''

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نماز جمعہ کے بعد آپ کی زیارت قبر کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے اور دیر تک مراقب رہا کرتے تھے اور دوشنبہ کی ہر صبح کو آپ کے مزار فائض الانوار پر حلقہ ذکر کیا کرتے تھے اور ترقیات بے اندازہ وانواع مواہب الٰہیہ جو آپ کی دعا و توجہ سے انہیں حاصل ہوتیں مکشوف کیا کرتے تھے۔ ایک روز مزار سے اٹھ کر آپ نے فرمایا کہ آج میں ان کے حال کی طرف متوجہ ہوا دیکھا کہ لحظہ بلحظہ انوار و آثار عجیبہ ظاہر ہوتے ہیں اور ساعت بساعت بڑھتے جاتے ہیں۔ آپ کی اولاد میں صرف ایک صاحبزادے شیخ محمد تھے جن کی اولاد

Marfat.com

سلہ جاری ہے۔

امات حضرت خواجہ محمد صادق قدس سرہٗ

حضرت امام الاولیاء حضرت خواجہ محمد صادق قدس سرہٗ کے مشکوفات اور کرامات اتنی ہیں ریر وتقریر کی بساط سے باہر ہیں۔ چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے:

رامت

جب حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا تو آپ کی قبر شریف، مخدوم زادہ (حضرت خواجہ صادق قدس سرہٗ) کی قبر جانب قبلہ کھودی گئی اور وہاں آپ کو خزانہ کی طرح خاک پاک میں رکھا یا اور قبر ٹھیک کی گئی۔ ہم نے خود دیکھا ہے کہ یکا یک مخدوم زادہ کی قبر شریف اپنے والد ماجد ر پیر دستگیر کی تعظیم میں کس قدر پیچھے ہٹ گئی ہے اور جانب مشرق آ گئی ہے کہ وسط گنبد کا طاق وں قبروں کے درمیان آ گیا۔ یہ واقعہ جس نے دیکھا وہ حیران ہو گیا اور یہ ایک عظیم کرامت اس خدوم زادہ کی ہے۔

اس طرح کی کرامات پہلے کے بزرگوں سے بھی صادر ہوئی ہیں۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ ب حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ پر نزع کا وقت آیا تو حضرت قطب الدین بختیار کا کی ی رحمۃ اللہ علیہ کی محبت کے غلبے سے انہوں نے یہ وصیت کی کہ مجھے حضرت خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ ے قدموں میں دفن کرنا (لیکن) جب قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قبر حضرت خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ ے قدموں کی طرف بنائی گئی تو حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تعظیم کے لیے کہ استاد تھے ٹیڑھی ہو گئی اور قبر کی پائینتی کا حصہ دوسری طرف ہو گیا وہاں موجود حضرات نے یہ واقعہ یکھا تھا اور اب جو زائرین جاتے ہیں وہاں لحد اقدس کو ایک طرف دیکھتے ہیں مولانا بدالدین رہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں خود وہاں پر موجود تھا۔

کشف

چونکہ آپ کے وجد و حال کا شہرہ بچپن اور بہت چھوٹی عمر سے ہو گیا تھا اس لئے شیخ وجیہ الدین (احمد آبادی) گجراتی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید شیخ بایزید کھیڑا دل جو اس دیار کے مشاہیر میں سے تھے

Marfat.com

آپ کی معرفت اور وجد وحال کا ذکر سن کر بڑے ذوق وشوق سے ملنے کے لئے آئے، آپ ا
والد ماجد حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ شیخ مذکور نے ملاقات کے بعد آپ
درخواست کی کہ آپ جو ٹوپی پہنے ہوئے ہیں مجھے عنایت فرما دیں تا کہ وہ تبرک کے طور پر میر
پاس رہے آپ نے مراقبے میں اپنا سر جھکایا اور کہا کہ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاری رح
منع فرما رہے ہیں۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم مجھے دے دو آپ نے عرض کیا کہ حضرت خوا
نقشبند قدس سرہٗ تاکید سے منع فرما رہے ہیں۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے پھر فرمایا کہ میں کہہ رہا ہوں ک
دے دو، پس حضرت والد بزرگوار کے حکم کی تعمیل میں آپ نے سر سے ٹوپی اتار کر شیخ مذکور کو دید
اور شیخ رخصت لے کر روانہ ہوگئے۔

کرامت: ۲

ایک روز حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے وبا (طاعون) کے زمانے میں نماز چاشت کے وضو کے
بعد فرمایا کہ میرے دل میں ایسا ظاہر ہو رہا ہے کہ بارہ ربیع الاول کے بعد طاعون جاتا رہے گا
حاضرین تعجب کرنے لگے کہ طاعون اس قدر غلبہ اور زور کے باوجود اتنی تھوڑی مدت میں کس طرح
یکایک غائب ہو جائے گا دوسرے دن یہ حقیر مؤلف بدر الدین سرہندی جب مخدوم زادہ سے
حاشیہ خیالی کا سبق پڑھ رہا تھا تو آپ سے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا قول عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ
حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ وبا (طاعون) ان بارہ دنوں میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مکان
سے چلی جائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اس ماہ کی نویں تاریخ کو یہی مخدوم زادہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ
وفات پا گئے اور اس سے ایک دن پہلے ایک ہی دن میں دو بھائی محمد فرخ اور محمد عیسیٰ اور ان کی بہن
ام کلثوم نے رحلت فرمائی۔ یہ تمام حادثات انہی بارہ دنوں میں پیش آئے۔ اس کے بعد وہ وبا آپ
کے گھر سے چلی گئی۔

کرامت: ۳

طاعون کے بعض مریضوں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مخدوم زادہ تشریف رکھتے
ہیں اور ان مریضوں کو اس وبا کے موکلوں سے رہائی دلوا رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ جب اس بلا

Marfat.com

کو ہم نے اپنے اوپر لے لیا ہے تو پھر ان لوگوں سے تمہارا کیا واسطہ رہا اور ان کو ایذا پہنچانا کیسا ہے؟
اس خواب کے بعد ان لوگوں کو صحت ہو گئی۔

حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کے نام مکتوبات شریفہ

آپ اپنے حالات سے والد ماجد شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو خطوط کے ذریعے بھی آگاہ کرتے رہتے تھے۔ ذیل میں آپ کے چند خطوط دیئے جا رہے ہیں:

قدسیہ قبلہ گاہا اب آرزو صرف یہ ہے کہ کوئی ساعت اور کوئی لحظہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے خلاف نہ گزرے اور یہ بات اسی وقت میسر ہو سکتی ہے جب کہ حضور کی توجہ میری مدد فرمائے اور میری دستگیری فرمائے۔

کریموں پر نہیں مشکل کوئی کام

اللہ پاک کا بے حد شکر اور احسان ہے کہ توجہ شریف کی برکت سے جو طریقہ کہ حضور نے فرمایا ہے اس پر استقامت قائم ہے اور اس میں کوئی فتور واقع نہیں ہوتا بلکہ روز بروز ترقی کا امیدوار ہوں۔ فجر وظہر وعصر کے بعد حلقے میں بیٹھتا ہوں اور حافظ صاحب سے قرآن سنتا ہوں۔ بعض اوقات انقباض اور بعض اوقات انبساط ہوتا ہے۔ قبض وبسط ذوق وآرام وغیرہ بدن سے تعلق رکھتے ہیں اور ان سے تجاوز نہیں ہوتا اور لطائف ستہ نہ تو زیادہ متوجہ ہیں اور نہ غافل ہیں اور جب وہ متوجہ ہوتے ہیں تو ان کی توجہ ایسی ہوتی ہے جیسی کہ علم حضوری کی ہوتی ہے بلکہ بالکل وہی ہوتی ہے۔ توجہ اور ذوق وغیرہ سب داخل ظلال ہے اور ظل سے وہ تجاوز نہیں کرتے۔ لطائف تو پہلے محض بدن سے تعلق رکھتے ہیں اور بصیرت کی نگاہ میں وہ بدن سے ہٹ کر مفہوم نہیں ہوتے تھے۔ جیسا کہ میں نے آپ کی خدمت میں عرض بھی کیا تھا لیکن اب وہ لطائف بدن سے ممتاز نظر آتے ہیں اور میں اس مقام کو مقام بقا جانتا ہوں اور اس بقا کے بعد فنائے لطائف کی ایک نوع ظاہر ہوئی۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ اس فنا کے بعد بغیر اس فنا کے پورا کام میسر نہیں ہوتا اب انقباض ظاہر ہوتا ہے لیکن ابھی تک دنیا کی طرف توجہ نہیں ہوئی ہے۔ چونکہ احوال کا بیان کرنا ضروری تھا اس لیے چند کلمات عرض کرنے کی جرأت کی گئی۔

قدسیہ ...... کمترین بندگان محمد صادق اپنی عرضداشت پیش کرتا ہے کہ یہ فقیر عرصے تک

Marfat.com

مقبوض ومہموم رہا۔ آخر کار محض عنایت خداوندی کی توجہ اقدس حاصل ہوئی تو ایک عظیم بسط ظاہر ہوا اور اس بسط میں معلوم ہوا کہ سابق میں جو یاد اور توجہ گویا اپنی طرف سے محسوس ہوتی تھی اور اب حق تعالیٰ کی طرف سے ہے اور خود اپنے اندر قبولیت کی قابلیت سے زیادہ کچھ بھی نہیں۔ مثل اس آئینے کے کہ جس پر آفتاب طلوع کرے پس اس تابش سے بدن اور لطائف کی تمام ظلمت اور کدورت جل کر ختم ہوگئی اور حسب دلخواہ پورا پورا نور بھی حاصل ہوگیا کہ سابقہ روح اور سر سے زیادہ لطیف ہو گیا اور لطائف میں سے لطیفہ قلب میں تجلی اکمل پائی اور جب میں نے قلب کے قلب میں نظر ڈالی تو ظاہر ہوا کہ اس کے اندر ایک اور قلب ہے جس پر تجلی ہے اور اسی طرح آخر تک ہے کہ جس کی انتہا نہیں اور قلب بسیط تو ظاہر نہیں ہوا مگر یہ کہ اس کے اندر ایک اور قلب تھا لیکن اب ایسا وہم ہوتا ہے کہ یہ سلسلہ قلب بسیط پر ختم ہوتا ہے پھر بھی یقین نہیں اور یہ بھی سمجھ میں آیا کہ وہ حالات جو اس سابقہ حالت میں تھے موجودہ حالات کے سامنے محض تکلفات تھے اور اس مقام کا نام بھی میرے دل میں آتا ہے لیکن سوءادب سمجھ کر تحریر نہیں کرتا۔

قدسیہ...... حضرت سلامت ایک رات نماز تراویح میں حافظ قرآن پڑھ رہا تھا کہ ایک مقام بہت نورانی ظاہر ہوا گویا وہ حقیقت قرآنی کا مقام تھا ہر چند عرض کرنے کی جرأت نہیں ہوئی لیکن ایسا معلوم ہوا کہ حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس مقام کا اجمالی مرکز ہے۔ گویا ایک دریائے عظیم کو کوزے میں بھر دیا ہے اور وہ مقام حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تفصیل ہے اور انبیاء علیہم السلام اور اکثر اولیاء کاملین اپنی استعداد کے مطابق اس مقام سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔

اور اس مقام سے پوری طرح صرف ہمارے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کو حصول ہوا ہے کسی اور کے لیے معلوم نہیں ہوتا اور اس کمترین کو بھی کچھ حصہ ملا ہے حق تعالیٰ آپ کی توجہ سے پوری طرح مجھے حصہ عنایت فرمادے اور ابھی تک وہ مقام خوب واضح بھی نہیں ہوا اور اس ماہ معظم میں بہت برکات سمجھ میں آرہی ہیں۔

حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کے تمام خطوط مبارک حضرت قیوم زمان مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز مکتوبات دفتر اول کے آخر میں درج ہیں۔

Marfat.com

ضرت خواجہ محمد سعید المعروف خازن رحمۃ اللہ علیہ

ادت مبارک

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ماہ شعبان ۱۰۰۵ھ میں حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کے گھر ہوئی پ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ کے دوسری اولاد نرینہ ہیں۔

حضرت خواجہ سعید رحمۃ اللہ علیہ مکارم اخلاق، احوال کی کثرت، فضائل کی فروانی، چہرے کی اشت، گفتگو کی نرمی اور کردار کی پاکی سے متصف تھے۔

ضرت خواجہ باقی باللہ کی محبت

حضرت قیوم زمان مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں حضرت خواجہ محمد سعید علیہ بچپن میں بہت بیمار ہوئے اس وقت حضرت خواجہ سعید رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک تقریباً ۵ سال کی ی آپ سے پوچھا گیا کہ کیا چاہتے ہو؟ حضرت خواجہ سعید رحمۃ اللہ علیہ نے بے ساختہ فرمایا کہ میں ضرت خواجہ باقی باللہ کو چاہتا ہوں۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں خواجہ سعید رحمۃ اللہ علیہ کے یہ الفاظ میں نے اپنے خ خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک خط میں تحریر کیے تو حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے جوابی گرامی نامہ ں فرمایا کہ تمہارے سعید نے ہماری نسبت غائبانہ طور پر اچک لی۔

حضرت شیخ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی اولاد نرینہ کے متعلق ثارت دیتے ہوئے اپنے ایک مخلص کو تحریر فرماتے ہیں اس شیخ (حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ) کے صاحبزادے جو کہ ابھی بچے ہیں اللہ تعالیٰ کے اسرار ہیں۔ مختصر یہ کہ شجرہ طیبہ ہیں اللہ تعالیٰ ان و پروان چڑھائے۔[1]

تحصیل علم

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اکثر علوم اپنے والد گرامی قدر حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ ہی سے ھے بعض کتابیں اپنے بڑے بھائی امام الاولیاء حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں اس کے

[1] کلیات باقی مکتوب نمبر ۵۶

Marfat.com

علاوہ اکثر کتابیں حضرت شیخ محمد طاہر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں، حدیث شریف کی کتابیں شیخ عبدالرحمن رمزی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں اور سند حاصل کی آپ نے سترہ سال کی عمر میں تمام علوم متداول عقلیہ ونقلیہ مکمل کر لئے۔[1]

درس

بعد تکمیل علوم آپ رحمۃ اللہ علیہ کتب مغلقہ شرح حکمۃ العین عضری اور بیضاوی کا درس دینے لگے اور معقول ومنقول کی مشکل سے مشکل کتابیں پوری قابلیت سے پڑھائیں۔

تصنیف

آپ رحمۃ اللہ علیہ درس کتب کے ساتھ تصنیف میں بھی مصروف رہتے تھے آپ نے حدیث شریف کی مشہور کتاب مشکوۃ پر حاشیہ لکھا ہے۔ حاشیہ خیالی پر حاشیہ لکھا ہے جو بہت متین ہے اس میں اپنے خاص دقائق بھی درج کئے ہیں۔ آپ نے رفع سبابہ کی ممانعت میں بھی رسالہ لکھا ہے۔

فن مناظرہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو فن مناظرہ پر بھی پوری پوری قدرت وعبور حاصل تھا۔ علماء ہند کے بڑے بڑے اکابرین کے ساتھ اکثر مناظرے ومباحثے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد سے آپ ہی غالب رہتے تھے اس وقت کے عالم جن کا نام علامہ آصف جاہ تھا وہ علوم عقلیہ میں پوری قدرت اور عبور رکھتے تھے بعض قوی اعتراضات جن کو وہ ناقابل جواب سمجھتے تھے حضرت خواجہ سعید قدس سرہٗ کے سامنے پیش کئے، آپ نے عنایت خداوندی سے نہایت صحت اور بلا تکلف جوابات دے دیئے اور ان کی تشفی فرمادی۔[2]

تکمیل سلوک

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تمام سلوک طریقہ نقشبندیہ اپنے والد گرامی قدر حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سے ہی حاصل کیا اور اس کو درجہ کمال تک پہنچایا آپ نے حیات حضرت مجدد الف ثانی

---

[1] حضرات القدس [2] ایضاً

Marfat.com

قدس سرہٗ ہی میں طالبان حق کو طریقہ کی تعلیم دینی شروع فرمادی تھی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے عمر کے آخری ایام میں طالبوں کا تعلیم وتربیت کا نظام کم کر دیا تھا بلکہ حضرت خواجہ سعید رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کر دیا تھا۔[1]

عظمت وبزرگی

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے اپنے دونوں بیٹوں کو فرمایا ہر قطب کے دو امام ہوتے ہیں اور تم دونوں امام ہو۔ حضرت محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ نے انکسار کے طور پر اس بشارت کو حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ پر منطبق کر دیا اور خود کو صاحب یسار کہا۔ نیز حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ میں عروج ونزول کے کسی مقام پر محمد سعید کے بغیر نہیں گیا۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ یہ بھی فرماتے ہیں جب میرا نزول حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ کے مقام میں واقع ہوا تو میں نے دیکھا کہ محمد سعید میرے ہمراہ تھے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ یہ بھی فرماتے تھے میں تم دونوں حضرت محمد سعید اور حضرت معصوم کو ولایت احمدی میں پاتا ہوں۔[2] حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سے حضرت خواجہ محمد سعید کے متعلق بہت سے بشارتیں سنی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت محمد سعید علمائے راسخین میں سے ہیں اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ محمد سعید سابقین میں سے ہیں۔

رحمت رحمانی

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ قیامت میں اضافہ رحمت مجھے عطا کیا جائے گا، اور وہ میں حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعے تقسیم کرونگا۔

مکشوف

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ مجھ پر قیامت اور پل صراط سے گذرنا مکشوف ہوا حضرت خواجہ سعید ہمارے آگے آگے جاتا ہے اور اپنے دست راست میں اعمال نامہ پکڑے ہوئے ہے پھر ہم سب بہشت میں داخل ہوئے۔[3]

---

1 حضرات القدس 2 ایضاً 3 ایضاً

Marfat.com

عالم بیداری میں زیارت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے بھائیوں اور احباب ورفقا کے ساتھ ۱۰۰۷ھ میں حرمین شریفین کی حاضری کے لئے تشریف لے گئے۔ مدینہ منورہ کی حاضری کے دوران آپ کو حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ان ظاہری آنکھوں سے آٹھ مرتبہ نصیب ہوئی۔[1]

حضرت مولانا ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن فرمایا جب حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا تو میں نے دل میں کہا کہ یارب! ایسا فرزند جو فضیلت ظاہری اور احوال باطنی میں صاحب کمال ہو کہاں سے پاؤں؟ تب حق سبحانہ نے اپنے فضل خاص سے یہ دونوں بیٹے یعنی حضرت خواجہ سعید رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ بھی ان کے قائم مقام عطا فرمائے۔ الحمد علی احسانہ۔"

حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ایک دن حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے انتقال سے کم وبیش دو ماہ قبل فرمایا تم اکثر اوقات حاضر نہیں ہوتے میں نے اس روز سے درس دینا ترک کیا اور خدمت میں ہر وقت حاضر رہنا اور خدمت کرنا اپنے اوپر لازم کر لیا اور حضور عالی میں ہر وقت مختلف عنایات اور بخششوں کا امیدوار رہنے لگا اور ان دنوں میں اس قدر فیوض اور مشاہدات نصیب ہوئے کہ ان کے مقابلے میں سابق عنایات کچھ بھی نسبت نہیں رکھتیں اور آپ کے خاص اسرار کے حرم میں مجھے بھی داخلے کی بشارت دی گئی کہ اس کی تفصیل بیان نہیں کی جا سکتی۔"

ایک روز فرمایا کہ: "اے محمد سعید! تم میرے ضمن میں ہو اور تم ضمن میں ہونے سے گراں خاطر مت ہونا کیونکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی حضور انور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ضمن میں تھے۔"

اور یہ بھی حضرت قدوۂ ارباب کمال (محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے تھے کہ: "جب حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرض اخیر میں نماز کی امامت مجھے تفویض فرمائی تو اس زمانے میں نماز سے متعلق بڑے بڑے کمالات اور مقامات جو اسرار کی قسم کے تھے اور جو پوشیدہ رکھنے چاہئیں آپ پر ظاہر ہوتے تھے اور آپ فرماتے تھے کہ اے محمد سعید چونکہ یہ تمام کمالات نمازوں کے نتائج ہیں

[1] حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

اور تم نے امامت اس کی کی ہے اس لیے ان مواہب عالیہ اور اسرار غامضہ میں تم کو بھی پورا پورا حصہ اور کامل حظ مرحمت ہوا ہے۔" الحمد لله عليه ذلك حمداً كثيراً۔

اور اس خلاصہ خاندان ہدایت (محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ) نے بتایا کہ: "چونکہ وبا (طاعون) کے زمانے میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو بہت سے حادثے پیش آئے کہ تین دن کے اندر بڑے بھائی خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ اور چھوٹے بھائی محمد فرخ رحمۃ اللہ علیہ اور محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے رشتہ دار رحلت کر گئے اور امراض کی شدت کی وجہ سے میری زندگی کی طرف سے بھی مایوسی تھی اس وجہ سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خاطر مبارک میں بہت تشویش پیدا ہو گئی تھی، اسی اثناء میں ایک رات آپ پر خاص الخاص تجلی اور مخصوص ظہور بارگاہ الٰہی کی طرف سے وارد ہوا اور معلوم ہوا کہ یہ نزول اجلال آپ کی تسلی اور تسکین کے لیے ہے آپ نے فرمایا کہ ان عنایات اور الطاف کریمانہ کے ضمن میں بارگاہ خداوندی سے حکم اقدس ہوا کہ محمد سعید اور محمد معصوم کو لائیں وہ دونوں میرے زانو پر بٹھا دیئے گئے دونوں عمر رسیدہ اور سفید ریش تھے اور یہ حکم ہوا کہ یہ دونوں بیٹے تم کو عطا کیے گئے۔ دونوں بڑی عمر والے ہوں گے پھر حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بہت خوش خوش اٹھے اور سب کو یہ خوشخبری سنائی حالانکہ اس وقت ان دونوں کی عمریں بیس سال کی بھی نہ ہوئی تھیں۔"

اور حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں مخدوم زادوں کے بارے میں یہ بھی فرمایا کہ: "تمہاری دنیا کو آخرت بنا دیا گیا۔" الغرض حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو اس مخدوم زادہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ پر بڑی شفقت و عنایت اور محبت رہی ہے اور خلوتوں اور جلوتوں میں اپنا دمساز ساتھی بنایا ہے اور باطنی حقائق اور خالص اسرار میں اپنا محرم راز کیا ہے۔ وہ ظاہری معاملات میں امانت دار، اچھے مشیر اور وکیل مطلق رہے ہیں اور طاعات (عبادات) کی اعانت میں خدمت کرتے رہے ہیں اور تمام ضروری خدمتیں اور مناسب کاروائیاں جو معاش و معاد اور روایت و درایت سے متعلق تھیں اسی بلند فرزند سے سرانجام ہوتی رہیں اور حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیشہ آپ کے حق میں اپنی زبان مبارک سے دعائیں دیں اور آپ کی مدح و توصیف کی اور اس طرح مختلف بشارتوں اور عنایتوں سے نوازا۔

حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خازن الرحمۃ کا خطاب عطا فرمایا تھا۔[1]

---

[1] حضرات القدس

Marfat.com

معمولات

حضرت خازن رحمت خان محمد سعید قدس سرہٗ کے اوقات کی تقسیم کار کچھ اس طرح تھی:

فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد اس وقت کے وظائف ماثورہ سے فارغ ہو کر آپ حلقہ ذکر میں بیٹھتے تھے اس کے بعد نماز اشراق ادا کر کے آپ موسم گرما میں شب بیداری کی کلفت دور کرنے کے لیے دو تین گھڑی آرام فرما کر بیدار ہوتے تھے اور وضو فرما کر نماز چاشت ادا کرتے تھے اور پھر درس دینے لگ جاتے تھے یہاں تک کہ زوال آفتاب کا وقت قریب آ جاتا تھا پھر اوّل وقت میں نماز ظہر ادا کرتے تھے اور پھر حلقے میں بیٹھ جاتے تھے اور حافظ سے قرآن پاک سنتے تھے اس سے فارغ ہو کر پھر خود بھی قرآن پاک کی تلاوت کرتے تھے اور کبھی نماز ظہر سے پہلے قرآن پاک کی تلاوت کرتے تھے اور اس کے بعد پھر درس و تدریس میں مشغول ہو جاتے تھے یہاں تک کہ وقت عصر کے بعد خلوت میں شام تک ہوتے ہیں اور مغرب کی نماز اول وقت میں ادا کر کے (یعنی فرض کے بعد) فوراً ساتھ ہی دو رکعت سنت ادا کرتے اور مغرب کا وظیفہ اور پھر اوابین ادا کرتے تھے لیکن لمبی قرأت کے ساتھ یہاں تک کہ عشاء کا وقت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق شروع ہو جاتا تھا اس کے بعد نماز عشاء ادا کر کے موسم گرما میں محل میں تشریف لے جاتے تھے لیکن موسم سرما میں آپ تہائی رات گزرنے کے قریب نماز عشاء ادا کرتے تھے اور اکثر اوقات آپ محل کے اندر عورتوں کو بھی وعظ فرماتے تھے اور آخر شب میں تہجد کے لیے اٹھتے تھے اور اس نماز میں لمبی لمبی سورتیں جہر کے ساتھ پڑھتے تھے۔ اکثر اوقات تہجد کے وضو سے فجر کی نماز ادا کرتے تھے ہر وقت کے وظائف اور ادعیہ ماثورہ پابندی سے پڑھتے تھے اور آپ ادعیہ موقتہ کے بھی پابند تھے اس کے باوجود ہر روز پانچ ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ بھی پڑھتے تھے۔ غرضیکہ اس قدر عبادت اور اوقات کی ایسی پابندی احاطہ بشری میں (عموماً) نہیں آ سکتی۔ اس کے ساتھ آپ طالبوں کے ارشاد اور احباب کے افاضے میں بھی مشغول رہتے تھے اور طالبوں پر رشد و ہدایت کے آثار اور فیوض و برکات کے وصول کی علامات آپ جیسے خدا آگاہ کی توجہ کی برکت سے ظاہر ہوتی رہتی تھیں۔ دور دور سے اس طریقے کے طالب لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کی

Marfat.com

ں پاتے تھے اور اعلیٰ کمالات ومقامات پر پہنچتے تھے۔

معارف وحقائق

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بے شمار اپنے معارف بیان اور تحریر فرمائے ہیں ان میں سے چند مکتوب
ریر کر رہے ہیں حضرت خواجہ قدس سرہٗ اپنے مکتوب نمبر ۱۳ میں فرماتے ہیں:

حق تعالیٰ نے کثرت موہومہ کو وحدت حقہ کے شہود کا دریچہ بنا کر ہر خس وخاشاک جمال مطلق کے دیکھنے کے لیے ایک شاہراہ بنایا ہے تا کہ اس کے لمعات جلال کے کسی لمحے کے سے باصرہ بصیرت میں غیر وغیریت کا کوئی نام ونشان اور کسی طرح کا اثر اور عین باقی نہ رہے اور

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ [سورۃ الانعام:۷۹]

یعنی ”بے شک میں متوجہ کرتا ہوں اپنا رخ اس خدا کی طرف جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اس طرح کہ اس کے غیر سے روگردانی کرتا ہوں اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں“

کہتا ہوا اس مقصد کا متلاشی ہوا کہ اس کی عزت وکبریائی کا دامن خیال اور اوہام کی تراش سے بلند ہے اور ہماری عقلیں اس کے کمال کے پردوں کے گرد حیران ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ اصل الاصول فضل تمام گہرائیوں سے نکل کر اپنے آپ پر ظہور کرے اور ہم کو (بغیر ہمارے) اس میں سے کچھ حاصل جائے اور وما ذلك على الله بعزیز (یہ بات اللہ کے لیے دشوار نہیں)۔
(مکتوبات سعیدیہ)

آپ رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نمبر ۱۶ مکتوبات سعیدیہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

”کیا تم نے نہیں دیکھا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدائی مظہر اور وجوب وامکان کا جامع خدا کا نام ہے جو اس کی ذاتی اور اضافی شانوں کی طرف ہدایت فرماتا ہے اس نے کس طرح اپنی شانوں کے سائے کو حقائق کونیہ پر پھیلایا اور ان کو خلعتِ وجود سے موجود بنا دیا۔ حالانکہ وہ اس کے حضور محض عدم تھے پس عدم محض اسکے ارادے اور قدرت کے کمالات سے متعجب ہوا کہ وہ عدم محض

Marfat.com

سے وجود محض کیونکر بن گیا اور اس پر وجود کے احکام و آثار قائم ہوئے وہ کیسی پاک ذات ہے
نے برف میں آگ اور پانی کو جمع کر کے دکھایا اور اگر وہ چاہتا تو ان لوگوں کا قول غلط ہو جاتا
شیونات الٰہی کے ظہور کے قائل ہیں پھر سایہ کے پھیلانے کے بعد ہم نے سورج کو اس کے رب
ذات عالیہ کے لیے راہ نما بنا دیا کہ اس نے دن کو ظاہر کر دیا اور عدم کی ظلمت کو دور کر دیا۔"

سورج اپنے وجود کی ہے دلیل — نفی کی کیا کہیں ملی ہے دلیل

پاک ہے وہ ذات جو اپنے ظہور کی کثرت کی وجہ سے مخفی اور نوری دونوں قسموں کے پردوں میں نہاں ہے اور اس مقام پر لفظ شمس غالباً اس مناسبت سے اختیار فرمایا ہے کہ اس کی کبریائی اور عزت و جلال کا تصور شمس کی روشنی اور شعاعوں سے اس طرح ہے کہ شمس اپنی ذات اور اشیاء کے ظہور کی طرف رہنمائی کرتا ہے بعد اس کے کہ وہ سایہ کو پھیلائے اور وہ (سورج) اس کے لیے دلیل بنے اور وہ راہ بھی دکھائے ہم نے اس سایہ کو آسانی سے اپنی طرف سمیٹ لیا تا کہ وہ درجہ بدرجہ عروج کرے اور ترقی پائے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات سعیدیہ مکتوب نمبر ۷ میں ارشاد فرماتے ہیں:

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم اس مبارک کلام سے جو کلام مجید کے (ہر سورہ کے) شروع میں واقع ہے بہت سے اسرار متعلق ہیں ان میں سے یہ بھی ہے کہ وہ مستعد طالبوں کے لیے تعلیم سلوک ہے اور منتہی عارفوں کے لیے تنبیہ ہے گویا حرف بـــا جو سلوک کی ابتداء کی طرف اشارہ کرتا ہے اور اس سے وجود سلوک ہے، یہ بتاتا ہے کہ جب تک سالک پوری طرح اپنی خودی سے باہر نہیں آتا اور اپنے مطلوب میں فنا نہیں ہوتا اور مثل اس حرف کے نہیں ہو جاتا کہ اس کے ذاتی معنی کچھ نہیں سوائے دوسرے معنی کے اظہار کے اور اپنے وجود اور اس کے توابع (عرض) سے باہر نہیں آجاتا کہ عرض اپنے وجود سے پہلے اپنا وجود اپنے جوہر میں رکھتا ہے اس کا کام نہیں بن سکتا اور جب کہ سالک اسمائے الٰہی کے کسی اسم کا مظہر ہوتا ہے اس لیے لامحالہ سالک کے ظلی وجود کی فنا اسی اسم میں واقع ہوگی اور چونکہ اسم اپنے مسمّٰی کے مقابلے میں کوئی وجود نہیں رکھتا اور اس کی حیثیت اپنے مسمّٰی کے مقابلے میں ایک دلیل کی جیسی ہوتی ہے اس لیے اس کا کام مسمّٰی میں منتج ہوتا ہے اور سالک کا معاملہ جو اس اسم سے ہے وہ اس کے مسمّٰی سے نسبت

Marfat.com

کر لے گا اس وقت وہ جمع الجمع کی وسعت میں کہ اس سے الوہیت مراد ہے مستغرق ہو جائے اور تجلی ذات سے جو کہ صوفیہ کی اصطلاح ہے، مشرف ہو جائے گا اور بموجب اس حدیث کے "من تواضع للہ رفعہ اللہ " یعنی "جو اللہ کے لئے جھکتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بلندی عطا کرتا ہے" اسے ہر مقام میں اس مقام کی مناسبت سے ایک وجود متحقق ہوتا ہے اور وہاں وہ بقا حاصل کرتا ہے اور چونکہ یہ مرتبہ بھی شیون الٰہی کی ایک جامع شان ہے اور حضرت اطلاق کا ایک تعین ہے اس لیے اس مقام میں اس کا نصیب سوائے شان کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ ہر چند وہ اس کو ذات تصور کر لیتا ہے اور کثرت کو دور کرنے اور وحدت کو حقیقۃ الحقائق میں معتبر کرنے کے لیے کہ بموجب آیت "الا الی اللہ تصیر الامور "یعنی "تمام امور اسی اللہ کی طرف پھر جاتے ہیں" وہ ایک رمز ہے جو صرف اطلاق کو تصور کرتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ تین مبارک اسموں (اللہ ، رحمٰن ، رحیم) کی تکرار اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ وہ ذات کبھی دائرہ اعتبار سے باہر نہیں آئی۔ خصوصاً لفظ رحیم کے لانے سے اس بات کی صراحت ہوتی ہے کیونکہ شروع کے دو اسم (اللہ رحمٰن) کے لیے یہ شہرت ہے کہ وہ دونوں اسم ذات ہیں ہاں ایسے ہیں لیکن مطلقاً نہیں بلکہ وہ حضرت ذات کے قرب خاص کے دوسرے اسماء سے نسبت رکھتے ہیں۔ آیہ کریمہ

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى [سورة بنی اسرائیل:١١٠]

یعنی "آپ فرما دیں کہ اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر پکارو جو کہہ کر پکارو سب اسی کے نام ہیں"

سے اس طرف اشارہ ہو سکتا ہے۔ معلوم ہوا کہ ایک عارف ان اسماء الحسنٰی کی حقیقت میں وصول کے وقت یہ گمان کرتا ہے کہ اسے اس کا مطلوب مطلقاً حاصل ہو گیا لیکن ایسا نہیں ہے بلکہ وہ مطلوب اپنے دائرہ اسماء سے جو کہ حضرت ذات کے لیے دلیل ہیں ایک قدم باہر نہیں آیا۔ اِلّا یہ کہ میرا رب ہی چاہے اور وہی بہتر جاننے والا ہے تمام امور کی حقیقتوں کو۔

حضرت خواجہ خازن رحمت قدس سرہٗ اپنے مکتوب نمبر ۲۶ مکتوبات سعیدیہ میں فرماتے ہیں:

Marfat.com

زلفش بکشی شب دراز آید ازو
چوں بگذاری چنگل باز آید ازو
در یک گرہ از پیچ وخمش بکشائی
عالم عالم مشک طراز آید ازو

کہا جاتا ہے کہ شیخ ابوسعید ابوالخیر (المتوفی ۴۴۰ھ) نے یہ رباعی قضاوقدر کے بیان میں کہی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اسی وجہ سے اس سے آثار مغلق (مشکل) ظاہر ہوتے ہیں جو کچھ میری ناقص سمجھ میں اس کا حل آیا ہے وہ یہ ہے کہ زلف سے مراد وحدت مطلق پر سے عالم تقیدات کی روپوشی ہے یعنی جب پردۂ تعین قیود کو جو کہ ذات کے احکام وآثار اعیان کے ساتھ متجلی ہونے سے پیدا ہوتا ہے ہستی مطلق کے ظاہر پر آپ ڈال دیں اور مطلق کو آپ پوشیدہ کردیں تو اس سے لمبی رات آجائے گی کیونکہ احدیت کے پردوں میں آفتاب احدیت کے روپوش ہونے کے بعد اعیان کے کواکب کا طلوع ہونا ضروری ہے اور جب آپ اسے چھوڑ دیں (چوں بگذاری) اور مطلق رکھیں اور قیود کو صرف اطلاق میں شامل کردیں تو ذات حق جو جمیل مطلق ہے متجلی ہوجائے گی۔ باز کا چنگل حضرت محبوب علی الاطلاق کے شیدائیوں کے دلوں کے شکار کے لیے کہا گیا ہے۔

ذات میری ہے بس تجلی ذات ذات نے روک دی ہے راہ صفات

جو ظاہر ہوتا ہے اور تمام انفس وآفاق اور اعیان وآثار وافعال کا مرجع ذات احدیت کو پاتا ہے اور الا الی اللہ تصیر الامور کی شراب سے حظ حاصل کرتا ہے پھر قضاوقدر کا راز ظاہر ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کے تمام افعال صرف ذات وحدۃ الوجود کے ہوتے ہیں اسی لئے وہ باعتبار اطلاق کے بسیط حقیقی ہے اور باعتبار تجلی ثانی کے وہ خود کا مقتضی ہے اور باعتبار تجلی ثالث کے وہ مقتضیٰ ہے کہ خود بخود روپوش ہوکر خلق کو خود سے دور رکھا ہے ورنہ کون فاعل اور کس کا فعل؟ کہ وہ غیریت کو یاد کرے اور ورائیت کو اجاگر کرے:

خود کو چھپا کے خود کو ظاہر بھی کر دیا ہے
جس کے طلسم میں سب سرگشتہ ہو گئے ہیں

(رباعی کا ایک مصرع ہے) در یک گرہ از پیچ وخمش بکشائی یعنی اس کے مطلق ہونے

Marfat.com

...ں جو عقدے پڑے ہوئے ہیں ان میں سے اگر ایک عقدے کو تم کھول دو تو ساری دنیا مشک ...ے معطر ہو جائیگی یعنی اعیان کے ظہور کے لیے جو مختلف الوان ہوتے ہیں وہ مضمحل ہو گئے تو ...ر مشک طرازی (کہ جس سے وہ سیاہی مراد ہے جو ذات کی بے رنگی سے عبارت ہے) ...ہور میں آئی۔

اندھیرے میں ہوتا ہے آب حیات

اور اس جمال بے کیفی کے عطر سے تمام مشتاق لوگ محظوظ اور مدہوش ہو گئے۔ واللہ ...یقول الحق وھو یھدی السبیل (اور اللہ تعالیٰ ہی حق کہتا ہے اور وہی صحیح راستے کی ...ہدایت کرتا ہے)۔

معارف نمبر ۱

اللہ تعالیٰ اپنے جذب کی کمند ڈال کر ہم کو ہم سے رہائی عطا فرمائے اور اپنی حقیقت کی طرف رہنمائی فرما دے۔ جب تک محبوب مطلق تک پہنچنے کے لیے اختلاف تعلقات اور تبدیلی اطوار حجاب نہ بن جائیں، دشواری اور سہولت، امیری اور غریبی، شدت اور نرمی، عنایت اور مشقت اس کے جمال اور جلال کے آئینہ دار ہیں شاید اس مطلع انوار کے لمعات میں سے ایک لمحہ بشریت کے ظلال پر چمکے اور ہویت کا سورج، ظلال کے ٹیلوں کے پیچھے سے نمودار ہو تو اس بے حس و حرکت جماد کے نام و نشان کو مٹا دے اور ایسے وجود کا شرف بخشے کہ جس کے پیچھے عدم نہ ہو اور جس زندگی کے بعد موت نہ ہو اور جس کے نور کے مقابل کوئی ظلمت نہ ہو اور وہی ہے جو مینہ برساتا ہے بعد اس کے لوگ ناامید ہو جاتے ہیں اور اپنی رحمت کو پھیلاتا ہے اور وہی مالک حمد کے لائق ہے۔

معارف نمبر ۲

کبھی خیال آتا ہے کہ بعض صوفیہ محققین جو زوال عین کے قائل ہیں اور اثر کے قائل نہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام عالم، اسمائے الٰہی کا مظہر ہے اور اسی لیے کہا گیا ہے کہ عالم مجموعہ ہے چند اعراض کا جو عین واحد میں جمع ہو گئے ہیں۔ پس جب مستعد سالک اللہ تعالیٰ کی

Marfat.com

راہ میں قدم رکھتا ہے اور اس پر ہدایت کا دریچہ کھل جاتا ہے تو یہ دقیقہ حل ہو جاتا ہے کہ حقیقت اس کے عدم کے سوا کچھ نہیں اور جسے وہ عین تصور کرتا ہے وہ محض پندار ہے۔ وہ کمالات الٰہی ہیں جو اس میں جلوہ گر ہوئے ہیں اور وہ ان کو اپنی طرف سے سمجھتا تھا۔ جب سالک اپنی اصل کو پالے گا تو پھر وہ اپنے عین کا نام ونشان بھی نہ پائے گا اور وہ تمام آثار کو ان کے مالک کے سپرد کر دے گا اور ان کمالات کی نفی کے کوئی معنی نہیں۔ کیونکہ کمالات الٰہی کی نفی غلط ہے (اب حال یہ ہوگا کہ) وہ نسبت جو اسے موہوم خودی سے تھی وہ اب برطرف ہوئی اور اب وہ فضائے وجود میں سوائے اللہ پاک کے کمالات اور شیونات کے کوئی چیز نہ دیکھے گا اور چونکہ شیون، ذی شان کا عین ہیں اور ان کی گنتی کرنا محض وہم ہے اس لیے وہ ذات واحد کو ہر نسبت اور اعتبار سے معری پائے گا۔

دار میں دار والا بس وہ ہے

وہ ایسا کہتا ہوا توحید کے دریا میں مستہلک اور مستغرق ہو جائے گا اور کثرت میں وحدت کا شہود اس معنی میں کہ عالم کے رنگا رنگ کے تعینات کا اضمحلال محض وحدت حقیقہ کی بساطت میں ہو جائے گا۔

اور تمام ذرات میں سے ہر ذرہ کا آئینہ اس جمال بے کیف کے لیے مستعد ہو جائے گا، اور یہ اس طریقے سے ہٹ کر ہے جو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور وہ اس بات میں امتیاز رکھتے ہیں کہ ان کے یہاں عین اور اثر دونوں کو زوال ہے کیونکہ آپ کے نزدیک اگرچہ عالم، اسمائے الٰہی کے مظاہر کا مجموعہ ہے، لیکن مظہر اپنے ظاہر کا عین نہیں ہو سکتا بلکہ وہ ایک تشبیہ (تصویر) کی طرح ہے کہ اسے مرتبہ حس میں ایجاد کر کے محسوس کرا دیا ہے ورنہ خارج میں اس کی حقیقت بے نام ونشان ہے۔ پس عارف پر اس حقیقت کے ظاہر ہونے کے بعد اور وجود مطلق کے غلبے کے وارد ہونے پر کہ جس کی حقیقت کے شیون ظاہر ہوں اس ضعیف اور اس کے آثار ضعیفہ کے نام ونشان اور عین و اثر کو باقی نہ چھوڑیں گے۔ نار اللہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدۃ یعنی "خدا کی روشن آگ جو دلوں میں مشتعل کی گئی ہے سب کو جلا دے گی" کان اللہ لم یکن معہ شئی والاٰن کما کان یعنی "اللہ ہی تھا اور اس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی اور اب بھی وہ ایسا ہی ہے جیسا

Marfat.com

پہلے تھا'' اور ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ سے عالم کا متحد ہو جانا اور اس کا عین حق ہو جانا کوئی معنی رکھے گا اور اس وقت فنا و بندگی کی حقیقت جو تمام اعیان و آثار سے باہر آنا اور وجود مطلق ان سب کو محو کر دینا سے عبارت ہے متحقق ہو گی۔ بخلاف تعریف سابقہ کے کہ محض فنا تو خودی سے نسبت رکھتی ہے نہ اس کی فنا سے۔

کہاں وہ راہ ہے دیکھو مگر یہ راہ کہاں!

معارف نمبر ۳

سوال ہے کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوبات (دفتر دوم مکتوب نمبر ۱۵) میں تحریر فرمایا ہے:

''مراتب عروج جب تک کہ ایک دوسرے سے متمیز ہیں ایک مقام کی اصل سے دوسرے مقام کی اصل تک جاتے ہیں اور یہ تمام کمالات دائرہ ولایت میں داخل ہیں اور جب یہ تمیز باقی رہتی ہے تو یہ تفصیل بھی باقی نہیں رہتی اور معاملہ اجمال اور بساطت صرفہ سے متعلق ہو جاتا ہے جو مقامات نبوت کا آغاز ہے۔''

ولایت صغریٰ جو صفات کے ظلال سے تعلق رکھتی ہے اس میں ایک ظل دوسرے ظل سے تمیز رہتا ہے اس لیے اس میں تفصیل ثابت ہے۔ لیکن ولایت کبریٰ کا تعلق اصول صفات سے ہے اور اس کے متعلق کہا گیا ہے کہ ''اس مقام میں علم، عین قدرت ہے اور قدرت عین ارادہ ہے'' اس لیے اس میں تفصیل کی گنجائش نہیں کیونکہ اس میں تکثر صرف تعبیر کے طور پر ہے اور اسی طرح ولایت علیا میں کہ جس کا تعلق شیون ذاتیہ سے ہے جو عین ذات ہیں تفصیل بہت دور ہے اور اگر بیچونی کی وسعت ملحوظ ہو تو حضرت ذات میں بھی وہ ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ ارشاد ہے کہ ان اللہ واسع علیم تو پھر یہ فرق کس طرح ہے؟

جواب صفات کی تمیز نہ کرنا جیسا کہ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے جو صفات کی زیادتی کو ثابت نہیں کرتے ایک امر موجہ ہے۔ بخلاف حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے طریقے کے کہ معاملہ شیون ذاتیہ یوں سمجھا جائے کہ وہ شیون باوجودیکہ عین ذات ہیں مگر چونکہ وہ اصل صفات ہیں اس لیے ان میں تمیز اور تفصیل، اطلاق صرفہ کی نسبت سے (بالکل) ممکن ہے بخلاف حضرت ذات جل وعلا کے کہ

Marfat.com

وہ تمیز و تعدد کے تعقل سے مبرا ہے۔ پس سمجھ لو۔

معارف نمبر ۴

ہم اللہ تعالیٰ کے انعام واکرام پر اس کی حمد اور شکر ادا کرتے ہیں اور درود وسلام بھیجتے ہیں سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے آل واصحاب رضی اللہ عنہم پر۔ قیامت تک کے لیے حق تعالیٰ آپ کی ذات بابرکات کو اپنی عنایات سے اپنی حضوری میں مسرور رکھے کہ غیبت اس کے بعد کبھی نہ ہونے پائے اور احدیت کا ایسا شہود عطا فرمائے کہ اس میں کثرت موہومہ مزاحم نہ ہو۔ ایسا حضور چونکہ ایک کیفیت کے ساتھ وارد ہوتا ہے کہ غیر کا وجود اس کا مزاحم نہیں ہوتا اس لیے ہمارے خواجگان (قدس اللہ اسرارہم) کے طریقے میں وہ جذبہ کی ابتدا ہی میں واقع ہو جاتا ہے اور اس میں سالک کو ایک قسم کا استہلاک اور اضمحلال حاصل ہوتا ہے اور کبھی اس حصول کا سبب سالک کی بے تعلقی عالم امر اور عالم خلق کے اجزا سے ہے قبل اس کے کہ وہ اس کا رسوخ پیدا کرے اور اس میں اس کو ملکہ حاصل ہو۔ اس طریقے میں اس کو وجود عدم کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔ حضرت خواجہ بزرگ بہاء الدین نقشبند قدس سرہٗ نے اس کے متعلق فرمایا ہے کہ وجود عدم، وجود بشریت کی طرف عود کرتا ہے لیکن وجود فنا وجود بشریت کی طرف عود نہیں کرتا اور دوسرے مشائخ نے اس مقام کو تجلی صوری کہا ہے اور اسی مقام میں توحید صوری ہوتی ہے کہ سالک وحدت کے خیال میں کثرت کا مشاہدہ کرتا ہے اور اس سالک کا وجود کونی و مکانی ابھی اپنے مقام پر ہوتا ہے اگرچہ وہ اس مقام میں انا الحق اور ما اعظم شانی و سبحانی کہنے لگتا ہے۔

دار میں دار والا بس وہ ہے

بس یہی اس کا نقد وقت ہوتا ہے لیکن چونکہ وہ سالک فنائے حقیقی سے مشرف نہیں ہوا اس لیے اسے حقیقت وحدت سے آگاہی نہیں ہوتی اور وہ دائرہ نقص سے باہر نہیں ہوا ہوتا اور اس کے حلق میں شراب معرفت نہیں ٹپکائی گئی ہوتی۔ اگر اللہ پاک کی عنایت بے غایت اس کی مدد نہ فرمائے اور وہ مرشد کامل تک اسے نہ پہنچا دے کہ اس مرشد کی نظر دوا ہے اور اس کی توجہ شفا ہے تو خسارہ ہی اس کا نقد وقت ہوگا کہ وہ گرداب صورت میں گرفتار رہ کر معنی کے ساحل تک نہ پہنچے گا

Marfat.com

ریوں کے ایک جم غفیر کو دیکھتا ہوں کہ وہ اسی توحید (صوری) میں آسودہ ہیں اور اکابر اولیاء کو بھی
پنے ہی میزان میں تول کر اسے کمال الکمال سمجھے ہوئے ہیں اور یہ تجلی صوری جس میں خدائے
وال کے جمال کا مشاہدہ صورتوں اور شکلوں میں ہوتا ہے اس سے زیادہ عام ہے کہ وہ صورحسی
لباس میں یا عینی میں ہے اور وہ الوان کے پردہ میں ظاہر ہے یا انوار میں۔ پس تجلی نوری بھی اسی
صوری میں داخل سمجھی جاتی ہے اور یقین کے تین مرتبوں میں سے علم الیقین، عین الیقین اور حق
ین کے مرتبوں میں سے اس صاحب حال کو صرف پہلے مرتبہ علم الیقین سے نصیب ملتا ہے اور
ں کی سیر سیر آفاقی میں داخل ہے کہ جسے بعد در بعد کہا گیا ہے اور سیر مستطیل بھی نام دیا گیا ہے۔

اور وہ جو کہا ہے کہ اس وجود عدم کے مناسب جو مقام ہے وہ تجلی صوری ہے عینی نہیں تو وہ
اس وجہ سے کہ ہمارے خواجگان قدس اللہ اسرار ہم کے طریقے میں چونکہ اندراج نہایت، بدایت
میں ہے تو پہلے ہی حال میں ان کی نظر احدیت ذات میں ہوتی ہے اور ان بزرگوں کا پہلا قدم جو
وجود عدم سے تعبیر کیا جاتا ہے دوسروں کے نہایت النہایت کے مقام کا ہوتا ہے اور تجلی معنوی کی
چاشنی سے جو کہ تجلی صفات ہے اور تجلی ذات کی چاشنی سے جو کہ آخری تجلی ہے وہ اپنے طالبوں
کو پہلے پہلے ہی لذت آشنا کر کے تربیت فرماتے ہیں۔

مرے گلستاں سے میری بہار کو سمجھو

ان بزرگوں نے فرمایا ہے کہ یہ حضور جب راسخ ہو جاتا ہے اور پوری قوت پکڑ لیتا ہے
تو اسے مشاہدہ کہتے ہیں اور وہ الفاظ جو دوسرے لوگ اس موقع پر استعمال کرتے ہیں وہ حلول و
اتحاد کا وہم پیدا کرا دیتے ہیں اور تنزل وتقید پیدا کراتے ہیں جو بظاہر مخالفت کرتے ہیں شریعت
بیضا سے۔ دراصل مشاہدہ اسی نسبت مذکورہ کو راسخ کرنے سے عبارت ہے۔ اسی طرح دوسرے
مقامات کے بیان میں یہی چیز دراصل حضور انور محمد ﷺ کی صورۃ اور معنا رعایت کرنے کا دوسرا
نام ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب صفت شاہدی ومشہودی سے وہ حضور مبرا ہو جائے تو اس کا فنائے
حقیقی نام ہوگا اور سالک اس وقت کل شیء ھالك الا وجھه کے راز سے مشرف ہوتا ہے
اور اسے حیرت جہل، اضمحلال، اور استہلاک سے واسطہ پڑتا ہے اور کفر حقیقی اور مقام جمع کو یہی سمجھ
سکتا ہے اور علم الیقین سے وہ اب عین الیقین کو پہنچتا ہے اور اب وہ حسن اسلام اور قبح کفر کی تمیز سے

Marfat.com

باز رہتا ہے اور اس طرح کہتا ہے:

ذرا کفر و ایماں کو یکساں تو دیکھو　　　　کہ دونوں ہیں بس ایک دیواں کے دفتر

اور وہ سیر آفاقی سے سیر انفسی میں اور سلوک سے جذب میں پہنچتا ہے اور کون ومکان کے دائرے کو قطع کر کے اسم الٰہی سے واصل ہو جاتا ہے جو کہ اس کے تعین کا مبداء ہے وہ پھر مزاحمت تفرقہ سے اور خلل کثرت سے نجات حاصل کرتا ہے اور اس کا معاملہ حضرت وجوب سے پیوست ہو جاتا ہے اور وہ ردو ارتداد سے بچ جاتا ہے اور بشریت کی طرف رجوع کرنے سے بھی محفوظ ہو جاتا ہے اور ہمارے خواجگان قدس اللہ اسرارہم کے طریقے میں طالب کی یہ نسبت الف بے تے کا حکم رکھتی ہے اور پیر مقتدا سے اذکار سیکھنا گویا سلوک میں قدم رکھنا ہے۔ اس طرح ظاہر ہوتا ہے کہ ان بزرگوں کی پیش گاہ کس قدر بلند ہے اور ان کی ہدایت کیوں کر نہایت میں مندرج ہے۔

البتہ ہمارے اس بیان سے کوئی یہ گمان نہ کرے کہ حسن اسلام اور قبیح کفر میں تمیز نہ کرنے سے کفر لازم آتا ہے کہ اس طرح تو شریعت کے دائرے سے باہر قدم رکھنا ہوا اور مشائخ نے فرمایا ہے کہ جس حقیقت کو شریعت نے رد کیا ہے وہ زندقہ ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ کفر کے دو اعتبار ہیں ایک اعتبار کفر کا پیدا کرنا ہے جس کا تعلق خالق سے ہے اور دوسرا اس کا کسب کرنا ہے جس کا تعلق بندے سے ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ خلق کفر قبیح نہیں اور وہ صاحب فنا جو مزاحمت کثرت سے خلاصی پالیتا ہے وہ جمع حقیقی میں پہنچ جاتا ہے یقین ہے کہ اس کا مشہود ایسی حالت میں وہی اعتبار اول ہے پس وہ اس کفر کے قبیح ہونے کا حکم کیونکر دے گا اور وہ اعتبار جو ملحوظ ہی نہیں ہے اس پر وہ کیونکر قبیح ہونے کا حکم دے گا اور اسے کس طرح متمیز کرے گا؟ اس کے بعد اگر سالک ہوش میں آجاتا ہے اور وہ حضور جو اس نے اپنے وجود سے زائل کر دیا تھا حق تعالیٰ سے منسوب کر دیتا ہے اور جب وہ جان لیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ خود بخود حاضر ہے تو وہ فنائے حقیقی سے مشرف ہو جاتا ہے اور حیرت و جہل سے گزر کر علم کے دائرے میں آجاتا ہے اور وہ جمع سے فرق بعد الجمع میں آنے کی سعادت حاصل کرتا ہے اور اس کی فنا اسے بقا کا ثمرہ بخشتی اور علم اور عین کے سکر کی تنگی سے اسے اب حق الیقین کی وسعت حاصل ہوتی ہے اور حقیقت اسلام سے آراستہ ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ:

کفر و اسلام پہ مائل ہے یہ دل

Marfat.com

اس کے بعد کسی کو شہود احدیت میں پہنچا دیتے ہیں اور توحید وجودی میں محفوظ رکھتے ہیں۔ ایسے لوگ کہتے ہیں کہ جو کچھ عرصہ وجود میں ہے وہ خدا کی ہستی کے ساتھ اس کی عین ذات ہے اور وہ ذات واجب ہے کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ کی ہستی اس کی ذات کے علاوہ ہوتی تو وہ ذات غیر کی محتاج ہوتی کیونکہ ہر دو چیزیں ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہیں۔ پس اس طرح تو ذات الٰہی محتاج غیر کی ہوتی اور احتیاج ممکن الوجود کی علامت ہے اور وہ محال ہے اور واجب الوجود کے کمال کے لیے مستلزم ہے اس لیے اس کی ہستی اس کی عین ذات ہو جائے گی۔ ممکن کا وجود چونکہ اس کی ذات سے نہیں ہے اس لیے سالک کی ہستی اس کے علاوہ ہوگی اس کی حقیقت پر زائد ہوگی پس وہ زائد تو ممکن کا عارض ہے یا اس کا معروض اصحاب ذوق نے از راہ وجدان یہ معلوم کیا ہے کہ حقائق ممکنہ عوارض ہیں اور وہ وجود جو کہ ہستی ہے معروض ہے۔ کیونکہ وہ قائم بالذات ہے اور اس کا ماسوا اس کے ساتھ قائم ہے۔ اسی لئے فرماتے ہیں کہ عالم اعراض ہیں جو ایک ذات میں مجتمع ہیں اس لیے ظاہر ہے کہ وجود چونکہ مبداء آثار ہے اس لئے ضرور موجود ہے اور اگر وہ ممکن میں عارض ہو تو وہ وجود کے ساتھ موجود ہوگا جو وجود کا عارض ہے اسی طرح وجود الوجود ہوگا یعنی وجود الوجود کا بھی ایک وجود ہوگا اور اس طرح تسلسل لازم آئے گا اور یہ باطل ہے پس وجود کی عارضیت بھی باطل ہوگی، اور وہ وجودِ معروض ہوگا اور وجود کے عارض ہونے کی صورت میں یا تو وجود کے بانی کا اثر نفس وجود میں ہوگا یا مرتبہ اتصاف میں ہوگا اور یہ دونوں صورتیں باطل ہیں۔ جیسا کہ کتب معقول میں اس کی صراحت ہے (مع اس کی اچھائی اور اس کے غیر کے) اور جب وجود معروض ہوا تو ثابت ہو گیا کہ عرصہ کائنات میں ذات موجودہ صرف اللہ تعالیٰ کی ہے اور اس کے علاوہ کوئی وجود نہیں ہے اور جو امور ہیں وہ حضرت وجود ہی سے نسبت رکھتے ہیں جو موجود حقیقی ہے اور اس کا وجود اس کی ذات سے ہے کیونکہ اگر ممکنات موجود حقیقی ہوں تو ان کا وجود عین ذات ہوگا یا عارض ذات ہوگا اور یہ دونوں صورتیں ممتنع ہیں۔ اس لیے ممکنات کا وجود حضرت ذات ہی کی طرف منسوب ہوگا اور اپنی ذات میں معدوم ہوگا۔ اسی لیے کہا گیا ہے کہ یہ عوارض اسی وجود مطلق سے ظاہر ہوئے ہیں اور جب یہ اپنی ہستی سے نشوونما پائے ہوئے ہیں تو ان کے کمالات بھی اسی میں مندرج ہوں گے کیونکہ اس شے کے بغیر ان کا تحقق ہی نہیں ہے پس وہ کمالات

Marfat.com

اسی میں مندرج ہوں گے کیونکہ مرتبہ اطلاق میں ان کی تمیز نہیں (یعنی متمیز نہیں ہیں) اور تنزل علمی میں متمیز ہو کر حقائق ممکنات بنے اور یہ حقائق جو متمیز علمیہ ہیں حضرت وجود یعنی ذات واجب سے ایک مجہول الکیفیت نسبت پیدا کر کے ظاہر وجود کے آئینے میں منعکس ہوئے اور ہست نما آئینے کی طرح ظاہر ہوئے اور چونکہ یہ کمالات جو کہ حقائق ممکنات مرتبہ اطلاق میں عین مطلق ہیں اور وہ مطلق مرتبہ تقید میں ان کا عین ہے اس لیے عینیت کا حکم لگایا گیا اور کہا گیا ہے:

بتوں کی شکل میں جو رہزن عشاق ہے وہ ہے
نہیں بلکہ وہی جو مظہر آفاق ہے وہ ہے
ہراک شے جو کہ اس دنیا میں ہے تقید کی رو سے
حقیقت میں جو سب کچھ از رہ اطلاق ہے وہ ہے

کسی اور نے بھی کہا ہے کہ:

مٹ گیا غیر اس کی غیرت سے ، اس لیے وہ ہراک کا عین ہوا

تاہم اس بیان سے کوئی شخص یہ وہم نہ کرے کہ وحدت کے ساتھ کثرت متحد ہو گئی یا وحدت نے کثرت میں حلول کر لیا کہ یہ باتیں متفقہ طور پر کفر میں داخل ہیں۔ کیونکہ حلول اور اتحاد دونوں اس وقت متصور ہو سکتے ہیں جب کہ وجود متکثر ہوں اور وحدت وجود میں ایسے اوہام مرفوع و متروک چاہئیں۔ قدوۂ احرار شیخ فرید الدین عطار قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

کفر ہے بے شک حلول اتحاد گو کہ وحدت سے ہے تکرار آشکار

چنانچہ زید کی صورت جب مختلف آئینوں میں ظہور کرتی ہے تو آئینوں کی شکلوں اور رنگوں کے اختلاف کی وجہ سے اس کی کئی صورتیں نظر آتی ہیں حالانکہ موجود خارجی صرف زید کی ایک ذات ہے جس کے عکس اور تخیل نے متعدد آئینوں میں ظہور کیا ہے اور زید کی ان خیالی صورتوں کی کثرت سے زید کی ذات میں کثرت لازم نہیں آتی اور حلول اتحاد کا شائبہ بھی پیدا نہیں ہوتا و للہ المثل الاعلیٰ ہماری اس تقریر میں موجود خارجی صرف ذات واحد حقیقی ہے جس میں کثرت کی کوئی گنجائش نہیں اور تعدد کو بھی وہاں دخل نہیں۔ مقصد یہ ہے کہ آئینوں میں کمالات کے انعکاس سے اور صفات کے آئینوں میں ظہور ذات سے بطون میں سے شعبدہ کثرت ظہور میں آیا ہے

Marfat.com

...ف جامی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

ممکن تو تنگنائے عدم سے نہیں الگ
واجب کا جلوہ گاہ عیاں میں نہیں ہے گام
حیرت میں ہوں کہ کیسا یہ نقش بدیع ہے
منظر میں آکے ہو گیا منظور خاص و عام
بادہ بھی اور جام بھی پوشیدہ ہے مگر
ہے عکس بادہ جام میں بادہ میں رنگ جام
جامی معاد و مبدأ میں وحدت ہے جلوہ گر
کثرت میں ہم پڑے مگر آپ والسلام

یعنی ذات حق تعالیٰ نے ذات ممکنات کی آئینہ داری کی ہے اور ممکنات کے حقائق نے ذات واحد قہار کے آثار سے انعکاس قبول کیا ہے۔

سوال جب کثرت موہوم ہے تو پھر شریعت کہ جس کی بنا اس کثرت پر ہے کس طرح قائم ہوگی؟

جواب کثرت اس معنی میں موہوم نہیں وہ محض من گھڑت اور محض خیالی ہے کہ وہم کے اٹھتے ہی وہ بھی اٹھ جائے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ مرتبہ اطلاق میں اس کا نام ونشان نہیں اور مراتب تقیدات کا مرتبہ اطلاق میں کوئی تحقق نہیں، لیکن چونکہ مراتب تنزلیہ میں صنعت خداوندی سے وہ علم الٰہی سے متعلق ہے اس لیے وہ ارتفاع خیال کے زوال سے محفوظ ہے اور اس اعتبار سے اس عالم میں وہ مکلف ہونے کا مقام بنا اور دارالقرار (آخرت) کے لیے ثواب وعذاب کا مدار قرار ہوا۔

مختصر یہ کہ ہمارے بزرگوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ مختلف مراتب میں متضاد احکام کے ساتھ ظاہر ہوا۔ مرتبہ اطلاق کے احکام ایسے ہیں جو مرتبہ تقید میں گویا صحیح ثابت نہیں اسی طرح مرتبہ تقید کے احکام بھی بارگاہ اطلاق میں غیر صادق ہیں۔

ہر مرتبہ وجود کا رکھتا ہے حکم الگ زندیقیت ہے حفظ مراتب اگر نہیں

مثلاً حقیقت انسانی جس کے مرتبہ اطلاق میں اپنے الگ احکام ہیں وہ اپنی ذات میں

Marfat.com

احکام سے مبرا ہے لیکن تقید و تعین کے مراتب میں قیود شخصیہ کی وجہ سے متضاد اور مختلف احکام رکھتی ہے اگرچہ حقیقت میں وجود اسی حقیقت کے لیے ہے اور اشخاص کا یہ اختلاف صرف عوارض کی وجہ سے نہیں جو اس کی حقیقت میں موجود نہیں لیکن اسی ایک حقیقت کو بحیثیت اطلاق حقیقی اور تقیدات ذہنیہ وخارجیہ کے بہت سے آثار اور احکام ایسے ہیں جو ظاہر میں لوگوں کے لیے اشخاص کے اختلاف کے لیے سبب وہم بنے۔ اس میں شک نہیں کہ جس طرح اشخاص حقیقت انسانیہ آپس میں تمیز عارضی رکھتے ہیں اور حقیقت میں متحد ہیں اسی طرح افراد حیوان بھی حیوانیت میں ایک دوسرے کے شریک ہیں اور فی الحقیقت حقیقی وجود اسی حقیقت حیوانیہ کا ہے اور اختلاف انواع بوجہ عوارض اعتبارات کے ہے کیونکہ وجود تو صرف مطلق کا ہے اور تقید صرف اعتباری ہے۔ اسی طرح افراد جسم میں وجود حقیقت جسمیہ کا ہے اور اختلاف جسم صرف اعتباری ہے اور اس کی مثال ایسی ہے کہ جو ہر وجود کی جس میں وجود تو حقیقت بسیط کا ہے اور مراتب متنزلہ کہ جوہر ہیں اور جسم وحیوان وانسان اور اختلاف اجناس وانواع واصناف واشخاص صرف وہمی ہے اور اس کے احکام وآثار کی مزاحمت جو اختلاف مراتب کی وجہ سے ہے بالکل صحیح ہے اور اس میں کوئی اشکال لازم نہیں آتا اور اس کے لیے شہادت یہ ہے کہ موجود ہے جنس الاجناس کی حقیقت مطلقہ جو تمام موجودات میں سرایت کیے ہوئے ہے اور بہت سے ناموں کے ساتھ ظہور فرما ہے اور اس کے تقیدات صرف اعتبارات ہیں نہ یہ کہ انسان جسم ہے اور قضیہ صادقہ ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ دو ذہنی مختلف صورتیں کہ جو صورت انسان اور صورت جسم ہیں اپنے وجود خارجی میں آپس میں متحد ہیں اور جب انسان سے جسم اپنے وجود میں متحد ہوا اور امر زائد کا محتاج نہ ہوا تو فی الحقیقت وہی جسم موجود ہوا اور تقید انسانیت بھی اس سے زیادہ نہیں اور جس طرح جسم کو اس قضیہ میں انسان کے ساتھ اتحاد ہوا اور قضیہ الحجر میں جسم کو حجر کے ساتھ اتحاد کی نسبت تھی تو انسان کو بھی حجر کے ساتھ مرتبہ جسم میں اتحاد ہے بالکل بدیہی۔ پس تمام مقیدات، مطلق کے ساتھ متحد ہو گئے اور اسی طرح مرتبہ مطلق میں بھی باہم ہو گئے۔ حقیقت میں وجود اسی مطلق کے لیے ثابت ہوا اور اس کے مقیدات امور اعتباری ہوئے جو مراتب تنزل میں تعدد اور تکثر پیدا کر کے میدان ظہور میں آئے ہیں۔

یہ ہے ایک اجمالی بیان مسئلہ وحدۃ الوجود کا جو متاخرین صوفیہ کے طریقے کے مطابق

Marfat.com

ہے اور جو فی الحقیقت ان کے کشف اور وجدان سے متعلق ہے اور اس پر دلائل اور براہین بطور بیہات بر بدیہات ہیں۔ ہمارے قطب المحققین حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے اس مسئلے پر مقالات کردہ ہیں جو تحقیقات فائقہ اور تدقیقات عجیبہ ہیں اور جو کتاب وسنت کے مطابق ہے اور اہل سنت جماعت کے اعتقاد سے موافق ہیں آپ فرماتے ہیں:

سیر وسلوک سے مقصد لوازم بندگی حاصل کرنا ہے۔ الوہیت اور خداوندی حاصل کرنا نہیں ہے اور نفس کی معرفت یہ ہے کہ خود کو مذلت اور احتیاج میں سمجھے اور اللہ پاک کا پہچاننا یہ ہے کہ اسے کمال بے نیاز اور کمال قدرت جانے۔ ایک خاکروب جو ذاتی گندگی رکھتا ہے اور طبعی نجاست والا ہے وہ کیونکر سلطان ذی شان کا عین ہوسکتا ہے۔ پس عینیت کا حکم کیونکر تسلیم کیا جائیگا؟ اور وحدت واتحاد کا قضیہ کیونکر پسندیدہ ہوگا؟ ہاں حالت سکر اور غلبہ حال میں تو ہوسکتا ہے کیونکہ سکر والے معذور ہیں ورنہ صحو وتمیز والے لوگ گندگیوں اور فضلات کا اتحاد اس خالق زمین وآسمان کے ساتھ ہرگز تجویز نہ کریں گے کیونکہ اس کا ذاتی وصف قدوسی ہے اور اس کا ظہور صفاتی سبوّحی ہے۔ اسی طرح مراتب تنزیہ اور مقامات تشبیہ میں فرق اعتباری پر بھی اکتفا نہیں کر سکتے اور نہ عبودیت کو ربوبیت کے ساتھ ٹکرا کر عقل کی روشنی کو کھو سکتے ہیں اور وہ جو وحدۃ الوجود کو ثابت کرنے والے جو عینیت کے قائل ہیں کہتے ہیں کہ حقیقت واجب تعالیٰ اور تقدس ہستی مطلق وجود بحت ہے اور اسی پر وحدۃ الوجود کی بنیاد قائم کیے ہوئے ہیں اور اسی پر تو اعتراض اور مداخلت ہے تو جب یہ بات مسلم ہے کہ ذات باری تعالیٰ اپنے وجود کے ساتھ موجود ہے اور ہستی کے ساتھ کائن ہے تو پھر کیونکر کہا جاسکے گا کہ ہستی حق عین ذات حق ہے؟

قطب العرفا شیخ علاؤ الدولہ سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ عالم الوجود کے اوپر عالم الملک الودود ہے، یعنی جس طرح مقام اطلاق میں تمام اعتبارات کی گنجائش نہیں ہے اسی طرح وجود کو بھی اپنے تمام کمالات ذاتیہ اعتبار کے باوجود اس بارگاہ عالی میں بار نہیں نہ عینیت کے لحاظ سے اور نہ زیادتی کے اعتبار سے۔ حالانکہ ان بزرگوں کے نزدیک حیات، علم، سمع، بصر، قدرت، ارادت اور تکوین سب صفات حقیقی ہیں اور ان صفات کا وجود ذات مقدس کے وجود پر زائد نہیں ہے تب بھی یہ بات نہیں کہی جاسکتی کہ حقیقت واجب تعالیٰ علم ہے یا قدرت ہے یعنی جب وجود باری تعالیٰ اس کی

Marfat.com

ذات کے علاوہ نہیں تو وہ کیونکر حقیقت واجب ہوگا؟ یہ بات ظاہر ہے کہ کنہ ذات واجب تعالیٰ مجہول مطلق ہے اور یہ کہنا کہ حقیقت الٰہی وجود ہے اور ہستی مطلق اس کے منافی نہیں ہے حالانکہ موضوع کا تعقل حکم لگانے میں ضروری ہے اور جب ثابت ہوگیا کہ حقیقت واجب تعالیٰ، وجود کے علاوہ ہے پس اس کا وجود اس کی مصنوعات کے اعتبار سے جو اس سے صادر ہیں ثابت ہوتا ہے۔

پس اس صورت میں جب کہ وہ حقائق ممکنات کے لیے معروض ہوا اور مقیدات کونیہ کے لیے عارض ہے تو باوجود ان ممکنات اور مقیدات کی غیریت کے ان پر واجب کے ساتھ عینیت کا حکم کیونکر متصور ہوگا؟ البتہ اتنا ضرور ہے کہ جو کچھ عرصہ ظہور میں آیا ہے وہ ایک پرتو کی طرح ہے کمالات انوار کا اور ایک ظل ہے اس کے شیون واعتبارات کا اور یہ ممکنات محض اس کے جمال وکمال کے مظاہر ہیں چنانچہ ہمیشہ جمال لایزال کی نظر ان ظلال نور الانوار کہ ظلال اس نور سے ہیں جو شرق وغرب سے مخصوص نہیں پس مشہود اور مقصود کثرت کے پردے میں سوائے واحد علی الاطلاق کے اور کچھ نہیں۔

صوفیہ کے ایک فرقے کو ان آئینوں کی روپوشی اور اصل کے ساتھ ظل کے کامل اتحاد نے عینیت کا حکم لگانے پر دلیر کر دیا ہے اور وحدت واتحاد کا قائل بنا دیا ہے اسی لیے انہوں نے کہا ہے کہ:

کتاب کون کا ہر صفحہ دیکھا　　بجز حق اور شیون حق نہیں کچھ

مگر ان حضرات نے تشبیہ مطلق کے امتزاج سے چھٹکارا نہیں پایا اور حضرت اطلاق تک رسائی کے لیے جرأت نہیں کی اسی لیے کہا گیا ہے:

اپنے گل رخ سے کہا میں نے کہ اے غنچہ دہاں
چہرہ اپنا چھپا ہر گھڑی جوں عشوہ زناں
ہنس کے بولا کہ میں خوبان جہاں کے برعکس
خود کو در پردہ عیاں رکھتا ہوں بے پردہ نہاں

اگر یہ حضرات تنزیہ حقیقی کے مقدس باغوں کی سیر کیے ہوتے تو ان چیزوں سے جو داغ چونی وچندی سے داغدار ہیں منہ پھیر لیتے اور بے چونی کی طرف آگے بڑھتے اور تشبیہ کو تنزیہ سے مخلوط نہ کرتے وہ کلمہ لا سے سب کی نفی کرتے اور ابتداء ہی میں انہوں معلوم ہو جاتا کہ مطلق نے اطلاق کی بلندی سے تنزل نہیں فرمایا اور مقید بھی اپنے تقید کی انتہائی پستی سے انتہائی بلندی تک پہنچ

Marfat.com

ـ ہر چیز جو متنزل ہے اور تعین میں ہے وہ مطلق سے کوسوں دور ہے۔ کہاں مٹی کہاں ہے رب ارباب! اور اللہ تعالیٰ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے حضرت واجب تعالیٰ کے غنائے ذاتی بے ری کا کوئی آئینہ متحمل نہیں ہوسکتا اور کسی آئینے کو اس کے مقابل آنے کی تاب نہیں۔ کیونکہ حادث ب قدیم سے ملایا جاتا ہے تو پھر اس کا کوئی اثر باقی نہیں رہتا۔ چنانچہ وجود کو جو کمالات واجب کے ب سے زیادہ خصوصی کمال سے متعلق ہے اور مبدء خیر بھی ہے ممکن کے ساتھ جس کے لیے عدم اتی لوازم میں سے ہے اور وہ شر کا ماویٰ بھی ہے، ثابت کرنا مشکل ہے۔ سوائے اس کے کہ ستعارات اور مجازات کا طریقہ استعمال کیا جائے۔ پس عالم کا وجود نمائشی اور خیالی سے زیادہ کچھ ہیں اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے آئینے میں کوئی صورت منعکس ہو جائے لیکن دونوں میں فرق یہ ہے کہ ثبوت عالم اگرچہ حس اور نظر میں ہے لیکن چونکہ قادر مطلق کی صنعت اسی مرتبے میں اس کے ساتھ متعلق ہو کر قرار پکڑ چکی ہے چونکہ وجود واجب تعالیٰ مرتبہ خارج میں تھا اور عالم کا وجود مرتبہ حس ونمائش میں ہے اس لیے وجود عالم کی نمائش سے وجود واجب تعالیٰ کی تجدید لازم نہیں آتی کیونکہ تجدید تو اتحاد مرتبہ کی خواہاں ہے یہ ایک کھلی ہوئی بات ہے کہ زید کی تصویر جو آئینے میں ہے زید کے اس وجود سے مصادم نہیں جو خارج میں موجود ہے۔ پس اس بیان سے وحدۃ وجود جس سے اثبات قدم اور رفع حدث کے معنی نکلتے ہیں واضح ہو گیا اور توحید کی حقیقت روشن ہو گئی کہ نفی ماسوائے حق تعالیٰ کی ہے اور فنا کی حقیقت یہ ہے کہ وہ سالک کا نام ونشان ذات وصفت وفعل سے متعلق باقی نہ رکھے نہ محض انتساب کی نفی جو بطور مشرب اول حاصل ہو اور جو صورت فنا ہے۔

سوال وحدۃ الوجود والے حضرات جمع بین التشبیہ والتنزیہ کے قائل ہیں تو چاہیے کہ ان کا شہود پورا پورا ہو اور ان کا ایمان سب سے کامل ہو کیونکہ یہ حضرات تنزیہ حقیقی کے مرتبہ کو مسلم قرار دیتے ہوئے تشبیہ پر بھی ایمان رکھتے ہیں کیونکہ وہ مراتب تعین میں سے ہے اور وہ اسے کمال مطلق کا آئینہ جانتے ہیں۔

جواب ہم یہ بات تسلیم نہیں کرتے کہ ہماری تحقیق میں تشبیہ سے انکار اور مشاہدہ کمال لایزال سے اس کے ظلال میں اعراض ہے۔ اطلاق کے سلسلے میں اختلاف کی بات عینیت اور اتحاد کا لفظ ہے جو تشبیہ اور تنزیہ کی بحث کے درمیان آتا ہے۔ ہماری تحقیق میں عالم، مظہر کمالات ہے اور مظہر

Marfat.com

عین ظاہر نہیں ہے لیکن وحدۃ الوجود کے مشرب والوں کے نزدیک اتحاد عالم اور حق میں ثابت
اس تشبیہ کو تنزیہ کے ساتھ ملا دینے سے ان کی ہمت کے دامن کو اطلاق حقیقی تک پہنچنے سے رو
دیا اور کارخانہ سلوک کو مراتب تعینات نے معطل کر دیا چونکہ اعیان ممکنات کی تحقیق میں بات
ہوگئی ہے اس لیے سننے والوں کی تکلیف کے خوف سے اس کی مزید تشریح کسی دوسرے وقت
پر موقوف رکھی جاتی ہے اگر اللہ پاک کو منظور ہے تو اس میں سے کچھ حال تحریر کیا جائے گا، والسلام

کرامات:

حضرت خازن الرحمت خواجہ محمد سعید قدس سرہٗ سے بے شمار کرامات صادر ہوتی تھیں
آپ کو کشف قلوب اور کشف قبور میں بھی کمال حاصل تھا آپ سیف زبان تھے جو فرما دیا وہ اللہ
تعالیٰ پورا کر دیتے تھے چند کرامات کا ذکر کیا جاتا۔

کرامت:

حضرت محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ہر بات جو ہمارے درپیش ہوتی تھی اِلا ماشاء اللہ
آپ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ اس کے وقوع سے قبل اس کے خیر و شر کی خبر ہم کو دے دیا کرتے تھے اور
بات آپ کے ارشاد کے مطابق ہی واقع ہوتی تھی حضرت کی کرامات اور خوارق عادات جو میں نے
عمر بھر دیکھی ہیں ان کا شمار اور ان کی تعداد کرنا بہت مشکل ہے۔ یہاں چند کرامات عرض کرتا ہوں۔

جب میری نئی نئی شادی ہوئی تھی میں بالاخانے میں رہا کرتا تھا ایک رات تاریکی میں
وہاں میں تنہا تھا کہ کسی نے بہت زور اور قوت سے دروازے پر آواز دی میں حیرت میں تھا ہر چند
میں نے پکار کر پوچھا کہ کون ہے؟ کوئی جواب نہ آیا دل میں خیال آیا کہ اٹھوں اور دروازے کو
کھولوں چنانچہ میں آیا اور دروازہ کی کنڈی کھولی میں دروازے کے تختے کو اپنے جانب کھینچتا تھا
اور وہ شخص اپنی طرف کھینچتا تھا۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ دوسرے مکان میں تھے اس وقت آپ نے
ہوں ہوں کی آواز کر کے فرمایا محمد سعید حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی آواز سنتے ہی دروازہ کھل گیا میں نے دیکھا
کہ وہاں کوئی نہ تھا پھر میں نے دروازہ بند کر لیا اور سو گیا۔ علی الصباح حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں
حاضر ہوا تو قبل اس کے کہ میں رات کا واقعہ عرض کروں آپ نے فرمایا کہ محمد سعید وہ جن تھا کہ

Marfat.com

تمہارے ساتھ مزاحمت کر رہا تھا میں نے آواز دی اور تمہیں اس کے چنگل سے خلاصی دلوادی۔

کرامت

آپ (محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے تھے کہ اس زمانے میں جب کہ میری شادی ہوئی تھی حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ اس شادی سے تمہارے بیٹے ہوں گے لیکن پہلا بیٹا چار سال کا نہ ہونے پائے گا، فوت ہو جائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور مجھے پانچ بیٹے اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے جن میں سے پہلا بیٹا چار سال کا ہونے سے پہلے ہی فوت ہو گیا تھا۔

کرامت

آپ (محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ) یہ بھی فرماتے تھے کہ اس زمانے میں جب کہ سرہند میں وبا (طاعون) کا غلبہ تھا میرے بھائی خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ محمد فرخ رحمۃ اللہ علیہ، اور محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ، اور میری بہن ام کلثوم، اس وبا میں فوت ہوئے۔ ایک دن حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے اور برادر محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ سے خطاب کر کے فرمایا کہ آج سحر کے وقت بارگاہ صمدیت نے نزول اجلال فرمایا اور تم دونوں کو میری گود میں بٹھا دیا محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کو داہنے زانو پر اور محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کو بائیں پر اس طرح الہام فرمایا کہ ان دونوں کو تمہیں بخشا گیا یہ بڑی عمر کے ہوں گے اور بوڑھے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو کہ سرچشمہ فیض و افضال ہیں وبا کی بلا سے عافیت عطا فرمائی اور بڑی عمر والا بنایا اور بڑھاپے تک پہنچایا کہ ایک عالم نے ان کی صحبت سے فیض و برکات حاصل کیں اور ہر طرف کے شہروں کے لوگ ان کی فیض بخشی کا حال سن کر ایسے طریقت اور حقیقت والے مرشدوں کی دولت سرا کی طرف متوجہ ہوئے۔

کرامت

آپ (محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ) یہ بھی فرماتے تھے جس زمانے میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ بادشاہ طلبی میں اکبر آباد (آگرہ) تشریف لے گئے تھے میرے بچوں کی والدہ امید سے تھیں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ حق تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا ہے کہ محمد سعید کے یہاں اس مرتبہ ایک بچی پیدا ہوگی فاطمہ سلطانہ اس کا

Marfat.com

نام رکھنا پھر آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ بچی کی وجہ سے رنجیدہ نہ ہونا یہ عنایات ہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

کرامت

بعض قریبی تعلق والے محرم اسرار حضرات نے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ آپ حضرت مخدوم زادہ خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ بہت زیادہ بیمار ہو گئے تھے اور ان کی بیماری نے بہت طول کھینچا تھا اور کمزوری و ناتوانی بہت زیادہ ہو گئی تھی چنانچہ اطباء ان کے علاج سے عاجز آ گئے تھے۔ ایک روز حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے راستے میں ایک کاغذ پڑا ہوا دیکھا اسے آپ نے اٹھایا تو اس میں اللہ پاک کا نام لکھا ہوا تھا آپ نے اس کو بوسہ دیا اور اسے ایک پاک جگہ رکھ دیا۔ اللہ پاک کی بارگاہ سے آپ کو الہام ہوا کہ تم نے ہمارے نام کی تعظیم کی ہے اس لیے ہم نے تمہارے فرزند کو بخش دیا اور اس کی بیماری کو عافیت سے بدل دیا۔ پھر اس مخدوم زادہ نے فوراً صحت پائی۔

کرامت

حضرت بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے واقعے میں دیکھا کہ گویا حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ بادشاہ ہیں اور گزرے ہوئے اولیاء اپنی ارواح کے ساتھ اور زندہ اولیاء اپنے اجسام کے ساتھ بادشاہی امراء کی طرح صبح و شام آپ کو سلام کے لیے حاضر ہوتے ہیں اور یہ حقیر بھی دو مرتبہ آپ کے سلام کے لیے حاضر ہوتا ہے۔ ایک روز جب میں سلام کے لیے حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ کی جگہ ایک اور صاحب شوخ کپڑے پہنے ہوئے بیٹھے ہیں اور کوئی شخص ان کے سلام کے لیے نہیں آیا۔ میں اس کا سبب معلوم کرنا چاہتا تھا کہ کیا معاملہ ہے اتنے میں وہ اٹھے اور جلدی سے جھروکے سے نیچے اترے انہوں نے جس طرف توجہ کی میں نے دیکھا کہ حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ شاہانہ حشم کے ساتھ آ رہے ہیں وہ صاحب آگے بڑھے اور ان کو سلام کیا اور ان کا استقبال کیا آپ (محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ) اس جھروکے میں آ کر بیٹھ گئے پھر سب لوگ آپ کے سلام کے لیے آئے۔

غرض کہ حضرت مخدوم زادہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کے درجات، کرامات، اور خوارق عادات حد شمار سے زیادہ ہیں کشف صدور اور کشف قبور بدرجہ کمال رکھتے ہیں اور جو بشارات آپ دیتے تھے آپ کے فرمانے کے مطابق واقع ہوتی تھیں۔

Marfat.com

کرامت

ایک واقعہ جو راقم سطور نے ان دنوں دیکھا ہے وہ لکھتا ہے کیا دیکھتا ہوں کہ ایک وسیع شہر ہے جس میں اولیاء، صلحا اور تمام لوگ جمع ہیں اور آپ (محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ) ایک تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ سب کے سب آپ کی طرف رجوع ہیں اور آپ ہی ان سب کے پیشوا اور مقتدا ہیں اتنے میں یہ عاجز آپ کی خدمت میں سلام کے لیے حاضر ہوا آپ نے فرمایا کہ اے شخص ہم تمہارے منتظر تھے پھر آپ نے ایک بڑا ڈبا چاندی کا، مینا کاری کیا ہوا مجھے عنایت فرمایا اور فرمایا کہ اس میں مفرح دوا یاقوتی ہے جو بہت اعلیٰ قسم کی ہے وہ مجھے بادشاہ نے دی تھی میں تم کو دیتا ہوں کھاؤ۔ اور لوگوں کو بھی دو! پھر آپ کھڑے ہوئے اور گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ میں نے وہ ڈبا کھولا تو اس کے اندر ایک اور ڈبا نکلا جو چاندی کا تھا اور اس میں مفرح یاقوتی بھری ہوئی تھی۔ مخدوم زادوں میں سے شیخ لطف اللہ اور محمد فرخ شاہ نے اس میں سے ایک ایک انگلی لے کر چکھی اور پھر آپ سے جا کر مل گئے اس کے بعد تمام لوگ اس فقیر سے اس مفرح کی تمنا میں رجوع ہوئے۔ میں نے وہ سب کو تقسیم کر دی لیکن وہ ڈبہ اسی طرح بھرا رہا۔

کرامت

آپ کے ایک مرید خواجہ محمد زاہد بیان کرتے تھے کہ ماہ رمضان ۱۰۵۰ھ کے اخیر عشرہ میں ایک روز میں نماز اشراق کے بعد سو گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک باغ ہے نہایت پرفضا اس میں پھولوں کی کیاریاں ہیں اور ایک حوض دہ دردہ ہے اور اس کے ایک گوشے میں ایک بلند بالا خانہ ہے جس پر حضرت پیر دستگیر یعنی خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے بھائی خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے ہوئے ہیں اور خلق اللہ کے اعمالنامے آپ کے سامنے رکھے ہوئے ہیں اور ایک جماعت آپ کے قریب کھڑی ہوئی آپ کے احکام کی منتظر ہے۔ جب میں نے غور کیا تو اس باغ کو میں نے آپ ہی کی مسجد پایا جس میں یہ حضرات اعتکاف میں بیٹھے ہوئے تھے اور حوض کے کنارے میں اس کے شمال کی جانب ایسے نورانی زینے زمین سے آسمان تک جس طرح کہ انہوں نے چاہے ہیں کھڑے کر دیئے ہیں اور وہ لوگ جو وہاں صاحب اہتمام ہیں لوگوں کے نام کاغذوں پر لکھ کر ان حضرات کے

Marfat.com

دستخط کرار ہے ہیں اور جس کسی کی مغفرت کرانا چاہتے ہیں اس کا کاغذ اوپر لے جا کر مہر کرا کے لاتے ہیں اور اس کو خاص حضرات کی جماعت میں داخل کراتے ہیں اور جس کسی کو یہ حضرات قابل مغفرت نہیں سمجھتے اس کے کاغذ پر دستخط نہیں فرماتے۔ اتنے میں یہ فقیر بھی پہنچ گیا اور ان حضرات سے عرض کیا کہ مجھے بھی داخل مغفرت فرما دیں ان حضرات نے اور اہل اہتمام نے بھی فرمایا کہ تم کو اور محمد حنیف اور شیخ فیض کو جو تمہارا ہم خانہ ہے بخش دیا گیا۔ اس حقیر نے عرض کیا کہ ان حضرات کے فرزندوں کے لیے کیا حکم ہوا ہے؟ ارباب اہتمام نے بتایا کہ ان کے فرزندوں کو مع متعلقین سب کو بخش دیا گیا دوسرے اور تیسرے دن بھی یہی واقعہ رونما ہوا لیکن اب ارباب اہتمام نے یہ بھی کہا کہ تم ان حضرات سے ہماری طرف سے عرض کرو کہ ہم نے آپ کی اس قدر خدمت کی ہے لیکن ہم کو کوئی تبرک عنایت نہیں ہوا۔ جب میں نے اپنے پیر دستگیر سے یہ بات عرض کی تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ ان لوگوں کے لیے فاتحہ ہی مفید ہے پھر آپ نے فاتحہ پڑھی اور دوسرے دن جب میں آپ کے حلقے میں مراقب تھا تو وہ جماعت حاضر ہوئی اور کہا کہ ہم کو ہمارا حصہ پہنچ گیا۔

کرامت

وزیر خاں مرحوم (لاہوری) کی اہلیہ نے جو کہ آپ (محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ) سے اخلاص اور اعتقاد رکھتی تھی آپ کو عریضہ لکھا کہ میرے معاملے میں توجہ فرمائیں کہ اللہ پاک مجھے بیٹا عطا فرمائے آپ نے توجہ فرمائی اور جواب میں اس پاک دامن کو لکھا کہ خاطر جمع رکھو کہ اللہ تعالیٰ عنقریب تم کو بیٹا دے گا۔ جب اس کا وقت پورا ہوا تو بیٹا پیدا ہوا اور اسی وقت لاہور سے اس نے خبر ولادت اور نیاز کے ساتھ قاصد کو بھیجا۔

کرامت

ایک روز آپ کے پاس خادم پان کا ایک بیڑا لایا جو ڈھاک کے پتے میں لپٹا ہوا تھا، آپ نے اسے کھولا اور پان نکال کر کھالیا اور ڈھاک کے پتے کو اسی طرح لپیٹ کر میری طرف بڑھا دیا مجھے خیال ہوا کہ پان کا بیڑا مجھے عنایت فرمایا ہے میں نے اسے اٹھا کر دیکھا تو وہ خالی تھا آپ کے چھوٹے بھائی خواجہ محمد یحییٰ سلمہ موجود تھے وہ مسکرانے لگے اور میں دل میں شرمندہ

Marfat.com

ں میں نے شرمندگی کو چھپانے کے لیے اسے فوراً اپنی پگڑی میں چھپا لیا تا کہ اہل مجلس کو یہ معلوم نہ ہو سکے جب میں گھر آیا اور ہوا کی گرمی کی وجہ سے میں نے سر سے اپنی پگڑی ی تو میں نے خیال کیا کہ اس پتے کو پھینک دوں لیکن میں نے دیکھا کہ وہ تو پانوں اور ان صالحوں سے پر ہے یہ بات دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی اور آپ کی کرامت کا پان میں نے لیا۔

رامت

ایک وقت میں بیمار ہوا اور ایسا کہ ناامیدی کی حالت پہنچ گئی یہ تین مخدوم زادے میری دت کے لیے تشریف لائے چونکہ میری کمزوری حد درجہ پہنچ گئی تھی اس لیے خیال ہوا کہ ان سے س کروں کہ میرے خاتمہ بالخیر کے لیے دعا فرمائیں اس خیال کے آتے ہی آپ (محمد سعید) نے فرمایا کہ حدیث میں آیا ہے کہ یہ دعا اگر کوئی اپنی بیماری میں پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس ایمان کے ساتھ اٹھاتا ہے میں نے عرض کیا کہ اس کے لیے فاتحہ بھی پڑھ دیجئے۔ حضرت میاں معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم آپ کی صحت کے لیے فاتحہ (دعا) پڑھتے ہیں۔ پس فاتحہ پڑھی تو اللہ لیٰ نے جلد ہی تکلیف کو صحت سے بدل دیا۔ آپ (محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ) سے ایسی کرامتیں دیکھی گئی ں اور دیکھی جاتی تھیں۔

رامت:

آپ (محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ) کے فرزند ارجمند شیخ لطف اللہ نے بتایا کہ ایک روز آپ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ بیان فرما رہے تھے جب اس مقام پر پہنچے کہ جبیر ابن مطعم کے غلام وحشی نے ابوسفیان اور ان کی بیوی ہندہ کے اشارے سے آپ (حمزہ رضی اللہ عنہ) شہید کر دیا اور ہندہ نے آپ کا جگر چبایا میری زبان سے اس موقع پر ابوسفیان اور ہندہ پر لعن وطعن نے والا تھا کہ حضرت (محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ) نے قطع کلام کر کے مجھ سے خطاب کر کے فرمایا کہ بیٹے سفیان اور ان کی بیوی پر لعن وطعن نہیں کرنا چاہئے کہ وہ دونوں بعد میں اسلام لے آئے تھے اور ان

Marfat.com

کا ایمان بارگاہ رسالت پناہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں قبول کی سعادت حاصل کر چکا ہے اور اس خطاب سے من دخل دار ابی سفیان فھو امن جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوا وہ مامون ہے وہ مکہ کے بعد سرفراز ہوئے اور حضور انور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں شامل ہوئے۔

کرامت

یہ فقیر (مؤلف) ایک کام کے لیے لشکر میں گیا ہوا تھا اتفاق سے اس کام میں رکاوٹ پیدا ہوگئی اور دیوان نے دستخط نہیں کیے اور اس نے سختی دکھائی۔ میں آپ (محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ) کی طرف متوجہ ہوا اور اسی غم اور پریشانی میں جیسا کہ ہوتا ہے میں سو گیا، خواب میں دیکھا کہ ایک بہت بلند بالا محل میں ہوں اور ایک حسین عورت مجھ سے چھیڑ کر رہی ہے اور آخر کار مجھ پر غالب آ کر دشمنی سے میرے سینے پر چڑھ گئی قریب تھا کہ وہ میرا گلا گھونٹ دے اور ہلاک کر دے کہ اتنے میں آپ نماز کے لیے مسجد میں آتے ہوئے دکھائی دیئے ہاتھ میں عصا تھا اور وجاہت اور وقار کے ساتھ تھے آپ کا تشریف لانا ہوا کہ وہ عورت فرار ہوگئی اور میں نے اس کے شر سے خلاصی پائی۔ جب صبح ہوئی تو میرے دل میں خیال آیا کہ اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ مجھے اس دیوان کے شر سے خلاصی دی گئی ہے چنانچہ اب جو میں دیوان کے پاس گیا تو وہ بہت خوش ہو کر مجھ سے ملا اور کہنے لگا کہ خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کی خاطر تمہارا کام کیے دیتا ہوں کہ تمہارے احوال پر متوجہ ہیں۔ معلوم ہوا کہ آپ نے اس سے خواب میں فرما دیا تھا۔ پس اس نے فوراً دستخط کر کے میرے حوالہ کر دیا۔

حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات ''حضرات القدس'' سے لی گئی ہیں ان کی کرامات کو بیان کرنے والے حضرت مولانا بدر الدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور وہ حضرت امام ربانی حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کے خلیفہ ہیں۔

اولاد امجاد

حضرت خواجہ محمد سعید قدس سرہٗ کو اللہ تعالیٰ نے اولاد نرینہ میں آٹھ صاحبزادے عطا فرمائے تھے وہ سب گلشن معرفت کے پھول تھے۔ نام مبارک یہ ہیں:

① حضرت خواجہ شاہ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

۲) حضرت خواجہ شاہ لطف اللہ رحمۃ اللہ علیہ

۳) حضرت خواجہ فرخ شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۴) حضرت خواجہ سعد اللہ رحمۃ اللہ علیہ

۵) حضرت خواجہ عبد الاحد وحدت المعروف بہ ''گل شاہ'' رحمۃ اللہ علیہ

۶) حضرت خواجہ خلیل اللہ رحمۃ اللہ علیہ

۷) حضرت خواجہ محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ

۸) حضرت خواجہ محمد تقی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی پانچ صاحبزادیاں تھیں جن کے نام یہ ہیں:

۱) حضرت بی بی فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا

۲) حضرت بی بی صالحہ رحمۃ اللہ علیہا

۳) حضرت بی بی شاکرہ رحمۃ اللہ علیہا

۴) حضرت بی بی شرف النساء مریم رحمۃ اللہ علیہا

۵) حضرت بی بی فخر النساء بیگم رحمۃ اللہ علیہا

تصنیفات

۱) رسالہ عدم رفع سبابہ میں تحریر فرمایا۔ یہ رسالہ نماز میں بوقت تشہد انگلی اٹھانا کے ترک پر لکھا گیا ہے، اس میں آپ نے انگلی نہ اٹھانے کا اولیٰ ہونا ثابت کیا ہے۔

۲) آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات شریفہ کا ایک مجموعہ بھی ہے جس میں ۱۰۴ مکتوب جمع کئے گئے ہیں جو حقائق و معارف کا گوہر ہیں، حضرت حکیم عبد المجید سیفی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے لاہور سے ۱۳۸۵ھ میں شائع کیا تھا۔

وصال

دشاہ اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ حضرت خازن رحمت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ اور خاندان

Marfat.com

مجددیہ کا تہہ دل سے بہت معتقد اور مرید تھا اس کی دعوت پر حضرت خواجہ قدس سرہٗ دہلی تشریف لے گئے تھے۔ بہت دنوں تک دہلی میں قیام رہا۔ قدرت خداوندی سے دہلی میں ایسا مرض لاحق ہوا۔ ہر چند شاہی اطباء نے علاج کیا لیکن بے سود رہا اور فائدہ نہ ہوا۔ زندگی کی اُمید ختم ہوتی ہوئی نظر آئی تو آپ نے سرہند شریف واپسی کا سفر اختیار فرمایا لیکن راستہ ہی میں سنبھالہ کے مقام پر ۲۷ جمادی الاخریٰ ۱۱۰۷ھ کو اپنے خالق حقیقی کی زیارت کے لئے دنیا سے تشریف لے گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔

دفن اور لحد مبارک

حضرت خواجہ سعد الدین رحمۃ اللہ علیہ جو آپ کی میت کو لے کر سرہند شریف آرہے تھے فرماتے ہیں کہ ایک شب میں نے آپ کے جسد اقدس کو چارپائی پر نہ پایا صرف خالی چادر ہی موجود تھی اس ماجرے سے بہت پریشان ہوا حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ والد گرامی قدر کی روح مبارک کی طرف متوجہ ہوا تو عرض کیا کہ آپ تو جنت میں جسم مبارک کے ساتھ تشریف لے گئے ہیں لیکن یہاں مجھے ندامت و شرمندگی اٹھانا پڑے گی تھوڑی ہی دیر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا جسد اقدس موجود تھا۔[1]

نماز جنازہ

حضرت خواجہ خازن رحمت رحمۃ اللہ علیہ کی میت مبارک جب سرہند شریف پہنچی تو آپ کی نماز جنازہ حضرت قیوم زماں خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے خود پڑھائی۔

دفن

قیوم زماں حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ نے حکم فرمایا کہ آپ کو بھی گنبد حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ میں دفن کیا جائے اور لحد تیار کی جائے۔ عرض کیا گیا کہ لحد کے مقبرہ میں گنجائش نہیں ہے حضرت قیوم زماں قدس سرہٗ نے دوبارہ حکم فرمایا وہیں دفن کرو جب لحد کیلئے کدال ماری گئی تو مرقی سمت کی طرف سے ورضہ مبارک کی دیوار ہٹ گئی اور لحد کی جگہ بن گئی پھر حضرت خواجہ محمد سعد خازن رحمت رحمۃ اللہ علیہ کو لحد میں اتار دیا گیا۔[2]

---

۱ حالات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ روضۃ القومیہ ۲ روضۃ القیومیہ

Marfat.com

حضرت قیوم زماں قطب الاقطاب، عروۃ الوثقیٰ، حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے تجدید دین کے ابھی اصلاحی کام شروع نہیں کئے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو وہ فرزند عطا کیا جس کے وجود مبارک سے تجدید دین کی روشنی کا وہ مینار قائم ہوا۔ جس کی روشنی تین سو سال سے دین اسلام کو منور کر رہی ہے۔ آپ کے وجود اقدس سے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کو بقاء و تحفظ نصیب ہوا اور مجددی طریقہ کا فیض تمام عالم کائنات میں روشناس ہوا۔

ولادت باسعادت

حضرت قیوم زماں خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ کی پیدائش بروز پیر گیارہ (۱۱) شوال المکرم ۱۰۰۷ھ بمطابق سات مئی ۱۵۹۹ء میں شہر سرہند کی بستی ملک حیدر میں ہوئی۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے تیسرے بیٹے ہیں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے فرزند خواجہ محمد معصوم کی ولادت کی رات یہ واقعہ مشاہدہ کیا کہ رحمت کائنات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمعہ اصحاب کرام اور اولیائے امت شہر سرہند میں تشریف فرما ہیں اور وہ تمام حضرات رسالت پناہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبارک باد دے رہے ہیں۔ نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے ارشاد فرماتے ہیں کہ تمہارا یہ فرزند میری امت کے تمام اولیاء سے افضل ہے اور کمالات و قرب الٰہی کے تمام مدراج میں تمہارے ساتھ ہے اور اس کی آمد تمہارے حق میں بہت مبارک ہے کیونکہ عنقریب تم کو وہ کمالات عنایت ہوں گے جو اس سے پہلے کسی ولی کو نصیب نہیں ہوئے۔ پھر وہ کمالات اس فرزند کے ذریعے تمام جہان میں پھیل جائیں گے۔[1]

زبدۃ المقامات میں ہے: حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ محمد معصوم کی پیدائش نہایت مبارک ثابت ہوئی۔ اس کی ولادت کے چند ماہ بعد حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کی شرف ملاقات سے مشرف ہوا اور ان کی صحبت نصیب ہوئی"۔

نیز حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ میں نے یہ مشاہدہ کیا کہ مشرق سے مغرب تک جہان روشن ہو گیا ہے۔ ہزارہا فرشتے اور الانبیاء علیہم السلام میرے گھر میں

[1] روضۃ القیومیہ حصہ دوئم

Marfat.com

تشریف فرما ہیں اور مجھے مبارک باد رہے ہیں کہ یہ نور جس سے تمام جہان روشن ہو گیا ہے یہ تیرے فرزند کا ہے۔ عنقریب اس کے وجود کے انوار سے تمام جہان روشن ہو جائیں گے اور اس کی ہدایت کا نور اس کے فرزندوں اور خلفاء کے ذریعے قیامت تک باقی رہے گا۔[1]

اسم

آپ کا نام مبارک حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ''محمد معصوم'' رکھا۔

کنیت

آپ کی کنیت ابوالخیرات ہے۔

لقب

آپ کا لقب مجدد الدین ہے۔

منصب

آپ کا منصب عروۃ الوثقی، قیوم زماں اور قطب الاقطاب تھا۔

فقہی مذہب

آپ حنفی فقہ کے پیروکار تھے۔

طریقت

آپ نقشبندی مجددی تھے جو تمام سلاسل کا جامع ہے۔

آپ کا بچپن

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ اپنے بچپن میں دوسرے بچوں سے علیحدہ عادات رکھتے تھے نہ تو عام بچوں کی طرح روتے اور نہ ہی کپڑوں پر بول و براز کرتے تھے۔ دایہ سے دودھ بھی نہیں مانگتے تھے وہ خود پلاتی تو پی لیتے۔ رمضان المبارک میں دن کے وقت دودھ بھی نہیں پیتے تھے۔ ایک سال رمضان المبارک کے چاند میں شبہ واقعہ ہوا کہ چاند نظر آیا ہے یا نہیں اور حضرت مجدد

---

[1] روضۃ القیومیہ حصہ دوئم

Marfat.com

صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے روزہ رکھ لیا تھا لوگوں کے پوچھنے پر آپ نے فرمایا معلوم کرو کہ بیٹے محمد معصوم نے دودھ پیا ہے یا نہیں گھر سے معلوم کیا تو پتا چلا کہ حضرت محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے دودھ نہیں پیا۔ آپ بچپن ہی سے "السلوک السلوک" کا نعرہ لگاتے رہتے تھے۔[1]

بچپن میں احترام

بچپن میں آپ ایک روز حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بستر پر آرام کرنے لگے۔ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ حجرہ میں تشریف لائے تو دیکھا آپ آرام فرما رہے ہیں فوراً حجرہ سے باہر آ گئے۔ خادم نے گذارش کی اگر اجازت ہو تو صاحبزادہ کو بیدار کر دوں؟ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ایک دوست آرام کر رہا ہے ایسا نہ ہو کہ میرے جانے سے ان کو رنج و ملال ہو۔

اللہ اکبر! کیا احترام کرتے تھے حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ولی اللہ کا۔[2] نیز حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ کے بچپن ہی سے آپ کے عالی استعداد ہونے کی تعریف کیا کرتے تھے۔ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی فرماتے تھے کہ یہ فرزند ولایت محمدی کی استعداد رکھتا ہے اور محمدی المشرب ہے۔

تعلیم و تربیت

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو جب مکتب میں سب سے پہلے قرآن مجید کی تعلیم کے لیے بٹھایا دیا گیا تو آپ نے بہت ہی قلیل مدت میں یعنی تین ماہ میں قرآن کریم کو حفظ کر لیا۔ آپ نے کتب درسیہ خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ شیخ محمد طاہر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے والد گرامی قدر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔ اسی تحصیل و تعلیم کے زمانے میں گیارہ سال کی عمر میں انہوں نے طریقہ نقشبندیہ کی بھی تحصیل شروع کر دی تھی۔ طرح قال و حال میں علوم متداولہ سے فراغت حاصل کر لی تھی۔

صاحب حضرات القدس لکھتے ہیں: مولویت کے علوم کے حصول کے بعد درس و تدریس اور طلباء کے افادہ میں مشغول رہتے تھے لیکن حال کا معاملہ قال پر غالب تھا اور انہوں نے پوری کوشش اور بھرپور کاوش سے اپنے والد بزرگوار کے بحر اسرار میں غواصی کرنے میں صرف کر دی۔ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی ان کی ترقی کے برابر کوشاں رہتے تھے اور اپنی صحبت میں لازمی طور

---

[1] روضۃ القیومیہ حصہ دوم [2] حضرات القدس

Marfat.com

پر رکھتے تھے۔ خلوتوں اور جلوتوں میں اپنا مونس دمساز بنالیا تھا تاکہ اپنے تمام کمالات قصویٰ او
خصائص علیاء سے ان کو نوازیں اور ان کی استعداد عالیہ کے جواہرات جو ودیعت ہیں جلوہ گر کر
سکیں، اسی وجہ سے حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت زیادہ توجہات ان پر فرماتے تھے۔

صاحب زبدۃ المقامات حضرت ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ میں نے خود حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زبان اقدس سے سنا ہے کہ حضرت محمد معصوم سے ہماری نسبتوں کو یوماً فیوماً اقتباس کرنا اسی طرح پر ہے جیسا کہ صاحب شرح وقایہ کا اپنے دادا سے ان کی تالیف وقایہ کا حفظ کرنا۔ صاحب شرح وقایہ لکھتے ہیں کہ: وقایہ جس طرح سبقاً سبقاً میرے جدامجد تالیف کرتے جاتے تھے میں بھی اسے سبقاً سبقاً یاد کرتا جاتا تھا۔ چنانچہ جب یہ تالیف مکمل ہوئی تو تمام کی تمام میرے ذہن میں محفوظ تھی۔

آپ کو مخاطب کر کے حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ چونکہ علم مبداء حال ہے اس لیے اس کے حاصل کیے بغیر چارہ نہیں اور ساتھ ہی علوم معقول ومنقول کو حاصل کرنے کی رہنمائی فرماتے اور کتب دقیقہ علمیہ کا صفحہ صفحہ اور ورق ورق پڑھنے کا حکم فرمایا کرتے تھے۔ نیز حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی فرماتے بیٹا ان علوم کی تحصیل سے جلد از جلد فارغ ہو جاؤ ہم نے تو تم سے بڑے بڑے کام لینے ہیں۔

شادی مبارک

آپ کا عقد مبارک حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ میر صفر احمد رومی رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی ”بی بی رقیہ“ سے ہوا۔ آپ کی تمام اولاد اسی پاک خاتون کے بطن سے تھی۔

خصائص وفضائل

نمبر۱ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ولایت خاصہ محمدیہ علیہ السلام بالذات نصیب ہوئی۔[1]

نمبر۲ نبی پاک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خمیر مبارک سے جو مادہ باقی رہ گیا تھا حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ آپ کے وجود اقدس کو نصیب ہوا۔[2]

---

[1] مکتوبات دفتر اول نمبر ۲۳۶۔ [2] مکتوبات معصومیہ دفتر اول مکتوب نمبر ۱۹۲۔

Marfat.com

نمبر۳ مقام محبوبیت پر فائز تھے۔[1]

نمبر۴ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سابقین کے گروہ میں محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے ساتھ پاتا ہوں اور متشابہات کے اسرار میں بھی آپ کو ساتھ پاتا ہوں۔[2]

نمبر۵ آپ کو بھی حروف مقطعات کے اسرار نصیب ہوئے۔[3]

نمبر۶ آپ عارف صاحب زماں تھے۔[4]

نمبر۷ آپ قطب الاقطاب اور قیوم زماں تھے۔

بشارت:

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوب نمبر ۱۰۶ دفتر سوم میں فرماتے ہیں: ''کل صبح کی نماز کے بعد مجلس سکوت یعنی مراقبہ وخاموشی کے وقت ظاہر ہوا کہ وہ خلعت جو میں پہنے ہوئے تھا مجھ سے جدا ہوگئی اور بجائے اس کے اور خلعت مجھے پہنائی گئی۔ دل میں خیال آیا کہ یہ خلعت زائلہ کسی کو دیتے ہیں یا نہیں مجھے یہ آرزو ہوئی کہ اگر یہ خلعت زائلہ میرے فرزند محمد معصوم کو دے دیں تو بہتر ہے۔ ایک لمحہ کے بعد دیکھا کہ میرے فرزند محمد معصوم کو مرحمت فرمائی گئی ہے اور وہ خلعت سب کی سب اس کو پہنائی گئی ہے۔ یہ خلعت زائلہ معاملہ قیومیت سے مراد ہے جو تربیت وتکمیل سے تعلق رکھتا ہے اور اس عرصہ مجتمعہ کے ساتھ ارتباط کا باعث ہوا ہے۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ اپنے مکتوب نمبر ۸۲ دفتر اول میں منصب قیومت کے بارے میں اس طرح تحریر کرتے ہیں: ''جس وقت حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مخلصین میں سے ایک درویش (خواجہ معصوم رحمۃ اللہ علیہ) کو خلعت قیومت سے نوازا اور اس کو اس امر عظیم سے سرفراز فرمایا۔ اور اس درویش کو خدمت میں طلب کر کے فرمایا کہ اس مجمع گاہ (دنیا) کے ساتھ میرے ارتباط کا تعلق یہی قیومت کا معاملہ رہا ہے جو کہ تجھ کو عطا کر دیا گیا ہے اور موجودات پورے شوق کے ساتھ تیری طرف متوجہ ہوگئے ہیں۔ اب میں اس فانی دنیا میں اپنے رہنے کا کوئی سبب نہیں پاتا۔'' جب اس آشوب دنیا سے اپنی رحلت فرمانے کا وقت قریب ہونے کی بابت فرمایا

---

1. روضۃ القومیہ حصہ دوم۔ 2. مکتوبات معصومیہ نمبر ۲۳۷۔
3. روضۃ القیومیہ۔ 4. مکتوبات معصومیہ دفتر دوم نمبر ۱۵۵

Marfat.com

تو وہ زخمی دل درویش اس مذکورہ بشارت کے سننے کے باوجود جگر سوختہ اور چشم پرنم ہو کر اپنے اندر نہایت غم واندوہ میں ڈوب گیا اور نہ زبان کو کچھ کہنے کی طاقت رہی اور نہ کانوں کو سننے کی تاب۔
حضرت عالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس تبدیلی کو اس مسکین میں ملاحظہ کیا تو نہایت مہربانی سے فرمایا: "غم مت کر اللہ تعالیٰ کی سنت اسی طرح جاری ہے کہ کسی ایک کو اپنے پاس بلاتے ہیں اور کسی دوسرے کو اس کی جگہ بٹھا دیتے ہیں اور نہایت لطف ومہربانی سے بزرگ کی عبارت کو جو کہ وہ نفحات میں لائے ہیں زبان پر جاری فرمایا کہ "پیغمبر خدا احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اٹھالیا گیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کی جگہ بیٹھے پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اٹھالیا گیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کی جگہ بیٹھے اور پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اٹھالیا گیا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ان کی جگہ بیٹھے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اٹھالیا گیا اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ان کی جگہ بیٹھے۔ اس درویش نے چونکہ اس معنی کی کوئی قابلیت اپنے اندر نہیں پائی اور مذکورہ رنج وغم بھی اس کے دل میں چھپا ہوا تھا ہاں یا نہیں کچھ بھی نہیں کہا اور جن امور کا انکشاف ضروری تھا درمیان میں نہ لایا۔ یہی وجہ تھی کہ جب حضرت عالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "اشیا میری قیومت سے تیری قیومت کے ساتھ زیادہ راضی اور خوش ہیں۔ یہ درویش اس کی لم وعلت کے پوچھنے کی جرأت نہ کر سکا۔"
کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

وحشی گذشت یار و نکردی کا ہے
اے خان نان خراب تو بستہ بود

ترجمہ:......اے وحشی یار گزر گیا اور تو نے کوئی گفتگو نہ کی اے خانماں برباد کیا تیری زبان بندھی ہوئی تھی۔

جب حضرت عالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس درویش کا غم بہت ہی زیادہ دیکھا تو فرمایا کہ میرے رحلت کرنے میں قدرے مہلت ہے لیکن دیکھتا ہوں کہ کیا تعلق درمیان میں ہے متوجہ ہو کر ایک لمحہ کے بعد فرمایا میرے وصال کے دنوں تک تیرا قیام میرے ساتھ ہوگا اور افراد عالم کا قیام تیرے ساتھ ہوگا۔ یہ فرمان اس مسکین کے غمگین دل کو قدرے تسلی دینے والا ہو گیا۔ اس ماجرہ کے ایک سال اور چند روز کم تین ماہ بعد حضرت عالی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کا واقعہ پیش آیا۔ کیونکہ یہ گفتگو سن ایک

Marfat.com

بتیس ہجری (۱۰۳۲ھ) کے ماہ ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں ہوئی تھی اور اس ہادی انام کا ارتحال وصال اٹھائیس (۲۸) صفر سن ایک ہزار چونتیس (۱۰۳۴ھ) کو ہوا تھا۔

اب ہم اصل بات کی طرف جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قیوم اس عالم میں حق جل وعلاء کا خلیفہ اور اس کا نائب ومنائب یعنی قائم مقام ہوتا ہے۔ قطب وابدال اس کے دائرہ جلال میں داخل اور افراد واوتاد اس کے کمال کے محیط میں شامل ہوتے ہیں۔ تمام افراد عالم اس کی طرف رخ رکھتے ہیں اور اہل جہاں کی توجہ کا قبلہ وہی ہوتا ہے خواہ وہ جانیں یا نہ جانیں۔ بلکہ اہل عالم کا قیام اس کی ذات سے ہے اس لئے کہ افراد عالم چونکہ اسماء وصفات کے مظاہر ہیں کوئی ذات ان کے درمیان موجود نہیں ہے اس لئے سب کے سب اعراض واوصاف ہیں اور اعراض واوصاف کو ذات وجوہر کے بغیر چارہ نہیں تا کہ ان کا قیام اس کے ساتھ ہو۔ اللہ تعالیٰ کی عادت جاری ہے کہ طویل زمانوں کے بعد کسی عارف کو ذات سے حصہ عطا فرما کر اس کو ایک ایسی ذات عطا فرماتے ہیں کہ وہ نیابت وخلافت کے طور پر اشیاء کا قیوم ہو جاتا ہے اور اشیاء اس کے ساتھ قائم ہوتی ہیں۔

جاننا چاہئے کہ نسبت قیومت کا حاصل ہونا کسی شخص کو اس وقت تک میسر نہیں ہے جب تک کہ وہ اصالت سے کچھ حصہ نہ رکھتا ہو ان عالی حضرت ومتعالی منقبت (یعنی حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ) نے جس درویش کو نسبت قیومت کے حاصل ہونے کی بشارت دی تھی اس کو مقام اصالت کے حاصل ہونے کی خوشخبری کے ساتھ بھی سر بلند کیا اور نیز فرمایا کہ جسقدر تو اصالت سے حصہ رکھتا ہے اس کے موافق محبوبیت کی فطرت تیری ذات میں ودیعت کی گئی ہے یعنی محبوبیت ذاتی کمال انفعال کی بھی اس کے حق میں نشاندہی فرمائی۔ ''وما ذلك على الله بعزيز'' یعنی ''اور یہ بات اللہ تعالیٰ کے لیے مشکل نہیں ہے۔''

حضرت ابوالحسن زید فاروقی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تالیف مقامات خیر میں منصب قیومیت کی شرح اس طرح بیان کرتے ہیں: ''امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے محدثین نے اس حدیث قدسی کو روایت کیا ہے جو شخص اللہ تعالیٰ کے کسی ولی سے عداوت کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے لڑائی مول لے رہا ہے۔ جب کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے عبادت میں مصروف ہوتا ہے تو وہ ایسے اعلیٰ مقام پر فائز ہو جاتا ہے کہ اس کے تمام افعال اللہ تبارک و

Marfat.com

تعالیٰ کے افعال ہو جاتے ہیں اور اس کو محبوبیت کا مقام حاصل ہو جاتا ہے اب نہ اس کی اپنی سماعت رہتی ہے اور نہ بصارت نہ اس کی اپنی گرفت رہتی ہے اور نہ چلنا پھرنا۔ ''وَمَا رَمَيْتَ اِذَا رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى'' اور ''اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ'' کے دائرہ میں آ جاتا ہے اور یہ دائرہ خلافت الٰہیہ کا ہے۔ یعنی ایسا فرد اکمل اللہ جل شانہ کا خلیفہ اور اس کا نائب مناب ہو جاتا ہے اور یہ تمام کائنات کا قیام بحکم خلافت اس سے ہوتا ہے کیا فرشتے کیا جن، کیا انس، کیا آسمان، کیا زمین۔ سب اس کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ کائنات میں سے ہر موجود کی نظر کا مرکز وہی بن جاتا ہے۔ ایسے فرد اکمل کو کسی نے غوث اعظم کا نام دیا ہے۔ کوئی قطب الاقطاب کہلاتا ہے۔ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو قیوم کہا ہے۔ حضرت شیخ اکبر قدس سرہٗ قطب الاقطاب کا نام تجویز کرتے ہیں۔ آپ نے ''فتوحات مکیہ'' میں خوب تفصیل سے اس کی حقیقت واضح کی ہے۔

حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جو نام یعنی قیوم زماں تجویز کیا ہے وہ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کمال معرفت پر دال ہے۔ اخلاق الٰہیہ سے متخلق ہونا عین سعادت ہے۔ قیوم اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے کامل فرد کو اس صفت سے محلّی و متصف کر دیا ہے۔ تمام کائنات کا قیام اس کی ذات سے وابستہ ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے مولانا محمد اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''عبقات'' کے مقدمہ کے بیسویں عبقہ میں لکھتے ہیں: ''یعنی اہل کشف و وجدان اور ارباب شہود و عرفان جو کہ براہین عقلیہ اور ارشادات نقلیہ سے مؤید ہیں اس بات پر متفق ہیں کہ کثرات کونیہ کا قیوم شخص واحد ہوا کرتا ہے۔

غیر مقلدین حضرات جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں حضرت شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی ابتدائی کتاب تقویۃ الایمان کے حوالے بیان کرتے ہیں، اور وہ دوست جو علم کی کمی کی بنا پر حضرت شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی مخالفت میں لگے رہتے ہیں ان حضرات کو مشورہ ہے کہ حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب عبقات کا مطالعہ کریں۔ ان شاء اللہ فائدہ ہوگا۔

یعنی منصب قیومیت کا جو بیان حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے وہ حقیقت پر مبنی ہے حضرت شاہ اسمٰعیل شہید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق ''تمام اہل کشف و وجدان اور ارباب شہود و

Marfat.com

عرفان جو کہ براہین عقلیہ اور ارشادات نقلیہ سے مؤید ہیں، اس بات پر متفق ہیں کہ کثرات کونیہ کا قیوم شخص واحد ہوا کرتا ہے۔"

حضرت امام ربانی مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کا مطالعہ کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ منصب قیومیت دوسرے مقامات روحانیہ سے بہت بڑا روحانی مقام ہے جو امت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں محدود اشخاص کو عطا ہوا ہے اور یہ منصب قیومیت حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے توسل سے ہی امت محمدیہ کے اولیاء کو ملنا نصیب ہوا ہے۔

سجادہ نشینی

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اجمیر سے سرہند شریف آنے کے بعد خلوت اختیار کی اور حضرت عروۃ الوثقیٰ کو اپنے حضور مسند ارشاد پر فائز فرمایا اور اپنے تمام خلفاء و مریدین کو حکم دیا کہ حضرت خواجہ محمد معصوم سے بیعت کریں اور ان کے حلقہ میں بیٹھیں اور خانقاہ شریف کے تمام معاملات بھی آپ کے سپرد کر دیئے۔

حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بروز منگل ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ کو دنیا فانی سے باقی رہنے والے اپنے گھر میں تشریف لے گئے تو تیسرے دن حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ مسند ارشاد و قیومیت پر جلوہ افروز ہوئے۔ اس دن حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دو ہزار خلفا نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت تجدید کی ان کے علاوہ پچاس ہزار آدمیوں نے بھی بیعت ہونے کا شرف حاصل کیا۔

صاحب روضۃ القیومیہ حصہ دوم میں بیان کرتے ہیں: جہانگیر بادشاہ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کی خبر سن کر سرہند شریف تعزیت کے لئے۔ آیا مزارِ مقدس کی زیارت کرنے کے بعد فاتحہ پڑھی اس کے بعد پوچھا کہ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین کون صاحب ہیں؟ حاضرین نے بتا دیا کہ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ آپ کے جانشین ہیں اور حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خود نامزد کئے ہیں۔

لیکن جہانگیر بادشاہ نے کہا حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے خلفاء اور مریدوں کی نسبت مجھ پر زیادہ مہربان تھے اور عرصہ تک میرے ساتھ رہے اور مجھے توجہات باطنی سے نوازتے رہے ہیں

Marfat.com

اور مجھے خرقہ بھی عنایت ہوا ہے لہٰذا میں ہی حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا جانشین ہوں۔ اپنے امراء اور لشکریوں سے کہا میں حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سب سے بڑا خلیفہ ہوں میری بیعت کرو اور اپنی اپنی انگشتریوں اور مہروں پر ''مرید سلطان جہانگیر'' لکھا کریں۔ بعد ازاں مشورہ کے بعد بادشاہ سے یہ عرض کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے دین و دنیا کا کارخانہ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو عنایت فرمایا تھا لہٰذا جو امور دنیاوی معاملات سے تعلق رکھتے ہیں ان کی خلافت بادشاہ کو حاصل ہے اور جو دین کے متعلق ہیں ان کی خلافت حضرت عروۃ الوثقیٰ محمد معصوم قدس سرہٗ کو حاصل ہے۔ بادشاہ کو یہ بات پسند آ گئی۔ تمام خلفاء و مریدین اور شاہی امراء و لشکر نے بیعت سلطنت جہانگیر سے کی۔ بادشاہ توران عبداللہ خان دوزبک نے سب سے پہلے عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ کی خدمت اقدس میں اپنے امراء کو تحفے اور ہدیئے دے کر بھیجا اور بعد ازاں خراساں، بدخشاں اور ترکستان کے بادشاہوں کے امراء مع تحائف و ہدایا لیکر حاضر خدمت ہوئے اور مشرف بیعت ہوئے۔

حلیہ مبارک

حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ رحمۃ اللہ علیہ کا قد مبارک ذرا لمبا تھا۔ بدن پر گوشت، رنگ گندمی، ابرو کشادہ، ناک مبارک قدرے اونچی، آنکھیں بڑی بڑی، ریش مبارک سفید اور تمام اعضاء نہایت متناسب اور خوش شکل تھے آپ کا لباس نہایت لطیف بلکہ الطف ہوتا، عمامہ مبارک سر پر ہوتا تھا، کبھی لباس ہندی بھی زیب تن فرماتے تھے۔

عروۃ الوثقیٰ کا خطاب

حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا آج صبح حلقہ میں حضرت سرور کائنات خلاصہ موجودات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ رحمت دو عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے معانقہ کیا اور ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ نے تم کو عروۃ الوثقیٰ کا خطاب عطا فرمایا ہے۔ لہٰذا اس نعمت کا شکر ادا کرو[1]

[1] روضۃ القیومیہ حصہ دوم

Marfat.com

حضرت شیخ بدر الدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''حضرات القدس'' میں تحریر کرتے ہیں جب مخدوم زادہ عالی منزلت نے عظیم احوال اور واردات نیز اعلیٰ مقامات وکمالات تک رسائی حاصل کرلی تو حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو خلعت اور خلافت سے سرفراز اور ممتاز فرمایا۔ جب یہ مخدوم زادہ گرامی مرتبت پوری ظاہری اور باطنی استقامت کے ساتھ مسند ارشاد پر متمکن ہیں اور کمال شرح وتقویٰ سے آراستہ ہوکر اور سنت سنیہ کی متابعت اور عزیمت مرضیہ کے عمل سے آراستہ ہوکر اخلاق واوضاع، اقوال واعمال اور صورت میں اپنے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ سے پوری مناسبت اور کمال متابعت کی رعایت رکھتے ہیں اور اس اہتمام میں رہتے ہیں کہ آداب سلوک میں اور اعمال صالحہ میں سنن اور مستحبات کے ادا کرنے میں اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کی پیروی میں سر موفرق نہ آنے پائے۔ اسی لئے ان کا عمل بعینہ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عمل ہے اور ان کا طریقہ بھی وہی ہے جو حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہے یعنی وظائف طاعات اور رعایت آداب عبادات بھی وہی ہے اور ان کے اوقات رات اور دن پر عمل صالح کیلئے تقسیم ہیں اور رات دن کی گھڑیاں اعمال حسنہ کیلئے پوری طرح مقرر ہیں۔ ادعیہ موقتہ کا التزام بھی ہے۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے شب وروز

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہٗ بعد نماز فجر اپنے مقرر وظائف سے فارغ ہونے کے بعد حلقہ ذکر میں اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھتے تھے اور مراقبہ فرماتے تھے۔ نماز ظہر کے بعد حافظ صاحب سے کلام مجید سنتے تھے اور کتب متداولہ، بیضاوی، عضدی، تلویح، مشکوٰۃ اور ہدایہ کا درس دیتے تھے، ایک دو سبق کا درس بہت باریکی اور متانت کے ساتھ تعلیم فرماتے تھے۔ کبھی خلوت میں تشریف لے جاتے، بعض اوقات نماز ظہر کے بعد دوگانہ نفل میں مشغول ہوجاتے تھے۔ آپ فرماتے تھے حالت نماز میں تلاوت کلام مجید بہت لذت بخش ہے۔ رمضان المبارک میں نماز تراویح میں ایک ختم قرآن آپ خود کرتے اور دو قرآن مجید کا ختم حافظ صاحب سے سنتے تھے۔ دور دراز کے علاقوں سے لوگ آپ کا قرآن مجید سننے کیلئے آتے اور یہ سعادت حاصل کرتے تھے۔ مسجد اپنی وسعت کے باوجود لوگوں کیلئے ناکافی ہوتی تھی۔

Marfat.com

کتاب ''انوار معصومیہ'' کے مؤلف حضرت مولانا سید ذوار حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے معمولات اس طرح بیان کرتے ہیں: حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ کا عمل سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عین مطابق تھا، نہایت محتاط روایت کے مطابق عمل کرتے تھے، رخصت کو اعمال میں ہرگز دخل نہ دیتے تھے اور مریدوں کو بھی سخت تاکید کرتے تھے کہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کریں اور بدعت کو بال برابر بھی دخل نہ دیں، سفر وحضر میں حضرت کا معمول تھا کہ رات کے تیسرے حصے میں بیدار ہو جاتے، پوری احتیاط کے ساتھ وضو کر کے نماز تہجد ادا فرماتے اور اس میں سورۃ یٰسین پڑھتے۔ بعد ازاں تھوڑی دیر کیلئے سو جاتے تاکہ دو خوابوں کے درمیان نماز تہجد ہو، نماز تہجد میں ہی حضرت پر مقطعات قرآنی کے اسرار ظاہر ہوتے، جب اچھی طرح دن نکل آتا تو مراقبہ سے فارغ ہو کر دو سلام سے چار رکعت پڑھتے اور بعد ازاں خاص مریدوں کو القائے نسبت اور توجہ باطنی فرماتے، ایک ایک کو بلا کر زانو ملا کر بٹھاتے اور مراقبہ کراتے پھر، اس کو اس کے کمالات باطنی کی خوشخبری دیتے۔ چاشت کے وقت آٹھ رکعت نماز چار سلام سے ادا کر کے قرآن شریف کی تلاوت کرتے۔

تلاوت کے بعد دوپہر کے قریب محل کے اندر تشریف لے جاتے اور اہل وعیال کے ساتھ کھانا تناول فرماتے، حضرت کو مٹھائی اور حلوے وغیرہ کا بہت شوق تھا حضرت کے باورچی خانہ میں دن رات کھانا پکتا رہتا، کھانا تقسیم کرنے پر لوگ علیحدہ مقرر تھے ہر ایک کو گیہوں کی روٹی، چاول اور گوشت ملتا، نیز دسترخوان پر موسمی پھل اور حلوے بھی ہوتے تھے۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق دوپہر کے وقت تھوڑی دیر کیلئے قیلولہ کرتے تھے۔ بعد ازاں اٹھ کر وضو کرتے، چار رکعت نماز فی الزوال ادا کر کے نماز ظہر پڑھتے، ظہر کے بعد خاص مریدوں کو القائے نسبت فرماتے، بعدہ کبھی فقہ حدیث تفسیر اور کلام کا درس دیتے اور کبھی چار رکعت طویل قرأت کے ساتھ عصر کی نماز تک پڑھتے، عصر اور مغرب کے مابین حقیقت ومعرفت کے اسرار اور نصیحت آموز وعظ بیان فرماتے، پھر مغرب کی نماز کے بعد چھ رکعت نماز اوابین تین سلام سے ادا کرتے، اس نماز میں اکثر سورۃ واقعہ پڑھتے بعد ازاں احباب کو بلا کر ان کے احوال معلوم کرتے، جب رات

Marfat.com

تیسرا حصہ گزر جاتا تو عشاء کی نماز ادا کرتے، سنتوں کے بعد چار رکعت نماز قیام اللیل ادا کرتے، پھر وتر پڑھ کر بلند آواز سے سبحان الملك القدوس پڑھتے، پھر دیر تک فاتحہ پڑھتے رہتے۔ اس کے بعد اندرون خانہ تشریف لے جاتے اور کھانا تناول فرماتے۔ اور وظائف پڑھ کر آرام فرماتے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہٗ منتہی سالک کو کلمہ طیبہ کے تکرار کی تاکید بھی کرتے تھے اور خود بھی پڑھتے رہتے تھے، فجر کی نماز اور مغرب کے بعد التحیات کے جلسہ پر بیٹھے ہوئے دس مرتبہ کلمہ تجید پڑھتے تھے اور مریدوں کو بھی اس کے پڑھنے کی تاکید کرتے حضرت نے سات درود شریف کا انتخاب کیا ہے جس کو درود ہفتہ کہتے ہیں (باوجود کوشش کے یہ درود شریف نہیں مل سکا) ان میں سے ہر روز ایک درود شریف پڑھتے۔ ذکر و وظائف اور تسبیحات کو ہرگز جہر سے نہیں پڑھتے تھے، جمعہ کی نماز اپنی مسجد میں ادا کرتے، سنت احتیاط بھی پڑھتے، نماز جمعہ سے قبل سورۃ کہف، سورہ ھود اور سورہ آل عمران پڑھتے تھے۔ نماز جمعہ کے بعد اکثر شہر سے باہر سیر کیلئے تشریف لے جاتے اور وہاں لوگوں کو طرح طرح کے میوے اور مٹھائیاں تقسیم کرتے تھے۔ دونوں عیدوں کی نماز کے لئے کثیر جماعت کے ہمراہ عیدگاہ تشریف لے جاتے عید الاضحیٰ کے موقع پر خود اپنے دست مبارک سے اونٹ اور بھیڑ بکری ذبح کرتے۔

ماہ رمضان میں تراویح کے اندر تین قرآن شریف ختم کرتے، پہلے عشرہ میں خود پڑھتے دوسرے عشرے میں حضرت مروج الشریعہ پڑھتے اور حضرت سنتے اور آخری عشرہ میں کوئی اور صاحب پڑھتے، حضرت ہر نماز فرض میں خود امام بنتے اور رمضان المبارک کے آخری عشرے میں معتکف ہوتے۔ حضرت مریض کی بیمار پرسی اور میت کی تعزیت کیلئے تشریف لے جایا کرتے تھے ہر سال دو اجتماع کرتے۔ ایک نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اور دوسرا اجتماع حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا، ان دونوں اجتماعات میں قرآن مجید کی تلاوت سے فضا معمور رہتی اور طرح طرح کے کھانے، حلوے اور مٹھائیاں لوگوں کو پیش کیے جاتے۔ آج بھی سرہند شریف کے سالانہ عرس پہ سوائے تلاوت قرآن مجید اور کچھ نہیں ہوتا کوئی تقریر وغیرہ بھی نہیں ہے۔

Marfat.com

سرہند شہر کی فضیلت

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ مکتوبات دفتر دوم مکتوب نمبر ۲۲ میں فرماتے ہیں:

''اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی عنایت اور اس کے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل شہر سرہند گویا میری جائے پیدائش ہے کہ میرے لئے اس گہرے اور تاریک کنوئیں کو پر کر کے ایک بلند چبوترہ بنایا گیا ہے اور اس کو اکثر شہروں اور مقاموں پر بلندی یعنی فضیلت بخشی گئی ہے اور اس زمین میں بے صفتی اور بے کیفی کا ایک نور امانت کے طور پر رکھا گیا ہے اور وہ نور اس نور کی طرح ہے جو بیت اللہ شریف کی پاک ومقدس زمین سے بلند اور روشن ہو رہا ہے۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ قیوم زماں خواجہ محمد معصوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ خود بھی شہر سرہند کی فضیلت کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں، اس زمانہ میں جو کہ ولایت کے کمالات میں سے پہلا کمال ہے اور اس طرح ولایت کے تمام کمالات پیشوائے اکابر حضرات پیر دستگیر قدسنا اللہ سبحانہ بسرہ الاقدس کے مزار فائض الانوار سے مفاض ومستفاد یعنی جاری وساری ہیں اور اس روضہ منورہ کے مجاورین بلکہ اطراف، اکناف کے طالبان جو کہ صحیح اعتقاد کے ساتھ آتے ہیں اور نیاز مندی کا سر اس آستانہ بلند سے گھستے ہیں ان دولتوں سے فیضاب وبہرہ ور ہوتے ہیں اور ایک گھونٹ پی کر صد جوش وخروش کے ساتھ اپنے آپ کو ترک کر کے مطلب کو پہنچ جاتے ہیں۔ آج سرہند کی زمین فیوض انوار کی کثرت اور اسرار کے ظہور کی بہتات کی وجہ سے ہند غیر ہند کیلئے رشک کی جگہ ہے۔ لوگ اس کو ہندوستان سے نہیں جانتے کیونکہ یہ ولایت کی کھڑکی ہے ہندوستان کی خاک ولایت کے پانی کے ساتھ مل گئی ہے اور محبت کی شراب جمع کی فیون کے ساتھ اس کی طینت میں گھل مل گئی ہے اس لئے ناچار سکر کے جوش سے عین واثر کو اس کے طالبوں سے دور کر دیا ہے اس جگہ کے رقص کرنے والوں سے سر دستار اٹھا لیا ہے۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے۔

ازاں افیون کہ ساقی درسپے افگند
حریفاں رانہ سر ماندہ نہ دستار

Marfat.com

ترجمہ:......اس افیون کی وجہ سے جو کہ ساقی نے شراب میں ڈال دی ہے مریضوں کو نہ سر کا ہوش رہا ہے نہ پگڑی کا۔

اس کے باوجود جمع الجمع کے شربت سے سیراب ہے اور صحو و دعوت کے دودھ سے تروتازہ ہے یہ سب ہدایت ارشاد اس بقعہ کا اثر ہے اور یہ دید و داد یعنی دیکھنا اور دینا اس جگہ کا پرتو ہے یہ سب ہدایت ارشاد اس بقعہ یعنی قطعہ زمین کی طینت کی لطافت کہاں تک بیان کریں اور اس کے وجود کے فیض و اسرار اور اس کے وجود ایثار کو کہاں تک ظاہر کرے کہ یہ چیز عقل و ہوش والے طالبوں سے چھپی ہوئی نہیں ہے اور صفائی کی طبیعت والے منصفوں پر پوشیدہ نہیں ہے اس کے اسرار کے سمندروں سے ایسا موتی ہاتھ آتا ہے کہ کسی دوسرے جگہ کمیاب ہے اور اس کے شراب خانے سے مشتاقوں کے حلق میں ایک ایسا گھونٹ پہنچتا ہے جو کہ آفاق و انفس سے بے خبر کر دیتا ہے۔

مکتوبات معصومیہ دفتر اول مکتوب نمبر ۸۰، ۸۱ دفتر سوم میں حضرت قیوم زمان خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بیشک آج طالبان حق جل وعلا کی چشم امید اس مزار پر انوار پر لگی ہوئی ہے اور علوم و اسرار سے فیضاب ہونا اس ملک میں سرزمین کے ساتھ وابستہ ہے اور سرزمین سرہند اگرچہ بظاہر ہندوستان سے ہے لیکن جنت کا باغ اور ولایت کی کھڑکی ہے بلکہ رشک ولایت ہے۔ ولایت سگانہ یعنی ولایت اولیاء ولایت ملائکہ و ولایت انبیاء علیہم السلام کا وہاں مرکز ہے اور کمالات نبوت و وراثت اس جگہ میں جلوہ گر ہیں۔ اسرار خلت و محبت اس مقام میں نمایاں ہیں اور کعبہ جن کے انوار اس سرزمین میں ظاہر ہیں اس کی مٹی کو مدینہ منورہ کی خاک سے گوندھا گیا ہے۔ کہاں تک اس قطعہ زمین کی لطافتوں کو بیان اور اس کی نفاستوں کو ظاہر کرے جو کہ طالبان اہل بصیرت پر مخفی اور نگاہ دور بین پر پوشیدہ نہیں ہے وہاں وہ موتی ہاتھ آتا ہے جو کہ دوسری جگہ کمیاب ہے اور اس کے بکثرت فوائد دنیا میں ممتاز ہیں۔

گر شنود ایں قصہ بوستان
مکہ شود طائف ہندوستان

Marfat.com

ترجمہ:..... یعنی اگر مکہ معظمہ اس باغ کا قصہ سن لے تو وہ بھی (اشرف مقام ہونے کے باوجود) ہندوستان کا طواف کرلے۔ جہاں کہیں نور و برکت، رشد و ہدایت ہے وہ سب یثرب و بطحا یعنی مدینہ طیبہ و مکہ معظمہ زادھما اللہ سبحانہ عزا و شرفا و افاض عینا من اسرارھما و مطفا کے انوار سے ماخوذ و مستفاد ہے۔

حالات وواقعات

حضرت ابوالحسن علی ندوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان الفاظ سے حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کا تذکرہ کرتے ہیں: شیخ طریقت و امام وقت فاضل اجل حضرت معصوم بن احمد بن عبدالاحد العدوی العمری یعنی خواجہ محمد معصوم نقشبندی سرہندی اپنے والد کی چہیتی اولاد صورۃً مشابہ معناً قریب تر پیروی واتباع فائق آپ کے علوم کے حامل خصوصی فرزندان گرامی میں سب سے زیادہ مشہور اور ان میں سب سے زیادہ بابرکت تھے۔

شیخ مراد بن عبداللہ قزانی ذیل رشحات میں لکھتے ہیں کہ: ''آپ اپنے والد ماجد کی طرح اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے۔ آپ نے دنیا کو روشن کردیا اور اپنے توجہات اور بلند حالات کی برکت سے جہالت و بدعت کی تاریکیوں کو کافور کردیا ہزاروں انسان اسرار الٰہی سے محرم ہوئے اور آپ کی شرف صحبت کے سبب بلند حالات تک پہنچے۔ کہا جاتا ہے کہ نولاکھ (۹۰۰۰۰۰) انسانوں نے آپ سے بیعت کی جن میں آپ کے خلفاء کی تعداد سات ہزار (۷۰۰۰) ہے۔ جن میں شیخ حبیب اللہ بخاری تھے۔ جو اپنے زمانے میں خراسان و ماوراء النہر کے سب سے بڑے شیخ تھے آپ کی وجہ سے بخارا کی فضائیں بدعت کی تاریکیوں کے بعد سنت کی روشنیوں سے معمور ہوگئیں۔ آپ نے چار ہزار مریدوں کو باکمال بنا کر خلافت واجازت سے سرفراز کیا۔''

مسند ارشاد پر تشریف فرما ہوئے ابھی تیسرا سال تھا بادشاہ جہانگیر کے بیٹے شہزادہ خرم (شاہجہاں) نے خفیہ طور پر بارگاہ معصومہ میں التجا کی'' کہ مجھے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے خوشخبری دی تھی کہ میرے بعد تم کو تخت سلطنت حاصل ہوگا اب حضرت کا وصال ہوئے دو سال گذرنے کو ہیں لیکن ابھی مراد پوری نہیں ہوئی۔ آپ سے التجا ہے کہ توجہ شریف فرمادیں تاکہ احکام

Marfat.com

...یت کو حسب دلخواہ رونق ہو"حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے شاہجہان کو جواب تحریر فرمایا کہ:"خاطر جمع ...عنقریب بلامحنت ومشقت سلطنت تمہارے ہاتھ آئے گی۔"[1]

مسند شیخیت پر جلوہ افروز ہوئے ابھی چوتھا سال ہی گذرنے پایا تھا کہ بادشاہ جہانگیر ...صفر ۱۰۳۷ھ، ۸ نومبر ۱۶۲۷ء کو انتقال کر گیا اور شہریار جو ملکہ نورجہاں کا داماد تھا تخت سلطنت ...قابض ہو گیا۔ جب حضرت قیوم زماں قدس سرہٗ کو بادشاہ جہانگیر کے انتقال کی خبر ہوئی اور ساتھ ...یہ معلوم ہوا کہ شہریار تخت نشین ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے جہانگیر کیلئے مغفرت کی دعا فرمائی بعد ...اں ارشاد فرمایا:"شہریار کا تسلط چند روز معلوم ہوتا ہے۔" آخر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد پورا ہوا اور ...شاہجہاں ہی تخت دہلی پر قابض ہوا۔[2]

بارگاہ معصومیہ میں شہریار کی بیوی روتی پیٹتی فریاد کناں ہوئی کہ بادشاہ شاہجہاں نے ...میری اولاد اور بھائیوں اور بھتیجوں کو ناجائز تہ تیغ کیا ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:"اس کی اولاد بھی ...اسی طرح ناحق قتل ہو گی۔ جب اورنگ زیب نے اپنے بھائیوں کو قتل کیا تو شاہجہاں نے کہا کہ ...حضرت قیوم زماں رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق مجھ سے میری آنکھ کے سامنے شہریار کے بیٹوں کا بدلہ ...لیا گیا۔

بادشاہ شاہجہاں سرہند شریف حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی قدم بوسی کیلئے حاضر ہوا بہت کچھ تحفے اور ہدیے بارگاہ قیومیہ میں پیش کئے نیز حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی روح پرفتوح کے ایصال ...ثواب کیلئے سات روز تک فقیروں کو کھانا تقسیم کیا۔ بادشاہ شاہجہاں نے دوبارہ بیعت ...حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے کی اور صبح وشام آپ کے حلقہ میں شامل ہوتا تھا اور حضرت بھی آپ پر بہت ...مہربان تھے۔[3]

منتخب اللباب حصہ دوم میں درج ہے"شاہجہاں کے دارالخلافہ آگرہ پہنچنے کے بعد ...۷ جمادی الاخری ۱۰۳۷ھ/ ۱۶۲۸ء کو دن کے ڈیڑھ ساعت پر تخت نشینی کی رسم ادا کی گئی۔ تمام ...مساجد میں نئے بادشاہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا تخت نشینی کے بعد پہلے ہی روز دربار میں بادشاہ نے ...غیر شرعی مراسم اور بدعتوں کی ممانعت کے احکام دیئے اور انہی مہینوں کے ہجری سن سے مطابقت

[1] روضۃ القیومیہ حصہ دوم [2] روضۃ القیومیہ حصہ دوم [3] ایضاً

Marfat.com

کرنے کا انتظام کرایا اشرفی اور روپے کا ایک رخ پر کلمہ توحید اور چاروں خلفاء کے اسم گرامی کن کرنے کا حکم جاری کیا۔"

شہزادہ اورنگ زیب کا مرید ہونا

حضرت عروۃ الوثقی رحمۃ اللہ علیہ کو زیب مسند ہوئے ابھی گیارہ سال ہی ہوئے تھے کہ آپ نے ارشاد فرمایا: "بادشاہ شاہجہاں کے بیٹوں میں سے جو سب سے پہلے آکر مرید ہوگا سلطنت کا تاج اس کے سر پر رکھ دیا جائے گا۔" شہزادہ اورنگ زیب سب سے پہلے بارگاہ قیومیہ میں حاضر ہوا اور دستِ اقدس پر بیعت ہونے کا شرف حاصل کیا آپ نے سلطنت حاصل ہونے کی خوشخبری شہزادہ اورنگ زیب کو دی۔ کچھ عرصہ بعد بادشاہ شاہجہاں کی دوسری بیٹی گوہر آرا بیگم بھی آپ سے بیعت ہوئی یہ شہزادی عقل وفہم، علم وعمل میں بے مثال تھی رات دن عبادات الٰہیہ میں مشغول رہتی تھی، سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرمو تجاوز نہ کرتی، صبح وشام خوف خدا سے روتی اس شہزادی نے اپنے خواب کی بنا پر حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی تھی خواب میں اس نے دیکھا کہ نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دین ودنیا کا کارخانہ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کر دیا ہے شہزادی گوہر آرا بیگم نے جب تکمیل سلوک کی تو حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو نہایت اعلیٰ درجہ کی خوشخبری دی شہزادی کا انتقال سرہند شریف میں ہوا اور وہاں ہی دفن ہوئیں۔

صاحب روضۃ القیومیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ ہر جمعہ کی نماز کے بعد سرہندی باغ میں شہزادی گوہر آرا کی قبر پر دیر تک فاتحہ پڑھتے رہتے اور فرماتے تھے اس قبر پر نور عظیم کا عجب ظہور ہے جو اکثر اولیاء کی قبر پر بھی نہیں ہوتا۔

حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کا انتقال

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کو مسند ارشاد پر رونق افزا ہونے کا سترہواں سال تھا کہ آپ کی صاحب برکت والدہ ماجدہ اس فانی جہان سے باقی میں تشریف لے گئیں۔ آپ کو والدہ صاحبہ کے انتقال کا بہت غم ہوا، اسی رنج کی وجہ سے چند روز مریدوں کو توجہ بھی نہ دے سکے۔ اس کے ساتھ ہی آپ کو اپنے خسر شیخ سلطان کے حسرتناک انجام کا صدمہ بھی برداشت کرنا پڑا۔ اسی

Marfat.com

...ں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اجل خلیفہ میر صفر احمد رومی کا انتقال بھی ہوا۔ ...پ رحمۃ اللہ علیہ کے لئے یہ سال رنج والم کا تھا۔

حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن ارشاد فرمایا کہ: واقعہ میں نے دیکھا ہے کہ ایک بڑی ...س منعقد ہے جس میں تمام بزرگ عورتیں مثلاً حضرت مریم علیہا السلام، حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا، ...رت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت فاطمہ الزاہرہ رضی اللہ عنہا وغیرہ جمع ہیں اور وہیں میری والدہ ماجدہ بھی ...ریف فرما ہیں اور کوئی شخص کہہ رہا ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے تمہاری والدہ کو بھی ...مانہ کی افضل عورتوں میں شمار کیا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نمبر ۱۳ دفتر دوم میں فرماتے ہیں: شب دوشنبہ ۷ ماہ ذی الحجہ ۱۰۵۰ھ ...و حضرت قبلہ گاہی والدہ ماجدہ جیو نے سفر آخرت اختیار کیا اور پسماندگان کو باسینہ بریاں اور باچشم ...ریاں چھوڑ گئیں۔ ان کا وجود مبارک وسیلہ سعادت کونین اور دریچہ رضامندی رب المشرقین ...ھا۔ اب اس راہ سے کسب فیض سے محرومی ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّـآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔

دوست واحباب ستر ہزار (۷۰۰۰۰) بار کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللّٰہ پڑھ کر اس کا ثواب ...ں مرحومہ کی روحانیت کو پہنچائیں۔

...ج پر روانگی

حضرت عروۃ الوثقیٰ رحمۃ اللہ علیہ کو حرمین شریفین کی زیارت وحاضری کا بہت شوق تھا آخر کار ...آپ نے ۱۰۶۷ھ میں پختہ ارادہ سفر کرنے کا کیا اور مقامات مقدسہ کی زیارت وحاضری کی تیاری ...شروع کر دی۔ آپ ماہ ذی الحجہ بائیس (۲۲) یا انتیس (۲۹) تاریخ کے درمیان ۱۰۶۷ھ کو ...سرہند شریف سے بندرگاہ سورت کیلئے روانہ ہوئے۔

صاحب روضۃ القیومیہ تحریر کرتے ہیں کہ جب حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ سفر پر روانہ ...ہونے لگے تو سب سے پہلے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضر ہوئے ...پھر اپنے دونوں بھائیوں ومخدوم زادوں اور تقریباً سات ہزار مریدوں وخلفا کے ساتھ حرمین ...شریفین کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے۔ جب آپ شاہجہاں آباد پہنچے تو شاہجہاں بادشاہ

Marfat.com

اور شہزادہ داراشکوہ آپ کو رخصت کرنے کے لئے آئے اور بہت بڑی رقم بطور ہدیہ پیش کی۔آپ نے اس میں سے کچھ رقم لے لی اور باقی ہمراہیوں میں بانٹ دی۔جس شہر سے آپ کا گذر ہوا وہاں کے عوام وخواص اور حکمران طبقہ آپ کا استقبال کرتے اور بڑی تعظیم وتکریم سے پیش آتے۔ شہزادہ اورنگ زیب بھی نربد کے قریب آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔آپ نے اورنگ زیب کو اپنی ٹوپی عنایت کی اور تاج شاہی اپنے دست مبارک سے اس کے سر پر رکھا بہت سی دعائیں دے کر رخصت کیا۔

آپ نے بندرگارہ سورت پہنچ کر پانچ جہاز کرایہ پر حاصل کیے۔دس جہاز اورنگ زیب نے پیش کیے اس سفر میں تین ہزار علماء ومشائخ بھی ہمراہ تھے۔حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کو اس مقدس سفر کے دوران جو واقعات پیش آئے اور جو حقائق ومعارف اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو نصیب ہوئے ان کو مخدوم زادہ حضرت خواجہ محمد عبید اللہ قدس سرہٗ نے عربی زبان میں ''یواقیت الحرمین'' کے نام سے مرتب فرمایا ہے اس کا فارسی زبان میں ترجمہ حضرت مولانا بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ مصنف ''حضرات القدس'' کے فرزند ارجمند شیخ محمد شاکر رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے اور اردو ترجمہ حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نقشبندی مجددی نے اپنی کتاب انوار معصومیہ میں کیا ہے حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے وہاں سے چند اقتباسات نقل کر رہے ہیں۔

نمبرا۔مشاہدہ

حضرت عروۃ الوثقیٰ رحمۃ اللہ علیہ اس کے بعد اس احاطہ میں آئے کہ جس میں حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ وسفیان بن عتبہ رضی اللہ عنہ اور بہت سے مشائخ عظام کے مزارات ہیں۔ اور حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں بہت سے تعریفی کلمات ادا کیے اور فرمایا کہ: ''کتنے ہی مشائخ کرام امت مرحومہ میں ممتاز ہیں اور علیحدہ شان رکھتے ہیں۔'' حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی جماعت میں پائے جاتے ہیں۔اس کے بعد ایک شخص کی قبر پر کہ جس نے ملک ہند میں طریقہ عالیہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رحمۃ اللہ علیہ سے اخذ کرنے کی سعادت حاصل کی تھی لیکن اپنی کوتاہ اندیش عقل پر اعتبار کر کے کسی دوسری جماعت سے جا ملا تھا۔کچھ دیر ٹھہر کر فرمایا کہ فلاں شخص رنجیدہ وغمگین اور سر نیچا کیے

Marfat.com

ہوئے عجیب حالت میں ظاہر ہوا ہے کہ اس کا بیان کریں ہم نے جس قدر اس کے حال پر توجہ کی نتیجہ حاصل کرنے کا اثر بہت کم محسوس ہوا۔ حضرت دامت برکاتہ نے فرمایا کہ غیب کا جاننے والا اللہ سبحانہٗ ہے۔ پس جس نے اس کی طرف سعی کی وہ سعادت مند ہوا اور جس نے اس کے پاس التجا کی وہ کامیاب ہوا۔

نمبر۲۔ مشاہدہ

مخدوم زادہ عالی تبارک حضرت خواجہ محمد نقشبند سلمہ اللہ تعالیٰ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے مکہ معظمہ میں اقامت ایام میں اپنے بڑے بھائی قدوۃ المحققین حضرت خواجہ محمد سعید قدس سرہٗ کے مرض کے دفعیہ کے لئے جن کو ان دنوں سخت مرض لاحق ہو گیا تھا توجہ فرمائی اور تضرع والتجا کے ساتھ دعا کے لئے دست مبارک اٹھائے۔ فرماتے تھے کہ اس وقت مشاہدہ ہوا: کہ جو کچھ احاطہ امکان میں ہے سب نے خشوع اور ہاتھ اٹھانے میں ہماری موافقت کی ہے اور ہر قسم کی مخلوق کے ہزار ہاتھوں نے اس مسکین کی متابعت کی ہے بلکہ اللہ جل شانہٗ کے اسماوصفات کے تمام حقائق اور ان کے اصول وظلال ہماری مراد میں حاصل ہونے میں باہم شریک ہیں یہ بات ذات بحت تعالت تقدست تک منتہی ہوئی حتیٰ کہ قبولیت کا اثر ظاہر ہوا اور انہوں نے صحت پائی۔ حضرت ایشاں عروۃ الوثقیٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ: ایک روز ہم طواف کر رہے تھے کہ کعبہ جس نے ہمارے ساتھ معانقہ کیا اور عجیب شوق کیساتھ شدت سے بغل گیر کر لیا۔

نمبر۳۔ مشاہدہ

حضرت ایشاں عروۃ الوثقیٰ رحمۃ اللہ علیہ مکہ مکرمہ کے قیام کے دنوں میں اکثر طواف میں مشغول رہتے تھے اس عبادت کو ان دنوں میں دوسری عبادتوں سے زیادہ اہم شمار کرتے اور فرماتے تھے کہ عجیب امور اور نادر چیزیں مشاہدہ میں آتی ہیں اکثر اوقات دیکھتا ہوں کہ کعبہ حسنیٰ ہمارے ساتھ معانقہ کرتا ہے اور کامل اشتیاق کے ساتھ تقبیل واستلام (بوسہ) واقع ہوتا ہے۔ اور انہی دنوں میں ایک دن ایسا مشاہدہ ہوا کہ انوار و برکات مجھ سے پیدا ہوئے اور اس قدر زیادہ ہوئے کہ تمام اشیاء

Marfat.com

کواحاطہ کرلیا اور فضا کو پر کر دیا ہے اس کے مقابل میں دوسروں کے انوار ناپیدا ہو گئے۔اس کے بعد اس معاملہ کے متعلق میں نے غور کیا تو ظاہر ہوا کہ ہم کو اپنے آپ سے ایک گونہ انخلاع (جدائی) اور کعبہ حسنیٰ کے ساتھ تحقق ہو گیا ہے اسی لئے یہ تمام انوار مجھ سے ظاہر ہوئے ہیں۔اور میں نے دیکھا کہ بہت سے روحانیین حاضر ہیں اور کعبہ حسنیٰ کا طواف کر رہے ہیں جس طرح بادشاہوں کے خدام ہر وقت ان کی خدمت میں کھڑے رہتے ہیں۔

نمبر۴۔مشاہدہ

حضرت عروۃ الوثقیٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب ہم مکہ مکرمہ میں داخل ہو گئے اور طواف قدوم میں مشغول ہوئے اس وقت ہم نے دیکھا کہ نہایت حسین وجمیل مردوں اور عورتوں کی ایک جماعت طواف میں ہمارے ساتھ شریک ہے اور اس جماعت کا طواف نہایت اشتیاق واتصال کے ساتھ ہے۔(ان کا طواف)اس دنیا کے لوگوں کی مانند نہیں ہے۔وہ ہر ساعت میں بیعت عتیق (خانہ کعبہ) کو بوسہ دیتے ہیں اور ہر لحظہ (کعبہ معظمہ سے) معانقہ کرتے ہیں۔میں نے دیکھا کہ اس جماعت کے قدم زمین سے اونچے ہیں یعنی زمین پر ٹکے ہوئے نہیں ہیں اور ان کے سر آسمان تک پہنچے ہوئے ہیں اور مشاہدہ ہوا کہ کعبہ حسنیٰ بھی اس جماعت کے ساتھ آسمان تک چلا گیا ہے اس کے بعد ظاہر ہوا کہ مذکورہ مرد فرشتے ہیں اور مذکورہ عورتیں جنت کی حوریں ہیں۔

نمبر۵۔مشاہدہ

حضرت ایشاں عروۃ الوثقیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے بتاریخ ۱۱ ذی الحجہ ایام تشریق میں منیٰ میں قیام فرمایا۔طواف زیارت کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔فرماتے تھے کہ:"جب ہم طواف سے فارغ ہو گئے تو مشاہدہ ہوا کہ حج کے ثواب وقبولیت کا کاغذ (پروانہ) مہر لگا کر ہمیں عنایت کیا گیا اگرچہ جمرات باقی رہ گئے تھے لیکن ارکان حج کے بعد گویا حج پورا ہو گیا تھا۔"

نمبر۶۔مشاہدہ

حضرت ایشاں عروۃ الوثقیٰ رحمۃ اللہ علیہ دامت برکاتہ ایک روز مصلائے مالکی میں ذکر کے

Marfat.com

حلقہ میں بیٹھے ہوئے تھے اور استغراق و توجہ و مراقبہ میں مشغول تھے حلقہ سے فراغت کے بعد فرمایا کہ آج مجلس سکوت میں ارشاد کی خلعت نہایت بلندی و شان میں اپنے جسم پر دیکھی اور اپنے آپ کے لئے مرتبہ ارشاد کے ساتھ اس قدر مناسبت پائی کہ اس سے زیادہ متصور نہیں ہے لیکن وقت اور قرب قیامت کا مقتضا اس کے ظہور کی کماحقہ تاب نہیں رکھتا اور نیز اسی مجلس سکوت میں محسوس ہوا کہ ہم کو دوات و قلم عنایت کی گئی ہے جیسا کہ منصب وزارت کے لئے دیتے ہیں۔ پس لازماً عالم ملک و ملکوت کے ظاہری و باطنی احکام کے دفاتر حضرت ایشاں عروۃ الوثقی رحمۃ اللہ علیہ کو تفویض ہوں گے اور آپ تمام عالم کے مرجع و جائے پناہ ہوں گے اور امور کی تجویز و تصحیح آنجناب کے سپرد ہوگی۔

نمبر ۷۔ مشاہدہ

ماہ صفر ۱۰۲۹ھ کی سات تاریخ کو ارکان حج سے فراغت کے بعد مکہ معظمہ میں قیام کے ایام میں حضرت ایشاں عروۃ الوثقی رحمۃ اللہ علیہ اپنی قیام گاہ میں جو کہ باب ابراہیم اور باب وداع کے درمیان مسجد حرام سے باہر واقع ہے بیٹھے تھے اور بلند درجات والے صاحبزادگان آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر تھے کہ حضرت ایشاں عروۃ الوثقی رحمۃ اللہ علیہ نے فنائے اتم کی تحقیق اور اس عالم سے الگ ہو جانے اور شرک خفی کی نفی ہو جانے کے بارے میں کلمات عالیہ بیان فرمائے اسی اثناء میں حضرت امام ہمام قبلہ اولیاء حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سے یہ افادہ نقل کیا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روز کسی سلسلہ میں عارف کامل شیخ محی الدین عربی سے حکایت کی کہ شیخ قدس سرہٗ آیت کریمہ "وان من شيء الا يسبح بحمده" کی تاویل میں لکھتے ہیں کہ ہوسکتا ہے بحمدہ کی ضمیر شے کی طرف راجع ہو یعنی کوئی چیز نہیں ہے مگر یہ کہ وہ اپنی تعریف کی تسبیح کرتی ہے۔ یعنی چونکہ وہ شرک خفی کی باریکیوں سے پوری طرح سے باہر نہیں آئی ہے اور نفس درمیان میں حائل ہے اس لئے اس کی تسبیح اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی مقدس بارگاہ کے لائق نہیں ہے اور اس کی بارگاہ اقدس تک نہیں پہنچتی بلکہ اسی (چیز) کی طرف لوٹ جاتی ہے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس معرفت کو پسند فرمایا اور فرمایا کہ میں اس وقت جب کشفی نظر کو دوڑاتا ہوں تمام عالم میں کسی شخص کو نہیں پاتا

Marfat.com

جس نے نفی انتفاء کے دائرہ کو پورا کیا ہو اور شرکِ خفی کی باریکیوں سے کامل و مکمل طور پر نکل ہو اور محسوس ہوتا ہے کہ اس وقت میں جو شخص بھی ذکر الٰہی میں مشغول ہے اور کلمہ توحید کہتا ہے چونکہ یہ کہنے والا شرک کے کوچہ سے نہیں نکلا ہے اس لئے اس کا اثبات (الا اللّٰہ کہنا) معبود حقیقی عز شانہٗ تک نہیں پہنچتا بلکہ کہنے والے کی ذات پر لوٹ آتا ہے اور اس کے حق میں کلمہ طیبہ کا حاصل لاالہ الا اللہ ہو جاتا ہے فرمایا لیکن میں اپنے آپ کو اس حکم سے مستثنیٰ پاتا ہوں اللہ جل شانہ کے کرم و عنایت سے میں دیکھتا ہوں کہ جو اثبات مجھ سے واقع ہوتا ہے حضرت وہاب جل شانہ کی بارگاہ قدس میں پہنچتا ہے اور اس مرتبہ عالی کے لائق ہے۔

اس نقل کے پورا ہونے کے بعد حضرت ایشاں عروۃ الوثقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اللہ سبحانہ کی حمد و احسان ہے کہ حضرت حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے نہایت لطف و کرم سے وہ مقام ہم کو بھی مرحمت فرمایا اور حضرت مجدد قدس سرہٗ کا شریک بنایا ہے۔ محسوس ہوتا ہے کہ وجود و لطائف خلق کے مراتب میں سے کسی مرتبہ میں شرک کی کچھ بھی بو باقی نہیں رہی ہے۔ ''یذکر نفسه بنفسه'' یعنی ''وہ خود اپنا ذکر کرتا ہے'' اس مقام میں متحقق ہو گیا ہے اور چونکہ نفی کا مقام کامل و مکمل طور پر انتہا کو پہنچ گیا ہے اس لئے مرتبہ اثبات سے بہت زیادہ حصہ اور کامل نصیب حاصل ہو گیا ہے اس وقت میں عارف مخلصان بفتح لام (رہائی یافگان) میں سے ہو جاتا ہے کیونکہ اس کی ذات و صفات سب اس سبحانہٗ وتعالیٰ کے لئے ہو گئی اس لئے وہ کسی عمل میں نیت کے صحیح کرنے کا محتاج نہیں ہے اور نہ آئندہ ہو گا کیونکہ نیت متحمل مشکوک و غیر متعین میں ہے۔ متعین نیت کا محتاج نہیں ہے اس وقت کوئی آرزو اپنے اندر نہیں پاتا وہ اور اس کے لطائف نیت سے بے نیاز ہو گئے ہیں اس کے بعد اس عالی حضرت و متعالی مرتبت عروۃ الوثقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: اس مدعا کی شاید یہ ہے میں ایک روز مسجد حرام میں باب وداع کے قریب کلمہ طیبہ کے ذکر میں مشغول تھا اس کے بعد ذکر لسانی کو چھوڑ کر میں مراقبہ میں مشغول ہو گیا محسوس ہوا کہ کعبہ حسنیٰ اپنے مقام سے منتقل ہو گیا ہے اور اپنی صورت و حقیقت کے ساتھ میری طرف متوجہ ہو گیا ہے۔ میں اس وقت ایسا پاتا تھا اس کا حتیٰ کہ اس کی دیواروں اور چھت کا بھی کوئی اثر اس مقام میں نہیں رہا اور اپنی لطافت

Marfat.com

احسان کے اظہار کے ساتھ آکر مجھ کو اپنی آغوش میں لے لیا۔ اس وقت میں نے مراقبہ کے ساتھ ذکر لسانی کو بھی ملا دیا میں نے دیکھا کہ جس وقت میں کلمہ طیبہ کہتا تھا وہ مجھ کو بوسہ دیتا تھا اور چونکہ کعبہ حسنی مقام اصل الاصل سے پیدا ہوا ہے پس کلمہ مبارک کے اثبات تک اس مقام کے ساتھ واصل نہیں ہوتا اور اس بارگاہ میں مقبول نہیں ہوتا اس کے مشاہدہ سے مجھ کو اس عالی شان مقام کے حضور پر کامل امید حاصل ہوئی۔

نمبر ۸۔ مشاہدہ

حضرت ایشاں عروۃ الوثقی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ کے راستہ میں نہایت تجسس کے ساتھ متبرک مقامات کا موقع ومحل دریافت کرتے تھے۔ یعنی خواہ وہ دیگر آثار ہوں یا مساجد نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام ہوں جہاں تک ہوسکتا اپنے آپ کو اس جگہ پر پہنچاتے تھے اور اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مزارات تک پہنچنے میں نہایت کوشش کرتے تھے الا ان یشاء ربی شیئا (مگر یہ کہ جو میرا رب چاہے) اور جب وادی بدر سے صفرا تک پہنچے تو راستہ سے ہٹ کر حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لئے متوجہ ہوئے جو کہ شہدائے بدر میں سے ہیں اور بدر میں زخمی ہو کر صفرا میں آرام فرما ہیں۔ کچھ دیر ان کی قبر پر دوستوں کے ہمراہ مراقبہ میں مشغول ہوئے اس کے بعد قافلہ میں پہنچ کر فرمایا کہ ہم ان رضی اللہ عنہ کی قبر پر متوجہ ہوئے ہم نے ان کو نہیں پایا کچھ دیر کے بعد نہایت عالی شان مرتبہ کے ساتھ ظاہر ہوئے اور ہماری جانب آکر بڑی کشادہ روئی کے ساتھ ملاقات کی اور کچھ دیر بیٹھ کر جلدی سے واپس ہو گئے گویا کسی کام میں مشغول تھے مہمان کے اکرام کے لئے آگئے پھر اسی کام میں متوجہ ہو گئے۔ جب مدینہ منورہ کے نزدیک پہنچے تو اس رات میں شوق کی کثرت اور تجلیات کے ظہور کی شدت کے باعث غالباً بیدار رہے۔ صبح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر مدینہ منورہ میں آکر روضہ منورہ و مسجد شریف کے آداب بجالائے۔ روضہ مطہرہ شریفہ سے نہایت الطاف و عنایات اور دریافت احوال و عطیات کا انعام ظاہر ہوا اور تین چار روز کے بعد اہل مدینہ منورہ میں سے بعض لوگوں نے چاہا کہ حضرت ایشاں عروۃ الوثقی رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ میں داخل ہو جائیں۔ اس جلیل القدر امر کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب سے نہایت ادب کے ساتھ اجازت

Marfat.com

چاہی اور مواجہ شریفہ میں کھڑے ہو کر مراقبہ کیا اس امر جلیل القدر میں مشغول ہونے کے بارے میں کامل رضا مندی اور اس کا نہایت اہتمام ظاہر ہوا جیسا کہ کعبہ حسنیٰ میں ظہور پذیر ہوا تھا اور مقدس و مطہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ سے نہایت بلند درجہ کا خلعت ارشاد عنایت ہوا اور حضرات شیخین رضی اللہ عنہم کی عنایات کے انوار اور سرور انبیاء علیہم الصلوات والبرکات کے کمالات سے ان کے منور ہونے کا قرب ظاہر ہوا اور اکثر اوقات مشاہد و آثار خصوصا مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاص کر مواجہ شریفہ میں (اور) اسطوانہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک کہ ان مقامات میں پوشیدہ اسرار کامل ظہور کے ساتھ موجزن رہتے ہیں انوار کے متواتر ظہور کا بیان فرماتے تھے اور حضرت امام اجل مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات اور آنجناب کا مرتبہ مذکورہ مقامات میں معلوم ہوا۔

اس کے بعد بقیع شریف کے مزارات کی طرف تشریف لے گئے امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی عنایات والطاف اور اہل بیت وامہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کی مہربانیاں بھی ظاہر ہوئیں خاص طور پر صدیقہ حبیبہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے کمالات حد وشمار سے زیادہ ظاہر ہوتے تھے۔ فرماتے تھے کہ اگرچہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مدفن بقیع میں ہے لیکن اس لحاظ سے کہ حجرہ شریفہ ان کا گھر ہے اکثر اوقات ام المؤمنین کو حضرت نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرہ شریفہ میں پاتا ہوں اور مسجد شریف کو ان رضی اللہ عنہا کے انوار سے پر دیکھتا ہوں۔ فرماتے تھے کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے الطاف اپنے بارے میں اس قدر مشاہدہ کئے ہیں اور ان رضی اللہ عنہا کی طرف سے اپنے حال کے متعلق اس قدر اہتمام پایا ہے کہ کیا بیان کروں اور منجملہ امداد واعانت کے جو کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت عروۃ الوثقیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت ظاہر ہوئیں یہ ہے حضرت عروۃ الوثقیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک چیز کے بارے میں حضرات شیخین کے توسل سے حضرت خیر الخلائق علیہ الصلوات والسلام والتحیہ کی جناب میں سفارش چاہی چونکہ سفارش سے فوری طور پر کچھ ظاہر نہ ہوا اور اس میں کوئی راز ہوگا حضرت عروۃ الوثقیٰ رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہٗ حضرت صدیقہ حبیبہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا توسل اختیار کیا انھوں نے التماس کے ساتھ ہی اپنے آپ کو جناب مطہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں نہایت عجلت کے ساتھ پہنچایا اور اپنے آپ کو آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آغوش میں ڈال دیا اور ان کے درمیان محبت وانسیت کی باتوں کے بعد حضرت عروۃ الوثقیٰ رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہٗ کی التماس کو بارگاہ مقدس نبوی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فورا

Marfat.com

منظور کرالیا اور جو کچھ وہ چاہتے تھے اس معلی سے حاصل کرادیا (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا) اور نیز حضرت فاطمۃ الزہرا علیٰ ابیہا و علیہا الصلوٰۃ والسلام کے کمالات ان رضی اللہ عنہا کی شب ولادت کو ظاہر ہوئے اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کا عظیم اجتماع اور عالی شان مسرت حجرہ شریفہ میں مشاہدہ ہوا۔

نمبر ۹۔ مشاہدہ

اور ایک عنایت عالیہ جس سے حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہٗ ممتاز ہوئے یہ ہے کہ حضرت کو اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں دو روز اور ایک رات کے اعتکاف کی اجازت ہوئی جب عشاء کی نماز سے فارغ ہوئے اور ہر وضیع و شریف کو مسجد سے باہر کردیا گیا جیسا کہ اس مقام شریفہ میں معمول ہے اور خلوت خاص حاصل ہوئی تو حضرت عروۃ الوثقیٰ رحمۃ اللہ علیہ مواجہ شریف میں آکر بہت دیر تک مراقبہ میں مشغول رہے اور اسی طرح تہجد کے وقت بھی آکر مراقبہ میں بیٹھ گئے فرماتے تھے کہ حضرت خاتمیت علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات کمال بندہ نوازی اور نہایت کرم سے حجرہ خاص وحجاب مخصوص سے نکل کر ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم کو آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ اس قدر شرف حاصل ہوا کہ اس کے مثل کسی کے ساتھ ظاہر نہیں ہوا تھا۔ اسی طرح تہجد کے وقت محسوس ہوا کہ آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مقصورہ منورہ سے باہر تشریف لے آئے نہایت عنایت وشفقت سے اس کم ترین کو بغل میں لے لیا اور اس فقیر کو آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حقیت کے ساتھ الحاق میسر ہوا۔ والحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

نمبر ۱۰۔ مشاہدہ

مدینہ منورہ کے قیام کے دوران ایک روز حضرت عالی مرتبت عروۃ الوثقیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے آپ کی خدمت عالیہ میں اس وقت کے کسی بزرگ کے احوال و مقامات بیان کیے قلب مبارک میں غیرت کی وجہ سے وسوسہ گذرا ہوگا نسبتوں کے تقارب کی طرف متوجہ ہوئے حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہٗ کی نسبت شریفہ جلوہ گر ہوئی اور تمام عالم اس کے انوار سے پر ہوگیا اور خاص قرب مخصوص مرتبہ جو کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہٗ کو بارگاہ مقدس و

Marfat.com

معلیٰ عز شانہٗ میں ہے اور وہ اس کے ساتھ ممتاز ہیں ظاہر ہوا اور افراد عالم کی نسبت اوران کا اس عارف کامل کے ساتھ افتقار واحتیاج ظاہر ہوا اور محسوس ہوا کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہٗ عالم کائنات کا مرکز اور امام وقت ہیں اور سب افراد عالم حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہٗ کے گرداگرد صفیں باندھے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے فیوض کے منتظر ہو گئے اسی اثنا میں القا کیا گیا کہ اس نعمت والے کو حق پہنچتا ہے کہ کسی پر غیرت کرے۔ ایک روز حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہٗ نے عشاء کی نماز شافعی جماعت کے ساتھ ادا کی۔ فرماتے تھے کہ: امام اجل محی السنۃ محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے تشریف لا کر نہایت خندہ روئی ومسرت سے ہمارے ساتھ ملاقات کی گویا اس موافقت کی وجہ سے انبساط کا اظہار فرمایا۔

نمبر ۱۱۔ مشاہدہ

شروع جمادی الاولیٰ میں جب بقیع شریف کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے تو امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نسبت عالیہ کمال بلندی ونہایت لطافت کے ساتھ جلوہ گر ہوئی آنجناب رضی اللہ عنہ کی جانب سے بکثرت عنایت اور بہت زیادہ الطاف اور کمال اہتمام حضرت عروۃ الوثقیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے حال پر ظاہر ہوا اور اسی طرح حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے الطاف محسوس ہوئے جب حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے مزار مبارک پر پہنچے تو ان سیدہ مطہرہ رضی اللہ عنہا کی نسبت کی موجوں کا جوش وخروش معلوم ہوا اور ان سے بیشمار لطف وکرم ظاہر ہوا اور ایسا محسوس ہوا کہ سیدہ مطہرہ رضی اللہ عنہا ان کو اپنی طرف کھینچ رہی ہیں گویا فرما رہی ہیں کہ تو ہماری ملکیت سے ہے اور ہمارا مہمان ہے۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہٗ فرماتے تھے کہ اس معاملے سے پہلے اپنے آپ کو صدیقہ حبیبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی کثرت عنایات کے باعث ان کی طرف زیادہ مائل پاتا تھا جب بقیع شریف سے لوٹ کر مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچا اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی نسبت میں مستغرق تھا۔ حضرت صدیقہ حبیبہ رضی اللہ عنہا کی نسبت عالیہ نے شرف ظہور بخشا اور رونما ہوئی سابقہ حالت میں تحقق و استہلاک (فنائیت) کے باوجود صدیقہ حبیبہ رضی اللہ عنہا کی نسبت میں بھی ایک گونہ استغراق پیدا ہو گیا

Marfat.com

ـں کے بعد اسی مقام میں ان دونوں متحرمات میں سے ہر ایک خود بنفس نفیس ظاہر ہوئیں اور دونوں ـہ مجھ کو اپنی طرف کھینچ لیا حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا دائیں کندھے پر ظاہر ہوئیں اور حضرت ـدیقہ رضی اللہ عنہا بائیں کندھے پر اور مغرب کے وقت سے عشا کی نماز تک (اپنی طرف کشش کا) یہی ـاملہ ان میں پیش آتا رہا۔ اس کے بعد مسجد شریف میں ایسا معلوم ہوا کہ حضرت زہرا بتول فاطمہ ـہا کی نسبت غالب آ گئی اور ان دونوں محترم خاتون کی نسبت شریف حضرت رسالت پناہ خاتم ـوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گئی یہی معاملہ وہاں بھی ظاہر ہوا کہ ہر ایک کی نسبت مجھ کو اپنی طرف کھینچ ـتی ہے۔

آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ شریف میں صدیقہ رضی اللہ عنہا کی نسبت سے بھی قوت وغلبہ ـیدا کر لیا گویا دونوں نسبتیں برابر ہو گئیں۔ عشاء کے بعد جب حضرت عالی عروۃ الوثقیٰ رحمۃ اللہ علیہ قیام گاہ ـر آئے تو بزرگ مخدوم زادوں سے بیان کرتے تھے کہ ابھی تک وہی معاملہ درپیش ہے اور اس ـسکین ناتواں کے حال پر اس قسم کی دو عالی شان ہستیوں کی عنایات کی کثرت سے میں ایک ایسی فرحت ومسرت میں ہوں کہ ہرگز اس سے اوپر متصور نہیں ہو سکتی۔

نمبر۱۲۔ مشاہدہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت سروری واستغناء

محبوبی ورحمت عامہ کے بارے میں فرماتے تھے کہ محسوس ہوتا ہے کہ آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود شریف دورہ عرش سے مرکز فرش تک تمام اہل جہاں کا مرکز ہے اور تمام مخلوقات یعنی فرشتے حوریں، انسان، جنات اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کے تمام لشکر آپ کے محتاج ہیں اور آپ سے فیض لیتے ہیں۔ فیض دینے والی حقیقی ذات اگرچہ وہاب مطلق جل شانہ ہے لیکن تمام قسم کے فیوضات جس کسی کو بھی پہنچتے ہیں آپ ہی کے توسل سے پہنچتے ہیں اور ملک وملکوت کے اہم کام آپ ہی کے انتظام سے انجام پاتے ہیں اور مشاہدہ ہوتا ہے کہ دن رات تمام مخلوقات پر روضہ مطہرہ علیٰ ساکنہا الصلوات والسلام والتحیہ سے متواتر انعامات جاری ہیں جیسا کہ مشکیزوں کے منہ کھول دیئے جاتے ہیں: ”وما ارسلنك الا رحمة اللغلمين “یعنی ”ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے

Marfat.com

رحمت بنا کر بھیجا ہے"۔ فرماتے تھے کہ: اس رحمت عامہ وشفقت مشمولہ کے باوجود محبوبیت کا اس عظمت جو کہ آپ کے مقام خاصہ کے لئے لازم ہے نہایت کامل ومکمل طور پر ثابت ہے اسی عرض کرنے کی ضرورت پڑتی ہے اور اس بارگاہ میں وسیلے کے بغیر کسی امر کا اظہار دشوار ہے۔

نمبر ۱۳۔ مشاہدہ

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہٗ نے ہر دو مخدوم زادگان عالی درجات یعنی خواجہ محمد نقشبند وحضرت خواجہ محمد عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہما کو خطاب کر کے فرمایا کہ: تم دونوں کے لئے بارگاہ سرور کائنات علیہ وعلیٰ آلہ الف الف صلوات والسلام سے دو دستار چاندی اور سونے کی بنی ہوئی مرحمت ہوئیں اور ان دونوں مخدوم زادوں میں سے ہر ایک نے ختم قرآن پڑھ کر اس بارگاہ معلیٰ میں ہدیہ تحفہ پیش کیا تھا اس کے صلہ میں اس عنایت سے ممتاز ہوئے۔

نمبر ۱۴۔ مشاہدہ

حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہٗ سلمہ اللہ سبحانہ ہمیشہ نماز فجر کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی محراب میں آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مواجہ شریفہ میں جا کر اپنے اصحاب کے ساتھ طریقہ معروفہ پر حلقہ ذکر کرتے تھے دوشنبہ (پیر) کے روز نماز اشراق سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا کہ: آج مشاہدہ ہوا کہ گویا حضرت رسالت خاتمیت علیہ الصلوٰۃ والسلام والتحیہ روضہ منورہ سے باہر آ کر اس حلقہ کی طرف متوجہ ہیں اور غلام وخادموں کی ایک جماعت روضۂ منورہ سے باہر آ رہی ہے، اسی اثناء میں چند خاص حضرات جو کہ مرتبہ وکمال میں حضور عروۃ الوثقیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے درجہ کے قریب ہیں باہر آئے ہیں فرزند ارجمند محمد عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ بھی اعلیٰ درجہ کے لباس اور زیور سے آراستہ انہی خاص اور بزرگ حضرات میں سے ہیں اور نزدیک آ رہے ہیں۔ اللہ سبحانہ الحمد (اللہ کیلئے حمد ہے)۔

نمبر ۱۵۔ مشاہدہ

فرماتے تھے کہ مستورات اہل بیت رضی اللہ عنہن کے درمیان خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور زہرا بتول رضی اللہ عنہا علیحدہ شان رکھتی ہیں اور حضرت رسالت خاتمیت علیہ علیٰ آلہ الصلوات

Marfat.com

التسلیمات کے ہاں یہ تینوں بزرگ مستورات بلندی شان میں ایک دوسرے سے بڑھ بڑھ چڑھ کر ہیں لیکن اس قدر مشاہدہ میں آتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حضور انور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک خاص تعلق ہے معاملات واردات میں دوسروں سے زیادہ دخل ظاہر ہوتا ہے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا و حضرت زہرہ رضی اللہ عنہا کمال قرب میں وقار و سکینہ کے ساتھ ہوتی ہیں ولکل وجھۃ والعلم عنداللہ سبحانہ (اور ہر ایک کے لئے قبلہ ہے اور صحیح علم اللہ سبحانہ کو ہے)۔

حج سے واپسی

آپ نے ۱۰۲۸ھ، ۱۶۵۸ء میں حج کی سعادت حاصل کی اور بارگاہ نبوی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضری دی بارگاہ رسول عربی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت لے کر دوبارہ مکہ مکرمہ حاضر ہوئے اور ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے، ۱۰۲۹ھ، ۱۶۵۹ء میں اپنے وطن سرہند شریف واپس تشریف لے آئے اس مبارک سفر میں پورے دو سال لگے۔

آپ جب واپس ہندوستان تشریف لائے تو ہندوستان کا نقشہ بدلہ ہوا پایا اورنگ زیب عالمگیر تخت سلطنت پر جلوہ افروز تھا اسلامی حکومت اپنے طور طریقوں سے نمایاں نظر آ رہی تھی آپ کو یہ دیکھ کر بہت خوشی حاصل ہوئی آپ کو خوشی کیوں نہ ہوتی کہ ایک کامل اکمل عارف باللہ کا تو مقصد حیات ہی یہی ہوتا ہے کہ ملک میں اسلامی حکمرانی ہو اور عوام الناس میں اسلامی رسم و رواج کا رواج ہو بادشاہ عالمگیر کو آپ کی آمد کی اطلاع ملی تو بادشاہ نے سارے ہندوستان میں یہ اعلان کروا دیا کہ ہر شہر ہر جگہ کے تمام امراء علماء اور مشائخ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کا استقبال کریں چنانچہ ہر جگہ آپ کے شایان شان استقبال ہوا آپ جب اکبر آباد تشریف لائے تو شاہجہان نے بہت بڑی ضیافت کی بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر خود بھی آپ کے استقبال کیلئے شاہجہاں آباد سے اکبر آباد تشریف لایا آپ نے بھی حد درجہ اس پر مہربانی فرمائی اور اس کے ساتھ شاہجہاں آباد تشریف لائے اورنگ زیب عالمگیر کو دعائیں اور توجہ سے نوازتے ہوئے سرہند تشریف لے گئے۔

زیارت مقامات مقدسہ کی واپسی کے بعد حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کو شہرۂ آفاق مقبولیت نصیب ہوئی بندگان خدا صبح و شام تک پروانوں کی طرح جمع رہتے ہر روز بے شمار مخلوق خدا

Marfat.com

آپ کے دست اقدس پر بیعت کا شرف حاصل کرتی آپ کی صحبت کی برکت سے بے شمار لوگوں کو فناء بقا کی حقیقت اور مقام نصیب ہوا آپ کی مجلس کا رعب اور دبدبہ اس قدر تھا کہ بڑے بڑے بادشاہ مجلس میں گفتگو نہ کر سکتے تھے اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سبب ادب آپ کی مجلس میں کبھی کسی سے گفتگو نہ کی صبح و شام پانچ ہزار آدمی آپ کے لنگر سے کھانا کھایا کرتے تھے اور کھانا بھی اعلیٰ درجہ کا ہوتا تھا۔

حضرت خواجہ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ کو بادشاہ کی تربیت کے لئے بھیجنا

اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ نے بارگاہ معصومیہ میں التماس کی کہ بوجہ مصروفیات امور سلطنت خدمت اقدس میں حاضری نہیں دے سکتا لہٰذا مخدوم زادوں یا خلفاء میں سے کسی کو صحبت کیلئے روانہ فرمادیں تاکہ ان سے مستفیض ہوسکوں آپ نے حضرت خواجہ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ کو دہلی روانہ فرمایا یہی صاحبزادہ بعد میں آپ کا جانشین ہوا عالمگیر بادشاہ آپ سے بہت متاثر ہوا اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں داخل ہوگیا نیز شہزادگان محمد اعظم، محمد معظم، شہزادی روشن آرا، نواب مکرم خاں حضرت حافظ محمد محسن (نواسہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) حاجی عبدالرؤف امام مسجد فتحپوری کے علاوہ بے شمار مخلوق خدا آپ کے دست اقدس پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل ہوئی اس وقت حضرت خواجہ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک صرف ستائیں (۲۷) سال تھی۔

شاہجہاں کا انتقال

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو شاہجہان کی وفات کی جب اطلاع ملی تو آپ عالمگیر سے تعزیت و فاتحہ کے لئے شاہجہاں آباد روانہ ہوئے جب آپ سونی پت ضلع رہتک میں پہنچے تو وہاں بادشاہ عالمگیر خود استقبال کے لئے آیا آپ نے شاہجہان آباد میں خان بہادر کے محل میں قیام فرمایا دہلی کے تمام مدارس اور مساجد آپ کے مریدوں سے بھر گے مخلوق خدا کا اس قدر ہجوم تھا کہ شہزادہ اعظم شاہ بھی بڑی مشکل سے آپ کی زیارت اور شرف ملاقات حاصل کر سکا۔

آپ صرف گیارہ دن شاہجہاں آباد میں رہے اس عرصہ میں تین مرتبہ عالمگیر خود حاضر

Marfat.com

رخصت ہوا آپ صرف ایک مرتبہ بادشاہ کے پاس تشریف لے گئے پھر آپ سرہند شریف واپس آئے تو بادشاہ اورنگ زیب رخصت کے لئے بارہ کوس (میل) تک ساتھ گیا آپ نے عالمگیر شاہ کو نصیحتیں فرمائیں اور ارشاد فرمایا کہ یہ ہماری آخری ملاقات ہے ان شاء اللہ تعالیٰ پھر آخرت میں ملاقات ہوگی۔

آپ کو مسند ارشاد پر چوالیسواں (۴۴) سال تشریف فرما ہوا تھا کہ آپ نے اپنے مریدوں اور خلفا کو حسب ذیل طور پر اپنے صاحبزادوں کے حوالے کیا۔

نمبر۱ حضرت خواجہ محمد صبغۃ اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو کابل اور اس کے گردونواح کے تمام پٹھان اور مغل علاقے عطا کئے۔

نمبر۲ حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد بدخشاں، ترکستان، دشت، قبچاق، کاشغر، خطا، روم، شام، یمن وغیرہ۔

نمبر۳ حضرت خواجہ محمد عبید اللہ مروج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کو خراسان، ماوراء النہر، توران، کوہستان، طبرستان، بجستان عطا فرمائے۔

نمبر۴ حضرت خواجہ محمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ کو دکن و پنجاب کے خلفاء سپرد کئے۔

نمبر۵ حضرت خواجہ محمد سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر، شہزادہ اعظم شاہ، وزیر جعفر خان، شائستہ خاں، نواب مکرم خاں، محتشم خان، سلطان عبدالرحمٰن کئے نیز خلفائے حضرات میں سے افون میر محسن سیالکوٹی، صوفی پائندہ شیخ آدم بھکری وغیرہ۔

نمبر۶ حضرت خواجہ محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ کو عرب، بحرین اور شرقی ہند کے اکثر علاقے سپرد کئے۔[1]

آپ نے اپنے خلفائے حضرات کو دنیا کے مختلف حصوں میں بھیجا آپ نے ترکستان، دشت، قبچاق میں ایک ہزار سات سو کے قریب خلفا بھیجے، کاشغر اور خطا میں پانچ سو خلفاء روانہ کئے شام اور روم کی طرف چار سو خلفاء کرام کو روانہ کیا، شیخ مراد کو ان کا سردار مقرر کیا، خراسان، بدخشاں، توران میں شیخ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ماتحت سات سو خلفا بھیجے کابل اور اس کے نواح کیلئے ایک سو خلفاء نیز پشاور اور اس کے نواح کیلئے ایک سو خلفاء حضرات کو روانہ فرمایا۔

---

[1] روضۃ القیومیہ دفتر دوم

Marfat.com

کشف وکرامات

حضرت امام طریقہ شیخ الشیوخ خواجہ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''عوارف المعارف'' میں خوارق وکرامات کے ذکر میں بیان کرتے ہیں کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی عنایت ہے کہ ایک گروہ اولیاء کو اس کے ساتھ مشرف کرتے ہیں اور کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ طبقہ اولیاء کا پہلے گروہ سے برتر ہوتا ہے ان کو کرامات کا حصہ عطا نہیں ہوتا کرامات کا صادر ہونا کوئی قرب الٰہی کی نشانی نہیں ہے۔ خوارق کا مدار بھوکا رہنے پر بھی ہے حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوب نمبر ۵۰ دفتر اول میں فرماتے ہیں بعض حکمتوں اور مصلحتوں کی بنا پر خوارق کے اظہار کا حکم کرتے اور اجازت دیتے ہیں۔''

حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے قیوم زماں تھے آپ کی ذات سے تمام اشیاء کا وجود پرورش پا رہا تھا زمین وآسمان کا نظام اللہ تعالیٰ نے آپ کے وجود سے وابستہ کیا ہوا تھا ہر وقت آپ سے برکتوں اور کرامتوں کا ظہور ہوتا رہتا تھا آپ کو بارگاہ خداوندی میں مقام محبوبیت نصیب ہو چکا تھا آپ کی زبان مبارک اسم کُن کا مظہر تھی آپ سیف زبان تھے جو فرمادیا وہی ہو جاتا تھا آپ کی سب سے بڑی کرامت آپ کے مکتوبات شریف ہیں جن سے رشد وہدایت کا نور جاری ہے اور آپ کے سلسلہ پاک کے مشائخ ہیں جو زندہ کرامت ہیں اور قیامت تک یہ کرامت زندہ رہے گی چند کرامتوں کا ذکر کرتے ہیں۔

بیماری سے صحت پانا

''حضرات القدس'' کے مصنف حضرت مولانا بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ فقیر ایسا بیمار ہوا کہ زندگی کی امید نہ رہی ہر سہ حضرات مخدوم زادگان فقیر کی عیادت کے لئے تشریف لائے چونکہ حد درجہ کمزوری تھی اس نے حضرت خواجہ محمد سعید قدس سرہٗ سے التماس کی کہ: میرا خاتمہ ایمان پر ہونے کی دعا فرمائیں، حضرت قیوم زمان خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم صحت کے لئے دعا کرتے ہیں پھر آپ نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ تمہاری بیماری کو صحت میں بدل دے اللہ پاک نے صحت عطا فرمادی۔

Marfat.com

...ب دہن کی برکت

آپ کے عزیز رشتہ دار فرماتے ہیں میری آنکھ میں درد بہت ہوتا تھا۔ایک دوا آنکھ میں ...لی تو اس سے بینائی ہی ختم ہوگئی جب حج سے تشریف لائے تو ایک آدمی کے ہمراہ آپ کی خدمت ...دس میں حاضر ہوا اور اپنا حال عرض کیا آپ نے تھوڑے تحمل کے بعد اپنا لعاب دہن میری آنکھ ...ں لگا کر فرمایا کہ دونوں ہاتھوں سے آنکھیں بند کرلو اور گھر جا کر کھول دینا اس آدمی کے ہمراہ واپس ...ھر آیا اور آنکھیں کھول لیں تو دونوں آنکھیں بالکل روشن تھیں۔

...طبیب ہوجانا

آپ کے ایک مرید نے کسی صاحب کو دوائی دی حالانکہ وہ حکیم نہ تھے اس صاحب کو ...شفاء کی بجائے نقصان ہوا۔مرید نے آپ کی خدمت اقدس میں سارا ماجرہ عرض کیا تو حضرت ...قیوم زماں نے مسکرا کر فرمایا پہلے تو طبیب نہ تھے اب طبیب ہوگئے ہو جاؤ اسی دوا کو دو، ان شاء اللہ ...ائدہ ہوگا۔چنانچہ اسی مرید نے دوبارہ دوا پھر اس صاحب کو دی جس سے وہ صحت یاب ہوگیا اس ...کے بعد جو دوا کسی مریض کو دی، اس کو شفائے کامل نصیب ہوتی۔

...داماد کا وفات پانا

آپ کے ایک داماد نے جو حضرت کا بھتیجا بھی تھا پوشیدہ طور پر دوسرا نکاح کرلیا آپ کی ...صاحبزادی کو جب اس کا علم ہوا تو وہ بہت غمگین ہوئیں اور آپ سے خاوند کی شکایت کی آپ کی ...زبان مبارک سے بے اختیار نکلا کہ وہ مرجائے گا۔صاحبزادی نے حیات کی التجا کی تو فرمایا بس ...اب جو ہونا تھا ہوگیا اب ایمان کی دعا کرو تین چار روز کے بعد اس کا انتقال ہوگیا۔

...رافضی کا سر کاٹنا

ایک شخص نے آپ کے حضور میں عرض کیا کہ فلاں رافضی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برا ...بھلا۔کہتا ہے آپ کو بہت غصہ آیا آپ اس وقت خربوزہ کھا رہے تھے۔آپ نے چھری ہاتھ

Marfat.com

میں لے کر خربوزہ پر رکھ کر فرمایا کہ لو ہم اس رافضی کا سر کاٹتے ہیں اور خربوزے کو دو ٹکڑے کر دیا اسی روز وہ رافضی مر گیا۔

حضرت قیوم زماں عروۃ الوثقیٰ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہٗ کی اولاد مبارک

اللہ تعالیٰ نے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کو اولاد روحانی کی کثرت کے ساتھ ساتھ اولاد صلبی سے بھی نوازا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو اولاد عطا فرمائی وہ سب کے سب امام الاولیاء تھے اور وہ سب صاحب سلسلہ ہوئے ہیں۔ آپ کی اولاد اُمت محمدیہ کے لئے رحمت کا خزانہ تھی۔ خداوند کریم کی طرف سے آپ کو چھ (۶) صاحبزادے اور پانچ (۵) صاحبزادیاں عطا ہوئی تھیں۔ جن کے نام مبارک مندرجہ ذیل ہیں:

صاحبزادے

نمبر۱: حضرت شیخ خواجہ محمد صبغۃ اللہ رحمۃ اللہ علیہ

ولادت: آپ ۱۱ ربیع الثانی ۱۰۳۲ھ کو پیدا ہوئے،

وفات: آپ نے ۹ ربیع الثانی ۱۱۲۰ھ کو وفات پائی۔

نمبر۲: حضرت شیخ خواجہ محمد نقشبند ثانی حجۃ اللہ رحمۃ اللہ علیہ

ولادت: آپ ۷ رمضان المبارک ۱۰۳۴ھ کو پیدا ہوئے،

وفات: آپ نے ۲۹ محرم الحرام ۱۱۱۴ھ کو وفات پائی۔

نمبر۳: حضرت شیخ خواجہ محمد عبید اللہ مروج الشریعۃ رحمۃ اللہ علیہ

ولادت: ۲۱ شعبان المعظم ۱۰۳۷ھ کو پیدا ہوئے،

وفات: آپ نے ۱۹ ربیع الاول ۱۰۸۳ھ کو وفات پائی۔

نمبر۴: حضرت شیخ خواجہ محمد اشرف محبوب اللہ رحمۃ اللہ علیہ

ولادت: آپ ۱۰۴۳ھ کو پیدا ہوئے،

Marfat.com

وفات: آپ نے ۲۷ صفر المظفر ۱۱۱۸ھ کو وفات پائی۔

نمبر۵: حضرت شیخ خواجہ محمد سیف الدین محی السنہ رحمۃ اللہ علیہ

ولادت: آپ ۱۰۴۹ھ کو اس دنیا میں تشریف لائے،

وفات: آپ نے ۲۶ جمادی الاول ۱۰۹۶ھ کو وفات پائی۔

نمبر۶: حضرت شیخ خواجہ محمد صدیق محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت: آپ ۱۰۵۹ھ کو پیدا ہوئے،

وفات: آپ نے ۱۱۳۱ھ کو وفات پائی۔

صاحبزادیاں

نمبر۱: امۃ اللہ بیگم

نمبر۲: عائشہ بیگم

نمبر۳: عارفہ بیگم

نمبر۴: عاقلہ بیگم

نمبر۵: صفیہ بیگم

آپ کی بیٹیاں نیک صالحہ متقی و پرہیز گار اور ذاکرہ وشاغلہ تھیں۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ سے کمالات نبوت کی خوشخبری ان کو نصیب ہوئی تھی۔

خلفائے عظام

حضرت قیوم زمان عروۃ الوثقیٰ خواجہ سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفائے عظام کی تعداد تقریباً سات ہزار (۷۰۰۰) ہے۔ ان میں سے چند مشہور و معروف خلفاء کے اسم گرامی تحریر کئے جاتے ہیں۔ آپ کے بیٹوں کے اسم گرامی کے علاوہ مندرجہ ذیل نام یہ ہیں۔

۱: حضرت شیخ آدم قتوی رحمۃ اللہ علیہ

۲: حضرت شیخ ابو اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

۳: حضرت زادہ شیخ ابوالقاسم رحمۃ اللہ علیہ
۴: حضرت شیخ ابوالمظفر رحمۃ اللہ علیہ
۵: حضرت شیخ خواجہ احمد بخاری رحمۃ اللہ علیہ
۶: حضرت شیخ ازغوان رحمۃ اللہ علیہ
۷: حضرت شیخ میرزا امان اللہ برہان پوری رحمۃ اللہ علیہ
۸: حضرت شیخ انور نور سرائی رحمۃ اللہ علیہ
۹: حضرت شیخ بایزید رحمۃ اللہ علیہ
۱۰: حضرت شیخ صوفی پائندہ محمد رحمۃ اللہ علیہ
۱۱: حضرت شیخ حبیب اللہ حصاروی رحمۃ اللہ علیہ
۱۲: حضرت شیخ زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ
۱۳: حضرت شیخ خواجہ عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ
۱۴: حضرت شیخ عبدالصمد کابلی رحمۃ اللہ علیہ
۱۵: حضرت شیخ عبدالکریم کابلی رحمۃ اللہ علیہ
۱۶: حضرت شیخ ملا عطاء اللہ ہورتی رحمۃ اللہ علیہ
۱۷: حضرت شیخ عمر الحفری رحمۃ اللہ علیہ
۱۸: حضرت شیخ خواجہ محمد حنیف کابلی رحمۃ اللہ علیہ
۱۹: حضرت شیخ اخون موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ
۲۰: حضرت شیخ محمد شریف کابلی رحمۃ اللہ علیہ
۲۱: حضرت شیخ محمد صدیق کابلی رحمۃ اللہ علیہ
۲۲: حضرت مولانا محمد صدیق پشاوری رحمۃ اللہ علیہ
۲۳: حضرت شیخ حافظ محمد محسن رحمۃ اللہ علیہ
۲۴: حضرت شیخ ملا محسن کابلی رحمۃ اللہ علیہ
۲۵: حضرت شیخ مراد شامی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

حضرت شیخ میرک معین الدین رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ نواب مکرم خان رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ مخدوم زادہ شیخ محمد خلیل اللہ رحمۃ اللہ علیہ

صال

حضرت قیوم زماں قدس سرہٗ نے سرہند شہر اور اس کے گردونواح کے تمام خواص وعوام کو ی بارگاہ میں طلب کیا۔ آپ نے عوام الناس کے ہجوم سے بعد از حمد وثناء ارشاد فرمایا کہ: اب فقیر یا سے سفر آخرت کرنے والا ہے میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ قرآن وحدیث، اجماع امت اور وال مجتہدین پر عمل کرنا۔ خلاف شریعت درویشوں اور فقراء سے دور رہنا۔ وہ خود بھی گمراہ ہوتے ں اور لوگوں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔

ہجوم یہ سن کر رونے لگا نیز ان دنوں آپ نے بعض مشائخ کو خاتمہ ایمان کے لئے تحریر

رمایا:

> ''آپ کو وجع مفاصل کا مرض تھا آخری ایام زندگی میں اس مرض نے بہت غلبہ پایا اپنی سخت علالت کے باوجود ۲۸ صفر کو آپ نے حضرت امام ربانی مجدد صاحب قدس سرہٗ کا سالانہ اجتماع منعقد کیا بعد ازاں مرض کا غلبہ اس قدر ہوا کہ ہاتھ پاؤں میں حرکت نہ رہی۔''

آٹھ (۸) ربیع الاول جمعہ کا دن مبارک تھا آپ نے نماز باجماعت ادا کی نماز جمعہ کے عد ہجوم عشاق سے ارشاد فرمایا: امید زیست نہیں کہ کل اس وقت تک دنیا میں رہوں پھر چند نصیحتیں جوم عشاقوں اور جانثاروں سے فرمائیں اور آپ خلوت میں تشریف لے گئے۔ دوسرے دن ہفتہ کی بح کی نماز تعدیل ارکان سے ادا کر کے مراقبہ فرمایا بعدہ نماز اشراق بڑے شوق وذوق سے ادا کی۔ س کے بعد تنفس میں تیزی پیدا ہوئی اور سکرات موت کی علامات ظاہر ہونے لگیں ''انوارِ معصومیہ'' کا صنف حضرت سید زوار حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں کہ حضرت خواجہ کی زبان مبارک ڑی تیزی سے حرکت کرنے لگی جب کان لگا کر سنا تو آپ سوۃ یسین پڑھ رہے تھے ''مرات جہاں

Marfat.com

نما" کا مصنف لکھتا ہے حضرت خواجہ نے آخری وقت میں "السلام علیك یانبی اللہ" ک
دوپہر کے وقت ۹ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ بمطابق ۱۷ اگست ۱۶۶۸ء کو اس جہانِ فانی سے فردوس ا
میں تشریف لے گئے۔ "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّـآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔"

مدفن

جس حویلی مبارک میں حضرت خواجہ کا وصال ہوا اسی جگہ آپ کو غسل دیا گیا جن حضرات نے غسل دیا ان کے نام یہ ہیں۔ حاجی عاشورہ، خواجہ عبدالرحمٰن، صوفی احمد اور شیخ انور۔ کتاب "کوکب دریہ" میں تحریر ہے کہ لوگوں کے کندھوں پر آپ کی نعش مبارک خود بخود نظر آتی تھی معصومی محل کے صحن میں جو بہت وسیع میدان ہونے کے باوجود لوگوں کی کثرت کی وجہ سے تنگ تھا۔

امامت نماز جنازہ

آپ کے صاحبزادہ خواجہ عبیداللہ مروج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ نے نماز جنازہ کی امامت فرمائی اور معصومی محل کے جنوب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دفن کیا گیا اور اب تک سرہند شریف میں زیارت گاہ عوام ہے۔

حال قبر شریف

حضرت خواجہ عبیداللہ مروج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کو وفات کے دوسرے روز آپ کی زیارت ہوئی تو حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے قبر کی کیفیت دریافت کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا نہایت خوبصورت فرشتے جو اپنی خوبصورتی میں عدیم المثال تھے عمدہ لباس میں میرے پاس آ کر نہایت ادب سے کھڑے رہے پھر واپس چلے گئے۔ لیکن مجھ سے کوئی سوال نہیں کیا۔ پھر تنگی قبر کے بارے میں پوچھا تو حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے جواب میں فرمایا کہ: مجھے کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوئی بلکہ خوشی نصیب ہوئی۔

روضہ شریف

قیوم زماں حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ محمد معصوم سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر شاہجہاں کی بیٹی روشن آرا بیگم نے عالی شان روضہ تعمیر کیا۔ جس کو اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں خواب

Marfat.com

...ں دیکھا تھا اور روضہ اطہر پر یہ الفاظ لکھے گئے۔

"مرقد محبوب حق قطب زماں"

سلسلہ مجددیہ معصومیہ اور اس کے مشائخ کبائر

پچھلے صفحہ پر حضرت خواجہ معصوم قدس سرہٗ کے مشہور خلفاء کے اسم مبارک دیئے ہیں اب سلسلہ مجددیہ معصومیہ کے ان خلفاء کا ذکر کرتے ہیں جو خانقاہ شریف سراجیہ تک آتے ہیں۔ زیادہ حالات "دعوت و عزیمت" کی جلد چہارم سے لئے گئے ہیں یہ کتاب حضرت ابوالحسن ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی مرتب کردہ ہے:

"ہم پہلے حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ کے مشائخ کبار کا اجمالی تذکرہ کرتے ہیں جس سے ان کی مقبولیت اور مرجعیت، ان کے افادہ و افاضہ کے دائرہ کی وسعت ان کی طرف رجوع عام اور خلق خدا کے پروانہ وار ہجوم وازدحام اور اس وقت کے اسلامی معاشرہ اور مسلمانوں کی زندگی پر ان کے وسیع و عمیق اثرات کا کسی قدر اندازہ ہو سکے گا۔ ان کے مفصل حالات و سوانح کے لئے ان کتابوں کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت ہے جو مستقلاً ان کے حالات میں لکھی گئیں یا ان کتب و تراجم کی طرف جن میں ان کا اجمالاً تذکرہ آیا ہے۔ جہاں تک ہندوستان کا تعلق ہے اس کے لئے مولانا حکیم سید عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ کی شہرہ آفاق کتاب "نزہۃ الخواطر" کی جلد پنجم، ششم اور ہفتم پر ایک نظر ڈالنا کافی ہوگا۔"

حضرت خواجہ سیف الدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ کی اشاعت اور بانی سلسلہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مقاصد کی تکمیل جن میں تعلق مع اللہ کی تجدید اتباع سنت کا رواج اور ازالہ بدعات و منکرات خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے خلف الرشید اور خلیفہ راشد حضرت خواجہ سیف الدین سرہندی (۱۰۴۹ھ تا ۱۰۹۶ھ) سے ہوئی جنہوں نے اپنے والد ماجد کے حکم

Marfat.com

سے دار السلطنت دہلی میں طرح اقامت ڈالی آپ کے ہاتھوں اس مرجع عالم خانقاہ کی بنیاد پڑی جس کو بعد میں حضرت مرزا مظہر جان جاناں اور حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تربیت روحانی کا عالمگیر مرکز بنا دیا اور جس کے انوار سے ایک طرف افغانستان و ترکستان دوسری طرف عراق و شام و ترکی منور ہوئے اور شاعر کا یہ کہنا حرف بحرف صادق آیا۔

چراغ ہفت کشور خواجہ معصوم
منور از فروغش ہند تا روم

سلطان اورنگ زیب عالمگیر جس نے جیسا کہ اوپر گذرا ہے حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی حضرت خواجہ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ سے روحانی تربیت حاصل کی حضرت خواجہ کے محل شاہی میں جانے اور دیواروں پر کندہ تصویروں پر اعتراض کرنے اور بادشاہ کے اسی وقت ان کے ختم کرنے کا حکم دینے کا تذکرہ تاریخ میں آتا ہے۔ خواجہ سیف الدین نے اپنے والد نامدار کو اس کی اطلاع دی اور خواجہ نے بادشاہ کے نام ایک مکتوب میں اس پر مسرت کا اظہار فرمایا تحریر فرماتے ہیں۔

چہ نعمتے ست کہ بایں ہمہ طمطراق
یہ کیسی بڑی نعمت ہے کہ شاہانہ شان

بادشاہی و دبدبۂ سلطانی کلمہ حق
وشوکت اور بادشاہی دبدبہ کے باوجود

بہ سمع قبول افتد و گفتہ نامرادے مؤثر شود
کلمہ حق قبول کیا جائے اور ایک نامراد کا کہنا موثر ہو

خواجہ سیف الدین نے بادشاہ میں آثار ذکر ظاہر ہونے اور بادشاہ کے بعض منازل سلوک طے کرنے کی بھی اطلاع دی اور حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر بھی اپنی مسرت و اطمینان کا اظہار فرمایا ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

''بادشاہ دین پناہ کے جو احوال تم نے ذکر کئے مثلاً لطائف میں ذکر کا سرایت کرنا اور سلطان ذکر اور رابطہ کا حاصل ہونا خطرات کی قلت کلمہ حق

Marfat.com

قبول کرنا بعض منکرات کا رفع ہونا۔اور لوازم طلب کا زائل ہونا یہ سب
بوضاحت معلوم ہوئے اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانا چاہئے بادشاہوں کے طبقے
میں یہ باتیں عنقا کی طرح نایاب ہیں۔"

بادشاہ نے ان سے رابطہ روحانی قائم رکھا"مآثر عالمگیری" کے مصنف محمد ساقی مستعد خاں نے سال دوازدہم ۱۰۸۰ھ (۱۳ محرم) کے واقعات میں بادشاہ کے ایک پہر رات گئے باغ حیات بخش سے حضرت خواجہ کے دولت خانہ میں تشریف لے جانے اور ایک گھڑی بیٹھ کر ان کی صحبت بابرکت اور کلمات طیبہ سے مستفید ہونے اور ان کا اعزاز واکرام کرنے کے بعد دولت خانہ شاہی میں مراجعت کا ذکر کیا ہے۔[1]

حضرت خواجہ کا خاص ذوق امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا تھا اور اس میں وہ بڑے سرگرم تھے ذیل الرشحات کے مصنف شیخ مراد بن عبداللہ القزانی کے بیان کے مطابق ان کی ان مساعی کا اثر یہ ہوا کہ قریب تھا کہ سرزمین ہندوستان سے بدعات کا خاتمہ ہو جائے اسی بنا پر ان کے والد ماجد نے ان کو محتسب الامۃ کا خطاب عطا کیا تھا، نہایت قوی التاثیر صاحب جذب وتصرف تھے لوگ ایک اضطراب واستغراق کی حالت میں ان کی خانقاہ میں پڑے رہتے تھے اسی کے ساتھ ساتھ بڑے دبدبہ اور عظمت کے شیخ تھے، سلاطین وامراء ان کی مجلس میں مؤدب کھڑے رہتے تھے اور ان کو ان کے سامنے بیٹھنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی۔ رجوع عام کا یہ حال تھا کہ روزانہ چودہ سو آدمی دونوں وقت ان کے مطبخ سے اپنی خواہش وذوق کے مطابق کھانا پاتے تھے۔[2]

خواجہ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ کے بعد ان کے خلیفہ سید نور محمد بدایونی (م ۱۱۳۵ھ) نے ان کی جگہ کو آباد اور ان کی خانقاہ کو نور محمدی سے منور رکھا ان کے بعد حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی مسند ارشاد کو زینت بخشی جن کا تذکرہ بعد میں آئے گا۔

---

[1] مآثر عالمگیری شائع کردہ ایشاٹک سوسائٹی آف بنگال ۱۸۷۱ء صفحہ ۸۴

[2] ذیل الرشحات صفحہ ۴۸،۴۹ چتلی کی موجودہ خانقاہ اصلاً حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں قائم ہوئی جنہوں نے اس مکان کو جس میں حضرت مرزا صاحب کی تدفین ہوئی تھی خرید کر مسجد وخانقاہ کی تعمیر کی۔

Marfat.com

خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ سے مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ تک

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے صاجزادے حضرت خواجہ محمد نقشبند تھے (۱۰۳۴ھ تا ۱۱۱۴ھ) جو حجۃ اللہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے مشہور ہیں۔ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو اپنا جانشین وخلیفہ بنایا تھا اور ان کی وفات کے بعد وہ ہمہ تن ارشاد وتلقین میں مصروف ہو گئے۔

ان کے خلفاء میں خواجہ محمد زبیر (ابن العلا بن خواجہ محمد معصوم، م ۱۱۵۱ھ) تھے جن کی طرف طالبین کا ایسا رجوع ہوا جو اس عہد میں کمتر کسی کی طرف ہوا ہوگا۔ جب آپ مکان سے مسجد تشریف لاتے تھے تو امراء اپنے دوشالے اور پگڑیاں مکان سے مسجد تک بچھاتے تھے تاکہ قدم مبارک زمین پر نہ پڑیں اور اگر کسی مریض کی عیادت یا دعوت میں جانے کے لئے سوار ہوتے تو بادشاہوں کے مثل آپ کی سواری جاتی تھی۔[1]

حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے بڑے خلفاء یادگار چھوڑے ان میں سے تین (۳) بڑے نامور ہوئے، (۱) حضرت شاہ ضیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ جن کے خلفاء میں حضرت شاہ محمد آفاق رحمۃ اللہ علیہ ہیں دوسرے حضرت خواجہ محمد ناصر عندلیب رحمۃ اللہ علیہ جن کے فرزند وخلیفہ خواجہ میر درد دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہوئے تیسرے حضرت خواجہ عبدالعدل رحمۃ اللہ علیہ جن کے خلیفہ حضرت شاہ عبدالقادر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مترجم قرآن و فرزند حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

حضرت خواجہ ضیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ بڑے پایہ کے شیخ طریقت وصاحب نسبت تھے حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ: جس نے نسبت مجددی مجسم نہ دیکھی ہو وہ حضرت خواجہ ضیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھے۔[2]

ان کے خلیفہ حضرت شاہ محمد آفاق رحمۃ اللہ علیہ (۱۱۶۰ھ تا ۱۲۵۱ھ) کو اللہ تعالیٰ نے قبول عام عطاء فرمایا اور شہرہ آفاق بنایا دہلی سے کابل تک لوگوں نے آپ سے فیض اٹھایا۔ کابل تشریف لے گئے تو زمان شاہ، شاہِ افغانستان نے بیعت کا شرف حاصل کیا۔

حضرت شاہ محمد آفاق کے خلیفہ ارشد، اویس زمانہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد

---

[1] درالمعارف ملفوظات حضرت شاہ غلام علی [2] ایضاً صفحہ ۱۶

Marfat.com

ری رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۰۸ھ تا ۱۳۱۳ھ) تھے جن کے جذب قوی، نفس گرم، زہد و تجرید، اتباع شریعت،
سنت وحدیث اور عشق الٰہی وحب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نصف صدی سے زائد تک ہندوستان
صوص شمالی ہند) کی فضا کو گرم اور منور رکھا اور خود انہیں کے الفاظ میں عشق کی دکان کی گرم
ری رہی۔ ندوۃ العلماء کے اکثر بانی و ناظم حضرت مولانا کے مرید و مسترشد تھے مثلاً مولانا سید
لی مونگیری بانی و ناظم اول ندوۃ العلماء مولانا مسیح الزماں خاں شاہجہاں پوری (استاد اعلیٰ
رت محبوب علی خاں نظام دکن) مولانا سید ظہور الاسلام فتحپوری، مولانا سید تجمل حسین بہاری،
لانا حکیم سید عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ ناظم ندوۃ العلماء، نواب صدر یار جنگ اور مولانا حبیب الرحمٰن خاں
روانی (صدر الصدور امور مذہبی حیدر آباد دکن) حسام الملک صفی الدولہ، نواب سید علی حسن خاں
م ندوہ اور مولانا کے سلسلہ کی اشاعت اول الذکر مولانا سید محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ سے بڑے وسیع
انے پر ہوئی۔

ہندوستان کے وسیع النظر محتاط مؤرخ اور تذکرہ نگار مولانا حکیم سید عبدالحی مصنف
"نزہۃ الخواطر" کے بقول:

> "عقیدت مندوں نے پروانوں کی طرح ہجوم کیا اور تحائف وہدایا کی بارش ہوئی بڑے بڑے امراء اور رؤساء دور دراز اور دشوار گذار علاقوں سے عقیدت مندانہ حاضر ہوئے اور آپ کی ذات مرجع خلائق بن گئی اور ایسی مقبولیت اور ہر دلعزیزی حاصل ہوئی جو اس زمانہ میں کسی شیخ طریقت کو حاصل نہیں تھی۔"

جہاں تک آپ کے کشف وکرامات کا تعلق ہے وہ حد تواتر کو پہنچ گئے ہیں اور اس بارہ
ں اولیائے متقدمین میں بھی حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ اور کوئی نظیر نہیں ملتی۔[1]
مفصل تذکرہ کے لئے ملاحظہ ہو راقم سطور کی کتاب "تذکرہ" حضرت مولانا فضل
الرحمٰن گنج مرادآبادی"۔

---

[1] نزہۃ الخواطر ج ۸

Marfat.com

مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید نور محمد بداونی کے خلیفہ حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ اصل نام شمس الدین حبیب اللہ تھا مظہر تخلص تھا۔ والد کا نام مرزا جان تھا۔ اسی نسبت سے عالمگیر مرحوم نے جان جاں نام رکھا کہ فرزند جانِ پدر ہوتا ہے خلائق کی زبان پر جانِ جاناں جاری ہو گیا۔ (۱۱۱۱ھ یا ۱۱۱۳ھ تا ۱۱۹۵ھ) تھے جنہوں نے پینتیس سال تک اپنے انفاس قدسیہ سے دلوں کو گرم و منور رکھا اور دار السلطنت دہلی میں عشق کا زور بازار اپنے عروج پر رہا حکیم الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جیسے صاحب نظر معاصر کی ان کی متعلق شہادت ہے۔

ہندوستان کے لوگوں کے حالات ہم سے پوشیدہ نہیں کہ یہیں کی پیدائش ہے اور یہیں عمر بسر ہوئی۔ ملک عرب کو خود دیکھا ہے اور اس کی سیاحت کی ہے۔ افغانستان و ایران کے لوگوں کے حالات وہاں کے معتبر لوگوں کی زبانی سنے ہیں۔ اس سب کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوا کہ کوئی ایسا بزرگ جو جادۂ شریعت اور طریقت پر اور کتاب و سنت کی پیروی میں ان کی طرح استوار و مستقیم ہو اور طالبین کی رہنمائی میں اس کا پایہ اتنا بلند اور اس کی توجہ اتنی قوی ہو ہمارے دور میں ان ملکوں میں سے کسی ملک میں جن کا اوپر ہم نے تذکرہ کیا پایا نہیں جاتا دور ماضی اور بزرگان سلف میں بیشک ہو سکتا ہے بلکہ سچ پوچھئے تو ہر زمانہ میں ایسے بزرگ زیادہ تعداد میں پائے نہیں جاتے چہ جائیکہ ایسے زمانہ میں جو فتنہ و فساد سے پر ہے۔[1]

حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں حضرت مولانا نعیم اللہ بہرائچی رحمۃ اللہ علیہ (۱۱۵۳ھ۔۱۲۱۸ھ) مصنف ''معمولات مظہریہ'' اور بیہقی وقت حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۲۵ھ) مصنف ''التفسیر المظہری بدمنہ'' اور مولانا یحییٰ بہاری رحمۃ اللہ علیہ (۱۱۸۰ھ) جیسے سرآمد روزگار علماء و مشائخ تھے۔ خلفاء و مریدین کبار کے لئے ملاحظہ ہو ''مقامات مظہری'' از صفحہ ۶۴ میں جن خلفاء کے نام دیئے ہیں ان کی تعداد ۴۳ ہے۔

لیکن مرزا صاحب کے سلسلہ بلکہ طریقہ مجددیہ کی عالمگیر اشاعت ان کے خلیفہ ارشد حضرت شاہ غلام علی بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کا اصل نام عبداللہ تھا۔ شاہ غلام علی کے نام سے شہرہ

---

[1] کلمات طیبات ص: ۱۶۴-۱۶۵

Marfat.com

فاق ہوئے۔ (۱۱۵۶ھ تا ۱۲۴۰ھ) ان کو سلسلہ مجددیہ کا مجدد بلکہ تیرہویں صدی میں سلوک الی اللہ اور تزکیہ واحسان جس کا معروف نام تصوف ہے کا مجدد کہنا صحیح ہوگا۔ جن پر عجم وعرب کے طالبین نے پروانوں کی طرح ہجوم کیا۔ ہندوستان کا کوئی شہر ایسا نہ ہوگا جہاں آپ کا کوئی خلیفہ نہ ہو صرف ایک انبالہ شہر میں آپ کے پچاس (۵۰) خلفاء تھے سرسید احمد خاں مرحوم ''آثار الصنادید'' میں لکھتے ہیں کہ:

میں نے حضرت کی خانقاہ میں اپنی آنکھ سے روم اور شام اور بغداد اور مصر، چین اور حبش کے لوگوں کو دیکھا ہے کہ حاضر ہو کر بیعت کی اور خدمت خانقاہ کو سعادت ابدی سمجھے اور قریب قریب کے شہروں کا مثل ہندوستان، پنجاب اور افغانستان کا تو کچھ ذکر نہیں کہ ٹڈی دل کی طرح اُمنڈتے تھے حضرت کی خانقاہ میں پانچ سو فقیر سے کم نہیں رہتے تھے اور سب کا روٹی کپڑا آپ کے ذمہ تھا۔[1] شاہ رؤف احمد رحمۃ اللہ علیہ در المعارف میں صرف ایک روز کے طالبین کے مقامات کی فہرست لکھتے ہیں، جو جمادی الاولی ۱۲۳۱ھ کو دہلی کی اس خانقاہ میں استفادہ کے لئے حاضر تھے۔

سمرقند، بخارا، غزنی، تاشقند، حصار، قندھار، کابل، پشاور، کشمیر، ملتان، لاہور، سرہند، امروہہ، سنبھل، رامپور، بریلی، لکھنؤ، جائس، بہرائچ، گورکھپور، عظیم آباد، ڈھاکہ، حیدرآباد، پونا، وغیرہ۔[2]

ان کے اس فیض عام کو دیکھ کر ان کے مسترشد مولانا خالد رومی کا فارسی کا یہ شعر بالکل واقعہ کی تصویر ہے۔

خبر از من دہید آں شاہ خوباں را بہ پہنانی
کہ عالم زندہ شد بار دگر از ابر نیسانی

(یہ انسٹھ شعر کا قصیدہ ہے جو شاہ عبدالغنی محدث دہلوی نے پورا نقل کیا ہے)

حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بڑے جلیل القدر خلفاء ہوئے ان میں سے حضرت شاہ سعد اللہ رحمۃ اللہ علیہ جن کے خلیفہ شاہ محمد نعیم معروف بہ مسکین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۶۴ھ) تیرہویں صدی کے وسط میں حیدرآباد تشریف لائے اور طویل قیام فرمایا، آصف جاہ ششم اعلیٰ حضرت میر محبوب علی خاں ان کے ارادت مند تھے۔[3]

---

[1] آثار الصنادید باب چہارم [2] در المعارف صفحہ نمبر ۱۰۶ مطبع نامی

Marfat.com

۳ مخبر دکن مدراس ۲ جنوری ۱۸۹۶ء

شاہ سعد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے خلیفہ سید محمد پادشاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۲۸ھ) تھے (جن کے خلیفہ مولانا سید عبداللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۸۴ھ) مصنف "زجاجۃ المصابیح" مدت دراز تک حیدر آباد میں سرگرم تربیت وارشاد رہے)۔

حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خلیفہ حضرت شاہ رؤف احمد صاحب مجددی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خلیفہ حضرت شاہ رؤف احمد صاحب مجددی ۱۲۰۱ھ تا ۱۲۶۶ھ نے بھوپال میں خانقاہ مجددیہ کی بنیاد ڈالی جس کو پیر ابو احمد صاحب اوران کے فرزند ارجمند مولانا شاہ محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اپنے وقت میں آباد کیا۔

بہرائچ میں مولانا شاہ بشارت اللہ بہرائچی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۵۴ھ) نے سلسلہ مجددیہ کی اشاعت کی بخارا میں شیخ گل محمد رحمۃ اللہ علیہ شیخ الکل بنے ہوئے تھے اورانہوں نے سلسلہ مجددیہ کا فیض عام کر رکھا تھا۔[1] شیخ احمد بغدادی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے بغداد سے آکر بیعت واجازت حاصل کی۔[2]

مولانا خالد رومی رحمۃ اللہ علیہ

عراق وشام اورترکی میں حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ کی اشاعت کا کام اللہ نے ایک کردی فاضل اجل مولانا خالد رومی سے لیا۔ جو اپنے ملک میں حضرت کے فیض وارشاد کا آوازہ سن کر ہمہ تن شوق و بے قراری بن کر منزلوں پر منزلیں طے کرتے ہوئے ایک سال میں دہلی پہنچے۔ اور آستانہ پر آکر ایسے پڑے کہ تکمیل سلوک کی منزلیں طے کر کے اجازت وخلافت خاصہ سے مشرف ہوئے اس عرصہ میں ان کی یکسوئی کا عالم یہ تھا کہ دہلی کے علماء ومشائخ جوان کے فضل و کمال کی شہرت برسوں سے سنتے تھے ملنے آتے تو فرمادیتے کہ فقیر جس مقصد کے لئے آیا ہے اس کے حصول کے بغیر کسی طرف متوجہ نہیں ہوسکتا۔ مسند وقت سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ آئے کہ القادم یزار باہر سے آنے والے سے خود ملنے جاتے ہیں اور حضرت شاہ ابو سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جوان کے شاگرد رشید تھے عرض کیا کہ استاد الہند رحمۃ اللہ علیہ آپ کی ملاقات کے لئے آئے ہیں فرمایا کہ سلام کہو اور کہو کہ مقصد براری کے بعد میں خود حاضر ہوں گا۔

---

[1] درالمعارف صفحہ نمبر ۱۲۵ [2] ایضاً ص: ۱۴۴

Marfat.com

وطن واپس گئے تو طالبین خدا پروانہ وار ٹوٹ پڑے اور ایسا رجوع ہوا کہ باید وشاید مولانا شاہ رؤف احمد صاحب مجددی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''درالمعارف'' میں جمعہ ۲۴ رجب ۱۲۳۱ھ کی روداد میں لکھتے ہیں کہ ایک مغربی بزرگ حضرت کا نام مبارک سن کر منزلوں پر منزلیں قطع کر کے بغداد میں مولانا خالد رومی رحمۃ اللہ علیہ سے ملتے ہوئے حاضر ہوئے انہوں نے مولانا کی مقبولیت ومرجعیت کا حال بیان کیا کہ تقریباً ایک لاکھ آدمی حلقہ بگوش ارادت اور بیعت سے مشرف ہو چکے ہیں ایک ہزار عالم متبحر داخل طریقہ ہو کر مولانا کے سامنے دست بستہ کھڑے رہتے ہیں۔[1]

خود مولانا خالد نے حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کے نام جو خط لکھا ہے اس میں تحدیث بالنعمۃ کے طور پر تحریر فرماتے ہیں کہ:

''تمام مملکت روم وعرب اور حجاز وعراق اور بعض ممالک عجم اور سارا کردستان طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی تاثیرات وجذبات سے سرشار ہے اور شب وروز تمام محافل ومجالس، مساجد ومدارس میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے محاسن ومحامد کا ذکر اس طرح ہر چھوٹے بڑے کی زبان پر ہے کہ اس کا گمان نہیں ہو سکتا کہ کبھی کسی ملک میں اور کسی وقت میں گوش زمانہ نے ایسا زمزمہ سنا ہو یا چشم فلک نے ایسی رغبت اور ایسا اجتماع دیکھا ہو...... اگرچہ اس قسم کی باتوں کا تذکرہ ایک طرح کی گستاخی اور خود بینی ہے یہ فقیر اس پر شرمندہ ہے محض دوستوں کے حق کو مقدم جان کر اس نے بے ادبی کی جرأت کی۔''[2]

علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ مشہور بہ علامہ شامی مصنف ''ردالمحتار شرح الدر المختار'' مولانا خالد رومی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ودست گرفتہ تھے انہوں نے ان کے مناقب میں پورا رسالہ ''سل الحام الہندی لنصرۃ مولانا خالد النقشبندی'' کے نام سے تصنیف کیا ہے۔[3]

جو اصلاً ایک رسالہ کی تردید میں ہے جو بعض حاسدین نے مولانا خالد کی مخالفت و تذلیل میں لکھا تھا رسالہ کے آخر میں مختصر حالات لکھے گئے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سلیمانیہ کے قریب قصبہ قرہ داغ کے رہنے والے تھے۔ ۱۱۹۰ھ میں ولادت ہوئی اساتذہ وقت سے علوم مروجہ کی تعلیم حاصل کی اور معقولات، ریاضیات، ہیئت وغیرہ میں بھی کمال پیدا کیا۔ پھر سلیمانیہ

---

۱ دار المعارف ص: ۱۷۰

۲ ترجمہ ماخوذ از مقالہ مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ مشمولہ تذکرہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ۔

۳ شامل مجموعہ رسائل ابن عابدین طبع جدید سہیل اکیڈمی لاہور پاکستان

Marfat.com

واپس آکر حکمت، علم کلام و بلاغت کی انتہائی کتابیں پڑھائیں۔ ۱۲۲۰ھ میں حج بیت اللہ و زیارت سے مشرف ہوئے مکہ معظمہ میں دہلی جانے کا اشارہ غیبی پایا۔ پہلے شام واپس آئے وہاں ایک ہندوستانی سے حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر سنا۔ اس کی بنا پر ۱۲۲۴ھ میں ایران اور افغانستان ہوتے ہوئے اور ہر جگہ اپنے علم کا سکہ منواتے ہوئے لاہور کے راستے سے پورے ایک سال کی مدت میں دہلی پہنچے دہلی پہنچ کر عربی میں قصیدہ شوقیہ کہا جس کا قطعہ یہ ہے:

كملت مسافة كعبة الآمال

حمداً لمن قد من بالا كمال

ایک سال نہیں گذرا تھا کہ طرق خمسہ میں اجازت وخلافت سے مشرف ہوئے اور پھر اپنے مرشد کے حکم موکد سے وطن کی طرف واپس ہوئے۔ بغداد پہنچ کر تربیت وارشاد کا سلسلہ شروع کیا۔ پانچ مہینے وہاں قیام کر کے وطن واپس ہوئے۔ ۱۲۲۸ھ میں بغداد واپس ہوئے۔ وہاں ان کی قبولیت اور رجوع عام دیکھ کر لوگوں کو حسد ہوا اور ان کے خلاف فتنہ کھڑا کیا گیا والی بغداد سعید پاشا کی طرف سے بعض علماء کو اس کی تردید کا ایما ہوا علمائے بغداد نے اپنی مہروں سے مزین کر کے ان کی برأت اور ان کے عالی مرتبہ ہونے کا فتوٰی دیا۔ کردوں، اہل کرکوک، اربل، موصل، عینتاب، حلب، شام، مدینہ منورہ، مکہ معظمہ اور بغداد کے ہزاروں آدمیوں نے ان سے نفع اٹھایا۔

مصنف نے اس کے بعد ان کے اخلاق فاضلہ کا ذکر اور ان کی تصنیفات کی فہرست پیش کی ہے انہوں نے اپنے زمانہ کے مشہور ادیب اور شاعر شیخ عثمان سند کی بھی ایک تصنیف کا ذکر کیا ہے جو مولانا خالد رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں لکھی گئی ہے اور ان کا نام ہے "أصفى الموارد فی ترجمة حضرة سيدنا خالد" آخر میں مولانا خالد نے شام کو اپنا مستقر بنالیا۔ انہوں نے ۱۲۳۸ھ میں اپنے خلفاء و مریدین کے ایک جم غفیر کے ساتھ شام کا سفر فرمایا اور ملک شام گویا ان پر امنڈ آیا۔ سلوک وارشاد کے ساتھ علوم شرعیہ کی اشاعت مساجد کی دوبارہ آبادی و رونق کی طرف بھی متوجہ رہے۔ بالآخر ۱۲۴۲ھ کے طاعون میں ۱۴ ذی القعدہ کو شہادت حاصل کی اور قاسیوں کے دامن میں مدفون ہوئے مولانا نسباً عثمانی تھے۔ مؤلف رسالہ نے ان سے اپنا خواب بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا ہے اور میں

Marfat.com

ان کی نماز جنازہ پڑھ رہا ہوں انہوں نے فرمایا کہ یہ میری رحلت کا اشارہ ہے۔ میں ان کی اولاد ہوں یہ خواب انہوں نے مغرب کے وقت بیان کیا تھا اور مولانا خالد رحمۃ اللہ علیہ نے عشاء کی نماز پڑھ کر بیعت فرمائی اور جانشین بنایا گھر میں تشریف لے گئے اسی رات طاعون کا حملہ ہوا اور انتقال فرما گئے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّـآ اِلَـيْهِ رٰجِعُوْن۔[1]

حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خلفاء

حضرت شاہ غلام علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اصل جانشین اور ان کے سلسلہ کو چار دانگ عالم میں پھیلانے والے ان کے خاص تربیت یافتہ خاندان مجددی کے چشم و چراغ حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ ابن شاہ ابوسعید (۱۲۱۷ھ۔۱۲۷۷ھ) تھے۔[2]

جنہوں نے اپنے والد حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد ۱۲۵۰ھ میں حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ کو رونق بخشی اور کامل ۲۳ برس (۱۲۵۰ھ تا ۱۲۷۳ھ) تک سرگرمی سے سلسلہ مجددیہ کی اشاعت میں سرگرم رہے اور اسی سال (۱۸۵۷ء) میں مجبوراً ہندوستان اپنے آباواجداد کی خانقاہ کو خیر باد کہا اور محرم ۱۲۷۴ھ میں دہلی سے روانہ ہو کر شوال ۱۲۷۴ھ میں مکہ مکرمہ پہنچے۔ پھر مدینہ طیبہ میں مستقل طور پر قیام اختیار کیا اور دو سال بقید حیات رہ کر وہیں آسودہ خاک ہوئے۔ دو سال کے اس قلیل عرصہ میں ترک اور عرب سینکڑوں کی تعداد میں آپ سے بیعت ہوئے۔ ایک عینی شاہد کے بقول اگر آپ کی حیات وفا کرتی اور یہ سلسلہ جاری رہتا تو آپ کے مریدوں کی تعداد لاکھوں تک پہنچ جاتی۔

حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء کا استقصاء بہت دشوار ہے۔ مناقب احمدیہ میں اسی (۸۰) حضرات کے نام مذکور ہیں۔ ہندوستان میں ان کے سلسلہ کی اشاعت ایک طرف شیخ دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ ہوئی جن کے خلیفہ اعظم خواجہ عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۱۴ھ) نے ڈیرہ اسماعیل خاں کے قصبہ موسیٰ زئی میں بیٹھ کر فضا کو عشق کی حرارت اور نسبت نقشبندیہ کی سکینت سے معمور و مخمور کر دیا۔ ان کے خلیفہ اعظم خواجہ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۳۳ھ) نے اس سلسلہ کو

---

1. سل الحسام الہندی صفحہ ۳۱۸ تا ۳۲۵۔ مولانا کا سلسلہ شام وترکی میں اب تک موجود ہے میں نے دمشق و حلب اور ترکی میں اس سلسلہ کے متعدد مشائخ کبار کی زیارت کی ہے۔
2. مفصل حالات کے لئے ملاحظہ ہو "نزہۃ الخواطر" ج ۷ مقامات خیر از مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی۔

Marfat.com

دور تک پہنچا دیا۔ اللہ نے ان کو وجاہت عظیم عطاء فرمائی اور انہوں نے ارشاد وتربیت اور عز استقامت واشتغال بالحدیث کے ساتھ اپنے اسلاف کرام کے سجادہ کو آباد رکھا ان سے آگے فیض حضرت شاہ ابوسعد احمد خان قدس سرہٗ نے حاصل کیا جو اپنے وقت کے قیوم زماں اور مجدد عصر تھے جن کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس سے الہام ہوا کہ جو تیری زیارت کے لئے آیا بخشا گیا، تو بخشا ہوا ہے، جو تجھ سے مصافحہ کرے گا بخشا جائے گا، جو تیرے پاس مدفون ہوا، اس کی مغفرت ہوئی، تو اس صدی کا مجدد ہے، تو زمین میں ہمارا خلیفہ ہے، تو سارے عالم کا قطب ہے، میں نے مخلوق کو تیرے لئے پیدا کیا، جس نے تیری توہین کی اس نے اللہ تعالیٰ کی توہین کی۔ خانقاہ سراجیہ کندیاں ضلع میانوالی کے بانی حضرت خواجہ ابوالسعد احمد خاں صاحب قدس سرہٗ ہی ہیں۔ پھر ان سے باطنی دولت ان کے خلیفہ حضرت مولانا عبداللہ لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے حاصل کی اور انہوں نے مسند ارشاد خانقاہ سراجیہ کے سجادہ پر تشریف رکھتے ہوئے مجددی طریقہ کے پھیلانے میں بہت سعی فرمائی۔ پھر حضرت لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اعظم حضرت خواجہ خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مسند سجادگی پر ۵۴ سال تشریف رکھتے ہوئے مجددی طریقہ کو چار عالم میں پھیلاتے ہوئے ۵ مئی ۲۰۱۰ء کو وصال فرمایا۔ آپ کے جنازہ میں کم وبیش دس لاکھ مسلمانوں کا مجمع شریک تھا۔

حضرت خواجہ سراج الدین قدس سرہٗ کے دوسرے خلیفہ مفسر قرآن داعی الی التوحید مولانا حسین علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ہوئے۔

اسی زمانہ میں سلسلہ مجددیہ کے ایک بڑے شیخ شاہ امام علی (۱۲۱۲ھ-۱۲۸۲ھ) مکانوی رحمۃ اللہ علیہ تھے جن کے رجوع عام ومقبولیت کا حال یہ تھا کہ ان کے باورچی خانہ میں روزانہ مہمانوں کے لئے تین سو بکرے ذبح ہوتے تھے۔ ان کا سلسلہ حضرت عبدالاحد وحدت معروف بشاہ گل رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے۔ حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کے ایک جلیل القدر خلیفہ مولانا شاہ سید عبدالسلام صاحب واسطی ہسوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۳۴ھ تا ۱۲۹۹ھ) تھے جو بڑے عالی نسبت و صاحب استقامت شیخ تھے اور جن سے صوبجات متحدہ میں طریقہ کی اشاعت ہوئی۔

حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کے ایک فرزند حضرت شاہ عبدالرشید رحمۃ اللہ علیہ تھے (۱۲۳۷ھ) جن سے نواب کلب علی خاں والی رامپور نے تربیت حاصل کی، اپنے والد ماجد کے بعد مدینہ منورہ

Marfat.com

میں ان کے جانشین وقائم مقام ہوئے۔ آخر میں مکہ مکرمہ آ گئے تھے اور وہاں طالبین کی تربیت کرتے ہوئے راہیٔ ملکِ بقاء ہوئے اور جنت المعلیٰ میں آسودۂ خاک ہوئے۔ آپ کے صاحبزادہ شاہ محمد معصوم (۱۲۶۳ھ۔۱۳۴۱ھ) نے رامپور میں خانقاہ معصومی کی بنیاد رکھی۔ ۴۲ سال رامپور میں قیام رہا اور ۱۳۴۱ھ میں مکہ معظمہ میں وفات پائی۔

حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے فرزند شاہ محمد مظہر رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۴۸ھ تا ۱۳۰۱ھ) بڑے قوی النسبت اور کثیر الارشاد بزرگ تھے۔ سمرقند، بخارا، قزان، ارض روم، افغانستان وایران، جزیرۃ العرب اور شام کے صدہا طالبین راہ خدا فیض یاب ہوئے۔ ۱۲۹۰ھ میں مدینہ منورہ میں نہایت عمدہ سہ منزلہ خانقاہ تعمیر کی جو رباط مظہری کے نام سے مشہور ہے۔ یہ باب النساء اور جنت البقیع کے درمیان واقع ہے۔

تیسرے صاحبزادے شاہ محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ تھے ان کے صاحبزادہ حضرت شاہ ابوالخیر مجددی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کے برادر خورد لیکن عالی مرتبت بھائی محدث جلیل حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۳۵ھ تا ۱۲۹۶ھ) جنہوں نے درس حدیث اور سلوک وتصوف کو اس طرح جمع کیا جس کی نظیر حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات کو مستثنیٰ کر کے ملنی مشکل ہے۔

دولت باطنی اور نسبت مجددی کے حامل اور شیخ کامل ہونے کے ساتھ وہ حدیث میں استاد الہند اور شیخ وقت تھے جن کے حلقہ تدریس میں مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ جیسے علمائے اعلام تیار ہوئے اور ہندوستان میں حدیث کا سکہ رواں ہوا اور دیوبند و مظاہر علوم جیسے عظیم مدارس تدریس حدیث کے مرکز قرار پائے۔ ۱۸۵۷ء کے ہنگامہ خیز زمانہ میں وہ بھی اپنے برادر معظم کے ساتھ ہندوستان سے ہجرت کر گئے اور مدینہ طیبہ میں مستقل اقامت اختیار کی اور علامہ شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ صاحب ''کنز العمال'' کی سنت کو زندہ کر کے حرمین شریفین میں مدت العمر خدمت حدیث میں مشغول رہے اور عرب وعجم کو فیض پہنچا کر بقیع میں آسودۂ خاک

Marfat.com

ہوئے۔ ان کے شاگرد رشید شیخ محمد یحییٰ ترہتی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے اور ان کے مشائخ کے حالات میں عربی میں مستقل کتاب لکھی ہے اس کا نام "الیانع الجنی فی اسانید الشیخ عبدالغنی" ہے اور وہ ایک ہندوستانی اہل قلم کی عربیت وانشا کا بہترین نمونہ ہے۔

حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ کے تین نامور خلفاء مولانا عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۳۳ھ) جو صاحب الدلائل کے نام سے مشہور ہیں۔ شاہ ابو احمد مجددی بھوپالی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۴۲ھ) اور حضرت شاہ رفیع الدین دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ مہتمم اوّل دارالعلوم دیوبند (م ۱۳۰۸ھ) جن سے حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ دیوبندی کو (م ۱۳۴۷ھ) خلافت حاصل تھی، انہیں کے خلیفہ ومجاز تھے۔ حضرت شاہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ کے ہندوستان سے ہجرت کر جانے کے بعد یہ خانقاہ والاشان جو نصف صدی سے زیادہ مدت تک آباد ومعمور تھی، خالی ہوگئی۔ مولانا سید عبدالسلام آسوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خط نظر سے گذرا ہے جو موصوف نے ایک ایسے صاحب کو جواب میں لکھا تھا جنہوں نے ان حضرات کے تشریف لے جانے کے بعد خانقاہ کے خالی ہوجانے کا شکوہ کیا ہے۔ حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ نے مدینہ طیبہ سے جواب دیا کہ مولانا عبدالسلام آسوی رحمۃ اللہ علیہ کو لے جاؤ اور ہماری جگہ پر بٹھاؤ۔ اس وقت وہ اس جگہ پر بیٹھنے کے سب سے زیادہ اہل ہیں۔ بالآخر اسی خاندان والاشان کے چشم وچراغ اور اس سلسلہ کے ایک جلیل القدر شیخ حضرت شاہ ابوالخیر مجددی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۷۲ھ تا ۱۳۴۱ھ) نے جو شاہ احمد سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبِ نسبت وباکمال پوتے تھے اس کو آباد کیا اور جلد وہ خانقاہ پھر مرجع خلائق بن گئی۔ [1]

حضرت کا خاندان والاشان چوتھی پانچویں پشت کے بعد سرہند سے نکل کر اطراف عالم میں منقسم ہوگیا۔ اس میں اسلاف کرام کی قبور کی مجاوری سے حفاظت کے علاوہ جس کے بہت سے مفاسد تجربہ اور مشاہدہ میں آچکے ہیں۔ حضرت مجدد کے طریق کی اشاعت اور دعوت وتبلیغ کے بہت سے مصالح مضمر تھے، چنانچہ ایک شاخ کابل میں جس کا آخری مرکز قلعہ جواد تھا افسوس ہے کہ روسی افواج کی یلغار اور اشتراکیت نواز افغانی حکومتوں کی دستبرد سے یہ مرکز تاراج اور اس کے آباد رکھنے والے علماء ومشائخ اسیر وجلاوطن ہوئے۔

---

[1] تفصیلی حالات کیلئے ملاحظہ ہو مقامات خیر از مولانا ابوالحسن زید فاروقی رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین خانقاہ حضرت شاہ ابوالخیر

Marfat.com

سندھ میں بھی اس خاندان کی ایک موقر شاخ قصبہ ٹنڈہ سائیں داد حیدرآباد سندھ میں قائم تھی۔ اسی شاخ میں خواجہ محمد حسن مجددی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے صاحبزادہ حافظ محمد ہاشم جان مجددی رحمۃ اللہ علیہ معروف وممتاز تھے مدینہ طیبہ اور مکہ مکرمہ میں بھی مجددی خاندان کی شاخیں موجود ہیں اور وہ وضع داری اور اپنی خاندانی روایات کے ساتھ معاش ومعاد کے شریفانہ مشاغل میں مشغول اور نیک نام ہیں۔

تعلیمات حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہٗ

کشف وکرامات اور معارف الٰہیہ

حضرت قیوم زمان عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہٗ اپنے مکتوب نمبر ۵۰ دفتر اول میں کرامات اور معارف معرفت میں فرق بیان کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم لدنی سے نوازا ہوا تھا یہی وہ اللہ والے بزرگؒ ہیں جن کے دامن سے وابستگی صراط مستقیم پر چلاتی ہے اور انسان دنیا سے کامیاب وکامران سفر آخرت پر روانہ ہوتا ہے۔

آپ نے پوچھا تھا کہ ''خوارق افضل ہیں یا معارف؟ اور اگر معارف افضل ہیں تو تمام فاسق وفاجر معارف کہتے ہیں اور بیان کرتے ہیں اور معارف خوارق عادات اور مخلوقات میں سے غائب چیزوں کے کشف سے افضل ہیں کیونکہ معارف واجب تعالیٰ وتقدس کی ذات وصفات کے اسرار کا کشف ہے اور خوارق مخلوقات کے حالات کا کشف ہے پس جیسا کہ خالق ومخلوق میں فرق ہے معارف وخوارق میں ویسا ہی فرق تصور کرنا چاہئے کیونکہ پہلے معارف کا تعلق خالق تعالیٰ شانہ کے ساتھ ہے اور دوسرے خوارق کا تعلق مخلوق کے ساتھ ہے اور نیز صحیح معارف ایمان کے کمال میں داخل اور اس کی زیادتی کا سبب ہیں اور خوارق ایسے نہیں ہیں اور کوئی انسانی کمال میں داخل نہیں ہے صرف اتنا ہے کہ بعض کاملین کو حاصل ہوتے ہیں اور نیز اہل اللہ میں ایک کو دوسرے پر فضیلت معارف الٰہی جل سلطانہ کی وجہ سے اور ذات وصفات تعالیٰ وتقدس کے اسرار منکشف ہونے کے ساتھ ہے نہ کہ کشف وکرامات کے ساتھ۔ اگر خوارقِ عادات معارف الٰہی سے افضل ہوتے

Marfat.com

تو جوگیوں اور برہمنوں کو جو کہ ریاضتوں کے ذریعہ سے خوارق کا اظہار کرتے ہیں ان کامل اہل اللہ سے افضل ہونا چاہئے جو کہ معارف میں مضبوط قدم رکھتے ہیں اور خوارق کے اظہار کی طرف التفاف نہیں فرماتے اور خالق تعالیٰ وتقدس کی جانب توجہ رکھنے کے باوجود مخلوق کے احوال کے کشف کی طرف توجہ کرنے میں اپنا تنزل سمجھتے ہیں آپ نے عجب عامیانہ سوال کیا ہے خوارق عادات، کمال وقرب الٰہی کی کچھ بھی دلیل نہیں ہیں کیونکہ اہل باطل کو بھی حاصل ہیں، ان کا مدار بھوکا رہنے اور ریاضت پر ہے۔ قرب ومعرفت کے ساتھ ان کا کچھ بھی تعلق نہیں ہے اور کشف وکرامات کا طالب ماسوا کا طالب اور اس کا گرفتار قرب ومعرفت سے بے نصیب ہے۔''

انسان کی پیدائش کا مقصد

حضرت خواجہ قیوم زماں عروۃ الوثقیٰ رحمۃ اللہ علیہ نائب وجانشین حضرت مجدد الف ثانی قدس اپنے مکتوب نمبر ۱۰۲ دفتر اول میں انسان کی پیدائش کا مقصد بیان کرتے ہیں اور درد دل کے ساتھ ہم سب کو متوجہ کراتے ہیں کہ انسان کا مقصد حیات اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنا ہے اس عمر عزیزہ کو امور میں خرچ کرنا نہیں ہے۔ کاش! حضرت والا کے مکتوبات کے پڑھنے سے ہمیں غفلت سے نجات مل جائے اور حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے سینۂ اقدس سے چند قطرے حیات باقی کے نصیب ہو جائیں۔ (امین) پڑھیں اور خواب غلفت سے جاگنے کی کوشش کریں:

''یہ اس زخمی دل خستہ وخراب کی جانب سے ہوشیار دوستوں کے لئے ایک یاد دہانی ہے۔ پس اے آنکھوں والو! عبرت حاصل کرو! جان لو کہ انسان کی پیدائش سے مقصود حق تعالیٰ جل وعلا کی معرفت حاصل کرنا ہے اور معرفت میں لوگوں کی استعدادات کے تفاوت کے اعتبار سے لوگوں کے قدم مختلف ہیں کہ بعض کو بعض پر فوقیت ہوتی ہے۔ ہر شخص نے معرفت کے بارے میں اپنے عرفان کے بقدر بات کی ہے لیکن جس بات پر اس بلند مرتبہ گروہ کا اجتماع ہے اور جو بات قدر مشترک ہے اور قرب کے درجات میں ضروری ہے وہ یہ ہے کہ معروف میں فنا ہوئے بغیر معرفت حاصل نہیں ہوتی۔''

پس عقلمند دوستوں پر لازم ہے کہ اپنے کام کے نتیجہ اور موجودہ حالت میں اچھی طرح غور

Marfat.com

جائیں۔ جس کسی کو اوپر لکھی ہوئی معرفت حاصل ہے، پس اس کے لئے سعادت و بشارت ہے۔ چاہئے کہ اس حاصل شدہ معرفت کو ان امور میں صرف کرے جو حاصل نہیں ہوئے اور ہمت اس قدر بلند کرے کہ اصل کو ظل کی طرح چھوڑ دے اور جس شخص کے لئے معرفت کی راہ نہیں کھولی گئی اور اس دولت کی طلب اور گم شدگی کا درد بھی نہیں دیا گیا، پس اس کے لئے نہایت ہی افسوس ہے کہ جو کچھ اس کی پیدائش سے مقصود تھا وہ اس نے نہیں کیا اور اس عالم میں اس سے جو چیز طلب کی گئی تھی وہ اس کو بجا نہیں لایا اور دوسرے کاموں میں مشغول ہو گیا اور اس سے جس چیز کی تخریب کا مطالبہ کیا گیا ہے اس نے اس کی تعمیر کی اور عمر عزیز کے سرمایہ کو خواہش اور لایعنی امور میں خرچ کر دیا اور اسباب حاصل ہونے کے باوجود اپنی استعداد کی زمین کو بیکار چھوڑ دیا۔ نہایت شرمندگی ہے کہ اس قلیل فرصت میں مطلوب کو اس کی طرف سے دعوت کے باوجود اپنی آغوش میں نہ لا کر اس دعوت گاہ سے سامان سفر باندھ لیتا ہے۔ کل قیامت کے روز کس منہ سے اس کی بے نیاز بارگاہ میں آئے گا اور کون سے حیلہ کے ساتھ عذر کی زبان کھولے گا۔

دوری اور محرومی دوزخ کے عذاب سے بھی بدتر ہے جیسا کہ قرب وصال کی لذت جنات نعیم (بہشت) کی لذتوں سے زیادہ ہے۔ پس اس شخص پر افسوس ہے جس نے اللہ تعالیٰ سے روگردانی کی اور اس شخص پر حسرت ہے جس نے احکام الٰہی سے تجاوز کیا۔ دوبارہ دنیا میں آنا نہیں ہے۔

”من کان فی ھذہ اعمیٰ فھو فی الاٰخرۃ اعمٰی واضل سبیلا [سورۃ بنی اسرائیل:۷۲]

یعنی ”جو شخص اس دنیا میں اندھا رہا پس وہ آخرت میں بھی اندھا اور راستہ سے بھٹکا ہوا ہوگا۔“

نیز آپ دفتر دوم مکتوب نمبر ۶۲ میں حال دل کچھ اس طرح بھی بیان کرتے ہیں ”ہم لوگوں کی عزت ایمان و معرفت سے ہے نہ کہ مال وجاہ سے۔ ایمان کی تکمیل میں کوشش کریں اور معرفت کے مراتب حاصل کرنے میں سعی کامل ملحوظ رکھیں۔ اس اعلیٰ مطلب کے حاصل کرنے میں جس قدر مشقت اٹھائیں مناسب و عمدہ ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ”جس شخص نے اپنے

Marfat.com

غموں کو ایک غم یعنی آخرت کا غم بنالیا تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام غموں سے کفایت کریگا اور جس شخص کو دنیوی حالات کے غموں نے پراگندہ کیا اللہ تعالیٰ کو کوئی پرواہ نہیں کہ وہ ان غموں کی کسی بھی وادی میں مرے۔''

نفس کے درجات

حضرت خواجہ قدس سرہٗ اپنے مکتوب نمبر ۱۳۷ دفتر دوم میں لطیفہ نفس کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

آپ جان لیں کہ آدمی دس لطیفوں سے مرکب ہے۔ پانچ لطیفے عالم خلق سے اور پانچ عالم امر سے ہیں۔ ان لطیفوں میں سے ایک نفس ہے اور نفس عالم خلق سے شمار کیا گیا ہے اور لطیفہ روح عالم امر سے ہے۔ پس یہ دونوں لطیفے مختلف ہوئے اور ان میں سے ہر ایک کے ساتھ تمام لطائف کی طرح جدا معاملہ ہے اور ہر ایک کی ولایت و سیر و سلوک جدا ہے اور جس کسی نے متحد کہا ہے وہ کام کی حقیقت سے آگاہ نہیں ہے اور نفس امارگی کی حالت میں بھی اور اطمینان کی حالت میں بھی لطائف کا سردار ہے اور لفظ انا سے بھی ہر شخص کی مراد وہی ہے اور یہ بھی بالذات آسمانی احکام کا منکر ہے اور انانیت و خودی و رفت پسندی اور تکبر کرنا اس کی ذات میں ودیعت ہیں اور وہ برائی و بدکاری کی طرف بہت ہی امر کرنے والا ہے۔ حدیث قدسی میں آیا ہے:

عاد نفسك فانها انتصبت بمعاداتی

یعنی ''تو اپنے نفس سے دشمنی کر بے شک وہ میری دشمنی پر کمر بستہ ہے۔''

صوفیائے کرام کے طریقہ پر چلنا اور اہل اللہ کی خدمت کرنا اس (نفس) کی اصلاح اور اسے مطیع کرنے کیلئے ہے۔ جب اللہ جل شانہ کے فضل سے نفس اپنی صفاتِ رذیلہ سے خالی ہونے لگتا ہے اور اسلام (فرمانبرداری) قبول کر لیتا ہے تو لوامۃ ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد ملھمۃ پھر بتدریج فنائے کامل و بقائے اکمل کے واسطے مطمئنۃ ہو جاتا ہے۔ اس وقت وہ اپنے مولا (اللہ تعالیٰ) سے راضی اور مولا اس سے راضی ہو جاتا ہے اور وہ اپنے جاہل مرکب سے جو کہ وہ رکھتا تھا نکل کر اللہ جل شانہ کی معرفت و قرب تک پہنچ جاتا ہے۔ پس یہ سب نفس کی صفات ہیں جو کہ اس پر

Marfat.com

...لتی ہیں اور نفس کا مارنا اور اس کا مر جانا اس کا صفات رذیلہ سے نکل جانا ہے۔ پس وہی نفس ہے جو کہ بعد و دوری کے بعد قرب و معرفت سے مشرف ہو جاتا ہے۔

فنائے لطائف کیا ہے

حضرت تاج الاولیاء خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات شریف دفتر سوم مکتوب نمبر ۴ میں لطائف کی فنائیت سے کیا مراد ہے، کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔ اللہ پاک کی طرف سے جو معرفت حضرات مجددیہ کو نصیب ہوئی اور عظمت و بزرگی ملی ہے جو کوئی صاحب دل ہو گا اسے ہی کچھ سمجھ آئے گی وہی ان حضرات کی قدر و منزلت جانے گا۔

آپ جان لیں فنائے قلب اس سبحانہ تعالیٰ کے ماسوا کے نسیان اور غیر اللہ کا خیال دل میں نہ آنے سے عبارت ہے۔ یہاں تک کہ اگر تکلف کے ساتھ بھی غیر اللہ کا خیال دل میں لائے تو وہ دل میں نہ آئے۔ اس قلب کی بقا اس چیز کے ساتھ ہے کہ جس کے ظہور سے اس قلب کی فنا حاصل ہوئی ہے اور وہ چیز دل پر حق تعالیٰ سبحانہ کی تجلی فعل کا ظہور ہے۔ اگر کہا جائے کہ فنا کے بعد اس تجلی کا ظہور ہوتا ہے یا اس تجلی کے بعد فنا حاصل ہوتی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ یہ دونوں لازم و ملزوم بھی ہیں۔ وہی شیخ الاسلام انصاری قدس سرہٗ کا قول ہے کہ جب تک تو اس کو نہیں پائے گا رہائی نہیں پائے گا اور جب تک رہائی نہیں پائے گا میں نہیں جانتا کہ ان دونوں میں کون مقدم ہے توڑنا جوڑنا۔"

جب تجلی فعل کے ظہور سے قلب فانی ہو جاتا ہے اور اس فنا میں سالک کے فعل کو نفی ہو جاتی ہے اور وہ اپنے آپ کو مسلوب الفعل پاتا ہے اس کے بعد حق سبحانہ کے فعل کے ساتھ باقی ہو جاتا ہے اور اپنے فعل کو حق سبحانہ کا فعل پاتا ہے اس کے بعد فنائے روح ہے اور فنائے روح حق تعالیٰ شانہ کی تجلی صفات کے ظہور سے حاصل ہوتی ہے اور بقائے روح بھی انہی صفات قدس کے ساتھ ہوتی ہے اس کے بعد فنائے سر ہے کہ جس کو فنا کرنے والے شیونات و اعتبارات صفات ہیں اور اس کی بقا ان شیونات و اعتبارات میں اس کی فنا کے بعد حاصل ہوتی ہے اس کے بعد فنائے خفی ہے جس کو فنا کرنے والی صفات سلبیہ تنزیہیہ ہیں اور اس کی بقا ان صفات سلبیہ

Marfat.com

کے ساتھ ہے اس کے بعد فنائے اخفیٰ ہے اور اس کے فنا کرنے والا وہ مرتبہ ہے جو کہ مرتبہ تنزیہ و مرتبہ احدیت مجردہ کے درمیان برزخ حد فاصل واسط کی مانند ہے اور بقائے اخفیٰ اس مرتبہ مقدسیہ میں فنا کے بعد ہے۔

جب سیر یہاں تک پہنچ جاتی ہے تو ولایت عالم امر کے درجات اپنی انتہا کو پہنچ جاتے ہیں کہ یہ لطائف خمسہ مرتبہ ولایت میں ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا فضل مدد فرمائے تو عالم خلق کے ان لطائف خمسہ کے کمالات میں سیر شروع ہو جائیگی جو کہ نفس انسانی اور عناصر اربعہ ہیں اور عالم خلق کے یہ لطائف خمسہ عالم امر کے لطائف خمسہ کی اصل ہیں۔ لطیفہ نفس کا معاملہ قلب کے معاملہ کی اصل ہے اور لطیفہ باد (ہوا) کا معاملہ لطیفہ روح کے معاملہ کی اصل ہے اور لطیفہ آب (پانی) کا معاملہ لطیفہ سر کے معاملہ کی اصل اور لطیفہ نار (آگ) کا معاملہ لطیفہ خفی کے معاملہ کی اصل ہے اور لطیفہ خاک کا معاملہ لطیفہ اخفیٰ کے معاملہ کی اصل ہے۔

حضرت خواجہ محمد فرخ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی آپ پانچویں اولاد نرینہ تھے۔ خود حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ اپنے بیٹے محمد فرخ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق دفتر اول مکتوب نمبر ۳۰۶ میں تحریر فرماتے ہیں:

محمد فرخ کی نسبت کیا لکھا جائے گیارہ سال کی عمر میں طالب علم اور کافیہ خواں ہو گیا تھا اور بڑی سمجھ سے سبق پڑھا کرتا تھا۔ یہ آخرت کے عذاب سے ڈرتا اور کانپتا رہتا تھا اور دعا کیا کرتا تھا کہ بچپن ہی میں دنیائے کمینی کو چھوڑ جائے تا کہ عذاب آخرت سے نجات ہو جائے، مرض میں جو احباب اس کی بیمار پرسی کو آتے تھے بہت عجائب و غرائب حالات اس سے مشاہد کرتے تھے۔[1]

آپ کمسنی کی عمر میں انتقال فرما گئے تھے۔

حضرت خواجہ محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ ابھی پیدا نہیں

[1] زبدۃ المقامات

Marfat.com

ہوئے تھے کہ حضرت شیخ مجدد قدس سرہ کو بیداری کی حالت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی انہوں نے آپ کو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرزند عطا فرمائے گا اس کا نام میرے نام پر رکھنا۔[1]

بچپن ہی سے کرامات کا ظاہر ہونا

حضرت خواجہ محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ جب چار سال کے ہوگئے تو آپ سے کرامات صادر ہونا شروع ہوگئی تھیں۔ حضرت کے پاس حاملہ عورتیں آتیں اور پوچھتیں کہ میرے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی آپ رحمۃ اللہ علیہ جیسے فرماتے ویسا ہی ظہور پذیر ہوتا تھا۔ عورتیں پوچھتی تھیں کہ آپ کو کیسے پتا چلتا ہے؟ جواب میں آپ فرماتے تھے کہ: ''اسی طرح دیکھتا ہوں جس طرح تم کو دیکھ رہا ہوں۔''

وصال کا واقعہ

جب سرہند شریف میں طاعون کی وبا پھیلی تھی۔ حضرت خواجہ محمد فرخ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ دونوں بھائی اکھٹے مرض طاعون میں مبتلا ہوئے۔ حضرت محمد فرخ رحمۃ اللہ علیہ باہر خانقاہ شریف کے حجرہ میں تھے اور حضرت خواجہ محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ اندرون خانہ تشریف فرما تھے۔ حضرت خواجہ محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال پہلے ہوا۔ آپ کے انتقال کی خبر حضرت محمد فرخ رحمۃ اللہ علیہ کو نہ دی گئی حضرت مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ پاس موجود تھے کہ از خود حضرت فرخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''اے بھائی! تم نے بیوفائی کی کہ ہم سے پہلے تشریف لے گئے۔'' مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا: ''آپ کس سے باتیں کر رہے ہو؟'' جواب میں فرمایا: ''بھائی عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ سے بات کر رہا ہوں جو ہم پر سبقت لے گئے ہیں۔'' مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا وہ تو گھر میں ہیں۔''[2]

حضرت نے مولانا کو جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا میں دیکھ رہا ہوں کہ ملائکہ ان کو غسل دے رہے ہیں اسی دن شام کو ۷ ربیع الاول ۱۰۲۵ھ کو حضرت خواجہ محمد فرخ رحمۃ اللہ علیہ بھی انتقال فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

حضرت خواجہ محمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت شیخ مجدد قدس سرہ کی اولاد نرینہ میں چھٹے نمبر پر تھے۔ شیر خوارگی کے زمانے

---

[1] زبدۃ المقامات [2] حضرات القدس

Marfat.com

میں وصال فرما گئے۔[1]

حضرت خواجہ محمد یحییٰ قدس سرہٗ

ولادت مبارک

کتاب روضۃ القیومیہ کے بیان کے مطابق ولادت باسعادت ۱۰۳۴ھ کو ہے۔ لیکن یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ حضرت شاہ سکندر کمال قدس سرہٗ کا انتقال ۱۰۲۳ھ میں ہوا ہے۔ کتاب زبدۃ المقامات، ۱۰۳۷ھ میں لکھی گئی۔ اس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک ۱۵ سال لکھی ہے اور آپ کتاب ''مطول'' طلبا کو پڑھاتے تھے۔ اگر آپ کا سن ولادت ۱۰۲۴ھ مان لیا جائے تو حضرت شاہ سکندر قدس سرہٗ سے ملاقات ثابت نہیں ہوتی۔ حضرت شاہ سکندر نے ۱۰۲۳ھ میں انتقال فرمایا ہے۔ جبکہ حضرت شاہ محمد یحییٰ قدس سرہٗ کو حضرت شاہ سکندر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی گود میں لیا ہے اور فیض قادری عطا فرمایا ہے حضرت شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہٗ خود بھی پاس ہی تشریف فرما تھے۔ غالباً ۱۰۲۲ھ کو آپ کی پیدائش ہوئی ہوگی۔

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ کا الہام اور نام مبارک

حضرت شیخ سرہندی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے الہام ہوا ''انا نبشرک بغلم ن اسمہ یحییٰ'' یعنی ''ہم تجھے ایک یحییٰ نام لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں'' نیز آپ کو یہ الہام بھی ہوا یہ بچہ تمہارے نام کو زندہ رکھے گا۔ حضرت خواجہ یحییٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے تو نام مبارک یحییٰ ہی رکھا گیا۔[2]

تعلیم

آپ بچپن ہی سے عالی استعداد رکھتے تھے۔ آٹھ نو سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا تھا، ۱۵ سال کی عمر میں تمام علوم ظاہری سے فارغ ہو کر کامل توجہ و استحضار و پابندی سے درس و تدریس میں مشغول ہو چکے تھے۔

---

[1] زبدۃ المقامات [2] روضۃ القیومیہ، زبدۃ المقامات

Marfat.com

نسبت قادریہ

آپ ابھی بچے ہی تھے کہ حضرت شاہ سکندر کمال کتھلی رحمۃ اللہ علیہ سرہند شریف حضرت شیخ مجدد صاحب قدس سرہٗ کے پاس تشریف لائے ،ایک روز حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا ایک صاحبزادہ ہم کو عطا فرمادیں جو ہماری مثل دانا و دیوانہ ہو۔ حضرت مجدد قدس سرہٗ نے گھر سے محمد یحییٰ کو بلایا اور شاہ سکندر کی گود میں دے دیا اسی وقت حضرت شاہ کتھیلی رحمۃ اللہ علیہ نے نسبت قادریہ القا فرمائی اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا اس بچہ کو شاہ جیو کے نام سے پکارا کریں اس دن سے آپ کا لقب شاہ مشہور ہو گیا[1]

تکمیل سلوک

حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ جب اجمیر شریف میں قیام فرماتے تھے تو آپ نے ایک روز فرمایا کہ میری رحلت کا وقت قریب ہے میری خواہش ہے کہ شاہ محمد یحییٰ بھی میری نسبت باطنی سے لبریز ہو جائے۔

آنسو

لیکن یحییٰ ابھی بچہ ہے اور میرا وقت بہت قریب ہے کہ دنیا سے رخصت ہو جاؤں یہ فرماتے ہی آپ کی آنکھوں میں شفقت و محبت کے باعث آنسو بھر آئے۔[2]

حضرت شاہ یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ نے سلوک کی تکمیل اپنے بھائیوں سے کی تھی اس کے ساتھ ساتھ حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کی توجہات ان کے شامل حال تھیں آپ زہد و انقطاع ،آزاری و بے تعلقی وضبط اوقات، سنت سنیہ کے اوضاع و اطوار کی پابندی اور طریقہ مجددیہ کی رعایت کرنے میں پوری طرح دائم و قائم رہے۔

شادی خانہ آبادی

آپ کی شادی حضرت خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہٗ کی پوتی سے ہوئی جو حضرت خواجہ کلاں خواجہ عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی دختر نیک اختر تھیں۔اس طرح آپ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ سے

[1] روضۃ القیومیہ [2] زبدۃ المقامات

Marfat.com

ظاہری نسبت میں خصوصی امتیاز رکھتے ہیں۔

حج

۱۰۶۷ھ میں آپ بھی اپنے برادران کے ساتھ حج پر تشریف لے گئے تھے اور زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے تھے۔ مکی و مدنی فیوض و برکات سے مالا مال ہوئے تھے۔[1]

وفات

حضرت خواجہ شاہ محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۲۷ جمادی الاخریٰ ۱۰۹۶ھ میں ہوئی۔ سرہند شریف میں آپ کو دفن کیا گیا آپ رحمۃ اللہ علیہ کا الگ گنبد بنایا گیا جو زیارت گاہ عالم ہے۔[2]

حضرت قیوم زماں مجدد اعظم قدس سرہٗ کے خلفاء

وہ خوش نصیب حضرات جنہوں نے حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ سے باطنی تربیت حاصل کی تھی ان کی تعداد پانچ ہزار بتائی جاتی ہے، حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کے مریدین کی تعداد نو لاکھ تحریر ہوئی ہے۔ یہاں پر ہم حضرت مجدد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور و معروف خلفاء کے حالات درج کر رہے ہیں۔ حروف تہجی کی ترتیب پر خلفاء کے نام درج کرتے ہیں۔

حضرت شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ

ولادت مبارک

صاحب نزھۃ الخواطر جلد نمبر ۵ میں تحریر کرتے ہیں آپ صحیح النسب سادات میں سے ہیں۔ حضرت آدم بن اسمٰعیل بن بہوہ بن یوسف بن یعقوب بن الحسین کاظمی کی نسل سے ہیں۔

وطن

حضرت آدم قدس سرہٗ کا اصل وطن روم ہے آپ کے بزرگ ترکِ وطن کر کے ہندوستان تشریف لے آئے اور قصبہ نبوز جو مضافات سرہند شریف میں ہے، میں سکونت اختیار کر لی۔

---

[1] زبدۃ المقامات۔ [2] حضرات القدس

Marfat.com

ولادت کا واقعہ

حضرت آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے میرے والد گرامی قدر کو زیارت سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوئی۔ حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینہ اقدس پر ہاتھ پھیر کر کوئی چیز والد صاحب کو عطا فرمائی، ساتھ ہی ارشاد فرمایا کہ اس کو کھالو والد صاحب نے اس کو کھالیا اس کے بعد والدہ ماجدہ حاملہ ہوئیں اور میں پیدا ہوا مجھے بتایا گیا کہ تیرا وجود عطیہ نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔[1]

نیز حضرت آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ نے عالم رویا میں دیکھا کہ چراغ حکمت روشن کیا گیا ہے اور اسے مکان کی چھت سے لٹکا دیا گیا ہے۔ والدہ صاحبہ نے والد صاحب سے تعبیر پوچھی تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایک نورانی بیٹا پیدا ہوگا۔[2]

سلوک

مصنف حضرات القدس بیان کرتے ہیں: حضرت شیخ بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے خود بیان کیا ہے کہ پہلے میں نے حضرت حاجی خضر رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت امام ربانی شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سے طریقہ ذکر اسم ذات سیکھا تھا، اور احوال عالیہ بھی حاصل کئے تھے۔ میں حاجی خضر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں واردات عرض کرتا رہتا تھا۔ ایک دن حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”جہاں تک میری سیر باطنی تھی وہاں تم پہنچ چکے ہو، اس سے زیادہ کی طلب حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کی بارگاہ سے حاصل کرو اور سرہند شریف حاضری دو۔“ ۱۰۳۱ھ میں حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اجمیر میں حضرت قیوم زماں کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت مجدد اعظم قدس سرہٗ نے شیخ بنوری کو قبول کرلیا اور اپنی توجہ و نسبت خاصہ کے القا سے مشرف فرمایا۔ جس سے حضرت آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کو دلی تسکین و تشفی ہوگئی اور اس طریقہ مجددیہ کی فنا و بقا سے مشرف ہوگئے۔

چند ماہ بعد حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ نے شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کو خلوت میں بلا کر اجازت ارشاد و خلافت عطا فرما کر علاقہ بنور کے لئے رخصت فرمایا۔ حضرت آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرا دل مسند مشیخیت پر بیٹھنے کو راغب نہ ہوتا تھا جب میں سرہند شریف حضرت امام ربانی قدس سرہٗ کی

---

[1] حضرات القدس۔ [2] حالات مشائخ نقشبند مجددیہ

Marfat.com

قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا تو آپ قدس سرہٗ نے نظر کشفی سے معلوم فرمالیا کہ مجھے اس کام میں سرگرمی نہیں ہے تو آپ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم سے پوچھے گا ہدایت دینے کی صلاحیت کے باوجود تم نے خود کو ہدایت دینے سے الگ کیوں رکھا؟ چنانچہ حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ نے طریقہ کی اشاعت کی تاکید اور اصرار فرمایا۔ اس کے بعد سرگرمی سے مصروف ہو گیا۔[1]

ہزار سالہ سلوک سے بہتر

کتاب ''نکات الاسرار'' میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی توجہ شریف کے متعلق حضرت آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ: آپ قدس سرہٗ کی آخری توجہ ہمارے ہزار سالہ سلوک سے بدرجہ بہتر اور افضل ہے اسی نے ہمیں قرب پروردگار کے انتہائی مقامات پر پہنچایا۔

حضرت شیخ مجدد کا ارشاد

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کو ارشاد فرمایا: ''تجھ پر اللہ تعالیٰ کا بہت بہت شکر واجب ہے کہ تو ان کمالات کو پہنچ گیا۔ آج کل شاذ و نادر ہی کوئی ایسے مقامات پر پہنچتا ہے۔''

حقیقت محمدیہ ﷺ

قیام اجمیر شریف میں حضرت قیوم زماں قدس سرہٗ نے حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کو حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت سے سرفراز فرمایا۔

حقیقت قرآن

اجمیر شریف کے قیام کے دوران حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ نے حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کو حقیقت قرآن کا مشاہدہ کروایا۔[2]

مزار اقدس سے فیض

حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ''میں بعد از وصال حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ دو سال تک مزار پُر انوار سے باطنی افادہ کرتا رہا جیسے بحالت زندگی میں کرتا تھا، پھر آپ قدس

---

1. حضرات القدس 2. روضۃ القیومیہ

Marfat.com

...ﷺ نے حالت بیداری میں ظاہر ہو کر رخصت فرمایا۔''[1]

ہاتف غیب کی ندا

حضرت شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ امی تھے آپ نے ظاہری علوم حاصل نہ کئے تھے ایک روز ہاتف غیب سے ندا آئی اے شیخ آدم قرآن کیوں نہیں پڑھتے؟ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ: ''تو قادر مطلق ہے اب بھی تعلیم فرما سکتا ہے۔'' اسی وقت ایک نورانی ہاتھ ظاہر ہوا اور اس نے آپ کے سینہ بے کینہ کو نقش کیا۔ اسی وقت قرآن شریف حفظ ہو گیا اور ظاہری علوم بھی حاصل ہو گئے۔[2]

قادری نسبت

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''تاریخ دعوت وعزیمت'' جلد چہارم میں تحریر فرماتے ہیں: شیخ طاہری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آپ کو ربانی کشش حاصل ہوئی جو انہیں اپنے شیخ اسکندر کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہیں اپنے دادا شیخ کمال الدین کیتھلی قدس سرہٗ سے حاصل ہوئی تھی۔ فی الجملہ آپ اس رتبہ کو پہنچے جہاں آپ کے بہت سے معاصر مشائخ نہیں پہنچ سکے۔ آپ کا طریقہ شریعت محمدیہ ﷺ اور سنت نبویہ کا اتباع تھا جس سے اپنے اقوال وافعال میں سر مو انحراف نہیں کرتے تھے۔

حضرت شیخ بنوری رحمۃ اللہ علیہ سے ایک خلق نے استفادہ کیا۔ کہا جاتا ہے کہ آپ سے چار لاکھ مسلمانوں کو شرف بیعت حاصل تھا اور ان میں سے ایک ہزار نے علم و معرفت کا وافر حصہ پایا تھا آپ کی خانقاہ میں ایک ہزار آدمیوں سے کم تعداد شاید ہی کسی دن رہتی ہو۔ سب لوگ آپ کے مہمان ہوتے اور آپ سے باطنی استفادہ کرتے تھے۔[3]

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں کسی امیر کو کسی فقیر پر فضیلت نہ تھی نیکیوں کا حکم دینا اور برائیوں سے روکنا آپ کا خاص شیوہ تھا۔ بالخصوص دنیا داروں کو ایسی سختی سے تنبیہ فرماتے کہ اس طرح کہنے کی کم لوگوں کو جرات ہوتی ہے۔ آپ کی نصیحت بااثر ہوتی تھی سننے والا فوراً تائب ہو جاتا تھا۔

---

[1] روضۃ القیومیۃ [2] خزینۃ الاصفیا جلد نمبر ا

[3] دعوت وعزیمت جلد چہارم

Marfat.com

حرمین شریفین کا سفر

حضرت شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ ۱۰۵۲ھ میں لاہور تشریف لائے تو اس وقت آپ کے ساتھ دس ہزار مشائخ تھے بادشاہ شاہجہاں بھی ان دنوں لاہور ہی میں مقیم تھا آپ کی مقبولیت سے بادشاہ کو تشویش پیدا ہوئی بادشاہ نے صورت احوال جاننے کیلئے اپنے وزیر سعد اللہ خاں کو آپ کے پاس بھیجا آپ نے وزیر کی جانب کچھ التفات نہ کیا نیز وزیر نے جو بات بھی پوچھی اس کا جواب بہت لاپرواہی سے دیا اس پر وزیر سعد اللہ خاں برافروختہ ہوا اور بادشاہ کو حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ورغلایا جس کے نتیجہ میں بادشاہ شاہجہاں نے آپ کو سزا کے طور پر حرمین شریفین کا سفر اختیار کرنے کا حکم دے دیا چنانچہ آپ نے اپنے عزیزوں و دوستوں کے ساتھ حجاج کا رخ کیا آپ پہلے ہی حرمین شریفین کے سفر کے مشتاق تھے حج سے فارغ ہونے کے بعد آپ زیارت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے روانہ ہوئے اور مدینہ شریف پہنچے اور پھر وہاں ہی وقت وصال تک مقیم رہے۔[1]

دست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہر ہونا

حضرت شیخ آدم بنوری قدس سرہٗ جب مدینہ منورہ روضۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا تو روضہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دونوں دست اقدس اطہر ظاہر ہوئے حضرت شیخ بنوری نے بہزار شوق بڑھ کر مصافحہ کیا اور بوسہ دیا یہ معاملہ اس وقت حاضرین نے بھی مشاہدہ کیا جو مواجہ شریف پر کھڑے تھے۔[2]

حضرت سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان

حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے جب مدینہ منورہ سے واپسی کا ارادہ کیا تو آپ کو حضرت سیدنا رسول رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے یہ بشارت نصیب ہوئی ''یا ولد انت جواری'' (اے میرے فرزند تم میرے پڑوس میں رہو) چنانچہ آپ نے مدینہ منورہ میں ہی قیام فرمایا۔[3]

وصال

شیخ عارف ولی کبیر حضرت آدم بنوری قدس سرہٗ کا انتقال ۱۳ شوال ۱۰۵۴ھ کو مدینہ منورہ

---

[1] دعوت و عزیمت جلد چہارم [2] حالات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ [3] ایضاً

Marfat.com

ں ہی ہوا اور جنت البقیع میں حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مزار اقدس کے پاس مدفن ہوئے[1]

سلسلہ احسنیہ اور اس کے شیوخ کبار

حضرت سید آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ حضرت مجدد کے طریقہ عالیہ کے خوشہ چیں اور ان کے آغوش تربیت کے پروردہ ہیں لیکن اپنی استعداد عالی اور فطرت ارجمند کی بنا پر سلسلہ مجددیہ نقشبندیہ میں بھی ایک خاص رنگ کے حامل اور ایک (ذیلی) طریقہ کے بانی ہیں جس کو بہت ہی مجتہدانہ خصوصیات کی بنا پر طریقہ احسنیہ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے حکمت الہٰی کی یہ جلوہ گری تھی کہ جس خانوادہ عالی کی بنیاد ایک امی کے ہاتھ سے پڑی اس کے حصہ میں ہندوستان کے ممتاز ترین علماء محدثین اساتذہ وقت ناشرین کتاب وسنت داعی و مصلح عظیم مدارس دینیہ کے بانی اور مصنف ومحقق آئے اور وہ اس بارے میں بھی اپنے جدامجد کی سنت کے پیرو اور ان کی میراث کے وارث ہیں حکیم الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ داعی الی اللہ ومجاہد فی سبیل اللہ حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا محمد اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ مسند الہند حضرت شاہ اسحٰق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بانی دار العلوم دیوبند مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ عالم ربانی مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اسی سلسلہ احسنیہ کے شیوخ کبار کے ذریعہ طریقہ مجددیہ نقشبندیہ میں داخل اور اس میں صاحب اجازت وخلافت ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جیسے طرق تصوف کے مبصر اور نسبتوں کے رمز شناس حضرت سید آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بڑے بلند الفاظ لکھتے ہیں اور ان کو سلوک واحسان کے فن کے مجتہدین اور مستقل سلسلوں کے بانیوں میں شمار کرتے ہیں۔

حضرت سید آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء کی تعداد بہت زیادہ تھی اور ان کا استقصاء اس مختصر باب میں مشکل ہے۔ نزہۃ الخواطر میں حسب ذیل حضرات کے نام آئے ہیں جن کو حضرت سید آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ سے نسبت وارادت اور بعض کو خلافت واجازت حاصل تھی دیوان خواجہ احمد نصیر آبادی (۱۰۸۸ھ) شیخ بایزید قصوری (م ۱۰۹۰ھ) شاہ فتح اللہ سہارنپوری (م ۱۱۰۰ھ) شیخ سعد اللہ بلخاری لاہوری (م ۱۱۰۸ھ) لیکن ان کے سلسلہ کی اشاعت حسب ذیل چار خلفاء سے ہوئی جو ان کے

1. حضرت مجدد الف ثانی

Marfat.com

مجتہدانہ تربیت و تعلیم کا نمونہ اوران کی یادگار تھے۔ حضرت سید شاہ علم اللہ حسنی (۱۰۳۳ھ تا ۱۰۹۶ھ) حضرت شیخ سلطان بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت حافظ سید عبداللہ اکبر آبادی رحمۃ اللہ علیہ شیخ محمد شریف شاہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ (ان کے ایک بڑے خلیفہ عبدالنبی شام جوراسی رحمۃ اللہ علیہ ضلع جالندھر تھے جو اپنے زمانہ کے بڑے عارف قوی النسبت شیخ تھے اور جن کی ولایت وجلالت شان پر اس زمانہ کے لوگوں کا اتفاق ہے شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں ان کا ایک لطیف مکتوب نقل کیا ہے۔[1]

حضرت سید شاہ علم اللہ اوران کا خاندان

حضرت سید شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مفصل حالات کے لئے ملاحظہ ہو سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ از مولانا غلام رسول مہر رحمۃ اللہ علیہ حصہ اوّل سیرت سید احمد شہید حصہ اوّل از مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ تذکرہ شاہ علم اللہ از مولوی محمد الحسنی مرحوم اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے انفاس العارفین میں بھی ان کا تذکرہ کیا ہے، ان کے متعلق حضرت سید رحمۃ اللہ علیہ نے ہجرت کے وقت فرمایا تھا کہ سید خاطر جمع کر کے جاؤ اور اپنی جگہ پر بیٹھ جاؤ تمہاری نسبت مشائخ اودھ میں ایسی ہوگی جیسی ستاروں میں آفتاب کی۔ خواجہ محمد امین بدخشی کی جو حضرت سید آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے مجاز ومقرب ہیں ان کے متعلق شہادت ہے کہ دنیا کی بو بھی اپنے پاس نہیں آنے دیتے ہندوستان وعرب میں بھی ان کے تقویٰ واستقامت کا غلغلہ ہے...... اکثر لوگ ان کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ شاید صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسے ہی ہوں گے۔[2]

صاحب بحر زخار نے آپ کے تذکرہ میں یہ لفظ لکھے ہیں:

"مجاہد اتیکہ ازاں یگانہ زمانہ درباب نفرت دنیا باتباع طریقہ نبویہ بظہور آمدہ بعد از صحابہ کرام اور دیگر اولیاء امت متاخرین کم تریافتہ می شود۔"

ان کا بیان ہے جب آپ نے سفر حج فرمایا تو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے لوگ آپ کی اس قوت عمل کمال اتباع اور عزیمت کو دیکھ کر کہا کرتے تھے کہ "ھذا کأبی ذر" یعنی شاہ علم اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس زمانے میں ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا نمونہ ہیں اور یہ فقرہ حرمین میں زبان زد عام ہو گیا

[1] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو نزہۃ الخواطر جلد ۶۔ [2] نتائج الحرمین بحوالہ شیخ عبدالکریم

Marfat.com

تھے۔اس اتباع کامل کا نتیجہ تھا کہ انتقال کی شب کو عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ نے خواب دیکھا کہ آج کی رات جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی بادشاہ کو اس خواب سے بہت تشویش ہوئی علماء سے تعبیر دریافت کی تو انہوں نے کہا کہ اس رات سید شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوئی ہوگی کہ وہ اتباع سنت میں سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم تھے سرکاری وقائع نگار کی اطلاع سے معلوم ہوا کہ اس شب کو جناب ممدوح نے انتقال کیا۔[1]

آپ کے خاندان میں سلسلہ احسنیہ مسلسل طریقہ پر جاری رہا جس میں آپ کے فرزند چہارم حضرت سید محمد رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۵۶ھ) ان کے صاحبزادہ حضرت سید محمد عدل عرف شاہ لعل صاحب رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۹۲ھ) حضرت سید محمد صابرین سید آیت اللہ بن شاہ علم اللہ رحمۃ اللہ (م ۱۱۶۳ھ) حضرت شاہ ابوسعید ابن سید محمد ضیاء ابن سید آیت اللہ بن علم اللہ رحمۃ اللہ (م ۱۱۹۳ھ) حضرت سید محمد واضح ابن سید محمد ظاہر حسنی رحمۃ اللہ (م ۱۲۷۸ھ) مولانا سید خواجہ احمد بن یسین نصیر آبادی رحمۃ اللہ (م ۱۲۸۹ھ) اور حضرت شاہ ضیاء النبی (م ۱۳۲۶ھ) بڑے پائے کے بزرگ اور عالی مرتبت مشائخ گذرے ہیں جن سے ہزار ہا انسانوں کو ایمان واحسان کی دولت عمل بالشریعت اور اتباع سنت کی توفیق حاصل ہوئی۔[2]

شیخ سلطان بلیاوی

حضرت سید آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے خلیفہ اجل حضرت شیخ سلطان بلیاوی رحمۃ اللہ تھے۔ یہ بلیا صوبہ بہار میں گنگا کے کنارہ آباد تھا اب یہ جگہ لکھنیا ضلع بیگوسرائے کے نام سے معروف مونگیر کے مقابل دوسرے کنارہ پر ہے۔

نتائج الحرمین سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سید آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء کبار میں تھے اکثر ان کا نام حضرت شاہ علم اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ آتا ہے۔افسوس ہے کہ ان کے حالات و ملفوظات محفوظ نہیں رہے اب اس قصبہ میں ان کا خاندان آباد ہے۔

---

[1] بحر زخار از شیخ وجیہ الدین اشرف میں مفصلاً اور در المعارف مجموعہ ملفوظات حضرت شاہ غلام علی مرتبہ حضرت شاہ رؤف احمد مجددی صفحہ ۴۶ میں مجملاً اس رویائے صادقہ کا ذکر ہے۔

[2] حالات کے لئے ملاحظہ ہو نزہۃ الخواطر" جلد ۶،۷

Marfat.com

حافظ سید عبداللہ اکبر آبادی رحمۃ اللہ علیہ اور سلسلۂ ولی اللہ

حضرت سید آدم بنوری کے تیسرے خلیفہ اجل جن سے ان کے سلسلہ کی سب سے زیادہ اشاعت ہوئی حافظ سید عبداللہ اکبر آبادی رحمۃ اللہ علیہ تھے حکیم الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار حضرت شاہ عبدالرحیم فاروقی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۳۱ھ) انہیں کے خلیفہ و تربیت یافتہ تھے۔ حافظ سید عبداللہ اکبر آبادی کے فضائل و مناقب کے لئے ملاحظہ ہو "انفاس العارفین" صفحہ ۶ تا ۱۵ حضرت شاہ عبدالرحیم کے حالات و کمالات کے لئے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے "انفاس العارفین تصنیف فرمائی اور تفصیل کے ساتھ ان کا اور ان کے خاندان کا تذکرہ فرمایا یہ کتاب ۱۳۳۵ھ مطبع مجتبائی میں طبع ہوئی۔ (ملاحظہ ہو صفحہ ۱۵ تا ۸۷)

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ جس میں حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ اور پھر ان کے توسط سے حضرت حاجی عبدالرحیم شہید ولایتی رحمۃ اللہ علیہ، میاں جی نور محمد جھنجھانوی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے توسط سے شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خلفاء مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوی رحمۃ اللہ علیہ، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، پھر مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی وساطت سے حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی، حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ بانی سلسلہ تبلیغ نظام الدین اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو سلسلہ احسنیہ مجددیہ سے انتساب ہے اور وہ اس طریقہ میں مجاز و صاحب ارشاد ہیں حضرت شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق اس باب میں کچھ لکھنا تو ممکن نہیں کہ:

سفینہ چاہئے اس بحر بے کراں کے لئے

ان کا تذکرہ تاریخ دعوت وعزیمت کی ایک مکمل جلد کا طالب ہے جو شاید اس سلسلہ کی پانچویں جلد ہو حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت

Marfat.com

گذر چکی ہے شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق حضرت شاہ غلام علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مقامات مظہری میں مرزا صاحب کا یہ قول نقل کیا ہے کہ:

> شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نئے طریقہ کی وضاحت فرمائی ہے حقائق ومعارف کے اسرار اور علوم کے دقائق وخومن کے بیان کرنے میں ان کا ایک خاص اسلوب ہے۔ علماء میں وہ ربانی کے لقب کے مستحق ہیں ان صوفیاء محققین میں بھی جو علم ظاہر و باطن کے جامع تھے ایسے لوگ انگلیوں پر شمار کرنے کے قابل ہیں جنہوں نے ان کی طرح نئے علوم ومضامین کے بارہ میں زبان کھولی[1]

امام معقولات علامہ فضل حق خیر آبادی نے جب شاہ صاحب کی تصنیف ''ازالۃ الخفا'' دیکھی تو اپنے تلامذہ کے سامنے برملا کہا کہ اس کتاب کا مصنف ایک بحر زخار ہے جس کا ساحل نظر نہیں آتا۔ عالم جلیل مفتی عنایت احمد کاکوروی کا مقولہ ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مثال شجرۂ طوبیٰ کی ہے جس کی جڑ ان کے گھر میں ہے اور اس کی شاخ ہر مسلمان کے گھر ہیں۔[2]

جہاں تک حضرت شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق ہے ان کی جامعیت، معقولات، منقولات، فنون ادبیہ میں یکساں مہارت قوت تدریس، اشاعت علم حدیث، افاضہ باطنی حسن تربیت، قدرت تصنیف حلاوت کلام وسعت اخلاق، ملت اسلامیہ ہندیہ کے لئے دلسوزی و دردمندی اور کثرت فیضان میں ان کی نظیر دور دور مشکل ہے۔

حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی جماعت

جہاں تک حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق ہے جن کا خصوصی تعلق سلسلہ احسنیہ مجددیہ سے تھا تو ان کے حالات پر ضخیم کتابیں تیار ہو چکی ہیں جن میں سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ از مولانا غلام رسول مہر (۱،۲،۳،۴) اور سیرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ از مصنف (۱،۲) کا مطالعہ کافی ہے۔ مصنف

---

۱ مقامات مظہری مطبوعہ مطبع احمدی صفحہ ۶۰، ۶۱ ۲ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو نزہۃ الخواطر جلد ۶

۳ حالات وکمالات کی قدرے تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو نزہۃ الخواطر جلد ۷

Marfat.com

کے مختصر رسالہ تحقیق وانصاف کی عدالت میں ایک مظلوم مصلح کا مقدمہ کا مطالعہ بھی اس سلسلہ میں مفید ہوگا۔

ان کا اس عہد اور ہندوستان کی تاریخ پر جو گہرا اثر پڑا اور ان سے اللہ تعالیٰ نے ہدایت خلق، اشاعت اور حفاظت اسلام کا جو عظیم الشان کام لیا اس کے متعلق چند شہادتوں پر اکتفا کیا جاتا ہے اس عہد کے ایک صاحب نظر عالم مولوی عبدالاحد صاحب لکھتے ہیں:

حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر چالیس ہزار سے زیادہ ہندو وغیرہ کفار مسلمان ہوئے اور تیس لاکھ مسلمانوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور جو سلسلہ بیعت آپ کے خلفاء اور خلفاء کے خلفاء کے ذریعہ روئے زمین پر جاری ہے اس سلسلہ میں کروڑوں آدمی آپ کی بیعت میں داخل ہیں۔[1]

مشہور عالم ربانی مجاہد فی سبیل اللہ مولانا ولایت علی عظیم آبادی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۶۹ھ) تحریر فرماتے ہیں ہزار ہا انسان اپنا دین چھوڑ کر اسلام سے مشرف ہوئے اور ہزار ہا لوگوں نے مذاہب باطلہ سے توبہ کی پانچ چھ برس کے عرصہ میں ہندوستان کے تیس لاکھ آدمیوں نے حضرت سے بیعت کی اور سفر حج میں تقریباً لاکھ آدمی بیعت سے مشرف ہوئے۔[2]

ہندوستان کے شہرۂ آفاق مصنف ومؤلف نواب سید صدیق حسن خاں والی بھوپال رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۰۷ھ) جنہوں نے آپ کی تعلیم وتربیت کے اثرات کو خود دیکھا تھا اور ان کے دیکھنے والوں کی ایک بڑی جماعت کا زمانہ پایا تھا تقصار جیوالاحرار میں لکھتے ہیں:

خلق خدا کی رہنمائی اور خدا کی طرف رجوع کرنے میں وہ خدا کی ایک نشانی تھے ایک بڑی خلقت اور ایک بڑی دنیا آپ کی قلبی وجسمانی توجہ سے درجہ ولایت کو پہنچی آپ کے خلفاء کے مواعظ نے سرزمین ہند کو شرک وبدعت کے خس وخاشاک سے پاک کر دیا اور کتاب وسنت کی شاہراہ پر ڈال دیا ابھی تک ان کے وعظ وپند کے برکات جاری وساری ہیں۔"

آگے چل کر لکھتے ہیں:

"خلاصہ یہ ہے کہ اس زمانہ میں دنیا کے کسی ملک میں بھی ایسا صاحب کمال سنا نہیں

---

[1] سوانح احمدی [2] رسالہ دعوت مشمولہ مجموعہ رسائل تسعہ از مولانا ولایت علی عظیم آبادی صفحہ ۶۵

Marfat.com

گیا اور جو فیوض اس گروہ حق سے خلق خدا کو پہنچے ان کا عشر عشیر بھی اس زمانہ کے علماء و مشائخ سے نہیں پہنچا۔"

جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہی کے واسطہ سے اکابر دیوبند و بزرگان صادقپور، (صادقپور پٹنہ کا ایک مشہور محلہ ہے جو سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک جہاد و اصلاح کا سب سے بڑا مرکز تھا اور جس نے اس کام کو آخر وقت تک جاری رکھا اور اس سلسلہ میں سب سے زیادہ قربانیاں دیں) حضرت مولانا ولایت علی عظیم آبادی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا یحییٰ علی مولانا احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ مولانا عنایت علی غازی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ امیر جماعت مجاہدین (ثمرقند) اور مولانا عبد الرحیم صادق پوری رحمۃ اللہ علیہ اس کے ممتاز فرد تھے۔

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا [سورۃ الاحزاب:۲۳]

یعنی "مسلمانوں میں سے بہت سے وہ لوگ ہیں جنہوں نے سچ کر دکھایا جو کچھ انہوں نے عہد کیا تھا اللہ سے۔ پھر کوئی تو اُن میں وہ ہے جسے پورا کر دیا اپنا اقرار اور کوئی وہ ہے جو منتظر ہے۔ اور انہوں نے رد و بدل نہیں کیا ذرا بھی۔"

جو حضرات سلسلۂ مجددیہ نقشبندیہ میں داخل اور صاحب اجازت و خلافت ہیں ان حضرات سے اس تحتی براعظم میں علوم دینیہ کی جو اشاعت، مدارس کا قیام اور دعوت و اصلاح کا جو عظیم الشان کام عمل میں آیا اور جس سے کوئی صاحب انصاف انکار نہیں کر سکتا وہ سب بھی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تجدید و اصلاح کے نتائج اور اس کے ثمرات و برکات کی فہرست میں شامل ہے کہ انہوں نے ہی گیارہویں صدی کے پر آشوب دور کے آغاز میں اس کا راستہ ہموار کیا اور ایک ایسی جماعت یادگار چھوڑی جس نے اپنے سوز دروں اور نور باطن سے دین کی اس شمع کو روشن و فروزاں رکھا اور پھر دیئے سے دیا جلتا رہا اور اس ملک میں پھر کفر و جہالت اور شرک و بدعت کی تاریکی اس طرح پھیلنے نہیں پائی جیسی کہ دسویں صدی کے آخر میں دیکھنے والوں کو نظر آ رہی تھی ان سے بلاواسطہ اور بالواسطہ نسبت رکھنے والی جماعت کو یہ کہنے کا حق ہوا کہ:

Marfat.com

آغشتہ ایم ہر سر خارے بخون دل
قانون باغبانی صحرا نوشتہ ایم

حضرت مولانا احمد برکی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت احمد برکی رحمۃ اللہ علیہ بہت ہی عقیدت ومحبت والے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے خلفاء میں سے ہیں۔ مکتوبات حضرت امام ربانی میں کئی مکتوب آپ کے نام ہیں کابل وقندھار کے درمیان ایک شہر برکت ہے وہاں کے آپ رہنے والے ہیں شہر کے جید علماء میں سے تھے۔

مولانا کا ایک ہم وطن بغرض تجارت ہندوستان آیا تو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی شہرت سن کر حاضر خدمت ہوا اور مرید ہو کر حلقۂ ارادت میں داخل ہو گیا۔ واپسی پر حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے مکاتیب کے کچھ اجزاء اپنے ہمراہ لیتا گیا مولانا نے جب ان مکتوبات کا مطالعہ کیا اور ان سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات باطنی کا اندازہ لگایا تو جذبہ دل نے سرہند شریف حاضر ہونے پر مجبور کر دیا چنانچہ حاضر خدمت ہو کر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی عنایات سے سرفراز ہوئے اور باخلاص تمام ہر وقت حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہنے لگے حق سبحانہ وتعالیٰ کی عنایت اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کی برکت سے ایک ہی ہفتہ میں درجہ کمال واکمل کو پہنچ گئے اور طریقہ تعلیم میں مجاز ہو کر وطن جانے کی اجازت حاصل کی وطن پہنچ کر حسب الحکم کار طریقت میں مشغول ہو گئے بعد ازاں بذریعہ عرائض اپنے اور مریدون کے احوال خدمت عالی میں عرض کر کے جواب وخطاب سے سرفراز ہوتے رہتے تھے۔[1]

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے ایک مکتوب مولانا یوسف برکی رحمۃ اللہ علیہ کو تحریر فرمایا جس میں آپ کی تعریف اس طرح فرمائی ہے:

برادر عزیز مولانا احمد برکی جس کو عام لوگ علمائے ظاہر سے جانتے ہیں اور وہ خود بھی اپنے احوال اور اپنے یاروں کے احوال کی خبر نہیں رکھتا اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا باطن شہود تنزیہی کی طرف متوجہ ہے جو جہل ونادانی کا مقام ہے اور اس کا ایمان علماء کی طرح ایمان بالغیب ہے

[1] حضرت القدس، زبدۃ المقامات

Marfat.com

کے باطن نے بلند فطرت ہونے کے باعث کثرت آمیز شہود کی طرف التفات نہیں کی اور اس کا
ہر ترہات صوفیہ کے ساتھ فریفتہ اور مغرور نہیں ہوا اس کا وجود مبارک ان اطراف میں غنیمت ہے
حالت جس کے حاصل ہونے کی آپ کو خبر دی ہے مولانا مذکور مدت سے اس حالت کے ساتھ
متعلق ہے خواہ اس کو اس کا علم ہو یا نہ ہو فقیر کے نزدیک اس جگہ (کی اصلاح) کا مدار مولانا کے
وجود پر ہے۔ بڑے تعجب کی بات ہے کہ یہ امر ان اطراف کے صاحبانِ کشف پر کس طرح مخفی رہا
ہے (حالانکہ) فقیر کے علم میں مولانا (کی شرافت اور بزرگی) وجود آفتاب کی طرح ظاہر و باہر ہے
زیادہ کیا تکلیف دی جائے دعا و فاتحہ کی التماس ہے والسلام۔[1]

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اپنے ایک مکتوب میں خود مولانا احمد برکی رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے بلند درجات کی خوشخبری سے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔

اسی اثناء میں آپ کے حال پر توجہ کی دیکھا کہ اس گرد و نواح کے سب لوگ آپ کی طرف دوڑتے آتے ہیں اور آپ کی طرف التجا کرتے ہیں معلوم ہوا کہ آپ کو اس زمین کا مدار بنایا گیا ہے اور ان حدود و اطراف کے لوگوں کو آپ کے ساتھ وابستہ کیا گیا ہے "للّٰہ سبحانہ الحمد والمنة علی ذٰلك" (اس امر پر اللہ تعالیٰ کی حمد اور احسان ہے) اس معاملہ کے ظہور کو واقعات میں سے نہ خیال کریں کیونکہ واقعات میں شک و شبہ کا گمان ہوتا ہے بلکہ مشاہدات اور محسوسات میں سے شمار کریں۔"[2]

پھر اسی مکتوب میں چند سطروں کے بعد شیخ حسن رحمۃ اللہ علیہ کو آپ کا قائم مقام بنانے کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

شیخ حسن رحمۃ اللہ علیہ آپ کے ارکان دولت میں سے ہیں آپ کے معاملہ کے مدد و معاون ہیں اگر بالفرض آپ کو ماوراء النہر یا ہندوستان کی سیر کی خواہش پیدا ہو جائے تو وہاں آپ کا قائم مقام شیخ حسن ہے اس کے حق میں اپنی التفات و توجہ فرماتے رہیں اور بہت کوشش فرمائیں تاکہ ضروری علوم دینی کی تحصیل سے جلدی فارغ ہو جائے ہندوستان کی یہ سیر اس کے حق میں بھی غنیمت ہے اور آپ کے حق میں بھی اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو ملتِ اسلام پر استقامت عطا فرمائے (آمین)۔[3]

---

1. مکتوبات شریف دفتر اول مکتوب نمبر ۲۷۴ 2. ایضاً مکتوب نمبر ۲۷۵ دفتر اول
3. مکتوبات شریف دفتر اول مکتوب نمبر ۲۷۵۔

Marfat.com

اس مکتوب کے پہنچنے کے چند روز بعد مولانا احمد برکی رحمۃ اللہ علیہ کو سفر آخرت پیش آ
جب حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کو آپ کے انتقال پر ملال کی اطلاع ملی تو بقول صاحب
زبدۃ المقامات حضرت نے فاتحہ اور دعائے مغفرت سے ان کی روح کو شاد کیا اور دیکھا گیا
جب کبھی مولانا موصوف کا تذکرہ اور آپ کی تعریف فرماتے تھے تو لطف وعنایت کے ساتھ یا
فرمایا کرتے تھے۔[1]

چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ ایک مکتوب میں مولانا احمد برکی رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف
اوران کے متعلقین کو نصیحت کے طور پر تحریر فرماتے ہیں:

> ''حمد وصلوٰۃ اور تبلیغ دعوات کے بعد عرض کرتا ہے اور مغفرت پناہ مولانا احمد رحمۃ اللہ علیہ کی ماتم پرسے بجا لاتا ہے مولانا کا وجود شریف اس وقت کے مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی آیات میں سے ایک آیت اور اس کی رحمتوں میں سے ایک رحمت تھا ''اللّٰھم لا تحرمنا اجرہ ولا تفتنا بعدہ'' یعنی ''یا اللہ! تو اس کے اجر سے ہم کو محروم نہ کر اور اس کے بعد ہم کو فتنہ میں نہ ڈال۔''

اس کے بعد دوستوں اور یاروں سے امید والتجا ہے کہ گذرے ہوئے لوگوں کی امداد
اعانت کریں اور مولانا مرحوم کے فرزندوں اور متعلقین کی خدمت اور دلجوئی محبوں اور مخلصوں پر
لازم ہے اس امر میں بہت کوشش کریں کہ مولانا مرحوم کے فرزند پڑھیں اور علوم شرعیہ سے آراستہ
ہو جائیں اور مولانا مرحوم کے احسان کا بدلہ ان کے بیٹوں پر احسان کر کے ادا کریں ''ھل جزآء
الاحسان الا الاحسان'' یعنی ''احسان کا بدلہ احسان ہی ہے۔''

مولانا مرحوم کے اوضاع واطوار کی رعایت رکھیں اوران کے احوال ومقامات کو
مدنظر رکھیں اور طریقہ ذکر اور حلقہ مشغولی میں کسی قسم کا قصور واقع نہ ہو سب دوست جمع ہو کر بیٹھیں
اور ایک دوسرے میں فانی ہوں تاکہ صحبت کا اثر ظاہر ہو۔

اور اس فقیر نے اس سے پہلے اتفاقیہ طور پر لکھا تھا کہ اگر مولانا (احمد برکی رحمۃ اللہ علیہ) سفر

---

[1] زبدۃ المقامات صفحہ نمبر ۳۷۰

Marfat.com

اختیار کریں تو ان کو چاہئے کہ شیخ حسن کو اپنی جگہ پر مقرر کریں شاید قضا کو یہی سفر مقصود ہو اب بھی جو بار بار ملاحظہ کرتا ہوں تو شیخ حسن کو اس امر پر متعین اور مقرر پاتا ہوں یہ بات بعض دوستوں کو ناگوار معلوم نہ ہو کیونکہ ہمارے اور تمہارے اختیار میں نہیں ہے۔ بہر صورت انقیاد و فرمانبرداری لازم ہے۔[1]

اتفاق سے انہی دونوں آپ (مولانا احمد برکی رحمۃ اللہ علیہ) کے بھائی شیخ عثمان اکبر آباد آئے ہوئے تھے جب وہ اکبر آباد سے سرہند شریف حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ احمد برکی رحمۃ اللہ علیہ کی خبر وفات ان سے بیان کی اور فاتحہ پڑھی تو شیخ عثمان نے بے اختیار ہو کر آہ و بکا کی اور شدت غم سے زمین پر تڑپنے لگے لوگوں نے ان کو روکنا چاہا لیکن حضرت نے فرمایا ان کو مت روکو اس لئے کہ شیخ احمد برکی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر آسمان و زمین رو رہے ہیں اگر ان کا بھائی روتا ہے تو اس کو منع کرتے ہو بعض احباب اس بات سے متعجب ہوئے تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''شیخ رحمۃ اللہ علیہ ایسے ولی تھے کہ نہ لوگوں نے ان کو پہچانا اور نہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کو ولی جانا''۔

مولانا احمد برکی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۰۲۶ھ میں انتقال فرمایا۔

حضرت مولانا احمد دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا شیخ احمد بن ابی احمد حنفی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ مشہور قصبہ دیوبند کے رہنے والے تھے جہاں آج کل ایشیاء کی سب سے بڑی دینی یونیورسٹی ہے۔ دیوبند ضلع سہانپور میں واقع ہے مولانا احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کے شاگرد رشید بھی ہیں ابتدائی تعلیم سرہند شریف میں ہی حاصل کی حضرت مولانا مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے علاوہ دوسرے علماء سے بھی علم دین حاصل کیا۔

سلسلۂ بیعت

پھر آپ برہان پور چلے گئے شیخ معظم محمد بن فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے اصلاحی تعلق قائم کیا ایک لمبی مدت ان کی خدمت میں رہے ان سے باطنی نعمت اور اجازت طریقہ و خلافت سے سرفراز ہوئے۔

آگرہ

برہان پور سے آگرہ تشریف لائے ان دنوں آگرہ میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی

[1] مکتوبات شریف دفتر دوم مکتوب نمبر ۶۱؛

Marfat.com

قدس سرہٗ تشریف فرما تھے مولانا احمد نے اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی غلامی اختیار کرتے ہوئے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت کرلی اور ایک مدت تک خدمت اقدس میں رہے جب حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے حضرت خواجہ میر محمد نعمان کو اجازت طریقہ وخلافت سے سرفراز فرمایا تو مولانا احمد دیبنی کی تربیت بھی خواجہ نعمان کے سپرد فرمائی چنانچہ خواجہ نعمان رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں حضور ونسبت نقشبندیہ کی دولت سے سرفراز ہوئے۔

بعدہٗ مولانا احمد سرہند شریف بارگاہ حضرت قیوم زماں قدس سرہٗ میں حاضر ہوئے اور کافی عرصہ آستانہ مجددیہ میں مقیم رہے اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی عنایات اور فیوض وبرکات سے بہرہ ور ہوکر خلافت واجازت سے مشرف ہوئے۔

مولانا احمد دیبنی کی صحبت کا اثر اس درجہ ہوتا تھا کہ جو کوئی صحبت میں حاضر ہوتا جذب کے غلبہ کی وجہ سے تڑپنے لگتا بعض تو بالکل بے ہوش ہوجاتے بعض حاضرین صحبت گریہ وزاری اور نالہ فریاد میں مبتلا ہوجایا کرتے آپ کی توجہ اور تصرف میں بہت زیادہ اثر ہوتا تھا۔[1]

مشہور ہے کہ آپ نے ابتدائے ارشاد کے زمانہ میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی خدمتِ بابرکت میں ایک عریضہ لکھا کہ باوجودیکہ میں اپنے اندر کوئی حال وکمال محسوس نہیں کرتا لیکن میں نے دو طالبوں کو ذکر کی تعلیم دی تو ان سے احوال ظاہر ہوئے اسی کے ساتھ یہ بھی عرض کیا کہ دوام آگاہی کے باوجود ذہول پیدا ہونے کی کیا وجہ ہے؟ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا واضح ہو کہ وہ احوال جو ان دونوں شخصوں میں ظاہر ہوئے ہیں آپ کے احوال کے عکس ہیں جو ان کے استعداد کے آئینوں میں ظاہر ہوئے ہیں چونکہ وہ دونوں شخص صاحب علم تھے اس لئے انہوں نے اپنے احوال کو معلوم کرلیا اور آپ کو بھی اس حال مستور کے حاصل ہونے کے علم کی طرف راہنمائی کی جس طرح کہ آئینہ شخص کے خفیہ کمالات کے حاصل ہونے کی طرف دلالت کرتا ہے اور اس کے پوشیدہ ہنروں کو ظاہر کردیتا ہے مقصود احوال کا حاصل ہونا ہے اور ان کا جاننا ایک علیحدہ دولت ہے۔ حق جل شانہٗ بعض کو یہ علم دیتے ہیں اور بعض کو نہیں دیتے لیکن دونوں صاحب ولایت اور قرب میں برابر ہوتے ہیں۔

---

1. زبدۃ القامات؛ حضرات القدس. تذکرہ مجدد الف ثانی

Marfat.com

پھر اسی مکتوب میں چند سطروں کے بعد دوسرے جزء کے متعلق یہ رقم فرمایا: جان لیں کہ آگاہی حق تعالیٰ کی جناب میں حضور باطن سے مراد ہے جو کہ مشابہ بعلم حضوری ہے کہ جس کو دوام لازم ہے کیا آپ نے کبھی سنا ہے کہ کبھی کوئی شخص اپنے نفس سے غافل ہوا ہے یا اپنی نسبت اس کو غفلت ونسیان پیدا ہوا ہے غفلت وذہول علم حصول میں متصور ہے کیونکہ اس میں مغائرت پائی جاتی ہے علم حضوری میں سب حضور در حضور ہے اگرچہ نادان اور بیوقوف آدمی اس حضور سے دور اور نفرت کرنے والا ہے اور اس کے حاصل ہونے سے مغرور ہے پس آگاہی کے لئے دوام لازم ہے اور جس میں دوام نہیں وہ مطلوب کی نگرانی ہے جو اس آگاہی مذکور کے مشابہ ہے اس کا دوام مشکل ہے کیونکہ علم حصولی کے ساتھ مشابہت رکھتی ہے جو دوام سے بے نصیب ہے۔[1]

آپ ایک مدت تک آگرہ میں طالبین معرفت کے افادہ میں مشغول رہے آپ کے ان دونوں مریدوں کے چہروں سے اکابر سلسلہ کی خصوصیات ہویدا اور جذبہ وبیخودی کی شان آشکارا تھی ایک رئیس اعظم جو کہ آپ سے اخلاص رکھتے تھے آپ کو بنگالہ لے گئے آپ نے اس علاقہ میں قبولیت عظیمہ حاصل کی اور بہت لوگوں کو آپ سے فیض پہنچا۔[2]

حضرات القدس میں ہے کہ آپ نے ستر سال کی عمر میں وفات پائی اور اکبر آباد میں مدفون ہوئے۔[3]

زبدۃ المقامات اس سلسلہ میں خاموش ہے اور تذکرہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ میں لاعلمی کا اظہار ہے۔

مولانا امان اللہ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے کامل خلفاء میں سے ہیں۔ ۱۰۳۱ھ میں حج بیت اللہ کا شوق غالب ہوا اور پیادہ پا بغیر توشہ وزادہ راہ سفر حجاز پر چل کھڑے ہوئے راستہ میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے اور خود آپ کے متوسلین واحباب نے ہر چند چاہا کہ ان سے زادراہ قبول کرلیں لیکن آپ نے قبول نہیں فرمایا اور اسی بے سروسامانی کے ساتھ حجاز مقدس

1. مکتوبات شریف دفتر سوم مکتوب ۱۶ 2. زبدۃ المقامات ص:۳۸۵ وتذکرہ مجدد الف ثانی ص:۳۴۷
3. حضرات القدس دفتر دوم صفحہ ۳۲۰

Marfat.com

پہنچے حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے پھر انبیاء علیہم السلام کے مزارات کی زیارت کے لئے مصر و شام گئے اور وہیں آپ کا وصال ہو گیا[1]

مولانا بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے قدیم اصحاب اور اجل خلفاء میں سے ہیں۔ سرہند میں پیدا ہوئے اور وہیں پرورش پائی پندرہ سال کی عمر میں حضرت سے بیعت کی اور سترہ سال حضرت کی خدمت میں رہے آخر سلوکِ باطنی بدرجہ کمال حاصل کر کے خلافت پائی۔ علوم ظاہری اور دیگر علوم مثلاً تاریخ وغیرہ میں آپ کو کامل دسترس تھی آپ نے شرح مواقف و تفسیر بیضاوی وعضدیہ مع حاشیہ سید الشریف حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سے اور مطول مع حاشیہ سید شریف و شرح عقائد مع حاشیہ الخیالی و تحریر اقلیدس و شرح المطالع مع حاشیہ سید علی؛ حضرت خواجہ محمد صادق سے پڑھیں[2]

آپ کی کئی تصانیف ہیں جن میں حضرات القدس بہت مشہور ہے جس کے حصہ اول میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ تک سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے تمام بزرگوں کے حالات ہیں اور دوسرے حصہ میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادگان رحمۃ اللہ علیہم و خلفاء کے حالات درج ہیں اور اس کے آخر میں آپ نے اپنے حالات و واردات بھی تحریر فرمائے ہیں جو آپ کو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاصل ہوئے اور حضرت نے ان حالات کے اعلیٰ و اصلی ہونے کی تصدیق کی۔ حضرت آپ کے حال پر نہایت درجہ عنایت فرماتے ہیں اور اپنے عیال میں شمار فرماتے تھے۔[3]

چنانچہ آپ حضرات القدس میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا حضرت نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا اسی فنا و بقا سے ولایت متحقق ہوتی ہے مخدوم زادہ اعظم (خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ) نے میری اس تحریر پر کہ جو کچھ حضرت کے باطن اقدس سے نکلتا ہے وہ فقیر کے باطن پر بھی ظاہر ہوتا ہے تعجب کیا

---

1. زبدۃ المقامات ص ۳۸۸، ۳۸۹ و تذکرہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ص ۳۴۹
2. نزہۃ الخواطر رحمۃ اللہ علیہ جلد ۵ ص: ۹۰
3. حالات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ ص: ۲۳۴

Marfat.com

اور فرمایا کہ ان کی ہمت بہت بلند ہے حضرت نے فرمایا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ بقدر استعداد فیض حاصل کرتے ہیں اور یہ مصرع پڑھا ؂

بقدر آئینہ حسن توسی نماید رو[1]

نیز آپ فرماتے ہیں کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے ایک مدت تک پشمینہ (ریشمی) کی جاء نماز پر نماز ادا فرمائی چونکہ حضرت جمع بین المذاہب کی کوشش فرماتے تھے اور مذہب امام مالک میں پشمینی چیز پر سجدہ مکروہ ہے اس لئے سجدہ کی جگہ پر ایک سوتی کپڑا لگوالیا تھا اور برسوں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اسی مصلے پر نماز ادا فرمائی جب وہ کپڑا زیادہ میلا ہو گیا تو خادم نے اس میلے کپڑے کو علیحدہ کر دیا اور اس کی جگہ نیا کپڑا لگا دیا میں نے اس میلے کپڑے کو اپنی دستار میں محفوظ کرلیا تا کہ گھر جا کر اس کو تعظیم کے ساتھ محفوظ جگہ پر رکھ دوں۔ اتفاقاً رات ہوگئی اور میں نماز عشاء پڑھ کر سو گیا اور کپڑا ویسے ہی دستار میں رکھا رہا، اس کپڑے کی برکت سے اسی رات خواب میں جمال جہاں آرائے نبوی علیہ السلام کی بارہ مرتبہ سے زیادہ زیارت سے مشرف ہوا ہر دفعہ میں بیدار ہو جاتا تھا پھر سو جاتا تھا اور پھر آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوتا تھا۔[2]

آپ اپنی تصانیف کے سلسلہ میں تحریر فرماتے ہیں اس حقیر نے قبلہ حاجات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی حیات بابرکات کے زمانہ میں آپ کے مقامات کا مسودہ تحریر کیا اور اس کا نام "سیر احمدی" رکھا اس کو آپ کی نظر کیمیا اثر میں پیش کیا جب حضرت اس قصہ تک پہنچے کہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ نے استخارہ کا حکم دیا اور حضرت خواجہ نے استخارہ میں ایک طوطی دیکھی کہ شاخ درخت سے اُڑ کر حضرت خواجہ کے دست مبارک پر بیٹھ گئی الی آخر القصہ فقیر نے اس میں طوطی کو طائر ہند لکھ دیا تھا حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو کاٹ کر لفظ طوطی تحریر فرما دیا اور بر سبیل مطائبہ فرمایا کہ الحمد للہ تمہاری پہلی تصنیف ہمارے احوال کے ذکر میں واقع ہوئی ہے گویا از راہ کشف معلوم فرما لیا تھا کہ اس حقیر سے مختلف تصنیفات واقع ہوں گی الحق ایسا ہی ہوا کہ حضرت قدس سرہٗ کی وفات کے بعد کتاب کرامات دربارۂ اولیاء اثبات خوارق اولیاء بعد موت تصنیف کی گئی اور فتوح الغیب مصنفہ حضرت غوث اعظم عبدالقادر جیلانی

---

[1] حضرات القدس دفتر دوم ص ۳۲۰ [2] ایضاً ص ۲۶۸

Marfat.com

قدس سرہٗ کا فارسی میں ترجمہ کیا اور ایک کتاب الروائح فی شرح اصطلاحات صوفیہ واشغال قادریہ ونقشبندیہ میں جمع کی اور کتاب سنوات الاتقیا لکھی جس میں حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے اس وقت تک کے اربابِ کمال کے حالات بیان کیے گئے ہیں [1]

علاوہ ازیں آپ نے درجات الابرار اور مجمع الاولیا بھی تصنیف فرمائی نیز داراشکوہ کے حکم کی تعمیل میں کتاب بہجۃ الاسرار کا ترجمہ کیا جو عربی زبان میں حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کے مناقب میں ہے اور حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب روضۃ النواظر اور شیخ روزبھان بقلی کی تفسیر عرائس البیان کا بھی ترجمہ فرمایا۔[2]

حضرت مولانا بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے (خواب میں) دیکھا کہ حضور انور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقیر کی مسجد میں قبلہ کی طرف پشت مبارک کیے ہوئے دوزانو تشریف فرما ہیں میں بے اختیار ہو کر آپ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں گر پڑا اس کے بعد اٹھا اور دونوں ہاتھ دعا کی طرح اٹھا کر التماس کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھ کو کچھ بشارت دیجئے آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی "سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَيْلًا" اس کے بعد فرمایا کہ عنقریب تمہارے گھر میں لڑکا پیدا ہوگا اتفاق سے اس زمانے میں فقیر کے کوئی اولاد نہ تھی اس واقعہ سے دس ماہ بعد لڑکا پیدا ہوا اس کا نام محمد عارف رکھا اور اس کے بعد ہر حمل میں لڑکا ہی پیدا ہوتا رہا حتیٰ کہ تاحال بطفیل بشارت نبوی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ نے اور سات لڑکے مرحمت فرمائے۔"[3]

نیز فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ایک حوض دہ دردہ ہے اس کے گرد ایک باغیچہ گول اور خوش وضع لگا ہوا ہے اور وہاں ایک عالی شان محل ہے اس میں حضرت سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہیں اور میں کنوئیں کے ڈول کے پانی گرنے کی جگہ بیٹھا ہوا ہوں ایک شخص مجھ سے حدیث کی کتاب پڑھ رہا ہے اور ایک لفظ غیر مانوس کے متعلق کچھ تامل ہو رہا ہے کہ حضور انور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس محل سے برآمد ہوئے اور باغ میں تشریف لائے کچھ ٹھہر کر اس لفظ کے معنی بیان فرمائے اور باغ کے دروازہ کی جانب روانہ ہوئے میں بھی دروازہ تک ہمراہ گیا آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوری حدیث پڑھی جو مجھے لفظ بلفظ یاد تھی مگر اب لکھنے کے وقت بھول گیا۔[4]

---

1. حضرات القدس دفتر دوم ص ۱۳۰۔
2. نزہۃ الخواطر ج ۵ ص ۹۰
3. حضرات القدس دفتر دوم ص ۳۶۵
4. ایضاً ص ۳۶۷

Marfat.com

آپ فرماتے ہیں کہ فقیر کو ذکر کی تعلیم دیتے وقت حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ ذکر کے وقت آنکھیں بند کرنا شرط نہیں ہے مگر جب تک ذکر دل میں قرار نہ پا جائے آنکھیں بند رکھنی چاہئیں کہ جمعیت دل کے لئے آنکھوں کا بند کرنا خاص اثر رکھتا ہے۔

آپ کی ولادت و وفات کی تاریخ کے اظہار سے تمام کتب خاموش ہیں۔

شیخ بدیع الدین سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ

شیخ بدیع الدین بن رفیع الدین بن عبدالستار انصاری سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ مشائخ نقشبندیہ میں سے تھے شہر سہارنپور میں پیدا ہوئے وہیں پرورش پائی اور اپنے ہی شہر میں کچھ دن عربی پڑھی پھر دوسرے شہروں کی طرف سفر کرتے ہوئے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے درسی کتابیں پڑھیں اور طریقہ نقشبندیہ حاصل کیا پھر طویل عرصہ تک آپ کی خدمت میں رہے۔[1]

صاحب زبدۃ المقامات لکھتے ہیں کہ آپ ہندوستان کے بزرگ زادوں میں سے ہیں ابتدائے زمانہ میں آپ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی خدمت میں توضیح و تلویح پڑھا کرتے تھے لیکن درویشوں کے ساتھ اعتقاد نہیں رکھتے تھے بلکہ نماز فریضہ بھی ادا نہیں کرتے تھے میں نے خود شیخ موصوف سے سنا وہ کہتے تھے کہ جس سال بندہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تحصیل علوم میں مصروف تھا ایک صاحب جمال نوجوان سے محبت ہو گئی تھی جب اثنائے سبق میں اس کا خیال آ جاتا دل بے چین ہو جاتا تھا کہ کب سبق سے فارغ ہوتا ہوں تا کہ اس کے کوچہ میں جاؤں اور اس کے چہرے کے ورق کا نظارہ و مطالعہ کروں ایک روز حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ نماز پڑھنی چاہئے اور جنایاتِ شرعیہ (یعنی شرعی گناہوں) سے پرہیز کرنا چاہئے کیونکہ گناہوں کے ارتکاب سے بھی علم ظاہری کے حاصل کرنے میں بے برکتی پیدا ہوتی ہے۔

میں نے عرض کیا بہت لوگوں سے میں نے یہ نصائح سنے ہیں اگر حضرت کچھ جذب و توجہ فرمائیں اور کوئی کرامت دکھائیں کہ جس کے ذریعہ سے میں زمرۂ صلحاء میں داخل ہو جاؤں تو ہوسکتا ہے ورنہ صرف نصیحت سے میرا عقدہ حل نہیں ہوسکتا۔

حضرت کچھ دیر خاموش رہے پھر فرمایا اچھا تم کل صبح کو اس نیت سے ہمارے پاس آنا

[1] نزہۃ الخواطر ج ۵ ص ۹۱

Marfat.com

دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے۔

صبح کو جس وقت میں نے جانے کا وعدہ کیا تھا اتفاقاً وہ دوست میرے گھر آ گیا جس سے مجھے دلبستگی تھی اس لئے میرا دل نہ چاہا کہ میں اسے چھوڑ کر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جاؤں دو تین روز کے بعد پھر میں حضرت کی خدمت میں پہنچا فرمایا تم نے اچھا نہیں کیا وعدہ خلافی اچھی چیز نہیں ہے۔

لیکن اب تم آئے ہو یہ بھی مبارک ہے جاؤ وضو کرو اور دوگانہ ادا کر کے آؤ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اس کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ مجھے خلوت میں لے گئے اور ذکر قلبی سکھا کر توجہ کی حتیٰ کہ میں مست و بیخود ہو کر زمین پر گر پڑا اور اسی حالت میں مجھے اٹھا کر میرے گھر لے گئے ایک روز کے بعد مجھے افاقہ ہوا اس کے بعد میرا دل تمام گرفتاریوں اور تعلقات سے سرد ہو چکا تھا اور میں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت لازم السعادت اختیار کی اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کیمیا اثر کی برکت سے میں خود کو اپنے آپ سے دور اور عالمِ غیب سے نزدیک ہونے لگا انتہیٰ۔

آپ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے خلیفہ اکبر اور اپنے علاقہ کے مشہور مشائخ میں سے تھے۔ آپ عالم عامل متقی، پرہیز گار، خوش صحبت، شیریں کلام اور صاحب کشف و کرامات و معارف و بشارت تھے۔

صحبت حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ

بالجملہ شیخ موصوف نے سالہا سال حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے در دولت پر گذارے اور دیکھا جو کچھ دیکھا۔

خلافت

یہاں تک کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے آپ کو تعلیم طریقت کی اجازت دے کر اپنے وطن مالوف بلدۂ سہارنپور رخصت فرما دیا۔

آپ اپنے وطن مالوف پہنچ کر ارشاد و ہدایت طالبان طریقت میں مشغول ہو گئے۔

Marfat.com

آگرہ میں آمد

کچھ عرصہ کے بعد شہر آگرہ میں جہاں اس سلسلہ کا کوئی خلیفہ نہیں تھا حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے آپ کو وہاں بھیج دیا اور فرمایا کہ: ''دراں مقام استقامت بلیغ نمائی وبے امر ماازآنجانہ برآئی۔'' وہاں کمال استقامت سے کام لینا اور ہماری اجازت کے بغیر وہاں سے نہ آنا۔

قبولیت عامہ

چنانچہ آپ آگرہ گئے اور وہاں بہت مقبول ہوئے اس شہر کے فقراء واغنیاء سب باشندوں کو آپ کے فیوض وبرکات بکثرت پہنچے اور مجلسیں خوب گرم ہوئیں انہی ایام میں ابلیس پرتلبیس نے آپ کے دل میں یہ خیال پیدا کر دیا کہ تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کے خلاف امر کا مرتکب ہوا ہے اس لئے آپ بعض امورِ ممنوعہ کی اصلاح کی غرض سے وطن مالوف مراجعت کر آئے اور یہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مزاج مبارک کے خلاف تھا لہٰذا یہ امر حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر بہت گراں گذرا بعدازاں آپ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اقدس میں حاضر ہوئے اور معلوم کیا کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی طبیعت اس حکم کے خلاف علم کرنے سے بہت گراں ہے (آپ نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں) عرض کیا کہ پھر دارالخلافہ آگرہ روانہ ہو جاؤں کہ ''وقت ہماں بود حالا اگر بردی تودانی و باختیار تست''۔ وقت وہی تھا اب اگر جائے تو تیری مرضی ہے اور تجھے اختیار ہے۔ شیخ اضطراب کی حالت میں اس امید پر دارالخلافہ آگرہ روانہ ہو گئے کہ جو غبار حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت پر آ گیا ہے جاتا رہے۔

لشکر میں ٹھہرنا دشوار

جب آپ آگرہ پہنچے تو اول اول اس دفعہ بھی آپ کی مجلسیں گرم ہوئیں اور لوگوں کو فیض پہنچا لیکن چونکہ آگرہ اس وقت دارالخلافہ اور فوجی علاقہ تھا فوجی لشکر میں سے ایک جماعت جو اخلاص وادب سے ناآشنا تھی آپ نے انہیں سخت لہجہ میں نصیحتیں شروع کیں اور اپنے بلند احوال اور بعض وہ وقائع وکشوف جن کا اظہار موجب فتنہ وفساد تھا ان کے سامنے بیان کرنے شروع کئے

Marfat.com

چنانچہ معاملہ یہاں تک پہنچا کہ وہاں آپ کا ٹھہرنا نہ صرف دشوار ہوگیا بلکہ اس کا اثر آپ کے پیر بزرگوار اقدس سرہٗ العزیز تک سرایت کر گیا حتیٰ کہ سلطانِ وقت نے جو اس گروہ سے کچھ بھی مناسبت نہیں رکھتا تھا حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے معذرت چاہی لیکن یہ سوءِ ادب اس کے لئے نامبارک ہوا اور اس کی سلطنت میں فتنہ وفساد پیدا ہوگیا اس قضیہ مذکورہ کے بعد شیخ بدیع الدین کا ذوق بالکل مردہ ہوگیا اور وہ اپنے وطن سہارنپور واپس آگئے اور آخر وقت تک وہیں گوشہ نشین رہے۔

حفظِ قرآن

باوجودیکہ آپ کی عمر پچاس سال کو پہنچ گئی تھی آپ نے قرآن مجید حفظ کیا اور دینی علوم کے طالبوں کے افادہ وافاضہ میں مشغول رہے۔

حضرت مولانا ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی خدمت میں تھا آپ کا ایک عریضہ حضرت کی خدمت میں پہنچا جس میں تحریر تھا کہ حضرت رسالتمآب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بشارتہائے خاص پاتا ہوں کہ آپ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ پر عنایت کرتے اور نصائح فرماتے ہیں۔

ایک روز آپ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سراج الہند کے خطاب سے سرفراز فرمایا اور زیادہ سے زیادہ طاعات وعبادات کا حکم فرمایا انتہی۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے آپ کے اس عریضہ کے جواب میں یہ چند کلمات تحریر فرمائے: "الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی" رقیمہ شریفہ نے وقت کیا آپ کے واقعات مبشرات ہیں اور قابل تعبیر ہیں لیکن ہر چند کہ تاویل کے قابل ہیں پھر بھی منور ہیں "ربنا اتمم لنا نورنا واغفر لنا انک علیٰ کل شیءٍ قدیر"۔

جب آپ ازدیادِ عمل پر مامور ہوئے ہیں جو کچھ عمل بھی ہوسکے اسے غنیمت جانیں کیونکہ یہ دنیا دار العمل ہے" واللہ الموفق"۔ انتہی......[1]

شیخ بدیع الدین موصوف کی عرضداشت مذکورہ کی مزید عبارت حضرات القدس سے درج کی جاتی ہے۔ ایک روز ارشاد ہوا کہ تو ہندوستان کا چراغ ہے اور عبادت کی زیادتی کیلئے مجھ

1 زبدۃ المقامات

Marfat.com

کو حکم فرمایا عالم غیب سے بشارت قطبیت کی دی جاتی ہے اکثر اوقات آنے والے واقعات کی قبل از وقوع بلاقصد کے اطلاع دی جاتی ہے اور عالم غیب سے عجیب بشارتیں ہوتی ہیں کہ حضور والا ہی سے عرض کرنے کے قابل ہیں آج کل چند طالبان صادق جمع ہو گئے ہیں اور سرگرم کار ہیں اور احوال بلند حاصل کر رہے ہیں حضور نقشبندیہ کو تھوڑی ہی مدت میں اپنا ملکہ بنالیا ہے اور اہل نسبت ہو گئے ہیں بعض فنائے جسدی سے مشرف ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ احوال ضروری و برزخ کو بہتر جانتا ہے بعض طالبین بسبب لذت ترک خانماں کر رہے ہیں۔

شیخ بدیع الدین ایک دوسرے عریضہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

حضرت سلامت! اللہ تعالیٰ نے آپ کی توجہ پاک کے طفیل میں مجھے دولت مشاہدہ سے سرفرازی بخشی ہے۔ ایک زمانہ سے تمنا تھی کہ ایک مرتبہ زیارت بابرکت جمالِ نبوی محمد صلی اللہ علیہ وسلم میسر ہو جائے کہ آپ کے آستانہ عالی پر سر رکھوں اور آپ کے انوار کمالات سے پرتو حاصل کروں خدائے پاک نے محض اپنے فضل و کرم سے ایک رات نماز تہجد کے بعد اس دولت سے سرفراز فرمایا اور ایسا معلوم ہوا کہ اس مقام کی خدمت کا انتظام حضرت غوث پاک قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ سے متعلق ہے اور بغیر آپ کے واسطہ کے اس بارگاہ اقدس میں داخل ہونا دشوار ہے اور اس مقام کے انوار کے حصول سے کامل ترین اولیاء اللہ بسبب کمال اتباع سرور انبیاء علیہم السلام مشرف ہوتے ہیں اور اقتباس کرتے ہیں۔

شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حلقہ ذکر میں دیکھا کہ میں صحبتِ حضرت رسالت پناہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ سنت زوال ادا فرماتے ہیں؟ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے قدرے توقف فرمایا فقیر نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میاں شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ سنت زوال پڑھتے ہیں اور ان کی عادت ہے کہ جو عمل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک سے وجود میں آیا ہو اس کو وہ بجالاتے ہیں۔ آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم قدرے مراقب ہوئے اور پھر فرمایا کہ جو عمل میاں شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کرتے ہیں وہ حق ہے اور بعینہٖ ہمارا عمل ہے اور یہ نماز ہم بھی ادا کرتے ہیں [1]

[1] حضرات القدس دفتر دوم ص ۳۰۶

Marfat.com

غیرت فقیر

نقل ہے کہ جس زمانے میں بادشاہ وقت نے ایک جماعت کی بدگوئی کی وجہ سے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو اکراہ کے ساتھ اکبرآباد بلایا تھا شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کو بادشاہ کے مقرب مصاحبوں میں سے ایک امیر کے ساتھ کچھ قرابت کا تعلق تھا لیکن چونکہ اقارب مانند عقارب (بچھوؤں کے) ہوتے ہیں اس لئے اس امیر کو شیخ موصوف اور حضرت ممدوح رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ خاص عداوت تھی شیخ اس نازک موقعہ پر اس کے گھر گئے اور بہت خوشامد کر کے کہا کہ آپ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے بچانے کے لئے سعی کریں وہ بدنصیب پرانی عداوت کی بنا پر کہنے لگا کہ میری تو برسوں کی تمنا اب پوری ہوئی ہے دیکھو میں کیا کرتا ہوں شیخ کو اس کلام کے سننے سے بڑی وحشت ہوئی اور غیرت کی رگ پھڑک اُٹھی اور بہت جوش و جذب میں آ کر آپ نے فرمایا کہ ہم بھی دیکھیں گے کون کس کا کام ختم کرتا ہے اور وہاں سے اسی حالت خاطر خستہ و برخاستہ میں اٹھے اور اپنی جائے قیام پر آ کر توجہ فرمائی وہ بدنصیب عزیز قبل ازیں کہ اس کو بدگوئی کرنے کا موقع ملے دو تین دن کے اندر مر گیا۔[1]

نزہۃ الخواطر میں ہے کہ آپ کی وفات ۱۰۴۲ھ میں اپنے وطن سہارنپور میں ہوئی جیسا کہ مہر جہانتاب میں ہے۔[2]

حضرت شیخ حسن برکی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ حسن برکی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا احمد برکی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سے ہیں آستانہ مجددیہ پر حاضر ہو کر توبہ، ذکر مراقبہ کا شرف حاصل کیا حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی صحبت بابرکت میں کافی عرصہ حاضر رہے پھر اپنے وطن واپس تشریف لے گئے وہاں اپنے استاد گرامی قدر کی صحبت میں ان کی وفات تک قدم بوسی کرتے رہے۔

جب شیخ احمد برکی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا اور حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کو ان کے وصال کی اطلاع پہنچی تو حضرت ایک مکتوب میں مولانا احمد برکی رحمۃ اللہ علیہ کی جگہ مولانا حسن برکی رحمۃ اللہ علیہ کو ان کا سر حلقہ بنانے کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔

---

[1] حضرات القدس دفتر دوم ص: ۳۰۹

[2] نزہۃ الخواطر ج ۵ ص ۹۱

Marfat.com

شیخ حسن رحمۃ اللہ علیہ کا طریق مولانا (برکی رحمۃ اللہ علیہ) کے ساتھ مناسبت رکھتا ہے اور مولانا نے آخر میں جو نسبت اس طرف سے حاصل کی تھی شیخ حسن اس نسبت میں شریک ہے اور دوسرے دوست اس مطلب سے بے بہرہ ہیں اگرچہ کشف وشہود حاصل کرلیں اور توحید واتحاد سے مشرف ہو جائیں لیکن یہ دولت اور ہے اور یہ کاروبار الگ ہے۔ کشوف کو یہاں جو کے برابر بھی نہیں لیتے اور اس توحید واتحاد سے استغفار کرتے ہیں۔

غرض دوستوں کو لازم ہے کہ شیخ کی تقدیم (آگے بڑھانے) میں توقف نہ کریں اور اس کو سر حلقہ بنا کر اپنے کام میں مشغول ہو جائیں۔ برادرم خواجہ اویس یہ بات دوستوں کو سمجھا کر حلقہ مشغولی کی طرف رہنمائی کرے اور شیخ حسن کی طرف ترغیب وتربیت فرمائے حسن کو بھی چاہئے کہ اپنے بھائیوں کے دل کی محافظت کرے اور برادری کے حقوق بجالائے اور فقہ کی کتابوں کا مطالعہ نہ چھوڑے۔ احکام شریعت کو پھیلائے اور سنت سنیہ کی متابعت کی ترغیب دے اور بدعت سے ڈرائے اور ہٹائے اور ہمیشہ التجاء تضرع وزاری کرتا رہے ایسا نہ ہو کہ نفس امارہ دوستوں پر پیشوائی اور ریاست حاصل ہونے کے باعث ہلاکت میں ڈال دے اور خراب وابتر کردے ہر وقت اپنے آپ کو قاصر وناقص جان کر کمال کا طالب رہے اور نفس وشیطان دو بڑے گھات میں لگے رہتے ہیں ایسا نہ ہو کہ راستہ سے بھٹکا دیں اور محروم وناامید کردیں۔[1]

آخر حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے فرمان کے مطابق مولانا شیخ حسن رحمۃ اللہ علیہ مولانا احمد برکی رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین قرار پائے اور افادہ وافاضہ میں مشغول ہو گئے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اور اپنے استاد کا شیوہ وطریقہ اختیار کیا اور مراقبہ ومجاہدہ اور رفع بدعت میں اپنی ہمت صرف کرتے رہے یہاں تک ترقی کی کہ بلند مقامات پر پہنچ گئے جیسا کہ آپ کے ان عریضوں سے جو آپ نے حضرت موصوف رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ارسال کئے تھے ظاہر ہوتا ہے لیکن ایک عریضے میں آپ نے بعض اصطلاحات صوفیہ کا ذکر کر کے ان پر چسپاں کیا تھا اور آخر میں لکھا تھا کہ وہ معارف جو اس بے بضاعت کو تسلی دیتے ہیں معارف شرعیہ ہیں گویا احکام شرعیہ میں سے ہر ایک حکم دریچہ ہے جو شہر مقصود تک پہنچانے والا اور اس شاہ بے نشان کا پتہ بتانے والا ہے اور یہ بیت مدنظر ہے۔

---

[1] مکتوبات شریف دفتر دوم مکتوب نمبر ۶۱

Marfat.com

مابہ سفر می رویم عزم تماشا کراست
مابرادسی رویم کزہمہ عالم وراست[1]

ہم سفر پر جارہے ہیں تماشا کا ارادہ کس کا ہے، ہم اس تک جاتے ہیں جو کہ تمام عالم سے وراء الوراء ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کو آپ کے اعتراضات گراں گزرے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو تحریر فرمایا:

آپ کو واضح ہو کہ یہ سب بیہودہ اعتراض اور زبان درازیاں ہیں جو آپ نے مشائخ طریقت قدس سرہم پر کی ہیں۔ ان کا باعث یہ ہے کہ آپ نے ان بزرگواروں کی مراد کو نہیں سمجھا توحید شہودی جس کے معنی ہیں ''ایک دیکھنا'' اور جو ماسواء کے نسیان پر وابستہ ہے ان بزرگواروں کے نزدیک طریقت کی ضروریات میں سے ہے جب تک یہ حاصل نہ ہو اغیار کی گرفتاری سے خلاصی نہیں ہوتی اور آپ اس دولت اور دولت والوں کی ہنسی اڑاتے ہیں۔ شہود و رؤیت جو ان بزرگواروں کی عبارات میں واقع ہے اس سے مراد حضور بیچونی ہے جو مرتبہ تنزیہ کے مناسب اور احاطۂ ادراک سے جو کہ عالم چون سے ہے باہر ہے اور اس دولت حضور کو دنیا میں باطن کے ساتھ مخصوص رکھا گیا ہے ظاہر کو ہر وقت دوبینی سے چارہ نہیں اسی واسطے کہتے ہیں کہ جس طرح عالم کبیر میں مشرک و موحد ہے اسی طرح عالم صغیر میں بھی مشرک و موحد جمع ہے کامل کا باطن ہر وقت موحد ہے اور اس کا ظاہر مشرک پس کامل کا باطن ہر وقت حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف لگا رہتا ہے اور اس کا ظاہر اہل وعیال کی تدبیر میں، اس میں کوئی ڈر نہیں یہ اعتراض بے سمجھی کے باعث ہے۔

آپ کو اس قسم کی باتیں نہ کرنی چاہئیں اور حق تعالیٰ کی غیرت سے ڈرنا چاہئے بظاہر (ایسا معلوم ہوتا ہے کہ) اس وقت کے مدعی آپ کو اس فتنہ وفساد پر آمادہ کرتے ہیں آپ کو بزرگوں کا لحاظ کرنا ضروری ہے اگر آپ ان مدعیوں کی نئی بنائی ہوئی اور من گھڑت باتوں پر اعتراض کرتے تو بجا تھا لیکن وہ امر جو قوم کے نزدیک مقرر اور طریقت میں ضروری ہے اس پر اعتراض کرنا نامناسب ہے آپ نے فقیر کے رسالوں اور مکتوبات میں دیکھا ہے کہ توحید شہودی کی نسبت کس

---

[1] زبدۃ المقامات ص ۳۸۰

Marfat.com

قدر ہے اس کو طریقت کی ضروریات سے مقرر کیا ہے۔

آپ کو چاہئے تھا کہ اس کے معنی دریافت کرتے اور ادب سے سوال کرتے یہ ایک پھول ہے جو مولانا احمد رحمۃ اللہ علیہ کی جدائی کے بعد کھلا ہے مولانا کی زندگی میں اس قسم کی باتیں آپ سے کبھی ظاہر نہ ہوئی تھیں خیر اچھا ہوا کہ آپ نے لکھا اور آپ کو تنبیہ و آگاہی ہوئی آئندہ بھی جو کچھ ظاہر ہوتا رہے لکھتے رہا کریں اور صحت و سقم کا ملاحظہ نہ کیا کریں کیونکہ اگر صحیح ہوگا تو خوشی کا باعث ہے اور اگر سقیم ہوگا تو تنبیہ کا باعث ہوگا بہر صورت لکھنے میں سستی نہ کیا کریں سال کے بعد آپ کا خط قافلہ کے ہمراہ آتا ہے سال میں ایک بار تو ضروری نصیحتوں کا لکھنا ضروری ہے جب تک آپ نہ لکھیں اور نہ پوچھیں تب تک گفتگو کا راستہ نہیں کھلتا۔"

دوسرے جملے کے متعلق حضرت رحمۃ اللہ علیہ اسی مکتوب میں چند سطروں کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

آپ کی یہ معرفت اصلی اور بہت اعلیٰ اور بہت امید بخشنے والی ہے اس معرفت کے مطالعہ سے بہت خوشی ہوئی حتی کہ مکتوب کی پہلی پراگندگی کو بھی دور کر دیا حق تعالیٰ اس راہ سے آپ کو منزل مقصود تک پہنچائے۔[1]

شیخ حسن برکی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی خدمت میں تحریر فرماتے ہیں کہ فقیر نماز تہجد پڑھ رہا تھا کہ "نحن اقرب الیه من حبل الورید " یعنی "ہم انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں" کے معانی ظاہر ہوئے اور پردۂ حیرت اٹھا دیا گیا اور عین الیقین سے مشرف کیا گیا زبان قلم اس مقام کی حقیقت بیان کرنے سے قاصر اور سننے والے کی سمجھ اس کے سمجھنے سے معذور ہے اس کے بیان کے لئے لب نہیں کھل سکتے عالم مثال میں اس حالت کی یہی ایک مثال ہو سکتی ہے کہ جسم میں روح مخاطب ہے اور جسم روح کے لئے بمنزلہ لباس کے ہے اور روح کی خالق ارواح کے ساتھ یہی نسبت ہے کہ اللہ تعالیٰ ارواح کے لئے رگ گردن سے بھی زیادہ نزدیک ہے یہ قرب مخلوق کے لئے بعد ہے کیونکہ قرب بیچون اور بے چگون ہے جس کے ساتھ عالم کو بجز خالق و مخلوق ہونے اور صانع و مصنوع ہونے کے اور کچھ تعلق نہیں ہے۔

---

1. مکتوبات دفتر دوم مکتوب نمبر ۷۷

Marfat.com

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

نقل ہے کہ آپ کا ایک جوان صاحبزادہ قابل اور طالب صادق تھا جو آپ کو اطلاع دیئے بغیر حضرت خواجہ محمد سعید قدس سرہٗ کی خدمت میں سرہند چلا آیا تھا آپ اس سے بالکل بے خبر تھے وفات کے وقت آپ نے اس کو یاد فرمایا پھر تھوڑی دیر کے بعد فرمایا مجھ کو بشارت دی گئی ہے کہ وہ حضرت مخدوم زادۂ عالی قدر کی خدمت میں ہے اور آپ حضرت نے اس کو اجازت وخلافت دے کر روانہ کیا ہے اور اب وہ راستہ میں ہے تھوڑی دیر میں آجائیگا اور میرا قائم مقام ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا اس کے بعد آپ کا انتقال ہوگیا اور اپنے وطن عثمان پور میں دفن ہوئے۔

حضرت شیخ حمید بنگالی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا شہر منگل کوٹ ضلع بردون بنگال ہے۔ آپ ظاہری علوم دینیہ کے بہت بڑے عالم تھے آپ کا تشرع وتقویٰ، رعایت عزیمت اور ترک رخصت کمال درجہ کا تھا آپ کے فقر وقناعت، زہد وتوکل اور استقامت کا بیان زبان قلم سے ادا نہیں ہوسکتا۔

طریقہ مجددیہ میں بیعت ہونے کا واقعہ

آپ بنگال سے دینی علوم حاصل کرنے کی غرض سے لاہور آئے تحصیل علوم کے بعد اپنے وطن مالوف کو جاتے ہوئے آگرہ میں اپنے پرانے دوست مولانا عبدالرحمٰن مفتی لشکر سلطانی کے پاس چند روز کے لئے ٹھہر گئے آپ شروع سے صوفیائے کرام کے خلاف تھے اور ان پر شدید نکتہ چینی کیا کرتے تھے اسی لئے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سے بھی کوئی عقیدت نہ تھی اور مشرب وحدۃ الوجود کا بھی انکار کرتے تے حسن اتفاق کہ شیخ حمید بنگالی رحمۃ اللہ علیہ کے دوران قیام میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ بھی اکبر آباد تشریف لے آئے اور مولانا عبدالرحمٰن موصوف کے مکان کے متصل ہی قیام پذیر ہوئے چونکہ مولانا عبدالرحمٰن اور ان کے اہل وعیال حضرت کے معتقدین میں تھے (اس لئے شیخ حمید نے مناسب سمجھا کہ کسی اور جگہ منتقل ہوجائیں)۔ چنانچہ شیخ حمید نہایت مضطرب انداز میں مولانا کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ میں کسی دوسرے محلہ میں جاکر

Marfat.com

قیام کروں گا آپ کے پاس میری جو کتابیں و رسالے ہیں مجھے واپس دیدیجئے مولانا نے کہا کہ آخر مکان تبدیل کرنے کی کیا وجہ ہے؟ شیخ حمید نے جواب دیا کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ تمہارے پڑوس میں آئے ہوئے ہیں اور میں ان سے ملاقات کرنا نہیں چاہتا مولانا نے کہا حضرت ایک بزرگ اور عالم مرد صالح ہیں ناخوشی مناسب نہیں ہے جواب دیا کہ میں ان سے قدرے آشنائی رکھتا ہوں آخر کسی روز قرب وجوار میں ملاقات پیش آجائے گی اگر ہم اکٹھے نہ ہوں تو بھی مشکل ہے اور اگر جمع ہوں تو اس سے بھی زیادہ مشکل ہے کہ میں اس قسم کے بزرگوں کے سامنے آنے کی تاب نہیں رکھتا یہ کہہ کر کسی دوسرے محلہ میں چلے گئے اور سامان بھی لے گئے۔

شیخ حمید دو تین روز کے بعد اپنی ایک کتاب لینے کے لئے آئے جو بھولے سے مولانا موصوف کے ہاں رہ گئی تھی دونوں اکٹھے بیٹھے تھے اور علمی گفتگو ہو رہی تھی کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ مولانا کے ہاں تشریف لے آئے مولانا نے حسب عادت نہایت عقیدت وارادت کے ساتھ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا استقبال کیا اور ان کی خاطر و تواضع میں لگ گئے شیخ حمید ایسے وقت پر اپنے آنے پر بہت شرمندہ و پشیمان ہوئے حضرت ممدوح رحمۃ اللہ علیہ نے تشریف رکھتے ہوئے مولانا سے فرمایا کہ ہم ایک مسئلہ پوچھنے کے لئے آئے ہیں مولانا نے عرض کیا کہ وہ کونسا مسئلہ ہے جو حضور سے پوشیدہ ہے فرمایا کہ آپ مفتی ہیں اس لئے آپ سے پوچھ کر عمل کرنا ہے اس کے بعد ایک نہایت واضح اور مشہور مسئلہ دریافت کیا پھر شیخ حمید کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا "ہائیے شیخ حمید اینجا بودہ اند" (ہائیں شیخ حمید یہاں پر ہیں) اور ایک دو دفعہ خاص انداز سے نظر ڈال کر مراقبہ میں مستغرق ہو گئے اس کے بعد یکایک وہاں سے اٹھ کر کھڑے ہوئے مولانا نے ہر چند عرض کیا کہ تھوڑی دیر اور تشریف رکھیں اور یہیں ماحضر تناول فرمائیں مگر حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے قبول نہیں فرمایا آخر مولانا حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی مشایعت کے لئے دروازہ تک آئے۔

مولانا کا خیال تھا کہ شیخ حمید "بداعتقادی" کی وجہ سے اپنی جگہ سے اٹھے بھی نہ ہوں گے مگر دیکھا کہ وہ باچشم پرنم حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے پیچھے چلے جا رہے ہیں اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ ان کی طرف مطلقاً توجہ نہیں فرماتے آخر حضرت رحمۃ اللہ علیہ اپنی قیام گاہ پر تشریف لے گئے اور شیخ حمید حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے دروازہ پر پہنچ کر حیران و پریشان دست بستہ سر جھکائے کھڑے رہ گئے کچھ دیر بعد حضرت

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خلوت میں طلب فرمایا اور طریقت کی تعلیم دی اور جذبہ و نسبت سے مشرف فرمایا حتیٰ کہ شیخ حمید اس درجہ تک مغلوب الحال اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت و صحبت میں ایسے مشغول ہوئے کہ تمام احباب اور کتابوں کو بھول گئے کہ جن سے پورا پورا تعلق رکھتے تھے چند روز کے بعد حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سرہند شریف واپس ہوئے تو شیخ موصوف پا پیادہ مجنوں وار آپ کی رکاب باسعادت میں روانہ ہو گئے۔[1]

مولانا عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ مجھے اس واقعہ کے مشاہدہ نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا مزید گرویدہ بنا دیا اور میں حاضر خدمت ہو کر بیعت ہوا چنانچہ جب ایک امیر کبیر نے جو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی طرف سے اچھے اعتقاد نہ رکھتا تھا مولانا سے دریافت کیا کہ آپ گروہ علماء و عقلا سے ہیں آپ نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی کیا کرامت دیکھی کہ مرید ہو گئے تو مولانا نے فرمایا کہ ہم اہل علم اس سے زیادہ کوئی کرامت نہیں سمجھتے کہ شیخ عالم باعمل اور متبع سنت ہو علم کے ساتھ اتباع سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جذبہ و اہتمام ہم نے جیسا حضرت شیخ سرہندی رحمۃ اللہ علیہ میں دیکھا اپنے زمانہ میں کسی دوسری جگہ نہ دیکھا نہ سنا بس ہمارے نزدیک یہی سب سے بڑی کرامت اور حاصل ولایت ہے۔[2]

شیخ حمید نے تقریباً دو سال آستانہ عالیہ پر رہ کر منازل سلوک طے کئے اور احوال عجیبہ و مقامات غریبہ سے نوازے گئے اس کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تعلیم طریقت کی اجازت دے کر ان کو وطن روانہ فرمایا اجازت نامہ زبدۃ المقامات ص ۳۵۶ پر درج ہے تبرکاً و تیمناً ہم بھی اس مبارک تحریر کو نقل کرنے میں سعادت حاصل کرتے ہیں:

اما بعد الحمد والصلوۃ فیقول العبد المفتقر الی رحمۃ اللہ الملک الولی احمد بن عبدالاحد الفاروقی النقشبندی رحمہما اللہ سبحانہ رحمۃ واسعۃ ان الاخ العالم والصدیق الصالح جامع العلوم الشریعۃ

---

[1] زبدۃ المقامات ص ۳۵۴ و حضرات القدس دفتر دوم ص ۲۸۳۔

[2] زبدۃ المقامات ص ۳۵۵ و تذکرہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ

Marfat.com

والطریقة والحقیقة الشیخ حمید البنگالی وفقه الله سبحانه لما یجب ویرضاه لما قطع منازل السلوك وعرج معارج الجذبه ووصل الی درجة الولایة بعد ان حصل له اندراج النهایة فی البدایة اجزت له بتعلیم الطریقة علی طریقة المشایخ النقشبندیة قدس الله تعالیٰ اسرارهم الطالبین المسترشدین والمریدین المخلصین بعد الاستخارة وحصول الاذن من الله سبحانه والمسئول من الله سبحانه ان یعصمه عما لایلیق ویحفظه عمالا ینبغی وان ثبت علی متابعة سید المرسلین علیه وعلیهم الصلوة والتسلیمات۔

مشائخین کا دستور ہے کہ اہل ارشاد کو خلافت دیکر رخصت کرتے وقت خرقہ عنایت فرماتے ہیں۔ شیخ حمید نے عرض کیا کہ مجھ کو بجائے خرقہ کے کفش پائے مبارک کافی ہے چنانچہ حسب التماس حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کفش پائے مبارک عنایت کئے آپ نے ان کفش مبارک کو دانتوں سے اٹھایا اور جب تک طاقت رہی دانتوں سے اٹھائے رہے بعد ازاں سر پر باندھا اور بصد گریہ وزاری و بے قراری اُلٹے پاؤں روانہ ہوئے شیخ نے ان کفش مبارک میں جو دولت پائی وہ قیصر وکسریٰ کو کہاں نصیب جو لوگ آپ کی مشایعت کے لئے گئے تھے بیان کرتے تھے کہ آپ اسی ہیئت سے چلے جارہے تھے اور آخر میں ان کو دستار میں باندھ کر اپنے سر پر تاج مکلل بنالیا تھا اور اسی طرح اپنے وطن تک گئے۔

صاحب زبدۃ المقامات تحریر فرماتے ہیں اس وقت جبکہ اس بات کو بیس سال سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے وہ کفش مبارک اس دیار میں متبرک اور زیارت گاہ ہے اہل حاجات مشکلات سے نجات حاصل کرنے کیلئے اور مریض شفا پانے کے لئے آتے ہیں اور اپنی مرادوں کو حاصل کرتے ہیں حتیٰ کہ اس علاقہ میں اطبا کی ضرورت بہت کم ہوتی ہے بالجملہ شیخ حمید رحمۃ اللہ علیہ نے جو کچھ پایا ان کفش کی بدولت پایا۔

Marfat.com

اگر خاکے ازیں کوبر سر آید　　مرا بہتر چندیں افسر آید

آپ کا وصال ۱۰۵۰ھ میں اپنے وطن مالوف میں ہوا اور وہیں آپ کا مزار پر انوار ہے
آپ کے انتقال کے بعد آپ کے صاحبزادے شیخ حبیب الرحمٰن جو کہ صاحب احوال و مقامات اور صاحب استقامت و کرامت تھے آپ کے سجادہ نشین ہوئے [1]

حضرت حاجی خضر خاں افغان رحمۃ اللہ علیہ

حضرت حاجی خضر خاں رحمۃ اللہ علیہ قصبہ بہلول میں پیدا ہوئے جو مضافات سرہند شریف میں ہے۔ آپ حضرت شیخ مخدوم عبد الاحد رحمۃ اللہ علیہ جو والد ماجد حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے ہیں کی صحبت اقدس سے بھی مشرف ہیں حاجی خضر خاں رحمۃ اللہ علیہ نے بحالت تجرید و تفرید بہت سفر کئے حتیٰ کہ حجاز مقدس اور بیت المقدس کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے تھے مگر آپ کو دلی تسکین نہ ہوتی تھی آخر کار قیوم زماں مجدد اعظم قدس سرہٗ کی خدمت اقدس میں خاک بوسی کے لئے حاضر ہوئے تو دلی سکون نصیب ہوا تلقین ذکر کی دولت سے مالا مال ہوئے پھر واردات و حالات سے نصیب جاگا عالی مقامات سے مشرف ہوئے۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کبھی کبھی آپ سے مزاح فرماتے اور خضرا کہہ کر پکارتے تھے آپ بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے عاشق و شیدائی تھے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ہر لطف و عطا پر اپنی جان فدا کرتے تھے آپ بہت خوش الحان تھے اور خوش الحانی کے ساتھ اذان دیتے تھے جب تک آپ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں مقیم رہے کوئی اور اذان نہ دے سکتا تھا آپ کی اذان دلوں پر خاص اثر ڈالتی تھی ہر شب جمعہ کو آپ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد کے حجرے میں آتے اور حضرت سید سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خوش الحانی سے درود شریف پڑھتے اکثر سحر کے وقت بلکہ ساری رات نغمہ سرائی کرتے اور گریہ وزاری میں مشغول رہتے۔ [2]

اور کسی شاعر کے اس شعر کے مصداق تھے۔

اک ہوک سی دل میں اٹھتی ہے ایک درد سا پیدا ہوتا ہے
میں راتوں اٹھ اٹھ روتا ہوں جب سارا عالم سوتا ہے

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے مخلصوں میں سے ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک

---

[1] حضرات القدس۔　[2] کتاب حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ

Marfat.com

دفعہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ایک روز میں نے ابلیس کو دیکھا اور اس سے کئی باتیں پوچھیں الحمد للہ کہ اس نے صحیح صحیح بیان کر دیں اسی اثنا میں میں نے اس سے پوچھا کہ "دریاران ما کیست کہ در ذتر اتصرف کمتراست" (ہمارے دوستوں میں سے ایسا کون ہے جس پر تجھے بہت کم تصرف ہے) اس نے کہا حاجی خضر۔

غرض کہ آپ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے مخلصوں مرید وخلیفہ مجاز تھے۔ کثیر التعداد مخلوق نے آپ سے فیض سرمدی حاصل کیا شیخ آدم بنوری بھی ابتداء میں آپ ہی کے مرید تھے بعد ازاں آپ نے خود ان کو حضرت کی خدمت میں بھیجا۔

حضرت خضر رحمۃ اللہ علیہ نے جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کی خبر سنی تو فوراً بیہوش ہو کر گر پڑے پھر گریہ وزاری کرتے ہوئے مخدوم زادوں کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دوبارہ ماتم برپا کر دیا مخدوم زادوں کی فرمائش پر اذان دی تو بھی تمام سننے والوں کو خوب رلایا اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کے بہت ہی قلیل عرصہ بعد غالباً ۱۰۳۸ھ میں انتقال فرمایا۔[1]

حضرت صغر احمد رومی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت صغر احمد رومی رحمۃ اللہ علیہ ملک روم کے مشائخ کبار میں سے تھے آپ صحیح النسب سیّد تھے۔

حضرت سیدنا رحمۃ اللعالمین ﷺ کا فرمان

آپ زیارت رسول ﷺ کے لئے مدینہ منورہ حاضر ہوئے ایک دن بارگاہ حضرت سیدنا رسول عربی ﷺ میں مراقبہ میں تھے کہ آپ حضرت رسول اللہ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے حضرت رسول اللہ ﷺ نے صغر احمد کو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی خدمت میں اقدس میں سرہند شریف حاضر ہونے کا حکم فرمایا اس کے بعد آپ ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے ۱۰۱۲ھ میں آپ لاہور پہنچے تو لاہور ہی میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ تشریف فرما تھے حضرت صغر احمد رومی رحمۃ اللہ علیہ لاہور ہی میں بارگاہ مجددیہ میں حاضر ہوئے اور بیعت سے مشرف ہوئے کافی مدت خدمت اقدس میں رہنے کے بعد تکمیل سلوک پر حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے آپ کو اجازت طریقہ وخلافت سے سرفراز فرمایا۔

---

[1] کتاب حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ

Marfat.com

حضرت رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بیٹی کا عقد حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ سے ۲۷ ذی الحجہ ۱۰۲۱ھ کو مسنون طریقہ پر کر دیا[1]

حضرت شیخ طاہر بدخشی رحمۃ اللہ علیہ

آپ قوی ہیکل انسان تھے آپ خاندانی طور پر ترک نسل سے تھے اور بدخشاں کے رہنے والے تھے فوج میں افسر تھے۔

زیارت حضرت سیدنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

ایک شب آپ کو خواب میں حضرت سیدنا حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے نصیب آوری ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور دیگر خلفاء واصحاب رضی اللہ عنہم بھی تھے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شیخ سے فرمایا کہ فوج کی ملازمت چھوڑ دو اور فقر و تجرد کا راستہ اختیار کرو پھر خلیفۃ الرسول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے شیخ طاہر بدخشی کو خرقہ پہنایا۔

جب خواب سے بیدار ہوئے تو آپ نے ترک ملازمت کا عزم بالجزم کر لیا۔ چنانچہ بعد مراجعت جب لشکر ایک جزیرۂ خارستان واشجارستان پر پہنچا تو آپ گھوڑے سے اتر پڑے اور اس خارستان میں چلے گئے خادم نے سمجھا کہ شاید رفع حاجت کے لئے گئے ہیں بہت دیر انتظار کیا جب دیکھا کہ واپس نہیں آئے تو وہ منزل پر واپس آ گیا رفیقوں نے آپ کو بہت تلاش کیا لیکن کچھ پتہ نہ چلا آپ وہاں سے غائب ہو کر ان جزائر میں ایک دہقان سے ملے اور اس سے اپنے لباس کے عوض ایک گدڑی لے کر پہن لی اور اطراف و جوانب کے مشائخ کی صحبتوں سے فیضاب ہوتے رہے چونکہ آپ نے اپنے گھر والوں کو اپنے متعلق کوئی اطلاع نہیں دی تھی اس لئے کچھ عرصہ بعد آپ گھر واپس آئے اور اپنی زوجہ سے کہ میں یہ طریقہ اختیار کیا ہے تمہاری کیا رائے ہے؟ نیک بخت بی بی نے کہا میں ہمیشہ کے لئے اپنی زندگی آپ سے وابستہ کر چکی ہوں زندگی کا جو طریقہ آپ کو پسند ہے وہی مجھے بھی پسند ہے چنانچہ وہ بالکل بے سروسامانی کی حالت میں شوہر کے ساتھ ہو لیں اور دونوں اس علاقہ کے ایک صاحب دل بزرگ کے پاس پہنچے انہوں نے فرمایا تمہارا حصہ نقشبندی مشائخ میں معلوم ہوتا ہے اور حدود دہلی و لاہور کی طرف اشارہ کیا۔[2]

---

[1] روضۃ القیومیہ، جواہر معصومیہ [2] زبدۃ المقامات، حضرات القدس

Marfat.com

اس کے بعد آپ مرشد کامل کی تلاش میں پھرتے ہوئے شیخ عبدالجلیل بیانکی کی خدمت میں پہنچے شیخ نے کہا تم صاحب استعداد مرد ہو سفر اختیار کرو شاید کہ کسی بزرگ کی ملاقات میسر ہو اور تمہارا کام بن جائے چنانچہ آپ ہندوستان کے لئے چل کھڑے ہوئے اس زمانہ میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا عام شہرہ تھا اس لئے دہلی کا قصد کیا لیکن اللہ تعالیٰ کی مرضی کہ آپ کے دہلی پہنچنے سے چند دن قبل حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ وصال فرما چکے تھے وہاں خواجہ میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی میر صاحب بہت شفقت سے پیش آئے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے فضائل بیان کئے اور آپ کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچا دیا چنانچہ آپ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے اور کافی عرصہ خانقاہ سرہند میں قیام کر کے فیوض و برکات حاصل کئے۔

حضوری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

آپ کے خصائص عظمیٰ میں سے یہ ہے کہ آپ ایک مدت تک خلوت وجلوت میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت و مشاہدہ سے مشرف ہوتے رہے گویا آپ کو یک گونہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری کا درجہ حاصل تھا۔

کہتے ہیں کہ چونکہ آپ سادہ مزاج ترک تھے اس لئے اپنے احوال و مکاشفات کو جب بیان فرماتے تو ان کے انداز بیان سے حضرت کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آجاتی تھی اسی طرح کبھی ایسا بھی ہوتا کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اپنے معارف بیان فرماتے تو آپ آرے اور بلے کہتے جاتے اور سر ہلاتے جاتے چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ خوش طبعی کے طور پر فرمایا کرتے تھے کہ

"بداں ماند کہ ایں اسرار بر مولانا طاہر وارد شدہ و ما مترجم آینم"

یعنی "ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا یہ اسرار و معارف مولانا طاہر پر وارد ہو رہے ہیں اور میں ان کا ترجمان ہوں۔"

جب آپ احوال وجذبات خاص سے آراستہ و پیراستہ ہو گئے تو حضرت مجدد الف ثانی

Marfat.com

قدس سرہٗ نے اجازت تعلیم دے کر جونپور روانہ کیا اور رخصت کے وقت فرمایا کہ وہاں تم سے ایک مقبول حق شخص ظاہر ہوگا یعنی نیک فرزند پیدا ہوگا، چنانچہ حضرت کی وفات کے دس سال بعد آپ نے مخدوم زادوں کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا کہ وہ فرزند جس کی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بشارت دی تھی پیدا ہوگیا ہے اور علوم ظاہری و باطنی کی تحصیل کر رہا ہے تجرید و تفرید میں مجھ سے آگے ہو کر متوجہ شیوخ طریق ہے۔

جونپور پہنچ کر خدا جانے کن احوال کے ماتحت آپ نے گفتگو اور نشست و برخاست میں ایسا طریقہ اختیار کیا کہ لوگ انہیں ملامتیہ میں سے جاننے لگے اور طالبین طریقت کا آپ کی طرف رجوع بہت کم ہو گیا چنانچہ جن دونوں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اجمیر شریف میں تشریف رکھتے تھے آپ نے اپنے عریضہ میں لوگوں کی عدم توجہی کے بارے میں تحریر کیا جس کے جواب میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''عجب مردے سادہ دل است ملاک امر محافظہ احوال و فکر کار و غم ایمان و مال خود است دریں ضمن ہر کہ احق سبحانہ برساند و بتعلیم و تربیت او مامور گرداند حسب الامر خالصاً لوجہ اللہ بداں باید پرداخت و نیز برائے انجذاب دلہائے طلاب وضعے کہ ملامت را آنجا راہ نبود اختیار باید نمود'' یعنی ''یہ عجیب سیدھے آدمی ہیں یہ خبر نہیں کہ اصل کام احوال کی محافظت اپنے کام کی فکر اور اپنے ایمان و انجام کا غم کرنا ہے اس ضمن میں جس کسی شخص کو بھی حق سبحانہ وتعالیٰ (اس کے پاس) پہنچا دے اور اس کی تعلیم و تربیت پر مامور کر دے حکم کے مطابق خالصاً لوجہ اللہ اس میں مشغول رہے نیز اہل طلب کے دلوں کی کشش کے لئے ایسی وضع جس میں ملامتیہ کے طرز کو کچھ بھی دخل ہو اختیار نہ کرنی چاہئے۔''[1]

آپ نے کافی طویل عمر پائی اور جونپوری میں ۷ رجب ۱۰۴۷ھ کو انتقال فرمایا۔

حضرت شیخ مولانا طاہر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حافظ قرآن تھے معقول و منقول اور فروغ واصول میں کمال درجہ کے اہل علم عالم تھے۔ تحصیل علم کے بعد سلوک کا شوق دامن گیر ہوا تو اپنے وقت کے امام الاولیاء حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مجددی غلامی کو اختیار فرمایا بیعت کی سعادت سے

[1] زبدۃ المقامات ص ۳۶۵، ۳۶۶

Marfat.com

مشرف ہوئے۔

صاجزادگان مجددیہ کے استاد

آپ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے صاجزادوں کی تعلیم وتدریس میں نہایت کوشش وسعی بلیغ فرماتے تھے چنانچہ مخدوم زادے فرمایا کرتے تھے ”حقوق حضرت شیخ طاہر بر مایاں آنقدر است کہ از عہدہ شکر آں نہ توانیم بروں آمد جزاہ اللہ عنا خیر الجزاء“ یعنی حضرت شیخ طاہر کے حقوق ہمارے اوپر اس قدر ہیں کہ ہم کسی طرح بھی ان کے شکریہ سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتے اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

ایک روز خود حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے بھی فرمایا کہ:

”محمد یحییٰ رامی خواهم بشیخ طاهر بسپاریم که چون برادرانش از میمنت انفاس شیخ عالم عامل شود اما الحال شیخ طاهر راآن دماغ کے مانده“

یعنی ”میں چاہتا ہوں کہ محمد یحییٰ کو شیخ طاہر کے سپرد کروں تا کہ وہ بھی اپنے بھائیوں کی طرح ان کے یمن وبرکات سے عالم باعمل ہو جائے لیکن اب شیخ طاہر کا وہ دماغ کہاں رہا“

یعنی اب ظاہری علوم مغلوب ہو گئے ہیں اور درویشی کا رنگ غالب آ گیا ہے۔

دولت انکسار

باوجود اس علمیت کے آپ پر حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا رعب اس قدر غالب تھا کہ زبان قلم اس کے بیان سے قاصر ہے چنانچہ ایک روز حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو امامت کے لئے فرمایا تو آپ کا رنگ فق ہو گیا اعضا لرزنے لگے اور خوف وہیبت کے باعث، حافظ قرآن اور عالم ہونے کے باوجود لحظہ بلحظہ آواز گلے میں بیٹھی جاتی تھی غرض کہ آپ اس دولت انکسار اور ادب وخدمت کے باعث حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی نظر اکسیر اثر کی برکت سے درجات عالیہ پر فائز ہوئے۔

Marfat.com

راہ سلوک میں روکاٹ

لیکن اثنائے راہ سلوک میں بحکمت حضرت حق سبحانہٗ وتعالیٰ بلیہ عظمیٰ رونما ہوئی مجملاً اس کا بیان اس طرح ہے کہ ایک روز حضرت موصوف رحمۃ اللہ علیہ حلقہ ذکر سے اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا:

”درین حلقه دیدم که برجبین یار لفظ شقی مرقوم است“

یعنی ”اس حلقہ میں میں نے دیکھا کہ ایک دوست کی پیشانی پر لفظ شقی لکھا ہوا ہے۔“

یہ سنتے ہی تمام دوستوں پر ہیبت عظیم طاری ہوگئی اور ہر شخص لرزنے لگا لیکن یہ دوست شیخ طاہر تھے چنانچہ اس کے بعد آپ سے عجیب عجیب لغزشیں ظہور میں آئیں بعد ازاں حضرت موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے حق میں دعا فرمائی اور حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی دعا قبول فرما کر اس بلیہ کو دفع فرما دیا اس واقعہ کی مزید تفصیل دفتر اول مکتوب ۳۱۷ میں بھی ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں نیز حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے جو اجازت نامہ آپ کو عنایت فرمایا تھا اس میں بھی اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے اجازت نامہ:

بعد الحمد والمنة لوليه والصلوة والتحية على نبيه وعلى اله واصحابه الكرام الداعين الخلق الى دار السلام يقول العبد الفقير الى رحمة الولى الغنى احمد بن عبدالاحد الفاروقى النقشبندى غفر الله سبحانه ذنوبهما وستر عيوبهما ان الاخ العالم العامل الفاضل الكامل الشيخ محمد الطاهر لما وفقه الله سبحانه وتعالىٰ بسلوك طريقة اولياء ودخل فى الطريقة العلية النقشبندية بجمع الهمة وتمام النهمة حصل له

الحضور والشهود والقربة والجمعية وتيسرله البداية التى اندرجت فيها النهاية فاذامضت برهة من الزمان وهوعلى هذه الاحوال ظهرلى انه سبيلتى بابتلاء عظيم حتى يخرج من الصراط المستقيم الى سبل متفرقة ويميل من مذهب اهل الحق الى مذاهب باطلة فهمنى ذٰلك والجأنى الى التضرع والخشوع الى الله سبحانه ليذهب عنه هذا الابتلاء ويرفع عنه ذٰلك البلاء ثم ظهرلى بعد التضرع التام انه سوف يرفع عنه ذٰلك الابتلاء فحمدت الله سبحانه علىٰ ذٰلك وقد ظهر بعد مدة يسيرة منه ما ظهرلى اولاً حتى خرج من الاستقامة الى الاعوجاج ومال من الحق الى الباطل بحيث انقطع رجاء نامن ان يعود الى الحق ويرجع الى الاستقامة هوكلما دخل فى سبيل من السبل المتفرقة واظهره الله سبحانه على توجهت بعون الله سبحانه وتوفيقه الى الخراجه من ذٰلك السبيل بالقسر التام وسعيت بعد ذٰلك فى ان اسد ذلك السبيل حتىٰ لايكون له عود الى ذٰلك ثانيا ومضت الشهور بل السنون على هذه الحالة ثم ظهربتائيدا الله سبحانه ماظهر ثانيا فعادالى الحق ورجع الى الصراط المستقيم ثم قطع مابقى له من منازل الجذبة ومقامات السلوك وصارا هلاً لان يرخص لتعليم هذه الطريقة وتربية الطلبة فرخصت له بذلك بعد الاستخاره والتوجه السئول من الله سبحانه الاستقامة والثبات على متابعة سيدالاولين والاٰخرين

Marfat.com

علیہ وعلیٰ الہ الصلوات والتسلیمات ولما کان للشیخ المشار الیہ من طریقی السلسلۃ القادریۃ والشِشتیۃ حظاً وافراً ونصیباً کاملاً رخصت لہ ایضاً ان یعطی للمریدین خرقۃ الارادۃ فی القادریۃ وخرقۃ التبرك فی الطریقۃ الچشتیہ والمسئول من اللّٰہ سبحانہ العصمۃ والتوفیق والحمد للّٰہ رب العالمین اولاً واٰخراً والصلوۃ والسلام علیٰ سید المرسلین دائماو سرمدا وعلیٰ الہ العظام واصحابہ الکرام[1]

نسبت کا سلب ہونا

ایک روز گرمی کے زمانے میں غلبہ حال کی وجہ سے شیخ طاہر رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے نکلا کہ اگر حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ بھی میرے احوال سلب کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے اس لئے کہ میں فانی ہو گیا ہوں اور اس گروہ کا (اس بات پر) اتفاق ہے کہ الفانی لا یرد (فانی کو لوٹایا نہیں جاتا) کسی شخص نے ان کا یہ کلام حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی خدمت میں عرض کر دیا آپ کو جلال آ گیا اور شیخ موصوف کے احوال سلب کر لئے شیخ بیچارے بصد اضطراب ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگے اور بہت سے بزرگ دوستوں سے سفارش کرائی تب حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو معاف کیا اور پھر آپ کی (سابقہ) نسبت تک پہنچایا۔

بالجملہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے شیخ موصوف کو بلند احوال سے نوازا اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں تعلیم وطریقت کی خلافت سے سرفراز فرما کر شہر لاہور کے طالبین کی ہدایت و تربیت کے لئے رخصت فرمایا اس وقت طریقہ قادریہ (چشتیہ) میں بھی آپ کو اجازت دی چنانچہ آپ لاہور آ کر تعلیم وتربیت طالبین میں مشغول ہو گئے اور ایک جماعت کثیر آپ کے افاضات و برکات سے بہرہ ور ہوئی۔

---

[1] حضرات القدس دفتر دوم ص ۲۸۹ تا ۲۹۱

Marfat.com

غیب سے آواز

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی خدمت سے روانہ ہونے کی کیفیات کے متعلق خود شیخ نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حسب ذیل عریضہ لکھا:

عرض خدمت میں ہے کہ جب سے آستانہ عالیہ سے رخصت ہو کر جانب پنجاب متوجہ ہوا ہوں ہر قدم پر کہتا ہوں کہ اے نادان تو اپنے مقصد کو پیچھے چھوڑ کر کہاں جاتا ہے لیکن غیب سے آواز آتی تھی کہ چلے چلو بالجملہ کشاں کشاں لاہور پہنچا تو ایک مسجد کے گوشہ میں جا کر حیران و پریشان بیٹھ گیا ناگاہ روحانیت حضرت خواجہ بزرگ (باقی باللہ) قدس سرہٗ ظاہر ہوئی اور کہا کہ جس کام کے لئے فرمایا گیا ہے اس کے درپے تحصیل ہونا چاہئے لہٰذا ''امتثالا لامرہ کم الشریف'' چند ایک کو مشغول کیا ان کے درمیان ایک نوجوان بلند استعداد بھی آیا جس کے تمام بدن میں بمجرد شغل کے نسبت سرایت کر گئی اور سر سے پاؤں تک آگاہ ہو گیا دوسرے طالبوں نے بھی جمعیت وحضور حاصل کیا۔[1]

غرضیکہ آپ شہر لاہور میں افادۂ طالبان علوم دینی واضافہ سالکان میں مشغول رہے مگر آپ پر خلوت وتنہائی کا غلبہ رہتا تھا اس لئے حجرہ خلوت میں مقیم ہو گئے اور آمد ورفت خلق کو روک دیا تھا خصوصاً امرا اور دولت مندوں کو کسی حال میں آنے کی اجازت نہ دیتے تھے۔ آپ کا ذریعہ معاش تفسیر وحدیث مثل بیضاوی ومشکوٰۃ وغیرہ اپنے ہاتھ سے لکھنا اور حواشی سے ان کو مزین فرمانا اور ان کو فروخت کر کے گذارکرنا تھا۔ عمر کا اکثر حصہ آپ نے حالت تجرد میں گذار مگر اخیر عمر میں ادائے سنت نبوی کے خیال سے نکاح کر لیا تھا۔ کئی مرتبہ آپ خرقہ پوش درویشوں کے ہمراہ لاہور سے پاپیادہ حضرت کی خدمت میں سرہند حاضر ہوئے اور چند روز خدمت عالی میں گذار کر اجازت حاصل ہونے پر واپس تشریف لے آتے۔

اہل پنجاب آپ کو 'طاہر بندگی' کے نام سے یاد کرتے ہیں، ۹۸۴ھ میں آپ کی ولادت ہوئی اور چھپن سال کی عمر میں بروز پنجشنبہ بوقت چاشت بتاریخ ۲۰ محرم ۱۰۴۰ھ۔ ۱۶۳۰ء کو وفات پائی اور لاہور میں آپ کا مزار پر انوار ہے میانی صاحب کے قبرستان میں آپ کا مزار اقدس ہے۔

---

[1] زبدۃ المقامات ص ۲۴۲، ۲۴۳

Marfat.com

حضرت خواجہ عبید اللہ عرف خواجہ کلاں رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی ولادت مبارک یکم ربیع الاول ۱۰۱۰ھ دہلی میں وقت عصر ہوئی۔ آپ امام الاولیاء حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کے بڑے بیٹے ہیں حضرت خواجہ نے آپ کا نام حضرت عبید اللہ احرار قدس سرہٗ کے اسم گرامی پر رکھا۔ خواجہ کلاں رحمۃ اللہ علیہ ابھی ماں کی گود ہی میں تھے کہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کا انتقال ہوگیا۔ عمر مبارک ابھی صرف اڑھائی سال کی تھی کہ یتیمی کی زندگی شروع ہوگئی تھی حضرت خواجہ قدس سرہٗ کے خلیفہ خواجہ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ نے پرورش فرمائی۔ ابتدائی تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ حضرت خواجہ قدس سرہٗ کے خلیفہ شیخ اللہ داد رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو طریقہ نقشبندیہ کے اسباق سے بہرہ ور کیا پھر آپ کو سرہند شریف حضرت قیوم زماں مجدد اعظم قدس سرہٗ کی خدمت میں میں روانہ کردیا گیا۔ آپ نے مجددیہ طریقہ میں بیعت فرمائی پھر حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے اپنی خصوصی توجہات شریفہ سے نوازتے ہوئے سلوک کی تکمیل مکمل کروائی مجددی توجہ کی برکت سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بلند مقامات نصیب ہوئے اس طرح آپ اپنے والد گرامی قدر حضرت خواجہ باقی قدس سرہٗ کے خلف الرشید ثابت ہوئے اور علوم ظاہری و باطنی میں کامل ہوگئے۔[1]

آپ کی ایک صاحبزادی کی شادی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے حضرت شاہ محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی اس طرح آپ کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے قرابت داری کا شرف بھی حاصل ہوگیا۔ آپ عربی اور فارسی دونوں زبانوں میں فصیح و بلیغ مکاتیب تحریر فرماتے تھے۔ چنانچہ آپ نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی خدمت میں جو مکتوبات ارسال کیے وہ حضرت کی محبت و عظمت کے جذبات سے لبریز اور عربی و فارسی انشاپردازی کا بہترین نمونہ ہیں نظیر کے طور پر ایک عربی مکتوب یہاں نقل کیا جاتا ہے وھو ھذا۔[2]

عریضة محتویة علی سرایر الاخلاص ومکامن الاختصاص من المملوك المفلوك احقر عبید اللہ الی اسوة اھل الصحو وقدوة ارباب السلوك شیخ الاسلام مصباح

[1] حیات باقی ص ۱۱۴ [2] زبدة المقامات ص ۳۲۶

Marfat.com

الظلام امام الانام ومنبه النيام الاجمل الاكمل البارع الاورع التحرير النير المنير مشيداركان الملة والمتطهرمن المائم والذلة والناطق بالحق والصواب وللخلق كنف اللوذوالاياب قائمة الدين وقاية الاحكام المتين على مسند الافادة والمتصاعد من حضيض العادة الى افق السعادة قلاوزركبان الطريقه وحارزعمران الحقيقه نورحدقة الاكوان ونورحديقه الاعيان فارس مضمار الخطاب وحارس اسرار الكتاب المتعين على وسادة وراثة المصطفوى والمتصف على جاده خلافة النبوى واقدنيران المحبة لقائه ومنهل عطش المهجة سقائه حلال عقود الاشراقيه ودلال وفودالاشراقيه ليس مكرمة من اللّٰه الاله فيها حظ كامل ولا موهبة الاله نصيب كامل الصفوة شعشعة من نيرقلبه الوافى والعطوفة شعبة من دوحة كرمه الوافى له التقديم على مشائخ الزمان والتفوق على مشاهيرالدوران يتسخر بملاحظة اطواره من طورالولاية ويستطلع بمشاهدة اعماله علىٰ اسرار اهل النهاية من استندبعروة ارادته فهو الذى ارتقى على مدارج الكمال ومن اعتصم بحبل اخلاصه فهو الذى استعدبنيل الامانى وفازلحصول الكمال فهلموابابايها المترددون فى فيافى الطلب وتعالوا ايها المتشمزون الى عبادان وصول الرب واقرعواباب داره التي يعلم بمنبع البركات وعاكفوا على حضرته التى

Marfat.com

تسمى بمعدن الخيرات وترقبوا من تلطفه حصول المقاصد والمرادات وترصدوا من تصرف بنيل المكارم والسعادات هو الشيخ المكمل سيدنا ومولانا ملاك الدين الفاروقى النسب المحمدى الحسب السرهندى المولد القدسى المحتد الاندلسى فى حقه غبطة وللسمنانى فى امره عبرة طرد الطوسى عندظهوره وفرالفارابى من سطوة طلوعه ومقرفضده الغزالى ومثبت تفوقه الرازى الهم يسراماله وضاعف كماله واحفظه من طوارق الايام وموجبات الاحزان والالام ماهمرغمام وحدرحمام بحرمة النبى واله الكرام وصحبه العظام واتباعه الاخيارالى يوم القيامة عليه وعليهم الصلوة والسلام ياسيدى ليس لى طول البضاعة ولاحول الاستطاعة الا مكرمتكم ومرحمتكم قلبى قاسية باصناف الذنوب والماثم وفوادى مظلمة باصناف الذمائم والجرائم ارحموا علىٰ احوالى وانظرواعلى سريرتى وبالى حتى استخلص من هاوية الجهالة والضلالة وارتقى على معارج السعادة والكماله اليوم ليس اب مشفق الاانتم ومهرب ومأرب الاحضرتكم كل ازمنة عمرى وجل اوقاتى وعامة شهورى وسنواتى مصروفة بمدحتكم العاليه ومحمدتكم الهنيئة واقتصرعلى لقائكم ان كان لى الاربة والمنية سيدى لسانى كليل وبيانى عليل لايطيق فى العربى على مقتضاء اقتضائى فابين المقصود بلسان

Marfat.com

الفرس بتوفیق اللہ ذوالقدس عز شانہ وجل سلطانہ

انتھی۔

آپ کی چند تصانیف ہیں لیکن وہ سب گوشہ گمنامی میں ہیں البتہ مبلغ الرجال چھوٹے سائز کے ۱۱۸ اوراق پر مشتمل ہے اوراس کا مقصد تصنیف اس انتشار کو رفع کرنا تھا جو آرا اہل فکر ونظر اور اقوال ارباب کشف وشہود کی وجہ سے معرفت حقیقت عالم کے متعلق پیدا ہوگیا تھا آپ کی وفات ۱۸ جمادی الاولیٰ ۳ے۱۰اھ کو دہلی میں ہوئی اور اپنے والد ماجد کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

حضرت خواجہ عبداللہ عرف خواجہ خورد رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی پیدائش ۶ رجب المرجب ۱۰۱۰ھ مطابق ۴ فروری ۱۶۰۲ء میں دہلی میں ہوئی۔ آپ حضرات خواجہ قدس سرہٗ کی دوسری زوجہ محترمہ رحمۃ اللہ علیہا کے بطن سے ہیں آپ اپنے بڑے بھائی حضرت خواجہ کلاں رحمۃ اللہ علیہ سے ۶ ماہ (چھ ماہ) چھوٹے ہیں آپ حضرات خواجہ قدس سرہٗ کی سیرت اور شکل وشباہت میں ہو بہو تصویر تھے آپ بھی اپنے بڑے بھائی کی طرح صغرسنی میں یتیم ہوگئے تھے آپ کی پرورش اور تعلیم وتربیت حضرت خواجہ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی کیونکہ حضرت خواجہ قدس سرہٗ کے وصال کے بعد تمام خانقاہ اور خاندان کے کفیل ونگران حضرت حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ ہی تھے۔

تعلیم درسیہ

آپ نے تمام درس نظامیہ کی تکمیل شیخ شاکر محمد رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے کی۔

سلوک کی تکمیل

چودہ سال کی عمر میں آپ بھی اپنے بڑے بھائی حضرت خواجہ کلاں کے ہمراہ سرہند شریف حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی خدمت میں پہنچے۔ آپ نے علم کلام اور تصوف کی اعلیٰ کتابیں بھی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سے پڑھیں۔ نیز حضرت خواجہ خورد رحمۃ اللہ علیہ ایک مدت

Marfat.com

آستانہ عرش نشان پر کمال خاکساری کے ساتھ مقیم رہے اور واردات کثیر البرکات سے بہرہ ور ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے علوم و معارف خاصہ سے بہرۂ کامل حاصل کیا آپ پر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی نظر عنایت بہت تھی چنانچہ اپنی نسبت خاصہ آپ کو القا فرمائی۔ آپ پر جذب وشوریدگی کا بڑا غلبہ تھا پیر بزرگوار حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی محبت میں بعض اوقات پاپیادہ دہلی سے سرہند شریف پہنچ جاتے تھے حضرت رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کی قابلیت اور صلاحیت کی بہت تعریف کرتے تھے خواجہ خورد رحمۃ اللہ علیہ شرح رباعیات میں تحریر فرماتے ہیں

"ایں فقیر چند مرتبہ از وطن مالوف بخدمت ایشاں در سرہند ویکبار در لاہور مشرف شدہ وہر بار چند گاہ درخدمت بسر بردہ الطاف بسیار می فرمودند امیدواری چنانست کہ آں الطاف سبب نجات اخروی گردد اجازت عمل طریقہ واجازت تعلیم ہانیز فرمودند وبشارتہا می دادند۔"

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ ایک مکتوب میں آپ کی تعریف و تحسین فرماتے ہیں "حمد وصلوۃ اور تبلیغ دعوات کے بعد مخدوم زادہ کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ آپ کا صحیفہ شریفہ پہنچا اس کے مطالعہ سے بڑی خوشی حاصل ہوئی نسبت حضور کے شمول اور غلبہ کے بارہ میں لکھا ہوا تھا نیک و مبارک ہے یہ دولت جو آپ کو تین مہینے میں میسر ہوئی ہے دوسرے سلسلوں میں اگر دس سال میں بھی میسر ہو جائے تو بڑی نعمت گنتے ہیں اور امر عظیم تصور کرتے ہیں اس نعمت کا شکر ادا کرنا چاہیے چونکہ معلوم ہے کہ آپ کی فطرت بلند ہے اور اس قسم کے احوال کی تعریف و تحسین کرنے سے عجب و تکبر کے پیدا ہونے کا گمان نہیں ہے اس لئے اس نعمت کا اظہار کیا گیا "لئن شکرتم لازیدنکم" ...... (اگر تم شکر کرو گے تو تم کو زیادہ نعمت دوں گا) نص قاطع ہے الی آخرہ

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سے خواجہ خورد کو کس درجہ عقیدت و محبت تھی اس کا اندازہ خواجہ خورد رحمۃ اللہ علیہ موصوف کے عریضوں سے ہو سکتا ہے۔ چنانچہ دو عریضے بطور نمونہ درج ذیل

Marfat.com

...عریضہ اولیٰ:

”عرضداشت بندہ مہجور پرتقصیر محمد عبداللّٰہ آنکہ اوقات گرامی بدعائے سلامت آنحضرت می گذردوندامت وپریشانی کہ بردوری ازخادمان حضور داردآنقدراست کہ بگفت ونوشت نگنجدچندین شوریدگی وسرگردانی روئے دادہ کہ بشمہ ازاں اشعار نتواں کردسراپا دردواندوہ است وباایں خداوندکریم راشکر کہ دررابطہ باطن کہ حاصل آں فناونیستی است ذاتاًوصفتاً وعیناً واثراً فتورے نیست وچگونہ فتورراہ یابد کہ بعد ازرجوع بوطن اصلی ہوائے غربت درسرنمی ماند وانسہائے غریبہ روئے می دھدواسرار عجیبہ جلوہ گرمیسارند وباطن رایاہیچ ازیں ہاالتفات نیست بدریائے عالم آب ازسرگذراندداندایںہمہ طفیل خدمت گاری وبندگی آں حضرت ذات والائے آں حضرت تاقیام قیامت برمفارق طلاب وسلاك باقی باد۔

عریضۂ ثانیہ: ”عرضداشت کمترین خدام والا درگاہ محمد عبداللّٰہ بعرض اقدس باریافتگان وراہ بردگان محفل خلد مشاکل حضرت خداوندی قبلہ گاہی دام ارشادہ میرساند کہ احوال بداں گونہ می گذردکہ بیان آں فرصت درازمی طلبہ تاسرانجام کارچیست وآخر بکجا کشدشورشے شگرف سراپا

Marfat.com

پیچیدہ دریائے حقیقت مواج است ہر لحظہ موج دیگر برروئے کار دارد دو قطرہ را با موج بودن شریعت عشق ہیہات ہیہات چہ می نویسم درحضرت قطب دائرہ ظہور دیوانگی سہ دیگر بدیوانگی بخشند۔

بندۂ مہجور پر تقصیر محمد عبداللہ عرض کرتا ہے کہ آنجناب کی نیک دعاؤں کی بدولت دن اچھے گزر رہے ہیں، حضور کے خدام کی دور کے باعث اس قدر نادم و شرمندہ ہو کہ کہنے لکھنے سے بالاتر ہے۔

اس قدر دیوانگی و پسماندگی کا عالم ہے کہ ذرا بھی بیان کی طاقت نہیں پاتا۔ سراپا غم واندوہ کی تصویر بنا بیٹھا ہوں۔ لیکن خداوند کریم کا شکر ہے کہ ایسا باطنی تعلق نصیب فرمایا کہ جس کا حاصل فنائیت اور عجز گزاری ہے۔

نہ باعتبار ذات وصفات کوئی تھکان واندیشہ ہے نہ ہی عین واثر کے اعتبار سے۔ اس تکان و بے حوصلگی کو راہ کیونکر میسر آئے کہ وطنِ اصلی کو لوٹ جانے کے بعد کوئی احساسِ اجنبیت نہیں رہتا، اجنبی چہرے اُنس پاتے ہیں، حیران کن اسرار ورموز سے آگاہی ہوتی ہے۔

باطن کو اس سب سے مطلق سروکار نہیں بلکہ وہ توازن تمام تر چکا چوندیوں کو پس پشت ڈال کر اس تمام انعام و اکرام کو آنحضرت ﷺ کی غلامی و خدمت گزاری کے طفیل گردانتا ہے جن کی بلندی ذات قیامت تک سالکین و طالبین کے دلوں میں جاگزیں رہے گی۔

درگاہِ عالیہ کا کمتر خادم آنجناب کی خدمت میں عرض گزاری کرتا ہے کہ احوال تو یوں گزرتے ہیں کہ جس کے بیان کرنے کو لمبی فرصت درکار ہے تا کہ معلوم ہو کہ کیا کام سرانجام پائیں کہ اس حقیقت کے دریا کی موجوں میں چکراتے، ہر لمحہ ایک نئی موج سے نبرد آزما ہوتے شخص کو دلفریب

Marfat.com

انقلابات کی دہلیز پر لا کھڑا کرے۔

حیران و سرگرداں ہوں کہ آنجاب کی خدمت میں کیا لکھتا چلا جاتا ہوں۔

ایک دیوانے کی دیوانگی سمجھ کر درگزر فرمایئے۔

گہ گریم وگہ خندم گہ افتم وگہ خیزم
آموختہ مستی از دلبر مستانہ

اے قبلہ خداپرستاراں کرمے نمایند تا از گرداب جنوں بساحل ہوش افتم زیادہ بریں گستاخی است العبودیۃ انتہی۔

کبھی روتا ہوں کبھی ہنستا ہوں، اٹھتا ہوں تو کبھی گرتا ہوں۔ دلبر مستانہ ہے اس دوران مستی سیکھتا جاتا ہوں۔

قبلہ حضرت خدا پرستوں پر کرم فرمایئے تا کہ جنوں و دیوانگی کے منجدھار میں گھرے ہوئے کو ہوش کا ساحل جا ملے۔ اس سے زیادہ کچھ لکھنا گستاخی سمجھتا ہوں۔......انتہی!

حضرت خواجہ خورد رحمۃ اللہ علیہ قرآن کریم کے حافظ تھے اور نہایت خوش گو شاعر بھی۔ فارسی میں سخن گوئی کا نہایت اعلیٰ مذاق رکھتے تھے اور فارسی انشاپردازی میں بھی آپ اپنا جواب نہ رکھتے تھے علم کلام اور فلسفہ و تصوف کے بھی بہت بڑے عالم تھے۔ آپ شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر معارف الٰہیہ میں ید طولیٰ رکھتے تھے اور فصوص الحکم و فتوحات مکیہ آپ کی نوک زبان تھیں ان پر آپ نے تعلیقات تحریر کیں اور تفسیر بیضاوی اور بعض دیگر کتب درسیہ پر بھی تعلیقات لکھیں۔

تصنیفات

آپ کی دیگر تصنیفات زاد المعاد، رسالہ مناقب شیخ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ و رسالہ المیراث شرح التسویۃ، ایک رسالہ حقائق میں بزبان عربی اور دو فارسی رسالے پردہ برانداخت والسر المبہم اور کتاب الفوائح عربی میں اور طریق الوصول الی اصل

Marfat.com

الاصول ہیں ایک دلچسپ کتاب رباعیات وشرح رباعیات ہے۔

اولاد

حضرت خواجہ خورد رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں تین صاحبزادوں کے نام ملتے ہیں خواجہ سلام اللہ خواجہ کلمۃ اللہ اور خواجہ بہاء الدین۔

شاگرد

آپ کے شاگردوں میں حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ (والد ماجد شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی، اور تایا صاحب یعنی شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بھائی) شیخ ابوالرضا محمد بھی تھے۔

وفات

آپ کی وفات بروز بدھ ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۰۷۴ھ میں ہوئی آپ کا مزار بھی آپ کے والد بزرگوار کے قریب اسی قبرستان میں ہے۔[1]

حضرت شیخ عبدالحی حصاری رحمۃ اللہ علیہ

آپ خواجہ چاکر حنفی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ ہیں آپ بہت بڑے عالم اور صاحب مقامات عالیہ تھے۔ حصار شادمان علاقہ اصفہان کے رہنے والے تھے۔ شادمان سے ہندوستان آئے اور شہر پٹنہ میں رہائش پذیر ہوگئے۔ آپ باطنی اصلاحی کی غرض سے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور بیعت ہونے کا شرف حاصل کیا تھوڑے ہی عرصہ میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی نظر میں مقبول ہوئے اور محرمان راز میں داخل ہوگئے۔ حضرت خواجہ سرہندی قدس سرہٗ کی اکثر خدمات آپ کے سپرد تھیں خلوت وجلوت میں آپ حاضر رہتے تھے ورع وتقویٰ اور استقامت طریقہ پر اپنے دور میں بے مثال تھے۔

خلافت

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے تکمیل سلوک کے بعد آپ کو تعلیم طریقت کی

---

[1] حضرات القدس، زبدۃ المقامات، حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ

Marfat.com

اجازت دے کر شہر پٹنہ روانہ فرمایا۔ وہاں پہنچ کر شیخ نور محمد پٹنی کی رفاقت میں طالبان حق کے افاضہ میں مشغول ہو گئے پٹنہ میں آپ کی مقبولیت عظیم حاصل ہوئی بہت سے مریدان رشید اور خلفاء اہل ارشاد آپ سے ظاہر ہوئے۔

غرضیکہ سالہا سال آستانہ عالیہ پر رہے اور بہت سے اسرار و معارف کو زبان فیض ترجمان سے سنا تھا۔ مخدوم زادہ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ کی فرمائش پر مکتوبات شریف کا دفتر ثانی موسوم بہ اسم تاریخی ''نور الخلایق'' جو کہ ننانوے مکاتیب پر مشتمل ہے ۱۰۲۸ھ میں آپ ہی نے جمع فرمایا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ ایک مخلص کو ارقام فرماتے ہیں ان دونوں عزیزوں مولانا عبدالحی اور شیخ نور محمد کا وجود اس ایک شہر (پٹنہ) میں قران السعدین کی مانند ہے'' نیز حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ شیخ نور محمد پٹنی کو ایک مکتوب میں شیخ عبدالحی کے مقام وحال کے متعلق اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔

الحمدللہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفٰے، اس طرف کے فقراء کے احوال واوضاع حمد کے لائق ہیں اور آپ کی استقامت حق تعالیٰ سے مطلوب ہے۔ برادرم شیخ میاں عبدالحی آپ کا ہم شہری ہے آپ کے جوار میں آیا ہے علوم و معارف غریبہ کا نسخہ ہے۔ اور اس راہ کی ضروری چیزیں اس کے پاس بہت ہیں اس کی ملاقات دور افتادہ یاروں کیلئے غنیمت ہے کیونکہ نیا آیا ہے اور نئی چیزیں لایا ہے فنا و بقا کا اس کے پاس نشان ہے اور جذبہ وسلوک کا اس کے پاس بیان ہے بلکہ فنا و بقا متعارف کے سوا اور جذبہ وسلوک مقررہ سے آگے بھی واقف ہے بلکہ وہاں اس کا گذر ہے۔ مکتوبات کے بہت سے معارف غریبہ اس نے سنے ہوئے ہیں اور حتی المقدور استفسار کر کے حاصل کئے ہوئے ہیں واللہ سبحانہٗ الموفق آپ اپنے احوال کو مفصل طور پر مشار الیہ کے پاس بیان کر دیں اس سے زیادہ کیا لکھا جائے والسلام۔

زیارت حرمین شریفین

۱۰۵۰ھ میں آپ نے زیارت حرمین شریفین کا ارادہ کیا اور پٹنہ سے حضرت مجدد الف

Marfat.com

ثانی قدس سرہٗ کے مزار پرانوار کی زیارت اور مخدوم زادگان کی بابرکت صحبت کی غرض سے سرہند شریف حاضر ہوئے وہاں سے حرمین شریف روانہ ہوئے۔آپ کا ہر قدم توکل کے ساتھ اٹھتا تھا وہاں بھی آپ کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی اور سنا گیا ہے کہ آپ بعد ادائے حج عازم ہونے کیلئے جہاز پر سوار ہوئے کئی روز تک جہاز اپنی جگہ سے نہ ہل سکا سب لوگ حیران وپریشان تھے آخرکار آپ نے فرمایا سب احباب روانہ ہو جائیں اور میں جہاز سے نیچے اتر جاتا ہوں اس لئے کہ ابھی مجھ کو روانگی کی اجازت نہیں ملی میں ایک حج اور کر کے آؤں گا آپ کا جہاز سے اترنا تھا کہ جہاز چل پڑا۔ کہتے ہیں کہ آپ کا ٹھہرنا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ کی وجہ سے تھا حج کے لئے روانگی کے وقت آپ کی عمر ساٹھ سال کی کے قریب تھی ۱۰۷۰ھ میں وفات پائی۔[1]

حضرت مولانا عبدالواحد لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی اس جماعت میں سے ہیں جس کو حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے تعلیم وتربیت کے لئے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے سپرد فرمایا تھا۔آپ کثیر المراقبہ وکثیر العبادۃ شخص تھے۔حضرت مولانا محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک روز عبادت کے ذوق وشوق کی کیفیت میں آپ نے مجھ سے پوچھا کیا بہشت میں نماز ہوگی؟ میں نے کہا نہیں کیونکہ وہ دار جزا ہے نہ کہ دار عمل آپ نے ایک آہ سرد کھینچی رونے لگے اور فرمایا آہ! نماز اور اس بے نیاز کی بندگی کے بغیر کیوں کر زندہ رہ سکیں گے۔ نیز ایک روز آپ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی خدمت میں عریضہ لکھ رہے تھے میں نے اس پر نظر ڈالی تو اس میں تحریر تھا کبھی کبھی نماز میں سجدہ کے وقت ایک ایسی حالت رونما ہوتی ہے کہ سجدہ سے سر اٹھانا ہرگز اچھا نہیں معلوم ہوتا۔

ایک دفعہ آپ مال تجارت لے کر بخارا تشریف لے گئے وہاں ایک مسجد میں جو اس شہر کے مقامات متبرکہ میں شمار ہوتی تھی نماز کے لئے جاتے اور نماز عشاء کے بعد نوافل میں مشغول ہو جاتے تھے ایک رات مسجد کے خادم نے آ کر سختی کے لہجہ میں کہا کہ میں مسجد کا دروازہ بند کرتا ہوں نوافل گھر جا کر پڑھو اسی شب کو اس خادم نے خواب میں دیکھا کہ حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہٗ اس سے فرما رہے ہیں کہ وہ درویش ہندی سوداگر ہمارے دوستوں میں سے ہے اس سے جا کر معذرت

[1] حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ

Marfat.com

کرو چنانچہ اس نے آپ سے بہت معذرت کی۔ نیز آپ فرماتے ہیں کہ جن دنوں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ لاہور میں تشریف فرماتھے ایک بوڑھا سبزی فروش آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا بڑا احترام کیا اس پر سب کو حیرت ہوئی بعد میں معلوم ہوا کہ وہ ابدال میں سے ہے۔

شیخ عبدالہادی فاروقی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عالم وفاضل اور اپنے ملک کے مشہور مشائخ میں سے تھے۔ اولاً آپ نے حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کی حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی تربیت بھی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے حوالہ فرمائی اور حضرت کے ہمراہ آپ کو سرہند روانہ کیا پس آپ عرصہ تک حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے اور برکات وثمرات سے بہرہ مند ہوئے۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے آپ کے ابتدائے سلوک کے حالات حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کی خدمت میں اس طرح تحریر فرمائے ہیں:

"ملا عبدالہادی نے نقطۂ فوق میں استغراق کے ساتھ حضور حاصل کیا ہے نیز کہتا ہے کہ میں مطلق پاک یعنی اللہ تعالیٰ کو اشیاء میں تنزیہی صفت سے دیکھتا ہوں اور افعال کو بھی اس سے جانتا ہوں یہ سب آنجناب کا فیض ہے جو طالب علموں اور سعادتمندوں کو پہنچ رہا ہے اور اس فیض رسانی میں اس خاکسار کا کوئی حصہ نہیں ہے۔"

بعد ازاں آپ نے ایک مدت مزید حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی خدمت میں گزاری ترقیات وکمالات کو پہنچے اور اجازت تعلیم طریقت سے مشرف ہوئے۔

کہتے ہیں کہ شیخ عبدالہادی اور مولانا یار محمد قدیم حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی خدمت میں قیام کے زمانہ میں ایک ہی حجرہ میں رہتے تھے مولانا یار محمد قدیم ہمیشہ رات کو صبح تک قیام کرتے اور عبادت میں مشغول رہتے ہیں اور شیخ چونکہ بیماری کی وجہ سے اس قدر ریاضت نہ کر سکتے تھے اس لئے زیادہ عبادت نہ کر سکنے اور رات کو نہ اٹھنے پر بہت حسرت وافسوس کرتے اور مولانا کے حال پر رشک کیا کرتے تھے ایک روز حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا سبحان اللہ شیخ عبدالہادی کا

Marfat.com

حسرت وافسوس کرنا مولانا یار محمد کی عبادت وشب بیداری پر سبقت لے گیا اور ان کے کام کو مولانا کے کام سے زیادہ بلند کر دیا بیشک کام حق سبحانہ وتعالیٰ کی بخشش کے زیر سایہ ہے آپ کا وصال ۹ شعبان ۱۰۴۱ھ کو ہوا اور مزار بدایوں میں خرم شاہ کے تکیہ میں ہے۔[1]

حضرت مولانا فرخ حسین ہروی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کو اپنے وطن بدخشان ہی میں بشارتوں کے ذریعے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی بزرگی اور تجدید وقیومیت کا علم ہو گیا تھا آپ نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی خدمت میں جانے کا پرعزم ارادہ فرمایا اور ہندوستان کے سفر کیلئے کمر ہمت باندھی اور روانہ ہو پڑے ان دنوں لاہور میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ قیام فرما تھے مولانا فرخ لاہور ہی میں مجددی بارگاہ میں خاک بوسی کیلئے حاضر ہوئے اور دولت بیعت سے مالا مال ہوئے اور خدمت اقدس میں رہ کر فیض صحبت سے تکمیل سلوک کے بعد اجازت طریقہ وخلافت سے سرفراز ہوئے۔[1]

صاحب نزہۃ الخواطر رقمطراز ہیں کہ آپ فنون حکمیہ اور انشاء شعر میں بہت بڑے عالم تھے۔ ہرات میں پیدا ہوئے وہیں پرورش پائی اور اس زمانہ کے اساتذہ سے علم حاصل کیا پھر ہندوستان تشریف لائے اور شہزادہ شجاع بن شاہجہاں بادشاہ کے مقرب ہوئے سفر وحضر میں اس کے ساتھ رہتے تھے یہاں تک کہ ڈھاکہ پہنچے اور وہیں سکونت اختیار کر لی آپ درس دیتے تھے اور طریقت سکھاتے تھے آپ سے بہت سے علما نے طریقہ اخذ کیا آپ کا ایک شعر ملاحظہ ہو۔

جدا از صحبت جاناں دریں مجلس بجام اندر
بجائے بادہ دارم نیمہ خوں نیمہ آتش

عاشوراء کے روز ۱۰۸۱ھ کو صبح کی نماز کے آخری سجدہ میں وفات پائی۔ ڈھاکہ میں آپ کا مزار مبارک ہے۔

مولانا قاسم علی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کے ان احباب میں سے ہیں جن کی تربیت حضرت

---

[1] حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ

[1] روضۃ القیومیہ

Marfat.com

مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے حوالہ ہوئی تھی۔ چنانچہ سالہا سال خانقاہ مجددی میں رہ کر دریائے معرفت سے گوہر مقصود حاصل کرتے رہے خود حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ آپ کی روحانی ترقی کے متعلق حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کی خدمت میں اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مولانا قاسم علی رحمۃ اللہ علیہ کو مقام تکمیل سے حصہ حاصل ہے اسی طرح اس جگہ بعض دوستوں کا بھی اس مقام سے حصہ معلوم ہوتا ہے" واللّٰہ سبحانہ اعلم بحقیقة الحال۔"[1]

حضرت شیخ کریم الدین بابا حسن ابدالی رحمۃ اللہ علیہ

آپ موضع عثمان پور حسن ابدال ضلع اٹک کے رہائشی تھے۔

تحصیل علم

جوانی میں آپ تحصیل علم کے لئے لاہور تشریف لائے اور ظاہر علوم کے حصول میں مشغول ہو گئے دوران تعلیم ہی آپ کو یہ خیال آنا شروع ہو گیا کہ اگر میں مر گیا تو حق تعالیٰ کی معرفت سے محروم رہ جاؤں گا۔ اس خیال کے پختہ ہونے پر تعلیم کو چھوڑ کر وطن واپس آ گئے اور عبادت الٰہی میں دن رات مشغول ہو گیا۔

تلاش مرشد کی کہانی

اسی اثناء میں شیخ کامل کی تلاش میرے دل میں پیدا ہوئی آخر ایک شب میں نے خواب میں ایک بزرگ کو دیکھا کہ اس کے جمال کے سامنے ماہتاب شرمندہ وخیرہ تھا اور وجاہت وقار بدرجہ کمال اس سے ہویدا تھا میرا ارادہ ہوا کہ ان بزرگ کا مرید ہو جاؤں اتنے میں میری آنکھ کھل گئی اب میں حیران تھا کہ ان بزرگ کو کہاں تلاش کروں پھر دوسری شب بھی میں نے انہی بزرگ کو دیکھا غرضیکہ اسی طرح بے قراری کا مجھ پر غلبہ ہوا اور میں دیوانوں کی طرح گھر سے نکل کھڑا ہوا یہاں تک کہ سرہند پہنچا اور جب حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی خانقاہ پر پہنچا تو اپنی خستہ حالی سے متاثر ہو کر دروازہ کے باہر ٹھہر گیا آخر ایک درویش نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا

[1] مکتوبات دفتر اول نمبر ۱۱،۱۲ میں بھی حالات درج ہیں۔

Marfat.com

کہ ایک مفلس آیا ہے اور خدمت عالی میں حاضر ہونا چاہتا ہے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس کو جلدی بلاؤ میں اندر گیا اور میری نگاہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے روئے روشن پر پڑی تو میں نے دیکھا کہ آپ ہی وہ بزرگ ہیں جن کا دیدار پر انوار یہ عاجز خواب میں چند بار کر چکا تھا پس حالت ذوق وشوق میں مجھ پر گریہ طاری ہو گیا میں نے چاہا کہ آپ کے قدموں میں گر جاؤں لیکن حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ کو اپنی بغل میں لے لیا اور تھوڑی دیر سینہ مبارک سے لگائے رکھا پھر حجرہ میں لے گئے اور طریقہ ذکر تعلیم فرمایا اور مجھے گوہر مقصود حاصل ہو گیا۔[1]

جب حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے آپ کو تعلیم ذکر و مراقبہ سے سرفراز فرمایا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کیمیاء کے اثر کی برکت سے تھوڑے ہی عرصہ میں ترقیات رونما ہوئیں اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو تعلیم طریقت کی اجازت دے کر اپنے وطن روانہ کیا اس علاقہ کے بکثرت لوگ آپ کے دست حق پرست پر تائب ہو کر اس سلسلہ عالیہ میں داخل ہو گئے اور اس سلسلہ کے فیوض و برکات حاصل کیے۔ جن دنوں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے گوشہ نشینی اختیار فرمائی تھی تو دوستوں میں بہت کم لوگ حضرت کی خلوت گاہ جا سکتے تھے لیکن شیخ موصوف پر چونکہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی عنایت تھی اس لئے آپ کے بارے میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد تھا:

"شیخ بایاران خود می آمدہ باشد وہیچ کس مانع نشود"

یعنی "شیخ اپنے دوستوں کے ساتھ آیا کریں اور انھیں کوئی منع نہ کرے۔"[2]

شیخ کریم الدین بابا فرماتے تھے کہ مجھ پر ایسا وقت آیا کہ اگر تمام عالم میری نظر میں آجائے تو ایک نگاہ میں مقصد کو پہنچا دوں۔[3]

نیز شیخ موصوف فرماتے ہیں کہ ایک بار میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی قدم بوسی کے لئے سرہند روانہ ہوا جب فضل آباد کی سرائے میں پہنچا تو میں نے واقعہ میں دیکھا کہ مجھ کو سلطنت کے تخت پر بٹھایا گیا ہے اور سلطان وقت دست بستہ میرے سامنے کھڑا ہے میں وہاں سے روانہ ہو کر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھ کو خلافت مطلقہ عطا فرمائی۔[4]

---

[1] حضرات القدس [2] ایضاً [3] ایضاً [4] ایضاً

Marfat.com

آپ کی وفات ۳ محرم ۱۰۵۰ھ کو اپنے وطن میں ہوئی [1]

حضرت سید محب اللہ مانکپوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی پیدائش ۲ صفر ۹۹۶ھ صدر پور صوبہ بہار میں ہوئی۔

ابتدائی تعلیم

آپ نے اپنے والد ماجد سے ابتدائی کتابیں پڑھیں کچھ کتابیں مقامی علماء سے پڑھیں پھر لاہور تشریف لے آئے اور ملا عبدالسلام لاہوری کی شاگردی میں داخلہ لیا۔ حضرت میاں میر لاہوری اور نواب سعد اللہ خاں وزیر شاہجہاں آپ کے ہم سبق تھے۔ ظاہری علوم دینیہ کی فرغت کے بعد آپ اپنے وطن صدر پور بمعہ اہل وعیال پہنچے کچھ عرصہ کے بعد مانک پور پھر وہاں سے الہ آباد چلے گئے۔

صاحب زبدۃ المقامات تحریر فرماتے ہیں کہ سید محب اللہ مانک پوری علوم دینیہ کی کامل دستگاہ حاصل کرنے کے بعد قدوۃ المشائخ شیخ محمد بن فضل اللہ برہانپوری کی خدمت میں پہنچے اور ایک مدت تک وہاں رہ کر اجازت وخلافت حاصل کی بعد ازاں برہان پور ہی میں حضرت خواجہ میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے اور ان سے سلسلہ نقشبندیہ کا طریقہ ذکر سیکھا چونکہ مجلس میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا تذکرہ ہوتا تھا اس لئے آپ کو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت و ملاقات کا شوق غالب ہوا چنانچہ آپ سرہند شریف حاضر ہو کر مدت تک مستفید ہوتے رہے حتی کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے خلافت سے سرفراز فرما کر مانک پور روانہ فرمایا اور میر صاحب موصوف کو یہ کلمات تحریر فرمائے "سید محب اللہ نسیان ماسوی اور بعض درجات فنا پر پہنچ گئے ہیں اور ہم نے ان کو اجازت دے کر مانک پور روانہ کر دیا ہے [2]

مانک پور پہنچ کر کچھ عرصہ بعد آپ نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی خدمت میں اہل وطن کی اذیتوں کی شکایت عرض کیں تو حضرت نے جواب میں تحریر فرمایا۔

مخلوق کی ایذا برداشت کرنے اور قریبی رشتہ داروں کی جفا پر صبر کرنے کے سوا چارہ نہیں...... اس مقام کی سکونت میں ملاحت و نمکینی یہی ایذا و جفا ہے لیکن آپ اس نمکینی سے بھاگتے

---

[1] حضرات القدس [2] زبدۃ المقامات

Marfat.com

ہیں بیشک حلاوت وشیرینی (عیش) کا پلا ہوا ملاحت ونمکینی کی تاب نہیں لاسکتا......عزیمت کا طریق یہی ہے کہ آپ ایذا پر صبر وتحمل فرمائیں۔"[1]

لیکن جب آپ نے مانک پور سے الہ آباد منتقل ہونے کے لئے بہت منت وساجت کے عریضے لکھے تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا، آج رات (واقعہ میں) ایسا نظر آیا گویا کہ آپ کے اسباب کو مانک پور سے الہٰ آباد کی طرف لے گئے ہیں لہٰذا آپ وہیں قیام اختیار کرلیں اور اپنے اوقات کو ذکر الٰہی جل شانہ سے آباد رکھیں جہاں تک ہو سکے تقلید کا راستہ نہ چھوڑیں کیونکہ شیخ طریقت کی تقلید سے بہت فائدے اور بڑے ثمرات حاصل ہوتے ہیں اور شیخ کے طریق کے خلاف میں سراسر خطرات ہیں۔

نـــوٹ :...... مکتوبات شریفہ میں آپ کے نام دس مکتوب ہیں اور زبدۃ المقامات میں بھی حضرات خلفا کے ذیل میں آپ کا تذکرہ موجود ہے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے مزاج میں تلون تھا اور شیخ طریقت کے مسلک کی پابندی کا بھی خیال نہیں رکھتے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے وصال کے بعد آپ کا رجحان وحدت الوجود کی طرف ہوگیا اور نسبت چشتیہ صابریہ غالب آگئی اسی وجہ سے صاحب حضرات القدس نے آپ کا تذکرہ نہیں کیا اور نہ ہی مخدوم زادگان حضرت خواجہ محمد سعید وحضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہما کے مکاتیب میں آپ کے نام کوئی مکتوب پایا جاتا ہے واللہ اعلم بالصواب چنانچہ شیخ عبدالقدوس گنگوہی اور ان کی تعلیمات مؤلفہ اعجاز قدوسی میں شیخ محب اللہ الہ آبادی کے حالات میں تحریر فرماتے ہیں "مسئلہ وحدت الوجود کے متعلق آپ نے مختلف علما سے تبادلہ خیال کیا لیکن کوئی آپ کو مطمئن نہ کرسکا اسی سلسلے میں آپ دہلی پہنچے پھر سہارنپور گئے اور گنگوہ میں حضرت ابوسعید (ابن شیخ نور بن شیخ علی بن شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت کی صحبت میں ایک درجہ طمانیت اور دلبستگی محسوس کی آخر حضرت شیخ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت کرکے مختلف ریاضتوں اور مجاہدوں کے بعد خرقہ خلافت حاصل کیا شاہجہاں اور داراشکوہ آپ سے بے حد عقیدت رکھتے تھے مگر اورنگ زیب کی رائے آپ کے متعلق اچھی نہ تھی چنانچہ عالمگیر نے آپ کے رسالہ تسویہ کو جلانے کا حکم دیا تھا آپ نے ۹ رجب ۱۰۵۸ھ کو الہ آباد میں وفات پائی اور وہیں آپ کا مزار پرانوار ہے۔[2]

---

[1] دفتر سوم مکتوب نمبر ۷ [2] دفتر سوم مکتوب نمبر ۱۳

Marfat.com

حضرت شیخ محمد صادق کابلی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے اندر جب طلب حق کا جذبہ موجزن ہوا تو آپ حضرت حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی خدمت اقدس میں جانے کا مشورہ دیا چنانچہ آپ دہلی سے سرہند شریف حاضری دینے کے لئے روانہ ہو پڑے سرہند شریف پہنچنے کے بعد بارگاہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی خاک بوسی کرنے کے بعد بیعت سے سرفراز ہوئے اور مجددی توجہات کی برکت سے مقامات سنجیدہ اور احوال پسندیدہ سے سرفراز ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے الطاف اس قدر آپ کے حال پر پسند دل تھے کہ آپ کے داخل زمرہ فرزندان ومحرمان راز سمجھتے تھے سفر وحضر میں خدمات حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ آپ کے سپرد تھیں۔

کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ کو مرض جذام ہوگیا جس کی وجہ سے یاران طریقت آپ کی صحبت سے کراہت کرنے لگے آپ اس مرض سے بہت دل شکستہ ہوئے اور ارادہ کیا کہ کہیں چلے جائیں، جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو آپ کے ارادہ کا علم ہوا تو اس مرض کے دفعیہ کیلئے توجہ فرمائی چنانچہ آپ کو صحت حاصل ہوگئی۔

جب آپ درجہ کمال کو پہنچے اور مقامات بلند سے مشرف ہوئے تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خلافت اور تعلیم طریقت کی اجازت عطا فرمائی اور حضرت کے حکم کے مطابق آپ اس دشوار کام کی انجام دہی میں مشغول ہوگئے لاہور میں آپ نے اقامت اختیار فرمائی اور وہاں آپ کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی، ۱۰۱۸ھ میں آپ نے وفات پائی [1]

حضرت مولانا محمد صالح کولابی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی طریقہ مجددیہ میں قبولیت کا واقعہ کچھ اس طرح ہے آگرہ میں جمعہ کے دن جامع مسجد میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اور دیکھتے ہی آپ کے دل میں ایسی کشش پیدا ہوئی کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی قیام گاہ پر حاضر ہو کر تعلیم ذکر کی

---

[1] حضرات القدس

Marfat.com

درخواست کی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے قبول فرما کر داخل سلسلہ کر لیا اس کے بعد سالہا سال حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے لیکن کم استعدادی کی وجہ سے آپ کو کوئی فتح وکشائش نہیں ہوئی دوسرے پیر بھائیوں کے احوال دیکھتے تو بڑے حیران ہوتے کہ وہ منازل ترقی پر گامزن ہیں آپ اپنے حال پر اور زیادہ حیران وگریاں رہتے۔

غسالہ کو پی لیا

یہاں تک کہ ماہ رمضان المبارک آ گیا اور حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ معتکف ہوئے تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اعتکاف میں طشت وآفتابہ کی خدمت آپ کے سپرد ہوئی ایک شب حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دست مبارک دھوئے تو آپ نے اس غسالہ کو تنہائی میں لے جا کر پی لیا بس اس غسالہ کے پیتے ہی آپ میں شراب کی سی مستی بھر گئی اور حال وباطن میں فتح وکشائش نمودار ہوگئی۔

مولانا صالح جب حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی توجہ سے درجہ کمال کو پہنچ گئے تو اجازت تعلیم طریقت سے ممتاز ہوئے اور طالبان معرفت کی ایک جماعت کو آپ کا روحانی فیض پہنچا۔ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکثر آپ کی تعریف فرمایا کرتے تھے۔ ایک دن حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے متعلق فرمایا:

''مولانا صالح از سیر صفات وتجلیات صفاتیہ بہرہ تمام گرفتہ۔''

یعنی ''مولانا صالح نے سیر صفات وتجلیات صفاتیہ سے پورا حصہ حاصل کیا ہے۔''

آپ نے حضرت مخدوم زادوں کی فرمائش پر حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے دن رات کے معمولات کو ایک رسالہ کی شکل میں جمع کیا آپ کی وفات ۱۰۳۸ھ میں ہوئی۔[1]

حضرت مولانا محمد صدیق کشمی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کشم بدخشاں کے رہنے والے تھے۔ آپ شعر وسخن سے دلچسپی رکھتے تھے عالم جوانی میں ہندوستان تشریف لائے تھے۔ محب الفقرا عبدالرحیم خانخاناں بن بیرم خاں کی صحبت اختیار کی آپ ہدایت تخلص کرتے تھے آپ کے اشعار عشق ومحبت اور درد وسوز سے لبریز ہوتے تھے۔

---

1 زبدۃ المقامات

Marfat.com

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے وابستگی

اسی زمانہ میں حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہو کر سلسلہ نقشبندیہ میں منسلک ہو گئے حضرت خواجہ قدس سرہٗ اکثر آپ کی استعداد و قابلیت کی تعریف کیا کرتے تھے ۱۰۱۸ھ میں آپ دہلی سے برہان پور تشریف لے گئے اور تھوڑے دن وہیں اقامت کی۔

حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی عنایت

حضرت مولانا ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ قمطراز ہیں کہ میں نے مولانا کی زبانی سنا ہے کہ ایک مرتبہ ہم کئی درویش عید کے دن صبح کو حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت شیشہ گلاب ہاتھ میں لئے ہوئے باہر تشریف لائے حاضرین میں سے مجھے نیا اور عید کے مناسب اچھا لباس پہنے ہوئے دیکھ کر مجھ پر گلاب چھڑکا اس امر نے میرے پریشان دل کو جمعیت بخشی۔

زداماں تو ہر را شیخ گلابے　　　زند بر روئے بخت خفتہ آبے

تصور شیخ میں فنائیت

آپ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ سفر دکن سے واپس آیا اس زمانے میں حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کا جمال باکمال نظر آتا تھا در و دیوار اور شجر و حجر سے سوائے آپ کے جمال کے اور کوئی چیز نمودار نہ ہوتی تھی یہاں تک کہ میرا وجود موہوم بھی حائل نہ رہا تھا اور میں خود کو بھی حضرت خواجہ سمجھتا تھا۔

آں یکے شد روئے اُو شد سوئے دوست
واں یکے شد روئے اوخود سوئے دوست

آستانہ مجددیہ کی غلامی

حضرت خواجہ قدس سرہٗ کے وصال کے بعد آپ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے شعر و شاعری سے دستکش ہو گئے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں پابندی سے

Marfat.com

حاضر رہے ولایت خاصہ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت کی خلافت سے مشرف ہوئے۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ ایک مکتوب میں مولانا محمد صالح کولابی رحمۃ اللہ علیہ کو آپ کے ترقی یافتہ احوال کی اطلاع دیتے ہوئے رقمطراز ہیں

''میرے سعادتمند بھائی کو حمد وصلوٰۃ کے بعد معلوم ہو کہ ان حدود کے احوال حمد کے لائق ہیں اور اس جگہ کے سب احباب خوش وخورم ہیں بالخصوص مولانا محمد صدیق ان دنوں میں اللہ تعالیٰ کی عنایت سے ولایت خاصہ کے ساتھ مشرف ہوئے اسم جزئی سے اسم کلی کے ساتھ ملحق ہوئے باوجود اس کے نظر فوق کی جانب رکھتے ہیں وہاں سے نصیب وافر حاصل کر کے شاید رجوع کی طرف میلان کریں واللہ یختص برحمتہ من یشآء (اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت سے خاص کرتا ہے) کبھی کبھی اپنے اور ان دوستوں کے احوال جو طریقے میں داخل ہوئے ہیں اور ہوتے ہیں لکھتے رہا کریں اور چند روز اسی جگہ استقامت اختیار کریں والسلام۔

رسالہ مبدأ و معاد

۱۰۱۹ھ میں آپ نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی بیاض خاص سے رسالہ مبدأ و معاد'' کے مضامین نقل کر کے مرتب کیا

زیارتِ حرمین شریفین

۱۰۳۲ھ میں آپ متعلقین کی ایک جماعت کے ساتھ حرمین شریفین کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے واپسی میں آپ پہلے دہلی آئے چونکہ زادراہ تھوڑا تھا اور ہمراہیوں کی تعداد زیادہ تھی اس لئے آپ نے اس سفر میں فقر وفاقہ کی بہت تکلیف اٹھائی اور علیٰ قدر النصیب دولت اجر سے مشرف ہوئے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے علوم و معارف سے مناسبت

جس زمانے میں آپ حجاز مقدس میں تھے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے مولانا

Marfat.com

ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ اس وقت میں بعض غیر موجود مریدین کے احوال کی طرف متوجہ تھا مولانا محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ نظر کشفی میں کامل محبت واخلاص کے ساتھ ہماری طرف رجوع معلوم ہوئے آپ کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے علوم ومعارف سے کافی مناسبت وواقفیت تھی۔

آپ نے ماہ شوال ۱۰۵۱ھ میں وفات پائی اور دہلی میں حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کے قبرستان میں دفن ہوئے آپ کی بی بی نے بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی عنایات سے بہرہ وافر حاصل کیا۔[1]

حضرت خواجہ میر محمد نعمان بدخشی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ میر محمد نعمان بدخشی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ۹۷۷ھ میں سمرقند میں ہوئی۔

نسب

آپ حسینی سادات میں سے ہیں حضرت خواجہ میر نعمان بن سید شمس الدین یحییٰ بن جلال الدین سے جدامجد سید حمید الدین الحسینی سے ملتا ہے۔ آپ کے والد ماجد سید شمس الدین بدخشانی المعروف بہ میر بزرگ تقویٰ وطہارت ونسبت وحضور وصفا میں اپنے زمانہ میں بہت بڑے مشائخ میں سے تھے ۹۹۴ھ میں وفات پائی ان کا پیدائشی وطن موضع کشم ہے جو ملک بدخشاں میں ہے۔

میر بزرگ کو فیض

میر بزرگ کو نسبت وارادت سلسلۂ طریقت میں ایک موزہ فروش درویش سے تھی جو سلسلہ عشقیہ میں صاحب جذبات وکرامات تھے اور سمرقند کی ایک خانقاہ میں گوشہ نشین رہتے تھے اپنے آپ کو پوشیدہ ومستور رکھتے تھے اور موزہ فروشی کے پیشہ کو اپنے لئے پردہ بنائے ہوئے تھے کہ ایک روز ان کو سمرقند کی جامع مسجد میں کیفیت وجد طاری ہوئی اور منبر کی ایک جانب سے اچھل کر دوسری جانب جا گرے باوجود کبرسنی کے ان کو مطلق کوئی ضرب نہیں پہنچی حالانکہ منبر دو قد آدم بلند اور اس کی نصف مقدار چوڑا تھا۔

---

[1] حضرات القدس، زبدۃ المقامات، حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ

Marfat.com

شیخ بلبل

میر بزرگ کے والد میر جلال الدین تھے اور جد امجد سید حمید الدین الحسینی مشہور عارف و عالم اور متقی بزرگ تھے آپ کے آباؤ اجداد میں ایک بزرگ گذرے ہیں جو شیخ بلبل کے نام سے مشہور تھے جب وہ تلاوت قرآن مجید کرتے تو ان کی قرات سننے کے لئے ان کے گرد بلبلیں جمع ہو جاتیں اور قرأت ختم ہونے تک نالہ وفریاد میں مصروف رہتیں حتیٰ کہ بعض تڑپ تڑپ کر جان دے دیتی تھیں۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ قدس سرہٗ کی بشارت

حضرت خواجہ میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۹۷۷ھ میں سمرقند میں ہوئی آپ کی تاریخ ولادت لفظ ''شیخ جنید'' سے نکلتی ہے آپ کی ولادت سے پہلے آپ کے والد ماجد نے حضرت امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں ''تمہارے گھر میں ایک سعادت مند لڑکا تولد ہوگا اس کا نام ہمارے نام پر رکھنا'' چنانچہ حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کی تعمیل میں آپ کا نام محمد نعمان رکھا گیا۔

والد صاحب کا ارشاد

خواجہ میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد ماجد کو بکثرت علوم میں فاضل و قابل جانتا تھا لیکن اولیاء اللہ میں سے خیال نہ کرتا تھا ایک دن میری بڑی بہن نے جو اپنے وقت کی عارفہ تھی مجھ سے کہا کہ میں نے والد صاحب کو واقعہ میں دیکھا ہے فرمار ہے ہیں کہ فرزند میر نعمان سے کہو ''تم ہمارے متعلق کمزور اعتقاد کیوں رکھتے ہو؟ اس روز سے میں والد صاحب کا معتقد ہو گیا نیز آپ فرماتے ہیں کہ بچپن میں بعض نسبتیں مجھ پر غلبہ کرتی تھیں اور مجھ کو غیبت و استغراق حاصل ہوتا تھا جب میں فقراء کی خدمت میں گیا اور مراقبات و واردات صوفیہ سے واقفیت حاصل ہوئی تو معلوم ہوا کہ وہ تمام احوال اس راہ کے شعبدے تھے۔

حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضری

جب آپ علوم ظاہری کی تکمیل سے فارغ ہوئے تو حضرت امیر عبداللہ عشقی رحمۃ اللہ علیہ کی

Marfat.com

خدمت میں بلخ حاضر ہو کر فیض باطنی حاصل کیا پھر حضرت عشقی رحمۃ اللہ علیہ کے اشارے کے بموجب آپ ہندوستان تشریف لائے اور یہاں بھی وفور شوق میں بعض درویشوں سے اذکار کی تعلیم حاصل کی حتی کہ قطب المحققین حضرت خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہٗ کی خدمت میں دہلی حاضر ہوئے اور حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے الطاف بے پایاں نے آپ کو اپنی آغوش میں لے لیا اور ذکر و مراقبہ طریقہ عالیہ نقشبندیہ سے مشرف فرمایا آپ کے ہمراہ اہل وعیال اور رشتہ داروں کی ایک بڑی تعداد تھی آپ سب کے ساتھ صدق وتوکل سے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں فقر و فاقہ کی زندگی بسر کرنے لگے اور اپنی اسی حالت میں فرحاں وشاداں رہتے تھے۔

حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کے بعض مخلص امراء نے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ خانقاہ کے بعض فقراء کو فقر و فاقہ کی بہت تکلیف رہتی ہے اگر حضور اجازت دیں تو ہم ہر ایک کا وظیفہ مقرر کر کے سعادت دارین حاصل کریں حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ رائے چند افراد کے لئے قبول فرمائی اس وقت کسی نے آپ کا نام بھی پیش کیا اور کہا کہ میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ بھی کثرت اہل وعیال کے باعث بہت تکلیف میں ہیں لیکن حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے لئے اجازت نہیں دی اور فرمایا ''اینہا جز بدن مانند'' (یہ ہمارے جز و بدن ہیں) یعنی ہم اپنے جز و بدن کو ان امور میں ملوث نہ ہونے دیں گے میر صاحب موصوف فرماتے تھے کہ اگرچہ ان دنوں مجھ پر بہت کچھ فقر و فاقہ گذرتا تھا لیکن آپ کا یہ ارشاد سننے کے بعد اور آپ کی اس خاص عنایت کے باعث مجھ پر رقت طاری ہوگئی میں از خود رفتہ ہوگیا اور حسن احوال کا امیدوار ہوا۔[1]

اسی طرح کا ایک اور واقعہ بھی مذکور ہے کہ مسجد فیروزی کے نیچے بہت سے مکانات جو صدیوں سے غیر آباد پڑے ہوئے تھے اور ابابیل وغیرہ پرندوں کے گھونسلوں کی بدبو کی وجہ سے وہاں قیام کرنا مشکل تھا لیکن حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کا حکم ہوتے ہی آپ نے اس میں رہائش اختیار کر لی دوران قیام میں بدبو کے اثرات کی وجہ سے آپ کی ہمشیرہ صاحبہ جو عابدہ صالحہ اور صاحبہ جذبات وحالات تھیں بیمار ہوگئیں حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی والدہ ماجدہ ان کی مزاج پرسی کے

---

[1] زبدۃ المقامات

Marfat.com

لئے تشریف لائیں تو مکان کی بدبو کے باعث وہاں ٹھہرنا مشکل ہو گیا جب واپس گئیں تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے وہاں کی کیفیت بیان کی اور فرمایا اے خواجہ من و نور دیدہ من! ایں جماعت کہ مرید شدہ اند کشتنی نہ شدہ اند" (یہ لوگ مرید ہونے کیلئے آئے ہیں مرنے کے لئے نہیں آئے) حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے والدہ ماجدہ! اینہا بدعوۃ نیامدہ اند کہ ازیں امور گراں خاطر وملول دلگردند" (یہ لوگ بلائے ہوئے نہیں آئے ہیں کہ ان امور سے گراں خاطر اور رنجیدہ دل ہوں)۔

توجہ شیخ

میر صاحب موصوف فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کے مرض الموت میں ایک شب مجھے خدمت گاری وشب بیداری کا موقع ملا اس رات حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ پر ایک نظر ڈالی۔ اس نظر فیض کا اثر مجھ پر طاری ہو گیا کہ جو کام مجھ سے وقوع میں آتا میں سوچ میں پڑ جاتا کہ آیا یہ کام رضائے الٰہی کے موافق ہے یا نہیں چنانچہ ہر ہر قدم پر میں کہتا کہ یہ مرضی حق کے مطابق ہے یا مرضی حق کے مطابق نہیں ہے معلوم ہوا کہ اس وقت حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ مقام تسلیم ورضا میں تھے اور اس دریائے بیکراں کا چھینٹا اس تشنہ لب کو پہنچ گیا۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی طرف رجوع

نیز آپ فرماتے تھے کہ جب حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ نے اپنی حیات مبارکہ ہی میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کو اجازت تعلیم طریقہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ فرمائی اور اپنے مریدوں کو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے حوالہ کر دیا اور ان سب کی تربیت حضرت کے سپرد فرمائی تو اس اثناء میں فقیر (محمد نعمان) سے بھی فرمایا کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی خدمت کو اپنی سعادت جان کر لازم پکڑو وہم پیر ہونے اور نفس کی رعونت کی وجہ سے۔ فقیر نے عرض کیا کہ ہمارا قبلہ توجہ تو حضور ہی کی درگاہ ہے اگرچہ وہ بھی بزرگ ہوں۔

حضرت خواجہ کی ناراضگی

حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے غصہ ہو کر فرمایا کہ:

Marfat.com

"میاں شیخ احمد آفتابے اند کہ مثل ماہزاراں ستار گان درضمن ایشاں گماست واز کمل اولیائے متقدمین خال خال مثل ایشاں گذشتہ باشند"

یعنی "میاں شیخ احمد ایک آفتاب ہیں کہ ہم جیسے ہزاروں ستارے ان کے اندر گم ہیں اولیائے متقدمین وکاملین میں سے بہت کم ان جیسے گذرے ہوں گے۔"

اس کے بعد میں نے اپنا اعتقاد درست کیا اور نہایت نیازمندی کے ساتھ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہو کر عنایت کا طالب ہوا حضرت نے فرمایا کہ آپؐ ہمارے ہی ہیں لیکن ابھی کچھ دنوں ہمارے پیرومرشد ہی کی خدمت میں رہیں۔

حضرت مجدد دہلی میں

حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کے وصال کے بعد جب حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ دہلی تشریف لائے تو میر صاحب نے حضرت کی خدمت میں ایک عریضہ پیش کیا جس میں اپنی شکستہ دلی بدنصیبی اور بے استعدادی کا ذکر تھا نیز یہ کہ میرے پاس آپ کے حضور میں بجز اس کے اور کوئی وسیلہ وچارہ نہیں کہ میں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد سے ہوں لہٰذا بطفیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ مجھ پر رحم فرمائیں۔

حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا جواب

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اس عریضہ کے ملاحظہ کے وقت نہایت آبدیدہ ہوئے اور فرمایا:

"میرا بے دلی مکنید کہ حضرت خواجہ مارضی اللہ عنہ حاضر اند انشاء خوبترخواہد شدونیز فرمودہ اند درمیان اصحاب حضرت خواجہ ماقدس سرہٗ میرا بامناسبت دیگر است"۔

Marfat.com

یعنی ''اور نیز حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہمارے حضرت خواجہ قدس سرہٗ کے اصحاب میں میر صاحب کو ہمارے ساتھ ایک اور ہی مناسبت ہے۔''

غرضیکہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ میر صاحب موصوف کو اپنے حلقہ ارادت میں داخل کر کے سرہند شریف لے آئے آپ نے سالہا سال حضرت کے آستانہ حق نشان پر گذارے اور دیکھا جو کچھ دیکھا حتیٰ کہ ایک مرتبہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کو ضعف لاحق ہوا اور اس خیال سے کہ کہیں یہ مرض آخری مرض نہ ہو اور شاید ضعف کا غلبہ امانت خواجگان رحمہم اللہ کسی اہل کو سپرد کرنے کی مہلت نہ دے اس لئے آپ نے ارادہ کیا کہ یہ نسبت شریفہ بعض مخلص احباب کو القا فرمائیں چنانچہ حضرت نے اس نسبت شریفہ کی شان کے لائق مخدوم زادہ بزرگ خواجہ محمد صادق اور میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہما کے سوا کسی کو نہ پایا لہٰذا حسب استعداد بعض احوال ان دونوں عزیزوں کو القا فرمائے اس کے بعد حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو کامل صحت عطا فرمائی تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''سرّ آنکه ایں نسبتها درئیں ضعف بشمایاں تلقے گشت
آں بوده که بعضے احوالات عظیمه دیگر بماموذع بوده
که ورود آں موقوف باعطائے اینهامی بوده''

یعنی ''یہ نسبتیں جو اس ضعف کی حالت میں تم کو القا کی گئی ہیں اس کا راز یہ ہے کہ بعض دوسرے عظیم احوال جو ہمیں حوالہ کئے جانے والے تھے ان کا وارد ہونا ان نسبتوں کے عطا کر دینے پر موقوف تھا۔''

برہان پور کی طرف روانگی

پھر کچھ عرصہ بعد ۱۰۱۸ھ میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے میر صاحب موصوف کو حسب ذیل اجازت نامہ مرحمت فرما کر طلبائے معرفت کی ہدایت کیلئے برہان پور روانہ فرمایا:

هو الله لآاله هو نحمده ونصلی علیٰ نبیه ونسلم علیه
وعلیٰ اٰله الکرام بعد فان الاخ الصالح السالك طریق

Marfat.com

اهـل الله العارف بالله السيد الكامل محمد نعمان وفقه الـلّه سبحـانـه وايـاى لمرضاته لما دخل بتوسط هذا الـفـقيـر فـى سـلك طـريـقتهم العلية قدس الله تعالى اسرارهم وظهر منه الانتفاع للطلبة اجزته لتعليم طريقة هـؤلاء الاكابر للطلاب وشرط الاجازة الاستقامة على الشـريعة والثبات على الطريقة والحقيقة والسلام علىٰ مـن التبع الهدٰى والتزم متابعة المصطفى عليه وعلىٰ اله الصلوٰة والتسليمات۔[1]

میر صاحب موصوف دو مرتبہ برہان پور تشریف لے گئے چونکہ اس شہر میں شیخ محمد فضل اللہ شیخ عیسیٰ روح اللہ رحمۃ اللہ علیہ جیسے صاحب علوم وحال وقال اور اہل کمال واکمال موجود تھے اس لئے وہاں آپ کے طریقہ کی اشاعت نہ ہوسکی آپ نے واپس آکر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حقیقت حال عرض کیا حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تیسری مرتبہ آپ کو اس شہر کی مشیخت عطا فرما کر روانہ کیا اور فرمایا:

''ایں مرتبہ بمرتبہ ہائے سابق نماند ان شاء اللہ تعالیٰ۔''

یعنی ''ان شاء اللہ تعالیٰ اس مرتبہ پہلے کی طرح نہ ہوگا۔''

چنانچہ جب آپ برہان پور پہنچے تو آپ کی مجلسیں اس قدر گرم ہوئیں کہ بیان نہیں ہوسکتا جو لوگ دور سے بھی آپ کی مجلس دیکھ لیتے تو یکا یک ان کے دلوں میں جذبہ وحالت پیدا ہو جاتی اور غلبہ شکر کے باعث کپڑے چاک کرنے اور مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگتے بعض مرتبہ تیس چالیس حضرات زمین پر تڑپتے ہوتے اور مولانا قاسم تبریزی کا یہ مصرع ان کے حسب حال ہوتا۔

درمیان شہر و دو ہر گوشہ غوغائے اوست

یہ حالت دیکھ کر بعض مشائخ وقت کے مریدین بھی میر صاحب کے حلقہ استفاضہ میں داخل ہوئے اور بہت سے مفسدین کی اصلاح ہوئی اور بکثرت ہوشمندوں نے بادۂ بیخودی و جذب کا جام نوش جان کیا۔

---

[1] حضرات القدس دفتر دوم ۲۶۹، زبدۃ المقامات ص ۳۳۱

Marfat.com

آپ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ واقعہ میں دیکھا کہ میں سفر میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ کے گرد گھوم رہا ہوں حضرت رحمۃ اللہ علیہ اندر سے تشریف لے آئے اور مجھ کو دروازے پر نیازمندانہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے بہت توجہ فرمائی اور مجھ کو بغل میں لیا پھر فرمایا کہ میر میں حرارت کا غلبہ ہوگیا ہے، شکر کا شربت لاؤ پس ایک پیالہ لبریز شربت کا لایا گیا حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میر یہ پورا پیالہ تم پی لو اور ایک قطرہ بھی کسی کونہ دو میں نے وہ پورا پیالہ پی لیا اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قبلہ رو ہو کر دعا کی کہ بار الٰہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت خاصہ میر کو عطا فرما اس دعا کے بعد آپ نے اپنے ہاتھ منہ پر پھیر لئے دوبارہ دعا کے لئے پھر اپنے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی کہ یا الٰہی پیغمبر کی سنت خاصہ بھی میر کو عطا فرما"۔

جب میں اس کیفیت سے ہوش میں آیا تو یہ واقعہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں عرض کیا اور اس کی تعبیر دریافت کی آپ نے جواب دیا کہ اس کے بعد آپ کی مجلس مقدس سے مفارقت صوری ہوئی پھر کچھ دن بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے...... نامہ مجھے تحریر فرمایا کہ

"ایک دن صبح کی نماز کے بعد دوستوں کے حلقہ میں بیٹھا تھا کہ قصداً یا بلا قصد آپ کی طرف توجہ پیدا ہوئی اور بقایا آثار جو (تم میں) نظر آتے تھے اس کے دور کرنے کے در پے ہوا اور وہ ظلمتیں اور کدورتیں جو محسوس ہو رہی تھیں ان کے دفع کرنے میں کوشش کرنے لگا یہاں تک کہ آپ کے کمال کا ہلال بدر کامل بن گیا اور جو کچھ ہدایت کے آفتاب میں امانت رکھا گیا تھا سب اس بدر میں منعکس ہوا حتیٰ کہ کمال کی جانب میں کچھ باقی نہ رہا کہ جس کی توقع یا انتظام کی جائے الا یتسع الظرف بعد ذالك فيأخذ بقدر وسعته شيئاً فشيئاً (سوائے اس کے کہ ظرف وسیع ہو جائے اور اپنی وسعت کے موافق درجہ بدرجہ حاصل کر لے) اور بہت دیر تک اس معنی کی مثالیہ صورت نظر میں رہی یہاں تک کہ وہ یقین جو صدق کا مصداق ہے حاصل ہوا الحمدللہ سبحانہ علیٰ ذٰلك۔

اس دولت کا حاصل ہونا اس واقعہ کی تاویل ہے جو آپ نے دیکھا تھا اور اس کے حاصل ہونے کے متعلق بڑے مبالغہ اور تاکید کے ساتھ سوال کیا تھا اللہ تعالیٰ کی حمد اور احسان ہی کہ آپ کا

Marfat.com

قرض سب کا سب ادا ہو گیا اور وعدہ بھی پورا ہوا اب امیدوار ہے کہ اس کمال کے اندازہ سے تکمیل حاصل ہو گی اور اس طرف کے دشت وصحرا آپ کے وجود شریف سے منور ہوں گے الخ[1]

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کو فنائیت رسول ﷺ

نیز آپ فرماتے ہیں کہ ایک روز صبح کے حلقہ میں اس قطب ارشاد یعنی حضرت پیر و مرشد حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے روبرو بیٹھا تھا اور مراقبہ میں مشغول تھا سر اٹھایا تو دیکھا کہ بجائے آپ کے حضرت سید المرسلین ﷺ تشریف فرما ہیں مجھ پر ہیبت غالب ہوئی میں نے پھر اپنا سر جھکا لیا اور شغل باطن میں مشغول ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد پھر سر اٹھایا تو دیکھا کہ آپ بھی آنحضرت ﷺ کے پہلو میں تشریف فرما ہیں، میں پھر اپنے سر کو جھکا کر مراقبہ میں مشغول ہو گیا ایک لحہ کے بعد آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ بجائے آپ کے حضرت پیغمبر ﷺ اور بجائے حضرت پیغمبر ﷺ کے آپ تشریف فرما ہیں میں پھر مراقب ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد سر اٹھایا تو دونوں جگہ آنحضرت ﷺ کو پایا اور پھر دونوں جگہ آپ کو دیکھا اس کے بعد دیکھا کہ صرف آپ ہی اکیلے تشریف فرما ہیں یہ جو کچھ دیکھا گیا سب علانیہ تھا نہ کہ خواب۔

بادشاہ کے دربار میں

میر صاحب موصوف حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے ساتھ عشق و محبت میں امتیاز کامل رکھتے تھے اسی لئے آپ کی شہرت و قبولیت ملک ہند بلکہ بیرونِ ہند بھی تھی اور اسی وجہ سے بکثرت مخلوق آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئی بعض حاسدین اور دشمنان دین نے بادشاہ وقت کو آپ کے خلاف بھڑکایا بادشاہ نے فتنہ و فساد برپا کر دینے کے اندیشہ و وہم سے آپ کو برہانپور سے دار السلطنت اکبر آباد بلوایا اور آپ سے پوچھا کہ آپ نے خود کو حضرت میر کے لقب سے کیوں مشہور کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ میں سید ہوں اور سید کو میر کہتے ہیں مگر لفظ حضرت کہنے سے میں خوش نہیں ہوں آپ اس کی ممانعت کرا دیجئے بادشاہ نے کہا اچھا ہم ان کی رہائی دیتے ہیں بشرطیکہ برہنپور کا قیام ترک کر کے دار السلطنت اکبر آباد میں توطن اختیار کر لیں چنانچہ آپ نے قبول فرما لیا اور اکبر آباد میں سکونت اختیار کر لی اور ارشاد و ہدایت خلق میں مشغول ہو گئے۔[1]

---

[1] دفتر اول مکتوب ۲۴۶ [1] زبدۃ المقامات و حضرات القدس دفتر دوم ۲۷۲، ۲۷۳

Marfat.com

میر صاحب موصوف نے اگرچہ علوم ظاہری کی تکمیل نہیں کی لیکن ادراک حقائق صوفیہ خصوصاً حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے علوم و معارف سمجھنے کی اپنے اندر ایک خاص صلاحیت رکھتے تھے خود حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے بھی بارہا آپ کی فہم خداداد اور تیزی نظر کی تعریف فرمائی ہے۔

حضرت مولانا محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ صاحب زبدۃ المقامات میں تحریر فرماتے ہیں اس ناچیز نے اس عزیز خواجہ میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں توبہ و انابت کی تجدید کی ہے اور ابتدائے تعلیم میں اس طریقہ عالیہ کا ذکر انہی سے اخذ کیا ہے ان کی یہی صحبت مجھے سپاہیوں کی وضع سے نکال کر اہلِ خانقاہ کے طریقہ میں لے آئی اور ان کی رہنمائی اور سفارت ہی سے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی آستان بوسی سے مشرف ہوا اور حضرت موصوف کی توجہات و عنایات سے اپنی قابلیت کے مطابق فیضان حاصل کیا اللہ تعالیٰ ان کو ہماری طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کو دوستوں کے سروں پر سلامت رکھے۔

میر صاحب کے بڑے بھائی سعد الدین اور ان کے صاحبزادے محمد آمین و عبداللہ بھی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سے مستفیض ہوئے ہیں میر صاحب کی صاحبزادی صاحب زبدۃ المقامات مولانا محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہوئیں اور شیخ بدرالدین شیخ ابراہیم سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی فرمائش پر حضرات القدس تالیف فرمائی۔

رسالہ سلوک کے نام سے آپ کا ایک مختصر سا رسالہ ہے جس میں طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کے اسباق کی تشریح کی گئی ہے یہ رسالہ حضرت مولانا حافظ محمد ہاشم جان صاحب رحمۃ اللہ علیہ مجددی سرہندی (ٹنڈو سائیں داد ضلع حیدرآباد) کے پاس مخطوطہ موجود ہے جس کو ۱۳۸۹ھ میں محترمی جناب پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں صاحب نے طبع کرا کر شائع کر دیا ہے۔

انتقال

آپ کی وفات ۱۸ صفر ۱۰۵۸ھ بروایت دیگر ۱۰۶۰ھ کو اکبرآباد میں ہوئی اور وہیں آپ کا مزار پرانوار ہے، میر والا جاہ نعمان متقی" مادہ تاریخ وفات ہے[1]

---

[1] حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ

Marfat.com

حضرت مولانا محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ

نام

محمد ہاشم بن محمد قاسم

ولادت

موضع کشم علاقہ بدخشاں۔

تعلیم

اپنے علاقہ کشم بدخشاں کے علماء سے تمام علوم ظاہری حاصل کیے۔

تلاش مرشد

آپ کے آباء اجداد طریقت کے سلسلہ کبرویہ سے منسلک چلے آ رہے تھے اس لئے پیدائشی طور پر خاندانی ماحول راہ سلوک کا بنا ہوا تھا آپ جب تحصیل علوم سے فارغ ہوئے تو اس وقت سلسلہ کبرویہ کے خلفاء کی صحبت بابرکت نصیب ہوئی جس وجہ سے شوق طلب میں اضافہ ہوا پھر اسی تلاش و جستجو میں سفر ہندوستان اختیار فرمایا۔

خواب میں راہنمائی

ایک شب آپ نے خواب میں دیکھا کہ ایک صاحب دل آپ سے کہہ رہے ہیں کہ اٹھ فلاں مقام پر ایک بزرگ ارباب صفا و یقین کی جماعت کے ساتھ تشریف فرما ہیں اور تجھے بلاتے ہیں چنانچہ وہ صاحب دل آپ کا ہاتھ پکڑ کر اس مقام پر لائے جہاں وہ بزرگ تشریف فرما تھے آپ نے ان بزرگ کا حلیہ اچھی طرح دیکھا کہ وہ بزرگ ایک چبوترہ پر مراقب بیٹھے ہیں اور ان کے احباب چبوترہ سے کسی قدر نیچے سر جھکائے خاموش بیٹھے ہیں جب آپ ان بزرگ کی خدمت میں پہنچے تو انہوں نے مراقبہ سے سر اٹھایا اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر کہا پڑھو:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ

Marfat.com

دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا

آپ اس سورۃ کو پڑھتے جاتے اور زار و قطار روتے جاتے تھے آنکھ کھلی تو سورۃ کے مضمون پر غور کر کے یقین کی دنیا جگمگا اٹھی۔

اس خواب کو ابھی ایک ماہ گذرا تھا کہ آپ کا برہان پور جانا ہوگیا وہاں پہنچ کر حضرت خواجہ میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہونے کا اتفاق ہوا تو آپ نے دیکھا کہ جن بزرگ کو خواب میں دیکھایا گیا تھا وہ ہو بہو حضرت میر موصوف تھے اس لئے آپ نے میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کر کے ذکر و مراقبہ نقشبندیہ کی تعلیم حاصل کی اور میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت و صحبت کو اپنے اوپر لازم کر لیا۔

شادی خانہ آبادی

آپ فضائل صوری اور علوم متعارفہ کی کامل تحصیل اور بہترین قابلیت رکھتے تھے اور تاریخ و ادب میں بھی ید طولی حاصل تھا خوش آواز شیریں کلام نیک خلق اور متواضع تھے رنگین حکایتیں دلکش انداز میں بیان کیا کرتے تھے سوز و گداز آپ کی تقریر سے ہویدا تھا آپ سے جو کچھ ظاہر ہوتا وہ ہمہ تن سب حال و ذوق ہوتا تھا قال سے اس کو کچھ تعلق نہ تھا بیخودی اور وارفتگی آپ کے چہرہ سے روشن اور نمودار تھی حضرت خواجہ میر محمد نعمان قدس سرہٗ بھی آپ کی نیک خصلتوں اور اعلیٰ صلاحیتوں کو ملاحظہ فرما کر آپ پر بہت مہربان تھے حتیٰ کہ اپنی نیک اختر کی شادی آپ کے ساتھ کر کے آپ کو شرف دامادی بخشا۔[1]

دربار مجدد میں طلبی

آپ کو حضرت خواجہ میر نعمان رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کے دوران ہی میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سے بھی خصوصی تعلق اور خط و کتابت کا سلسلہ شروع ہوگیا تھا اسی لئے جلد اول میں آپ کے نام بھی تین مکاتیب ہیں جو ۱۰۲۵ھ میں مرتب ہو چکی تھی اور آپ ۱۰۳۱ھ میں یعنی تقریباً چھ سال بعد حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی خدمت میں پہلی بار حاضر ہوئے بلکہ خود حضرت مجدد

[1] زبدۃ المقامات و حضرات القدس

Marfat.com

صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو طلب فرمایا جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے ایک مکتوب بنام خواجہ میر نعمان رحمۃ اللہ علیہ سے ظاہر ہے وھو ھذا۔

دوسرے یہ کہ فقیر آپ کے رہنے اور جانے میں حیران ہے چونکہ آپ کی ملاقات کا حریص ہے اس لئے آپ کے جانے کے لئے کچھ نہیں کہہ سکتا اور رہنے کے لئے بھی دلالت نہیں کر سکتا کہ مبادا لوگوں کی بہت سی مصلحتیں فوت ہو جائیں البتہ اس قدر ضروری ہے کہ اگر جائیں تو خواجہ محمد ہاشم کو بھیج دیں تا کہ چند روز صحبت میں رہے اور بعض علوم و معارف اخذ کرے کیونکہ جوان قابل نظر آتا ہے اور آپ سے تربیت یافتہ بھی ہے آپ کے مذاق کو بھی جانتا ہے آپ استفسارات کو بھی اسی کے حوالہ کر دیں تا کہ جواب لے کر آپ کی خدمت میں پہنچائے۔ والسلام

مجددی دربار میں حاضری

چنانچہ آپ ۱۰۳۱ھ میں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کی تعمیل اور اجازت و رخصت سے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اجمیر شریف حاضر ہوئے اور تقریباً دو سال تک سفر و حضر، خلوت و جلوت میں آپ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے اس تھوڑی سی مدت میں جس قدر فوائد اور انوار و برکات اس آفتاب عالمتاب سے حاصل کئے ان کی تفصیل احاطہ تحریر سے باہر ہے۔[1]

دربار مجدد سے رخصتی

آپ زبدۃ المقامات میں تحریر فرماتے ہیں کہ اسی زمانے میں سلاطین دکن میں تبدیلیاں واقع ہوئیں تو میں نے چاہا کہ اہل و عیال کو برہان پور لے آؤں اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں آ پڑوں ناچار آپ نے رخصت فرما دیا رخصت کے وقت بصد رنج و حسرت میں نے عرض کیا دعا فرمائیں کہ جلدی ہی آستانہ عالیہ پر حاضری کا شرف حاصل کروں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ایک آہ کھینچی اور فرمایا:

"دعا کنم کہ در آخرت باہم یکجا جمع شویم"

یعنی "میں دعا کرتا ہوں کہ ہم آخرت میں ایک جگہ جمع ہوں۔"

---

[1] زبدۃ المقامات ص ۱ تا ۳۔

Marfat.com

اس جاں گداز فقرے نے میرے ہوش آڑا دیئے لیکن چونکہ میری قسمت میں محرومی تھی اس لئے تقدیر سے مقابلہ نہیں کر سکتا تھا ناچار آنکھوں سے آنسو بہاتا ناامیدی سے سر پر ہاتھ مارتا اور اشعار حسرت پڑھتا ہوا رخصت ہوا اواخر رجب ۱۰۳۳ھ میں جب یہ فقیر حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے رخصت ہوا تھا اس وقت سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال تک کی مدت تقریباً سات ماہ ہوتی ہے۔[1]

عظمت

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے بعد نماز تہجد واقعہ میں دیکھا کہ خواجہ محمد سعید و خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہما مع ایک خادم کے وکیل بادشاہی کے پاس گئے ہیں اور نوکر ہو گئے مگر اس خادم کو نوکر نہیں رکھا کیونکہ جس وقت اس خادم کا نام لکھنے لگا اور اس کو قریب جا کر غور سے دیکھا تو اس کے چہرہ پر داغ تھا مگر پھر کچھ عرصہ بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر ظاہر ہوا کہ اس خادم کو بھی نوکری میں قبول کر لیا گیا ہے جیسا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے دفتر سوم مکتوب نمبر ۱۰۶ میں جو کہ صاحبزادگان کے نام ہے تحریر فرمایا: کہ

> ”درمیان واقعہ کہ روئے دادہ بود کہ یار ثالث رابنوکری قبول نہ کردند بعد از زمانے ظاہر گشت کہ بمحض کرم آنرا نیز قبول فرمودند و آثار قبول ظاہر گشت“
>
> یعنی ”ایک واقعہ کے بیان میں جو ظاہر ہوا تھا لکھا تھا کہ تیسرے یار کو نوکری میں قبول نہ کیا کچھ عرصہ بعد ظاہر ہوا کہ محض کرم سے اس کو قبول فرما لیا اور قبولیت کے آثار ظاہر ہوئے۔“
>
> اس واقعہ میں یار ثالث سے مراد خواجہ محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

خلافت و اجازت طریقہ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے خواجہ محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت و اجازت

---

[1] زبدۃ المقامات ص: ۲۸۴، ۲۸۵

Marfat.com

دے کر برہان پور روانہ کیا آپ کی صحبت میں نہایت تاثیر ہوئی وہاں کے لوگ خواہ امیر ہوں یا غریب سب مور و ملخ کی طرح آپ کے گرد جمع ہو گئے اور یہ اس بشارت کی تصدیق تھی کہ حضرت نے آپ کو دفتر سوم مکتوب نمبر ۴۲ میں تحریر فرمایا تھا کہ

"دروقت مطالعہ کتابت شما انبساط نورانیت شمار د آں نواحی بسیار نظر در آمد و امیدوار ساخت للہ الحمد والمنتہ"

یعنی "آپ کے خط کے مطالعہ کے وقت آپ کی نورانیت گرد و نواح میں بہت پھیلی ہوئی نظر آئی اور بڑی امید پیدا ہوئی اس بات پر اللہ تعالیٰ کی حمد اور احسان ہے۔"[1]

کتاب زبدۃ المقامات

آپ نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی حیات مبارکہ ہی میں مخدوم زادوں کی فرمائش پر ان فوائد و معارف کو لکھنا شروع کیا جن کو خلوت و جلوت میں حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی زبان گوہر فشان سے سنا تھا نیز حضرت رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے پیر و مرشد کے عادات و اطوار انوار و برکات اور خوارق و کرامات لکھنے کا ارادہ کیا ابھی چند ورق سے زیادہ نہ لکھنے پائے تھے کہ حضرت قدس سرہ رفیق اعلیٰ سے واصل بحق ہو گئے وصال مرشد کے بعد آپ کی توجہ اس کام کی طرف زیادہ ہو گئی کیونکہ دل مہجور کو تسلی دینے کے لئے اس سے بہتر اور کیا مشغلہ ہو سکتا تھا کہ اپنے پیر باکمال کے اقوال و احوال کو لکھیں اور گذری ہوئی صحبتوں کو یاد کر کے قلب و روح کو ایک گونہ تسکین دیں۔

ماہئی کاں گشت محروم از فرات
از کف آبے ہمی جوید حیات

چنانچہ آپ نے حضرت کے حالات کے ساتھ حضرت کے پیر و مرشد خلفاء اور صاحبزادگان وغیر ہم کے حالات میں نہایت جامع اور مستند مجموعہ لکھا جس کا نام "برکات الاحمدیۃ الباقیہ" رکھا اور تاریخی نام "زبدۃ المقامات" قرار پایا اس کتاب میں "نشاط روح" کا نہایت کافی

[1] حالات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ ص ۲۲۸

Marfat.com

سامان موجود ہے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں اس سے زیادہ مستند اور قدیم کتاب غالباً اور کوئی نہ ہوگی حضرت کے احوال واقوال کو نہایت عمدگی وخوش اسلوبی سے بیان کیا ہے بیجا مبالغہ سے حتی الامکان پرہیز کیا ہے اور مجالس مجددیہ کا ایسا مکمل نقشہ کھینچا ہے کہ معلوم ہوتا ہے گویا ناظر کتاب دربار فیض آثار میں بیٹھا ہوا حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ رہا ہے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات سن رہا ہے اور دریائے معرفت کو اپنے دامن میں بھر رہا ہے۔[1]

آپ کا ایک مرید بیان کرتا تھا کہ ایک دفعہ میں نے نذر مانی کہ اگر میرا گھوڑا فروخت ہو جائے تو اتنی نذر اپنے پیر خواجہ محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کروں گا آخر میرا گھوڑا فروخت ہو گیا اور نذر کے ادا کرنے میں دو تین روز کی دیر ہو گئی ایک روز میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس وقت میری ہمیانی میں روپے تھے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے خود ہی فرمایا کہ آج تمہاری تھیلی کی رقم میں ہمارا بھی حصہ ہے کیوں نہیں ادا کرتے ہو آپ کے اس کلام کو سن کر میرا حال دگرگوں ہو گیا اور فوراً آپ کی نذر ادا کر دی۔[2]

حضرت مولانا ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب ایک مرتبہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے ایک مخلص کے نام مکتوب تحریر فرمایا تو میرے دل میں بھی یہ تمنا پیدا ہوئی کہ کاش حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ میرے نام بھی ایک مکتوب تحریر فرمائیں کہ مکتوب شریف کا دفتر اول اسی مکتوب پر ختم ہو کیونکہ میں بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے کمترین اور آخری درویشوں میں سے ہوں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اشراق باطن سے میرے اس خیال کو معلوم کر لیا اور ایک مکتوب میرے نام تحریر فرمایا اور اس کے آخر میں لکھا کہ دفتر اول کے مکتوبات کو اس مکتوب پر جو کہ خواجہ ہاشم کے نام ہے، ختم کیا جائے تاکہ انبیائے مرسلین علیہم السلام واصحاب بدر رضی اللہ عنہم کی تعداد کے مطابق ختم ہو جائے۔[3]

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے مکتوبات شریف کا دفتر سوم آپ نے ہی ۱۰۳۱ھ میں مرتب کیا تھا جس میں فی الوقت ایک سو چوبیس مکتوبات شریف ہیں اور تاریخی نام ''معرفت الحقائق'' ہے جیسا کہ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات کے بیان میں مذکور ہے۔

---

[1] تذکرہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ ص ۳۲۲، ۳۲۳۔ [2] حضرات القدس دفتر دوم ص ۳۵۲

[3] حضرات القدس دفتر دوم ص ۳۵۲

Marfat.com

علاوہ ازیں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے بعض ایسے مسودات کا مجموعہ جو بعض (خلفا) حضرات نے محفوظ کر لیے تھے اگرچہ اس کے بعض مضامین حضرت کے مکتوبات شریفہ اور رسائل دقیقہ میں بھی آ چکے تھے لیکن آپ نے یہ تمام وکمال ان کو مرتب فرما کر اس کا نام ''مکاشفات عینیہ'' رکھا جس کی آغاز ترتیب کا سال ۱۰۵۱ھ ہے اور ''مکاشفات عینیہ مجددیہ'' سے تاریخی سال ۱۰۵۳ھ تکمیل کا ظاہر ہوتا ہے واللہ اعلم باصواب۔

دیوان

حضرت ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ صاحب علم وعرفان کے ساتھ ساتھ شاعر بھی تھے۔ آپ کا ایک دیوان بھی ہے جو ابھی تک غیر مطبوعہ ہے پورا دیوان حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی مدح میں ہے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے وصال پر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی عمر شریف کے سال کی تعداد کے مطابق آپ نے تریسٹھ تاریخی قطعات موزوں کئے۔

مدفن

برہان پور میں رابرٹ سن اسکول کے قریب میدان میں آپ کے مزار پر جو کتبہ لگا ہوا ہے وہ تقریباً تین فٹ چوڑا اور پانچ فٹ لمبا ہے لیکن وہ کتبہ ۴ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ مطابق ۱۴ جون ۱۹۶۷ء کا تیار کیا ہوا ہے کتبہ کی عبارت طویل ہے ہم اس کی چند سطور ذیل میں درج کرتے ہیں۔

آپ کے سنہ وفات میں اختلاف ہے۔ پہلے آپکے مزار شریف کے منہدم ہو جانے کا خطرہ تھا خود خواجہ (محمد ہاشم) صاحب نے عالم خواب میں شہر برہانپور کے ایک بزرگ محمد طاہر صاحب کو مزار شریف کے دوسری جگہ منتقل کرنے کا حکم دیا۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ تقریباً سو سال کے بعد آپ کی نعش کو قبر سے نکالا گیا تو آپ کا جسم اور کفن بالکل اصلی حالت پر تھے اور آپ کی قبر سے اس قدر خوشبو پھیلی کہ قرب وجوار کا سارا علاقہ مہک گیا اور ہزارہا افراد نے آپ کی یہ کرامت دیکھی بعد ازاں نماز جنازہ پڑھ کر سپرد خاک کر دیا گیا۔

حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کی وفات کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں

غرضیکہ آپ کا انتقال پر ملال برہان پور میں ہوا اور وہیں آپ کا مزار ہے لیکن تاریخ

Marfat.com

وفات کے سلسلے میں تمام تذکرے خاموش ہیں صرف مذکورہ بالا کتبہ پر ۱۰۴۵ھ کندہ ہے جس سے ہمیں اختلاف ہے کیونکہ حضرت مولانا محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ خود مکاشفات عینیہ صفحہ ۵ پر تحریر فرماتے ہیں:

"نموده می آید که درسال یک ہزار پنجاه ویک ورقے چند از مسودات"......الخ

جس سے معلوم ہوا کہ مولانا ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ نے مکاشفات عینیہ کی ابتدا ۱۰۵۱ھ میں کی لہٰذا ۱۰۴۵ھ میں آپ کی وفات ہونا غلط ہو جاتا ہے اس لئے اغلب خیال یہ ہے کہ سہواً ہندسے تبدیل ہو گئے اور صحیح سن وفات ۱۰۵۴ھ ہوگا واللہ اعلم بالصواب۔[1]

حضرت شیخ مزمل رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے ابتدائی حالات کا تذکرہ نہیں ملتا، زبدۃ المقامات میں بھی حالات بہت مختصر ہیں۔

آپ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے قدیم اور مقبول مریدوں میں سے ہیں اکثر سفر و حضر میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے اور آپ کے الطاف و عنایات سے مشرف ہوئے ہیں۔ حسن اخلاق میں یگانہ روزگار اور انکسار و ایثار نفس میں منفرد تھے حضرت کی تربیت سے جو کمالات آپ کو حاصل ہوئے حضرت رحمۃ اللہ علیہ ان کمالات کا تذکرہ اپنے پیر مرشد حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔

"شیخ مزمل خود کو گم پاتا ہے اور صفات کو اصل سے دیکھتا اور (قادر) مطلق کو ہر جگہ پاتا ہے اور اشیاء کو سراب بے اعتبار کی طرح جانتا ہے بلکہ ان کو کچھ نہیں پاتا" انتہی۔[2]

اس کے بعد آپ سالہا حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے اور تعلیم طریقت کے مجاز ہوئے آپ کی رفعت شان سے متعلق حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مکتوب ملاحظہ ہو جو ایک مخلص کے نام ہے۔

"پہلی بشارت آپ کے خاندان والوں کے لئے شیخ مزمل کا تشریف لانا ہے ان کی

---

[1] حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ از حضرت سید زوار حسین شاہ مرحوم و مغفور۔ [2] دفتر اول مکتوب نمبر ۱۱

Marfat.com

صحبت کی برکتوں کا کیا بیان ہو سکے اس سے بڑھ کر کیا سعادت ہے کہ خدائے تعالیٰ کے دوست کسی کو قبول کر لیں چہ جائیکہ محبت اور قربت سے ممتاز فرمائیں ھم قوم لا یشقیٰ جلیسھم (یہ وہ لوگ ہیں جن کا ہم نشین بد بخت نہیں ہوتا) غرضیکہ ان کی صحبت کو غنیمت جانیں اور صحبت کے آداب کو مدنظر رکھیں تا کہ زیادہ مؤثر ہو''۔[1]

آپ کے بعض مخلصوں سے سنا گیا کہ ایک روز آپ سیر و شکار کے لئے گئے اتفاق سے پاؤں پھسلنے کی وجہ سے ایک غار میں گر گئے اور نکل نہ سکے ایک صحرائی نے آپ کو گرتے دیکھا تھا اس نے لوگوں کو اطلاع دی تب آپ کو غار سے نکالا گیا حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اس وقت سرہند شریف میں تشریف فرما تھے صورت واقعہ آپ کی نظر انور کے سامنے آگئی چنانچہ فرمایا (بنظر کشف) میں دیکھ رہا ہوں کہ شیخ مزمل کسی ہولناک جگہ میں گر گئے اور نکلنے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں دیکھئے حقیقت حال کیا ہے آخر چند روز کے بعد اس حادثہ کی اطلاع حضرت کو ملی حضرت نے آپ کے انتقال پر رنج و غم کا اظہار کیا اور فاتحہ و دعا سے یاد و شاد فرمایا۔[2]

حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ جائے وقوع پر تشریف فرما تھے چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجدد قدس سرہٗ کو ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔

> ''حضرت سلامت آج کی شب ۲۶ ربیع الثانی (۱۰۲۶ھ) کو میاں شیخ مزمل اس دنیا سے رخصت ہوئے اور خوب ہوئے وہ ٹوپی جو آپ نے خصوصیت کے ساتھ تبرکا بندہ کو عنایت فرمائی تھی دفن کے وقت ان کے سر پر پہنا دی ایک لمحہ کے بعد دیکھا کہ آپ کی نسبت خاصہ عالیہ ان میں جلوہ گر ہوگئی اور اس عزیز پر پوری طرح اور اس کے بعد تمام قبر کا اس نسبت نے احاطہ کر لیا بلکہ اس کے گرد و نواح کو بھی نور سے مالا مال کر دیا۔[3]

حضرت حافظ محمود لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے مخلص احباب میں سے تھے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے

[1] دفتر اول مکتوب نمبر ۸۷۔ [2] زبدۃ المقامات ص ۳۶۳۔ [3] مکتوبات معصومیہ دفتر اول مکتوب نمبر ۳

Marfat.com

آپ کو مقام ولایت کے اعلیٰ درجہ کی خوشخبری دی [1]

ایک مکتوب میں آپ کو تحریر فرماتے ہیں:

حمد وصلوٰۃ اور تبلیغ دعوات کے بعد واضح ہو کہ آپ کا مکتوب شریف جو جناب مولانا مہدی علی کے ہمراہ ارسال کیا تھا پہنچا اور بڑی خوشی کا موجب ہوا اللہ تعالیٰ کی حمد اور احسان ہے کہ فقراء کی محبت جو دنیا وآخرت کی سعادت کا سرمایہ ہے آپ میں کامل طور پر قائم ہو چکی ہے اور مفارقت کی دراز مدت نے اس میں کچھ اثر نہیں کیا دو چیزوں کی محافظت ضروری ہے ایک صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت دوسرے شیخ مقتدا کی محبت واخلاص ان دو چیزوں کے ساتھ اور جو کچھ دیں سب ہی نعمت ہے اور اگر کچھ بھی نہ دیں لیکن یہ دو چیزیں راسخ اور مضبوط ہوں تو پھر کچھ غم نہیں آخر ایک دن دیدیں گے اور اگر نعوذ باللہ ان دو چیزوں میں سے کسی ایک میں خلل پڑ جائے اور اس کے باوجود احوال وذوق بدستور اپنے حال پر رہیں تو ان کو استدراج جاننا چاہئے اور اپنی خرابی وبربادی خیال کرنا چاہئے استقامت کا طریق یہی ہے واللہ سبحانہٗ الموفق، والسلام [2]

حضرت شیخ نور محمد پٹنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ جب علوم دینیہ کی تکمیل فرما چکے تو آپ میں تلاش مرشد کا جذبہ بیدار ہوا تلاش مرشد میں بہت سے شہروں میں گھومے اور بہت سے مشائخ کی خدمت میں حاضری دی لیکن اطمینان قلبی نصیب نہ ہوا آخر کار تقدیر الٰہی مہربان ہوئی۔

دربار باقیہ میں حاضری

تو آپ کو حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کی خانقاہ میں لے آئی آپ نے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی غلامی کو اختیار کیا حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو ذکر قلبی تلقین فرمایا۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضری

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی خدمت میں

---

[1] روضۃ القیومیہ، حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ۔ [2] دفتر اول مکتوب نمبر ۲۸۰

Marfat.com

بیعت کے لئے روانہ فرمایا آپ نے عاجزی وانکساری واطاعت کے جذبے کیساتھ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی خاک بوسی کو قبول فرمایا اور بیعت کی سعادت سے مشرف ہوئے اپنی فطری سعادت مندی کی وجہ سے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے خادموں میں شامل ہوئے حضرت مخدوم زماں قدس سرہٗ کے آب وضو، مسواک وغیرہ خدمت اپنے ذمے لے لیں۔

آپ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی خدمت بابرکت میں احوال شائستہ اور مقامات عالیہ پر فائز ہوئے چنانچہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے دفتر اول نمبر ا میں اپنے پیرومرشد حضرت خواجہ صاحب قدس سرہٗ کی خدمت میں آپ کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ:

"مولانا مذکور (یعنی شیخ نور) نیچے کی طرف اخیر نقطے تک پہنچ گیا ہے اس نے جذبے کے کام کو پورا کرلیا ہے اور اس مقام کی برزخیت میں پہنچ گیا ہے اور فوق کو ایک لحاظ سے نہایت تک پہنچایا ہے اول اول صفات کو بلکہ اس نور کو جس سے صفات قائم ہیں اس نے اپنے آپ سے جدا دیکھا اور اپنے آپ کو شیخ فانی معلوم کیا بعدازاں صفات کو ذات سے جدا دیکھا اور اس دید میں مقام جذبہ کی احدیت تک پہنچ گیا اب اپنے آپ کو اور جہان کو ایسا گم کیا ہے کہ نہ احاطہ کا قائل ہے اور نہ معیت کا اور مخفی ترین ذات یعنی احدیت صرفہ کی طرف ایسا متوجہ ہے کہ حیرانی اور نادانی کے سوا وہ کچھ حاصل نہیں رکھتا۔

اس مکتوب کے بعد بھی آپ تقریباً آٹھ سال حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے آستانہ پر تجرید وتفرید اور جذبات شائستہ میں بسر کرتے رہے حتی کہ مقامات فائقہ وواردات رائقہ سے فائض ہو کر مرتبہ وصول اور خدمت ارشاد وہدایت سے مشرف ہوئے حضرت نے آپ کو خلافت واجازت تعلیم طریقہ عطا فرما کر پٹنہ روانہ کیا مگر عزلت وخلوت کی وجہ سے جو آپ کی سرشت میں داخل تھی جنگلوں اور دریا کے کنارے زندگی بسر کرتے اور مخلوق سے گوشہ گیر رہتے تھے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو بطور نصیحت ایک مکتوب تحریر فرمایا وہو ہذا۔

"میرے سعادت مند بھائی! آدمی کو جس طرح حق تعالیٰ کے امر ونواہی کے بجالانے

Marfat.com

سے چارہ نہیں اسی طرح خلق کے حقوق کو ادا کرنے اور اس کے ساتھ غمخواری کئے بغیر بھی چارہ نہیں ہے عارفوں کے قول "التعظیم لامر اللہ الشفقة علی خلق اللہ" (اللہ تعالیٰ کے امر کی تعظیم اور خلق اللہ پر شفقت کرنا) میں انہی دو حقوق کے ادا کرنے کا بیان ہے اور دونوں طرف کو مد نظر رکھنے کی ہدایت ہے پس ان دونوں میں سے صرف ایک ہی پر اختصار کرنا سراسر قصور ہے اور کل کو چھوڑ کر جزو پر کفایت کرنا کمالیت سے دور ہے پس خلق کے حقوق کو ادا کرنا اور ان کی ایذا کو برداشت کرنا ضروری ہے اور ان کے ساتھ حسن معاشرت یعنی اچھی طرح رہنا سہنا واجب ہے بد دماغی اور لا پرواہی اچھی نہیں۔

ہر کہ عاشق شد اگرچہ نازنین عالم است
نازکی کے راست آید بارمی باید کشید

چونکہ آپ مدتوں صحبت میں رہے ہیں اور پند و نصیحت بہت سے سنے ہیں اس لئے طول کلامی سے منہ پھیر کر چند فقروں پر اختیار کیا گیا۔[1]

آپ نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے ارشاد کی تعمیل کی اور شہر پٹنہ میں دریائے گنگا کے کنارے ایک جھونپڑی اور ایک مسجد بنائی جھونپڑی میں مع اہل و عیال رہنے لگے اور مسجد کو طاعات و عبادات، ارشاد و ہدایات اور افادۂ علوم دینیہ کا مرکز بنالیا۔

حضرت مولانا ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مخلص نے مجھے بتایا کہ میں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ شیخ نور محمد رجال الغیب سے ہیں لیکن مجھے یاد نہیں رہا کہ نقبا میں سے یا نجبا میں سے۔

مولانا بدر الدین سرہندی تحریر فرماتے ہیں کہ اس فقیر کے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ارادت کے لئے حاضر ہونے سے قبل ہی شیخ نور محمد پٹنی خلافت سے مشرف ہو کر پٹنہ چلے گئے تھے لیکن مخدوم زادۂ کلاں خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد سرہند شریف آئے تھے اس وقت اس فقیر نے شیخ موصوف سے ملاقات کی آپ کی پیشانی سے عجیب قسم کی وارفتگی و بے نفسی و فنا و نیستی ظاہر ہوتی تھی میں جس زمانہ میں حضرت مجدد قدس سرہٗ کے مناقب میں "سیر احمدی" تالیف کر رہا

---

[1] مکتوبات شریف دفتر اول مکتوب نمبر ۱۷۰

Marfat.com

تھا تو مجھے طاعات و عبادات کی ترغیب دیتے رہتے تھے۔[1]

حضرت مولانا یار محمد قدیم بدخشی طالقانی رحمۃ اللہ علیہ

نام کے ساتھ قدیم کی وجہ

آپ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے قدیم مرید اور ممتاز خلیفہ تھے آپ کو قدیم اس لئے کہا گیا ہے کہ آپ کے بعد ایک اور یار محمد بھی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں جو مکتوبات شریف دفتر اول کے جامع ہیں اس لئے آپ کا لقب قدیم پڑ گیا آپ قائم اللیل صائم النہار، کثیر السکوت والمراقبہ تھے حضرات نقشبندیہ کی بعض خصوصیات آپ کی پیشانی سے ظاہر ہوتی تھیں خوش سیرتی کے ساتھ ساتھ خوبصورت بھی تھے۔

لوگ درود پڑھتے

صاحب زبدۃ المقامات تحریر فرماتے ہیں کہ ایک دن مولانا نے مجھ سے فرمایا کہ ''میں اپنی خوبصورتی اور اس بڑی ڈاڑھی پر بہت شکر گذار ہوں کہ جب بازار وغیرہ سے گذرتا ہوں تو لوگ مجھ کو دیکھ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھنے لگتے ہیں۔''

حالت بیداری میں زیارت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

آپ نے نہایت غربت اور فقر و فاقہ کی حالت میں حجاز مقدس کا سفر کیا طواف بیت اللہ اور زیارت روضہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوئے اور واپسی پر حضرت مولانا ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ صاحب زبدۃ المقامات سے بیان کیا کہ یمانی محل میں جو ہودج جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے سجایا گیا تھا لوگ اس کی زیارت کرتے ہیں میں نے اس کی زیارت کی تو باانوار و آراستگی تمام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس میں تشریف فرما دیکھا اس لذت وحلاوت کے باعث از خود رفتہ ہوا اور جب ہوش میں آیا تو رقص کرنے اور کودنے لگا حجاج متعجب ہوئے اور بعض عرب کہنے لگے ہذا نعم مجنون (یہ کیا اچھا مجنون ہے) اور میں زبان حال سے آپ کا یہ بیت پڑھ رہا تھا:

---

[1] زبدۃ المقامات، حضرات القدس، حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ، از سید زوار حسین

Marfat.com

گر ایں لیلیٰ از خیمہ بیروں شود
بسا کوہ و صحرا کہ مجنوں شود

مدفن

۱۰۴۶ھ میں آپ حجاز مقدس سے واپس ہوئے اور ایک عرصہ بعد اکبر آباد تشریف لے گئے اور وہیں آپ کا وصال ہوا۔[1]

حضرت مولانا یار محمد جدید بدخشی طالقانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ صاحب علم و عرفان تھے آپ نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ سے بعض کتابیں پڑھیں اور عرصہ دراز تک حضرت کی خدمت میں رہے آپ نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں باطنی سلوک کی تکمیل کر کے خلافت واجازت سے مشرف ہوئے اور حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے مکتوبات شریف کا دفتر اول جس کا تاریخی نام "در المعرفت" ہے ۱۰۲۵ھ میں مرتب فرمایا۔

حضرت شیخ یوسف برکی رحمۃ اللہ علیہ

حالت خواب میں اولیاء کی ترغیب

شروع میں آپ کو بعض مشائخ وقت کی صحبت میں رہنے کا اتفاق ہوا اور مشرب توحید خیالی رونما ہو گیا تھا اسی اثنا میں ایک شب آپ نے خواب میں دیکھا کہ اکثر اولیاء کرام حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی مدح وثنا فرما رہے ہیں آپ کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے کی ترغیب دے رہے ہیں چنانچہ آپ نے احوال سے متعلق ایک عریضہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی خدمت میں لکھا حضرت نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ:

"ایسے احوال شروع شروع میں مبتدیوں کو بہت ہوتے ہیں ان کا اعتبار نہ کریں۔"

دربار مجددی میں حاضری

اس جواب پر آپ کو حضرت کی زیارت کے شوق کا غلبہ ہوا اور آپ بصد عجز و نیاز آستانہ والاشان پر حاضر ہوئے اور شرف قبولیت سے مشرف ہوئے اور تھوڑی ہی مدت میں مرتبہ کمال کو

[1] حضرات القدس دفتر دوم ص ۳۱۳

Marfat.com

پہنچے اور حضرت سے اجازت تعلیم طریقہ وخلافت حاصل کر کے جالندھر (مشرقی پنجاب) میں سکونت اختیار کی۔ تھوڑے تھوڑے عرصہ کے وقفے سے سرہند شریف حاضر ہوتے رہتے تھے اور جدائی کے زمانے میں زبان قلم سے عرض احوال کرتے رہتے اور جوابات سے سرفراز ہوتے رہتے تھے ایک مرتبہ جب رخصت ہوئے تو ضبط نہ کر سکے اور دیکھا گیا کہ بے اختیار زار وقطار رو رہے ہیں اور یہ شعر پڑھ رہے ہیں۔

از در دوست چہ گویم بچہ عنوان رفتم
ہمہ شوق آمدہ بودم ہمہ گریاں رفتم

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا تعریف فرمانا

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ ایک مخلص کو آپ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں شیخ یوسف ہمارے پاس آئے تھے اور ہمارے فیوضات سے بخوبی مستفید ہوئے اور حقیقت فنا سے مطلع ہوئے دوبارہ آنے کا وعدہ کر کے گھر کو واپس ہو گئے اس میں شک نہیں کہ وہ مرد مستعد صادق الاخلاص ہیں۔

مدفن

آپ نے ۱۰۳۴ھ میں جالندھر میں انتقال فرمایا اور وہیں مزار مبارک ہے۔[1]

حضرت مولانا یوسف سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ نے اپنے جن مریدوں کو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے سپرد کیا تھا ان میں حضرت مولانا یوسف بھی تھے حضرت خواجہ صاحب قدس سرہٗ نے آپ کی خاص طور پر سفارش فرمائی تھی آپ نہایت خلیق اور سادہ زندگی بسر کرنے والے بزرگ تھے حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد سرہند چلے آئے اور تھوڑے ہی عرصہ میں حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت سے فیض حاصل کر کے بہت کچھ ترقی کر لی لیکن درمیان سلوک ہی میں کسی کام سے اپنے وطن چلے گئے تھے پھر ایک عرصہ بعد ۱۰۲۲ھ میں واپس آئے تو

[1] حضرات القدس

Marfat.com

مرض الموت میں مبتلا ہو گئے عین نزع کے وقت حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ تشریف لائے تو مولانا نے بتضرع و حسرت عرض کیا کہ حضرت! آخری وقت آ گیا ہے توجہ فرمائیں کہ اعلیٰ مقصد حاصل ہو جائے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں آپ کی نیازمندی کی وجہ سے کشادگی پیدا ہوئی اور آپ کی طرف متوجہ اور کچھ دیر کے بعد سر اٹھا کر فرمایا: ''ہاں مولانا یوسف بگوئید کہ چہ شد'' (ہاں یوسف کہو کیا حال ہے؟) آپ نے حضرت کے قدموں میں سر رکھ دیا اور عرض کیا الحمد للہ کہ جس چیز کا طالب تھا وہ حضرت کی توجہ سے آشکارا ہو گئی یہ کہا اور روح عالم بالا کو پرواز کر گئی رحمہ اللہ واسعۃ،

حضرت قیوم زماں مجدد اعظم قدس سرہٗ کے خلفاء کی تعداد پانچ ہزار بتائی جاتی ہے لیکن کتاب زبدۃ المقامات، کتاب حضرت القدس اور حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے مرتب حضرت مولانا سید زاور حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جن خلفاء کرام کے حالات قلم بند کیے ہیں ہم نے بھی انہیں خلفاء کے حالات درج کیے ہیں، حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے خلفاء کرام کی جماعت بہت ہی کاملین اولیاء کی جماعت تھی اللہ تعالیٰ نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی توجہ و برکت سے ان حضرات کو بہت ہی اپنے قرب و وصال سے نوازہ ہوا تھا یہ جماعت باطنی مقامات کے مشاہدات سے وافر حصہ حاصل کر چکی تھی فنا و بقا کی حقیقت سے آشکار تھی ان کے مزارات جنت کے باغوں میں سے باغ ہیں حقیقت تو یہ ہے۔

اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بڑے بڑے مقرب اولیاء تشریف لائے ہیں ان کی اپنی عظمت و بزرگی نمایاں ہے ان کا انکار نہیں کیا جا سکتا لیکن حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اور ان کے صاحبزادگان و خلفاء کرام کی جماعت جیسی اولیاء مقربین کی جماعت نہیں آئی ان حضرات کے پاس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسا فیض نبوت تھا۔

اللہ تعالیٰ ہم کو اپنے فضل و کرم سے حضرات مجددیہ کی جماعت میں شامل رکھے انہیں میں موت عطا فرما دیں اور حضرات مجددیہ کی جماعت میں روز محشر اٹھائیں آمین ثم آمین. بحرمتہ حضرت سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

Marfat.com

فیضان مجدد کا اثر علامہ اقبال پر

ڈاکٹر برہان احمد فاروقی مرحوم و مغفور تحریر فرماتے ہیں:

ہر انسان اپنی ہی آنکھ سے دیکھتا ہے اپنے ہی فکر سے سوچتا ہے اور اپنی ہی عقل سے سمجھتا ہے وہ دوسروں کے نتائج کو خود سوچے بغیر نہیں اپنا سکتا اس لیے گو یہ کہ ہر مفکر اپنے پیش رووں کے فکر سے متاثر ہے اور اپنے نتائج فکر سے بعد میں آنے والوں کے ذہن کو متاثر کرتا ہے مگر یہ اثر پذیری یا تو مفکرین ماسبق کے نتائج فکر سے موافقت کی صورت اختیار کرتی ہے یا اختلاف کی یا دوسروں کے نتائج فکر کے پیش نظر کوئی نیا پہلو سامنے آتا ہے یا کسی اور کے ایک بیان کو اپنے نتیجہ فکر کی موافقت میں بطور دلیل کے استعمال کیا جاتا ہے کیونکہ خود غور کیے بغیر دوسروں کا فکر نہ اپنایا جاسکتا ہے اور نہ اس سے استفادہ ممکن ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے فیض کا اثر علامہ اقبال کے فکر و فلسفہ پر کیا ہوا ہے علامہ اقبال نے مشرق و مغرب کے متعدد عالموں اور متفکروں کے خیالات سے استفادہ کیا ہے برصغیر کے اہل علم میں سے علامہ اقبال سب سے زیادہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سے متاثر ہوئے جن کے ساتھ گہری عقیدت کا اظہار انہوں نے اپنے کلام میں جا بجا کیا ہے سید نذیر نیازی کے نام خط مورخہ ۲۹ جون ۱۹۳۴ء میں لکھتے ہیں۔

آج شام کی گاڑی میں سرہند شریف جا رہا ہوں چند روز ہوئے صبح کی نماز کے بعد میری آنکھ لگ گئی خواب میں کسی نے مندرجہ ذیل پیغام دیا۔

ہم نے جو خواب تمہارے اور شکیب ارسلان کے متعلق دیکھا ہے وہ سرہند بھیج دیا ہے ہمیں یقین ہے کہ خدا تعالیٰ تم پر بہت بڑا فضل کرنے والا ہے۔

پیغام دینے والا معلوم نہ ہو سکا کہ کون ہے اس خواب کی بنا پر وہاں کی حاضری ضروری ہے [1]

اس کے علاوہ جاوید جب پیدا ہوا تھا تو میں نے عہد کیا تھا کہ جب وہ ذرا بڑا ہو جائے گا تو اسے حضرت کے مزار پر لے جاؤں گا وہ بھی ساتھ جائے گا تا کہ یہ عہد بھی پورا ہو جائے چوہدری

[1] مکتوبات اقبال

Marfat.com

محمد حسین، منشی طاہر الدین اور علی بخش ہمراہ ہوں گے اتوار کی صبح لاہور واپس پہنچیں گے۔[1]

۳۰ جولائی جون ۱۹۳۲ء کو خط میں لکھا:

میں ہفتہ کی شام کو سرہند سے واپس آ گیا تھا نہایت عمدہ اور پرفضا جگہ ہے انشاء اللہ پھر بھی جاؤں گا۔[2]

۳ جولائی ۱۹۳۲ء کو پھر ایک خط میں لکھا:

سرہند خوب جگہ ہے مزار نے میرے دل پر بڑا اثر کیا ہے بڑا پاکیزہ مقام ہے اقبال نے انہی قلبی تاثرات کے نتیجے میں مندرجہ ذیل پر معنی نظم کہی جس کا عنوان ہے۔

پنجاب کے پیرزادوں کے نام

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیر فلک مطلع انوار
اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفس گرم سے ہے گرمی احرار
وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار
کی عرض یہ میں نے کہ عطا فقر ہو مجھ کو
آنکھیں میری بینا ہیں و لیکن نہیں بیدار
آئی یہ صدا سلسلہ فقر ہوا بند
ہیں اہل نظر کشور پنجاب سے بیزار
عارف کا ٹھکانہ نہیں وہ خطہ کہ جس میں
پیدا کلہ فقر سے ہو طرہ دستار

[1] مکتوبات اقبال [2] ایضاً

Marfat.com

باقی کلہ فقر سے تھا ولولۂ حق
طروں نے چڑھایا نشہ خدمت سرکار[1]

حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ کی ولادت ۱۵۶۴ء اور اقبال کی ولادت ۱۸۷۷ء میں ہوئی اس طرح دونوں عظیم شخصیتوں میں تقریباً تین سو سال کی مدت کا فاصلہ ہے جس طرح شیخ مجدد کی تحریک احیائے اسلام کی مخالفت علمائے سوء نے کی تھی اسی طرح یہ حضرات علامہ اقبال اور ان کی اسلامی تحریک کے بھی خلاف آخر وقت تک کمر بستہ رہے درج ذیل اشعار میں اقبال نے ان واقعات کی طرف اشارات کئے ہیں۔

تین سو سال سے ہیں ہند کے میخانے بند
اب مناسب ہے ترا فیض ہو عام اے ساقی
مری مینائے غزل میں تھی ذرا سی باقی
شیخ کہتا ہے کہ ہے وہ بھی حرام اے ساقی
شیر مردوں سے ہوا بیشہ تحقیق تہی
رہ گئے صوفی و ملا کے غلام اے ساقی
عشق کی تیغ جگر دار اڑا لی کس نے
علم کے ہاتھ میں ہے خیالی نیام اے ساقی[2]

اس شعر میں بھی اقبال حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے بعد تین سو سال کے عرصہ سے امت مسلمہ کو خوار و زبوں قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں:

از سہ قرن ایں امت خوار و زبوں
زندہ بے سوز و سرور اندروں

ان اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ اقبال کے نزدیک گزشتہ تین سو سال میں ہندوستان میں کوئی شخصیت حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے پایہ کی پیدا نہیں ہوئی۔

حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واضح اور باقاعدہ نظام فکر ہے جس نے ملت اسلامیہ

---

[1] بال جبریل [2] ایضاً

Marfat.com

کے دور دراز ممالک میں گہرے اثرات مرتب کئے اس لئے اقبال نے ان کی تعلیمات کو عموماً پیش نظر رکھا۔

۱۹۳۲ء میں انگلستان کے ایک علمی حلقے میں بھی ان کے خیالات کو متعارف کرایا چنانچہ اس ضمن میں ۱۸ اگست ۱۹۳۳ء کو حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے نام خط میں لکھا۔

''میں نے گزشتہ سال انگلستان میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ پر ایک تقریر کی تھی جو وہاں کے اداشناس لوگوں میں بہت مقبول ہوئی اب پھر ادھر جانے کا قصد ہے اور اس سفر میں محی الدین ابن عربی پر کچھ کہنے کا ارادہ ہے[1]

اقبال اپنے خطبہ ''کیا مذہب کا امکان ہے؟'' میں مذہبی زندگی کے واردات ومشاہدات سے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی کمال آگاہی کے بارے میں رقم طراز ہیں۔

''نفسیات حاضرہ نے مذہبی زندگی کا گویا قشر تک بھی نہیں چھوا وہ اس تنوع اور گونا گونی سے بالکل بے خبر ہے جو مذہبی واردات ومشاہدات میں پائی جاتی ہے لیکن جس کا تھوڑا بہت اندازہ شاید آپ سترہویں صدی کے ایک بہت بڑے مرشد کامل حضرت شیخ احمد سرہندی کی ایک عبارت سے کرسکیں گے انہوں نے اپنے زمانے کے تصوف کا تجزیہ جس بیباکی اور تنقید وتحقیق سے کیا اس سے سلوک وعرفان کا ایک نیا طریق وضع ہوا اس سے پہلے جتنے بھی سلسلہ ہائے تصوف رائج ہوئے وہ یا تو وسط ایشیا یا سرزمین عرب سے آئے تھے مگر یہ صرف انہی کا طریق ہے جس نے ہندوستان کے حدود سے نکل کر باہر کا رخ اور جواب بھی پنجاب، افغانستان اور ایشیائی روس میں ایک بہت بڑی اور زندہ قوت کی شکل میں موجود ہے۔[2]

اقبال کے نزدیک ایک نطشے ادراک حقیقت میں اس لیے ناکام ہوا کہ اسے کوئی مرشد کامل نہ ملا اگر وہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے دور میں ہوتا تو ان کی تعلیم کی برکت سے مقام سرمدی پر فائز ہو جاتا اقبال رقم طراز ہیں۔

بے شک نطشے نے اپنے اندر عالم لاہوت کی ایک جھلک دیکھی تھی اور وہ ایک حکم قطعی بن کر اس کے سامنے آئی ہم اس کو حکم قطعی ہی کہیں گے کیوں کہ یہی جھلک تھی جس کی

---

[1] اقبال نامہ [2] تشکیل جدید الہیات

Marfat.com

بدولت اس میں ایک پیغمبرانہ سی ذہنیت پیدا ہو گئی تھی وہ ذہنیت جو اس قسم کی تجلیات کو کسی نہ کسی طرح زندگی کی مستقل قوتوں میں تبدیل کر دیتی ہے لیکن نطشے کو اس میں بجز ناکامی کچھ حاصل نہ ہوا یہ اس لیے کہ اس کے روحانی اسلاف میں شوپن ہاور، ڈارون اور لانگے ایسی ہستیاں شامل تھیں اور یہ انہی کا اثر تھا کہ نطشے ان تجلیات اور مشاہدات کی صحیح قدر و قیمت کا اندازہ نہ کر سکا بجائے اس کے کہ وہ کسی ایسے روحانی اصول کی جستجو کرتا جس سے ایک عامی کے اندر بھی روحانیت کی دنیا بیدار ہو جاتی ہے اور وہ دیکھتا ہے کہ ایک لامتناہی مستقبل اس کے سامنے ہے نطشے یہ سمجھا کہ اس نے جس عالم کی جھلک دیکھی ہے اس کا اظہار ہوگا تو انتہائی امارت پسندی کے کسی نظام کی شکل میں یوں ایک بڑا ذہین و فطین انسان ضائع ہو گیا اور زندگی کی وہ جھلک بھی لاحاصل ثابت ہوئی جس کے لیے وہ صرف اپنی اندرونی قوتوں کا مرہون منت تھا محض اس لیے کہ اسے کوئی مرشد کامل نہ ملا جو اس کی رہنمائی کرتا۔[1]

اقبال نے ''جاوید نامہ'' میں یہ کہا ہے کہ کاش نطشے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں ہوتا اور وہ سرور سرمدی کو پاتا۔

او بہ لادر ماند و تا الا نرفت — از مقام عبدہ بیگانہ رفت
با تجلی ہمکنار و بی خبر — دور تر چون میوہ از بیخ شجر
چشم او جز روئت آدم نخوست — نعرہ بے گانہ زو آدم کجاست
ورنہ او از خاکیان بیزار بود — مثل موسیٰ طالب دیدار بود
کاش بودی در زمان احمدی — تا رسیدی بر سرور سرمدی[2]

اقبال نے جس طرح اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ کاش نطشے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں ہوتا اسی طرح اس خواہش کا بھی اظہار کیا ہے کہ کاش وہ میرے زمانے میں ہوتا اور میں اسے سمجھاتا کہ مقام کبریا کیا ہے۔[3]

اگر ہوتا وہ مجذوب فرنگی اس زمانے میں
تو اقبال اس کو سمجھاتا مقام کبریا کیا ہے (بال جبریل)

---

[1] اقبال تشکیل جدید الٰہیات [2] کلیات اقبال [3] حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ مقالہ ڈاکٹر سید محمد اکرم اکرام

Marfat.com

حضرت مجددِ الف ثانی قدس سرہٗ کا ملّی تشخص

مکتوب شمارہ ۶۵ میں ملی تشخص پر زور دیتے ہوئے شیخ فرید کو لکھا:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کامل محبت کی علامت آپ کے دشمنوں کے ساتھ کامل بغض وعداوت رکھنا محبت میں سستی کی کوئی گنجائش نہیں محب محبوب کا دیوانہ ہوتا ہے اس کی مخالفت کی تاب نہیں رکھتا اور محبوب کے مخالفوں کے ساتھ کسی طرح کی بھی صلح وآشتی نہیں کرسکتا دو مختلف محبتیں ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتیں جمع ضدین کو محال اور ناممکن کہا گیا ہے ایک کے ساتھ محبت دوسرے کی عداوت کو مستلزم ہے اچھی طرح غور کرنا چاہئے ابھی معاملہ ہاتھ سے نہیں نکلا گزشتہ کا تدارک کرنا چاہئے کل جب معاملہ ہاتھ سے نکل جائے گا تو ندامت وشرمندگی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔"

مکتوب شمارہ ۱۶۳ میں شیخ فرید کو تحریر کیا:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت احکام اسلامیہ کا بجا آوری اور رسوم کفر کے دور کرنے میں ہے کیوں کہ اسلام اور کفر ایک دوسرے کی ضد ہیں ایک کا ثابت کرنا دوسرے کے اٹھانے کا موجب ہے ان دوضدوں کا جمع محال ہے ایک کو عزت دینا دوسرے کو ذلیل وخوار کرنے کا باعث ہے حق سبحانہٗ وتعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہے:

یاایھاالنبی جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیھم (القرآن) (۹:۷۳)

یعنی "اے نبی کفار اور منافقین سے جہاد کریں اور ان پر سختی کریں۔"

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو خلق عظیم سے موصوف ہیں کفار سے جہاد اور ان پر سختی کرنے کا حکم دیا تو اس سے معلوم ہوا کہ کفار سے سخت رویہ اختیار کرنا بھی خلق عظیم میں داخل ہے ثابت ہوا کہ اسلام کی عزت کفر اور اہل کفر کی خواری اور ذلت میں ہے جس نے کفار کو عزت دی اس نے اسلام کو ذلیل کیا۔

کفار اس بات کے منتظر رہتے ہیں کہ اگر قابو پائیں تو مسلمانوں کو ہلاک کردیں یا سب کو قتل کردیں یا کفر کی طرف پھیر کرلے جائیں۔

اقبال کے کلام میں کفار کے خلاف یہی جذبات موجود ہیں جن کا اظہار انہوں نے نظم

Marfat.com

ونثر میں جا بجا کیا ہے مندرجہ ذیل شعر میں اس کا ایک واضح نمونہ ہے۔

باطل دوئی پسند ہے حق لاشریک ہے
شرکت میانِ حق و باطل نہ کر قبول

''رموز بیخودی'' اول تا آخر اسلامی تشخص کے اظہار پر مبنی ہے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی طرح اقبال بھی ہندوستان میں مسلمانوں کے جان و مال سے بڑھ کر خود اسلام کے وجود کو خطرے میں دیکھ رہے تھے ۱۹۳۱ء میں ایک خط میں لکھتے ہیں۔

''اسلام پر ایک بہت بڑا نازک وقت ہندوستان میں آرہا ہے سیاسی حقوق وملی تمدن کا تحفظ تو ایک طرف خود اسلام کی ہستی معرض خطر میں ہے''۔[1]

اس خطرے کو شدت سے محسوس کرتے ہوئے ۱۹۳۱ء میں مزید لکھتے ہیں:

''مسلمانوں کو مختلف مقامات میں دینی اور سیاسی اعتبار سے منظم کیا جائے، قومی عساکر بنائے جائیں اور ان تمام وسائل سے اسلام کی منتشر قوتوں کو جمع کر کے اس کے مستقبل کو محفوظ کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ مسلمانوں کو ابھی تک اس کا احساس نہیں کہ جہاں تک اسلام کا تعلق ہے اس ملک ہندوستان میں کیا ہو رہا ہے اور اگر وقت پر موجود حالات کی اصلاح کی طرف توجہ نہ کی گئی تو مسلمان اور اسلام کا مستقبل اس ملک میں کیا ہو جائے گا ہم تو اپنا زمانہ حقیقت میں ختم کر چکے آئندہ نسلوں کی فکر کرنا ہمارا فرض ہے ایسا نہ ہو کہ ان کی زندگی گونڈ اور بھیل اقوام کی طرح ہو جائے اور رفتہ رفتہ ان کا دین اور کلچر اس ملک میں فنا ہو جائے اگر ان مقاصد کی تکمیل کے لیے مجھے اپنے کام چھوڑنے پڑے تو انشاء اللہ چھوڑ دوں گا اور اپنی زندگی کے باقی ایام اسی ایک مقصد جلیل کے لیے وقف کر دوں گا۔[2]

مغربی تصور قومیت

مغربی تصور قومیت مندرجہ ذیل عناصر پر مشتمل ہے:

① اشتراک وطن،

---

[1] اقبال نامہ [2] اقبال نامہ

Marfat.com

② اشتراک رنگ،

③ اشتراک نسل،

④ اشتراک زبان،

⑤ اشتراک حکومت،

⑥ اشتراک سیاست،

⑦ اشتراک اغراض معیشت،

اسلامی تصور قومیت

اسلامی تصور قومیت کی بنیاد عقائد ونظریات ہیں قوم کے عناصر ترکیبی توحید ورسالت کے معتقدات ہیں اور مسلم قومیت ان بنیادی اشتراک سے تشکیل پاتی ہے۔

علامہ اقبال کے نزدیک مسلمان کی قومیت کی تعریف یہ ہے، تمام مسلمانوں میں مشترک صفت جس سے وہ مسلمان کہلاتے ہیں یعنی جس پر ان کی قومیت کا دارومدار ہے وہ اعتقاد فی التوحید یعنی لا الـــہ الا اللہ ہے۔ ایمان بالتوحید صرف وہ مشترک صفت ہے جو تمام مسلمانوں میں پائی جاتی ہے اور جس کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔

علامہ اقبال نظریاتی بنیادوں پر ملت بینا کی تشکیل کے حامی ہیں:

بتان رنگ و خون کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا
نہ تورانی رہے باقی نہ ایرانی نہ افغانی

انگریزوں کا تصور قومیت

انگریزوں کا تصور قومیت جغرافیائی بنیاد پر ہے اگر ان کے مذہب پر تنقید کریں تو ان پر اس کا کوئی اثر نہ ہوگا لیکن ان کی وطنیت اور تہذیب وثقافت پر تنقید سے ان کا جذبہ عصبیت برانگیختہ ہوجاتا ہے، لیکن اہل اسلام کے ہاں یہ مقام اور مرتبہ مذہب ودین کو حاصل ہے لہٰذا تہذیب اسلامی پر تنقید مسلمانوں کو برانگیختہ کر دیتی ہے۔

Marfat.com

ڈاکٹر اکرم اکرام لکھتے ہیں

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کا یہ سخت طریق کار مسلمانوں کی حکومت میں کفار کی بڑھتی ہوئی طاقت اور اسلام دشمنی کے خلاف ایک صحیح اور متوازن ردعمل تھا اور ہر اعتبار سے ایسا ہی ہونا چاہئے تھا اور اس کا محرک اور ذمہ دار بلاشبہ اکبر تھا لیکن اس کے دو نتیجے نکلے ایک یہ کہ اکبر کے دین الٰہی کے خلاف نفرت پیدا ہوئی اور مسلمانوں میں تمدنی احیاء کا آغاز ہوا جس سے ان میں ملی شعور اور ''ملی تشخص'' کا احساس بیدار ہوا چنانچہ یہی تشخص جو خاص طور پر حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی اصلاحی تحریک کے نتیجہ میں قائم ہوا ہندوستان میں دو قومی نظریہ کی ٹھوس بنیاد بن گیا اس دور کے بعد مسلمان اور ہندو دو متخالف اور متحارب قوتوں کی شکل میں ایک دوسرے کے مقابل آ گئے اورنگ زیب عالمگیر کے عہد سلطنت میں احیائے اسلام اور ترویج شریعت کی تحریک مکمل طور پر عملی صورت اختیار کر گئی لیکن جونہی اورنگ زیب عالمگیر کا نصف صدی پر محیط عظیم الشان دور اختتام پذیر ہوا تو دونوں قومیں انتہائی خصومت اور نفرت کے ساتھ ایک دوسرے کے خلاف اٹھ کھڑی ہوئیں دوسرا نتیجہ یہ نکلا کہ ترویج اسلام کا کام پہلی پانچ صدیوں کی طرح برقرار نہ رہا جس کا ایک بڑا سبب اکبری دور کے ہندو مزاج مسلمانوں کا غیر اسلامی رویہ اور دوسرے بھگتی تحریک کا بڑھتا ہوا عمل تھا جس نے ہندو مذہب کے احیاء کو مستحکم کر دیا تھا تیسرے تورانی اور ایرانی مسلمانوں میں مسلک کا اختلاف بھی ایک ایسا باعث تھا جس نے ہندوستان میں مسلمانوں کو باہمی نظریاتی اختلافات کی نذر کر کے کمزور کرنا شروع کر دیا۔

اکبر کے خلاف جہانگیر کی بغاوت اور جہانگیر کے ایماء پر ابوالفضل کے قتل کو اگر جہانگیر کا ذاتی عمل بھی قرار دیا جائے تب بھی اس سے مسلمانوں کی رائے عامہ کی تائید کا اظہار ہوتا ہے چنانچہ جب جہانگیر داڑھی منڈواتا تھا شراب پیتا تھا متعدد راجپوت بیویوں کا شوہر تھا اور سجدہ تعظیمی کرواتا تھا تخت نشین ہوا تو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے اس کی تخت نشینی کو احیائے اسلام کی نوید قرار دیا۔[1]

---

[1] مکتوب نمبر ۴۷ بنام شیخ فریدؒ

Marfat.com

"امروز کونوید زوال مانع دولت وبشارت جلوس بادشاہ اسلام بگوش خاص وعام رسیدہ اہل اسلام برخود لازم دانستند کہ مدومعاون بادشاہ باشندوبرترویج شریعت وتقویت ملت دلالت نمائندہ۔"

یعنی" آج جب کہ حکومت اسلام کی مخالف قوت کے زوال کی نوید اور بادشاہ اسلام کی تخت نشینی کی خوشخبری سب نے سن لی ہے مسلمانوں نے اپنے اوپر واجب ٹھہرالیا ہے کہ وہ بادشاہ کے مددومعاون بن کر رہیں گے اور ترویج شریعت اور ملی امور کی تقویت میں رہنمائی کریں گے۔"

سترہویں صدی کے سیاسی اور معاشرتی ماحول میں ہندوؤں کی مذہبی جارحیت کوروکنے کے عمل کے ساتھ ساتھ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے مسلمانوں کے اپنے عقائدونظریات کی اصلاح کی طرف بھی خاص توجہ کی کیونکہ مسلمانوں کے معاشرتی انحطاط کا ایک سبب بعض ایسے نظریات تھے جن کی منفی تعبیرات نے مسلمانوں کو کمزور اور منتشر کردیا تھا۔ شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ بلاشبہ وقت کے سب سے بڑے عالم اور صوفی تھے ملاعبدالحکیم سیالکوٹی نے آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ قرار دیا تھا تصوف کے تمام معروف سلسلوں سے آپ کو ابتداء ہی سے فیض نسبت حاصل تھا چنانچہ بعض صوفیانہ نظریات کو ہدف تنقید ٹھہراتے ہوئے بھی آپ نے تمام بزرگوں کا انتہائی احترام ملحوظ رکھا زندگی کے آخری ایام میں جب آپ جہانگیری لشکر کے ساتھ راجپوتانہ میں تھے تو حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ پر حاضر ہوئے اور قیام کیا آپ نے جب بچشم خود دیکھا کہ متعدد مسلمان عالم اور صوفی شریعت محمدیہ کی واضح تعلیمات سے انحراف کر کے مختلف مسلکوں کو اختیار کئے ہوئے ہیں اور شرعی امور میں تحریف وترمیم بھی کر رہے ہیں تو نہایت بے باکی کے ساتھ ان کے خلاف آواز اٹھائی آپ کے مکتوبات میں علمائے سوء اور صوفیائے خام پر شدید تنقید ہے اکبری الحاد کا ایک اہم سبب دراصل یہی علماء تھے جن کا کردار نہایت افسوسناک تھا انہی مہربانوں نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال واعمال کی شکایت جہانگیر سے کی اور بادشاہ کو سجدہ تعظیم

Marfat.com

نہ کرنے کے عمل کو آپ کا ذاتی غرور قرار دے کر جہانگیر کے حکم سے ایک سال کے لیے آپ کو قلعہ گوالیار میں قید کروا دیا۔

یہ آپ کا کمال ظرف ہے کہ آپ نے جس طرح اکبر کے حکم سے اپنے خسر سلطان تھانیسری کے قتل کی کہیں شکایت نہیں کی جہانگیر کے ہاتھوں قید و بند کی صعوبات کا بھی کہیں گلہ نہیں کیا آپ نے صرف اور صرف دینی اور ملی امور کی ترویج کو پیش نظر رکھا علماء کے خلاف آپ نے اس لیے شدید لحن اختیار کیا کہ انہوں نے دین اسلام کو اپنی ذاتی اغراض کی خاطر سخت نقصان پہنچایا، مکتوب شمارہ ۴۷ میں شیخ فرید کو تحریر کرتے ہیں:

''دنیا پرست علماء جن کا مقصود دنیائے دوں ہے ان کی صحبت زہر قاتل ہے اور ان کی بدی کا فساد دوسروں کو بھی لپیٹ میں لیے ہوئے ہے''۔

عالم کہ کامرانی و تن پروری کند

او خویشتن گم است کرا رہبری کند

گذشتہ زمانے میں جو بلاء و آفت بھی اسلام پر ٹوٹی وہ انہی علمائے سوء کی شومی کی بدولت تھی بادشاہوں کو یہی علمائے سوء راہِ راست سے بھٹکاتے ہیں بہتیرے فرقے جو گمراہی کی راہ اختیار کر چکے ہیں ان کے مقتداء یہی علمائے سوء ہیں۔ علمائے سوء کے علاوہ گمراہوں کی گمراہی دوسروں تک کم ہی اثر کرتی ہے۔

مکتوب شمارہ ۵۳ میں شیخ فرید کو پھر تحریر کرتے ہیں:

''جس طرح لوگوں کی نجات علماء کے وجود سے وابستہ ہے لوگوں کی بربادی کا باعث بھی یہی علماء ہیں۔ بہترین مخلوق بھی علماء ہیں اور بدترین مخلوق بھی علماء ہی ہیں لوگوں کی ہدایت اور ان کی گمراہی انہی سے وابستہ ہے کسی بزرگ نے ابلیس لعین کو دیکھا کہ فارغ اور بے کار بیٹھا ہوا ہے اس کا راز دریافت کیا تو ابلیس نے بتایا کہ اس وقت کے علماء ہمارے کام انجام دے رہے ہیں اور بہکانے اور گمراہ کرنے کے لیے کافی ہیں''۔

علامہ اقبال نے بھی اس تلخ نوائی کے ساتھ علمائے سوء کے منفی کردار پر اپنے فارسی

Marfat.com

اور اردو کلام میں تنقید کی ہے۔جس طرح اکبری اور جہانگیری دور میں علمائے سوء بادشاہوں، امیروں اور شہزادوں کے تعلق اور چاپلوسی میں پیش پیش تھے اور شریعت کی اعلیٰ اقدار کو نظر انداز کر کے خلاف سنت اقدامات اور بدعت کی ترویج میں سرگرم عمل تھے اقبال کے دور میں بھی تقریباً یہی حال بعض پیرزادوں کے افسوسناک کردار کو بیان کرتے ہوئے لکھا کہ ان لوگوں نے کلاہ فقر کو چھوڑ کر طرہ دستار کو اپنے لیے انتخاب کر لیا ہے کلاہ فقر سے دلوں میں ولولہ حق تھا لیکن طرہ دستار نے ان پیرزادوں کو خدمت سرکار کے نشہ سے مست کر دیا ہے۔

بیا کہ دامن اقبال راہ بدست آریم
کہ او ز خرقہ فروشان خانقاہے نیست

(پیام شوق کلیات اقبال)

اسی حوالے سے اقبال نے اپنی ایک اردو نظم ''ساقی نامہ'' میں مختلف مذہبی اداروں پر تنقید کی ہے جو قابل ملاحظہ ہے:

مسلمان ہے توحید میں گرم جوش ... مگر دل ابھی تک ہے زنار پوش
تمدن تصوف شریعت کلام ... بتان عجم کے پجاری تمام
حقیقت خرافات میں کھو گئی ... یہ امت روایات میں کھو گئی
لبھاتا ہے دل کو کلام خطیب ... مگر لذت شوق سے بے نصیب
بیان اس کا منطق سے سلجھا ہوا ... لغت کے بکھیڑوں میں الجھا ہوا
وہ صوفی کہ تھا خدمت حق میں مرد ... محبت میں یکتا حمیت میں فرد
عجم کے خیالات میں کھو گیا ... یہ سالک مقامات کھو گیا
بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے ... مسلمان نہیں راکھ کا ڈھیر ہے

(بال جبریل)

اقبال کو عجمی تصوف پر سخت اعتراض ہے کیونکہ اس کی بنیاد یونانی حکمت اور خاص طور پر افلاطینوسی نظام فکر (نو افلاطونیت) پر ہے جسے بعض صوفیہ کی اصطلاح میں وحدت الوجود کہا جاتا ہے۔

Marfat.com

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کا نظریہ وحدت الوجود

مسلمان مفکر صوفیہ میں اس کے غیر معمولی مفسر اور مبلغ شیخ محی الدین ابن العربی (متوفی ۶۳۸ھ) ہیں جن کی تحریروں سے اکثر صوفیہ اور صوفی منش شعراء متاثر ہوئے ابن العربی نے یونانی افکار کو قرآنی مطالب کے ساتھ اس حیرت انگیز انداز میں بیان کیا کہ وہ فکر اسلامی کا ایک اہم جزو بن گئے اور بہت کم اہل نظر اسے شناخت کر سکے شیخ محی الدین ابن العربی کے متصوفانہ فلسفے کی اساس نظریہ وحدت الوجود ہے جسے انہوں نے اپنی مختلف تصنیفات میں بیان کیا ''فتوحات مکیہ'' میں مندرجہ ذیل الفاظ ہیں۔

بزرگ و برتر ہے وہ ذات جس نے سب اشیاء کو پیدا کیا اور جو خود ان کا جوہر اصلی (اعیانہا) ہے۔[1]

نیز ابن العربی کے ایک شعر کا حسب ذیل ترجمہ قابل ملاحظہ ہے۔

''اے کہ تو نے تمام اشیاء کو اپنی ذات میں خلق کیا تو جمع کرتا ہے ہر اس چیز کو جسے تو پیدا کرتا ہے تو وہ چیز پیدا کرتا ہے جس کو وجود ذات میں (مل کر) کبھی فنا نہیں ہوتا اور اس طرح تو ہی تنگ ہے اور تو ہی وسیع ہے۔[2]

ابن العربی مزید اظہار خیال کرتے ہیں:

''میرا دل ہر ایک صورت کا مسکن بن گیا یہ غزالوں کے لیے ایک چراگاہ ہے اور عیسائی راہبوں کے لیے خانقاہ اور بت پرستوں کے لیے مندر اور حاجیوں کے لیے کعبہ اور الواح تورات اور کتاب القرآن میں مذہب عشق کا پیرو ہوں اور اسی سمت چلتا ہوں جدھر اس کا کارواں مجھے لے جائے کیوں کہ یہی میرا دین ہے اور یہی میرا ایمان ہے۔

غور سے دیکھا جائے تو یہ نظام فکر فارسی اور اردو ادب خصوصاً صوفیانہ ادب پر مکمل طور سے محیط ہے رومی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۷۲ھ) نے اگرچہ اپنا عظیم الشان نظام فکر ابن عربی سے مختلف اور قرآنی حکمت کے عین مطابق پیش کیا لیکن اس کا بیان اتنا وسیع اور عمیق تھا کہ ہر کوئی اسے شناخت ہی نہ کر

---

1. ابن عربی اردو از المعارف اسلامیہ دانشگاہ پنجاب۔
2. ابن عربی کتاب فعوص جلد نمبر ا از المعارف الاسلامیہ پنجاب۔ ۲ ترجمان الاشواق ابن عربی

Marfat.com

سکا چنانچہ اس نے خود کہا:

ہر کسی از ظن خود شد یار من
وز درون من نجست اسرار من

(مثنوی رومی)

عالم اسلام پر وحشی منگولوں کا حملہ اور تباہی بغداد کا ایک اہم سبب وحدت الوجودی تعلیمات کو قرار دیا گیا ہے کیونکہ اس نظریہ نے جہاں مسلمان اور کافر کی جداگانہ حیثیت ختم کر کے ملی تشخص کو نابود کیا وہاں دوست اور دشمن کے اختلاف کو بھی محو کر دیا جب تلوار بھی وہی، تلوار چلانے والا بھی وہی اور تلوار کا زخم کھانے والا بھی وہی قرار پایا تو انفرادی یا ملی استحکام کیوں کر ممکن ہو سکتا تھا، بقول نظیری نیشاپوری:

نیاز ارم ز خود ہرگز ولے را
کہ می ترسم درو جائے تو باشد

نظریہ وحدۃ الشہود

برصغیر میں شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ شاید پہلے عظیم عارف ہیں جنہوں نے وحدت الوجود کے منفی اثرات کو اچھی طرح ادراک کر لیا اور اکبری تحریک اور بھگتی تحریک کو ایک حد تک مذکورہ نظریہ کا نتیجہ قرار دیا چنانچہ آپ نے واضح الفاظ میں شیخ ابن العربی کے نظریات کی مخالفت کی اور اس کی تعبیرات کو ملت کے لیے نقصان دہ قرار دیا، شیخ صوفی کو لکھا:[1]

"تعجب ہے کہ شیخ محی الدین اور ان کے پیروذات واجب تعالیٰ کو مجہول مطلق کہتے ہیں اور اس کے لیے کسی حکم کا ثبوت بھی نہیں لاتے۔

ملا حسن کشمیری کو تحریر کیا:

"آپ نے لکھا ہے کہ شیخ عبدالکبیر یمنی نے کہا ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ عالم الغیب نہیں مخدوم گرامی! فقیر اس طرح کی باتیں سننے کی تاب نہیں رکھتا میری رگ فاروقی بے اختیار حرکت میں آتی ہے اور اس طرح کی باتوں کی تاویل وتوجیہ کی فرصت نہیں دیتی چاہے ایسی باتوں کا قائل

[1] مکتوب نمبر ۳۱، دفتر اوّل

Marfat.com

شیخ عبدالکبیر یمنی ہو یا شیخ اکبر شامی، محمد عربی علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام درکار ہے نہ کہ محی الدین عربی اور صدر الدین قونوی یا عبدالرزاق کاشی کا کلام ہمیں نص کے ساتھ کام ہے فص کے ساتھ نہیں فتوحات مدینہ نے ہمیں فتوحات مکیہ سے بے نیاز کر دیا ہے۔[1]

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے مشائخ طریقت کو تین گروہوں میں تقسیم کیا ہے۔ یار محمد بدخشی و الطالقانی کو تحریر فرماتے ہیں:

پہلا گروہ اس امر کا قائل ہے کہ عالم حق تعالیٰ کی ایجاد سے خارج میں موجود ہے اور جو کچھ اس میں اوصاف و کمالات ہیں سب حق تعالیٰ کی ایجاد سے ہیں۔

دوسرا گروہ وہ ہے کہ جو عالم کو حق تعالیٰ کا ظل جانتا ہے مگر اس امر کا قائل ہے کہ عالم خارج میں موجود ہے اصالت کے طور پر نہیں بلکہ ظلیت کے طور پر اور یہ کہ عالم کا وجود حق تعالیٰ کے وجود کے ساتھ قائم ہے جس طرح ظل اصل کے ساتھ قائم ہے۔

تیسرا گروہ وحدت الوجود کا قائل ہے یعنی خارج میں صرف ایک ہی ذات موجود ہے اور بس حق تعالیٰ کی ذات اور عالم کا خارج مین اصلا تحقق نہیں بلکہ صرف علمی ثبوت رکھتے ہیں اور یہ گروہ یوں کہتا ہے اشیاء نے وجود کی بو بھی نہیں سونگھی اگرچہ یہ گروہ بھی عالم کو حق تعالیٰ کا ظل کہتا ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہے کہ ان کا وجود صرف مرتبہ حس میں ہے نفس الامر اور خارج میں عدم محض ہے یہ لوگ حق تعالیٰ کو صفات وجوبیہ اور امکانیہ کے ساتھ متصف مانتے ہیں اور مراتب تنزلات ثابت کرتے ہیں۔

اگرچہ یہ تیسرا گروہ اپنے درجات اصل و کمال میں مختلف ہونے کے باوجود واصل اور کامل ہے لیکن مخلوق کو ان کی ایسی باتوں نے گمراہی اور الحاد میں ڈال دیا ہے اور زندقہ اور بے دینی تک پہنچا دیا ہے پہلا گروہ سب سے زیادہ اکمل اور اتم ہے اور زیادہ محفوظ اور کتاب و سنت کے زیادہ موافق ہے۔[2]

نظریہ وجود سے نظریہ الشہود کی طرف سفر

مذکورہ مکتوب میں مزید لکھتے ہیں کہ:

"یہ درویش پہلے توحید وجودی میں سرگرداں رہا پھر مقام ظلیت میں پہنچا

---

[1] مکتوب نمبر ۱۰۰، مکتوبات شریف دفتر اوّل [2] مکتوب نمبر ۱۶۰ مکتوبات شریف دفتر اوّل

Marfat.com

پھر حق تعالیٰ کے کمال عنایت اور غریب نوازی سے بلند تر مقام پر لے گئے اور مقام عبدیت تک پہنچا دیا اس وقت اس مقام کی بلندی واضح ہوئی اور گزشتہ مقامات سے تائب ہوا۔"

اقبال بھی نظریہ وحدت الوجود کے زبردست مخالف ہیں اور حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی طرح مقام عبدیت کو ہی بلندترین مقام قرار دیتے ہیں یہ وہ مقام ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فائز فرمایا ہے اقبال حلاج رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی کہتے ہیں:

پیش او گیتی جبیں فرسودہ است
خویش را خود عبدہ فرمودہ است
عبدہ از فہم تو بالا تر است
زانکہ او ہم آدم و ہم جوہر است
عبدۂ صورتگر تقدیر ہا
اندرو ویرانہ ہا تعمیر ہا
عبد دیگر عبدۂ چیزی دگر
ماہمہ رنگیم اوبی رنگ و بوست
عبدہ با ابتدا بی انتہا ست
عبدہ را صبح و شام ما کجاست
کس ز سر عبدۂ آگاہ نیست
عبدۂ جز سز الا اللہ نیست
مدعا پیدا نگردد زیں دو بیت
تا نبینی از مقام مارمیت

(جاوید نامہ کلیات اقبال)

نظریہ وحدت الوجود کے متعلق علامہ اقبال کا مندرجہ ذیل بیان مکمل طور پر حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کی نہج پر ہے۔ اسی طرح اقبال کے نزدیک وحدت الوجود مکمل طور پر ایک غیر

Marfat.com

اسلامی نظریہ ہے البتہ اس کے بیان کرنے والے نیک نیت ہیں اقبال لکھتے ہیں:

"مجھے اس امر کا اعتراف کرنے میں کوئی شرم نہیں کہ میں ایک عرصے تک ایسے عقائد و مسائل کا قائل رہا جو بعض صوفیہ کے ساتھ خاص ہیں اور جو بعد میں قرآن شریف پر تدبر کرنے سے قطعاً غیر اسلامی ثابت ہوئے مثلاً محی الدین ابن عربی کا مسئلہ قدم ارواح کملا، مسئلہ وحدت الوجود یا مسئلہ تنزلات ستہ یا دیگر مسائل ..مذکورہ بالا تینوں مسائل میرے نزدیک مذہب اسلام سے کوئی تعلق نہیں رکھتے گو میں ان کے ماننے والوں کو کافر نہیں کہہ سکتا کیوں کہ انہوں نے نیک نیتی سے ان مسائل کا استنباط قرآن شریف سے کیا ہے مسئلہ قدم ارواح افلاطونی ہے بوعلی سینا اور ابونصر فارابی دونوں اس کے قائل تھے چنانچہ امام غزالی نے اس وجہ سے دونوں بزرگوں کی تکفیر کی ہے۔[1]

جس زمانہ میں اقبال ڈاکٹریٹ کا مقالہ تصنیف کر رہے تھے اس وقت وہ جلال الدین رومی سے اتنے متاثر نظر نہیں آتے جتنے کہ محی الدین العربی سے وہ لکھتے ہیں:

The student of Islamic Mysticism who is anxious to see an all imbracing exposition of the principle of unity, must take up the heavy volumes of the Andalusian ibn al-Arabi, whose profound teaching stands in strange contrast with the dry as dust Islam of his.

لیکن "اسرار خودی" کی اشاعت کے بعد اچانک انکشاف ہوا کہ وہ اب "ہمہ اوستی" نہیں "ہمہ از وستی" ہو گئے ہیں چنانچہ "اسراری خودی" کے شائع ہونے کے بعد ان کے کیمبرج کے استاد فلسفہ میک ٹیگرٹ نے انہیں لکھا کہ طالب علمی کے زمانے میں تو تم زیادہ تر "ہمہ اوستی" معلوم ہوتے تھے اب معلوم ہوتا ہے کہ ادھر سے ہٹ گئے ہو۔

"اسرارِ خودی" کی تمہید میں اقبال نے حافظ شیرازی اور عجمی تصوف پر سخت تنقید کی ہے جس سے خواجہ حسن نظامی بہت برگشتہ ہوئے اور علامہ کے خلاف بہت کچھ لکھا۔

---

[1] اسرار خودی اور تصوف، مقالات اقبال

Marfat.com

اقبال کی ''اسرار خودی'' عجمی تصوف کے خلاف اعلان بغاوت تھا اور احیائے شریعت اسلامیہ کے لئے ایک نیک کوشش خود فرماتے ہیں:

''ہندوستان کے مسلمان کئی صدیوں سے ایرانی تاثرات کے اثر میں ہیں ان کو عربی اسلام سے اور ان کے نصب العین سے آشنائی نہیں ان کے لٹریری آئیڈیل بھی ایرانی ہیں میں چاہتا ہوں کہ اس مثنوی میں حقیقی اسلام کو بے نقاب کروں جس کی اشاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منہ ہوئی۔''

نکلسن ''اسراری'' کے دیباچے میں لکھتے ہیں:

The cry Back to the Quran Back to Muhammad has been hiard before and the tesponses have hitherto been some what discouraging. He sees that Hindu intellectualism and Islamic Pantheism has destroyed the capacity for action now this capacity depends ultimately on the conviction that Khudi is real and not merely illusion of mind.

نظریہ وحدۃ الوجود میں اس تصور کی گنجائش نہیں کہ خودی وہم نہیں بلکہ ایک لازوال حقیقت ہے جیسا کہ اقبال کا نظریہ ہے یہ بات قابل ذکر ہے کہ ۱۹۱۱ء تا ۱۹۱۴ء کے دوران امرتسر میں حضرت مجدد کے مکتوبات شائع ہوتے رہے اقبال نے ضرور ان کا مطالعہ کیا ہوگا حضرت مجدد کے ہاں نظریہ شہود ہے اس میں ذات عبد نمایاں ہے اقبال اس نظریہ سے متاثر نظر آتے ہیں چنانچہ وہ ''اسرار خودی'' میں حضرت جلال الدین رومی سے کمال عقیدت کے باوجود ان کے نظریہ ''فنا'' سے متفق نہیں جیسا کہ نکلسن نے لکھا ہے وہ لکھتے ہیں:

Much as he dislikes the type of Sufism exhidited by Hafiz,he pays homage to the pure and the profound genius of Jalaluddin Though he rejects the doctrine of self abandonment taught by the great Persian mystic and does not accompany him in his pantheistic flights.

Marfat.com

نکلسن نے تو یہ لکھا ہے کہ اقبال جلال الدین رومی کے تصور وحدۃ الوجود سے متفق نہیں تھے لیکن خود اقبال کو رومی کے ہاں وحدۃ الوجود نظر نہیں آتا ایک مضمون میں انہوں نے خواجہ حسن نظامی کو لکھا تھا۔

حضرت! میں نے مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کی مثنوی کو بیداری میں پڑھا ہے اور بار بار پڑھا ہے آپ نے شاید اس کو سکر کی حالت میں پڑھا اسی لئے اس میں آپ کو وحدۃ الوجود نظر آتا ہے۔

اقبال کا نظریہ وحدۃ الشہوۃ

میرا مذہب یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نظام عالم میں جاری وساری نہیں بلکہ نظام عالم کا خالق ہے اور اس کی ربوبیت کی وجہ سے یہ نظام قائم ہے۔[1]

خواجہ حسن نظامی کے حوالے سے اقبال وحدت الوجود کے متعلق مزید لکھتے ہیں:

"خواجہ صاحب کو یہ معلوم نہیں کہ یورپ کا علمی مذہب تو وحدت الوجود ہے جس کے وہ حامی ہیں میں تو اس مذہب سے جو میرے نزدیک ایک قسم کی زندیقیت ہے تائب ہو کر خدا کے فضل وکرم سے مسلمان ہو چکا ہوں۔[2]

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"شریعت راسه جزواست ،علم وعمل واخلاص پس طریقت وحقیقت خادم شریعت اندر تکمیل جزواوّل که اخلاص است"[3]

مذکورہ عبارت کے پیش نظر علامہ اقبال لکھتے ہیں:

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اپنے مکتوبات میں کئی جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ تصوف شعائر حقہ اسلامیہ میں خلوص پیدا کرنے کا نام ہے اگر تصوف کی یہی تعریف کی جائے تو کسی مسلمان کو اس پر اعتراض کرنے کی جرأت نہیں ہو سکتی۔[4]

۱۹۱۹ء میں ایک خط میں لکھتے ہیں:

---

[1] مقالات اقبال [2] ایضاً [3] مکتوب شمارہ نمبر ۴۰ [4] مقالات اقبال

Marfat.com

"تصوف سے اگر اخلاص فی العمل مراد ہے (اور یہی مفہوم قرن اول میں اس سے لیا جاتا تھا) تو کسی مسلمان کو اس پر اعتراض نہیں ہوسکتا ہاں جب تصوف فلسفہ بننے کی کوشش کرتا ہے اور عجمی اثرات کی وجہ سے نظام عالم کے حقائق اور باری تعالیٰ کی ذات کے متعلق موشگافیاں کر کے کشفی نظریہ پیش کرتا ہے تو میری روح اس کے خلاف بغاوت کرتی ہے۔"[1]

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے فراق اور واصل کو گسستن اور پیوستن کے الفاظ سے تعبیر کر کے خواجہ محمد اشرف کابلی کو لکھا:

بعض مشائخ طریقت گسستن کو پیوستن پر ترجیح دیتے ہیں اور بعض دوسرے بزرگ پیوستن کو گسستن پر مقدم سمجھتے ہیں راقم کہتا ہے کہ گسستن اور پیوستن دونوں ایک ہی حالت میں متحقق ہوتے ہیں لیکن پہلے گروہ کی نظر بلند ہے۔[2]

علامہ اقبال حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے نقطہ نظر کو سامنے رکھتے ہوئے قطعی طور پر گسستن کو پسند کرتے ہیں اور سر الوصالی کی بجائے سرّ الفراق کے خطاب کو اپنے لیے مناسب قرار دیتے ہیں یہی رومی کا مسلک ہے جو کہتا ہے:

آب کم جو تشنگی آور بدست
تا بجوشد آبت از بالا و پست

(مثنوی رومی)

مندرجہ بالا مکتوب کے حوالے سے علامہ اقبال خواجہ نظامی کو لکھتے ہیں:

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے مکتوب میں ایک جگہ بحث کی ہے کہ گسستن اچھا ہے یا پیوستن؟ میرے نزدیک گسستن عین اسلام ہے اور پیوستن رہبانیت یا ایرانی تصوف ہے اور اسی کے خلاف میں صدائے احتجاج بلند کرتا ہوں گزشتہ علمائے اسلام نے بھی ایسا ہی کیا ہے اور اس بات کی تاریخی شہادت موجود ہے آپ کو یاد ہوگا جب آپ نے مجھے سرّ الوصال کا خطاب دیا تھا تو میں نے آپ کو لکھا تھا مجھے سرّ الفراق کہا جائے اس وقت میرے ذہن میں یہی امتیاز تھا جو

---

[1] اقبال نامہ [2] مکتوب شریف نمبر ۱۴۷

Marfat.com

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے کیا ہے۔

ڈاکٹر برہان احمد فاروقی نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اور علامہ اقبال کے افکار میں مماثلت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ دونوں وحدت الوجود کو غلط سمجھتے ہیں اس پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے بجاطور پر تحریر کیا ہے کہ یہ خیال صحیح نہیں بلکہ وہ اس کی شرعی تعبیرات کو غلط سمجھتے ہیں علامہ اقبال کے نزدیک وحدت الوجود کی تعبیر کے نتائج ملت اسلامی کے حق میں انتہائی خطرناک نکلے ہیں اسی وجہ سے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اور علامہ اقبال نے اس کے اثرات کو زندیقیت سے تعبیر کیا ہے۔

اقبال کا ایک عظیم جہاد تصوف کے ان نظریات وعقائد کے خلاف ہے جنہوں نے مسلمانوں میں رہبانیت کو فروغ دیا اقبال اسے عجمیت سے تعبیر کرتے ہیں ان کے نزدیک سلسلہ نقشبندیہ اور سلسلہ قادریہ بھی اس سے محفوظ نہیں رہے۔ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے نام نومبر ۱۹۱۷ء میں لکھتے ہیں:

خواجہ نقشبند اور مجدد سرہند کی میرے دل میں بہت بڑی عزت ہے مگر افسوس ہے کہ آج یہ سلسلہ بھی عجمیت کے رنگ میں رنگ گیا ہے یہی حال سلسلہ قادریہ کا ہے جس میں میں خود بیعت رکھتا ہوں حالانکہ حضرت محی الدین کا مقصود اسلامی تصوف کو عجمیت سے پاک کرنا تھا۔

حضرت سید عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''مسلمان بھی اس رہبانیت سے بچ نہ سکے جس کی حقیقت سے قرآن نے انہیں آگاہ کر دیا تھا اور آج وہ آیت جو عیسائی راہبوں کے متعلق نازل ہوئی تھی خود مسلمانوں پر صادق آتی ہے۔''

حالانکہ اکابر اسلام وقتاً فوقتاً مسلمانوں کو رہبانیت کے خلاف متنبہ کرتے رہے مثلاً سید السادات ابو محمد حضرت غوث الثقلین فرماتے ہیں:

''یعنی اللہ سے ڈرتے رہو اس کے خلاف نہ کرو اس طرح پر کہ ترک کردو ان احکام

Marfat.com

کو جو اللہ کے رسول ﷺ لائے ہیں اور اپنے پاس سے بدعتیں ایجاد کرنے لگو جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے گمراہ قوم (عیسائی) کے حق میں فرمایا ہے کہ انہوں نے رہبانیت کی بدعت نکالی جو ہم نے ان پر فرض نہ کی تھی۔'' [1]

جس طرح حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو نص نے فص سے بے نیاز کر دیا تھا اسی طرح علامہ اقبال نے بھی اپنے افکار و نظریات میں صرف اور صرف قرآن پر انحصار کیا جیسا کہ انہوں نے کہا ''میں اعتقادی امور میں صرف قرآن پر انحصار کرتا ہوں اقبال ایک خط میں اپنی فکری سرگزشت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''میرا فطری اور آبائی میلان تصوف کی طرف ہے اور یورپ کا فلسفہ پڑھنے سے یہ میلان اور بھی تیز ہو گیا تھا کیوں کہ یورپین فلسفہ بہ حیثیت مجموعی وحدت الوجود کی طرف رخت کرتا ہے مگر قرآن میں تدبر کرنے اور تاریخ اسلام کا مطالعہ کرنے سے بھی مجھے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا اور میں نے محض قرآن کی خاطر اپنے قدیم خیال کو ترک کر دیا ہے اس مقصد کے لئے مجھے اپنے فطری اور آبائی رجحانات کے ساتھ ایک خوفناک دماغی اور قلبی جہاد کرنا پڑا۔'' [2]

ہر مسلمان کے لئے قرآن مجید کی اہمیت کے بارے میں اقبال کا مندرجہ ذیل ایک شعر ہزاروں بیانات پر حاوی ہے:

گر تو می خواہی مسلمان زیستن
نیست ممکن جز بقرآن زیستن

(رموز بیخودی)

علامہ اقبال نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی طرح جہاں سیاسی اور معاشرتی میدان میں اتر کر بیسویں صدی کے نازک ترین حالات میں مسلمانوں کی تاریخ ساز خدمت کی وہاں انہوں نے غیر اسلامی نظریات کی تردید میں بھی نہایت بے باکی کے ساتھ قلم اٹھایا مغربی تہذیب و تمدن کے ملحدانہ رجحانات کی بیخ کنی میں انہوں نے کوئی کسر نہ چھوڑی حقیقت یہ ہے کہ اس حوالے سے

---

[1] ''فتوح الغیب'' مقالہ ۳۶ — [2] البیان اقبال نمبر

Marfat.com

ہمارے مذہبی ادارے بالکل بے حس ہو چکے تھے ان میں سے بعض تو مکمل طور پر مغربی تمدن کے ہمنوا بن چکے تھے اور بعض اس کے فنی اور سائنسی طلسمات کو دیکھ کر نہ صرف اپنی تاریخ بلکہ دینی حقائق سے بھی چشم پوشی کر رہے تھے اقبال نے علمی اور تحقیقی انداز میں مغربی تمدن کے اغراض و مقاصد کا تجزیہ کیا اور مشرقی اور بالخصوص اسلامی مشرق کے لیے اس کے ہولناک چنگیزی چہرے کو بے نقاب کر دیا۔

فکر اقبال خالصاً اسلامی تحریک ہے جس کا غیر اسلامی تہذیب وتمدن سے تصادم ایک لازمی امر ہے برصغیر میں یہی تصادم مسلمانوں کی بقا کا سبب اور ان کے ملی تشخص کا ضامن ہے۔

ستیزہ کار ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرر بولہبی

(بانگ درا)

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سے اقبال کی عقیدت

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر فاروقی نے لکھا ہے کہ اقبال سلسلہ قادریہ میں اپنے والد سے بیعت تھے۔[1]

مگر اقبال کے ایک معاصر مولانا روح اللہ قادری (م ۱۹۶۹ء) کا بیان ہے کہ اقبال کے والد شیخ نور محمد آوان شریف ضلع گجرات پاکستان کے ایک بزرگ قاضی سلطان احمد (م ۱۹۱۹ء) سے سلسلہ قادریہ میں بیعت تھے۔

اقبال نے بھی سلسلہ قادریہ میں اپنی بیعت (م ۱۹۱۹ء) اور حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ (۱۰۳۴ھ-۱۶۲۴ء) سے اپنی عقیدت ومحبت کا اظہار اپنے مکتوب محررہ ۱۳ نومبر ۱۹۱۷ء میں کیا ہے جو موصوف نے سید سلیمان ندوی مرحوم (م ۱۹۵۳ء) کے نام لکھا تھا فرماتے ہیں:

خواجہ نقشبند اور مجدد سرہند رحمۃ اللہ علیہ کی میرے دل میں بہت بڑی عزت ہے مگر افسوس ہے کہ آج یہ سلسلہ بھی عجمیت کے رنگ میں رنگ گیا ہے یہی حال سلسلہ قادریہ کا ہے جس میں

[1] سیرت اقبال از طاہر فاروقی

Marfat.com

میں خود بیعت رکھتا ہوں حالانکہ حضرت محی الدین کا مقصود اسلامی تصوف کو عجمیت سے پاک کرنا تھا۔''

اقبال کے شاگرد پروفیسر سید عبدالقادر (م ۱۹۵۶ء) کی روایت کے مطابق یہ بات خود اقبال نے ان سے فرمائی:

قاضی صاحب کے ارشاد کے مطابق پہلے سلطان جی (درگاہ شریف سلطان نظام الدین اولیاء دہلی) کے پاس حاضر ہوا اور وہاں رؤیا میں حضرت قاضی صاحب نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا فیض حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ہے۔

ڈاکٹر محمد مسعود احمد لکھتے ہیں

اہل اللہ سے تعلق ہی کا فیضان تھا کہ اقبال نے خوددارانہ زندگی بسر کی نہ اہل دولت کی چوکھٹ پر خود جھکے اور نہ اپنی قوم کو جھکایا اور ہر منزل پر اہل اللہ سے تعلق رکھنے کی تلقین کی چنانچہ ''ضرب کلیم'' میں ایک جگہ لکھتے ہیں:

خاک کے ڈھیر کو اکسیر بنا دیتی ہے
یہ اثر رکھتی ہے خاکستر پروانہ ہے

جب آغاز حیات اس شان کا ہو تو انجام حیات کس شان کا ہوگا فی الحقیقت اقبال کے ذوق معرفت نے ان کو معراج کمال پر پہنچایا اور دیکھنے والوں نے دیکھا کہ سیالکوٹ کی سرزمین میں پیدا ہونے والا مرد قلندر کچھ عرصہ نہ گزرا تھا کہ عالم میں آفتاب و ماہتاب بن کر چمکا۔

زمانہ لے کے جسے آفتاب کرتا ہے
اسی کی خاک میں پوشیدہ وہ چنگاری

۱۹۰۵ء میں انگلستان روانہ ہونے سے پہلے اقبال خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضری کے لئے دہلی گئے ''التجائے مسافر'' کے عنوان سے ''بانگ درا'' میں جن قلبی تأثرات کا اظہار کیا ہے ان سے اقبال کی عقیدت و محبت کا علم ہوتا ہے:

Marfat.com

چاہیے خانہ دل کی کوئی منزل خالی
شاید آ جائے کہیں سے کوئی مہمان عزیز

وہ نوجوان قوم کو "مہمان عزیز" کی تلاش میں سرگرم رکھنا چاہتے ہیں اسی لئے "ضرب کلیم" میں ایک اور جگہ کہا ہے:

شیخ مکتب کے طریقوں سے کشاد دل کہاں
کس طرح کبریت سے روشن ہو بجلی کا چراغ

چراغ دل کو فروزاں کرنے کے لئے کسی ضیا بار قلب ہی کی ضرورت ہے جو اپنی ضیا باریوں سے قلب کو منور کردے اور زندگی بن جائے اسی لئے اپنے عزیز فرزند جاوید کو نصیحت فرماتے ہیں:

دربار شہنشہی سے خوشتر
مردان خدا کا آستانہ!
ہمت ہو اگر تو ڈھونڈ وہ فقر
جس فقر کی اصل ہے حجازی
اس فقر سے آدمی میں پیدا
اللہ کی شان بے نیازی

(ضرب کلیم)

اقبال خود بھی ایسے فقر کی تلاش میں تھے جس کی اصل حجازی ہو وہ عجمیت کے نہیں حجازیت کے عاشق تھے اور جہاں جہاں ان کو حجازیت کے آثار نظر آتے تھے وہ بسر و چشم اور بصد شوق وذوق اس طرف جاتے تھے ان کے نزدیک عجمیت "سکونی" (static) ہے اور "حجازیت" حرکی (Dynamec) ہے سلسلہ نقشبندیہ سے اقبال کا تعلق خاطر حرکیت پسندی ہی کی وجہ سے ہے ان کے نزدیک یہ سلسلہ حرکت اور رجائیت پر مبنی ہے چنانچہ عبدالقادر بیدل (۱۱۳۳ھ) کے کلام پر تبصرہ کرتے ہوئے اقبال نے سلاسل طریقت پر بھی اجمالی روشنی ڈالی ہے فرماتے ہیں:

Marfat.com

بیدل کے کلام میں خصوصیت کے ساتھ حرکت پر زور ہے نقشبندی سلسلے اور حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سے بیدل کی عقیدت کی بنیاد بھی یہی ہے نقشبندی مسلک حرکت اور رجائیت پر مبنی ہے مگر چشتی مسلک میں قنوطیت اور سکون کی جھلک نظر آتی ہے اسی وجہ سے چشتیہ سلسلے کا حلقہ ارادت زیادہ تر ہندوستان تک محدود ہے مگر ہندوستان سے باہر افغانستان، بخارا ترکی وغیرہ میں نقشبندی مسلک کا زور ہے۔[1]

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی ذات گرامی اقبال کے دعوے پر شاہد عادل ہے خاک ہند سے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ جیسا انقلاب انگیز صوفی پیدا نہیں ہوا آپ نے عجمیت کے رنگ میں رنگی ہوئی فضا کو حجازی رنگ میں رنگا مسلم کافر نما کو مسلم بنایا حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی اسی فکری اور عملی انقلاب انگیزی اور حرکت پسندی نے اقبال کو اپنی طرف متوجہ کیا اور وہ کشاں کشاں آستانہ عالیہ پر حاضر ہوئے۔

سید نذیر نیازی کے نام اقبال کے خطوط کا مطالعہ دوبارہ کیجئے:

خواب میں کسی نے مندرجہ ذیل پیغام دیا:

''ہم نے جو خواب تمہارے اور شکیب ارسلان کے متعلق دیکھا ہے وہ سرہند بھیج دیا ہے ہمیں یقین ہے کہ خدا تعالیٰ تم پر بہت بڑا فضل کرنے والا ہے۔''

پیغام دینے والا معلوم نہ ہو سکا کہ کون ہے اس خواب کی بنا پر وہاں کی حاضری ضروری ہے اس کے علاوہ جاوید جب پیدا ہوا تھا تو میں نے عہد کیا تھا کہ جب وہ ذرا بڑا ہو جائے گا تو اسے حضرت کے مزار پر لے جاؤں گا وہ بھی ساتھ جائے گا تا کہ یہ عہد بھی پورا ہو جائے چوہدری محمد حسین، منشی طاہر الدین اور علی بخش ہمراہ ہوں گے اتوار کی صبح لاہور واپس پہنچیں گے۔

۳۰ جولائی جون ۱۹۳۲ء کو خط میں لکھا:

میں ہفتہ کی شام کو سرہند سے واپس آ گیا تھا نہایت عمدہ اور پر فضا جگہ ہے ان شاء اللہ پھر بھی جاؤں گا:

۳ جولائی ۱۹۳۲ء کو پھر ایک خط میں لکھا:

---

[1] ملفوظات محمود نظامی

Marfat.com

سرہند خوب جگہ ہے مزار نے میرے دل پر بڑا اثر کیا ہے بڑا پاکیزہ مقام ہے پانی اس کا سرد و شیریں ہے شہر کے کھنڈرات دیکھ کر مجھے مصر کا قدیم شہر فسطاط یاد آ گیا جس کی بنیاد حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ نے رکھی تھی اگر سرہند کی کھدائی ہو تو معلوم نہیں کہ اس زمانے کی تہذیب و تمدن کے کیا انکشافات ہوں یہ شہر فرخ سیر کے زمانے میں بحال تھا اور موجودہ لاہور سے آبادی و وسعت کے لحاظ سے دگنا تھا۔[1]

مندرجہ بالا مکاتیب نقل کرنے کے بعد سید نذیر نیازی صاحب نے مندرجہ ذیل توضیحی حاشیہ لکھا ہے:

> ''حضرت علامہ سرہند سے بڑا گہرا اثر لے کر آئے تھے اور انہیں اس بات کا بڑا رنج تھا کہ مسلمان اپنی تاریخ و تمدن سے کس درجہ بے خبر ہیں بلکہ اس سے غفلت برت رہے ہیں۔''

راقم الحروف کے دل پر ایک تو اس اسلوب کا بڑا اثر تھا جس میں حضرت علامہ نے سرہند کا نقشہ کھینچا تھا یہ اسلوب کیسا برجستہ اور تصنع سے پاک تھا صاف و سادہ اور شہر کے ان احوال پر جیسا کہ مشاہدے سے ان کا انکشاف ہوا یعنی حقیقت پر مبنی ثانیاً ان کا ذہن بعض سکھ گروؤں کے اس قتل کی طرف منتقل ہو گیا جس کو سکھوں نے مکتوبات کے حوالے سے کسی نہ کسی طرح حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے اثر کا نتیجہ ٹھہرایا ہے اور جن کی بناء پر ان کا مذہبی فریضہ بن گیا تھا کہ ہر آنے جانے والا سکھ سرہند کی ایک ایک اینٹ دریا میں ڈال دے اسلام اور مسلمانوں کے اس ثقافتی مرکز کی تباہی گویا سکھوں کے ہاتھ سے ہوئی اور پھر ابدالی کی غلط بخشی ملاحظہ ہو کہ ۱۷۶۱ء میں سکھوں کا زور ٹوٹنے کے باوجود سرہند کی حکومت ایک سکھ سردار کے سپرد کر دی۔

مولانا عبدالمجید سالک نے بھی ''سفر سرہند'' کے عنوان کے تحت اقبال کے سرہند شریف جانے اور ان قلبی تاثرات کو قلمبند کیا ہے پروفیسر یوسف سلیم چشتی نے بھی سفر سرہند کا ضمنی طور پر ذکر کیا ہے اور لکھا ہے:

---

[1] شرح بال جبریل

Marfat.com

"۱۹۳۵ء میں ان کو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے مزار پر حاضری کی سعادت نصیب ہوئی اور مزار مبارک پر مراقب ہو کر جو روحانی فیض ان کو حاصل ہوا اور جو کیفیت ان پر طاری ہوئی ان کا کچھ تذکرہ انہوں نے مجھ سے بھی کیا تھا۔"

ڈاکٹر مسعود احمد مزید لکھتے ہیں

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی تعلیمات اور عملی و علمی کارناموں کے مطالعہ سے پہلے اقبال اس طرف متوجہ نہ تھے راقم کے کرم فرما اور خاندان مجددیہ کے چشم و چراغ مخدومی حضرت مولانا محمد ہاشم جان صاحب سرہندی مرحوم نے اقبال سے اپنی ایک ملاقات کا ذکر کیا ہے جس کا خلاصہ یہاں پیش کیا جاتا ہے۔

ایک مرتبہ چند احباب کے ساتھ سرہند شریف جاتے ہوئے لاہور پہنچا تو اقبال سے ملاقات کو دل چاہا چنانچہ عصر کے وقت ملاقات کے لئے گیا اقبال کو جب یہ معلوم ہوا کہ مجھ کو خاندان مجددیہ سے نسبی تعلق ہے تو انہوں نے بڑی عزت افزائی فرمائی اور حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی عقیدت کی ابتداء کے متعلق ایک واقعہ بیان کیا:

اقبال نے کہا کہ ایک مرتبہ میں حافظ عبدالحلیم کے ہاں چند احباب کے ساتھ بسی گیا ہوا تھا واپسی کے وقت راستے میں سرہند پڑا احباب حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے مزار مبارک پر فاتحہ خوانی کے لئے گئے مجبوراً مجھے بھی جانا پڑا سب لوگ مراقب ہو گئے میں بیٹھا رہا اچانک مجھ پر رقت طاری ہو گئی لرزنے لگا اور تھوڑی دیر بعد بے ہوش ہو گیا جب سب لوگ مراقبے سے فارغ ہوئے تو مجھ پر پانی چھڑکا اور میں ہوش میں آیا اس روحانی تجربے کے بعد مجھ کو معلوم ہوا کہ مزارات اولیاء فیضان الٰہی سے خالی نہیں۔"

حضرت مولانا محمد ہاشم جان فرماتے ہیں کہ اقبال یہ واقعہ بیان کرتے اور روتے جاتے ان کا دل محبت سے معمور اور آنکھیں اشکبار تھیں:

Marfat.com

گاہ بحیلہ می برد گاہ بزور می کشد
عشق کی ابتدا عجب عشق کی انتہا عجب

علامہ اقبال مراقبہ مزار مجدد قدس سرہٗ پر

ڈاکٹر مسعود احمد پروفیسر یوسف سلیم چشتی کے حوالے سے تحریر کرتے ہیں:

تذکرے کی تفاصیل میرے ذہن میں اب بالکل محفوظ نہیں ہیں لیکن اس قدر یاد ہے کہ انہوں نے نے یہ کہا تھا کہ سجادہ نشین خلیفہ محمد صادق مرحوم نے میرے لئے مزار مبارک پر تخلیہ کرادیا تھا، میں ایک گھنٹے تک مراقب رہا اور حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی روح میری طرف محبت آمیز رنگ میں متوجہ رہی مجھے ماحول کا احساس نہیں رہا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضرت کے سامنے بیٹھا ہوا ہوں اور حضرت مجھ سے فرما رہے ہیں کہ تمہاری دینی خدمات سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں مقبول ہوگئی ہیں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تم پر خاص نگاہ کرم ہے، میرے قلب میں سوز و گداز کی ایسی کیفیت پیدا ہوئی جس کا اظہار لفظوں میں نہیں ہوسکتا اور مجھے یہ اندازہ ہوا کہ خاصان خدا کا فیض بعد وفات بھی جاری رہتا ہے اور یہ بھی اندازہ ہوا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارک سے کس قدر فیض جاری ہے، رقت کا عالم برابر طاری رہا، زمان و مکاں کا احساس ختم ہوگیا تھا، روحانی فیض میرے رگ و پے میں جاری و ساری تھا، دل میں اس قدر وسعت پاتا تھا کہ ساری کائنات اس میں سما گئی۔[1]

اقبال نے "ضرب کلیم" (۱۹۳۵ء) میں اسی تجربے کہ بناء پر کہا ہے:

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے
مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہیں آفاق

اقبال کی عقیدت کا اس سے بھی اندازہ ہوسکتا ہے کہ موصوف نے ۱۹۳۳ء میں انگلستان میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ پر ایک تقریر کی تھی جو وہاں کے اداشناس لوگوں میں بہت مقبول ہوئی۔ اقبال نے ۱۸ اگست ۱۹۳۳ء کو پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی کو ایک مکتوب تحریر کیا تھا اس میں لکھتے ہیں:

---

[1] مکتوب از پروفیسر یوسف سلیم چشتی

Marfat.com

''میں نے گزشتہ سال انگلستان میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ پر ایک تقریر کی تھی جو وہاں کے اداشناس لوگوں میں بہت مقبول ہوئی اب پھر ادھر جانے کا ارادہ ہے اور اس سفر میں محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ پر کچھ کہنے کا ارادہ ہے۔''[1]

اس مکتوب سے اندازہ ہوتا ہے کہ اقبال کے دل میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا کیا مقام تھا اور ان کے فلسفہ کو یورپ کے لوگوں سے متعارف کرانا چاہتے تھے، اسی لئے ۱۹۳۱ء میں روم اور قاہرہ میں جو تقریریں کی تھیں ان میں بھی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا ذکر فرمایا تھا۔ موضوع Rilegious Exeperience تھا، اسی سنہ میں لندن میں ایک تقریر کی تھی جس کا عنوان تھا Is Religion possible اس میں بھی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا تفصیلی ذکر موجود ہے۔

ڈاکٹر محمد مسعود تحریر فرماتے ہیں

اکبر کی بے راہ رویوں اور گمراہیوں اور عام گفتہ بہ حالات کا اس طرح نقشہ کھینچا ہے:

''اکبر آفتاب کی پرستش کرتا تھا آب و آتش ، شجر و حجر سب کی پرستش کی جاتی تھی، گائے کے گوبر کی پوجا ہوتی تھی، اکبر قشقہ لگاتا تھا، زنار پہنتا تھا، کتے کو ناپاک نہیں سمجھتا تھا بلکہ ساتھ بٹھا کر کھانا کھلایا جاتا تھا، ان کی زیارت عبادت تصور کی جاتی تھی، جانور ذبح کرنے والے خصوصاً گائے ذبح کرنے والے کی انگلیاں کاٹ دی جاتی تھیں، قلعہ میں جوئے کی بازیاں لگتی تھیں۔''

شراب دھڑلے سے بکتی تھی اور شراب فروش ایک مسلمان عورت تھی ''شیخ الاسلام'' ''مفتی صدر جہاں'' اور ''میر عدل'' میر عبدالحئی بھی خم پہ خم چڑھایا کرتے تھے۔ داڑھی کا رکھنا معیوب تھا، عربی لکھنا اور پڑھنا جرم تھا، حتیٰ کہ عربی حروف کے استعمال کی بھی ممانعت کردی گئی تھی، مسجدیں ویران ہورہی تھیں اور ان کی جگہ یا تو اصطبل بن رہے تھے یا مندر۔ الغرض دین اسلام کی پوری پوری بیخ کنی کی جارہی تھی اور یہ سب کچھ مسلمانوں کے ہاتھوں ہورہا تھا۔[2]

---

[1] اقبال نامہ (شیخ عطاءاللہ)　[2] منتخب التواریخ از عبدالقادر بدایونی

Marfat.com

ان حالات میں حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اصلاح و تبلیغ کا بیڑا اٹھایا۔ چنانچہ مکتوبات شریف میں اعیان مملکت کے نام بے شمار مکتوب ملتے ہیں جن میں حالات کی اصلاح کی طرف ترغیب دلائی ہے مثلاً دربار اکبری کے ممتاز فرد شیخ فرید بخاری (م ۱۰۲۵ھ۔ ۱۶۱۶ء) کو ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

"ذرا خیال کریں کہ معاملہ کہاں تک پہنچ چکا ہے مسلمانی کی بو بھی باقی نہیں رہی۔ ایک دوست نے کہا ہے کہ تم لوگوں میں سے جب تک کوئی دیوانہ نہ ہوگا مسلمانی تک پہنچنا مشکل ہے اسلام کا بول بالا کرنے کے لئے اپنے نفع و نقصان کا خیال بھی نہ کرنا۔ یہ ہے دیوانگی اسلام رہے تو کچھ بھی ہو اور اگر نہ رہے تو پھر کچھ بھی نہ رہے۔ اگر مسلمانی ہے تو پھر خدا کی رضا اور اس کے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی بھی ہے اور آقا کی رضا سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں۔"

اس طرح حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے اعیان مملکت کو دین اسلام کی زبوں حالی اور آنے والی تباہی سے بروقت خبردار کیا۔ اکبر کے زمانہ میں راستہ ہموار کیا اور جہانگیر کے زمانے میں وہ وقت بھی آیا جبکہ خود جہانگیر نے امور شرعیہ میں مشورہ دینے کے لئے علماء کا ایک کمیشن مقرر کیا اور حالات روبہ اصلاح ہونے لگے۔ اورنگ زیب کے عہد تک اسلام کو جو فروغ ہوا وہ اہلِ نظر سے پوشیدہ نہیں۔ یہ سب کچھ خاندان مجددیہ کی مساعی جمیلہ کا ثمر شیریں تھا اس پر ایک علیحدہ مقالہ لکھنے کی ضرورت ہے۔

"بال جبریل" میں ایک اور نظم ملتی ہے جس کا عنوان ہے "ساقی" اس کا مطلع ہے:

لا پھر ایک بار وہی بادہ و جام اے ساقی
ہاتھ آ جائے مجھے میرا مقام اے ساقی

یہاں "ساقی" سے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی طرف اشارہ ہے، دوسرا شعر ہے:

تین سو سال سے ہیں ہند کے میخانے بند
اب مناسب ہے ترا فیض ہو عام اے ساقی

میاں بشیر احمد بیرسٹرایٹ لاء نے اس شعر کا مفہوم اقبال سے پوچھا تھا، یہ باتیں انہیں کی

Marfat.com

زبانی سنیئے:

''جب وہ اپنی میورو ڈ والی کوٹھی جاوید منزل میں آ چکے تھے میں کبھی کبھی حاضر ہوتا اور ''بال جبریل'' کے بعض اشعار کا مفہوم دریافت کرتا ایک دن میں نے پوچھا کہ ڈاکٹر صاحب اس شعر میں کیا اشارہ ہے:

تین سو سال سے ہیں ہند کے میخانے بند
اب مناسب ہے ترا فیض ہو عام اے ساقی

میں حیران ہوا کہ تین سو سال ہوئے کہ جہانگیر کے ہاں میخواری کا دور دورہ تھا۔ ڈاکٹر صاحب کیا پھر وہی رسم قدیم جاری کرنا چاہتے ہیں کیا؟ جواب دیا کہ نہیں یہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی طرف اشارہ ہے جو مسلمانان ہند کے سب سے زبردست رہنما گزرے ہیں [1]

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اسی مفہوم کا ایک شعر مثنوی ''پس چہ باید کرد اے اقوام شرق'' میں بھی کہا ہے۔ فرماتے ہیں:

از سہ قرن ایں امت خوار و زبوں
زندہ بے سوز و سرور اندروں

اقبال کو اس حقیقت کا زبردست احساس تھا کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے بعد تین سو سال سے ایسا مرد حر پیدا نہیں ہوا جو افراد ملت میں آزادی و حریت اور ایمان و عشق کی روح پھونک دے ان کو یہ بھی احساس تھا کہ علماء تقلید کی طرف مائل ہیں اور کوئی ایسا عالم نہیں جو میدان علم میں توسن تحقیق دوڑائے۔ اسی لئے بصد حسرت و یاس فرماتے ہیں:

شیر مردوں سے ہوا بیشہ تحقیق تہی
رہ گئے صوفی و ملا کے غلام اے ساقی

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے علم کو عشق آشنا کیا اسی کے سہارے دلوں پر حکمرانی کی اور باطل کی قوتوں کا مقابلہ کیا اقبال اسی علم کی تلاش میں ہیں جو ہم سفیر عشق ہو۔ اسی لئے اپنے

[1] ملفوضات اقبال از محمود نظامی

Marfat.com

عہد کی عقلیت پرستی اور عشق سے بیگانگی پر ماتم کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

عشق کی تیغ جگر دار اڑا لی کس نے
علم کے ہاتھ میں خالی ہے نیام اے ساقی

اقبال کو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی تعلیمات میں مادیت کے اس تاریک دور میں روشنی اور نور نظر آ رہا ہے، وہ اس حقیقت سے واقف ہیں کہ نوع انسانی کے مسائل کا صحیح حل اور اس کے دردوں کا مداوا ایک مرد حر کے پاس ہے، اسی لئے حسرت سے فرماتے ہیں:

تو مری رات کو مہتاب سے محروم نہ رکھ
ترے پیمانے میں ہے ماہ تمام اے ساقی

(بال جبریل)

مقام عبدیت

اقبال کی شہودیت پسندی نے ان کو مقام ''عبدیت'' کے تصور سے آشنا کیا کیونکہ وجودیت میں عبدیت کا کیا سوال؟ اس نظریہ ''عبدیت'' پر علامہ نے اپنے مشہور نظریہ ''خودی'' کی بنیاد رکھی ہے۔ ابوسعید نورالدین نے بھی لکھا ہے:

''شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی جو برصغیر پاک و ہند کے ایک بہت بڑے صوفی گزرے ہیں انہوں نے بڑے شد و مد کے ساتھ یہ ثابت کیا ہے کہ سلوک میں سالک کی آخری منزل جیسا کہ عالم طور پر صوفیہ کا عقیدہ ہے وحدۃ الوجود نہیں بلکہ اس سے بھی آگے اور ایک منزل ہے جسے مقام عبدیت کہنا چاہیئے، یہ وہ مقام ہے جہاں پہنچ کر سالک پر عیاں ہو جاتا ہے کہ وہ ایک بندہ محض ہے۔ وحدۃ الوجود کے تصور سے اس پر خدا سے اتحاد و اتصال کی جو کیفیت طاری ہوتی ہے وہ کوئی دائمی کیفیت نہیں ہے بلکہ عارضی ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ بندہ بندہ ہے خدا خدا ہے۔''

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے اس نقطہ نظر سے علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ بہت زیادہ متاثر ہوئے اور اپنی خودی کو فنا کر کے خدا یا انائے مطلق میں ضم ہو جانے کے ہرگز قائل نہیں

Marfat.com

اور ''مقام عبدیت'' یا ''مقام بندگی'' کو ترک کر کے شان خداوندی قبول کرنے کے لئے قطعاً راضی نہیں۔

متاع بے بہا ہے درد و سوز آرزو مندی
مقام بندگی دے کر نہ لوں شان خداوندی

شریعت وطریقت کو ہم آہنگ کر کے ایک طرف تو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے عجمی تصوف کو اسلامی رنگ میں رنگا اور دوسری طرف وحدۃ الوجود کے مقابلے میں وحدۃ الشھود کا تصرف پیش کر کے اس رنگ کو اور نکھارا اور نام نہاد صوفیہ کے دام تزویر سے ملت اسلامیہ کو بچایا۔

ڈاکٹر برہان احمد فاروقی نے بھی حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے ارتقائے سلوک کے ان مدارج کا ذکر کیا ہے وہ لکھتے ہیں: ''ارتقائے سلوک میں تین مدارج ہیں یعنی وجودیت ظلیت اور عبدیت پہلے مقام پر انہیں وحدت وجود کا کشف حاصل ہوتا ہے اس کے بعد وہ مقام ظلیت پر پہنچتے ہیں یہ ایک درمیانی منزل ہے یہاں ان پر منکشف ہوتا ہے کہ عالم کا اپنا وجود علیحدہ ہے اگرچہ یہ صرف ظل یا عکس یا ایک پرتو ہے حقیقت کا، اللہ اصل ہے۔ یہاں ایک ادراک اثنینیت کا پیدا ہو جاتا ہے اس مقام سے گزرنے میں ان میں تامل تھا، اسی اثناء میں بہرکیف انہیں اس مقام سے عروج ہوتا ہے اور وہ مقام عبدیت پر فائز ہو جاتے ہیں جو اعلیٰ ترین مقام ہے، عبدیت پر پہنچ کر عالم اور خدا کی اثنینیت ان پر اظہر من الشمس ہو جاتی ہے۔

اقبال نے اپنی ساری تعلیمات کو صرف اس ایک مصرع میں سمو کر رکھ دیا ہے:

امتحان خویش کن موجود باش

اور موجود رہنا مقام عبدیت ہی سے عبارت ہے اور مقام عبدیت پر پہنچنا بغیر شہودِ ذات حق ممکن نہیں۔ اقبال نے معراج سے بھی یہی نکتہ اخذ کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

مرد مومن در نسازد باصفات
مصطفی راضی نہ شد الا بذات
چیست معراج آرزوئے شاہدے
امتحانے رو بروئے شاہدے

Marfat.com

شاہد عادل کہ بے تصدیق او
زندگی مارا چو گل را رنگ و بو
در حضورش کس نماند استوار
در بماند ہست اُو کامل عیار

اور یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔حق تعالیٰ کے حضور میں ثابت قدم رہی۔
جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

مازاغ البصر وما طغیٰ (۱)

اور یہ استقامت اسی لئے میسر آئی کہ مقام عبدیت کا تحقق ہو چکا تھا:

اوحیٰ الیٰ عبدہ ماأوحیٰ (۲)

اقبال نے عبد اور عبدہ میں بڑا نازک فرق بتایا ہے ان کے نزدیک عبد ہونا کمال نہیں عبدہ ہونا کمال ہے۔بندے تو سبھی ہوتے ہیں مگر اس کا بندہ ہونا اور محسوس کرنا ہی مقام عبدیت ہے اور یہی معراج انسانیت ہے۔اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جگہ اپنے مسلک ''عبدیت'' کا اس طرح اظہار فرمایا ہے:

''آپ کے تصوف کی اصطلاح میں اگر میں اپنے مذہب کو بیان کروں تو یہ ہوگا کہ شان عبدیت انتہائے کمال روح انسانی ہے اس سے آگے اور کوئی مرتبہ یا مقام نہیں۔''

من وعن وہی بات ہے جو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے فرمائی ہے۔
اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے حسین بن منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام عبدیت کا ذکر کیا ہے فرماتے ہیں۔

پیش اُو گیتی جبیں فرسودہ است
خویش را خود عبدہ فرمودہ است
عبدہ از فہم تو بالا تر است
زاں کہ او ہم آدم وہم جوہر ست

---

(۱) سورۃ النجم (۲) سورۃ النجم

Marfat.com

جوہر او نے عرب نے عجم است
آدم است وہم نہ آدم اقدم است

عبدہ صورت گر تقدیر ہا
اندر و ویرانہ ہا تعمیر ہا

عبدہ ہم جاں فزا ہم جانستان
عبدہ ہم شیشہ ہم سنگ گراں

عبد دیگر عبدہ چیزے دگر
ما سراپا انتظار او منتظر

عبدہ دہراست و دہر از عبدہ ست
ما ہمہ رنگیم او بے رنگ و بو ست

عبدہ با ابتدا بے انتہا است
عبدہ را صبح وشام ما کجا است

کس ز سر عبدہ آگاہ نیست
عبدہ را صبح و شام ما کجا است

کس ز سر عبدہ آگاہ نیست
عبدہ جز سرّ الا اللہ نیست

لا الہ تیغ دودم او عبدہ
فاش تر خواہی بگو ہو عبدہ

عبدہ چند و چگون کائنات
عبدہ راز درون کائنات

مدعا پیدا نگردد زیں دو بیت
تانہ بینی از مقام ما رمیت

ایک جگہ "مردحر" کی صفات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

Marfat.com

ما ہمہ عبد فرنگ او عبدہ
او نگنجد در جہان رنگ و بو
صبح و شام ما بفکر ساز و برگ
آخر ما چیست؟ تلخی ہائے مرگ
در جہان بے ثبات او را ثبات
مرگ او را از مقامات حیات
اہل دل از صحبت ما مضمحل
گل ز فیض صحبتش دارائے دل
کار ما وابستہ تخمین وظن
او ہمہ کردار و کم گوید سخن
ما گدایان کوچہ گرد و فاقہ مست
فقر او از لا الہ تیغے بدست

اقبال نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے لئے کہا ہے:

"جس کے نفس گرم سے ہے گرمی احرار"

"مردِ حر" کی یہ خوبی ہے کہ وہ "اس کا بندہ" ہو اور جو سالار احرار ہو اس کے کمالات "عبدیت" کا کیا ٹھکانہ ابو سعید نور الدین نے شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کے تصور عبدیت سے اقبال کی اثر پذیری کو اس طرح بیان کیا ہے:

"شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس نقطہ نظر سے علامہ اقبال بہت زیادہ متاثر ہوئے۔ وہ اپنی خودی کو فنا کر کے "خدا" یا انائے مطلق میں ضم ہو جانے کے ہرگز قائل نہیں اور مقام عبدیت یا مقام بندگی کو ترک کر کے "شان خداوندی" قبول کرنے کے لئے قطعاً راضی نہیں۔"

متاع بے بہا ہے درد و سوز آرزو مندی
مقام بندگی دے کر نہ لوں شان خداوندی

Marfat.com

عطا کن شور رومی سوز خسرو
عطا کن صدق اخلاص سنائی
چناں با بندگی در ساختم من
نہ گیرم گر مرا بخشی خدائی

اقبال مقام عبدیت کو حیات انسانی میں اس قدر اہمیت دیتے ہیں کہ ان کے عقیدے میں یہ مقام عبدیت محکم ہو جائے تو فقیر بادشاہ بن جاتا ہے۔

چوں مقام عبدہ محکم شود
کاسہ دریوزہ جام جم شود

نفسیات حاضرہ

مذہبی زندگی کے اساسی امور کی وضاحت اور نفسیات حاضرہ پر تنقید کے بعد اقبال سترہویں صدی عیسوی کے جلیل القدر صوفی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے تصورات ونظریات اور مشاہدات وتجربات کا جائزہ لیتے ہیں اور ساتھ ہی اس حقیقت کا اظہار کر دیتے ہیں کہ نفسیات حاضرہ میں ان مصطلحات کا اب تک وجود نہیں جن کے ذریعہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے روحانی تجربات کو بیان کیا جاسکے گویا ان کے نزدیک حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے سے کہیں آگے جا چکے تھے وہ اس منزل تک پہنچ چکے تھے جس کی گرد تک نفسیات حاضرہ کی رسائی نہیں چنانچہ واردات روحانی کے تنوع کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

تھوڑا بہت اندازہ شاید آپ سترہویں صدی کے ایک بہت بڑے مرشد کامل حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی ایک عبارت سے کر سکیں گے انہوں نے اپنے زمانے کے تصوف کا تجزیہ جس بے باکی اور تنقید وتحقیق سے کیا اس سے سلوک وعرفان کا ایک طریق وضع ہوا اس سے پہلے جتنے بھی سلسلہ ہائے تصوف رائج ہوئے وہ یا تو وسط ایشیاء یا سرزمین عرب سے آئے تھے مگر یہ صرف انہیں کا طریق ہے جس نے ہندوستان کی حدود سے نکل کر باہر کا رخ کیا اور جواب بھی پنجاب، افغانستان اور ایشیائی روس میں ایک بہت بڑی زندہ قوت کی شکل میں موجود ہے البتہ

Marfat.com

جہاں تک شیخ موصوف کی عبارت کا تعلق ہے مجھے ڈر ہے کہ میں نفسیات حاضرہ کی زبان میں اس کے حقیقی معنی شاید ہی بیان کر سکوں کیونکہ اس قسم کی زبان موجود ہی نہیں لیکن میرا مقصد چونکہ سر دست صرف اتنا ہے کہ آپ کی توجہ مذہبی واردات کے اس تنوع اور گونا گونی کی طرف منعطف کراؤں جن سے ایک سالک راہ کو گزرنا پڑتا ہے اور جن کی چھان بین اس کے لئے ضروری ہے لہٰذا آپ مجھے ان غیر مانوس مصطلحات کے لئے معذور سمجھیں جن کا تعلق ایک دوسری سرزمین اور ایک ایسی نفسیات مذہب سے ہے جس نے تہذیب وتمدن کی ایک سرتاسر مختلف فضا میں پرورش پائی تھی اور جو وضع ہوئیں تو اس کے زیر اثر لیکن جن میں سچ مچ معانی کی ایک دنیا پوشیدہ ہے۔
بہر حال اب میں شیخ موصوف کی عبارت پیش کرتا ہوں۔

ایک مرتبہ جب شیخ ادریس سامانی نے بیان کی

''ایک ارادت مند نے اپنے مندرجہ ذیل مشاہدے اور تجربے کا حال بیان کیا شیخ میرے لئے نہ تو ارض وسمٰوات کا وجود ہے، نہ عرش الٰہی کا، نہ جنت اور دوزخ کا، میں اپنے ارد گرد نظر ڈالتا ہوں تو ان کو کہیں نہیں دیکھتا، میں جب کسی کے سامنے کھڑا ہوتا ہوں تو مجھے کوئی نظر نہیں آتا بلکہ میں اپنا وجود بھی کھو دیتا ہوں، ذات الٰہیہ لامتناہی ہے کوئی اس کا احاطہ نہیں کر سکتا یہی منتہا ہے روحانی مشاہدات کا کسی ولی کا گزر اس سے آگے نہیں ہوا۔''

تو اس پر شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''میرے سامنے جو مشاہدات بیان کئے گئے ہیں ان کا تعلق قلب کی ہر لحظہ بدلتی ہوئی زندگی سے ہے معلوم ہوتا ہے کہ صاحب مشاہدات نے قلب کے لاتعداد مقامات میں سے ابھی ایک چوتھائی بھی طے نہیں کئے ان مقامات کا طے کرنا ضروری ہے تا کہ عالم روحانیت کے مقام اول کے مشاہدات کی تکمیل ہو جائے اس مقام کے بعد اور بھی کئی مقامات ہیں مثلاً روح کا مقام سرّ خفی اور سرّ اخفی کے مقامات ان سب مقامات کے جن کو مجموعاً ہم اپنی اصطلاح میں عالم امر سے تعبیر کرتے ہیں اپنے اپنے احوال اور واردات ہیں جب سالک کا گزر ان مقامات سے ہوتا ہے

Marfat.com

تو رفتہ رفتہ اس پر اسمائے الٰہیہ اور صفات الٰہیہ کی تجلی ہوتی ہے بالآخر ذات الٰہی کی۔ (1)

شیخ موصوف نے ان ارشادات میں جو امتیازات قائم کیے ہیں ان کی نفسیاتی اساس کچھ بھی ہو اس سے اتنا ضرور پتہ چلتا ہے کہ اسلامی تصوف کے اس "مصلح عظیم" کی نگاہوں میں ہمارے اندرونی واردات اور مشاہدات کی دنیا یعنی اس دنیا سے گزرنا ضروری ہے جسے ہم رہنما توانائی کی دنیا کہتے ہیں۔ ہم نے اسی لئے تو کہا تھا کہ نفسیات حاضرہ کا قدم ابھی مذہبی زندگی کے قشر تک نہیں پہنچا۔

ڈاکٹر محمد مسعود احمد تحریر فرماتے ہیں

غلام رسول مہر نے ۱۴ جولائی ۱۹۶۳ء کو لاہور میں راقم سے فرمایا تھا کہ ۱۹۳۱ء میں سفر انگلستان میں اقبال کے ساتھ وہ بھی شریک و رفیق سفر تھے موصوف نے فرمایا کہ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ علامہ نے روما میں Religious Experiences پر ایک تقریر کی تھی، پھر جب مصر پہنچے تو وہاں بھی قریب قریب یہی تقریر دہرائی تھی اور ان دونوں تقریروں میں علامہ نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا ذکر فرمایا تھا، راقم کے خیال میں اقبال پہلا شخص ہے جس نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے فلسفہ اور تعلیمات سے یورپ کو روشناس کرایا بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اہل ہند کو بھی تعلیمات مجددیہ سے اقبال نے ہی روشناس کیا، غلام رسول مہر نے یہ بھی فرمایا تھا کہ علامہ اقبال نے بارہا فرمایا کہ ہندوستان کے صوفیہ میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ علماء میں شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور شاہوں میں اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ یگانہ ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ اقبال حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بے حد متاثر تھے۔ اوپر جس لیکچر کی طرف اشارہ کیا گیا اس میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے ہی روحانی تجربات اور مشاہدات کا جائزہ لیا ہے اور یورپ کے فلاسفہ سے اس کا تقابل کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

"آئن اسٹائن کے تصورات کائنات سے جو اس نے ریاضیات کے نقطہ نظر سے قائم کیا، گویا اس عمل جس کی ابتداء ہیوم نے کی تھی تکمیل ہوگئی، جیسا کہ ہیوم کی تنقید کا تقاضا تھا، اس نظریہ نے قوت کے تصور کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا، کچھ ایسے ہی تزکیے کا (جیسا کہ اس جلیل القدر

(1) دفتر اوّل مکتوب نمبر ۲۵۳

Marfat.com

ہندی صوفی کے ارشادات سے جن کو ہم نے ابھی پیش کیا تھا ظاہر ہوتا ہے) وہ شخص بھی آرزو مند ہے جس کو نفسیات مذہبی سے عملی دلچسپی ہے، اس کی حس معروضیت بھی ایسی ہی تیز ہے جیسے سائنس داں کی اپنے حلقہ معروضیت میں، وہ ایک مشاہدے کے بعد دوسرے مشاہدے میں قدم رکھتا ہے، اس کی حیثیت بھی تماشائی کی نہیں بلکہ ایک ناقد اور مبصر کی ہے وہ بھی اپنے دائرہ تحقیق کے پیش نظر جن طریقوں سے کام لیتا ہے ان کے اصول وقواعد کے مطابق محسوسات ومدرکات کی چھان بین کرتا اور ہر ایسے عنصر کو خواہ وہ عضویاتی ہو یا نفسیاتی مگر جس کی نوعیت داخلی ہے ان کے مشمول سے خارج کر دیتا ہے کیونکہ اس کی آرزو بھی یہی ہے کہ اس حقیقت تک پہنچے جس کی حیثیت فی الواقعہ معروضی ہے، یوں بالآخر وہ اپنا گزر جس تجربے اور ارادے سے کرتا ہے اس سے زندگی کا ایک نیا عمل اس پر منکشف ہوتا ہے۔ اصلی اساسی ابدائی پھر یہ خودی کا ایک ازلی راز ہے کہ جہاں اس پر اس حقیقت کا انکشاف ہوا اسے یہ ماننے میں مطلق تامل نہیں رہتا کہ وہی دراصل اس کی ہستی کی حقیقی اساس ہے۔''

پھر آگے چل کر فرماتے ہیں:

''بہر حال یہ تجربہ سرتاسر فطری اور طبعی ہوگا اور حیاتی اعتبار سے دیکھا جائے تو خودی کے لئے سب سے زیادہ اہم کیونکہ یہی اس کا فکر کی حدود سے آگے بڑھنا اور یہی اس کا وجود سرمدی کو اپناتے ہوئے اپنی ناپائیداری کی تلافی کرنا ہے، یہاں کوئی خطرہ ہے تو یہ کہ اس انہاک واستغراق میں وہ کہیں اپنی تلاش اور جستجو کا عمل ترک نہ کردے، مشرقی تصوف کی تاریخ سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ خطرہ بے بنیاد نہیں، چنانچہ ہم نے جس ہندی بزرگ کے ارشادات کا حوالہ دیا ہے ان کی تحریک اصلاح میں یہی نکتہ مضمر تھا اور اس کے وجود بھی ظاہر ہیں خودی کا نصب العین یہ نہیں کہ کچھ دیکھے بلکہ یہ کہ کچھ بن جائے پھر یہ حقیقت اس کے بن سکنے ہی کی کوشش ہے جس میں بالآخر اسے موقع ملتا ہے کہ اپنی معروضیت کا زیادہ گہرا ادراک پیدا کرتے ہوئے زیادہ عمیق اور مستحکم بنا پر ''انا الموجود'' کہہ سکے یعنی وہ اپنے وجود کی کہنہ اساس کو پالے یہ اس لئے کہ اس کی حقیقت کا انکشاف ہوگا تو ڈیکارٹ کے ''میں سوچتا ہوں'' سے نہیں بلکہ کانٹ کے ''کرسکتا ہوں'' سے خودی کا منتہائے جستجو یہ نہیں کہ اپنی انفرادیت کی حدود توڑ ڈالے۔ اس کا منتہا ہے اس انفرادیت کو زیادہ

Marfat.com

صحت کے ساتھ سمجھ لینا۔"

اس تقریر سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے تصور عبدیت سے کتنے متاثر ہیں پیر رومی تو مسلک "انا الحق" سے وابستہ ہیں مگر اقبال مسلک "انا الموجود" سے منسلک ہیں، ان کے تصور "خودی" کا منتہا مقام عبدیت کا تحقق ہے اس لئے کس یقین سے کہتے ہیں:

اک تو ہے کہ حق ہے اس جہاں میں
باقی ہے نمود سیمیائی

شریعت وطریقت

علامہ اقبال نے تکمیل خودی کے لئے تین منزلیں قرار دی ہیں:

① اطاعت
② ضبط نفس
③ نیابت الٰہی

شریعت منزل "اطاعت" ہے اور یہ بغیر دوسری منزل کے متصور و متحقق نہیں ہوسکتی، یہ دوسری منزل یعنی ضبط نفس "طریقت" ہے اور جب دونوں منزلوں تک رسائی ہو جائے تو پھر آخری منزل نیابت الٰہی ہے۔

اسی مقام سے ہے آدم ظل سبحانی

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے اس آخری مقام کا اپنے مکتوب (بنام خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ) میں اس طرح ذکر فرمایا ہے: عادت اللہ اس طرح جاری ہے کہ عرصہ دراز کے بعد کسی خوش نصیب کو فنائے اتم کے بعد بقائے اکمل عطا فرماتے ہیں یعنی ذات مقدس کا ایک نمونہ اس کو عنایت فرماتے ہیں اور اس کا قیام اب ذات کے ساتھ ہو جاتا ہے یہاں پہنچ کر انسانی کمالات ختم ہو جاتے ہیں اور انسان کی خلافت کا راز متحقق ہو جاتا ہے یعنی اس مقام پر انسان خلیفۃ اللہ بن جاتا ہے۔

Marfat.com

بہر کیف اقبال نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے مشن یعنی ''وحدت شریعت وطریقت'' کو دوبارہ زندہ کرنے کی کوشش کی کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ اسلامی سیرت کی تعمیر اسی طرح ممکن ہے۔ چنانچہ اکبرالہ آبادی کو ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ، عالمگیر اور مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اسلامی سیرت کے احیاء کی کوشش کی مگر صوفیاء کی کثرت اور صدیوں کی جمع شدہ قوت نے اس گروہ احرار کو کامیاب نہ ہونے دیا، اب اسلامی جماعت کا محض خدا پر بھروسہ ہے۔ میں بھلا کیا کر سکتا ہوں، صرف ایک بے چین اور مضطرب جان رکھتا ہوں، قوت عمل مفقود ہے ہاں یہ آرزو رہتی ہے کہ کوئی قابل نوجوان جو ذوق خداداد کے ساتھ قوت عمل بھی رکھتا ہو مل جائے جس کے دل میں اپنا اضطراب منتقل کر سکوں۔''

اکبر بادشاہ کے زمانے میں صوفیاء میں یہ عام خیال پیدا ہو گیا تھا کہ شریعت وطریقت دو علیحدہ چیزیں ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے اس خیال کی پرزور تردید کی کیونکہ اس خیال نے اس صوفیائے خام کو تکلیفات شرعیہ سے غافل کر دیا تھا اور عوام ان کی پیروی میں گمراہ ہو رہے تھے چنانچہ سید احمد قادری کے نام ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

''شریعت وطریقت ایک دوسرے کے عین ہیں حقیقت میں ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں ہیں ان میں صرف اجمال وتفصیل، استدلال وکشف، غیب وشہادت اور تعمیل اور عدم تعمیل کا فرق ہے وہ احکام وعلوم جو شریعت غرا کی روشنی میں ظاہر ومعلوم ہو گئے ہیں۔ حقیقت حق الیقین کے تحقق کے بعد بھی احکام وعلوم بعینہا مفصل طور پر منکشف ہوتے ہیں اگر ان دونوں میں بال برابر بھی فرق ہے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ حقیقت الحقائق تک ابھی رسائی نہیں ہوئی۔

حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمانا کہ شریعت وطریقت ایک دوسرے کے عین ہیں مسلک اقبال کا بھی آئینہ دار ہے۔ اقبال حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے اس نظریہ سے متاثر ہوئے اور انہوں نے بھی طریقت کو عین شریعت سمجھا اور اس پر خاص زور دیا چنانچہ مثنوی...... ''پس چہ باید

Marfat.com

کردارِ اقوام شرق" میں "دراسرارِ شریعت" کے عنوان سے تحریر فرماتے ہیں۔

آدمی اندر جہان خیر و شر
کم شناسد نفع خود را از ضرر
کس نداند زشت و خوب کار چیست
جادہ ہموار و ناہموار چیست
شرع برخیزز اعماق حیات
روشن از نورش ظلام کائنات
گر جہاں داند حرامش را حرام
تا قیامت پختہ ماند ایں نظام
نیست ایں کار فقیہاں اے پسر
با نگاہے دیگرے او را نگر
حکمتش از عدل شت وتسلیم ورضاست
بیخ او اندر ضمیر مصطفیا است
از فراق است آرزو ہا سینہ تاب
تو نمانی چوں شود او بے حجاب
از جدائی گرچہ جاں آید بلب
وصل او کم جو رضائے او طلب
مصطفیا داد از رضائے او خبر
نیست در احکام دین چیزے دگر
تخت جسم پوشیدہ زیر بوریاست
فقر وشاہی از مقامات رضا است
حکم سلطان گیرد از حکمش منال
روز میداں نیست روز قیل و قال

Marfat.com

تا توانی گردن از حکمش مپیچ
تا نہ پیچد گردن از حکم تو ہیچ
از شریعت احسن التقویم شو
وارث ایمان ابراہیم شو

مندرجہ بالا نظم میں یہ مصرعے قابل غور ہیں کہ ان میں شریعت وطریقت دونوں کا حاصل موجود ہے:

ع بانگا ہے دیگر اور انگر
ع وصل او کم جو رضائے او طلب
ع فقر وشاہی از مقامات رضا است

اقبال اسی مثنوی میں طریقت کے متعلق فرماتے ہیں:

پس طریقت چیست اے والا صفات
شرع را دیدن باعماق حیات
فاش می خواہی اگر اسرار دیں
جز بہ اعماق ضمیر خود مبیں
گر نہ بینی دین تو مجبوری ست
ایں چنیں دیں از خدا مہجوری است
بندہ تا حق زا نہ بیند آشکار
بر نمی آید ز جبر و اختیار
تو یکے در فطرت خود غوطہ زن
مرد حق شو بر ظن و تخمین متن
تا بہ بینی زشت وخوب کار چیست
اندر ایں نہ پردہ اسرار چیست

Marfat.com

ہر کہ از سر نبی گیرد نصیب
ہم بہ جبریل امیں گردد قریب

طریقت کے بارے میں اقبال کا یہ نظریہ کہ ''شرع را دیدن بہ اعماق حیات'' حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تاثرات کی غمازی کر رہا ہے۔

ظفر احمد صدیقی کے نام جو مکتوب اقبال نے تحریر فرمایا تھا اس سے بھی شریعت و طریقت کے متعلق ان کے خیالات کا علم ہوتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

بہرحال حدود خودی کے تعین کا نام شریعت ہے اور شریعت اپنے قلب کی گہرائیوں میں محسوس کرنے کا نام طریقت ہے جب احکام خودی کے پرائیوٹ امیال وعواطف باقی نہ رہیں اور صرف رضائے الٰہی اس کا مقصد ہو جائے تو زندگی کی اس کیفیت کو بعض اکابر صوفیائے اسلام نے فنا کہا ہے بعض نے اسی کا نام بقا رکھا ہے۔

حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کیفیت کو ''بقا'' سے تعبیر کیا ہے اور یہی اقبال کا مسلک ہے اقبال اقوام عالم کی خودی کو قانونِ الٰہی کے تابع دیکھنا چاہتے ہیں اس سے بھی شریعت یا قانون الٰہی کی ہمہ گیر اہمیت واضح ہوتی ہے ان کے نزدیک امن عالم کا یہی ایک مؤثر ذریعہ ہے۔ چنانچہ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

''جمعیت اقوام جو زمانہ حال میں بنائی گئی ہے اس کی تاریخ بھی یہی ظاہر کرتی ہے کہ جب تک اقوام کی خودی قانون الٰہی کی پابند نہ ہو امن عالم کی کوئی سبیل نہیں نکل سکتی۔''

علامہ اقبال جن افکار سے متاثر ہوئے ایک نظر میں

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ کے افکار سے بہت ہی زیادہ متاثر ہوئے ہیں۔ اقبال کی سرہند شریف کی حاضری اور روضۂ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی قدم بوسی کے بعد علامہ اقبال پہلے والے اقبال نہ تھے، اب وہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے نمائندہ بن کر آئے تھے اب انہوں نے اپنے خطبات اور نظموں میں فکرِ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو بیان کرنا شروع کر دیا تھا۔

نمبر ا تصوف میں وحدۃ الوجود سے وحدۃ الشہود کی طرف آئے۔

Marfat.com

نمبر۲ اثبات ذات کے قائل ہوئے۔

نمبر۳ عبدیت کو بائی خودی کے طور پیش کیا۔

نمبر۴ کسن کو پوستن سے بہتر تصور کرنے لگے۔

نمبر۵ عجمیت کی بجائے حجازیت کو زندہ کیا۔

نمبر۶ علوم کشفیہ کو فوقیت دینے لگے۔

نمبر۷ تصوف کو "اخلاص عمل" سے تعبیر کرنے لگے۔

نمبر۸ شریعت وطریقت کو ایک دوسرے کا عین سمجھنے لگے۔

نمبر۹ رقص وموسیقی کے مخالف ہو گئے۔

نمبر۱۰ دوقومی نظریہ کے حامی ہوئے یعنی نمبر۱: ملتِ اسلامیہ، نمبر۲: ملتِ باطلہ یعنی کفر ملت کے قائل ہوئے۔

نمبر۱۱ حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کے افکار سے متاثر ہوتے ہوئے دین کی حفاظت کو وطن کی حفاظت پر مقدم سمجھنے لگے۔

نمبر۱۲ طاغوتی طاقتوں کے خلاف قومی اور نظری جہاد کے قائل ہوئے۔

نمبر۱۳ شریعت اسلامیہ کو اعمال کی کسوٹی قرار دینے لگے۔

نمبر۱۴ تعلیمات نبوی ﷺ کو نوع انسانی کے لئے ذریعہ نجات سمجھنے لگے۔

نمبر۱۵ عشق محمد ﷺ جان ایمان اور عبادت کی جان سمجھنے لگے۔

در دلِ مسلم مقامِ مصطفیٰ است
آبروئے ما زنامِ مصطفیٰ است

Marfat.com

رافضیت کی نئی شکل طارق جمیل مبلغ تبلیغی جماعت

حضرات صوفیہ کے نزدیک قلب کی دس بیماریاں ہیں ان میں سے دو سب سے بڑھ کر ہیں:

نمبر۱ حب جاہ

نمبر۲ کبر یعنی بڑائی

یہ دونوں بیماریاں ہی انسان کے لئے سب سے زیادہ ہلاکت خیز ہیں، حضرت سیدنا رسول عربی ﷺ کی زبان اقدس واطہر سے کبر کے بارے میں یہ جملے ادا ہوئے ہیں: ''الکبر بطر الحق وغمط الناس'' تکبر حق کو ٹھکرا دینا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا ہے۔

طارق جمیل صاحب تبلیغی جماعت کے بہت بڑے مبلغ اور داعی ہیں ان کو حب جاہ کی دولت بھی بہت نصیب ہے اور ان کی قلبی بیماری کبر بھی بہت نمایاں ہے۔ اسی کبر اور شہرت کی بنا پر انہوں نے اپنی تقریروں میں خلیفہ رسول ﷺ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر طعن زنی کی ہے اور اسلاف کی عظمت و بزرگی کو مودودی صاحب کی پیروی میں داغ دار کرنے کی کوشش کی ہے۔

ابھی حال ہی میں ''کتاب کلمۃ الہادی'' مصنف حضرت مولانا مفتی محمد عیسیٰ خان صاحب مدظلہ آف گوجرانولہ نے شائع کروائی ہے جس میں مفتی صاحب نے مولوی طارق جمیل صاحب کے بیانات سے وہ تمام مواد اکٹھا کر دیا ہے، جس میں انہوں نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر تنقید کی ہے۔ اور اسلاف دیوبند کے کارناموں کو حقارت سے بیان کیا ہے۔ یہاں جو مواد دیا جا رہا ہے وہ حضرت مفتی صاحب کی کتاب ''کلمۃ الہادی'' میں سے لیا گیا ہے جو تفصیلاً درج کر رہے ہیں۔ اس میں قولہ سے مراد مولوی طارق جمیل کا بیان ہے۔

نمبر۱ **قولہ:**

فاطمہ رضی اللہ عنہا ناراض ہو گئیں طبعی چیز ہے یہ نہیں کہ انہیں مال کی حرص تھی وہ یہ سمجھتی تھیں کہ

Marfat.com

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہمیں وراثت نہیں دی جبکہ وہ ہمارا حق ہے تو اس حق کی وجہ سے وہ ناراض ہوگئیں اور علی رضی اللہ عنہ کا جو یہ فرمانا ہے کہ تم لوگوں نے ہمیں شریک نہیں کیا تو یہ بھی حق ہے کہ اس وقت جو مشورہ ہوا خلافت کا اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ موجود نہیں تھے وہ ادھر غسل میں شریک تھے کہ عین اس وقت یہ مسئلہ پڑ گیا اور ان کا یہ تھا کہ بھائی آخر ہمارا قرابت کی وجہ سے کوئی حق تو ہوگا۔

الجواب:

اس مقام میں حضرت سیدۃ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ناراضگی کا ذکر کرنا اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے جواب کا ذکر نہ کرنا بڑی ناانصافی ہے احادیث میں ہے کہ آپ نے ان کے جواب میں فرمایا، میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

نحن معشر الانبیاء لا نورث ماترکناہ صدقۃ۔

''ہم انبیاء کی جماعت وارث نہیں بنائے جاتے جو چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہے۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت نہ کرنے کا ذکر کرنا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے معذرت کا ذکر نہ کرنا خلاف دیانت ہے:

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت نہ کرنے کی معذرت کا ذکر نہ کرنا اور اس میں سقیفہ بنی ساعدہ میں مہاجرین اور انصار نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کیا، اس کا ذکر نہ کرنا اور حوالہ نہ دینا شیعیت نوازی نہیں تو اور کیا ہے؟

نمبر۲ قولہ:

اس امت میں اختلاف نہ ہو یہ دعا قبول نہیں ہوئی اس وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعیین نہیں فرمائی، تعیین فرماتے تو یہ اختلاف نہ ہوتا کہ میرے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ ہوگا۔ شیعہ کہتے ہیں ہمیں خلافت دے گئے ہیں، ہم کہتے ہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دے گئے ہیں۔ اشارے میں صراحت تو ہے ہی کوئی نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو متعین تو نہیں کیا، یہ اللہ کی مشیت پر صبر کیا ہے اللہ پاک نے کہا اختلاف ہوگا۔

الجواب:

اہل علم جانتے ہیں امت میں اختلاف سے مراد بدعات، خرافات، قتل وقتال (آپس

Marfat.com

میں) فرقہ بندی ہے جس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ تشریح فرمائی ہے کہ یہود ونصاریٰ بہتر (۷۲) فرقوں میں بٹ گئے تھے اور میری امت تہتر (۷۳) فرقوں میں بٹ جائے گی اور سب ناری ہوں گے مگر ایک فرقہ۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا وہ کون سا فرقہ ہوگا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ما انا علیہ واصحابی'' وہ فرقہ ہوگا جو میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے طریقہ پر ہوگا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت تو امت کے لیے سراسر رحمت تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عین مراد۔

آں امن الناس بر مولائی ما
آں کلیم اول سینائی ما
سایہ او کشت ملت راچوں ابر
ثانی اثنین غار وبدر وقبر

(اقبال)

اس کو اختلاف امت میں سرفہرست شمار کرنا علم وفہم کی کمی، عقل ودانش کی کج روی اور سنگین قسم کی غلطی ہے۔

نمبر۳ قولہ:

اور دوسری بات بھی تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متعین کرتے اور اس میں کمی ہوتی اور ہوتی تھی چونکہ اب یہ دنیا کی تاریخ میں پہلی دفعہ ہونے لگا ہے کہ معصوم کی جگہ پر غیر معصوم آرہا ہے آج تک ایسا نہیں ہوا کہ معصوم کی جگہ غیر معصوم لے رہا ہو انسانی تاریخ میں یہ پہلی دفعہ ہو رہا ہے کہ معصوم کی جگہ غیر معصوم بیٹھے گا تو غیر معصوم ہے ہی اس لیے کہ اس نے خطا کرنی ہے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتخاب فرما کے اپنی جگہ بٹھا دیں پھر اس میں کوئی کمی کوتاہی آئے تو وہ اللہ کے نبی کی طرف منسوب ہوگی۔

الجواب:

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت اور اسی طرح خلفاء ثلاثہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سیدنا

Marfat.com

علی رضی اللہ عنہ کی خلافت علیٰ منہاج النبوۃ والسنۃ تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معروف حدیث ہے۔

علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الرشدین تمسکوابها وعضوا علیها بالنواجذ،

"تم پر میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء کی سنت پر عمل کرنا لازم ہے اس پر عمل پیرا رہو اور اس کو اپنی ڈاڑھوں کے ساتھ مضبوطی سے پکڑلو۔"

اسی طرح سے بالتعیین والتصریح سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا تقرر نہ کرنے کا باعث یہ نہیں تھا جو مولوی صاحب کو سوجھا بلکہ اللہ تعالیٰ نے خلافت کا وعدہ امت سے کیا تھا امت کی ذمہ داری تھی خصوصاً اولین امت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہ وہ اس وعدہ کو اچھی طرح پورا کرتے اور وہی ہوا جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منشاء تھا واقعی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفۃ اللہ فی الارض وخلیفۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم فی الامۃ تھے۔

باقی مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ اس میں کوئی کمی ہوتی اور ہونی تھی بتلایا جائے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں کیا کمی تھی اور ان میں کون سی غلطی اور کمی ہوئی؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مطالبہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول "مشاورت میں ہمارا حق تھا" کے بعد متصل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر نکتہ چینی اور تشکیک پیدا کرنا صرف سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نہیں بلکہ دیگر خلفاء راشدین اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں سوء اعتقاد پر مبنی ہے۔

نمبر۴ قوله:

چونکہ اب یہ دنیا کی تاریخ میں پہلی دفعہ ہونے لگا ہے کہ معصوم کی جگہ غیر معصوم آ رہا ہے آج تک ایسا نہیں ہوا کہ معصوم کی جگہ غیر معصوم لے رہا ہو، انسانی تاریخ میں یہ پہلی دفعہ ہو رہا ہے کہ معصوم کی جگہ پر غیر معصوم بیٹھے گا تو غیر معصوم ہے ہی اس لیے کہ اس نے خطا کرنی ہے اللہ کے نبی انتخاب فرما کے اپنی جگہ بٹھا دیں پھر اس میں کمی کوتاہی آئے تو وہ اللہ کے نبی کی طرف منسوب ہوگی۔"

الجواب:

دنیا کی تاریخ میں ایسے ہوتا رہا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ۹ ھ میں حج کے موقع پر اپنی

Marfat.com

طرف سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حج کا امیر مقرر کیا اور معا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اسی حج میں چند اہم اعلان کرنے کے لیے اپنا نائب مقرر کیا۔ معصوم کی جگہ غیر معصوم کو اتنی بڑی اہم ذمہ داری سونپی گئی کسی نے اس میں ایسے مفروضہ خیالات کا اظہار نہیں کیا اور سب نے آپ کے نائبین پر اعتماد کیا اور ان کی اطاعت سے سرفراز ہوئے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معرکہ ہائے جہاد سر کرنے کے لیے کمانڈر بھیجے اور مفتوحہ ریاستوں میں اپنے امراء اور سفراء اور داعی مقرر کیے تاریخ میں یہ سلسلہ جاری ہے کہ معصوم کی طرف سے غیر معصومین کو ذمہ داری سونپی گئی۔ تاریخ میں یہ کوئی نیا مسئلہ نہیں تھا اس کے سوا چارہ ہی نہیں ہے کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں جو کام پہلے انبیاء نے کیا تھا وہ اس امت کے سپرد کیا گیا ہے اس کو تعجب کی نگاہ سے دیکھنا اور انوکھا قرار دینا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں مولوی صاحب کی فہم نارسا یا تذبذب اور تردد کا نتیجہ ہے (اعاذنا اللّٰه منه)۔

نمبر ۵ قوله:

''نہ ہم ان کو معصوم سمجھتے ہیں نہ محفوظ سمجھتے ہیں۔''

الجواب:

بلاشبہ معصوم تو انبیاء علیہم السلام کے نفوس شریفہ ہیں جن کی عصمت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے لیا ہے بلکہ اللہ کے کتنے نیک بندے ہیں جن کو قرآن عباد اللّٰہ المخلصین کہتا ہے اور وہ بھی گناہوں سے محفوظ ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

ان عبادی لیس لك علیهم سلطان وكفی بربك وكيلا (۱)

''تحقیق میرے بندوں پر تیرا کوئی قبضہ وقدرت نہیں ہے اور آپ کا رب کافی کارساز ہے۔''

انه لیس له سلطان علی الذین امنوا وعلی ربهم یتوكلون (۲)

''تحقیق شیطان کا قبضہ وتصرف ان لوگوں پر نہیں ہے جو ایمان لائے اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔''

قال فبعزتك لاغوینهم اجمعین الا عبادك منهم المخلصین (۳)

(۱) سورۃ بنی اسرائیل رکوع نمبر ۷ آیت نمبر ۶۵ (۲) النحل آیت نمبر ۹۹ (۳) ص آیت ۸۲-۸۳

Marfat.com

"شیطان نے کہا تیری عزت کی قسم میں سب کو گمراہ کروں گا مگر ان میں تیرے برگزیدہ بندے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے برگزیدہ بندے بھی شیطان کی دسترس سے محفوظ ہوتے ہیں وہ انبیاء ہوں یا غیر انبیاء۔ ظاہر ہے کہ جب بعض نیک بندوں کو یہ منصب حاصل ہے تو صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان تو بہت بڑی ہے خصوصاً سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کیا کہنے جو خیر الخلائق بعد الانبیاء علیہم السلام ہیں۔ لیکن مولوی صاحب ہیں جو کسی طرح سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا پیچھا نہیں چھوڑتے اور ان کو موضوع سخن بنالیا ہے اور ان کا پہلا وار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں کہ وہ نہ ان کو معصوم سمجھتے ہیں اور نہ محفوظ، اس لیے شیعہ کے رَدّ میں ان کے نزدیک سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی برأت کرنا حد سے تجاوز اور غلو ہے۔ نیز کہتے ہیں ہم کسی کے رد میں اپنا راستہ نہیں چھوڑیں گے اس سے صاف نظر آرہا ہے کہ خلافت کے مسئلہ میں مولوی صاحب کا وہی موقف ہے جو شیعہ کا ہے کہتے ہیں چونکہ یہ ہونے والا تھا ان سے بشری خطا ہوئی تھی۔ یہ ہے ان کی سعی لاحاصل کا نتیجہ۔

نمبر۶ قولہ:

"یہ بھی میں تمہیں بار بار کہتا ہوں یہ غلو ہے شیعوں کی رَدّ میں حد سے تجاوز کرنا۔"

الجواب:

اہل سنت ہمیشہ شیعوں کے رَدّ میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا دفاع کرتے چلے آئے ہیں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا مسئلہ تو سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ مسئلہ خلافت میں اہل سنت نے تمام پہلوؤں پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف سے دفاع کیا ہے آخر شیعوں اور روافض کی طرف سے کھلے بندوں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر ہرزہ سرائی کی جائے تو ہماری طرف سے اس کا صحیح جواب بھی نہ آئے جس کو مولوی صاحب غلو کہتے ہیں تو یہ مداہنت اور کتمان حق نہیں تو اور کیا ہے؟

نمبر۷ قولہ:

"اب سعد بن عبادہ نہیں مانے، آخر تک نہیں مانے، خالد بن سعید بن عاص نہیں مانے،

Marfat.com

علی نہیں مانے ، بعد میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد بیعت فرمائی ، خالد بن سعید نے بھی چار پانچ مہینے لگا دیئے تھے پھر جا کے بیعت فرمائی۔"

الجواب:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا کہ آپ ہمارے پاس تشریف لائیں ، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تقریر فرمائی اور حمد وصلوٰۃ کے بعد کہا: اللہ تعالیٰ نے جو آپ کو فضیلت دی ہم نے اسے بخوبی پہچان لیا اللہ تعالیٰ نے جو آپ کو خیر عطا کی ہے ہمیں اس پر حسد نہیں ہے لیکن آپ ہماری مشاورت کے بغیر ہی حاکم بن گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت کے باعث ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا بھی اس میں حق ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے باتیں کرتے رہے یہاں تک کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں بے ساختہ آنسو آ گئے جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کلام کیا تو کہا: "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت مجھے اپنی قرابت سے زیادہ محبوب ہے لیکن جو ہمارے اور آپ کے درمیان مناقشہ پیدا ہوا تو میں نے اس میں حق سے کوتاہی نہیں کی میں نے ایسا کوئی امر ترک نہیں کیا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا کرتے تھے" تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ کے پاس بیعت کے لیے ظہر کے وقت کا وعدہ ہے پس جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ظہر کی نماز پڑھائی تو منبر پر آئے خطبہ دیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان بیان کی اور ان کے پیچھے رہ جانے اور ان کے عذر کا تذکرہ کیا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے استغفار کیا اور تشہد پڑھا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حق کی عظمت بیان کی جس فضیلت سے اللہ تعالیٰ نے ان کو نوازا ہے اور کہا کہ: "واللہ! اتنے عرصے میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت نہ کرنے کا باعث حسد اور انکار نہ تھا بلکہ ہم سمجھتے تھے کہ ہمارا بھی اس امارت میں حصہ ہے وہ ہماری مشاورت کے بغیر حاکم بن گئے جسے ہم نے محسوس کیا۔" آپ کے اس بیان سے مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور کہنے لگے کہ آپ نے صحیح فیصلہ کیا اس وقت مسلمان حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قریب ہو گئے اس لیے کہ وہ حق کی طرف لوٹ آئے۔

Marfat.com

نمبر ۸ قولہ:

عبدالوہاب صاحب عجیب انسان ہیں ان کی صحبت سے نفع اٹھانے کے جوادزار ہیں وہ ہمارے پاس ہیں نہیں جو سوچ کی بلندی اور وسعت فکر اس شخص کو اللہ نے عطا کی ہے یہ سارے آج کل کے حضرت، مولانا اور علماء اس شخص کے قدموں کی خاک بھی نہیں ہیں روایات سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زیادہ ہیں یا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی زیادہ ہیں؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تو سو بھی نہیں بنتیں اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ۲۲۰۰ سے اوپر چلی جاتی ہیں (کسی طالب علم نے بتایا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ۵۳۷۴ روایات ہیں) پوچھا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ؟ طالب علم نے بتایا ۵۰ (ہنستے ہوئے) تو پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو پہنچ سکتے ہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ؟

الجواب:

ذرا غور فرمایئے اس پوری تحریر میں کہ کبار صحابہ رضی اللہ عنہم کا نام اس طرح لیا گیا ہے جیسے کوئی بہ عام لوگ ہیں (ابوبکر رضی اللہ عنہ، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) نیز یہ تشبیہ کا بہت بھدا تصور ہے اپنے آدمی کو بڑھانا اور علماء کرام کی توہین اور ان کی عظمت کو ایک ان پڑھ، خود رائے شخص کی خاک پا سے پست قرار دینا گھٹیا ذہنیت کی عکاسی کرتا ہے اسی پر بس نہیں بلکہ اس کو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شبیہ اور مثیل کہنا بہت شرمناک حرکت ہے۔ اہل علم اور علمائے کرام کے لیے تو بہت بڑا فضل ہے کہ روایات حدیث اور علم شریعت کی بدولت انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے تشبیہ حاصل ہو لیکن وہ کون سی علل اور وجوہ ہیں جن کے باعث حاجی عبدالوہاب کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان حاصل ہوئی؟ نیز اس تقریر سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جب آج کے "حضرت، مولانا اور علماء" بقول اس کے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے مقام و منزلت تک پہنچے ہیں اور حاجی صاحب کو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مقام و مرتبہ حاصل ہے تو حاجی صاحب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے افضل ٹھہرے جس شخص کی لب کشائی سے سید الطائفہ شیخ الصحابہ خیر الخلائق بعد الانبیاء نہیں بچ سکے تو اہل علم کس قطار میں ہیں۔

تو گھائل تری نظر سے بنوع دگر ہر ایک
زخمی کچھ ایک بندۂ درگاہ ہی نہیں

Marfat.com

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فقیہ اور مجتہد تھے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کا ساری زندگی مطالعہ کیا آپ شیخ الصحابہ تھے علم وعمل میں کسی صحابی کو آپ پر برتری کا دعویٰ نہیں لیکن مولوی صاحب نے تقابل میں ان تمام باتوں سے اغماض کر کے کثرت روایات کو علم کا معیار قرار دیا ہے۔

نمبر۹ قولہ:

عمر ۹۹ فیصد عصمت کے قریب ہو گئے لیکن ۱۰۰ نہیں لے سکے۔ ۱۰۰ نمبر لینے والا تو معصوم ہوتا ہے، لہٰذا ہم انہیں ساڑھے ۹۹ نمبر تو دے سکتے ہیں آدھا چھوڑیں گے تا کہ نبی اور غیر نبی میں فرق باقی رہے تا کہ انبیاء کی ذات پر غبار نہ آئے صاف رہے۔"

الجواب:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر ہاتھ صاف کیا تو اب چاہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تعاقب کریں تا کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سیدین مخدومین شیخین پر جرح کر کے ان دونوں کو راہ سے ہٹالیں اور ہمارے لیے طعن وتشنیع اور تنقید کی راہ آسان ہو جائے سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت سے متعلق کوئی بات سامنے نہ آئی تو ایک مفروضہ قائم کر لیا کہ نبی بننے میں سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ ۱۰۰ نمبر نہ لے سکے۔ ارے بندۂ خدا! نبوت ایک امر وہبی ہے جس میں کسی کو نمبر نہیں لینے پڑتے پھر یہ سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا میدان نہیں، نہ کسی انسان کو یہ دسترس حاصل ہے کہ وہ اس میں کامیابی حاصل کر سکے سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عمل کا میدان خلافت ہے جس میں انہوں نے اتنے نمبر لیے کہ انبیاء اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد بنی نوع آدم میں کوئی حاصل نہ کر سکا بلکہ بعض باتوں میں آپ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر بھی ترجیح حاصل کی جیسا کہ احادیث کے اشارہ سے معلوم ہوتا ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں مولوی صاحب کے نازیبا الفاظ سوء ادب پر مبنی ہیں

نمبر۱۰ قولہ:

① حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے اور معاویہ رضی اللہ عنہ خطا پر تھے۔

Marfat.com

② چھوٹے درجے کے صحابہ میں معاویہ رضی اللہ عنہ کو انیس برس حکومت کا تجربہ حاصل ہے۔

③ یہ تعصب ہے کہ ہم شیعہ کے مقابلے میں صحابہ رضی اللہ عنہم کو معصوم بنا دیتے ہیں یہ ذہن میرا کبھی نہیں رہا کہ وہ معصوم ہیں۔ معصوم و محفوظ ایک ہی چیز ہے۔"

④ خلافت کے لیے اولویت تقویٰ نہیں ہے خلافت کے لیے اولویت تدبیر کو ہے کہ تدبیر میں کیسا ہے۔"

⑤ معاویہ رضی اللہ عنہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ناخن کے برابر بھی نہیں تھے درجہ کے لحاظ سے۔"

الجواب:

① اس بیان میں مولوی صاحب نے اپنی خام خیالی سے بے تکی باتیں کی ہیں۔ جمہور اہل سنت، محدثین وفقہا کرام رضی اللہ عنہم نے لکھا ہے کہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی بیعت کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت، خلافت عادلہ تھی جس کا درجہ خلافت راشدہ کے بعد ہے تو آپ کو چھوٹے درجہ کا صحابی قرار دینا اور آپ کی خلافت عادلہ کو عام حکومت سے تعبیر کرنا مولوی صاحب کی خود ساختہ اصطلاح اور سوءادب پر مبنی ہے۔

② معصوم اور محفوظ کو ایک چیز قرار دینا علم کلام اور علم عقائد سے ناواقفیت پر دلالت کرتا ہے معصوم عن الخطاء انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات کے نفوس مبارکہ ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ضمانت ہوتی ہے محفوظ تو وہ ہے جس کو اللہ محفوظ رکھے اور اس پر اس کی عنایت شامل ہو اور یہ نبوت کی خصوصیت نہیں ہے بلکہ اس میں امت کے لاتعداد اولیاء و صلحاء بھی داخل ہیں جن سے زندگی بھر کوئی کبیرہ گناہ سرزد نہیں ہوا، وھذا مصرح فی کثیر من الکتب۔

④ حکومت عادلہ اور خلافت اسلامیہ میں تقویٰ اور تجربہ میں سے تقویٰ کو اولیت حاصل ہے وعداللہ الذین امنو منکم وعملو الصٰلحٰت...... الخ [النور: ٥٥] کو ذکر کیا گیا ہے لیکن مولوی صاحب کہتے ہیں حکومت کے سلسلہ میں تقویٰ سے زیادہ تجربہ کو داخل ہے اس لیے ادنیٰ صحابی معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلافت راشدہ کے بعد حکومت سپرد کی گئی اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کی نسبت ان کا انتخاب اس لیے ہوا کہ ان کا تجربہ ان کے تقویٰ سے بڑھ کر تھا اس لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے

Marfat.com

حکومت اسلامیہ کے لیے ان کا انتخاب ہوا یہ ہے ان لوگوں کی ذہنیت یہ ہے، ان لوگوں کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پرکھنے کا معیار۔ بنیاد بھی غلط اور مصداق بھی غلط۔

اسلام میں تقویٰ اصل الاصول ہے اور تمام نیکیوں کا جامع ہے۔ حکومت اسلامیہ تو بہت بڑی بات ہے، انفرادی یا اجتماعی امور میں سے کوئی ایک امر بھی تقویٰ، دیانت اور اعانت خداوندی کے بغیر پایہ تکمیل تک نہیں پہنچ سکتا۔ اگر تجربہ کی نسبت تقویٰ میں کمی واقع ہو جائے تو تجربہ باعث فساد ہوتا ہے اگر تقوی کی نسبت تجربہ میں کمی ہو تو تقویٰ کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا جبر نقصان (قرین قیاس ہے) ہو جاتا ہے۔ تقویٰ کے متعلق ارشاد خداوندی ہے:

وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ اِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰه [سورة النساء:۱۳۱]

"ہم نے بالتاکید وصیت کی ان لوگوں کو جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے اور خاص تمہیں بھی وصیت کرتے ہیں کہ اللہ سے ڈرو۔"

امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے جب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو عراق کی جنگ میں امیر بنا کر بھیجا تو ان الفاظ سے مخاطب ہوئے:

(بسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم) امابعد فانى آمرك ومن معك من الاجناد بتقوى الله على كل حال فان تقوى اللّٰه افضل العدة على العد واقوى المكيدة فى الحرب

[اتمام الوفاء للخضرمی ص:٦٠]

امابعد! میں تمہیں حکم کرتا ہوں اور تیرے ساتھ تمام لشکر کو ہر حال میں اللہ کے تقویٰ کو اختیار کیے رکھو کیونکہ اللہ کا تقویٰ دشمن کے خلاف سب سے بہترین سامان اور جنگ میں کی جانے والی سب سے طاقتور تدبیر ہے۔

④ معاویہ رضی اللہ عنہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ناخن کے برابر بھی نہیں تھے درجہ کے لحاظ سے یہ بہت ہی بھدی تعبیر اور سوقیانہ انداز ہے۔ نہ لکھنے میں نہ پڑھنے میں نہ قرینہ میں نہ تمیز میں۔ کبار

Marfat.com

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نظر میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا بہت بڑا مقام ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نوجوان صحابہ رضی اللہ عنہم وغیرہم کا شماران کے عزیزوں میں ہوتا ہے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا گیا ہے کہ:

اوتر معاویة بعد العشاء برکعة فقال دعه فانه صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم،

کیا آپ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ ایک رکعت وتر پڑھتے ہیں تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان پر طعن کرنا چھوڑ دو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اٹھائی ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے اصاب فانه فقیه، انہوں نے درست کیا وہ مجتہد ہیں۔

نمبر ۱۱ قوله:

ایک طالب علم بڑے غصے سے میرے پاس آیا اور کہنے لگا اس کا مطلب ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم دنیا کے طلبگار تھے؟ تو میں نے یہ آیت پڑھ دی منکم من یرید الدنیا اور کہا یہ کن کے بارے میں ہے؟ وہیں چپ ہو کر چلا گیا۔"

الجواب:

طالب دنیا وہ ہوتا ہے جو اپنی زندگی میں دنیا داری کو دین پر ترجیح دے یہ معروف اصطلاح ہے طالب علم دور حاضر کے عرف کے مطابق پوچھ رہا تھا کہ کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دنیا کا طلبگار کہا جا سکتا ہے؟ مولوی صاحب نے آؤ دیکھا نہ تاؤ جنگ احد میں بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے جو لغزش ہوگئی اللہ تعالیٰ نے انہیں زجراً مال غنیمت کے طمع میں محاذ اور مورچے کو چھوڑنے پر مرید دنیا کہا اس پر مولوی صاحب نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو دنیا کا طالب قرار دے دیا۔ إنا للہ وانا الیه راجعون۔

نمبر ۱۲ قوله

"دور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے دور میں ہماری مثال موجود نہیں۔"

Marfat.com

الجواب:

اس جملہ سے جو ضابطہ اور قانون مفہوم ہوتا ہے وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے بعینہ متصادم ہے۔ سورۂ احزاب میں ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا [سورة الاحزاب: ۲۱]

''تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ میں بہترین نمونہ ہے اس شخص کے لیے جو اللہ کی امید رکھتا ہے اور دن آخرت کی اور اللہ کی بہت یاد کرتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات میں تمہارے لیے عمل کا بہترین نمونہ ہے اور یہ کہتے ہیں کہ دور نبوی میں نمونہ بجائے خود کوئی مثال بھی نہیں۔ ایک مسلمان کے لیے مسلمان کی حیثیت سے دور نبوی ﷺ میں کوئی مثال نہیں تو وہ اور کس چیز کو مثال بنائے؟

مشکوٰۃ شریف میں حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدین تمسکوا بها وعضوا علیها بالنواجذ،

''تم پر میری سنت اور خلفاء راشدین مہدیین کی سنت لازم ہے اس پر عمل کرو اور اس کو اپنی واڑھوں سے مضبوطی سے تھام لو۔''

رسول اللہ ﷺ نے تو اپنی سنت اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی سنت پر عمل کرنا فرض قرار دیا ہے...... مولوی صاحب نے دونوں کی نفی کر دی۔

نمبر ۱۳ قوله:

ہم کچے مسلمان ہیں ہمیں اس بھنور سے نکلنے کے لیے جو راستہ ملے گا وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور میں نہیں ہے۔ پیچھے جانا پڑے گا پیچھے بنی اسرائیل میں جانا پڑے گا وہ کچے مسلمان تھے وہ اس بھنور سے کیسے نکلے تھے؟ وہ راستہ اختیار کریں گے تو ہم نکلیں گے۔

Marfat.com

الجواب:

معلوم نہیں مولوی صاحب کو بقول ان کے کچے مسلمانوں کو مزید بوجہ اور کمزور بنی اسرائیل کا راستہ دکھانے کی کیا پڑی ہے ان کو چاہیے تھا کہ کچے مسلمانوں کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی راہ دکھلاتے تا کہ ان میں جذبہ استقامت وعزیمت پیدا ہوتا کہ اسلام کا دفاع کریں اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے ہمہ وقت تیار رہیں۔ یاد رہے اللہ تعالیٰ کی بنی اسرائیل کے ساتھ غیبی مدد اور نصرت اس وقت تک رہی جب تک وہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی اطاعت میں رہے یہ وہ وقت تھا جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے:

وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ۔

یعنی ”اور یاد کرو اس وقت کو جب رہائی دی ہم نے تم کو فرعون کے لوگوں سے جو کرتے تھے تم پر بڑا عذاب، ذبح کرتے تھے تمہارے بیٹوں کو اور زندہ چھوڑتے تھے تمہاری عورتوں کو اور یہ آزمائش تھی تمہارے رب کی طرف سے بڑی اور جب پھاڑ دیا ہم نے تمہاری وجہ سے دریا کو پھر بچا لیا ہم نے تم کو اور ڈبو دیا فرعون کے لوگوں کو اور تم دیکھ رہے تھے۔“

لیکن جب وہ موسیٰ علیہ السلام کی اطاعت سے نکل گئے بچھڑے کی پوجا کی خوار ہوئے ذلت سے قتل کیے گئے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی بے قدری کی انہوں نے بے جا مطالبات شروع کیے اور خدائے ذوالجلال کی معصیت اور نافرمانی میں مبتلا ہوئے سرکشی پر اتر آئے انبیاء علیہم السلام اور ان کے حواریین کو قتل کیا، ان پر لعنت پڑی، خدا کا غضب نازل ہوا اور شکلیں مسخ ہوئیں اللہ تعالیٰ نے ان میں بندر اور خنزیر بنا ڈالے خصوصاً جب بیت المقدس کی جنگ میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو ترکی بہ ترکی جواب دے دیا اور اس سرزمین میں قدم رکھنے سے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے جس فتح کا موسیٰ علیہ السلام سے وعدہ فرمایا تھا ان کی نافرمانی کی وجہ سے ختم ہو گیا اور وہ راندۂ درگاہ ہوئے۔

Marfat.com

سورۂ مائدہ میں ہے:

قَالُوْا يٰمُوْسٰى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ قَالَ رَبِّ اِنِّىْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِىْ وَاَخِىْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ

"بولے اے موسیٰ! ہم ہرگز نہ جاویں گے ساری عمر جب تک وہ رہیں گے اس میں سو تو جا اور تیرا رب اور تم دونوں لڑو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں بولا اے رب میرے اختیار میں نہیں مگر میری جان اور میرا بھائی، سو جدائی کردے تو ہم میں اور اس نافرمان قوم میں"

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کتنی حسرت وافسوس اور ہزار درد والم سے خدائے ذوالجلال کی بارگاہ میں درخواست کی۔ یہ ہے بنی اسرائیل کا مختصر حال مولوی صاحب ہیں جو کہتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں کوئی مثال نہیں ہمیں بنی اسرائیل کی طرف جانا پڑے گا۔

تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تکفیر سے کافر نہیں ہوگا

نمبر ۱۴ **قولہ**

پھر سن لو! صحابہ رضی اللہ عنہم کو کافر کہنے سے آدمی کافر نہیں ہوجاتا یہ اپنے اکابر کے فتویٰ میں میں نے پڑھا ہے ایک آدمی کہتا ہے کہ سارے صحابہ رضی اللہ عنہم کافر تھے اس پر اس کے کفر کا فتویٰ نہیں آئے گا۔ اب وہ قرآن کو نہیں مانتا کہ یہ وہ قرآن نہیں ہے کوئی اور ہے تو اس پر وہ کافر ہوجائے گا لیکن تکفیر صحابہ رضی اللہ عنہم کے قائل کو کافر نہیں کہہ سکتے۔

الجواب:

تکفیر جیسے نازک مسئلہ میں اور تکفیر بھی صحابہ رضی اللہ عنہم کی اتنی بڑی جرأت صرف اس بناء پر کہ میں نے اپنے اکابر کے فتویٰ میں پڑھا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو کافر کہنے سے آدمی کافر نہیں ہوتا کتنی

Marfat.com

بڑی دیدہ دلیری اور جسارت ہے۔

فتاویٰ رشیدیہ میں ہے

سوال:

رافضی تبرائی کے جنازہ کی نماز جو کہ اصحاب ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی شان میں کلمات بے ادبی کہتا ہے پڑھنی چاہیے یا نہیں؟

الجواب:

ایسے رافضی کو اکثر علماء کافر فرماتے ہیں لہٰذا اس کی صلوٰۃ جنازہ نہ پڑھنی چاہیے۔

نمبر ۱۵ قولہ

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں شاملی میں مشورہ ہوا تو سب کی رائے تھی کہ قتال کرنا ہے ایک بڑے عالم تھے ان کا نام ہے شیخ محمد تو وہ کہنے لگے کہ ہم کمزور ہیں اور اس کمزوری میں یہ حکم نہیں ہے تو حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ کیا ہم بدر سے زیادہ کمزور ہیں؟ تو اس پر وہ خاموش ہو گئے چپ ہو گئے کچھ نہیں کہا۔ پھر شاملی میں جنگ ہوئی۔ میں شاملی گیا ہوں وہاں ایک رات بھی ٹھہرے تو اس میں حافظ ضامن صاحب رحمۃ اللہ علیہ شہید ہوئے وہ عالم تو نہیں تھے لیکن بڑے بزرگ تھے اور حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ زخمی ہوئے پھر یہ سارے حضرات مفرور ہو گئے اور جو مولانا حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے وہ ہجرت کر کے مکہ چلے گئے، چھپتے چھپاتے۔ باقی حضرات بس اللہ تعالیٰ کی طرف سے حفاظت تھی اور اللہ نے کام لینا تھا دیوبند کا مدرسہ بننا تھا تو اللہ تعالیٰ نے کفایت فرمائی۔ بچ گئے پھر انہوں نے وہی کیا جو مولانا شیخ محمد کہہ رہے تھے پیچھے ہٹ گئے پھر مدرسے پر آ گئے۔

الجواب:

اس وقت مشاورت میں جتنے علماء تھے سب نے بالاتفاق حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے مشورہ کو قبول کیا انگریزوں سے جنگ لڑی یہ اس وقت کا گویا اجماع امت تھا اور اجماع امت سب کے نزدیک حجت ہے اور ادلہ اربعہ میں اجماع امت مستقل دلیل ہے اس کو ٹھکرانا اپنے اکابر کی

Marfat.com

تغلیط ان پر الزام اور خود رائی ہے جو کسی طرح قابل قبول نہیں۔ حضرت مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ ہجرت کر کے مکہ معظمہ چلے گئے (ان پر کیا الزام ہے؟) آخر جب میدان میں شکست ہو جائے اور وہاں میدانِ کارزار کافروں کے ہاتھ آجائے تو اپنی پناہ گاہ میں آنا کون سا جرم ہے؟ اور یہ کہنا کہ سارے حضرات مفرور ہو گئے نہایت غلط تعبیر ہے مفرور تو وہ ہوتا ہے جو عین میدان جنگ سے اپنے امیر کو چھوڑ کر بھاگے۔

نمبر ۱۶ **قولہ:**

پچھلی صدی میں اور اس سے پچھلی صدی میں یہ ہوتا رہا کہ قوت کے واقعات کو سامنے رکھ کر ضعف کا حال اور ان واقعات سے استدلال پکڑ کر کام کرتے رہے تو نتیجہ یہ ہوا کہ مخلصین کی طاقتیں لگتی رہیں شہید بھی ہوئے قید بھی ہوئے لیکن جس مقصد کے لیے اٹھے تھے اس مقصد تک پہنچ نہ سکے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کو الہامی طور پر یہ چیز دی گئی انسان اپنے ماحول سے متاثر ہو کر چلتا ہے، دائیں بائیں وہ دیکھتا ہی کوئی نہیں۔ اب سارے اہل علم کا ہی ماحول ہے لیکن تمام کے تمام کا رخ حدیث پاک میں آکر جو چل رہا ہے وہ ایسا تو نہیں ہے کہ اس کو مثالی کہا جائے؟

الجواب:

ہر دور میں علماء نے جہاں کہیں جہاد کا علم بلند کیا اور میدان میں اترے تو ان کے پاس اتنی قوت تھی وہ کافروں سے جنگ کر سکتے تھے یا کم از کم دفاع کے حق میں تھے ان کا علم وفضل، تقویٰ وطہارت اور خدا پرستی ان لوگوں سے بڑھ کر تھی جو اپنے آپ کو سوائے دعویٰ ہمہ دانی اور تبلیغ کے، جہاد کا اہل نہیں سمجھتے۔ اسلام میں نہ تو جہاد کے لیے یہ شرط ہے کہ مسلمانوں کی قوت کافروں کی عددی اور نفری قوت کے برابر ہو اور نہ یہ شرط ہے کہ ان کے پاس اسلحہ اور جنگی سامان دشمن کے ساز وسامان کے برابر ہو بس وہ اس قدر مکلف ہیں کہ اپنی استطاعت کی حد تک جہاد کیلئے طاقت مہیا کریں۔

بالاکوٹ میں امیر المؤمنین سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے ساتھ فقیہ الاسلام مولانا

Marfat.com

عبدالحیٔ بڈھانوی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ الاسلام عالم نبیل شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے وقت کے جم غفیر علماء اور عامۃ المسلمین کی ایک بہت بڑی جماعت کو ساتھ لے کر چار سال کے عرصہ تک شمالی علاقہ جات میں علم جہاد بلند کیا اور بالآخر بالاکوٹ میں ۱۲۴۴ء میں جام شہادت نوش فرمایا اور ۱۸۵۷ء میں ہمارے علماء ہند نے شاملی کے میدان میں انگریزوں سے جنگ کی اور بظاہر شکست ہوئی، شیخ الہند مولانا محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک ریشمی رومال سازش کا شکار ہوئی اور تحریک خلافت میں علماء اور عامۃ المسلمین نے بھرپور کوشش کی لیکن درمیان میں رہے اور جنگ آزادی جس میں علماء، عام مسلمان، ہندو اور سکھ شریک ہوئے بالآخر یہ کوشش بار آور ہوئی انگریزوں کو ہندوستان چھوڑنا پڑا یہ مذکورہ بالا تحریکیں جاری رہیں ہر پچھلی تحریک نے دوسری تحریک کو جنم دیا اور یہ قوت بڑھتی رہی بالآخر کامیاب ہوئی۔

ع شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے

نمبر ۱۷ قولہ:

افغانستان کی مثال دیتے ہیں نا آج کہ افغانستان پر قبضہ ہو گیا عراق پر قبضہ ہو گیا ساری امت پر فرض عین ہے۔ بالکل فرض عین ہے اس میں کوئی شک نہیں لیکن یہ فرض عین اپنی شرط کے ساتھ فرض عین ہے تو ساتھ استعداد بھی ہو استعداد نہیں ہے تو پھر صبر کرنا پڑے گا۔

الجواب:

شروع میں جب روس اور اس کے ایجنٹوں نے افغانستان پر قبضہ کیا تو وہاں کے علماء اور عامۃ المسلمین نے ان کی حکومت کو تسلیم نہیں کیا ان کی قوت اور فوجی برتری کے باوجود جنگ شروع کر دی ادھر علماء نے جہاد کا فتویٰ دیا خصوصا استاذی مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس وقت افغانی پاکستان کی جنگ لڑ رہے ہیں اور ان کا جہاد صرف اپنے ملک کے لیے نہیں بلکہ اس میں پاکستان کا دفاع بھی ہے عرب وعجم کے علماء اور عام اہل اسلام نے بھرپور حصہ لیا اور روسیوں کے چھکے چھڑا دیئے طالبان کا دور آیا انہوں نے اسلامی حکومت قائم کی تو یہ فتح جہاد کے نتیجے میں حاصل ہوئی اگر وہ استعداد کا انتظار کرتے جسے مولانا جہاد کے لیے شرط قرار دے رہے ہیں تو کبھی بھی فتح کا

Marfat.com

خواب شرمندہ تعبیر نہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ

[سورۃ الانفال: ٦٠]

"تم کفار کے خلاف اپنی قوت مہیا کرو اور باندھے ہوئے گھوڑوں سے۔"

استعداد خود بخود حاصل نہیں ہوتی بلکہ اس کے لئے تیاری کی جاتی ہے اور تیاری بھی اپنی استعداد کے مطابق نہ کہ کفار کی طاقت کے ہم وزن اور اس کے برابر۔ آج بھی افغانستان و عراق میں مجاہدین کفار سے برسرپیکار ہیں وہ اپنی استطاعت و صلاحیت اور استعداد کے مطابق جنگ لڑ رہے ہیں۔ اکابر علماء اسلام میں سے کسی ایک نے یہ نہیں کہا کہ جہاد نہیں کرنا چاہئے اور ان کا یہ جہاد جہاد نہیں ہے۔ معلوم نہیں مولانا کے ساتھ وہ کون سے علماء اہل فتویٰ کی جماعت ہے جو موجودہ حال میں لڑی جانے والی جنگ کو جہاد نہیں سمجھتی۔

نمبر ١٨ قولہ:

عز الدین بن عبد السلام وہ تو یہ کہتے ہیں کہ اعلائے کلمۃ اللہ کا تحقق نہ ہو رہا ہو تو قتال ویسے ہی ساقط ہے صرف شہادت مطلوب نہیں ہے مطلوب کسی غرض کے ساتھ ہے ایویں جان گنوا دینے کا حکم نہیں سمجھے بات!

الجواب:

قتال فی سبیل اللہ کے علاوہ دفاع بھی اسلام میں جہاد کہلاتا ہے اور کفار سے قتل کا بدلہ لینا بھی جہاد عظیم ہے۔ ایک قاصد کا بدلہ لینے کے لیے جنگ موتہ پیش آئی، جس میں یکے بعد دیگرے تین کمانڈر شہید ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گورنر بصری کی طرف حارث بن عمیر ازدی رضی اللہ عنہ کو خط دے کر بھیجا جب آپ کا قاصد موتہ کے مقام میں پہنچا تو شرجیل بن عمرو غسانی نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ قاصد کی گردن اُڑا دی گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا بہت سخت رنج ہوا اور اس پر بہت غمزدہ ہوئے آپ نے اپنے قاصد حارث بن عمیر ازدی رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کے لیے جمادی الاولیٰ ۸ھ میں ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا جن پر یکے بعد دیگرے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ، جعفر بن

Marfat.com

ابی طالب رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا۔ جنگ کے مقام میں معلوم ہوا ہمارا مقابلہ ایک عظیم لشکر سے ہے تو بحث چھڑ گئی ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد طلب کریں یا اس حال میں جنگ کریں؟ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

یاقوم! واللہ ان الذی تکرھون ھو ماخرجتم له خرجتم تطلبون الشهادة ونحن مانقاتل بقوة ولا بكثرة مانقاتل الا بهذا الدين الذی اكرمنا الله به فانما هی احدی الحسنيين اما الظهور واما الشهادة فقال الناس صدق والله ابن رواحة رضی الله عنه ومضوا للقتال فلقوا هذا الجموع المتكاثرة۔

[نور الیقین للخضرمی ص: ۲۰۲]

"اے قوم! بخدا وہ چیز جس کو تم ناپسند کرتے ہوئے وہ ہے جس کے لئے تم گھر سے نکلے ہو شہادت کے طالب بن کر ہم قوت اور کثرت کے بل بوتے پر قتال نہیں کرتے ہم تو اس دین کی مدد سے قتال کرتے ہیں جس کی بدولت اللہ نے ہمیں عزت دی اور وہ دو خوبیوں میں سے ایک خوبی ہے غلبہ یا شہادت۔ لوگوں نے اس کی تصدیق کی کہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے سچ کہا۔ قتال کے ارادے سے چل پڑے اور بہت بڑے لشکر سے جنگ شروع کی۔"

ان کمانڈر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یکے بعد دیگرے جام شہادت نوش کیا۔ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا انسان اقدام کرتے ہوئے قتل کیا جاوے یہ بہتر ہے۔

تین ہزار مجاہدین نے ڈیڑھ لاکھ فوج کا مقابلہ کیا

اس کے بعد خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو انہوں نے بالاتفاق کمانڈر مقرر کیا آپ کی ہمت اور مہارت حربیہ کے باعث از سر نو جنگ شروع ہوئی اور یہ بچا کھچا لشکر ضائع ہونے سے بچ گیا۔ آخر تین ہزار کا لشکر دشمن کے ڈیڑھ لاکھ کے مقابلے میں کیا کچھ کر سکتا ہے؟ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

Marfat.com

نے جنگ کی کایا پلٹ دی۔ رومیوں نے خیال کیا مسلمانوں کو کوئی نئی کمک پہنچ گئی ہے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ایک خاص انداز سے پیچھے ہٹے اور موتہ کے مقام میں پہنچ گئے۔ وہاں ٹھہرے، سات دن تک دشمن سے جنگ جاری رکھی۔ کفار اس خیال سے پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوئے کہ مسلمانوں کی امداد تسلسل کے ساتھ جاری ہے کہیں ہمیں صحرا و بیابان میں نہ دھکیل دیں جہاں ہم پھنس کے رہ جائیں اور خلاصی ممکن نہ ہو۔

بتلایئے مولانا استعداد کہاں گئی؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑے نازک حالات میں اپنے ایک قاصد کا انتقام لینے کے لیے ایک بڑی جنگ لڑی جس میں بڑے بڑے جرنیل صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہوئے، دشمن کی دور افتادہ سرزمین میں ایک مختصر سی تین ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم کی فوج بھیجی جس کا مقابلہ ڈیڑھ لاکھ فوج سے ہوا وہاں پہنچ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بے سروسامانی کی حالت میں اقدام جنگ کو اور شہادت کو پیش نظر رکھا۔ غزوات میں اعلائے کلمۃ اللہ کے ساتھ شہادت بھی مقصود بالذات ہے اور یہ بھی مقصود ہوتا ہے کہ مخلص مؤمنین اور منافقین کے درمیان تمیز ہو جائے۔ مال غنیمت اور فئی مقاصد میں داخل نہیں البتہ یہ بالتبع حاصل ہو جائیں تو انعام خداوندی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ۔[سورہ آل عمران: ۱۳۳]

"اور تا کہ اللہ تعالیٰ معلوم کرے ایمان والوں کو تا کہ تم میں کچھ شہید بنائے اور اللہ تعالیٰ ظالموں سے محبت نہیں کرتے تا کہ اللہ ممتاز کردے ان لوگوں کو جو تم میں سے ایمان لائے اور کافروں کا خاتمہ کردے۔"

مولوی صاحب دور حاضر میں جہاد کا وقت نہیں سمجھتے

نمبر ۱۹ قولہ:

"الجہاد الجہاد کوئی جہاد کا منکر ہو سکتا ہے؟ کوئی قرآن کا منکر ہو کے کہاں جائے گا؟ جہاد

Marfat.com

کا انکار تو قرآن کا انکار ہے قرآن کا انکار عین کفر ہے۔ ہاں! وقت میں اختلاف ہے کہ وقت ہے یا نہیں ہے؟ نماز تو فرض ہے، پر وقت داخل ہوا ہے کہ نہیں ہوا؟ کہ پہلے ہی اللہ اکبر۔"

الجواب:

① مولوی صاحب نے جہاد کے لیے مناسب اور موزوں وقت نہ ہونے کا واویلا کیا ہے لیکن خود جہاد کے لیے صحیح وقت کا تعین نہیں کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد کس دور میں جہاد فرض ہوا اور کہاں کہاں اہل اسلام نے اس فریضہ کو مناسب اور صحیح وقت میں ادا کیا؟ اور اللہ اکبر کے نعرے لگائے گئے۔ اس وقت فلسطینی، کشمیری، افغانی اور عراقی بدترین سخت دشمن سے برسرپیکار ہیں۔ اسلام کے نام پر دفاعی جنگ لڑ رہے ہیں۔

قال اللہ تعالیٰ: قاتلوا فی سبیل اللہ او ادفعوا [سورہ آل عمران: ١٦٧]

لڑو اللہ کی راہ میں یا دفاع کرو۔

② جناب موصوف کو یہ جنگیں بھی نظر نہیں آئیں جہاد کی نفی میں صلواتیں سناتے چلتے گئے اور اپنے دور کی حالیہ جہادی مساعی کا تذکرہ ہی نہیں کیا تا کہ معلوم ہو مولوی صاحب جہاد کی حیثیت کو تسلیم کرتے ہیں اور اس کو وقعت دیتے ہیں۔ حرمین شریفین میں ائمہ کرام خطبہ جمعہ اور عیدین میں اپنی دعاؤں میں اہمیت سے ان مجاہدین کا تذکرہ کرتے ہیں۔

اَللّٰھم انصر اھل فلسطین وانصر اھل افغانستان وانصر اھل العراق وانصرھم علی اعدائھم فانھم لا یعجز ونك اَللّٰھم اذا ارادوا بنا شرا فالقھم فی شر انفسھم

افسوس رائے ونڈ کی سالانہ اجتماعی دعا میں اہل اسلام ان کلمات کے سننے کو ترستے ہیں انہیں اس طرح کی آواز سننے میں نہیں آتی۔ ان کے قائدین کے تازہ بیانات سے جہاد کے متعلق ان کے نظریہ کا صحیح اندازہ لگایا جا سکتا ہے:

"اسلام کے نام پر انتہا پسندی قابل مذمت ہے اسلحہ کے زور پر شریعت نافذ

Marfat.com

نہیں کی جاسکتی۔" [تبلیغی اجتماع، اسلام آباد ۲۰۰۹]

نمبر۲۰ **قولہ:**

بدر میں تین سو تیرہ تھے۔ تم نے ابھی تک تین سو تیرہ بھی تیار نہیں کیے؟

الجواب:

مولوی صاحب ان لوگوں کو طعن دے رہے ہیں۔ یہ کہتے ہیں اصحاب بدر رضی اللہ عنہم کی تعداد کا تذکرہ کرنیوالے اصحابِ بدر رضی اللہ عنہم کی تعداد کو سند اور جواز کے طور پر پیش کرتے ہیں اور یہ ہمارے لیے اس دور میں مثال نہیں ہے۔

جنگ اُحد میں کفار مکہ کی تعداد تین ہزار تھی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سات سو رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی عین میدان جنگ سے اپنے تین سو آدمی واپس لے گیا انہی منافقین کا ایک گروہ کہہ رہا تھا لو نعلم قتالاً لاتبعناکم یعنی "جنگی قوت اور عسکری تعداد کے لحاظ سے اگر ہم ان کے ہم پلہ ہوتے تو اس جنگ میں ہم آپ کا ساتھ دیتے۔" اصحابِ احد جب عین لڑائی میں محسوس کر رہے تھے کہ ہم ان سے قوت اور نفری میں کم ہیں، اس وقت اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ کہہ کر جرأت اور ہمت دلائی۔

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلة فاتقوا اللہ لعلکم تشکرون

"اور تمہاری مدد کر چکا ہے اللہ بدر کی لڑائی میں اور تم کمزور تھے، سو ڈرتے رہو اللہ سے تاکہ تم احسان مانو"

غور فرمایئے اللہ تعالیٰ جل وعلا شانہٗ بدر کو بطور نظیر کے پیش فرما کے اہل احد کی حوصلہ افزائی فرماتے ہیں اور مدد کا وعدہ کرتے ہیں اور مولوی صاحب ہیں کہ وہ بدر کو بطور مثال پیش کرنے کی نفی کرتے ہیں۔

نمبر۲۱ **قولہ:**

مولانا احمد صاحب ہمارے ساتھ ۱۵ دن لگاتے ہیں ہر مہینے وہ کہنے لگے۔ "میں ایک

Marfat.com

دفعہ افغانستان گیا، طالبان کے مورچے دیکھے تو میں نے کہا بے وقوفو! تم مارے جاؤ گے تمہارا تو ایک مورچہ بھی ٹھیک نہیں ہے تو میں نے وہاں ملا عمر سے کہا میں اپنی خدمات پیش کرتا ہوں صرف آپ کو تھوڑی تربیت دے دوں انہوں نے کہا ہمیں کوئی ضرورت نہیں ہے ہمیں اللہ کافی ہے کیسی حماقت کی بات ہے؟" تو اللہ تعالیٰ کے امر سے خیمے اکھڑ وائے گئے حالانکہ فرشتوں کا وعدہ ہو چکا تھا پھر بھی اس پر انحصار نہیں رکھا گیا اور اُحد کی لڑائی میں بھی آپ نے نقشہ صحیح بنایا اور اس ظاہری ترتیب کو توڑا گیا وہی شکست کا باعث بنا۔

الجواب:

اس مقولہ میں علامہ احمد صاحب نے کلام کا آغاز ہی طالبان کے خلاف بے وقوفو! سے کیا۔ مولوی صاحب نے بھی آخر میں ملا عمر ﷺ پر حماقت کا فتویٰ لگا دیا، تعجب کی بات ہے! مولوی صاحب کو یہ معلوم نہیں کہ کس ماحول میں بات ہوئی اور اصل موقع ومحل کا تقاضا کیا تھا علامہ احمد صاحب کے مشورہ سے ان کو اتفاق نہ ہوا ہو سکتا ہے ملا عمر ﷺ موقع کی نزاکت کو مولانا سے زیادہ سمجھتے ہوں عرصہ سے وہ اسی جنگ کی آزمائش میں مبتلا ہیں۔

نمبر۲۲ قولہ:

سو برس سے غلبہ ہوا یورپین اقوام کا تو اس وقت سے لے کر اب تک مسلسل اس جہاد کے نام پر تحریکیں اُٹھیں کبھی داخلی مسلمان کے لیے اُنھیں اس کا نام بھی جہاد کر دیا سپاہ صحابہ نے جہاد کے نام پر کتنا لمبا چوڑا انظام چلایا اور یہ جہادی تنظیموں میں کبھی فلاں حرکت، فلاں حرکت لیکن آہستہ آہستہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ سب کا نشان مٹ گیا ہے اُن کو ہم نے تو نہیں مٹایا ان کی اپنی غلط منصوبہ بندی نے ان کو مٹایا ہے۔

"فما کان اللہ لیظلمهم ولکن کانو انفسهم یظلمون"

یعنی "ان کی اپنی غلطیوں نے انہیں یہاں تک پہنچایا ہے۔"

الجواب:

یورپین اقوام کے خلاف سیاسی جدوجہد اور میدانِ کارزار میں عملی معرکہ جن کی قیادت

Marfat.com

اہل حق اور علماء کے پاس رہی واقعی ان کی مساعی جمیلہ جہاد کے زمرے میں آتی ہیں اسے ناکامی سے تعبیر نہیں کیا جاسکتا خواہ اس کے نتائج کچھ بھی ہوں ہم اس بات کو تسلیم نہیں کرتے۔ کسی جنگ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ناکامی ہوئی۔ شکست و ریخت اور شہادت اور ہے مقصد میں ناکامی اور ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں: ایک جنگ کے بعد ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی معذرت ان الفاظ میں پیش کی:

''نحن الفرارون قال بل أنتم العکارون وأنا فئتکم''

یعنی ''ہم بھگوڑے ہیں فرمایا نہیں بلکہ تم پلٹ کر دشمن پر دوبارہ حملہ کرنے والے ہو اور میں تمہارا لشکر ہوں۔''

مسلمان کفار کے خلاف محاذ جنگ میں کبھی ناکامی تسلیم نہیں کرتا ایک محاذ سے دوسرے محاذ کی طلب میں رہتا ہے:

یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے

شرط یہ ہے کہ وہ جذبہ جہاد سے سرشار اور اعلائے کلمۃ اللہ کے تمغہ میں سب کچھ قربان کرنے پر آمادہ ہو۔

تم لوگوں کی نظر میں علماء اسلام اور مدارس عربیہ کی وقعت کم ہو جاتی ہے

شارح بخاری حضرت مولانا سید احمد رضا بجنوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

تبلیغی جماعت میں کام کرنے والوں کے دلوں میں علماء اسلام اور مدارس عربیہ کی وقعت کم ہو جاتی ہے حالانکہ علماء اور مدارس عربیہ دین کے مستحکم قلعے ہیں ان سے کٹ کر ان سے بدظن ہو کر یا ان سے بے نیاز ہو کر جو دین کا کام ہوگا اس کے اثرات پائیدار و مستحکم نہ ہوں گے اور مجموعی حیثیت سے دین و علم کو اس سے ناقابل تلافی نقصان بھی پہنچے گا۔ وما علینا الا لبلاغ،

یہ لوگ آیات جہاد فی سبیل اللہ کو مروجہ تبلیغی سرگرمیوں پر منطبق کرتے ہیں

یہ لوگ جب اپنے مروجہ تبلیغی سفر پر نکلتے ہیں تو یہ آیت پڑھتے ہیں:

''انفروا خفافا وثقالا وجاهدوا باموالکم وانفسکم فی

Marfat.com

سبیل اللہ"

یعنی "نکلو ہلکے پھلکے اور بھاری بوجھل اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے۔"

گویا یہ بدر، احد، غزوۂ تبوک کے مجاہد اور غازی جا رہے ہیں۔ قرآنی آیات و احادیث کی صریح نصوص جو قتال فی سبیل اللہ کے بارے میں نازل ہوئی ہیں ان کو اپنی مروجہ تبلیغ پر فٹ کرتے ہیں۔ کہتے ہیں فلاں صحابی فلاں ملک میں دعوت و تبلیغ کے لیے گئے انہیں شہید کر دیا گیا۔ مروجہ تبلیغ کا درجہ اور ثواب جہاد اور قتال فی سبیل اللہ کے برابر سمجھتے ہیں، بلکہ اس سے بھی بڑھ کر کہتے ہیں قتال میں جانیں ضائع ہوتی ہیں تبلیغ کا انداز مثبت ہے اس میں جانیں تلف نہیں ہوتیں۔

یہ لوگ جہاد کی طرح تبلیغ پر ایک نیکی کا ثواب سات لاکھ گنا سمجھتے ہیں

مولانا سید احمد بجنوری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے جہاد کی جو عظیم الشان عظمت و کرامت شریعت کی نظر میں ہے یہاں تک کہ جہاد میں نکلنے پر ایک نیکی کا ثواب سات لاکھ گنا تک وارد ہے وہ اس لیے ہے کہ جہاد کہتے ہیں کلمۃ اللہ کو بلند اور کلمہ کفر و شرک کے سرنگوں کرنے کو، نفس و نفیس کو خیر باد کہہ کر ہمیشہ کے لیے گھر سے نکل جانے کو، تب اس کا ثواب اتنا بڑا ہے کہ دوسری کسی عبادت کا ثواب اس قدر نہیں۔ مثلاً جہاد کے وقت ایک روپیہ صرف کرنے کا ثواب سات لاکھ روپے کے برابر ہے اس زمانے میں عام طور سے ہماری تبلیغی جماعت کے افراد علماء و عوام کے ذہن میں یہ بات آگئی ہے کہ تبلیغ کے لیے نکلنے پر بھی ہر نیکی کا ثواب سات لاکھ کے حساب سے ملے گا کیونکہ وہ بھی مثل جہاد کے ہے اول تو کسی کو شارع علیہ السلام کا منصب اختیار کر کے یہ کہنے کا حق نہیں کہ فلاں عمل چونکہ فلاں عمل سے مشابہ ہے اس لیے ان دونوں کا ثواب برابر ہے پھر جب کہ قرآن و حدیث کے مجموعی مطالعہ سے جہاد فی سبیل اللہ اور دوسرے اعمال کا فرق زمین و آسمان کا معلوم ہوتا ہے۔ ذروۃ سنامہ الجهاد جہاد دین کے سب اعمال میں سے چوٹی کا عمل ہے جس کی وجہ یہ بھی ہے کہ بغیر اعلاء کلمۃ اللہ کے دوسرے اعمال کی ادائیگی کی شان نہایت گری ہوئی

Marfat.com

ہے۔[ملخصاً حاشیہ انوار الباری ص ۱۱۷-۱۱۶ جلد ۳]

نمبر ۲۳ قولہ:

عبدالوہاب صاحب اللہ کے بڑے مقرب بندے ہیں شاید ہی اس بندے کا وزن کوئی اور اٹھا سکے تو ان کو ایک درد وغم ہے کہ کسی طرح لوگ اس کام پر آجائیں۔

الجواب:

پاکستان میں تبلیغی مراکز میں درس قرآن کا سلسلہ عرصہ سے نہیں ہو رہا کہیں بھی بڑے بڑے اجتماع میں درس قرآن کا اہتمام نہیں کیا جاتا جبکہ قرون ماضیہ میں ہمارے اکابر ومشائخ علماء کا جہاں اجتماع ہوتا سب سے محترم اور بزرگ عمر رسیدہ شیخ حاضرین علماء اور عوام کو درس قرآن دیتا تلاوت، ترجمہ وتفسیر سناتا، قرآن اور درس قرآن ہی تبلیغ کا سرچشمہ اور پیش خیمہ ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول اللہ ﷺ سے ارشاد فرمایا:

"یاایها الرسول بلغ ماانزل إليك من ربك وان لم تفعل فمابلغت رسالته" [مشکوٰۃ ۳۲۳]

یعنی "اے رسول (ﷺ)! پہنچادے جو تجھ پر اترا تیرے رب کی طرف سے اور اگر ایسا نہ کیا تو تو نے کچھ نہ پہنچایا اس کا پیغام۔"

اس آیت مبارکہ میں نبی کریم ﷺ کو اس چیز کی تبلیغ کا حکم دیا گیا جو ان کے رب کی طرف سے ان پر اتاری گئی ہے۔ جب کسی کو ما انزل الیک من ربک کا علم نہیں ہوگا وہ شخص اس کی کیا تبلیغ کرے گا۔ اکثر بلکہ عامۃ الناس رائے ونڈ سے بغیر علم، بغیر تربیت بغیر ادب وآداب کے تبلیغ کا سرٹیفکیٹ حاصل کر لیتے ہیں۔ ان کے ہاں علماء اور علم کی قدر واہمیت کم ہو جاتی ہے۔ علما سے از خود بطور امتحان پوچھتے ہیں آپ نے کتنا وقت لگایا ہے؟ ایسی موضوعات، من گھڑت حکایتیں، قصے بیان کرتے ہیں جن کا حقیقت سے دور کا تعلق بھی نہیں ہوتا۔ ضعیف بلکہ موضوع احادیث تک بیان کرنے سے نہیں ہچکچاتے ان کی بڑی سند یہ ہے ہم نے اپنے بڑوں سے سنا ہے۔

Marfat.com

ہر کہ خود گم است کرا رہبری کند

نمبر ۲۴ قولہ:

مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے انگریزوں کو نکالنے کے لیے کیوں زور لگاتے ہو مسلمان بنانے پر زور لگاؤ۔

الجواب:

جہاد کی مخالفت، جہادی تنظیموں پر ہٹ، ۱۸۵۷ء میں علما ہند کے اجماعی فیصلہ جہاد، خصوصاً حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے اقدام جہاد کی تغلیط یہ سب تمہید تھی۔ مولوی صاحب نے مطلب کی بات اب کہی ہے "مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے تم انگریزوں کو نکالنے کی لیے کیوں زور لگاتے ہو مسلمان بنانے پر زور لگاؤ" لیکن الحمد للہ ہمارے اکابر و مشائخ دوطرفہ زور صرف کرنے میں کامیاب رہے، انگریزوں کو بھی نکالا، مسلمانان ہند کا ایمان بھی بچایا، اسی اثناء میں بے پناہ خلق حلقہ بگوش اسلام ہوئی، مسلمانوں کو عیسائی اور ہندو بنانے کی مختلف تحریکات اٹھیں مگر ناکام بنا دی گئیں نیز تقسیم ہند کے بعد متعدد مقامات میں متعصب ہندوؤں کے تشدد اور مسلمانوں کی کمزوری کے باعث چند مسلم اقوام ہندوازم میں شامل ہوگئیں۔ مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے پورے ہندوستان کا دورہ کیا، ہندو مظالم اور ان کے خوف و ہراس کو رفع کیا ان اقوام کو ان کے جان و مال کے بارہ میں اطمینان دلایا ہر طرح سے ان کی حوصلہ افزائی کی اس وقت تک آرام سے نہیں بیٹھے جب تک ان کو ارتداد سے دوبارہ اسلام میں نہیں لے آئے۔

مولوی طارق جمیل صاحب اس بیان میں اپنے باطن کو ظاہر کرتے ہیں حضرت شیخ الحدیث محمد زکریا قدس سرہٗ نے ایک رسالہ مودودی صاحب کے خلاف لکھا تھا:

نمبر ۲۵ قولہ:

یہ مولوی شاہد صاحب کی زیادتی ہے۔ مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ نہیں لکھا، ایک عالم

Marfat.com

تھے جو پڑھے ہوئے تھے سہارنپور کے مودودی صاحب کے ساتھ ہو گئے ان کو مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خط لکھا وہ خط ذاتی نوعیت کا تھا ان کے آگے نواسے، وہ پبلشر ہیں، کاروباری آدمی ہیں کاروباری نقطہ نگاہ سے انہوں نے اس کو چھاپا اور اس کا نام انتہائی غیر موزوں رکھا ''فتنہ مودودیت'' یہ بہت ہی نامناسب تھا تو انہوں نے اس خط کو کہیں سے نکال کر، حضرت شیخ کو پتہ ہی کوئی نہیں اور اس کا نام بھی خود مقرر کیا اور اس کو چھاپ دیا اس سے تبلیغ والوں کو نقصان ہوا اور وہ تبلیغ کی طرف منسوب ہو گیا اس میں انہوں نے یہی نچوڑ نکالا ہے کہ اس سے آزاد خیالی پیدا ہوتی ہے۔

مولانا علی میاں اور مولانا نعمانی بھی اسی وجہ سے ان کو چھوڑ گئے ان میں ہم ان کو معذور جانتے ہیں اور اللہ کے دربار میں ان کے لیے خیر چاہتے ہیں نہ یہ کہ جہاں ان سے خطا ہوئی ہے۔ اس کو سامنے رکھ کر جتنا انہوں نے مثبت کام کیا اس پر بھی قلم پھیر دو ان کا مثبت کام بھی بہت زیادہ ہے اور بطور انسان اور بشر ان سے خطائیں ہوئیں کہ ان میں سے اپنے طور پر اجتہاد کرنے کا مادہ تھا اس پر انہوں نے ٹھوکریں کھائیں ورنہ وہ باقی تو حنفی ہی تھے اور مقلد ہی تھے کبھی انہوں نے غیر مقلد ہونے کا دعویٰ نہیں کیا کبھی انہوں نے غیر مقلدین کی طرح اچھالا نہیں تعبیرات میں ان سے خطا ہوئی اس میں کوئی شک نہیں۔

الجواب:

''فتنہ مودودیت'' از قلم شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ جس میں جماعت اسلامی کے امیر اور اس کے بانی سید ابوالاعلیٰ مودودی کی دینی تحریفات اور تلبیسات کا بھرپور جائزہ لیا گیا یہ مسودہ ۱۰۱ صفحات پر پھیلا ہوا ہے اگرچہ یہ ایک نجی مکتوب ہے لیکن اس حیثیت سے اہم ہے کہ مظاہر العلوم کے شیخ الحدیث نے مظاہر العلوم کے شیخ التفسیر کو لکھا اس میں دلائل کا توازن اور تقابل استدلال و استنباط کا تموج ظہور پذیر ہے اور اہل علم اور اہل حق کے لیے مشعل راہ ہے۔

مولانا محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ صدر مفتی دار العلوم دیوبند بطور تقریظ فرماتے ہیں:

Marfat.com

''الحمد للہ و کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی! اما بعد! رسالہ مبارکہ ''فتنہ مودودیت'' حضرت اقدس شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم کی تالیف ایک خصوصی اور مختصر خط ہونے کے باوجود اہل علم واہل دین حضرات کے لیے مشعل راہ ہے جس کی روشنی میں اس تحریک کی ضلالت اپنے خدوخال کی ساتھ بے نقاب ہو کر سامنے آجاتی ہے اور پھر اس کا روپہلا اور سنہرا رنگ کسی مخلص مومن کے قلب ونظر کو اپنی طرف مائل کرنے میں کامیاب نہیں ہوگا۔

جن حضرات کے پاس اس تحریک کے زہریلے اثرات سے واقف ہونے کے لیے طویل مطالعہ کا وقت نہیں یا وہ اس کو اصول اسلام پر جانچنے کی استعداد نہیں رکھتے یا ان کی نظر اس کی گمراہ کن بنیادوں کے ادراک سے قاصر ہے ان کو اس رسالہ کے ذریعے ان شاء اللہ تعالیٰ اپنے دین کی حفاظت کا راستہ بسہولت مل جائے گا۔ والتوفیق بید اللہ واللہ یھدی من یشآء الی صراط مستقیم۔

تفسیر کے بارہ میں مودودی صاحب کی کھلی چھٹی

فرماتے ہیں:

''قرآن کے لیے تفسیر کی حاجت نہیں ایک اعلیٰ درجہ کا پروفیسر کافی ہے جس نے قرآن کا بنظر غائر مطالعہ کیا ہو اور جو طرز جدید پر قرآن پڑھانے اور سمجھانے کی اہلیت رکھتا ہو وہ اپنے لیکچروں سے انٹرمیڈیٹ میں طلبہ کے اندر قرآن فہمی کی ضروری استعداد پیدا کرے گا۔'' (۱)

غرض یہ کہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ فتنہ مودودیت اپنے موضوع میں ایک کامیاب رسالہ ہے مودودی صاحب کے خلاف بہت بڑی شخصیت کی تصنیف ہے۔ علمی وتحقیقی اعتبار سے اس جیسا کوئی رسالہ راقم الحروف کی نظر سے نہیں گزرا اس میں مودودی صاحب کی تفسیر بالرائے، ان کے نزدیک عبادت کا مفہوم، حکومت الٰہیہ کی حقیقت، عبادات کی حیثیت، احادیث کے بارے میں تنگ وتاریک خیالات اور اس کے خطرناک نتائج، دینی عبادات کا استہزاء، امام مہدی علیہ السلام کے متعلق تحقیقات، جاہلیت، راہبانیت اجتہاد پر زور جیسے اہم موضوعات

(۱) تنقیحات، ص ۲۱۲ فتنہ مودودیت، ص ۲۴

Marfat.com

شامل ہیں۔ من شاء فلیطالعہ۔

مودودی صاحب کوئی ڈھکی چھپی شخصیت نہیں اور نہ ان کے بارے میں علماء کی آراء مخفی اور نامعلوم ہیں۔ کفایت المفتی اور فتاویٰ محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ میں ان کے خلاف اکابر کی آراء معلوم کی جاسکتی ہیں، تفسیر بالرائے کے متعلق مولانا مودودی صاحب اپنی تفسیر کے آئینے میں بلاتبصرہ از افادات حضرت شیخ مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ مرتبہ راقم الحروف مطالعہ فرمایئے۔

حضرت شیخ مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصانیف وتالیفات کی فہرست میں اپنے رسالہ فتنہ مودودیت کا ذکر کرتے ہیں:

''۴۷ رسالہ ردِ مودودیت (غیر مطبوعہ) ۰۷ ۱۳ھ میں مودودیت کی کتابیں بہت ہی کثرت سے پڑھنے کی نوبت آئی تقریباً تین سو رسائل اور کتب مودودی صاحب اوران کی جماعت کی شب وروز جاگ کر پڑھیں اور یادداشتیں ایک رسالہ کی صورت میں جمع کی تھیں اور یہی رسالہ حضرت مدنی قدس سرہ کی اکثر تالیفات کا بھی ملخذ ہے اور قاری سعید صاحب کی تالیف ''کشف حقیقت'' کا بھی ماخذ ہے اور اس ناکارہ نے تقریباً ۵۰ بڑی تقطیع کے صفحات پر خود بھی رسالہ لکھا تھا باوجود اکابر اور احباب کے شدید اصرار کے طبع کی نوبت نہ آئی یہ رسالہ میرے مسودات میں موجود ہے بھائی اکرام کا نقل کیا ہوا ہے۔ (۱)

مولانا مودودی کا عقل کے زور پر بخاری کی احادیث صحیحہ کو رد کرنا

نمبر ۲۵ قولہ:

حمیدالدین فراہی رحمۃ اللہ علیہ بڑے عالم تھے انہوں نے بعض حدیثوں پر عقلی اعتراض کیا مولانا مودودی صاحب نے ان کا رد کیا اور بڑی طاقت سے اس کا رد کیا۔

الجواب:

مودودی صاحب خود آیات واحادیث کو عقل سے رَدّ کرنے کے مرض میں مبتلا ہیں:

۱۔ تنقیحات، ص ۲۱۲ فتنہ مودودیت، ص ۲۴۔

Marfat.com

۱۔ **حدیث:** ماکذ ابراھیم الا ثلث کذبات کے متعلق لکھتے ہیں:

کیا یہ کوئی معقول بات ہے کہ جس حدیث کا متن ایسی باتوں پر مشتمل ہو اس کو بھی ہم نبی ﷺ کی طرف منسوب کرنے پر صرف اس لیے اصرار کریں کہ اس کی سند مجروح نہیں ہے؟ اس طرح کی افراد پسندیاں پھر معاملے کو بگاڑ کر اس تفریط تک نوبت پہنچا سے ایک مجاہد فی سبیل اللہ پیدا ہوگا مگر یہ بات کہتے ہوئے انہوں نے ان شاء اللہ نہ کہا، اس حدیث پر جرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

② یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے نقل کی ہے اور اسے بخاری و مسلم اور دوسرے محدثین نے متعدد طریقوں سے نقل کیا ہے جہاں تک اسناد کا تعلق ہے ان میں اکثر روایات کی سند قوی ہے اور باعتبار روایت اس کی صحت میں کلام نہیں کیا جا سکتا لیکن حدیث کا مضمون صریح عقل کے خلاف ہے ایسی روایت کو محض صحت کے زور پر لوگوں کے حلق سے اتروانے کی کوشش کرنا دین کو مضحکہ خیز بنانا ہے۔[۲]

مودودی صاحب کو احادیث جھٹلانے کا شوق ہے آخر اس حدیث میں کون سی بات ہے جو صریح عقل کے خلاف ہے؟

③ حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء میں پرندوں کے شریک ہونے کے بارہ میں لکھتے ہیں۔

میں خود اس آیت کی تاویل یوں کرتا ہوں کہ داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بہترین، بلند اور سریلی آواز عطا فرمائی تھی اس آواز کے ساتھ جب وہ زبور پڑھتے تو وادیاں گونج اٹھتیں چرند پرند جمع ہو جاتے۔[۲]

مودودی صاحب نے اپنی عقل کے زور پر پہاڑوں اور پرندوں کے داؤد علیہ السلام کے ساتھ تسبیح میں شریک ہونے کی تاویل کی۔ (زیادہ تفصیل کے لیے مولانا مودودی اپنی تفسیر کے آئینے میں بلا تبصرہ کا مطالعہ کیجئے)۔

نمبر۲۶ قولہ:

اگر کوئی اہل اللہ تبلیغ سے روکے تو گھاٹے کا سودا ہے مولانا نذر الرحمن نے تصوف کو تبلیغ

۱۔ تفہیم القرآن پ ۲۳ ج ۴ ص ۳۳۷ ۲۔ تفہیمات حصہ دوم ص ۱۶۸

Marfat.com

کے تابع رکھا ہوا ہے تم لوگ کہیں مقرر نہ بن جانا، خطیبوں سے اگر کام لینا ہوتا تو تبلیغ کا کام اللہ عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے لیتے، ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ سے لیتے حفظ الرحمٰن سیوہاروی رحمۃ اللہ علیہ سے حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ سے لیتے۔

الجواب:

مولوی صاحب نے ظلم کی تمام سرحدیں عبور کر ڈالیں۔ جہاد کے حوالہ سے قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ المشائخ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ پر ہاتھ اُٹھایا اور اب خطیبوں کے عنوان سے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ امام الہند ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ، خطیب ملت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی رحمۃ اللہ علیہ اور رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کا نام لے کر استہزاء کیا کہ یہ لوگ خطیب تھے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کرتے ہوئے کہا. اللہ تعالیٰ نے ان سے تبلیغ کا کام نہیں لیا۔ سبحانک ھذا بھتان عظیم میں کہتا ہوں یہ شخص خوف خدا سے عاری اور تحریک آزادی ہند کی تاریخ سے نابلد ہے۔

ان اکابر سے تبلیغ کی نفی اور اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے تبلیغ کا کام نہیں لیا اللہ تعالیٰ کی ذات پر بہت بڑا افتراء ہے اس کا حساب دینا پڑے گا۔ تنہا اس واعظ سے حساب نہیں ہوگا بلکہ اس کے سبھی مؤیدین کلمۃ الحق سے ساقط بہرے، گونگے لوگوں کو بھی اس کا حساب دینا ہوگا۔

قریب ہے یارو کہ روز محشر چھپے گا کشتوں کا خون کیونکر
جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستین کا

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ خطابت کے بادشاہ تھے۔ مولانا محمد منظور احمد نعمانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "آپ کی خطابت میں سحر آفرینی تھی ایسا لگتا ہے خدا کا بندہ خطاب نہیں جادو کرتا ہے۔"

لاہور تنظیم اہل سنت کانفرس میں مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیر صدارت شاہ

Marfat.com

صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا حضرت مفتی صاحب نے آئندہ اس طرح کے بیان سے روک دیا اور فرمایا شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بیان نے سامعین کو ایسا کر دیا کہ اس وقت آپ جو دعویٰ بھی کرتے لوگ مان لیتے۔

یہ ہیں وہ فکری افکار جو مولوی طارق جمیل صاحب اپنے سینے میں لئے ہوئے ہیں اور اپنے بیانات میں بیان کرتے رہتے ہیں۔ علم کبر ہی پیدا کرتا ہے جب تک کہ کسی اہل اللہ کی جوتیوں میں نہ بیٹھا جائے اور تزکیہ نفس کی دولت نصیب نہ ہو جائے۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں: مولانا نذر الرحمن نے تصوف کو تبلیغ کے تابع رکھا ہوا ہے۔ یہ تو ہمارے شیخ قطب زماں حضرت خواجہ خان محمد قدس سرہٗ کا کمال ہے کہ انہوں نے اپنی باطنی توجہ سے تبلیغ والوں کو تصوف کا قائل اور اس طرف لگا دیا نیز اسباق باطنی کا شوق پیدا کر دیا۔ فقیر اس بات کا چشم دید گواہ ہے کہ حاجی عبدالوہاب صاحب ہمارے شیخ حضرت خواجہ خان محمد صاحب قدس سرہٗ خانقاہ سراجیہ کندیاں ضلع میانوالی کی خدمت میں آتے اور دعا کیلئے درخواست کرتے تھے۔

مولوی صاحب حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کی عقیدت و محبت میں غلو کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ پر اللہ تعالیٰ نے جو الہام فرمایا پچھلی صدیوں میں کسی پر نہیں ہوا پچھلے ہزار سال بھی کہوں تو یہ مبالغہ نہیں ہے۔'' ہم مجددی غلاموں اور اہل علم کے نزدیک بھی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ ہی وہ صاحب علم و عمل شخصیت ہیں جن کو فیضانِ نبوت کی برکت سے حقائق و معارف کے وہ علوم ملے ہیں، جو امام مہدی علیہ السلام کے ظہور تک کسی کو نصیب نہیں ہوں گے اس پر ان کے عمل کی عزیمت بادشاہ جہانگیر کے دربار میں کلمہ حق کہنا اور مکتوبات کے تینوں دفتر گواہ ہیں۔

حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ایسا کوئی کام نہیں ہوا جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو نئے حقائق و معارف عطا فرمائے ہوں اور انہوں نے اس کا دعویٰ کیا ہو۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ کے غلاموں میں سے ہیں ان کی عظمت و بزرگی بھی کسی سے پوشیدہ نہیں ہے حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب حجۃ اللہ البالغہ کو دنیائے اسلام کے علاوہ مغرب کے ملحدین نے بھی تسلیم کیا ہے۔ کیا مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی ایسا کارنامہ

Marfat.com

سرانجام دیا ہے جس سے اہل علم کے شکوک وشبہات دور ہوتے ہوں؟ کیا مولوی طارق جمیل صاحب یہ بتا سکتے ہیں حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی بشارت الہامی بیان کی ہو جس سے ان کی جماعت نجات یافتہ ہو؟ اگر نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے تو پھر اتنا غلو بھی ٹھیک نہیں ہے۔

آیئے! دیکھئے!!! ہمارے امام طریقہ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے الہام فرمایا ہے کہ تجھے اور تیرے مریدوں کو بخش دونگا حضرت مجدد قدس سرہٗ کے سلسلہ کے بزرگ حضرت خواجہ ابوالسعد احمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ بانی خانقاہ سراجیہ کندیاں ضلع میانوالی جن کا وصال ۱۹۴۰ء میں ہوا ہے فرماتے ہیں کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ: "جو تیری زیارت کے لئے آیا بخشا گیا، تو بخشا ہوا ہے، جو تجھ سے مصافحہ کرے گا بخشا جائے گا، جو تیرے پاس مدفون ہوا اس کی مغفرت ہوئی، تو صدی کا مجدد ہے، تو زمین میں ہمارا خلیفہ ہے، تو سارے عالم کا قطب ہے۔" یہ ہیں وہ اہل اللہ جن کے بارے میں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے جو موتی اہل اللہ کی جوتیوں میں ہیں وہ بادشاہی خزانوں میں بھی نہیں ہوتے۔

دین اسلام کل احکام کا نام ہے جزوی نہیں ہے۔ ہم مسلمانوں کے بے شمار پہلو دین اسلام کے مطابق نہیں ہیں اگرچہ ہم اعمال کے لحاظ سے بہت کمزور واقع ہوئے ہیں لیکن قرآنی تعلیمات پر عقیدہ تو مضبوط ہونا چاہئے۔ مولوی طارق جمیل صاحب کی جماعت اور وہ خود جہاد کے جو اسلام کا بہت بڑا رکن ہے پوری طرح قائل نہیں ہیں، ان پر کمزوری اتنی غالب ہے کہ ۳۵ لاکھ کے اجتماع میں سے ۳۱۳ بھی پیدا نہ کر سکے۔ یہیں تک ہی نہیں یہ تو دعا بھی جہاد کے متعلق نہیں کرتے۔ اتنا کمزور ایمان کہ جابر حکمرانوں کے سامنے کلمہ حق تو کیا کہنا اپنے بیان کے آخر میں دعا میں اللہ تعالیٰ سے توفیق جہاد کی دعا بھی نہ کر سکیں۔

اس پر دعویٰ یہ ہے کہ ہمارا کام انبیاء والا ہے اور ہماری جماعت کا مزاج، مزاجِ نبوت ہے۔ مولوی صاحب کو باوجود علم کے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ مزاج نبوت بزدل نہیں ہوا کرتا اور وہ بے سروسامان باطل سے ٹکرا جایا کرتا ہے۔ یہی ہمارے اسلاف دیوبند کا طریقہ تھا جس سے مولوی صاحب انکاری ہیں کیونکہ مولوی صاحب کا مرض یہ ہے کہ وہ مودودی ازم کے قائل ہیں۔

بقول مولانا مظہر بہاولپوری صاحب حضرت ارشد مدنی مدظلہٗ نے فرمایا ہے کہ مولوی طارق جمیل

Marfat.com

مودودی کا پیروکار ہے ہمارے مدارس میں پڑھنے کے بعد بھی مودودیت کے انکار سے نجات حاصل نہ کر سکا۔

جہاد کے بارے میں تبلیغی جماعت کا موقف

ابھی حال ہی میں حضرت مولانا تقی عثمانی صاحب مدظلہ کی کتاب ''تقریر ترمذی'' کراچی سے شائع ہوئی ہے اس کتاب کے صفحہ نمبر ۲۰۹ پر جہاد کے متعلق مولانا عثمانی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں:

''ایک طالب علم نے سوال کیا ہے کہ تبلیغی جماعت کی کون سی کتاب یا تحریر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ جہاد کی ابتدائی فرضیت سے انکار کرتے ہیں؟ کیا علماء کرام نے تبلیغی جماعت کے علماء اور امراء کو اس بات پر متنبہ کیا ہے؟''

بات دراصل یہ ہے کہ تبلیغی جماعت کے مختلف حضرات کی طرف سے لوگ میرے پاس آکر بہت کچھ نقل کرتے رہتے تھے کہ تبلیغی جماعت کے فلاں صاحب نے تقریر میں یہ کہا اور یہ کہا کہ اس وقت جہاں کہیں جہاد ہو رہا ہے، چاہے وہ کشمیر ہو، یا بوسینیا میں ہو وہ جہاد شرعی نہیں ہے اصل چیز تو دعوت ہے اس قسم کی باتیں لوگ میرے پاس آکر نقل کرتے تھے لیکن چونکہ نقل کے اندر غلطی اور غلط فہمی کا امکان رہتا ہے جب تک خود براہ راست نہ سن لیا جائے۔ اس لئے ان باتوں کو میں نے کبھی جماعت یا جماعت کے بزرگوں کی طرف منسوب نہیں کیا لیکن جماعت کے بزرگوں سے جب کبھی ملاقات کا موقع ملا ان کو ان باتوں کی طرف متنبہ ضرور کیا کہ یہ باتیں سننے میں آتی رہتی ہیں آپ حضرات تحقیق کریں اگر یہ باتیں صحیح ثابت ہوں تو ان کا سدباب کریں۔

لیکن اب جماعت کے ایک سرکردہ اور بڑے مقتدر بزرگ جن کا میں بہت احترام کرتا ہوں ان کا ایک خط پڑھنے کا اتفاق ہوا جو انہوں نے ایک صاحب کے نام لکھا تھا جن کے نام وہ خط تھا انہوں نے وہ خط مجھے بھیج دیا اس خط کے اندر تحریر کا سارا رخ اس طرف ہے کہ گویا اس وقت جہاد کی طرف توجہ کرنا یا جہاد کی بات کرنا، جہاد کے بارے میں سوچنا یا جہاد کے بارے

Marfat.com

میں کوئی اقدام کرنا کسی طرح بھی درست نہیں بلکہ جہاد تو اصل میں دعوت کے لئے ہے اگر دعوت کی آزادی ہو تو اس صورت میں نہ صرف یہ کہ جہاد کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ وہ مضر ہے۔ ساتھ میں یہ بھی لکھا ہے کہ ابھی یہ بات لوگوں کی سمجھ میں نہیں آ رہی ہے لیکن رفتہ رفتہ علماء کی سمجھ میں بھی آجائے گی۔ اس خط سے معلوم ہوتا ہے کہ جو باتیں تبلیغی جماعت کے حضرات کی طرف منسوب کر کے نقل کی گئی ہیں وہ اتنی بے بنیاد نہیں ہیں بلکہ یہ فکر رفتہ رفتہ پیدا ہو رہی ہے۔ یہ بات ایسی نہیں ہے کہ اس پر خاموش رہا جائے۔ چنانچہ اس سلسلے میں پھر ہم نے جماعت کے ان حضرات سے زبانی گزارش بھی کی جن سے رابطے ہیں اور بڑوں تک یہ بات پہنچانے کا اہتمام کیا کہ یہ بات جو پیدا ہو رہی ہے یہ بڑی خطرناک بات ہے۔ یہ خط میرے پاس موجود ہے اگر کوئی پڑھنا چاہے تو پڑھ لے۔"

آج کل کا جہاد اقدامی ہے یا دفاعی ہے؟

ایک طالب علم نے پوچھا ہے کہ آج کل جو جہاد ہو رہا ہے یہ اقدامی ہے یا دفاعی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ سب جہاد جو بوسنیا یا کشمیر میں ہو رہے ہیں یہ سب حقیقت میں دفاعی جہاد ہیں، بوسنیا کے مسلمانوں پر خود کفار نے حملہ کر کے ان پر ظلم کیا تھا اس کے نتیجے میں مسلمانوں نے ان کے خلاف ہتھیار اٹھائے۔ جہاں تک کشمیر کا تعلق ہے تو ہندوستان نے زبردستی اس پر قبضہ کیا ہوا ہے اس لئے کہ تقسیم کے وقت یہ طے ہو گیا تھا کہ جن علاقوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہو گی وہ علاقے پاکستان کے ساتھ شامل ہوں گے اس اصول کے اعتبار سے کشمیر پاکستان کا حصہ تھا لیکن ہندوستان نے زبردستی اس پر قبضہ کر لیا اس لئے وہ مقبوضہ علاقہ کہلاتا ہے اب اگر وہاں کے لوگ اپنے علاقے کو کافروں کے تسلط سے آزاد کرانا چاہ رہے ہیں تو یہ دفاعی جہاد ہے۔

تبلیغی جماعت کی بے اعتدالیاں

ایک اہم بے اعتدالی یہ ہے کہ پہلے یہ ہوتا تھا کہ فتویٰ کے معاملے میں تبلیغی جماعت کے حضرات اور ان سے منسلک عوام اہل افتاء کی طرف رجوع کرتے تھے، لیکن اب وہاں فتویٰ دینے کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا ہے اور مسائل میں عام فقہاء امت سے اختلاف کا ایک رجحان

Marfat.com

پیدا ہونے لگا ہے اور بعض حضرات تفریق کی باتیں کرنے لگے ہیں مثلاً یہ بات چل پڑی ہے کہ اب تبلیغ کرنے والے کو اس مفتی سے فتویٰ پوچھنا چاہئے جو تبلیغ میں لگا ہوا ہو دوسرے علماء سے پوچھنا ٹھیک نہیں۔

اور بعض اوقات امراء جماعت ایسے فیصلے کر لیتے ہیں جو شریعت کے مطابق نہیں ہوتے مثلاً یہ بات کہ تبلیغ ودعوت فرض عین ہے یا فرض کفایہ ہے؟ اس بارے میں باقاعدہ ایک موقف اختیار کر لیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ تبلیغ ودعوت نہ صرف یہ کہ فرض عین ہے بلکہ اس خاص طریقے سے کرنا فرض عین ہے جو شخص اس خاص طریقے سے نہ کرے وہ فرض عین کا تارک ہے یہ بھی بہت بے اعتدالی کی بات ہے۔ اسی طرح جہاد کے بارے میں بھی بے اعتدالیاں سننے میں آتی رہتی ہیں۔

تبلیغی جماعت معصوم نہیں

خیر غالب ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ جماعت معصوم ہے اور اس میں کوئی غلطی نہیں ہے یا کوئی بے اعتدالی نہیں ہے۔

دین کل ادب کا نام ہے مولوی طارق جمیل صاحب کا استاذ العلماء حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں انداز بیان پڑھیں مفتی عیسیٰ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"ہمارے شیخ اور استاذ مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ العالی بڑے بڑے علماء نے ان کی خدمات کو سراہا اور ان کے علمی اور عملی مرتبت کو تسلیم کیا، محدث کبیر مولانا شمس الحق افغانی اور امام خطابت مولانا سید عطاء المنعم شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ علماء کی پوری اکیڈمی وہ کام نہ کر سکی جو علماء دیوبند کے اس ایک فرزند ارجمند نے کیا بایں ہمہ مولوی صاحب کہتے ہیں:

"مولانا سرفراز خان صاحب ہمارے سر کے تاج ہیں لیکن انہوں نے ساری زندگی منفی پہلو پر لکھا ہے، منفی پہلو پر لکھتے لکھتے قلم میں شدت آجاتی ہے ان کی جو کتب ہیں ان میں بریلویت کا رَدّ، رافضیت کا رَدّ، غیر مقلدیت کا رَدّ، رَدّ رَدّ ساری زندگی رَدّ میں گزری ہے تو جو آدمی رَدّ کرتا رہتا ہے اس کی بات میں شدت آجاتی ہے (لہٰذا ان کی ہر بات ماننا ضروری نہیں)۔"

Marfat.com

یہ ہیں مولانا سرفراز خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ پران کے ریمارکس اور حاجی عبدالوہاب صاحب کے بارے میں ان کا یہ غلو کہ آج کل کے مولانا اور علماء ان کے قدموں کی خاک بھی نہیں ہیں۔

حضرت استاذ مولانا صوفی عبدالحمید سواتی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

مذہبی تنظیموں اور افراد کا حال اس سے بھی زیادہ خراب تھا۔ یہ انقلابی روح سے بالکل محروم تھے، رجعت پسندی ان کے رگ وریشہ میں سرایت کر گئی تھی اور یہ لاعلاج بیماری کا شکار تھے مولانا (عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ) سرتاپا قرآن کریم کے انقلابی پروگرام اور اس کی وہ تشریحات جو شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فلسفہ اور حکمت سے ثابت ہے اس کے حامل تھے، ان کے علاوہ مولانا کو کوئی چیز بھی مطمئن نہیں کر سکتی تھی۔ تبلیغی جماعت والے بڑی دعا کرتے ہیں کہ ان کا کام سب سے فائق اور پیغمبروں کا اصلی کام ہے، دعوت وتبلیغ بلاشبہ اسلام کا ایک رکن اور اصول ہے تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور تمام مخلصین پیروکاران انبیاء یہ کام کرتے رہے ہیں، لیکن تمام دین کا انحصار صرف تبلیغ میں ماننا اور باقی شعبوں کو بالکل نظر انداز کر دینا اور یہ سمجھنا کہ یہ باقی تو دین کے کام ہی نہیں دین کا کام تو بس یہی ہے جو ہم کرتے ہیں۔ چھ نکات کی تبلیغ، گشت کا عمل، چلہ، چار ماہ، سہ روزہ، جمعرات کا اجتماع، شش ماہی جوڑ، سالانہ ایک بڑا عظیم اجتماع، جماعتوں کی ملک بہ ملک، شہر بہ شہر، قریہ بہ قریہ روانگی، بس یہی دین ہے۔ اس کے علاوہ تعلیم وتدریس، مساجد کی امامت وخطابت، تصنیف و تالیف، مدارس دینیہ اور تعلیم گاہوں کا قیام واجرا، سیاست ملکیہ میں حصہ لینا یا اس کے لیے تنظیم کرنا یا باطل فرقوں کا مقابلہ کرنا، تقریر وتحریر سے اس کا جواب دینا یا بالفعل دشمنان دین کے ساتھ جنگ کرنا یہ تمام امور ان کے نزدیک نصاب سے خارج ہیں۔ گزشتہ برسوں میں کابل وافغانستان میں تقریباً بیس لاکھ مسلمان موت کے گھاٹ اتر چکے ہیں، ان کی حمایت میں عام گنہگار مسلمان اور دینی مدارس کے طلبہ ہزاروں کی تعداد میں شریک ہو کر روس اور روس نواز حکومت کے مقابلہ میں جان کی بازی لگا گئے لیکن تبلیغی جماعت والوں کو اس علاقہ کے قریب ایک اجتماع کرنے کی توفیق بھی نصیب نہ ہوئی تاکہ ان مظلوم مسلمانوں کی تائید وتقویت ہی ہوتی یا ان کے لیے کوئی مالی امداد فراہم کی جاتی۔

عام حالات میں اس جماعت کا شیوہ یہ ہے کہ اس کے بہت سے افراد دینی مدارس کی

Marfat.com

مذمت کرتے ہیں بلکہ بعض تو یہاں تک بھی کہتے ہیں کہ ان دینی مدارس کو چندہ دینا بھی حرام ہے جب تک کہ کوئی اس جماعت میں حصہ نہ لے اور مخفی طور پر علماء کی مذمت و توہین کرتے رہتے ہیں اور ان کی کارگزاری کی تحقیر و مخالفت عمومی پروگرام رہتا ہے۔ قرآن کریم کے درس کے بارے میں یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ قرآن کریم کا درس سن کر کوئی آدمی نیک و صالح نہیں ہوسکتا اور نہ اس کی اصلاح ہوسکتی ہے۔ اصلاح تو گشت کرنے سے اور جماعت کے ساتھ جانے سے ہوتی ہے۔ ایک بڑی مسجد اور دینی ادارے کے بارے میں ایک بہت بڑے معیاری قسم کے مثالی تبلیغی جماعت کے رکن نے ایک دفعہ یہ کہا کہ یہاں سب کام ہو رہے ہیں لیکن دین کا کام نہیں ہو رہا۔ احقر نے عرض کیا کہ آپ نے صرف تبلیغ کا نام ہی سنا ہے اس کے علاوہ آپ کو کسی چیز کا علم نہیں ورنہ ایسی بات نہ کہتے۔ کم وبیش پچیس ہزار آدمیوں کو اس ماحول میں دینی تعلیم سے آراستہ کیا گیا ہے اور کم وبیش ایک لاکھ انسانوں سے زیادہ کی دینی اصلاح ہوئی ہے ان کے عقائد درست ہوئے ہیں اور وہ کفر، شرک اور بدعات کو چھوڑ کر امور خیر کی طرف راغب ہوئے ہیں کیا یہ دین کا کام نہیں ہے؟

بڑے بڑے مال دار اور جاگیر دار اور سرمایہ دار لوگ جماعت میں شریک ہو کر اپنا تفوق جتلاتے رہتے ہیں جس کے پردے میں ان کی بری کارگزاری اور مظالم پر پردہ پڑا رہتا ہے۔ دینی مدارس کے فارغین علماء کرام کو بھاڑے کے ٹٹو خیال کرتے ہیں، بڑے بڑے آدمیوں کو ساتھ لے جا کر ان کا تعارف طلبا، علماء اور کمزور دیندار طبقہ کے لوگوں کے سامنے اس طرح کراتے ہیں کہ یہ صاحب کارخانہ دار ہیں، یہ بڑے صنعت کار ہیں، یہ بڑے ڈاکٹر ہیں، یہ فوجی کرنل ہیں، یہ انجینئر ہیں، فلاں اور فلاں ہیں، یہ کسی مسجد کے امام نہیں یا کوئی مولوی نہیں یہ کوئی مسجد کے موذن یا خادم نہیں وغیرہ وغیرہ...... اس طرح یہ غریب علماء کی تحقیر و توہین ایک خاص طریقہ سے لوگوں کے دلوں میں بٹھاتے رہتے ہیں حالانکہ یہ طریق قرآن کریم کی تعلیمات کے صریح خلاف ہے، اما من استغنی فانت له تصدی!

اگر انصاف سے دیکھا جائے تو فی الجملہ تبلیغ اسلام کا ایک ضروری رکن ہے اور فرض کفایہ ہے لیکن غلو اور افراط تو کسی طرح روا نہیں اگر ماں باپ یا بیوی بچوں کی پرورش اور حفاظت کا کوئی

Marfat.com

معقول انتظام نہ ہو تو ایسی حالت میں تبلیغ کو ترک کیا جا سکتا ہے کیونکہ متعلقین کی خدمت اس حالت میں فرض عین ہوتی ہے اس کو چھوڑ کر فرض کفایہ میں لگ جانا قطعاً روا نہیں۔ بہت سے تبلیغ والے ایسی بے تدبیری کی باتیں کرتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر کوئی مر جائے تو تب بھی یہ کام ہوتے رہتے ہیں۔

حالانکہ موت وحیات کے احکام مختلف ہیں ان کو خلط ملط کرنا درست نہیں۔ بدوضعی اور بے تدبیری کی بات ہے۔

بہر حال تبلیغی جماعت کے اندر اچھے اچھے خدا پرست انسان بھی موجود ہیں۔ خود بانیان جماعت حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کا اخلاص وللّٰہیت اور حدود شرع کی پابندی شک وشبہ سے بالا ہے لیکن جماعت کی عمومی فضا رجعت پسندوں، سرمایہ داروں، کم علموں اور علم دشمنوں سے بھری ہوئی ہے جو اسلام کی انقلابی ذہنیت اور قرآن کے انقلابی پروگرام سے بالکل عاری ہے۔ ستر سال سے تبلیغی جماعتیں چل رہی ہیں کہیں کسی ملک یا علاقہ پر توجہ مرتکز کر کے کوئی تبلیغی اسٹیٹ ہی بنا ڈالتے تو وہ نمونہ کا کام دیتی اور ان کا کام کرنے کا سلیقہ بھی آتا اس جماعت پر اکثر وبیشتر سرمایہ دار حضرات کا تسلط رہتا ہے جو معاملات میں بالکل ناقص اور بدتر ثابت ہوتے ہیں منافع خور ذہنیت رکھتے ہیں اور بعض اوقات حلال وحرام کا امتیاز بھی نہیں کرتے۔ غریب پروری اور مسکین نوازی سے عاری ہوتے ہیں اور اکثر غالی، فاسد الاعتقاد اور معاند اہل بدعت کے پیچھے نماز پڑھتے رہتے ہیں۔

جبکہ مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ کے پیر ومرشد حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ایسے لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنے کو مکروہ تحریمی کا فتویٰ دیتے ہیں اور نیز بہت سے تبلیغ والے تمام زندگی سنت وبدعت میں امتیاز نہیں کر سکتے۔ بدعت کی باطل رسومات ادا کرتے رہتے ہیں اور اسی پر خاتمہ ہو جاتا ہے العیاذ باللہ۔

حضرت مولانا مفتی عیسیٰ خان صاحب مدظلہ اپنی کتاب "کلمة الهادی" کے آخر میں لکھتے ہیں:

Marfat.com

علماء کرام کے لیے لمحہ فکریہ

یہ لوگ علماء کرام کو یہ کہہ کر اغواء کرتے ہیں کہ یہ جو کام ہم کر رہے ہیں یہ دراصل علماء کا کام ہے علماء آگے آئیں اور اس جماعت کی قیادت کریں۔ دراصل یہ ان کی جعل سازی اور فریب ہے ان کے ہاں علماء کا کوئی مقام نہیں۔ یہ علماء کرام کو حقیر سمجھتے ہیں ان کو اپنا تابع اور دوسری جنس شمار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کی ایسی تربیت کرو کہ یہ ہمارے سانچے میں ڈھل جائیں۔ بہت مشکل ہے افسوس تو ان نوجوان فضلاء پر ہے جو دس بارہ سال کے طویل عرصہ میں حصول علم کے بعد اپنے اساتذہ کی محنت اور ان کی متاع عزیز نبوی وراثت اور ان کی تربیت میں حاصل کردہ فضل و ادب کو پس پشت ڈال کر اس طبقہ کی دریوزہ گری کرتے ہیں اور ان کی لن ترانی میں آکر تھوڑے عرصہ میں اپنا سب کچھ گنوا بیٹھتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ان کو چاہیے کہ ان کی باتوں میں نہ آئیں اپنے خزینہ علم کی حفاظت اور وراثت نبوی کا پاس کریں اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں اسلاف امت کا طرز زندگی اپنائیں اپنے اساتذہ اور مشائخ کی اقتداء اور اپنی خداداد بصیرت اور فہم و فراست کے تحت جہاد و قتال فی سبیل اللہ، دینی، سیاسی، علمی اور ہر قسم کی انسانی خدمات سرانجام دیں۔ واللہ الموفق۔

ہمارا مولوی طارق جمیل صاحب سے کوئی ذاتی عناد نہیں ہے ہم ان سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنے افکار و خیالات جو مودودی صاحب کا اثر لیے ہوئے ہیں سے توبہ کریں تاکہ ان کے بیانات مسلک حق اہلسنت والجماعت کی اشاعت کا ذریعہ بنیں۔ آخر میں حضرت امام ربانی مجدد اعظم شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ کا ارشاد ان کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

”ہندوستان میں سادات کا ایک شہر سامانہ تھا وہاں کے خطیب صاحب خطبہ میں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا نام نہیں لیتے تھے حضرت شیخ مجدد صاحب قدس سرہٗ نے وہاں کے سادات کے نام گرامی نامہ لکھا جس میں تحریر فرمایا: ”اگرچہ خطبہ جمعہ میں خلفائے راشدین کا نام لینا شرائط خطبہ میں سے نہیں ہے لیکن یہ طریقہ اہلسنت والجماعت کا ہے اور ان کی پہچان ہے اگر خطیب صاحب ارادۃً خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا نام ترک کرتے ہیں تو ان کا باطن

Marfat.com

خبیث و مردود ہے۔"

آپ سے گذارش ہے کہ آپ اپنی تحقیق سے رجوع کریں جو رافضیت کا اثر لئے ہوئے ہے، اپنے اسلاف دیو بندی کی تحقیق کو قبول فرماویں، نیز آپ سے یہ بھی عرض کرتا ہوں کہ اپنے بیانات میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق زبان بہت سنبھال کر استعمال کریں ورنہ انجام بخیر نہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے اپنے فضل خاص سے توفیق بخشی کہ کتاب "قیوم زماں، مجدد اعظم"، تکمیل کو پہنچی۔

Marfat.com

ذاتی یادداشت

Marfat.com

ادارہ کی شائع کردہ کتب

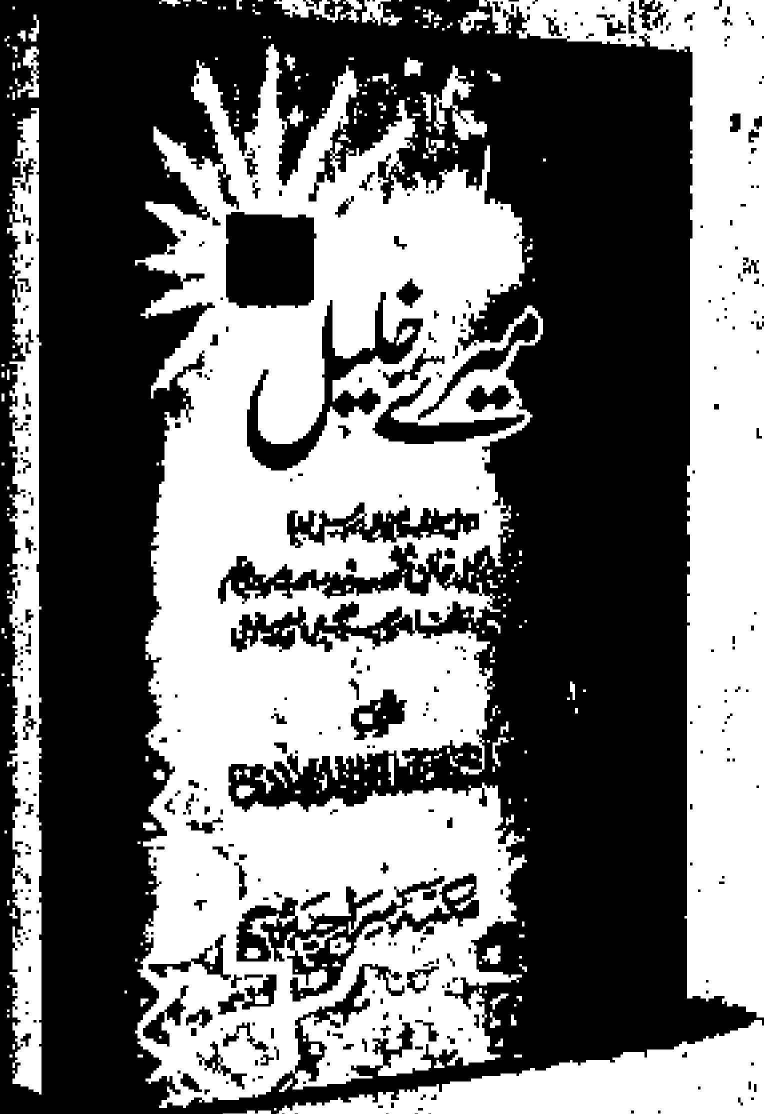

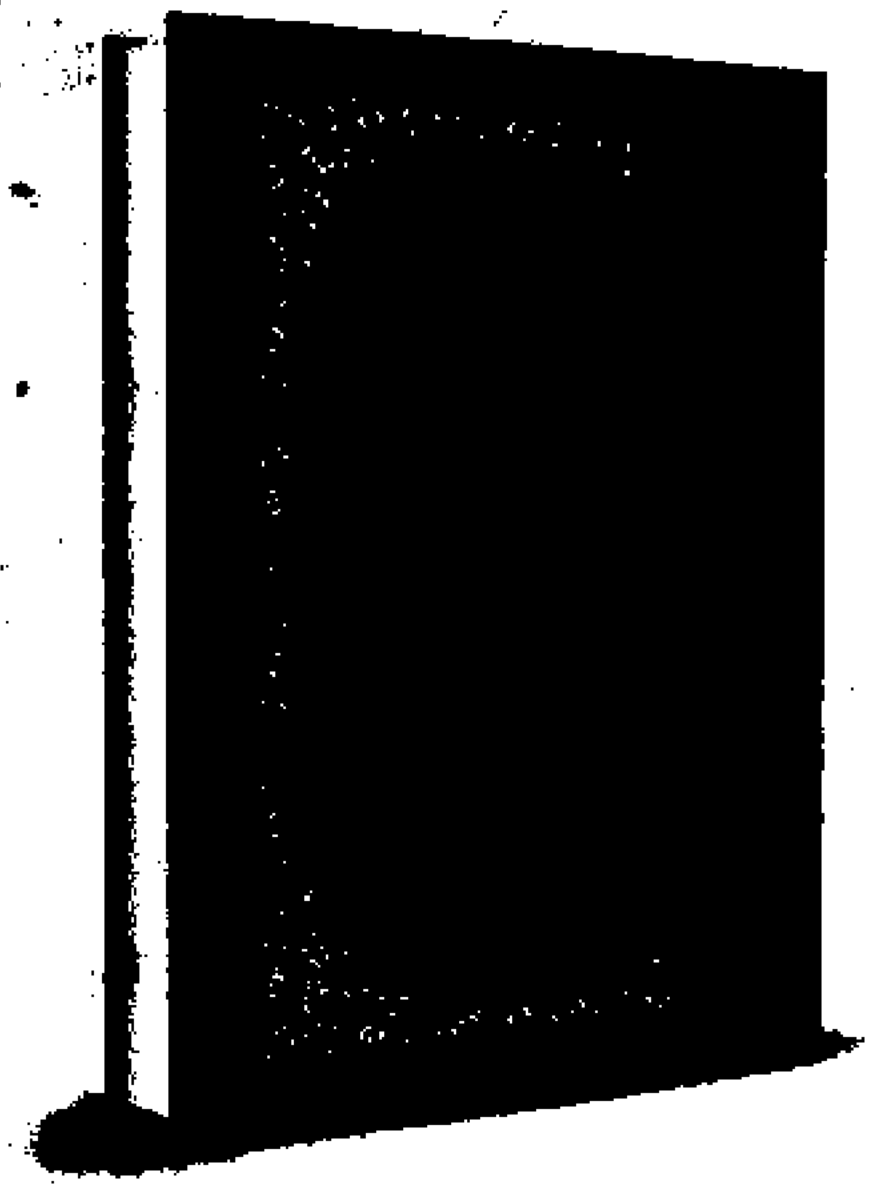

ناشر

مکتبہ سرا...

جامعہ دارالقرآن سراجیہ ...

نزد الحرمین ...

گوجرہ ضلع ...

پنجاب پاکستان

پرنٹرز: ... ایم آرٹ پرنٹرز، لاہور 042-37231566 0302-4329568

Marfat.com